سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ سُبۡحَانَ اللّٰهِ الۡعَظِيۡمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيۡتَ عَلٰى اِبۡرَاهِيۡمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبۡرَاهِيۡمَ اِنَّكَ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكۡ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكۡتَ عَلٰى اِبۡرَاهِيۡمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبۡرَاهِيۡمَ اِنَّكَ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ

ترجمہ و تفہیم.......................میاں محمد جمیل ایم اے

اشاعت اوّل.................................اکتوبر 2003ء

اشاعت دوم.................................جنوری 2004ء

اشاعت سوئم.................................اکتوبر 2004ء

اشاعت چہارم.............................. ستمبر 2005ء

صفحات.................................616

قیمت.................................300

ناشر

ابوہریرہ اکیڈمی 37- کریم بلاک اقبال ٹاؤن لاہور۔ فون: 5417233

ملنے کے مراکز: مکتبہ دارالسلام' نعمانی کتب خانہ' مکتبہ سلفیہ' مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

تعارف فہم الحدیث

میں نے فہم الحدیث میں حدیث کی روانی' کلامِ رسول ﷺ کا تسلسل اور نبوّت کے معجزۂ خطابت کو حتی المقدور قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے یہ اہتمام کیا ہے کہ احادیث کا ترجمہ اور تشریح اس انداز میں عام فہم ہو کہ عام آدمی کی سمجھ میں آسکے۔اسی لیے ابتدا میں باب کا مفہوم اور آخر میں باب کا خلاصہ اس طرح ذکر کرنے کی کوشش کی ہے کہ تعلیم یافتہ طبقے کو کم از کم 80% مسائل کسی عالم دین سے پوچھنے کی ضرورت باقی نہ رہے پھر اس بات کا بھی خیال رکھا کہ فرقہ واریت کی بجائے حدیث کی تشریح اور مفہوم وہی بیان کیا جائے جو رسالتِ مآب ﷺ کے فرمان کا مقصد ہے۔رب کریم کے حضور عاجزانہ التجا ہے کہ وہ اسے ہم سب کے لیے دنیا اور آخرت کی کامیابیوں کا ذریعہ بنائے۔

آمِیْن یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

میاں محمد جمیل ایم اے

آئینۂ کتاب

عذاب قبر کا ثبوت-5

کتاب وسنت کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنا-6

علم کی عظمت وفضیلت-7

طہارت کے مسائل-8

وضو کو لازم کر دینے والے امور-9

بیت الخلاء کے مسائل-10

مسواک کی فضیلت-11

وضو کا طریقہ-12

صدقہ کرنے کی فضیلت-88

بہترین صدقہ-89

عورت کا اپنے خاوند کے مال سے صدقہ کرنا-90

جو صدقہ واپس نہیں لیتا-91

روزوں کے مسائل-92

حدیث	ابواب وعنوانات	صفحہ

دعاؤں کا بیان-105

اللہ تعالیٰ کا ذکر-106

اللہ تعالیٰ کے اسمائے گرامی-107

اللہ تعالیٰ کی تسبیح' حمد و کبریائی اور الوہیت-108

توبہ' استغفار کی فضیلت-109

رحمت الٰہی کی وسعتیں-110

قربانی کے مسائل-122

تجارت کے مسائل اور کسبِ حلال-131

معاملات میں آسانی کرنا-132

خرید وفروخت میں اختیار-133

سود کے احکامات-134

ممنوع تجارت-135

تجارت کے اصول-136

سلم اور رہن کی تجارت-137

ذخیرہ اندوزی-138

مہلت دینا اور دیوالیہ کا بیان-139

شرکت اور وکالت-140

ناجائز قبضہ کرنا اور ادھار لینا-141

شفعہ کیا ہے؟-142

❀❀❀

آئینہ حدیث

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ O. (پ ۱۴ النحل ۴۴)

ہم نے تجھ پر ذکر نازل کیا تا کہ آپ لوگوں کے سامنے کھول کر بیان فرمائیں جو ان کی طرف اتارا گیا ہے اس لیے کہ وہ غور وفکر کریں

وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰى O اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡىٌ يُّوۡحٰى O (پ ۲۷ النجم ۳.۴)

اور وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے مگر جو ان کی طرف وحی کی جاتی ہے

لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِىۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ (پ ۲۱ .النجم ۴۳)

یقیناً رسول اللہ ﷺ کی زندگی تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزماں کی نبوت کے اغراض ومقاصد کا ذکر کرتے ہوئے ایک مقصد یہ بیان فرمایا کہ آپ ﷺ زبانی اور عملی طور پر لوگوں کے سامنے واضح فرمائیں کہ تمہارا خالق ومالک تم سے کیا چاہتا اور تمہیں کس طرح دیکھنا پسند کرتا ہے۔ یہ مقصد لوگوں کے ہاتھوں میں محض ایک دستاویز تھما دینے سے حاصل نہیں ہوسکتا تھا جب تک خدائی پیغام کے مفہوم کا تعین اور ان پر عمل کر کے نہ دکھلایا جائے۔ قرآن مجید کی اس تشریح اور عملی تعبیر کو نبی کریم ﷺ کی مرضی پر چھوڑنے کی بجائے آپ ﷺ کو اس بات کا پابند فرمایا گیا کہ قرآن کی وہی تشریح ہونی چاہیے جو اللہ تعالیٰ آپ کی طرف وحی فرمائیں۔ گویا کہ قرآن کی عملی اور معنوی تشریح فرمان الٰہی کے تابع ہوگی جس کی قرآن حکیم نے وضاحت اور گارنٹی دی ہے۔ جب پیغام الٰہی کی تشریح رسول بھی اپنی مرضی سے نہیں کرسکتا تو کسی دوسرے شخص کو یہ حق کیونکر دیا جاسکتا ہے کہ وہ قرآن کی تشریح اپنی مرضی سے کرتا پھرے یا آپ ﷺ کی قولی اور فعلی تفسیر کو ٹھکرانے کی جسارت کرے اور پھر مسلمان بھی رہے؟

حدیث کا دستاویزی ثبوت: رسول معظم ﷺ نے ابتدا نہایت مختصر وقت کے لیے اپنے فرامین لکھنے سے منع فرمایا تھا تا کہ لکھنے والوں کو قرآن کے الفاظ اور اسلوب کا اندازہ ہوسکے اور وہ قرآن اور آپ ﷺ کے فرمان کا فرق سمجھ سکیں۔ جوں ہی کاتبانِ وحی قرآن اور آپ کے فرمان میں فرق جان چکے تو حکم ہوا جو کچھ میں کہتا جاؤں اس کو ضبط تحریر میں لاتے جاؤ۔

چنانچہ صحابہ ؓ نے نبی کریم ﷺ کے دم واپسیں تک آپ ﷺ کے ایک ایک حرف اور عمل کو احاطہ تحریر میں محفوظ فرمایا۔ اس طرح صحابہ ؓ کے پاس بیش بہا احادیث کا تحریری ریکارڈ جمع ہوا۔ جس میں بعض کے مخطوطے آج بھی دنیا کی لائبریریوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہی وہ مستند ریکارڈ ہے جس کو محدثین نے بے مثال احتیاط کے ساتھ اپنی کتابوں میں درج فرمایا جس کا اعتراف اسلام کے بدترین دشمنوں نے بھی کیا ہے۔ جس کا ہم آگے چل کر ذکر کریں گے۔

صحابہ ؓ کی تدوین حدیث کی دستاویزات

صحابہ کرام نے قرآن مجید اور آپ کے ارشادات کو بڑے اہتمام اور تیز کے ساتھ محفوظ فرمایا۔ جس کے سینکڑوں ثبوت اور

درجنوں دستاویزات آج بھی موجود ہیں۔ جن میں سے یہاں چند ایک کا ثبوت پیش خدمت ہے۔

الصّحیفۃ الصّحیحہ

حضرت ابو ہریرۃ کے شاگرد ھمامؒ بن منبہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے استادِ گرامی حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول محترم ﷺ کے ڈیڑھ صد ارشادات نقل کروائے۔ جس کا نام انہوں نے الصحیفۃ الصحیحہ رکھا۔ تاریخی ریکارڈ کے مطابق یہ صحیفہ نسل در نسل چلتا ہوا امام احمد بن حنبلؒ کے مبارک ہاتھوں میں پہنچا تو انہوں نے مسند احمد میں اس کو من وعن شامل فرمایا اس رسالے کے دو قلمی نسخے شام اور برلن کی لائبریریوں میں اب تک محفوظ ہیں۔ جس کی نقل حاصل کر کے فاضل مکرم ڈاکٹر حمید اللہ نے 1956ء میں شائع کروایا۔ کیونکہ یہ رسالہ ھمام بن منبہ نے تالیف کیا تھا اس لیے ڈاکٹر حمید اللہ نے اسے صحیفہ ھمام منبہ کے نام سے شائع کیا ہے۔

الصّحیفۃ الصّادقۃ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ وہ خوش قسمت اور سعادت مند جوان ہیں جو عدمِ کتابت کے دور میں بھی اچھی طرح لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ یہی وہ جوانِ رعنا ہیں جنکو ایک مرتبہ اکابر صحابہ نے یہ کہہ کر حدیث لکھنے سے منع کیا تھا کہ آپ کیوں رسول کریم ﷺ کی ہر بات درج کیے جا رہے ہیں؟ اس لیے کہ آپ کبھی بے تکلفی کے عالم میں ہوتے ہیں اور کبھی بتقاضاءِ بشریت خفا اور کسی پر ناراض ہوتے ہیں۔ ایسی صورتحال میں آپ کا ہر ارشاد لکھنے کی ضرورت نہیں۔ عبداللہ بن عمروؓ کچھ ایام لکھنے سے کنارہ کش ہوئے تو اچانک رسول کریم ﷺ کی توجہ ان کی طرف مبذول ہوئی آپ ﷺ استفسار فرماتے ہیں کہ عبد اللہ آپ نے میرے فرامین لکھنے کیوں چھوڑ دیے؟ تب انہوں نے پورا ماجرا عرض کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ عبداللہ جو کچھ میری زبان سے نکلتا ہے بلا تامل اسے ضبط تحریر میں لاتے جاؤ کیوں کہ میری زبان سے حق کے بغیر کوئی بات نہیں نکلتی عبداللہ بن عمروؓ کی تدوین حدیث کی خدمات کا اعتراف جناب ابو ہریرہؓ ان الفاظ میں کیا کرتے تھے۔ نبی ﷺ کے صحابہ میں آپ ﷺ کی حدیثیں مجھ سے زیادہ کسی کے پاس نہیں سوائے عبداللہ بن عمرو کے کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔ عبداللہ بن عُمروؓ نہ صرف آپ کے ارشادات ضبط تحریر میں لایا کرتے تھے بلکہ ان کا اہتمام تھا کہ اپنا لکھا ہوا سرورِ گرامی علیہ السلام کی خدمت میں تصحیح کے لیے پیش کیا کرتے تھے۔ بالفاظ دیگر یہ مسودہ براہ رست رسول کریم کی نگرانی میں تیار ہوا۔ اس کتاب میں ہزارہا احادیث درج کی گئی ہیں۔ تفصیل اسد الغابۃ اور شرح نووی میں ملاحظہ فرمائیں۔

صحیفہ عمرو بن حزمؓ

یمن میں نجران عیسائیوں کا مرکز تصور کیا جاتا تھا جو ۱۰ ہجری میں فتح ہوا آپ نے عمرو بن حزم کو اس کا گورنر مقرر فرمایا ان کی تعیناتی کے وقت ابی بن کعبؓ کو حکم دیا کہ ان کو تفصیلی احکامات لکھ کر دیئے جائیں۔ چنانچہ اس دستاویز میں نماز، طہارت، زکوٰۃ، عشر، حج

کے مناسک، جہاد اور غنیمت یہاں تک کہ جزیہ کے مسائل بھی تحریر کروائے گئے۔ ان کے ساتھ اس میں دیت اور تعلیم قرآن کے اصول تحریر کیے گئے۔ یہ صحیفہ عمرو بن حزمؓ سے ان کے پوتے ابوبکر بن محمدؒ اور ان سے امام ابن شہابؒ زھری نے نقل فرمایا۔ جس کے بارے میں امام زھریؒ اس طرح رقمطراز ہیں۔

جَاءَ نِیْ اَبُوْ بَکْرِبْنُ حَزْمٍ بِکِتَابٍ فِیْ رُقْعَةٍ مِّنْ اَدَمٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ.

میرے پاس آنحضرت ﷺ کی ایک کتاب عمرو بن حزم کے پوتے ابوبکر لے کر آئے جو چمڑے کے ٹکڑے پر لکھی ہوئی تھی۔

قَرَأْتُ کِتَابَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ الَّذِیْ کَتَبَ لِعَمْرِوبْنِ حَزْمٍ حِیْنَ بَعَثَهٗ عَلٰی نَجْرَانَ وَ کَانَ الْکِتَابُ عِنْدَ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ حَزْمٍ فَکَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ هٰذَا بَیَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِهٖ.

رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزم کو نجران بھیجتے وقت جو کتاب لکھوائی تھی وہ میں نے پڑھی ہے جو ابوبکر بن حزم کے پاس تھی اس میں رسول اللہ ﷺ نے لکھا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول کیطرف سے ہدایت ہے......... آگے اس دستاویز کا اقتباس ہے

امام زہریؒ نے اپنے شاگرد کو اس کتاب کی نقل دکھاتے ہوئے کہا

بَعَثَ بِهٖ مَعَ عَمْرِوبْنِ حَزْمٍ فَقُرِأَ عَلٰی اَهْلِ الْیَمَنِ هٰذِهٖ نُسْخَةٌ.

یہ کتاب رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزم کے ساتھ بھیجی تھی پس یہ اہل یمن کو پڑھ کر سنائی گئی اور یہ اسی کی نقل ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایات

حدیث کا مطالعہ کرنے والا ایک ادنیٰ طالب علم بھی اس سچائی سے واقف ہے کہ حدیث کے ریکارڈ میں سب سے زیادہ روایات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا اکابر صحابہ بھی بڑے بڑے پیچیدہ مسائل سمجھنے اور نبی کریم ﷺ کے گھریلو حالات جاننے کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف ہی رجوع کیا کرتے تھے۔ مدینہ سے دور رہنے والے لوگ جب آپ سے مسائل پوچھتے تو آپ تحریری طور پر ان کو حدیث رسول بھجوایا کرتی تھیں۔ جن کو جمع کر کے آپ کے بھانجے حضرت عروہؓ نے ایک کتاب تیار فرمائی۔ چنانچہ حضرت عروہؓ فرماتے ہیں۔

''میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے انتقال سے چار پانچ سال پہلے سوچا کرتا تھا کہ اگر ان کا آج انتقال ہو جائے تو مجھے اس بات کی ندامت ہوگی کہ حدیث جو ان کے پاس تھی میں نے محفوظ نہیں کی'' لہٰذا میں نے حضرت عائشہ کی روایات کو محفوظ کر لیا ہے۔

(تہذیب التہذیب)

سَلَامٌ عَلَیْکَ. اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ "مَنِ الْتَمَسَ رِضَی اللّٰہِ بِسَخَطِ النَّاسِ کَفَاهُ اللّٰہُ مُؤْنَةَ النَّاسِ، وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَی النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰہِ وَکَّلَهُ اللّٰہُ اِلَی النَّاسِ" وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ.

حضرت عائشہؓ کا امیر معاویہ کو تحریری جواب

حضرت معاویہؓ نے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کو شام سے یہ لکھ بھیجا کہ مجھے نہایت مختصر کوئی نصیحت لکھ کر ارسال فرمائیں جواباً ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد لکھ کر انہیں ارسال فرمایا۔

السلام علیکم۔ امّا بعد! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''جو شخص اللہ کو راضی کرنے کے لیے لوگوں کی ناراضگی مول لیتا ہے، لوگوں کی مشکلات کے مقابلے میں اللہ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص لوگوں کو خوش کرنے کے لیے اللہ کی ناراضگی مول لیتا ہے اللہ اسے انھیں کے حوالے کر دیتا ہے۔ والسلام (کتاب الآداب ترمذی)

آپ ﷺ کے مراسلات حکمرانوں کے نام

صلح حدیبیہ کے بعد رسول مکرم ﷺ کو جب حجاز بالخصوص اہل مکہ کی طرف سے کچھ اطمینان حاصل ہوا تو آپ نے اپنے پیغام کو عالمگیر پیمانے پر پھیلانے کا اظہار فرمایا۔ اس موقع پر آپ نے صحابہ کے نمائندہ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ اللہ کا دین ہر سو پھیل جائے۔ لہٰذا اس کام کے لیے میں آپ کو دور دراز علاقوں میں بھیج رہا ہوں تا کہ تم میرے پیغام کو مختلف فرماں رواؤں تک پہنچانے کی ذمہ داری سرانجام دو''۔ یہی وہ موقع ہے جب صحابہ نے آپ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ آپ جن لوگوں کو اپنی تحریر کے ذریعے مخاطب کرنا چاہتے ہیں ان کا دستور یہ ہے کہ وہ کسی باضابطہ تحریر کو ہی پڑھنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہماری درخواست ہے کہ آپ اپنے نام کی ایک مہر بنوا کر ان مراسلات پر ثبت فرمائیں تا کہ وہ لوگ ان کی طرف نظر التفات کر سکیں تب آپ ﷺ نے سلطنت رومہ کے فرمانروا قیصر اور فارس کے حکمران کسریٰ یمن کے حاکم تبعہ اور دوسرے حکمرانوں کو خطوط ارسال فرمائے ان میں سے سلطنت رومہ کے بادشاہ کو جو خط لکھا گیا اس خط کا مضمون اور اسکے ردّ عمل کی تفصیلات بخاری کے باب کتاب الایمان میں من وعن پائی جاتی ہے یہ بھی اس بات کا مسلمہ ثبوت ہے کہ آپ ﷺ کے دور اقدس میں حدیث لکھنے کا باضابطہ رواج موجود تھا۔ آپ ﷺ کے مراسلات پر مشتمل اور دیگر سیاسی معاملات کے بارے میں ڈاکٹر حمید اللہ کی کتاب کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ حدیث کے بارے میں مزید تفصیلات جاننے کے لیے درج ذیل اردو کتب کا مطالعہ کیا جائے۔

1۔ کتابت حدیث مولانا ارشاد الحق اثری سابق ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان۔

2۔ کتابت حدیث مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی۔ ادارۃ المعارف کراچی۔

3۔ کتابت حدیث پروفیسر سید ابوبکر غزنویؒ سابق وائس چانسلر اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور۔

4۔ نبی اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی ڈاکٹر حمید اللہؒ فرانس۔

کتب حدیث کا باہمی ربط اور تاریخی تسلسل

اسی تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے سب سے پہلے حدیث کی ضخیم کتاب حضرت امام مالکؒ نے موطا کے نام سے لکھی جس کو انہوں نے اپنے زمانے میں تابعین یعنی صحابہ کرامؓ کے بیٹوں اور شاگردوں کے سامنے پیش کیا۔ جس کا ہر زاویہ سے علمی تجزیہ کرنے کے بعد اہل علم نے اسے صحیح قرار دیا۔ اس لئے اس کا نام موطا رکھا گیا جس کا معنیٰ ہے روندی ہوئی گویا کہ علمی لحاظ سے شدید ترین تنقید سے گزری ہوئی کتاب" امام مالکؒ کے شاگرد امام احمد بن حنبلؒ نے "مسند احمد" کے نام سے ضخیم کتاب تحریر فرمائی ۔امام احمد بن حنبلؒ کے شاگرد عظیم امام بخاریؒ نے صحیح بخاری اور ان کے شاگرد امام مسلمؒ نے صحیح مسلم اور ان کے شاگردوں نے صحاح ستہ میں شامل باقی چار کتابیں تحریر فرمائیں۔ اس طرح حدیث کی چھ کتابیں تیار ہوئیں صحاح کا معنیٰ صحیح اور ستہ عربی میں چھ کے عدد کو کہتے ہیں۔ ان کتابوں میں دین کے 99% مسائل پائے جاتے ہیں۔ باقی مسائل حدیث کی دوسری کتب میں موجود ہیں۔ اس طرح تسلسل کے ساتھ یہ عظیم الشان ذخیرہ حدیث ہم تک پہنچا۔

حدیث کے بغیر قرآن فہمی ناممکن ہے

حدیث رسول ﷺ کی تائید کے بارے میں دستاویزی ثبوت تاریخی ریکارڈ اور محدثین کی لازوال محنت اور بے مثال اصولوں کا ذکر کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم دیانتداری سے یہ فیصلہ کرلیا کہ دین اور اس کے بنیادی ارکان جن کے بارے میں قرآن مجید مختلف الفاظ اور انداز میں بار بار عمل پیرا ہونے کا حکم دیتا ہے۔ حدیث کے بغیر ان پر عمل کرنا ممکن ہے؟ اگر حدیث کی محض مخالفت مقصود نہ ہو تو ایک معمولی عقل رکھنے والا شخص بھی یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ حدیث کے بغیر قرآن کے احکامات پر عمل کرنا ناممکن ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے اکثر مسائل کے بنیادی اصول ذکر کرنے کے بعد ان کی تفصیل رسول کریم ﷺ پر چھوڑ دی ہے۔ تاکہ حدیث کی اہمیت اور ضرورت لوگوں کے سامنے واضح ہو جائے۔ لہٰذا عقیدہ توحید و رسالت کے بعد اسلام کے چار عملی ارکان کے بارے میں حدیث کی رہنمائی کے بغیر منکرین حدیث چند سوالات کے جوابات عنایت فرمائیں۔

1- طہارت نماز کے لیے شرط ہے قرآن سے بتلایا جائے کہ غسل کس طرح کرنا چاہیے؟

2- پانچ نمازوں کی قرآن حکیم سے رکعات ثابت کی جائیں 3- ہر رکعت میں دو سجدے کرنے کا ثبوت کہاں سے لیا گیا ہے؟

4- قیام، رکوع اور سجدہ کی ترتیب کا قرآن سے ثبوت پیش کیا جائے کہ رکوع سجدہ سے پہلے کرنا ہے یا بعد میں؟

1- زکوٰۃ کے نصاب کا تعین کس طرح کیا جائے؟

2- کون کون سی اشیاء میں کس تناسب سے زکوٰۃ دینی چاہیے؟

3- سونا، چاندی، نقدی اور دیگر اشیاء کی زکوٰۃ دینے کے لئے مدّت کا تعین کہاں سے تلاش کیا جائے؟

4- کن اشیاء پر زکوٰۃ واجب ہے اور کون سی چیزیں زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوں گی؟

1- کون سے مریض کو روزہ توڑنے یا نہ رکھنے کی اجازت ہے؟ 2- سفر کی مسافت کا تعین کس آیت کی روشنی میں کرنا چاہیے؟

3- روزہ میں کن امور کی اجازت ہے اور کون سے کام حرام ہونگے؟

4- یہ کہاں سے ثبوت پیش کیا جائے کہ بلا شرعی عذر روزہ توڑنے والے کی سزا کیا ہوگی؟

1- قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ حج کے مہینے معلوم ہیں قرآن سے معلوم کیجئے کہ وہ کون کون سے مہینے ہیں۔

2- حج فرض ہونے کی صورت میں زندگی میں کتنی مرتبہ حج کرنا قرآن سے ثابت ہے۔

3- احرام حج کے لیے لازم ہے اس کا طریقہ اور حکم قرآن سے کون ثابت کرے گا؟

4- منیٰ' عرفات' مزدلفہ میں کب پہنچنا ہے اور کہاں کہاں کتنا ٹھہرنا چاہیے؟

میت دفنانے کا طریقہ قرآن سے ثابت کیجئے

مسلمانوں میں بڑے بڑے الحادی اور منکرین حدیث گزرے ہیں۔ لیکن سب کے سب میت کو نہلاتے' کفناتے جنازہ پڑھتے اور قبر میں دفناتے رہے ہیں۔ اور ہمیشہ وہ ایسا ہی کرتے رہیں گے۔ اگر منکرین حدیث واقعتاً تمام مسائل کے لئے قرآن کو ہی کافی سمجھتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ میت کے کفن دفن اور جنازے کا طریقہ قرآن سے ثابت کریں۔ بصورت دیگر انہیں غسل' کفن اور جنازہ کے بغیر ہی اپنے مردوں کو سپرد خاک کرنا چاہیے۔

غلط فہمی دور کیجئے قرآن کے دلائل' حدیث کی ضرورت اور مستند تاریخی ریکارڈ کے سامنے لاجواب ہونے کے باوجود بعض لوگ اپنی کم علمی یا خبث باطن کی بناء پر محدثین کے خلاف یہ پراپیگنڈا کرتے ہوئے لوگوں کی نگاہوں میں حدیث کا مقام کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ فلاں محدث کے بقول اس نے اتنے لاکھ احادیث میں سے صرف چند ہزار حدیثیں اپنی کتاب میں نقل کی ہیں انہوں نے اتنی احادیث کو کیوں چھوڑا؟ ایسی گفتگو اور اعتراضات اٹھانے والے درحقیقت فن حدیث اور محدثین کے حدیث جمع کرنے کے طریقہ کو نہیں سمجھتے۔ دنیا میں آج تک کوئی محدث ایسا نہیں ہوا جس نے جان بوجھ کر صحیح حدیث کو اپنی کتاب میں شامل کرنے سے انکار کیا ہو۔

ایسا کرنا نہ صرف علمی بددیانتی ہے بلکہ عملاً کفر کرنے کے مترادف ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ محدث حدیث نقل کرتے ہوئے یہ نہیں لکھتے کہ ہم نے اتنی احادیث مسترد کی ہیں وہ تو روایات کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ فلاں حدیث کو بیان کرنے والے اتنے افراد تھے اور ان روایات کو جب جرح وتعدیل کے اصولوں کے منافی پایا گیا تو ہم نے اتنی روایات کو مسترد کر دیا۔ پھر محدثین کا یہ بھی طریقہ کار ہے کہ جب ایک حدیث کئی راویوں اور مختلف اسناد کے ذریعے ان تک پہنچتی ہے تو وہ ان میں سے ثقہ ترین راوی اور سب سے مستند طریقہ سے پہنچنے والی روایت کو قبول کرتے ہیں اور باقی اسناد اور روایات کو چھوڑ دیتے ہیں اس طرح حدیث رسول نہیں چھوڑی جاتی بلکہ اسکے مختلف طُرق کو چھوڑا جاتا ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں ایک سند

(chain) کے ذریعے جو حدیث پہنچتی ہے اسے ایک روایت قرار دیتے ہیں۔ اس طرح جتنی اسناد کے ذریعے وہ حدیث ملے گی اس حدیث کو اتنی ہی مرتبہ شمار کیا جائے گا گویا کہ ایک حدیث اگر دس اسناد سے ملی ہو تو اسے محدثین دس روایات شمار کرتے ہیں۔ جس کو عرف عام میں دس احادیث کہا جاتا ہے اس انداز سے سینکڑوں احادیث ہزاروں کی تعداد میں اور ہزاروں حدیثیں لاکھوں کی تعداد میں شمار کرتے ہیں۔ جس کی بنا پر وہ لاکھوں روایات میں سے سخت ترین جرح وتعدیل کے پیمانے پر پوری اترنے والی روایات کو قبول کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے اتنی روایات میں صرف یہ احادیث قبول کی ہیں۔ حدیث کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے والوں کو چاہیے تو یہ تھا کہ وہ فکری تحفظات اور الحادی تعصبات کو چھوڑ کر محدثین کی اس عدیم المثال اور عظیم الشان محنت پر اغیار کے سامنے فخر کرتے کہ ہمارے آباء واجداد نے ہمارے رسول کے ارشادات کو اس قدر جاں فشانی اور احتیاط کے ساتھ ہم تک پہنچایا ہے۔ جس کی مثال کسی دوسری قوم میں نہیں ملتی اس کے لیے ہزاروں نہیں لاکھوں راویوں کی زندگی کا ریکارڈ بھی انہیں محفوظ کرنا پڑا ان کتابوں کو اسماء الرجال کی کتب شمار کیا جاتا ہے۔

بخاری ومسلم کا مقام مشاہیر اسلام کی نظر میں

بخاری ومسلم اور محدثین کی خدمات کا اعتراف ہر دور کے اہل علم نے کیا۔ یہاں صرف چند بزرگوں کے تاثرات تحریر کرنا چاہوں گا جو بالخصوص پاکستان میں بیک وقت علمی اور عوامی حلقوں میں متعارف ہیں۔ تا کہ بخاری ومسلم کی علمی اور اسنادی حیثیت واضح ہو سکے۔

شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں

صحیح البخاری و لعمری انه نال من الشهرة والقبول درجة لا ترام فوقها (حجة الله البالغة. جلد اوّل)

کہ مجھے اپنی عمر کی قسم بخاری شریف نے اس قدر شہرت اور مقبولیت حاصل کی ہے کہ اس سے زیادہ مقبولیت کا تصوّر بھی نہیں کیا جا سکتا

فکر اہلحدیث کے ترجمان محدّث عظیم مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری ارشاد فرماتے ہیں۔

ایسے شخص کی سوانح عمری یا حالات زندگی قلم بند کرنے جس کے اجتہاد اور تبحر علمی کا عالم میں غلغلہ ہو۔ جس کی صداقت اور دیانت، جس کی اعجاز نما قوت حافظہ، جس کی دقتِ نظری اور نکتہ سنجی کا تمام جہاں میں چرچا ہو، جس کی تصنیف بخاری نے اسلام میں اصح الکتب کا رتبہ حاصل کیا جس کی تالیف پر عمل کرنے والے باستثنائے چند کروڑوں نفوس ہوں کس قدر مشکل اور اہم ہے کہ اس کے لیے جیسے دل و دماغ، وسعتِ نظر، کثرتِ اطلاع، ثاقب رائے کی ضرورت ہے۔ ظاہر ہے مَن آنم کہ مَن دانم ایاز قدرِ خود شناس۔

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ دیوبندی (سابق شیخ الحدیث جامع اشرفیہ لاہور)

امام بخاریؒ ۱۳ شوال سنہ ۱۹۴ھ میں بعد نماز جمعہ بخارا میں پیدا ہوئے اور سنہ ۲۵۶ھ شب عید الفطر میں وفات پائی اور جن شیوخ اور اساتذہ سے علم حاصل کیا وہ امام مالکؒ کے شاگرد یا ان کے شاگردوں کے شاگرد تھے جن کا علم، تقویٰ، ثقاہت اور

امامت دنیا میں آج بھی آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔امام بخاریؒ کا خداداد فہم اور حافظہ بے مثل ورع اور تقویٰ مسلّمات تاریخ میں سے ہے۔جس کی تفصیل کے لیے مستقل تصنیف درکار ہے۔اس مختصر رسالہ میں اس کی گنجائش نہیں۔

صحیح بخاری کی تالیف

جس شان سے صحیح بخاری کی تالیف عمل میں آئی وہ بھی ایک کرامت ہے وہ یہ کہ امام بخاریؒ جب کسی حدیث کے لکھنے کا ارادہ کرتے تو اوّل غسل کر کے دو رکعت نفل نماز ادا کرتے اور اس کے بعد حدیث لکھتے اس طرح سولہ سال کے عرصہ میں اس تالیفِ لطیف سے فراغت پائی۔(حجیت حدیث صفحہ ۱۷۴ تا ۱۷۵)

مولانا سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ مصنف تفہیم القرآن

مولانا محترم منکرین حدیث کے مسلک پر ایک ناقدانہ نظر ڈالتے ہوئے حدیث کی اہمیت وضرورت بیان فرماتے ہیں:

حدیث کا تو ہمارے زمانے سے لے کر آئمہ،صحابہ کرام ﷺ اور نبی ﷺ تک اسناد کا پورا سلسلہ موجود ہے۔لوگ جہاں کسی صحابی کی خبر پالیتے وہاں سینکڑوں میل سے سفر کر کے جاتے اور آنحضرت ﷺ کے حالات پوچھتے۔

جو شخص کہتا ہے کہ ہم صرف کتاب اللہ کو لیں گے اور حکم رسول واسوۂ رسول کو نہ لیں گے وہ رسالت سے اپنا تعلق منقطع کر لیتا ہے۔وہ اس واسطہ کو کاٹتا ہے جسے خود اللہ نے اپنے بندوں اور اپنی کتاب کے درمیان ایک لازمی واسطہ کے طور پر قائم فرمایا ہے۔وہ گویا یہ کہتا ہے کہ خدا کی کتاب اس کے بندوں کے لیے کافی تھی۔مگر خدا نے بلاضرورت یہ فعل عبث کیا کہ کتاب کو رسول ﷺ کے ذریعہ سے نازل فرمایا۔**سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ**۔(تفہیمات حصہ اوّل)

مولانا امین احسن اصلاحیؒ مؤلف تدبّر قرآن

مولانا تفسیر تدبر قرآن اور دیگر کتب کے مصنف ہیں حدیث کے بارے میں بعض مقامات پر منکرین حدیث سے ہم آہنگ ہو جاتے ہیں اس کے باوجود امام بخاری کے علم اور بخاری شریف کے مستند ہونے کے بارے میں فرماتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام علم وفن کا اصلی خزانہ درحقیقت ان کی صحیح بخاری ہے۔جو مسلّم طور پر فنِ حدیث کی سب سے زیادہ قابل اعتماد کتاب ہے۔اسی کتاب کے مطالعہ سے امام بخاریؒ کے علم وتفقہ کا صحیح اندازہ ہوسکتا ہے لیکن یہ کتاب اپنے اندر بڑی ہی نازک فنی مشکلات رکھتی ہے۔اس وجہ سے ہر شخص کے لیے اس سے فائدہ اٹھانا آسان نہیں ہے صرف وہی لوگ اس سے کماحقہ فائدہ اٹھاسکتے ہیں جو بخاری کی خصوصیات سے اچھی طرح واقف ہیں۔(تفہیم دین)

پیر محمد کرم شاہ بریلوی(سابق سجادہ نشین بھیرہ وجسٹس شرعی عدالت پاکستان۔)

تصنیف وتالیف کا یہ تسلسل ہر زمانہ میں قائم رہا۔یہاں تک کہ امام بخاریؒ پیدا ہوئے اور انہوں نے فن تدوینِ حدیث کو معراجِ کمال تک پہنچادیا اور احادیث کی تنقیح وتہذیب کے لئے ایسے اصول مرتب کئے جس کے بعد کسی کو شک وشبہ کی گنجائش تک باقی

نہ رہی اور یہ امام بخاریؒ کا وہ احسانِ عظیم ہے جس کے لئے ساری امت ان کی ممنون ہے۔ (سنت خیر الانام ۱۶۹ تا ۱۷۰)

یورپین مصنفین کا اعتراف اور محدثین کو خراج تحسین

جان ڈیون پورٹ اپنی کتاب ''اپالوجی فار محمد اینڈ دی قرآن'' کا آغاز ان الفاظ سے کرتا ہے ''اس میں کچھ شک نہیں کہ تمام قانون سازوں اور فاتحین میں ایک بھی ایسا نہیں جس کے حالات زندگی محمد ﷺ کے حالات زندگی سے زیادہ مفصل اور سچے ہوں''

محمڈ اینڈ محمڈ نزم اسی طرح ہی ٹرینٹی کالج آکسفورڈ کے فیلو ریورنڈ باسورتھ اسمتھ اپنی کتاب ''محمڈ اینڈ محمڈ نزم'' میں یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہوا کہ ''ہم مسیح کی ماں، مسیح کی خانگی زندگی، ان کے ابتدائی احباب، ان کے ساتھ ان کے تعلقات، ان کے روحانی مشن کے تدریجی طلوع یا اچانک ظہور کے متعلق کیا جانتے ہیں؟ ان کی نسبت کتنے سوالات ہر ایک ذہن میں پیدا ہوئے جو سوالات ہی رہیں گے، لیکن اسلام میں ہر چیز ممتاز ہے، یہاں دھندلا پن اور راز نہیں۔

کوئی شخص یہاں نہ خود دھوکہ کھا سکتا ہے نہ دوسرے کو دے سکتا ہے۔ یہاں دن کی روشنی ہے جو ہر چیز پر پڑ رہی ہے اور وہ ہر ایک تک پہنچ سکتی ہے''۔ (خطبات مدراس ص ۷۲)

ٹومس ولیم بیل اور بینٹیل بیوگریفیکل

اپنی ڈکشنری مطبوعہ لندن ۱۸۹۰ء میں لکھتے ہیں امام بخاریؒ کی تصنیف صحیح بخاری کی سب سے زیادہ قدر کی جاتی ہے اور روحانی و دنیاوی معاملات غرض دونوں حیثیت سے قرآن کے بعد معتبر سمجھی جاتی ہے۔ آگے لکھتے ہیں۔ اس کتاب میں محمد ﷺ کی وحیاں والہامات اور افعال اور اقوال ہی مندرج نہیں ہیں بلکہ قرآن کے اکثر مشکل مقامات کی تفسیر بھی درج ہے۔

بخاری و مسلم پر امت کا اتفاق صحاح ستہ میں بخاری اور مسلم ایسی کتابیں ہیں جن میں ایک روایت بھی کمزور نہیں۔ پھر اس روایت کو سب سے زیادہ ممتاز سمجھا جاتا ہے جس کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ ایک ہی راوی سے بیان کریں۔ یعنی جو روایت امام بخاریؒ نے جس صحابی سے نقل کی ہے اسی صحابی سے امام مسلمؒ اس حدیث کو نقل فرمائیں تو ایسی حدیث کو متفق علیہ کہا جاتا ہے یعنی امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے اس پر اتفاق کیا ہے۔

ان روایات کے بارے میں مالکی، حنفی، حنبلی، شافعی، محدثین، عالم اسلام کے علماء اور جنوبی ایشیاء کے اہلحدیث، دیوبندی اور بریلوی علماء میں آج تک کوئی ایسا عالم نہیں ہوا جس نے ان کتابوں کی روایات کے بارے میں ضعیف ہونے کا الزام لگایا ہو۔

میں نے اسی بناء پر فہم الحدیث میں ان روایات کو جمع کرتے ہوئے دعویٰ کیا ہے کہ اس پر پوری امت کا اتفاق ہے۔

مصابیح السنۃ

امام حسین بن مسعود الفراء البغوی نے ۵۴۳ھ میں صحاح ستہ اور دیگر احادیث کی کتابوں میں سے ''مصابیح السنۃ'' کے نام پر ایسی کتاب لکھی جس میں اسناد نقل کرنے کے بجائے ہر حدیث کو رسول کریم ﷺ کے ارشاد سے شروع کیا اور پھر اسناد کی وجہ سے

حدیث کی کتابوں میں جو تکرار پایا جاتا تھا سب روایات کو جمع کرنے کے بجائے ان میں سے ایسی روایات جمع فرمائیں جس میں پڑھنے والے کو 99 فیصد مسائل اس کتاب میں مل سکیں۔

مشکوٰۃ المصابیح

مصابیح السنہ کے مؤلف امام بغوی نے مشکوٰۃ المصابیح کے ابواب کو دو فصلوں میں تقسیم کیا پہلی فصل میں صرف صحیح ترین احادیث کو نقل فرمایا۔ جب کہ دوسری فصل میں ہر قسم کی روایات رقم فرمائیں۔ اور پھر اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے راوی اور احادیث کی اسناد کو حذف کیا اور متعلقہ کتب کا حوالہ نہیں دیا۔ جبکہ مشکوٰۃ المصابیح کے مؤلف الشیخ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب تبریزی نے ۷۳۷ھ میں مصابیح السنہ میں اضافہ کرتے ہوئے ہر حدیث سے پہلے راوی کا نام یعنی صحابی کا ذکر اور ہر باب میں تیسری فصل کا اضافہ فرمایا اس طرح انہوں نے اپنی کتاب کا نام مشکوٰۃ المصابیح رکھا۔ مشکوٰۃ دیوار میں لگے ہوئے اس طاقچہ کو کہتے ہیں جس میں چراغ رکھا جاتا ہے۔ گویا کہ انہوں نے مصابیح السنہ کی روایات کو مشکوٰۃ میں سجا کر مزید روشن کر دیا ہے۔ (طرق النجات)

مشکوٰۃ المصابیح تمام مدارس میں پڑھائی جاتی ہے اس لئے میں نے مشکوٰۃ سے متفق علیہ، بخاری اور مسلم کی روایات کو مشکوٰۃ کی ترتیب کے مطابق جمع کیا ہے۔ یہ کام قیام پاکستان سے قبل ہندوستان میں عظیم محدّث مولانا محمد ابراہیم آرویؒ نے کیا لیکن موصوف نے احادیث نقل کرنے کی بجائے صرف ترجمہ پر اکتفا فرمایا تھا۔ مجھے اس کتاب کو دیکھنے کی سعادت اس وقت حاصل ہوئی جب میں فہم الحدیث کا کام نصف کے برابر کر چکا تھا۔ مطالعہ سے معلوم ہوا اس کی زبان نہایت پرانی ہو چکی ہے اور پھر حدیث کا متن کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ لطف اور کیف محسوس نہیں ہوتا جو نبوت کی زبان اطہر کا خاصہ ہے۔ البتہ مجھے اس کتاب سے یہ رہنمائی اور حوصلہ ملا کہ یہ کام کرنے کا ہے تبھی تو اس عظیم انسان نے اپنے نہج کے مطابق یہ کام کیا تھا۔

جَزَاهُ اللّٰهُ أَحْسَنَ الْجَزَاء۔

فہم الحدیث کی تحریر کا مقصد

لہٰذا میں نے اس بات کی کوشش کی کہ حدیث کی روانی، کلامِ رسول ﷺ کا تسلسل اور نبوّت کے معجزۂ خطابت کو حتی المقدور قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے یہ اہتمام کیا جائے کہ احادیث کا ترجمہ اور تشریح اس طرح عام فہم ہو کہ عام آدمی کی سمجھ میں آسکے۔ اسی لیے ابتدا میں باب کا مفہوم اور آخر میں باب کا خلاصہ اس طرح ذکر کرنے کی کوشش کی ہے کہ تعلیم یافتہ طبقے کو کم از کم 80% مسائل کسی عالم دین سے پوچھنے کی ضرورت باقی نہ رہے پھر اس بات کا خیال رکھا کہ فرقہ واریت کی بجائے حدیث کی تشریح اور مفہوم وہی بیان کرنے کی کوشش کی جائے جو رسالتِ مآب ﷺ کے فرمان کا مقصد ہے۔ رب کریم کے حضور عاجزانہ التجا ہے کہ وہ اسے ہم سب کے لیے دنیا اور آخرت کی کامیابیوں کا ذریعہ بنائے **آمین یا اَرحَمَ الرَّاحِمِین۔**

میاں محمد جمیل ایم اے

اہمیتِ اخلاص

نیت کسی کام کے کرنے کا ارادہ اور اس کے بارے میں خیالات کی یکسوئی کا نام ہے۔ارادے میں جس قدر یکسوئی ہوگی آدمی اسی قدر ہی کام توجہ، مستعدی اور جذبے کے ساتھ کرنے کی ہمت پائے گا۔نیت خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہونا چاہئے ورنہ بڑے سے بڑا اور اچھے سے اچھا کام یہاں تک کہ رکوع وسجود، خیرات وصدقات اور میدان کارزار میں تڑپ تڑپ کر جان دینا بھی اللہ کی بارگاہ میں گلی کے تنکے کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتا۔شریعت نے اس ہدایت کے ساتھ یہ تصور بھی دیا ہے کہ ربّ ذوالجلال کی عدالت میں صرف اعمال ہی نہیں ان کے ساتھ خیالات ومحرکات کو بھی دیکھا جائے گا۔اس لئے ارشاد فرمایا کہ تمام اعمال کا انحصار آدمی کی نیّت پر ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِاِمْرِئٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوِامْرَاَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت عمر بن خطاب ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا تمام اعمال کا انحصار نیت پر ہے اور آدمی اپنی نیت کے مطابق ہی صلہ پائے گا۔جس نے اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے،جس شخص نے دنیا کے فائدے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہجرت کی اس کی ہجرت اسی کے لئے ہوگی۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

۱۔ نیّت خالص اللہ کی رضا کے لئے ہونی چاہیے۔

۲۔ زبان کی بجائے نیت دل میں کرنی چاہئے۔

۳۔ اخلاص نیّت کے بغیر ہر عمل ضائع ہوجائے گا۔

۴۔ خالص نیّت سے کام میں آسانی،طبیعت میں سکون،عمل میں شوق اور دل میں سرور پیدا ہوتا ہے۔

كِتَابُ الْاِيْمَانِ

ایمان اوراس کے متعلّقات

ایمان کا معنٰی ہے کسی حقیقت کو ماننا اور تسلیم کرنا۔ دین کی اصطلاح میں اللہ اوراس کے رسول ﷺ کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان کی ذات اور فرمان کے شایانِ شان ماننا اور ہمت واستعداد کے مطابق انکے احکامات پر عمل پیرا ہونا ہے۔ آپؐ کے ان ارشادات میں ایمان کے بنیادی مطالبات اور واجبات کا ذکر ہے۔ ایمان کے لوازمات اوراس کے متعلقات کو دل، زبان اور عمل سے پورا کرنا لازم ہے۔ ایمان کی مثال ایسے بیج کی ہے جس سے ایسا تن آور درخت جنم لیتا ہے کہ وہ ہر حال میں اپنی ہریالی کو قائم رکھتے ہوئے ہر موسم میں پھل آور، سدابہار اور ہر سو اپنی مہک سے فضا کو معطر کئے رکھتا ہے۔ ایمان کی بدولت ہی آدمی میں نیکی کرنے کا جذبہ اور ایمان کی کمی بیشی کے ساتھ ہی عمل میں اضافہ اور کمی ہوتی رہتی ہے۔ ایمان کی بنا پر ہی آدمی سب کچھ قربان کرنے پر آمادہ وتیار ہوتا ہے۔ اسی لئے انبیاء کرام علیہم السلام ایمان پر سب سے زیادہ زور دیا کرتے تھے اسی کی خاطر انبیاء اور صلحاء تختہ دار پر لٹکنا زندگی کا حاصل سمجھتے رہے۔ آپ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ایمان کے ستر اجزاء ہیں ان میں بنیادی اور مرکزی جزء کلمہ شہادت کا اظہار اوراس کے تقاضے پورے کرنا ہے۔ اسلام کے بنیادی ارکان پر گامزن ہونا اور لوگوں کی خیر خواہی کرنا ایمان کے اجزاء ہیں۔ ایمان ہی روحانی طاقت کا سرچشمہ اور نیک اعمال کا محرّک ہے

الفصل الاول

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ ؓ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لاَ يُرٰى عَلَيْهِ أَثَرُالسَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِىْ عَنِ الْإِسْلَامِ قَالَ اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ و تُؤْتِىَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهٗ يَسْأَلُهٗ وَيُصَدِّقُهٗ قَالَ فَاَخْبِرْنِى عَنِ الْاِيْمَانِ

پہلی فصل

حضرت عمر بن خطاب ؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول محترم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے تو ایک ایسا شخص ہمارے سامنے آیا جس کا لباس بالکل سفید اور بال نہایت ہی سیاہ تھے۔ اس پر سفر کے اثرات دکھائی نہیں دیتے تھے اور ہم میں سے کوئی بھی اسے پہچان نہ سکا۔ وہ آتے ہی نبی کریم ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ گھٹنے ملا کر اور اپنے ہاتھوں کو آپ ﷺ کی رانوں پر رکھتے ہوئے آپ ﷺ سے استفسار کرنے لگا۔ اے محمد ﷺ! مجھے اسلام کے بارے میں آگاہ فرمائیں۔ ارشاد ہوا اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کا رسول ہے، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور اگر بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت ہو تو اس کا حج ادا کرنا۔ اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہم نے اس بات پر تعجب کیا

قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِىْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ فَاَخْبِرْنِىْ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ مَاالْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَاَخْبِرْنِىْ عَنْ اَمَارَاتِهَا قَالَ اَنْ تَلِدَالْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرَى الْحُفَا ةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِى الْبُنْيَان قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِياً ثُمَّ قَالَ لِىْ يَا عُمَرُ اَتَدْرِىْ مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهٗ جِبْرَئِيْلُ اَتٰكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَاهُ اَبُوهُرَيْرَةَ مَعَ اخْتِلَافٍ وَفِيْهِ وَاِذَا رَاَيْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُكْمَ مُلُوْكَ الْاَرْضِ فِىْ خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَرَاَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَافِى الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَاتَدْرِىْ نَفْسٌ بِاَىِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ". (متفق عليه). 1-1

کہ یہ سوال بھی کرتا ہے اور اس کی تائید بھی۔ پھر اس نے کہا مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اللہ اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، قیامت کے دن، اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لائے۔ وہ آپ ﷺ کی تائید کرتے ہوئے پھر احسان کے بارے میں سوال کرنے لگا ہے۔ ارشاد ہوا اللہ کی عبادت اس طرح کرے جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اسے دیکھ نہیں پاتا تو وہ تجھے یقیناً دیکھ رہا ہے۔ آخری سوال کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مجھے قیامت کے بارے میں بتلایا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس سے قیامت کے متعلق سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ پھر اس نے کہا مجھے اس کی نشانیوں سے ہی آگاہ فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی، تم دیکھو گے ننگے پاؤں برہنہ جسم کہ نہایت غریب بکریوں کے چرواہے بڑے بڑے محلات بنانے پر فخر کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب وہ چلے گئے تو میں کچھ دیر ٹھہرا رہا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا۔ اے عمر! کیا آپ جانتے ہیں یہ پوچھنے والا کون تھا۔ میں نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں فرمایا یہ جبریل امین تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھلانے کے لئے آئے تھے (مسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسی روایت کو تھوڑے سے فرق کے ساتھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب تم ننگے پاؤں، برہنہ جسم، گونگے اور بہرے لوگوں کو زمین پر حکومت کرتے دیکھو گے (تو سمجھو قیامت قریب ہے) قیامت کی خبر ان پانچ باتوں میں شامل ہے جن کا اللہ کے سوا کسی کو علم نہیں پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (۱) اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے۔ (۲) وہی بارش نازل کرتا ہے۔ (۳) وہ اللہ ہی جانتا ہے کہ ماں کے رحم میں کیا ہے۔ (۴) کوئی نہیں جانتا کہ کل اس نے کیا کرنا ہے (۵) اور کسی کو کچھ معلوم نہیں کہ اس کی موت کس سرزمین پر واقع ہوگی۔ یقیناً اللہ جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ (۱) گواہی

شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ. متفق عليه2-2

دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور یقیناً محمد ﷺ اس کا بندہ اور رسول ہے، (۲) نماز قائم کرنا، (۳) زکوٰۃ دینا' (۴) حج ادا کرنا، (۵) اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ (متفق عليه)3-3

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا ایمان کے ستر سے کچھ اوپر اجزاء ہیں ان میں افضل ترین لا الہ الا اللہ کا اقرار ہے اور سب سے ادنیٰ' تکلیف دینے والی چیز کو راستے سے ہٹانا اور حیا بھی ایمان میں شامل ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَانَهَى اللّٰهُ عَنْهُ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ وَلِمُسْلِمٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ ﷺ اَیُّ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ.4-4

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ جبکہ مہاجر وہ ہے جس نے اللہ کے منع کردہ کاموں کو چھوڑ دیا۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم میں اس طرح ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ مسلمانوں میں کونسا مسلمان بہتر ہے ارشاد ہوا جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں۔

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ.(متفق عليه)5-5

حضرت انس ؓ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ آپ ﷺ کو اپنے ماں باپ اور اولاد اور سب انسانوں سے زیادہ نہ چاہنے لگے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَّا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَمَنْ يَّكْرَهُ اَنْ يَّعُوْدَ فِی الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّلْقٰى فِی النَّارِ . (متفق عليه)6-6

حضرت انس ؓ ہی آپ ﷺ کا یہ فرمان ذکر کرتے ہیں۔ جس شخص میں یہ تین خوبیاں موجود ہوں اس نے ایمان کی لذت کو پالیا (۱) جس کے لئے اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوگئے۔ (۲) جس نے صرف اللہ ہی کے لئے کسی سے محبت کی۔ (۳) جو کفر میں پلٹنا اس طرح ناپسند کرے جس طرح وہ اپنے آپ کو آگ میں ڈالا جانا ناپسند کرتا ہے جس سے اللہ نے اس کو بچالیا ہے۔ (بخاری ومسلم)

وعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاقَ طَعْمَ الْاِيْمَانِ مَنْ

حضرت عباس ؓ بن عبدالمطلب ذکر کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے اس شخص نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا جو اللہ کے

رَضِیَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا. (مسلم) 7-7

رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ یَهُوْدِیٌّ وَّلَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوْتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَّا کَانَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ. (مسلم) 8-8

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں اس ذات کبریا کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس امت میں جس یہودی یا عیسائی کو میری نبوت کی اطلاع ہو جائے۔ پھر جو کچھ میرے اوپر نازل ہوا ہے وہ اس پر ایمان لائے بغیر مر جائے وہ ضرور جہنم میں داخل ہو جائے گا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثَةٌ لَّهُمْ اَجْرَانِ (۱) رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْکِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِیِّهٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ (۲) وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْکُ اِذَا اَدّٰی حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِیْهِ (۳) وَرَجُلٌ کَانَتْ عِنْدَهٗ اَمَةٌ یَّطَأُهَا فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ. (متفق علیه) 9-9

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں کے لئے دوگنا اجر ہوگا۔ (۱) اہل کتاب میں وہ شخص جو پہلے اپنے نبی پر ایمان رکھتا تھا اب محمد پر ایمان لے آیا۔ (۲) وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ اپنے مالک کے حقوق ادا کرتا ہے۔ (۳) جس شخص کے پاس لونڈی ہو اور وہ اس سے صحبت کرتا ہو۔ تو اس نے اس کی تعلیم و تربیت کا بہترین خیال رکھا اس کے بعد اسے آزاد کر کے اسے اپنے نکاح میں لے لیا۔ اس کے لئے بھی دوگنا ثواب ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَی اللّٰهِ (مُتفقٌ عَلَیْهِ اِلَّا اَنَّ مُسْلِمًا لَمْ یَذْکُرْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ. (متفق علیه) 10-10

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے خلاف اس وقت تک جنگ جاری رکھوں یہاں تک وہ شہادت نہ دیں کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ جب وہ ایسا کرنے لگیں تو انہوں نے اپنے مال اور مقلوب ہو گیا اور جانیں مجھ سے بچا لئے البتہ اسلام کے حقوق قائم رہیں گے اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے۔ لیکن مسلم شریف میں الا بحق الاسلام کے الفاظ موجود نہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں کہ جس نے ہماری طرح نماز پڑھی، ہمارے قبلے کی طرف رخ کیا، ہماری

ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِکَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ فَلَا تُخْفِرُوا للّٰهَ فِیْ ذِمَّتِهٖ.(بخاری)11-11

ذبح کی ہوئی چیز کو کھایا اس مسلمان کی حفاظت کرنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذمہ داری ہے۔ لیکن تم اللہ کی ضمانت میں دخل انداز ہونے کی کوشش نہ کرو۔ (بخاری)

فہم الحدیث

ارکان اسلام پر عمل کرنے کے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسکے بعد مسلمان کے مال و جان اور عزت و آبرو کی حفاظت، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ذمہ داری ہو جاتی ہے۔ یعنی اب اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ ایسے شخص کے بنیادی حقوق کی حفاظت کرے۔ البتہ اگر وہ مسلمان قتل، ڈاکہ اور بدکاری جیسے جرائم کرے گا تو اس کی سزا ضرور دی جائے گی اس لئے فرمایا کہ کسی مسلمان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فراہم کردہ ضمانت کی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہئے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ اَتٰی اَعْرَابِیٌّ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهٗ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُاللّٰهَ وَلَا تُشْرِکُ بِهٖ شَیْئًا وَّتُقِیْمُ الصَّلٰوةَ الْمَکْتُوْبَةَ وَتُؤَدِّی الزَّکٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَااَزِیْدُ عَلٰی هٰذَا شَیْئًا وَّلَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی هٰذَا. (متفق علیه)12-12

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے مجھے ایسا کام بتلایئے جس پر عمل کر کے میں جنت میں داخل ہو جاؤں فرمایا اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ فرض نمازوں کی حفاظت کرنا، زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھنا اس نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اس میں کمی بیشی نہیں کروں گا۔ جب وہ پلٹنے لگا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو چاہتا ہے کہ میں جنتی آدمی کی زیارت کروں اسے اس شخص کی زیارت کرنی چاہئے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ سُفْیَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الثَّقَفِیِّ ؓ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُلْ لِّیْ فِی الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَّا اَسْاَلُ عَنْهُ اَحَدًا بَعْدَکَ وَفِیْ رِوَایَةٍ غَیْرَکَ قَالَ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ. مسلم13-13

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول محترم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات ارشاد فرمائیں کہ آپ ﷺ کے بعد کسی سے سوال کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے اور ایک روایت میں ہے آپ کے علاوہ فرمایا اللہ پر ایمان لانے کے بعد اس پر ڈٹ جاؤ۔ (مسلم)

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ ؓ قَا لَ جَا ءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْ لِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَا ئِرَ الرَّاْسِ نَسْمَعُ دَوِیَّ صَوْ تِهٖ وَلَا نَفْقَهُ مَا یَقُوْلُ

حضرت طلحہ بن عبید اللہ ؓ فرماتے ہیں کہ نجد سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا جس کے سر کے بال پراگندہ تھے ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ سن رہے تھے لیکن

حَتّٰی دَنَامِنْ رَّسُوْ لِ اللّٰہِ ﷺ فَا ذَاھُوَ یَسْاَ لُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْ لُ اللّٰہِ ﷺ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِی الْیَوْ مِ وَ اللَّیْلَۃِ فَقَا لَ ھَل عَلَیَّ غَیْرُ ھُنَّ فَقَا لَ لاَ اِلَّا اَنْ تَطَوَّ عَ قَا لَ رَسُوْ لُ اللّٰہِ ﷺ وَصِیَا مُ شَھْرِ رَمَضَا نَ فَقَا لَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُ ہٗ قَالَ لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَذَکَرَلَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الزَّکٰوۃَ فَقَا لَ ھَلْ عَلَیَّ غَیْرُھَا فَقَالَ لاَ اِلَّا اَنْ تَطَوَّ عَ قَا لَ فَاَدْبَرَ الرَّ جُلُ وَھُوَ یَقُوْ لُ وَاللّٰہِ لَا اَزِیْدُعَلٰی ھٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْہُ فَقَا لَ رَسُوْ لُ اللّٰہِ ﷺ اَفْلَحَ الرَّ جُلُ اِنْ صَدَ قَ(متفق علیہ)14-14

اس کی بات سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے یہاں تک کہ وہ رسول محترم ﷺ کے بالکل قریب آ کر آپ ﷺ سے اسلام کے بارے میں سوال کرتا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔وہ کہتا ہے کہ کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی نماز ہے آپ ﷺ نے فرمایا نہیں مگر نفل ہیں اگر تو پڑھنا چاہے۔پھر رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ رمضان کے روزے ہیں وہ پوچھتا ہے کہ ان کے علاوہ میرے ذمے کچھ اور بھی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں مگر تو نفلی روزہ رکھنا چاہے۔راوی کہتا ہے پھر آپ ﷺ نے اس سے زکٰوۃ کا ذکر فرمایا۔اس نے پوچھا اس کے علاوہ میرے ذمہ کوئی اور صدقہ ہے۔فرمایا نہیں ہاں نفلی صدقات ہیں اگر تو ادا کرنا چاہے۔حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں وہ شخص پیچھے ہٹ کر کہتا ہے اللہ کی قسم نہ میں اس سے زیادہ کروں گا اور نہ ان میں کمی آنے دوں گا۔آپ ﷺ فرماتے ہیں اگر یہ سچ کہتا ہے تو کامیاب ہو گیا۔(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَا لَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَیْسِ لَمَّا اَتَوُ النَّبِیَّ ﷺ قَا لَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنِ الْقَوْمُ اَوْ مَنِ الْوَفْدِ قَالُوْا رَبِیْعَۃُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْ مِ اَوْ بِالْوَ فْدِ غَیْرَ خَزَا یَا وَلَا نَدَامٰی قَا لُوْا یَا رَسُوْ لَ اللّٰہِ ﷺ اِنَّا لَا نَسْتَطِیْعُ اَنْ نَّاْ تِیَکَ اِلَّافِیْ الشَّھْرِ الْحَرَامِ وَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکَ ھٰذَا الْحَیُّ مِنْ کُفَّا رِ مُضَرَ فَمُرْنَا بِاَ مْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرُ بِہٖ مَنْ وَّرَآءَ نَا وَنَدْخُلُ بِہِ الْجَنَّۃَ وَسَاَ لُوْہُ عَنِ الْاَ شْرِ بَۃِ فَاَ مَرَ ھُمْ بِاَ رْبَعٍ وَّنَھٰھُمْ عَنْ اَرْ بَعٍ اَمَرَ ھُمْ بِالْاِیْمَا نِ بِا للّٰہِ وَحْدَہٗ قَا لَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْاِیْمَا نُ بِا للّٰہِ وَحْدَہٗ قَالُوْاللّٰہُ وَ رَسُوْ لُہٗ اَعْلَمُ قَا لَ شَھَادَۃُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاِقَا مُ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءُ الزَّکٰوۃِ وَصِیَامُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب عبدالقیس قبیلے کے لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے (تعارف چاہتے ہوئے) فرمایا تمہارا کس قوم سے تعلق ہے یا کون سا وفد ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارا تعلق ربیعہ قبیلے سے ہے آپ ﷺ نے وفد کو مرحبا کہتے ہوئے فرمایا تمہیں رسوائی اور پریشانی نہیں اٹھانی پڑی۔وہ کہتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول ﷺ حرمت کے مہینوں کے علاوہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا ہمارے لئے مشکل ہے کیونکہ ہمارے اور آپ ﷺ کے درمیان کفار کا مضر قبیلہ حائل ہے۔آپ ﷺ ہمیں فیصلہ کن ارشادات فرمائیں۔جو ہم پیچھے رہنے والوں کو بھی بتلائیں اور ہم ان پر عمل کر کے جنت میں داخل ہو سکیں۔پھر انہوں نے آپ ﷺ سے پینے والے

رَمَضَانَ وَاَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَنَهٰهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ عَنِ الْحَنْتَمِ وَ الدُّبَّآءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ وَقَالَ احْفَظُوْهُنَّ وَ اَخْبِرُوْ بِهِنَّ مَنْ وَّرَآءَ كُمْ (متفق عليه و لفظه للبخا رى)15-15

برتنوں کے بارے میں سوال کیا۔ اللہ پر ایمان لانے کے ساتھ ان کو چار باتوں کا حکم دیا اور چار چیزوں سے منع کیا۔ پھر پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ ایک اللہ پر ایمان لانے کا کیا معنیٰ ہے؟ وہ کہنے لگے اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' (۱) نماز قائم کرنا' (۲) زکوۃ دیتے رہنا' (۳) رمضان کے روزے رکھنا (۴) اور مال غنیمت میں پانچواں حصہ ادا کرنا۔ چار برتنوں سے ان کو منع فرمایا (۱) حنتم (سبز مٹکا) (۲) دباء (کدو کا برتن) (۳) نقیر (لکڑی کا برتن) (۴) مزفتہ (لاکھ کا برتن) فرمایا کہ ان کا خیال رکھنا اور باقی لوگوں کو ان سے آگاہ کر۔ (بخاری و مسلم یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَحَوْلَهٗ عِصَابَةٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ بَايِعُوْنِىْ عَلٰٓى اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصَوْا فِىْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَّفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فِى الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَهُوَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَآءَ عَفَا عَنْهُ وَاِنْ شَآءَ عَاقَبَهٗ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ. (متفق عليه)16-16

حضرت عبادہ بن صامت ؓ فرماتے ہیں (آپ ﷺ کی خدمت میں کچھ اصحاب حاضر تھے آپؐ نے فرمایا میری بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے' چوری' بدکاری اور اپنی اولادوں کو قتل نہیں کرو گے ایک دوسرے پر تہمت نہیں لگاؤ گے گھڑ لیتے ہوا اور نہ ہی کسی اچھے کام میں نافرمانی کرو گے۔ تم میں سے جس شخص نے ان باتوں پر عمل کیا اس کا اجر اللہ کے ذمے ہیں اور جس نے ان ممنوع کاموں کا ارتکاب کیا اگر دنیا میں اس پر حد جاری ہوئی تو وہ اس کے لئے کفارہ ہوگا۔ جس نے ان امور میں نافرمانی کی اور اللہ نے دنیا میں اس کا پردہ رکھا پھر اللہ کی مرضی ہے چاہے تو معاف کرے یا عذاب سے دوچار کرے ہم نے ان باتوں پر آپ ﷺ کی بیعت کی تھی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ ؓ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِىْ اَضْحٰى اَوْ فِطْرٍ اِلَى الْمُصَلّٰى فَمَرَّ عَلَى النِّسَآءِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّىْ اُرِيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ مَا رَاَيْتُ مِنْ نَّاقِصَاتِ

حضرت ابو سعید خدری ؓ فرماتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ عید قربان یا عید فطر کے روز عیدگاہ میں تشریف لائے جب آپ ﷺ خواتین کے قریب سے گزرے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے خواتین کی جماعت تم صدقہ کرو کیونکہ جہنم میں مجھے تمہاری کثرت دکھلائی گئی ہے خواتین عرض کرتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ایسا کیوں ہے؟ آپ

عَقْلٍ وَّ دِيْنٍ اَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدٰكُنَّ قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ دِيْنِنَا وَعَقْلِنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْاَةِ مِثْلُ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَذَالِکَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا قَالَ اَلَيْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلٰى قَالَ فَذَالِکَ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا . (متفق عليه)17-17

ﷺ نے فرمایا کہ تم کثرت کے ساتھ لعنت بھیجتی اور اپنے خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے تم سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا جو عقل اور دین میں کمزور ہونے کے باوجود سمجھدار آدمی کی عقل ماؤف کر دیتا ہو وہ عرض کرتی ہیں اے اللہ کے رسول ﷺ ہمارا دین اور ہماری عقل کس طرح کم ہے؟ فرمایا کہ کیا عورت کی گواہی مرد سے آدھی نہیں ہے؟ خواتین نے اس بات کا اقرار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہی تو عقلِ ناقص کی دلیل ہے۔ اسی طرح جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو وہ نہ نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزے رکھ سکتی ہے۔ خواتین نے جواب دیا آپ کا فرمان سچ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہی تو دینی لحاظ سے کمزوری ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی كَذَّبَنِیْ ابْنُ اٰدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِکَ وَشَتَمَنِیْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِکَ فَاَمَّا تَكْذِيْبُهٗ اِيَّایَ فَقَوْلُهٗ لَنْ يُّعِيْدَنِیْ كَمَا بَدَاَنِیْ وَلَيْسَ اَوَّلُ الْخَلْقِ بِاَهْوَنَ عَلَیَّ مِنْ اِعَادَتِهٖ وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِيَّایَ فَقَوْلُهٗ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَّاَنَا الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِّیْ كُفُوًا اَحَدٌ وَفِیْ رِوَايَةٍ: ابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَمَّا شَتْمُهٗ اِيَّایَ فَقَوْلُهٗ لِیْ وَلَدٌ وَسُبْحَانِیْ اَنْ اَتَّخِذَ صَاحِبَةً اَوْ وَلَدًا. (بخاری)18-18

حضرت ابو ہریرہ ؓ ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ابنِ آدم مجھے جھٹلاتا ہے حالانکہ یہ اس کے لئے مناسب نہیں۔ وہ میرے بارے میں زبان درازی کرتا ہے یہ اس کے لئے ہرگز جائز نہیں۔ اس کا مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ اللہ مجھے دوبارہ پیدا نہیں کریگا جیسا کہ اس نے پہلی بار پیدا کیا۔ حالانکہ میرے لیے دوسری دفعہ پیدا کرنا پہلی دفعہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان ہے۔ اس کا میرے بارے میں یہ کہنا بدکلامی ہے کہ اللہ کی اولاد ہے جبکہ میں اکیلا اور بے نیاز ہوں نہ میں نے کسی کو جنم دیا اور نہ مجھے کسی نے جنا ہے اور کوئی بھی میری ہرگز برابری کرنے والا نہیں۔ بخاری میں حضرت ابن عباس ؓ کے حوالے سے یہ الفاظ پائے جاتے ہیں کہ ابن آدم کی میرے بارے میں بدکلامی یہ ہے کہ میری اولاد ہے جبکہ میں پاک ہوں نہ میری بیوی ہے نہ اولاد۔ (بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی يُؤْذِيْنِیْ ابْنُ اٰدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَاَنَا الدَّهْرُ بِيَدِیَ الْاَمْرُ اُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ. (متفق عليه)19-19

حضرت ابو ہریرہ ؓ ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتے ہیں جب ابنِ آدم زمانے کو گالیاں دیتا ہے تو یہ مجھے تکلیف دینے کے مترادف ہے۔ جبکہ تمام معاملات میرے ہاتھ میں ہیں اور میں ہی رات دن کو بدلتا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَحَدٌ اَصْبَرَ عَلٰی اَذًی یَسْمَعُهُ مِنَ اللّٰهِ یَدْعُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ یُعَافِیْهِمْ وَیَرْزُقُهُمْ.(متفق علیه)20-20

حضرت ابو موسیٰ اشعری ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا اذیت دینے والی بات سن لینے کے باوجود اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی حوصلے والا نہیں۔لوگ اللہ تعالیٰ کی اولاد ٹھہراتے ہیں اس کے باوجود وہ انہیں عافیت اور رزق عطا فرماتا ہے۔(بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

تِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ ہم لوگوں کے درمیان ایام کو بدلتے رہتے ہیں

زمانہ جاہلیت میں لوگوں کو ناگہانی مصیبت آتی تو وہ اپنی اصلاح اور اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرنے کی بجائے گردشِ زمانہ کو اسکا موجب قرار دیتے ہوئے زمانے کو برا بھلا کہتے حتیٰ کہ بعض لوگ گالیاں دینا شروع کر دیتے کہ یہ سب کچھ زمانہ کے تغیّر وتبدّل کا نتیجہ ہے۔یہ ان کی سراسر جہالت تھی اس سے وہ اپنے آپ کو نیک و پاک سمجھتے اور بالواسطہ اللہ تعالیٰ کو موردِ الزام ٹھہراتے۔جس طرح شعراء برائی کی نسبت آسمان کی طرف کیا کرتے ہیں۔اس فرمانِ الٰہی سے سمجھایا جا رہا ہے کہ لیل و نہار کی گردش اور گردشِ زمانہ اسی کے اختیار میں ہے ۔لہٰذا زمانے کو برا کہنا بالواسطہ رب کریم کو برا کہنے کے مترادف ہے۔

عَنْ مُعَاذٍ ﷛ قَالَ کُنْتُ رِدْفَ النَّبِیِّ ﷺ عَلٰی حِمَارٍ لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُ اِلَّا مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ یَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِیْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰی عِبَادِهٖ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَی اللّٰهِ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَی الْعِبَادِ اَنْ یَّعْبُدُوْهُ وَلَا یُشْرِکُوْا بِهٖ شَیْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَی اللّٰهِ اَنْ لَّا یُعَذِّبَ مَنْ لَّا یُشْرِکُ بِهٖ شَیْئًا فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَفَلَا اُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَیَتَّکِلُوْا.(متفق علیه)21-21

حضرت معاذ ﷛ فرماتے ہیں میں رسولِ محترم ﷺ کے پیچھے گدھے پر سوار تھا میرے اور آپ ﷺ کے درمیان صرف کاٹھی کی آخری لکڑی تھی ۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے معاذ! تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے پر کیا حق ہے اور بندوں کے اللہ تعالیٰ پر کیا حقوق ہیں؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ ارشاد ہوا بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ تعالیٰ پر بندوں کا حق یہ ہے جب تک وہ شرک نہیں کرتے وہ انہیں عذاب سے دوچار نہ فرمائے۔میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ خوشی کا پیغام میں لوگوں تک نہ پہنچاؤں؟ فرمایا کہ نہیں اس طرح وہ محنت کرنا چھوڑ دیں گے۔(بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷛ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ وَمُعَاذٌ رَدِیْفُهٗ عَلَی الرَّحْلِ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْکَ یَا

حضرت انس ﷛ فرماتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ سواری پر تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کے پیچھے معاذ ﷛ بھی سوار

رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْکَ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَسَعْدَیْکَ قَالَ یَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَسَعْدَیْکَ ثَلٰثًا قَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ یَّشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِہٖ اِلَّا حَرَّمَہُ اللّٰہُ عَلَی النَّارِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَفَلَا اُخْبِرُ بِہِ النَّاسَ فَیَسْتَبْشِرُوْا قَالَ اِذًا یَّتَّکِلُوْا فَاَخْبَرَ بِھَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِہٖ تَاَثُّمًا .(متفق علیه)22-22

تھے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے معاذ! انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں حاضر خدمت ہوں حکم فرمائیے! آپ ﷺ نے کچھ دیر کے بعد پھر فرمایا کہ اے معاذ! وہ عرض کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے حضور موجود ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! عرض کرتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور ارشاد فرمایا جس شخص نے صدق دل کے ساتھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام فرما دیں گے۔ معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں یہ خوشخبری لوگوں کو نہ بتلاؤں تا کہ وہ خوش ہو جائیں؟ فرمایا نہیں اس طرح وہ صرف کلمہ پڑھنے پر ہی اکتفا کر لیں گے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے گناہ کے ڈر سے آپ ﷺ کا یہ ارشاد اپنی موت کے وقت لوگوں کے سامنے بیان کیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَعَلَیْہِ ثَوْبٌ اَبْیَضُ وَھُوَ نَائِمٌ ثُمَّ اَتَیْتُہٗ وَقَدِ اسْتَیْقَظَ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰی ذٰلِکَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ عَلٰی رَغْمِ اَنْفِ اَبِیْ ذَرٍّ وَّکَانَ اَبُوْ ذَرٍّ اِذَا حَدَّثَ بِھٰذَا قَالَ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِیْ ذَرٍّ. (متفق علیه)23-23

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اس وقت سفید چادر لئے ہوئے آرام فرما رہے تھے۔ میں دوبارہ حاضر ہوا تو آپ ﷺ جاگ چکے تھے۔ ارشاد ہوا جس شخص نے لا الہ الا اللہ پڑھا اور پھر اسی عقیدے پر فوت ہوا وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے عرض کیا چاہے وہ چور ہو یا زانی؟ فرمایا ہاں چور ہو یا بدکار۔ میں نے دوبارہ تعجب سے پوچھا اگر وہ چور اور بدکار ہو تب بھی؟ فرمایا اگرچہ وہ زانی اور چور ہو تب بھی میرے تیسری دفعہ پوچھنے پر آپ ﷺ نے انہی الفاظ کا اعادہ کرتے ہوئے یہ محاورہ استعمال فرمایا۔ اگرچہ ابوذر کی ناک خاک آلود ہو۔ (توحید والا تو ضرور جنت میں داخل ہوگا)۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جب بھی آپ کا فرمان نقل کرتے تو اعزاز کے طور پر یہ الفاظ دہرایا کرتے تھے کہ اگرچہ ابوذر کی ناک خاک آلود ہو جائے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ شَھِدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں جس نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا

لَا شَرِيْکَ لَهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ وَابْنُ اَمَتِهِ وَكَلِمَتُهُ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ. (متفق عليه)24-24

کوئی معبود نہیں اپنی ذات اور صفات کے لحاظ سے ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کا بندہ اور رسول ہے۔عیسیٰؑ بھی اللہ کا بندہ اور اس کا رسول اور اس کی بندی کا بیٹا اور اللہ کا حکم ہے جو اس نے مریم کی طرف القاء فرمایا اور وہ روح اللہ ہے پھر جنت اور دوزخ کو حق سمجھا۔اس کے عمل جیسے بھی ہوں اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِىَّ ﷺ فَقُلْتُ ابْسُطْ يَمِيْنَكَ فَلَأُ بَايِعَكَ فَبَسَطَ يَمِيْنَهُ فَقَبَضْتُ يَدِىْ فَقَالَ مَالَكَ يَا عَمْرُو قُلْتُ اَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِطَ قَالَ تَشْتَرِطُ مَاذَا قُلْتُ اَنْ يُّغْفَرَ لِىْ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ يَا عَمْرُو اَنَّ الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَاَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَاَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ . وَالْحَدِيْثَانِ الْمَرْوِيَّانِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا اَغْنَى الشُّرَكَآءِ عَنِ الشِّرْكِ وَالْاٰخَرُ الْكِبْرِيَآءُ رِدَآئِىْ سَنَذْكُرُ هُمَا فِىْ بَابِ الرِّيَآءِ وَالْكِبْرِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.رَوَاهُ مُسْلِمٌ 25-25

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ اپنا دایاں ہاتھ آگے کیجئے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں جب آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ آگے فرمایا تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا تب آپ ﷺ پوچھتے ہیں اے عمرو! کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ایک شرط کے ساتھ بیعت کرتا ہوں ارشاد ہوا کہ وہ کونسی شرط ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میرے گناہ معاف کر دیے جائیں۔فرمایا عمرو تو نہیں جانتا یقیناً اسلام پہلے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے؟ اسی طرح ہجرت سے بھی پہلے گناہ ختم ہو جاتے ہیں؟ اور یقیناً حج سے بھی سابقہ غلطیاں معاف ہو جاتی ہیں؟ دونوں احادیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہیں وہ کہتے ہیں رسول کریم ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں شریکوں سے بے نیاز ہوں دوسری روایت میں ہے کبریائی میری چادر ہے۔مصنف کہتے ہیں ان شاء اللہ عنقریب ہم ریا اور کبر کے باب میں ذکر کریں گے۔(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ.(مسلم)26-26

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول معظم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس نے توحید ورسالت کی گواہی دی اللہ تعالیٰ نے اس پر جہنم کی آگ حرام قرار دی ہے گا۔(مسلم)

عَنْ عُثْمَانَ ﷺقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ.(مسلم)27-27

حضرت عثمان ﷺ آپ ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں جو شخص اس حالت میں فوت ہوا کہ اسے یقین ہے کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں وہ جنت میں داخل ہو جائے۔(مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثِنْتَانِ مُوْجِبَتَانِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالْمُوْجِبَتَانِ قَالَ مَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَمَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ.(مسلم)28-28

حضرت جابر ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا دو باتیں لازم ہونے والی ہیں۔ایک آدمی نے عرض کیا وہ لازم ہونے والی کون سی دو باتیں ہیں؟ فرمایا جس نے اللہ کے ساتھ ذرہ برابر شرک کیا وہ جہنم میں داخل ہوگا اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنایا وہ جنت میں داخل ہوگا۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَنَا اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فِیْ نَفَرٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ اَظْهُرِنَا فَاَبْطَاَ عَلَيْنَا وَخَشِيْنَا اَنْ يُّقْتَطَعَ دُوْنَنَا وَفَزِعْنَا فَقُمْنَافَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ اَبْتَغِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اَتَيْتُ حَآئِطًا لِّلْاَنْصَارِ لِبَنِی النَّجَّارِ فَدُرْتُ بِهٖ هَلْ اَجِدُ لَهٗ بَابًا فَلَمْ اَجِدْ فَاِذَا رَبِيْعٌ يَدْخُلُ فِیْ جَوْفِ حَائِطٍ مِّنْ بِئْرٍ خَارِجَةٍ وَّالرَّبِيْعُ الْجَدْوَلُ قَالَ فَاحْتَفَزْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ ﷺ فَقُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا شَاْنُکَ قُلْتُ كُنْتَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا فَقُمْتَ فَاَبْطَاْتَ عَلَيْنَا فَخَشِيْنَا اَنْ تُقْتَطَعَ دُوْنَنَا فَفَزِعْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَاَتَيْتُ هٰذَا الْحَائِطَ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ وَهٰؤُلَاۗءِ النَّاسُ وَرَآئِیْ فَقَالَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ وَاَعْطَانِیْ نَعْلَيْهِ فَقَالَ اذْهَبْ بِنَعْلَیَّ هَاتَيْنِ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور ہمارے ساتھ حضرت ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی صحابہ ﷺ کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے۔رسول محترم ﷺ اچانک اٹھ کھڑے ہوئے اور کافی دیر تک واپس تشریف نہ لائے ہمیں خوف محسوس ہوا کہ کہیں آپ ﷺ کو شہید نہ کر دیا گیا ہو۔سب سے پہلے میں نے اس بات کو محسوس کیا اور پھر ہم سب آپ ﷺ کی تلاش کے لئے نکلے۔میں آپ کو تلاش کرتے ہوئے انصار کے بنی نجار قبیلہ کے ایک باغ کی چار دیواری کے قریب پہنچا کوشش کے باوجود مجھے دروازے کا پتا نہ چل سکا۔یہاں میں سکڑتے ہوئے باغ میں کنوئیں سے آنے والی نالی کے ذریعے اندر داخل ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔آپ فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ ہو؟ میں نے عرض کی ہاں اللہ کے رسول ﷺ! آپؐ نے فرمایا کہ اس طرح اٹھ جانے اور دیر کرنے کی وجہ سے ہم فکر مند ہوئے ہیں کہ کہیں آپ ﷺ کو ہماری غیر موجودگی میں شہید نہ کر دیا جائے تو سب سے پہلے میں نے اس بات کو محسوس کیا۔میں دیوار کے نیچے اس

فَمَنْ لَّقِيکَ مِنْ وَّرَآءِ هٰذَ الْحَآئِطِ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَكَانَ اَوَّلُ مَنْ لَّقِيْتُ عُمَرَ فَقَالَ مَا هَاتَانِ النَّعْلَانِ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ هَاتَانِ نَعْلَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَنِيْ بِهِمَا مَنْ لَّقِيْتُ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ بَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ فَضَرَبَ عُمَرُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَخَرَرْتُ لِاِسْتِيْ فَقَالَ ارْجِعْ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَجْهَشْتُ بِالْبُكَآءِ وَرَكِبَنِيْ عُمَرُ وَاِذَا هُوَ عَلٰى اَثَرِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَالَکَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قُلْتُ لَقِيْتُ عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهُ بِالَّذِيْ بَعَثْتَنِيْ بِهٖ فَضَرَبَ بَيْنَ ثَدْيَيَّ ضَرْبَةً خَرَرْتُ لِاِسْتِيْ فَقَالَ ارْجِعْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا عُمَرُ مَا حَمَلَکَ عَلٰى مَا فَعَلْتَ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ بَعَثْتَ اَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْکَ مَنْ لَّقِيَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ بَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَاِنِّيْ اَخْشٰى اَنْ يَّتَّكِلَ النَّاسُ عَلَيْهَا فَخَلِّهِمْ يَعْمَلُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخَلِّهِمْ .(مسلم)29-29

طرح سکڑ کر آیا ہوں جس طرح لومڑی سکڑ کر داخل ہوتی ہے اور باقی اصحاب بھی میرے پیچھے آپ ﷺ کی تلاش کے لئے نکلے ہیں۔ پھر مجھے جوتے دیتے ہوئے فرمایا کہ انہیں لے جاؤ اس دیوار کے پیچھے جو شخص بھی تجھے ملے اور وہ سچے دل کے ساتھ لا الہ الا اللہ پڑھنے والا ہو تو اسے جنت کی خوشخبری دیجئے۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے اور وہ پوچھتے ہیں کہ یہ جوتے کس کے ہیں میں نے بتایا کہ یہ رسول اکرم ﷺ کے نعلین ہیں (آپ نے مجھے یہ نشانیاں دے کر بھیجا ہے میں ہر اس شخص کو جنت کی خوشخبری سناؤں جس نے سچے دل کے ساتھ لا الہ الا اللہ پڑھا ہے۔) حضرت عمر ؓ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا جس سے میں پیٹھ کے بل گر پڑا اور فرمایا واپس چلو میں روتا ہوا رسول کریم ﷺ کی طرف واپس چلا اور مجھے یوں لگتا تھا جیسے حضرت عمر ؓ میرے اوپر سوار ہو چکے ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ابو ہریرہ تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں جناب عمر ؓ کو ملا اور ان کو آپ ﷺ کی طرف سے خوشخبری سنائی جس کے لئے آپ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا لیکن انہوں نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور میں پیٹھ کے بل گر پڑا۔ پھر انہوں نے مجھے آپ ﷺ کے ہاں لوٹنے کا حکم دیا تب رسول محترم ﷺ پوچھتے ہیں کہ اے عمر آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ حضرت عمر ؓ جواب دیتے ہیں کہ اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں کیا آپ نے واقعی ابو ہریرہ کو اپنے جوتے دے کر اس پیغام کے ساتھ بھیجا ہے کہ جس نے دل کی سچائی کے ساتھ لا الہ الا اللہ پڑھا وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بالکل ایسا ہی ہوگا۔ حضرت عمر ؓ عرض کرتے ہیں کہ آپ کے اس فرمان سے میں خدشہ محسوس کرتا ہوں کہ لوگ صرف اس شہادت کو ہی کافی سمجھیں گے اس لئے انہیں محنت کرنے دینا چاہئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بالکل انہیں ایسا ہی کرنا چاہئے۔ (مسلم)

عَنْ وَّهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ رحمه الله تعالىٰ قِيْلَ لَهُ

حضرت وہب بن منبہ ؒ سے کسی نے یہ سوال کیا کیا لا الہ الا

اَلَیْسَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لَّیْسَ مِفْتَاحٌ اِلَّا وَلَهٗ اَسْنَانٌ فَاِنْ جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَّهٗ اَسْنَانٌ فُتِحَ لَکَ.(بخاری فی ترجمة الباب) 30-30

اللہ جنت کی چابی نہیں ہے؟ انہوں نے فرمایا کیوں نہیں؟ لیکن ہر چابی کے دندانے (پیچ) ہوا کرتے ہیں اگر تو پیچ دار چابی سے دروازہ کھولے گا تو کھل سکتا ہے (بصورت دیگر تیرے لئے دروازہ نہیں کھل سکتا۔)(بخاری ترجمۃ الباب)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَحْسَنَ اَحَدُکُمْ اِسْلَامَهٗ فَکُلُّ حَسَنَةٍ یَّعْمَلُهَا تُکْتَبُ لَهٗ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَّکُلُّ سَیِّئَةٍ یَّعْمَلُهَا تُکْتَبُ بِمِثْلِهَا حَتّٰی لَقِیَ اللّٰهَ .(متفق علیه)31-31

حضرت ابو ہریرہ ؓ رسول کریم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جس نے صحیح معنوں میں اسلام اختیار کیا اس کی ہر نیکی کے بدلے اسے دس سے سات سوگنا ثواب ملے گا جبکہ گناہ برائی کے برابر ہی لکھا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے موت واقع ہو جائے۔(بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔قرب قیامت دولت کی بہتات ہوگی اور حکمران حق کہنا اور سچ سننا برداشت نہیں کرینگے۔

۲۔بدکاری عام ہو جائے گی۔

۳۔اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر ہے باقی شریعت انہیں کی تشریح ہے۔

۴۔لا الہ الا اللہ پر ٹھیک ٹھیک یقین رکھنے والا بالآخر جنت میں داخل ہوگا۔

۵۔صرف فرائض پورے کرنے سے جنت مل سکتی ہے۔

۶۔زمانے کو برا کہنا اللہ تعالیٰ کو تکلیف دینے کے مترادف ہے اور کسی کو اس کی ذات کا جزو یا بیٹا ٹھہرانا ذاتِ کبریا کو گالی دینے کے برابر ہے۔

۷۔بہترین مسلمان وہ ہے جس سے دوسرے مسلمان کی مال و جان اور عزت محفوظ رہے۔

۸۔سرور گرامی ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ محبت تکمیل ایمان ہے۔

۹۔اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا لونڈی جب اپنے آقا کو جنم دے گی۔

محدثین نے ان الفاظ کے درج ذیل مطالب بیان کئے ہیں۔

(ا) اولاد کا ماں باپ کے ساتھ ملازموں جیسا سلوک کرنا۔

(ب) غلامی کا رواج ہونا اور لونڈیوں کی اولاد کی اکثریت ہونا۔

(ج) اولاد کا ماں باپ کا نافرمان ہونا اور غلامانہ ذہن رکھنے والے حکمران ہونا۔

❁❁❁

بَابُ الْكَبَائِرِ وَعَلَامَاتِ النِّفَاقِ

بڑے بڑے گناہ اور منافقت کی نشانیاں

انسان سے سرزد ہونے والے گناہ اپنی نوعیت، سنگینی، اور منفی اثرات کے اعتبار سے دو قسم کے ہوتے ہیں۔ چھوٹے اور بڑے۔ معمولی اور چھوٹے گناہ ایمان، اخلاق اور معاملات پر وقتی اور معمولی اثر انداز ہوتے ہیں بشرطیکہ چھوٹے گناہوں کو معمول نہ بنالیا جائے ورنہ یہ بھی بڑے گناہوں کی طرح انسان کی ذات اور معاشرے پر بدترین اور گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ کچھ مدّت کے بعد آدمی چھوٹے گناہوں سے آگے بڑھ کر بڑے گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے۔ چھوٹے گناہ وضو، نماز، صدقہ و خیرات اور خدمت خلق سے معاف ہو جاتے ہیں۔ کبیرہ گناہ توبہ اور ان کے اثرات کی تلافی کرنے کے بعد ہی معاف ہوتے ہیں جیسا کہ زیادتی کرنے والے کو مظلوم سے معذرت کرنے کے ساتھ حتی المقدور اس کے حقوق لوٹانے کی بھی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر معذرت اور حقوق واپس کرنے کی کوئی صورت باقی نہ رہے تو اخلاص نیّت کے ساتھ توبہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ معاف فرماتے ہوئے خود اس کی طرف سے متاثرہ آدمی کی تلافی فرمادیتے ہیں۔ ان ارشادات میں سترہ گناہوں کا ذکر ہے جبکہ دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے کچھ اور بھی بڑے گناہوں کی نشان دہی فرمائی ہے۔ بڑے گناہوں کے بارے میں ربِّ جلیل کا فرمان ہے!

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَائِرَ مَاتُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًاO (النساء ۴: ۳۱)

جن بڑے گناہوں سے تمہیں رک جانے کا حکم دیا گیا ہے اگر تم ان سے بچ جاؤ تو ہم تمہارے چھوٹے گناہوں کو معاف کر کے تمہیں عزت کے مقام میں داخل کریں گے۔

منافقت

منافقت کا لفظ نَفَقَ سے ہے۔ نفق چوہے کی ایسی بل کو کہا جاتا ہے جس کے دو منہ ہوں۔ جب تک بل کے دونوں منہ بند نہ ہوں گے چوہا قابو نہیں آسکتا۔ منافق کو اس لئے منافق کہا جاتا ہے، کہ وہ دو چہرے اور دوہرے کردار کا انسان ہوتا ہے۔ اسے مسلمانوں سے فائدہ ہو تو وہ ایمان کے بلند و بانگ دعوے کرتا ہے اور اگر دین میں کوئی آزمائش آئے یا کافروں سے زیادہ فائدے کی توقع ہو تو ان کے ساتھ ساز باز کرتا ہے۔ اسی وجہ سے ایمانی اور اخلاقی کمزوریاں اس کے کردار کا مستقل حصہ بن جاتی ہیں۔ اور آخرت میں اس کا بدترین انجام ہوگا۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍرَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص رسول محترم ﷺ سے سوال کرتا ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا

عِنْدَاللّٰهِ قَالَ اَنْ تَدْعُوَلِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ اَنْ يُّطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى تَصْدِيْقَهَا" وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ" الاية (پ ۱۹ ع ۴.)(متفق عليه) 32-1

گناہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ اس نے پوچھا اسکے بعد کونسا بڑا گناہ ہے؟ فرمایا تو اپنی اولاد کو اس لئے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے پیئے گی وہ پھر پوچھتا ہے۔ اسکے بعد کونسا؟ فرمایا: تو اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ بدکاری کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی تصدیق میں فرمایا "مومن وہ ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی کو نہیں پکارتے نہ وہ ناجائز کسی کو قتل کرتے ہیں اور نہ ہی وہ بدکاری کرتے ہیں"۔ (الفرقان ۶۸-۲۵)(بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍورَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْكَبَائِرُ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ اَنَسٍ وَّشَهَادَةُ الزُّوْرِ بَدَلَ الْيَمِيْنِ الْغَمُوْسِ. (متفق عليه)33-2

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا بڑے گناہ یہ ہیں۔ (۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا، (۲) والدین کی نافرمانی کرنا، (۳) ناحق کسی کو قتل کرنا (۴) اور جھوٹی قسم اٹھانا (بخاری) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں جھوٹی قسم کی جگہ جھوٹی شہادت دینے کے الفاظ ہیں۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَاهُنَّ قَالَ اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبٰو وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ. (متفق عليه)34-3

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا سات ہلاک کر دینے والے گناہوں سے بچتے رہو۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا اللہ کے رسول وہ کون سے ہیں؟ فرمایا (۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا، (۲) جادو کرنا، (۳) ایسے شخص کو قتل کرنا جسے اللہ نے قتل کرنا حرام قرار دیا ہے، (۴) مگر حق کے ساتھ سود (۵) اور یتیم کا مال کھانا، (۶) میدان جنگ سے فرار ہونا (۷) اور پاک دامن ایمان دار بھولی بھالی عورتوں پر تہمت لگانا۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

مسلمان کا خون گرانا حرام کرنا ہے۔ سوائے تین صورتوں کے۔ (۱) شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا (۲) قتل کے بدلے قتل کرنا (۳) مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو جائے وہ واجب القتل ہوگا۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابوہریرہ ؓ نبی کریم ﷺ کا فرمان بیان کرتے

لَا يَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَھُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُھَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَنْتَھِبُ نَھْبَۃً یَّرْفَعُ النَّاسُ اِلَیْہِ فِیْھَا اَبْصَارَھُمْ حِیْنَ یَنْتَھِبُھَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَغُلُّ اَحَدُکُمْ حِیْنَ یَغُلُّ وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاِیَّاکُمْ اِیَّاکُمْ. (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

ہیں کہ زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں ہوتا' چور چوری کرتے ہوئے ایمان سے خارج ہوتا ہے' شرابی شراب پیتے وقت ایماندار نہیں ہوتا۔ جب ڈاکو کسی ایسی چیز پر ڈاکہ ڈالتا ہے کہ لوگ اس کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ وہ ایمان سے تہی دامن ہوتا ہے۔ خائن خیانت کرتے ہوئے مومن نہیں رہ سکتا۔ تمھیں اپنے آپ کو ان گناہوں سے دور رکھنا چاہیے (تمھیں اپنے آپ کو ان گناہوں سے دور رکھنا چاہیے)۔ (بخاری' مسلم)

وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا وَلَا یَقْتُلُ حِیْنَ یَقْتُلُ وَھُوَ مُؤْمِنٌ قَالَ عِکْرِمَۃُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ ؓ کَیْفَ یُنْزَعُ الْاِیْمَانُ مِنْہُ قَالَ ھٰکَذَا وَشَبَّکَ بَیْنَ اَصَابِعِہٖ ثُمَّ اَخْرَجَھَا قَالَ فَاِنْ تَابَ عَادَ اِلَیْہِ ھٰکَذَا وَشَبَّکَ بَیْنَ اَصَابِعِہٖ وَقَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰہِ لَا یَکُوْنُ ھٰذَا مُؤْمِنًا تَامًّا وَّلَا یَکُوْنُ لَہٗ نُوْرُ الْاِیْمَانِ ھٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ 35-4

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے قاتل قتل کے وقت مومن نہیں ہوتا۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ایمان اس سے کس طرح نکل جاتا ہے؟ تو ابن عباس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کیا اور پھر نکالتے ہوئے فرمایا اس طرح پھر فرمایا کہ اگر توبہ کر لیتا ہے تو اس طرح ایمان واپس آ جاتا ہے اور دوبارہ ہاتھ کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ مومن کامل نہیں رہتا اور نہ ہی اس کے دل میں ایمان کا نور باقی رہتا ہے یہ بخاری کے الفاظ ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اٰیَۃُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ زَادَ مُسْلِمٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّہٗ مُسْلِمٌ ثُمَّ اتَّفَقَا اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَائْتُمِنَ خَانَ. (مسلم) 36-5

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ (بخاری اور مسلم نے اس پر اتفاق کیا ہے) کہ (۱) جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولتا ہے (۲) اور جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرتا ہے (۳) جب اسے امانت دی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

مسلم نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے "چاہے روزے رکھتا اور نماز پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو۔" (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَرْبَعٌ مَّنْ کُنَّ فِیْہِ کَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ کَانَتْ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِّنْھُنَّ کَانَتْ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَھَا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا چار عادتیں جس میں پائی جائیں وہ پکا منافق ہوگا اور جس میں ایک عادت پائی جائے اس میں منافقت کی ایک نشانی ہوگی یہاں تک کہ وہ اسے ترک کر

اِذَاائْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ. (متفق عليه)37-6

دے۔(۱)جب اس کے ہاں امانت رکھی جائے تو خیانت کرے،(۲)بات بات میں جھوٹ بولے،(۳)وعدہ خلافی کرے،(۴) جھگڑے کے وقت گالی گلوچ کرنے لگے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالشَّاةِ الْعَآئِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيْرُ اِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً وَّاِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً. (مسلم)38-7

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا منافق کی مثال تو اس بکری کی طرح ہے جو بکرے کی تلاش میں دو ریوڑوں کے درمیان پھرنے والی ہے کبھی اس ریوڑ کی طرف آتی ہے اور کبھی اُس طرف جاتی ہے۔(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّمَا النِّفَاقُ كَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَاِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ اَوِ الْاِيْمَانُ.(بخاری)39-8

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ کے عہد میں تو نفاق تھا لیکن آج وہ کفر ہے یا ایمان۔(بخاری)

جناب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ اپنا نقطۂ نظر ہے کہ نفاق صرف نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں تھا دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس نظریہ کی تائید نہیں ہوتی۔

خلاصۂ باب

کبیرہ گناہ

۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔
۲۔ اولاد کو قتل کرنا۔
۳۔ پڑوسن کے ساتھ بدکاری کرنا۔
۴۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔
۵۔ جھوٹی قسم اٹھانا۔
۶۔ خلاف واقعہ شہادت دینا۔
۷۔ جادوٹونا کرنا۔
۸۔ ناحق قتل کرنا۔
۹۔ یتیم کا مال کھانا۔
۱۰۔ سود کھانا۔
۱۱۔ میدان جنگ سے فرار اختیار کرنا۔
۱۲۔ پاک دامن عورتوں پر الزام لگانا۔
۱۳۔ شراب پینا۔
۱۴۔ چوری کرنا۔

منافقت کی نشانیاں۔

۱۵۔ وعدہ خلافی کرنا۔
۱۶۔ خیانت کرنا۔
۱۷۔ جھوٹ بولنا۔
۱۸۔ گالی گلوچ کرنا۔

❁❁❁

بَابٌ فِي الْوَسْوَسَةِ

بُرے خیالات

دل کے بُرے خیالات کووسوسہ کہا جاتا ہے یہ معدہ کی خرابی، اعصابی کمزوری، فکری پراگندگی اور شیطان کی شیطنت کی وجہ سے آتے ہیں۔شریعت ہر قسم کی کمزوری اور برائی کو شیطان کی طرف منسوب کرتی ہے کیونکہ تمام کمزوریوں اور برائیوں کا منبع شیطان ہے۔دل پر کنٹرول کرنا مشکل ہے اس لئے رب رحیم وکریم نے دلوں کے برے خیالات کوامت محمد یہ ﷺ کے لئے معاف کردیا ہے بشرطیکہ آدمی بُرے خیال کے مطابق کسی قسم کی بات اوراس کے تحت کوئی حرکت نہ کرے۔اس کے برعکس دلوں میں پیدا ہونے والے نیک خیالات کا اجر ملتا ہے بے شک ان کے مطابق عمل کا موقعہ نہ ملے یا اسباب میسر نہ ہو سکیں۔وسوسوں اور بُرے خیالات سے نیک انسان کو ذہنی تکلیف کے ساتھ روحانی اذیّت محسوس ہوتی ہے۔آپ ﷺ نے اس روحانی تکلیف کوایمان کا ردِّعمل قرار دیا ہے۔یادرہے اگر وسوسہ عقیدہ کی صورت اختیار کرجائے تو اس پر پکڑ ہوگی۔

الفصل الاول

پہلی فصل

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِیْ مَا وَسْوَسَتْ بِهٖ صُدُوْرُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَتَكَلَّمْ. (متفق عليه)40-1

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری اُمّت کے بُرے خیالات کو معاف کردیا ہے بشرطیکہ ان کے مطابق عمل اور گفتگو نہ کی جائے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَسَاَلُوْهُ اِنَّا نَجِدُ فِیْ اَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ اَحَدُنَا اَنْ يَّتَكَلَّمَ بِهٖ قَالَ اَوَقَدْ وَجَدْتُّمُوْهُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ذَاکَ صَرِيْحُ الْاِيْمَانِ .(مسلم)41-2

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے آپ کی خدمت میں سوال کیا۔ہم اپنے دلوں میں ایسے خیالات پاتے ہیں جن کو زبان پر لانے کا تصورنہیں کر سکتے۔آپ ﷺ فرماتے ہیں کیا تم انہیں اسی طرح محسوس کرتے ہو؟انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔فرمایا یہ خالص ایمان ہے۔(مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْتِی الشَّيْطَانُ اَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ كَذَا مَنْ خَلَقَ كَذَا حَتّٰى يَقُوْلَ مَنْ خَلَقَ رَبَّکَ فَاِذَا بَلَغَهٗ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ. (متفق عليه)42-3

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی راوی ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان آدمی کے پاس آکراس کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے۔فلاں فلاں چیز کوکس نے پیدا کیا؟حتّٰی کہ وہ دل میں خیال ڈالتا ہے تیرے رب کوکس نے پیدا کیا ہے؟جب آدمی کے دل میں یہ خیال آئے تواسے فوراً اَعُوْذُ بِاللّٰه پڑھ

کر خیالات پر قابو پانا چاہیے۔(بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَآءَ لُوْنَ حَتّٰى يُقَالَ هٰذَا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ.(متفق عليه)43-4

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ لوگ ہمیشہ ایک دوسرے سے سوالات کریں گے یہاں تک کہ کہا جائے گا یہ مخلوق اللہ نے پیدا کی ہے لیکن اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ جو شخص اس قسم کے خیالات پائے اسے یہ کہنا چاہیے کہ میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔(بخاری و مسلم)

وَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهٖ قَرِيْنُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَ قَرِيْنُهٗ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ قَالُوْا وَاِيَّاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَ اِيَّایَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِیْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ فَلَا يَاْمُرُنِیْ اِلَّا بِخَيْرٍ.(مسلم)44-5

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک جن اور ایک فرشتہ مقرر کیا گیا ہے۔صحابہ رضی اللہ عنھم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا کیوں نہیں لیکن اللہ نے اس پر میری مدد فرمائی جس سے وہ میرا تابع ہے۔اس لئے وہ نیکی کے سوا مجھے کوئی حکم نہیں دے سکتا۔(مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ .﴿متفق عليه﴾45-6

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا شیطان خون کی گردش کی طرح آدمی پر اثر انداز ہوتا ہے۔(بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ مَوْلُوْدٌ اِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ حِيْنَ يُوْلَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِّنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ غَيْرَ مَرْيَمَ وَابْنِهَا.(متفق عليه)46-7

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جب بھی کوئی آدم کا بچہ اپنی ماں کے ہاں جنم لیتا ہے تو پیدائش کے وقت شیطان اس کو چھیڑتا ہے تب بچہ شیطان کی چھیڑ کی وجہ سے چیخنا شروع کرتا ہے۔البتہ حضرت مریمؑ اور ان کا بیٹا حضرت عیسیٰؑ اس سے مستثنیٰ ہیں۔(بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صِيَاحُ الْمَوْلُوْدِ حِيْنَ يَقَعُ نَزْغٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ. (متفق عليه)47-8

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول مکرم ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں کہ بچے کی پیدائش کے وقت اس کا چیخنا شیطان کی انگلی مارنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔(بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول محترم

اِبْلِیْسَ یَضَعُ عَرْشَهُ عَلَی الْمَآءِ ثُمَّ یَبْعَثُ سَرَایَاهُ یَفْتِنُوْنَ النَّاسَ فَاَدْنَهُمْ مِّنْهُ مَنْزِلَةً اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً یَّجِیْءُ اَحَدُهُمْ فَیَقُوْلُ فَعَلْتُ کَذَا وَکَذَا فَیَقُوْلُ مَا صَنَعْتَ شَیْئًا قَالَ ثُمَّ یَجِیْءُ اَحَدُهُمْ فَیَقُوْلُ مَا تَرَکْتُهُ حَتّٰی فَرَّقْتُ بَیْنَهُ وَبَیْنَ امْرَاَتِهِ قَالَ فَیُدْنِیْهِ مِنْهُ وَیَقُوْلُ نِعْمَ اَنْتَ قَالَ الْاَعْمَشُ اُرَاهُ قَالَ فَیَلْتَزِمُهُ. (مسلم)48-9

ﷺ نے فرمایا شیطان اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے۔ وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے۔ اس کے نزدیک اس شیطان کا مرتبہ بڑا ہوتا ہے جو سب سے زیادہ شرارتی ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک شیطان اُسے آ کر کہتا ہے میں نے فلاں فلاں حرکت کی ہے۔ بڑا شیطان کہتا ہے کہ تو نے کچھ بھی نہیں کیا۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں پھر ان میں سے ایک اور آ کر کہتا ہے کہ میں نے اس کام کو نہیں چھوڑا حتی کہ فلاں عورت اور اس کے خاوند کے درمیان جدائی کروادی۔ بڑا شیطان اسے قریب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تو بہت ہی اچھا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے شاگرد اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا وہ اس کو گلے لگالیتا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الشَّیْطَانَ قَدْ اَیِسَ مِنْ اَنْ یَّعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِیْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ وَلٰکِنْ فِی التَّحْرِیْشِ بَیْنَهُمْ. (مسلم)49-10

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا یقیناً شیطان جزیرہ عرب کے نمازیوں سے ناامید ہوگیا کہ وہ اُس کی عبادت کریں گے البتہ آپس میں لڑائی جھگڑے ہوتے رہیں گے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَنْ یَّبْرَحَ النَّاسُ یَتَسَآءَ لُوْنَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ کُلَّ شَیْئٍ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَلِمُسْلِمٍ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ اُمَّتَکَ لَا یَزَالُوْنَ یَقُوْلُوْنَ مَا کَذَا مَا کَذَا حَتّٰی یَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ 50-11

حضرت انس رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا ہمیشہ لوگ ایک دوسرے سے پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ کہیں گے اللہ نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے پھر اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ اس کو بخاری نے ذکر کیا ہے اور مسلم میں آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بلاشبہ آپ کی امت میں ہمیشہ لوگ اس قسم کی گفتگو کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ وہ کہیں گے کہ اللہ نے تو تمام مخلوق کو پیدا کیا لیکن اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟

وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الشَّیْطٰنَ قَدْ حَالَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ صَلٰوتِیْ وَبَیْنَ قِرَآئَتِیْ یُلَبِّسُهَا عَلَیَّ فَقَالَ

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان حائل ہو کر میری قرأت میں مغالطے ڈالتا ہے۔ آپ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاکَ شَيْطَانٌ يُّقَالُ لَهُ خِنْزَبٌ فَإِذَا اَحْسَسْتَهُ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَاتْفُلْ عَلٰى يَسَارِکَ ثَلٰثًا فَفَعَلْتُ ذٰلِکَ فَاَذْهَبَهُ اللّٰهُ عَنِّی (مسلم)51-12

ﷺ نے فرمایا اس شیطان کو خنزب کہتے ہیں۔ جب تم اس کی شرارت محسوس کرو تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھتے ہوئے تین دفعہ اپنے بائیں جانب ہلکا سا تھوک دیا کرو۔ پس میں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اثرات کو مجھ سے ختم کردیا (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ برے خیالات شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اعوذ باللہ پڑھ کر دل پر پھونکنا چاہیے۔

۲۔ ربّ کریم بُرے خیالات پر گرفت نہیں کرتے۔ بشرطیکہ ان کے مطابق قول اور فعل کا ارتکاب نہ ہو۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نیک خیالات کا بھی اجر عطا فرماتے ہیں۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی ابتدا وانتہا کے بارے میں سوچنے سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

۵۔ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان مقرر کیا گیا ہے۔

۶۔ بُرے خیالات کی تکلیف محسوس کرنا ایمان کی خوبی ہے۔

۷۔ ہر ایک انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ایک شیطان مقرر کیا ہے رسول مکرم ﷺ کے جن کو آپ کے تابع کردیا گیا تھا۔

۹۔ شیطان خون کی طرح انسانی جسم پر اثر انداز ہوتا ہے۔

۱۰۔ نومولود شیطان کے انگلی مارنے کی وجہ سے چیختا ہے۔

۱۱۔ جو خیالات نماز میں آتے ہیں وہ خنزب نامی شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں اعوذ باللہ پڑھ کر ہلکا ہلکا بائیں جانب تھوکنے سے وہ بھاگ جاتا ہے۔

☆☆☆

بَابُ الْاِيْمَانِ بِالْقَدْرِ

تقدیر پر ایمان لانا

تقدیر کا معنٰی ہے اندازہ کرنا، اللہ علیم وخبیر کا اندازہ غلط نہیں ہو سکتا۔ تقدیر اللہ تعالیٰ کے اس علم کا نام ہے جو اس نے کائنات کی ہر چیز اور انسانوں کے ماضی، حال اور مستقبل کے بارے میں لکھ دیا ہے ہر انسان نے کس جگہ اور کب پیدا ہونا ہے، کہاں اس نے زندگی کے لمحات گزارنے ہیں اور انسان کن حالات و واقعات سے دوچار ہوگا اور بالآخر اس کا انجام کیا ہونے والا ہے۔ اس باب میں رسول معظم ﷺ کے فرمودات سے واضح ہوتا ہے کہ انسان نے جو بھی اچھے و برے کام کرنے ہیں حتی کہ کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، بیماری اور تندرستی سب کچھ پہلے سے تحریر شدہ ہے اللہ تعالیٰ کا علم اتنا مکمل، اکمل، جامع اور وسیع و عریض ہے جو غلط نہیں ہو سکتا جس کے بارے میں وہ خود فرماتا ہے۔

وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَآءَ. (البقرة ۲ : ۲۵۵)

''اس کے علم کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا مگر جسے وہ دینا چاہے۔''

سرورِ گرامی ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ آدمی کو تقدیر کے بارے میں زیادہ جستجو نہیں کرنی چاہیے۔ بلاشبہ انسان اشرف المخلوقات ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان زمین و آسمان، صحراؤں، دریاؤں، فضاؤں اور پہاڑوں کے مقابلہ میں ایک چھوٹی سی مخلوق ہے گویا کہ کائنات کے اجزاء اور عناصر میں انسان بھی ایک جزو ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اپنے وجود اور علم و شعور کے حوالے سے انسان کا ایک نہایت ہی مختصر حدود اربعہ ہے اس لئے اسے بڑے ہی محدود علم سے نوازا گیا ہے۔ پھر کائنات کے خالق و مالک اور علام الغیوب کے علم کو وہ کیسے مکمل طور پر سمجھ سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے وسیع وعریض علم یا اس کے فیصلے کو پوری طرح سمجھنے کا دعویٰ کرنا ایسا ہے جس طرح کوئی سمندر کے مقابلے میں ایک قطرے کو سمندر کہنے کی حماقت کا اظہار کرے۔ تاہم انسانی حد تک علمِ تقدیر کو تھوڑا بہت سمجھنے کے لئے ماں باپ اور اولاد کے رشتے کی مثال سے سمجھا جا سکتا ہے۔ ماں باپ اپنے لختِ جگر، نورِ چشم سے کتنی محبت، الفت، شفقت و پیار اور اسکی تربیت و پرورش کے لئے کس قدر ایثار و قربانی کرتے اور کس طرح فکر مند ہوتے ہیں تاکہ بیٹا ہر قسم کی پریشانیوں اور مشکلات سے محفوظ رہ کر کامیاب ہو جائے۔ اتنی خواہشوں، آرزوؤں، دعاؤں اور کوششوں کے باوجود بیٹا بگڑتا ہی جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بڑا ہو کر ڈاکہ زنی اور تخریب کاری میں ملوث ہو جاتا ہے۔ بوڑھا باپ اپنی ڈائری میں لکھتا ہے کہ میرا بیٹا اگر باز نہ آیا تو پھانسی کا پھندہ اس کا مقدر ہوگا بدقسمتی سے واقعتاً بیٹا پھانسی کے پھندے سے لٹک جاتا ہے۔

ا۔ کیا نافرمان بیٹا کہہ سکتا ہے کہ میرے باپ نے تو پہلے سے لکھ چھوڑا تھا اور یہ پھانسی اس کی تحریر کا نتیجہ ہے؟

۲۔ کیا تحریر کا اس کی پھانسی میں کوئی دخل ہے؟

۳۔ کیا باپ کا لکھنا جرم بن سکتا ہے اور بیٹا اس ڈائری کو بہانہ بنا سکتا ہے؟

۴۔ کیا ماں باپ اس کی پھانسی کے درپے تھے اور اس پر خوش ہو سکتے ہیں؟
اسی طرح ایک اندھا آدمی ایسے راستے پر چل رہا ہے کہ جس کے آگے ایک خطرناک کنواں ہے راستے میں ملنے والا شخص اس اندھے کو پوری دل سوزی کے ساتھ سمجھانے اور روکنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اندھا مسافر اس کی بات کو سمجھنے کی بجائے منہ بسورے اور گردن اٹھائے ضد میں آ کر کنویں کی طرف دوڑنا شروع کر دیتا ہے۔ سمجھانے والے نے اسے آخری دفعہ بچانے کی کوشش کی لیکن وہ نابینا رکنے کا نام ہی نہیں لیتا چنانچہ سمجھانے والا ایک تحریر لکھ کر اندھے کی جیب میں ڈال دیتا ہے جس میں لکھا ہے کہ اگر تو واپس نہیں پلٹے گا تو تیرا کنویں میں گرنا یقینی ہے چند قدموں کے بعد اندھا کنویں میں منہ کے بل جا گرتا ہے۔
کیا اندھا کہہ سکتا ہے کہ اس کو اس دانش ور نے گرایا ہے؟
کیا اندھا کہہ سکتا ہے کہ اس کی تحریر کی وجہ سے میں کنویں میں گرا ہوں؟
کیا اس رقعہ نے اندھے کو دھکا دیا ہے؟
ہرگز نہیں۔ اگر کوئی کج بحثی سے ہٹ کر تقدیر کے مسئلہ کو سمجھنا چاہے تو یہ دو مثالیں اس کی کافی رہنمائی کر سکتی ہیں۔ اس باب میں درج ہونے والے نبی کریم ﷺ کے ارشادات کو ان دو مثالوں کے حوالے سے سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر کوئی شخص اس کے باوجود نہیں سمجھنا چاہتا تو اس کے پاس ان سوالات کا کیا جواب ہو گا؟
۱۔ کیا اللہ تعالیٰ ماں باپ سے کئی گنا زیادہ مہربان نہیں؟
۲۔ ایک لاکھ کم و بیش چوبیس ہزار پیغمبروں کی آمد اور کتب آسمانی کے نزول کا مقصد کیا سمجھنا چاہیے؟
۳۔ اللہ تعالیٰ کا انسان کو نزع کے وقت تک معاف کرنے کا کیا مقصد ہے؟۔
۴۔ ایک نیکی کو سات سو گنا سے بھی زیادہ برکت دینے کا کیا معنٰی؟ کیا یہ ساری کوششیں، شفقتیں، بخششیں اور ہدایات خاکم بدہن رب کریم نے برائے نام اور محض دکھلاوے کے لئے رکھیں ہیں؟
ایسا سوچنا انبیاء کی توہین، کتابوں کی تکذیب، اللہ کی رحمتوں کی ناشکری اور اس کی عطاؤں کی بدترین ناقدری ہے تقدیر اللہ تعالیٰ کا علم ہے جو انسان کو برائی کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔ اس کا بہانہ بنانے والے نہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ وہ فہم و دانش کا بھی منہ چڑاتے ہیں۔

الفصل الاول

پہلی فصل

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ قَالَ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ. (مسلم)52-1

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوق کی تقدیریں لکھ دیں تھیں اور اس وقت اللہ کا عرش پانی پر تھا۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتّٰى الْعَجْزُ وَالْكَيْسُ. (مسلم)53-2

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول محترم ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں ہر چیز کا مقدر لکھ دیا گیا ہے حتی کہ نادانی اور دانائی بھی تحریر شدہ ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِحْتَجَّ اٰدَمُ وَمُوْسٰی عِنْدَ رَبِّهِمَا فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰی قَالَ مُوْسٰی اَنْتَ اٰدَمُ الَّذِیْ خَلَقَکَ اللّٰهُ بِیَدِهٖ وَنَفَخَ فِیْکَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَسْجَدَ لَکَ مَلٰئِکَتَهٗ وَاَسْکَنَکَ فِیْ جَنَّتِهٖ ثُمَّ اَهْبَطْتَّ النَّاسَ بِخَطِیْئَتِکَ اِلَی الْاَرْضِ قَالَ اٰدَمُ اَنْتَ مُوْسٰی الَّذِی اصْطَفَاکَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَبِکَلَامِهٖ وَاَعْطَاکَ الْاَلْوَاحَ فِیْهَا تِبْیَانُ کُلِّ شَیْءٍ وَقَرَّبَکَ نَجِیًّا فَبِکَمْ وَجَدْتَّ اللّٰهَ کَتَبَ التَّوْرٰةَ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ قَالَ مُوْسٰی بِاَرْبَعِیْنَ عَامًا قَالَ اٰدَمُ فَهَلْ وَجَدْتَّ فِیْهَا وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی قَالَ نَعَمْ قَالَ اَفَتَلُوْمُنِیْ عَلٰی اَنْ عَمِلْتُ عَمَلًا کَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَیَّ اَنْ اَعْمَلَهٗ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَنِیْ بِاَرْبَعِیْنَ سَنَةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰی. (مسلم)54-3

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا حضرت آدمؑ اور حضرت موسیٰؑ کا اپنے رب کے سامنے تکرار ہوا حضرت آدمؑ حضرت موسیٰؑ پر غالب آ گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا آپ ہی وہ آدم ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کرنے کے بعد اپنی روح پھونکی اور آپ کو ملائکہ سے سجدہ کروایا اور آپ کو اپنی جنت میں ٹھہرایا پھر آپ نے اپنی غلطی کی وجہ سے لوگوں کو زمین پر اتار دیا حضرت آدمؑ نے فرمایا تم موسیٰ وہ ہو جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور ہم کلامی کے ساتھ سرفراز فرمایا۔ آپ کو کتبات دیئے گئے جن میں ہر چیز کی وضاحت تھی۔ اور سرگوشی کے لئے آپ کو قرب عطا کیا۔ کیا آپ کو معلوم ہے میرے پیدا کرنے سے کتنا عرصہ قبل اللہ نے تورات کو لکھا؟ حضرت موسیٰؑ نے کہا چالیس سال پہلے۔ حضرت آدمؑ نے پوچھا کیا اس میں یہ بات موجود ہے کہ آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور وہ پھسل گیا؟ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا بالکل آپ نے ٹھیک فرمایا۔ حضرت آدمؑ فرماتے ہیں پھر آپ مجھ پر ایسے عمل کے بارے میں اعتراض کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے میری پیدائش سے چالیس سال پہلے میرے کرنے کے بارے میں لکھ دیا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اس طرح حضرت آدم حضرت موسیٰ علیہم السلام پر غالب آ گئے۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اِنَّ خَلْقَ اَحَدِکُمْ یُجْمَعُ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا نُّطْفَةً ثُمَّ یَکُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ یَکُوْنُ مُضْغَةً

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں اللہ کے سچے اور مصدوق رسول ﷺ نے فرمایا کہ تم میں ہر شخص کی تخلیق اس کی والدہ کے رحم میں چالیس دن ایک نطفہ کی صورت میں ہوتی ہے پھر چالیس دن جمے ہوئے خون کی شکل میں رہتا ہے پھر چالیس

مِثْلَ ذٰلِکَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَلَكًا بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيُكْتُبُ عَمَلَهُ وَاَجَلَهُ وَ رِزْقَهُ وَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَوَالَّذِىْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهُ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَاوَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا. ﴿متفق عليه﴾4-55

دن گوشت کے ٹکڑے کی صورت میں رہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتے کو چار باتوں کے ساتھ بھیجتے ہیں وہ لکھتا ہے اس کا کردار، اس کی موت، اس کا رزق، اس کا بدیا نیک ہونا پھر اس میں روح پھونک دی جاتی ہے۔اس اللہ کی قسم جس کا کوئی شریک نہیں تم میں سے کوئی جنتیوں والے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جنت اور اس کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس پر تقدیر غالب آتی ہے اور وہ ایسے کام کرتا ہے کہ وہ جہنم میں داخل ہوجاتا ہے۔اسی طرح ہی ایک شخص عمر بھر دوزخیوں والے کام کرتا ہے یہاں تک کہ دوزخ اور اس کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی ہوتا ہے تو اس پر لکھا ہوا غالب آجاتا ہے۔ پھر وہ جنتیوں والے عمل کر کے جنت میں داخل ہوجاتا ہے۔(بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اس حدیث میں آدمی کے انجام کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو زندگی بھر ماحول کے اثر، بزرگوں کے خوف اور اسلامی حکومت کے جبر سے بظاہر نیک اعمال کرتے ہیں لیکن ایمان ان کے دل میں راسخ نہیں ہوتا محض ماحول کے جبر کی وجہ سے ظاہری طور پر نیک ہوتے ہیں۔ جونہی انہیں موقعہ ملتا ہے وہ برائی کی طرف لپکے چلے جاتے ہیں ایسے ہی بے شمار لوگ سوسائٹی یا گھریلو اثرات کی وجہ سے نیکی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے لیکن فطرتاً نہایت ہی سعادت مند طبیعت کے مالک ہوتے ہیں جب کبھی انہیں نیکی کا ماحول میسر آئے تو بہت سے نیک لوگوں سے بڑھ کر ذوق وشوق سے نیک کام سرانجام دیتے ہیں۔موت کے قریب اس قسم کے لوگوں کی نیک نیتی اور حقیقی کردار ان کو اصلی انجام کی طرف کھینچ لیتا ہے۔اس کے برعکس فطری اور قلبی طور پر برا شخص موت کے وقت کفر کا ارتکاب کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے فرامین میں اسی فطری انجام کی نشان دہی کی گئی ہے۔اس طرح اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا غالب آجاتا ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ وَاِنَّهُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ يَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّهِ وَاِنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّار وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ ٥ (متفق عليه)5-56

حضرت سہل بن سعد ﷺ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ ایک بندہ دوزخیوں والے اعمال کرتا رہتا ہے اور حقیقتاً وہ جنت والوں میں سے ہوتا ہے۔ دوسرا جنتیوں والے اعمال کرتا رہتا ہے جبکہ وہ دوزخ والوں میں سے ہوتا ہے۔اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے۔(بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَاقَالَتْ دُعِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى جَنَازَةِ صَبِيٍّ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طُوْبٰى لِهٰذَا عُصْفُوْرٌ مِّنْ عَصَافِيْرِ الْجَنَّةِ لَمْ يَعْمَلِ السُّوْءَ وَلَمْ يُدْرِكْهُ فَقَالَ اَوْغَيْرُ ذٰلِكَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ لِلْجَنَّةِ اَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِيْ اَصْلَابِ اٰبَائِهِمْ وَخَلَقَ لِلنَّارِ اَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِيْ اَصْلَابِ اٰبَآئِهِمْ. (مسلم) 57-6

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول محترم ﷺ کو انصار کے ایک بچے کے جنازے کے لیے بلایا گیا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس بچے کے لئے خوشی ہے یہ تو جنت کے پرندوں سے ایک پرندہ ہے اس نے کوئی برا فعل نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس نے اس کی مہلت پائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ! حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کے لئے کچھ لوگوں کو پیدا فرمایا وہ اسی کیلئے پیدا ہوئے جبکہ وہ اپنے آباء کی پشت میں تھے اور کچھ لوگوں کو دوزخ کیلئے پیدا فرمایا۔ اور وہ دوزخ کیلئے ہی پیدا ہوئے جبکہ وہ اپنے آباء کی پشت میں تھے۔ (مسلم)

وَعَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَوَكَّلُ عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ قَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ اَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَأَ" فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى الاية" (پ ۳۰. رکوع ۱۷) ﴿متفق عليه﴾ 58-7

حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کا ٹھکانا دوزخ یا جنت میں متعین ہو چکا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ہم اپنی تقدیر پر بھروسہ کرتے ہوئے عمل کرنا ترک نہ کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا عمل کرتے رہو ہر شخص اسی عمل کی توفیق دی جائے گی جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ جو شخص نیکوں میں سے ہے اس کو نیک اعمال کی توفیق حاصل ہوگی۔ اور جو شخص بد بخت لوگوں سے ہے اس کو بد بخت لوگوں جیسے اعمال کرنے میں آسانی ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ''جس شخص نے عطیہ دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور نیک بات کی تصدیق کی''۔ (اللیل ۵۔۶) (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ حَظَّهٗ مِنَ الزِّنَا اَدْرَكَ ذَالِكَ لَا مَحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَتَمَنّٰى وَتَشْتَهِيْ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ وَيُكَذِّبُهٗ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ كُتِبَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ نَصِيْبُهٗ مِنَ الزِّنَا مُدْرِكٌ

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے بیٹے پر اس کے حصہ کے زنا کو ثبت کر دیا ہے وہ لازمی طور پر اس کو پائے گا۔ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بولنا ہے اور انسان کے نفس میں خواہش پیدا ہوتی ہے اور وہ شہوت پر آمادہ ہوتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

ذالِکَ لَا مَحَالَةَ الْعَیْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالْاُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْکَلَامُ وَالْیَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطٰی وَالْقَلْبُ یَهْوِیْ وَیَتَمَنّٰی وَیُصَدِّقُ ذَالِکَ الْفَرْجُ وَیُکَذِّبُهٗ. 8-59

اور مسلم کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا آدم کے بیٹے پر اس کے زنا کا حصہ ثبت ہے وہ لازمی طور پر اس کو پانے والا ہے۔ آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے اور زبان کا زنا کلام کرنا ہے۔ ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے اور دل خواہشات کو ابھارتا ہے اور آرزوئیں پیدا کرتا ہے۔ شرم گاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔

فہم الحدیث

آنکھوں کی بدکاری کا مقصد یہ ہے۔ کہ جب آدمی بدکاری کی نیت سے دیکھتا ہے تو گویا کہ اس بے حیائی میں اسکی آنکھ حصہ دار ہوگی اسی طرح دوسرے اعضاء زنا میں شامل ہوتے ہیں حتی کہ جب وہ عملاً بدکاری کا مرتکب ہوتا تو نفس مکمل طور اس بدفعل کی تائید کردیتا ہے۔ اگر وہ بالفعل بدکاری سے بچ جائے تو اس کے نفس نے باقی اعضاء کی تردید کی وہ عام گناہ گار تو ہوگا لیکن زانی شمار نہیں کیا جائے گا۔

وَعَنْ عِمْرَا نَ بْنِ حُصَیْنٍ ؓ اَنَّ رَجُلَیْنِ مِنْ مُّزَیْنَةَ قَالَا یَارَ سُوْلَ اللّٰهِ اَرَءَ یْتَ مَا یَعْمَلُ النَّاسُ الْیَوْمَ وَیَکْدَحُوْنَ فِیْهِ اَشَیْءٌ قُضِیَ عَلَیْهِمْ وَمَضٰی فِیْهِمْ مِّنْ قَدَرٍ سَبَقَ اَوْ فِیْمَا یَسْتَقْبِلُوْنَ بِهٖ مِمَّا اَتٰهُمْ بِهٖ نَبِیُّهُمْ وَثَبَتَتِ الْحُجَّةُ عَلَیْهِمْ فَقَالَ لَا بَلْ شَیْئٌ قُضِیَ عَلَیْهِمْ وَمَضٰی فِیْهِمْ وَتَصْدِیْقُ ذَالِکَ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ "وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا". (پ ۳۰. ر کوع ۱۶) (مسلم) 9-60

حضرت عمران بن حصین ؓ بیان کرتے ہیں مزینہ قبیلہ کے دو آدمیوں نے استفسار کیا۔ اے اللہ کے رسول! آپ بتائیں لوگ جو آج عمل کرتے ہیں اور اس میں مشقت اٹھاتے ہیں کیا وہ ایسا عمل ہے کہ ان کے بارے میں اس کا فیصلہ ہو چکا ہے اور ازل میں ان کی تقدیر میں ثبت ہو چکا ہے یا وہ عمل زمانہ مستقبل میں ہے اس عمل کے بارے میں ان کے پیغمبر نے انہیں مطلع کیا ہے اور اسکے بارے میں ان پر حجت قائم ہوئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ عمل ایسا ہے ازل میں اسکا فیصلہ ہو چکا ہے اور ان کے بارے میں ثابت ہے اور اسکی تصدیق اللہ کی کتاب میں اسطرح ہے "قسم ہے نفس کی اور جس نے اسکے اعضاء کو برابر کیا پھر اس کو اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری کی سمجھ دی"۔ (الشمس ۹۱۔۷۔۸) (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ رَجُلٌ شَابٌّ وَّاَنَا اَخَافُ عَلٰی نَفْسِیْ الْعَنَتَ وَلَا اَجِدُ مَا اَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَآءَ کَاَنَّهٗ

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں جواں سال ہوں اور میں زنا میں مبتلا ہونے کا خدشہ محسوس کرتا ہوں اور میرے پاس اتنا مال نہیں ہے جس بنا پر میں

يَسْتَأْذِنُهُ فِي الْإِخْتِصَاءِ قَالَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا اَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِ عَلٰى ذَالِكَ اَوْذَرْ. (بخاری) 10-61

شادی کر سکوں۔ گویا کہ وہ آپ ﷺ سے خصی ہونے کی اجازت طلب کر رہا تھا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ ﷺ میرے سوال پر خاموش رہے۔ پھر میں نے پہلے کی طرح عرض کیا آپ ﷺ پھر خاموش رہے بعد ازاں میں نے اسی بات کو دہرایا۔ آپ ﷺ میرے سوال پر خاموش رہے۔ میں نے پھر پہلے کی طرح وہی کہا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ قلم خشک ہو چکا ہے، جو تو نے کرنا ہے کر گزرے گا خصی ہو یا نہ ہو۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ قُلُوْبَ بَنِيْ اٰدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ كَقَلْبٍ وَّاحِدٍ يُصَرِّفُهُ كَيْفَ يَشَآءُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ. (مسلم) 11-62

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا تمام انسانوں کے دل رحمان کی دو انگلیوں کے درمیان ایک دل کی طرح ہیں جیسے وہ چاہتا ہے پھیرتا ہے۔ پھر رسول اکرم ﷺ نے دعا کی "اے اللہ دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی فرماں برداری پر پھیرے رکھنا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَآءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَآءَ ثُمَّ يَقُوْلُ "فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذَالِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ". (پ ۲۱. رکوع ۷) (متفق عليه) 12-63

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے والدین اس کو یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جس طرح چار پائے اپنے بچے کو تام الخلقت پیدا کرتے ہیں کیا تم ان میں سے کسی بچے کو کان کٹا پاتے ہو؟ پھر آپ ﷺ نے آیت تلاوت کی۔ "اللہ کی فطرت ہے، جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ کی تخلیق میں تبدیلی نہیں ہے یہ بالکل سیدھا اور درست دین ہے۔" (الروم پ۔۲۱۔ع۷) (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنَامُ وَلَا يَنْبَغِيْ لَهٗ اَنْ يَّنَامَ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهٗ يُرْفَعُ اِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ حِجَابُهُ النُّوْرُ لَوْ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے پانچ باتیں ارشاد فرمائیں۔ (۱) کہ اللہ تعالیٰ کو نیند نہیں آتی اور اس کے لائق نہیں کہ وہ سوئے۔ (۲) وہ پورا انصاف کرتا ہے (۳) اس کے حضور رات کے اعمال دن کے اعمال سے قبل (۴) اور دن کے اعمال

كَشَفَهُ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ مَا انْتَهٰى اِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهٖ. (مسلم)64-13

رات کے اعمال سے قبل پیش کئے جاتے ہیں (۵) اللہ تعالیٰ کا حجاب نور ہے۔ اگر وہ نور کا حجاب اٹھا دے تو اس کی ذات کے جلال کے انوار تاحد نگاہ تمام چیزوں کو راکھ کر دیں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَدُاللّٰهِ مَلْئٰی لَا تَغِیْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّآءُ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ اَرَءَ یْتُمْ مَّا اَنْفَقَ مُذْ خَلَقَ السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ فَاِنَّهٗ لَمْ یَغِضْ مَا فِیْ یَدِهٖ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ وَبِیَدِهِ الْمِیْزَانُ یَخْفِضُ وَیَرْفَعُ. (متفق علیه) وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ "یَمِیْنُ اللّٰهِ مَلْاٰى قَالَ ابْنُ نُمَیْرٍ مَلْاٰنُ سَحَّآءُ لَا یَغِیْضُهَا شَیْءٌ اللَّیْلُ وَالنَّهَارُ.65-14

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے دن رات بے دریغ خرچ کرنے سے اس میں کمی نہیں آتی۔ تم جانتے ہو جب سے اس نے آسمان وزمین پیدا کئے اس وقت سے کتنا خرچ کیا۔ بلاشبہ اسکے خزانے میں ذرہ برابر کمی نہیں آئی۔ اس کا عرش پانی پر تھا اس کے ہاتھ میں ترازو ہے وہ اسے نیچے اوپر کرتا ہے۔ (بخاری ومسلم) اور مسلم کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ ابن نمیر کہتے ہیں بھرا ہوا ہے یعنی ہمیشہ دینے والا ہے شب وروز خرچ کرنے سے کوئی چیز اس سے کم نہیں ہوتی۔

فہم الحدیث

دایاں ہاتھ کا لفظ آپ ﷺ نے محاورۃً استعمال کیا ہے ورنہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھوں کا ذکر موجود ہے کہ خرچ کرنے کے اعتبار سے ہر وقت وہ کھلے ہوئے ہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذَرَارِیِّ الْمُشْرِكِیْنَ قَالَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِیْنَ. (متفق علیه)66-15

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں رسول مکرم ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں انہوں نے کیا عمل کرنا تھا۔ (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ تقدیر اللہ تعالیٰ کا علم ہے جو اس نے زمین وآسمان کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دیا تھا اس پر ایمان لانا فرض ہے۔

۲۔ تقدیر کے ضبط تحریر آنے میں انسان کسی کام کے کرنے پر مجبور نہیں ہوجاتا۔

۳۔ ہر نومولود فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔

۴۔ انسان کے اعمال رات دن اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔

۵۔ اللہ تعالیٰ سے نیکی پر ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر ماں باپ سے بھی زیادہ کئی گناہ زیادہ مہربان ہے۔

۷۔ ہر شخص ماں کے رحم میں چالیس دن نطفہ، چالیس دن جما ہوا خون اور چالیس دن گوشت کے ٹکڑے کی حالت میں رہتا ہے۔

۸۔ روح پھونکے جانے سے پہلے چار چیزیں لکھ دی جاتی ہیں۔

(۱) عمل

(۲) موت

(۳) رزق

(۴) نیک یا بد ہونا

۹۔ تقدیر کے بہانے عمل کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔

بَابُ اِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ

عذابِ قبر کا ثبوت

عذابِ قبر بھی دین کے بنیادی اعتقادات میں سے ایک عقیدہ ہے جن کو ایمان بالغیب میں شمار کیا گیا ہے۔ فقہاء اور محدثین نے اسے سمجھانے کے لیے طویل بحثیں کی ہیں۔ اُن کیلئے یہ مسئلہ سمجھانا کافی مشکل رہا ہے کہ قبر کشادہ کس طرح ہوتی ہے اور اس میں سزا کی کیا نوعیت ہے؟ لیکن سائنس اور جدید ٹیکنالوجی نے قبر کی کشادگی کے مسئلہ کو کافی حد تک سمجھا دیا ہے۔ ٹی وی کی سکرین، خوردبین، دوربین، کیمرے اور ایسے شیشے ایجاد ہو چکے ہیں جن میں دیکھنے سے معمولی چیز بہت بڑی اور قریب ترین چیز کو میلوں دور اور کشادہ کر کے دکھایا جاتا ہے۔ جہاں تک روح کو سزا دینے کا مسئلہ ہے یہ تو اس دور میں ہر آدمی محسوس کر چکا ہے کہ جسمانی نعمتوں، سہولتوں اور آرام کے باوجود کتنے مسائل ہیں جو روح کو تڑپائے رکھتے ہیں اور اس کرب کی وجہ سے کتنی جسمانی بیماریاں پیدا ہو چکی ہیں۔ کچھ اہل علم نے خوفناک خوابوں کے حوالے سے عذاب قبر سمجھانے اور منوانے کی کوشش کی ہے۔ جس طرح ڈراؤنے خواب آدمی کو پریشان رکھتے اور اس کی روح کو تڑپا دیتے ہیں اسی طرح قبر کے عذاب سے روح تڑپتی رہے گی۔

الفصل الاول

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَلْمُسْلِمُ اِذَا سُئِلَ فِی الْقَبْرِ یَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذَالِکَ قَوْلُهُ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ (ابراهیم پ١٣. رکوع١٦)وَفِی رِوَایَةٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ نَزَلَتْ فِی عَذَابِ الْقَبْرِ یُقَالُ لَهٗ مَنْ رَّبُّکَ فَیَقُوْلُ رَبِّیَ اللّٰهُ وَنَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم (متفق علیه)1-67.

پہلی فصل

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان سے قبر میں سوال ہوتا ہے وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ جیسے کہ اللہ کا ارشاد ہے ”اللہ تعالیٰ پختہ قول کے ساتھ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھیں گے دنیا اور آخرت کی زندگی میں“۔ (پ١٣رکوع١٦) دوسری روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے ”اللہ تعالیٰ ایمان داروں کو کلمہ شہادت کے ساتھ دنیا اور آخرت میں ثابت رکھے گا“ جب میّت سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ اور میرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰی عَنْهُ اَصْحَابُهٗ

حضرت انس رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی

اِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ فَيَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ ﷺ فَاَمَّا الْمُؤمِنُ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهُ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ فَيُقَالُ لَهُ انْظُرْ اِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِّنَ الْجَنَّةِ فَيَرٰهُمَا جَمِيْعًا وَّاَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْكَافِرُ فَيُقَالُ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَاالرَّجُلِ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ كُنْتُ اَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَهُ لَادَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ وَيُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَّسْمَعُهَا مَنْ يَّلِيْهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهُ لِلْبُخَارِيِّ)2-68

واپس جا رہے ہوتے ہیں ابھی وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سن رہا ہوتا ہے تو اسکے پاس دو فرشتے آتے ہیں وہ اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ تو حضرت محمد ﷺ کی شخصیت کے بارے میں کیا جانتا ہے؟ مومن ہونے کی صورت میں وہ یہ جواب دیتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر اسے کہا جاتا ہے کہ جہنم میں اپنے ٹھکانے کو دیکھو جسے بدل کر اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے جنت کو رہائش گاہ بنادیا ہے۔ وہ دونوں کو دیکھتا ہے۔ جب منافق اور کافر سے سوال ہوتا ہے کہ تو محمد ﷺ کے بارے میں کچھ جانتا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا البتہ میں بھی وہی کچھ کہتا تھا جو لوگ ان کے بارے میں کہا کرتے تھے۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ نہ تو نے کچھ پڑھا اور نہ سمجھا پھر اسے لوہے کے ہتھوڑوں سے مارا جاتا ہے وہ بہت چیختا اور چلاتا ہے۔ اس کی چیخ وپکار جن اور انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے۔ (بخاری ومسلم۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں)

فہم الحدیث

ان تین سوالوں کا جواب دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کی توحید کے سچے عقیدے' رسول محترم ﷺ کے ساتھ دل کی اتھاہ گہرائیوں کے ساتھ حقیقی محبت' اطاعت اور حتی المقدور دین اسلام پر چلنے کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر ان سوالوں کا جواب دینا مشکل ہی نہیں ناممکن ہوگا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. (متفق عليه)69-3

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اکرم ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص فوت ہوتا ہے تو صبح وشام اس کے سامنے اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے۔ جنتی کو جنت کا نظارہ کروایا جاتا ہے اگر جہنمی ہو تو اسے آگ دکھلائی جاتی ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے اٹھا کر قیامت کے روز اس میں داخل کرے گا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ يَهُوْدِيَّةً دَخَلَتْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک یہودی عورت

عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَ لَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدُ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا تَعَوَّذَ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. (متفق عليه)70-4

میرے پاس آئی اس نے قبر کے عذاب کا ذکر کیا۔اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دعا دی کہ اللہ تجھے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے۔پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسولِ محترم ﷺ سے قبر کے عذاب کے بارے پوچھا۔آپ ﷺ نے فرمایا قبر کا عذاب برحق ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں ہمیشہ ہر نماز کے بعد آپ ﷺ عذاب قبر سے پناہ مانگتے سنا کرتی تھی۔(بخاری ومسلم)

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَآئِطٍ لِّبَنِيْ النَّجَّارِ عَلٰى بَغْلَةٍ لَّهُ وَنَحْنُ مَعَهُ اِذْ حَادَتْ بِه فَكَادَتْ تُلْقِيْهِ وَاِذَ اَقْبُرٌ سِتَّةٌ اَوْ خَمْسَةٌ فَقَالَ مَنْ يَّعْرِفُ اَصْحَابَ هٰذِهِ الْاَقْبُرِ قَالَ رَجُلٌ اَنَا قَالَ فَمَتٰى مَاتُوْا قَالَ فِي الشِّرْكِ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ تُبْتَلٰى فِيْ قُبُوْرِهَا فَلَوْلَا اَنْ لَّا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّسْمِعَكُمْ مِّنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِيْ اَسْمَعُ مِنْهُ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِه فَقَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ .(مسلم)71-5

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بنی نجّار کے باغ میں رسول اکرم ﷺ اپنی سواری پر تشریف فرما تھے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے اچانک آپ ﷺ کے خچر نے بدکنا شروع کیا۔قریب تھا کہ وہ آپ ﷺ کو گرا دے وہاں پانچ یا چھ قبریں تھیں۔آپ ﷺ نے فرمایا ان قبروں والوں کو کوئی جانتا ہے؟ایک آدمی نے کہا میں جانتا ہوں۔فرمایا یہ کس حالت میں فوت ہوئے تھے؟اس نے عرض کیا شرک کی حالت میں۔فرمایا،یہ لوگ اپنی قبروں میں عذاب میں مبتلا ہیں۔مجھے ڈر ہے کہ تم قبروں میں مردوں کو دفنانا چھوڑ دو گے۔ورنہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تم کو قبر کا عذاب سنا دے جو میں سن رہا ہوں۔پھر ہماری طرف چہرہ مبارک کرتے ہوئے فرمایا!اللہ سے آگ کے عذاب سے پناہ مانگو!انہوں نے کہا ہم اللہ سے آگ کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔پھر فرمایا عذاب قبر سے پناہ مانگو!صحابہ نے کہا ہم اللہ سے عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہیں۔تیسری دفعہ فرمایا تم اللہ سے ظاہر اور پوشیدہ فتنوں سے پناہ مانگو!انہوں نے کہا ہم اللہ سے ظاہری اور باطنی فتنوں سے پناہ طلب کرتے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ اللہ سے دجال کے فتنے سے حفاظت طلب کرو۔انہوں نے دعا کی ہم اللہ تعالیٰ سے دجال کے فتنے سے پناہ مانگتے ہیں۔(مسلم)

فہم الحدیث

قبر سے مراد صرف یہ ظاہری قبر ہی نہیں۔بلکہ حقیقی مراد وہ مقام ہے جہاں مرنے کے بعد محشر سے پہلے روح کا قیام ہوتا ہے۔

وہاں جنتی کو جنّت کا نظارہ اور جہنمی کو جہنم کی ہولناکیوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ جسے عالم برزخ کہا گیا ہے۔ اس لیے کوئی ڈوب مرے یا جل کر خاک ہو جائے۔ اسی مقام پر جنّت یا جہنم کے ابتدائی مراحل سے گزرنا پڑے گا۔

الفصل الثالث — تیسری فصل

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَطِيْبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِیْ يُفْتَنُ فِيْهَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَكَرَ ذٰلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّةً. (بخاری) 6-72

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول معظم ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے قبر کے فتنے کا ذکر کیا جس میں انسان کو مبتلا کیا جاتا ہے۔ جب آپ نے اس کا ذکر کیا تو مسلمان چلّا اٹھے۔ (بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ قبر کا عذاب برحق ہے۔

۲۔ قبر میں تین سوالوں کا جواب رسمی ایمان سے نہیں عملی اور حقیقی ایمان کی بدولت ممکن ہوگا۔

۳۔ جنتی کی قبر کشادہ اور جنت کا نمونہ بن جاتی ہے۔

۴۔ کافر اور منافق کے لئے قبر جہنم کا گڑھا ہوتی ہے وہ اس میں روزِ محشر تک سزا بھگتتا رہے گا۔

۵۔ قبر کا عذاب جنّات اور انسانوں کے سوا ہر چیز سنتی ہے۔

۶۔ ہر دم قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے رہنا چاہیے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ قبر اور دجّال کے فتنہ سے محفوظ فرمائے آمین یا رب العلمین۔

بَابُ الْاِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

کتاب وسنت کو مضبوطی کے ساتھ تھامنا

رسول اکرم ﷺ کے ارشادات کا مقصد یہ ہے کہ دین فقط اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کا نام ہے اس میں نئی بات ایجاد کرنا دین میں اضافہ کرنے کے مترادف ہے۔ اس کو شریعت کی اصطلاح میں بدعت کہا گیا ہے تقریباً آپ ﷺ ہر خطبہ میں فرمایا کرتے تھے کہ دین میں نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔ دین کے کسی کام میں آپ ﷺ کی سنت کو ناکافی سمجھنا گمراہی کی علامت ہے۔ اس سے آپ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو صرف قرآن اور نبی ﷺ کے فرمان کا پابند کیا ہے تاکہ مسلمان ہر قسم کی گروہ بندیوں سے محفوظ رہیں۔ اس کی بنا پر مسلمان کسی ایک فقہ کے پابند نہیں۔ جس امام کی تشریح قرآن وسنت کے مطابق ہو اسے قبول کر لینا چاہیے۔

اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ. (پ۷ الاعراف ۳)

جو کچھ تمھارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اسکی پیروی کرو اور اپنے رب کے سوا دوسرے رفیقوں کی پیروی نہ کرو، تم بہت کم نصیحت قبول کرتے ہو۔

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ. (متفق عليه) 1-73

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. (مسلم) 2-74

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ ثَلٰثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْرِيْقَ دَمَهٗ. ﴿بخاری﴾ 3-75

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا جس نے ہمارے دین میں نئی بات ایجاد کی جو اس میں نہیں ہے وہ مسترد کر دی جائے گی۔ (بخاری ومسلم)

حضرت جابر ؓ ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ (دوران خطبہ) فرمایا کرتے تھے تمام باتوں سے بہتر بات اللہ کی کتاب ہے، حضرت محمد ﷺ کا طریقہ تمام طریقوں سے بہتر ہے اور کاموں میں بدترین کام دین میں نئی بات ایجاد کرنا ہے اور ہر نئی بات گمراہی ہے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ کے نزدیک تین آدمی سب لوگوں سے بدترین ہیں۔ (۱) حرم میں بے دینی پھیلانے والا، (۲) اسلام میں جاہلیت کا طریقہ رائج کرنے والا (۳) اور جو کسی مسلمان کا ناحق خون بہانا چاہتا ہو۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم كُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قِیْلَ وَمَنْ اَبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی ﴿بخاری﴾ 4-76

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری تمام کی تمام امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس کے جس نے جنت میں جانے سے انکار کر دیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا انکار کرنے والا کون ہوگا؟ فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا جس نے میری نافرمانی کی اس نے جنت میں جانے سے انکار کیا۔(بخاری)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ جَاءَتْ مَلَائِكَةٌ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالُوا اِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هٰذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوْا لَهٗ مَثَلًا قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَیْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ یَقْظَانٌ فَقَالُوا مَثَلُهٗ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی دَارًا وَ جَعَلَ فِیْهَا مَاْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِیًا فَمَنْ اَجَابَ الدَّاعِیَ دَخَلَ الدَّارَ وَاَكَلَ مَعَهٗ مِنَ الْمَاْدُبَةِ وَمَنْ لَّمْ یُجِبِ الدَّاعِیَ لَمْ یَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ یَاْكُلْ مِنَ الْمَاْدُبَةِ فَقَالُوا اَوِّلُوْهَا لَهٗ یُفَقِّهْهَا قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَیْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ یَقْظَانٌ فَقَالُوا الدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِیْ مُحَمَّدٌ فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ وَمَنْ عَصٰی مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَی اللهَ وَمُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم فَرْقٌ بَیْنَ النَّاسِ.(بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں فرشتے نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے۔وہ کہنے لگے اس صاحب کے منصب کو ایک مثال کے ذریعے بیان کیجئے۔ان میں سے کچھ نے کہا یہ تو سوئے ہوئے ہیں۔دوسرے کہنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سو رہی ہے لیکن دل جاگتا ہے۔انہوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ایسی ہے جس طرح ایک شخص نے نیا مکان تعمیر کر کے اس میں کھانے کا اہتمام کرتے ہوئے ایک بلانے والے کو مقرر کیا۔جس نے اس کی دعوت کو قبول کیا وہ گھر میں داخل ہو جائے گا اور اس کے ساتھ کھانے سے لطف اندوز ہو سکے گا۔جس نے اس کی دعوت کو مسترد کیا وہ ہرگز گھر میں داخل نہیں ہو سکے گا اور نہ ہی وہ کھانا کھا سکے گا۔دوسروں نے اس فرشتے کو کہا اس مثال کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور واضح کرو۔تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے سمجھ سکیں ان میں سے کچھ نے پھر کہا یہ تو سوئے ہوئے ہیں دوسرے کہنے لگے ہرگز نہیں آنکھ سوئی ہوئی ہے لیکن دل جاگ رہا ہے۔پھر انہوں نے وضاحت کی کہ گھر سے مراد جنت اور دعوت دینے والے حضرت محمد ہیں جس نے آپ کی اطاعت کی بلاشبہ اس نے اللہ کی تابعداری کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی وہ اللہ کا نافرمان ٹھہرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات لوگوں کے درمیان کسوٹی ہے۔(بخاری)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ اِلٰی اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم یَسْئَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمَّا اُخْبِرُوْا بِهَا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا اَیْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں تین آدمیوں کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج رضی اللہ عنھن کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے بارے میں سوال کرتا ہے۔جب ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے بارے میں بتلایا گیا

مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّیَ اللَّیْلَ اَبَدًا وَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَصُوْمُ النَّهَارَ اَبَدًا وَّلَا اُفْطِرُ وَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَآءَ النَّبِیُّ ﷺ اِلَیْهِمْ فَقَالَ اَنْتُمُ الَّذِیْنَ قُلْتُمْ کَذَا وَکَذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَخْشٰکُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقٰکُمْ لَهٗ لٰکِنِّیْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّیْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ ﴿متفق علیه﴾ 77-5---78-6

تو انہوں نے اس کو اپنے لئے معمولی سمجھا۔ وہ کہنے لگے ہم نبی اکرم ﷺ کے مرتبہ تک کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے پہلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا۔ دوسرا کہنے لگا کہ میں زندگی بھر دن کو روزہ رکھوں گا۔ تیسرا کہتا ہے کہ میں عورتوں سے کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ جب نبی کریم ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اس طرح کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اللہ کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والا اور اس سے ڈرنے والا ہوں میں روزہ رکھتا ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں، میں نے عورتوں سے نکاح بھی کر رکھا ہے۔ پس جس نے میرے طریقے سے انحراف کیا اس کا میرے ساتھ کوئی واسطہ نہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَیْئًا فَرَخَّصَ فِیْهِ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذَالِکَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ مَابَالُ اَقْوَامٍ یَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّیْئِ اَصْنَعُهٗ فَوَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّهُمْ لَهٗ خَشْیَةً. (متفق علیه) 79-7

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول محترم ﷺ نے ایک کام کیا اور اس کی اجازت عنایت فرمائی۔ تو کچھ لوگوں نے اس سے دور رہنا چاہا۔ جب آپ ﷺ کو یہ خبر پہنچی آپ ﷺ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ جو کام میں کرتا ہوں وہ اس سے اجتناب کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! میں ان سب سے زیادہ اللہ کے احکامات کو جاننے والا اور اس سے ڈرنے والا ہوں۔ (بخاری مسلم)

وَعَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ ؓ قَالَ قَدِمَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِیْنَةَ وَهُمْ یُؤَبِّرُوْنَ النَّخْلَ فَقَالَ مَا تَصْنَعُوْنَ قَالُوْا کُنَّا نَصْنَعُهٗ قَالَ لَعَلَّکُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا کَانَ خَیْرًا فَتَرَکُوْهُ فَنَقَصَتْ قَالَ فَذَکَرُوْا ذَالِکَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِّنْ اَمْرِ دِیْنِکُمْ فَخُذُوْا بِهٖ وَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ مِّنْ رَّاْیِیْ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ. (مسلم) 80-8

حضرت رافع بن خدیج ؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی محترم ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو لوگ کھجوروں کو پیوند لگاتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ایسا کرنا ہماری ضرورت ہے۔ فرمایا اگر تم ایسا نہ کرو تو شاید اس کا بہتر نتیجہ برآمد ہو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پیوندکاری چھوڑ دی جس کی وجہ سے پھل میں کمی واقع ہوئی لوگوں نے اس کمی کا آپ ﷺ سے ذکر کیا تب آپ ﷺ

نے فرمایا میں بھی ایک انسان ہوں جب دین کے بارے میں تمہیں حکم دوں تو اسے قبول کرو۔ جب اپنی ذاتی رائے سے تمہیں حکم دوں تو میں ایک انسان ہوں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰہُ بِہٖ کَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰی قَوْمًا فَقَالَ یَاقَوْمِ اِنِّیْ رَاَیْتُ الْجَیْشَ بِعَیْنَیَّ وَاِنِّیْ اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ فَالنَّجَآءَ النَّجَآءَ فَاَطَاعَہٗ طَآئِفَۃٌ مِّنْ قَوْمِہٖ فَاَدْلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلٰی مَھْلِھِمْ فَنَجَوْا وَکَذَّبَتْ طَآئِفَۃٌ مِّنْھُمْ فَاَصْبَحُوْا مَکَانَھُمْ فَصَبَّحَھُمُ الْجَیْشُ فَاَھْلَکَھُمْ وَاجْتَاحَھُمْ فَذَالِکَ مَثَلُ مَنْ اَطَاعَنِیْ فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِہٖ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِیْ وَکَذَّبَ مَا جِئْتُ بِہٖ مِنَ الْحَقِّ. (متفق علیہ) 9-81

ابو موسیٰ ﷛ رسول اللہ ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ میری اور جو اللہ نے مجھ دین دے کر بھیجا اس کی مثال ایسے شخص کی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی طرف بھیجا اور وہ آ کر اپنی قوم کو کہتا ہے یقیناً میں ایک فوج اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں' بلاشبہ میں اس فوج سے بچنے کا واضح طور پر انتباہ کرتا ہوں۔ بچ جاؤ' بچ جاؤ۔ اس کی قوم کے ایک حصہ نے اس بات کو قبول کیا اور وہ اسی وقت پناہ گاہ کی طرف نکلے اور انہوں نے نجات پائی۔ جنہوں نے اسے جھٹلایا اور وہ صبح تک اپنے گھروں میں ٹھہرے رہے دشمن نے صبح کے وقت ان پر حملہ کر کے انہیں موت کے گھاٹ اتارتے ہوئے تہس نہس کر دیا۔ بس یہ (پہلی) مثال میری اطاعت اور میرے دین کی تصدیق کرنے والے کی ہے اور دوسری مثال اس کی ہے جس نے میری نافرمانی کی اور میرے لائے ہوئے حق کو جھٹلا دیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَثَلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَآءَتْ مَاحَوْلَھَا جَعَلَ الْفَرَاشُ وَھٰذِہِ الدَّوَآبُّ الَّتِیْ تَقَعُ فِی النَّارِ یَقَعْنَ فِیْھَا وَجَعَلَ یَحْجُزُھُنَّ وَیَغْلِبْنَہٗ فَیَتَقَحَّمْنَ فِیْھَا فَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِکُمْ عَنِ النَّارِ وَاَنْتُمْ تَقَحَّمُوْنَ فِیْھَا ھٰذِہٖ رِوَایَۃُ الْبُخَارِیِّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوُھَا وَقَالَ فِیْ اٰخِرِھَا قَالَ فَذَالِکَ مَثَلِیْ وَمَثَلُکُمْ اَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِکُمْ عَنِ النَّارِ ھَلُمَّ عَنِ النَّارِ ھَلُمَّ عَنِ النَّارِ فَتَغْلِبُوْنِیْ تَقَحَّمُوْنَ فِیْھَا. (متفق علیہ) 10-82

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا میری مثال آگ روشن کرنے والے شخص کی طرح ہے جب اس کا اردگرد روشن ہو گیا۔ آگ پر فریفتہ ہونے والے کیڑے پتنگے آ کر اس میں گرنے لگے۔ آگ جلانے والے نے انہیں بچانے کی کوشش کی لیکن وہ اس سے بے قابو ہو کر گرتے رہے۔ بس میں بھی تم کو آگ سے بچانے کے لئے تمہیں پیچھے سے پکڑتا ہوں لیکن تم ہو کہ اس میں گر رہے ہو۔ یہ بخاری کے الفاظ ہیں اور مسلم میں بھی اسی طرح ہے اس کے آخر میں فرمایا کہ میری اور تمہاری مثال ایسے ہے کہ میں تمہیں پیچھے سے پکڑ کر آگ سے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں! میری طرف آؤ اور آگ سے بچو، لوگو! آگ کی بجائے میری طرف آؤ۔ لیکن تم مجھ پر غالب آ کر آگ میں گرے جا رہے ہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِی مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰی وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيْرِ اَصَابَ اَرْضًا فَكَانَتْ مِنْهَا طَآئِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَآءَ فَاَنْبَتَتِ الْكَلَأَوَالْعُشْبَ الْكَثِيْرَ وَكَانَتْ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا وَاَصَابَ مِنْهَا طَآئِفَةً اُخْرٰی اِنَّمَا هِیَ قِيْعَانٌ لَا تُمْسِکُ مَآءً وَّلَا تُنْبِتُ كَلَاءً فَذَالِکَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِیْ دِيْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهٗ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ يَرْفَعْ بِذَالِکَ رَاْسًا وَّلَمْ يَقْبَلْ هُدَی اللّٰهِ الَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ. (متفق علیه)83-11

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس علم اور ہدایت کے ساتھ مجھے بھیجا ہے اس کی مثال زمین پر مسلسل برسنے والی بارش کی طرح ہے جو زمین کا قطعہ اچھا تھا اس نے اسے قبول کیا۔ اس نے گھاس اور سبزے کو خوب اگایا۔ دوسری زمین سخت تھی پانی جذب ہونے کی بجائے اس پر کھڑا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچایا۔ لوگوں نے خود پانی پیا اور جانوروں کو پلایا اور پھر اس سے کھیتی باڑی کی جبکہ تیسرا زمین کا ٹکڑا چٹیل میدان تھا نہ اس نے پانی جذب کیا اور نہ ہی پانی اس کے اوپر ٹھہرا۔ اللہ تعالیٰ نے جو دین دے کر مجھے مبعوث فرمایا اس دین کی فہم حاصل کرنے والے اور اس سے نفع اٹھانے والے کی مثال ایسے ہے کہ اس نے علم سے فائدہ اٹھایا خود سیکھا اور لوگوں کو بھی تعلیم دی۔ دوسری مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے بے پرواہی سے علم کی طرف توجہ نہ کی اور نہ ہی اس بات کو قبول کیا جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَاقَالَتْ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَالَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَيْکَ الْكِتَابَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ وَّقَرَءَ اِلٰی "وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّا اُوْلُواالْاَلْبَابِ"(پ۳. رکوع۹) قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا رَاَيْتِ وَعِنْدَ مُسْلِمٍ رَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِيْنَ سَمّٰهُمُ اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ. (متفق علیه)84-12

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے اس آیت کی "هُوَالَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَيْکَ سے اُولُوا الْاَلْبَابِ" (العمران پ۳ رکوع ۹) تک تلاوت فرمائی اللہ وہ ذات ہے جس نے آپ ﷺ پر کتاب نازل کی اس میں کچھ آیات محکم ہیں اور کچھ متشابہ۔۔۔۔ الخ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے فرمایا جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو (مسلم میں ہے کہ) جو متشابہ آیات کے پیچھے پڑتے ہیں تو سمجھ لو اس آیت میں وہی لوگ مراد ہیں۔ چنانچہ جن کا اللہ نے نام لیا ہے۔ چنانچہ ایسے لوگوں سے اجتناب ہی کرنا چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍورَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ هَجَّرْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا قَالَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں ایک دن دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر

فَسَمِعَ اَصْوَاتَ رَجُلَيْنِ اخْتَلَفَا فِيْ اٰيَةٍ فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْرَفُ فِيْ وَجْهِهٖ الْغَضَبُ فَقَالَ اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ فِي الْكِتَابِ. (مسلم)85-13

ہوا۔اچانک نبی کریم ﷺ نے دو آدمیوں کو ایک آیت کے بارے میں اختلاف کرتے ہوئے سنا۔آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ کا چہرہ غصے سے بھرا ہوا تھا تو فرمایا تم سے پہلے لوگ اس لئے تباہ و برباد ہوئے کہ وہ اللہ کی کتاب میں اختلاف کیا کرتے تھے۔(مسلم)

فہم الحدیث

اس آیت میں یہ اصول بیان ہوا کہ قرآن مجید میں دو قسم کی آیات اور احکامات ہیں۔ کچھ آیات کی حیثیت مرکز کی ہے۔اور باقی آیات انکے تابع اور انکی تشریح کے طور پر ہیں۔اس لئے اصول اور معنیٰ کے لحاظ سے مرکزی آیات کو سامنے رکھنا چاہیے۔ اگر ان کے مفہوم سے الگ ہو کر دوسری آیات کی تشریح کی جائے گی تو قرآن کے معنیٰ میں تضاد پیدا ہوگا جس سے لوگوں کے بھٹکنے کا اندیشہ ہے علماء سو اپنی مطلب براری کیلئے تفسیر کا غلط اسلوب اختیار کرتے ہیں۔قران مجید نے دنیا کو قانون کی تشریح کرنے کا یہ بنیادی اصول سمجھایا کہ بنیادی اصولوں کو سامنے رکھ کر دوسری شقوں کی تشریح کرنی چاہیے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَعْظَمَ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ جُرْمًا مَنْ سَاَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ عَلَى النَّاسِ فَحُرِّمَ مِنْ اَجْلِ مَسْاَلَتِهٖ. (متفق عليه)86-14

حضرت سعد بن ابی وقاص ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جو ایسی چیز کے بارے میں سوال کرے جس کو لوگوں پر حرام قرار نہیں دیا گیا تھا لیکن اس کے سوال کی وجہ سے اس چیز کو حرام قرار دے دیا گیا۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

امت کی اکثریت دین براہِ راست سمجھنے کی بجائے۔علماء سے حاصل کرتی ہے۔اس لیے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ عوام الناس کو علماء سو اور علمائے حق کی پہچان حاصل ہو۔لوگ جس قدر علمائے حق کے قریب ہوں گے اور ان کو پہچانیں گے اتنا ہی دین حق کو اختیار کریں گے۔دین اور امت میں جتنا بھی بگاڑ پیدا ہوا ہے اور ہوگا اس کی وجہ پیشہ ور اور جاہل علماء کا کردار ہے۔ اس فرمان میں تلقین فرمائی جا رہی ہے کہ ایسے علماء سے ہر صورت بچنا چاہیے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا آخری زمانے میں مکار اور جھوٹے لوگ تمہارے پاس

يَاْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَآؤُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ (رواہ مسلم) 15-87

ایسی احادیث بیان کریں گے جو تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے نہیں سنی ہوں گی۔ تم اپنے آپ کو ان سے دور رکھو۔ تاکہ وہ تمہیں گمراہی اور کسی فتنے میں مبتلا نہ کر دیں۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُ وْنَ التَّوْرٰةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا "اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا" الْاٰيَةِ (پ ا رکوع ۱۴) (بخاری) 16-88

حضرت ابو ہریرہؓ ہی بیان کرتے ہیں اہل کتاب عبرانی زبان میں تورات پڑھتے اور عربی میں اس کی مسلمانوں کے سامنے تفسیر کیا کرتے تھے۔ رسول معظم ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ اہل کتاب کی تصدیق اور تردید نہ کیا کرو بلکہ فقط اتنا کہو کہ ”ہم اللہ اور جو ہماری طرف نازل کیا ہے اس پر ایمان رکھتے ہیں“۔ (البقرہ ۲۔ پ ارکوع ۱۶) (بخاری)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ. ﴿مسلم﴾ 17-89

حضرت ابو ہریرہؓ ذکر کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ سنی سنائی بات کو آگے بیان کرتا چلا جائے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ نَّبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِىْ اُمَّتِهٖ قَبْلِىْ اِلَّا كَانَ لَهٗ فِىْ اُمَّتِهٖ حَوَارِيُّوْنَ وَاَصْحٰبٌ يَّأْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَيَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ يَقُوْلُوْنَ مَالَا يَفْعَلُوْنَ وَيَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَآءَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ. (مسلم) 18-90

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نبی کریم ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء بھیجے ان کی امت میں ان کے خاص مددگار ہوا کرتے تھے جو اس نبی کے طریقے پر گامزن رہتے اور اس کا حکم مانتے اور پھر ان کے بعد نالائق لوگ آئے وہ جو کچھ کہتے تھے اس پر خود عمل نہیں کرتے تھے بلکہ ایسے کام کرتے جن کی انہیں اجازت نہیں تھی جس نے ایسے لوگوں کو ہاتھ سے روکا وہ مومن ہے اور ان کو زبان سے روکنے والا ایمان دار ہوگا حتی کہ ان کو دل سے برا جاننے والا بھی مومن ہے۔ اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا

حضرت ابو ہریرہؓ رسولِ معظم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ خیر کی دعوت دینے والے کو اس پر عمل کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا جبکہ ان لوگوں کے اجر میں کوئی کمی

وَمَنْ دَعَا اِلٰى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلَ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَيْئًا. (مسلم) 91-19

واقع نہیں ہوگی اور جس نے برائی کا پرچار کیا وہ اس پر عمل کرنے والے کے برابر گنہگار ہوگا۔ اس سے ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ (مسلم)

فہم الحدیث

یہ ثواب ایسے داعی کو ملے گا جو خود بھی عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے عامل داعی کی مثال پیچھے گزر چکی ہے۔ جو داعی خود عمل نہیں کرتا اسے کوئی اجر نہیں ملے گا؟ بلکہ وہ اللہ تعالی کے نزدیک گدھے کی مانند ہے اور قیامت کے دن اسے ذلت آمیز عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَآءِ. (مسلم) 92-20

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول معظم ﷺ کے اس فرمان کے راوی ہیں کہ اسلام کی ابتدا غربت سے ہوئی ہے۔ عنقریب غربت کی طرف پلٹ جائے گا۔ غریب لوگوں کے لئے یہ خوشی کا پیغام ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْاِيْمَانَ لَيَأْرِزُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ اِلٰى جُحْرِهَا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 93-21

آپ ﷺ کے اس فرمان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ بالآخر ایمان مدینے کی طرف لوٹ آئے گا جس طرح سانپ اپنے بل کی طرف پلٹ آتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ دین میں نئی بات ایجاد کرنا بدعت ہے۔ ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی جہنم میں دھکیلنے والی ہے۔

۲۔ قرآن کی تشریح اس کے بنیادی اصولوں اور نظریہ کو سامنے رکھتے ہوئے کرنی چاہیے۔

۳۔ بلاتحقیق سنی سنائی بات آگے بیان کرنا جھوٹ کی اشاعت کرنا ہے۔

۴۔ جاہل اور بدعتی علماء سے اجتناب کرنے کا حکم ہے۔

۵۔ خیر کی دعوت دینے والے کو عمل کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا جب کہ اس پر عمل کرنے والے کے اجر میں کمی واقع نہیں ہوگی۔

۶۔ برائی پھیلانے والا برائی پر عمل کرنے والے کے گناہ میں شریک سمجھا جائے گا الا یہ کہ وہ توبہ کرے۔

❁❁❁

كِتَابُ الْعِلْمِ

علم کی عظمت وفضیلت

علم وہ نعمت ہے جس سے ایک انسان ہی نہیں بلکہ حیوان بھی اپنی جنس میں ممتاز ہو جاتا ہے جیسا کہ کتے کی مثال ہے کہ اگر برتن چاٹ جائے تو اسے سات دفعہ دھونا ضروری قرار دیا گیا ہے لیکن اگر کتا سدھایا ہوا ہو تو اس کا پکڑا ہوا شکار حلال ہوتا ہے۔ بے شک انسان اشرف المخلوقات ہے لیکن تعلیم کے بغیر اندھا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا پہلا شرف علم ہی تھا جس کی وجہ سے انہوں نے ملائکہ پر برتری حاصل کی تھی۔ نبی کریم ﷺ کی نبوت کا آغاز ہی اقرأ سے ہوا ہے۔ اس لئے آپ نے اپنی امت کو زیور علم سے آراستہ کرنے کے لئے خصوصی توجہ فرمائی اور ان پڑھ قوم میں وہ علمی تحریک پیدا فرمائی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو اپنے بنیادی فرائض سے غافل اور ناواقف ہو۔ بے شک علوم میں سب سے اعلی اور دنیا وآخرت میں مفید ترین علم قرآن وسنت کا علم ہے لیکن قرآن وحدیث میں ہر اس علم کی حوصلہ افزائی پائی جاتی ہے جس سے انسانیت کو فائدہ پہنچے اس لیے آپ ﷺ علم میں اضافے کے لئے دعا کیا کرتے تھے ”رَبِّ زِدْنِیْ عِلْماً“ ”اے رب! میرے علم میں اضافہ فرما“ اور امت کو ہدایت فرمائی کہ اگر کسی کو قرآن وسنت کا ایک فرمان بھی یاد ہو تو اس کا فرض ہے کہ وہ اسے آگے پہنچائے گویا کہ قیامت تک یہ تحریک جاری رہے اور اس طرح دیے سے دیا جلتا رہنا چاہیے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰيَةً وَّحَدِّثُوْا عَنْ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ وَ لَا حَرَجَ وَ مَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. ﴿بخاری﴾ 1-94

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا میری طرف سے لوگوں کو پہنچاؤ چاہے ایک ہی آیت ہو۔ بنی اسرائیل کے سچے واقعات بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں جس نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ کی نسبت کی اسکا ٹھکانا جہنم ہوگا (بخاری)

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ؓ وَالْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ؓ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَدَّثَ عَنِّیْ بِحَدِيْثٍ يُّرٰی اَنَّهٗ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ. ﴿مسلم﴾ 2-95

حضرت سمرہ بن جندب ؓ اور مغیرہ بن شعبہ ؓ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جس نے میری طرف سے کوئی حدیث بیان کی اور وہ جانتا بھی ہے کہ یہ جھوٹ ہے، ایسا شخص جھوٹے لوگوں میں سے ایک ہے۔ (مسلم)

عَنْ مُّعَاوِيَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِی الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا

حضرت معاویہ ؓ رسول اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس شخص کے

قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ يُعْطِى. (متفق عليه)96-3

ساتھ خیر خواہی کرنا چاہتے ہیں اسے دین کی سمجھ عنایت فرماتے ہیں میں تقسیم کرنے والا اور اللہ مجھے عنایت فرمانے والا ہے (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ فِى الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِى الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا (مسلم)97-4

حضرت ابوہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا لوگ کان کی طرح ہیں جس طرح سونے چاندی کی کان ہوتی ہے۔دور جہالت میں جو بہتر تھے وہ اسلام میں بھی معزز ہوں گے لیکن جب وہ دین کو سمجھ لیں۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا حَسَدَ اِلَّا فِى اثْنَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِى الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِىْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا.(متفق عليه)98-5

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ روایت کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا صرف دو آدمیوں پر رشک کرنا جائز ہے ایک وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال عنایت فرمایا اور اسے نیکی کے کاموں پر خرچ کرنے کی توفیق دی۔دوسرا جس کو اللہ تعالیٰ نے دانشمندی عطا کی وہ اس کی روشنی میں فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَّدْعُوْ لَهٗ . (مسلم)99-6

حضرت ابوہریرہ ؓ رسول محترم ﷺ کا ارشاد ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا آدمی کے فوت ہونے سے اس کے عمل کا تسلسل ختم ہو جاتا ہے۔مگر ان تین چیزوں کے علاوہ ۱:صدقہ جاریہ۔۲:ایسا علم جس سے لوگ مستفید ہوتے رہیں۔ ۳:نیک اولاد جو اس کے لیے دعائیں کرتی رہے۔(مسلم)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ يَّسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِىْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِىْ عَوْنِ اَخِيْهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَّلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ وَ مَا

حضرت ابوہریرہ ؓ ہی رسول کریم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جس نے کسی مومن کو دنیا کی پریشانی سے نجات دلائی' اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت سے نجات بخشیں گے۔جس نے کسی تنگ دست کے لیے آسانی پیدا کی اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا وآخرت میں آسانی پیدا فرمائے گا جو کسی مسلمان کی عیب پوشی کرے گا۔اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کے عیوب پر پردہ ڈالے گا۔اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی مدد فرماتا ہے جب تک

اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهُ بَيْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلٰئِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ وَمَنْ بَطَّأَ بِهٖ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهُ . ﴿مسلم﴾ 100-7

انسان اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا ہے۔ جو حصول علم کے لیے سفر اختیار کرتا ہے رب کریم اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کرتے ہیں۔ جب بھی لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر یعنی مسجد میں جمع ہو کر قرآن مجید کی تلاوت اور آپس میں تعلیم کا سلسلہ جاری کرتے ہیں تو ان پر سکون اور اللہ کی رحمت سایہ فگن ہوتی ہے اور ملائکہ انہیں اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے مقرب فرشتوں میں ان کا ذکر فرماتے ہیں جو اپنے کردار کی وجہ سے پیچھے رہ گیا اس کا حسب نسب اُس کو آگے نہیں کر سکے گا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَجُلٌ اُسْتُشْهِدَ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا فَقَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِيْكَ حَتّٰى اسْتُشْهِدْتُّ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُّقَالَ جَرِئٌّ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَءَ الْقُرْآنَ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ وَقَرَاْتُ فِيْكَ الْقُرْآنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ اِنَّكَ عَالِمٌ وَقَرَاْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَّسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَعْطَاهُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهٖ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ اَنْ يُّنْفَقَ فِيْهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَّادٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ اُلْقِيَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے شہید کے خلاف فیصلہ دیا جائے گا۔ جب اللہ کے حضور اسے پیش کیا جائے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنے انعامات یاد کروائیں گے وہ اس کا اعتراف کرے گا ارشاد ہوگا۔ پھر تو نے کیا عمل کیا تھا؟ وہ کہے گا الٰہی میں تیرے لیے لڑتا رہا یہاں تک کہ کٹ مرا۔ حکم ہوگا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو اس لیے جہاد کیا کرتا تھا کہ تیری بہادری کے چرچے ہوں چنانچہ تجھے ایسا کہہ دیا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے پھر ایسے شخص کو لایا جائے گا جس نے علم حاصل کیا اور لوگوں کو پڑھایا اور خود بھی قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتا تھا اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کی یاد دہانی کروائینگے وہ اقرار کرے گا پھر اللہ فرمائیں گے تو نے کیا عمل کیا؟ کہے گا میں نے علم سیکھا، پھر اسے دوسرے لوگوں کو سکھایا اور قرآن کی تلاوت کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے تو نے علم اس لیے سیکھا کہ تجھے عالم گردانا جائے تو تلاوت قرآن بھی اس لیے کرتا تھا کہ تجھے قاری سمجھا جائے۔ وہ شہرت تو تجھے مل چکی۔ پھر اس کے بارے میں حکم ہوگا اسے پیشانی کے بل کھینچ کر آگ میں پھینک دیا جائے گا پھر تیسرا آدمی لایا جائے گا جسے اللہ تعالیٰ نے کشادگی اور ہر قسم کے وسائل عطا فرمائے اسے بلا کر

بھی ان کا اقرار کرے گا ارشاد ہوگا پھر تو نے کیا اعمال کیے؟ وہ کہے گا میں نے کوئی ایسی جگہ نہیں چھوڑی جہاں تیرے دیے ہوئے مال کو خرچ نہ کیا ہو۔ حکم ہوگا کہ تو جھوٹ بول رہا ہے تو نے تو سخی ہونے کی شہرت حاصل کرنے کے لیے مال خرچ کیا۔ لوگ تجھے فیاض سمجھتے تھے پھر اس کو بھی اُلٹے منہ جہنم میں دھکیل دیا جائے گا (مسلم)

نمود و نمائش اس قدر بدترین عمل ہے کہ ریا کار سخی کے کروڑوں صدقات مجاہد کے جہادی معرکے اور عالم کے علمی کارنامے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مسترد کر دیے جائیں گے۔ ریا کار شخص یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرنے کی بجائے اپنی شہرت، نیک نامی اور لوگوں کو خوش کرنے کے لیے کرتا ہے اس میں شہرت اور نمائش کے ساتھ جلد بازی کا جذبہ بھی کارفرما ہوتا ہے کیونکہ وہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے اجر حاصل کرنے کے بجائے فکری طور پر لوگوں سے جلد داد لینے کا خواہاں ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے قیامت کے دن ایسے لوگوں کو سب سے پہلے حساب و کتاب سے فارغ کر کے جلد سزا دی جائے گی۔ ایسے لوگوں کا حقیقتاً اللہ اور آخرت پر ایمان ہی نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر لوگوں کی خوشی کو مقدم اور آخرت کی بجائے دنیا میں ہی داد کے طالب ہوتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو بیان کیا تو دو مرتبہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اور بڑی مشکل کے بعد اس حدیث کو بیان فرما سکے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَّقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَآءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا. (متفق عليه)102-9

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوگوں کے سینوں سے علم ختم نہیں کرے گا لیکن علماء کے فوت ہونے سے علم ختم ہوگا یہاں تک کہ جب حقیقی عالم نہیں رہیں گے تو جو لوگ جاہلوں کو بڑے عالم سمجھ کر مسائل پوچھیں گے وہ علم کے بغیر فتویٰ دیں گے جس طرح خود گمراہ ہوں گے اسی طرح لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے (بخاری و مسلم)

وَعَنْ شَقِيْقٍ رحمه الله عليه قَالَ كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِيْ كُلِّ خَمِيْسٍ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ رضی اللہ عنہ لَوَدِدْتُّ اَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ قَالَ اَمَا اِنَّهٗ يَمْنَعُنِيْ مِنْ ذَالِكَ اَنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ اُمِلَّكُمْ وَاِنِّيْ اَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ

حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات لوگوں کو درس دیا کرتے تھے انہیں ایک آدمی نے کہا اے ابو عبدالرحمان! کاش آپ ہر روز ہمیں وعظ و نصیحت کیا کریں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے لیے کوئی رکاوٹ نہیں سوائے اس کے کہ میں تمہیں مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ میں اس لیے ناغے کرتا ہوں

اللّٰہِ ﷺ یَتَخَوَّلُنَا بِھَا مَخَافَةَ السَّاٰمَةِ عَلَیْنَا. (متفق علیہ)10-103

کیونکہ رسول محترم ﷺ ہماری اکتاہٹ کا خیال کرتے ہوئے خطاب کیا کرتے تھے (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فرمان کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو وعظ وخطاب کرنے میں اعتدال ہونا چاہیے لوگ اکتانے کے بجائے خود چاہت محسوس کریں۔ مشاہدہ یہ ہے کہ زیادہ تقریریں نہ صرف لوگ عادت کے طور پر سنتے ہیں بلکہ ہر روز تقریر کرنے والے مقرر بھی عمل میں کمزور ہو جاتے ہیں پھر خطیب کے لئے یہ بھی سبق ہے کہ وہ ایک دو آدمیوں کے کہنے پر یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ سب لوگ ہی لمبی اور ہر روز تقریر سننا چاہتے ہیں۔ اس لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس ایک آدمی کے مطالبہ کو درخور اعتنا نہیں سمجھا۔

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا تَکَلَّمَ بِکَلِمَةٍ اَعَادَھَا ثَلَاثًا حَتّٰی تُفْھَمَ عَنْهُ وَاِذَا اَتٰی عَلٰی قَوْمٍ سَلَّمَ عَلَیْھِمْ سَلَّمَ عَلَیْھِمْ ثَلٰثًا. (بخاری)11-104

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے خطاب میں بعض باتوں کو تین دفعہ دہرایا کرتے تھے تاکہ آپ کی بات اچھی طرح سمجھ میں آجائے اسی طرح جب آپ ﷺ لوگوں کے پاس جاتے تو تین بار سلام کہا کرتے تھے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

تین بار بات دہرانے کا معنی یہ ہے کہ جس بات کو زیادہ اہم سمجھتے اسے تکرار کے ساتھ بیان فرماتے۔ اسی طرح جب کسی کے ہاں تشریف لے جاتے تو دروازے سے باہر سلام کہتے اگر گھر والا آپ ﷺ کی آواز نہ سن پاتا تو تین مرتبہ سلام کہنے کے بعد واپس تشریف لے جاتے تھے۔ اگر کسی کا گھر بڑا ہو تو دور سے سلام کہنے کی بجائے دروازہ کھٹکھٹایا جاسکتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اِنَّهُ اُبْدِعَ بِیْ فَاحْمِلْنِیْ فَقَالَ مَا عِنْدِیْ فَقَالَ رَجُلٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا اَدُلُّهُ عَلٰی مَنْ یَّحْمِلُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَهُ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ. (مسلم)12-105

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ میری سواری چلنے کے قابل نہیں رہی آپ میرے لئے سواری کا انتظام فرمائیں ارشاد ہوا کہ میرے پاس سواری کا انتظام نہیں ایک آدمی نے آپ ﷺ سے عرض کیا میں ایسے شخص کی نشان دہی کرتا ہوں جو اس کی سواری کا انتظام کرے گا۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا جو نیکی کی رہنمائی کرتا ہے اسے نیکی کرنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ جَرِيْرٍ ﷺ قَالَ كُنَّا فِي صَدْرِ النَّهَارِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَآءَ هُ قَوْمٌ عُرَاةٌ مُّجْتَابِيْ النِّمَارِ اَوِ الْعَبَآءِ مُتَقَلِّدِى السُّيُوْفِ عَآمَّتُهُمْ مِّنْ مُّضَرَ بَلْ كُلُّهُمْ مِّنْ مُّضَرَ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِمَا رَاٰى بِهِمْ مِّنَ الْفَاقَةِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ وَاَقَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ "يَا اَيُّهَا النَّاسُ" اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا" (النساء :پ۴ ع۱۲) وَّالْاٰيَةَ الَّتِىْ فِي الْحَشْرِ اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ" (الحشر :پ۲۸ ع ۶) تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِّنْ دِيْنَارِهٖ مِنْ دِرْهَمِهٖ مِنْ ثَوْبِهٖ مِنْ صَاعِ بُرِّهٖ مِنْ صَاعِ تَمْرِهٖ حَتّٰى قَالَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهُ تَعْجِزُ عَنْهَابَلْ قَدْ عَجِزَتْ ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتّٰى رَاَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَّثِيَابٍ حَتّٰى رَاَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَتَهَلَّلُ كَاَنَّهُ مُذْهَبَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ. (مسلم)106-13

حضرت جریر ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم دن کی ابتداء میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ کچھ لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے جن کے لباس پھٹے ہوئے تھے اور کچھ نے اُون کی دھاری دار چادریں اوڑھی اور اپنے ساتھ تلواریں لٹکائی ہوئی تھیں ان کا مضر قبیلہ کے ساتھ تعلق تھا ان کی پسماندگی دیکھ کر رسول کریم ﷺ کا چہرہ غمزدہ ہوگیا۔ آپ ﷺ اپنے گھر میں داخل ہو کر جلد واپس آئے۔ پھر بلال ﷺ کو اذان کا حکم دیا۔ نماز پڑھنے کے بعد آپ ﷺ نے ان الفاظ کے ساتھ خطاب فرمایا "اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا اور اسی نفس سے بہت مرد و عورتیں دنیا میں پھیلا دیے۔ اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔ یقین جانو کہ اللہ تم پر نگہبان ہے۔" (پ۴ النساء۔ رکوع ۱۲) "اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا سامان کیا ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ یقیناً تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔" (حشر کی آیت ۱۸ اپ ۲۸) یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا صدقہ کرو چاہے کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ لوگ درہم، دینار، کپڑے، گندم کھجوریں لائے ایک انصاری درہم سے بھری ہوئی تھیلی بڑی مشکل سے اٹھائے ہوئے لایا۔ اسطرح کپڑے کھجوریں دینے والوں کا تانتا بندھا رہا۔ تھوڑی دیر میں آپ ﷺ کے سامنے خورد و نوش اور کپڑوں کے دو ڈھیر جمع ہوگئے۔ میں نے دیکھا رسول کریم ﷺ کا چہرہ مبارک سونے کی طرح تمتما رہا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اسلام میں نیکی کی ابتدا کی لوگ جب تک اس پر عمل کرتے رہیں گے اسے اس کا اپنا اور دوسروں کا بھی ثواب ملتا رہے گا۔ جبکہ لوگوں کے اجر میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوگی۔ اور جس نے اسلام میں کسی برے کام کی بنیاد رکھی اس کو اپنا بھی اور اس پر عمل کرنے والوں کا بھی برابر گناہ ہوتا رہے گا۔ جبکہ ان کے گناہوں میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 107-14

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب بھی کوئی شخص ناحق قتل کرتا ہے تو اس قتل کا گناہ حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے کو بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ پہلا قاتل ہے جس نے یہ کام کیا (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عِكْرِمَةَ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَّرَّةً فَاِنْ اَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ فَاِنْ اَكْثَرْتَ فَثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَلَا اُلْفِيَنَّكَ تَاْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِيْ حَدِيْثٍ مِّنْ حَدِيْثِهِمْ فَتَقُصُّ عَلَيْهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيْثَهُمْ فَتُمِلُّهُمْ وَلٰكِنْ اَنْصِتْ فَاِذَا اَمَرُوْكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ يَشْتَهُوْنَهٗ وَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَآءِ فَاجْتَنِبْهُ فَاِنِّيْ عَهِدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابَهٗ لَا يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ. (بخاری) 108-15

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ لوگوں کو ہفتہ میں ایک مرتبہ وعظ کیا کرو۔ اگر تم نہیں مانتے تو دو مرتبہ اگر آپ زیادہ مرتبہ کرنا چاہتے ہیں تو تین دن سے زیادہ نہیں کرنا چاہیے۔ قرآن مجید سے لوگوں میں اکتاہٹ پیدا نہ کرو۔ لوگوں کو اس وقت تقریر نہ سناؤ جب وہ اپنی گفتگو میں مصروف ہوں۔ تمہارے خطاب کی وجہ سے ان کی گفتگو قطع ہو گی اور وہ بے زاری محسوس کریں گے۔ اس صورت میں تمہیں چپ رہنا چاہئے۔ جب وہ تجھ سے تقریر کی فرمائش کریں تو انہیں نصیحت کرو جبتک کہ وہ اکتاہٹ محسوس نہ کریں۔ دعا میں پرتکلّف مسجّع جملوں سے اجتناب کرو کیونکہ میں نے رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ اصحاب کو دیکھا ہے وہ تکلف نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وِعَآئَيْنِ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهٗ فِيْكُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهٗ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ يَعْنِيْ مَجْرَى الطَّعَامِ. (بخاری) 109-16

حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول محترم ﷺ سے دو قسم کا علم حاصل کیا ہے ایک کو میں نے تمہارے سامنے بیان کر دیا۔ اگر میں دوسرے علم کو بیان کروں تو میرا گلا کاٹ دیا جائے جس سے کھانا کھایا جاتا ہے۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ فَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ تَقُوْلَ لِمَا لَا تَعْلَمُ اللّٰهُ اَعْلَمُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ. (متفق

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ اے لوگو! جس کے پاس علم ہے اسے آگے بیان کرنا چاہیے جو نہیں جانتا اسے صرف یہ کہنا چاہیے اللہ بہتر جانتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی علم ہے کہ آدمی علم نہ ہونے کا اعتراف کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرمایا ہے ان لوگوں کو فرما دیجئے

علیہ)110-17

کہ میں نبوت کے کام پر تم سے اجر طلب نہیں کرتا اور نہ ہی میں تکلّف کرنے والوں سے ہوں۔(بخاری ومسلم)

عَنِ بْنِ سِيْرِيْنَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه قَالَ اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ. (مسلم)111-18

حضرت امام ابنِ سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے یہ علم دین ہے اس کے بارے میں اچھی طرح غور کرلیا کرو کہ تم کن لوگوں سے دین حاصل کررہے ہو(مسلم)

عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺقَالَ يَا مَعْشَرَ الْقُرَّآءِ اسْتَقِيْمُوْا فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِيْدًا وَّاِنْ اَخَذْتُمْ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا لَّقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيْدًا. (بخاری)112-19

حضرت حذیفہ ﷺ کہا کرتے تھے اے قرآن پڑھنے والو مضبوطی سے اس کے ساتھ وابستہ رہو۔تم بہت آگے ہو۔اگر تم دائیں بائیں ہوگئے تو دور تک بھٹک جاؤ گے۔(بخاری)

فہم القول

حضرت حذیفہ ﷺ اہل علم کو نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ تمہیں دین حنیف پر کاربند رہنا چاہیے۔تم مرتبہ اور ذمہ داری کے حوالے سے لوگوں سے آگے یعنی پیشوا ہو۔اگر تم میں کمزوریاں ہوں گی تو لامحالہ لوگ تمہاری طرف دیکھ کر وہی غلطیاں کریں گے لہذا تمہیں دین پر ثابت قدم رہنا اور عملی نمونہ پیش کرنا چاہیے۔

خلاصۂ باب

۱۔ غیر مسلم سے مفید بات سیکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

۲۔ بے بنیاد بات کو آگے پھیلانا جھوٹ کی اشاعت کرنا ہے۔

۳۔ مخیر اور عالم دین پر رشک کرنا جائز ہے۔

۴۔ آدمی کے فوت ہونے کے بعد بھی اس کو علمی خدمات، صدقہ جاریہ اور اولاد کی نیکی میں سے حصہ ملتا رہے گا۔

۵۔ قیامت کے دن اخلاص کے بغیر بڑی سے بڑی نیکی کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

❁❁❁

كِتَابُ الطَّهَارَةِ

طہارت کے مسائل

یہاں طہارت سے مراد وضو ہے جو نماز کے لئے فرض ہے۔اس کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔رسول محترم ﷺ نے وضو کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔قرآن مجید نے نماز کے لئے بھی ایمان کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔تو رسول اکرم ﷺ کے فرمان کا مقصد یہ ہوا کہ وضو آدھی نماز ہے۔تجربہ اس حقیقت کا گواہ ہے کہ وضو کے بعد نماز کے بارے میں سستی دور ہونے کے ساتھ طبیعت میں آمادگی پیدا ہو جاتی ہے گویا کہ آدھی نماز کا اہتمام ہو چکا۔بالخصوص سخت سردیوں میں تو نمازی وضو کے بعد بے ساختہ پکار اٹھتا ہے کہ نماز کا آدھا عمل تو مکمل ہوا گناہوں کے لحاظ سے بھی وضو سے جسمانی گناہ معاف ہوتے اور نماز پڑھنے سے باقی روحانی اور جسمانی گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔پھر وضو طہارت کے اعتبار سے بھی غسل کے مترادف ہے اس لئے وضو نہایت احتیاط،اخلاص سے کرنا چاہیے جس کی بدولت قیامت کے دن وضو کے اعضاء روشن ہوں گے جس سے یہ اُمت تمام اُمتوں سے ممتاز اور نمایاں دکھائی دے گی۔اور وضو اعضاء کا زیور بن جائے گا۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْعَرِیِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِیْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاٰنِ اَوْ تَمْلَأُ مَا بَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلٰوةُ نُوْرٌ وَّالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَّالصَّبْرُ ضِیَآءٌ وَّالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَّکَ اَوْ عَلَیْکَ کُلُّ النَّاسِ یَغْدُوْا فَبَآئِعٌ نَفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1-113

پہلی فصل

حضرت ابو مالک اشعری ؓ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے،"الحمد للہ" کے الفاظ میزان کو بھر دیتے ہیں۔"سبحان اللہ" اور "الحمد للہ" دونوں کلمے یا پھر ایک۔"الحمد للہ" زمین وآسمان کو بھر دیتے ہیں نماز روشنی ہے ،صدقہ دلیل ہے،صبر بھی روشنی ہے روشنی ہے قرآن مجید تیرے حق میں یا تیرے خلاف حُجت ہے۔صبح کو اٹھنے والا ہر شخص اپنے نفس کا سودا کیے ہوتا ہے چاہے تو آزادی حاصل کرے یا چاہے تو وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دے۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا یَمْحُوا اللّٰهُ بِهِ الْخَطَایَا وَیَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَی الْمَکَارِهِ وَکَثْرَةُ الْخُطٰی اِلَی الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِکُمُ الرِّبَاطُ وَفِیْ حَدِیْثِ مَالِکِ بْنِ اَنَسٍ رَحْمَةُ

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں ایسا کام نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کرے اور تمہارے درجات بلند فرمائے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کیوں نہیں اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (۱) جب دل نہ چاہتا ہو اس وقت نماز کے لیے اچھی طرح وضو کرنا اکثر نماز کے لیے مسجد کی

اللّٰہِ عَلَیْہِ فَذَالِکُمُ الرِّبَاطُ فَذَالِکُمُ الرِّبَاطُ رَدَّدَ مَرَّتَیْنِ (رواہ مسلم)114-2

طرف جانا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، یہی تمہاری چاؤنی ہے۔ حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ الفاظ ذالکم الرباط دومرتبہ ارشاد فرمائے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

وضو اور نفل پڑھنے کے بعد نماز فرض کے انتظار کے لمحات کو رسول اللہ ﷺ نے رباط کا درجہ دیا ہے جبکہ قرآن مجید نے جہاد کی تیاری کو لفظ رباط کے ساتھ بیان فرمایا ہے' مشکل کے وقت وضو کرنا' گرمی اور سردی میں چل کر مسجد کی طرف جانا' نفل ادا کرنے کے بعد سکون و اطمینان کے ساتھ فرض نماز کا انتظار کرنا' آدمی کا اپنے جذبات اور آرام کے خلاف نفسیاتی جہاد ہے۔ اس لئے نبی اکرم ﷺ نے ان مراحل کو رباط کا درجہ دیا ہے کیونکہ میدان کارزار میں اترنے سے پہلے مجاہد اپنے آپ کو جہادی معرکے کے لئے تیار اور اس کے لئے ضروریات فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح نمازی فرض نماز ادا کرنے سے پہلے مختلف مراحل سے گزرتا ہے۔ اور اپنے نفس کے خلاف جہاد کرتا ہے۔ گویا کہ وہ رباط میں ہے۔

وَعَنْ عُثْمَانَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَایَاہُ مِنْ جَسَدِہٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِہٖ. (متفق علیہ)115-3

حضرت عثمان ؓ ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا جس نے بہترین طریقے سے وضو کیا اس کے گناہ اس کے وجود سے جھڑ جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ (بخاری' مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ اَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْھَہٗ خَرَجَ مِنْ وَّجْھِہٖ کُلُّ خَطِیْئَۃٍ نَّظَرَ اِلَیْھَا بِعَیْنَیْہِ مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ فَاِذَا غَسَلَ یَدَیْہِ خَرَجَ مِنْ یَدَیْہِ کُلُّ خَطِیْئَۃٍ کَانَ بَطَشَتْھَا یَدَاہُ مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَیْہِ خَرَجَ کُلُّ خَطِیْئَۃٍ مَّشَتْھَا رِجْلَاہُ مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ حَتّٰی یَخْرُجَ نَقِیًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ. (مسلم)116-4

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا جب کوئی مومن یا مسلمان وضو میں اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے اور آنکھوں کے گناہ جن کی طرف اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوتا ہے پانی کے ساتھ یا آخری قطرے کے ساتھ ہی معاف ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب وہ ہاتھ دھوتا ہے پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرہ گرنے کے ساتھ ہی اس کے ہاتھوں کی خطائیں معاف ہو جاتی ہیں جس کو اس نے چھوا ہوتا ہے جب وہ پاؤں دھوتا ہے پانی کے ساتھ یا پانی کا آخری قطرہ گرنے کے ساتھ ہی انہیں گناہوں سے پاک کر دیا جاتا ہے۔ جن کے لیے اس کے پاؤں چلے ہوتے ہیں یہاں تک وہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ عُثْمَانَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا

حضرت عثمان ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے

مِنِ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلٰوةٌ مَّكْتُوْبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَ هَا وَخُشُوْعَهَا وَرُكُوْعَهَا اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِّمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَا لَمْ يُؤْتِ كَبِيْرَةً وَّ ذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهُ .

﴿مسلم﴾ 5-117

فرمایا جب کسی مسلمان پر فرض نماز کا وقت آتا ہے وہ اچھی طرح وضو کرتا ہے۔ خشوع کے ساتھ نماز اچھی طرح ادا کرتا ہے تو وہ نماز اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ ہوجاتی ہے۔ جب تک وہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب نہیں کرتا اور یہ فائدہ اسے زندگی بھر حاصل ہوتا رہے گا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ اَنَّهُ تَوَضَّاَ فَاَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ ثَلٰثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلٰثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى ثَلٰثًا ثُمَّ الْيُسْرٰى ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ فِيْهِمَا بِشَيْءٍ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .(متفق عليه ولفظه للبخارى) 6-118

حضرت عثمان ﷺ نے ایک دن اس طرح وضو کیا کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا پھر کلی کی اور ناک صاف کیا تین دفعہ چہرہ دھویا پھر دائیں ہاتھ کو کہنی تک تین مرتبہ اور بائیں ہاتھ کو تین دفعہ کہنی تک دھویا اپنے سر کا مسح فرمایا دائیں پاؤں کو تین بار اور پھر بائیں پاؤں کو تین مرتبہ دھونے کے بعد فرمایا کہ میں نے رسول محترم ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔ پھر فرماتے ہیں جس نے میرے وضو کی طرح وضو کیا اس کے بعد دو نفل ادا کئے اور نفلوں میں ادھر ادھر کے خیالات نہ آنے دیے اس کے پہلے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّتَوَضَّاُ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَ هُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلًا عَلَيْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَ وَجْهِهٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ.

﴿مسلم﴾ 7-119

حضرت عقبہ بن عامر ﷺ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان اچھی طرح وضو کرے پھر کھڑا ہو کر دو نفل ادا کرے اور نفلوں میں دل حاضر اور خضوع کا خیال رکھے تو اس کے لئے جنت لازم کردی جاتی ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ يَتَوَضَّاُ فَيُبْلِغُ اَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّافُتِحَتْ

حضرت عمر بن خطاب ﷺ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ تم میں جو شخص اچھی طرح وضو کر کے پھر اَشْهَدُاَن لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتا ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ یہ الفاظ ہیں اَشْهَدُاَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھتا ہے تو اس کے لئے جنت

لَهُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ اَيِّهَا شَاءَ. (هٰكَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ صَحِيْحِهِ)120-8

کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں وہ جس سے چاہے جنت میں داخل ہو۔(اسی طرح ہی مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اُمَّتِیْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يُّطِيْلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ . ﴿متفق عليه﴾121-9

حضرت ابوہریرہ ﷛ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں کہ میری امت کو قیامت کے دن بلایا جائے گا تو ان کے چہرے ہاتھ اور پاؤں وضو کی وجہ سے چمک رہے ہوں گے، جو تم میں اس کی طاقت رکھتا ہے اسے اپنے حسن کو بڑھانا چاہئے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

حسن بڑھانے کا مطلب یہ نہیں کہ وضو کرنے والا تین مرتبہ سے زیادہ وضو کے اعضا دھوئے اس اضافے سے تو منع کیا گیا ہے۔ چاہے آدمی نہر کے کنارے پر کیوں نہ بیٹھا ہو۔ آپ ﷺ کے فرمان کا یہ مقصد ہے کہ وضو نہایت اخلاص اور توجہ سے کرنا چاہیے۔ اس کے بدلے ربّ کریم قیامت کے دن مومنوں کے اعضاء کو روشن اور چمکدار بنا دیں گے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوَضُوْءُ. ﴿مسلم﴾122-10

حضرت ابوہریرہ ﷛ ہی آپ ﷺ کا بیان نقل کرتے ہیں کہ مومن کو وضو کے اعضاء کے مطابق جنت کا زیور پہنایا جائے گا۔(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتَى الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ وَدِدْتُ اَنَّا قَدْ رَاَيْنَا اِخْوَانَنَا قَالُوْا اَوَلَسْنَا اِخْوَانَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَنْتُمْ اَصْحَابِیْ وَاِخْوَانُنَا الَّذِيْنَ لَمْ يَاْتُوْا بَعْدُ فَقَالُوْا كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَّمْ يَاْتِ بَعْدُ مِنْ اُمَّتِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَرَاَيْتَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا لَّهُ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَیْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ اَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ قَالُوْا

حضرت ابوہریرہ﷛ ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ ایک دن قبرستان میں تشریف لے گئے فرمایا **اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ** اے ایمان والو! تم پر سلام ہو ہم ان شاء اللہ عنقریب تم سے ملنے والے ہیں۔ میری تمنا ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کی زیارت کریں ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم میرے ساتھی ہو۔ میری مراد وہ بھائی ہیں جو ہمارے بعد آئیں گے۔ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ اپنی

بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَاِنَّھُمْ یَاْتُوْنَ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ وَاَنَا فَرَطُھُمْ عَلَی الْحَوْضِ. (مسلم)123-11

امت ۔ بعد والے لوگوں کو کس طرح پہچانیں گے؟ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا اگر کسی شخص کے گھوڑے کی پیشانی اور چاروں پاؤں سفید ہوں کیا وہ بالکل سیاہ رنگ گھوڑوں میں اسے پہچان نہیں سکتا؟۔ہم نے عرض کیا کیوں نہیں ۔فرمایا کہ بعد میں آنے والے لوگوں کے اعضا بھی وضو کی وجہ سے چمکتے ہوں گے میں حوض کوثر پر ان کا استقبال کروں گا۔(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے۔

۲۔ الحمدللہ کا کلمہ قیامت کے دن میزان کو بھر دے گا۔

۳۔ نفل پڑھ کر جماعت کا انتظار کرنا جہاد کرنے کے مترادف ہے۔

۴۔ وضو کے پانی سے انسان کے اعضاء ظاہری اور باطنی طور پر پاک ہو جاتے ہے۔

۵۔ وضو کے اعضاء کم از کم ایک ایک مرتبہ اور زیادہ سے زیادہ تین تین مرتبہ دھونا سنت ہیں۔

۶۔ وضو کے بعد اخلاص دل کے ساتھ کلمہ شہادت پڑھنے سے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں۔

۷۔ قیامت کے دن وضو کے اعضاء چمکتے ہوں گے جن کی وجہ سے آپ ﷺ اپنی امت کو پہچان سکیں گے۔

۸۔ ایک دوسرے کو وضو کا طریقہ سکھلانا چاہیے۔

۹۔ قیامت کے دن قرآن اپنے ماننے والوں کیلئے نجات کی دلیل ہوگا۔

۱۰۔ نہ ماننے والوں کے خلاف قرآن گواہی دے گا۔

۱۱۔ کلمہ کے بعد وضو کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ.

الٰہی مجھے توبہ کرنے اور پاک رہنے والوں میں بنا دے۔

بَابُ مَا يُوجِبُ الْوُضُوْءَ

وضو کو لازم کردینے والے امور

الفصل الاول / پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ. (متفق عليه) 1-124

حضرت ابوہریرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا کہ بے وضو شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک وہ وضو نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَّلَاصَدَقَةٌ مِّنْ غُلُوْلٍ. (مسلم) 2-125

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما رسولِ محترم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ وضو کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور حرام مال سے صدقہ قبول نہیں ہوتا۔ (مسلم)

عَنْ عَلِیٍّ ﷺ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَكُنْتُ اَسْتَحْيِیْ اَنْ اَسْاَلَ النَّبِیَّ ﷺ لِمَكَانِ ابْنَتِهٖ فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهٗ وَيَتَوَضَّأُ. (متفق عليه) 3-126

حضرت علی ﷺ فرماتے ہیں مجھے مذی کی تکلیف تھی اور میں نبی اکرم ﷺ کا داماد ہونے کی وجہ سے آپ سے سوال کرنے میں شرم محسوس کرتا تھا۔ میں نے حضرت مقداد ﷺ کو کہا کہ وہ آپ سے اس کے بارے میں سوال کرے۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا ایسا شخص استنجا کرے اور وضو کرے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ تَوَضَّؤُا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَالَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ الْاَجَلُّ مُحْیُ السُّنَّةِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ هٰذَا مَنْسُوْخٌ بِحَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ (متفق عليه) 4-127

حضرت ابوہریرہ ﷺ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا آگ پر پکنے والی چیز کھانے کے بعد وضو کرنا چاہیے۔ شیخ محی السنہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما کی روایت کے بعد منسوخ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے بکری کی دستی تناول فرمانے کے بعد نماز پڑھی لیکن وضو نہیں کیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُوْمِ الْغَنَمِ قَالَ اِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّأْ وَاِنْ شِئْتَ فَلَا تَتَوَضَّأْ قَالَ

حضرت جابر بن سمرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسولِ محترم ﷺ سے عرض کیا کیا بکرے کا گوشت کھانے کے بعد ہمیں وضو کرنا چاہیے؟ فرمایا کہ اگر چاہو تو وضو کرو اگر تم

اَنَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ قَالَ نَعَمْ فَتَوَضَّأْ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ قَالَ اُصَلِّیْ فِیْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ نَعَمْ قَالَ اُصَلِّیْ فِیْ مَبَارِكِ الْاِبِلِ قَالَ لَا .(مسلم)128-5

نہیں چاہتے تو کوئی حرج نہیں۔ اسنے پھر پوچھا کیا ہم اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کریں؟ فرمایا ہاں اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا چاہیئے۔ اس نے سوال کیا کیا میں بکریوں کے باڑے کی جگہ نماز پڑھ سکتا ہوں؟ فرمایا پڑھ سکتے ہو۔ وہ پھر پوچھتا ہے کیا مجھے اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھ لینی چاہیئے؟ فرمایا ہرگز نہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ فِیْ بَطْنِهٖ شَیْئًا فَاَشْكَلَ عَلَیْهِ اَخَرَجَ مِنْهُ شَیْءٌ اَمْ لَا فَلَا یَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰی یَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ یَجِدَ رِیْحًا . (مسلم)129-6

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں جب کوئی شخص اپنے پیٹ میں خلل محسوس کرے پھر اسے کوئی چیز خارج ہونے میں شک ہو وہ وضو کے لئے مسجد سے نہ نکلے جب تک وہ آواز یا بدبو محسوس نہ کرے۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ اِنَّ لَهٗ دَسَمًا. (متفق علیه)130-7

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول محترم ﷺ نے دودھ پی کر کلی کی اور فرمایا یقیناً دودھ میں چکناہٹ ہوتی ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ بُرَیْدَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ صَلَّی الصَّلَوَاتِ یَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوْءٍ وَّاحِدٍ وَّمَسَحَ عَلٰی خُفَّیْهِ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ رضی اللہ عنہ لَقَدْ صَنَعْتَ الْیَوْمَ شَیْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهٗ فَقَالَ عَمْدًا صَنَعْتُهٗ یَا عُمَرُ رضی اللہ عنہ.(مسلم)131-8

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن ایک وضو سے پانچ نمازیں ادا کیں اور اپنے موزوں پر مسح کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا آج آپ نے ایسا کام کیا ہے جو پہلے کبھی نہیں کیا۔ ارشاد ہوا اے عمر! میں نے اس طرح جان بوجھ کر کیا ہے۔ (مسلم)

عَنْ سُوَیْدِ بْنِ النُّعْمَانِ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ خَیْبَرَ حَتّٰی اِذَا كَانُوْا بِالصَّهْبَآءِ وَهِیَ اَدْنٰی خَیْبَرَ صَلَّی الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْاَزْوَادِ فَلَمْ یُؤْتَ اِلَّا بِالسَّوِیْقِ فَاَمَرَ بِهٖ فَثُرِّیَ فَاَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ اِلَی الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ. (بخاری)132-9

حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ میں رسول محترم ﷺ کے ساتھ خیبر کے قریب صہبا مقام پر گیا جو کہ خیبر کے قریب ترین جگہ ہے آپ ﷺ نے وہاں عصر کی نماز پڑھنے کے بعد سفر کا کھانا منگوایا جو کہ صرف ستو تھے حکم ہوا اسے پانی میں گھول دیا جائے۔ پھر آپ نے اور ہم نے ستو نوش کئے اس کے بعد آپ ﷺ نے مغرب کی نماز ادا کی جس کے لئے وضو کرنے کی بجائے آپ نے اور ہم نے صرف کلی کی۔ (بخاری)

الفصل الثالث

عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ ﷺ قَالَ اَشْهَدُ لَقَدْ کُنْتُ اَشْوِیْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَطْنَ الشَّاةِ ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ. (مسلم)133-10

تیسری فصل

حضرت ابی رافع ﷺ بیان کرتے ہیں میں نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں بکری کے پیٹ کا گوشت پیش کیا آپ نے اسے کھانے کے بعد نماز ادا کی لیکن وضو نہیں کیا۔(مسلم)

خلاصۂ باب

ا۔وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ ۲۔وضو دائیں جانب سے شروع کرنا چاہیے۔ ۳۔مذی ایک قسم کی بیماری ہے مادہ کے اخراج کی صورت میں غسل کی بجائے استنجا اور وضو کرنا چاہیے۔جس عورت کو لیکوریا کی شکایت ہو وہ بھی غسل کی بجائے اسی طرح وضو کرے۔۴۔اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے کا حکم ہے۔۵۔دودھ پینے کے بعد کلی کرنا سنت ہے۔۶۔محض شک کی وجہ سے دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔۷۔ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں۔۸۔موزوں اور جرابوں پر مسح کرنا سنت ہے۔بشرطیکہ جرابیں اور موزے ضو کے بعد پہنے جائیں۔پیشاب پاخانے کے بعد دوسرے اعضاء کا دھونا اور جرابوں پر مسح کرنا آپ ﷺ کا طریقہ ہے۔۹۔مقیم پانچ نمازیں اور مسافر تین دن تک جرابوں پر مسح کرسکتا ہے۔

وضو کرنے کا طریقہ

ا۔وضو شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا۔

۲۔مسواک کرنا۔

۳۔دونوں ہاتھ دھونا۔

۴۔یک بارگی یا الگ الگ کلی کرنا۔پانی منہ اور ناک میں ڈالنے کے بعد ناک صاف کرنا۔

۵۔چہرہ دھونا۔

۶۔کہنیوں تک پہلے دایاں پھر بایاں بازو دھونا۔

۷۔پیشانی سے دونوں ہاتھوں کو گدی تک برابر لے جا کر واپس پیشانی تک لا کر سر کا مسح کرنا۔

۸۔اسی طرح تازہ یا انہی گیلے ہاتھوں سے کانوں میں انگوٹھے کے ساتھ والی انگلیاں ڈال کر انگوٹھے کانوں کے پیچھے پھیرنا۔

۹۔پہلے دایاں پھر بایاں پاؤں ٹخنوں تک دھونا پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا یعنی اچھی طرح دھونا۔

۱۰۔وضو کے اعضاء ایک، دو اور تین مرتبہ دھونا آپ ﷺ سے ثابت ہے۔اس سے زیادہ بار دھونا منع ہے۔

بَابُ آدَابِ الْخَلَاءِ

بیت الخلا کے مسائل

سرورِ دو عالم ﷺ کی تعلیمات کی وسعت و کشادگی اور ہمہ جہتی کا اندازہ کیجئے کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کو ابتدائی اور بنیادی تہذیب سے لے کر قوموں کی رہنمائی اور حکمرانی کے اصول و آداب سکھلائے جس کا صحابہ کرام ﷺ کو پورا شعور اور اعتراف تھا۔ ایک یہودی نے اعتراض کیا کہ تمہارے نبی (ﷺ) تو تمہیں پاخانہ بیٹھنے کے بارے میں بھی ہدایات دیتے ہیں۔ صحابی نے فرمایا کیوں نہیں ہمارے نبی ﷺ ہمیں بتلاتے ہیں کہ قضائے حاجت کے وقت جسم کو غلاظت سے بچاؤ' پاخانے کے بعد استنجا کرو اور رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف پیٹھ اور منہ نہیں کرنا چاہیے۔ آپ ﷺ ایک دوسرے کے سامنے ننگا ہونے سے بھی منع کرتے ہیں تاکہ مسلمان ظاہری طور پر ہی نہیں بلکہ حقیقی طور پر بھی پاک صاف ہو جائے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) قَالَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ مُحْيُ السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ هٰذَا الْحَدِيْثُ فِي الصَّحْرَآءِ وَاَمَّا فِي الْبُنْيَانِ فَلَا بَاْسَ لِمَا رُوِيَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ ارْتَقَيْتُ فَوْقَ بَيْتِ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَالِبَعْضِ حَاجَتِيْ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْضِيْ حَاجَتَهُ مُسْتَدْبِرَا الْقِبْلَةِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ.(متفق عليه)134-1

پہلی فصل

حضرت ابوایوب انصاری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا بیت الخلا میں تمہیں قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ مشرق یا مغرب کی جانب رخ کر کے بیٹھا کرو۔ (بخاری و مسلم)

شیخ امام محی السنہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا اطلاق کھلے میدان میں ہے اگر چار دیواری کے اندر ہو تو کوئی حرج نہیں اس لئے کہ عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی چھت پر چڑھا میں نے دیکھا رسول معظم ﷺ قضائے حاجت کر رہے ہیں جبکہ آپ کی پیٹھ قبلہ کی طرف اور چہرہ ملک شام کی جانب تھا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اس حدیث میں قضائے حاجت کے لیے مشرق یا مغرب کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے کا حکم ہے یہ حکم مدینہ والوں کے لیے ہے کیونکہ مدینہ سے قبلہ جنوب کی طرف ہے

عَنْ سَلْمَانَ رضي الله عنه قَالَ نَهَانَا يَعْنِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ اَوْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ اَوْ بِعَظْمٍ.(مسلم)2-135

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے (۱) پاخانہ یا پیشاب کی حالت میں قبلہ کی طرف منہ کرنے۔(۲)دائیں ہاتھ سے' استنجا کرنے' (۳) تین ڈھیلوں سے کم گوبر اور ہڈی کے ساتھ استنجا کرنے سے ہمیں منع فرمایا ہے۔(مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.(متفق عليه)3-136

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھتے **اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ** اے اللہ! میں خبیث جنوں اور جنیوں سے تیری حفاظت طلب کرتا ہوں۔(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَّطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِيْ كُلِّ قَبْرٍ وَّاحِدَةً قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟فَقَالَ لَعَلَّهُ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا. (متفق عليه)4-137

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے۔اور ان کو کسی بڑے کام کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا بلکہ ایک ان میں سے پیشاب کرتے ہوئے پردہ نہیں کرتا تھا اور مسلم کی روایت میں ہے یہ پیشاب کے قطروں سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ جبکہ دوسرا غیبت کرتا تھا۔اس کے بعد آپ ﷺ نے کھجور کی تازہ ٹہنی لے کر اس کے دو حصے کرتے ہوئے ہر ایک کو قبر کے اوپر گاڑ دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اللہ کے رسول آپ نے ایسا کس لیے کیا ہے؟ فرمایا امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے عذاب کو ہلکا فرما دیں گے۔جب تک یہ خشک نہ ہو جائیں۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

نبی کریم ﷺ کا قبروں پر دو ٹہنیوں کو گاڑنا اللہ کی وحی کے مطابق تھا جیسا کہ آپ ﷺ کو عذاب کی کیفیت اور اس کے اسباب سے آگاہ فرمایا گیا۔جس کے لئے آپ ﷺ نے ایسا کیا تھا۔آپ کے اس عمل کو دلیل بناتے ہوئے اگر کوئی شخص قبر کے اوپر گھاس پودے یا پھول وغیرہ لگاتا ہے تو یہ جائز نہیں کیونکہ اس عمل سے کسی صحابی نے ایسا استدلال نہیں کیا۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے

اِتَّقُوا للَّاعِنَيْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّاعِنَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الَّذِیْ يَتَخَلّٰى فِیْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ فِیْ ظِلِّهِمْ. (مسلم)138-5

فرمایا کہ دوملعون کاموں سے بچتے رہو صحابہ رضی اللہ عنھم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! لعنت والے وہ دوکام کون سے ہیں، فرمایا لوگوں کی راہ گزر یا ان کے بیٹھنے والی سائے دار جگہوں پر پیشاب' یا پاخانہ کرنا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا شَرِبَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِی الْاِنَاءِ وَاِذَا اَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِيْنِهٖ. (متفق عليه)139-6

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص پانی پیتے ہوئے برتن میں سانس نہ لے اور بیت الخلاء کے وقت اپنی شرم گاہ کو دایاں ہاتھ نہ لگائے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّاَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ. (متفق عليه)140-7

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کرے اسے اچھی طرح ناک صاف کرنی چاہیے اور استنجا کے وقت طاق ڈھیلے استعمال کرنے چاہییں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَاَحْمِلُ اَنَا وَغُلَامٌ اِدَاوَةً مِّنْ مَّاءٍ وَعَنَزَةً يَسْتَنْجِیْ بِالْمَاءِ. (متفق عليه)141-8

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ قضائے حاجت کے لئے جاتے۔ میں یا کوئی غلام استنجا کے لئے پانی کا لوٹا اور برچھی ساتھ لے جاتا۔ آپ ﷺ پانی کے ساتھ استنجا فرماتے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

برچھی زمین نرم کرنے کیلیے تا کہ پیشاب کے قطرے کپڑوں پر نہ پڑیں یا پانی کے ساتھ ڈھیلے استعمال کرنے کیلیے تھی۔

الفصل الثانی

دوسری فصل

عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَى النَّبِیُّ ﷺ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا (متفق عليه)142-9

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے صحیح ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ قوم کے کوڑا خانہ کے پاس گئے وہاں آپ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ بَعْضُ الْمُشْرِكِيْنَ وَهُوَ يَسْتَهْزِئُ اِنِّیْ لَاَرٰى صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بعض مشرکوں نے مذاق کے طور پر کہا تمہارا نبی تمہیں استنجا کرنے کا طریقہ بھی

حَتّٰی الْخِرَاءَۃَ قُلْتُ اَجَلْ اَمَرَنَا اَنْ لَّا نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃَ وَلَا نَسْتَنْجِیَ بِاَیْمَانِنَا وَلَا نَکْتَفِیَ بِدُوْنِ ثَلٰثَۃِ اَحْجَارٍ لَیْسَ فِیْھَا رَجِیْعٌ وَّلَا عَظْمٌ.
(رواہ مسلم) 143-10

بتلاتا ہے؟ میں نے کہا کہ کیوں نہیں کہ آپ ﷺ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ قبلہ کی طرف منہ اور دائیں ہاتھ سے استنجا اور تین ڈھیلوں سے کم ڈھیلے گوبر اور ہڈی استنجاء کے لیے استعمال نہ کریں۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف پیٹھ اور منہ نہیں ہونا چاہیے۔

۲۔ مجبوری کے عالم میں پردے میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا جائز ہے۔

۳۔ استنجا دائیں ہاتھ کے بجائے بائیں ہاتھ سے کرنا چاہیے۔

۴۔ پیشاب کے قطروں سے نہ بچنے والوں کو عذاب ہوگا۔

۵۔ قضائے حاجت سے پہلے ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ''.
اور بعد میں ''غُفْرَانَکَ'' پڑھنا چاہیے۔

۶۔ گوبر یا ہڈی سے استنجا نہیں کرنا چاہیے۔

۷۔ راہ گزر یا بیٹھنے کی جگہ پر پاخانہ پیشاب نہ کیا جائے۔

۸۔ پانی پیتے وقت برتن میں پھونک نہیں مارنی چاہیے۔

۹۔ استنجا کرتے ہوئے طاق ڈھیلے استعمال کرنے چاہییں۔

۱۰۔ مجبوری کی حالت میں کھڑے ہو کر پیشاب کیا جاسکتا ہے۔

بَابُ السِّوَاكِ

مسواک کی فضیلت واہمیت

رسولِ معظم ﷺ کومسواک کرنا نہایت ہی پسند تھا۔اس سے منہ کی بدبو اور گلے کی فاسد رطوبتیں نکل جاتی ہیں۔دانت مضبوط چمک دار اور معدہ ہلکا ہونے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ساتھ ہی نماز کے اجروثواب میں اضافہ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں مسواک کو ہر وضو کے ساتھ لازم کرنا چاہتا تھا۔لیکن اس لیے فرض قرار نہیں دیتا کہ اس سے میری اُمت پر بوجھ بڑھ جائے گا۔ آپ ﷺ نماز کے علاوہ بھی مسواک کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔

الفصل الاول / پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ بِتَاْخِیْرِ الْعِشَآءِ وَبِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوةٍ.(متفق علیه)144-1

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اگر میری امّت پر یہ بات گراں نہ ہوتی تو میں عشاء کی نماز دیر سے پڑھنے کا حکم دیتا اور ہر نماز کے ساتھ مسواک کو لازم قرار دیتا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ شُرَیْحِ بْنِ هَانِیءٍ ﷺ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا بِاَیِّ شَیْءٍ کَانَ یَبْدَاُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَادَخَلَ بَیْتَهٗ قَالَتْ بِالسِّوَاکِ. (مسلم)145-2

حضرت شریح بن ھانی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ نبی محترم ﷺ گھر تشریف لاکر کون سا کام پہلے کیا کرتے تھے۔محترمہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ آپ ﷺ پہلے مسواک کیا کرتے تھے۔(مسلم)

عَنْ حُذَیْفَةَ ﷺ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّیْلِ یَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاکِ. (متفق علیه)146-3

حضرت حذیفہ ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب تہجد کے لئے اٹھتے تو پہلے اپنا منہ مسواک سے صاف کرتے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَاقَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشْرٌمِّنَ الْفِطْرَةِ:قَصُّ الشَّارِبِ، وَاِعْفَاءُ اللِّحْیَةِ،وَالسِّوَاکُ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ،وَقَصُّ الْاَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ،وَنَتْفُ الْاِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ،وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ یَعْنِی الْاِسْتِنْجَاءَ. قَالَ الرَّاوِیُّ وَنَسِیْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول معظم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ دس کام فطرت کا تقاضا میں سے ہیں۔(۱)مونچھوں کو تراشنا،(۲) داڑھی بڑھانا، (۳) مسواک کرنا (۴) ناک کو پانی کے ساتھ صاف کرنا،(۵) ناخن تراشنا،(۶) جسم کو میل کچیل سے پاک رکھنا،(۷) بغلوں کے بال اکھیڑنا،(۸) زیرناف بالوں کو مونڈنا،(۹)

اَنْ تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةُ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ.) 4-147

استنجا کرنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والے راوی کہتے ہیں کہ میں بھول رہا ہوں کہ شاید دسواں کام کلی کرنا ہے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اُرَانِیْ فِی الْمَنَامِ اَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ، فَجَاءَ نِیْ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْاَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِیْلَ لِیْ كَبِّرْ فَدَفَعْتُهُ اِلَی الْاَكْبَرِ مِنْهُمَا. (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) 5-148

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں۔ میرے پاس دو آدمی آئے ایک چھوٹا تھا جبکہ دوسرا عمر میں بڑا تھا۔ میں نے چھوٹے کی طرف مسواک بڑھائی تو مجھے کہا گیا کہ بڑے کو دینی چاہیے۔ اس لیے میں نے بڑے آدمی کو مسواک پکڑا دی۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے ارشادات کی روشنی سے ثابت ہوتا ہے کہ کھانے پینے میں چھوٹوں کا خیال رکھنا چاہیے اور ثواب کے کاموں میں چھوٹوں کے بجائے بڑوں کو پہلے موقعہ دینا چاہیے کیوں کہ دین کے حوالے سے بڑوں کے فرائض زیادہ ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ اَكْثَرْتُ عَلَیْكُمْ فِی السِّوَاكِ. (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) 6-149

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں کثرت کے ساتھ مسواک کرنے کی توجہ دلاتا ہوں۔ (بخاری)

خلاصۂ باب

فطرتِ صالحہ کے تقاضے

(۱) مونچھیں تراشنا (۲) داڑھی بڑھانا (۳) مسواک کرنا (۴) ناک جھاڑنا (۵) ناخن تراشنا (۶) جسم کو پاک رکھنا (۷) بغلوں کے بال اکھاڑنا (۸) زیر ناف بال صاف کرنا (۹) استنجا کرنا (۱۰) ختنہ کروانا۔

فطرت سے مراد یہ ہے۔ کہ اگر دینی حکم نہ بھی ہوتا تب بھی یہ کام ہر آدمی لازمی کرتا نہ کرنے کو برا سمجھتا۔

بَابُ سُنَنِ الْوُضُوْءِ

وضو کے طریقے

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سْتَیْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ نَّوْمِهٖ فَلَا یَغْمِسْ یَدَهٗ فِی الْاِنَآءِ حَتّٰی یَغْسِلَهَا ثَلٰثًا فَاِنَّهٗ لَا یَدْرِیْ اَیْنَ بَاتَتْ یَدُهٗ. (متفق علیه) 150-1

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُكُمْ مِّنْ مَّنَامِهٖ فَتَوَضَّاَ فَلْیَسْتَنْثِرْ ثَلٰثًا فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَبِیْتُ عَلٰی خَیْشُوْمِهٖ. (متفق علیه) وَفِی الْمُتَّفَقِ عَلَیْهِ قِیْلَ لِعَبْدِاللّٰهِ ابْنِ زَیْدِ ابْنِ عَاصِمٍ ﷺ تَوَضَّاْ لَنَا وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا بِاِنَآءٍ فَاَكْفَاَمِنْهُ عَلٰی یَدَیْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلٰثًا ثُمَّ اَدْخَلَ یَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَّاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذَالِکَ ثَلٰثًا ثُمَّ اَدْخَلَ یَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا ثُمَّ اَدْخَلَ یَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ یَدَیْهِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ مَرَّتَیْنِ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ اَدْخَلَ یَدَهٗ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ فَاَقْبَلَ بِیَدَیْهِ وَاَدْبَرَ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَیْهِ اِلَی الْكَعْبَیْنِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا كَانَ وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ بَدَاَ بِمُقَدَّمِ رَاْسِهٖ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا اِلٰی قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتّٰی رَجَعَ اِلَی الْمَكَانِ الَّذِیْ بَدَاَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَیْهِ

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نیند سے بیدار ہوتو وہ اپنے ہاتھ تین دفعہ دھونے سے پہلے پانی کے برتن میں نہ ڈالے کیونکہ اسے کیا معلوم کہ اس کے ہاتھ نیند میں جسم کے کس حصے پر لگے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ ﷺ ہی رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ذکر کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہوتو وہ وضو کرے اسے تین دفعہ اپنی ناک جھاڑنی چاہیے۔ اس لئے کہ شیطان اس کی ناک میں رات گزارتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

اور بخاری و مسلم میں ہے کہ عبداللہ بن زید بن عاصم ﷺ سے کہا گیا رسول مکرم ﷺ جیسا وضو کر کے دکھلاؤ۔ تو انہوں نے برتن منگوایا اور اس سے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور ان کو تین بار صاف کیا پھر اپنے دائیں ہاتھ کو برتن میں ڈالا اور اس میں سے پانی نکالا منہ اور ناک میں ایک ہی چلو سے پانی ڈالا انہیں تین بار صاف کیا۔ پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اس میں سے پانی نکالا تو اپنے چہرے کو تین بار دھویا۔ پھر اپنے ہاتھ کو برتن میں ڈالا اور پانی نکال کر اپنے بازوؤں کو کہنیوں تک دو بار دھویا۔ پھر اپنے ہاتھ برتن میں داخل کر کے پانی نکالتے ہوئے اپنے سر کا مسح کیا۔ اپنے دونوں ہاتھوں کو پیچھے کی طرف لے گئے پھر آگے کی طرف واپس لائے پھر اپنے دونوں پاؤں کو ٹخنوں تک دھویا بعد ازاں فرمایا رسول اللہ ﷺ وضو اس طرح کیا کرتے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے آپ ﷺ نے سر کے اگلے حصے سے آغاز

وَفِیْ رِوَایَۃٍفَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلٰثًا بِثَلٰثِ غُرُفَاتٍ مِّنْ مَّآءٍ وَّفِیْ اُخْرٰی فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفَّۃٍ وَّاحِدَۃٍ فَفَعَلَ ذٰلِکَ ثَلٰثًا وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّلْبُخَارِیِّ فَمَسَحَ رَأْسَهٗ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ اِلَی الْكَعْبَيْنِ وَفِیْ اُخْرٰی لَهٗ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ مِّنْ غُرْفَۃٍ وَّاحِدَۃٍ. 2-151

کیا پھر ان دونوں کو گدی تک لے گئے پھر ان کو لوٹایا یہاں تک کہ پیشانی پر واپس لائے جہاں سے شروع کیا تھا۔ پھر اپنے دونوں پاؤں کو دھویا۔ دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے تین چلوؤں سے منہ اور ناک میں پانی ڈالا اور ناک صاف کی۔ اور ایک تیسری روایت میں ہے آپ نے ایک چلو سے ہی منہ اور ناک میں پانی ڈالا۔ آپ نے تین بار ایسا کیا اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے سر کا مسح کیا۔ ایک بار ہاتھ آگے سے پیچھے تک لے گئے اور اسی طرح پیشانی پر واپس لائے۔ پھر اپنے دونوں پاؤں کو دونوں ٹخنوں تک دھویا۔ ایک اور روایت میں ہے آپ ﷺ نے ایک چلو سے ہی تین بار کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

شریعت کے نقطۂ نظر سے ہر برائی اور کمزوری شیطان کے سبب سے ہوا کرتی ہے۔ اس لئے نیند کے بعد اٹھنے کے وقت سستی کو شیطان سے تشبیہ دی ہے سوتے وقت آدمی کی ناک میں ٹھہرنے کا مطلب حقیقتاً بھی ہوسکتا ہے

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تَوَضَّاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَّۃً مَرَّۃً لَمْ يَزِدْ عَلٰی هٰذَا.(بخاری) 3-152

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے وضو فرمایا آپ ﷺ نے تمام اعضاء کو صرف ایک ایک مرتبہ دھویا۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺتَوَضَّاَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ. (بخاری)4-153

حضرت عبداللہ بن زید ؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے وضو فرمایا تو اعضا کو دو دو مرتبہ دھویا (بخاری)

عَنْ عُثْمَانَؓ اَنَّهٗ تَوَضَّاَ بِالْمَقَاعِدِ فَقَالَ اَلَا اُرِيْكُمْ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَوَضَّاَ ثَلٰثًا ثَلٰثًا.(مسلم)5-154

حضرت عثمان ؓ نے مقاعد کے مقام پر وضو کرنے سے پہلے اعلان فرمایا کہ آؤ میں تمہیں رسول اکرم ﷺ کے وضو کا طریقہ دکھلاتا ہوں پھر وضو کرتے ہوئے ہر عضو کو تین تین بار دھویا۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْروٍؓ قَالَ رَجَعْنَامَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَّكَّۃَ اِلَی الْمَدِيْنَۃِ حَتّٰی اِذَا كُنَّا بِمَآءٍ بِالطَّرِيْقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَالْعَصْرِ فَتَوَضَّؤُا وَهُمْ عُجَّالٌ فَانْتَهَيْنَا اِلَيْهِمْ وَاَعْقَابُهُمْ

حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ مکے سے مدینے کی طرف جا رہے تھے جب ہم راستے میں پانی کے پاس پہنچے تو قافلہ کے پہلے لوگوں نے نماز عصر کے لئے جلد بازی میں وضو کیا جب ہم نے انہیں

تَلُوحُ لَمْ يَمَسَّهَا الْمَآءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَيْلٌ لِلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ.(مسلم)155-6

دیکھا تو ان کی ایڑیاں خشک تھیں تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جاؤ اچھی طرح وضو کرو ان ایڑیوں کے لئے جہنم کی آگ ہوگی۔(مسلم)

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهٖ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ.(رواه مسلم)156-7

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کرتے ہوئے اپنی پیشانی کے بالوں اور پگڑی اور پھر دونوں موزوں پر مسح کیا۔(بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهٖ كُلِّهٖ فِي طُهُوْرِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَتَنَعُّلِهٖ. (متفق عليه)157-8

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر کام کی ابتداء حسب استطاعت دائیں جانب سے کرنا پسند فرمایا کرتے تھے، وضو کرتے، کنگھی کرتے حتیٰ کہ جوتا پہنتے ہوئے بھی۔(بخاری و مسلم)

الفصل الثانی

دوسری فصل

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ وَاَنَّهٗ مَسَحَ رَأْسَهٗ بِمَاءٍ غَيْرَ فَضْلِ يَدَيْهِ. (رواه مسلم)158-9

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی معظم ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ ﷺ نے سر کا مسح بچے ہوئے پانی کے علاوہ سے کیا (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔نیند سے اٹھنے کے بعد یکدم ہاتھ پانی کے برتن میں ڈالنے کے بجائے پہلے الگ دھونے چاہییں۔

۲۔صبح اٹھتے ہوئے تین دفعہ ناک جھاڑنا سنت ہے جس سے سستی دور ہو جاتی ہے۔

۳۔وضو کے اعضا کا کوئی حصہ خشک نہیں رہنا چاہیے ایڑیوں کا بالخصوص ذکر اس لیے فرمایا کہ اکثر طور پر وضو میں یہی خشک رہ جاتی ہیں۔

۴۔ٹوپی یا دستار پر مسح کرنا سنت ہے۔

۵۔وضو میں پہلے دایاں پھر بایاں عضو دھونا چاہیے

۶۔بزرگوں کو چاہیے کہ کبھی کبھی چھوٹوں کو وضو کر کے دکھایا کریں۔

۷۔ایک ہی وضو میں کچھ اعضاء دو دو مرتبہ اور باقی تین تین دفعہ دھوئے جاسکتے ہیں۔

❁❁❁

بَابُ الْغُسْلِ

غسل کا باب

قرآن وحدیث میں پاک رہنے کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ بالخصوص جب جسم یا کپڑے پر غلاظت ہو تو اسے دھونے کا حکم ہے۔ جنابت اور احتلام کی حالت میں مخصوص اعضاء کے علاوہ بظاہر جسم پر کوئی غلاظت دکھائی نہیں دیتی لیکن اس کے باوجود غسل کرنا فرض قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے کہ اس حالت میں انسان کے جسم سے ایک خاص قسم کی بدبو خارج ہوتی ہے۔ جس سے جسم متعفن ہو جاتا ہے اور اس حالت سے اللہ تعالیٰ کے پاک فرشتوں کو کوفت ہوتی ہے پھر اس حالت میں انسان کے جسم میں سستی اور کاہلی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سے نجات پانے کے لئے غسل لازم کیا گیا ہے۔ تاکہ مسلمان ہر اعتبار سے پاک صاف اور مستعد رہیں۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا جَلَسَ اَحَدُکُمْ بَیْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَاِنْ لَّمْ یُنْزِلْ. (متفق علیه) 1-159

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 2-160

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَی الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ نَعَمْ اِذَا رَاَتِ الْمَآءَ فَغَطَّتْ اُمُّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَجْهَهَا وَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَوَ تَحْتَلِمُ الْمَرْاَةُ قَالَ نَعَمْ تَرِبَتْ یَمِیْنُکِ فَبِمَ یُشْبِهُهَا وَلَدُهَا (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) وَزَادَ مُسْلِمٌ بِرِوَایَةِ اُمِّ سُلَیْمٍ اَنَّ مَآءَ الرَّجُلِ

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص عورت کے چار اعضاء کے' درمیان بیٹھے (مباشرت کی کوشش کرے) انزال نہ بھی ہو تو غسل لازم ہو جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابو سعید ﷺ بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا غسل واجب ہوتا ہے آدمی کے پانی نکلنے سے۔ (مسلم)

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ام اسلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا یقیناً اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے نہیں شرماتا کیا عورت کو احتلام ہو تو غسل واجب ہو جاتا ہے؟ فرمایا جی ہاں جب وہ پانی کے اثرات محسوس کرے۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے شرم کے مارے اپنا چہرہ ڈھانپتے ہوئے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ فرمایا کیوں نہیں تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو، عورت کا بچہ اس کے مشابہ کس طرح

غَلِيظٌ اَبْيَضُ وَمَآءَ الْمَرْاَةِ رَقِيقٌ اَصْفَرُ اَيُّهُمَا عَلَا اَوْ سَبَقَ يَكُوْنُ مِنْهُ الشَّبَهُ.161-3

ہوتا ہے؟(بخاری، مسلم)مسلم میں حضرت ام سلیم کے حوالے سے ہے کہ آدمی کا مادہ گاڑھا اور سفید ہوتا ہے جبکہ عورت کا پتلا اور زرد رنگ کا ہوا کرتا ہے۔جس کا جوہر حیات غالب ہوگا بچے کی شکل وصورت اسی پر ہوگی۔

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يُدْخِلُ اَصَابِعَهُ فِي الْمَآءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا اُصُوْلَ شَعْرِهٖ ثُمَّ يَصُبُّ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَلٰثَ غُرُفَاتٍ بِيَدَيْهِ ثُمَّ يُفِيْضُ الْمَآءَ عَلٰى جِلْدِهٖ كُلِّهٖ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ قَبْلَ اَنْ يُّدْخِلَهُمَا الْاِنَآءَ ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَيَغْسِلُ فَرْجَهٗ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ.162-4

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول کریم ﷺ جب جنابت کا غسل کرتے تو پہلے اپنے ہاتھ دھویا کرتے پھر نماز جیسا وضو فرماتے اس کے بعد ہاتھوں میں پانی لے کر اپنے بالوں کی جڑوں کو تر کرتے پھر تین دفعہ اپنے سر پر پانی ڈالتے اور بعد میں پورے جسم کا غسل کرتے۔(بخاری و مسلم)امام مسلم نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے آپ ﷺ برتن میں ہاتھ ڈالنے کی بجائے الگ ہاتھ دھوتے پھر دائیں ہاتھ کے ساتھ پانی ڈالتے ہوئے بائیں سے استنجا کرتے اور اس کے بعد وضو کرتے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَتْ مَيْمُوْنَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غُسْلًا فَسَتَرْتُهٗ بِثَوْبٍ وَصَبَّ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ صَبَّ بِيَمِيْنِهٖ عَلٰى شِمَالِهٖ فَغَسَلَ فَرْجَهٗ فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْاَرْضَ فَمَسَحَهَا ثُمَّ غَسَلَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ صَبَّ عَلٰى رَاْسِهٖ وَاَفَاضَ عَلٰى جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ فَنَاوَلْتُهٗ ثَوْبًا فَلَمْ يَاْخُذْهُ فَانْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِيِّ.163-5

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے لئے غسل کا پانی رکھا آپ نے کپڑے سے پردہ کیا۔آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر دائیں ہاتھ سے پانی لے کر بائیں ہاتھ کے ساتھ اپنی شرم گاہ کو دھویا پھر ہاتھ کو زمین پر ملتے ہوئے صاف کیا، پھر غسل کی ابتدا فرمائی کلی کی اور ناک صاف کی اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھویا۔اپنے سر اور جسم کے اوپر پانی ڈالا۔پھر تھوڑا ساہٹ کر اپنے پاؤں دھوئے۔میں نے آپ ﷺ کو کپڑا دیا آپ اسے لیے بغیر چل دیے۔آپ اس وقت اپنے ہاتھ جھاڑ رہے تھے۔(بخاری و مسلم) یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ امْرَاَةً مِنَ الْاَنْصَارِ سَاَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک انصاری عورت نے نبی کریم ﷺ سے حیض کے بعد غسل کے بارے میں

غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ فَاَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ ثُمَّ قَالَ خُذِيْ فِرْصَةً مِّنْ مِّسْكٍ فَتَطَهَّرِيْ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ اَتَطَهَّرُ بِهَا فَقَالَ تَطَهَّرِيْ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ اَتَطَهَّرُبِهَا قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِيْ بِهَافَاجْتَذَبْتُهَا اِلَيَّ فَقُلْتُ تَتَبَّعِيْ بِهَا اَثَرَ الدَّمِ. (متفق عليه)164-6

سوال کیا۔آپ ﷺ نے اسے غسل کا طریقہ بتانے کے بعد فرمایا کہ پھر روئی کے ساتھ کستوری کا استعمال کرتے ہوئے پاک ہو جاؤ وہ کہنے لگی کہ میں کس طرح پاک ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح ہی تجھے پاک ہونا چاہیے۔اس نے تیسری دفعہ پھر کہا کہ مجھے کس طرح پاک ہونا چاہئے۔آپ ؐ نے سبحان اللہ کہتے ہوئے فرمایا کہ تجھے اس طرح پاک ہونا چاہیے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اسے اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا کہ روئی کو خون کی جگہ پر رکھو۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

انصاری عورت کو طہارت کا مسئلہ سمجھانے کے لئے آپ ﷺ ننگے الفاظ نہیں استعمال فرما رہے تھے۔جس کی وجہ سے وہ بار بار پوچھ رہی تھی۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ صورت حال سمجھتے ہوئے اس عورت کو کھلے الفاظ میں سمجھایا۔اس سے ثابت ہوا کہ ایسے مسائل سمجھاتے ہوئے علماء کو کھلے الفاظ سے اجتناب کرنا چاہیے۔بہتر ہے کہ عورتوں کے مسائل عورتوں کے ذریعے بتلائے جائیں۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ امْرَاَةٌ اَشُدُّ ضَفْرَ رَاْسِيْ اَفَاَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ لَا اِنَّمَا يَكْفِيْكِ اَنْ تَحْثِيَ عَلٰى رَاْسِكِ ثَلٰثَ حَثَيَاتٍ ثُمَّ تُفِيْضِيْنَ عَلَيْكِ الْمَآءَ فَتَطْهُرِيْنَ.(مسلم)165-7

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا کہ میں اپنے بالوں کو اچھی طرح باندھتی ہوں کیا غسل کے وقت مجھے بال کھولنے چاہییں؟ ارشاد ہوا نہیں تجھے کافی ہے کہ تین چلو پانی سر پر ڈالو اور اس کے بعد جسم پر پانی ڈالتے ہوئے پاک ہو جاؤ۔(مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ اِلٰى خَمْسَةِ اَمْدَادٍ. (متفق عليه)166-8

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ ایک مد پانی کے ساتھ وضو کرتے اور ایک صاع سے لے کر پانچ مد کے ساتھ غسل فرمایا کرتے تھے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

مد 525 گرام کا ہوتا ہے آپ ﷺ نے وضو کے لیے اتنا کم پانی استعمال فرما کر یہ نمونہ پیش فرمایا ہے کہ اگر آدمی کی طبیعت خراب یا پانی کم ہو تو صرف وضو کے اعضاء تر کر لینے ہی کافی ہیں۔پانی جسم سے نیچے بہانا ضروری نہیں۔

عَنْ مُّعَاذَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَتْ

حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ام المومنین حضرت

عَآئِشَةُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہَا کُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنْ اِنَآءٍ وَّاحِدٍبَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ فَیُبَادِرُ نِیْ حَتّٰی اَقُوْلَ دَعْ لِیْ دَعْ لِیْ قَالَتْ وَھُمَا جُنُبَانِ.(متفق علیه)167-9

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں اور رسول کریم ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے جو میرے اور آپ کے درمیان ہوتا تھا۔جب آپ ﷺ جلدی جلدی پانی استعمال کرتے تو میں آپ سے عرض کرتی کہ میرے لئے بھی پانی چھوڑیے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم اس وقت جنبی ہوتے تھے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

میاں بیوی ایک ہی برتن میں غسل کرسکتے ہیں بشرطیکہ استعمال شدہ پانی کے قطرے پانی میں پڑنے سے پرہیز کیا البتہ دوسری دفعہ جسم دھوتے وقت پانی کے قطرے برتن میں گر جائیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اب جسم پاک ہو چکا ہے۔

خلاصہ باب

۱۔ دخول کی صورت میں غسل واجب ہو جاتا ہے۔

۲۔ احتلام میں غسل لازم ہوگا۔

۳۔ غسل واجب سے پہلے مخصوص اعضاء کو دھونا چاہیے۔وضو کے بعد غسل کرنا چاہیے۔

۴۔ عورت کو جسم کے مخصوص حصّہ پر خوشبو وغیرہ استعمال کرنی چاہیے تاکہ بدبو ختم ہو جائے۔

۵۔ غسل کے وقت عورت کو سر کے بال کھولنے ضروری نہیں۔تر ہاتھوں سے سر کا خلال کافی ہے۔

۶۔ عورتوں کو مسائل شرم وحیا کے اندر رہتے ہوئے بتلانے چاہئیں۔

بَابُ مُخَالَطَةِ الْجُنُبِ وَمَا يُبَاحُ لَهُ

جنبی کے ساتھ میل جول اور اس کے لیے کون سے کام جائز ہیں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ لَقِیَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا جُنُبٌ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَمَشَیْتُ مَعَهُ حَتّٰی قَعَدَ فَانْسَلَلْتُ فَاَتَیْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ اَیْنَ كُنْتَ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یَنْجُسُ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ وَلِمُسْلِمٍ مَعْنَاهُ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهٖ فَقُلْتُ لَهُ لَقَدْ لَقِیْتَنِیْ وَاَنَا جُنُبٌ فَكَرِهْتُ اَنْ اُجَالِسَكَ حَتّٰی اَغْتَسِلَ وَكَذَا الْبُخَارِیُّ فِیْ رِوَایَةٍ اُخْرٰی. 168-1

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں میں جنبی تھا راستے میں میری ملاقات رسول محترم ﷺ سے ہوئی اور آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور اس طرح چلتے ہوئے آپ ایک جگہ پر تشریف فرما ہوئے میں موقع پاتے ہی گھر آیا اور غسل کر کے آپ کی خدمت میں جب حاضر ہوا تو آپ اسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ فرماتے ہیں ابوہریرہ! تم کہاں چلے گئے؟ میں نے اپنی کیفیت بتلاتے ہوئے عرض کیا کہ میرا جسم پلید تھا اور آپ نے تب فرمایا کہ سبحان اللہ مومن پلید نہیں ہوتا۔ (بخاری)

یہ بخاری کے الفاظ ہیں اور امام مسلم نے بھی اسی طرح روایت بیان کی ہے لیکن اس میں یہ الفاظ زائد ہیں نبی کریم ﷺ کے پوچھنے کے بعد میں نے آپ سے عرض کیا جب آپ سے میری ملاقات ہوئی تو میں جنبی تھا میں نے ناپسند کیا کہ آپ کے ساتھ غسل کے بغیر بیٹھوں اور بخاری نے بھی اسی طرح ایک اور روایت میں بیان کیا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ تُصِیْبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّیْلِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّاْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ. (متفق علیه) 169-2

حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ حضرت عمر بن خطاب ﷺ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر ﷺ نے نبی کریم ﷺ سے استفسار کیا کہ رات کے وقت میں ناپاک ہو جاؤں تو مجھے کیا کرنا چاہئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس حالت میں اپنے مخصوص عضو کو دھو کر اور وضو کرنے کے بعد تمہیں سونا چاہیے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا كَانَ جُنُبًا فَاَرَادَ اَنْ یَّاْكُلَ اَوْ یَنَامَ تَوَضَّاَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ. (متفق علیه) 170-3

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں جب رسول اکرم ﷺ جنبی ہونے کی حالت میں کوئی چیز کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو پہلے نماز جیسا وضو کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ قَالَ قَالَ

جناب ابوسعید خدری ﷺ ذکر کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمْ اَھْلَہٗ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ یَّعُوْدَ فَلْیَتَوَضَّأْ بَیْنَھُمَا وُضُوْءً.
(مسلم)4-171

نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس دوبارہ جانے کا ارادہ کرے تو اسے اس دوران وضو کرنا چاہیے۔(مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَطُوْفُ عَلٰی نِسَآئِہٖ بِغُسْلٍ وَّاحِدٍ.
(مسلم)5-172

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ اپنی بیویوں سے جماع کرکے ایک ہی مرتبہ غسل فرماتے تھے۔(مسلم)

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی کُلِّ اَحْیَانِہٖ. رواہ مسلم6-173

حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں رسولِ معظم ﷺ ہر حال میں اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔(مسلم)

فہم الحدیث

صحت اور پاکیزگی کے اعتبار سے بہتر یہی ہے کہ آدمی دوسری دفعہ ہم بستری کرنے یا سونے سے پہلے وضو کرے تاکہ طبیعت میں تازگی پیدا ہو جائے تاہم یہ وضو اختیاری ہے زبانی ذکر کرنے کے لیے طہارت اور وضو ضروری نہیں البتہ قرآن مجید کی تلاوت کے لیے پاکیزگی ضروری ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ محتلم یا جنبی کو ہاتھ لگانے والا پلید نہیں ہوتا

۲۔ ناپاکی میں ہاتھ دھوکر کھانا پینا جائز ہے البتہ وضو کر کے کھانا پینا زیادہ افضل ہے۔

۳۔ جنبی آدمی زبانی ذکر کرسکتا ہے۔

بَابُ اَحْکَامِ الْمِیَاہِ

پانی کے احکامات

حدیث کی دوسری کتب میں بنیادی طور پر پانی ناپاک ہونے کے تین اصول بیان ہوئے ہیں غلاظت کی وجہ سے رنگت یا ذائقہ میں تبدیلی اور بدبو کا پیدا ہونا اس صورت میں پانی ناپاک ہو جائے گا۔ اور اس سے وضو اور غسل وغیرہ جائز نہیں۔

الفصل الاوّل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِی الْمَآءِ الدَّآئِمِ الَّذِیْ لَا یَجْرِیْ ثُمَّ یَغْتَسِلُ فِیْهِ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ لَا یَغْتَسِلُ اَحَدُکُمْ فِی الْمَآءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ قَالُوْا کَیْفَ یَفْعَلُ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ یَتَنَاوَلُهٗ تَنَاوُلًا. 1-174

عَنْ جَابِرٍ ﷛ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُّبَالَ فِی الْمَآءِ الرَّاکِدِ. (مسلم) 2-175

عَنِ السَّآئِبِ بْنِ یَزِیْدَ ﷛ قَالَ ذَهَبَتْ بِیْ خَالَتِیْ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَ اُخْتِیْ وَجِعٌ فَمَسَحَ رَاْسِیْ وَدَعَالِیْ بِالْبَرَکَةِ ثُمَّ تَوَضَّاَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَّضُوْٓئِهٖ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ اِلٰی خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَیْنَ کَتِفَیْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ. (متفق علیه) 3-176

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کے بعد اس میں غسل نہ کرے۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں ہے کہ کوئی شخص جنبی ہونے کی حالت میں ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے۔ لوگوں نے پوچھا ابو ہریرہ ﷛! پھر کس طرح غسل کرے؟ انہوں نے فرمایا کہ پانی الگ لے کر۔

حضرت جابر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

حضرت سائب بن یزید ﷛ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میری خالہ مجھے اپنے ساتھ لے کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ میرے اس بھانجے کو سر کی تکلیف رہتی ہے۔ آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے برکت کی دعا دی پھر آپ ﷺ نے وضو کیا۔ اور میں نے آپ کے وضو سے بچا ہوا پانی پی لیا۔ اور میں آپ کے پیچھے کھڑا آپ کی مہر نبوت کو دیکھ رہا تھا جو آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان کبوتری کے انڈے کی طرح تھی۔ (بخاری، مسلم)

بَابُ تَطْهِيرِ النَّجَاسَاتِ

نجاستوں کی صفائی

الفصل الاوّل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِیْ اِنَآءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ طُهُوْرُ اِنَآءِ اَحَدِكُمْ اِذَا وَلَغَ فِيْهِ الْكَلْبُ اَنْ يَغْسِلَهٗ سَبْعَ مَرَّاتٍ اُوْلٰهُنَّ بِالتُّرَابِ. 1-177

وَعَنْهُ قَالَ قَامَ اَعْرَابِیٌّ فَبَالَ فِی الْمَسْجِدِفَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِیُّ ﷺ دَعُوْهُ وَهَرِيْقُوْا عَلٰى بَوْلِهٖ سَجْلًا مِّنْ مَّآءٍ اَوْ ذَنُوْبًا مِّنْ مَّآءٍ فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ . (بخاری) 2-178

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِی الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ فَقَامَ يَبُوْلُ فِی الْمَسْجِدفَقَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَهْ مَهْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُزْرِمُوْهُ دَعُوْهُ فَتَرَكُوْهُ حَتّٰى بَالَ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَیْءٍ مِّنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَالْقَذْرِ اِنَّمَا هِیَ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ وَقِرَآئَةِ الْقُرْاٰنِ اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَاَمَرَ رَجُلًا مِّنَ الْقَوْمِ فَجَآءَ بِدَلْوٍ مِّنْ مَّآءٍ فَسَنَّهٗ عَلَيْهِ (متفق علیه) 3-179

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا جب کسی کے برتن کو کتا چاٹ جائے اسے سات دفعہ دھونا چاہیے۔(بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کتے کے چاٹے ہوئے برتن کو چھ دفعہ پانی اور ایک دفعہ مٹی سے صاف کرنا چاہئے۔

حضرت ابوہریرہ ؓ ہی ذکر کرتے ہیں ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر مسجد میں پیشاب کرنا شروع کردیا۔لوگ اس کی طرف جھپٹے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا مشکیزہ یا ڈول بہادو۔تمہیں مشکلات پیدا کرنے کے بجائے آسانیوں کے لئے بھیجا گیا ہے۔(بخاری)

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں ہم رسول محترم ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ایک دیہاتی آیا اس نے کھڑے ہو کر مسجد میں پیشاب کرنا شروع کردیا۔صحابہ کرام ؓ آگے بڑھ کر کہہ رہے تھے کہ رک جاؤ' رک جاؤ۔آپ ﷺ نے فرمایا اسے روکنے کی بجائے چھوڑ دو۔لوگ پیچھے ہٹ گئے یہاں تک کہ اس نے پیشاب کرلیا۔پھر اللہ کے رسول ﷺ نے اسے اپنے پاس بلا کر فرمایا یہ مساجد پیشاب اور گندگی کے لئے نہیں ہوتیں یہ مساجد اللہ کے ذکر، نماز، اور تلاوت قرآن کے لیے ہیں۔اس قسم کے الفاظ رسول کریم ﷺ نے فرمائے۔حضرت انس ؓ نے بتایا بعدازاں دوسرے شخص کو ہدایت فرمائی چنانچہ وہ پانی کا ڈول لے کر آیا اور پیشاب کے اوپر انڈیل دیا۔(بخاری و مسلم)

یہ دیہاتی مسجد کے آداب سے واقف نہیں تھا اور نہ ہی اس وقت مسجد نبوی میں فرش لگا تھا کہ وہ آدمی مسجد اور دوسری جگہ کا امتیاز کر سکے یا ممکن ہے اسے پیشاب پر کنٹرول نہ ہوسکا ہو۔ بہر حال جب وہ اچانک پیشاب کرنے لگا تو مسجد تو پلید ہوگئی لہذا اسے درمیان میں روکتے تو مسجد کی پلیدی میں تو چنداں کمی واقع نہ ہوتی البتہ اس طرح پیشاب رکنے سے اسکے مثانے میں تکلیف کا احتمال تھا۔ جسکے لیے صحابہ کو روک دیا گیا بعد میں پانی انڈیل کر مسجد صاف کر دی گئی اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ ایسی حالت میں جگہ دھونے کی ضرورت نہیں رہتی۔

عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَاَلَتِ امْرَاَةٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَءَيْتَ اِحْدٰنَا اِذَا اَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَصَابَ ثَوْبَ اِحْدٰكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْمَحِيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِمَآءٍ ثُمَّ لِتُصَلِّ فِيْهِ. (متفق علیه) 180-4

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنھما کہتی ہیں ایک عورت نے رسولِ محترم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ فرمائیں جب کسی کا کپڑا حیض کے خون سے آلودہ ہو جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب کسی کے دامن کو حیض کا خون لگ جائے تو اسے کھرچ کر اور پانی سے دھو کر نماز پڑھنی چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيْبُ الثَّوْبَ فَقَالَتْ كُنْتُ اَغْسِلُهٗ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاَثَرُ الْغَسْلِ فِیْ ثَوْبِهٖ (متفق علیه) 181-5

سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا جب کپڑے کو منی لگ جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے۔ وہ فرماتی ہیں میں رسول اکرم ﷺ کے کپڑے کو دھوتی ابھی کپڑا گیلا ہوتا آپ نماز کے لئے تشریف لے جاتے حالانکہ دھونے کا نشان کپڑے پر ابھی موجود ہوتا۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ الْاَسْوَدِ وَهَمَّامٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَبِرِوَايَةِ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا نَحْوَهٗ وَفِيْهِ ثُمَّ يُصَلِّیْ فِيْهِ.

حضرت اسود رضی اللہ عنہ اور ہمام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں رسول کریم ﷺ کے کپڑے سے منی کھرچ دیا کرتی تھی۔ دوسری روایت علقمہ اور اسود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ اس میں نماز پڑھتے۔ (مسلم)

عَنْ اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ رضی الله عنها اَنَّهَا اَتَتْ بِابْنٍ لَّهَا صَغِيْرٍ لَّمْ يَاْكُلِ الطَّعَامَ اِلٰى

حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں میں نے اپنے چھوٹے بیٹے کو جو کھانے کے قابل نہیں تھا رسول کریم

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَجْلَسَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ حِجْرِهٖ فَبَالَ عَلٰی ثَوْبِهٖ فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ یَغْسِلْهُ. (متفق علیه) 183-7---182-6

ﷺ کی خدمت میں دیا آپ نے اسے اپنی گود میں بٹھایا تو بچے نے آپ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔ آپ ﷺ نے کپڑے کو دھویا نہیں بلکہ پانی چھڑک دیا (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ اِذَا دُبِغَ الْاِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ. (مسلم) 184-8

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ محترم ﷺ سے سنا جب چمڑے کو رنگ دیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ تُصُدِّقَ عَلٰی مَوْلَاةٍ لِّمَیْمُوْنَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ هَلَّا اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوْهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهٖ فَقَالُوْا اِنَّهَا مَیْتَةٌ فَقَالَ اِنَّمَا حُرِّمَ اَکْلُهَا. (متفق علیه)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی کو ایک بکری صدقہ دی گئی جب وہ مر گئی اور نبی اکرم ﷺ اس بکری کے قریب سے گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کی کھال اتار کر اسے اچھی طرح رنگ دھو کر اسے کام میں کیوں نہیں لاتے؟ انہوں نے عرض کیا یہ تو مر چکی ہے۔ فرمایا کہ مردہ جانور کھانا حرام ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ مَاتَتْ لَنَا شَاةٌ فَدَبَغْنَا مَسْکَهَا ثُمَّ مَازِلْنَا نَنْبِذُ فِیْهِ حَتّٰی صَارَ شَنًّا. (بخاری) 185-9---186-10

ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ہماری ایک بکری مر گئی ہم نے اسکی کھال کو رنگ لیا اور ہم اس میں نبیذ بنایا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ بوسیدہ ہو گئی (بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ کَانَتِ الْکِلَابُ تُقْبِلُ وَ تُدْبِرُ فِی الْمَسْجِدِ فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ یَکُوْنُوْا یَرُشُّوْنَ شَیْئًا مِنْ ذٰلِکَ. (بخاری) 187-11

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ کے زمانے میں بسا اوقات مسجد میں کتے آ جاتے لیکن اس جگہ کو پانی سے نہیں دھویا جاتا تھا۔ (بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ پیشاب کی جگہ پانی بہانے سے جگہ پاک ہو جاتی ہے۔ فرش یا مٹی اکھاڑنے کی ضرورت نہیں۔
۲۔ خشک ہونے کی صورت میں منی یا حیض کا خون اچھی طرح کھرچنے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔ البتہ دھونا افضل ہے
۳۔ دودھ پیتی بچی کے پیشاب آلودہ کپڑے کو دھونا اور بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارنے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔
۴۔ مردہ حلال جانور کی کھال دھونے سے پاک ہو جاتی ہے۔

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

موزوں پر مسح

شریعت نے طبائع اور حالات کے مطابق انسان کو ہر ممکن سہولت باہم پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ پانی نہ ملنے کی صورت یا اس کے استعمال میں تکلیف کے پیش نظر تیمّم کی اجازت عنایت فرمائی اسی طرح نمازی کی سہولت کے لئے موزوں پر مسح کرنا بھی جائز قرار دیا اور حدیث کی مستند کتاب ترمذی میں جرابوں پر مسح کرنے کا بھی ثبوت ملتا ہے لیکن افسوس علماء نے الفاظ کی موشگافیوں میں پڑ کر امت کو یہ باور کروانے کی کوشش کی ہے کہ مسح صرف چمڑے کے موزوں پر ہی ہوسکتا ہے۔ کچھ لوگوں نے یہ خودساختہ پابندیاں عائد کی ہیں کہ جرابیں اتنی موٹی ہونی چاہییں کہ ان کے ساتھ ننگے پاؤں تین میل سفر کیا جا سکے حالانکہ حدیث میں اس شرط کو لازم قرار نہیں دیا گیا مقیم کو پانچ نمازوں اور مسافر کو تین دن تک مسح کرنے کی اجازت عنایت فرمائی بشرطیکہ جرابیں پہنتے وقت وضو کیا ہو۔

الفصل الاوّل

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ ﷺ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِّلْمُقِيْمِ. (مسلم)188-1

پہلی فصل

حضرت شریح بن ھانی ﷺ کہتے ہیں میں نے حضرت علی ﷺ بن ابی طالب سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت علی ﷺ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں جبکہ مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات اجازت فرمائی ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

وضو کرنے کے بعد جرابیں پہنی جائیں تو مسح کی مدّت وضو ٹوٹنے کے بعد شروع ہوگی جیسا کہ ایک آدمی نے صبح کی نماز مکمل وضو کرنے کے بعد جرابیں پہن کر پڑھی۔ پھر اسی وضو کے ساتھ ظہر ادا کی اس کے بعد اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے۔ لہٰذا مسح کی مدّت عصر کی نماز سے شمار کی جائے گی۔ احتلام یا جنبی ہونے کی صورت میں اسے غسل کرنا ہوگا۔ پاخانہ یا پیشاب اور بے ہوشی کی وجہ سے مسح کی مدت ختم نہیں ہوتی۔

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ﷺ اَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوْكَ قَالَ الْمُغِيْرَةُ فَتَبَرَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ الْغَائِطِ فَحَمَلْتُ مَعَهُ اِدَاوَةً قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَمَّا رَجَعَ اَخَذْتُ

حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ وہ غزوۂ تبوک میں رسولِ محترم ﷺ کے ساتھ تھے۔ مغیرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ فجر سے پہلے قضائے حاجت کے لئے نکلے تو میں ایک برتن اٹھائے ہوئے آپ کے ساتھ ہو چلا جب

اُھَرِیْقُ عَلٰی یَدَیْہِ مِنَ الْاِدَاوَۃِ فَغَسَلَ یَدَیْہِ وَوَجْھَہٗ وَعَلَیْہِ جُبَّۃٌ مِّنْ صُوْفٍ ذَھَبَ یَحْسُرُ عَنْ ذِرَاعَیْہِ فَضَاقَ کُمُّ الْجُبَّۃِ فَاَخْرَجَ یَدَیْہِ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّۃِ وَاَلْقَی الْجُبَّۃَ عَلٰی مَنْکِبَیْہِ وَغَسَلَ ذِرَاعَیْہِ ثُمَّ مَسَحَ بِنَاصِیَتِہٖ وَعَلَی الْعِمَامَۃِ ثُمَّ اَھْوَیْتُ لِاَنْزِعَ خُفَّیْہِ فَقَالَ دَعْھُمَا فَاِنِّیْ اَدْخَلْتُھُمَا طَاھِرَتَیْنِ فَمَسَحَ عَلَیْھِمَا ثُمَّ رَکِبَ وَرَکِبْتُ فَانْتَھَیْنَا اِلَی الْقَوْمِ وَقَدْ قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ وَیُصَلِّیْ بِھِمْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَّقَدْ رَکَعَ بِھِمْ رَکْعَۃً فَلَمَّا اَحَسَّ بِالنَّبِیِّ ﷺ ذَھَبَ یَتَاَخَّرُ فَاَوْمٰی اِلَیْہِ فَاَدْرَکَ النَّبِیُّ ﷺ اِحْدَی الرَّکْعَتَیْنِ مَعَہٗ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِیُّ ﷺ وَقُمْتُ مَعَہٗ فَرَکَعْنَا الرَّکْعَۃَ الَّتِیْ سَبَقَتْنَا .(مسلم)2-189

آپ واپس آئے تو میں نے برتن سے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور آپ نے اپنے ہاتھوں اور اپنے چہرے کو دھویا آپ نے اونی کوٹ پہنا ہوا تھا آپ نے آستینیں چڑھانے کی کوشش کی لیکن کوٹ تنگ ہونے کی وجہ سے آستینیں اوپر نہ ہوسکیں تو آپ ﷺ نے کوٹ اتار کر اپنے کندھوں پر رکھا اور نیچے سے اپنے بازو نکالے اور بازو دھوئے پھر اپنی پیشانی اور دستار پر مسح کیا میں جھک کر آپ کے موزے اتارنے کے لئے آگے بڑھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں چھوڑ دیجیے میں نے وضو کی حالت میں انہیں پہنا تھا اور اس کے بعد آپ نے ان پر مسح فرمایا۔ جب ہم سوار ہو کر واپس اپنے ساتھیوں کی طرف پلٹے تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ایک رکعت پڑھا چکے تھے جب اس نے آپ کی آمد محسوس کی تو وہ پیچھے ہٹنے لگے آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ امامت کرواتے رہو۔ آپ نے ایک رکعت ان کے ساتھ پڑھی۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو نبی اکرم ﷺ دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے اور میں نے بھی آپ کے ساتھ باقی ماندہ نماز ادا کی۔(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ جرابوں پر مسح کرنا سنت ہے۔

۲۔ مقیم صرف پانچ نمازیں اور مسافر تین دن رات کی نمازوں میں مسح کرسکتا ہے۔

۳۔ جرابیں وضو کرکے پہننی چاہئیں تاکہ مسح کیا جاسکے۔

۴۔ جماعت سے چھوٹی رکعتیں بعد میں پوری کرکے سلام پھیرنا چاہیے۔

۵۔ کسی بزرگ کو وضو کروانا ثواب اور سعادت مندی کا کام ہے۔

❁❁❁

بَابُ التَّيَمُّمِ

تیمّم کا طریقہ

مَايُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ (المائدہ: ۵-۶)

''اللہ تعالیٰ تم پر سختی نہیں کرنا چاہتا وہ تو تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہوں لہٰذا دین کا کوئی رکن اور حکم ایسا نہیں جس میں مشکل اور تنگی کے وقت رخصت اور آسانی پیدا نہ کی گئی ہو۔غسل اور وضو میں بھی اس سہولت کا خیال رکھا گیا ہے چنانچہ حکم ہے جب پانی میسّر نہ ہو یا پانی کے استعمال سے تکلیف میں اضافے کا اندیشہ ہو تو غسل اور وضو کے بجائے تیمم ہی کرلیا کرو۔ پھر تیمم میں یہ آسانی فرمائی اور حکم دیا کہ ایک ہی دفعہ چہرے اور ہاتھوں پر مٹی سے مسح کرلیا کرو۔ واجب غسل کے لئے بھی پانی نہ ملنے یا استعمال سے تکلیف میں اضافہ کے باعث زمین پر لیٹنے' چہرے اور سارے جسم پر مٹی ملنے کی ضرورت نہیں۔ فقط نماز جیسا تیمم ہی کافی ہے۔

الفصل الاوّل

عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلٰثٍ جُعِلَتْ صُفُوْفُنَا كَصُفُوْفِ الْمَلٰئِكَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَّجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُوْرًا اِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَآءَ. (مسلم) 1-190

پہلی فصل

حضرت حذیفہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا ہمیں پہلی امتوں پر تین امتیازات حاصل ہیں۔

ا۔ہم ملائکہ کی طرح صف بندی کرتے ہیں۔

۲۔ہمارے لئے پوری زمین مسجد بنادی گئی ہے۔

۳۔پانی نہ ملنے کی صورت میں مٹی کو ہی ہمارے لئے پاکیزگی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔(مسلم)

عَنْ عِمْرَانَ ﷺ قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُّعْتَزِلٍ لَّمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ اَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ قَالَ اَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ وَّلَا مَآءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَاِنَّهٗ يَكْفِيْكَ. (متفق عليه) 2-191

حضرت عمران ﷺ فرماتے ہیں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے آپ نے جماعت کروائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے ایک شخص کو الگ بیٹھے ہوئے دیکھا جو جماعت کے ساتھ شریک نہیں ہوا تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا تجھے ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا ہے۔اس نے عرض کیا کہ مجھے پانی نہیں ملا جبکہ میں جنبی ہوں ۔ارشاد ہوا تجھے مٹی کے ساتھ تیمّم کرنا ہی کافی تھا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَمَّارٍ ﷺ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى عُمَرَ بْنِ

حضرت عمار ﷺ فرماتے ہیں ایک شخص حضرت عمرؓ بن

الْخَطَّابِ ﷺ فَقَالَ اِنِّیْ اَجْنَبْتُ فَلَمْ اُصِبِ الْمَآءَ فَقَالَ عَمَّارٌ لِعُمَرَ ﷺ اَمَا تَذْكُرُ اَنَّا كُنَّا فِیْ سَفَرٍ اَنَا وَاَنْتَ فَاَمَّا اَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَاَمَّا اَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ هٰكَذَا فَضَرَبَ النَّبِیُّ ﷺ بِكَفَّيْهِ الْاَرْضَ وَنَفَخَ فِيْهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِیّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوَهٗ وَفِيْهِ قَالَ اِنَّمَا يَكْفِيْكَ اَنْ تَضْرِبَ بِيَدَيْكَ الْاَرْضَ ثُمَّ تَنْفُخُ ثُمَّ تَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَكَ وَكَفَّيْكَ.3-192

خطاب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے مجھے پانی نہیں ملا جبکہ میں جنبی ہوں عمار ﷺ نے حضرت عمر ﷺ سے عرض کیا کہ آپ کو یاد ہوگا کہ میں اور آپ ایک سفر میں تھے آپ نے نماز نہیں پڑھی تھی جبکہ میں نے زمین پر لوٹ پوٹ ہونے کے بعد نماز پڑھی پھر میں نے اس بات کا نبی اکرم ﷺ کے سامنے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے لئے اس طرح کرنا کافی تھا تب آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ زمین پر مارتے ہوئے ان میں پھونکا اس کے بعد اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح فرمایا۔ امام بخاری اور امام مسلم نے بھی اس طرح ہی نقل کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے یہی کافی تھا کہ تو زمین پر ہاتھ مار کر ان میں پھونک مارتے ہوئے اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مسح کرتا۔

الفصل الثالث — تیسری فصل

عَنْ اَبِی الْجُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ ﷺ قَالَ اَقْبَلَ النَّبِیُّ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ فَلَقِيَهٗ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ النَّبِیُّ حَتّٰی اَقْبَلَ عَلَی الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهٖ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ (متفق عليه)4-193

حضرت ابوجہیم بن حارث بن صمۃ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ بئر جمل سے واپس تشریف لائے ایک شخص نے آگے بڑھ کر آپ کو سلام کیا آپ ﷺ نے اسے سلام کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ دیوار سے اپنے ہاتھ اور چہرے پر مسح فرمایا۔ بعدازاں سلام کا جواب دیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

نبی اکرم ﷺ قضائے حاجت سے واپس تشریف لا رہے تھے جب اس شخص نے آپ کو سلام عرض کیا تو آپ نے اپنی ذات کی حد تک اس حالت میں سلام کا جواب دینا مناسب نہ سمجھا حالانکہ آپ ﷺ کے ارشادات سے یہ ثابت ہے کہ بغیر وضو اور غسل واجب کے ہوتے ہوئے بھی آدمی سلام کا جواب اور زبانی ذکر کر سکتا ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ بغیر وضو سلام کا جواب اور ذکر کیا جا سکتا ہے۔ ۲۔ تیمّم کے لئے ایک ہی بار زمین پر ہاتھ لگانے چاہییں ۳۔ تیمّم صرف ہاتھوں اور چہرہ کا کرنا چاہیے۔ ۴۔ تیمّم سے پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔ ۵۔ پانی نہ ملنے یا غسل سے تکلیف کا اندیشہ ہو تو فقط تیمّم ہی کافی ہے

بَابُ الْغُسْلِ الْمَسْنُوْنِ

مسنون غسل

مسلمانوں کے علاوہ دنیا کے دوسرے مذاہب میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ عبادت گزار نہانے دھونے سے جس قدر دور رہے گا اسی قدر وہ اللہ کے مقرب بندوں میں شامل ہوتا چلا جائے گا۔ آپ ﷺ جس خطہ زمین میں پیدا ہوئے وہ پانی کی قلت کے اعتبار سے دنیا کے خشک ترین علاقوں میں شمار ہوتا ہے۔ اسکے باوجود آپ نے طہارت و پاکیزگی' صفائی اور ستھرائی کو اس قدر اہمیت دی کہ آپ ﷺ نے جمعہ کے روز غسل کو واجب قرار دیا تاکہ امت مسلمہ طہارت' صفائی اور ستھرائی کے لحاظ سے ممتاز اور منفرد دکھائی دے۔

الفصل الاوّل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ .(متفق عليه)194-1

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ.(متفق عليه)195-2

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ يَّغْتَسِلَ فِيْ كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ يَّوْمًا يَغْسِلُ فِيْهِ رَأْسَهٗ وَجَسَدَهٗ.(متفق عليه)196-3

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا جب تم جمعہ کے لئے آؤ تو غسل کیا کرو (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر فرض ہے (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان پر حق ہے کہ وہ سات دنوں میں ایک دن اپنے سر اور پورے جسم کو دھوئے (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

کتاب الطہارۃ میں ضروری غسل کا طریقہ اس طرح بیان ہوا ہے کہ پہلے مخصوص حصہ کو دھویا جائے۔ بعد ازاں وضو کرنا چاہیے۔ اور آخر میں پہلے سر پر پانی بہاتے ہوئے دائیں اعضا دھوئے جائیں۔ اگر غسل خانہ میں استعمال شدہ پانی ٹھہرا ہوا ہو تو پاؤں باہر نکل کر دھوئے جائیں۔

بَابُ الْحَيْضِ

حیض کے مسائل

عورتوں کے مخصوص ایام میں یہودی نہ صرف ان کے ساتھ کھانا پینا چھوڑ دیتے تھے بلکہ ان کے برتن الگ اور گھر میں ایک جگہ مخصوص کردی جاتی تھی گھر کا کوئی فرد ان سے میل ملاپ نہیں رکھتا تھا یہاں تک کہ مائیں اپنے بچوں کو گود میں بٹھانا تو درکنار ان کے ساتھ پیار اور محبت کا اظہار بھی نہیں کرسکتی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے ارشادات اور عمل کے ذریعے اس زیادتی کو ختم فرمایا تاکہ خاوند حائضہ عورت کے ساتھ نفرت کرنے کے بجائے مخصوص عمل کے علاوہ ان کے ساتھ مل جل کر رہنا برا محسوس نہ کرے۔ اس کے ساتھ آپ نے یہ مسئلہ بھی سمجھایا کہ دین مخالفت برائے مخالفت کا نام نہیں بلکہ اس کا مقصد رسومات کا خاتمہ اور آسانیاں پیدا کرنا ہے۔ اس لئے آپ ﷺ نے امّہات المومنین رضی اللہ عنھن کو اپنی خلوت کی زندگی بیان کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی تاکہ لوگوں کو ازدواجی زندگی کے حوالے سے دین سمجھنا آسان ہو جائے۔

الفصل الاوّل

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ اِنَّ الْيَهُوْدَ كَانُوْا اِذَا حَاضَتِ الْمَرْاَةُ فِيْهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوْهَا وَلَمْ يُجَامِعُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ فَسَاَلَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ النَّبِيَّ ﷺ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ الْاٰيَةَ (البقرہ ۲: ۲۲۲) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا النِّكَاحَ فَبَلَغَ ذَالِكَ الْيَهُوْدَ فَقَالُوْا مَا يُرِيْدُ هٰذَا الرَّجُلُ اَنْ يَدَعَ مِنْ اَمْرِنَا شَيْئًا اِلَّا خَالَفَنَا فِيْهِ فَجَآءَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَّعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ فَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْيَهُوْدَ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا اَفَلَا نُجَامِعُهُنَّ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَتْهُمَا هَدِيَّةٌ مِّنْ لَّبَنٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَرْسَلَ فِيْ اٰثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا فَعَرَفَا اَنَّهُ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا. (مسلم) 197-1

پہلی فصل

حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں یہودی حالتِ حیض میں عورت کے ساتھ رہن سہن اور کھانا پینا چھوڑ دیتے تھے اس صورت حال کے بارے میں صحابہ ؓ نے نبی اکرم ﷺ سے استفسار کیا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وہ "آپ سے حیض کے متعلق سوال کرتے ہیں"۔ (البقرہ ۲: ۲۲۲) رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ جماع کے سوا حائضہ عورت کے ساتھ سب معاملات کرسکتے ہو۔ جب یہودیوں کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے یہ پروپیگنڈہ کیا کہ اس نبی کا مقصد محض ہماری مخالفت ہے۔ اس صورت میں اسید بن حضیر ؓ اور عباد بن بشر ؓ رسول محترم ﷺ کی خدمت میں آکر یہودیوں کے پروپیگنڈے کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کیا ہم حائضہ عورتوں کے ساتھ مجامعت بھی نہ کرلیا کریں؟ یہ سنتے ہی رسول محترم ﷺ کا چہرہ غضب ناک ہوا۔ ہمیں یقین ہوگیا کہ آپ ﷺ ان دونوں پر ناراض ہوگئے ہیں وہ دونوں باہر نکل گئے

انہیں ایک شخص ملا جو آپ کی خدمت میں دودھ پیش کرنے جارہا تھا تب آپ ﷺ نے ان کے پیچھے ایک آدمی بھیجا۔ آپ نے انہیں دودھ پلایا تو وہ سمجھ گئے کہ آپ کی ناراضگی ختم ہو چکی ہے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ وَّكِلَانَا جُنُبٌ وَّكَانَ يَاْمُرُنِيْ فَاَتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِيْ وَاَنَا حَائِضٌ وَّكَانَ يُخْرِجُ رَاْسَهُ اِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَاَغْسِلُهُ وَاَنَا حَائِضٌ. (متفق علیه) 2-198

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اور نبی کریم ﷺ جنبی ہونے کی صورت میں ایک ہی برتن میں غسل کرتے۔ آپ کے حکم سے میں تہہ بند اوڑھ لیتی آپ ﷺ میرے ساتھ لیٹ جاتے جبکہ میں حائضہ ہوتی اسی طرح آپ اعتکاف میں اپنا سر میری طرف فرماتے اور میں آپ ﷺ کا سر دھوتی جبکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اکٹھا یا الگ الگ غسل کرنے کی صورت میں مستعمل پانی کے قطرے برتن میں نہیں پڑنے چاہییں۔ البتہ ایک دفعہ جسم پر پانی بہا کر پلیدی دور کر لی جائے تو پھر استعمال شدہ پانی کے قطرے برتن میں پڑ جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح پہلی دفعہ پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے برتن سے الگ ہاتھ دھونے چاہییں۔

وَعَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَشْرَبُ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ اُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ فَيَشْرَبُ وَاَتَعَرَّقُ الْعِرْقَ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ اُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ (مسلم) 3-199

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں میں حیض کی حالت میں برتن میں پانی پی کر آپ ﷺ کو پیش کرتی تو آپ ﷺ اسی جگہ اپنے ہونٹ رکھتے ہوئے پانی پیتے جہاں سے میں نے پیا ہوتا۔ ایسے ہی میری چوسی ہوئی ہڈی چوستے اور وہاں منہ رکھتے جہاں میں نے رکھا ہوتا جبکہ میں حائضہ ہوتی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَّكِئُ فِيْ حِجْرِيْ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يَقْرَاُ الْقُرْآنَ. (متفق علیه) 4-200

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ حیض کی حالت میں میری گود میں قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ نَاوِلِيْنِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ اِنِّيْ حَائِضٌ فَقَالَ اِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِيْ يَدِكِ. (مسلم) 5-201

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے مسجد سے مصلّی پکڑنے کے لئے فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ میں حائضہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا حیض کے اثرات تمہارے ہاتھوں پر نہیں ہیں۔ (مسلم)

عَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ مِرْطٍ بَعْضُهُ عَلَيَّ وَبَعْضُهُ عَلَيْهِ وَاَنَا حَآئِضٌ. (متفق عليه)202-6

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ نے ایک کمبل میں نماز پڑھی جس کے دوسرے حصے کو حیض کی حالت میں میں نے لپیٹا ہوا تھا۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

(۱) قرآن مجید میں ناپاک آدمی کو مسجد میں داخل ہونے سے منع فرمایا گیا ہے۔ ممکن ہے حضرت عائشہ نے مسجد کے کنارے کھڑے ہو کر ہاتھ لمبا کر کے مصلّٰی پکڑ لیا ہو۔ یا پھر نبی محترم ﷺ اس طرح بوقت ضرورت مسجد میں دو چار قدم داخل ہونے کی اجازت دینا چاہتے تھے۔

(۲) حیض کی حالت میں پہنے ہوئے کپڑے دوبارہ پہنے جا سکتے ہیں بشرطیکہ وہ پاک ہوں۔ اگر کہیں خون کا داغ لگ جائے تو صرف اسی جگہ کو دھو کر پہنے جا سکتے ہیں۔

خلاصۂ باب

۱۔ مخصوص عمل کے سوا حائضہ کے ساتھ میل ملاپ جائز ہے۔

۲۔ خلافِ شریعت بات پر خفگی کا اظہار غیرت دین کی نشانی ہے۔

۳۔ حائضہ کے پکڑنے سے چیز پلید نہیں ہو جاتی۔

۴۔ حائضہ کا پیا ہو جوٹھا پانی پینا جائز ہے۔

بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ

استحاضہ کے مسائل

عورت جب بالغ ہو جائے تو اسے تین قسم کے خون آتے ہیں (Menses) ماہواری دوسرا زچگی کا خون یہ دو قسم کی Bleeding عورت کی صحت اور بچے کی تولید کے لئے ضروری اور فطری عمل ہے اس کے علاوہ ایک استحاضہ کا خون ہے جو اندرون جسم ایک رگ پھٹنے سے مسلسل خارج ہوتا رہتا ہے۔ جس عورت کو یہ تکلیف ہو وہ Delivery یا Menses کے ایام سے فارغ ہونے کے بعد غسل کرے اور پھر خون کو روکنے کے لئے کپڑا وغیرہ استعمال میں لا کر اسی حالت میں وضو کے بعد نماز ادا کرتی رہے آپ ﷺ نے ایسی عورت کو دو نمازیں اکٹھی ادا کرنے کی بھی اجازت عطا فرمائی۔ آپ کی ذات گرامی کو اللہ تعالیٰ نے معلّم اور امّت کا امام بنا کر مبعوث فرمایا اس لئے آپ ﷺ نے ان مسائل کی تفصیل بھی بیان فرمائی ہے۔ اگر آپ ﷺ ان مسائل میں خواتین کی رہنمائی نہ فرماتے تو پھر کون عورتوں کو ان مسائل سے آگاہ کر سکتا تھا۔ البتہ نسوانی مسائل کے بارے میں آپ ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ اپنے اہل خانہ کے ذریعے ایسے مسائل بیان فرمایا کرتے تھے۔

الفصل الاوّل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآئَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِيْ حُبَيْشٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ امْرَاَةٌ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ لَآ اِنَّمَا ذَالِكِ عِرْقٌ وَّلَيْسَ بِحَيْضٍ فَاِذَا اَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِيْ عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّيْ.

(متفق عليه)[1-203]

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابو حبیش رضی اللہ عنہا نبی معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے استحاضہ کی شکایت ہے۔ جس کی وجہ سے میں ناپاک رہتی ہوں تو کیا مجھے نماز چھوڑ دینی چاہیے؟ آپ نے فرمایا یہ حیض نہیں ہے۔ یہ تو ایک رگ کے پھٹنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دو جب یہ ایام گزر جائیں تو غسل کر کے نماز ادا کیا کریں۔

(بخاری و مسلم)

۞۞۞

كِتَابُ الصَّلٰوةِ

نماز کا بیان

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذّٰریٰت ۵۱ آیت ۵۶)

''ہم نے جنّات اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا''

اسلام میں عبادت کا ایک جامع تصوّر ہے لیکن تمام قسم کی عبادات میں افضل ترین عبادت نماز ہے اس لیے نماز کو نہایت توجہ اور انہماک کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ حدیث جبرائیل جو کتاب الایمان میں بیان ہو چکی ہے اس میں ذکر ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کی جائے جیسے نمازی اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے بصورت دیگر یہ تصور تو ہر صورت قائم ہونا چاہیے کہ رب ذوالجلال تو ہر صورت مجھے دیکھ رہا ہے۔ ایسی نماز ہی انسان کے کردار کو سنوارتی اور گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔ بعض لوگوں کو یہ مغالطہ ہے یا وہ دوسروں کو مغالطہ دینا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک دوسرے کی خدمت اور صرف خیر خواہی کے لیے پیدا کیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ دین کا اجتماعی نقطہ نظر ایک دوسرے کی خیر خواہی کرنا ہے لیکن قرآن حکیم نے انسان کی تخلیق کا اوّلین مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت قرار دیا ہے اور عبادت میں افضل ترین عبادت نماز ہے اگر ایک شخص نماز نہیں پڑھتا تو خواہ وہ کتنا ہی خدمت گزار اور خیر خواہ کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا سرخرو ہونا ناممکن ہے جیسا کہ آپ پڑھیں گے کہ رسولِ معظم ﷺ نے دوٹوک الفاظ میں فرمایا ہے جس نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے کفر کا ارتکاب کیا کیونکہ نماز کفر اور اسلام میں حدّ فاصل کی حیثیت رکھتی ہے۔

الفصل الاوّل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلصَّلٰوتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ. (مسلم) 1-204

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهْرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالُوْا لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالَ فَذَالِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا. (متفق علیه) 2-205

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ اِنَّ رَجُلًا اَصَابَ

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا پانچ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ اور رمضان سے رمضان! درمیانی مدّت کے گناہوں کا کفارہ ہیں۔ بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی یہ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا غور کیجیے کہ اگر کسی کے گھر کے سامنے نہر جاری ہو اور وہ اس میں پانچ دفعہ روزانہ غسل کرے کیا اس کے جسم پر کوئی میل باقی رہ سکتی ہے؟ صحابہ ؓ نے عرض کیا کہ اس پر میل کچیل نہیں رہ سکتی تب ارشاد ہوا کہ پانچ وقت نماز کی یہی مثال ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ آدمی کو گناہوں سے پاک فرما دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ ذکر کرتے ہیں ایک شخص

مِنِ امْرَاَةٍ قُبْلَةً فَاَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَاَخْبَرَہٗ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی "وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ" (پ ۱۲ رکوع ۱۰) فَقَالَ الرَّجُلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلِیْ ھٰذَا؟ قَالَ لِجَمِیْعِ اُمَّتِیْ کُلِّھِمْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ اُمَّتِیْ. (متفق علیہ)3-206

نے کسی عورت سے بوس و کنار کیا پھر وہ نبی کریم ﷺ کے سامنے اعتراف کرتا ہے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ "صبح، شام نماز پڑھا کرو یقیناً نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں۔" (ہود۱۱:۱۱۴) وہ شخص اٹھ کر عرض کرتا ہے کہ اے رسولِ محترم ﷺ! کیا یہ میرے ہی لیے ہے۔ ارشاد ہوا یہ میری پوری امّت کے لیے ہے۔ دوسری روایت میں ہے میری امّت میں جس سے بھی ایسی غلطی ہو اس کے لیے ہے۔ (بخاری، مسلم)

فہم الحدیث

رسول کریم ﷺ کے ارشاد کا معنیٰ یہ ہے کہ جس شخص سے ایسی غلطی ہو جائے اور وہ اس صحابی کی طرح پریشان اور اپنی غلطی پر نادم ہو تو ایسے شخص کو اس قسم کی غلطی ربِّ کریم نماز سے ہی معاف کر دیتا ہے۔ البتہ جو شخص اس قسم کی بے حیائی کا وطیرہ ہی بنالے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات کو بہانے کے طور پر استعمال کرے تو قرآن وسنت کے دلائل کی روشنی میں اس کا گناہ وضو اور نماز سے نہیں بلکہ سچّی یعنی ایسی حرکت سے باز آنے توبہ سے ہی معاف ہو گا۔

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْہُ عَلَیَّ قَالَ وَلَمْ یَسْئَلْہُ عَنْہُ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَصَلّٰی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَلَمَّا قَضَی النَّبِیُّ ﷺ الصَّلٰوۃَ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْ فِیَّ کِتَابَ اللّٰہِ قَالَ اَلَیْسَ قَدْ صَلَّیْتَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ غَفَرَ لَکَ ذَنْبَکَ اَوْحَدَّکَ. (متفق علیہ) 4-207

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے میں ایک غلطی کا مرتکب ہوا ہوں اس لئے مجھ پر حد نافذ کی جائے۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ آپ نے اس سے کوئی تفتیش نہیں فرمائی۔ نماز کھڑی ہوئی وہ آپ کے ساتھ نماز پڑھنے لگا جب آپ نے نماز مکمل فرمائی تو وہ پھر کھڑا ہو کر مطالبہ کرتا ہے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں حد کو پہنچ چکا ہوں لہٰذا مجھ پر اللہ کی کتاب کے مطابق حد نافذ فرمائیں۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ تو نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟ وہ عرض کرتا ہے کہ پڑھی ہے ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے گناہ یا حد کو معاف کر دیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

صحابہ کرام ﷺ حدیث بیان کرنے میں اس قدر محتاط تھے کہ حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے گناہ کی معافی یا حد ساقط ہونے کے بارے میں کوئی ایک ہی لفظ ارشاد فرمایا تھا۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی قَالَ اَلصَّلٰوۃُ لِوَقْتِھَا قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ ؟قَالَ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ بِھِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُّہٗ لَزَادَنِیْ. (متفق علیہ)208-5

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ کہتے ہیں کہ میں نے نبی محترم ﷺ سے یہ سوال کیا کہ اعمال میں اللہ تعالیٰ کو کونسا عمل زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں فرض نماز کا اس کے وقت پر ادا کرنا۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کون سا عمل بہتر ہوگا؟ آپ نے فرمایا والدین کے ساتھ بہتر سلوک کرنا۔ میں نے پھر عرض کیا ان کے بعد کونسا عمل بہتر ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔ ابن مسعود ﷺ کہتے ہیں اگر میں اس موقع پر مزید سوال کرتا تو آپ اس کا بھی جواب عنایت فرماتے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

ایمان کے بعد اعمال کی فہرست میں سب سے پہلے حقوق اللہ ہیں۔ اور ان میں سر فہرست نمازِ فرض اوّل وقت پر ادا کرنا ہے۔ حقوق العباد میں آدمی کے ذمّہ سب سے پہلے والدین کا حق ہے جسے پورا کرنے چاہیے۔

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ الْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ. (مسلم)209-6

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا بندے اور کفر کے درمیان فرق نماز چھوڑ دینا ہے۔ (مسلم)

الفصل الثالث — تیسری فصل

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ عَالَجْتُ امْرَاَۃً فِیْ اَقْصَی الْمَدِیْنَۃِ وَاِنِّیْ اَصَبْتُ مِنْھَا مَا دُوْنَ اَنْ اَمَسَّھَا فَاَنَا ھٰذَا فَاقْضِ فِیَّ مَا شِئْتَ فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ لَقَدْ سَتَرَکَ اللّٰہُ لَوْسَتَرْتَ عَلٰی نَفْسِکَ قَالَ وَلَمْ یَرُدَّ النَّبِیُّ ﷺ عَلَیْہِ شَیْئًا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے اے رسول معظم! میں نے مدینہ کے نواح میں ایک عورت سے چھیڑ چھاڑ کی ہے تاہم میں نے بدکاری نہیں کی۔ اب میں حاضر ہوں آپ میرے بارے میں جو چاہیں فیصلہ فرمائیں۔ حضرت عمر ﷺ نے اسے سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا

وَقَامَ الرَّجُلُ فَانْطَلَقَ فَاَتْبَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا فَدَعَاهُ وَتَلَا عَلَيْهِ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰاكِرِيْنَ (پ ۱۲ رکوع ۱۰)فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هٰذَا لَهُ خَاصَّةً فَقَالَ بَلْ لِّلنَّاسِ كَآفَّةً. (مسلم)7-210

پردہ رکھا تھا کاش تو بھی اپنا پردہ رہنے دیتا۔ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس شخص کی بات کا جواب نہیں دیا وہ شخص اٹھا اور چل دیا۔نبی محترم ﷺ نے اسے واپس لانے کے لئے آدمی بھیجا پھر اسے یہ آیت کریمہ پڑھ کر سنائی ”صبح ،شام اور رات کی نماز پڑھا کرو یقیناً نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں۔یہ خیر خواہی ہے نصیحت قبول کرنے والوں کے لئے“۔(ھود۱۲۔۱۱۴)

لوگوں میں سے ایک شخص عرض کرتا ہے اے اللہ کے نبی! کیا یہ اس کے لیے خاص ہے؟ارشاد ہوا یہ تو کائنات کے سب انسانوں کے لیے ہے۔(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ جمعہ تا جمعہ اور ایک نماز سے دوسری نماز کے درمیانی گناہ جمعہ اور نماز سے معاف ہو جاتے ہیں۔

۲۔ پانچ وقت کی نماز پانچ دفعہ غسل کرنے کے مترادف ہے۔

۳۔ آدمی اور کفر کے درمیان نماز حدِ امتیاز ہے۔

۴۔ مسح کی مدّت وضو ٹوٹنے کے بعد شروع ہو گی۔

۵۔ کبیرہ گناہ صرف توبہ کرنے سے معاف ہوتے ہیں۔

بَابُ الْمَوَاقِيتِ

اوقاتِ نماز

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا (النساء ۴: ۱۰۳)

درحقیقت نماز ایسا فرض ہے جو پابندی وقت کیساتھ اہل ایمان پر لازم کیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس آیت مبارکہ کی روشنی میں نماز کے اوقات مقرر فرمائے ہیں۔ ہر نماز کے ابتدائی اور آخری وقت کی اپنے عمل اور فرمان کے ذریعے وضاحت فرمائی لہٰذا نماز ہمیشہ اول وقت پر ادا کرنی چاہیے گرمی میں نماز کو ٹھنڈے وقت میں ادا کرنے کے یہ معنٰی نہیں کہ اصل وقت سے تجاوز کر دیا جائے جو لوگ ظہر کا وقت دو مثل قرار دیتے ہیں وہ فقہ کے بغیر قرآن و حدیث سے کوئی دلیل پیش نہیں کرتے۔

الفصل الاوّل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقْتُ الظُّهْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُوْلِهٖ مَالَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَالَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ مَالَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ الْاَوْسَطِ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاَمْسِكْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ.(مسلم)211-1

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا ظہر کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد ہے جب آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو جائے۔ جب تک عصر کا وقت شروع نہ ہو پھر یہاں سے عصر کا وقت شروع ہو کر سورج کے زرد ہونے تک رہتا ہے۔ اور نمازِ مغرب کا وقت غروب آفتاب سے لے کر اس کی سرخی ختم ہونے تک ہے۔ عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے ۔ جبکہ صبح کی نماز کا وقت طلوع فجر سے لے کر سورج نکلنے تک لیکن جب سورج نکلنا شروع ہو جائے تو نماز پڑھنے سے رُک جانا چاہیے کیونکہ یہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَهٗ صَلِّ مَعَنَا هٰذَيْنِ يَعْنِى الْيَوْمَيْنِ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ اَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الظُّهْرَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَآءُ نَقِيَّةٌ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَمَرَهٗ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول محترم ﷺ سے نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کیا۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں تم ہمارے ساتھ دو دن نمازیں ادا کرو۔ پہلے دن جب سورج ڈھلا ہی تھا تو بلال کو اذان کا حکم دیا۔ اس کے بعد اقامت ظہر ہوئی پھر بلال رضی اللہ عنہ کو نماز عصر کی اقامت کا حکم فرمایا جبکہ سورج کافی بلند اور دھوپ تیز ہو چکی

فَاَقَامَ الْعِشَآءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ الْفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَلَمَّا اَنْ كَانَ الْيَوْمُ الثَّانِيْ اَمَرَهُ فَاَبْرِدُ بِالظُّهْرِ فَاَبْرَدَبِهَا فَاَنْعَمَ اَنْ يُبْرِدَ بِهَا وَصَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌاَخَرَهَا فَوْقَ الَّذِيْ كَانَ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ وَصَلَّى الْعِشَآءَ بَعْدَ مَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ وَصَلَّى الْفَجْرَ فَاَسْفَرَبِهَا ثُمَّ قَالَ اَيْنَ السَّآئِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ الرَّجُلُ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَقْتُ صَلٰوتِكُمْ بَيْنَ مَا رَأَيْتُمْ. (مسلم)212-2

تھی پھر سورج غروب ہوتے ہی مغرب کی نماز کھڑی فرمائی ابھی سورج کی سرخی ختم ہونے ہی پائی تھی تو عشاء کی نماز قائم کرنے کا حکم فرمایا۔ پھر صبح کی نماز کا حکم دیا جبکہ فجر ابھی نمودار ہی ہوئی تھی۔ جب دوسرا دن ہوا تو بلال رضی اللہ عنہ کو نماز ظہر ٹھنڈی کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اس نے خوب ٹھنڈے وقت میں اذان کہی۔ نماز عصر تاخیر سے ادا فرمائی اسے پہلے دن سے قدرے مؤخر کیا لیکن سورج ابھی بلندی پر تھا۔ نماز مغرب سورج کی روشنی کے آثار ختم ہونے سے پہلے ادا کی۔ جب رات کا تیسرا حصہ گزر گیا تو نمازِ عشا ادا کی گئی، نماز فجر اس وقت ادا کی جب صبح کی روشنی خوب پھیل چکی تھی۔ اب ارشاد ہوا نمازوں کے اوقات پوچھنے والا کہاں ہے؟ وہ عرض کرتا ہے کہ اللہ کے رسول میں حاضر ہوں۔ فرمایا کہ تمہاری نمازوں کے وقت ان اوقات کے درمیان ہیں۔ (مسلم)

الفصل الثالث

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ اَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ اَمَا اِنَّ جِبْرَئِيْلَ قَدْ نَزَلَ فَصَلّٰى اَمَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عُمَرُ اعْلَمْ مَا تَقُوْلُ يَا عُرْوَةُ فَقَالَ سَمِعْتُ بَشِيْرَ بْنَ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ يَّقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا مَسْعُوْدٍ يَّقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ فَاَمَّنِيْ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ يَحْسِبُ بِاَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلٰوتٍ. (متفق عليه)213-3

تیسری فصل

حضرت ابن شہاب رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ نے عصر کی نماز کو ذرا مؤخر کر دیا عروہ رحمتہ اللہ علیہ نے ان سے کہا بلاشبہ جبرائیل نازل ہوئے تو اس نے رسول اکرم ﷺ کی امامت کروائی تھی۔ عمر بن عبدالعزیز نے ان سے کہا عروہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ عروہ نے جواب دیا میں نے بشیر بن ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے اس نے ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسولِ معظم ﷺ کو یہ فرماتے سنا۔ آپ فرما رہے تھے جبرائیل آسمان سے نازل ہوئے انہوں نے میری امامت کروائی میں نے جبریل کی امامت میں نماز ادا کی پھر آپ نے اپنی انگلیوں پر حساب کرتے ہوئے بتلایا کہ جبریل کے ساتھ پانچ نمازیں پڑھیں۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

ا۔حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایت میں تمام نمازوں کواوّل وقت میں ادا کرنے کا بیان ہوا ہے جبکہ حضرت بریدہؓ کی روایت میں سائل کے جواب میں اس کی عملی تربیت کرنے کے ساتھ پہلے اور دوسرے دن ہر نماز کے اوّل اور اس کے آخری وقت کا عملاً تعیّن فرمایا۔نماز ظہر کو ٹھنڈی کرنے سے مراد مثل اوّل کے آخر میں نماز ادا کرنا ہے۔اسی طرح باقی چار نمازوں کو اول اور آخری وقت میں ادا کر کے ارشاد فرمایا کہ اپنی نمازوں کو ان اوقات میں ادا کیجئے۔دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے آپ ﷺ عشاء کی نماز کے علاوہ باقی چار نمازیں نہایت ہی اوّل وقت میں ادا کیا کرتے تھے۔عشا کی نماز اس کے بالکل ابتدائی وقت میں ادا کرنے کے بجائے تھوڑا سا تاخیر کے ساتھ ادا کرتے جبکہ تمنا یہ ہوا کرتی تھی کہ عشاء کو زیادہ سے زیادہ تاخیر کے ساتھ پڑھا جائے کیونکہ اسے تاخیر کے ساتھ پڑھنے سے اجر و ثواب میں اضافہ ہوتا ہے لیکن رات کے تیسرے پہر کے آخر میں پڑھنے کے بجائے پہلے اس لیے ادا فرماتے کہ تاخیر سے امّت کو تکلیف ہوگی۔ بالکل دوپہر، غروبِ آفتاب اور سورج طلوع ہونے کے دورانیہ میں نماز پڑھنے سے اس لیے منع فرمایا کہ دنیا میں بیشمار کافر اور مشرک ان اوقات کو مبارک سمجھتے ہوئے سورج کی عبادت کرتے ہیں۔جیسے ہندو صبح کے وقت پانی میں کھڑے ہو کر سورج کی طرف منہ کر کے کچھ پڑھنے اور نہانے کو خدا کی عبادت گردانتے ہیں۔غیر مسلموں کی عبادت کی مشابہت سے بچنے کے لیے مسلمانوں کو ایسے اوقات میں نماز پڑھنے سے روک دیا گیا ہے۔کیونکہ شیطان خصوصی طور پر ان اوقات میں لوگوں کو غیر اللہ کی عبادت کے لیے ابھارتا ہے گویا کہ یہ شیطانی اوقات ہیں۔اس لیے اس وقت سورج کے نکلنے کو شیطان کے سینگوں کے درمیان نکلنے کے مترادف قرار دیا ہے۔اور ممکن ہے کہ آپ ﷺ کو واقعتاً اس دورانیہ میں شیطان کا سورج کے سامنے کھڑا ہونا دکھلایا گیا ہو۔

خلاصۂ باب

ا۔نمازِ فجر کا وقت صبح صادق سے سورج نکلنے کی ابتدا تک ہوتا ہے۔۲۔ظہر کا وقت سورج ڈھلنے سے لے کر ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہونے تک ہے۔۳۔عصر کا وقت ایک مثل سایہ سے لے کر دھوپ کی رنگت بدلنے تک رہتا ہے۔عصر کا افضل وقت سایہ دو مثل ہونے تک ہے۔۴۔مغرب کا وقت غروب آفتاب سے سرخی کے خاتمے تک ہے۔۵۔عشاء کا وقت مغرب کے وقت کے آخر سے لے کر آدھی رات تک رہتا ہے۔٦۔طلوع اور غروب آفتاب کے دوران اور سورج کندھے یا سر کے اوپر ہو تو نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔۷۔یہ مشرکوں کی عبادت کے اوقات ہیں اور شیطان سورج کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔۸۔گرمیوں میں نماز ٹھنڈی کرنے سے مراد اوّل وقت سے نسبتاً تاخیر کرنا ہے۔۹۔ظہر سورج ڈھلنے سے ایک مثل اور عصر کا افضل وقت دو مثل تک رہتا ہے۔

❁❁❁

بَابُ تَعۡجِيۡلِ الصَّلٰوۃِ

فرض نماز اوّل وقت میں ادا کرنا

انسان کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور عبادات میں افضل ترین عبادت نماز ہے رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز کے فضائل اور برکات سے باخبر کرنے کے ساتھ نماز ترک کرنے کے نقصانات سے آگاہ فرمایا اور پھر ایک ایک نماز کی اہمیت اور فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے امّت مسلمہ کو توجہ دلائی کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازوں کو یکساں طور پر فرض فرمایا ہے۔ عصر اور فجر کی نماز کے بارے میں بالخصوص اس لیے ذکر فرمایا کہ فجر نیند کے غلبے کا وقت ہوتا ہے جبکہ حساب و کتاب کے اعتبار سے دونوں نمازوں کا مقام یہ ہے کہ انسان کا اعمال نامہ لکھنے والے ملائکہ کراماً کاتبین کا صبح اور عصر کی نماز کے وقت تبادلہ ہوتا ہے صبح کے فرشتے آدمی کے سارے دن کا کیا دھرا عصر کی نماز کے وقت اور عصر والے صبح کے وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ازراہِ شفقت ان سے سوال کرتے ہیں کہ میرے بندوں کو تم نے کس حال میں پایا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اے ربِ کریم جب ہم نے صبح کے وقت ڈیوٹی سنبھالی تھی تو تیرے بندے نماز کی حالت میں تھے۔ اب ہم فارغ ہو کر تیرے حضور پیش ہوئے ہیں تو پھر بھی وہ نماز عصر پڑھنے میں مصروف تھے۔ دنیاوی اعتبار سے اس وقت آدمی دن بھر کی محنت و مشقت کی وجہ سے تھکا ہوا ہوتا ہے۔ اس کی کوشش اور تمنا ہوتی ہے کہ دن کے کام سے جلدی فارغ ہو کر اپنی آرام گاہ اور بال بچوں کی طرف پلٹ جائے۔ اس جلدی اور سارے دن کی تھکاوٹ کی وجہ سے اس بات کا امکان موجود ہوتا ہے کہ آدمی نمازِ عصر کے بارے میں عدمِ توجہ کا شکار ہو جائے جبکہ یہ وقت اللہ کے ہاں آدمی کے اعمال کی حاضری اور اجر و ثواب کا وقت ہے۔ جسطرح کوئی مزدور سارا دن محنت کرنے کے بعد اپنے مالک کو بتلائے اور مزدوری لیے بغیر گھر واپس آ جائے تو غالب امکان ہے کہ وہ اپنی اجرت سے محروم رہ جائے گا۔ یہی فلسفہ آپ ﷺ کے اس ارشاد میں پایا جاتا ہے۔ جس نے نمازِ عصر ضائع کی گویا کہ اس کے سارے دن کے اعمال ضائع ہو گئے۔

الفصل الاوّل

عَنۡ سَيَّارِ بۡنِ سَلَامَةَ رَحۡمَةُ اللّٰهِ عَلَيۡهِ قَالَ دَخَلۡتُ اَنَا وَاَبِيۡ عَلٰى اَبِيۡ بَرۡزَةَ الۡاَسۡلَمِيِّ رضی اللہ عنہ فَقَالَ لَهٗ اَبِيۡ كَيۡفَ كَانَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الۡمَكۡتُوۡبَةَ فَقَالَ كَانَ يُصَلِّي الۡهَجِيۡرَ الَّتِيۡ تَدۡعُوۡنَهَا الۡاُوۡلٰى حِيۡنَ تَدۡحَضُ الشَّمۡسُ وَيُصَلِّي الۡعَصۡرَ ثُمَّ يَرۡجِعُ اَحَدُنَا اِلٰى رَحۡلِهٖ فِيۡ اَقۡصَى الۡمَدِيۡنَةِ وَالشَّمۡسُ حَيَّةٌ وَّنَسِيۡتُ

پہلی فصل

حضرت سیار بن سلامہ رحمتہ اللہ علیہ اپنا واقعہ ذکر کرتے ہیں۔ میں اور میرے والد گرامی حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ میرے والد نے ان سے رسول اکرم ﷺ کی فرض نمازوں کے اوقات کے بارے میں سوال کیا؟ انہوں نے فرمایا آپ ظہر کی نماز جسے تم دن کی پہلی نماز کہتے ہو سورج ڈھلنے کے ساتھ ہی ادا کیا کرتے تھے اور عصر اس وقت ادا کرتے کہ جب ہم میں سے کوئی شخص مدینہ کے

مَاقَالَ فِی الْمَغْرِبِ وَکَانَ یَسْتَحِبُّ اَنْ یُّؤَخِّرَ الْعِشَآءَ الَّتِیْ تَدْعُوْنَهَا الْعَتَمَةَ وَکَانَ یَکْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِیْثَ بَعْدَهَا وَکَانَ یَنْفَتِلُ مِنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ حِیْنَ یَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِیْسَهٗ وَیَقْرَأُ بِالسِّتِّیْنَ اِلَی الْمِائَةِ وَفِیْ رِوَایَةٍ وَّلَا یُبَالِیْ بِتَأْخِیْرِ الْعِشَآءِ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ وَلَا یُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِیْثَ بَعْدَهَا.(متفق علیه)214-1

مضافات میں اپنے گھر پہنچتا تو سورج ابھی کافی اونچا ہوتا تھا۔حضرت سیار بن سلامہؒ کہتے ہیں حضرت ابی برزہ ﷺ نے آپ کی مغرب کی نماز کا وقت بھی بتلایا لیکن میں بھول گیا ہوں۔آپ ﷺ پسند کرتے تھے کہ عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھی جائے جس نماز کو تم اندھیرے کی نماز کہتے ہو۔عشاء سے پہلے سونا اور بعد میں باتیں کرنا آپ پسند نہیں کرتے تھے اور صبح کی نماز پڑھنے کے بعد جب ہماری طرف متوجہ ہوتے تو ہم اپنے ساتھ والے نمازی کو پہچان سکتے تھے اور آپ ﷺ صبح کی نماز میں ساٹھ سے سو آیات کی تلاوت کرتے۔دوسری روایت میں ہے کہ عشاء کی نماز رات کے تہائی حصے کے آخر میں پڑھنا حرج نہیں سمجھتے تھے۔نماز سے پہلے سونا اور بعد میں باتیں کرنا آپ ﷺ کو ہرگز پسند نہیں تھا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ صَلٰوةِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ کَانَ یُصَلِّی الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ حَیَّةٌ وَالْمَغْرِبَ اِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَآءَ اِذَا کَثُرَ النَّاسُ عَجَّلَ وَاِذَا قَلُّوْا اَخَّرَ وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ.(متفق علیه)215-2

محمد بن عمر بن حسن بن علی ﷺ بیان کرتے ہیں ہم نے جابر بن عبداللہ ﷺ سے رسول محترم ﷺ کی نمازوں کے اوقات کے بارے میں معلوم کیا تو انہوں نے فرمایا آپ زوال کے فوراً بعد نماز ظہر اور عصر سورج کے کافی بلند ہوتے ہوئے نمازِ مغرب سورج غروب ہوتے ہی اور عشاء میں نمازیوں کی اکثریت جمع ہو جاتی تو ادا فرماتے۔جب لوگ کم ہوتے تو اس میں تاخیر کر لیا کرتے،اور صبح اندھیرے میں ادا فرمایا کرتے تھے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ کُنَّا اِذَا صَلَّیْنَا خَلْفَ النَّبِیِّ ﷺ بِالظَّهَآئِرِ سَجَدْنَا عَلٰی ثِیَابِنَا اتِّقَآءَ الْحَرِّ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِیِّ.)216-3

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے ظہر کی نماز ایسے وقت میں ادا کرتے کہ گرمی سے بچنے کے لئے ہم اپنے کپڑوں پر سجدہ کیا کرتے تھے۔(بخاری و مسلم یہ لفظ بخاری کے ہیں)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّلْبُخَارِیِّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ بِالظُّهْرِ فَاِنَّ شِدَّةَ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ آپ ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ جب گرمی زیادہ ہو تو نماز ٹھنڈی کر لیا کرو۔بخاری کی دوسری روایت میں حضرت ابو سعید ﷺ کہتے ہیں کہ آپ

الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَاشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰی رَبِّهَا فَقَالَتْ رَبِّ اَكَلَ بَعْضِیْ بَعْضًا فَاَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِی الشِّتَآءِ وَنَفَسٍ فِی الصَّيْفِ اَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ وَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِی رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِیِّ فَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ فَمِنْ سَمُوْمِهَا وَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْبَرْدِ فَمِنْ زَمْهَرِيْرِهَا. 4-217

ﷺ نے ظہر کی نماز کا نام لے کر فرمایا اس نماز کو ٹھنڈا کرو، جہنم کے سانس لینے کی وجہ سے گرمی میں اضافہ ہوتا ہے۔ جہنم کی آگ نے اللہ تعالیٰ کے حضور شکایت کی کہ میرے رب میں اپنے آپ میں ہی جلی جارہی ہوں۔ تب اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت عنایت فرمائی ایک سردی میں اور دوسرا گرمی میں جب تم شدید گرمی اور شدید سردی محسوس کرتے ہو تو یہ اسی وجہ سے ہوتا ہے۔ (بخاری ومسلم) امام بخاری نے آپ ﷺ کے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں کہ دوزخ کے گرم سانس کی وجہ سے شدید گرمی اور اس کے سانس کھینچنے کی وجہ سے تمہیں شدید سردی لگتی ہے۔

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّی الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلَی الْعَوَالِیْ فَيَاْتِيْهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَّبَعْضُ الْعَوَالِیْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰی اَرْبَعَةِ اَمْيَالٍ اَوْ نَحْوِهٖ. (متفق عليه) 5-218

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ عصر کی نماز اس وقت ادا کرتے جب سورج بالکل بلند ہوتا اور اس میں خوب حدّت ہوتی۔ مدینے کے مضافات میں رہنے والا جب نماز پڑھ کر واپس جاتا تو سورج ابھی خوب بلند ہوا کرتا تھا۔ جبکہ مدینے کے مضافاتی محلے مدینہ سے چار میل کے لگ بھگ دور تھے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰی اِذَا اصْفَرَّتْ وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَیِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَّا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا. (مسلم) 6-219

حضرت انس ؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا منافق کی نماز کا حال یہ ہے کہ وہ بیٹھا رہتا ہے یہاں تک کہ سورج زرد ہو کر غروب ہونے لگتا ہے جونہی سورج شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان ہوتا ہے تو وہ بڑی تیزی کے ساتھ چار رکعتیں پڑھتا ہے جس میں بہت ہی کم اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الَّذِیْ يَفُوْتُهٗ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ. (متفق عليه) 7-220

حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا جس شخص کی عصر کی نماز ضائع ہوگئی گویا کہ اس کا اہل وعیال اور کاروبار تباہ ہوگیا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ بُرَيْدَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ.

حضرت بریدہ ؓ رسولِ اکرم ﷺ کا یہ فرمان ذکر کرتے ہیں جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کے اعمال ضائع ہو

(بخاری)8-221

گئے۔(بخاری)

عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ ﷺ قَالَ كُنَّا نُصَلِّى الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَنْصَرِفُ اَحَدُنَا وَاِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهٖ. (متفق عليه)9-222

حضرت رافع بن خدیج ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم رسولِ محترم ﷺ کے ساتھ جب مغرب کی نماز سے فارغ ہوتے تو مسجد سے پلٹنے والا شخص اپنے تیر کے گرنے کی جگہ کو دیکھ سکتا تھا۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

حضرت رافع ﷺ کے فرمان کا مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ مغرب کی نماز سورج کے غروب ہونے کے فوراً بعد ادا فرمایا کرتے تھے۔صحابہ ﷺ آپ ﷺ کے پیچھے پورے اطمینان کے ساتھ نماز ادا کرنے کے بعد جب اپنے گھروں کو واپس جاتے تو غروب آفتاب کی سرخی اس قدر باقی ہوتی کہ اگر تیرانداز اپنی کمین گاہ میں کھڑے ہو کر تیر کے گرنے کی جگہ کا اندازہ کرنا چاہتا تو وہ اس جگہ کا تعیّن کرسکتا تھا۔

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ الْعَتَمَةَ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْاَوَّلِ .(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)10-223

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ صحابہ کرام ﷺ عشاء کی نماز سورج کی سرخی غائب ہونے سے لے کر ایک تہائی رات تک ادا کیا کرتے تھے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُصَلِّى الصُّبْحَ فَتَنْصَرِفُ النِّسَآءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ . (متفق عليه)11-224

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان فرماتی ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ صبح کی نماز ادا کرتے عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئیں جب واپس ہوتیں تو اندھیرے کی وجہ سے انہیں پہچانا نہیں جاسکتا تھا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ قَتَادَةَ ﷺ عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ تَسَحَّرَا فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سُحُوْرِهِمَا قَامَ نَبِىُّ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلّٰى قُلْنَا لِاَنَسٍ كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سُحُوْرِهِمَا وَدُخُوْلِهِمَا فِى الصَّلٰوةِ قَالَ قَدْرُ مَا يَقْرَاُ الرَّجُلُ خَمْسِيْنَ اٰيَةً. (بخاری)12-225

حضرت قتادہ ﷺ حضرت انس ﷺ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اور زید بن ثابت ﷺ نے سحری کا کھانا کھایا جب سحری سے فارغ ہوئے تو نبی محترم ﷺ نماز کے لئے اٹھے اور آپ نے امامت فرمائی۔ہم نے حضرت انس ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ کے سحری سے فارغ ہونے اور نماز کھڑی کرنے کے درمیان کتنا وقفہ تھا؟ تو انہوں نے فرمایا بس اتنا ہی جتنے وقت میں کوئی شخص پچاس آیات کی تلاوت کرسکتا ہے۔(بخاری)

عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابوذر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے

كَيْفَ اَنْتَ اِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ اُمَرَآءُ يُمِيْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اَوْ يُؤَخِّرُوْنَ عَنْ وَقْتِهَا قُلْتُ فَمَا تَاْمُرُنِيْ قَالَ صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَاِنْ اَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ فَصَلِّ فَاِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ. (مسلم)226-13

مجھے فرمایا ابوذر تیرا کیا حال ہوگا جب تجھ پر ایسے حاکم ہوں گے جو نماز میں تاخیر کریں گے یا بالکل ہی چھوڑ دیں گے؟ میں نے عرض کیا اس صورت حال میں آپ ﷺ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں۔ فرمایا کہ تم وقت پر نماز ادا کرنا اگر ان کے ساتھ بھی موقع مل جائے تو پھر ادا کر لینا یہ تیرے نفل ہوں گے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ. (متفق علیه)227-14

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے طلوع آفتاب سے پہلے صبح کی ایک رکعت بھی پالی اس نے صبح کا وقت پالیا اور جس نے غروب آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پڑھ لی اس نے عصر کا وقت پالیا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَدْرَكَ اَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِّنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهُ وَاِذَا اَدْرَكَ سَجْدَةً مِّنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهُ (بخاری)228-15

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی رسولِ اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص غروب آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالے اسے اپنی نماز مکمل کرلینی چاہیے اور جس نے طلوع آفتاب سے پہلے صبح کی ایک رکعت پالی اس کو بھی اپنی نماز مکمل کرنی چاہیے۔ (بخاری)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً اَوْنَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا اَنْ يُّصَلِّيَهَا اِذَا ذَكَرَهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّا كَفَّارَةَ لَهَا اِلَّا ذَالِكَ. (متفق علیه) 229-16

حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا جو شخص نماز بھول جائے یا سو جائے اس کی تلافی یہ ہے کہ جب اسے یاد آئے تو ادا کرے۔ دوسری روایت میں ہے کہ یہی اس کا کفارہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

نبی معظم ﷺ کے یہ ارشادات آپ پڑھ چکے ہیں کہ طلوع، غروب اور زوالِ آفتاب کے وقت نماز پڑھنی جائز نہیں۔ یہاں بتلانے کا مقصد یہ ہے کہ جس شخص نے سورج کے اس عمل کے شروع ہونے سے پہلے نماز شروع کی اور نماز کے دوران سورج غروب یا طلوع ہونا شروع ہوگیا تو اسے نماز توڑنے کی بجائے پوری کرنی چاہیے اور نماز لوٹانے کی بھی ضرورت نہیں البتہ ان اوقات کا خیال رکھنا ضروری ہے تاکہ اس دورانیے کے بعد نماز ادا کی جائے۔ اگر سورج اس دورانیہ میں داخل ہو چکا ہو۔ اور عصر کی نماز شرعی عذر کی وجہ سے باقی ہو تو سورج مکمل غروب ہونے کے بعد اور مغرب سے پہلے عصر ادا کرنی چاہیے جیسا کہ

جنگ خندق کے موقعہ پر آپ نے عصر اور مغرب عشاء کے وقت اسی ترتیب سے ادا کی تھیں۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ فِی النَّوْمِ تَفْرِيْطٌ اِنَّمَا التَّفْرِيْطُ فِی الْيَقْظَةِ فَاِذَا نَسِیَ اَحَدُكُمْ صَلٰوةً اَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ.(پ ١٦ رکوع ١٠). (مسلم)230-17

حضرت ابو قتادة رضی اللہ عنہ رسولِ محترم ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں نیند کی وجہ سے نماز ضائع ہونے کا کوئی گناہ نہیں۔ گناہ تو جاگنے کی صورت میں ہوگا جب تم میں کوئی شخص نماز بھول جائے یا اس پر نیند غالب آ جائے' بس یاد آنے پر اسے فوراً ادا کرنی چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے میری یاد کے لئے نماز پڑھا کرو۔ (طٰہٰ ٢٠ : ١٤)(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّی الْعَصْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ يُنْحَرُ الْجَزُوْرُ فَتُقْسَمُ عَشْرَ قِسَمٍ ثُمَّ تُطْبَخُ فَنَاكُلُ لَحْمًا نَضِيْجًا قَبْلَ مَغِيْبِ الشَّمْسِ. (متفق عليه)231-18

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ہم عصر کی نماز رسول محترم ﷺ کے ساتھ پڑھ کر اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت بنا کر دس حصوں میں تقسیم کرتے پھر اسے پکا کر بھنا ہوا گوشت غروب آفتاب سے پہلے کھا لیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَكَثْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْعِشَآءِ الْاٰخِرَةِ فَخَرَجَ اِلَيْنَا حِيْنَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ اَوْ بَعْدَهٗ فَلَا نَدْرِیْ اَشَیْءٌ شَغَلَهٗ فِیْ اَهْلِهٖ اَوْ غَيْرُ ذَالِكَ فَقَالَ حِيْنَ خَرَجَ اِنَّكُمْ لَتَنْتَظِرُوْنَ صَلٰوةً مَّا يَنْتَظِرُهَا اَهْلُ دِيْنٍ غَيْرُكُمْ وَلَوْلَا اَنْ يَّثْقُلَ عَلٰی اُمَّتِیْ لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هٰذِهِ السَّاعَةَ ثُمَّ اَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَلّٰی. (مسلم)232-19

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں ایک رات عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں ہم رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جب رات کا تیسرا یا اس سے بھی زیادہ حصہ گزر چکا تھا ۔ہم نہیں جانتے تھے آپ ﷺ کسی گھریلو معاملات میں مصروف تھے یا کوئی اور کام تھا۔ تشریف لاتے ہی فرمایا یقیناً تم لوگ نماز کے انتظار میں ہو۔ تمہارے سوا دوسرے کسی دین کے بھی دعوے دار اس وقت تک نماز پڑھنے کے منتظر نہیں ہیں۔ اگر اتنی تاخیر سے نماز پڑھنی میری اُمت کے لئے مشکل نہ ہوتی تو میں ہمیشہ اس وقت ہی نماز پڑھایا کرتا پھر آپ نے اذان کا حکم دیا اور جماعت کروائی۔ (مسلم)

آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ صحابہ ؓ کے علاوہ کسی دین کے پیروکار اس وقت نماز کے انتظار میں نہیں صحابہ کی حوصلہ افزائی اور تاخیر عشاء کا ثواب بتلانے کے ساتھ یہ مقصد بھی تھا کہ واقعتاً مسلمان ہی آدھی رات کے وقت اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّى الصَّلَوَاتِ نَحْوًا مِنْ صَلٰوتِكُمْ وَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَتَمَةَ بَعْدَ صَلٰوتِكُمْ شَيْأً وَكَانَ يُخَفِّفُ الصَّلٰوةَ (مسلم) 20-233

حضرت جابر بن سمرۃ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بقیہ نمازیں تمھاری نمازوں کی طرح پڑھتے تھے لیکن عشاء کی نماز تمہاری نسبت قدرے تاخیر سے ادا کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ نماز ہلکی پڑھتے تھے۔ (مسلم)

عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخَيَّارِ ؓ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْصُوْرٌ فَقَالَ اِنَّكَ اِمَامُ عَامَّةٍ وَّنَزَلَ بِكَ مَا تَرٰى وَيُصَلِّىْ لَنَا اِمَامُ فِتْنَةٍ وَنَتَحَرَّجُ فَقَالَ الصَّلٰوةُ اَحْسَنُ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ فَاِذَا اَحْسَنَ النَّاسُ فَاَحْسِنْ مَعَهُمْ وَاِذَا اَسَاءُ وا فَاجْتَنِبْ اِسَاءَ تَهُمْ. (بخاری) 21-234

حضرت عبیداللہ بن عدی بن خیار بیان کرتے ہیں جب حضرت عثمان ؓ محصور تھے تو میرے والد گرامی حضرت عدی بن خیار ؓ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں! آپ تو تمام مسلمانوں کے قائد ہیں آپ پر جو مصیبت آئی ہے آپ کو معلوم ہے کہ ہماری جماعتیں فتنہ پرور لوگوں کا سرغنہ کروارہا ہے اور ہم ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو درست نہیں جانتے حضرت عثمان ؓ نے فرمایا ان کا یہ کردار تو نامناسب ہے لیکن ان کا نماز پڑھنا اچھا ہے۔ جب لوگ نیکی کریں تو نیکی میں ان کے ساتھ شامل ہونا چاہیے۔ جب وہ غلط کام کریں تو ان سے اجتناب کیا جائے۔

خلاصۂ باب

ا۔ عشاء سے پہلے اور نماز عشاء کے بعد دیر سے سونا آپ ﷺ کو پسند نہیں تھا۔ ۲۔ نماز صبح کا افضل وقت صبح روشن سے پہلے تک ہے۔ ۳۔ نماز ظہر ایک مثل کے اندر رہتے ہوئے تاخیر سے پڑھی جا سکتی ہے۔ ۴۔ نماز عصر کا افضل وقت ایک مثل سایہ کے خاتمہ سے دو مثل تک ہے۔ ۵۔ نماز مغرب سورج غروب ہوتے ہی ادا کرنا چاہیے ۶۔ عشاء کی جماعت مغرب کے بعد اندھیرہ گہرا ہونے سے لے کر تہائی رات تک ہے البتہ عشاء کی نماز آدھی رات تک ادا کی جا سکتی ہے۔ ۷۔ نماز کے شرعی عذر: (ا) نیند کا غلبہ (۲) بھول جانا (۳) بیماری کی شدت (۴) سفر (۵) جنگ (۶) شدید ترین مصروفیت ۸۔ موسموں کے تغیرّ وتبدُّل میں جہنم کی حدّت و برودت کے اثرات کا دخل ہے۔ ۹۔ سورج غروب کے قریب نماز پڑھنا منافق کی نشانی ہے۔ ۱۰۔ جہاں تاخیر سے جماعت ہوتی ہو وہاں اول وقت تنہا نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے۔ نماز پڑھ کر ان کے ساتھ شامل ہونے سے نوافل کا ثواب ملتا ہے۔ ۱۱۔ نماز کے درمیان سورج غروب یا طلوع ہونا شروع ہو جائے تو نماز میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ ۱۲۔ نیند یا بھول جانے کی صورت میں جاگنے اور یاد آنے کے وقت فوراً نماز ادا کرنی چاہیے۔ ۱۳۔ صبح کی نماز میں ساٹھ سے سو آیات پڑھنا رسول اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ ۱۴۔ ناپسندیدہ امام کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے۔

بَابٌ فِيْ فَضَائِلِ الصَّلٰوةِ

نماز کے فضائل

الفصل الاوّل

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ ﷛ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَنْ يَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا يَعْنِى الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ. (مسلم)1-235

وَعَنْ اَبِىْ مُوْسٰى ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ. (متفق عليه)2-236

پہلی فصل

حضرت عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول معظم ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا کہ جوشخص فجر اور عصر کی نماز ادا کرنے کا اہتمام کرتا ہے۔ وہ کبھی دوزخ میں نہیں جائے گا۔ (مسلم)

حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے ارشادفرمایا جس شخص نے دوٹھنڈی نمازیں ادا کیں یعنی فجر اور عصر' وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا۔

فہم الحدیث

اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ فرضیت کے حوالے سے سب کی ایک جیسی اہمیت ہے۔ البتہ انسانوں کے حالات اور ضروریات کے حوالے سے صبح' عصر اور عشاء کے ثواب کا خاص طور پر ذکر فرمایا تاکہ مسلمان انکا خصوصی خیال کریں کہیں مصروفیات کی وجہ سے ان میں غفلت نہ ہو جائے۔ ٹھنڈی نمازوں سے مراد فجر اور عصر کی نمازیں ہیں اس لئے کہ وہ ٹھنڈے اوقات میں ادا کی جاتی ہیں۔ صبح اٹھنا مشکل ہوتا ہے جب کہ عصر مصروفیت کا وقت ہوتا ہے۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِىْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِىْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنٰهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنٰهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ. (متفق عليه)3-237

حضرت ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشادفرمایا کہ فرشتے رات اور دن کے وقت آتے جاتے ہیں وہ تمہارے پاس عصر اور فجر کی نماز کے وقت اکٹھے ہوتے ہیں جن فرشتوں نے تمہاے پاس رات گزاری ہے۔ جب ربّ کبریا کے حضور پیش ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے کے باوجود ان سے پوچھتے ہیں کہ تم میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑ آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ جب ہم ان کے پاس گئے وہ نماز ادا کر رہے تھے اور جب ہم واپس آئے تو وہ نماز ہی کی حالت میں تھے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جُنْدُبِ الْقَسْرِىِّ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت جندب قسری ﷛ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ معظم

اللّٰہِ ﷺ مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃَ الصُّبحِ فَھُوَ فِیْ ذِمَّۃِ اللّٰہِ فَلَا یَطْلُبَنَّکُمُ اللّٰہُ مِنْ ذِمَّتِہٖ بِشَیْءٍ فَاِنَّہٗ مَنْ یَّطْلُبُہُ مِنْ ذِمَّتِہٖ بِشَیْءٍ یُدْرِکْہُ ثُمَّ یَکُبُّہٗ عَلٰی وَجْھِہٖ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)238-4

ﷺ نے فرمایا جس شخص نے صبح کی نماز ادا کی وہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں ہوگا۔ کہیں تم ایسا نہ کرنا جس کی وجہ سے اللہ تم سے اپنے ذمّہ کا حساب مانگے اللہ جس سے حساب مانگے گا اس کو پکڑ کر چہرے کے بل دوزخ میں گرا دے گا۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ یَجِدُوْا اِلَّا اَنْ یَّسْتَھِمُوْا عَلَیْہِ لَاسْتَھَمُوْا وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی التَّھْجِیْرِ لَا سْتَبَقُوْا اِلَیْہِ وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی الْعَتَمَۃِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْھُمَا وَلَوْ حَبْوًا.(متفق علیہ)239-5

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ اذان اور پہلی صف میں کیا خیر وبرکت ہے کہ ظہر کی نماز کی کیا فضیلت ہے؟ تو وہ اس کے حصول کے لیے ضرور قرعہ اندازی کریں اور اگر وہ جان لیں کہ ظہر کی نماز کی کیا فضیلت ہے۔ تو وہ اس کے لیے مسابقت کریں اور اگر انہیں علم ہو کہ عشا اور صبح کی نماز با جماعت ادا کرنے میں کیا خیر وبرکت ہے تو وہ نمازوں کے لئے ضرور آئیں۔ اگر چہ ان کو گھسٹ گھسٹ کر آنا پڑے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیْسَ صَلٰوۃٌ اَثْقَلَ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَآءِ وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَافِیْھِمَا لَاَتَوْھُمَا وَلَوْ حَبْوًا (متفق علیہ)240-6

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا منافقوں پر فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ بوجھل کوئی نماز نہیں اگر انہیں ان نمازوں کے ثواب کا علم ہوجائے تو وہ ان میں ضرور شریک ہوں۔ اگر چہ ان کو گھسٹ کر آنا پڑے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ صَلَّی الْعِشَآءَ فِیْ جَمَاعَۃٍ فَکَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّیْلِ وَمَنْ صَلَّی الصُّبْحَ فِیْ جَمَاعَۃٍ فَکَاَنَّمَا صَلَّی اللَّیْلَ کُلَّہٗ. (مسلم)241-7

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے آدھی رات تک قیام کیا۔ جس نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے پوری رات قیام کیا۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَغْلِبَنَّکُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰی اسْمِ صَلٰوتِکُمُ الْمَغْرِبَ قَالَ وَتَقُوْلُ الْاَعْرَابُ ھِیَ الْعِشَآءُ وَقَالَ لَا یَغْلِبَنَّکُمُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا دیہاتی لوگ تمہاری مغرب کی نماز کے نام کو کہیں بدل نہ ڈالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ اس کو عشاء کہتے ہیں اور پھر فرمایا دیہاتی لوگ تمہاری عشاء کی

اَلْاَعْرَابُ عَلٰی اسْمِ صَلٰوتِکُمُ الْعِشَآءَ فَاِنَّھَا فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ الْعِشَآءُ فَاِنَّھَا تُعْتِمُ بِحِلَابِ الْاِبِلِ . (مسلم)242-8

نماز کے نام پر غالب نہ آجائیں اس لئے کہ اللہ کی کتاب میں اس کا نام عشاء ہے وہ اونٹنیوں کا دودھ اندھیرے میں دوہتے ہیں۔(مسلم)

فہم الحدیث

عرب میں ایسے قبیلے بھی تھے۔ جو مغرب کے وقت کو عشاء کے نام سے پکارتے تھے۔ کیونکہ وہ عصر کے بعد اپنی اونٹنیاں دوھتے تھے۔ اس اثنا میں اندھیرا ہو جاتا تھا جس کی وجہ سے انکے ہاں مغرب کے لئے عشاء کی اصطلاح رائج ہو چکی تھی۔ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ اس بات کا خیال رکھنا کہ کہیں انکی یہ اصطلاح غالب نہ آجائے جس سے آنے والی نسلوں کو غلط فہمی ہونے کا امکان ہوسکتا تھا کہ شاید مغرب اور عشاء ایک ہی نماز کا نام ہے۔

عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ یَوْمَ الْخَنْدَقِ حَبَسُوْنَا عَنْ صَلٰوۃِ الْوُسْطٰی صَلٰوۃِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰہُ بُیُوْتَھُمْ وَقُبُوْرَھُمْ نَارًا. (متفق علیہ)243-9

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے غزوہ خندق کے دن فرمایا کافروں نے ہمیں نماز عصر ادا کرنے سے روکا اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھردے۔(بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ نماز فجر اور عصر کی نماز کا بالخصوص خیال کرنا چاہیے کیونکہ فجر نینداور عصر ہجوم کار کو سمیٹنے کا وقت ہوتا ہے۔

۲۔ فجر اور عصر کے وقت فرشتے آدمی کا اعمال نامہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہیں۔

۳۔ عشاء کی نماز باجماعت اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے والے کو ساری رات کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

۴۔ منافقوں کے لیے صبح اور عشاء کی نمازیں بھاری ہوتی ہیں۔

۵۔ صبح اور عصر کے وقت واپس جانے والے ملائکہ نمازیوں کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور گواہی دیتے ہیں۔

بَابُ الْاَذَانِ

اذان

مکہ معظمہ میں مسلمانوں کے حالات دگرگوں ہونے کی وجہ سے نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا فرض نہیں تھی۔ مدینہ طیبہ میں مسلمانوں کو آزاد ماحول میسّر آیا تو اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ نماز کے لیے لوگوں کو کس طرح جمع کیا جائے؟ طویل مشاورت ہوئی لیکن کسی بات پر اتفاق نہ ہو سکا۔ مشاورت کے فوراً بعد ہی وحی کے ذریعے آپ ﷺ نے اذان اور اقامت کے یہ الفاظ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو یاد کروائے۔ اذان میں مسلمانوں کے دین کی جامع ترجمانی کا پانچ وقت اظہار پایا جاتا ہے اور صدیوں سے امّت مسلمہ کی اذان مشرق و مغرب، شمال و جنوب میں ایک ہی ہوا کرتی تھی اس میں معمولی فرق بھی نہیں پایا جاتا تھا لیکن شیعہ حضرات نے اذان کے درمیان کچھ اس طرح اضافے کئے کہ ان کی اپنی اذان بھی ایک سنائی نہیں دیتی۔ ایک امام بارگاہ میں علی ولی اللہ کے الفاظ ادا کئے جاتے ہیں اور دوسرے امام باڑے میں خلیفہ بلافصل کا اضافہ کیا جاتا۔ بریلوی مہربانوں نے اذان کو تو اسی طرح ہی رہنے دیا لیکن ان کی دیکھا دیکھی اذان سے قبل الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ پھر ہر مسجد میں ان الفاظ پر بھی اکتفا نہیں کیا گیا دوسری مسجد میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ اور تیسری مسجد میں نور من نور اللہ کے الفاظ بڑھا دیے۔ گویا کہ خدائی اذان اور اس میں کئی اضافے کرنے کے باوجود اطمینان حاصل نہیں ہو رہا۔ پھر اذان اور اقامت پر اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ اذان کے بعد مسجدوں میں اعلان ہوتا ہے کہ جماعت کھڑی ہوگئی، مسجد میں آجاؤ۔ خصوصاً رمضان المبارک میں اعلان ہوتا ہے کہ افطاری کا وقت ہو گیا روزہ افطار کر لیا جائے۔ یہ تمام باتیں اور الفاظ غلط اور اذان میں اضافہ ہیں۔ اور بدعات ہیں جن سے بچنا چاہیے۔

الفصل الاوّل

پہلی فصل

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوسَ فَذَكَرُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى فَاُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ يُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ قَالَ اِسْمَاعِيْلُ فَذَكَرْتُهُ لِاَيُّوْبَ فَقَالَ اِلَّا الْاِقَامَةَ . (متفق عليه)244-1

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اذان کے بارے میں جب مشورہ ہوا تو لوگوں نے آگ جلانے، ناقوس بجانے اور کچھ نے یہود و نصاریٰ کے طریقے کا ذکر کیا نبی کریم ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ اور اقامت کے الفاظ ایک ایک دفعہ کہے۔ راوی اسماعیل کہتے ہیں قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ دو مرتبہ کہنا چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِىْ مَحْذُوْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَلْقٰى عَلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ التَّاذِيْنَ هُوَ بِنَفْسِهٖ فَقَالَ (قُلْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے مجھے تکبیر اور اذان اس طرح یاد کروائی۔ "اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے" (چار مرتبہ)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ) ثُمَّ تَعُوْدُ فَتَقُوْلُ (اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ). (مسلم)2-245

میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں (دو مرتبہ)
میں گواہی دیتا ہوں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ (دو مرتبہ)
پھر شہادت کے چار کلمات دہرائے۔
نماز کی طرف آ ؤ۔ (دو مرتبہ)
کامیابی کی طرف آ ؤ۔ (دو مرتبہ)
اللہ بہت بڑا ہے۔ (دو مرتبہ)
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (ایک دفعہ) (مسلم)

الفصل الثالث

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَجْتَمِعُوْنَ فَيَتَحَيَّنُوْنَ لِلصَّلٰوةِ وَلَيْسَ يُنَادِيْ بِهَا اَحَدٌ فَتَكَلَّمُوْا يَوْمًا فِيْ ذَالِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اتَّخِذُوْا مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰى وَقَالَ بَعْضُهُمْ قَرْنًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُوْدِ فَقَالَ عُمَرُ اَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُنَادِيْ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ. (متفق عليه)3-246

تیسری فصل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب مسلمان مدینہ طیبہ آئے تو لوگ وقت کا اندازہ کرتے ہوئے از خود نماز کے لیے جمع ہو جاتے تھے کیونکہ کوئی انہیں بلانے والا نہیں تھا ایک دن لوگوں نے اس سلسلہ میں مشورہ کیا کچھ کا خیال تھا کہ عیسائیوں کی طرح ناقوس بجایا جائے اور دوسرے کہنے لگے یہودیوں کی طرح سینگ پھونکا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا نماز کے لئے منادی کرنے والا آدمی کیوں نہ مقرر کیا جائے؟ رسول محترم ﷺ نے فرمایا بلال اٹھ کر اذان کہو۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ اذان کے کلمات دو دو دفعہ کہنے چاہئیں۔
۲۔ اقامت کے کلمات اکیلے اکیلے ہوں سوائے قد قامت الصلاۃ کے۔
۳۔ اذان کے بعد لوگوں کو نماز یا افطاری کے لیے اعلان کرنا بدعت ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْاَذَانِ وَاِجَابَةِ الْمُؤَذِّنِ

اذان کی فضیلت اور مؤذّن کا جواب دینا

الفصل الاوّل — پہلی فصل

عَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ.(مسلم) 1-247

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمار ہے تھے قیامت کے دن اذان دینے والے دوسرے لوگوں سے سر بلند ہوں گے۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّاذِيْنَ فَاِذَا قُضِيَ النِّدَآءُ اَقْبَلَ حَتّٰى اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ حَتّٰى اِذَا قُضِیَ التَّثْوِيْبُ اَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهٖ يَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا لِمَالَمْ يَكُنْ يَّذْكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِیْ كَمْ صَلّٰى. (متفق عليه) 2-248

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان سنتے ہی شیطان گوز مارتے ہوئے بھاگ جاتا ہے تاکہ اذان نہ سن سکے۔ اذان کے اختتام پر واپس پلٹتا ہے اور پھر تکبیر کے وقت بھاگ جاتا ہے اور جب نماز کھڑی ہوتی ہے تو واپس آ کر آدمی کے دل میں وسوسے ڈالتے ہوئے کہتا ہے کہ فلاں اور فلاں کام یاد کرو جو اسے بھولے ہوئے تھے یہاں تک کہ آدمی کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز ادا کی ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَیْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ .(بخاری) 3-249

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موذن کی آواز کے پہنچنے تک جن انسان اور دوسری چیزیں سنتی ہیں وہ قیامت کے دن موذن کے حق میں گواہی دیں گی۔(بخاری)

فہم الحدیث

اذان اور تکبیر کے وقت شیطان کا بار بار بھاگنا اسکی ذلّت بیان کرنے کے ساتھ امّت کو یہ بتلانا مقصود ہے کہ شیطان کو اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی کبریائی سے کتنی کد ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم موذن کی اذان سنو تو اس کے

مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا يَنْبَغِيْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ فَمَنْ سَاَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ. (مسلم)4-250

ساتھ وہی کلمات دہراتے چلے جاؤ اور اذان کے بعد جس نے مجھ پر درود پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا ۔اس کے بعد میرے لیے اللہ سے وسیلہ طلب کرو کیونکہ وہ جنّت کا بلند ترین مقام ہے۔ جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کو نصیب ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہی وہ عطا فرمائیں گے۔جس نے میرے لیے اس مقام کی دعا کی میری سفارش اس کے لیے واجب ہو جائے گی۔(مسلم)

عَنْ عُمَرَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ اَحَدُكُمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ .
(مسلم)5-251

حضرت عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب موذن اَللّٰهُ اَكْبَر اَللّٰهُ اَكْبَر کہے تو تم اَللّٰهُ اَكْبَر' اَللّٰهُ اَكْبَر کہو پھر وہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے تو تم اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو جب وہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے تو تم اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہو وہ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ کہے تو تم بھی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہو حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو تم لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہو پھر وہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے تو تم بھی اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہو وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے تو تم بھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو جس نے صدق دل سے اس عقیدہ کی گواہی دی وہ جنت میں داخل ہو گا۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَآءَ (اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ) حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.
(بخاری)6-252

حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں جو شخص اذان سنے وہ یہ دعا کرے۔اے اللہ! اس کامل دعوت دین کے رب اس اعلان کے بدلے قائم ہونے والی نماز کے مالک تو محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا کر اور مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان کے ساتھ وعدہ کر رکھا ہے ایسے شخص کے لیے قیامت کے دن میری سفارش لازم ہو جائے گی۔(بخاری)

فہم الحدیث

قرآن مجید اور اس دعا میں لفظ وسیلہ استعمال ہوا ہے اکثر لوگ اس لفظ کو اردو کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں اردو زبان میں اس کا معنی ذریعہ، سبب اور کسی تک پہنچنے یا اس تک بات پہچانے کے درمیانی واسطہ کو وسیلہ کہا جاتا ہے جبکہ قرآن مجید اور رسولِ اکرم ﷺ کی اس دعا میں وسیلے کا معنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربت ہے اور جنت میں سب سے اونچا مقام ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے ازخود اس کی وضاحت فرمادی ہے اس دعا میں لفظ وسیلہ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے اگر وسیلے کا معنی اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان واسطہ تلاش کرنا ہوتو انہی واسطوں کی نفی کرنے کے لیے ہی تو تمام انبیاء تشریف لاتے رہے۔ ہر نبی نے لوگوں کو یہی حکم دیا عبادات اور اپنی دعاؤں میں درمیانی واسطہ ڈھونڈنے کے بجائے براہ راست اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس سے مدد طلب کرنی چاہیے۔ اس معنوی غلطی کے ساتھ دعا میں علماء نے لفظی اضافے بھی کئے ہیں۔ جس کو ہر اذان کے بعد ٹی وی اور ریڈیو پر پڑھا جاتا ہے۔ الدرجۃ الرفیعۃ انک لاتخلف المیعاد کے الفاظ کسی صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں۔ (وسیلہ کی تشریح کیلیے میری کتاب انبیاء کا طریقہ دعا پڑھیں)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يُغِيْرُ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ وَكَانَ يَسْتَمِعُ الْاَذَانَ فَاِنْ سَمِعَ اَذَانًا اَمْسَكَ وَاِلَّا اَغَارَ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْفِطْرَةِ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَرَجْتَ مِنَ النَّارِ فَنَظَرُوْا اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ رَاعِیْ مِعْزًى. (مسلم)7-253

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب کسی علاقے پر صبح کے وقت حملہ آور ہوتے تو اذان کا انتظار فرماتے۔ اگر اذان کی آواز سنائی دیتی تو اس بستی پر پیش قدمی سے رُک جاتے بصورت دیگر حملہ آور ہوتے۔ آپ ﷺ نے ایک شخص سے سنا اللہ اکبر، اللہ اکبر فرمایا یہ فطرت اسلام پر ہے۔ جب اس نے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ پڑھا ارشاد ہوا کہ آگ سے محفوظ ہوگیا۔ صحابہ ؓ نے اس شخص کو نزدیک سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ بکریوں کا چرواہا ہے۔ (مسلم)

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ. (مسلم)8-254

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اذان سننے کے بعد یہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں محمد اس کا بندہ اور رسول ہے۔ میں اللہ کے رب، محمد کے رسول اور اسلام کے دین ہونے پر خوش ہوں اس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم

ﷺ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ. (متفق عليه)255-9

ﷺ نے فرمایا اذان اور تکبیر کے درمیان نماز ہے یہ الفاظ آپ ﷺ نے دو دفعہ دہرانے کے بعد تیسری دفعہ فرمایا جس کا دل چاہے ادا کرے۔ (بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ الشَّيْطٰنَ اِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ ذَهَبَ حَتّٰى يَكُوْنَ مَكَانَ الرَّوْحَآءِ قَالَ الرَّاوِي وَالرَّوْحَاءُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى سِتَّةٍ وَّثَلَاثِيْنَ مِيْلاً (رواہ مسلم)256-10

تیسری فصل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ فرمار ہے تھے کہ شیطان اذان سنتا ہے تو وہ روحا (مقام) میں پہنچ جاتا ہے حضرت جابر ؓ کہتے ہیں روحاء مقام مدینۃ الرسول سے ۳۶ میل کی مسافت پر واقع ہے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔موذن کا قیامت کے دن دوسرے لوگوں سے سر بلند ہوگا۔

۲۔موذن کے ساتھ ساتھ اذان کے کلمات دہرانے چاہئیں۔

۳۔حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھنا چاہیے۔

۴۔اذان کے بعد دعا، درود، کلمۂ شہادت اور یہ کلمات پڑھنے چاہئیں۔

رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًاوَ بِمُحَمَّدٍ رَسُوْلاً .

۵۔اذان اور تکبیر کے دوران نفل پڑھنے چاہئیں۔

۶۔اذان کے بعد وسیلہ کی دعا مانگنے والا قیامت کے دن نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا حق دار ہوگا۔

بَابُ تَأخِيرِ الْأَذَانِ

اذان اوّل وقت سے مؤخر کرنا

الفصل الاوّل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ بِلَالًا يُنَادِيْ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ قَالَ وَكَانَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ رَجُلًا اَعْمٰى لَا يُنَادِيْ حَتّٰى يُقَالَ لَهُ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ. (متفق عليه) 1-257

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا بلال رات کے وقت اذان کہے تو تم کھاتے پیتے رہو یہانتک کہ ابن ام مکتوم ؓ اذان کہیں ،حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ابن ام مکتوم ؓ نابینا تھے وہ اس وقت اذان کہتے جب ان سے کہا جاتا صبح ہوگئی، صبح ہوگئی ہے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

بعض اہل علم کا نقطہ نظر ہے کہ دو اذانوں کا سلسلہ صرف رمضان المبارک میں ہوتا تھا۔جب کہ اکثر کا خیال ہے کہ پہلی اذان تہجد کے لیے اور دوسری فرض نماز کے لیے ہوتی تھی۔

وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَمْنَعَنَّكُمْ مِنْ سُحُوْرِكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ وَلَا الْفَجْرُ الْمُسْتَطِيْلُ وَلٰكِنَّ الْفَجْرَ الْمُسْتَطِيْرَ فِي الْاُفُقِ (المسلم) 2-258

حضرت سمرہ بن جندب ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا بلال ؓ کی اذان اور فجر کاذب تمہیں سحری سے نہ روکے البتہ فجر وہ ہے جو آسمان کے کناروں پر پھیلتی ہے۔(مسلم)

عَنْ مَالِكٍ ؓ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ اَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِّيْ فَقَالَ اِذَا سَافَرْتُمَا فَاَذِّنَا وَاَقِيْمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا. (بخاری) 3-259

حضرت مالک بن حویرث ؓ بیان کرتے ہیں میں اور میرے چچا زاد بھائی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔آپ ﷺ نے فرمایا جب تم سفر میں ہو تو اذان اور تکبیر کہو تم میں سے جو شخص عمر میں بڑا ہے وہ امامت کروائے (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ وَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ. (متفق عليه) 4-260

حضرت مالک بن حویرث ؓ بیان کرتے ہیں ہمیں رسول محترم ﷺ نے حکم دیا تم اسی طرح نماز ادا کرو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ،دیکھتے ہو۔جب نماز کا وقت ہو جائے تم میں سے کوئی شخص اذان کہے بعد ازاں تم میں سے بڑی عمر

والا امامت کروائے (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ ﷛ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَیْبَرَ سَارَ لَیْلَةً حَتّٰی اِذَا اَدْرَکَهُ الْکَرٰی عَرَّسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ اکْلَأْ لَنَا اللَّیْلَ فَصَلّٰی بِلَالٌ مَّا قُدِّرَ لَهٗ وَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهٗ فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ اسْتَنَدَ بِلَالٌ اِلٰی رَاحِلَتِهٖ مُوَجِّهَ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْ بِلَالًا عَیْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ اِلٰی رَاحِلَتِهٖ فَلَمْ یَسْتَیْقِظْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا بِلَالٌ وَّلَا اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ حَتّٰی ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوَّلَهُمْ اسْتِیْقَاظًا فَفَزِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَیْ بِلَالُ فَقَالَ بِلَالٌ اَخَذَ بِنَفْسِیَ الَّذِیْ اَخَذَ بِنَفْسِکَ قَالَ اقْتَادُوْا فَاقْتَادُوْا رَوَاحِلَهُمْ شَیْئًا ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَمَرَ بِلَالًا فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰی بِهِمُ الصُّبْحَ فَلَمَّا قَضَی الصَّلٰوةَ قَالَ مَنْ نَسِیَ الصَّلٰوةَ فَلْیُصَلِّهَا اِذَا ذَکَرَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِکْرِیْ.(پ ۱۶ رکوع ۱۰) (مسلم)5-261	حضرت ابو ہریرہ﷛ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ جب غزوۂ خیبر سے واپس لوٹے تو رات بھر چلتے رہے یہاں تک کہ آپ اونگھنے لگے تو آپ سونے کے لیے اترے اور بلال ﷛ سے فرمایا تم ہمارے لیے باقی رات پہرہ دو تو بلال ﷛ نے نفل پڑھے جتنی انہیں توفیق ہوئی۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ﷡ سو گئے۔ جب فجر طلوع ہونے کا وقت ہوا تو بلال ﷛ مشرق کی جانب اپنی سواری کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے بلال﷛ پلان کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے ان پر نیند غالب آ گئی۔ رسول مکرم ﷺ اور نہ ہی آپ کے صحابہ﷡ سے کوئی بیدار ہوا۔ یہاں تک کہ سورج ان پر طلوع ہو گیا۔ رسول مکرم ﷺ سب سے پہلے بیدار ہوئے۔ آپ گھبرا گئے۔ آپ نے بلال کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اے بلال کیا ہوا؟ بلال ﷛ نے عرض کیا مجھ پر بھی اسی چیز کا غلبہ ہو گیا جس کا آپ ﷺ پر غلبہ ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا سواریوں کو ہانکو تو انہوں نے اپنی سواریوں کو تھوڑا سا چلایا۔ وہاں رسول مکرم ﷺ نے وضو کیا اور بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ بلال رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز کے لیے اقامت کہی۔ آپ نے صحابہ﷡ کو صبح کی نماز

پڑھائی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص نماز بھول جائے جب اسے یاد آئے تو نماز ادا کرے ''اللہ رب العزت کا ارشاد ہے نماز میری یاد کے لئے قائم کرو''۔ (مسلم)

فہم الحدیث

دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے یہ فرما کر آگے چلنے کے لیے کہا کہ یہاں شیطان کا غلبہ ہے۔ لہٰذا تھوڑا سا آگے چل کر نماز ادا کی جائے گی اب تک سورج کافی نکل چکا تھا۔ اذان کہنے کا حکم دیا پھر سنتیں پڑھیں اور جماعت کروائی۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ	حضرت ابو قتادہ﷛ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا

اِذَا اُقِيْـمَـتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِىْ قَدْ خَرَجْتُ. (متفق عليه)262-6

جب نماز کی اقامت کہی جائے تو اس وقت تک نہ اٹھو جب تک مجھے آتے ہوئے نہ دیکھ لو (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اُقِيْـمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَاْتُوْهَا تَسْعَوْنَ وَاْتُوْهَا تَمْشُوْنَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةَ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَـا فَـاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا . (متفق عليه) وَ فِىْ رِوَايَةٍ لِـمُسْلِـمٍ فَـاِنَّ اَحَـدَكُـمْ اِذَا كَـانَ يَعْمِدُ اِلَى الصَّلٰوةِ فَهُوَ فِى الصَّلٰوةِ.263-7

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا جب نماز کی اقامت کہی جائے تو تم تیز تیز نہ آؤ بلکہ آہستگی کے ساتھ آؤ۔ سکون اختیار کرو جتنی نماز تمہیں مل جائے اس کو ادا کرو اور جو نماز فوت ہو جائے اس کی تکمیل کرو (بخاری و مسلم) اور مسلم کی روایت میں ہے تم میں سے جب کوئی شخص نماز ادا کرنے کی تیاری کرتا ہے تو وہ نماز میں ہی ہوتا ہے۔

خلاصۂ باب

١۔ اذان وقت پر کہنی چاہیے۔

٢۔ قضا نماز کی جماعت اذان کے بغیر بھی ہو سکتی ہے۔

٣۔ بیدار ہونے کے فوراً بعد نماز ادا کرنی چاہیے البتہ سورج نکل رہا ہو تو اس کے مکمل طلوع ہونے کا انتظار کرنا چاہیے۔

٤۔ جماعت کے ساتھ ملنے کے لیے دوڑنا منع ہے۔

٥۔ نماز کی تیاری کے دورانیہ کو بھی نماز ہی میں شامل کیا جاتا ہے۔

بَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلٰوۃِ

مساجد اور نماز ادا کرنے کے مقامات

مسجد سکون واطمینان کا سرچشمہ اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا مرکز ہے۔ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ جگہ اور بابرکت مقام ہے اسے ذکر وفکر اور اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ گاہ بنایا گیا ہے۔ نبی محترم ﷺ نے اس زمین کے ٹکڑے کو اللہ تعالیٰ کے باغوں میں سے ایک باغ قرار دیا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ لوگو! اللہ تعالیٰ کے باغوں میں داخل ہو کر خوب سیر ہو کر کھایا کرو۔ لوگوں نے پوچھا اللہ تعالیٰ کے باغ کون سے ہیں؟ اور ان میں کھانا پینا کیسا؟ آپ فرماتے ہیں: مسجدیں اللہ تعالیٰ کے باغ ہیں اور اذکار روح کے لیے پھل کھانے کے مترادف ہیں۔ (مشکوٰۃ)

آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق چونکہ مسجدیں روح ونفس اور جسم وجان کے لیے روحانی اور الٰہی باغ ہیں اس لیے انہیں گلشن و باغیچہ کی طرح ہر حال میں پاک اور صاف ستھرا رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کی تعمیر کرنے والے دو پیغمبروں سے یہی وعدہ لیا تھا کہ میرے گھر کو ہر طرح سے پاک صاف رکھا جائے۔ (البقرۃ ۲: ۱۲۵)

اللہ تعالیٰ کے گھر کی صفائی کے تقاضے ہیں کہ اسے گردوغبار، جنگ وجدال اور فتنہ وفساد سے پاک رکھا جائے۔ پہلے پارے میں ارشاد ہے کہ جو لوگ مسجدوں کے ماحول کو خراب اور ان میں فتنہ وفساد پیدا کرتے ہیں ان کے لیے مسجدوں میں ایسی کڑی نگرانی اور اخلاقی دباؤ ہونا چاہیے کہ وہ مسجد میں شرارت کرتے ہوئے خوف محسوس کریں۔

مسجد میں آنے والے تب ہی ذوق وشوق کے ساتھ آئیں گے۔ جب ان میں صفائی اور پاکیزگی کے ساتھ ساتھ پرسکون ماحول پیدا کیا جائے۔ مسجدوں میں بے وجہ گفتگو اور شوروغوغا نمازیوں کے سکون اور عبادت کے ذوق وشوق کو تباہ کر دیتا ہے۔ رسول معظم ﷺ کا حکم ہے۔ کہ مسجدوں میں اس طرح نہ بولا کرو جس طرح بازاروں میں شوروغوغا کرتے ہو۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد میں دو آدمیوں کو بلند آواز میں باتیں کرتے ہوئے سنا تو ان کو ہلکی سی ڈانٹ پلاتے ہوئے فرمایا کہ تم دیہاتی ہو اور تمہیں مسجد کے آداب کا علم نہیں۔ اگر تم مدینے کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سخت سزا دیتا۔ (بخاری)

اخلاقیات کا مسلّمہ اصول ہے کہ جب کوئی شخص دوسرے کے گھر جائے تو وہ اپنی عزت اور دوسرے کے احترام کی خاطر لڑائی جھگڑے حتّٰی کہ آواز بلند کرنے سے بھی کتراتا ہے۔ مسجد تو رب ذوالجلال کا گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے گھر کا احترام یہ ہے کہ آدمی ہر اعتبار سے وقار اور سنجیدگی کا مظاہرہ کرے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے گھر کا احترام نہیں کرتا اس کے بارے میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا وآخرت میں ذلیل کرے گا۔ ''وہ دنیا وآخرت میں ضرور ذلیل وخوار ہو کر رہیں گے اور آخرت میں ان کے لیے عذاب عظیم ہے۔

مسجد اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی سمع واطاعت کی تربیت گاہ، رحمت خداوندی کا مرکز اور اس کی تجلیات کا مقام ہے۔ اس لیے یہاں آنے والے کو یہ تعلیم دی گئی کہ مسجد میں دایاں قدم رکھتے ہی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے حصول کے لیے دعا کریں۔

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ (مشکوٰۃ)

''اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے۔''

مسجد سے نکلنے کی دعا: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ (مشکوٰۃ)

''اے اللہ! میں تیرے فضل کا طلب گار ہوں۔''

مسجد کے روحانی اور نفسیاتی اثرات

مسجد کا ماحول جس قدر پُرسکون اور صفائی اور اخلاق کے اعتبار سے صاف ستھرا ہوگا اسی قدر نمازی حضرات کو روحانی 'نفسیاتی سکون اور عبادت میں قرار حاصل ہوگا۔ مسجد میں دل جمعی کے ساتھ بیٹھنا اور فکر ونظر کی یک سوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا گھر سمجھ کر اس کی بارگاہ میں حاضری کا تصور لیے ہوئے ٹھہرے رہنا بے پناہ روحانی اور نفسیاتی فوائد سے بھر پور عمل ہے۔ اس گئے گزرے دور میں کوئی شخص اخلاص نیّت کے ساتھ بیٹھ کر اس بات کا خوب اندازہ کر سکتا ہے کہ جو اطمینان قلب 'سکون آور گولیوں' راحت بخش فضاؤں اور طعام وقیام کی لذتوں سے حاصل نہیں ہوتا' وہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں چند لمحے گزارنے سے اس قدر اور اس طرح حاصل ہوتا ہے کہ آدمی کی بے چین اور مضطرب روح میں قرار واطمینان کے جھونکے اس کی طبیعت کو ڈھارس بندھا اور اس کی روح کو بہلا دیتے ہیں۔ یہ سکون واطمینان اور روحانی اثرات فقط اس دنیا تک ہی نہیں آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عرش تلے جگہ نصیب ہوگی جس دن عرش کے علاوہ کوئی چیز سایہ فگن نہیں ہوگی۔ ایک وہ طبقہ ہوگا جو مسجد میں پُر وقار اور مکمل اطمینان کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔ (مشکوٰۃ)

معاشرتی اور سماجی نتائج واثرات

دیکھنے والوں کے لیے یہ سچائی کسی دلیل کی محتاج نہیں کہ جو افسران یا اثر ورسوخ اور سماجی لحاظ سے بڑے لوگ مسجدوں میں پانچ وقت حاضری کی سعادت سے سرفراز ہوتے ہیں' چند لوگوں کو چھوڑ کر، ایسے افسران اور حضرات میں وہ رعونت اور تکبر نہیں پایا جاتا جو مسجدوں سے دور رہنے والے اعلیٰ حکام اور بڑے لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ ایسے افراد تک عوام کی رسائی درجنوں پابندیوں کے باوجود آج بھی بہت آسان دکھائی دیتی ہے۔ مسجدوں میں حاضری کی وجہ سے ان کے رویہ میں شفقت اور محبت کا پہلو غالب رہتا ہے۔ جب تک اقتدار میں شریک لوگ مسجد میں آیا کرتے تھے، اس وقت تک عوام اور حکام کے درمیان اتنا فاصلہ نہیں تھا۔

الفصل الاوّل — پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا دَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ الْبَیْتَ دَعَا فِیْ نَوَاحِیْهِ کُلِّهَا وَلَمْ یُصَلِّ حَتّٰی خَرَجَ مِنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَکَعَ رَکْعَتَیْنِ فِیْ قُبُلِ الْکَعْبَةِ وَقَالَ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے پھر اس کے چاروں جانب ہو کر اللہ کے حضور دعا کی اور آپ نے اندر نماز ادا نہیں کی بلکہ باہر تشریف لائے اور کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز

(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) 264-1

ادا کرنے کے بعد ارشاد فرمایا یہ ہے قبلہ۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ ﷛ وَعُثْمَانُ ابْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِیُّ ﷛ وَبَلَالُ بْنُ رَبَاحٍ ﷛ فَاَغْلَقَهَا عَلَيْهِ وَمَكَثَ فِيْهَا فَسَاَلْتُ بَلَالًا حِيْنَ خَرَجَ مَا ذَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ جَعَلَ عَمُوْدًا عَنْ يَّسَارِهٖ وَعَمُوْدَيْنِ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَثَلٰثَةَ اَعْمِدَةٍ وَّرَآءَهٗ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلٰی سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلّٰی . (متفق علیه) 265-2

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ اسامہ بن زید، عثمان بن طلحہ حجبی اور بلال بن رباح ﷛ کے ساتھ جب بیت اللہ میں داخل ہوئے تو اس کا دروازہ بند کرلیا آپ ﷺ کچھ دیر وہاں تشریف فرما رہے جب باہر آئے تو میں نے بلال سے استفسار کیا کہ رسول کریم ﷺ اندر کیا کرتے رہے؟ بلال ﷛ نے فرمایا آپ نے دو رکعت نماز ادا کی ایک ستون آپ کے بائیں جانب اور دو ستون آپ کے دائیں طرف جبکہ تین ستون آپ کے پچھلی طرف تھے۔ کیونکہ اس وقت بیت اللہ کے اندر چھ ستون تھے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ. (متفق علیه) 266-3

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں نماز ادا کرنے کا بیت اللہ کے علاوہ دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے ایک ہزار گنا زیادہ ثواب ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِیِّ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی وَمَسْجِدِیْ هٰذَا . (متفق علیه) 267-4

حضرت ابو سعید خدری ﷛ ذکر کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا تین مساجد کے علاوہ کسی مقام کی طرف سفر نہیں کرنا چاہیے۔ مسجد حرام، مسجد اقصیٰ، مسجد نبوی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَيْنَ بَيْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ. (متفق علیه) 268-5

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا حصّہ جنت کے باغات میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر حوض کوثر کے کنارے پر ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے اس فرمان میں دوسرے مقامات کی طرف سفر کرنے سے منع نہیں کیا گیا بلکہ یہ بتلانا مقصود ہے کہ کسی مسجد یا مقام کی طرف خصوصی طور پر جا کر زیادہ ثواب کی نیّت سے نماز پڑھنے سے ثواب میں اضافہ نہیں ہوگا سوائے ان تین مقامات کے۔ بیت اللہ، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَّاشِيًا وَّرَاكِبًا فَيُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ . (متفق علیہ)269-6

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر ہفتے پیدل یا سوار ہو کر مسجد قباء تشریف لے جاتے اور اس میں دو نفل ادا کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا. (مسلم)270-7

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پوری زمین پر مساجد زیادہ محبوب ہیں اور بازار سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہیں۔ (مسلم)

عَنْ عُثْمَانَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ. (متفق علیہ)271-8

حضرت عثمان ؓ رسول اللہ ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے مسجد تعمیر کی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل تیار فرماتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

عبادت اور روحانی برکات کے اعتبار سے مسجدیں اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ اقرب ہیں کیونکہ منڈی اور بازار میں کئی قسم کے لوگ آتے اور ہر قسم کی حرکات وسکنات ہونے کے ساتھ ساتھ شوروغوغا بھی ہوتا ہے۔ اس لیے عبادت گاہوں کے مقابلے میں بازار ربِّ ذوالجلال کی نگاہ میں اجروثواب کے حوالے سے نہایت ہی کم تر ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْرَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهٗ نُزُلَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ. (متفق علیہ)272-9

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کہ مسجد کی طرف صبح وشام آنے جانے والے شخص کی اللہ کے ہاں جنت میں مہمان نوازی کا اہتمام کیا جاتا ہے جب بھی وہ مسجد میں آتا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اللہ کے ہاں مہمان نوازی سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں اس کی روح کو تسکین واطمینان، اس کے اجروثواب میں اضافہ اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اُسے اپنی نعمتوں سے نوازیں گے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا فِي الصَّلٰوةِ اَبْعَدُهُمْ فَاَبْعَدُهُمْ مَمْشًى وَّالَّذِیْ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنَ الَّذِیْ يُصَلِّیْ ثُمَّ يَنَامُ. (متفق علیہ)273-10

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سب سے زیادہ اجر اس نمازی کو ملتا ہے جو دور سے چل کر مسجد میں آتا ہے۔ اور وہ شخص بھی زیادہ ثواب کا مستحق ہے جو امام کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے انتظار کر رہا ہوتا ہے۔ ایسا شخص ثواب میں اُس شخص سے بڑھ جاتا ہے جو

جماعت کے بغیر نماز پڑھ کر سو جائے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَاَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ اَنْ یَّنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ لَھُمْ بَلَغَنِیْ اَنَّکُمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ قَالُوْا نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ اَرَدْنَا ذَالِکَ فَقَالَ یَا بَنِیْ سَلِمَةَ دِیَارَکُمْ تُکْتَبُ اٰثَارُکُمْ دِیَارَکُمْ تُکْتَبُ اٰثَارُکُمْ. (مسلم)274-11

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے قریب کچھ پلاٹ خالی ہوئے تو بنو سلمہ کے کچھ نمازیوں نے مسجد کے قریب رہنے کا ارادہ ظاہر کیا جب نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ارادے کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگ اپنی رہائش گاہیں تبدیل کر کے مسجد کے قریب آنا چاہتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! ہم نے ایسا ہی خیال کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اے بنو سلمہ! تمہیں مسجد میں آنے جانے پر قدم قدم کا ثواب ملتا ہے اس لئے اپنے گھروں میں قیام کرو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ دو دفعہ ارشاد فرمائے۔(مسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا۔ کہ تمہیں وہیں ٹھہرے رہنا چاہیے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم سَبْعَةٌ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَّشَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰہِ وَرَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْہُ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْہِ وَرَجُلَانِ تَحَآبَّا فِی اللّٰہِ اجْتَمَعَا عَلَیْہِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْہِ وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ وَرَجُلٌ دَعَتْہُ امْرَاَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاھَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُہٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُہٗ. (متفق علیه)275-12

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے جس دن کوئی چیز سایہ فگن نہ ہوگی۔(۱) انصاف کرنے والا حکمران (۲) اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ذوق وشوق رکھنے والا جوان (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد کے ساتھ منسلک رہے جب وہ مسجد سے باہر جاتا ہے تو واپس مسجد میں جانے کے لیے فکر مند رہتا ہے (۴) دو آدمی جو باہم اللہ کے لیے محبت رکھتے ہیں اور اسی بنیاد پر ہی ایک دوسرے سے میل جول رکھتے اور الگ ہوتے ہیں (۵) جس آدمی نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے (۶) ایسا شخص جس کو ایک خاندانی حسین وجمیل عورت نے گناہ کی دعوت دی مگر اس نے یہ کہہ کر اپنے آپ کو بچائے رکھا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور (۷) وہ جس نے صدقہ کیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو پائی کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔(بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

۱۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک الفاظ کا مقصد یہ ہے کہ صدقہ کرنے والا دوسرے کی عزتِ نفس اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے

لیے اس انداز سے صدقہ کرے کہ دوسرے کو کانوں کان خبر نہ ہونے پائے۔ البتہ خلوصِ نیت اور دوسروں کو رغبت دلانے کے لیے آدمی صدقے کا اظہار کرے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ کیوں کہ قرآن مجید نے مسلمانوں کے حالات و واقعات کے پیشِ نظر دونوں صورتوں میں صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ (البقرہ ۲:۲۷۱)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِی الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلٰى صَلٰوتِهٖ فِیْ بَیْتِهٖ وَفِیْ سُوْقِهٖ خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ ضِعْفًا وَّذَالِکَ اَنَّهٗ اِذَا تَوَضَّأَفَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ لَا یُخْرِجُهُ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ یَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رُفِعَتْ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ وَّحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِیْئَةٌ فَاِذَا صَلّٰى لَمْ تَزَلِ الْمَلٰٓئِکَةُ تُصَلِّیْ عَلَیْهِ مَادَامَ فِیْ مُصَلَّاهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا یَزَالُ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوةٍ مَّا انْتَظَرَ الصَّلٰوةَ وَفِیْ رِوَایَةٍ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ کَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهٗ وَزَادَ فِیْ دُعَآءِ الْمَلٰٓئِکَةِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَیْهِ مَالَمْ یُؤْذِ فِیْهِ مَالَمْ یُحْدِثْ فِیْهِ. (متفق علیه) 13-276

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا نمازی کو جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے سے اس کے گھر اور بازار میں نماز ادا کرنے سے پچیس گنا ثواب ملتا ہے۔ جب کہ اس نے بہترین طریقے سے وضو کیا ہو پھر صرف نماز کی خاطر مسجد کی طرف نکلا ہو۔ اس کے ایک ایک قدم کے بدلے اس کے درجات بلند اور گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ وہ نماز سے فارغ ہو کر جب تک اسی جگہ بیٹھا رہتا ہے تو فرشتے اس کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ الٰہی اس پر اپنے فضل و کرم کو جاری رکھنا۔ جب کوئی شخص نماز کا انتظار کرتا ہے تو اس دورانیہ کو نماز کا حصہ شمار کیا جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے جب مسجد میں آئے تو نماز ہی اسے روکے رکھے۔ فرشتوں کے یہ دعائیہ کلمات بھی پائے جاتے ہیں اے اللہ! اسے معاف فرما۔ الٰہی! اس کی توبہ قبول فرما جب تک کسی کو تکلیف نہ دے اور اس کا وضو نہ ٹوٹے (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَقُلْ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَاِذَا خَرَجَ فَلْیَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ. (مسلم) 14-277

حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ذکر کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے اسے یہ دعا کرنی چاہیے الٰہی! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے اور جب مسجد سے نکلے اسے یہ دعا کرنی چاہیے اے اللہ! میں تیرے فضل و کرم کا طلب گار ہوں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یَّجْلِسَ. (متفق علیه) 15-278

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے اسے دو رکعت نماز پڑھ کر بیٹھنا چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ

ﷺ لَا یَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ اِلَّا نَهَارًا فِی الضُّحٰی فَاِذَا قَدِمَ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰی فِیْهِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِیْهِ. (متفق علیه)279-16

جب کسی سفر سے پلٹتے تو سورج نکلنے کے کچھ دیر بعد مدینہ میں داخل ہوتے اور آتے ہی پہلے مسجد میں تشریف لا کر دو رکعت نماز ادا کرتے اور کچھ دیر وہاں رہتے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

رسول معظم ﷺ کی کوشش ہوتی کہ طویل سفر کے بعد جب مدینہ آیا جائے تو رات کے بجائے سورج نکلنے کے بعد گھر آمد ہو۔ تاکہ اہل خانہ کو خواہ مخواہ تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ گھر سے پہلے مسجد میں آنے کا مقصد نماز کی صورت میں اللہ کا شکر ادا کرنا، دوسرے لوگوں سے ملاقات اور جہادی کامیابیوں اور سفر کی دیگر تفصیلات فراہم کرنا ہوا کرتا تھا۔ حضرت قتادۃ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ارشاد ہوا ہے مسجد میں آنے والے کو دو رکعت نماز پڑھ کر بیٹھنا چاہیے۔ مسجدیں اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں۔ دنیا میں ہر حکمران کے ہاں حاضری کے کچھ آداب ہوتے ہیں۔ ربِ ذوالجلال کے گھر کے آداب یہ ہیں کہ آدمی دو نفل پڑھ کر بیٹھے۔ اسی طرح داخل ہوتے وقت دایاں پاؤں اور نکلتے وقت بایاں پاؤں باہر رکھتے ہوئے مسنون دعائیں پڑھنی چاہییں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَمِعَ رَجُلًا یَنْشُدُ ضَالَّةً فِی الْمَسْجِدِ فَلْیَقُلْ لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَیْکَ فَاِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا. (مسلم)280-17

حضرت ابوہریرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کو مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے سنے تو اسے جواباً یہ کہنا چاہیے کہ خدا کرے تجھے یہ چیز نہ ملے۔ کیونکہ مسجدیں اس مقصد کے لیے نہیں بنائی جاتیں۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَکَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا یَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلٰئِکَةَ تَتَاَذّٰی مِمَّا یَتَاَذّٰی مِنْهُ الْاِنْسُ. (متفق علیه) 281-18

حضرت جابر ﷺ ذکر کرتے ہیں رسول کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے جو شخص بودار چیز لہسن، پیاز وغیرہ کھائے، وہ ہماری مسجد میں نہ آئے کیونکہ اس سے نمازیوں اور ملائکہ کو تکلیف ہوتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْبُزَاقُ فِی الْمَسْجِدِ خَطِیْئَةٌ وَّکَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا. (متفق علیه)282-19

حضرت انس ﷺ رسول محترم ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں۔ مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اس کی تلافی اسے دفن کرنا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُرِضَتْ عَلَیَّ اَعْمَالُ اُمَّتِیْ حَسَنُهَا وَسَیِّئُهَا فَوَجَدْتُّ فِیْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الْاَذٰی یُمَاطُ

حضرت ابوذر ﷺ رسول محترم ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں۔ میرے سامنے میری امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کئے گئے۔ مجھے معلوم ہوا کہ اچھے اعمال میں راستے سے

عَنِ الطَّرِيْقِ وَوَجَدْتُ فِيْ مَسَاوِئُ اَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُوْنُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ. (مسلم)283-20

لوگوں کو تکلیف دینے والی چیز کو ہٹانا اور برے اعمال میں مسجد میں تھوک کر اس پر مٹی نہ ڈالنا ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَلَا يَبْصُقْ اَمَامَهُ فَاِنَّمَا يُنَاجِي اللّٰهَ مَادَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهِ فَاِنَّ عَنْ يَمِيْنِهِ مَلَكًا وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ اَوْ تَحْتَ قَدَمَيْهِ فَيَدْفِنُهَا وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ سَعِيْدٍ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى. (متفق عليه)284-21

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں نبی محترم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز کی حالت میں ہو تو وہ اپنے سامنے نہ تھوکے اس لیے کہ وہ نماز کی صورت میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہے اسے دائیں جانب بھی نہیں تھوکنا چاہیے کیونکہ اس طرف فرشتہ اس کے ساتھ ہوتا ہے البتہ وہ اپنے بائیں جانب یا پاؤں کے نیچے تھوک کر اسے دفن کر دے۔ دوسری روایت میں حضرت ابوسعید ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے بائیں پاؤں کے نیچے تھوکنے کی اجازت دی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآءِ هِمْ مَسَاجِدَ. (متفق عليه)285-22

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول کریم ﷺ کے متعلق بیان کرتی ہیں کہ آپ نے اپنی آخری بیماری میں فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو مسجدیں بنالیا تھا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جُنْدُبٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ اَلَا وَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِيَآءِ هِمْ وَصَالِحِيْهِمْ مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّيْ اَنْهٰكُمْ عَنْ ذَالِكَ. (مسلم)286-23

حضرت جندب ﷺ کہتے ہیں میں نے نبی معظم ﷺ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ تم سے پہلے لوگ اپنے بزرگوں اور انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیتے تھے۔ خبردار تم قبروں کو مسجد کا درجہ کہ نہ دینا۔ میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِجْعَلُوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا. (متفق عليه)287-24

حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ رسول اللہ ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو ان کو قبرستان نہ بناؤ۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

۲۲۔ مسجدیں عبادت، رکوع و سجود، ذکر و اذکار اور اعتکاف کے لیے ہوتی ہیں ان کو ہر اعتبار سے پاک صاف رکھنا مسلمانوں کا فرض ہے۔ جبکہ قبر کے لیے اس قسم کا اہتمام، یعنی چلہ کشی اور جھکنا حرام قرار دیا گیا ہے۔ حضرت ابن عمر ﷺ کی روایت میں

وضاحت ہوئی نفل نماز گھروں میں ادا کرنی چاہیے۔ قبروں میں نماز نہیں پڑھی جاتی لہذا تم اپنے گھروں کو قبرستان کی طرح نہ بناؤ بلکہ تلاوت قرآن اور نفلی نماز سے بابرکت بناؤ۔ قبرستان میں تو ویرانی اور پریشانی کا عالم ہوتا ہے۔

الفصل الثالث

عَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيْدَ ﷺ قَالَ كُنْتُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِيْ رَجُلٌ فَنظَرْتُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ فَقَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِيْ بِهٰذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا فَقَالَ مِمَّنْ اَنْتُمَا اَوْ مِنْ اَيْنَ اَنْتُمَا قَالَا مِنْ اَهْلِ الطَّآئِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَاَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَكُمَا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (بخاری)288-25

تیسری فصل

حضرت سائب بن یزید ﷺ اپنا واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ میں مسجد میں سویا ہوا تھا مجھے ایک شخص نے کنکری ماری۔ میں جاگا تو وہ حضرت عمر بن خطاب ﷺ تھے۔ مجھے فرمایا ان دو آدمیوں کو میرے پاس لاؤ جب میں انہیں آپ کے پاس لایا تو حضرت عمر ﷺ نے ان سے پوچھا تم کون ہو یا کس جگہ سے آئے ہو؟ انہوں نے جواباً عرض کیا کہ ہم طائف میں رہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں ضرور سزا دیتا کیوں کہ تم مسجد رسول میں بلند آواز سے باتیں کر رہے ہو۔ (بخاری)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ رَاَى النَّبِيُّ ﷺ نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ حَتّٰى رُئِيَ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَامَ فَحَكَّهُ بِيَدِهٖ فَقَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّمَا يُنَاجِيْ رَبَّهٗ وَاِنَّ رَبَّهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَلَا يَبْزُقَنَّ اَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَّسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ ثُمَّ اَخَذَ طَرَفَ رِدَآئِهٖ فَبَصَقَ فِيْهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَقَالَ اَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا. (بخاری)289-26

حضرت انس ﷺ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مسجد میں قبلہ کی دیوار پر ناک کی گندگی لگی ہوئی دیکھی آپ ﷺ کو یہ چیز سخت ناگوار گزری جس کے اثرات آپ کے چہرہ مبارک پر دیکھے جا رہے تھے۔ آپ خود اٹھے اور اپنے ہاتھ سے اسے کھرچتے ہوئے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اس کا رب نمازی اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے۔ تم میں سے کوئی شخص قبلہ کی طرف ہرگز نہ تھوکا کرے اگر تھوکنا پڑے تو اپنے بائیں جانب یا بائیں قدم کے نیچے تھوکے۔ آپ ﷺ نے اپنی چادر کے ایک کنارے پر تھوک کر اسے ملتے ہوئے فرمایا ”یا تمہیں اس طرح کرنا چاہیے“۔ (بخاری)

فہم الحدیث

۲۱۔ رسول اللہ ﷺ کے ان ارشادات کا مقصد یہ ہے کہ کسی نیکی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے۔ راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹانا اور رفاہِ عامہ کا چھوٹا سا کام بھی خدمت اور نیکی ہے۔ جو لوگ وضو کرنے یا جوتیاں رکھنے کی جگہوں پر

تھوک کر اس پر پانی یا مٹی نہیں ڈالتے یہ ان کے گندا ہونے کی دلیل ہے اور نہایت ہی گھٹیا حرکت ہے۔ اس سے نمازیوں کو شدید تکلیف اور نفرت ہوتی ہے ان احادیث میں ایسی حرکات سے منع فرمایا گیا ہے۔ مسجد میں تھوکنے کی اس وقت اجازت تھی جب مسجد بالکل کچی ہوتی تھی اور تعلیم و تربیت کا ابتدائی دور تھا۔ جونہی لوگ تہذیب و تربیت سے ہم کنار ہوئے اور مسجدیں پختہ ،صاف ستھری بن گئیں تو صحابہ رضی اللہ عنھم نے مسجد میں تھوکنا بند کر دیا۔ اب کسی شخص کو اس قسم کی حاجت ہو تو اُسے کپڑے کے پلوؤں سے ناک اور تھوک صاف کرنی چاہیے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷜ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ مَسْجِدٍ وُّضِعَ فِی الْاَرْضِ اَوَّلَ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی قُلْتُ کَمْ بَیْنَهُمَا قَالَ اَرْبَعُوْنَ عَامًا ثُمَّ الْاَرْضُ لَکَ مَسْجِدٌ فَحَیْثُ مَا اَدْرَکَتْکَ الصَّلٰوةُ فَصَلِّ .(متفق علیه)290-27

حضرت ابوذر ﷜ بیان کرتے ہیں میں نے رسول محترم ﷺ سے عرض کیا کہ زمین میں سب سے پہلے کونسی مسجد تعمیر ہوئی؟ آپ نے فرمایا بیت اللہ۔ میں نے پھر عرض کیا اس کے بعد۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں مسجد اقصیٰ۔ میں نے عرض کیا ان کے درمیان کتنے سال کا فرق ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ چالیس سال۔ پھر ارشاد فرمایا کہ تمہارے لیے پوری زمین مسجد بنا دی گئی ہے جس جگہ نماز کا وقت آئے، نماز ادا کر لیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ ساری زمین مسجد بنا دینے سے مراد ہر پاک جگہ پر نماز پڑھنا جائز ہے جب کہ پہلے لوگ صرف اپنی عبادت گاہوں میں ہی نماز پڑھ سکتے تھے۔

۲۔ مسجد کی طرف چل کر آنے سے قدم قدم کے بدلے ثواب ملتا ہے۔

۳۔ جماعت کے انتظار میں بیٹھنا نماز میں مشغول رہنے کے برابر ہے۔

۴۔ اکیلے نماز پڑھنے سے باجماعت نماز پڑھنے والے کو پچیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔

۵۔ وقت ہو تو مسجد میں داخل ہوتے ہی دو نفل ادا کرنے چاہییں۔

۶۔ مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان جائز نہیں۔ مسجد میں بدبودار چیز کھا کر آنا منع ہے۔

۷۔ قبروں پر روشنی، چلہ کشی اور سجدہ کرنا حرام ہے۔

۸۔ مسجد میں بلند آواز سے باتیں کرنا جائز نہیں۔

بَابُ السَّتْرِ

نماز میں جسم کے کون سے حصے ڈھانپنا ضروری ہیں

اسلام سے پہلے مختلف مذاہب میں برہنہ جسم ہو کر اللہ کی عبادت کرنا انتہا درجے کی عاجزی تصور کیا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ کچھ لوگ بیت اللہ کا طواف بھی ننگے بدن کیا کرتے تھے۔ وہ سمجھتے کہ لباس پہننا دنیا داری کی علامت ہے۔ اسلام نے نہ صرف اس کو وحشیانہ حرکت قرار دیا بلکہ حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت پاک دل، پاک جگہ، صاف ستھرے اور پاک لباس میں کرنی چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ تاہم نبی کریم ﷺ نے مختصر لباس میں نماز پڑھ کر ثابت فرمایا کہ حسب ضرورت یا غریب لوگوں کی صرف اتنے لباس میں نماز ادا ہو جائے گی البتہ ذیل کی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ کندھے اور گھٹنے چھپے ہوئے ہوں تو ایک چادر میں نماز بھی ہو جاتی ہے۔

الفصل الاوّل

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ ﷺ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهٖ فِیْ بَیْتِ اُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَیْهِ عَلٰی عَاتِقَیْهِ .(متفق علیه)291-1

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یُصَلِّیَنَّ اَحَدُکُمْ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَیْسَ عَلٰی عَاتِقَیْهِ مِنْهُ شَیْءٌ. (متفق علیه)292-2

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَلْیُخَالِفْ بَیْنَ طَرَفَیْهِ. (بخاری)293-3

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ خَمِیْصَةٍ لَّهَا اَعْلَامٌ فَنَظَرَ اِلٰی اَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اذْهَبُوْا بِخَمِیْصَتِیْ هٰذِهٖ اِلٰی اَبِیْ جَهْمٍ وَّأْتُوْنِیْ بِاَنْبِجَانِیَّةِ اَبِیْ جَهْمٍ فَاِنَّهَا اَلْهَتْنِیْ اٰنِفًا عَنْ

پہلی فصل

حضرت عمر بن ابی سلمہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسول محترم ﷺ کو حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک کپڑا لپیٹے نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا آپ ﷺ چادر کے پلّو اپنے کندھوں پر لٹکائے ہوئے تھے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے پر کوئی چیز نہ ہو۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے جو شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھے اسے چاہیے کہ وہ دائیں پلّو کو بائیں اور بائیں کو دائیں کندھے پر ڈال لے۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول معظم ﷺ نے ایک دفعہ سیاہ دھاری دار چادر میں نماز پڑھی۔ آپ کی نظر دھاریوں پر مرکوز ہو گئی۔ جونہی آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا یہ چادر ابوجہم ﷺ کو دے کر اس سے دوسری انجانیہ چادر لے آؤ کیونکہ اس کی وجہ سے نماز میں میری توجہ تقسیم ہو گئی تھی۔ (بخاری و

صَلٰوتِیْ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَ كُنْتُ اَنْظُرُ اِلٰى عَلَمِهَا وَاَنَا فِي الصَّلٰوةِ فَاَخَافُ اَنْ يُّفْتِنَنِيْ .4-294

مسلم) بخاری میں یہ الفاظ پائے جاتے ہیں۔آپ نے فرمایا میں اس کی دھاریوں کو دیکھتا رہا حالانکہ میں نماز میں تھا۔ مجھے محسوس ہوا کہ میں مشغول ہو گیا ہوں۔

فہم الحدیث

رسول اللہ ﷺ کے پیارے صحابی ابوجہم ﷛ نے نہایت ہی خوبصورت دھاری دار چادر آپ کو تحفہ میں دی تھی جسے آپ زیب تن فرما کر نماز ادا کر رہے تھے جس کی وجہ سے آپ ﷺ کے خشوع وخضوع میں فرق آیا آپ نے وہ چادر ابوجھم کو واپس فرما کر اس کے بدلے نہایت ہی معمولی چادر اس سے قبول فرمائی تا کہ وہ اپنے تحفہ کی واپسی پر افسردہ نہ ہو جائیں۔

عَنْ اَنَسٍ ﷛ قَالَ كَانَ قِرَامٌ لِّعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَتَرَتْ بِهٖ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ اَمِيْطِيْ عَنَّا قِرَامَكِ هٰذَا فَاِنَّهٗ لَا يَزَالُ تَصَاوِيْرُهٗ تَعْرِضُ لِيْ فِيْ صَلٰوتِيْ. (بخاری)5-295

حضرت انس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک ڈیزائن دار چادر اپنے کمرے کی دیوار پر لٹکا رکھی تھی آپ ﷺ نے فرمایا اس چادر کو یہاں سے ہٹا دیا جائے کیونکہ اس کے نقوش میری نماز میں خلل پیدا کرتے ہیں۔(بخاری)

فہم الحدیث

معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں بھی لوگ اپنے کمروں کو خوب صورت بنانے کے لیے خوب صورت کپڑے لٹکایا کرتے تھے جیسا کہ آج کل لوگ دیواروں پر وال پیپر، بہترین پردے یا قالین لٹکاتے ہیں۔اس چادر پر جان دار چیزوں کی تصاویر کے بجائے عام قسم کے نقوش تھے ورنہ نبی محترم ﷺ اسے ہٹانے کی بجائے پھاڑنے کا حکم دیتے جیسا کہ دوسرے موقع پر تصاویر والی چادر کو ضائع کرنے کا حکم دیا تھا۔اس سے معلوم ہوتا ہے۔کہ مسجدوں میں بیل بوٹے بنانا اور منقش جائے نماز استعمال کرنا مناسب نہیں

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷛ قَالَ اُهْدِيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرُّوْجُ حَرِيْرٍ فَلَبِسَهٗ ثُمَّ صَلّٰى فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهٗ نَزْعًا شَدِيْدًا كَالْكَارِهِ لَهٗ ثُمَّ قَالَ لَا يَنْبَغِيْ هٰذَا لِلْمُتَّقِيْنَ. (متفق عليه)6-296

حضرت عقبہ بن عامر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو ریشم کا بنا ہوا ایک کوٹ تحفہ کے طور پر دیا جس کو آپ نے زیب تن فرما کر نماز ادا کی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے کوٹ کو بڑی جلدی سے ناگواری کے ساتھ اتارتے ہوئے فرمایا یہ لباس پرہیز گاروں کا نہیں ہو سکتا۔(بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

۶۔یہ اس وقت کی بات ہے جب ریشم کی ممانعت نازل نہیں ہوئی تھی جب ریشم کے ممنوع ہونے کے بارے میں احکامات

نازل ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا میری امّت کے مردوں کے لئے ریشم اور سونا پہننا ممنوع اور خواتین کے لئے جائز ہیں۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ؓ قَالَ دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَرَأَیْتُهُ یُصَلِّیْ عَلٰی حَصِیْرٍ یَسْجُدُ عَلَیْهِ قَالَ وَرَاَیْتُهُ یُصَلِّیْ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهٖ. (مسلم) 297-7

حضرت ابو سعید خدری ؓ کہتے ہیں میں نبی محترم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ مصلے پر نماز پڑھ رہے تھے اور اس پر آپ نے سجدہ کیا میں نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ ایک ہی بڑی چادر کو لپیٹ کر نماز میں مصروف ہیں۔ (مسلم)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ قَالَ صَلّٰی جَابِرٌ فِیْ اِزَارٍ قَدْ عَقَدَه' مِنْ قِبَلِ قَفَاهُ وَ ثِیَابُهٗ مَوْضُوْعَةٌ عَلَی الْمِشْجَبِ فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ تُصَلِّیْ فِیْ اِزَارٍ وَاحِدٍ فَقَالَ اِنَّمَا صَنَعْتُ ذٰلِکَ لِیَرَانِیْ اَحْمَقُ مِثْلُکَ وَاَیُّنَا کَانَ لَهٗ ثَوْبَانِ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (رواہ البخاری) 298-8

محمد بن منکدر ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جابر ؓ نے ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھی اور اسے اپنی گدی کے پیچھے گرہ دی جب کہ ان کی دستار کھونٹی پر لٹکی ہوئی تھی۔ کسی کہنے والے نے کہا کہ آپ ایک کپڑے میں نماز ادا کر رہے ہیں حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے تمہارے جیسے احمقوں کو دکھانے کے لیے ایسا کیا ہے۔ رسول محترم ﷺ کے زمانے میں ہمارے پاس کب اتنے کپڑے ہوتے تھے؟ (بخاری)

فہم الحدیث

اس حدیث اور اوپر والی روایات سے ثابت ہو رہا ہے کہ جان بوجھ کر بھی ننگے سر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور سر پر کپڑا رکھنے کے بارے میں رسول معظم ﷺ کا کوئی حکم موجود نہیں یہ الگ بات ہے کہ اسلامی تہذیب و تمدّن میں آدمی کا سر ڈھانپنا مہذّب عمل گردانا گیا ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ ایک ہی چادر میں نماز پڑھی جا سکتی ہے بشرطیکہ کندھے اور گھٹنے ڈھانپے ہوئے ہوں۔

۲۔ نماز سے توجہ ہٹا دینے والے جائے نماز اور نقش و نگار والی جگہ سے پرہیز کرنا چاہیے۔

بَابُ السُّتْرَةِ
سترہ کا بیان

سُترہ کا معنٰی پردہ ہے لیکن یہاں اس سے مراد وہ اُوٹ اور چیز ہے جو نماز کے وقت نمازی اپنے سامنے رکھتا ہے تاکہ کسی کے سامنے سے گزرتے وقت اس کی توجہ نماز سے ہٹنے نہ پائے سُترہ کم از کم ڈیڑھ فٹ اونچا ہونا چاہیے۔ سترہ میسّر نہ ہونے کی صورت میں سامنے لکیر بھی کھینچی جاسکتی ہے۔ سُترہ سجدہ گاہ کے بالکل قریب رکھنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ کھلے میدان میں نماز پڑھتے تو اکثر سترہ کا اہتمام فرماتے۔ سترہ سے آگے گزرنے کی اجازت ہے۔ دیوار سامنے قریب ہونے کی صورت میں سُترہ رکھنا صحابہ ﷡ سے ثابت نہیں ان روایات سے صرف کھلی جگہ نماز پڑھتے وقت سُترہ رکھنا ثابت ہوتا ہے۔

الفصل الاوّل — پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَغْدُوْا اِلَى الْمُصَلّٰى وَالْعَنَزَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ تُحْمَلُ وَتُنْصَبُ بِالْمُصَلّٰى بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيْ اِلَيْهَا. (بخاری)299-1

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ صبح کے وقت عیدگاہ کی طرف تشریف لے جاتے تو نماز کیلئے ایک شخص آپ کے سامنے نیزا گاڑھ دیا کرتا تھا۔ آپ اسے سامنے رکھتے ہوئے نماز ادا کرتے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ ﷛ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْاَبْطَحِ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَآءَ مِنْ اَدَمٍ وَرَاَيْتُ بِلَالًا اَخَذَ وَضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَاَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُوْنَ ذَالِكَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يُصِبْ مِنْهُ اَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهٖ ثُمَّ رَاَيْتُ بِلَالًا اَخَذَ عَنَزَةً فَرَكَزَهَا وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مُشَمِّرًا صَلّٰى اِلَى الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ وَرَاَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَآبَّ يَمُرُّوْنَ بَيْنَ يَدَيِ الْعَنَزَةِ. (متفق علیه)300-2

حضرت ابوجحیفہ ﷛ کہتے ہیں میں نے رسول محترم ﷺ کو مکہ معظّمہ میں دیکھا کہ آپ چمڑے کے بنے ہوئے سرخ خیمہ میں ابطح کے مقام پر قیام پذیر تھے۔ میں نے یہ دیکھا کہ آپ ﷺ جب وضو فرما رہے تھے تو بلال ﷛ وضو کا پانی لیے کھڑے تھے اور دوسرے صحابہ ﷡ آپ کے وضو کے پانی کو اپنے ہاتھوں پر لیے جا رہے تھے۔ جس کو آپ ﷺ کے وضو کے پانی سے کچھ میسر نہ ہوتا تو وہ اپنے ساتھی کے گیلے ہاتھوں کی تری ہی حاصل کرتا۔ ابوجحیفہ ﷛ نے دیکھا کہ بلال رضی اللہ عنہ نے نیزا اٹھایا اور آپ کی جائے نماز کے سامنے گاڑھ دیا۔ رسول محترم ﷺ سرخ دھاری دار لباس پہنے ہوئے تشریف لائے اور نیزے کے سامنے دو رکعتیں پڑھیں جب کہ لوگ اور چوپائے نیزے کے آگے سے گزرے جا رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد حضرت عبداللہ بن عمر رضی

النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْرِضُ رَاحِلَتَهُ فَيُصَلِّيْ اِلَيْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ الْبُخَارِيُّ قُلْتُ اَفَرَأَيْتَ اِذَا هَبَّتِ الرِّكَابُ قَالَ كَانَ يَأْخُذُ الرَّحْلَ فَيُعَدِّلُهُ فَيُصَلِّيْ اِلٰى اٰخِرَتِهِ .3-301

اللہ عنہما کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ اپنی سواری اپنے سامنے سترے کے طور پر بٹھا کر نماز ادا کر لیا کرتے تھے۔ بخاری میں مزید ہے کہ نافع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اگر سواری نہ ہوتی تو! تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس صورت میں آپ ﷺ پالان (کاٹھی) کو سامنے رکھ کر نماز ادا فرمایا کرتے۔

فہم الحدیث

صحابہ رضی اللہ عنہم بسا اوقات نبی اکرم ﷺ کے استعمال شدہ پانی کو تبرک کے طور پر اپنے چہروں اور جسموں پر ملا کرتے تھے۔ یہ آپ ﷺ ہی کی ذاتِ اقدس کا مرتبہ اور معجزہ ہے آپ کے علاوہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہ ثابت نہیں کہ انہوں نے کبھی ایک دوسرے سے اس طرح تبرک حاصل کیا ہو۔ نبی کریم ﷺ سے اس قسم کا تبرک لینے کے بھی دو تین ہی واقعات ملتے ہیں آپ کے ساتھ بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کا معمول نہیں تھا اگر آپ ﷺ کی ذاتِ اطہر کے علاوہ کسی کی استعمال شدہ اشیا اور پانی متبرک ہوتا تو صحابہ اور تابعین سے کئی ثبوت پائے جاتے۔ لہٰذا لوگوں کو غلط قسم کی عقیدت سے بچانے کے لیے ان حرکات سے پرہیز کرنا چاہیے ورنہ ایسی عقیدت سے بہت سے روحانی اور اخلاقی نقصانات ظاہر ہوتے ہیں۔

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا وَضَعَ اَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِ مَنْ مَّرَّ وَرَآءَ ذٰلِكَ . (مسلم)4-302

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تم میں کوئی شخص اپنے سامنے پالان رکھ کر نماز ادا کرے تو اسے اس بات کی پروا نہیں کرنی چاہیے کہ پالان کے پیچھے سے کون گزر رہا ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ جُهَيْمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ يَعْلَمُ الْمَآرُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يَّقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَّهُ مِنْ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ اَبُو النَّضْرِ لَا اَدْرِيْ قَالَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ سَنَةً. (متفق عليه)5-303

حضرت ابو جہیم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو اس بات کا پتہ چل جائے کہ اس کا کتنا گناہ ہے تو وہ چالیس تک کھڑا رہنا نمازی کے آگے سے گزرنے سے زیادہ بہتر سمجھے۔ حضرت ابو جہیم رضی اللہ عنہ سے سننے والے ابونضر کہتے ہیں کہ میں بھول گیا ہوں کہ حضرت ابو جہیم رضی اللہ عنہ نے چالیس دن، مہینہ، سال میں سے کون سی مدت کا ذکر کیا تھا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى شَيْءٍ يَّسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ اَحَدٌ اَنْ يَّجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ جب نمازی لوگوں سے سترہ سامنے رکھ کر نماز ادا کرے اور کوئی شخص سترہ اور نمازی کے درمیان سے گزرنے کی کوشش

فَاِنْ اَبٰی فَلْیُقَاتِلْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَیْطَانٌ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ وَلِمُسْلِمٍ مَعْنَاهُ. 304-6

کرے تو نماز پڑھنے والا اسے روکنے کی کوشش کرے اگر اس کے باوجود وہ نہیں رکتا تو سختی کے ساتھ اسے روکے کیونکہ وہ شیطانی حرکت کررہا ہے۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم نے اس کا مفہوم بیان کیا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْمَرْاَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ وَیَقِیْ ذَالِکَ مِثْلُ مُؤَخِّرَةِ الرَّحْلِ. (مسلم)305-7

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسولِ محترم ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں۔ عورت گدھا اور کتّا نماز کو ناقص کر دیتے ہیں۔ لیکن سترے سے نماز محفوظ ہو جاتی ہے چاہے سترہ پالان کی آخری لکڑی کے برابر ہو۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ وَاَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَیْنَهُ وَبَیْنَ الْقِبْلَةِ كَاِعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ. (متفق علیه)306-8

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب نبی اکرم ﷺ رات کے وقت تہجد ادا کرتے تو میں آپ کے سامنے اس طرح عرضاً لیٹی ہوتی جیسے جنازہ رکھا جاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰی اَتَانٍ وَاَنَا یَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ بِمِنًی اِلٰی غَیْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَیْنَ یَدَیْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِی الصَّفِّ فَلَمْ یُنْكِرْ ذٰلِکَ عَلَیَّ اَحَدٌ. (متفق علیه)307-9

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں گدھے پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ میری عمر بلوغت کے قریب پہنچ چکی تھی۔ میں نے دیکھا رسول معظم ﷺ منٰی میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہیں جبکہ آپ کے سامنے کوئی سترہ نہیں تھا میں کچھ لوگوں کے سامنے سے گزر کر اپنی سواری سے اترا اور اس کو چرنے کے لیے چھوڑا اور صف میں شامل ہو گیا میری اس حرکت کا کسی نے برا نہیں مانا۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

نمازی اور اس کی سجدہ گاہ کے درمیان گزرنے والا کوئی بھی ہو اس سے نماز میں توجہ بٹ جاتی ہے لیکن گدھا، کتا اور عورت کے گزرنے سے روحانی اور نفسیاتی طور پر زیادہ اثر پڑتا ہے۔ اسی لیے ان کا رسول اللہ ﷺ نے بالخصوص ذکر فرمایا۔ پالان کی آخری لکڑی کے ذکر کرنے کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ سترہ چھوٹا بھی ہو تو اس کے آگے گزرنے سے نمازی کی توجہ تقسیم نہیں ہوتی۔ دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ تہجد کی نماز پڑھتے ہوئے سجدہ میں جاتے تو میں اپنی ٹانگیں سکیڑ لیا کرتی تھی۔ اس عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ نمازی کی حد اس کی سجدہ گاہ تک محدود ہے اس سے آگے گزرنا منع نہیں جیسے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما منٰی کے مقام پر نمازیوں کے آگے سے گزرے اس وقت آپ ﷺ کے سامنے سترہ بھی نہیں تھا۔ اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ سُترہ رکھنا افضل ہے۔ فرض نہیں ہے۔

الفصل الثالث

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَنَامُ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرِجْلَاىَ فِىْ قِبْلَتِهِ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِىْ فَقَبَضْتُ رِجْلَىَّ وَاِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ. (متفق عليه)308-10

تیسری فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں رسول محترم ﷺ کے سامنے سوئی ہوتی جبکہ میرے پاؤں آپ ﷺ کے قبلہ کی جانب ہوتے۔ جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو مجھے ہاتھ سے ہلاتے میں اپنے پاؤں کو پیچھے ہٹا لیتی۔ جب آپ کھڑے ہوتے تو میں پاؤں بچھا لیتی۔ امّاں جان فرماتی ہیں ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوا کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

فہم الحدیث

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود بھی تہجد گزار تھیں کیوں کہ رسول محترم ﷺ بہت پہلے اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور امّ المؤمنین بعد میں اٹھتیں تھیں جس کی وجہ سے آپ لیٹی رہتی تھیں۔ یا پھر مخصوص ایّام میں ایسا کیا کرتی تھیں اسکے ساتھ ہی آپ ﷺ نے عملاً یہ بتلایا کہ دوسرا سامنے لیٹا ہو تو نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ کھلی جگہ پر نماز پڑھتے وقت سامنے سترہ رکھنا چاہیے۔

۲۔ سترہ اور نمازی کے درمیان سے گزرنا شیطانی عمل ہے۔ گزرنے والے کو روکنا چاہیے۔

۳۔ نمازی کی سجدہ گاہ سے آگے گزرنا جائز ہے۔

۴۔ سترہ رکھنا افضل ہے فرض نہیں۔

بَابُ صِفَةِ الصَّلٰوۃِ

نماز کس طرح ادا کرنی چاہیے

نبی محترم ﷺ نے نماز پڑھنے کا طریقہ سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ جب آدمی نماز کے لیے کھڑا ہو تو اسے نہایت اطمینان اور وقار کے ساتھ کھڑا ہوتے ہوئے یہ تصور ذہن میں تازہ کرنا چاہیے کہ میں اللہ تعالیٰ کو براہ راست دیکھ رہا ہوں۔ اگر یہ نہیں ہوسکتا تو نمازی کو یہ احساس تو ہر صورت ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہر صورت مجھے دیکھ رہا ہے۔ جب اس عقیدے کے ساتھ نماز ادا کی جائے گی تو نمازی خود بخود ان حرکات سے اجتناب کرے گا جو نماز کے خشوع وخضوع میں حائل ہوتی ہیں اس لیے آپ ﷺ مسلمانوں کو یہ بھی سمجھایا کرتے تھے کہ اللہ کے ہاں حاضری کے تصوّر کے ساتھ نمازی کو نماز کے ظاہری ارکان کو بھی سکون اور اطمینان کے ساتھ ادا کرنا چاہیے کیونکہ عجلت میں رکوع وسجود اور قیام وقعود میں اطمینان پیدا نہیں ہوتا جو نماز کا تقاضا ہے۔ لہٰذا نماز روحانی اور جسمانی لحاظ سے کامل یکسوئی کے ساتھ ادا کرنی چاہیے۔

غلط فہمی کا ازالہ فرمائیں

نماز میں رفع الیدین کرنے کے بارے میں جو غلط فہمیاں پیدا ہوئیں یا پیدا کی گئیں ہیں وہ درج ذیل ہیں جن کو فرقہ واریّت کے تعصبات سے بالاتر ہو کر سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

۱۔ مشرک بغلوں میں بت لیے ہوئے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ جنکو گرانے کے لیے رفع الیدین شروع کروائی گئی۔
یہ بات اس قدر بے ہودہ ہے کہ حدیث کی کسی ضعیف ترین روایت میں بھی اس کا ذکر نہیں پایا جاتا۔ بالفرض یہی بات ہوتی بت تو پہلی رفع الیدین پر ہی گر جاتے ہیں۔ جب کہ پہلی رفع الیدین تو تمام مسلمان اب بھی کرتے ہیں۔ پھر دوسری رفع الیدین پر اس من گھڑت بات کو کس طرح چسپاں کیا جاسکتا ہے؟

۲۔ ترک رفع الیدین کے لیے حضرت ابن مسعود ؓ کی روایت کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ جبکہ اس روایت میں صرف قیام، رکوع، سجود کی ادائیگی کا ذکر ہے۔ اس میں فاتحہ، رکوع، سجود کی تسبیحات اور دیگر مسائل کا ذکر نہیں۔ اور وہ مسائل دوسری روایات سے ثابت ہیں۔ جس بنا پر پوری امت ان کو مانتی ہے۔
نہ معلوم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترک رفع الیدین کیلیے کیوں پیش کیا جاتا ہے؟ جب کہ حدیث کی کونسی روایت ہے ۔جس میں ایک مضمون کے تمام مسائل جمع ہوں۔

۳۔ رفع الیدین کے خلاف تیسری دلیل یہ دی جاتی ہے۔ کہ آپ ﷺ نے اس کو گھوڑوں کی دُموں سے تشبیہ دیتے ہوئے اس سے منع فرمایا تھا۔ حالانکہ جس رفع الیدین سے منع کیا گیا ہے۔ وہ سلام پھیرتے وقت کی جاتی تھی۔ ابتدائی دور میں سلام پھیرتے وقت صحابہ ؓ دائیں طرف چہرہ پھیرتے تو دایاں ہاتھ اور بائیں جانب چہرہ کرتے ہوئے بایاں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ جس سے منع فرمایا گیا یہی وجہ ہے کہ تمام محدثین نے اس حدیث کو التحیات کے باب میں نقل فرمایا۔ ؎۔ لوگوں کو مطمئن کرنے

کے لیے یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ رفع الیدین صرف اہلحدیث کرتے ہیں اور امّت کی اکثریت نہیں کرتی۔ لوگوں کی کثرت وقلت کی بنیاد پر اس طرح کا استدلال کرنا اہل علم کو زیب نہیں دیتا کیونکہ کسی مسئلے یا عدالت میں لوگوں کی کثرت وقلّت معیار نہیں ہوا کرتی۔ تاہم یہ بات بھی حقیقت پر مبنی نہیں۔ کیونکہ امت کے پانچ گروہوں میں چار فرقے شافعی، مالکی، حنبلی، اہلحدیث حتی کہ عراق اور دوسرے عرب ممالک میں کئی حنفی علماء بھی رفع الیدین کرتے ہیں۔ بغداد میں امام ابوحنیفہؒ کی مسجد میں بھی حنفی العقیدہ لوگ رفع الیدین کرتے ہیں۔

الفصل الاوّل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فِیْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰی ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيْکَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰی ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْکَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ فِی الثَّالِثَةِ اَوْ فِی الَّتِیْ بَعْدَهَا عَلِّمْنِیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَکَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَکَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْکَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا وَّفِیْ رِوَايَةٍ ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَآئِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذَالِکَ فِیْ صَلٰوتِکَ كُلِّهَا .(متفق عليه)309-1

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا جبکہ رسول محترم ﷺ مسجد کے ایک کونے میں تشریف فرما تھے اس نے جلدی سے نماز پڑھی اور آکر آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ آپ نے اسے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا پیچھے ہٹ کر دوبارہ نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ اس نے واپس پلٹ کر نماز پڑھی اور پھر آکر سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا جاکر پھر نماز پڑھو یقیناً تیری نماز ادا نہیں ہوئی۔ اس طرح وہ تیسری یا چوتھی دفعہ نماز پڑھنے کے بعد آیا تو آپ ﷺ نے وہی ارشاد فرمایا تب وہ عرض کرتا ہے کہ اے اللہ کے رسول! مجھے نماز ادا کرنے کا طریقہ سمجھائیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اچھی طرح وضو کر و قبلہ رخ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہو پھر قرآن کی تلاوت کرو جتنی تم آسانی کے ساتھ کر سکتے ہو پھر اطمینان کے ساتھ رکوع کرو ،رکوع کے بعد سر اٹھا کر سکون کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ، پھر اطمینان کے ساتھ سجدہ کرو، سجدہ کے بعد اطمینان کے ساتھ بیٹھو اب دوسرا سجدہ اطمینان کے ساتھ کرو۔ پھر دو سجدوں کے بعد اطمینان کے ساتھ سکون کے ساتھ بیٹھ کر اٹھو۔ ایک روایت میں آپ ﷺ کے یہ الفاظ موجود ہیں اس کے بعد پھر اطمینان کے ساتھ قیام کرو۔ اس طرح اپنی نماز کو مکمل کرو (بخاری۔ مسلم)

فہم الحدیث

اس روایت میں ثنا، سورۃ فاتحہ اور تسبیحات نماز میں پڑھنے اور دوسرے مسائل کا ذکر نہیں آپ ﷺ نے صرف

اسے قیام، رکوع وسجود اور دو سجدوں کے بعد بیٹھ کر اٹھنے کی تلقین فرمائی جبکہ دوسری روایات میں نماز میں جو کچھ پڑھنا ہے اس کی تفصیلات موجود ہیں۔ جو شخص نماز کو سکون کے ساتھ ادا نہیں کرتا آپ کے بار بار ارشاد کے مطابق ایسا شخص نماز کی ادائیگی سے سبکدوش نہیں ہوتا۔ اس لئے نماز نہایت خشوع وخضوع اور قیام، رکوع، سجود سکون سے ادا کرنے چاہئیں۔

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّكْبِيْرِ وَالْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ كَانَ اِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ وَكَانَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِىَ قَائِمًا وَّكَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِىَ جَالِسًا وَّكَانَ يَقُوْلُ فِىْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ وَيَنْهٰى اَنْ يَّفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ السَّبُعِ وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلٰوةَ بِالتَّسْلِيْمِ. (مسلم 2-310)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ذکر کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نماز کا آغاز اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور تلاوت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن سے کرتے جب آپ رکوع کرتے تو اپنے سر کو اونچا نیچا رکھنے کے بجائے اپنی کمر کے برابر رکھتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سجدہ کرنے سے پہلے بالکل سیدھے کھڑے ہوتے اور جب سجدہ سے اٹھتے تو دوسرے سجدہ سے پہلے سکون کے ساتھ بیٹھتے اور ہر دو رکعت کے بعد التحیات بیٹھتے اور اپنا بایاں پاؤں بچھاتے ہوئے اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا رکھتے اور شیطان کی طرح بیٹھنے اور سجدہ میں بازوؤں کو درندے کی طرح زمین پر بچھانے سے منع فرماتے۔ نماز کا اختتام سلام سے کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

محدّثین نے نماز میں شیطان کی طرح بیٹھنے کی دو طرح تشریح کی ہے۔ آدمی التحیات میں پیٹھ پر اس طرح بیٹھے کہ اس کی پنڈلیاں کھڑی ہوں۔ بعض نے سجدہ اور التحیات میں پاؤں کھڑے رکھ کر ایڑیوں پر بیٹھنے کو شیطان کے بیٹھنے کے مترادف کہا ہے۔

عَنْ اَبِىْ حُمَيْدِنِ السَّاعِدِىِّ رضی اللہ عنہ قَالَ فِىْ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَا اَحْفَظُكُمْ لِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَاَيْتُهُ اِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حِذَآءَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ اَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ اسْتَوٰى حَتّٰى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ فَاِذَا سَجَدَ

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ ایک دن چند صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کی نماز کو تم سے زیادہ یاد رکھا ہے میں نے دیکھا آپ نے اللہ اکبر کہتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھایا جب رکوع کیا تب اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے گھٹنوں کو پکڑتے ہوئے کمر کو برابر جھکایا پھر رکوع سے اس طرح سیدھے کھڑے ہو گئے کہ کمر کا ہر مہرہ اپنے مقام پر

وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَّلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِاَطْرَافِ اَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ فَاِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى فَاِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْاُخْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى مَقْعَدَتِهٖ.
(بخاری)3-311

واپس آ گیا جب آپ سجدہ میں گئے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھا آپ کے بازو نہ بالکل کھلے ہوئے تھے اور نہ ہی بغلوں کے ساتھ چمٹے ہوئے تھے۔اور سجدہ میں اپنے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ رکھیں۔دو رکعت کے بعد اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھا آخری رکعت میں بائیں پاؤں کو اپنے نیچے سے نکال کر دایاں پاؤں کھڑا رکھتے ہوئے اپنی پیٹھ پر بیٹھے۔(بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذَالِكَ وَقَالَ (سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ) وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَالِكَ فِي السُّجُوْدِ. (متفق عليه)4-312

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔آپ ﷺ جب نماز کا آغاز کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھایا کرتے تھے۔اسی طرح جب تکبیر کہتے ہوئے رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع الیدین کرتے ہوئے کہتے۔سن لیا اللہ نے جس نے اس کی تعریف کی۔اے ہمارے رب حمد وستائش تیرے لیے ہے۔اور سجدوں میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

دوسری روایت اور اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سلام پھیرتے وقت اور سجدوں کے بعد رفع الیدین کرنا جائز نہیں جیسا کہ شیعہ حضرات کرتے ہیں۔

عَنْ نَافِعٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ كَانَ اِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَ اِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذَالِكَ ابْنُ عُمَرَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ.
(بخاری)5-313

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد محترم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ذکر کرتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور ایسے ہی رکوع کے وقت ہاتھ اٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔جب دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوتے تو پھر رفع الیدین کرتے اور جناب ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایسے ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔(بخاری)

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم

رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا اُذُنَيْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَفِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَيْهِ. (متفق عليه)6-314

ﷺ نماز کی ابتدا اللہ اکبر کے ساتھ کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے ساتھ رفع الیدین کرتے۔ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کانوں کے نچلے حصے کے برابر ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّيْ فَاِذَا كَانَ فِيْ وِتْرٍ مِّنْ صَلٰوتِهٖ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِدًا.(بخاری)7-315

حضرت مالک بن حویرث ؓ ہی یہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے کہ آپ نماز کی پہلی اور تیسری رکعت کے بعد ایک دم کھڑے ہونے کی بجائے ایک لحہ بیٹھ کر کھڑے ہوتے تھے۔(بخاری)

عَنْ وَّائِلِ بْنِ حُجْرٍ ؓ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهٖ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ اَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا وَكَبَّرَ فَرَكَعَ فَلَمَّا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ.(مسلم)8-316

حضرت وائل بن حجر ؓ ذکر کرتے ہیں انہوں نے نبی محترم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہتے ہوئے رفع الیدین کے ساتھ نماز کا آغاز کیا۔پھر اپنے ہاتھوں کو کپڑے کے اندر کر لیا اور اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں کے اوپر رکھا۔جب رکوع کرنے لگے تو اپنے ہاتھ کپڑے سے باہر نکالتے ہوئے تکبیر کہنے کے ساتھ دونوں ہاتھوں کو بلند فرمایا۔پھر رکوع کے بعد رفع الیدین کیا اور دونوں سجدے اپنے ہاتھوں کے درمیان ادا کئے۔(مسلم)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ؓ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ. (رواه البخاری) 9-317

حضرت سہل بن سعد ؓ کہتے ہیں لوگوں کو اس بات کا حکم دیا جاتا کہ وہ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں کلائی کے اوپر رکھیں۔(بخاری)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِيْ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ

حضرت ابو ہریرہ ؓ ذکر کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ تکبیر کہتے ہوئے نماز کے لیے کھڑے ہوتے اس طرح ہی تکبیر کہتے ہوئے رکوع کرتے اور جب رکوع سے اپنی کمر سیدھی فرماتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔رکوع کے بعد کھڑے ہوتے تو ربنا لک الحمد پڑھتے۔پھر

رَاْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهُ ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِکَ فِي الصَّلٰوةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ .(متفق علیہ)318-10

تکبیر کہتے ہوئے سجدہ کرتے اور سر اٹھاتے ہوئے بھی اللہ اکبر کہتے۔ پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ کرتے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ سے سر اٹھاتے آپ ایسے ہی نماز مکمل کیا کرتے۔ یہاں تک کہ دو رکعت کے بعد بیٹھ کر اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ طُوْلُ الْقُنُوْتِ .(مسلم)319-11

حضرت جابر ﷺ کہتے ہیں آپ ﷺ کا فرمان ہے۔ افضل نماز وہ ہے جس میں لمبا قیام کیا جائے۔(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُعَلّٰى ﷺ قَالَ صَلّٰى لَنَا اَبُوْسَعِيْدِ الْخُدْرِيُّ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيْرِ حِيْنَ رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ وَحِيْنَ سَجَدَ وَحِيْنَ رَفَعَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ .(بخاری)320-12

حضرت سعید بن حارث بن معلّٰی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو سعید الخدری ﷺ نے ہماری جماعت کروائی تو انہوں نے سجدہ کرتے، سر اٹھاتے اور دو رکعت کے بعد کھڑے ہونے کے وقت اونچی آواز سے تکبیریں کہیں اور فرمایا کہ میں نے رسول محترم ﷺ کو ایسے ہی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔(بخاری)

عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بِمَكَّةَ فَكَبَّرَ ثِنْتَيْنِ وَعِشْرِيْنَ تَكْبِيْرَةً فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّهُ اَحْمَقُ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ سُنَّةُ اَبِي الْقَاسِمِ ﷺ .(بخاری)321-13

جناب عکرمہ ﷺ بیان کرتے ہیں میں نے مکہ میں ایک بزرگ کے پیچھے نماز ادا کی۔ اس نے بلند آواز سے بائیس تکبیرات کے ساتھ نماز پڑھی پھر میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس بات کا تذکرہ کرتے ہوئے عرض کیا یہ امام بے وقوف تو نہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تیری ماں تجھے گم پائے۔ یہی تو ابو القاسم ﷺ کا طریقہ ہے۔

فہم الحدیث

ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ — تیری ماں تجھے گم پائے

ہر زبان میں کچھ محاورات ہوتے ہیں۔ جن کے استعمال میں اکثر الفاظ کے ظاہری معنے مراد نہیں ہوتے بلکہ ایک خاص تاثر کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے سننے والا ان الفاظ کا برا نہیں مانتا۔ رسول کریم ﷺ بھی ایسے محاورات کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔

خلاصۂ باب

۱۔ نماز نہایت اطمینان کے ساتھ ادا کرنی لازم ہے۔

۲۔ نماز کی ابتدا میں، رکوع سے پہلے اور بعد میں پھر تیسری رکعت کی ابتدا میں رفع الیدین کرنا سنت ہے۔ ہاتھ کانوں کی لوؤں یا کندھوں تک بلند کرنے چاہییں۔

۳۔ سردیوں میں کپڑے کے اندر رسول اللہ ﷺ نے رفع الیدین نہیں کی۔

۴۔ رکوع میں کمر سیدھی رکھنی چاہیے۔

۵۔ رکوع و سجود کے بعد اطمینان سے کھڑا ہونا اور سجدوں کے درمیان سکون سے بیٹھنا آپ کی سنتِ مبارکہ ہے۔

۶۔ سجدہ میں کہنیوں کو زمین پر بچھانا منع ہے۔

۷۔ سجدہ پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھتے ہوئے کرنا چاہیے۔

بَابُ مَا يُقْرَأُ بَعْدَ التَّكْبِيرِ

پہلی تکبیر کے بعد کیا پڑھنا چاہیے

الفصل الاوّل

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَسْكُتُ بَیْنَ التَّكْبِیْرِ وَبَیْنَ الْقِرَآءَ ةِ اِسْكَاتَةً فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْكَاتُكَ بَیْنَ التَّكْبِیْرِ وَبَیْنَ الْقِرَآئَةِ مَا تَقُوْلُ قَالَ اَقُوْلُ (اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ كَمَا بَاعَدْتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَایَا كَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ.) (متفق علیه)322-1

حضرت ابوہریرہ ﷺ تذکرہ کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ پہلی تکبیر اور قرأت کے درمیان کچھ دیر خاموش رہتے تھے۔میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ کی ذات پر فدا ہوں آپ تکبیر اور قرأت کے درمیان خاموشی کے ساتھ کیا پڑھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں یہ پڑھا کرتا ہوں۔ ’’الٰہی میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دوری فرما دے جیسا کہ تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری قائم کی ہے۔الٰہی! میرے گناہوں کو اس طرح صاف کر دے جیسا کہ سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔الٰہی میری خطاؤں کو پانی، برف اور اولوں کے ساتھ دھوڈالیئے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَلِیٍّ ﷺقَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ وَفِیْ رِوَایَةٍ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ (وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذَالِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ جَمِیْعًا اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَاهْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا یَهْدِیْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَهَا لَا یَصْرِفُ عَنِّیْ سَیِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ لَبَّیْكَ

حضرت علی ﷺ ذکر کرتے ہیں نبی محترم ﷺ جب نماز کا آغاز کرتے تو تکبیر کے بعد یہ دعائیں پڑھا کرتے تھے۔میں نے اپنے آپ کو اس ذات کبریا کے سامنے یک سو ہو کر پیش کر دیا ہے۔جس نے زمین وآسمان کو پیدا فرمایا اور میرا مشرکوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔میری نماز، میری قربانی، میری موت وحیات صرف اور صرف اللہ رب العالمین کے لیے ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کے تابع فرمان بندوں میں ہوں۔
اے اللہ! تو ہی حقیقی بادشاہ ہے تیرے بغیر کوئی سچا معبود نہیں تو ہی میرا پالنہار ہے میں تیرا ہی بندہ ہوں۔مجھ سے اپنے آپ پر ظلم ہوئے میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں بس میرے تمام گناہوں کو معاف کر دے۔یقیناً تمہارے بغیر

وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّهٗ فِیْ یَدَیْکَ وَالشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْکَ اَنَا بِکَ وَاِلَیْکَ تَبَارَکْتَ وَتَعَالَیْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ) وَاِذَا رَکَعَ قَالَ (اَللّٰھُمَّ لَکَ رَکَعْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَکَ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَمُخِّیْ وَعَظْمِیْ وَعَصَبِی) فَاِذَ رَفَعَ رَأْسَهٗ قَالَ (اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْاَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا وَمِلْاَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ) وَاِذَا سَجَدَ قَالَ (اَللّٰھُمَّ لَکَ سَجَدْتُّ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ تَبَارَکَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ) ثُمَّ یَکُوْنُ مِنْ اٰخِرِ مَا یَقُوْلُ بَیْنَ التَّشَھُّدِ وَالتَّسْلِیْمِ (اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ) (رَوَاهُ مُسْلِمٌ).2-323

کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں۔ مجھے حُسنِ اخلاق کی توفیق دے۔ تمہارے بغیر کوئی مجھے حسنِ اخلاق سے آراستہ نہیں کر سکتا۔ مجھے برائیوں سے دور رہنے کی ہمت عطا فرما۔ تیری توفیق کے بغیر مجھے ان گناہوں سے کوئی دور نہیں کر سکتا۔ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں ہر قسم کی خیر تیرے ہاتھ میں ہے تیری ذات کے بارے میں برائی کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ میں سب کچھ تیرے طفیل ہوں اور تیرے لیے ہوں۔ تجھ سے تیری بخشش چاہتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور جب رکوع کرتے تو عرض کرتے اے اللہ! میں نے تیرے لیے ہی رکوع کیا اور تجھ پر ہی ایمان لایا اور تیری ہی اطاعت کی۔ میرے کان، آنکھیں، دماغ، جسم اور اعصاب سب تیرے حضور حاضر ہیں۔ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے اے اللہ! تیری اس قدر تعریف ہے کہ آسمان وزمین اور ان کے درمیان کا خلا بھر جائے اور اس کے بعد جو چیز تو چاہے تو وہ بھی بھر جائے اور جب سجدہ کرتے تو کہتے اے اللہ! میں تیرے حضور سجدہ ریز ہوں اور تجھ پر ایمان لایا اور تیری ہی اطاعت کی۔ اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا فرمایا اسے صورت دی، اس کے کان آنکھیں بنائیں اللہ بابرکت ہے سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے۔ پھر آخر میں تشہد اور سلام کے درمیان دعا کرتے۔ اے اللہ! میرے اگلے پچھلے پوشیدہ اور ظاہر گناہ جو حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور جن کو تو ہی زیادہ جانتا ہے ان سب کو معاف فرما۔ تیرے سوا کوئی معبود و مسجود نہیں تو ہی آگے اور پیچھے رکھنے والا ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

دوسری روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ یہ دعائیں تہجد کی نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ تشہد میں پڑھی جانے والی دعا کے یہ الفاظ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ کا معنی یہ ہے کہ ہر قسم کی حسن وخوبی اور نیکی رب کریم کی توفیق کا نتیجہ ہے اور تیری ذات اس وقت بھی تھی جب کچھ نہیں تھا۔ تو اس وقت بھی ہوگا جب کچھ نہیں ہوگا۔

عَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ فَدَخَلَ الصَّفَّ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ فَقَالَ اَللّٰهُ اَکْبَرُ (اَلْحَمْدُ

حضرت انس ؓ ذکر کرتے ہیں ایک شخص تیزی کے ساتھ چلتا ہوا صف میں شامل ہوا اور اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔ اس

لله حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيهِ) فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلوتَهُ قَالَ اَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ فَارَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ اَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ فَارَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ اَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِهَا فَاِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَاْسًا فَقَالَ رَجُلٌ جِئْتُ وَقَدْ حَفَزَنِي النَّفَسُ فَقُلْتُهَا فَقَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ اثْنَیْ عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا اَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا۔ (مسلم)3-324

نے تکبیر کہنے کے بعد یہ الفاظ پڑھے ہر تعریف اللہ کے لیے ہے اور بہت زیادہ تعریفات اور پاکیزہ اور بابرکت ۔جب رسول کریم ﷺ جماعت سے فارغ ہوئے تو آپ نے استفسار فرمایا۔تم میں سے کس نے یہ کلمات کہے ہیں؟ لوگ خاموش رہے پھر پوچھا کہ یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟ تو لوگ خاموش رہے پھر تیسری دفعہ پوچھنے پر ارشاد فرمایا کہ جس نے یہ کلمات کہے ہیں اس نے کوئی غلطی نہیں کی تب یہ الفاظ کہنے والا آدمی عرض کرتا ہے جب میں نے یہ کلمات کہے تو میرا سانس پھولا ہوا تھا۔آپ نے فرمایا میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا ہے کہ وہ ان کلمات کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔(مسلم)

فہم الحدیث

دوسرے مقام پر اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ صحابی رضی اللہ عنہ رکوع میں شامل ہوا تھا اور اس نے رَبَّنَا وَ لَکَ الْحمد کے بعد یہ کلمات ادا کئے جن کی فضیلت رسولِ محترم ﷺ کی زبانِ اطہر سے اس حدیث میں بیان کی جارہی ہے ۔یاد رہے کہ آپ کا یہ فرمان بھی احادیث کی کتابوں میں موجود ہے کہ آدمی کو جماعت کے ساتھ ملنے کے لئے تیز قدمی کے بجائے اعتدال کے ساتھ آنا چاہیے۔اور اس شخص کو یہ بھی فرمایا تھا کہ آئندہ ایسا نہ کیجیے۔

الفصل الثانی

دوسری فصل

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اِسْتَفْتَحَ الْقِرَآءَ ةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَلَمْ يَسْكُتْ هٰكَذَا فِیْ صَحِیْحِ مُسْلِمٍ 4-325

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں رسول کریم ﷺ جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو خاموشی کی بجائے فوراً الحمد للہ رب العالمین سے قراءت کا آغاز کرتے تھے۔ (اس طرح صحیح مسلم میں ہے۔)

خلاصہ باب

۱۔نماز شروع کرنے کے بعد قراۃ سے قبل کئی دعائیں ہیں "سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ" پر اکتفاء نہیں بلکہ دوسری دعائیں بھی یاد کریں اور پڑھیں ۔۲۔نماز سکون کے ساتھ شروع اور ادا کرنی چاہیے۔۳۔رکوع کے بعد یہ الفاظ پڑھنے چاہییں ۔سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه، رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ. ۴۔سورہ فاتحہ سے پہلے بِسْمِ اللّٰه بلند آواز سے پڑھنا ثابت ہے۔لیکن اکثر آپ ﷺ الحمد للہ سے تلاوت کا آغاز فرماتے۔

بَابُ الْقِرَأَةِ فِی الصَّلٰوۃِ

نماز میں قرآن مجید کی تلاوت

وَ اِذَا قُرِیَٔ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ٥ (الاعراف ۷: ۲۰۴)

''جب قرآن پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنو اور خاموش رہو، شاید کہ تم پر بھی رحمت ہو جائے''۔

امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے والے حضرات کو اس آیت سے غلط فہمی ہوئی ہے حالانکہ یہ آیت مکہ معظمہ میں اس وقت نازل ہوئی جب کفار نے یہ پروپیگنڈا کیا کہ جوں ہی نبی قرآن پڑھنے لگے تو تم جواباً شوروغوغا کیا کرو۔

وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ٥ (حم السجدة ۴۱: ۲۶)

''منکرین حق کہتے ہیں''اس قرآن کو ہرگز نہ سنو اور جب یہ سنایا جائے تو اس میں خلل ڈالو شاید اسی طرح تم غالب آ جاؤ''۔

وَ اِذَا قُرِیَٔ الْقُرْاٰنُ اور وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا کا تعلق نماز کے ساتھ نہیں اس لیے کہ جماعت مدینہ منورہ میں فرض ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مغالطے کو دور کرنے کے لئے ہی فاتحہ کو الگ کر کے ارشاد فرمایا۔ کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی یاد رہے تمام امت کے نزدیک مسلمہ بات ہے۔ کہ مقتدی نماز اس طرح ہی ادا کرے گا اور پڑھے گا جس طرح امام ادا کرتا اور پڑھتا ہے۔ امام کے اللہ اکبر کہنے سے لیکر سلام پھیرنے تک مقتدی کا سب کچھ امام کے ساتھ پڑھنا فرض ہے سوائے تلاوت قرآن کے اس کا فلسفہ یہ ہے کہ امام نے ہر روز مختلف مقامات سے پڑھنا ہوتا ہے لہٰذا نمازیوں کو تلاوت سننے اور اس پر غور کرنے کا بہترین موقعہ ملتا ہے جس سے نمازیوں میں تلاوت قرآن کا ذوق پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ نمازیوں میں قرآن فہمی کی صلاحیت بھی پیدا ہوتی ہے اور انہیں یہ صلاحیت پیدا کرنی چاہیئے۔

الفصل الاوّل

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِاُمِّ الْقُرْآنِ فَصَاعِدًا. 326-1

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَّمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْآنِ فَهِىَ خِدَاجٌ ثَلٰثًا غَيْرُ تَمَامٍ فَقِيْلَ لِاَبِىْ هُرَيْرَةَ اِنَّا نَكُوْنُ وَرَآءَ الْاِمَامِ قَالَ اقْرَأْ بِهَا فِىْ نَفْسِكَ فَاِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى

پہلی فصل

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا کہ فاتحہ کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ (بخاری ومسلم) مسلم شریف میں آپ ﷺ نے فاتحۃ الکتاب کی بجائے اس طرح فرمایا کہ ام القرآن کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے جس نے فاتحہ کے بغیر نماز پڑھی اس کی نماز ناقص اور نامکمل ہے۔ یہ الفاظ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمائے۔ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ جب ہم امام کے پیچھے پڑھ رہے ہوں تو؟ حضرت ابو ہریرہ

قَسَمْتُ الصَّلٰوۃَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْنِ وَلِعَبْدِیْ مَا سَأَلَ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَثْنٰی عَلَیَّ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ قَالَ مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ قَالَ ھٰذَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَأَلَ فَاِذَا قَالَ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ قَالَ ھٰذَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَأَلَ ۔
(مسلم)2-327

ؓ فرماتے ہیں اپنے دل میں پڑھا کیجئے کیونکہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے اور بندے کے درمیان نماز کو نصف نصف تقسیم کرلیا ہے۔میرے بندے کے لیے وہی ہے جو وہ سوال کرتا ہے جب وہ کہتا ہے۔الحمد للہ رب العالمین ،ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی ۔ جب بندہ کہتا ہے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ،اللہ بڑا مہربان اورنہایت ہی رحم فرمانے والا ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں میرے بندے نے میرے رحیم وکریم ہونے کا اعتراف کیا ہے۔جب نمازی کہتا ہے مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ "کہ تو قیامت کے دن کا مالک ہے"اللہ تعالیٰ فرماتا ہیں میرے بندے نے میری عظمت کا اقرار کیا ہے۔جب بندہ ایاک نعبد و ایاک نستعین پڑھتا ہے ارشاد ہوتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان معاملہ ہے اور میں اپنے بندے کو عطا کرونگا وہ جو مانگے گا ہے۔جب نمازی کہتا ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ ....الضَّالِین ،اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یہ میرے بندے کے لئے ہے اور جو کچھ اس نے مانگا وہ سب اس کو ملے گا۔(مسلم)

فہم الحدیث

اس حدیث سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہو جاتا ہے۔کہ سورۃ فاتحہ ضرور پڑھنی چاہیے۔حضرت ابو ہریرہ ؓ نے اسی لیے وضاحت فرمائی ہے۔تا کہ لوگوں کو کسی قسم کا ابہام نہ رہے۔اگر امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کا حکم ہوتا تو رسول مکرّم ﷺ کبھی یہ نہ فرماتے سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ وَاَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ کَانُوْا یَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوۃَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. (مسلم)3-328

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر ؓ اور عمر ؓ قرأت کا آغاز اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن سے کیا کرتے تھے۔(مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّہٗ مَنْ وَّافَقَ تَامِیْنُہٗ تَامِیْنَ الْمَلٰئِکَۃِ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہا کرو ۔جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے مطابق ہو جائے گی

وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ فَاِنَّہٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُہٗ قَوْلَ الْمَلٰئِکَۃِ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ ھٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ وَلِمُسْلِمٍ نَّحْوَہٗ وَفِیْ اُخْرٰی لِلْبُخَارِیِّ قَالَ اِذَا اَمَّنَ الْقَارِیُٔ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّ الْمَلٰئِکَۃَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَّافَقَ تَاْمِیْنُہٗ تَاْمِیْنَ الْمَلٰئِکَۃِ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ.4-329

اس کے پہلے گناہوں کو معاف کردیا جائے گا۔(بخاری و مسلم)بخاری میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں جب امام کہے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّالِیْن تو تم آمین کہا کرو کیونکہ جس کی آواز ملائکہ کی آواز سے ہم آہنگ ہوگئی اس کے پہلے گناہوں کو معاف کردیا جاتا ہے۔یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور امام مسلم نے اپنی کتاب میں ایسے ہی الفاظ ذکر کئے ہیں۔بخاری کی دوسری روایت میں آپ ﷺ کے یہ الفاظ بھی پائے جاتے ہیں کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ ہم آہنگ ہوگئی اس کے پہلے گناہوں کو معاف کردیا جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا صَلَّیْتُمْ فَاَقِیْمُوا صُفُوْفَکُمْ ثُمَّ لِیَؤُمَّکُمْ اَحَدُکُمْ فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَالَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلاَ الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ یُحِبْکُمُ اللّٰہُ فَاِذَا کَبَّرَ وَرَکَعَ فَکَبِّرُوْا وَارْکَعُوْا فَاِنَّ الْاِمَامَ یَرْکَعُ قَبْلَکُمْ وَیَرْفَعُ قَبْلَکُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَتِلْکَ بِتِلْکَ قَالَ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ یَسْمَعُ اللّٰہُ لَکُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَّفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَقَتَادَۃَ وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا.5-330

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ حکم دیا کرتے تھے کہ جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنی صفوں کو برابر کیا کرو اور ایک شخص تمہاری امامت کروائے جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی تکبیر کہو جب وہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّالِیْن کہے تو تمہیں آمین کہنا چاہیے۔اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول کرے گا۔جب امام اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے تو تم بھی تکبیر کہتے ہوئے رکوع کرو کیونکہ امام تم سے پہلے رکوع کے لیے جھکتا ہے اور تم سے پہلے رکوع سے سر اٹھاتا ہے ۔امام کا پہلے رکوع سے اٹھنا اس کے پہلے جانے کی وجہ سے ہے ۔جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو کہو !اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ "الٰہی تیرے لیے ہی تمام تعریفات ہیں"۔ اللہ تعالیٰ تمہاری نماز کو سنتا ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور قتادہ رضی اللہ عنہ یہ الفاظ بھی ذکر کرتے ہیں کہ جب امام قرأت کرے تو خاموشی اختیار کرو۔

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے ان ارشادات میں آمین کی اہمیت اور فضیلت بیان ہو رہی ہے۔اور آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب امام آمین کہے تو تمہیں بھی آمین کہنے چاہئے۔اس سے یہ بات بھی بالکل عیاں ہے کہ جب امام بلند آواز سے سورۃ الفاتحہ پڑھ رہا ہو تو اسے آمین بھی بلند آواز سے کہنی چاہیے۔مستند روایات سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ کی آمین سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اتنی بلند

آواز سے آمین کہتے تھے جس سے مسجد میں گونج پیدا ہو جاتی۔ امام کی وَلَا الضَّالِّيْن سن کر اونچی آواز سے آمین نہ کہنا رسول کریم ﷺ کی سنت کی خلاف ورزی ہے۔ لیکن اس آواز میں اخلاص اور سوز وگداز ہونا لازم ہے۔ چیخ کے انداز میں آمین کہنا نماز کے وقار اور آداب کے برخلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ اس امت کو افراط وتفریط سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقْرَأُ فِی الظُّهْرِ فِیْ الْاُوْلَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتٰبِ وَسُوْرَتَیْنِ وَ فِیْ الرَّکْعَتَیْنِ الْاُخْرَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَیُسْمِعُنَا الْاٰیَةَ اَحْیَانًا وَّیُطَوِّلُ فِی الرَّکْعَةِ الْاُوْلٰی مَا لَا یُطِیْلُ فِی الرَّکْعَةِ الثَّانِیَةِ وَھٰکَذَا فِی الْعَصْرِ وَھٰکَذَا فِی الصُّبْحِ. (متفق علیه)331-6

حضرت ابو قتادہؓ رسول محترم ﷺ کی نماز کا تذکرہ کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں الحمد اور دو سورتیں ملایا کرتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں صرف فاتحہ ہی پڑھا کرتے تھے۔ کبھی کبھار کچھ آیات ہمیں سنایا کرتے تھے۔ ہمیں بھی سنوایا کرتے تھے۔ پہلی رکعت دوسری سے نسبتاً طویل ہوتی تھی۔ اسی طرح عصر اور فجر کی نماز ادا کرتے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

حضرت ابوقتادہؓ نے یہاں صبح اور عصر کی نماز کے بارے میں بتلایا ہے کہ نبی محترم ﷺ پہلی رکعتیں لمبی اور دوسری ہلکی رکھتے۔ جب کہ دوسری روایات سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ تمام نمازیں اس طرح ہی پڑھا کرتے کہ پہلی رکعت دوسری سے لمبی ہوتی تھی۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّؓ قَالَ کُنَّا نَحْزُرُ قِیَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَحَزَرْنَا قِیَامَهٗ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ مِنَ الظُّهْرِ قَدْرَ قِرْآءَةِ آلٓمّٓ تَنْزِیْلُ السَّجْدَةَ وَفِیْ رِوَایَةٍ فِیْ کُلِّ رَکْعَةٍ قَدْرَ ثَلٰثِیْنَ اٰیَةً وَّحَزَرْنَا قِیَامَهٗ فِی الْاُخْرَیَیْنِ قَدْرَ النِّصْفِ مِنْ ذَالِکَ وَّحَزَرْنَا فِیْ الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلٰی قَدْرِ قِیَامِهٖ فِی الْاُخْرَیَیْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَفِی الْاُخْرَیَیْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَی النِّصْفِ مِنْ ذَالِکَ. (مسلم)332-7

حضرت ابوسعید خدریؓ ذکر کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کی ظہر اور عصر کی نماز کے قیام کا اندازہ لگاتے تھے۔ کبھی آپ کی ظہر کی نماز کی پہلی دو رکعت کی طوالت اس قدر ہوتی کہ اندازہ ہوتا تھا کہ آپ ﷺ نے سورہ سجدہ کے برابر تلاوت کی ہوگی۔ دوسری روایت میں ہے کہ ہر رکعت میں تیس آیات کے برابر قراءت کرتے جبکہ پہلی دو کی نسبت دوسری رکعات کا قیام نصف کے قریب ہوتا۔ اسی طرح نماز عصر کی پہلی دو رکعتیں ظہر کی پچھلی رکعتوں جیسی ہوتیں اور عصر کی دوسری رکعتیں اس سے نصف کے برابر ہوا کرتی تھیں اور ظہر اور عصر کی آخری دو رکعتیں پہلی رکعتوں سے آدھی ہوتیں۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺقَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَءُ فِي الظُّهْرِ بِاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَفِي رِوَايَةٍ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِي الْعَصْرِ نَحْوَ ذَالِكَ وَفِي الصُّبْحِ اَطْوَلَ مِنْ ذَالِكَ. (مسلم)333-8

حضرت جابر بن سمرہ ﷺ آپ ﷺ کی نماز کا تذکرہ کرتے ہیں کہ آپ ظہر میں واللّیل اذا یغشی اور کبھی سبح اسم ربّک الاعلی کی تلاوت کرتے اور عصر میں بھی ایسی ہی سورتیں تلاوت کرتے تھے لیکن صبح کی نماز اس سے لمبی ہوا کرتی تھی۔ (مسلم)

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ﷺقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ. (متفق عليه)334-9

حضرت جبیر بن مطعم ﷺ کہتے ہیں میں نے رسول محترم ﷺ سے سنا آپ مغرب کی نماز میں سورۃ الطّور کی تلاوت کر رہے تھے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا. (متفق عليه)335-10

حضرت ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے مغرب کی نماز میں رسول کریم ﷺ سے المرسلات عرفا کی تلاوت سنی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺقَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَاتِيْ فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ فَصَلّٰى لَيْلَةً مَّعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعِشَآءَ ثُمَّ اَتٰى قَوْمَهُ فَاَمَّهُمْ فَافْتَتَحَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَانْحَرَفَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى وَحْدَهُ وَانْصَرَفَ فَقَالُوْا لَهُ اَنَافَقْتَ يَا فُلَانُ قَالَ لَا وَاللّٰهِ وَلَاٰتِيَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَلَاُخْبِرَنَّهُ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا اَصْحَابُ نَوَاضِحَ نَعْمَلُ بِالنَّهَارِ وَاِنَّ مُعَاذًا صَلّٰى مَعَكَ الْعِشَآءَ ثُمَّ اَتٰى قَوْمَهُ فَافْتَتَحَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مُعَاذٍ وَّقَالَ يَا مُعَاذُ اَفَتَّانٌ اَنْتَ اِقْرَأْ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى. (متفق عليه)336-11

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ معاذ بن جبل ﷺ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے اور پھر اپنے قبیلے کی جا کر امامت کرواتے۔ جناب معاذ ﷺ نے ایک رات آپ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی اور پھر اپنی قوم کو عشاء کی جماعت کروائی جس میں انہوں نے سورۃ بقرہ پڑھنی شروع کردی۔ جب وہ کافی تلاوت کر چکے تو ایک آدمی سلام پھیر کر اپنی الگ نماز پڑھ کر مسجد سے نکل گیا تو لوگوں نے اسے منافق گردانا۔ اس نے کہا میں ہرگز منافق نہیں ہوں۔ اللہ کی قسم میں اس بات کو رسول معظم ﷺ کے سامنے پیش کروں گا وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے۔ اے اللہ کے رسول! ہم سارا دن محنت کرتے ہیں اور معاذ آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد ہماری امامت کرواتے ہوئے سورۃ بقرہ کی تلاوت کرتے ہیں۔ یہ سن کر آپ معاذ کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں کہ اے معاذ کیا تم فتنہ پیدا کرنا چاہتے ہو؟ (والشمس وضحاها) (والضحى والیل اذا یغشٰی) (سبح اسم ربک الاعلی) پڑھا کرو۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ الْبَرَآءِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ

حضرت براء ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ

فِی الْعِشَآءِ وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ وَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ. (متفق علیه)12-337

سے عشاء کی نماز میں (والتین والزیتون) کی تلاوت سنی ۔میں نے اس سے زیادہ آج تک کسی کی خوب صورت آواز نہیں سنی۔(بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقْرَأُ فِی الْفَجْرِ بِقٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَنَحْوِهَا وَکَانَتْ صَلٰوتُهٗ بَعْدُ تَخْفِیْفًا. (مسلم)13-338

حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ صبح کی نماز میں ق. والقرآن المجید جیسی سورتیں تلاوت کرتے اور دوسری نمازیں اس سے ہلکی ہوا کرتی تھیں۔(مسلم)

عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَیْثٍؓ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ یَقْرَأُ فِی الْفَجْرِ وَاللَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ. (مسلم)14-339

حضرت عمرو بن حریثؓ کہتے ہیں میں نے فجر کی نماز میں نبی محترم ﷺ سے والیل اذا عسعس کی قرأۃ سنی۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّائِبِؓ قَالَ صَلّٰی لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصُّبْحَ بِمَکَّةَ فَاسْتَفْتَحَ سُوْرَةَ الْمُؤْمِنِیْنَ حَتّٰی جَآءَ ذِکْرُ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ اَوْ ذِکْرُ عِیْسٰی اَخَذَتِ النَّبِیَّ ﷺ سُعْلَةٌ فَرَکَعَ. (مسلم)15-340

حضرت عبداللہ بن سائبؓ بیان کرتے ہیں ہمیں مکہ معظّمہ میں رسولِ اکرم ﷺ صبح کی جماعت کرواتے ہوئے سورۂ مومنون کی تلاوت کررہے تھے جب آپ موسیٰ ہارون اور عیسیٰ آیت نمبر ۵۰ پر پہنچے تو آپ کو کھانسی شروع ہوئی تب آپ رکوع میں چلے گئے۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقْرَأُ فِی الْفَجْرِ یَوْ مَ الْجُمُعَةِ بِالٓمّٓ تَنْزِیْلُ فِی الرَّکْعَةِ الْاُوْلٰی وَفِی الثَّانِیَةِ هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ. (متفق علیه)16-341

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ جمعہ کے دن صبح کی نماز میں "الم تنزیل" پہلی رکعت میں اور هل اتی علی الانسان دوسری رکعت میں تلاوت کیا کرتے تھے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ رَافِعٍؒ قَالَ اُسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ اَبَا هُرَیْرَةَ عَلَی الْمَدِیْنَةِ وَخَرَجَ اِلٰی مَکَّةَ فَصَلّٰی لَنَا اَبُوْ هُرَیْرَةَ الْجُمُعَةَ فَقَرَأَ سُوْرَةَ الْجُمُعَةِ فِی السَّجْدَةِ الْاُوْلٰی وَفِی الْاٰخِرَةِ اِذَا جَآءَ کَ الْمُنَافِقُوْنَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقْرَأُ بِهِمَا یَوْمَ الْجُمُعَةِ .(مسلم)17-342

حضرت عبیداللہ بن ابی رافع ؓ بیان کرتے ہیں کہ مروان نے حضرت ابوہریرہؓ کو مدینہ کا گورنر بنایا اور خود مکہ معظّمہ کی طرف نکلا۔حضرت ابوہریرہؓ نے جمعہ کا خطبہ دیا اور پھر پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں "اذا جائک المنافقون" تلاوت کی اور فرمایا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے جمعہ کی نماز میں یہ دونوں سورتیں سنی ہیں۔(مسلم)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ

حضرت نعمان بن بشیرؓ ذکر کرتے ہیں رسول محترم

اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ قَالَ وَاِذَا اجْتَمَعَ الْعِيْدُ وَالْجُمُعَةُ فِيْ يَوْمٍ وَّاحِدٍ قَرَأَ بِهِمَا فِي الصَّلٰوتَيْنِ. (مسلم)343-18

ﷺ دونوں عیدوں کی نماز میں پہلی رکعت میں ''سبح اسم ربک الاعلی '' اور دوسری رکعت میں هَلْ اتٰک '' تلاوت کرتے تھے۔ جب عید اور جمعہ اکٹھے آتے تب بھی انہی سورتوں کی تلاوت کرتے۔ (مسلم)

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ؓ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ؓ سَأَلَ اَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ فِيْهِمَا بِقٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ. (مسلم)344-19

حضرت عبید اللہ ؓ اپنے والد گرامی عمر بن خطاب ؓ کے بارے میں کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو واقد لیثی ؓ سے سوال کیا کہ رسول کریم ﷺ نے عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز میں کونسی سورتیں تلاوت کی تھیں وہ جواباً عرض کرتے ہیں کہ آپ نے سورة ق والقرآن المجید'' اور سورۃ اقتربت الساعة '' کی تلاوت کی تھی۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ فِيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُلْ يَآ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَقُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ . (مسلم)345-20

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم نے صبح کی نماز میں قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْن اور قُلْ هُوَاللّٰهُ کی تلاوت کی۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَالَّتِيْ فِيْ اٰلِ عِمْرَانَ قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ. (مسلم)346-21

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فجر کی نماز میں '' قُوْلُوْا اٰمَنَّا وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا اور دوسری رکعت میں قُلْ يَا اَهْلَ الْكِتَاب تعالو '' سورہ آل عمران کی تلاوت کی۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

ا۔ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔ ۲۔ آمین بلند آواز سے کہنا رسول کریم ﷺ کی سنت ہے۔ ۳۔ نماز جمعہ کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلی دوسری رکعت میں هل اتک حدیث الغاشیه پڑھنی چاہیے اور نماز عیدین میں بھی یہ سورتیں پڑھنی چاہییں۔ جمعہ کے دن صبح کی پہلی رکعت میں سورۂ سجدہ اور دوسری رکعت میں سورۂ دھر پڑھنا سنت ہے۔ ۴۔ امام کو درمیانے درجے کی نماز پڑھانی چاہیے۔

بَابُ الرُّكُوعِ

رکوع کرنے کا طریقہ

نمازی رکوع کی حالت میں جھک کر کمر سیدھی اور برابر کر کے نظروں کو جھکاتے ہوئے اخلاص کے ساتھ پکارتا ہے۔ میرا رب ہر قسم کی کمزوری سے پاک اور بڑی ہی عظمت والا ہے۔ نمازی عملاً اپنے رب کی عظمت وجلالت کے سامنے خمیدہ کمر ہو کر اس کے احکامات کی ذمہ داریوں کا اقرار کرتا ہے کہ میں ان کو پورا کرنے کی مقدور بھر کوشش کرتا رہوں گا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے رکوع کرتے وقت آدمی کی کمر اور سر برابر ہونا چاہیے جو شخص جان بوجھ کر رکوع وسجود صحیح نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کو نظرِ قبولیت سے نہیں دیکھتا۔

الفصل الاوّل

پہلی فصل

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَقِيْمُوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللّٰهِ اِنِّي لَاَرٰكُمْ مِنْ بَعْدِيْ. (متفق عليه) 1-347

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا رکوع اور سجود ٹھیک طریقے سے کیا کرو اللہ کی قسم! میں اپنے پیچھے سے تمہیں دیکھتا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ الْبَرَاءِ ؓ قَالَ كَانَ رُكُوْعُ النَّبِيِّ ﷺ وَسُجُوْدُهٗ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُوْدَ قَرِيْبًا مِنَ السَّوَآءِ. (متفق عليه)348-2

حضرت براء ؓ ذکر کرتے ہیں سوائے قیام اور تشہد کے نبی اکرم ﷺ کے رکوع وسجود اور دو سجدوں کا درمیانی اور رکوع کے بعد کا وقفہ تقریباً برابر ہوا کرتا تھا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَامَ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ اَوْهَمَ ثُمَّ يَسْجُدُ وَيَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ اَوْهَمَ. (مسلم)349-3

حضرت انس ؓ نبی محترم ﷺ کی نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه کہتے تو اس قدر کھڑے رہتے کہ ہمیں گمان ہوتا کہ شاید آپ بھول گئے ہیں اور دو سجدوں کے درمیان بھی یوں محسوس ہوا کرتا تھا۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ يَتَاَوَّلُ الْقُرْاٰنَ. (متفق عليه)350-4

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں نبی اکرم ﷺ اپنے رکوع اور سجدوں میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے "اے اللہ تو پاک ہے اور تیرے ہی لیے حمد وستائش ہے الٰہی مجھے معاف فرما اور آپ قرآن مجید سے یہی مفہوم لیتے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی یہ بیان فرماتی ہیں کہ نبی اکرم

وَسُجُوْدِهٖ (سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوْحِ). (مسلم) 351-5

ﷺ اپنے رکوع اور سجود میں یہ دعا بھی پڑھا کرتے تھے ملائکہ اور جبرائیل امین کے رب ہر قسم کی تسبیح وتقدیس تیرے لیے ہے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلَا اِنِّی نُھِیْتُ اَنْ اَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاکِعًا وَسَاجِدًا فَاَمَّا الرُّکُوْعُ فَعَظِّمُوْا فِیْهِ الرَّبَّ وَاَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَھِدُوْا فِی الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ اَنْ یُّسْتَجَابَ لَکُمْ. (مسلم) 352-6

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا سنو مجھے رکوع اور سجود میں تلاوت قرآن مجید سے منع کیا گیا ہے لہٰذا تم رکوع میں رب کی عظمت اور سجدے میں کثرت سے تسبیحات پڑھا کرو۔ امید ہے تمہاری مناجات قبول ہوں گی۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا (اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ) فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰئِکَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ. (متفق علیہ) 353-7

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے تم رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہا کرو جس شخص کے الفاظ ملائکہ کی آواز سے ہم آہنگ ہو گئے اس کے سابقہ گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی ؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا رَفَعَ ظَھْرَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ قَالَ (سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْأُ السَّمٰوٰتِ وَمِلْأُ الْاَرْضِ وَمِلْأُ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ). (مسلم) 354-8

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ رسول کریم ﷺ کی رکوع کے بعد تسبیحات کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آپ جب رکوع سے کمر سیدھی فرماتے تو سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کے بعد یہ کلمات ادا کرتے اے اللہ! تیری حمد وستائش اس قدر ہے جس سے زمین وآسمان اور جو کچھ ان میں ہے وہ جس طرح تو چاہے لبالب بھر جائے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ قَالَ (اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْأُ السَّمٰوٰتِ وَمِلْأُ الْاَرْضِ وَمِلْأُ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ اَھْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَکُلُّنَا لَکَ عَبْدٌ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ).

حضرت ابو سعید خدری ؓ آپ ﷺ کے رکوع کے بارے میں ذکر کرتے ہیں کہ آپ رکوع میں یہ دعا بھی پڑھا کرتے تھے اے اللہ تیری حمد وستائش اس قدر ہے جس طرح زمین وآسمان اور ہر چیز کو تو نے بھرپور وجود بخشا ہے۔ تو ہی تعریف وتوصیف اور عظمت کے لائق ہے۔ تو اپنے بندے کی تعریف کا زیادہ سزاوار ہے ہم سب تیرے ہی بندے ہیں۔ الٰہی جو چیز تو روک لے وہ کوئی نہیں دے سکتا اور جس کو

(مسلم)355-9 تو عطا کرنا چاہے اس میں کوئی رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ کسی کا حسب ونسب اور مال ومتاع تیرے حکم کے بغیر فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ (مسلم)

عَنْ رِّفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ ﷺ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ وَرَآءَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقَالَ رَجُلٌ وَّرَآءَهُ (رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ) فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ اٰنِفًا قَالَ اَنَا قَالَ رَاَيْتُ بِضْعَةً وَّثَلٰثِيْنَ مَلَكًا يَّبْتَدِرُوْنَهَا اَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا اَوَّلُ. (بخاری)356-10

حضرت رفاعہ بن رافع ﷺ بیان کرتے ہیں ہم آپ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے ایک دن آپ نے اپنا سر جب رکوع سے یہ کہتے ہوئے اٹھایا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه تو آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہونے والے ایک شخص نے یہ الفاظ ادا کئے۔ اے ہمارے پالنہار تیری تعریفات بہت کثرت کے ساتھ ہیں جو پاک ہیں اور برکت کا باعث بھی۔ آپ نماز سے فارغ ہوئے تو استفسار فرمایا کہ ابھی کس شخص نے یہ الفاظ کہے ہیں۔ اس نے عرض کیا کہ میں نے یہ الفاظ ادا کئے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ میں نے تیس کے قریب ملائکہ کو دیکھا ہے کہ وہ یہ الفاظ لکھنے میں ایک دوسرے سے جلدی کرر ہے تھے۔ (بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ اِنَّ حُذَيْفَةَ رَاٰى رَجُلًا لَّا يُتِمُّ رُكُوْعَهُ وَلَا سُجُوْدَهُ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ مَا صَلَّيْتَ قَالَ وَاَحْسِبُهُ قَالَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِيْ فَطَرَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا ﷺ. (بخاری)357-11

جناب شقیقؒ کہتے ہیں حضرت حذیفہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے رکوع اور سجود کو پورا نہیں کیا۔ جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوا تو حضرت حذیفہ ﷺ نے اسے فرمایا کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ راوی کا کہنا ہے میرا خیال ہے کہ اس طرح ہی حضرت حذیفہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا اگر تو اس طرح ہی نمازیں پڑھتا ہوا فوت ہو جائے تو تیری موت رسول کریم ﷺ کے طریقے پر نہیں ہوگی۔ (بخاری)

خلاصۂ باب

ا۔ رکوع میں کمر سیدھی اور سجدے میں جسم کا بوجھ پیشانی اور ہاتھوں پر ہونا چاہیے۔

۲۔ رکوع کے بعد اور دو سجدوں کے درمیان مسنون دعائیں پڑھنی چاہییں۔

۳۔ رکوع اور سجدوں میں تلاوت قرآن سے منع کیا گیا ہے۔

۴۔ رکوع اور سجود پورا نہ کرنے والا رسول محترم ﷺ کے طریقے سے انحراف کرتا ہے۔

بَابُ السُّجُوْدِ وَ فَضْلِهٖ

سجدے کا طریقہ اور اس کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی سجدہ میں اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ یاد رکھیے کثرت سجود سے قلبی سکون، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور مرنے کے بعد جنت میں داخلہ نصیب ہوگا۔ ابلیس نے ایک سجدہ سے انکار کیا تو راندۂ درگاہ ہوا۔ ایمان کے دعوے دار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پانچ وقت سجدہ کرنے سے عملاً منکر ہوں تو انکی کیا سزا ہونی چاہیے؟

الفصل الاوّل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَالشَّعْرَ. (متفق عليه)358-1

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ. (متفق عليه)359-2

عَنِ الْبَرَآءِ ابْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَجَدْتَّ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ. (مسلم)360-3

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پیشانی بشمول ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں قدموں کی انگلیوں پر اور نماز میں کپڑوں اور بالوں کو سنوارنے سے منع کیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ سجدے میں اعتدال قائم رکھا جائے اور ان میں کتے کی طرح اپنے بازوؤں کو زمین پر نہ بچھایا جائے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں کہ جب تو سجدہ کرے تو اپنی ہتھیلیوں کو زمین پر رکھتے ہوئے کہنیاں اٹھا کر رکھو۔ (مسلم)

فہم الحدیث

طبعی کمزوری یا جسم بوجھل ہونے کی وجہ سے سجدہ کرنے والا اگر اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے ساتھ لگاتا ہے تو کوئی حرج نہیں لیکن جان بوجھ کر عورت ہو یا مرد پیٹ رانوں کے ساتھ لگا کر سجدہ کرے تو وہ سنت رسول ﷺ کی خلاف ورزی ہوگی۔ ایسے ہی سجدہ کرتے وقت پیشانی اور ہاتھوں پر بوجھ ڈالنے کے بجائے جسم کا دباؤ ایڑھیوں کی طرف کئے رکھنا جائز نہیں۔ سجدہ کے وقت کہنیاں اٹھا کر رکھنی چاہئیں۔ اس ارشاد گرامی میں اعتدال سے مراد سجدے کے انہی آداب کا خیال رکھنا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ

حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے سجدے کی حالت بیان کرتے ہیں کہ آپ اپنے دونوں ہاتھوں

حَتّٰـی یَبْـدُوَ بَیَـاضُ اِبْـطَیْــهِ. (متفق علیه)4-361

کے درمیان فاصلہ رکھتے یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جاسکتی تھی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ فِیْ سُجُوْدِهٖ (اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ کُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّـهٗ وَاَوَّلَـهٗ واٰخِـرَهٗ وَعَلَانِیَتَـهٗ وَسِرَّهٗ). (مسلم)5-362

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں نبی کریم ﷺ سجدوں میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ الٰہی! میرے چھوٹے بڑے، اگلے پچھلے، ظاہر اور پوشیدہ سب گناہ معاف فرما۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰـهُ عَنْهَا قَالَتْ فَقَدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَیْلَةً مِّنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهٗ فَوَقَعَتْ یَدِیْ عَلٰی بَطْنِ قَدَمَیْهِ وَهُوَ فِی الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوْبَتَانِ وَیَقُوْلُ (اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرَضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ). (مسلم)6-363

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں میں نے رسول محترم ﷺ کو ایک رات ان کے بستر سے الگ پایا۔ میں نے اپنے ہاتھوں سے آپ کو ٹٹولا تو میرے ہاتھ آپ کے دونوں قدموں کے درمیان آپ ﷺ کے پاؤں کو لگے آپ کے دونوں پاؤں مصلّے پر کھڑے تھے۔ آپ دعا مانگ رہے تھے۔ ”اے اللہ! میں تیری ناراضگی کی بجائے تیری رضا کا طلب گار ہوں۔ سزا کی بجائے معافی کا خواست گار ہوں اور میں تیری حفاظت چاہتا ہوں۔ مجھ میں تیری شایان شان تعریف کرنے کی طاقت وصلاحیت نہیں ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَکْثِرُوا الدُّعَآءَ. (مسلم)7-364

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ سجدہ میں اپنے رب کے قریب ہوتا ہے۔ سجدہ میں کثرت کے ساتھ دعا کیا کرو۔ (مسلم)

وَعَنْـهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَرَأَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّیْطَانُ یَبْکِیْ یَقُوْلُ یَا وَیْلَتٰی اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَیْتُ فَلِیَ النَّارُ. (مسلم)8-365

حضرت ابوہریرہ ﷺ ہی رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ذکر کرتے ہیں کہ جب ابن آدم سجدے کی آیات تلاوت کرتے ہوئے سجدہ میں پڑتا ہے۔ تو شیطان الگ ہوکر زاروقطار روتے ہوئے کہتا ہے، ہائے افسوس! ابن آدم کو سجدے کا حکم ہوا اور وہ سجدہ کر رہا ہے اور یہ جنت کا حق دار ٹھہرا جب کہ میں انکار کر کے جہنم کا ایندھن بن چکا ہوں۔ (مسلم)

عَنْ رَّبِیْعَةَ بْنِ کَعْبٍ ﷺ قَالَ کُنْتُ اَبِیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰـهِ ﷺ فَاَتَیْتُهٗ بِوَضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ

حضرت ربیعہ بن کعب ﷺ بیان کرتے ہیں میں رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کے لیے وضو کا پانی اور دیگر ضروریات

فَقَالَ لِیْ سَلْ فَقُلْتُ اَسْاَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّةِ قَالَ اَوْ غَیْرَذَالِکَ قُلْتُ هُوَ ذَاکَ قَالَ فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِکَ بِکَثْرَةِ السُّجُوْدِ. (مسلم)9-366

کے لیے حاضر ہوا کرتا تھا۔ایک دن ارشاد ہوا ربیعہ کچھ مانگنا چاہو تو مانگ لو۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت کا خواہش مند ہوں فرمایا کچھ اور مانگنا چاہو تو؟ میں نے عرض کیا بس جنت ہی کافی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر کثرت سجود سے میری معاونت کرو۔(مسلم)

عَنْ مَّعْدَانَ بْنِ طَلْحَةَ ﷺ قَالَ لَقِیْتُ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ اَعْمَلُهُ یُدْخِلُنِیَ اللّٰهُ بِهِ الْجَنَّةَ فَسَکَتَ ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَسَکَتَ ثُمَّ سَاَلْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ سَاَلْتُ عَنْ ذَالِکَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عَلَیْکَ بِکَثْرَةِ السُّجُوْدِ لِلّٰهِ فَاِنَّکَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَکَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَّحَطَّ عَنْکَ بِهِمَا خَطِیْئَةً قَالَ مَعْدَانُ ثُمَّ لَقِیْتُ اَبَا الدَّرْدَآءِ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ لِیْ مِثْلَ مَا قَالَ لِیْ ثَوْبَانُ. (مسلم)10-367

حضرت معدان بن طلحہ ﷺ کہتے ہیں میں نبی محترم ﷺ کے غلام حضرت ثوبان ﷺ سے مل کر عرض کرتا ہوں کہ مجھے ایسا عمل بتلایئے جس سے مجھے اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمادیں۔وہ خاموش ہوگئے۔ میں نے پھر سوال کیا تب بھی انہوں نے خاموشی اختیار فرمائی۔تیسری دفعہ میرے عرض کرنے پر فرمایا تجھے کثرت کے ساتھ اللہ کے حضور سجدے ادا کرنے چاہییں۔جب تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے سجدے کرے گا،اللہ تعالیٰ تیرے درجات کو بلند اور تیرے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔ جناب معدان رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے ابودرداء ﷺ سے ملاقات کی اور ان سے یہی سوال عرض کیا۔اور انہوں نے بھی مجھے وہی جواب عنایت فرمایا جو حضرت ثوبان ﷺ نے دیا تھا۔(مسلم)

خلاصۂ باب

ا۔رکوع کے بعد اور سجدوں کے درمیان مسنون دعائیں پڑھنی چاہئیں۔۲۔کثرت سجود سے مراد نوافل ہیں۔۳۔سجدے میں کثرت سے تسبیحات پڑھنی چاہئیں۔۴۔سجدہ سات ہڈیوں پر کرنے کا حکم ہے۔۵۔سجدے میں کہنیاں اٹھا کر رکھنی چاہئیں۔ ۶۔سجدے میں جسم کا بوجھ پیشانی کی جانب ہونا چاہیے۔۷۔جسمانی مجبوری کے سوا عورت اور مرد کے سجدہ اور نماز کی ادائیگی میں شرعاً کوئی فرق نہیں پردہ کے سوا۔۸۔نمازی کے سجدہ کے وقت شیطان روتا ہے۔۹۔نوافل ربِّ کریم کا قرب اور جنت میں داخلے کی ضمانت ہیں۔۱۰۔قرأت کے دوران قرآن مجید میں سجدوں کے مقامات پر سجدہ کرنا چاہیے۔

بَابُ التَّشَهُّدِ

التحیات

نماز کی حالت میں نمازی اللہ کے حضور چار حالتوں میں پیش ہوتا ہے وہ اللہ اکبر کہتے ہوئے اس کی کبریائی کا اعتراف کرنے کے ساتھ ہی رفع الیدین یعنی ہاتھ اٹھا کر اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ اے زمین وآسمان کے مالکِ حقیقی! میں تیری بارگاہ میں پہنچ کر ہر چیز سے دستبردار ہوتا ہوں اور ہاتھ اٹھا کر تیری کبریائی کا اعتراف کرتا ہوں پھر وہ اپنے ہاتھ سینے پر باندھ لیتا ہے گویا کہ وہ بے بسی اور بے چارگی کا مجسمہ بن چکا ہے اس کے باوجود بھی وہ اپنے آپ کو کسی کمزوری سے مبرا نہیں سمجھتا بلکہ ہر قسم کی پاکی، حمد وستائش، تعریف اور توصیف اس خالق کائنات کی ذات مقدسہ کی طرف منسوب اور بیان کر کے رکوع کی حالت میں جھک کر اس کی پاکیزگی اور عظمت کی تسبیحات کرنے کے بعد اس بات پر یقین رکھتے ہوئے سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے کہ میرے اللہ نے میری معروضات' تعریف وتوصیف کو سن لیا ہے۔ اس کے بعد وہ بارگاہ ایزدی میں اپنی جبینِ نیاز زمین پر رکھ کر اس کے بلند وبالا ہونے کا اقرار اپنی درماندگی کا اظہار اور گناہوں کا اعتراف کرتا ہے۔ آخر میں وہ انتہائی عاجزی اور حاجت مند فقیر کی طرح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دھرنا دے کر عرض گزار ہوتا ہے کہ اے اللہ! ساری عبادتیں تیری ہی ذات کے لیے ہیں اس کے بعد نمازیوں اور تمام صالح بندوں' رسول کریم کی ذات پر فیوض وبرکات کو جاری رکھنے کی درخواست کرتے ہوئے۔ سلام پھیرنے کی صورت میں وہ دائیں بائیں اس بات کا پیغام دیتا ہے کہ میں اپنے گردو پیش کے لئے سلامتی کا طلب گار ہوں۔

الفصل الاوّل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَعَقَدَ ثَلٰثَةً وَّخَمْسِيْنَ وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ كَانَ اِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ اِصْبَعَهُ الْيُمْنٰى الَّتِيْ تَلِي الْاِبْهَامَ يَدْعُوْ بِهَا وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهٖ بَاسِطَهَا عَلَيْهَا. (مسلم)368-1

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول کریم ﷺ جب التحیات میں بیٹھتے تو اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر اور دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر رکھتے ہوئے ترپن کا ہندسہ بناتے ہوئے انگشت سے اشارہ کرتے اور مسلم میں دوسری جگہ اس طرح بیان ہوا ہے کہ جب آپ تشہد میں بیٹھتے تو اپنی دونوں ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھتے اور دائیں ہاتھ کی انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی اٹھائے رکھتے اور اس کے ساتھ اشارہ کرتے لیکن بائیں ہتھیلی بائیں گھٹنے پر بند رکھنے کی بجائے ہاتھ کھلا رکھتے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہماری طرح دونوں ہاتھوں پر شمار کی بجائے عرب دائیں ہاتھ پر ہی کسی چیز کی گنتی کیا کرتے

تھے وہ دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کی طرف سے تین انگلیوں پر تین دفعہ گنتی کر کے دسویں ہندسے کوشمار کرنے کے لیے انگوٹھے کو تشہد کی انگلی کے سرے پر رکھتے کہ اس طرح ترپین کا ہندسہ بن جاتا ہے۔اس حدیث میں ہاتھ کی اسی شکل کا ذکر ہوا ہے اس کو سمجھنے کے لئے کسی جیّد عالم سے رجوع کرنا چاہیے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَعَدَ يَدْعُوْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ وَوَضَعَ اِبْهَامَهُ عَلٰى اِصْبَعِهِ الْوُسْطٰى وَيُلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرٰى رُكْبَتَهُ. (مسلم)369-2

حضرت عبداللہ بن زبیر ﷺ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو اپنے دائیں ہتھیلی کو دائیں ران اور بائیں ہتھیلی کو بائیں ران پر رکھتے اور انگشت شہادت کے ساتھ اشارہ کرتے اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو تیسری انگلی کے ساتھ ملا کر رکھتے اور بائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں گھٹنے کو پکڑے رکھتے۔(مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قِبَلَ عِبَادِهِ السَّلَامُ عَلٰى جِبْرَئِيْلَ السَّلَامُ عَلٰى مِيْكَائِيْلَ السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ قَالَ لَا تَقُوْلُوا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَاِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ فَاِنَّهُ اِذَا قَالَ ذٰلِكَ اَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ اَعْجَبَهُ اِلَيْهِ فَيَدْعُوْهُ. (متفق عليه)370-3

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں ہم نے نبی محترم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی تو ہم نے یہ الفاظ ادا کئے کہ اللہ کے بندوں کی طرف سے اللہ پر، جبریل، میکائیل اور فلاں پر سلام ہو۔آپ نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف چہرۂ مبارک کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آئندہ السلام علی اللہ مت کہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات' سرچشمہ رحمت ہے۔جب تم نماز میں التحیات میں بیٹھو تو اس طرح پڑھا کرو۔''تمام زبانی، جسمانی اور مالی عبادات اللہ کے لیے ہیں۔اے نبی! آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی، رحمت اور برکات نازل ہوں ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر بھی سلام اور رحمت ہو۔جب وہ یہ کہتا ہے۔تو یہ دعا زمین و آسمان میں تمام صالح بندوں کے لیے ہو جاتی ہے۔میں گواہی دیتا ہوں کہ صرف اللہ ہی معبود برحق ہے اور میں اس بات پر بھی گواہ ہوں کہ حضرت محمد اللہ کا بندہ اور رسول ہے۔اس کے بعد التحیات میں جو چاہے دعا مانگ سکتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں رسول

كَـانَ رَسُـوْلُ اللّٰـهِ ﷺ يُـعَـلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ فَكَانَ يَقُوْلُ التَّحِيَّاتُ الْـمُبَـارَكَـاتُ الـصَّـلَـوَاتُ الطَّيِّبٰتُ لِلّٰهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا الـلّٰـهُ وَاَشْهَـدُ اَنَّ مُـحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (رَوَاهُ مُسْلِم) 4-371

محترم ﷺ ہمیں قرآن مجید کی طرح التحیات کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ آپ کہا کرتے تھے تمام بابرکت زبانی' جسمانی اور مالی عبادات اللہ کے لیے ہیں اے نبی آپ پر اللہ کی طرف سے سلام، رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔ ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر بھی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں''۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ نمازی التحیات اور درود پڑھنے کے بعد تشہد میں عربی میں جو چاہے دعا مانگ سکتا ہے۔

۲۔ کلمۂ شہادت پر انگشتِ شہادت سے اشارہ کرنا چاہیے۔

۳۔ مسلسل انگلی ہلانے سے اپنی نہیں دوسرے کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے۔

۴۔ دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر سیدھا رکھنا بھی جائز ہے۔

۵۔ ابتدا ہی سے دائیں ہاتھ کو گھٹنے پر بند رکھنا اور بائیں ہاتھ سے بایاں گھٹنا پکڑے رکھنا سنت ہے۔

بَابُ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ وَفَضْلِھَا

نبی اکرم پر درود اور اس کے فضائل

نماز کے آخر میں بندۂ مومن محسنِ انسانیت اور سرورِ دو عالم ﷺ کا نامِ نامی لے کر بارگاہ ایزدی میں اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے التجا کرتا ہے کہ اے اللہ! اس شخصیت گرامی پر بے انتہا اور لامحدود فضل و کرم کی برکھا کا سلسلہ جاری رکھنا جن کی عظیم محنت اور جدوجہد سے تیری ہدایت ہمیں حاصل ہوئی۔ آپ اگر اس قدر پُر خلوص محنت نہ کرتے تو یقیناً دنیا گمراہی اور ضلالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتی رہتی اور تا قیامت انسانیت رشد و ہدایت سے محروم رہتی پھر ان کے لئے بھی نمازی اللہ تعالیٰ کا کرم و فضل مانگتا ہے جو نبی محترم ﷺ کی ذات پر ایمان اور آپ کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے جدوجہد کرتے رہے اس کے ساتھ ہی دنیا کی عظیم ترین اور مسلمہ شخصیّت حضرت ابراہیم اور ان کی آل کا نام لے کر ان کی بے مثال کوششوں کا اعتراف کر کے بالواسطہ دعا کرتا ہے۔ جنہوں نے اس دنیا کو الٰہی رشد و ہدایت سے منوّر کرنے اور انسانیت کی بھلائی کے لئے بے مثال قربانیاں دیں۔ ان پر اور ان کی آل پر رحمتیں ہوں۔

الفصل الاوّل

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی رضی اللہ عنہ قَالَ لَقِیَنِیْ کَعْبُ ابْنُ عُجْرَۃَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ اَلَا اُھْدِیْ لَکَ ھَدِیَّۃً سَمِعْتُھَا مِنَ النَّبِیِّ ﷺ فَقُلْتُ بَلٰی فَاَھْدِ ھَالِیْ فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) 1-372

پہلی فصل

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہوں نے فرمایا کیا میں آپ کو ایسا تحفہ پیش نہ کروں جو مجھے رسول کریم ﷺ سے ملا تھا؟۔ میں نے عرض کیا کہ ضرور عنایت فرمائیں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول معظم ﷺ سے عرض کیا تھا۔ اے اللہ کے رسول! ہم اہل بیت پر کس طرح سلام پڑھیں کیونکہ آپ پر درود بھیجنے کا سلیقہ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتلا دیا ہے ارشاد ہوا تم اس طرح درود و سلام پڑھا کرو۔ اے اللہ محمد اور محمد کی آل پر رحمتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور ان کی آل پر رحمتوں کا نزول فرمایا۔ بلاشبہ تو حمد و ستائش کے لائق اور عظمت و بزرگی کا مالک ہے۔ الٰہی! محمد اور آپ کی آل پر برکتیں نازل ہوں حضرت ابو حمید جیسے ابراہیم اور آپ کے تابع داروں پر برکات کا نزول ہوا۔ بلاشبہ تو حمد و ستائش کے لائق اور عظمت و بزرگی کا مالک ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ ﷛ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. (متفق علیه)2-373

السّاعدی ﷛ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے آپ سے عرض کیا ہم کس طرح آپ کے لیے درود پڑھیں جواباً ارشاد فرمایا کہ تمہیں اس طرح درود پڑھنا چاہیے ”اے اللہ! محمد اور آپ کی ازواج اور ان کی اولادوں پر رحمتیں نازل فرما جیسے کہ تو نے خاندانِ ابراہیم پر رحمتیں نازل فرمائیں۔ محمد اور آپ کے اہل خانہ پر اس طرح برکتیں نازل ہوں جیسے ابراہیم کے اہل خانہ پر نازل کی گئیں۔ یقیناً تو تعریف اور بزرگی کے لائق ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدَةً صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ عَشْرًا. (مسلم)3-374

حضرت ابو ہریرہ ﷛ رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جس نے آپ کی ذات گرامی پر ایک مرتبہ درود پڑھا رب کریم اس پر دس مرتبہ رحمتیں فرمائیں گے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ نماز میں درود ابراہیمی پڑھنا چاہیے۔

۲۔ آپ پر وہی درود پڑھنا چاہیے جو آپ کو پسند اور جس کے الفاظ آپ سے ثابت ہیں۔

۳۔ من گھڑت درود آپ کی شانِ اقدس کے منافی ہیں۔

۴۔ درود پڑھو ضرور پڑھو مسنون پڑھو۔

بَابُ الدُّعَاءِ فِی التَّشَهُّدِ

آخری تشہد میں دعائیں

نمازی نہایت ادب واحترام کے ساتھ دوزانو بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مقدسہ میں نذرانہ محبت واطاعت پیش کرتے ہوئے اس عہد نامے کی تجدید کرتا ہے۔ کہ اے مالک وخالق! تمام عبادتیں اور اطاعتیں صرف تیرے لیے ہیں پھر اللہ کے حضور نبی مکرم پر گلدستہ درود، سلام پیش کرنے کی درخواست کرتا ہے۔ کیونکہ تمام عبادتوں کی رہنمائی انہی کی جدوجہد کا نتیجہ ہے آخر میں اپنی اور ملت اسلامیہ حتی کہ مدفون نیک بندوں کیلئے سلامتی کی التجا کرتے ہوئے شہادت کی انگلی اٹھانے کیساتھ وہ پکار اٹھتا ہے کہ میں دل وجان کے ساتھ اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تیری ذات کبریا کا کوئی ہمسر اور شریک نہیں اور نہ ہی رسول مکرم جیسا کوئی ہادی ورہنما ہے۔ حدیث پاک میں موجود ہے کہ جب کوئی نماز میں تشہد کے لیے انگلی اٹھائے تو اس کی توجہ بھی انگلی پر مرکوز ہونی چاہیے۔

الفصل الاوّل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَدْعُوْ فِی الصَّلٰوۃِ یَقُوْلُ (اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْمَأْثَمِ وِمِنَ الْمَغْرَمِ) فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ مَّا اَکْثَرَ مَا تَسْتَعِیْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَکَذَبَ وَوَعَدَ فَاَخْلَفَ. (متفق علیه)375-1

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا فَرَغَ اَحَدُکُمْ مِّنَ التَّشَهُّدِ الْاٰخِرِ فَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ مِّنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ. (مسلم)376-2

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول معظم ﷺ تشہد میں یہ دعائیں مانگا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری حفاظت چاہتا ہوں۔ اور میں مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ میں زندگی اور موت کی آزمائشوں سے تیری عافیت کا طلب گار ہوں۔ الٰہی میں تیری نافرمانی اور قرض سے بچنے کے لیے تیری پناہ کا خواست گار ہوں۔ آپ سے کسی نے استفسار کیا کہ آپ اکثر قرض سے پناہ مانگتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اکثر دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ مقروض آدمی غلط بیانی اور وعدہ خلافی کرتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول معظم ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں جب کوئی آخری تشہد پڑھنے سے فارغ ہو تو اسے اللہ کے حضور چار چیزوں سے پناہ طلب کرنی چاہیے۔ (۱) عذاب جہنم، (۲) عذاب قبر، (۳) موت وحیات کی مشکلات اور (۴) مسیح دجال کے فتنے سے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ کَمَا یُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یَقُوْلُ قُوْلُوْا (اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ). (مسلم)377-3

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ اس دعا کی اس طرح تعلیم دیتے جیسے قرآن مجید کی سورت کی تعلیم دیا کرتے ۔ارشاد ہوتا لوگو! اس طرح دعا کیا کرو۔ ’’اے اللہ میں عذاب جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں ،عذاب قبر سے آپ کی حفاظت چاہتا ہوں۔ مسیح دجال کے فتنے سے امان مانگتا ہوں ۔موت وحیات کی سختیوں سے تیرے دامنِ عافیت کا طلب گار ہوں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ ؓ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِیْ دُعَاءً اَدْعُوْ بِهٖ فِیْ صَلٰوتِیْ قَالَ قُلْ (اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ). (متفق علیه)378-4

حضرت ابوبکر صدیق ؓ فرماتے ہیں میں نے رسول محترم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے التحیات میں کیا دعا مانگنی چاہیے۔ فرمایا یہ دعا مانگا کرو۔ ’’اے اللہ! میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کئے ہیں۔ تیرے بغیر میرے گناہوں کو کوئی بھی معاف نہیں کرسکتا۔ اپنے کرم سے مجھے معاف فرمادیجئے ۔اور مجھ پر رحمت فرما یقیناً تو ہی معاف کرنے والا رحم فرمانے والا ہے‘‘۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ ؓ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ کُنْتُ اَرٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُسَلِّمُ عَنْ یَّمِیْنِهٖ وَعَنْ یَّسَارِهٖ حَتّٰی اَرٰی بَیَاضَ خَدِّهٖ. (مسلم)379-5

حضرت عامر اپنے والد گرامی حضرت سعد ؓ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول محترم ﷺ کو دیکھا جب آپ دائیں بائیں سلام پھیرتے تو آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی نظر آیا کرتی تھی۔ (مسلم)

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلّٰی صَلٰوةً اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْهِهٖ. (بخاری)380-6

حضرت سمرہ بن جندب ؓ روایت کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوتے تو اپنا چہرۂ مبارک ہماری طرف فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَنْصَرِفُ عَنْ یَّمِیْنِهٖ. (مسلم)381-7

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ سلام پھیرنے کے بعد دائیں جانب سے پھرتے ہوئے ہماری طرف متوجہ ہوتے۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ لَا یَجْعَلْ اَحَدُکُمْ لِلشَّیْطَانِ شَیْئًا مِنْ صَلٰوتِهٖ یَرٰی اَنَّ

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں کوئی امام اپنی نماز میں شیطان کو حصہ دار نہ بنائے۔ کہ وہ ہمیشہ

حَقًّا عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَنْصَرِفَ اِلَّا عَنْ يَّمِيْنِهٖ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَثِيْرًا يَّنْصَرِفُ عَنْ يَّسَارِهٖ. (متفق عليه)382-8

دائیں جانب سے ہی نمازیوں کی طرف چہرہ پھیرے جبکہ میں نے بے شمار مرتبہ رسول محترم ﷺ کو بائیں جانب سے پھرتے ہوئے دیکھا ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنِ الْبَرَآءِ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَحْبَبْنَا اَنْ نَّكُوْنَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ قَالَ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ (رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ اَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ). (مسلم)383-9

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم رسول محترم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہم اس بات کو پسند کیا کرتے تھے کہ ہم آپ کے دائیں جانب ہوں اور آپ اپنے چہرے کے ساتھ ہماری طرف پھریں۔ جناب براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا۔''اے میرے رب! مجھے اس دن اپنے عذاب سے محفوظ فرمانا جس دن تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا''۔(مسلم)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ النِّسَاءَ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كُنَّ اِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ قُمْنَ وَثَبَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْ صَلّٰى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَآءَ اللّٰهُ فَاِذَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ الرِّجَالُ(رواه البخاری)384-10

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عہد رسالت میں عورتیں جب فرض نماز سے سلام پھیرتیں تو فوراً کھڑی ہو جایا کرتی تھیں۔لیکن رسول محترم ﷺ اور آپ کے رفقا جب تک اللہ چاہے بیٹھے رہتے یہاں تک کہ آپ کے اٹھنے کے ساتھ نمازی بھی اٹھا کرتے تھے۔(بخاری)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں خواتین مسجد نبوی میں آ کر نماز ادا کیا کرتی تھیں۔سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کچھ دیر ٹھہرے رہتے تاکہ معزز خواتین مسجد سے نکل جائیں۔اس طرح پردے کے مسائل اور مردوں کے ساتھ خلط ملط ہونے سے عورتیں محفوظ ہو جایا کرتی تھیں۔

خلاصۂ باب

۱۔ امام سلام کے پھیرنے کے بعد جس طرف سے چاہے مقتدیوں کی جانب منہ پھیر سکتا ہے۔

۲۔ سلام کے بعد امام کا قبلہ رخ ہی چہرہ کیے رکھنا سنت کے خلاف ہے۔

۳۔ التحیات میں مسنون دعائیں کرنا زیادہ بہتر ہے البتہ عربی میں دوسری دعائیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ

فرض نماز کے بعد وظائف

نبی کریم ﷺ سلام پھیرنے کے بعد سب سے پہلے بلند آواز سے اللہ اکبر کہتے۔ اوراس کے بعد تین مرتبہ استغفر اللہ پڑھا کرتے تھے۔ اللہ اکبر کہنے کا فلسفہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ الٰہی میں تیرا عاجز اورنہایت ہی کمزور بندہ ہوں۔ تیری حمدو ستائش اور عبادت جس طرح کرنی چاہیے تھی وہ مجھ سے نہیں ہوسکی۔ میں اپنی کمزوری کا اعتراف کرتا ہوں تیری ذات بڑی ہی بلندو بالا ہے اگر کوئی تیری عبادت کا حق ادا کرنا چاہے تو وہ اس کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ اس طرح عبادت کی ادائیگی میں سرزد ہونے والی کمزوریوں اور ہر قسم کی غلطیوں کی معافی چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ ان تسبیحات کے بعد پھر دوسری دعائیں پڑھا کرتے تھے۔ افسوس! بعض مساجد میں سلام پھیرنے کے بعد تکبیر اور استغفار کرنے کی بجائے لا الہ الا اللہ کا ورد کرواتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کلمہ طیبہ پڑھنا بڑا مبارک اور افضل ہے لیکن نماز کے فورا بعد سنت کے مطابق تسبیحات پڑھنا زیادہ افضل ہیں اور جہاں تک ممکن ہو نماز کی جگہ پر بیٹھ کر ذکر و اذکار کرنے چاہییں۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تک نمازی اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا ذکر کرتا ہے ملائکہ اسکے لیے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

الفصل الاوّل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ کُنْتُ اَعْرِفُ انْقِضَآءَ صَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ بِالتَّکْبِیْرِ .(متفق علیہ)385-1

عَنْ عَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا سَلَّمَ لَمْ یَقْعُدْ اِلَّا مِقْدَارَ مَا یَقُوْلُ (اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ).

(مسلم)386-2

عَنْ ثَوْبَانَ ﷺ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِہٖ اسْتَغْفَرَ ثَلٰثًا وَّقَالَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ. (مسلم)387-3

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے اختتام کو اللہ اکبر کے ساتھ پہچانا کرتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں رسولِ محترم ﷺ سلام پھیرنے کے بعد مصلّے پہ اس قدر ضرور تشریف فرما رہتے کہ اس اثنا میں یہ کلمات پڑھے جاسکتے۔ ”اے اللہ! ہر قسم کی سلامتی کے مالک اور تیری عنایت سے ہی خیر و عافیت حاصل ہوتی ہے تیری ذات بڑی ہی بابرکت اور عظمت واحترام کی لائق ہے۔“ (مسلم)

حضرت ثوبان ﷺ بیان کرتے ہیں نبی محترم ﷺ نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفر اللہ پڑھتے اوراس کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ ”اے اللہ! تو ہر قسم کی سلامتی کا مالک اور تیری طرف سے ہی خیر و عافیت حاصل ہوتی ہے تیری ذات

بڑی ہی بابرکت اور عظمت واکرام کے لائق ہے۔" (مسلم)

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ). (متفق عليه)388-4

حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷺ ذکر کرتے ہیں نبی کریم ﷺ فرض نماز کے بعد اکثر یہ کلمات ادا فرمایا کرتے تھے۔"صرف ایک اللہ ہی معبود حق ہے اس کا کسی لحاظ سے کوئی شریک نہیں اس کی حکمرانی ہے، وہی تعریفات کے لائق ہے اور وہ ہر چیز پر اقتدار اور اختیار رکھنے والا ہے۔ الٰہی جسے تو کوئی چیز عنایت فرمائے اسے کوئی نہیں روک سکتا اور جو تو روک لے وہ کوئی دے نہیں سکتا۔ تیری کبریائی کے مقابلے میں کسی بڑے کی بڑائی فائدہ نہیں دے سکتی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلٰوتِهٖ يَقُوْلُ بِصَوْتِهِ الْاَعْلٰى لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَّا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَآءُ الْحَسَنُ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ. (مسلم)389-5

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نماز سے سلام پھیرتے تو بلند آواز سے یہ کلمات ادا کرتے "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہر اعتبار سے یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی حکمرانی ہے اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کی طاقت اور اختیار کے بغیر کسی کے پاس کوئی طاقت نہیں سوائے اللہ کے نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا۔۔۔۔۔ ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ یہ نعمتیں اسی کی ہیں ہر فضیلت اور اچھی تعریف اسی کے لیے ہے۔ اس کے بغیر کوئی مسجود و معبود نہیں ہم خلوص کے ساتھ اسی کی تابع داری کرنے والے ہیں چاہے کافروں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔ (مسلم)

عَنْ سَعْدٍ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ يُعَلِّمُ بَنِيْهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمٰتِ وَيَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ دُبُرَ الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ. (بخاری) 390-6

حضرت سعد ﷺ اپنے بیٹوں کو یہ دعائیں یاد کروایا کرتے تھے۔ سعد کہتے ہیں۔ اللہ کے رسول نماز کے بعد پناہ مانگا کرتے تھے۔"الٰہی میں بزدلی سے تیری حفاظت چاہتا ہوں، الٰہی میں کنجوسی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، الٰہی میں نہایت بے بس زندگی (بڑھاپے) سے پناہ مانگتا ہوں الٰہی میں دنیا کے شر اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ کا طلبگار رہوں۔ (بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ اِنَّ فُقَرَآءَ الْمُهَاجِرِيْنَ اَتَوْا

حضرت ابوہریرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ ایک دن غریب

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا قَدْ ذَهَبَ اَهْلُ الدُّ ثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰی وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ فَقَالَ وَمَا ذَاکَ قَالُوْا يُصَلُّوْنَ کَمَا نُصَلِّیْ وَيَصُوْمُوْنَ کَمَا نَصُوْمُ وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَلَا نَتَصَدَّقُ وَيُعْتِقُوْنَ وَلَا نُعْتِقُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفَلَا اُعَلِّمُکُمْ شَيْئًا تُدْرِکُوْنَ بِهٖ مَنْ سَبَقَکُمْ وَتَسْبِقُوْنَ بِهٖ مَنْ بَعْدَکُمْ وَلَا يَکُوْنُ اَحَدٌ اَفْضَلَ مِنْکُمْ اِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ قَالُوْا بَلٰی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تُسَبِّحُوْنَ وَتُکَبِّرُوْنَ وَتَحْمَدُوْنَ دُبُرَ کُلِّ صَلٰوةٍ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ مَرَّةً قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ فَرَجَعَ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِيْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا سَمِعَ اِخْوَانُنَا اَهْلُ الْاَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوْا مِثْلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَيْسَ قَوْلُ اَبِیْ صَالِحٍ اِلٰی اٰخِرِهٖ اِلَّا عِنْدَ مُسْلِمٍ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِیِّ تُسَبِّحُوْنَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرًا وَّتَحْمَدُوْنَ عَشْرًا بَدَلَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ. 7-391

مہاجرلوگ اصحاب رسول کریم کی خدمت میں آ کے عرض کرتے ہیں کہ دولت مندلوگ آخرت کی نعمتوں اور درجات میں ہم سے بلند ہوں گے۔آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ کیسے؟تو غریب صحابہ عرض کرتے ہیں۔جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں۔ہم بھی روزے رکھتے ہیں اور وہ بھی روزے رکھتے ہیں لیکن وہ صدقہ وخیرات کرتے ہیں ہم نہیں کر سکتے۔وہ غلاموں کو آزادی دلواتے ہیں جب کہ ہم طاقت نہیں رکھتے۔تب رسول کریم ﷺ نے فرمایا تمہیں ایسی بات نہ بتلاؤں جس کے ذریعے تم بھی سبقت لے جانے والوں کے برابر ہو جاؤ اور ان لوگوں سے آگے بڑھ جاؤ گے جو تم سے پیچھے ہیں۔اس طرح کوئی تم سے افضل نہیں ہو سکے گا سوائے اس کے کہ وہ بھی اس پر عمل پیرا ہو جائیں جو تم کرتے ہو تو انہوں نے عرض کیا اے رسول محترم ﷺ! ایسا عمل ضرور بتلایے۔ارشاد ہوا کہ تم ہر نماز کے بعد سبحان اللہ،اللہ اکبر،الحمد للہ تینتیس تینتیس مرتبہ پڑھا کرو ابوصالح کہتے ہیں کہ کچھ دنوں کے بعد غریب صحابہ آپ ﷺ کی خدمت میں پھر عرض کرنے لگے۔ہمارے مال دار بھائیوں نے یہ وظیفہ سن لیا اور انہوں نے بھی ہماری طرح پڑھنا شروع کر دیا ہے۔اللہ کے رسول نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عنایت فرمائے(متفق علیہ)ابوصالح کی آخری بات مسلم میں ہے۔امام بخاری نے آپ ﷺ کے حوالے سے تینتیس مرتبہ کی بجائے ہر کلمہ کو دس دس مرتبہ پڑھنے کی حدیث نقل کی ہے۔

عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُعَقِّبَاتٌ لَا يُخِيْبُ قَائِلُهُنَّ اَوْ فَاعِلُهُنَّ دُبُرَ کُلِّ صَلٰوةٍ مَّکْتُوْبَةٍ ثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ تَسْبِيْحَةً وَّثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ تَحْمِيْدَةً وَّاَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ تَکْبِيْرَةً. (مسلم)392-8

حضرت کعب بن عجرہ ﷛ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ کا ارشاد ہے ان کلمات کا پڑھنے والا محروم نہیں ہو سکتا۔جو فرض نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ، الحمد للہ ۳۳ دفعہ اور اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھتا ہے۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابوہریرہ ﷛ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد بیان کرتے

مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَحَمِدَاللّٰہَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَ کَبَّرَ اللّٰہَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ فَتِلْکَ تِسْعَۃٌ وَّتِسْعُوْنَ وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَۃِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیْرٌ غُفِرَتْ خَطَایَاہُ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. (مسلم)393-9

ہیں کہ جس شخص نے ہرفرض نماز کے بعد۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ دفعہ الحمدللہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر پڑھا اس طرح ان کی گنتی ۹۹ بار ہوگی اور پورا سو کرنے کے لیے اس نے یہ کلمات لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ادا کئے اگر اس کے سمندر کی جھاگ کے برابر بھی گناہ ہوں تو معاف کر دیئے جائیں گے۔(مسلم)

فہم الحدیث

فرض نماز کے بعد احادیث میں مختلف اذکار آئے ہیں۔رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ نفلی کام لوگوں کے حالات اور طبائع کے مطابق بتلایا کرتے تھے۔تاکہ ہر شخص اپنی اپنی ہمت اور قابلیت کے مطابق اس پر عمل پیرا ہو سکے۔آج بھی کوئی شخص ثابت شدہ نفلی عبادات کے حوالے سے اپنے حالات کے مطابق جس پر بھی عمل پیرا ہوگا تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اسی قدر ثواب سے سرفراز کیا جائے گا۔

خلاصہ باب

۱۔ سلام پھیرنے کے بعد سب سے پہلے بلند آواز سے اللہ اکبر کہنا چاہیے۔

۲۔ اللہ اکبر ایک دفعہ کہنے کے بعد تین مرتبہ استغفراللہ کہنا چاہیے۔

۳۔ نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہنے والے کو صدقہ کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔

۴۔ سلام پھیرنے کے بعد عقیدے کی تازگی کے ساتھ یہ کلمہ پڑھنے والے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔
لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

۵۔ سلام کے بعد دعا اور ذکر و اذکار کرنا سنت ہے۔

بَابُ مَالَا یَجُوْزُ مِنَ الْعَمَلِ فِی الصَّلٰوۃِ وَمَا یُبَاحُ مِنْهُ

نماز میں جائز اور ناجائز کام

اسلام کے ابتدائی دور میں نماز میں ضرورت کے تحت دو چار لفظ بول لینے کی ممانعت نہیں تھی۔ مثلاً آنے والا نمازی سے یہ پوچھتا کہ یہ کون سی رکعت ہے تو وہ اس کا مختصر جواب دیتا۔ ایسے ہی جو نئے مسلمان ہوتے بھی نماز میں کوئی بات کر لیتے تھے جیسے اس روایت میں حضرت معاویہ بن حکم ﷛ ذکر کرتے ہیں کہ میں نے چھینک کا نماز میں جواب دیا مجھے معلوم نہیں تھا کہ نماز میں ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ جونہی قرآن حکیم میں حکم نازل ہوا قُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ کہ ”نماز میں عاجزی اور خاموشی اختیار کرو“ اس کے بعد صحابہ کرام ﷡ نماز میں کوئی بات اور حرکت نہیں کیا کرتے تھے۔ جس سے نماز فاسد ہو یا اس کے خشوع وخضوع میں فرق واقع ہو۔ فرض نماز کی طرح نفلی نماز میں بھی ہر قسم کی گفتگو جائز نہیں۔ کسی کے سلام کا اشارے سے جواب دینا یا ناگزیر حالات میں معمولی حرکت کرنا جائز ہے۔ جس کی تفصیل آپ حدیث کے حوالے سے اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

زائچہ

کچھ لوگ مختلف لکیروں کا ایک عکس تیار کر کے دوسرے شخص کے ہاتھ کی لکیروں کے ساتھ ملاتے ہیں اگر ہاتھ اور عکس کے خطوط آپس میں مل جائیں تو ان کی بنیاد پر گزرے ہوئے اور آنے والے واقعات کے بارے میں وہ اندازہ لگاتے ہیں۔ یہ اندازہ ٹھیک بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی۔ انبیاءِ کرام میں جس نبی کے بارے میں آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے وہ تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی وحی سے ایسا کیا کرتے تھے۔ ہماری شریعت میں یہ باتیں جائز نہیں کیونکہ اس سے آدمی بزدل، توہم پرست اور ذہنی مریض بن جاتا ہے اور اس کا اللہ تعالیٰ پر ایمان کمزور ہو جاتا ہے۔ اس لیے اس قسم کی حرکات کرنے والا آدمی اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔

پرانے وقتوں میں لوگ ایسے شخصوں کے پاس جاتے تھے۔ جو آنے والے کو اس کے متعلق اچھی یا بری قسمت کے بارے میں بتلایا کرتے تھے۔ شیطان دراصل آنے والے شخص کے شیطان سے کچھ باتیں معلوم کر کے کاہنوں، جھوٹے پیروں فقیروں اور نام نہاد علما کے دل ودماغ میں ڈالتا ہے جن کی بنیاد پر یہ لوگوں کو مستقبل اور گزرے ہوئے حالات کے بارے میں کچھ باتیں بتلاتے ہیں جن پر بے علم، کم فہم اور ضعیف الاعتقاد لوگ اعتماد کرتے ہیں۔ جبکہ حقیقی علم، اللہ علیم وخبیر کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ دوسرے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ جو شخص ایسے آدمیوں کے پاس جا کر ان کی بتلائی ہوئی معلومات پر یقین کرتا ہے۔ **فقد کفر بما انزل علی محمد** ”کہ اس نے جو کچھ محمد پر نازل ہوا ہے اس کا انکار کر دیا“۔ ایسے شخص کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی۔

الفصل الاول

عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ الْحَکَمِ ﷛ قَالَ بَیْنَا اَنَا اُصَلِّیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ یَرْحَمُکَ

پہلی فصل

حضرت معاویہ بن حکم ﷛ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کے پیچھے نماز ادا کر رہا تھا کہ ایک شخص کو نماز میں چھینک

اللّٰهُ فَرَمَانِيَ الْقَوْمُ بِاَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ وَاثُكْلَ اُمِّيَاهُ مَا شَانُكُمْ تَنْظُرُوْنَ اِلَيَّ فَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ عَلٰى اَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَاَيْتُهُمْ يُصَمِّتُوْنَنِيْ لٰكِنِّيْ سَكَتُّ فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبِاَبِيْ هُوَ وَاُمِّيْ مَا رَاَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ اَحْسَنَ تَعْلِيْمًا مِنْهُ فَوَاللّٰهِ مَا كَهَرَنِيْ وَلَا ضَرَبَنِيْ وَلَا شَتَمَنِيْ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ اِنَّمَا هِيَ التَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ وَقِرَآءَةُ الْقُرْآنِ اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَقَدْ جَآءَ نَا اللّٰهُ بِالْاِسْلَامِ وَاِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَّاْتُوْنَ الْكُهَّانَ قَالَ فَلَا تَاْتِهِمْ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَّتَطَيَّرُوْنَ قَالَ ذَاكَ شَيْءٌ يَّجِدُوْنَهٗ فِيْ صُدُوْرِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّوْنَ قَالَ كَانَ نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَآءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَّافَقَ خَطُّهٗ فَذَاكَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 1-394

آئی تو میں نے نماز ہی میں یرحمک اللہ کہا۔ اس پر میرے قریبی نمازیوں نے مجھے گھورنا شروع کردیا۔ میں نے محاورہ کی زبان استعمال کرتے ہوئے کہا کہ میری ماں مجھے گم پائے تم مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو۔ یہ سنتے ہی انہوں نے اپنی رانوں پر ہاتھ مارنے شروع کردیے۔ میں سمجھ گیا کہ وہ مجھے خاموش ہونے کے لیے کہہ رہے ہیں۔ میں غصے کے باوجود خاموش ہوگیا۔ جب رسول کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے۔ آپ پر میرے ماں باپ قربان جائیں میں نے آپ سے بڑھ کر آپ سے پہلے اور بعد بہترین ادب سکھلانے والا نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ نے نہ مجھے ڈانٹا، نہ پیٹا اور نہ ہی ملامت فرمائی۔ بلکہ ارشاد فرمایا کہ نماز میں کسی سے کلام کرنا جائز نہیں۔ نماز تو خود ہی سبحان اللہ، اللہ اکبر اور قرآن مجید کی تلاوت کا مجموعہ ہے یا جیسے کہ آپ نے فرمایا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں ابھی ابھی کفر کے دور سے نکل کر حلقہ اسلام میں داخل ہوا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے ہم کو اسلام سے نوازا ہے۔ ہمارے لوگ کاہنوں مستقبل کی خبریں دینے والوں کے پاس جاتے ہیں۔ حکم ہوا کہ ان کے پاس ہرگز نہیں جانا چاہیے۔ میں نے پھر عرض کیا کہ ہمارے کچھ لوگ بدشگونی لیتے ہیں۔ ارشاد ہوا یہ تو صرف دلوں کے وسوسے ہیں بدشگونی (Badomen) کی وجہ سے کسی کام سے نہیں رکنا چاہیے۔ پھر میں نے عرض کیا ہم میں سے کچھ لوگ خط کھینچتے ہیں فرمایا کہ پہلے انبیا میں ایک نبی بھی خط کھینچا کرتے تھے۔ جس شخص کی لکیریں اس کے مطابق ہوگئیں وہ کام ویسا ہی ہوجاتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِي الصَّلٰوةِ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا فَقَالَ اِنَّ فِي الصَّلٰوةِ لَشُغْلًا. (متفق عليه) 2-395

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب نبی محترم ﷺ نماز میں مصروف ہوتے تو ہم آپ ﷺ کو سلام عرض کرتے تو آپ ﷺ سلام کا جواب دیا کرتے تھے۔ جب ہم نجاشی کے ہاں سے واپس لوٹے تو ہم آپ ﷺ کو نماز کی حالت میں سلام کہتے تو آپ ﷺ ہمیں سلام کا جواب نہیں دیتے تھے۔ ہم نے عرض کیا پہلے تو آپ نماز میں سلام کا جواب دیا کرتے تھے۔ اب ایسی عنایت کیوں نہیں ہوتی؟ آپ نے فرمایا اس طرح نماز سے آدمی کی توجہ ہٹ جاتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

مکی دور کے جورو استبداد کی وجہ سے کمزور اور مظلوم صحابہ دو دفعہ حبشہ ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ دوسرے قافلے میں شامل تھے اور یہ ہجرت مدینہ کے پہلے سال کے آخر میں حبشہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس کے بعد نماز میں بولنے سے منع کر دیا گیا۔

عَنْ مُعَيْقِيبٍ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ اِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً (متفق علیہ) 396-3

حضرت معیقیب ؓ نبی کریم ﷺ کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ کوئی شخص نماز میں سجدہ کرنے کی جگہ برابر کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر ایسا کرنا ضروری ہو تو صرف ایک ہی بار ایسا کرے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اگر کسی ناہموار جگہ پر نماز پڑھنے کی ضرورت پیش آجائے تو بہتر اور افضل یہ ہے کہ نمازی اس جگہ کو حتی المقدور پہلے ہی صاف اور ہموار کر لے اگر اندھیرے یا بے علمی میں ایسی جگہ سجدہ کرتا ہے کہ جہاں سجدہ کرنے میں دقّت پیش آتی ہو تو وہ حالت نماز میں اس جگہ کو مناسب حد تک ہموار کر سکتا ہے۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْخَصْرِ فِي الصَّلٰوةِ. (متفق علیہ) 397-4

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے نماز میں اپنے پہلو پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اسلام کے ابتدائی دور میں لوگ نماز پڑھنے کے طریقے سے آگاہ نہیں تھے۔ اس لئے بسا اوقات نماز کی حالت میں ان سے ایسی حرکتیں سرزد ہو جاتیں جو دیکھنے میں نامناسب اور نماز میں خلل انداز ہوتی تھیں۔ ان میں کچھ لوگ ایسا کرتے کہ حالت نماز میں اپنے ہاتھ سینے پر باندھنے کی بجائے پہلوؤں پر رکھ لیا کرتے تھے۔ اس حدیث میں ایسی حرکات سے روک دیا گیا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطٰنُ مِنْ صَلٰوةِ الْعَبْدِ. (متفق علیہ) 398-5

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں میں نے رسول محترم ﷺ سے نماز کی حالت میں ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں استفسار کیا تو ارشاد ہوا ایسا کرنا شیطان کی چھینا جھپٹی ہے۔ اس سے وہ نمازی کی نماز سے توجہ چھین لیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِهِمْ اَبْصَارَهُمْ عِنْدَ

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو نماز پڑھنے کے دوران آسمان کی طرف

الدُّعَآءِ فِی الصَّلٰوةِ اِلَی السَّمَآءِ اَوْ لَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ . (مسلم)399-6

دیکھنے سے منع فرمایا۔ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ ان کی نظر ہی ضائع کردے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ ﷺقَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَؤُمُّ النَّاسَ وَاُمَامَةُ بِنْتُ اَبِی الْعَاصِ عَلٰی عَاتِقِهٖ فَاِذَا رَکَعَ وَضَعَهَا وَاِذَارَفَعَ مِنَ السُّجُوْدِ اَعَادَهَا. (متفق علیه)400-7

حضرت ابوقتادہ ﷺ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ لوگوں کو امامت کروا رہے تھے اور امامہ بنت ابوالعاص کو کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا۔ جب آپ رکوع اور سجدے میں جاتے تو بچی کو زمین پر بٹھا دیتے۔ قیام کی حالت میں اسے دوبارہ اٹھا لیتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

امامہ نبی کریم ﷺ کی نواسی تھی۔ اس کی والدہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس دنیائے فانی سے رحلت فرما چکی تھیں۔ یہ چھوٹی بچی مسجد میں آئی آپ نے از راہ شفقت فرض نماز میں اس لیے اٹھائے رکھا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اگر کوئی ماں مجبوری کی حالت میں چھوٹے بچے کو اٹھا کر نماز ادا کرتی ہے تو اس کی توجہ نماز کی طرف مبذول رہے۔ تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ﷺقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا تَثَآءَ بَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوةِفَلْیَکْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَةِ الْبُخَارِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اِذَا تَثَآءَ بَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوةِ فَلْیَکْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ وَلَا یَقُلْ هَا فَاِنَّمَا ذَالِکُمْ مِّنَ الشَّیْطَانِ یَضْحَکُ مِنْهُ. 401-8

حضرت ابوسعید خدری ﷺ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ذکر کرتے ہیں کہ جب کسی شخص کو نماز میں جمائی آئے تو اسے حتی الوسع منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے روکنا چاہیے۔ کیونکہ جمائی کے ذریعے شیطان دخل انداز ہوتا ہے۔ (مسلم) بخاری کی روایت میں حضرت ابو ہریرہ ﷺ نبی کریم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جب تم میں سے کوئی نماز میں جمائی لے جہاں تک ممکن ہو منہ کو بند رکھے۔ اور منہ سے 'ھا' کی آواز نہ نکالے کیونکہ اس سے شیطان ہنستا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ عِفْرِیْتًا مِّنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ الْبَارِحَةَ لِیَقْطَعَ عَلَیَّ صَلٰوتِیْ فَاَمْکَنَنِیَ اللّٰهُ مِنْهُ فَاَخَذْتُهٗ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَرْبِطَهٗ عَلٰی سَارِیَةٍ مِّنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ حَتّٰی تَنْظُرُوْا اِلَیْهِ کُلُّکُمْ فَذَکَرْتُ دَعْوَةَ اَخِیْ سُلَیْمَانَ رَبِّ هَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا کہ گزشتہ رات ایک سرکش جن نے میری نماز میں دخل اندازی کی کوشش کی۔ میں نے اللہ کی توفیق سے اسے پکڑ لیا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں اس کو مسجد کے کسی ستون کے ساتھ جکڑ دوں تاکہ تم بھی اس قیدی کو دیکھ سکو۔ پھر مجھے اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ دعا یاد آئی۔

يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ فَرَدَدْتُّهُ خَاسِئًا. (متفق عليه)402-9

''میرے رب! مجھے ایسی حکمرانی عطا فرما کہ میرے بعد کسی کو ایسی سلطنت نصیب نہ ہو۔'' میں نے اس کو ذلیل کر کے چھوڑ دیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں اچانک کوئی اس طرح کی صورت حال پیدا ہو جائے تو اس وجہ سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ بظاہر تو ایسا لگتا ہے کہ پکڑ دھکڑ کی یہ حالت کچھ وقت تک جاری رہی ہوگی۔ لیکن اگر گہرائی نظر سے اس کا تجزیہ کیا جائے تو یقیناً سارا عمل ایک دو لمحات میں مکمل ہوا ہوگا۔ کیونکہ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں فرمائی۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَّابَهُ شَيْءٌ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلْيُسَبِّحْ فَاِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اَلتَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ. (متفق عليه)403-10

حضرت سہل بن سعد ﷺ ذکر کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ جس شخص کو نماز میں شبہ ہو تو وہ سبحان اللہ کہے۔ لیکن عورت اس صورت میں ہاتھ پہ ہاتھ مارے گی۔ دوسری روایت میں ہے۔ سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے ہے۔ جبکہ عورتوں کے لیے ہاتھ پہ ہاتھ مارنا ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اس شبہ سے مراد یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے امام کی کوئی غلطی محسوس ہو تو مقتدی کو سبحان اللہ کہنا چاہیے۔ تاکہ امام کو معلوم ہو جائے کہ مجھ سے نماز کی ادائیگی میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔ اگر مقتدیوں کو اس غلطی کا احساس نہ ہو اور جماعت میں خواتین کے شامل ہونے کی صورت میں عورت ہلکا سا ہاتھ اپنے ہاتھ پر مارے گی۔ اسے بولنے کی اجازت نہیں اس میں عورت کی شرم وحیا کا خیال رکھا گیا ہے۔ کیونکہ اتنے لوگوں میں عورت کے لیے بولنا اس کی شرم وحیا کے منافی ہے۔ اور ساتھ ہی نسوانی آواز کے ردِّ عمل میں فکری پراگندگی سے بچایا گیا ہے۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ ﷺ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فَسَمِعْنَاهُ يَقُوْلُ (اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ ثُمَّ قَالَ اَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ ثَلٰثًا وَبَسَطَ يَدَهٗ كَاَنَّهٗ يَتَنَاوَلُ شَيْئًا فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ سَمِعْنَاكَ تَقُوْلُ فِي الصَّلٰوةِ

حضرت ابو درداء ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے تو اچانک آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا اے اللہ! میں تیری حفاظت چاہتا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے تین مرتبہ کہا کہ تجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا جیسے آپ کسی چیز

شَيْئًا لَمْ نَسْمَعْكَ تَقُوْلُهُ قَبْلَ ذٰلِكَ وَرَأَيْنَاكَ بَسَطْتَ يَدَكَ قَالَ اِنَّ عَدُوَّاللّٰهِ اِبْلِيْسَ جَآءَ بِشِهَابٍ مِّنْ نَّارٍ لِّيَجْعَلَهُ فِي وَجْهِيْ فَقُلْتُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قُلْتُ اَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ التَّامَّةِ فَلَمْ يَسْتَاخِرْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَرَدْتُّ اَنْ اٰخُذَهُ وَاللّٰهِ لَوْ لَا دَعْوَةُ اَخِيْنَا سُلَيْمَانَ لَاَصْبَحَ مُوْثَقًا يُلْعَبُ بِهٖ وِلْدَانُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ. (مسلم)404-11

کو پکڑ رہے ہوں۔جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم نے آپ سے نماز کی حالت میں ایسے کلمات سنے ہیں جن کو اس سے پہلے سننے کا موقع نہیں ملا۔اور پھر آپ اپنا ہاتھ بھی آگے کر رہے تھے۔ارشاد فرمایا کہ اللہ کا دشمن ابلیس ایک سلگتا ہوا انگارہ لے کر میرے منہ پر پھینکنے کے لیے میری طرف بڑھا۔تو میں نے فوراً تین مرتبہ اللہ کی پناہ طلب کی اس کے بعد میں نے تین مرتبہ اس پر نا ختم ہونے والی لعنت کے الفاظ استعمال کئے۔پھر میں نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا۔ اللہ کی قسم !اگر ہمارے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو شیطان صبح تک بندھا ہوا ہوتا۔اور مدینہ کے بچے اس سے چھیڑ چھاڑ کرتے۔(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ مجبوراً ہلکی پھلکی حرکت سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

۲۔ جنات پر قابو پانے کے دعوے اور وظائف مناسب نہیں۔

۳۔ نماز میں جمائی پر کنٹرول کرنا چاہیے۔

۴۔ نماز میں چھینک کا جواب دینا جائز نہیں۔

۵۔ نماز میں سلام کا جواب ہاتھ کے اشارے سے دینا چاہیے۔

۶۔ آنے والے کو ایسی آواز سے سلام نہیں کہنا چاہیے جس سے نمازیوں کی توجہ نماز سے ہٹ جائے۔

بَابُ السَّهْوِ

نماز میں بھول جانے کی تلافی

نبی مکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بھول کر جنت میں ممنوعہ درخت کا پھل کھا بیٹھے تھے اس وجہ سے بھول جانا آدمی کی جبلت میں شامل ہے لہٰذا انسان سے بھول چوک ہوتی رہے گی۔ رسول محترم ﷺ افضل البشر تھے۔ اسکے باوجود انسان ہونے کے حوالے سے نماز کی ادائیگی میں آپ بھی زندگی میں تین چار دفعہ بھول گئے تھے جس پر پوری امّت کا اتفاق ہے ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے اگر نماز کی حالت میں آدمی کو اپنے بھول جانے کا احساس ہو تو اسے اپنا ذہن یکسو کرتے ہوئے کسی ایک سوچ پر اعتماد کرنا چاہیے اس بھول کی تلافی کے لیے سجدہ سہو کی دو صورتیں ہیں۔ اگر نماز میں غلطی کا احساس ہو تو سلام پھیرنے سے پہلے نماز میں زیادتی کی صورت میں فقط سجدہ سہو ہوگا اور نماز کے رکن چھوٹ جانے کی صورت میں اسکی ادائیگی کے بعد سجدہ سہو کرنا چاہیے۔ اگر سلام پھیرنے کے بعد از خود یا کسی کے توجہ دلانے پر غلطی کا احساس ہو تو سجدہ سہو کرنا ہوگا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد آدمی اپنی جگہ سے اٹھ جائے یا کوئی بات کر گزرے تو سجدہ سہو کے بجائے اب اسے پوری نماز پڑھنا ہوگی۔ اس کا حدیث میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ جبکہ اسکے برعکس اسی باب میں آپ ﷺ کا عملی ثبوت پایا جاتا ہے۔ کہ آپ نے درمیان میں گفتگو کے باوجود صرف باقی رکعات ادا کیں اور سجدہ سہو کیا تھا۔ یاد رہے کہ سجدۂ سہو ایک کے بجائے دو کرنا سنّت ہیں۔

اگر کوئی شخص آپ کے نماز میں بھول جانے سے یہ نظریہ اور دلیل لینے کی کوشش کرے ممکن ہے کہ اللہ کے رسول کو قرآن یا شریعت بتلانے میں کسی مسئلے میں بھول گئے ہوں گے۔ یاد رہے ایسا عقیدہ واضح طور پر کفر ہوگا۔ کیونکہ قرآن مجید نے دو ٹوک الفاظ میں یہ فرمایا ہے کہ جو کچھ ہم رسول ﷺ پر نازل کر رہے ہیں نہ صرف اسکی حفاظت کی ذمہ داری ہم پر ہے بلکہ اسکو من و عن بیان کرنے کی ذمہ داری بھی ہمارے ذمہ ہے۔ (القیامۃ: پ ۲۹) لہٰذا رسول اللہ کے بارے میں ایسا سوچنے کی ذرّہ برابر گنجائش نہیں۔

الفصل الاوّل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ يُصَلِّيْ جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ حَتّٰى لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى فَاِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ. (متفق علیه) 1-405

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو شیطان اس کی نماز میں شبہ ڈالتا ہے یہاں تک کہ اسے معلوم نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز ادا کی ہے جب تم میں کوئی شخص بھول جائے تو اسے بیٹھے ہوئے ہی دو سجدے کر لینے چاہئیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا شَکَّ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوتِهٖ فَلَمْ یَدْرِکَمْ صَلّٰی ثَلٰثًا اَرْبَعًا فَلْیَطْرِحِ الشَّکَّ وَلْیَبْنِ عَلٰی مَا اسْتَیْقَنَ ثُمَّ یَسْجُدُ سَجْدَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یُسَلِّمَ فَاِنْ کَانَ صَلّٰی خَمْسًا شَفَعْنَ لَهٗ صَلٰوتَهٗ وَاِنْ کَانَ صَلّٰی تَمَامًا لِّاَرْبَعٍ کَانَتَا تَرْغِیْمًا لِّلشَّیْطَانِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 2-406

حضرت عطاء بن یسار جناب ابوسعید کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی شخص کو شک پڑ جائے کہ اس نے تین رکعت ادا کی ہیں یا چار اسے اپنا شک دور کرتے ہوئے کسی ایک بات پر یقین کر لینا چاہیے۔ پھر وہ سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کرے اگر اس نے پانچ رکعت نماز ادا کی ہے تو یہ دو سجدے ایک رکعت کے قائم مقام ہو جائیں گے اگر اس نے چار رکعت نماز ادا کی تھی تو یہ سجدے شیطان کے لئے ذلّت کا باعث ہونگے۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّی الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِیْلَ لَهٗ اَزِیْدَ فِی الصَّلٰوةِ فَقَالَ وَمَا ذَاکَ قَالُوْا صَلَّیْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اَنْسٰی کَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِیْتُ فَذَکِّرُوْنِیْ وَاِذَا شَکَّ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوتِهٖ فَلْیَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْیُتِمَّ عَلَیْهِ ثُمَّ لِیُسَلِّمْ ثُمَّ یَسْجُدُ سَجْدَتَیْنِ. (متفق علیه) 3-407

حضرت عبداللہ بن مسعود آپ ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک دفعہ ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھائیں آپ کی خدمت میں یہ عرض کیا گیا کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ نے پانچ رکعت نماز پڑھائی ہے۔ تب آپ ﷺ نے سلام کے بعد دو سجدے کئے دوسری جگہ آپ کا یہ ارشاد نقل ہوا ہے۔ فرمایا میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول سکتا ہوں۔ جب مجھ سے بھول ہو جائے تو مجھے یاد کروا دیا کرو۔ جب تم میں سے کسی شخص کو اپنی نماز کے بارے میں شک پیدا ہو جائے تو وہ صحیح صورت حال پر پہنچنے کی کوشش کے ساتھ اپنی نماز کو مکمل کرلے پھر سلام پھیر لے اور دو سجدے ادا کرے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِحْدٰی صَلٰوتَیِ الْعَشِیِّ قَالَ ابْنُ سِیْرِیْنَ قَدْ سَمَّاهَا اَبُوْ هُرَیْرَةَ وَلٰکِنْ نَسِیْتُ اَنَا قَالَ فَصَلّٰی بِنَا رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ اِلٰی خَشَبَةٍ مَّعْرُوْضَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَاتَّکَاَ عَلَیْهَا کَاَنَّهٗ غَضْبَانٌ وَوَضَعَ یَدَهُ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی وَشَبَّکَ بَیْنَ اَصَابِعِهٖ وَوَضَعَ خَدَّهٗ

جناب ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ سے بیان کرتے ہیں اور حضرت ابو ہریرہ ذکر کرتے ہیں کہ ہم نے رسول محترم کے ساتھ دن کی ایک نماز ادا کی۔ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ نے اس نماز کا بھی ذکر فرمایا تھا لیکن میں بھول گیا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھانے کے بعد سلام پھیر دیا پھر آپ اٹھ کر مسجد میں کھڑے لکڑی

الْاَيْمَنَ عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَخَرَجَتْ سَرْعَانُ الْقَوْمِ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ وَفِي الْقَوْمِ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَهَابَاهُ اَنْ يُّكَلِّمَاهُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِيْ يَدَيْهِ طُوْلٌ يُقَالُ لَهُ ذُوالْيَدَيْنِ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَسِيْتَ اَمْ قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ فَقَالَ اَكَمَا يَقُوْلُ ذُوالْيَدَيْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ وَكَبَّرَ فَرُبَّمَا سَاَلُوْهُ ثُمَّ سَلَّمَ فَيَقُوْلُ نُبِّئْتُ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِيِّ وَفِيْ اُخْرٰى لَهُمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَدَلَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ كُلُّ ذَالِكَ لَمْ يَكُنْ فَقَالَ قَدْكَانَ بَعْضُ ذَالِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.408-4

کے ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر اس طرح کھڑے ہوئے جیسے کہ آپ کسی پر ناراض ہوں۔آپ نے دائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں میں ڈالتے ہوئے بائیں کی پشت پر اپنا رخسار مبارک رکھا ہوا تھا اس دوران جلدی اٹھنے والے لوگ یہ کہتے ہوئے مسجد کے دروازے پر پہنچ گئے کیا نماز کم کر دی گئی ہے؟ جبکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اس وقت موجود تھے لیکن وہ آپ ﷺ کے جلال کی وجہ سے خاموش رہے۔لوگوں میں لمبے ہاتھوں والا ایک شخص جسے انہی الفاظ سے پکارا جاتا تھا وہ آگے بڑھ کر عرض کرتا ہے کہ رسول محترم ﷺ آپ بھول گئے ہیں یا نماز ہی کم کر دی گئی ہے؟ ارشاد ہوا میں بھولا نہیں اور نہ ہی نماز کم ہوئی ہے۔آپ ﷺ نے لوگوں سے استفسار فرمایا کیا ذوالیدین ٹھیک کہتا ہے؟ ہم نے عرض کیا ایسے ہی ہوا ہے پھر آپ مصلے پر جلوہ افروز ہوئے نماز مکمل کرواتے ہوئے سلام پھیرا۔اس کے بعد آپ ﷺ نے تکبیر کے بعد پہلے جیسا یا اس سے طویل سجدہ کیا پھر سر اٹھاتے ہوئے تکبیر کے ساتھ اس جیسا دوسرا سجدہ کیا۔لوگوں نے جناب ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ کیا آپ ﷺ نے دو سجدوں کے بعد سلام پھیرا؟ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ آپ نے سلام دو سجدوں کے بعد پھیرا تھا۔بخاری اور مسلم میں دوسرے مقام پر آپ کے یہ الفاظ نقل ہیں کہ نہ میں بھولا ہوں اور نہ ہی نماز کم ہوئی ہے۔ان میں سے کوئی کام بھی نہیں ہوا۔ذوالیدین نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ ان دونوں کاموں میں ایک کام تو ہو چکا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى بِهِمُ الظُّهْرَ فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ لَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ حَتّٰى اِذَا قَضَى الصَّلٰوةَ وَانْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيْمَهٗ كَبَّرَ وَ هُوَ جَالِسٌ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ ثُمَّ

حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک دن ہمیں ظہر کی جماعت کروائی آپ پہلی دو رکعتوں کے بعد التحیات بیٹھنے کے بجائے کھڑے ہو گئے اسی طرح ہی لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ جب نماز مکمل ہو گئی نماز کے آخر میں لوگ سلام پھیرنے کا

سَلَّمَ. (متفق علیه)409-5

انتظار کر رہے تھے۔لیکن آپ نے اسی حالت میں ہی تکبیرات کے ساتھ دو سجدے کئے اور پھر سلام پھیرا۔(بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْعَصْرَ وَسَلَّمَ فِيْ ثَلٰثِ رَكَعٰتٍ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهُ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْخِرْبَاقُ وَكَانَ فِيْ يَدَيْهِ طُوْلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذَكَرَ لَهُ صَنِيْعَهُ فَخَرَجَ غَضْبَانَ يَجُرُّ رِدَآءَهُ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَى النَّاسِ فَقَالَ اَصَدَقَ هٰذَا قَالُوْا نَعَمْ فَصَلّٰى رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ. (مسلم)410-6

تیسری فصل

حضرت عمران بن حصینؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور تین رکعت کے بعد سلام پھیر کر اپنے گھر تشریف لے گئے۔حضرت خرباق جن کے ہاتھ نسبتاً لمبے تھے انہوں نے جا کر آپ کی خدمت میں اس واقعہ کے بارے میں عرض کیا آپ ﷺ گھر سے تشریف لائے کہ آپ کی اوپر والی چادر زمین پر لگ رہی تھی اور چہرہ مبارک پر تناؤ محسوس ہو رہا تھا۔لوگوں کے قریب آ کر استفسار فرمایا کیا یہ شخص ٹھیک کہتا ہے عرض کیا گیا! کہ ہاں پھر آپ نے ایک رکعت نماز پڑھا کر سلام پھیرا اس کے بعد دو سجدے کر کے پھر سلام پھیرا۔(مسلم)

فہم الحدیث

نماز میں بھول چوک شیطان کی طرف سے ہوا کرتی ہے اور شیطان نماز میں کمی وبیشی ہونے سے خوش ہوتا ہے۔اس کی خوشی کو غارت اور نماز میں غلطی کی تلافی کے لئے دو سجدے کرنا سنت ہیں۔کچھ روایات میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے سلام سے پہلے اور سلام کے بعد دونوں طرح سجدے کئے ہیں لیکن اکثر روایات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر امام کو بھول کا پہلے احساس ہو جائے تو افضل یہ ہوگا کہ نماز کی کمی وبیشی کی تلافی کرتے ہوئے سلام سے پہلے دو سجدے سہو کرے۔یہ مسئلہ بھی واضح ہو چکا ہے کہ بھول ہونے کی صورت میں سلام پھیرنے کے بعد اگر امام مقتدیوں سے بات چیت کر لیتا ہے تو اسے پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

خلاصۂ باب

۱۔بھول کی صورت میں کسی ایک بات پر اطمینان کرنا ضروری ہے۔۲۔نماز میں زیادتی کی صورت میں صرف دو سجدے کرنے چاہئیں۔۳۔کمی کی صورت میں فوت شدہ رکن پورا کرنے کے بعد سجدہ سہو کرنا چاہیے۔۴۔درمیانی وقفہ میں بات چیت ہو جانے کے باوجود پوری نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

بَابُ سُجُوْدِ الْقُرْآنِ

قرآن مجید کے سجدے

الفصل الاوّل

پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَ الْمُشْرِكُوْنَ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ. (بخاری) 1-411

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے سورۂ نجم کی تلاوت کے دوران سجدہ کیا اور جو اس وقت مسلمان، مشرک، جن اور انسان سن رہے تھے انہوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔ (بخاری)

فہم الحدیث

یہ واقعہ پہلی ہجرت حبشہ کے بعد مکہ معظمہ میں پیش آیا اس وقت آپ کی مجالس میں مکہ کے کئی مشرک بھی شامل ہو جایا کرتے تھے۔ آپ کی تلاوت کے کیف وسرور سے بے خود ہو کر وہ سجدے میں گر پڑے۔ بعض مفسرین کا خیال ہے سورۂ نجم میں ان کے باطل معبودوں لات ومنات کا ذکر آیا ہے اس لیے انہوں نے سجدہ کیا تھا۔ واللہ اعلم

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ سَجَدْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ. (مسلم) 2-412

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سورۃ انشقاق اور سورۃ اقراء میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَاُ السَّجْدَةَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ فَنَزْدَحِمُ حَتّٰى مَا يَجِدُ اَحَدُنَا لِجَبْهَتِهِ مَوْضِعًا يَسْجُدُ عَلَيْهِ. (متفق عليه) 3-413

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ سجدہ کی آیات تلاوت کرتے ہوئے سجدہ کرتے تو ہم بھی آپ کے ساتھ سجدے میں پڑ جایا کرتے تھے۔ بسا اوقات اتنی بھیڑ ہوتی کہ ہمیں زمین پر پیشانیاں رکھنے میں دقت محسوس ہوتی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيْهَا. (متفق عليه) 4-414

حضرت زید بن ثابت ﷺ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سورۂ نجم کی تلاوت کی آپ نے سجدۂ تلاوت نہیں کیا۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ تلاوت کے وقت صف بندی اور کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں۔ سننے والے جس

حالت میں بیٹھے ہوں وہ قبلہ رخ ہو کر اسی طرح سجدہ کر سکتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ سجدہ تلاوت فرض نہیں ہے اگر کسی وقت آدمی جان بوجھ کر نہیں کرتا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَجْدَةُ صٓ لَيْسَ مِنْ عَزَآئِمِ السُّجُوْدِ وَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْجُدُ فِيْهَاوَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ مُجَاهِدٌ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ ءَ اَسْجُدُ فِيْ صٓ فَقَرَاَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمَانَ حَتّٰى اَتٰى فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ فَقَالَ نَبِيُّكُمْ ﷺ مِمَّنْ اُمِرَاَنْ يَّقْتَدِيَ بِهِمْ. (بخاری)415-5

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سورۃ ص کا سجدہ ضروری نہیں ہے تاہم میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ دوسری روایت میں اسطرح موجود ہے کہ جناب مجاہد اپنے استاد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھتے ہیں کیا میں سورۃ ص کا سجدہ کروں انہوں نے" وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ ------ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ " کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارے نبی ﷺ بھی ان لوگوں میں شمار ہیں جنہیں حکم دیا گیا کہ وہ پہلے انبیاء کی اقتدا کریں۔ (بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَاَ (وَالنَّجْمِ) فَسَجَدَ فِيْهَا وَسَجَدَ مَنْ كَانَ مَعَهٗ غَيْرَ اَنَّ شَيْخًا مِنْ قُرَيْشٍ اَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصٰى اَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهٗ اِلٰى جَبْهَتِهٖ وَقَالَ يَكْفِيْنِيْ هٰذَا قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا.وَزَادَ الْبُخَارِيُّ فِيْ رِوَايَةٍ وَهُوَ اُمَيَّةُ بْنُ خَلْفٍ 416-6

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے سورۃ نجم کی تلاوت کرتے ہوئے سجدہ کیا اور جو لوگ اس وقت موجود تھے وہ بھی سجدہ ریز ہوئے سوائے قریش کے ایک بوڑھے آدمی کے اس نے زمین سے کنکریاں یا مٹی اٹھا کر اپنے ماتھے پر لگاتے ہوئے کہا کہ بس میرا یہی سجدہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اسے دیکھا کہ وہ کفر کی حالت میں قتل ہوا۔ امام بخاری نے اس کا نام امیہ بن خلف لکھا ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ قرآن مجید کے سجدے جمع کرنے کی بجائے تلاوت کے وقت ہی سجدہ کرنا چاہیے۔

۲۔ سجدہ کے لئے کھڑے ہونا ضروری نہیں۔

۳۔ کسی عذر کی وجہ سے سجدہ نہ کیا جاسکے تو گناہ نہیں۔

بَابُ اَوْقَاتِ النَّهْيِ

جن اوقات میں نماز پڑھنی جائز نہیں

اس باب میں تین اوقات میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔جس کی وجہ بتلاتے ہوئے رسول محترم ﷺ نے فرمایا ہے ان اوقات میں نماز پڑھنا شیطان کی عبادت کرنے کے مترادف ہوگا۔اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔سورج نکلنے' ڈھلنے اور غروب ہونے کے دورانیہ میں فرض نماز اور سنتیں پڑھنا تو درکنار آپ ﷺ نے جنازہ پڑھنے اور میت کو دفنانے سے منع فرمایا ہے۔ان اوقات کے علاوہ دو اور اوقات کی نشاندہی فرمائی جن میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔پہلا وقت صبح کی نماز مکمل ہو جانے کے بعد طلوع آفتاب تک۔اور دوسرا عصر کی نماز پڑھنے کے بعد غروب آفتاب تک نفل پڑھنے کی اجازت نہیں۔تاہم ان اوقات میں فوت شدہ نماز ادا کرنا اور تلاوت قرآن مجید اور اس کا سجدہ و دیگر اذکار کرنے کی اجازت ہے۔

الفصل الاوّل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَتَحَرّٰى اَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَبْرُزَ وَاِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيْبَ وَلَا تَحَيَّنُوْا بِصَلٰوتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ.

(متفق علیه) 1-417

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ تم میں کوئی شخص طلوع اور غروب آفتاب کے دوران نماز نہ پڑھے۔دوسری روایت میں آپ ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے کہ جب سورج کا اوپر کا کنارہ نکل آئے تو نماز نہیں پڑھنی چاہیے یہاں تک سورج مکمل نکل آئے اسی طرح ہی جب سورج کا کچھ حصہ غروب ہو چکا ہو تو مکمل غروب ہونے تک کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ان اوقات میں اس لئے نماز نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ ثَلٰثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰنَا اَنْ نُّصَلِّيَ فِيْهِنَّ اَوْ نَقْبُرَ فِيْهِنَّ مَوْتَانَا حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَحِيْنَ تَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى تَمِيْلَ الشَّمْسُ وَحِيْنَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰى تَغْرُبَ.

(مسلم) 2-418

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے تین وقتوں میں ہمیں نماز پڑھنے اور مردوں کو دفن کرنے سے منع فرمایا سورج نکلنے کے وقت یہاں تک کہ پوری طرح روشن ہو جائے دوپہر کے وقت جب تک ڈھل نہ جائے سورج غروب ہوتے وقت یہاں تک کہ وہ مکمل غروب نہ ہو جائے۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ ﷜ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغِیْبَ الشَّمْسُ .(متفق علیه)3-419

حضرت ابو سعید خدری ﷜ ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا صبح کی نماز کے بعد پورا سورج نکلنے سے پہلے اور عصر کی نماز کے بعد مکمل سورج غروب ہونے سے قبل کوئی نماز نہیں۔(بخاری و مسلم)

عَنْ عَمْرِوبْنِ عَبَسَةَ ﷜ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ الْمَدِیْنَةَ فَقَدِمْتُ الْمَدِیْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلَیْهِ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ صَلِّ صَلٰوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حِیْنَ تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتّٰی تَرْتَفِعَ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ حِیْنَ تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطَانٍ وَّحِیْنَئِذٍ یَّسْجُدُ لَهَا الْکُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَّحْضُوْرَةٌ حَتّٰی یَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ حِیْنَئِذٍ تُسَجَّرُ جَهَنَّمُ فَاِذَا اَقْبَلَ الْفَیْءُ فَصَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَّحْضُوْرَةٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ الْعَصْرَ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَاِنَّهَا تَغْرُبُ بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطَانٍ وَّحِیْنَئِذٍ یَّسْجُدُ لَهَا الْکُفَّارُ قَالَ قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ فَالْوُضُوْءَ حَدِّثْنِیْ عَنْهُ قَالَ مَا مِنْکُمْ رَجُلٌ یُّقَرِّبُ وَضُوْءَ هٗ فَیُمَضْمِضُ وَیَسْتَنْشِقُ فَیَسْتَنْثِرُ اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَا وَجْهِهٖ وَفِیْهِ وَخَیَاشِیْمِهٖ ثُمَّ اِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ کَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَاوَجْهِهٖ مِنْ اَطْرَافِ لِحْیَتِهٖ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ یَغْسِلُ یَدَیْهِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَا یَدَیْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ یَمْسَحُ رَاْسَهٗ اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَا رَاْسِهٖ مِنْ اَطْرَافِ شَعْرِهٖ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ یَغْسِلُ قَدَمَیْهِ اِلَی الْکَعْبَیْنِ اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَا رِجْلَیْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَآءِ فَاِنْ

حضرت عمرو بن عبسہ ﷜ بیان کرتے ہیں جب نبی محترم ﷺ مدینہ تشریف لائے اور میں بھی مدینہ پہنچ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔میں نے عرض کیا کہ مجھے نمازوں کے اوقات سے آگاہ فرمائیے ارشاد ہوا صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد طلوع آفتاب کی تکمیل تک کوئی نماز نہیں کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کافر اس کو سجدہ کرتے ہیں۔جب سایہ نیزے کے برابر ڈھل جائے تو پھر ظہر کی نماز ادا کیجئے کیونکہ اس وقت ملائکہ تشریف لاتے ہیں اور عین دوپہر کے وقت (زوال) نماز پڑھنے سے رک جائیے اس لئے کہ اس وقت جہنم کو بھڑکایا جاتا ہے۔پھر عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد غروب آفتاب کی تکمیل تک کوئی نماز نہیں کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت بھی کافر سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔حضرت عمرو ﷜ کہتے ہیں کہ پھر میں نے عرض کیا یا نبی اللہ مجھے وضو کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرتے ہوئے کلی کرتا ہے اور ناک جھاڑتا ہے تو اس کے ناک اور منہ کو گناہوں سے پاک کر دیا جاتا ہے۔جب وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کی داڑھی سے گرنے والے پانی کے قطروں کے ساتھ اس کے چہرے کے گناہوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ایسے ہی جب وہ اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوتا ہے تو اس کی انگلیوں سے ٹپکنے

هُوَ قَامَ فَصَلّٰى فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهُ بِالَّذِیْ هُوَ لَهُ اَهْلٌ وَّفَرَّغَ قَلْبَهُ لِلّٰهِ اِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيْئَتِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ. (مسلم)4-420

والے پانی کے ساتھ ہی اس کے گناہ ڈھل جاتے ہیں۔اسی طرح سر کے مسح کی وجہ سے اس کے سر کے بالوں کو کناروں تک گناہوں سے پاکیزہ بنا دیا جاتا ہے۔جب وہ اپنے دونوں پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کی انگلیوں سے گرنے والے پانی کے ساتھ ہی اس کے گناہ بھی اس سے الگ کر دیئے جاتے ہیں۔جب وہ اللہ کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر نماز کی حالت میں خلوصِ نیت کے ساتھ اس کی تعریف اور بزرگی جس کا وہ اہل ہے کا اقرار کرتا ہے اور اس کا دل اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو چکا ہوتا ہے جیسے بچے کو اس کی ماں اس کو گناہوں سے پاک جنم دیتی ہے۔(مسلم)

عَنْ كُرَيْبٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ ابْنَ مَخْرَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الْاَزْهَرِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَرْسَلُوْهُ اِلٰى عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالُوْا اِقْرَاْ عَلَيْهَا السَّلَامَ وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَآئِشَةَ فَبَلَّغْتُهَا مَا اَرْسَلُوْنِیْ فَقَالَتْ سَلْ اُمَّ سَلَمَةَ رضی الله عنها فَخَرَجْتُ اِلَيْهِمْ فَرَدُّوْنِیْ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ رضی الله عنها سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَنْهٰى عَنْهُمَا ثُمَّ رَاَيْتُهُ يُصَلِّيْهِمَا ثُمَّ دَخَلَ فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ قُوْلِیْ لَهُ تَقُوْلُ اُمُّ سَلَمَةَ رضی الله عنها يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَمِعْتُكَ تَنْهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ وَاَرَاكَ تُصَلِّيْهِمَا قَالَ يَا ابْنَةَ اَبِیْ اُمَيَّةَ سَاَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَاِنَّهُ اَتَانِیْ نَاسٌ مِنْ عَبْدِالْقَيْسِ فَشَغَلُوْنِیْ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ (متفق علیه) 421-5

حضرت کریب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا اور کہا کہ ان کو ہماری طرف سے سلام کہنا اور عصر کے بعد کی دو رکعتوں کے بارے میں پوچھئے تو میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ وہ ان دو رکعتوں سے منع فرمایا کرتے تھے۔پھر میں نے دیکھا کہ وہ خود پڑھ رہے ہیں میں نے ایک چھوٹی بچی کو ان کی طرف بھیجا میں نے کہا آپ سے عرض کرو کہ میں نے تو آپ سے سنا تھا آپ ﷺ ان دو رکعتوں سے منع فرماتے ہیں۔اور میں نے آپ کو پڑھتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔تو نبی محترم ﷺ نے فرمایا اے ابوامیہ کی بیٹی تو نے عصر کے بعد والی دو رکعتوں کے متعلق پوچھا ہے۔دراصل میرے پاس قبیلہ عبدالقیس کے لوگ آئے تھے انہوں نے مجھے ظہر کی دو رکعتوں سے مشغول رکھا۔پس یہ وہی دو رکعتیں تھیں (جو میں نے عصر کے بعد پڑھی تھیں)(بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ اَبِیْ بَصْرَةَ الْغِفَارِیِّ ﷺ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمُخَمَّصِ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ عُرِضَتْ عَلٰی مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَضَيَّعُوْهَا فَمَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَ لَهٗ اَجْرُهٗ مَرَّتَيْنِ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَهَا حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّاهِدُ وَالشَّاهِدُ اَلنَّجْمُ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)6-422

تیسری فصل

حضرت ابوبصرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے مخمص کے مقام پر ہمیں عصر کی نماز پڑھائی۔ بعد میں فرمایا کہ یہ نماز تم سے پہلے لوگوں کو دی گئی مگر انہوں نے اسکی محافظت نہ کی تو جو اسکی محافظت کرتا ہے اسکے لیے دہرا اجر ہے۔ اور عصر کے بعد شاہد کے طلوع ہو جانے تک کوئی نماز نہیں ہے۔ اور شاہد سے مراد ستارہ ہے۔ (مسلم)

عَنْ مُعَاوِيَةَ ﷺ قَالَ اِنَّكُمْ لَتُصَلُّوْنَ صَلٰوةً لَقَدْ صَحِبْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَمَا رَاَيْنَاهُ يُصَلِّيْهِمَا وَلَقَدْ نَهٰی عَنْهُمَا يَعْنِی الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.423-7

حضرت معاویہ ﷺ فرماتے ہیں کہ تم یہ جو نماز (عصر کے بعد دو رکعات) پڑھتے ہو ہم نے نبی اکرم ﷺ کی صحبت میں رہ کر آپ کو کبھی یہ دو رکعات پڑھتے نہیں دیکھا۔ بلکہ آپ ﷺ نے عصر کے بعد دو رکعات پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ زوال اور سورج کے طلوع ہونے اور غروب ہونے کے دورانیہ کے درمیان نماز پڑھنی منع ہے۔

۲۔ ان تین وقتوں میں فوت شدگان کو دفنانا جائز نہیں۔

۳۔ صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے اور عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نماز نہیں۔

۴۔ ممنوع اوقات میں قضاء نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

بَابُ الْجَمَاعَةِ وَفَضْلِهَا

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اور اس کی فضیلت

مسلمانوں کو منظم اور متحد رکھنے کے لئے اسلام نے اجتماعی زندگی پر بہت توجہ دی ہے تاکہ امت مسلمہ دنیا میں باوقار اور سربلند رہے۔ پانچ وقت جماعت کے ساتھ نماز سے باہمی ہمدردی‘ ایک دوسرے کا خیال اور اجتماعیت کا بھرپور مظاہرہ ہونے کے ساتھ عبادت کرنے کا اجتماعی ماحول پیدا ہوتا ہے جس سے ایک دوسرے کو دیکھ کر باہمی ذوق وشوق میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملا کر کھڑے ہوا کرو۔ جمعہ‘ عیدین اور حج کا اجتماعِ عظیم انہی روحانی اور دنیاوی فوائد کے ترجمان ہیں۔

الفصل الاوّل

پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضُلُ صَلٰوۃَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً. (متفق علیه)1-424

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ تنہا نماز پڑھنے سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ستائیس درجے افضل ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ لِّیُحْطَبَ ثُمَّ اٰمُرَبِالصَّلٰوۃِ فَیُؤَذَّنَ لَھَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَیَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰی رِجَالٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّا یَشْھَدُوْنَ الصَّلٰوۃَ فَاُحَرِّقَ عَلَیْھِمْ بُیُوْتَھُمْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ یَعْلَمُ اَحَدُھُمْ اَنَّہٗ یَجِدُ عَرْقًا سَمِیْنًا اَوْ مِرْمَاتَیْنِ حَسَنَتَیْنِ لَشَھِدَ الْعِشَآءَ. (رواہ البخاری ولمسلم نحوہ.)2-425

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کی جائیں پھر اذان کا حکم دوں اور کسی کو لوگوں کی جماعت کروانے کی ذمہ داری سونپوں پھر میں لوگوں کا محاسبہ کروں۔ دوسرے مقام پر آپ ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ جو لوگ جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے میں ان کے گھروں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دوں۔ اللہ کی قسم! اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ انہیں عشاء کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے پر موٹی ہڈی یا دو پائے مل جائیں گے تو وہ عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کریں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْہُ قَالَ اَتَی النَّبِیَّ ﷺ رَجُلٌ اَعْمٰی فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّہٗ لَیْسَ لِیْ قَائِدٌ یَقُوْدُ نِیْ اِلَی الْمَسْجِدِ فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَنْ یُّرَخِّصَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی اس حدیث کے بیان کرنے والے ہیں کہ ایک نابینا شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ میرے پاس کوئی راہنما نہیں جو مجھے مسجد تک

لَهُ فَيُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِهٖ فَرَخَّصَ لَهُ فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ فَقَالَ هَلْ تَسْمَعُ النِّدَآءَ بِالصَّلٰوةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَجِبْ. (مسلم)426-3

لے آئے۔ اس لئے مجھے اپنے گھر میں ہی نماز پڑھنے کی اجازت عنایت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے اسے اجازت عطا فرما دی، جب وہ پلٹ رہا تھا تو آپ ﷺ نے اسے آواز دے کر پوچھا کہ تمہیں اذان کی آواز سنائی دیتی ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا ہوگی۔ (مسلم)

فہم الحدیث

جماعت سے رخصت چاہنے والی یہ شخصیت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے آپ ﷺ کے رشتہ دار مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کا اجازت دے کر واپس لینا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ شرعی عذر کے بغیر آدمی کو نماز گھر میں نہیں پڑھنی چاہئے اور یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ اس زمانے میں لاؤڈ سپیکر ایجاد نہیں ہوئے تھے اس لئے اگر کسی نابینا آدمی کا گھر مسجد سے اتنا دور ہو کہ مؤذن کی فطری آواز وہاں تک نہیں پہنچتی۔ اس آدمی کے لئے گھر میں نماز پڑھنے کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ ابن مکتوم کا اذان سننا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کا گھر مسجد سے زیادہ دور نہیں تھا جس کی وجہ اجازت منسوخ کر دی۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ اَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ فِيْ لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَّرِيْحٍ ثُمَّ قَالَ اَلاَ صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَاْمُرُ الْمُؤَذِّنَ اِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَّمَطَرٍ يَّقُوْلُ اَلا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ. (متفق عليه)427-4

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سخت سردی اور تیز ہوا کے موسم میں ایک رات اذان کہی پھر اعلان کیا لوگو! تمہیں اپنے گھروں میں نماز ادا کر لینی چاہئے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے بارش اور سخت سردی کی رات میں مؤذن کو ایسا اعلان کرنے کا حکم دیا تھا۔ کہ وہ اذان میں یہ کلمات کہے کہ لوگو تمہیں اپنے گھروں میں نماز ادا کر لینی چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا وُضِعَ عَشَآءُ اَحَدِكُمْ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَآءِ وَلَا يَعْجَلْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوْضَعُ لَهُ الطَّعَامُ وَتُقَامُ الصَّلٰوةُ فَلَا يَاْتِيْهَا حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ وَاِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَآءَةَ الْاِمَامِ. (متفق عليه)428-5

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہی یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جب تم میں کسی کے سامنے عشاء کا کھانا رکھا جائے اور اس کے ساتھ ہی نماز کی اقامت ہو جائے تو وہ سیر ہو کر کھانا تناول کرنے کے بعد نماز ادا کرے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے بسا اوقات کھانا پیش ہوتا تو وہ امام کی قرأت سننے کے باوجود سیر ہو کر کھانا کھا لیا کرتے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول

رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ لَا صَلٰوۃَ بِحَضْرَۃِ الطَّعَامِ وَلَا ھُوَ یُدَافِعُہُ الْاَخْبَثَانِ. (مسلم)429-6

کریم ﷺ سے یہ ارشاد سنا کہ کھانے کی موجودگی اور پیشاب، پاخانے کی حاجت میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔(مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے جن ارشادات میں کھانے کی موجودگی اور پیشاب، پاخانے کے وقت نماز نہ پڑھنے کا ذکر ہوا ہے اس سے مراد آدمی کی وہ کیفیت ہے کہ اگر وہ اس ضرورت کو پورا نہ کرے تو اس کی توجہ نماز کی طرف مبذول نہ ہو سکے گی ایسی صورت میں رخصت دی جا رہی ہے کہ پہلے اپنی شدت کی حاجت کو پورا کرے تا کہ فراغت کے بعد وہ سکون کے ساتھ نماز ادا کر سکے۔ محض لذّت کے لئے کھانے کو ترجیح دینے والے شخص کو اس اجازت سے غلط فائدہ نہیں اٹھانا چاہئے۔ حضرت ابو ہریرہ ﷺ کی روایت پر ان لوگوں کو خصوصی طور پر توجہ کرنی چاہئے جو فرض جماعت کی موجودگی میں صبح کی سنتیں یا دوسرے نوافل پڑھ رہے ہوتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَلَا صَلٰوۃَ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃَ.(مسلم)430-7

حضرت ابو ہریرہ ﷺ روایت کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا فرض نماز کھڑی ہونے کی صورت میں کوئی دوسری نماز نہیں ہوتی۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اسْتَاْذَنَتِ امْرَاَۃُ اَحَدِکُمْ اِلَی الْمَسْجِدِ فَلَا یَمْنَعَنَّھَا.(متفق علیه)431-8

حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جب خواتین تم سے مسجد جانے کی اجازت طلب کریں تو انہیں نہ روکا جائے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ زَیْنَبَ امْرَاَۃِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا شَھِدَتْ اِحْدٰکُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِیْبًا. (مسلم)432-9

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ کی زوجہ مکرمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں نبی محترم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی عورت مسجد میں آئے تو اسے خوشبو نہیں لگانی چاہئے۔(مسلم)

فہم الحدیث

بخور استعمال کرنے والی عورت کو عشاء کی نماز مسجد میں پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ بخور اس زمانے کی ایک تیز خوشبو کا نام تھا جس کے دھوئیں سے بھی لوگ اپنے دماغ کو معطر کیا کرتے۔ لہٰذا خوشبو لگا کر عورت کو مسجد یا بازار میں نہیں جانا چاہیے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَیُّمَا امْرَاَۃٍ اَصَابَتْ بَخُوْرًا فَلَا تَشْھَدْ مَعَنَا الْعِشَآءَ الْاٰخِرَۃَ. (مسلم)433-10

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو عورت 'بخور' خوشبو استعمال کرے وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز نہ پڑھے۔(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷛ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلٰوةِ اِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُهٗ اَوْ مَرِيْضٌ اِنْ كَانَ الْمَرِيْضُ لَيَمْشِيْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ حَتّٰى يَاْتِيَ الصَّلٰوةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدٰى وَاِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى الصَّلٰوةَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ يُؤَذَّنُ فِيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّلْقَى اللّٰهَ غَدًا مُّسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰٓؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ سُنَنَ الْهُدٰى وَاِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَلَوْ اَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّيْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِيْ بَيْتِهٖ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ يَعْمِدُ اِلٰى مَسْجِدٍ مِّنْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَّخْطُوْهَا حَسَنَةً وَّرَفَعَهٗ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَّعْلُوْمُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهٖ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِّ. (مسلم)434-11

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷛ اپنا مشاہدہ ذکر کرتے ہیں کہ جماعت سے منافق اور سخت مریض لوگ ہی پیچھے رہا کرتے تھے۔ ورنہ کوئی مریض لوگوں کے سہارے پر چل سکتا ہو تو وہ ضرور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتا۔ رسول کریم ﷺ نے جن ہدایت کے راستوں کی ہمیں رہنمائی فرمائی ان میں ایک یہ ہے کہ اذان سن کر نماز مسجد میں ادا کی جائے دوسری روایت میں ہے کہ ابن مسعود ﷛ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ میں آنے والے وقت میں مسلمان ہونے کی حیثیت سے اللہ تعالی سے ملاقات کا شرف پاؤں تو اذان سن کر وہ جماعت کے ساتھ پانچ نمازوں کی پابندی کرے۔ یقیناً اللہ نے تمہارے نبی محترم پر ہدایت کے راستوں کو کھول دیا ہے۔ اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اللہ کی ہدایت کے راستوں میں سے ایک راستہ ہے۔ اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھتے رہے۔ جسطرح منافق اپنے گھروں میں پڑھتے ہیں تو تم نبی محترم ﷺ کے طریقے کو چھوڑ دو گے۔ اور اگر تم نے نبی کریم ﷺ کے طریقے کو چھوڑ دیا تو لازماً گمراہ ہو جاؤ گے۔ جو شخص بھی اچھی طرح وضو کر کے مساجد میں سے کسی ایک مسجد میں نماز کے لیے جاتا ہے تو اس کے ہر قدم کے بدلے اس کے گناہ معاف، نیکیوں میں اضافہ اور اس کے درجات بلند ہو جاتے ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے معروف منافق ہی نماز سے پیچھے رہتے تھے جب کہ مخلص مسلمان دو آدمیوں کے سہارے چل کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا تھا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِي الشَّعْثَاءِ ﷛ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ مَا اُذِّنَ فِيْهِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ ﷛ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى اَبَاالْقَاسِمِ ﷺ. (مسلم)435-12

جناب ابوشعثاء ﷛ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ ﷛ نے ایک شخص کو اذان کے بعد مسجد سے نکلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا اس آدمی نے نبی کریم ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔ (مسلم)

عَنْ اُمِّ الدَّرْدَآءِ رضی الله عنها قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ اَبُوْ الدَّرْدَآءِ وَھُوَ مُغْضَبٌ فَقُلْتُ مَا اَغْضَبَکَ قَالَ وَاللّٰہِ مَا اَعْرِفُ مِنْ اَمْرِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ شَیْئًا اِلَّا اَنَّھُمْ یُصَلُّوْنَ جَمِیْعًا. (بخاری)436-13

حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک دن میرے خاوند ابودرداء رضی اللہ عنہ غصہ کی حالت میں گھر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا آپ اس قدر ناراض کیوں ہیں؟ تو وہ قسم اٹھا کر فرمانے لگے کہ میں امت محمدیہ ﷺ میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے سوا باقی کاموں کا فقدان دیکھ رہا ہوں۔(بخاری)

عَنْ بِلَالِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَمْنَعُوا النِّسَاءَ حُظُوْظَھُنَّ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِذَا اسْتَاذَنَّکُمْ فَقَالَ بِلَالٌ وَّاللّٰہِ لَنَمْنَعُھُنَّ فَقَالَ لَہٗ عَبْدُاللّٰہِ اَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَتَقُوْلُ اَنْتَ لَنَمْنَعُھُنَّ وَفِیْ رِوَایَةِ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ فَاَقْبَلَ عَلَیْہِ عَبْدُاللّٰہِ فَسَبَّہٗ سَبًّا مَّا سَمِعْتُہٗ مِثْلَہٗ قَطُّ وَقَالَ اُخْبِرُکَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَتَقُوْلُ وَاللّٰہِ لَنَمْنَعُھُنَّ. (مسلم)437-14

حضرت بلال بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا جب تم سے عورتیں مسجد میں جانے کی اجازت طلب کریں تو تم عورتوں کو مساجد کے اجروثواب سے محروم نہ کرو۔ بلال نے کہا اللہ کی قسم ہم ان کو ضرور روکیں گے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں کہتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے تو کہتا ہے ہم ان کو ضرور روکیں گے۔ ایک دوسری روایت میں حضرت سالم اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ پھر حضرت عبداللہ ان کی جانب متوجہ ہوئے اور ان کو ایسی سنائیں جس طرح کی میں نے پہلے کبھی نہیں سنی تھی اور فرمایا میں تجھے رسول معظم ﷺ کی حدیث بتاتا ہوں اور تو کہتا ہے اللہ کی قسم ہم ان کو روکیں گے۔(مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے ستائیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے اور باہم ہمدردی میں اضافہ ہوتا ہے۔

۲۔ شرعی عذر کے بغیر گھر میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔

۳۔ فرض جماعت کی موجودگی میں سنتوں سمیت کوئی نماز نہیں ہوتی۔

۴۔ خوشبو لگا کر عورت کو مسجد میں نہیں آنا چاہیے۔

۵۔ اذان کے بعد بلا شرعی عذر مسجد سے نکلنا گناہ ہے۔

بَابُ تَسْوِيَةِ الصَّفِّ

صف بندی کی اہمیت

نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد فرمانا کہ میں نماز کی حالت میں تمہیں پیچھے سے دیکھتا ہوں محدّثین نے ان الفاظ کی مختلف تشریحات کی ہیں بعض کا نقطہء نظر یہ ہے کہ آپ ﷺ مہر نبوت کے ذریعے دیکھا کرتے تھے لیکن کچھ اہل علم اس کی تشریح کرتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے نماز میں صحابہ کی حرکات وسکنات سے آپ کو آگاہ فرما دیتا تھا۔ جس کی بنا پر نماز کی ادائیگی میں ہونے والی کمزوریوں سے آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو آگاہ فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ صف بندی نماز کا حصہ ہے۔ آپ ﷺ نماز شروع کرنے سے پہلے صفیں درست کروایا کرتے تھے۔ اس لئے امام کا فرض ہے کہ وہ نمازیوں کو صف صحیح کرنے کی تلقین کرتا رہے۔ نبی کریم ﷺ صف بندی کرنے والوں کے لئے دعا فرماتے اور صفیں درست نہ کرنے والوں کے بارے میں فرمایا اس طرح ان کے دل ایک دوسرے سے دور ہو جائیں گے۔

الفصل الاوّل

پہلی فصل

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَوِّىْ صُفُوْفَنَا حَتّٰى كَاَنَّمَا يُسَوِّىْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰى رَاٰى اَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ اَنْ يُّكَبِّرَ فَرَاٰى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهٗ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ عِبَادَاللّٰهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْلَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ.(مسلم)438-1

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول محترم ﷺ ہماری صفوں کو اس طرح درست کرتے جیسے تیر کے ساتھ سیدھا کیا جارہا ہو۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے دیکھ لیا کہ ہم نے صف بندی کرنا سیکھ لیا ہے۔ پھر ایک دن نکلے تکبیر ہونے ہی والی تھی۔ آپ ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک شخص کا سینہ صف سے آگے نکلا ہوا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اے اللہ کے بندو! صفوں کو درست کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا کر دے گا۔ (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَقِيْمُوا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّىْ اَرٰكُمْ مِّنْ وَّرَآءِ ظَهْرِىْ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ وَفِى الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ قَالَ اَتِمُّوا الصُّفُوْفَ فَاِنِّىْ اَرَاكُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِىْ.439-2

حضرت انس رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ نماز کی اقامت ہو چکی تھی۔ آپ ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ صفیں سیدھی کرو اور باہم مل کر کھڑے ہوا کرو۔ کیونکہ میں اپنے عقب سے بھی تمہیں دیکھتا ہوں۔ (بخاری) ایک دوسری روایت میں ہے کہ صفوں کو مکمل کرو میں تمہیں اپنے عقب سے دیکھتا ہوں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَوُّوْا

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی رسول کریم ﷺ کے اس فرمان

صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اِلَّا اَنَّ عِنْدَ مُسْلِمٍ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ. 3-440

کو بیان کرتے ہیں کہ صفوں کو برابر کیا کرو۔ کیونکہ صف بندی نماز کا حصہ ہے۔ امام مسلم نے آپ کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں اس طرح نماز کی تکمیل ہوتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِیِّ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِی الصَّلٰوةِ وَيَقُوْلُ اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ لِيَلِنِیْ مِنْكُمْ اُوْلُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ فَاَنْتُمُ الْيَوْمَ اَشَدُّ اخْتِلَافًا. (مسلم) 4-441

حضرت ابو مسعود انصاری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نماز سے پہلے ہمارے کندھوں کو سیدھا کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے برابر ہو جاؤ، درمیانی فاصلہ ختم کرو، ورنہ تمہارے دلوں میں فاصلے پیدا ہو جائیں گے۔ میرے قریب دین کا فہم رکھنے والے لوگ کھڑے ہوں پھر دوسرے اور پھر تیسرے درجے کے لوگ۔ حضرت ابومسعود ﷺ فرماتے ہیں کہ آج تم میں زبردست اختلافات پائے جاتے ہیں۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِيَلِنِیْ مِنْكُمْ اُولُو الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثَلٰثًا وَّاِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْاَسْوَاقِ. (مسلم) 5-442

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ روایت کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا میرے نزدیک سمجھ دار کھڑے ہوا کریں پھر دوسرے اور پھر تیسرے درجے کے۔ آپ ﷺ نے تین دفعہ ان الفاظ کا تکرار فرمایا اور بازاروں جیسے شور و غل سے مسجدوں کو بچاؤ۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِیِّ ﷺ قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ اَصْحَابِهٖ تَاَخُّرًا فَقَالَ لَهُمْ تَقَدَّمُوْا وَاْتَمُّوْا بِیْ وَلْيَاْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ لَايَزَالُ قَوْمٌ يَتَاَخَّرُوْنَ حَتّٰى يُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ. (مسلم) 6-443

حضرت ابو سعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے کچھ لوگوں کو اگلی صف سے پیچھے کھڑے ہوئے دیکھا تو فرمایا میری اقتدا کرتے ہوئے آگے ہو کر کھڑے ہو اور بعد میں آنے والے تمہارے پیچھے کھڑے ہوں۔ جو لوگ جان بوجھ کر پیچھے کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ بھی ان کو پیچھے ہی رہنے دے گا۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرَاٰنَا حِلَقًا فَقَالَ مَالِیْ اَرٰكُمْ عِزِيْنَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ اَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلٰٓئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت جابر بن سمرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ تشریف لائے اور ہم مختلف حلقوں میں بیٹھے ہوئے تھے تو فرمایا کہ میں تمہیں کس حال میں دیکھ رہا ہوں اور پھر سامنے آکر فرمایا کہ جس طرح ملائکہ اپنے رب کے حضور صف

وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلٰئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوْلٰى وَيَتَرَاصُّوْنَ فِي الصَّفِّ. (مسلم)7-444

بندی کرتے ہیں تم ایسا کیوں نہیں کرتے؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول ملائکہ اپنے رب کے حضور کس طرح صف بندی کرتے ہیں؟ ارشاد ہوا کہ وہ پہلی صفوں کو مکمل کرنے کے ساتھ صف میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا اٰخِرُهَا وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَآءِ اٰخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا. (مسلم)8-445

حضرت ابو ہریرہ ﷺ رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ مردوں کے لئے پہلی صف بہتر ہے اور آخری صف فتنے کا باعث ہے جبکہ عورتوں کی آخری صف افضل اور ان کا پہلی صف میں کھڑا ہونا شر کا باعث ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

ان احادیثِ مبارکہ میں مردوں کو اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اگلی صفوں میں کھڑے ہوا کریں اور اس میں بھی یہ امتیاز ہو کہ امام کے پیچھے دین کی سمجھ بوجھ بالخصوص ایسا شخص کھڑا ہو جو لقمہ دینے کی صلاحیت رکھتا ہو حادثاتی ضرورت میں امامت کروا سکے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں عورتیں بھی جماعت کے ساتھ نماز پڑھتی تھیں۔ لہٰذا آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ کہ عورتوں کو پچھلی صف میں کھڑا ہونا چاہیے۔ تاکہ اخلاقی کمزوریوں سے محفوظ رہیں۔ افسوس عالمِ اسلام نے اس سنت کو چھوڑ دیا ہے۔ جس کی وجہ مسلمانوں کا ایک کثیر حصہ عورتوں کی شکل میں اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ ہو چکا ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ دو آدمیوں کی صورت میں امام بائیں اور مقتدی امام کے برابر دائیں جانب کھڑا ہوگا۔ ۲۔ دو آدمیوں کی صورت میں بعض لوگ مقتدی کو حکم دیتے ہیں کہ وہ امام سے قدرے پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو اس کی کوئی دلیل نہیں۔ ۳۔ عورتیں مردوں کی صف میں کھڑی ہونے کے بجائے الگ صف میں کھڑی ہوں۔ چاہے وہ محرم ہی کیوں نہ ہوں۔ ۴۔ صف میں مل کر کھڑا ہونا چاہیے۔ ۵۔ صفیں سیدھی ہونی چاہئیں۔ ۶۔ امام کو صفوں کی درستی کروانی چاہیے۔ ۷۔ اہلِ علم حضرات کو پہلی صف میں امام کے قریب کھڑا ہونا چاہیے۔ اس لیے ان کا فرض ہے کہ دوسرے نمازیوں سے پہلے مسجد میں آنے کی کوشش کیا کریں۔

بَابُ الْمَوْقِفِ

امام کہاں کھڑا ہو

الفصل الاوّل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ فِيْ بَيْتِ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ رضي الله عنها فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَاَخَذَ بِيَدِيْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِهٖ فَعَدَلَنِيْ كَذَالِكَ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِهٖ اِلَى الشِّقِّ الْاَيْمَنِ.(متفق عليه)1-446

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ فَجِئْتُ حَتّٰى قُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَاَدَارَنِيْ حَتّٰى اَقَامَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ ثُمَّ جَاءَ جَبَّارُبْنُ صَخْرٍ فَقَامَ عَنْ يَّسَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَخَذَ بِيَدَيْنَا جَمِيْعًا فَدَفَعَنَا حَتّٰى اَقَامَنَا خَلْفَهٗ.(مسلم)2-447

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلَّيْتُ اَنَا وَيَتِيْمٌ فِيْ بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَاُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا (مسلم)3-448

وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى بِهٖ وَبِاُمِّهٖ اَوْ خَالَتِهٖ قَالَ فَاَقَامَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَاَقَامَ الْمَرْاَةَ خَلْفَنَا.(مسلم)4-449

عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ انْتَهٰى اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ اَنْ يَّصِلَ اِلَى الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰى اِلَى الصَّفِّ فَذُكِرَ ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رات بسر کی جب رسول کریم ﷺ تہجد کی نماز ادا کرنے لگے تو میں آپ کے بائیں جانب کھڑا ہوا آپ نے اپنے ہاتھ سے پچھلی طرف سے مجھے پکڑتے ہوئے اپنے پیچھے سے ہی اپنی دائیں جانب کھڑا کیا۔(بخاری ومسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نماز ادا کررہے تھے میں آکر آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوا آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر پیچھے سے گھما کر مجھے دائیں جانب کھڑا کردیا اس کے بعد حضرت جبار بن صخر رضی اللہ عنہ آپ کی بائیں جانب آکر کھڑے ہوئے۔آپ نے ہم دونوں کے ہاتھوں کو پکڑتے ہوئے اپنے پیچھے کھڑا کرلیا۔(مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور ایک یتیم اپنے گھر نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو میری والدہ ام سلیم ہمارے پیچھے آکر نماز پڑھنے لگیں۔(مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی یہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے مجھے اور میری والدہ یا خالہ کو نماز پڑھائی۔ مجھے دائیں جانب اور خاتون کو میرے پیچھے کھڑا کیا۔(مسلم)

حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ہاں پہنچا تو آپ رکوع کی حالت میں تھے۔میں صف میں شامل ہونے سے پہلے ہی رکوع کی حالت میں ہوگیا

ﷺ فَقَالَ زَادَکَ اللّٰهُ حِرْصًا وَّلَا تَعُدْ.(بخاری)5-450

پھراسی حالت میں قدم اٹھا کر صف میں شامل ہوا جب نبی مکرم ﷺ کے سامنے اس کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے شوق میں اضافہ کرے دوبارہ ایسا نہیں کرنا۔(بخاری)

فہم الحدیث

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے اگر کوئی اکیلا شخص فرض یا نفل نماز ادا کر رہا ہو تو آنے والے شخص کو امام کے بائیں جانب کھڑے ہونے کے بجائے دائیں جانب کھڑا ہونا چاہیے۔ اگر مقتدی ایک مرد اور دوسری عورت ہو تو مرد امام کے دائیں جانب اور عورت ان کے پیچھے کھڑی ہوگی۔

دوسرا مسئلہ یہ واضح ہوا کہ رکوع میں ملنے سے رکعت نہیں ہوتی کیونکہ اس طرح فاتحہ اور قیام جو کہ رکعت کے لئے لازم ہیں فوت ہو جاتے ہیں اس لئے آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرہ ﷛ کو آئندہ ایسا کرنے سے روک دیا تھا لیکن قربان جائیں بعض علماء کی علمی موشگافیوں پر کہ جو یہ کہتے ہوئے رکوع میں ملنے کی رکعت کو شمار کرتے ہیں کہ اگر قیام اور فاتحہ لازم ہوتے تو آپ ﷺ اس کو یہ رکعت دوہرانے کا حکم صادر فرماتے۔ ایسے لوگ یہ بھول جاتے ہیں کہ اس صحابی کو تو پہلے اس مسئلے کا علم نہیں تھا جس کی وجہ سے آپ نے رکعت کے پڑھنے کا حکم دینے کے بجائے آئندہ کے لئے منع کر دیا ہے۔

دوسری یہ بات عیاں ہوئی کہ آپ ﷺ کے دورِ مبارک میں نماز کے لیے دیر سے آنے کا تصور ہی نہیں تھا کیونکہ اس صورت میں مردوں کا اگلی صفوں میں اور عورتوں کا پچھلی صفوں میں ہونے کا اہتمام نہیں کیا جا سکتا۔

الفصل الثانی

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِنِ السَّاعِدِيِّ اَنَّهُ سُئِلَ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ اَلْمِنْبَرُ فَقَالَ هُوَ مِنْ اَثْلِ الْغَابَةِ عَمِلَهُ فُلَانٌ مَوْلٰی فُلَانَةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَامَ عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ عُمِلَ وَوُضِعَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَكَبَّرَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهُ فَقَرَاَوَرَكَعَ وَرَكَعَ النَّاسُ خَلْفَهُ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰی فَسَجَدَ عَلَی الْاَرْضِ ثُمَّ عَادَ اِلَی الْمِنْبَرِ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰی حَتّٰی سَجَدَ بِالْاَرْضِ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ. وَفِی الْمُتَّفَقِ عَلَیْهِ نَحْوَهُ وَفِیْ اٰخِرِهٖ فَلَمَّافَرَغَ اَقْبَلَ

دوسری فصل

حضرت سہل بن سعد الساعدی ﷛ سے پوچھا گیا کہ منبر رسول کس چیز کا بنا ہوا تھا تو انہوں نے فرمایا اس کو فلاں عورت کے غلام نے نبی محترم ﷺ کے لیے جھاؤ کے درخت سے تیار کیا تھا۔ جب منبر بنا کر مسجد میں رکھ دیا گیا تو آپ ﷺ قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور تکبیر کہی اور لوگ بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے آپ نے قرأت کی اور رکوع کیا لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے رکوع کیا پھر آپ نے اپنا سر مبارک رکوع سے اٹھایا پھر آپ ہٹے اور زمین پر سجدہ کیا پھر منبر پر چڑھ گئے پھر رکوع کیا پھر سر اٹھایا پھر پیچھے ہٹے اور زمین پر سجدہ کیا۔(بخاری) بخاری اور مسلم کی متفق

عَلَى النَّاسِ فَقَالَ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوْا بِيْ وَ لِتَعْلَمُوْا صَلٰوتِيْ. 6-451

روایت میں ایسے ہی بیان ہوا ہے لیکن اس کے آخر میں ہے۔ نماز کے بعد آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے لوگوں میں منبر پر اس لئے چڑھا کہ تم میری اقتدا میں نماز پڑھو اور میری نماز کو جان جاؤ۔

خلاصۂ باب

۱۔ دو نمازی ہونے کی صورت میں مقتدی امام کے دائیں جانب کھڑا ہوگا۔

۲۔ عورتوں کو مردوں کے پیچھے الگ صف بنانی چاہیے۔

۳۔ صف میں شامل ہونے کیلئے دور سے رکوع میں جھکنا جائز نہیں۔

۴۔ فاتحہ اور قیام کے بغیر رکعت پوری نہیں ہوتی۔

۵۔ معمولی حرکت کرنے سے نماز ضائع نہیں ہوتی۔

۶۔ کسی وجہ سے ہاتھ کھول لیے جائیں تو نماز باطل نہیں ہوتی۔

بَابُ الْاِمَامَةِ

امامت کا معیار

نبی کریم ﷺ نے امامت کے کچھ اصول اور امام کی لیاقت کا ایک معیار قائم فرمایا ہے چاہے امام نوعمر ہو یا غلام سب سے پہلا اور بڑا اصول یہ ہے کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کا ماہر ہو۔ قرآنِ مجید کی تلاوت سے مراد اہل علم نے یہ لی ہے کہ وہ صرف فن قرأت سے ہی واقف نہ ہو بلکہ قرآن مجید کے فرائض اور احکامات کو اچھی طرح جانتا ہو۔ اگر تلاوت قرآن میں برابر ہوں تو جو سنت کو زیادہ جانتا ہو وہ جماعت کروائے گا اگر ان میں یکساں ہوں تو پہلے ہجرت کرنے والا امامت کا حقدار ہو گا۔ حسن اتفاق سے ان تینوں میں مساوی ہوں تو جو سب سے معمر ہو مصلّے پر کھڑا ہو گا۔

الفصل الاوّل — پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَاُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَآءَةِ سَوَآءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ كَانُوْ فِي السُّنَّةِ سَوَآءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِي الْهِجْرَةِ سَوَآءً فَاَقْدَمُهُمْ سِنًّا وَّلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِيْ سُلْطَانِهٖ وَلَا يَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهٖ عَلٰى تَكْرِمَتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ وَلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِيْ اَهْلِهٖ. 452-1

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حکم فرمایا لوگوں کی امامت وہ شخص کروائے جو قرآنِ مجید پر زیادہ عبور رکھتا ہو۔ اگر وہ قرآن کی تلاوت میں برابر ہوں تو سنت کو زیادہ جاننے والا امامت کروائے اگر سنت کو جاننے میں برابر ہوں تو جس نے سب سے پہلے ہجرت کی ہو وہ ان کا امام بنے گا۔ اگر ہجرت کرنے میں سب برابر ہوں تو معمر آدمی کو امامت کا حق ہو گا۔ کوئی شخص امام کے مصلّے اور کسی آدمی کے گھر میں اس کی مسند پر بلا اجازت بیٹھنے کی کوشش نہ کرے۔ مسلم کی دوسری روایت میں آپ کے یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں کوئی شخص دوسرے کے مقتدیوں کی جماعت نہ کروائے (اس سے مراد بلا اجازت امامت کروانا ہے۔)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانُوْا ثَلٰثَةً فَلْيَؤُمَّهُمْ اَحَدُهُمْ وَاَحَقُّهُمْ بِالْاِمَامَةِ اَقْرَاُهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. 453-2

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ رسول مکرم ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں جب نمازی تین ہوں تو ایک ان میں جماعت کروائے اور جسے قرآن مجید زیادہ یاد ہے اسے امامت کا حق ہو گا۔ (مسلم)

الفصل الثالث — تیسری فصل

عَنْ عَمْرِوبْنِ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا بِمَآءٍ النَّاسِ يَمُرُّ بِنَا الرُّكْبَانُ نَسْاَلُهُمْ مَا لِلنَّاسِ مَا هٰذَا

حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک ایک تالاب کے قریب لوگوں کی راہگزر کے ساتھ رہائش

الرَّجُلُ فَيَقُوْلُوْنَ يَزْعُمُ اَنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَهُ اَوْحٰى اِلَيْهِ اَوْحٰى اِلَيْهِ كَذَا وَكُنْتُ اَحْفَظُ ذَالِكَ الْكَلَامَ فَكَاَنَّمَا يُغَرّٰى فِيْ صَدْرِيْ وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَلَوَّمُ بِاِسْلَامِهِمُ الْفَتْحَ فَيَقُوْلُوْنَ اتْرُكُوْهُ وَقَوْمَهُ فَاِنَّهُ اِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ نَبِيٌّ صَادِقٌ فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ الْفَتْحِ بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِاِسْلَامِهِمْ وَبَدَرَ اَبِيْ قَوْمِيْ بِاِسْلَامِهِمْ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ جِئْتُكُمْ وَاللّٰهِ مِنْ عِنْدِالنَّبِيِّ ﷺ حَقًّا فَقَالَ صَلُّوْا صَلٰوةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا وَصَلٰوةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ اَحَدُكُمْ فَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْثَرُكُمْ قُرْاٰنًا فَنَظَرُوْا فَلَمْ يَكُنْ اَحَدٌ اَكْثَرُ قُرْاٰنًا مِّنِّيْ لِمَا كُنْتُ اَتَلَقّٰى مِنَ الرُّكْبَانِ فَقَدَّمُوْنِيْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَاَنَا ابْنُ سِتٍّ اَوْ سَبْعِ سِنِيْنَ وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ كُنْتُ اِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصَتْ عَنِّيْ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِّنَ الْحَيِّ اَلَا تُغَطُّوْنَ عَنَّا اسْتَ قَارِئِكُمْ فَاشْتَرَوْا فَقَطَعُوْا لِيْ قَمِيْصًا فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ فَرَحِيْ بِذَالِكَ الْقَمِيْصِ. (بخاری)3-454

پذیر تھے جب ہمارے پاس سے قافلے گزرتے تو ہم ان سے مکہ کے حالات وواقعات پوچھا کرتے تھے کہ یہ شخص کیسا ہے؟ وہ جواب دیتے کہ وہ اللہ کے رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ مجھ پر فلاں فلاں وحی نازل ہو چکی ہے۔ عمرو بن سلمہ ؓ کہتے ہیں کہ میں ان سے وہ آیات سن کر اپنے سینے میں جاگزیں کرلیا کرتا تھا۔ اور عرب کے لوگ فتح مکہ کے انتظار میں تھے اس لئے وہ کہتے اسے اور اس کے اصحاب کو اسی حالت میں چھوڑ دیا جائے اگر وہ ان لوگوں پر غالب آگیا تو وہ سچا نبی ہوگا۔ جب مکہ فتح ہوگیا تو لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے جلدی کرنے لگے۔ لیکن میرے والد اسلام قبول کرنے میں اپنی قوم سے سبقت لے گئے جب میرے والد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واپس آئے تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ حقیقتاً اللہ کے نبی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ فلاں نماز کو فلاں وقت ادا کرو۔ جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں ایک شخص اذان کہے اور پھر وہ شخص جماعت کروائے جو قرآن مجید کو زیادہ جانتا ہو۔ جب لوگوں نے اس بات کا جائزہ لیا تو مجھے ہی سب سے زیادہ قرآن مجید حفظ تھا کیونکہ میں مسافروں سے پوچھ پوچھ کر قرآن یاد کرلیا کرتا تھا۔ تب انہوں نے مجھے اپنا امام بنایا اور میری عمر چھ سات سال کے قریب تھی اس وقت میرے اوپر ایک دھاری دار چادر تھی جب میں سجدہ کرتا تو بسا اوقات جسم کا کچھ حصہ ننگا ہو جاتا یہاں تک کہ قبیلے کی ایک عورت نے کہہ دیا کہ تم اپنے امام کی شرم گاہ کیوں نہیں ڈھانپتے۔ لوگوں نے کپڑا خرید کر میری قمیض سلوائی جسے پہننے سے مجھے بہت ہی زیادہ خوشی حاصل ہوئی۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الْمَدِيْنَةَ كَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَّوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَفِيْهِمْ عُمَرُ وَ اَبُوْ

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب ابتداء مہاجرین مدینہ منورہ میں آئے تو ان کی امامت ابوحذیفہ کے غلام حضرت سالم ؓ کروایا کرتے تھے جبکہ مقتدیوں میں

سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالْاَسَدِ. (بخاری)455-4 حضرت عمر ﷺ اور حضرت ابوسلمہ ﷺ بن عبدالاسد بھی موجود ہوتے۔(بخاری)

فہم الحدیث

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ بچہ اور غلام بھی امامت کروا سکتا ہے۔

خلاصۂ باب

درجہ بدرجہ امامت کے حقدار اشخاص

١۔ سب سے زیادہ قرآن مجید جاننے والا امامت کا حقدار ہے۔

٢۔ سنت کو زیادہ جاننے والا۔

٣۔ ہجرت میں سبقت رکھنے والا۔

٤۔ برابری کی صورت میں عمر میں بڑا امامت کروائے گا

٥۔ صاحب مسند کی اجازت کے بغیر اس کی جگہ پر بیٹھنا جائز نہیں۔

٦۔ امام کی خدمت کرنا ضروری ہے۔

٧۔ غلام اور چھوٹے نابالغ بچے کی امامت جائز ہے۔

بَابُ مَا عَلَى الْاِمَامِ

امام کی ذمہ داری

رسول اکرم ﷺ نے امام کو اس بات کا پابند فرمایا کہ وہ درمیانے درجے کی نماز پڑھائے نماز اس قدر طویل نہ ہو کہ جس سے نمازی اکتاہٹ اور تھکاوٹ محسوس کریں اور اتنی ہلکی بھی نہیں ہونی چاہیے کہ نمازیوں کی تسبیحات' رکوع و سجود ہی ادھورے رہ جائیں اور اس لئے آپ ﷺ درمیانے انداز سے جماعت کروایا کرتے تھے۔

الفصل الاوّل

پہلی فصل

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَآءَ اِمَامٍ قَطُّ اَخفَّ صَلٰوةً وَّلَا اَتَمَّ صَلٰوةً مِّنَ النَّبِيِّ ﷺ وَاِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَآءَ الصَّبِيِّ فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ اَنْ تُفْتَنَ اُمُّهُ.(متفق عليه)456-1

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے آج تک کسی امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جس کی نماز نبی اکرم ﷺ کی نماز سے زیادہ مکمل اور ہلکی ہو۔ اگر آپ بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز ہلکی کر دیتے تا کہ اس کی والدہ پریشان نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ لَاَدْخُلُ فِي الصَّلٰوةِ وَاَنَا اُرِيْدُ اِطَالَتَهَا فَاَسْمَعُ بُكَآءَ الصَّبِيِّ فَاَتَجَوَّزُ فِيْ صَلٰوتِيْ مِمَّا اَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ اُمِّهٖ مِنْ بُكَآئِهٖ. (بخاری)457-2

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے کہ جب میں نماز شروع کرتا ہوں تو میرا ارادہ ہوتا ہے کہ لمبی نماز پڑھی جائے لیکن جب کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو پھر نماز ہلکی کر دیتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بچے کے رونے سے اس کی ماں کو سخت پریشانی ہوگی۔ (بخاری)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ السَّقِيْمَ وَالضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَآءَ.(متفق عليه)458-3

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں جب تم میں کوئی شخص جماعت کروائے تو اسے ہلکی جماعت کروانی چاہیے۔ کیونکہ نمازیوں میں بیمار کمزور' اور معمر لوگ بھی ہوتے ہیں جب وہ اپنے طور پر نماز پڑھے تو جتنی چاہے لمبی پڑھ سکتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا فَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَوْعِظَةٍ اَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّ

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں مجھے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا ایک شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے۔ اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم کہ فلاں امام کی لمبی جماعت کرانے کی وجہ سے میں صبح کی نماز جماعت کے ساتھ نہیں پڑھتا۔ حضرت

مِنكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَاَيُّكُمْ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَذَاالْحَاجَةِ.(متفق علیه)4-459

ابو مسعودؓ کہتے ہیں کہ آپ اس قدر غصے کے ساتھ فرمانے لگے کہ میں نے آج تک آپ کو اس قدر ناراض ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔فرمایا کہ تم میں کچھ لوگ نفرتیں پیدا کرنے والے ہیں۔پس تم میں جو شخص جماعت کروائے اسے ہلکی نماز پڑھانی چاہیے۔کیونکہ نمازیوں میں ضعیف، بوڑھے اور مصروف لوگ بھی ہوتے ہیں۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلُّوْنَ لَكُمْ فَاِنْ اَصَابُوْا فَلَكُمْ وَاِنْ اَخْطَاءُوْا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ. 5-460

حضرت ابو ہریرہؓ رسول معظم ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں جو تمہاری جماعت کرائیں اگر وہ صحیح امامت کروائیں تو تمہاری نماز پوری ہوئی اور اگر وہ کمی کریں تو اس کی ذمہ داری ان پر ہوگی۔(بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ ؓ قَالَ آخِرُ مَا عَهِدَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَمَمْتَ قَوْمًا فَاَخِفَّ بِهِمُ الصَّلٰوةَ (رواہ مسلم وَ فِیْ رِوَايَةٍ لَهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ اُمَّ قَوْمَکَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَجِدُ فِیْ نَفْسِیْ شَيْئًا قَالَ اُدْنُهُ فَاَجْلَسَنِیْ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ فِیْ صَدْرِیْ بَيْنَ ثَدْيَیَّ ثُمَّ قَالَ تَحَوَّلْ فَوَضَعَهَا فِیْ ظَهْرِیْ بَيْنَ كَتِفَیَّ ثُمَّ قَالَ اُمَّ قَوْمَکَ فَمَنْ اَمَّ قَوْماً فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الْكَبِيْرَ وَاِنَّ فِيْهِمُ الْمَرِيْضَ وَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَاِنَّ فِيْهِمْ ذَاالْحَاجَةِ فَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ وَحْدَهُ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَاءَ. 6-461

حضرت عثمان بن ابوالعاصؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے مجھے آخری وصیت کرتے ہوئے حکم دیا جب تم کسی قبیلے کے امام بنو تو انہیں ہلکی نماز پڑھاؤ۔(مسلم) دوسری روایت میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ اپنے قبیلے میں جماعت کروایا کرو۔میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھتا فرمایا ذرا قریب ہو جاؤ۔مجھے اپنے سامنے بٹھاتے ہوئے اپنا دستِ مبارک میرے سینے کے درمیان رکھا پھر فرمایا اب اپنا منہ دوسری طرف کرو پھر اپنے دستِ شفقت کو گردن کے پیچھے میرے کندھوں کے درمیان رکھتے ہوئے فرمایا اپنی قوم کی امامت کروادیا کرو۔جو بھی امامت کروائے اسے یہ خیال رکھنا چاہیے کہ نمازیوں میں بوڑھے، مریض، کمزور اور مصروف لوگ بھی ہوتے ہیں۔جب کوئی اکیلا نماز پڑھے وہ جتنی چاہے طویل کرسکتا ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔امام بچے کے رونے کی وجہ سے نماز ہلکی کرسکتا ہے۔۲۔نماز میں کمی وبیشی کا ذمہ دار امام ہوگا۔۳۔نماز ہلکی مگر مکمل پڑھانی چاہیے۔۴۔نماز میں کمزوروں' مسافروں' مصروف لوگوں اور چھوٹے بچوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

بَابُ مَا عَلَى الْمَاْمُوْمِ مِنَ الْمُتَابَعَةِ وَحُكْمِ الْمَسْبُوْقِ

امام کی پیروی اور بعد میں شامل ہونے والے کے لیے حکم

امامت کا مقصد یہ ہے کہ لوگ امام کی اتباع کریں۔اس میں نظم وضبط اور اجتماعیت کا سبق پایا جاتا ہے۔اس لیے رسول اللہ ﷺ ہدایت فرمایا کرتے تھے کہ لوگو تمہیں امام سے آگے نہیں بڑھنا چاہیے جان بوجھ کر آگے بڑھنے والے کے بارے میں آپ نے یہ الفاظ فرمائے ہیں۔کہ امام سے سبقت کرنے والے مقتدی کو ڈرنا چاہیے کہیں اللہ تعالیٰ اس کا سر گدھے جیسا نہ کردے۔ امام سے آگے بڑھنے میں نمازی کی نماز میں بے قراری ظاہر ہوتی ہے۔حالانکہ یہ مقتدی رکوع وسجود میں جتنی چاہے جلدی کی کوشش کرے امام سے پہلے تو نہیں فارغ ہوسکتا۔لہٰذا یہ گدھے جیسی حماقت ہے۔

الفصل الاوّل

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍؓ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ لَمْ يَحْنُ اَحَدٌ مِّنَّا ظَهْرَهٗ حَتّٰى يَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ جَبْهَتَهٗ عَلَى الْاَرْضِ.(متفق عليه)462-1

پہلی فصل

حضرت براٗ بن عازبؓ فرماتے ہیں ہم نبی محترم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے آپ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنے کے بعد سجدے کے لیے جب تک اپنی پیشانی زمین پر نہ رکھتے ہم سجدے کے لیے اپنی کمر نہ جھکایا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ اِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُوْنِيْ بِالرُّكُوْعِ وَلَا بِالسُّجُوْدِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالْاِنْصِرَافِ فَاِنِّيْ اَرٰكُمْ اَمَامِيْ وَمِنْ خَلْفِيْ.(مسلم)463-2

حضرت انسؓ کہتے ہیں رسول کریم ﷺ نے ہماری جماعت کروائی پھر نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف چہرہ کرتے ہوئے فرمایا۔اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں رکوع اور سجود، قیام اور سلام میں مجھ سے آگے نہ بڑھا کرو یقیناً میں تمہیں اپنے سامنے اور عقب سے بھی دیکھتا ہوں۔(مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُبَادِرُوا الْاِمَامَ اِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اِلَّا اَنَّ الْبُخَارِيَّ لَمْ يَذْكُرْ وَاِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ.464-3

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ امام سے آگے نہ بڑھا کرو۔جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی اَللّٰهُ اَكْبَر کہو وہ وَلَا الضَّالِّيْن کہے تو تم آمین کہو۔وہ رکوع میں جائے تو تم رکوع کرو جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد کہو۔(بخاری و مسلم) مگر بخاری نے جب وہ وَلَا الضَّالِّيْن یہ ذکر نہیں کیا۔

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ فَصَلّٰى صَلٰوةً مِّنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّيْنَا وَرَآءَهٗ قُعُوْدًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا صَلّٰى قَآئِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ قَوْلُهٗ اِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا هُوَ فِيْ مَرَضِهِ الْقَدِيْمِ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَ ذَالِكَ النَّبِيُّ ﷺ جَالِسًا وَّالنَّاسُ خَلْفَهٗ قِيَامٌ لَمْ يَاْمُرْهُمْ بِالْقُعُوْدِ وَاِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْاٰخِرِ فَالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ ﷺ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَاتَّفَقَ مُسْلِمٌ اِلٰى اَجْمَعُوْنَ وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا. 465-4

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ رسول معظم ﷺ گھوڑے پر سوار تھے کہ آپ گھوڑے سے گر گئے جس سے آپ کے جسم مبارک کا دایاں پہلو زخمی ہوا جس کی وجہ سے آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی ہم نے بھی آپ کی اقتدا میں بیٹھ کر نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوتے ہوئے فرمایا امام اس لیے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ کھڑا ہو کر جماعت کرائے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو۔ جب وہ رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد کہو۔ جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھا کرو۔ امام حمیدی کہتے ہیں آپ ﷺ کا یہ فرمان جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھا کرو۔ آپ ﷺ کی پرانی بیماری کی وجہ سے تھا اس کے بعد آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے آپ نے ان کو بیٹھنے کا حکم نہیں دیا آپ ﷺ کا یہ آخری عمل امت کے لیے حجت ہے۔ یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔ مسلم نے اَجْمَعُوْنَ کے الفاظ تک وہی حدیث بیان کی ہے لیکن ایک روایت میں الفاظ زائد ہیں تم امام سے اختلاف نہ کرو۔ جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَآءَ بِلَالٌ يُّؤْذِنُهٗ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَصَلّٰى اَبُوْ بَكْرٍ تِلْكَ الْاَيَّامَ ثُمَّ اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ فِيْ نَفْسِهٖ خِفَّةً فَقَامَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْاَرْضِ حَتّٰى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمَّا سَمِعَ اَبُوْ بَكْرٍ حِسَّهٗ ذَهَبَ يَتَاَخَّرُ فَاَوْمٰى اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ لَّا يَتَاَخَّرَ فَجَآءَ حَتّٰى جَلَسَ عَنْ يَّسَارِ اَبِيْ بَكْرٍ فَكَانَ اَبُوْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب رسول کریم ﷺ زیادہ بیمار ہو گئے تو بلال ﷺ آپ کو نماز کی اطلاع دینے کے لیے حاضر ہوئے آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ ابو بکر کو کہیے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ان دنوں حضرت ابو بکر ﷺ لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے۔ جب آپ ﷺ نے بیماری میں تخفیف محسوس فرمائی تو آپ ﷺ دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں آئے۔ کمزوری کی وجہ سے آپ کے پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے۔ جب آپ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو

بَکْرٍ یُصَلِّیْ قَائِمًا وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُصَلِّیْ قَاعِدًا یَقْتَدِیْ اَبُوْ بَکْرٍ بِصَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَالنَّاسُ یَقْتَدُوْنَ بِصَلٰوۃِ اَبِیْ بَکْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّھُمَا یُسْمِعُ اَبُوْ بَکْرٍ النَّاسَ التَّکْبِیْرَ.5-466

حضرت ابوبکرؓ آپ کے آنے کی آہٹ محسوس کرکے پیچھے ہٹنے لگے۔آپ نے اشارے سے انہیں پیچھے ہٹنے سے روک دیا۔آپ حضرت ابوبکرؓ کے بائیں جانب تشریف فرما ہوئے حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہوکر جماعت کرارہے تھے رسول کریم ﷺ ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز ادا کررہے تھے ابوبکرؓ رسول محترم ﷺ کی اقتدا کرتے تھے اور لوگ ابوبکرؓ کی نماز کے مطابق نماز پڑھ رہے تھے۔(بخاری ومسلم) ایک دوسری روایت میں ہے ابوبکرؓ لوگوں کو تکبیر کی آواز پہنچاتے تھے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَمَا یَخْشَی الَّذِیْ یَرْفَعُ رَاْسَہٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ یُّحَوِّلَ اللّٰہُ رَاْسَہٗ رَاْسَ حِمَارٍ.(متفق علیہ)6-467

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے اسے اس بات سے خوفزدہ ہونا چاہیے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کی شکل میں تبدیل نہ کردے۔(بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عُبَیْدِاللّٰہِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ رحمۃ اللہ علیہ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَۃَ فَقُلْتُ اَلَا تُحَدِّثِیْنِیْ عَنْ مَّرَضِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَتْ بَلٰی ثَقُلَ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ اَصَلَّی النَّاسُ فَقُلْنَا لَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَھُمْ یَنْتَظِرُوْنَکَ فَقَالَ ضَعُوْا لِیْ مَآءً فِی الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ فَذَھَبَ لِیَنُوْءَ فَاُغْمِیَ عَلَیْہِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّی النَّاسُ قُلْنَا لَا ھُمْ یَنْتَظِرُوْنَکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ ضَعُوْالِیْ مَآءً فِی الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَقَعَدَفَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَھَبَ لِیَنُوْءَ فَاُغْمِیَ عَلَیْہِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّی النَّاسُ قُلْنَا لَا ھُمْ یَنْتَظِرُوْنَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ ضَعُوْا لِیْ مَآءً فِی الْمِخْضَبِ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَھَبَ لِیَنُوْءَ فَاُغْمِیَ عَلَیْہِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّی النَّاسُ قُلْنَا لَا ھُمْ یَنْتَظِرُوْنَکَ یَا

حضرت عبیداللہ بن عبداللہؒ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ مجھے آپ ﷺ کی بیماری کی تفصیلات ارشاد فرمائیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کیوں نہیں جب آپ ﷺ شدید بیمار ہوئے تو استفسار فرمایا کیا لوگوں نے نماز ادا کرلی ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں اللہ کے رسول۔وہ تو آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔حکم ہوا میرے لیے برتن میں پانی رکھا جائے ہم نے پانی کا انتظام کیا آپ ﷺ نے غسل فرمایا لیکن جب نماز کے لیے اٹھنے لگے تو آپ بے ہوش ہوگئے تھوڑی دیر بعد ہوش آیا تو فرمایا کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے عرض کیا نہیں وہ تو آپ کے انتظار میں ہیں۔حکم ہوا میرے لیے پھر برتن میں پانی لایا جائے جب غسل فرما کر اٹھنے لگے تو دوبارہ غشی طاری ہوگئی جب افاقہ ہوا تو سوال فرمایا کہ لوگ نماز سے فارغ ہوگئے ہیں؟ ہم نے عرض کیا نہیں وہ تو اب

رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالنَّاسُ عُكُوْفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُوْنَ النَّبِيَّ ﷺ لِصَلٰوةِ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ بِاَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاْمُرُكَ اَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَكَانَ رَجُلًا رَّقِيْقًا يَاعُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اَنْتَ اَحَقُّ بِذَالِكَ فَصَلّٰى اَبُوْ بَكْرٍ تِلْكَ الْاَيَّامَ ثُمَّ اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ فِيْ نَفْسِهٖ خِفَّةً وَّخَرَجَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلٰوةِ الظُّهْرِ وَاَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَاٰهُ اَبُوْ بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَاَخَّرَ فَاَوْمَا اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ بِاَنْ لَّا يَتَاَخَّرَ فَقَالَ اَجْلِسَانِيْ اِلٰى جَنْبِهٖ فَاَجْلَسَاهُ اِلٰى جَنْبِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّالنَّبِيُّ ﷺ قَاعِدٌ وَقَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهٗ اَلَا اَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَتْنِيْ عَآئِشَةُ عَنْ مَّرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ هَاتِ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَدِيْثَهَا فَمَا اَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ اَسَمَّتْ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِيْ كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيٌّ (متفق عليه) 7-468

بھی آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔اب تیسری دفعہ پانی لانے کا حکم دیا غسل فرما کر اٹھنے ہی لگے تھے بے ہوش ہو گئے جب طبیعت سنبھلی تو استفسار فرمایا کہ کیا لوگوں نے ابھی تک نماز نہیں پڑھی؟ عرض کیا گیا نہیں آقا وہ تو آپ کا عشاء کی نماز کے لیے مسجد میں انتظار کر رہے تھے۔نماز میں بہت تاخیر ہو چکی تھی آپ نے پیغام بھیجا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔آپ کے پیغام دینے والے نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو عرض کیا کہ رسول محترم ﷺ کا حکم ہے کہ آپ جماعت کروائیں۔حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نہایت نرم دل انسان تھے اس لیے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ آپ جماعت کروائیں لیکن جناب عمر نے کہا آپ امامت کے زیادہ اہل ہیں ۔تب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ان دنوں جماعت کرواتے رہے۔بعد ازاں جب نبی کریم ﷺ کی طبیعت کچھ سنبھل گئی تو آپ دو آدمیوں کے سہارے جن میں ایک آپ کے چچا عباس تھے ظہر کی نماز کے لیے تشریف لائے جبکہ حضرت ابو بکر جماعت کروا رہے تھے تو وہ آپ کی آہٹ سن کر پیچھے ہٹنے لگے تا کہ آپ ﷺ کے لیے مصلّی خالی ہو جائے۔پیچھے نہ ہٹنے کا اشارہ فرما کر آپ نے ان دو آدمیوں کو حکم دیا کہ مجھے ابو بکر کے پہلو میں بٹھا دیا جائے اس طرح آپ ﷺ حضرت ابو بکر کے پہلو میں بیٹھ گئے۔

اس حدیث کے راوی عبید اللہ کہتے ہیں کہ پھر میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے بارے میں یہ سنا ہے تو انہوں نے فرمایا بیان کیجئے میں نے جو سنا تھا وہ پورے کا پورا جب ابن عباس کے سامنے بیان کیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کسی بات کا انکار نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ کیا میں آپ کو اس شخص کا نام نہ بتاؤں؟ جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوسرے تھے میں نے عرض کیا کیوں نہیں؟ فرمایا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔(بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ امام سے پہلے رکوع وسجود کرنا منع ہے۔

۲۔ مقتدی قرآن مجید کی تلاوت کے علاوہ قیام، رکوع وسجود اور تکبیرات میں امام کی اتباع کرے گا۔

۳۔ معذوری کی حالت میں امام بیٹھ کر اور مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں گے۔

۴۔ جان بوجھ کر امام سے آگے بڑھنے والے کے چہرے کو ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ گدھے کے چہرے میں تبدیل کر دے۔

۵۔ مقتدیوں کو امام کی آمد کا انتظار کرنا چاہیے۔

۶۔ امام جب سر سجدہ میں رکھے تو پھر مقتدیوں کو سجدہ میں جانا چاہیے۔

بَابُ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً مَرَّتَيْنِ

فرض نماز دو دفعہ ادا کرنا

الفصل الاوّل

پہلی فصل

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ يَأْتِيْ قَوْمَهٗ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ .(متفق عليه)469-1

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کرتے پھر آ کر اپنے قبیلے کی امامت کروایا کرتے تھے۔(بخاری ومسلم)

عَنْهُ قَالَ كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم الْعِشَاءَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى قَوْمِهٖ فَيُصَلِّيْ بِهِمُ الْعِشَاءَ وَهِيَ لَهٗ نَافِلَةٌ (رواه الْبُخَارِيُّ)470-2

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے حضرت معاذ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے پھر اپنے قبیلہ جا کر انہیں عشاء کی نماز پڑھایا کرتے یہ نماز آپ کے لیے نفل ہوتی تھی۔(بخاری)

فہم الحدیث

حدیث کی دوسری کتب میں اس روایت کی تفصیل اس طرح پائی جاتی ہے کہ حضرت معاذ عام طور پر عشاء کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھا کرتے تھے۔ بعد میں آ کر اپنے محلے میں عشاء کی امامت کراتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے عشاء کے فرض ادا کرتے اور اپنی مسجد میں چار نفل نماز کی نیّت کرتے۔ اس حدیث سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ امام اور مقتدی کی نیّت یکساں ہونا ضروری نہیں کیوں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے فرض ادا کرنے کی سعادت کے لیے وہاں نماز ادا کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ اپنے محلے میں وہ نفل کی نیت سے کھڑے ہوتے تھے کیوں کہ فرض نماز شرعی عذر کے بغیر دوبارہ پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔

خلاصۂ باب

۱۔ امام دوسری دفعہ امامت کروا سکتا ہے۔

۲۔ امام اور مقتدی کی ایک ہی نماز اور ایک ہی نیت ہونا ضروری نہیں۔

بَابُ السُّنَنِ وَفَضَائِلِهَا

سنت نماز کے فضائل

فرض نماز سے پہلے نفل اور سنتیں ادا کرنے سے فرضوں میں آمادگی اور خشوع وخضوع میں اضافہ ہوتا ہے قیامت کے دن فرض نماز میں ہونے والی کمی وکوتاہی کو نوافل کے ذریعے پورا کیا جائے گا۔اس لیے آپ ﷺ نفلی نماز کی فضیلت اوراس کی ترغیب دیا کرتے تھے۔

الفصل الاوّل

عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ رضى الله عنها اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ يُّصَلِّىْ لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ اثْنَتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيْضَةٍ اِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ اَوْ اِلَّا بُنِىَ لَهُ بَيْتٌ فِى الْجَنَّةِ.(مسلم) 471-1

پہلی فصل

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسولِ محترم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمان اللہ کی رضا کے لیے ہر روز فرضوں کے علاوہ بارہ رکعتیں نماز ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنادیتے ہیں یا اس کے لیے جنت میں گھر تیار کیا جاتا ہے۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِىْ بَيْتِهٖ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ فِىْ بَيْتِهٖ قَالَ وَحَدَّثَتْنِىْ حَفْصَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّىْ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ حِيْنَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ.(متفق عليه) 472-2

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول محترم ﷺ کے ساتھ آپ کے گھر میں دو رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت بعد از ظہر اور دو رکعت مغرب کے بعد پھر آپ کے گھر میں عشاء کے بعد دو رکعتیں ادا کیں۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مجھے ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ صبح کے فرضوں سے پہلے نسبتاً ہلکی دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ ﷺ لَا يُصَلِّىْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّىَ رَكْعَتَيْنِ فِىْ بَيْتِهٖ.(متفق عليه) 473-3

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی یہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مسجد میں جمعہ کے فرض کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے البتہ جب گھر تشریف لاتے تو دو رکعتیں ادا کیا کرتے تھے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے چھوٹے بھائی تھے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ رحمة الله عليه قَالَ سَاَلْتُ عَآئِشَةَ رضی الله عنهاعَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ تَطَوُّعِهٖ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْعِشَآءَ وَيَدْخُلُ بَيْتِيْ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّيْ مِنَ الَّيْلِ تِسْعَ رَكْعَاتٍ فِيْهِنَّ الْوِتْرُ وَكَانَ يُصَلِّيْ لَيْلًا طَوِيْلًا قَآئِمًا وَّلَيْلًا طَوِيْلًا قَاعِدًا وَّكَانَ اِذَا قَرَاَ وَهُوَ قَآئِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَآئِمٌ وَكَانَ اِذَا قَرَاَ قَاعِدًا رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ وَّكَانَ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ 474-4

حضرت عبداللہ بن شقیق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ کی نفل نماز کے بارے میں پوچھا تو وہ ارشاد فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے پھر جماعت کے لیے نکلتے ۔جب واپس آتے تو پھر دو رکعت ادا کرتے جب مغرب کی جماعت کروا کر گھر تشریف لاتے تو دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے پھر عشاء کی نماز لوگوں کو پڑھانے کے لیے تشریف لے جاتے جب واپس پلٹتے تو گھر میں دو رکعتیں ادا فرماتے ۔آپ ﷺ کی تہجد کی نماز وتر سمیت نو رکعتیں ہوتی تھی ۔جب کھڑے ہو کر تہجد ادا کرتے تو طویل قیام فرماتے اور بیٹھ کر پڑھتے تو بھی کافی دیر بیٹھے رہتے قیام کی حالت میں رکوع بھی اور سجود بھی کھڑے ہو کر کرتے بیٹھ کر تلاوت کرنے کی صورت میں رکوع و سجود بیٹھ کر ادا کرتے تھے اور جب فجر کا وقت ہوتا تو دو رکعتیں ادا فرماتے ۔(مسلم)

عَنْ عَآئِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ تَعَاهُدًا مِّنْهُ عَلٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.(متفق علیه)475-5

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نفل نماز میں سب سے زیادہ آپ ﷺ صبح کی سنتوں کا اہتمام کرتے تھے ۔(بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا. (مسلم) 476-6

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی آپ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتی ہیں کہ صبح کی دو سنتیں دنیا اور اس کی ہر چیز سے افضل ہیں ۔(مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضی الله عنه قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَّتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً.(متفق علیه)477-7

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یہ الفاظ دو مرتبہ ادا فرمائے کہ مغرب سے پہلے دو رکعتیں ادا کیا کرو اور تیسری دفعہ یہ ارشاد فرمایا جس کی مرضی ہے وہ پڑھے ۔یہ الفاظ اس لیے ادا فرمائے کہ کہیں لوگ اسے لازم تصور نہ کریں ۔(بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے

ﷺمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ اَرْبَعًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِي اُخْرٰى لَهٗ قَالَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا اَرْبَعًا.478-8

ارشاد فرمایا جو تم میں جمعہ کے بعد نماز پڑھے اسے چار رکعتیں پڑھنی چاہئیں۔(مسلم) ایک روایت میں ہے جب تم میں سے کوئی جمعہ کی نماز ادا کرے تو اسے اس کے بعد چار رکعت نماز ادا کرنی چاہیے۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللّٰہ عنہا قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَطُّ عِنْدِیْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِیْ قَالَتْ وَالَّذِیْ ذَهَبَ بِهٖ مَاتَرَكَهُمَا حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ.479-9

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے میرے ہاں عصر کے بعد دو سنتیں کبھی نہیں چھوڑیں (بخاری و مسلم)۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو فوت کر لیا آپ ﷺ نے دو رکعت نماز نہیں چھوڑی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ﷛ عَنِ التَّطَوُّعِ بَعْدَالْعَصْرِ فَقَالَ كَانَ عُمَرُ يَضْرِبُ الْاَيْدِیَ عَلٰى صَلٰوةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكُنَّا نُصَلِّیْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْتُ لَهٗ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْهِمَا قَالَ كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيْهِمَا فَلَمْ يَاْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا.

مختار بن فلفل رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں نے انس بن مالک ﷛ سے عصر کے بعد نفلوں کے بارے میں سوال کیا تو وہ فرمانے لگے حضرت عمر ﷛ تو عصر کے بعد نفل پڑھنے والوں کو سزا دیا کرتے تھے اور ہم رسول محترم ﷺ کے زمانے میں سورج غروب ہونے کے بعد اور نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ مختار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس ﷛ سے پوچھا کہ آپؐ بھی یہ نفل پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا آپؐ ہمیں یہ نفل پڑھتے ہوئے دیکھتے تو

فہم الحدیث

اسی باب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے موجود ہے کہ آپ ﷺ جمعہ کے بعد اپنے گھر آ کر دو رکعتیں ادا کیا کرتے تھے اور اس فرمان میں چار سنتیں پڑھنے کی ترغیب دی جا رہی ہیں۔ دونوں روایات کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ علماء نے یہ نقطہ نظر پیش کیا ہے کہ اگر خطیب ہو تو اس کے لیے دو ہی رکعتیں کافی ہیں کیونکہ اسے یہ رعایت اس لیے ہے کہ اس نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا ہے جبکہ دوسروں کا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ اس تخصیص کی بجائے ان احادیث کا یہ مطلب لینا چاہئے کہ عام طور پر جمعہ کے بعد چار ہی رکعتیں ادا کرنی چاہئیں اگر کوئی دو رکعتیں ادا کرتا ہے تو اس میں کوئی گناہ نہیں۔ علماء کی اکثریت کا خیال ہے کہ نماز عصر کے بعد دو سنتیں ادا کرنا آپ ﷺ کے لیے خاص تھیں۔

(مسلم)480-10

نہ پڑھنے کا حکم دیتے تھے اور نہ منع کرتے تھے۔ (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فَاِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ ابْتَدَرُواالسَّوَارِيَ فَرَكَعُوْا رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى اِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيْبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسِبُ اَنَّ الصَّلٰوةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُّصَلِّيهِمَا. (مسلم) 481-11

حضرت انس ﷺ ہی بیان کرتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں جب مؤذن مغرب کی اذان دیتا لوگ ستونوں کو سامنے رکھتے ہوئے دو رکعت نماز ادا کرتے اجنبی دمی مسجد میں داخل ہوتا تو وہ نفل پڑھنے والوں کی کثرت دیکھ کر خیال کرتا شاید نماز مغرب پڑھی جا چکی ہے۔ (مسلم)

عَنْ مَّرْثَدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ قَالَ اَتَيْتُ عُقْبَةَ الْجُهَنِيَّ فَقُلْتُ اَ لَا اُعَجِّبُكَ مِنْ اَبِيْ تَمِيْمٍ يُّرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْغَرِبِ فَقَالَ عُقْبَةُ اِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ فَمَا يَمْنَعُكَ الْاٰنَ قَالَ الشُّغْلُ. (بخاری) 482-12

حضرت مرثد بن عبداللہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں عقبہ جہنی ﷺ کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا کہ میں آپ کو ایک عجیب بات کی خبر دیتا ہوں کہ حضرت ابوتمیم ﷺ مغرب کی نماز سے پہلے دو نفل ادا کرتے ہیں۔ حضرت عقبہ ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ نفل ہم رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں پڑھا کرتے تھے۔ مرثد عرض کرتے ہیں اب آپ کو کیا رکاوٹ ہے حضرت عقبہ ﷺ فرماتے ہیں بس مصروفیات۔ (بخاری)

عَنْ عَمْرِوبْنِ عَطَآءٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ قَالَ اِنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ اَرْسَلَهُ اِلَى السَّآئِبِ يَسْئَلُهُ عَنْ شَيْءٍ رَاٰهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ نَعَمْ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُوْرَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْاِمَامُ قُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ فَصَلَّيْتُ فَلَمَّا دَخَلَ اَرْسَلَ اِلَيَّ فَقَالَ لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ اِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلٰوةٍ حَتّٰى تُكَلِّمَ اَوْ تَخْرُجَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَنَا بِذَالِكَ اَنْ لَّا نُوْصِلَ بِصَلٰوةٍ حَتّٰى نَتَكَلَّمَ اَوْ نَخْرُجَ. (مسلم) 483-13

عمرو بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے نافع بن جبیر نے حضرت سائب ﷺ سے یہ پوچھنے کے لیے بھیجا کہ کیا تجھے فلاں نماز کے بارے میں حضرت معاویہ ﷺ نے ٹوکا تھا؟ تو حضرت سائب ﷺ نے فرمایا کہ وہ ایسے ہوا تھا کہ میں نے حضرت معاویہ ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز مقصورہ میں پڑھی جب امام نے سلام پھیرا تو میں فوراً اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ جب حضرت معاویہ ﷺ جمعہ پڑھ کر اپنے گھر گئے تو مجھے اپنے گھر بلا کر فرمایا کہ آئندہ اس طرح نماز نہ پڑھنا جب تم جمعہ کے فرض ادا کرو تو فوراً کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہئے جب تک کہ آدمی کوئی کلمہ کلام نہ پڑھ لے یا پھر مسجد سے نکل جائے رسول معظم ﷺ ہمیں یہ حکم دیا کرتے تھے کہ وہ فرض اور نفلوں کے درمیان کلام یا مسجد سے نکلنے کا وقفہ کیا کریں۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اس واقعہ اور حدیث مبارک کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ فرض نماز کے معاً بعد نفل، سنتیں شروع نہیں کرنی چاہییں بلکہ فرض اور نفل نماز کے درمیان کچھ وقفہ ہونا چاہیے۔ جس کی دو صورتیں ہیں اگر اسی جگہ پر نماز ادا کرنی ہے تو آدمی کچھ نہ کچھ ذکر کرنے کے بعد اسی جگہ نفل پڑھے۔ مسجد سے نکل جانے کا مقصد یہ ہے آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق کہ لوگو اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ کیونکہ قبرستان میں نماز پڑھنی منع ہے بلکہ تم نفلی نماز اپنے گھروں میں ادا کیا کرو اس لیے اس حدیث میں مسجد سے نکل جانے کے الفاظ ذکر ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ کے زمانے میں جو لوگ نفل نماز مسجد میں پڑھا کرتے تھے وہ فرض اور نفل کے درمیان فرق رکھنے کے لئے کچھ ذکر یا جگہ تبدیل کر لیا کرتے تھے۔

خلاصۂ باب

۱۔ صبح کی سنتیں سفر و حضر میں پڑھنی چاہییں۔

۲۔ مغرب کی اذان کے بعد اور فرض نماز سے پہلے دو نفل پڑھنے چاہییں۔

۳۔ قضا نماز عصر کے بعد ادا کی جاسکتی ہے۔

۴۔ فرض نماز کے بعد بلا عذر فوراً نماز شروع نہیں کرنی چاہیے۔

۵۔ نماز عصر کے بعد دو نفل آپ کے لیے خاص تھے۔

بَابُ صَلٰوةِ اللَّيْلِ

نمازِ تہجد

شب زندہ داری کے روحانی' جسمانی ثمرات وبرکات

سحری کا وقت حاجات ومناجات اورسکون واطمینان کے لئے ایسا وقت ہے کہ لیل ونہار کا کوئی دوسرا لمحہ ان لمحات کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔زمین وآسمان کی وسعتیں نورانی کیفیت سے لبریز دکھائی دیتی ہیں۔ہر طرف سکون وسکوت انسان کی فکر ونظر کو جلا بخشنے کے ساتھ خالقِ حقیقی کی طرف متوجہ کررہا ہوتا ہے۔ایک طرف رات اپنے سیاہ فام دامن میں ہر ذی روح کو سلائے ہوئے ہے اور دوسری طرف بندۂ مومن اپنے خالقِ حقیقی کی بارگاہ میں پیش ہونے کے لئے کروٹیں بدلتا ہوا اٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ کہیں نیند کی غفلت میں یہ بابرکت اور پرنور لمحات گذر نہ جائیں۔وہ ٹھنڈی راتوں میں یخ پانی سے وضو کرکے رات کی تاریکیوں میں لرزتے ہوئے وجود اور کانپتی ہوئی آواز کے ساتھ شکر وحمد اور فقر وحاجت کے جذبات میں زار وقطار روتا ہوا فریاد کناں ہوتا ہے۔وہ آنسوؤں کے قطروں سے اس طرح اپنی ردائے حیات کو دھو ڈالتا ہے کہ اس کا دامن گناہوں کی آلودگی سے پاک اور وجود ہر قسم کی تھکن سے ہلکا ہوجاتا ہے کیونکہ طویل ترین قیام اور دیر تک رکوع وسجود میں پڑا رہنے سے تہجد بندۂ مومن کو ذہنی اور جسمانی توانائی سے ہم کنار کردیتی ہے۔اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کی اس صفت کا اس طرح تذکرہ فرماتے ہیں:

تَتَجَافٰى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَ مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ (السجدة ١٦:٣٢)

''وہ اپنے بستروں سے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہوئے اور جو ہم نے انہیں دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔''

الفصل الاول

عَنْ عَآئِشَةَرضی الله عنها قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يُصَلِّیْ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اِلَى الْفَجْرِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُّسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ فَيَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذَالِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَاُ اَحَدُكُمْ خَمْسِيْنَ اٰيَةً قَبْلَ اَنْ يَّرْفَعَ رَاْسَهٗ فَاِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلٰوةِ

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی معظم ﷺ عشاء کی نماز کے بعد اور فجر سے پہلے گیارہ رکعت ادا کیا کرتے تھے ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور ایک وتر ادا کرتے۔اور اس قدر سجدہ لمبا کرتے کہ اس دورانیہ میں اگر تم میں سے کوئی پچاس آیات کی تلاوت کرنا چاہے تو وہ کرسکتا تھا جب مؤذن فجر کی اذان کہتا اور صبح نمایاں ہوجاتی آپ

الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْاِقَامَةِ فَيَخْرُجُ متفق عليه 1-484

مختصر دو رکعتیں ادا کرتے اور پھر دائیں جانب چند لمحے لیٹ جاتے اور پھر مؤذن نماز کی اطلاع کرتا تو آپ ﷺ گھر سے تشریف لے جاتے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ سے تین یا پانچ وتر پڑھنا بھی ثابت ہیں۔ جب کہ اس حدیث میں ایک وتر پڑھنے کا ثبوت مل رہا ہے۔ لہٰذا جو لوگ ایک وتر پڑھنا اچھا نہیں سمجھتے انہیں اپنے عمل پر غور کرنا چاہیے۔

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَاِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِيْ وَاِلَّا اضْطَجَعَ.(مسلم) 2-485

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان فرماتی ہیں جب آپ ﷺ فجر کی دو رکعتیں ادا کر لیتے اگر میں بیدار ہوتی تو کوئی بات چیت فرماتے ورنہ لیٹ جاتے تھے۔(مسلم)

فہم الحدیث

یہاں اور جن روایات میں آتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تہجد پڑھ رہے ہوتے اور میں لیٹی ہوتی۔ اس کا یہ معنی نہیں کہ ام المومنین تہجد نہیں پڑھا کرتی تھی۔ کیونکہ دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنے گھر والوں کو تہجد کی تلقین فرمایا کرتے تھے لہٰذا ان احادیث کا یہ معنی ہے کہ ان ایام میں وہ نماز پڑھنے سے شرعاً معذور ہوتی تھیں۔ یا پھر ام المومنین نبی اکرم ﷺ سے تھوڑا وقت ٹھہر کر تہجد کے لئے اٹھتی تھیں۔

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ.(متفق عليه) 3-486

یہ حدیث بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی روایت کرتی ہیں کہ جب نبی محترم ﷺ صبح کی سنتیں ادا کر لیتے تو اپنے دائیں پہلو پر تھوڑی دیر لیٹ جاتے تھے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا الْوِتْرُ وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ.(مسلم) 4-487

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا ہی کا فرمان ہے کہ نبی کریم ﷺ رات میں تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے ان میں ایک وتر اور دو رکعت فجر کی سنتیں ہوا کرتی تھیں۔(مسلم)

عَنْ مَسْرُوْقٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ سَبْعٌ وَّتِسْعٌ وَّاِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً سِوٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ.(بخاری) 5-488

جناب مسروق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی تہجد کے بارے میں سوال کیا تو فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی تہجد صبح کی سنتوں کے علاوہ سات، نو اور گیارہ رکعتیں ہوا کرتی تھی۔(بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِيُصَلِّيَ افْتَتَحَ صَلٰوتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ. (مسلم)489-6

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی نبی محترم ﷺ کی تہجد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ جب آپ تہجد کا آغاز کرتے تو پہلی دو رکعتیں ہلکی پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِّنَ اللَّيْلِ فَلْيَفْتَتِحِ الصَّلٰوةَ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ. (مسلم)490-7

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص رات کی نماز پڑھے تو اسے پہلی دو رکعتیں ہلکی پھلکی ادا کرنی چاہئیں۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ لَيْلَةً وَالنَّبِيُّ ﷺ عِنْدَهَا فَتَحَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ اَهْلِهٖ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ اَوْ بَعْضُهٗ قَعَدَ فَنَظَرَ اِلَى السَّمَآءِ فَقَرَاَ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ حَتّٰى خَتَمَ السُّوْرَةَ ثُمَّ قَامَ اِلَى الْقِرْبَةِ فَاَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ صَبَّ فِي الْجَفْنَةِ ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءً حَسَنًا بَيْنَ الْوُضُوْئَيْنِ لَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ اَبْلَغَ فَقَامَ فَصَلّٰى فَقُمْتُ وَتَوَضَّاْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَاَخَذَ بِاُذُنِيْ فَاَدَارَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَتَتَامَّتْ صَلٰوتُهٗ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ وَكَانَ اِذَا نَامَ نَفَخَ فَاٰذَنَهٗ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ وَكَانَ فِيْ دُعَآئِهٖ (اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَّمِيْنِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَّسَارِيْ نُوْرًا وَّفَوْقِيْ نُوْرًا وَّتَحْتِيْ نُوْرًا وَّاَمَامِيْ نُوْرًا وَّخَلْفِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا وَّزَادَ بَعْضُهُمْ وَفِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا وَّذَكَرَ وَعَصَبِيْ وَلَحْمِيْ وَدَمِيْ وَشَعْرِيْ وَبَشَرِيْ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں کہ میں اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات ٹھہرا اور نبی اکرم ﷺ کا قیام بھی وہیں تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے کچھ دیر گھر والوں کے ساتھ گفتگو فرمائی اور اس کے بعد آرام فرمانے لگے۔ جب رات کا تیسرا حصہ یا کچھ وقت باقی تھا تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف نظر اٹھاتے ہوئے ان آیات کی تلاوت کی "اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ....لِّاُولِي الْاَلْبَابِ" (آل عمران ۳:۱۹۰۔۲۰۰) پھر آپ ایک مشکیزے کے پاس جا کر کھڑے ہوئے اور اس کا منہ کھول کر ایک برتن میں پانی لیا پھر پانی کی مناسب مقدار کے ساتھ بہترین انداز میں وضو فرمایا۔ اب نماز کے لئے کھڑے ہوئے پھر میں بھی وضو کر کے آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوا آپ نے میرے کان سے پکڑ کر مجھے دائیں جانب کھڑا فرمایا جب تیرہ رکعتیں مکمل ہو گئیں تو سو گئے یہاں تک کہ آپ کے خراٹوں کی آواز آنے لگی۔ جب آپ ﷺ سوتے تھے تو خراٹے لیا کرتے تھے۔ اب بلال نے نماز کی اطلاع دی تو آپ ﷺ نے تازہ وضو کے بغیر امامت فرمائی اور اس موقع پر دعا میں یہ مانگا کرتے تھے۔ الٰہی میرے دل، میری آنکھوں، میرے کانوں، میرے دائیں، میرے بائیں، میرے اوپر، میرے

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا (وَاجْعَلْ فِيْ نَفْسِيْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا وَّفِيْ اُخْرىٰ لِمُسْلِمٍ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ نُوْرًا). 8-491

نیچے، میرے سامنے، میرے پیچھے اور مجھے ہر طرف سے روشنی عطا فرما اور دوسری روایات میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔ میری زبان، میرے اعصاب، میرا گوشت پوست میرے خون اور بال حتیٰ کہ میرے سارے جسم کو منور فرمادے۔ (بخاری و مسلم) اور دوسری روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ میرے ضمیر میں بھی نور عطا کر اور نور کو میرے لئے زیادہ کردے۔ مسلم کی دوسری حدیث میں ہے "اے اللہ مجھے نور عطا فرما۔"

فہم الحدیث

ان روایات میں تہجد کی رکعتوں کی تعداد مختلف ذکر ہوئی ہے۔ جس کی وجہ طبیعت کا میلان' وقت کی کمی اور بعض اوقات رسول اکرم ﷺ پر اس قدر رقّت طاری ہوتی کہ ایک آیت ہی بار بار پڑھتے زار و قطار روتے جاتے جس کی وجہ سے تعداد میں کمی ہو جاتی تھی۔ البتہ آپ اکثر آٹھ رکعت نفل اور تین وتر ادا کیا کرتے تھے۔ اسی طرح اکثر گیارہ رکعت نماز تہجد پڑھا کرتے تھے جن روایات میں تیرہ رکعتوں کا ذکر ہے ان میں صبح کی دو سنتیں شامل ہیں۔ سونے کے باوجود آپ کا دل جاگتا تھا۔ اس لئے آپ ﷺ کو وضو کے بارے میں معلوم ہوتا تھا یہ صرف آپ کی ہی خصوصیت ہے کسی دوسرے آدمی کو اجازت نہیں کہ وہ سونے کے بعد بغیر وضو کیے نماز پڑھے۔ آپ ﷺ سوتے وقت نہایت ہی ہلکے سے خراٹے لیا کرتے جس سے معلوم ہو جاتا کہ آپ سو چکے ہیں۔

وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَيْقَظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّاَ وَهُوَ يَقُوْلُ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتّٰى خَتَمَ السُّوْرَةَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ اَطَالَ فِيْهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَكَعَاتٍ كُلَّ ذَالِكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّاُ وَيَقْرَاُ هٰؤُلَآءِ الْاٰيَاتِ ثُمَّ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ. (مسلم) 9-492

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے ہاں سویا ہوا تھا آپ نے اٹھ کر مسواک کی پھر وضو کے بعد یہاں سے لے کر آخر تک ان آیات کی تلاوت کی ان فی خلق السموت والارض...... (آل عمران ۳: ۱۹۰-۲۰۰) پھر لمبے قیام اور رکوع و سجود کے ساتھ دو رکعت ادا کیں پھر بستر پر آ کر لیٹ گئے یہاں تک کہ آپ کے سونے کی آواز آنے لگی۔ اس طرح تین دفعہ اٹھ کر آپ نے چھ رکعتیں پڑھیں اور ہر دفعہ وضو اور مسواک کی اور ہر بار ان آیات کی تلاوت کی۔ آخر میں تین وتر ادا کئے۔ (مسلم)

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ قَالَ لَاَرْمُقَنَّ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اللَّيْلَةَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں فیصلہ کیا آج میں نبی محترم ﷺ کی نماز تہجد ملاحظہ کروں گا چنانچہ آپ ﷺ نے پہلے دو ہلکی رکعتیں ادا

طَوِيْلَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَاثَلٰثَةَ عَشْرَةَ رَكْعَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ قَوْلُهُ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ•وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا اَرْبَعَ مَرَّاتٍ هٰكَذَا فِي صَحِيْحِ مُسْلِمٍ493-10

کیں پھر دو رکعتیں بہت ہی طویل اس کے بعد دو رکعتیں ان سے ہلکی اور آخری دو رکعتیں پانچویں اور چھٹی رکعت سے ہلکی تھیں اس کے بعد وتر ادا کئے اور اس طرح تیرہ رکعتیں نماز ادا کی۔(مسلم) مسلم ہی میں دوسری روایت میں حضرت زید بن خالدؓ کا فرمان منقول ہے وہاں دو رکعت کا ذکر چار دفعہ آیا ہے۔(مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ لَمَّا بَدَّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَثَقُلَ كَانَ اَكْثَرُ صَلٰوتِهِ جَالِسًا.(متفق عليه)494-11

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول محترم ﷺ کا جسم نسبتاً بھاری ہوا آپ اکثر بیٹھ کر تہجد پڑھا کرتے تھے۔(بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

نبی اکرم ﷺ ہمیشہ کھڑے ہو کر نماز تہجد ادا کیا کرتے تھے جو رکوع و سجود اور قیام کے اعتبار سے نہایت ہی طویل اور ادائیگی میں بڑی خوبصورتی پائی جاتی تھی۔ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک ساٹھ سال سے زیادہ ہوئی اور وجود اطہر جوانی کی نسبت تھوڑا سا بھاری ہوا تو آپ کھڑے ہو کر نماز شروع کرتے طویل ترین قرآت کی وجہ سے بیٹھ جاتے اور رکوع کرنے سے کچھ دیر پہلے کھڑے ہو کر رکعت پوری فرمایا کرتے تھے۔ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آپ ﷺ کے وجود کے بارے میں اس فرمان کا یہی مقصد ہے کہ آپ کا جسم جوانی کے مقابلے میں زیادہ بھاری ہو گیا تھا۔ سیرت اور حدیث کی کسی کتاب سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رسول محترم ﷺ کا پیٹ بڑا ہو یا اس قدر وجود بھاری ہو چکا ہو جس سے آپ کے حسن و جمال اور متوازن سراپا میں کوئی کمی محسوس ہوتی ہو۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِيْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرِنُ بَيْنَهُنَّ فَذَكَرَ عِشْرِيْنَ سُوْرَةً مِّنْ اَوَّلِ الْمُفَصَّلِ عَلٰى تَالِيْفِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ سُوْرَتَيْنِ فِيْ رَكْعَةٍ اٰخِرُهُنَّ حٰمٓ الدُّخَانِ وَعَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ.(متفق عليه)495-12

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ان مساوی آیات والی سورتوں کو جانتا ہوں جن کو رسول اللہ ﷺ ملا کر پڑھتے تھے۔ چنانچہ ابن مسعودؓ کی تالیف کے لحاظ سے شروع مفصل کی بیس سورتوں کا ذکر کیا آپ ایک رکعت میں دو سورتیں ملاتے تھے۔ آخری سورتیں حم الدخان اور عم یتساءلون تھیں۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ مَّسْرُوْقٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ قَالَ سَاَلْتُ عَآئِشَةَ اَيُّ الْعَمَلِ كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ

ﷺ قَالَتِ الدَّآئِمُ قُلْتُ فَاَیَّ حِیْنٍ کَانَ یَقُوْمُ مِنَ الَّیْلِ قَالَتْ کَانَ یَقُوْمُ اِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ.(متفق علیه)496-13

ﷺ کوعمل کرنے میں کون سا طریقہ پسند تھا؟ محترمہ فرماتی ہیں کسی کام کو ہمیشہ کرنا میں نے پھر عرض کیا۔آپ ﷺ تہجد کس وقت پڑھا کرتے تھے؟ فرمایا جب مرغ اذان دیتا تھا۔(بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

١۔ تہجد کی زیادہ سے زیادہ گیارہ رکعتیں ہیں۔

٢۔ وقت اور صحت کے مطابق تہجد کی رکعتیں کم کی جا سکتی ہیں۔

٤۔ تہجد میں زیادہ سے زیادہ قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہیے۔

٥۔ تہجد پڑھنے کے بعد سویا جا سکتا ہے بشرطیکہ فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی جائے۔

٦۔ تہجد رات کے کسی حصہ میں پڑھی جا سکتی ہے تاہم رات کے آخر میں پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

٧۔ آپ ﷺ تہجد اکثر رات کے آخری حصّہ میں پڑھا کرتے تھے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ

تہجد کے وقت کی دعائیں

انسان ہر وقت اور ہر اعتبار سے محتاج ہے۔اس کا اپنے رب سے مانگنا اسکی اپنی ضرورت اور حاجت ہے۔اس کے باوجود رحم و کرم کے مالک کی بندہ پروری کی انتہا ہے کہ وہ صرف مانگنے کا حکم ہی نہیں دیتا بلکہ اپنے سے نہ مانگنے والے پر ناراض اور اس بات کو اپنی ذات سے تکبر کے برابر سمجھتا ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْ خُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ (المؤمن . ۴۰:۶۰)

تمہارے رب کا حکم ہے مجھ سے مانگتے رہو میں تمہیں عطا کرتا رہونگا جو لوگ اس سے نہیں مانگتے وہ متکبر ہیں ان کو بہت جلد ذلیل کر کے جہنم رسید کیا جائے گا۔

مومنوں کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد ہوا کہ وہ تو ہر حال میں اپنے رب سے مانگتے ہیں اور وہ دعا اور عبادت کرنے سے رکتے نہیں۔آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ آدمی کو ہر چیز اللہ تعالیٰ سے طلب کرنی چاہیے حتیٰ کہ جوتے کے تسمے بھی اسی سے مانگنے چاہیں۔آپ ﷺ کے فرمان کا مقصد یہ ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اللہ سے طلب کرنی چاہیے کیونکہ ایک ذرہ بھی اس کی عنایت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ (اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَ لِقَآئُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَّالنَّارُ حَقٌّ وَّالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَّمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ رات کے وقت جب تہجد کے لیے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے۔"اے اللہ تیری ہی حمد وستائش،تو ہی زمین وآسمان اور جو کچھ ان میں ہے اس کو قائم رکھنے والا ہے، تیرے لیے ہی حمد ہے اور تیری وجہ سے ہی زمین وآسمان اور ان کی ہر چیز روشن ہے، تیرے لئے ہی تعریف ہے اور تو ہی زمین وآسمان اور ان میں ہر چیز کا مالک ہے، تیرے ہی لیے حمد وثنا ہے تو ہی حق ہے تیرے وعدے سچ ہیں۔تجھ سے ملاقات یقینی ہے۔تیرا فرمان سچا ہے۔جنت، دوزخ، انبیاء، محمد، قیامت یہ سب سچ اور حق ہیں۔الٰہی میں تیرا ہی تابعدار اور تجھ پر ایمان رکھتا ہوں، تیری ذات پر میرا بھروسہ ہے۔ تیری طرف ہی رجوع کرتا ہوں، تیری وجہ سے ہی لوگوں سے

فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ). (متفق علیه) 497-1

لرزتا ہوں۔ میں سب کچھ تیرے سپرد کرتا ہوں۔ پس میرے اگلے پچھلے، پوشیدہ اور ظاہر گناہ معاف فرما۔ جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تیری ذات ہی اول و آخر ہے۔ تو ہی الٰہِ برحق ہے اور تیرے سوا کوئی معبود و مسجود نہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ افْتَتَحَ صَلٰوتَهٗ (فَقَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَآئِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِکَ اِنَّکَ تَهْدِیْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ). (مسلم) 498-2

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی اکرم ﷺ تہجد کی نماز پڑھنے سے پہلے یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ "اے الٰہی! جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے رب، تو ہی زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا اور حاضر و غائب کا علم رکھنے والا ہے۔ اور تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان کے آپس کے اختلافات کا فیصلہ فرمائے گا۔ اختلافی معاملات میں حق اور سچ کے ساتھ میری رہنمائی فرما۔ یقیناً تو جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت عطا کرتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّیْلِ فَقَالَ (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ) ثُمَّ قَالَ (رَبِّ اغْفِرْلِیْ) اَوْ قَالَ ثُمَّ دَعَا اسْتُجِیْبَ لَهٗ فَاِنْ تَوَضَّاَ وَصَلّٰی قُبِلَتْ صَلٰوتُهٗ. (بخاری) 499-3

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو آدھی رات کو بیدار ہو اور وہ یہ دعا پڑھے۔ "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ذات اور صفات کے اعتبار سے اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کی بادشاہی اور اسی کے لیے حمد و تعریف ہے۔ وہی ہر چیز پر اختیار رکھنے والا اور پاک ہے۔ سب تعریف اس کے لیے ہے۔ نہیں کوئی معبود اس کے بغیر وہ سب سے بڑا ہے ہر قسم کی طاقت صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔" پھر اس طرح کہے "اے رب مجھے معاف فرما۔" پھر دعا کرے اس کی دعا لازماً قبول ہوگی۔ اور وضو کر کے نماز پڑھے گا تو اس کی نماز قبول ہوگی۔ (بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ نمازِ تہجد میں خوب دعائیں کرنی چاہئیں۔ ۲۔ افضل اور مقبول دعائیں وہ ہیں جو آپ ﷺ مانگا کرتے تھے۔

۳۔ آپ کی دعائیں یاد نہ ہوں تو آدمی اپنی زبان میں دعائیں مانگ سکتا ہے۔

۴۔ رات بیدار ہونے کے وقت بھی دعائیں کرنی چاہئیں۔

بَابُ التَّحْرِيضِ عَلٰی قِیَامِ الَّیْلِ

نمازِ تہجد کی ترغیب

لیل ونہار میں کوئی گھڑی اور وقت ایسا نہیں جب آدمی کی دعا قبول نہ ہوتی ہو۔قبولیت کا دروازہ ہر وقت اور قیامت تک کھلا ہے۔لیکن اس کے باوجود کچھ اوقات کو قبولیت کا زیادہ درجہ حاصل ہے۔تا کہ بندہ ان مخصوص اوقات میں زیادہ توجہ کے ساتھ اپنے رب سے مانگ سکے۔رات کا پچھلا پہر قبول دعا کے لئے مقبول ترین وقت ہے کیونکہ زمین وآسمان کی وسعتیں اللہ تعالیٰ کی رحمت وتجلیات سے لبریز ہوتی ہیں۔اس وقت خصوصی طور پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم نازل ہورہا ہوتا ہے۔مالکِ حقیقی اس طرح اپنے بندوں کو پکارتے ہیں کہ آؤ مجھ سے مانگ لو جو مانگنا چاہتے ہو۔لہٰذا تہجد کے لیے ایک دوسرے کو ترغیب دیتے رہنا چاہیے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَعْقِدُ الشَّیْطَانُ عَلٰی قَافِیَةِ رَاْسِ اَحَدِكُمْ اِذَا هُوَ نَامَ ثَلٰثَ عُقَدٍ یَضْرِبُ عَلٰی كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَیْكَ لَیْلٌ طَوِیْلٌ فَارْقُدْ فَاِنِ اسْتَیْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ تَوَضَّاَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ صَلّٰی انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاَصْبَحَ نَشِیْطًا طَیِّبَ النَّفْسِ وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِیْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ.(متفق علیه)1-500

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب تم میں سے کوئی شخص رات کو سوتا ہے تو شیطان اسکے سر کے پیچھے تین گرہیں لگا دیتا ہے۔ہر گرہ پر یہ وسوسہ ڈالتا ہے سوئے رہو ابھی رات کافی باقی ہے اگر وہ جاگ کر اللہ تعالیٰ کا کوئی ذکر کرتا ہے تو اس کی ایک گرہ کھل جاتی ہے جب وہ وضو کرتا ہے تو دوسری اور نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔وہ اس حالت میں صبح اٹھتا ہے تو مستعد اور خوش ہوتا ہے۔وگرنہ وہ مردہ دل اور سست ہوتا ہے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

گرہ سے مراد سستی ہوسکتی ہے۔کیونکہ گرہ کا معنیٰ باندھنا ہے۔گو شیطانی گرہیں نظر نہیں آتی لیکن حقیقتاً نماز کے لیے نہ اٹھنے والا شیطانی جکڑ بندیوں کا شکار ہوتا۔کان میں پیشاب کرنا حقیقتاً بھی ہوسکتا ہے۔اور معنوی اعتبار سے بھی کیونکہ پاکیزگی میں آدمی چست اور مستعد ہوتا ہے اور پلیدی میں سست اور کاہل ہوجاتا ہے۔

عَنِ الْمُغِیْرَةِ ؓ قَالَ قَامَ النَّبِیُّ ﷺ حَتّٰی تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِیْلَ لَهٗ لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا وَقَدْ

حضرت مغیرہ ؓ ذکر کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ رات کو اس قدر قیام کرتے کہ آپ کے قدم سوج جایا کرتے تھے۔جب

غُفِرَ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا. (متفق علیه)501-2

آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ اس قدر کیوں قیام فرماتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پہلے اور پچھلے گناہ معاف کردیے ہیں؟ فرمایا کیا مجھے اس کا شکرگزار بندہ نہیں بننا چاہیے (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ ذُکِرَ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ رَجُلٌ فَقِیْلَ لَهُ مَا زَالَ نَائِمًا حَتّٰی اَصْبَحَ مَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ قَالَ ذَالِکَ رَجُلٌ بَالَ الشَّیْطٰنُ فِیْ اُذُنِهِ اَوْ قَالَ فِیْ اُذُنَیْهِ.(متفق علیه)

3-502

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے حضور ایسے شخص کا ذکر ہوا جو صبح تک سویا رہتا ہے اور وہ نماز کے لیے نہیں اٹھتا فرمایا کہ اس کے ایک یا دونوں کانوں میں شیطان نے پیشاب کردیا ہوتا ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَیْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیْلَةً فَزِعًا یَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا اُنْزِلَ اللَّیْلَةَ مِنَ الْخَزَآئِنِ وَمَاذَا اُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ مَنْ یُّوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ یُرِیْدُ اَزْوَاجَهُ لِکَیْ یُصَلِّیْنَ رُبَّ کَاسِیَةٍ فِی الدُّنْیَا عَارِیَةٌ فِی الْاٰخِرَةِ.(بخاری)503-4

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں ایک رات آپ ﷺ گھبرائے ہوئے اچانک اٹھ کر سبحان اللہ کہتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آج رات کس قدر خزانے اور فتنے نازل ہورہے ہیں۔ اب کون ان حجروں میں سونے والیوں کو اٹھائے گا۔ اس سے مراد آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں تا کہ وہ بھی اٹھ کر نماز پڑھیں پھر فرمایا کتنی عورتیں ہیں جو دنیا میں لباس پہننے والی ہیں لیکن وہ آخرت میں برہنہ ہوں گی۔(بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کُلَّ لَیْلَةٍ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرُ یَقُوْلُ مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبَ لَهُ مَنْ یَّسْاَلُنِیْ فَاُعْطِیَهُ مَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَلَهُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ ثُمَّ یَبْسُطُ یَدَیْهِ یَقُوْلُ مَنْ یُّقْرِضُ غَیْرَ عَدُوْمٍ وَّلَا ظَلُوْمٍ حَتّٰی یَنْفَجِرَ الْفَجْرُ.504-5

حضرت ابوہریرہؓ رسول محترم ﷺ کا فرمان ذکر کرتے ہیں ہمارا اعلیٰ اور برکت والا رب ہر رات آسمان دنیا پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ جب رات کا تیسرا حصہ باقی ہوتا ہے تو وہ ارشاد فرماتا ہے کون ہے مجھ سے مانگنے والا میں اس کی فریاد کو قبول کروں؟ ہے کوئی مجھ سے سوال کرنے والا میں اسے عطا کروں کوئی مجھ سے معافی طلب کرے میں اسے معاف کروں۔(بخاری ومسلم) امام مسلم نے آپ کے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں پھر اللہ تعالیٰ اپنی شفقت کے ہاتھ پھیلائے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کون ہے جو ایسے رب کو قرض دے جو نہ کنگال ہے اور نہ زیادتی کرنے والا۔ یہاں تک کہ صبح ہوجاتی ہے۔

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی معظم ﷺ کو یہ

اِنَّ فِی اللَّیْلِ لَسَاعَةً لَّا یُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ یَّسْاَلُ اللّٰهَ فِیْهَا خَیْرًا مِّنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِیَّاهُ وَذَالِکَ کُلَّ لَیْلَةٍ.(مسلم)505-6

فرماتے ہوئے سنا کہ ہر رات میں ایک گھڑی ہوتی ہے اگر کسی مسلمان کو یہ نصیب ہوجائے تو جو بھی دنیا اور آخرت کی بہتری کے لیے دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ ضرور اسے عطا فرماتا ہے اور یہ گھڑی ہر رات میں آیا کرتی ہے۔(مسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحَبُّ الصَّلٰوةِ اِلَی اللّٰهِ صَلٰوةُ دَاوٗدَ وَاَحَبُّ الصِّیَامِ اِلَی اللّٰهِ صِیَامُ دَاوٗدَ کَانَ یَنَامُ نِصْفَ اللَّیْلِ وَیَقُوْمُ ثُلُثَهٗ وَیَنَامُ سُدُسَهٗ وَیَصُوْمُ یَوْمًا وَّیُفْطِرُ یَوْمًا.(متفق علیه) 506-7

حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ذکر کرتے ہیں کہ اللہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ محبوب نفلی نماز اور روزہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ہیں وہ آدھی رات تک سوتے پھر تیسرا حصہ قیام کرتے اور پھر چھٹا حصہ آرام کرتے۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے اور دوسرے دن ناغہ کرتے تھے۔(بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِی اللّٰه عنها قَالَتْ کَانَ تَعْنِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَنَامُ اَوَّلَ الَّیْلِ وَیُحْیِ اٰخِرَهٗ ثُمَّ اِنْ کَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ اِلٰی اَهْلِهٖ قَضٰی حَاجَتَهٗ ثُمَّ یَنَامُ فَاِنْ کَانَ عِنْدَ النِّدَآءِ الْاَوَّلِ جُنُبًا وَّثَبَ فَاَفَاضَ عَلَیْهِ الْمَآءَ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ جُنُبًا تَوَضَّاَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ.(متفق علیه) 507-8

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول محترم ﷺ رات کے پہلے حصے میں آرام کرتے اور پھر اٹھ کر قیام کرتے اس کے بعد اپنی اہلیہ کے ساتھ ہمبستر ہوتے اور کبھی پھر سوجاتے۔ اگر آپ ﷺ پہلی اذان کے وقت جنبی ہوتے تو غسل فرماتے۔ اگر جنبی نہ ہوتے تو وضو کرنے کے بعد دوسنت ادا کیا کرتے تھے۔(بخاری و مسلم)

الفصل الثالث
تیسری فصل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ؓ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَا عَبْدَاللّٰهِ لَا تَکُنْ مِّثْلَ فُلَانٍ کَانَ یَقُوْمُ مِنَ اللَّیْلِ فَتَرَکَ قِیَامَ اللَّیْلِ.(متفق علیه) 508-9

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مجھے رسول معظم ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ فلاں شخص کی طرح نہ ہوجانا وہ پہلے تہجد پڑھا کرتا تھا اب اس نے رات کو اٹھنا چھوڑ دیا ہے۔(بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

۱۔تہجد کے وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے سے مانگنے کی صدائیں دیتا ہے۔۲۔ہر رات قبولیت کی ایک خاص گھڑی ہوتی ہے۔۳۔صبح اٹھنے سے دل خوش اور نہ اٹھنے سے دل سست ہو جاتا ہے۔۴۔نمازِ تہجد اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کا بہترین طریقہ ہے۔۵۔صبح کی نماز بروقت نہ پڑھنے والے کے کان میں شیطان پیشاب کرتا ہے۔۶۔گھر والوں کو تہجد کے لئے اٹھانا سنت ہے۔

بَابُ الْقَصْدِ فِي الْعَمَلِ

اعمال میں میانہ روی کا خیال رکھنا

اس باب میں آپ ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں یہ مسائل واضح ہوتے ہیں کہ آدمی کو ہر عمل میں اعتدال اور توازن قائم رکھنا چاہیے۔ بالخصوص عبادت اور نیک کاموں میں میانہ روی کا ہونا ضروری اور مفید ترین طریقہ ہے کیونکہ ایک شخص ایک دفعہ ساری رات جاگتا ہے اور پھر وہ اگلی رات اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتا تو اس سے عدم تسلسل اور اجر وثواب میں کمی واقع ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے اس فکری اور عملی کمزوری کو دور کرنے کے لیے امت کو ترغیب دی ہے کہ وہ طبیعت کی چاہت اور جسمانی ہمت کے مطابق عمل کی کوشش کرے۔ ایسا کرنے سے اجر وثواب کے ساتھ آدمی کی طبیعت میں مستقل مزاجی پیدا ہوتی ہے۔

جہاں تک آپ ﷺ کے بیٹھ کر نفل پڑھنے کا تعلق ہے دوسرے مقام پر آپ ﷺ کا ارشاد اس طرح پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے کھڑے اور بیٹھ کر نماز پڑھنے کے اجر کو یکساں فرمادیا ہے جبکہ امت میں سے کوئی شخص بلا عذر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کا اجر نصف کر دیا جاتا ہے۔ اس لیے ان لوگوں کی غلط فہمی دور ہو جانی چاہیے جو سنت سمجھ کر نفلی نماز بیٹھ کر ادا کرتے ہیں۔

الفصل الاول

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى يُظَنَّ اَنْ لَّا يَصُوْمَ مِنْهُ وَيَصُوْمُ حَتّٰى يُظَنَّ اَنْ لَّا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا وَّكَانَ لَا تَشَآءُ اَنْ تَرَاهُ مِنَ الَّيْلِ مُصَلِّيًا اِلَّا رَاَيْتَهُ وَلَا نَائِمًا اِلَّا رَاَيْتَهُ. (بخاری) 509-1

پہلی فصل

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ جب روزے چھوڑتے تھے یوں لگتا جیسے آپ اس مہینے روزے نہیں رکھیں گے جب رکھنا شروع کرتے تو یہ خیال ہوتا کہ اب رکھتے ہی جائیں گے۔ اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری رات نماز پڑھتا ہوا دیکھنا چاہتا تو اس طرح دیکھ سکتا تھا اور اگر کوئی رات میں آپ کو سویا ہوا دیکھنا چاہتا تو اس طرح دیکھ سکتا تھا۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ. (متفق علیہ) 510-2

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسولِ کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو وہ عمل زیادہ پسند ہے جو مسلسل کیا جائے چاہے وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُذُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا. (متفق علیہ) 511-3

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی آپ ﷺ کے اس ارشاد کو بیان کرتی ہیں کہ اپنی طاقت کے مطابق عمل کیا کرو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اجر دیتے ہوئے نہیں تھکتے جب کہ تم تھک جاؤ گے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ وَاِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ.(متفق عليه)4-512

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا کہ تم طبیعت کی آمادگی تک نماز پڑھا کرو۔ جب کوئی سستی محسوس کرنے تو اسے رک جانا چاہیے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّىْ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِىْ لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ.(متفق عليه)5-513

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کا فرمان نقل کرتی ہیں کہ تم میں کوئی شخص جب نماز کی حالت میں اونگھ محسوس کرے تو اسے سو جانا چاہیے۔ یہاں تک کہ نیند کا غلبہ ختم ہو جائے کیونکہ جب کوئی اونگھ کی حالت میں نماز پڑھ رہا ہو تو اسے خبر نہیں ہوتی کہ وہ استغفار کر رہا ہے یا کہ اپنے آپ کو برا بھلا کہہ رہا ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ وَّلَنْ يُّشَادَّ الدِّيْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَهُ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَىْءٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ.(بخاری)6-514

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ دین تو آسان ہے۔کوئی شخص اسلام پر غالب نہیں آسکتا بلکہ دین ہی غالب ہوگا۔اجر وثواب کا راستہ اور میانہ روی اختیار کرو لوگوں کو خوشخبریاں دو۔صبح وشام اور رات کے آخر میں اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرتے رہو۔(بخاری)

فہم الحدیث

اس حدیث میں یشاد کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہے دھینگا مشتی کرنا لیکن یہاں مراد ہے۔کہ جو شخص اسلامی عبادات کو ناکافی اور اعتدال کا طریقہ چھوڑ کر عبادات میں زور لگائے وہ اس طرح پھر بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا نہیں کر سکتا۔اسلام کی روحِ عبادت سے آگے نہیں بڑھ سکتا اس لیے اس کے ساتھ وضاحت فرمائی کہ میانہ روی اختیار کرو۔

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَّامَ عَنْ حِزْبِهٖ اَوْ عَنْ شَىْءٍ مِّنْهُ فَقَرَاَهُ فِيْمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهٗ كَاَنَّمَا قَرَاَهُ مِنَ اللَّيْلِ.(مسلم)7-515

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص رات کی نیند کی وجہ سے اپنا پورا وظیفہ یا اس کا کچھ حصہ مکمل نہ کر سکے اسے فجر اور ظہر کے درمیان اسے مکمل کر لینا چاہیے۔اس کے لیے ایسے ہی لکھا جائے گا جیسے اس نے رات کے وقت یہ کام کیا ہو۔(مسلم)

فہم الحدیث

باب الوتر میں آیا ہے کہ جس کی تہجد کی نماز رہ جائے وہ سورج نکلنے کے بعد بارہ رکعتیں ادا کرے گویا کہ وہ وتر کی بجائے دو

دو کر کے نفل پڑھے گا اس طرح تہجد کے برابر اجر ملے گا۔ اسی طرح اس کا رات کا کوئی ذکر رہ گیا ہے تو صبح پڑھ سکتا ہے بشرطیکہ جان بوجھ کر نہیں سویا رہا۔

عَنْ عِمْرانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلِّ قَائِمًا فَإِن لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِن لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ (بخاری)8-516

حضرت عمران بن حصین ﷺ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا نماز کھڑے ہو کر پڑھا کرو۔ طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اگر بالکل ہی ہمت نہ ہو تو لیٹ کر پڑھ لیا کرو۔ (بخاری)

وَعَنْهُ اَنَّهُ سَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَلٰوةِ الرَّجُلِ قَاعِدًا قَالَ اِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَهُوَ اَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ اَجْرِ الْقَآئِمِ وَمَنْ صَلّٰى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ اَجْرِ الْقَاعِدِ. (بخاری)9-517

حضرت عمران بن حصین ﷺ نے رسولِ محترم ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا جو بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے۔ فرمایا کہ اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے تو افضل ہے (بلاوجہ) بیٹھ کر پڑھنے والے کے لیے آدھا اجر ہے اور جس نے لیٹ کر نماز ادا کی اس کے لیے بیٹھنے والے سے بھی نصف ثواب ہوگا۔ (بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ حُدِّثْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلٰوةِ قَالَ فَاَتَيْتُهُ فَوَجَدْتُّهُ يُصَلِّيْ جَالِسًا فَوَضَعْتُ يَدِيْ عَلٰى رَاْسِهٖ فَقَالَ مَالَكَ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو ﷺ قُلْتُ حُدِّثْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّكَ قُلْتَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا عَلٰى نِصْفِ الصَّلٰوةِ وَاَنْتَ تُصَلِّيْ قَاعِدًا قَالَ اَجَلْ وَلٰكِنِّيْ لَسْتُ كَاَحَدٍ مِّنْكُمْ. (مسلم)10-518

حضرت عبداللہ بن عمرو ﷺ کہتے ہیں کہ مجھے یہ رسولِ کریم ﷺ کا ارشاد بتلایا گیا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو نصف ثواب ملتا ہے۔ یہ سنتے ہی میں آپ کی خدمت گرامی میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ اس وقت خود بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے اپنے ہاتھ سے آپ کے سرِ مبارک کو چھوا۔ آپ نے فرمایا ابن عمرو ﷺ کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا رسولِ محترم ﷺ مجھے آپ کا یہ فرمان بتلایا گیا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو آدھا اجر ملتا ہے اور آپ خود ہی بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں تو ارشاد ہوا ایسا ہی ہے لیکن میرا معاملہ تمہاری طرح نہیں ہے۔ (مسلم)

❁❁❁

فہم الحدیث

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اس وقت بچے تھے۔ اسی لیے انہوں نے آپ ﷺ کے سر مبارک پر ہاتھ لگاتے ہوئے آپ سے اس طرح سوال کیا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے نہایت محبت اور تبرّک چاہنے کے لیے اس طرح ہاتھ لگایا ہو۔ کیوں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ سے اس طرح بے تکلف ہو کر سوال نہیں کیا کرتے تھے۔

خلاصۂ باب

۱۔ عمل میں میانہ روی ہونی چاہیے۔

۲۔ طبیعت سیر ہو جائے تو نفل نماز ختم کر دینی چاہیے۔

۳۔ بلا وجہ بیٹھ کر نماز پڑھنے سے ثواب آدھا ہو جاتا ہے۔

۴۔ رسولِ محترم ﷺ کو بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا پورا ثواب عطا ہوتا تھا۔

۵۔ شرعی عذر کی بنا پر رات کا چھوٹا ہوا عمل طلوع آفتاب کے بعد ادا کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ الْوِتْرِ

نماز وتر

وتر کا معنی ہے ایک۔ یہ نمازِ عشاء یا تہجد کے آخر میں ادا کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ وتر کے ساتھ نفل ملا کر تین، پانچ اور کبھی سات بھی پڑھا کرتے تھے۔ التحیات وتروں کی آخری رکعت میں بیٹھنا چاہیے۔ وتروں کی نماز میں دعائے قنوت رکوع کے بعد پڑھنا افضل ہے۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَلوٰۃُ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی فَاِذَا خَشِیَ اَحَدُکُمُ الصُّبْحَ صَلّٰی رَکْعَۃً وَّاحِدَۃً تُوْتِرُلَہٗ مَا قَدْ صَلّٰی. (متفق علیه) 519-1

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْوِتْرُ رَکْعَۃٌ مِّنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ. (مسلم) 520-2

عَنْ عَا ئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَا نَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُصَلِّیْ مِنَ الَّیْلِ ثَلٰثَ عَشَرَۃَ رَکْعَۃً یُّوْتِرُ مِنْ ذَالِکَ بِخَمْسٍ لَّا یَجْلِسُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا فِیْ اٰخِرِھَا. (متفق علیه) 521-3

عَنْ سَعْدِ بْنِ ھِشَامٍ ؓ قَالَ انْطَلَقْتُ اِلٰی عَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا فَقُلْتُ یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْبِئِیْنِیْ عَنْ خُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَتْ اَلَسْتَ تَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ قُلْتُ بَلٰی قَالَتْ فَاِنَّ خُلُقَ نَبِیِّ اللّٰہِ ﷺ کَانَ الْقُرْاٰنُ قُلْتُ یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْبِئِیْنِیْ عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَتْ کُنَّا نُعِدُّ لَہٗ سِوَاکَہٗ وَطَھُوْرَہٗ فَیَبْعَثُہُ اللّٰہُ مَا شَآءَ اَنْ یَّبْعَثَہٗ مِنَ اللَّیْلِ فَیَتَسَوَّکُ

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا رات کو نفل دو دو رکعت کی صورت میں ہیں اگر تمہیں ڈر ہو کہ صبح ہونے والی ہے تو ایک رکعت ادا کر لیا کرو۔ یہ نماز کو وتر بنا دے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا نماز وتر رات کے آخر میں ایک رکعت ہے۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ رات کو تیرہ رکعت نماز ادا کیا کرتے تھے۔ ان میں پانچ رکعت وتر ہوتے اور آپ پانچویں رکعت میں ہی تشہد بیٹھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت سعد بن ہشام ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے ام المؤمنین آپ مجھے نبی رحمت ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے استفسار کیا کہ کیا آپ قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرتے؟ میں نے جواب دیا میں قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہوں۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواباً ارشاد فرمایا قرآن ہی تو آپ کا اخلاق ہے۔ میں نے پھر پوچھا نبی کریم ﷺ وتر کیسے ادا کرتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی

وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّيْ تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَّا يَجْلِسُ فِيْهَا اِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوْهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ فَيُصَلِّيْ التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوْهُ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَتِلْكَ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ فَلَمَّا اَسَنَّ ﷺ وَاَخَذَ اللَّحْمَ اَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَّصَنَعَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَنِيْعِهِ فِي الْاُوْلٰى فَتِلْكَ تِسْعٌ يَا بُنَيَّ وَكَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلّٰى صَلٰوةً اَحَبَّ اَنْ يُّدَاوِمَ عَلَيْهَا وَكَانَ اِذَا غَلَبَهُ نَوْمٌ اَوْ وَجَعٌ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً وَّلَا اَعْلَمُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ كُلَّهُ فِيْ لَيْلَةٍ وَّلَا صَلّٰى لَيْلَةً اِلَى الصُّبْحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ.(مسلم)4-522

اللہ عنہا نے فرمایا ہم رات کو نبی محترم ﷺ کے لیے مسواک اور وضو کا پانی رکھ دیا کرتے تھے۔ جب اللہ کی توفیق سے آپ بیدار ہوتے تو مسواک اور وضو کر کے نو رکعت وتر ادا کیا کرتے تھے۔ آپ آٹھویں رکعت میں تشہد بیٹھتے اس میں آپ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کی حمد بیان کرتے اور اس سے دعائیں مانگتے پھر نویں رکعت ادا کرتے۔ بعدازاں آپ سلام پھیرتے۔ سلام پھیرنے کے بعد دو رکعت بیٹھ کر ادا کیا کرتے۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں یہ گیارہ رکعت ہیں میرے بیٹے جب اللہ کے رسول کی عمر زیادہ ہوگئی اور آپ نسبتاً بھاری ہوگئے تو آپ ﷺ صرف سات رکعت ادا فرمایا کرتے تھے۔ اور دو رکعت اسی طرح بیٹھ کر ادا کرتے جس طرح پہلے ادا کرتے تھے۔ اے میرے بیٹے یہ نو رکعت ہوتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ اس بات کو پسند فرماتے کہ نوافل کی ادائیگی پر ہمیشگی اختیار کریں۔ اور جب آپ بیمار ہوتے یا رات کو بیدار نہ ہو پاتے تو وہ دن کے وقت بارہ رکعت نماز ادا کرتے یہ میرے علم میں نہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایک ہی رات میں سارا قرآن پڑھا ہو۔ اور نہ ہی ساری رات نوافل ادا کیے اور نہ رمضان کے علاوہ کسی دوسرے مہینے میں مسلسل پورا مہینہ روزے رکھے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا.(مسلم)5-523

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے رات کی نماز کو آخر میں طاق بنا لیا کرو۔ (مسلم)

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ.(مسلم)6-524

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا وتر صبح صادق نکلنے سے پہلے ہی ادا کر لیا کرو۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ خَافَ اَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ اَوَّلَهُ وَمَنْ طَمِعَ اَنْ يَّقُوْمَ اٰخِرَهُ فَلْيُوْتِرْ اٰخِرَ اللَّيْلِ

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص کو خوف ہو کہ وہ رات کے آخر میں بیدار نہ ہو سکے گا۔ وہ عشاء کی نماز کے ساتھ ہی وتر ادا کر لے اور جس

فَاِنَّ صَلٰوۃَ اٰخِرِ اللَّیْلِ مَشْھُوْدَۃٌ وَذَالِکَ اَفْضَلُ.(مسلم)525-7

شخص کو یقین ہو کہ وہ رات کو بیدار ہو جائے گا وہ رات کے آخر میں ہی وتر ادا کرے کیونکہ اس وقت آسمان سے فرشتے اترتے ہیں اور اس وقت پڑھنا افضل ہے۔(مسلم)

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَاقَالَتْ مِنْ کُلِّ اللَّیْلِ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنْ اَوَّلِ اللَّیْلِ وَاَوْسَطِہٖ وَاٰخِرِہٖ وَانْتَھٰی وِتْرُہٗ اِلَی السَّحَرِ.(متفق علیہ)526-8

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں اللہ کے پاک نبی ﷺ رات کے شروع، درمیان اور آخری حصے میں وتر ادا کیا کرتے تھے۔اور اکثر وتر سحری کے وقت ادا کرتے تھے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ﷺ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ بِثَلٰثٍ صِیَامِ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ مِّنْ کُلِّ شَھْرٍ وَرَکْعَتَیِ الضُّحٰی وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَنَامَ.(متفق علیہ)527-9

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے محبوب یعنی نبی معظم ﷺ نے تین کاموں کی وصیت فرمائی کہ ہر ماہ میں تین دن روزے رکھنا اور چاشت کے وقت دو نفل ادا کرنا اور رات کو سونے سے پہلے وتر ادا کرنا۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

رسولِ محترم ﷺ کی حیات مبارکہ میں حضرت ابو ہریرہ ﷺ نوجوان تھے۔وہ صبح اٹھنے کی نیت سے عشاء کے وقت وتر چھوڑ دیتے تھے۔لیکن بسا اوقات نیند کے غلبہ کی وجہ سے انکی تہجد رہ جاتی جسکی وجہ سے آپ ﷺ نے ابو ہریرہ ﷺ کو فرمایا کہ تم وتر پڑھ کر سویا کرو۔ہر ماہ تین روزے رکھنے والے کو پورے مہینے کا ثواب ملتا ہے۔چاشت کے وقت نماز پڑھنا اپنے وجود کے بدلے صدقہ دینے کے مترادف ہے۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قِیْلَ لَہٗ ھَلْ لَّکَ فِیْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ مُعَاوِیَۃَ مَا اَوْتَرَ اِلَّا بِوَاحِدَۃٍ قَالَ اَصَابَ اِنَّہٗ فَقِیْہٌ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ اَوْتَرَ مُعَاوِیَۃُ بَعْدَالْعِشَآءِ بِرَکْعَۃٍ وَّعِنْدَہٗ مَوْلًی لِّابْنِ عَبَّاسٍ فَاَتَی ابْنَ عَبَّاسٍ فَاَخْبَرَہٗ فَقَالَ دَعْہُ فَاِنَّہٗ قَدْ صَحِبَ النَّبِیَّ ﷺ(بخاری)528-10

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ان سے دریافت کیا گیا کہ امیر المومنین! حضرت معاویہ ﷺ صرف ایک رکعت ہی وتر ادا کرتے ہیں۔تو آپ کا ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو ابن عباسؓ نے جواب دیا وہ شریعت کا فہم رکھتے ہیں۔ایک اور روایت میں ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں حضرت معاویہ ﷺ نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر نماز ادا کی۔قریب ہی حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ کا غلام تھا انہوں نے حضرت معاویہ ﷺ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ کو تلایا تو حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ نے فرمایا ان کو چھوڑیے کیونکہ وہ اللہ کے رسول کے صحابی ہیں۔(بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا بَقِيَ مِن قِرَاءَ تِهِ قَدْ رُمَا يَكُوْنُ ثَلَاثِيْنَ اَوْ اَرْبَعِيْنَ اٰيَةً قَامَ وَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَالِكَ (مسلم)529-11

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول معظم ﷺ جب بیٹھ کر نماز پڑھتے تو اسی حالت میں ہی قرات کرتے تھے جب ان کی سے قرأت تیس یا چالیس آیات باقی رہ جاتی تھیں تو وہ کھڑے ہوکر قرأت فرماتے۔پھر رکوع کرتے پھر سجدہ اور دوسری رکعت میں بھی اس طرح کرتے۔(مسلم)

فہم الحدیث

نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک جب ساٹھ سال سے زیادہ ہوئی تو قدرے بڑھاپے کی وجہ سے تہجد کی نماز کبھی بیٹھ کر ادا کرتے تو کچھ دیر پڑھنے کے بعد آپ ﷺ کھڑے ہوتے اور پھر رکوع بھی کھڑے ہوکر کرتے اور کبھی آپ ﷺ بیٹھ کر تہجد پڑھتے تو رکوع وسجود بھی بیٹھ کر ادا کیا کرتے تھے۔

خلاصۂ باب

۱۔ نماز نفل چار،چار کر کے بھی ادا کی جاسکتی ہے۔
۲۔ آپ ﷺ نے زیادہ سے زیادہ تہجد تیرہ رکعتیں ادا کی ہیں۔
۳۔ وقت اور صحت کے پیش نظر تہجد کے نفل کم بھی پڑھے جاسکتے ہیں۔
۴۔ تہجد کے نوافل میں وتر آخر میں ادا کرنے چاہئیں۔
۵۔ آپ ﷺ سے پورے مہینہ کے روزے رکھنا ثابت نہیں۔

بَابُ الْقُنُوْتِ

دعائے قنوت

نماز میں کسی کے لئے دعایا بد دعا کرنے کو قنوت کہا جاتا ہے آپ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کسی کو بد دعا نہیں دی لیکن جب کفار مسلمانوں پر انتہا درجے کے ظلم کرتے تو آپ کا دل بھر آیا کرتا تھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ ان اوباشوں اور ظالم قبیلوں کا نام لے کر بد دعا کرتے۔ جب ستر جید اہل علم صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایسا اندوہ ناک واقعہ پیش آیا جس ظلم کی مثال دنیا کی تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔ یہ اس طرح ہوا کہ کچھ قبائل کے لوگوں نے منافقت سے کام لیتے ہوئے آپ سے اپنے ساتھ مبلغ بھیجنے کی درخواست کی۔ یہ مبلغین کرام جب ان کے علاقے میں پہنچے تو طے شدہ سازش کے تحت انہوں نے یک بارگی حملہ کرتے ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا جن میں ایک صحابی بچ نکلنے میں کامیاب ہوئے اور انہوں نے اس سانحہ فاجعہ سے آپ ﷺ کو آگاہ فرمایا۔ تب آپ مہینہ بھر ان درندہ صفت انسانوں کے خلاف بد دعا کرتے رہے۔ دعائے قنوت رکوع سے پہلے اور بعد دونوں طرح کرنا آپ سے ثابت ہے۔ قنوت کے معنیٰ تابعداری اور عاجزی کے ہیں۔ یہ دعا عام طور پر انتہائی نازک حالات اور بے چارگی کی حالت میں کی جاتی ہے جس کی وجہ سے اسے قنوت نازلہ کہا جاتا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّدْعُوَ عَلٰى اَحَدٍ اَوْ يَدْعُوَ لِاَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَالرُّكُوْعِ فَرُبَّمَا قَالَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَّعَيَّاشَ ابْنَ اَبِیْ رَبِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِیْ يُوْسُفَ يَجْهَرُ بِذَالِكَ وَكَانَ يَقُوْلُ فِیْ بَعْضِ صَلٰوتِهٖ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا لِاَحْيَآءٍ مِّنَ الْعَرَبِ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَلْاٰيَةَ. (آل

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ کسی کے لئے بد دعا یا دعائے خیر کرتے تو رکوع کے بعد کیا کرتے تھے۔ بسا اوقات سَمِعَ اللّٰهُ ....لَكَ الْحَمْدُ کے بعد اس طرح بد دعا کرتے الٰہی ولید بن ولید' سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ سے نجات عطا فرما۔ اے اللہ مضر قبیلہ پہ اپنی گرفت فرما اور یوسف علیہ السلام کے زمانے کے قحط جیسا قحط مسلط فرما اور یہ الفاظ بلند آواز سے کہتے اسی طرح بعض نمازوں میں یہ بد دعا کرتے۔ اللہ عرب کے فلاں فلاں قبیلہ پر اپنی پھٹکار نازل فرما۔ یہاں تک اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی آپ کے پاس کوئی اختیار نہیں انہیں معاف یا عذاب میں مبتلا کر دیا

عمران ۳:)(متفق علیه) 530-1

جائے بلاشبہ یہ ظالم ہیں۔(آل عمران ۳)(متفق علیہ)

عَنْ عَاصِمِ نِ الْاَحْوَلِ ﷛ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فِي الصَّلٰوةِ كَانَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ اَوْ بَعْدَهُ قَالَ قَبْلَهُ اِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا اِنَّهُ كَانَ بَعَثَ اُنَاسًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا فَاُصِيْبُوْا فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ (متفق علیه)2-531

حضرت عاصم الاحول ﷛ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک ﷛ سے سوال کیا نماز میں قنوت رکوع سے پہلے یا بعد میں ہونی چاہئے حضرت انس ﷛ فرماتے ہیں کہ رکوع سے پہلے کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے رکوع کے بعد ایک مہینہ اس وقت قنوت پڑھی تھی جب آپ ﷺ نے کچھ لوگوں کو بھیجا جو ستر قرّا تھے انہیں شہید کر دیا گیا آپ ﷺ ایک مہینہ رکوع کے بعد قاتلوں کے لئے بددعا کرتے رہے۔(متفق علیہ)

خلاصۂ باب

۱۔ قنوت کی دعا رکوع سے پہلے اور بعد کی جا سکتی ہے۔

۲۔ دعائے قنوت غیر معمولی حالات میں کرنی چاہیے۔

۳۔ آپ ﷺ نے ایک مہینہ سے زیادہ قنوت کی دعا نہیں کی۔

۴۔ دعائے قنوت میں اعتدال ہونا ضروری ہے۔

بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

ماہ رمضان میں قیام

تراویح کا اجروثواب

نبی کریم ﷺ نے رمضان کے روزے اور تراویح کے بارے میں ایک جیسے الفاظ ادا فرمائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس طرح روزے رکھنے سے گناہ معاف کرتے ہیں اسی طرح نمازِ تراویح ادا کرنے سے گناہ معاف فرماتے ہیں۔لیکن افسوس ان روزے داروں پر کہ وہ روزہ تو اہتمام کے ساتھ رکھتے ہیں مگر تراویح نفل سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ بلاشبہ روزہ فرض اور تراویح اختیاری نماز ہے لیکن جب آپ ﷺ نے دونوں کے ثواب کے بارے میں گناہ معاف ہونے کی ضمانت عطا فرمائی ہے تو اس میں سستی کرنا چہ معنی دارد؟ آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہونے کے باوجود اس نماز کو جو رمضان میں تراویح اور دوسری راتوں میں تہجد کے طور پڑھی جاتی ہے اس طرح ادا فرماتے کہ آپ کے قدم مبارک سوج جاتے تھے۔ نمازِ تراویح کے بارے میں صحابہ کرامؓ کے شوق کا یہ عالم تھا کہ جب آپ ﷺ نے رمضان کے آخری عشرہ میں تین راتیں نمازِ تراویح پڑھائی تو تیسری رات لوگ اپنے محلوں کی مسجدوں سے مسجد نبوی میں اس قدر ذوق سے آئے کہ آپ کو خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں تراویح فرض نہ ہو جائے۔

امیر المومنین حضرت فاروق اعظمؓ نے جب ابی بن کعبؓ کی امامت میں نماز تراویح کا اہتمام فرمایا تو حضرت ابی بن کعبؓ ایک رکعت میں سو سو آیات تلاوت کرتے۔ جو آدھ سے پون پارے کے برابر تلاوت بنتی ہے۔اس طرح وہ ہر روز پانچ سے چھ پارے تلاوت کرتے۔ بوڑھے اور کمزور صحابہ اتنے شوق کے ساتھ کھڑے ہوتے کہ بسا اوقات وہ نماز کی حالت میں لاٹھی کا سہارا لیا کرتے۔ تراویح میں سستی تو دور کی بات وہ ثواب میں کمی کی وجہ سے بیٹھ کر نمازِ تراویح پڑھنا نقصان کا سودا تصور کرتے تھے۔(مؤطا امام مالک باب قیام رمضان)

نمازِ تراویح کی وجہ تسمیہ

حافظ ابن حجرؒ تراویح کی وجہ تسمیہ بیان فرماتے ہیں

والتراويح جمع ترويحة وهى المرحة الواحدة من الراحة سميت الصلوٰة فى الجماعة فى ليالى رمضان التراويح لانهم اول ما اجتمعوا عليها كانوا يريحون بين كل تسليمتين (فتح الباری)

”تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ مرحۃ کا صیغہ ہے راحت سے نکلا ہے۔ یہ نماز رمضان میں رات کو باجماعت پڑھی جاتی ہے اس کا نام تراویح اس لئے پڑا کہ لوگ یہ نماز باجماعت پڑھتے ہوئے ہر دو رکعت کے بعد کچھ آرام کرتے تھے۔“

الفصل الاوّل — پہلی فصل

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍؓ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ اتَّخَذَ حضرت زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں رسولِ معظم ﷺ

حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيْرٍ فَصَلّٰى فِيْهَا لَيَالِيَ حَتّٰى اجْتَمَعَ عَلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَدُوْا صَوْتَهُ لَيْلَةً وَظَنُّوْا اَنَّهُ قَدْ نَامَ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ لِيَخْرُجَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ مَا زَالَ بِكُمُ الَّذِیْ رَاَيْتُ مِنْ صَنِيْعِكُمْ حَتّٰى خَشِيْتُ اَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهٖ فَصَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَاِنَّ اَفْضَلَ صَلٰوةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ.(متفق عليه) 1-532

نے مسجد میں چٹائی لٹکا کر ایک جگہ مخصوص فرمائی۔آپ ﷺ نے اس میں کچھ راتیں قیام فرمایا۔آپ ﷺ کے ساتھ بہت سارے صحابہ کرام ﷡ شامل ہوگئے۔ایک رات نبی کریم ﷺ تشریف نہ لائے تو صحابہ ﷡ نے سمجھا شاید اللہ کے نبی ﷺ گھر میں سوئے ہوئے ہیں۔کچھ صحابہ کرام ﷡ نے کھانسنا شروع کیا تاکہ آپ گھر سے باہر آئیں آپ نے صحابہ کرام ﷡ کے شوق کو دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا میں تمہاری کیفیت کو جانتا ہوں مگر مجھے خدشہ ہے کہ کہیں یہ تم پر فرض نہ ہو جائے۔اگر یہ قیام تم پر فرض ہو گیا تو پھر تم اس کی استطاعت نہ پاؤ گے۔اے میرے صحابہ ﷡ تم یہ نوافل اپنے گھروں میں ادا کیا کرو کیونکہ فرض نماز کے علاوہ دوسری نماز گھر میں ادا کرنا زیادہ افضل ہے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِيْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّاْمُرَهُمْ فِيْهِ بِعَزِيْمَةٍ فَيَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ ثُمَّ كَانَ الْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ فِيْ خِلَافَةِ اَبِیْ بَكْرٍ وَّصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ عَلٰى ذٰلِكَ.(مسلم) 2-533

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ قیام رمضان کی ترغیب دیا کرتے تھے لیکن آپ نے انہیں کبھی فرض قرار نہیں دیا۔آپ فرمایا کرتے تھے جو شخص رمضان کا قیام اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اجر و ثواب طلب کرتے ہوئے کرے گا اس کے سارے گناہ معاف کر دیے جائیں گے جب اللہ کے رسول ﷺ فوت ہوئے ان کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ﷛ حضرت عمر فاروق ﷛ کی خلافت کے چند سالوں تک لوگ اسی طرح نوافل ادا کرتے رہے (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَضٰى اَحَدُكُمُ الصَّلٰوةَ فِيْ مَسْجِدِهٖ فَلْيَجْعَلْ لِّبَيْتِهٖ نَصِيْبًا مِنْ صَلٰوتِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِيْ بَيْتِهٖ مِنْ صَلٰوتِهٖ خَيْرًا.(مسلم) 3-534

حضرت جابر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے ہر ایک فرض نماز مسجد میں ادا کر کے سنتیں اپنے گھر میں ادا کرے اللہ تعالیٰ تمہارے گھر میں اس نماز کی وجہ سے خیر و برکت کرے گا۔(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِالْقَارِیِّ ﷛ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ ﷛ لَيْلَةً اِلَى

حضرت عبدالرحمان بن عبدقاری ﷛ بیان کرتے ہیں میں حضرت عمر ﷛ کے ساتھ ایک رات مسجد نبوی گیا وہاں لوگ مختلف

الْمَسْجِدِ فَاِذَ النَّاسُ اَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُوْنَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلٰوتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ ﷺ اِنِّي لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَآءِ عَلٰى قَارِئٍ وَّاحِدٍ لَّكَانَ اَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ﷺ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً اُخْرٰى وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ ﷺ نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ وَالَّتِيْ تَنَامُوْنَ عَنْهَا اَفْضَلُ مِنَ الَّتِيْ تَقُوْمُوْنَ يُرِيْدُ اٰخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ اَوَّلَهٗ.(بخاری) 4-535

ٹولیوں کی صورت میں تھے کئی لوگ اکیلے اکیلے نماز پڑھ رہے تھے کچھ لوگ مختلف جماعتوں کے ساتھ نماز ادا کر رہے تھے۔ حضرت عمر ﷺ نے جب دیکھا تو ارشاد فرمایا کیوں نہ ان تمام لوگوں کو ایک امام کی اقتدا میں اکٹھا کر دیا جائے یہ زیادہ اچھا ہے پھر انہوں نے ان تمام لوگوں کو ابی بن کعب ﷺ کی اقتدا میں اکٹھا کر دیا۔ پھر دوسری رات میں ان کے ساتھ مسجد نبوی کی طرف گیا تو لوگ حضرت ابی بن کعب ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے تھے حضرت عمر ﷺ نے فرمایا یہ اچھی ایجاد ہے۔ جس وقت تم سو رہے ہوتے ہو وہ اس وقت نوافل ادا کرنے سے افضل ہے ان کا خیال رات میں آخری پہر تھا جبکہ لوگ رات کے پہلے حصے میں نوافل ادا کیا کرتے تھے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

یہاں لفظ بدعت اچھی ایجاد کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔ حضرت عمر ﷺ کا فعل بدعت اس لیے نہیں بنتا کہ باجماعت تراویح نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں۔ آپ ﷺ نے تراویح فرض ہو جانے کے خوف سے جماعت کے ساتھ پڑھانی چھوڑ دی تھیں۔ جو لوگ حضرت عمر ﷺ کے لفظ بدعت استعمال کرنے پر بحث کرتے ہیں انہیں حضرت عمر ﷺ سے زیادہ سمجھ دار بننے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ وہ ہم سے ہزار گنا زیادہ کل بدعۃ کا مفہوم سمجھتے تھے۔

خلاصۂ باب

۱۔ نماز تراویح پورا مہینہ ادا کرنی چاہیے۔

۲۔ نماز تراویح اور روزہ کی فضیلت کے لیے ایک جیسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

۳۔ نفل نماز گھر میں ادا کرنی چاہیے تا کہ گھر میں عبادت کا ماحول اور برکت نازل ہو۔

۴۔ البتہ نماز تراویح گھروں میں ادا کرنے کی بجائے مسجدوں میں ادا کرنی چاہیے۔

۞۞۞

بَابُ صَلٰوةِ الضُّحٰی

نماز چاشت

نماز چاشت کے بارے میں کچھ اہل علم کا خیال ہے کہ یہ اشراق کی نماز سے الگ نماز ہے لیکن اکثر اہلِ علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ اشراق کی ہی نماز ہے جس کی رکعات کی تعداد احادیث میں مختلف بیان ہوئی ہیں۔ آپ ﷺ اسے سورج نکلنے کے متّصل یا کچھ دیر بعد پڑھا کرتے تھے۔

الفصل الاوّل

عَنْ اُمِّ هَانِئٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَاغْتَسَلَ وَصَلّٰى ثَمَانِیَ رَكَعَاتٍ فَلَمْ اَرَ صَلٰوةً قَطُّ اَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ اَنَّهٗ يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ وَقَالَتْ فِیْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى وَذَالِكَ ضُحًى.(متفق علیه) 1-536

عَنْ مُّعَاذَةَ رضی الله عنها قَالَتْ سَاَلْتُ عَائِشَةَ كَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّیْ صَلٰوةَ الضُّحٰى قَالَتْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَّيَزِيْدُ مَا شَآءَ اللّٰهُ.(مسلم) 2-537

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى مِنْ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ وَّكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ وَّاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَّنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَّيُجْزِئُ مِنْ ذَالِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى.(مسلم) 3-538

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ رَاٰى قَوْمًا يُصَلُّوْنَ مِنَ الضُّحٰى فَقَالَ لَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ الصَّلٰوةَ فِیْ

پہلی فصل

حضرت ام ھانی رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن اللہ کے نبی ﷺ ان کے گھر تشریف لائے آپ نے غسل فرمایا اور آٹھ رکعت نماز ادا کی میں نے اس سے پہلے کبھی بھی اتنی مختصر نماز پڑھتے نہیں دیکھا البتہ آپ رکوع وسجود مکمل کرتے تھے۔ ایک اور روایت میں وہ فرماتی ہیں کہ یہ چاشت کی نماز تھی۔ (بخاری ومسلم)

حضرت معاذہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز کتنی رکعت ادا کیا کرتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے فرمایا چار رکعت اور جس قدر اللہ تعالیٰ توفیق دیتا۔ (مسلم)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے ہر شخص کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہے یہ تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر کہنے سے ادا ہوتا ہے نیکی کا حکم اور برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے۔ ان سارے امور کو چاشت کی دو رکعت نماز کفایت کرتی ہے۔ (مسلم)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو کہ چاشت کی نماز ادا کر رہے تھے انہوں نے

غَيْرِ هٰذِهِ السَّاعَةِ اَفْضَلُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلٰوةُ الْاَوَّابِيْنَ حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ. (مسلم) 4-539

کہا وہ اس بات سے بخوبی واقف ہیں یہ نماز اس کے علاوہ دوسرے وقت میں افضل ہے۔ رسولِ محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ نماز اس وقت ادا کرنی چاہیے جب اونٹ کے بچے کے پاؤں جلنے شروع ہو جائیں۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ صلوۃ اوابین اور چاشت کا فرق ہے۔

الفصل الثالث — تیسری فصل

عَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ تُصَلِّي الضُّحٰى قَالَ لَا قُلْتُ فَعُمَرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَاَبُوْ بَكْرٍ قَالَ لَا قُلْتُ فَالنَّبِيُّ ﷺ قَالَ لَا اِخَالُهُ. (بخاری) 5-540

حضرت مورق عجلی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ چاشت کی نماز ادا کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ میں نے پھر پوچھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ادا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ میں نے پھر سوال کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ میں نے استفسار کیا کہ کیا اللہ کے نبی ﷺ ادا فرمایا کرتے تھے انہوں نے جواب دیا میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ ادا نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے علم کی بنا پر نفی کر رہے ہیں جبکہ آنحضرت ﷺ چاشت کی نماز ادا کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔

خلاصہ باب

۱۔ نماز چاشت کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت ہے۔

۲۔ امّ ہانی رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بڑی بہن جو عمر میں آپ ﷺ سے بڑی تھیں۔

بَابُ التَّطَوُّعِ

نفل نماز

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ یَا بِلَالُ حَدِّثْنِیْ بِاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِی الْاِسْلَامِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْکَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰی عِنْدِیْ اَنِّیْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِیْ سَاعَةٍ مِّنْ لَّیْلٍ وَلَا نَهَارٍ اِلَّا صَلَّیْتُ بِذَالِکَ الطُّهُوْرِ مَا کُتِبَ لِیْ اَنْ اُصَلِّیَ.(متفق علیه)1-541

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے صبح کی نماز کے وقت بلال ؓ سے پوچھا کہ اے بلال! مجھے اپنا وہ عمل بتاؤ جو اسلام لانے کے بعد کیا ہو اور جس پر تمہیں سب سے زیادہ امید ہو کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تیرے جوتوں کی آہٹ سنی ہے۔ بلال ؓ نے عرض کیا میں نے کوئی غیر معمولی عمل نہیں کیا جو اس سے زیادہ میرے ہاں امید دلانے والا ہو کہ میں نے دن، رات میں جس وقت بھی وضو کیا ہے اور جو مجھے توفیق ملی میں نے نوافل ادا کئے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِی الْاُمُوْرِ کَمَا یُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یَقُوْلُ اِذَاهَمَّ اَحَدُکُمْ بِالْاَمْرِ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ مِنْ غَیْرِ الْفَرِیْضَةِ ثُمَّ لِیَقُلْ (اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ تمام معاملات کے لیے ہمیں دعائے استخارہ سکھلاتے جس طرح ہمیں قرآن کی سورتیں سکھلایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو فرض نماز کے علاوہ دو رکعت ادا کرے اور یہ دعا پڑھے”اے اللہ! میں تیرے علم کے ذریعے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے طفیل طاقت کا طلبگار ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے فضلِ عظیم کا خواست گار ہوں بلاشبہ تو ہی طاقت کا سرچشمہ ہے اور میرے پاس کوئی طاقت نہیں تو سب کچھ جانتا ہے۔ جبکہ میں کچھ نہیں جانتا۔ تو ہی غیبوں کو جاننے والا ہے۔ اے اللہ! اگر تیرے نزدیک یہ کام میرے دین و دنیا کے معاملات اور میری آخرت کے لیے بہتر ہے یا اس طرح کہہ کہ میرے جلد یا دیر پیش آنے والے کام میں میرے لئے بہتری ہے۔ تو اس پر مجھے قدرت فرما اور اس کو میرے لئے آسان فرما۔ اور پھر اس میں برکت عطا فرما۔ اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لئے دینی، دنیاوی اور انجام

اَوْقَالَ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْلِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ) قَالَ وَیُسَمِّیْ حَاجَتَهٗ.
(بخاری)2-542

کے لحاظ سے نقصان دہ ہے یا میرے جلدی یا مؤخر کام میں میرے لئے اچھائی نہیں تو اس کو مجھ سے ہٹا دیجئے۔اور مجھے بھی اس سے دور رکھیے۔اور بھلائی جہاں کہیں ہو اس کے حصول کی قدرت و ہمت عطا فرما۔ اور پھر اس کے ساتھ مجھے خوش کر دیجئے۔ جابر ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر وہ اپنی حاجت پیش کرے۔(بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ ہر وضو کے بعد دو نفل پڑھنا افضل ترین عمل ہے۔

۲۔ استخارہ کرنا اللہ تعالیٰ سے مشورہ کرنے کے مترادف ہے۔

۳۔ استخارہ کے بعد سونا ضروری نہیں۔

۴۔ قیامت کے دن فرائض کی کمی نفلوں سے پوری کی جائے گی۔

بَابُ صَلٰوۃِ السَّفَرِ

نماز سفر

مختلف روایات کو سامنے رکھتے ہوئے مسافت کے تعین میں علما کی دو رائے ہیں امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ، امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ ۴۸ میل کہتے ہیں۔ جبکہ دوسرے علما شہر کی حدود سے باہر ۹ میل یعنی ۲۳ کلومیٹر کے قائل ہیں۔ سفر کے بارے میں بعض علما علمی موشگافیوں میں پڑ کر یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ اس وقت ذرائع آمد و رفت کی سہولتوں کا فقدان تھا اب صورت حال تبدیل ہو چکی ہے لہذا آجکل ۴۸ میل پر قصر کرنی چاہیے ۲۳ کلومیٹر کی مسافت پر نماز قصر ادا کرنا مناسب نہیں ایسے علما کو معلوم ہونا چاہئے کہ شریعت کے پیش نظر کوئی مخصوص علاقہ یا زمانہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ آج بھی پہاڑی علاقوں میں پگڈنڈیوں کے ذریعے ۲۳ کلومیٹر کا سفر میدانی علاقے کے رہنے والوں کے لئے دل ہلا دینے والا سفر ہوتا ہے۔ شریعت کا مطمع نظر ایک مخصوص دائرہ کار میں رکھ کر لوگوں کو سہولتیں فراہم کرنا ہے اور پھر خالق کائنات کو معلوم ہے کہ دنیا میں یہ ایجادات ہوں گی ایسی صورت حال میں شریعت کے مقصد کو فوت کرنا اور لوگوں کو مشکلات کی طرف دھکیلنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔

الفصل الاوّل

پہلی فصل

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلَّی الظُّھْرَ بِالْمَدِیْنَةِ اَرْبَعًا وَّ صَلَّی الْعَصْرَ بِذِی الْحُلَیْفَةِ رَکْعَتَیْنِ (متفق علیه) 543-1

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز چار رکعت ادا فرمائی اور ذوالحلیفہ پہنچ کر عصر کی دو رکعت نماز پڑھی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَھْبِ نِ الْخُزَاعِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَنَحْنُ اَکْثَرُ مَا کُنَّا قَطُّ وَاٰمَنُهٗ بِمِنًی رَّکْعَتَیْنِ (متفق علیه) 544-2

حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھائی جب کہ ہم پہلے سے کہیں زیادہ تعداد میں اور بالکل امن میں تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ یَّعْلَی بْنِ اُمَیَّةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ لِعُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ اِنَّمَا قَالَ اللّٰہُ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَقَدْ اَمِنَ النَّاسُ قَالَ عُمَرُ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰہُ بِھَا عَلَیْکُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهٗ

حضرت یعلٰی بن امیہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "اگر تمہیں ڈر ہو کہ کفار تمہیں فتنے میں مبتلا کر دیں گے تو نماز قصر کر لیا کرو۔" لیکن اب تو لوگ امن میں ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس پر مجھے بھی حیرت ہوئی تھی۔ جس طرح آپ حیران ہو رہے ہیں تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ یہ

(رواہ مسلم)545-3

اللہ کا انعام ہے اسے قبول کرنا چاہیئے۔(مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَ فَكَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ قِيْلَ لَهٗ اَقَمْتُمْ بِمَكَّةَ شَيْئًا قَالَ اَقَمْنَا بِهَا عَشْرًا (متفق علیہ) 546-4

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ مکرمہ گئے آپ دو رکعت نماز ہی ادا کرتے رہے۔ حتی کہ ہم مدینہ میں واپس آ گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے منٰی میں کچھ عرصہ قیام بھی کیا تھا؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے دس روز تک قیام کیا تھا۔(بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَافَرَ النَّبِيُّ ﷺ سَفَرًا فَاَقَامَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَحْنُ نُصَلِّيْ فِيْمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَكَّةَ تِسْعَةَ عَشَرَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فَاِذَا اَقَمْنَا اَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ صَلَّيْنَا اَرْبَعًا (رواہ البخاری) 547-5

حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنھما ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ نے سفر میں انیس دن قیام کیا اور نماز قصر ادا کرتے رہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں کہ ہم مکہ مکرمہ میں انیس روز ٹھہرے اور دو رکعت نماز ادا کرتے رہے۔ اگر ہم اس سے زیادہ ٹھہرتے تو چار رکعتیں پڑھتے۔(بخاری)

وَعَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ فَصَلّٰى لَنَا الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَآءَ رَحْلَهٗ وَجَلَسَ فَرَاٰى نَاسًا قِيَامًا فَقَالَ مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَآءِ قُلْتُ يُسَبِّحُوْنَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا اَتْمَمْتُ صَلٰوتِيْ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ لَا يَزِيْدُ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ وَاَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَذَالِكَ (متفق علیہ) 548-6

حضرت حفص بن عاصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ تک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما کا ہمسفر تھا انہوں نے ہمیں ظہر کی نماز دو رکعت پڑھائی پھر اپنے خیمہ میں تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے دیکھا کہ کچھ لوگ کھڑے ہیں تو ابن عمر رضی اللہ عنھما نے کہا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ سنتیں ادا کر رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر سنتیں ادا کرنا ہوتیں تو میں پوری نماز ادا کرتا۔ میں رسول کریم ﷺ کی رفاقت میں رہا۔ آپ سفر میں دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ بھی اتنی ہی نماز پڑھتے تھے۔(بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ اِذَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ سَيْرٍ وَّيَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ (بخاری) 549-7

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ سفر میں ظہر اور عصر کی نماز ملا کر ادا فرماتے تھے۔ اور مغرب اور عشاء کی نماز اکٹھی پڑھا کرتے تھے۔(بخاری)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَرَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ فِی السَّفَرِ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ حَیْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ یُوْمِیْ اِیْمَآءً صَلٰوةَ اللَّیْلِ اِلَّا الْفَرَائِضَ وَیُوْتِرُ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ (متفق علیه)550-8

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ سواری پر ہی نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ چاہے سواری کا منہ جس جانب ہو جائے۔ آپ ﷺ اشارے سے نماز ادا کرتے یہ نماز فرض کے بجائے تہجد کی نماز ہوتی تھی۔ اور آپ ﷺ وتر بھی سواری پر ادا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِنٰی رَکْعَتَیْنِ وَاَبُوْ بَکْرٍ بَعْدَهٗ وَعُمَرُ بَعْدَ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِّنْ خِلَافَتِهٖ ثُمَّ اِنَّ عُثْمَانَ صَلّٰی بَعْدُ اَرْبَعًا فَکَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا صَلّٰی مَعَ الْاِمَامِ صَلّٰی اَرْبَعًا وَاِذَا صَلَّاهَا وَحْدَهٗ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ. (متفق علیه) 551-9

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے منیٰ میں دو رکعت نماز ادا کی۔ آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے آغاز میں دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار رکعتیں ادا کرنا شروع کیں۔ حضرت ابن عمر امام کے ساتھ چار رکعتیں ادا کرتے اور اکیلے ہوتے دو فرض پڑھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ هَاجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَفُرِضَتْ اَرْبَعًا وَّتُرِکَتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ عَلَی الْفَرِیْضَةِ الْاُوْلٰی قَالَ الزُّهْرِیُّ قُلْتُ لِعُرْوَةَ مَا بَالُ عَائِشَةَ تُتِمُّ قَالَ تَاَوَّلَتْ کَمَا تَاَوَّلَ عُثْمَانُ. (متفق علیه)552-10

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نماز پہلے دو فرض ہی مقرر ہوئی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی تو چار فرض مقرر ہوئے اور سفر میں دو فرض ہی باقی رکھے گئے۔ جناب زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سفر میں پوری نماز کیوں پڑھتی تھیں۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس طرح عثمان تاویل کرتے تھے۔ اسی طرح ام المومنین تاویل فرماتی تھیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّکُمْ ﷺ فِی الْحَضَرِ اَرْبَعًا وَفِی السَّفَرِ رَکْعَتَیْنِ وَفِی الْخَوْفِ رَکْعَةً. (مسلم)553-11

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم ﷺ کے حوالے سے گھر میں چار رکعتیں، سفر میں دو اور خوف کی حالت میں ایک رکعت نماز فرض فرمائی ہے۔ (مسلم)

☆☆☆

۱۔ بعض محدثین نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سفر کے دوران تو قصر ہی کرتے تھے۔ لیکن جب وہ سفر کے دوران کہیں پڑاؤ کرتے تو نماز پوری پڑھا کرتے تھے۔ گویا کہ وہ عارضی قیام کو سفر میں شمار نہیں فرماتے تھے۔

۲۔ سفر کے دوران کسی جگہ قیام کرنے میں بے یقینی پیدا ہو جائے تو لامحدود مدت تک نماز قصر کی جا سکتی ہے۔ یعنی ایک آدمی کسی شہر میں اس نیت سے ٹھہرا ہے کہ میرا کام تین دن میں مکمل ہو جائے گا لیکن دفتری مسائل یا کسی وجہ سے آج یا کل رخصت ہونے کی صورت پیدا ہو گئی۔ اس طرح دن گزرتے جا رہے ہیں۔ جیسا کہ فتح مکہ پر آپ ﷺ کے قیام کے دن متعین نہیں تھے انتظامی امور کی وجہ سے دیر ہوتی گئی اور آپ ﷺ پندرہ یا سترہ دن مکہ میں ٹھہرے اور قصر کرتے رہے جس کی وجہ سے بعض اہل علم نے پندرہ یا انیس دن تک قصر کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ سفر میں سنتیں اور نفل پڑھنا آپ ﷺ سے ثابت نہیں۔ سوائے صبح کی سنتوں کے۔

۲۔ سفر میں فجر کی چار رکعتیں اور مغرب کے تین فرض پڑھنے چاہئیں

۳۔ سفر کے دوران نماز قصر پڑھنی چاہیے بے شک سفر میں کتنے ہفتے، مہینے گزر جائیں۔

۴۔ حج کے دوران نمازِ قصر پڑھنا سنت ہے۔

۵۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی تاویل سے اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اتفاق نہیں کیا۔

بَابُ الْجُمُعَةِ

نماز جمعہ کی اہمیت وفضیلت

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بَیْدَ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِنَا وَاُوْتِیْنٰهُ مِنْ بَعْدِهِمْ ثُمَّ هٰذَا یَوْمُهُمُ الَّذِیْ فُرِضَ عَلَیْهِمْ یَعْنِیْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاخْتَلَفُوْا فِیْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهٗ وَالنَّاسُ لَنَا فِیْهِ تَبَعٌ اَلْیَهُوْدُ غَدًا وَّالنَّصَارٰی بَعْدَ غَدٍ مُّتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ یَوْ مَ الْقِیٰمَةِ وَنَحْنُ اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ بَیْدَ اَنَّهُمْ وَذَكَرَهٗ نَحْوَهٗ اِلٰی اٰخِرِهٖ وَفِیْ اُخْرٰی لَهٗ عَنْهُ وَعَنْ حُذَیْفَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ اٰخِرِ الْحَدِیْثِ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْیَا وَالْاَوَّلُوْنَ یَوْ مَ الْقِیٰمَةِ الْمَقْضِیُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَآئِقِ. 554-1

پہلی فصل

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا ہم سب سے آخر میں آئے ہیں جبکہ قیامت کے دن سب سے پہلے ہونگے۔ یہود ونصاریٰ کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں اس شرف سے ان کے بعد نوازا گیا ان پر یوم جمعہ فرض کیا گیا لیکن انہوں نے اس سے اختلاف کیا اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے بارے میں ہماری راہنمائی فرمائی۔ لہذا تمام لوگ ہمارے پیچھے ہیں۔ یہودیوں کے لئے ہفتے کا دن اور عیسائیوں کے لئے اتوار کا دن ہے۔ (بخاری ومسلم)
امام مسلم نے آپ ﷺ کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں ہم آخر میں ہونے کے باوجود قیامت کے دن سب سے پہلے ہونگے۔ اور ہم ہی جنت میں بھی پہلے داخل ہونگے۔ (بخاری ومسلم) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہم دنیا میں آخر میں آئے ہیں جب کہ قیامت کے دن تمام مخلوق سے پہلے ہمارا فیصلہ ہوگا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَةِ فِیْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِیْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ. مسلم 555-2

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں دنوں میں سب سے بہتر دن جمعہ کا دن ہے اس دن آدمؑ کو پیدا کیا گیا اسی دن ان کو جنت میں داخلہ ملا اور جمعہ کو ہی ان کا اخراج ہوا۔ اور اسی دن ہی قیامت برپا ہوگی۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ فِی الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَّا یُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ یَّسْاَلُ اللّٰهَ فِیْهَا خَیْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِیَّاهُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَزَادَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جمعہ کے دن ایک ایسی بابرکت گھڑی ہے کہ کوئی مسلمان اس وقت اللہ تعالیٰ سے سوال کرے تو اسے وہ

مُسْلِمٌ قَالَ وَهِيَ سَاعَةٌ خَفِيْفَةٌ وَّفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا قَالَ اِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَّا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ يَسْاَلُ اللّٰهَ خَيْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ. متفق عليه556-3

چیز عطا کردی جاتی ہے۔ (بخاری ومسلم) امام مسلم نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے وہ گھڑی نہایت ہی مختصر ہوتی ہے اور بخاری ومسلم دونوں کی روایت میں ہے جمعہ کے دن ایک ایسا وقت ہے۔ جوکوئی اس وقت نماز کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرے تو یقیناً اسے خیر اس سے سرفراز کردیا جاتا ہے۔

عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰی ﷺ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ شَانِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ هِيَ مَا بَيْنَ اَنْ يَّجْلِسَ الْاِمَامُ اِلٰی اَنْ تُقْضَی الصَّلٰوةُ. مسلم557-4

حضرت ابوبردہ ﷺ نے اپنے والد گرامی سے سنا وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے رسول محترم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے جمعہ کے دن یہ مبارک گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر سلام پھیرنے تک ہوا کرتی ہے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ امت محمدی پیچھے آنے کے باوجود قیامت کے دن سب سے آگے ہوگی۔

۲۔ جمعہ کا دن خصوصی امتیازت کی وجہ سے افضل ترین دن ہے۔

۳۔ جمعہ کے دن قبولیت کی ایک خاص گھڑی ہوا کرتی ہے۔

۴۔ قیامت جمعہ کے روز برپا ہوگی۔

بَابُ وُجُوْبِهَا

جمعہ کی فرضیت

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ O

"اے ایمان والو جب جمعہ کے دن تمہیں نماز کے لیے بلایا جائے تو خرید وفروخت کو چھوڑ کر اللہ کے ذکر کی طرف دوڑتے ہوئے آؤ تمہارے لیے یہ زیادہ بہتر ہے اگر تم جان لو"۔ (الجمعۃ ۶۲:۹)

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَنَّهُمَا قَالَا سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلٰى اَعْوَادِ مِنْبَرِهٖ لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَّدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ. (مسلم) 558-1

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اکرم ﷺ سے سنا جبکہ آپ اپنے منبر پر جلوہ افروز تھے کہ لوگ جمعہ کی نماز ترک کرنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر ثبت کر کے انہیں غافل لوگوں میں شامل کر دیں گے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِقَوْمٍ يَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحْرِقَ عَلٰى رِجَالٍ يَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ. (مسلم) 559-2

تیسری فصل

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے جمعہ میں پیچھے رہنے والوں کے بارے میں انتباہ فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ لوگوں کی امامت کے لئے کسی دوسرے شخص کو مقرر کروں اور پھر ان لوگوں کے گھروں کو جلا کر راکھ کر دوں جو نماز جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ نماز جمعہ فرض ہے۔

۲۔ شرعی عذر کے بغیر جمعہ چھوڑنے والے کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔

۳۔ جمعہ چھوڑنے والوں پر نبی کریم ﷺ نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔

❁❁❁

بَابُ التَّنْظِيفِ وَالتَّبْكِيرِ

جمعہ کے لئے طہارت اور اوّل وقت جانے کا اہتمام کرنا

الفصل الاول

عَنْ سَلْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ اَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهٖ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهٗ ثُمَّ يُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى. (بخاری) 1-560

پہلی فصل

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص بہترین انداز سے جمعہ کے لئے غسل کرے پھر تیل یا گھر میں موجود خوشبو کا استعمال کرکے مسجد کی طرف جائے اور لوگوں کے درمیان فرق کرنے کی بجائے حسب توفیق نماز ادا کرے بعدازاں نہایت خاموشی کے ساتھ امام کا خطبہ سنے ایسے شخص کے جمعہ سے جمعہ تک کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَصَلّٰى مَا قُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ اَنْصَتَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَعَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى وَفَضْلُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ. (مسلم) 2-561

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کرتے ہیں جو شخص غسل کرنے کے بعد جمعہ کے لئے آیا اور حسب استطاعت نوافل پڑھے پھر خاموشی کے ساتھ خطیب کا خطبہ سنے اور امام کے ساتھ فرض ادا کرے اس کے جمعہ سے جمعہ تک بلکہ مزید تین ایام کے گناہوں کو معاف کردیا جاتا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَاَنْصَتَ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ وَّمَنْ مَّسَّ الْحَصَا فَقَدْ لَغَا. (مسلم) 3-562

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کرتے ہیں جس نے بہترین انداز سے وضو کیا پھر جمعہ کے لئے آیا خاموشی سے خطبہ سنا اس کے سات اور مزید تین دن یعنی دس دنوں کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ جو جمعہ کے دوران کنکریوں سے کھیلتا رہا اس نے بے ہودہ حرکت کا ارتکاب کیا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ

اس روایت کو بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جمعہ کے دن ملائکہ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں وہ سب سے پہلے آنے والے کو

الَّذِیْ یُهْدِیْ بَدَنَةً ثُمَّ کَالَّذِیْ یُهْدِیْ بَقَرَةً ثُمَّ کَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَیْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَیَسْتَمِعُوْنَ الذِّکْرَ.(متفق علیه) 4-563

اول اندراج کرتے ہیں جو جمعہ کے لئے پہلے آیا اس کے لئے اونٹ کی قربانی' اس کے بعد آنے والے کے لئے گائے کی قربانی' پھر مینڈھے' اس کے بعد مرغی اور آخر میں آنے والے کو انڈے کے برابر ثواب ملے گا۔ جب امام خطبہ کے لئے پہنچ جاتا ہے تو فرشتے اپنی ڈائریوں کو بند کر کے خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

ملائکہ کا مسجدوں کے دروازے کے پاس تشریف فرما ہونا جمعہ پڑھنے والوں کے لئے اکرام کا اظہار ہے پھر یکے بعد دیگرے آنے والوں کے لئے درجہ بدرجہ قربانی کا ذکر فرمایا یہ اجر نماز جمعہ کے ثواب کے علاوہ ہے پہلے آنے والوں کی فضیلت کے بیان کے ساتھ لوگوں کے شوق و ذوق میں اضافہ کرنا مقصود ہے تا کہ لوگ صرف نماز پڑھنے کے لئے نہیں بلکہ قرآن وسنت کے احکام جاننے اور سمجھنے کے لئے ذوق وشوق کے ساتھ جمعہ کے لیے آنے کا خاص اہتمام کریں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِکَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ.(متفق علیه)564-5

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی ذکر کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تم اپنے قریب بیٹھے ہوئے شخص کو جمعہ کے دن دوران خطبہ خاموش ہونے کے لئے کہو تو تمہارا یہ کہنا فضولیات میں ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یُقِیْمَنَّ اَحَدُکُمْ اَخَاهُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ یُخَالِفُ اِلٰی مَقْعَدِهٖ فَیَقْعُدُ فِیْهِ وَلٰکِنْ یَّقُوْلُ افْسَحُوْا.(مسلم)565-6

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے وقت کوئی شخص دوسرے کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نہ بیٹھے البتہ یہ کہے کہ فراخی پیدا کیجئے۔(مسلم)(یہ خطبہ سے پہلے کہنے کی اجازت ہے)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ نَّافِعٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یَقُوْلُ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُّقِیْمَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّقْعَدِهٖ وَیَجْلِسَ فِیْهِ قِیْلَ لِنَافِعٍ رَحْمَتُه اللّٰه عَلَیْهِ فِی الْجُمُعَةِ قَالَ فِی الْجُمُعَةِ وَغَیْرِهَا.(متفق علیه)566-7

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے سنا کہ رسول معظم ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں بیٹھ جائے۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کیا جمعہ کے وقت؟ انہوں نے فرمایا کہ جمعہ یا جمعہ کے علاوہ۔(بخاری ومسلم)

بَابُ الْخُطْبَةِ وَالصَّلٰوۃِ

خطبہ اور نماز جمعہ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَق

اس رب کے نام سے پڑھو جس نے انسان کو پیدا فرمایا۔ اسلام کے فکر و عمل کی بنیاد علم و معرفت پر استوار ہے علم ہی کے ذریعے ایک انسان دوسرے سے ممتاز ہوتا ہے۔ اسلام نے نہ صرف بچوں پر تعلیم فرض قرار دی بلکہ ایسے لوگ جو کسی وجہ سے زیورِ تعلیم سے آراستہ نہیں ہو پائے ان کے لیے تعلیم بالغاں کا اس طرح اہتمام کیا کہ ایک طرف نماز جمعہ ہفتہ میں افضل ترین عبادت کرنا افضل ہے اور دوسری طرف معاشرے کے مصروف اور معمر لوگوں کے لئے خطبہ جمعہ کی صورت میں تعلیم کا بندوبست فرمایا۔ اس سے پورے ہفتہ کے لیے ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے خطیب کو خلوص اور خوب محنت سے خطبہ دینا چاہیے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ خطبہ توجہ کے ساتھ سننا چاہیے خطبہ کے دوران ادھر ادھر توجہ اور بے مقصد حرکات کرنا اس سے جمعہ کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ حصول علم کی تحریک کو نقطۂ عروج تک پہنچانے کے لئے کائنات کے معلم اعظم ﷺ کو حکم ہوا کہ آپ ﷺ اپنے رب کے حضور ہمیشہ دعا مانگا کیجیے۔

رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا

''اے اللہ میرا علم اور زیادہ بڑھا''

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یُصَلِّی الْجُمُعَةَ حِیْنَ تَمِیْلُ الشَّمْسُ. (بخاری) 567-1

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نماز جمعہ اس وقت ادا فرماتے جب سورج ڈھل رہا ہوتا۔ (بخاری)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ قَالَ مَا کُنَّا نَقِیْلُ وَلَا نَتَغَدّٰی اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ .(متفق علیه) 568-2

حضرت سہل بن سعد ﷺ ذکر کرتے ہیں۔ نمازِ جمعہ سے پہلے نہ ہم ستاتے اور نہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَکَّرَ بِالصَّلٰوةِ وَاِذَا شْتَدَّ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ یَعْنِی الْجُمُعَةَ. (بخاری) 569-3

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ شدید سردی میں نماز جمعہ اوّل وقت میں اور سخت گرمی میں نماز جمعہ تاخیر سے ادا فرماتے۔ (بخاری)

عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ ﷺ قَالَ کَانَ النِّدَاءُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوَّلُهٗ اِذَا جَلَسَ الْاِمَامُ عَلَی الْمِنْبَرِ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ فَلَمَّا کَانَ عُثْمَانُ وَکَثُرَ النَّاسُ زَادَ النِّدَآءَ

حضرت سائب بن یزید ﷺ فرماتے ہیں کہ عہد نبوت اور حضرت ابوبکر ﷺ اور عمر ﷺ کے عہد میں نماز جمعہ کی پہلی اذان اس وقت ہوتی جب امام منبر پر تشریف فرما ہوتا جب حضرت عثمان ﷺ کا دور آیا اور آبادی بڑھ گئی تو حضرت عثمان

الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَآءِ.(بخاری)570-4

ﷺ نے زوراء مقام پر تیسری اذان کہنے کا حکم دیا۔(بخاری)

فہم الحدیث

یہاں تکبیر کو تیسری اذان شمار کیا گیا ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَءُ الْقُرْآنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ فَكَانَتْ صَلٰوتُهُ قَصْدًا وَّخُطْبَتُهُ قَصْدًا.(مسلم) 571-5

حضرت جابر بن سمرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ دو خطبے ارشاد فرماتے تھے ان دونوں کے درمیان بیٹھتے اور قرآن کی تلاوت فرماتے اور لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتے۔آپ ﷺ کے خطبہ جمعہ اور نماز باہم متوازن ہوتے تھے۔(مسلم)

عَنْ عَمَّارٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ طُوْلَ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهٖ مَئِنَّةٌ مِّنْ فِقْهِهٖ فَاَطِيْلُوا الصَّلٰوةَ وَاقْصُرُوا الْخُطْبَةَ وَاِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا. (مسلم)572-6

حضرت عمار ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ لمبی نماز اور مختصر خطبہ خطیب کے سمجھدار ہونے کی علامت ہے۔لہٰذا نماز لمبی ہونی چاہئے اور خطبہ مختصر بلاشبہ بعض تقریریں جادو کا اثر رکھتی ہیں۔(مسلم)

فہم الحدیث

نماز اور خطبہ میں توازن رکھنے کا معنی یہ ہے کہ خطبہ اتنا لمبا نہیں ہونا چاہیے کہ نماز کا وقت تنگ ہو جائے اور آخر میں نماز اطمینان سے پڑھنے کی بجائے جلد ادا کر دی جائے۔یہ دانائی کے خلاف بات ہے۔خطبہ اور وعظ ونصیحت کا مدعا تو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا شوق دلانا ہے اگر نماز ہی تسلی سے نہ پڑھی جائے تو گویا کہ خطبہ کا مقصد ہی فوت ہو گیا۔

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتّٰى كَاَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُوْلُ صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ وَيَقُوْلُ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَيَقْرِنُ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ السَّبَابَةِ وَالْوُسْطٰى. (مسلم)573-7

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول معظم ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہو جاتی اور آپ کا جوش بڑھ جاتا حتیٰ کہ ایسا لگتا تھا جیسے کسی لشکر سے خوف زدہ کر رہے ہوں آپ فرمایا کرتے تھے زندگی صبح ختم ہوئی یا شام کو میں اور قیامت اس طرح ہیں پھر آپ شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی ملا کر دکھاتے۔(مسلم)

عَنْ يَّعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ.(متفق علیه). 574-8

حضرت یعلی بن امیہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے کہ "جہنمی جہنم کے دربان کو پکاریں گے، کاش تیرا رب ہمیں موت دے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانَ رضی الله عنها قَالَتْ مَا اَخَذْتُ قٓ وَالْقُرْآن الْمَجِيْدِ اِلَّا عَنْ لِسَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُهَا كُلَّ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنبَرِ اِذَا خَطَبَ النَّاسَ.(مسلم) 575-9

حضرت امّ ہشام بنت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے ق والقرآن المجید سورت رسول گرامی ﷺ کی زبان اقدس سے سن کر حفظ کی تھی۔ آپ لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے منبر پر اس سورت کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ (مسلم)

عَنْ عَمْرِوبْنِ حُرَيْثٍ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَآءُ قَدْ اَرْخٰى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. (مسلم)576-10

حضرت عمرو بن حریث ؓ ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ کے سر مبارک پر سیاہ پگڑی تھی، جمعہ کے وقت آپ نے اس کے دونوں پلو کندھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيْهِمَا.(مسلم(577-11

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے خطبہ کے دوران یہ حکم دیا کہ جب کوئی دورانِ خطبہ آئے تو وہ دو رکعتیں مختصر ادا کرے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ مَعَ الْاِمَامِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ. (متفق علیه) 578-12

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لے تو یقیناً اس نے نماز کو پالیا۔ (بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا فَمَنْ نَبَّاَكَ اَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ فَقَدْ وَاللّٰهِ صَلَّيْتُ مَعَهُ اَكْثَرَ مِنْ اَلْفَيْ صَلٰوةٍ.(مسلم)579-13

حضرت جابر بن سمرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد فرماتے، پھر بیٹھ جاتے اور پھر کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد فرماتے اور جو کوئی تجھے بتائے کہ نبی محترم ﷺ بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے یقیناً وہ جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ کی قسم! میں نے نبی گرامی کے پیچھے دو ہزار سے بھی زیادہ نمازیں ادا کی ہیں۔ (مسلم)

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ ؓ اَنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اُمِّ الْحَكَمِ يَخْطُبُ قَاعِدًا فَقَالَ انْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا الْخَبِيْثِ يَخْطُبُ قَاعِدًا

حضرت کعب بن عجرہ ؓ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ مسجد میں گئے تو عبدالرحمٰن بن امّ الحکم بیٹھ کر خطبہ دے رہا تھا حضرت کعب نے کہا کہ

وَقَدْقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاِذَا رَاَوْاتِجَارَةً اَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْا اِلَیْهَا وَتَرَکُوْکَ قَائِمًا. (الجمعة ۱۱:۶۲) (مسلم)580-14

اس خبیث کو دیکھو یہ بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''جب وہ تجارت یا کھیل تماشا دیکھتے ہیں تو اس کے پیچھے چلے جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔ (مسلم)

عَنْ عَمَارَةَ بْنِ رُوَیْبَةَ ﷛ اَنَّهٗ رَاٰی بِشْرَ بْنَ مَرْوَانَ عَلَی الْمِنْبَرِ رَافِعًا یَدَیْهِ فَقَالَ قَبَّحَ اللّٰهُ هَاتَیْنِ الْیَدَیْنِ لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا یَزِیْدُ عَلٰی اَنْ یَّقُوْلَ بِیَدِهٖ هٰکَذَا وَ اَشَارَ بِاِصْبَعِهِ الْمُسَبِّحَةِ. (مسلم)581-15

عمارہ بن رویبہ ﷛ نے بشر بن مروان کو دیکھا کہ وہ اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے خطبہ دے رہا تھا تو فرمایا کہ اللہ ان ہاتھوں کو توڑ دے میں نے رسول معظم ﷺ کو اس سے زیادہ ہاتھ اٹھاتے ہوئے نہیں دیکھا۔ انہوں نے اپنی شہادت کی انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے وضاحت فرمائی۔ (مسلم)

فہم الحدیث

خطبہ اور عوامی خطاب میں فرق ہونا چاہیے۔ خطبہ عبادت سمجھ کر دینا چاہیے۔ کیونکہ خطبہ کیوجہ سے نماز ظہر نصف کر دی گئی ہے۔ خطبہ میں وقار اور سنجیدگی کا ہونا ضروری ہے۔ اس لیے صحابہ کرام ﷡ خطبہ میں زیادہ حرکات کو پسند نہیں کرتے تھے۔

خلاصۂ باب

۱۔ خطبہ مختصر اور نماز جمعہ اطمینان سے ادا کرنی چاہیے۔

۲۔ خطبہ قرآن اور نبی اکرم ﷺ کے ارشادات پر مشتمل ہونا چاہیے۔

۳۔ خطبہ عربی ہو یا قومی زبان میں کھڑے ہو کر دینا چاہیے۔

۴۔ خطبہ کے دوران آنے والا دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھے۔

۵۔ خطبہ دیتے وقت اشارے کرنے کی بجائے اس میں وقار ہونا چاہیے۔

مزید۔ خطبہ کا معنی ہے خطاب کرنا اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء مبعوث فرمائے وہ اپنی قومی زبان میں خطبہ دیا کرتے تھے۔ اس لیے جن لوگوں نے نماز جمعہ کے لیے تقریر کی بدعت رائج کر رکھی ہے اور وہ لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے فرماتے ہیں کہ یہ خطبہ نہیں تقریر ہے۔ یہ سراسر دھوکا دینے والی بات ہے تقریر کا معنی ہے تقرار کے ساتھ بات بیان کرنا۔ خطبہ اور تقریر دونوں عربی کے الفاظ ہیں۔

❁❁❁

بَابُ صَلٰوۃِ الْخَوْفِ

خوف کی حالت میں نماز پڑھنا

نماز دین کا اہم ترین رکن ہے نبی اکرم ﷺ نے اسے مسلمان اور غیر مسلم کے درمیان حد امتیاز قرار دیا ہے۔ ہوش وحواس ہوتے ہوئے ہر نماز کی ادائیگی اس کے وقت میں لازم ہے۔ تاہم بیماری اور حالتِ جنگ میں وقت میں تقدیم وتاخیر اور اس کی ادائیگی میں کچھ تبدیلیوں کی اجازت ہے۔ بالخصوص جنگ کے حالات میں نماز کی ادائیگی کی کئی صورتیں آپ ﷺ سے ثابت ہیں جن میں چند ایک صورتیں درج ذیل ہیں:

۱۔ امام دو رکعت پڑھ کر بیٹھا رہے اس کے ساتھ پڑھنے والے مجاہد دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیں۔ پھر دوسرا گروہ آ کر امام کی تیسری اور چوتھی رکعت کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرے۔

۲۔ امام دو رکعت نماز پڑھائے گا ایک جماعت اس کے ساتھ ایک رکعت مکمل کرنے کے بعد پیچھے ہٹ کر دوسری رکعت از خود پڑھے گی اب باقی لوگ امام کے ساتھ ایک رکعت ادا کرنے کے بعد دوسری رکعت مکمل کریں گے اس طرح امام دو رکعت کے بعد سلام پھیرے گا۔

۳۔ تیسری صورت میں سب لوگ امام کے ساتھ نماز کے لئے کھڑے ہوں گے پہلی صفوں کے لوگ امام کے ساتھ سجدہ کریں گے جبکہ پچھلے لوگ اسی طرح ہی کھڑے رہیں گے۔ اب یہ لوگ آگے بڑھ کر سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے اور پہلے لوگ پچھلی صفوں میں کھڑے ہو کر قیام اور رکوع کرنے کے بعد کھڑے رہیں گے اب یہ لوگ سجدے کرتے ہوئے تشہد بیٹھنے کے بعد امام کے ساتھ اکٹھے سلام پھیریں گے۔

۴۔ شدید خوف، گھمسان کا رن یا موجودہ طرز جنگ کے مطابق فوجی جوان اپنے اپنے مورچوں میں جس حالت میں مناسب سمجھیں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ نماز کی ابتدا میں ممکن ہو تو وہ قبلہ رخ ہو کر نماز کا آغاز کریں مجبوری کی حالت میں قبلہ کی پابندی بھی اٹھ جایا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی ہے:

اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰہِ۔ (البقرۃ ۲:۱۱۵)

”تم جس طرف بھی اپنے چہرے کرو گے اسی طرف ہی اللہ تعالیٰ کی توجہ کارفرما ہوگی۔“

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِیْہِ رضی اللہ عنہ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَیْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَهُمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نجد کے غزوہ میں رسول معظم ﷺ کے ساتھ تھا ہمارا دشمن کے ساتھ آمنا سامنا ہوا تو ہم صف آرا

يُصَلِّي لَنَا فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ وَاَقْبَلَتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ وَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْ مَعَهُ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا مَكَانَ الطَّائِفَةِ الَّتِيْ لَمْ تُصَلِّ فَجَآءُ وْا فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِهِمْ رَكْعَةً وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فَرَكَعَ لِنَفْسِهٖ رَكْعَةً وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَرَوٰى نَافِعٌ نَّحْوَهُ وَزَادَ فَاِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ اَشَدُّ مِنْ ذَالِكَ صَلُّوْا رِجَالًا قِيَامًا عَلٰى اَقْدَامِهِمْ اَوْ رُكْبَانًا مُّسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ اَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيْهَا قَالَ نَافِعٌ لَّا اُرَى ابْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذَالِكَ اِلَّاعَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (بخاری) 1-582

ہوئے جب نماز کا وقت آیا تو رسول کریم ﷺ کے ساتھ مجاہدین کا ایک گروہ کھڑا ہوا جبکہ دوسرا گروہ دشمن کے مدِ مقابل تھا پہلے گروہ نے آپ ﷺ کے ساتھ قیام اور رکوع وسجود کیا۔ پھر وہ ان لوگوں کی جگہ آ کر سینہ سپر ہوئے جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی اب دوسرے گروہ نے آپ کے ساتھ ایک رکعت اور رکوع وسجود کیا پھر آپ نے سلام پھیرا اس طرح ان میں سے ہر جماعت نے ایک ایک رکعت رکوع وسجود کے ساتھ الگ ادا کی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگر د نافع رحمۃ اللہ علیہ مزید بیان کرتے ہیں اگر خوف زیادہ ہوتا تو لوگ اپنی اپنی جگہوں پر نماز ادا کرتے۔ پیادہ حضرات اپنی حالت میں اور سوار اپنی سواریوں پر وہ قبلہ رخ ہوتے یا ان کے رخ دوسری جانب ہوتے۔ نافع کہتے ہیں کہ مجھے یقین ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول محترم ﷺ سے اس طرح ہی سنا ہوگا (بخاری)

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَمَّنْ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلٰوةَ الْخَوْفِ اِنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَ طَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّتِيْ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَصَفُّوْا وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَاءَ تِ الطَّائِفَةُ الْاُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِيْ بَقِيَتْ مِنْ صَلٰوتِهٖ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِساً وَاَتَمُّوْا لِاَ نْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ (متفق عليه) 2-583

حضرت یزید بن رومانؒ صالح بن خوات رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ اس شخص سے بیان کرتے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ذات الرقاع کے دن حالت خوف میں نماز پڑھی فوج کا ایک حصہ آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا جبکہ دوسرا دشمن کے سامنے تھا آپ نے اس گروہ کو ایک رکعت پڑھائی اور پھر اپنی جگہ پر کھڑے رہے لوگوں نے دوسری رکعت اپنے طور پر پوری کی پھر وہ واپس پلٹے اور دشمن کے سامنے صف بستہ ہوئے اب دوسری جماعت آئی اور آپ ﷺ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی اس طرح آپ ﷺ دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھے رہے لوگوں نے جب دوسری رکعت مکمل کر لی تب آپ نے سلام پھیرا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ قَالَ كُنَّا اِذَا اَتَيْنَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں ہم رسول محترم ﷺ کے ساتھ ذات الرقاع کے مقام پر پہنچے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ

عَلٰی شَجَرَةٍ ظَلِیْلَةٍ تَرَکْنٰھَا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَسَیْفُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مُعَلَّقٌ بِشَجَرَةٍ فَاَخَذَ سَیْفَ نَبِیِّ اللّٰہِ ﷺ فَاخْتَرَطَهٗ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ اَتَخَافُنِیْ قَالَ لَا قَالَ فَمَنْ یَّمْنَعُکَ مِنِّیْ قَالَ اَللّٰہُ یَمْنَعُنِیْ مِنْکَ قَالَ فَتَھَدَّدَهٗ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَغَمَّدَ السَّیْفَ وَعَلَّقَهٗ قَالَ فَنُوْدِیَ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰی بِطَآئِفَةٍ رَّکْعَتَیْنِ ثُمَّ تَاَخَّرُوْا وَصَلّٰی بِالطَّآئِفَةِ الْاُخْرٰی رَکْعَتَیْنِ قَالَ فَکَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَرْبَعُ رَکْعَاتٍ وَّلِلْقَوْمِ رَکْعَتَانِ. (متفق علیه) 3-584

کہتے ہیں جب ہم کسی سایہ دار درخت کے قریب ٹھہرتے تو اسکا سایہ رسول محترم ﷺ کے لئے چھوڑ دیتے۔ ایسی حالت میں ایک مشرک یک دم آپ کے پاس پہنچا جبکہ رسول محترم ﷺ کی تلوار درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی اس نے آپ کی تلوار پکڑ کر نیام سے نکالتے ہوئے رسولِ محترم ﷺ کو کہا کہ آپ مجھ سے ڈرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ دیہاتی کہتا ہے اب تجھے مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تجھ سے بچائے گا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اتنی دیر میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے دھمکایا۔ اس نے آپ کی تلوار نیام میں ڈال کر اسی طرح لٹکا دی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اذان ہوئی آپ نے جماعت کو دو رکعتیں پڑھائیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر وہ پیچھے ہٹ گئے تو دوسری جماعت کو دو رکعتیں پڑھائیں اس طرح رسول محترم ﷺ کی چار رکعتیں ہوئیں جبکہ دوسروں نے دو دو رکعتیں ادا کیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَلٰوةَ الْخَوْفِ فَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ صَفَّیْنِ وَالْعَدُوُّ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقِبْلَةِ فَکَبَّرَ النَّبِیُّ ﷺ وَکَبَّرْنَا جَمِیْعًا ثُمَّ رَکَعَ وَرَکَعْنَا جَمِیْعًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ وَرَفَعْنَا جَمِیْعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُوْدِ وَالصَّفُّ الَّذِیْ یَلِیْهِ وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِیْ نَحْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَی النَّبِیُّ ﷺ السُّجُوْدَ وَقَامَ الصَّفُّ الَّذِیْ یَلِیْهِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُوْدِ ثُمَّ قَامُوْا ثُمَّ تَقَدَّمَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ وَتَاَخَّرَ الْمُقَدَّمُ ثُمَّ رَکَعَ النَّبِیُّ ﷺ وَرَکَعْنَا جَمِیْعًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ وَرَفَعْنَا جَمِیْعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُوْدِ وَالصَّفُّ الَّذِیْ یَلِیْهِ الَّذِیْ کَانَ مُؤَخَّرًا فِی الرَّکْعَةِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں رسول محترم ﷺ نے خوف کی حالت میں ہمیں جماعت کروائی ہم نے آپ کی اقتداء میں دو صفیں بنائیں۔ دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھا آپ نے تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی قیام کے بعد آپ نے رکوع کیا ہم نے بھی رکوع کیا پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھایا ہم نے بھی سر اٹھائے پھر آپ سجدے کے لئے نیچے جھکے آپ کے ساتھ پہلی صف کے لوگوں نے سجدہ کیا اور دوسری صف کے لوگ نماز کی حالت میں دشمن کے سامنے کھڑے رہے۔ آپ ﷺ اور پہلی صف کے لوگ سجدوں کے بعد کھڑے ہوئے اب دوسری صف کے لوگ سجدہ کے لیے جھکے پھر کھڑے ہوئے۔ اب پچھلی صف کے لوگ آگے بڑھے اور اگلی صف کے لوگ پیچھے ہٹے تو نبی اکرم ﷺ نے رکوع کیا اور ہم نے بھی رکوع کیا۔ آپ نے رکوع سے سر اٹھایا

الْأُوْلٰى وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِي نَحْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ السُّجُوْدَ وَالصَّفُّ الَّذِيْ يَلِيْهِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدُوْا ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ وَسَلَّمْنَا جَمِيْعًا.(مسلم)4-585

ہم نے بھی سر اٹھائے۔ پھر آپ سجدے کے لئے نیچے گئے اس طرح پہلی رکعت میں پیچھے رہنے والے جواب آپ کے قریب تھے انہوں نے سجدہ کیا اور پچھلی صف کے لوگ دشمن کے سامنے کھڑے رہے جب آپ نے اور جو قریب والی صف تھی انہوں نے سجدہ مکمل کر لیا۔ تو پچھلی صف کے لوگوں نے سجدے کئے اور پھر سب نے آپ ﷺ کے ساتھ سلام پھیرا۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ حالت جنگ میں قبلہ رخ ہونا مشکل ہو تو پھر بھی نماز پڑھنا ہوگی۔

۲۔ شدید ترین لڑائی میں ایک فرض پڑھ لینا ہی کافی ہوگا۔

۳۔ نہایت ناگزیر حالات میں سواری پر فرض ادا ہو سکتے ہیں۔

بَابُ صَلٰوةُ الْعِيْدَيْنِ

نمازِ عیدین

عید کا لغوی معنی ہے پلٹ کر آنا۔ مراد ہر سال لوٹ کر آنے والا خوشی کا دن ہے۔ ہر قوم کی تاریخ میں کچھ دن ایسے ہوتے ہیں جن کی کسی خاص واقعہ یا شخصیت کے حوالے خاص اہمیت ہوتی ہے۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا ہمارے لئے عیدین کے ایام خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ عید الفطر کے دن رمضان کے روزے رکھنے کے بعد اور اسی مہینے میں مسلمانوں کی عظیم کتاب قرآنِ مجید کے نزول کی ابتدا ہوئی جس کی خوشی میں مسلمان اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہیں۔ اور عید الاضحیٰ کے دن مسلمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع میں اپنے رب کے حضور قربانیاں پیش کرتے ہیں۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی اِلَی الْمُصَلّٰی فَاَوَّلُ شَیْءٍ یَبْدَأُ بِهِ الصَّلٰوةُ ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَیَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰی صُفُوْفِهِمْ فَیَعِظُهُمْ وَیُوْصِیْهِمْ وَیَاْمُرُهُمْ وَاِنْ کَانَ یُرِیْدُ اَنْ یَّقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهُ اَوْ یَاْمُرُ بِشَیْءٍ اَمَرَ بِهِ ثُمَّ یَنْصَرِفُ.(متفق علیه) 1-586

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِیْدَیْنِ غَیْرَ مَرَّةٍ وَّلَا مَرَّتَیْنِ بِغَیْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ. (مسلم) 2-587

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ وَعُمَرُ رضی اللہ عنہ یُصَلُّوْنَ الْعِیْدَیْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ.(متفق علیه)وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَشَهِدْتَّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِیْدَ قَالَ نَعَمْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰی ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ یَذْکُرْ اَذَانًا وَّلَا اِقَامَةً ثُمَّ

پہلی فصل

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ پڑھنے کے لئے نکلتے تو سب سے پہلے نمازِ عید پڑھتے پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے خطاب کرتے جبکہ لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے ہوتے آپ انہیں وعظ فرماتے، نصیحت کرتے احکامات جاری کرتے اگر کسی جگہ لشکر بھیجنا ہوتا تو اس کا اعلان کرتے، یا کسی کام کا حکم دینا چاہتے تو اس کا حکم دیتے پھر واپس پلٹتے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کئی عید کی نمازیں پڑھیں۔ آپ ﷺ دونوں عیدیں اذان اور اقامت کے بغیر پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تقریر سے پہلے نمازِ عیدین ادا فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کیا آپ نے رسولِ محترم ﷺ کے ساتھ کوئی نمازِ عید ادا کی ہے؟ ابن عباس فرماتے ہیں کیوں نہیں آپ ﷺ نمازِ عید کے لئے تشریف فرما ہوئے پہلے نماز پڑھی پھر تقریر فرمائی حضرت ابن عباس رضی

اَتَى النِّسَآءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَاَيْتُهُنَّ يَهْوِيْنَ اِلٰى اٰذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ يَدْفَعْنَ اِلٰى بِلَالٍ ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ اِلٰى بَيْتِهٖ.(متفق عليه)588-3

اللہ عنہما نے اذان اور تکبیر کا ذکر نہیں کیا۔ پھر آپ ﷺ عورتوں کے مجمع کی طرف آئے انہیں تبلیغ ونصیحت فرمائی اور صدقہ کرنے کا حکم دیا میں نے خواتین کو دیکھا کہ وہ اپنے کانوں اور گلے سے زیورات اتار کر جناب بلال ؓ کی طرف پھینک رہی تھیں اسکے بعد آپ ﷺ اور بلال ؓ اپنے گھر تشریف لے گئے۔(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى يَوْمَ الْفِطْرِ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهُمَا وَلَا بَعْدَهُمَا.(متفق عليه)589-4

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی محترم ﷺ نے عید الفطر میں دو رکعتیں نماز پڑھی۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد کوئی نفل ادا نہیں کئے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رضى الله عنها قَالَتْ اُمِرْنَا اَنْ نُّخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيْدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُّصَلَّاهُنَّ قَالَتِ امْرَاَةٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا.(متفق عليه)590-5

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ہمیں حیض والی اور جوان لڑکیوں کو عیدگاہ کی طرف جانے کا حکم دیا گیا وہ مسلمانوں کے اجتماع کے ساتھ ان کی دعا میں شامل ہوں تاہم حیض والی عورتیں نماز ادا کرنے کی جگہ سے دور رہیں۔ ایک عورت نے آپ ﷺ سے عرض کیا اگر کسی کے پاس بڑی چادر نہ ہو تو ارشاد ہوا کہ اس کے ساتھ والی اسے اپنی چادر سے پہنادے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ اَبَابَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِيْ اَيَّامِ مِنًى تُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ وَفِيْ رِوَايَةٍ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْاَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثَ وَالنَّبِيُّ ﷺ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهٖ فَانْتَهَرَ هُمَا اَبُوْ بَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ وَّجْهِهٖ فَقَالَ دَعْهُمَا يَا اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّهَا اَيَّامُ عِيْدٍ وَّفِيْ رِوَايَةٍ يَّا اَبَا بَكْرٍ اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَّهٰذَا عِيْدُنَا .(متفق عليه)591-6

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میرے والد ابو بکر صدیق ؓ ہمارے ہاں تشریف لائے اسوقت قربانی کے ایام میں دو بچیاں دف بجا رہیں تھیں۔ ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ ہیں کہ وہ بچیاں گیت گا رہی تھیں جو انصار نے جنگ بُعاث کے موقع پر پڑھے تھے جبکہ نبی محترم ﷺ چادر لپیٹے ہوئے استراحت فرما رہے تھے۔ حضرت ابوبکر ؓ نے ان بچیوں کو ڈانٹا آپ ﷺ نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹاتے ہوئے فرمایا ابوبکر ؓ انہیں مت ڈانٹیے کیونکہ یہ خوشی کے دن ہیں۔ دوسرے مقام پر یہ الفاظ پائے جاتے ہیں ابوبکر ؓ ہر قوم کے لئے خوشی کے مخصوص دن ہوتے ہیں اور یہ ہماری عید کا دن ہے(بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں رسول محترم ﷺ عید کے

لَايَغْدُوْ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَاْكُلَ تَمَرَاتٍ وَّيَاْكُلُهُنَّ وِتْرًا.(بخارى)592-7

لئے نکلنے سے پہلے تازہ کھجوریں نوش فرماتے جو طاق ہوتیں ایک، تین، پانچ، سات۔(بخاری)

عَنْ جَابِرٍ﷜ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ.(بخارى)593-8

حضرت جابر﷜ فرماتے ہیں نبیِ محترم ﷺ عید گاہ کی طرف جاتے ہوئے راستہ تبدیل فرماتے تھے۔(بخاری)

عَنِ الْبَرَآءِ﷜ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهٖ فِيْ يَوْمِنَا هٰذَا اَنْ نُّصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذَالِكَ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ نُّصَلِّيَ فَاِنَّمَا هُوَ شَاةُ لَحْمٍ عَجَّلَهُ لِاَهْلِهٖ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِيْ شَيْءٍ.(متفق عليه)594-9

حضرت براء﷜ بیان کرتے ہیں نبی محترم ﷺ نے عیدالاضحیٰ کے موقع پر خطاب میں ارشاد فرمایا آج کے دن ہمارا پہلا کام نمازِ عید ادا کرنا پھر پلٹ کر قربانی کرنا جس نے اس طرح کیا اس نے ہمارے طریقے کو اپنایا۔ جس نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کی بلاشبہ وہ عام جانور کا گوشت ہے جو ذبح کرنے والے نے اپنے گھر والوں کے لئے پہلے ذبح کر دیا یہ قربانی ہرگز نہیں ہوگی۔(بخاری ومسلم)

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِيِّ﷜ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا اُخْرٰى وَمَنْ لَّمْ يَذْبَحْ حَتّٰى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ.(متفق عليه)595-10

حضرت جندب بن عبداللہ البجلی﷜ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا جس نے نمازِ عید سے پہلے جانور ذبح کیا اسے اور قربانی کرنا پڑے گی جو نمازِ عید کے بعد قربانی کرے اسے اللہ کے نام پر قربانی ذبح کرنی چاہئے۔(بخاری ومسلم)

عَنِ الْبَرَآءِ﷜ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَاِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهٗ وَاَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ.(متفق عليه)596-11

حضرت براء بن عازب﷜ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا جس نے نماز سے پہلے جانور ذبح کیا اس نے اپنے لئے ذبح کیا جو نماز کے بعد کرے گا اس کی قربانی درست اور مسلمانوں کے طریقے کے مطابق ہوگی(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰى.(بخارى)597-12

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید گاہ میں جانور ذبح کرتے یا اونٹ نحر کرتے۔(بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ رحمة الله عليه قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَا

حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس﷜ اور جابر بن عبداللہ﷜ کے

لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْاَضْحٰى ثُمَّ سَاَلْتُهٗ يَعْنِىْ عَطَآءَ بَعْدَ حِيْنٍ عَنْ ذَالِكَ فَاَخْبَرَنِىْ قَالَ اَخْبَرَنِىْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ اَنْ لَّا اَذَانَ لِلصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ حِيْنَ يَخْرُجُ الْاِمَامُ وَلَا بَعْدَ مَا يَخْرُجُ وَلَا اِقَامَةَ وَلَا نِدَآءَ وَلَا شَىْءَ وَلَا نِدَآءَ يَوْمَئِذٍ وَّلَا اِقَامَةَ.
(مسلم)598-13

حوالے سے بتایا وہ دونوں صحابہ فرماتے ہیں کہ عیدالفطر اور عید الاضحیٰ کے لئے اذان نہیں کہی جاتی تھی۔ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے کچھ مدت کے بعد حضرت عطار حمۃ اللہ علیہ سے پوچھا انہوں نے بتایا کہ مجھے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنھما نے بتایا کہ عید کے دن جب امام عیدگاہ کی طرف نکلے اور اس کے عیدگاہ میں پہنچنے کے بعد تکبیر اذان اور نماز عید کے لئے کوئی اعلان اور اقامت نہیں کہنی چاہیے۔(مسلم)

عَنْ اَبُوْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْاَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فَيَبْدَأُ بِالصَّلٰوةِ فَاِذَا صَلّٰى صَلٰوتَهٗ قَامَ فَاَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ جُلُوْسٌ فِىْ مُصَلَّاهُمْ فَاِنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ بِبَعْثٍ ذَكَرَهٗ لِلنَّاسِ اَوْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ بِغَيْرِ ذَالِكَ اَمَرَهُمْ بِهَا وَكَانَ يَقُوْلُ تَصَدَّقُوْا تَصَدَّقُوْا تَصَدَّقُوْا وَكَانَ اَكْثَرُ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَآءُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَلَمْ يَزَلْ كَذَالِكَ حَتّٰى كَانَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ فَخَرَجْتُ مُخَاصِرًا مَّرْوَانَ حَتّٰى اَتَيْنَا الْمُصَلّٰى فَاِذَا كَثِيْرُ بْنُ الصَّلْتِ قَدْ بَنٰى مِنْبَرًا مِّنْ طِيْنٍ وَلَبِنٍ فَاِذَا مَرْوَانُ يُنَازِعُنِىْ يَدَهٗ كَاَنَّهٗ يَجُرُّنِىْ نَحْوَ الْمِنْبَرِ وَاَنَا اَجُرُّهٗ نَحْوَ الصَّلٰوةِ فَلَمَّا رَاَيْتُ ذَالِكَ مِنْهُ قُلْتُ اَيْنَ الْاِبْتِدَآءُ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ لَا يَا اَبَاسَعِيْدٍ قَدْ تُرِكَ مَا تَعْلَمُ قُلْتُ كَلَّا وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَا تَاْتُوْنَ بِخَيْرٍ مِّمَّا اَعْلَمُ ثَلٰثَ مِرَارٍ ثُمَّ انْصَرَفَ.(مسلم)599-14

حضرت ابوسعید خدری ﷺ فرماتے ہیں رسول معظم ﷺ جب عیدین کے لئے عیدگاہ کی طرف جاتے تو پہلے نماز عید ادا کرتے نماز کے بعد لوگوں کی طرف چہرہ فرماتے جبکہ لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے ہوتے۔اگر کہیں مجاہدین کو بھیجنا ہوتا تو لوگوں سے اس کا ذکر کرتے یا کوئی اور کام ہوتا تو اس کے لیے لوگوں کو حکم فرماتے۔لوگوں کو بار بار صدقہ کرنے کی تلقین فرماتے اور عورتیں بھی خیرات کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔اس کے بعد واپس تشریف لاتے۔یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ مروان بن حکم آیا حضرت ابوسعید ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اور مروان اکٹھے عیدگاہ میں پہنچے کثیر بن صلت نے عیدگاہ میں گارے کے ساتھ اینٹوں کا منبر بنایا ہوا تھا۔مروان نے اپنا ہاتھ مجھ سے چھڑانے کی کوشش کی کیونکہ وہ منبر کی طرف جانا چاہتا تھا جبکہ میں اسے مصلّے کی طرف کھینچ رہا تھا اس صورت حال میں میں نے انہیں کہا نماز سے ابتداء کیوں نہیں کرتے۔مروان نے مجھے کہا اے ابو سعید ﷺ جو تم جانتے ہو اس کام کو چھوڑ دیا گیا ہے۔میں نے اسے تین دفعہ کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو میں جانتا ہوں اس سے بہتر تمہاری بات نہیں ہوسکتی بعد ازاں وہ منبر کی طرف چلا گیا۔(مسلم)

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوتی ہے کہ نمازِ عید سے پہلے کسی قسم کی تقریر یا عید کے لئے اعلان کرنا جائز نہیں اور عید سے پہلے تقریر اور عید گاہ میں منبر یا سٹیج استعمال کرنا رسول کریم ﷺ کے طریقے کے خلاف ہے۔ کتنا ہی بہتر اور افضل ہوتا کہ علمائے کرام رسول معظم ﷺ کی سنتِ مبارکہ کو اپناتے ہوئے نماز عید سے پہلے تقریر کرنے کی بجائے بعد میں تقریر کرتے۔ لیکن افسوس بعض علماء نے لوگوں کو یہ باور کرا رکھا کہ خطبہ اور تقریر میں فرق ہوتا ہے حالانکہ ان احادیث کی روشنی واضح ہے کہ رسول کریم ﷺ عید کے خطبے میں بھی وعظ و نصیحت جہاد کی تیاری اور دوسرے پیش آمدہ مسائل کے لئے لوگوں کو آمادہ و تیار فرماتے تھے۔ اسی کا نام خطبہ و تقریر ہے آج یہ علماء آپ ﷺ کی سنت پر چلنے کی بجائے خطبہ و تقریر کے خودساختہ فرق کے بہانے سے مروان کی جاری کردہ بدعت کو اپنائے ہوئے ہیں۔

(دیکھیے خلافت وملوکیت مولانا مودودیؒ)

خلاصۂ باب

۱۔ نمازعید کے بعد تقریر کرنا رسول کریم ﷺ کی سنت ہے۔

۲۔ نمازِعید کے لئے اذان اور تکبیر نہیں ہوتی۔

۳۔ عید گاہ میں امام کا منبر یا اونچی جگہ کھڑا ہونا سنت کی خلاف ورزی ہے۔

۴۔ عید گاہ میں آنے جانے کے لئے راستہ تبدیل اور تکبیرات کہنا سنت ہے۔

۵۔ نمازعید سے پہلے ذبح کیا ہوا جانور عام گوشت ہوگا۔ ایسے شخص کو قربانی دوبارہ کرنا پڑے گی۔

۶۔ نماز نہ پڑھنے کے باوجود عید گاہ میں مخصوص ایام والی عورتوں کو بھی جانا اور مسلمانوں کی اجتماعی دعا میں شامل ہونا چاہیے۔

بَابُ فِی الْاُضْحِیَّةِ

مسائل قربانی

قربانی کا لفظ قربان بروزن سلطان سے نکلا ہے عربی محاورات میں قربان ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے۔(احکام القرآن)

لیکن عرف عام میں دسویں ذوالحجہ کو بکرے دنبے گائے وغیرہ ذبح کرنے کا نام قربانی ہے۔

اگر آج ہم جذبۂ قربانی کے ساتھ زندگی کو ہم آہنگ کر لیں تو جس طرح سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے متبعین کو دنیا کی قیادت وسیادت کا تاج پہنایا گیا اسی طرح آج بھی ہمیں جہان بانی کے منصب پر فائز کیا جا سکتا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ اَنَسٍ ﷛ قَالَ ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ وَسَمّٰی وَكَبَّرَ قَالَ رَاَيْتُهٗ وَاضِعًا قَدَمَهٗ عَلٰی صِفَاحِهِمَا وَيَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ. (متفق علیہ) 1-600

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِكَبْشٍ اَقْرَنَ يَطَاُ فِیْ سَوَادٍ وَّيَبْرُكُ فِیْ سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِیْ سَوَادٍ فَاُتِیَ بِهٖ لِيُضَحِّیَ بِهٖ قَالَ يَا عَائِشَةُ هَلُمِّی الْمُدْيَةَ ثُمَّ قَالَ اشْحَذِيْهَا بِحَجَرٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ اَخَذَهَا وَاَخَذَ الْكَبْشَ فَاَضْجَعَهٗ ثُمَّ ذَبَحَهٗ ثُمَّ قَالَ (بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ) ثُمَّ ضَحّٰی بِهٖ. (مسلم) 2-601

عَنْ جَابِرٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّةً اِلَّا اَنْ يُّعْسَرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذَعَةً مِّنَ الضَّاْنِ. (مسلم) 3-602

پہلی فصل

حضرت انس ﷛ ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے دو ایسے مینڈھے قربانی کئے جو خاکستری رنگ اور سینگوں والے تھے۔ آپ نے ان کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے وقت بسم اللہ واللہ اکبر کہا۔ حضرت انس ﷛ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنا قدم ان کی گردنوں پر رکھ کر بسم اللہ اور تکبیر پڑھی تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے سینگوں والا مینڈھا جس کی ٹانگیں، پیٹ اور آنکھیں بھی سیاہ تھیں لانے کا حکم دیا۔ جب یہ جانور ذبح کے لیے لایا گیا تو آپ نے مجھے چھری لانے کے لئے فرمایا آپ نے فرمایا پتھر پر چھری تیز کرو میں نے ایسا ہی کیا آپ نے چھری پکڑی اور مینڈھے کو لٹا کر ذبح کرتے ہوئے بسم اللہ اور یہ الفاظ ادا کئے۔ الٰہی محمد، آل محمد اور محمد کی امت کی طرف سے قبول فرما۔ (مسلم)

حضرت جابر ﷛ کہتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا مسنہ کی قربانی کیا کرو۔ کہ اگر اس کا ملنا مشکل ہو جائے تو ایسی صورت میں بھیڑ کا کھیرا چھترا ذبح کرو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَعْطَاهُ غَنَمًا يُقْسِمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهٖ ضَحَايَا فَبَقِيَ عَتُوْدٌ فَذَكَرَهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ضَحِّ بِهٖ اَنْتَ وَفِيْ رِوَايَةٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَابَنِيْ جَذَعٌ قَالَ ضَحِّ بِهٖ .(متفق عليه)603-4

حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنے دوستوں میں تقسیم کرنے کے لئے بکریاں عنایت فرمائیں ان میں ایک سالہ بکری کا بچہ باقی رہ گیا میں نے رسولِ محترم ﷺ کو جب اس کے متعلق بتلایا تو آپ نے فرمایا اس کی قربانی کردے۔ایک روایت میں اس طرح ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے حصّہ میں ایک سالہ بچہ آیا ہے حکم ہوا کہ اس کی قربانی کیجئے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

اس روایت میں دوسری سند کے ساتھ یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ یہ صرف تجھے اجازت ہے تیرے بعد کسی اور کو اجازت نہ ہوگی۔(فتح الباری) البتہ قربانی نہ ملنے کی صورت میں بکری کے بجائے بھیڑ کا ایک سالہ بچہ ذبح کرنا جائز ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰى. (بخاری)604-5

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ عیدگاہ میں قربانی کرتے اور اونٹ کو نحر کیا کرتے تھے۔(بخاری)

عَنْ جَابِرٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْجَزُوْرُ عَنْ سَبْعَةٍ (مسلم)605-6

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا گائے اور اونٹ کی قربانی سات آدمیوں کی جانب سے ہو سکتی ہے۔(مسلم)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَاَرَادَ بَعْضُكُمْ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعْرِهٖ وَبَشَرِهٖ شَيْئًا وَّفِيْ رِوَايَةٍ فَلَا يَاْخُذَنَّ شَعْرًا وَّلَا يَقْلِمَنَّ ظُفُرًا وَّفِيْ رِوَايَةٍ مَّنْ رَّاٰى هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَاَرَادَ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَاْخُذْ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ.(مسلم)606-7

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسولِ محترم ﷺ کا ارشاد ہے جب ذی الحجہ کے دس دن شروع ہوجائیں اور تم میں جو شخص قربانی کرنا چاہتا وہ اپنے بال وغیرہ نہیں کاٹے ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ نہ بال کاٹے اور نہ ناخن، اور ایک روایت میں اس طرح بھی آیا ہے جو ذی الحجہ کا چاند دیکھے اور قربانی کرنا چاہتا ہو۔ اسے اپنے بال اور ناخن نہیں کاٹنا چاہئے۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ اَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْهِنَّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ الْعَشْرِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان دس دنوں میں عمل کرنا کسی دن سے بھی زیادہ محبوب نہیں۔آپ سے عرض کیا گیا کیا

قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذَالِکَ بِشَیْءٍ.(بخاری) 8-607

جہاد فی سبیل اللہ سے بھی؟ فرمایا جہاد فی سبیل اللہ بھی اس سے افضل نہیں۔اس مجاہد کے علاوہ جس نے اپنی جان اور مال قربان کردیا اور وہ کسی چیز کے ساتھ واپس نہیں پلٹا۔(بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ شَهِدْتُّ الْاَضْحٰی يَوْمَ النَّحْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَعْدُ اَنْ صَلّٰی وَفَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ يَرٰی لَحْمَ اَضَاحِيَ قَدْ ذُبِحَتْ قَبْلَ اَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ فَقَالَ مَنْ کَانَ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ اَوْنُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ مَکَانَهَا اُخْرٰی وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ صَلَّی النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ ذَبَحَ وَقَالَ مَنْ کَانَ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ اُخْرٰی مَکَانَهَا وَمَنْ لَّمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ.(متفق علیه) 9-608

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔آپ نماز پڑھنے سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ قربانی کا گوشت دیکھا جو نماز سے پہلے ذبح کی گئی تھی۔آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ جس نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کی ہے وہ دوسری قربانی کرے۔ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھی پھر خطاب فرمایا اور قربانی دی اس کے بعد فرمایا جس نے نماز سے پہلے جانور ذبح کیا ہے وہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے اور جس نے ابھی تک قربانی نہیں دی وہ بسم اللہ پڑھ کر قربان کرے۔(بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ ذبح کے وقت صرف یہ الفاظ کہنے چاہئیں۔بسم الله والله اكبر.

۲۔ چھری تیز اور جانور کو کم سے کم تکلیف دینی چاہیے۔

۳۔ قربانی کے جانور کی رقم جہاد یا کسی غریب کو صدقہ کرنے کے بجائے جانور ذبح کرنے میں زیادہ ثواب ہے۔

۴۔ قربانی نہ ملنے کی صورت میں بکری کی بجائے بھیڑ کا ایک سالہ بچہ ذبح کرنا جائز ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کو ذوالحجہ کے دس دنوں میں نیک عمل کرنا تمام دنوں سے زیادہ محبوب ہیں۔

۶۔ قربانی کرنے والے کو ذوالحجہ کے دس دنوں میں بال اور ناخن نہیں کاٹنے چاہیں۔

بَابُ الْعَتِيرَةِ

رجب میں جانور ذبح کرنا

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لاَ فَرَعَ وَلَا عَتِيرَةَ قَالَ وَالْفَرَعُ اَوَّلُ نِتَاجٍ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهُ لِطَوَاغِيْتِهِمْ وَالْعَتِيْرَةُ فِیْ رَجَبٍ. (متفق علیه)609-1

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بیان کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”فرع“ اور ”عتیرہ“ اسلام میں جائز نہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان الفاظ کی تشریح فرماتے ہیں کہ فرع جانور کے پہلے بچے کو کہتے ہیں جسے مشرک بتوں کے نام پر وقف کرکے ذبح کرتے تھے۔ عتیرہ وہ جانور ہے جسے ماہ رجب میں ذبح کرنے کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ صدقہ وخیرات کے لئے اپنی طرف سے مہینہ یا دن مقرر کرنا کہ اس میں زیادہ ثواب ہوگا جائز نہیں کیونکہ کسی دن یا گھڑی کو دوسرے اوقات سے مبارک ٹھہرانے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہی پہنچتا ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب کے مہینے میں خصوصی طور پر جانور ذبح کرنے کو خارج از اسلام قرار دیا ہے۔

ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کفار کے مقرر کردہ ایام میں پکائے ہوئے کھانے یا ذبح کیا ہوا جانور کا گوشت کھانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جائز نہیں سمجھتے تھے۔

بَابُ صَلٰوةِ الْخُسُوْفِ

سورج اور چاند گرہن کے وقت نماز پڑھنا

سورج اور چاند کے گرہن لگنے کے اسباب اور محرکات کوئی بھی ہوں سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشانات میں سے ہیں اور گرہن کے ذریعے ان کا بے نور ہونا رب کبریا کی کبریائی کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ جب چاہے نظام کائنات کو ساکت وجامد کر سکتا ہے۔صرف ''کن'' کہنے سے یہ نظام درہم برہم ہو جائے گا۔قیامت کے دن چاند' سورج اور ستارے اس طرح ہی بے نور ہو جائیں گے۔آپ ؐ اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اعتراف کرتے ہوئے طویل ترین نماز پڑھا کرتے تھے۔جس کا طریقہ یہ ہے

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَعَثَ مُنَادِيًا اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰی اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِیْ رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ قَالَتْ عَآئِشَةُ مَا رَكَعْتُ رُكُوْعًا قَطُّ وَلَا سَجَدْتُّ سُجُوْدًا قَطُّ كَانَ اَطْوَلَ مِنْهُ.(متفق عليه)610-1

وَعَنْهَا قَالَتْ جَهَرَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ صَلٰوةِ الْخُسُوْفِ بِقِرَآتِهٖ.(متفق عليه)611-2

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهٗ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا نَّحْوًا مِّنْ قِرَآءَةِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن ہوا۔آپ ﷺ نے نماز کے لئے ایک اعلان کرنے والے کو بھیجا' کہ نماز کے لئے اکٹھے ہو جاؤ پھر آگے بڑھ کر دو رکعت نماز میں چار رکوع اور چار سجدے کئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس سے لمبے رکوع اور سجدے کبھی نہیں کئے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی ذکر کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے گرہن کی نماز میں بلند آواز سے قرأت کی۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ کے دور میں سورج گرہن ہوا آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ نے گرہن کی نماز پڑھی جس میں سورۃ البقرہ کی تلاوت کے برابر قیام کیا، پھر لمبا رکوع کیا رکوع کے بعد طویل قیام کیا جو پہلے قیام سے کچھ کم تھا پھر رکوع کیا جو پہلے رکوع سے کچھ کم تھا۔اس کے بعد سیدھے کھڑے ہوئے اور سجدہ کیا اب دوسری رکعت کا قیام پہلی رکعت کے قیام سے

سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًاوَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيٰوتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذَالِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَاَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهٗ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَاَيْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ اَفْظَعَ وَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَآءَ فَقَالُوْا بِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيْلَ يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ.(متفق عليه)3-612

کچھ کم تھا۔ پھر طویل رکوع کیا جو پہلی رکعت کے رکوع سے کم تھا۔ پھر سیدھے ہو کر سجدے میں گئے جب آپ فارغ ہوئے تو سورج واضح ہو چکا تھا۔ ارشاد فرمایا سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں انہیں کسی کی موت و پیدائش پر گرہن نہیں لگتا لہذا جب تم ایسی صورت دیکھو تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرو عرض کیا گیا یارسول اللہ! ہم نے دیکھا کہ آپ اپنی جگہ سے بڑھ کر کسی چیز کو پکڑ رہے تھے۔ پھر ہم نے دیکھا آپ پیچھے ہٹ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک میں نے جنت کا مشاہدہ کیا اور میں نے اس سے ایک خوشہ پکڑنے کی کوشش کی اگر میں اسے حاصل کر لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس سے کھاتے رہتے۔ پھر میں نے جہنم کو دیکھا اس جیسا خوفناک منظر میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ میں نے جہنم میں عورتوں کو زیادہ پایا۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول! ایسا کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان کی ناشکری کی وجہ سے۔ عرض کیا گیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ؟ فرمایا خاوند وں کی نافرمانی اور احسان فراموشی کی وجہ سے۔ بعض بیویوں پر زندگی بھر احسان کرتے رہو اس کے باوجود تھوڑی سی کمی پر وہ کہتی ہے کہ میں نے کبھی تجھ سے خیر نہیں پائی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّقَالَتْ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدِ انْجَلَتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيٰوتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذَالِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ وَكَبِّرُوْا وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرح ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی بیان کرتی ہیں پھر آپ ﷺ نے لمبے سجدے کئے جب آپ فارغ ہوئے تو سورج مکمل طور پر صاف ہو چکا تھا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی قدرتوں میں سے اس کی قدرت کے دو کرشمے ہیں۔ یہ کسی کی زندگی و موت کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے۔ جب تم ایسے پاؤ تو اللہ تعالیٰ سے

ثُمَّ قَالَ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَاللّٰهِ مَا مِنْ اَحَدٍ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ اَنْ يَّزْنِيَ عَبْدُهٗ اَوْ تَزْنِيَ اَمَتُهٗ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا. (متفق عليه) 4-613

دعا کرو، تکبیرات کہو، نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔ فرمایا اے امّت محمدیہ! اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں۔ اسے غیرت آتی ہے کہ کوئی اس کا بندہ یا عورت زنا کرے۔ اللہ کی قسم اے میری امّت کے لوگو! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تمہیں علم ہو جائے تم کم ہنسو اور اکثر روتے رہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى ؓ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَزِعًا يَّخْشٰى اَنْ تَكُوْنَ السَّاعَةُ فَاَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى بِاَطْوَلِ قِيَامٍ وَّرُكُوْعٍ وَّسُجُوْدٍ مَّا رَاَيْتُهٗ قَطُّ يَفْعَلُهٗ وَقَالَ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ الَّتِيْ يُرْسِلُ اللّٰهُ لَا تَكُوْنُ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيٰوتِهٖ وَلٰكِنْ يُّخَوِّفُ اللّٰهُ بِهَا عِبَادَهٗ فَاِذَا رَاَيْتُمْ شَيْئًا مِّنْ ذَالِكَ فَافْزَعُوْا اِلٰى ذِكْرِهٖ وَدُعَآئِهٖ وَاسْتِغْفَارِهٖ (متفق عليه) 5-614

حضرت ابوموسیٰ ؓ بیان کرتے ہیں سورج گرہن ہوا۔ آپ ﷺ نے محسوس کیا کہ شاید قیامت برپا ہو گئی اس لیے آپ ﷺ گھبراہٹ کے عالم میں اٹھ کر مسجد کی طرف آئے۔ آپ ﷺ نے اس قدر طویل قیام رکوع اور سجدوں کے ساتھ نماز پڑھائی میں نے اس سے پہلے آپ ﷺ کو اس قدر طویل نماز پڑھاتے ہوئے نہیں دیکھا اور فرمایا یہ اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی شخص کے مرنے یا پیدا ہونے کی وجہ سے نازل نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ جب تم ایسی صورت حال دیکھو تو اللہ تعالیٰ کو گڑگڑاتے ہوئے یاد کرو اور اس کے حضور دعائیں اور استغفار کرو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ اِبْرٰهِيْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ بِاَرْبَعِ سَجَدَاتٍ. (مسلم) 6-615

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ کے زمانے میں سورج اس وقت گرہن ہوا جس دن آپ ﷺ کا بیٹا ابراہیم فوت ہوا آپ ﷺ نے دو رکعتیں چھ رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ پڑھائیں۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فِيْ اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَّعَنْ عَلِيٍّ مِّثْلُ ذَالِكَ. (مسلم) 7-616

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے سورج گرہن کے موقع پر آٹھ رکوع اور چار سجدوں کے ساتھ پڑھائے۔ حضرت علی ؓ نے بھی ایسے ہی حدیث بیان فرمائی ہے۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ كُنْتُ

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرۃ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول

اَرْتَمِیْ بِاَسْهُمٍ لِیْ بِالْمَدِیْنَةِ فِیْ حَیَاةِ رَسُوْلِ اللّٰـهِ ﷺ اِذْ کَسَفَتِ الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهَا فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرَنَّ اِلٰی مَا حَدَثَ لِرَسُوْلِ اللّٰـهِ ﷺ فِیْ کُسُوْفِ الشَّمْسِ قَالَ فَاَتَیْتُهٗ وَهُوَ قَائِمٌ فِی الصَّلٰوةِ رَافِعٌ یَدَیْهِ فَجَعَلَ یُسَبِّحُ وَیُهَلِّلُ وَیُکَبِّرُ وَیُحَمِّدُ وَیَدْعُوْ حَتّٰی حُسِرَ عَنْهَا فَلَمَّا حُسِرَ عَنْهَا قَرَءَ سُوْرَتَیْنِ وَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 8-617

اللہ ﷺ کی زندگی میں مدینہ منورہ میں تیراندازی کر رہا تھا کہ اچانک سورج گرہن ہو گیا میں نے تیروں کو رکھا اور میں نے سوچا کہ اللہ کی قسم! میں دیکھتا ہوں کہ سورج کے گرہن ہونے کی صورت میں رسول اکرم ﷺ کیا کام کرتے ہیں ابن سمرة رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا آپ نماز میں کھڑے تھے آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا ہوا تھا اور آپ ﷺ سبحان اللہ لا الہ الا اللّٰـہ اللّٰـہ اکبر' الحمد للہ کہہ رہے تھے اور دعائیں مانگ رہے تھے حتیٰ کہ گرہن دور ہو گیا جب گرہن دور ہوا تو آپ ﷺ نے دو رکعت نماز ادا کی ان میں دو سورتیں تلاوت کیں (مسلم)

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَقَدْ اَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ بِالْعِتَاقَةِ فِیْ کُسُوْفِ الشَّمْسِ (رواه البخاری) 9-618

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں سورج گرہن کے وقت آپ نے غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ (بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ چاند اور سورج کسی شخص کی زندگی و موت کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے۔

۲۔ چاند اور سورج اللہ کی قدرت کے نشانات ہیں۔

۳۔ جب سورج گرہن ہو تو دعائیں' نماز' اللہ کا ذکر اور صدقہ کرنا چاہیے۔

بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ

استسقاء

صلوٰۃ استسقاء کا معنیٰ ہے بارش کے لئے نماز پڑھتے ہوئے دعا کرنا۔ یہ دعا غیر معمولی حالات میں مانگی جاتی ہے۔ اس لئے آپ ﷺ معمول سے ہٹ کر دعا کا انداز اختیار فرمایا کرتے تھے۔ ایک تو چادر اوڑھ کر کھلے میدان میں نکلتے اور دوسرا دعا شروع کرنے سے پہلے اپنی چادر کو الٹا کرتے۔ اور اس طرح ہی ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو الٹا رکھتے ہوئے بارش کی دعا کرتے۔ اور آپ ﷺ ہاتھوں کو معمول سے زیادہ بلند کیا کرتے تھے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ اِلَى الْمُصَلّٰى يَسْتَسْقِىْ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ فِيْهِمَا بِالْقِرَآءَةِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدْعُوْ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَحَوَّلَ رِدَآءَهٗ حِيْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ. (متفق عليه)619-1

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ لوگوں کے ساتھ نماز استسقاء کے لئے عید گاہ کی طرف نکلے آپ ﷺ نے دو رکعتیں نماز پڑھائی اور ان میں بلند آواز سے قرأت کی۔ قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے رہے۔ اور آپ نے اپنے اوپر اوڑھی ہوئی چادر کو بھی الٹا کر لیا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ ﷺ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِىْ شَىْءٍ مِّنْ دُعَآئِهٖ اِلَّا فِى الْاِسْتِسْقَاءِ فَاِنَّهٗ يَرْفَعُ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ. (متفق عليه)620-2

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ استسقاء کی دعا میں اس قدر ہاتھ اٹھاتے کہ عام دعا میں اس طرح ہاتھ نہیں اٹھایا کرتے تھے۔ اس قدر ہاتھ بلند کرتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ اسْتَسْقٰى فَاَشَارَ بِظَهْرِ كَفَّيْهِ اِلَى السَّمَآءِ. (مسلم)621-3

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ دعائے استسقاء کے لیے آسمان کی طرف اپنے ہاتھ الٹے کرتے تھے۔ یعنی ہتھیلیوں کا رخ اوپر کے بجائے نیچے کی طرف ہوتا تھا۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا رَاَى الْمَطَرَ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا. (بخاری)622-4

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں رسول کریم ﷺ بارش کے وقت یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ ”الٰہی! فائدہ مند بارش نازل فرما۔“ (بخاری)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ اَصَابَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَطَرٌ قَالَ فَحَسَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ثَوْبَهُ حَتّٰى اَصَابَهُ مِنَ الْمَطَرِ فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا قَالَ لِاَنَّهُ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِرَبِّهٖ. (مسلم) 5-623

حضرت انس ﷺ بیان فرماتے ہیں ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے بارش شروع ہوئی۔ آپ ﷺ نے بارش میں نہانے کے لئے جسم مبارک سے قمیض اتاردی ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے ایسے کیوں کیا ہے؟ فرمایا، یہ اپنے رب کی طرف سے ابھی ابھی نازل ہورہی ہے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ كَانَ اِذَا قُحِطُوْا اسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ. (بخاری) 6-624

حضرت انس ﷺ ہی بیان کرتے ہیں کہ قحط سالی میں حضرت عمر بن خطاب ﷺ نے بارش مانگنے کے لیے حضرت عباس بن عبدالمطلب ﷺ کو ساتھ لے جاکر دعا کی ''الٰہی! ہم تیرے حضور اپنے نبی کے ذریعے بارش کے طلبگار رہا کرتے تھے تو تُو ہمیں بارش عطا فرمایا کرتا تھا۔ اب ہم تیرے حضور اپنے نبی کے چچا کے ذریعے بارش طلب کرتے ہیں۔ ہم پر رحمت کی برکھا نازل فرما۔ حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ اس طرح بارش ہوجایا کرتی تھی۔ (بخاری)

فہم الحدیث

امیرالمؤمنین حضرت عمر ﷺ کا دعا کے لئے نبی معظم ﷺ کے چچا حضرت عباس ﷺ کو وسیلہ کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنا عقیدۂ توحید کے منافی نہیں۔ کیونکہ زندہ لوگوں سے دعا یا کسی کام میں تعاون حاصل کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ حضرت عباس ﷺ کو اللہ کے حضور دعا کے لئے ساتھ لے جانا یہ سرور گرامی ﷺ کے ساتھ ان کے رشتے کا احترام اور نبی محترم ﷺ کے ساتھ بے پناہ محبت کا مظہر اور حضرت عمر ﷺ کی انتہا درجے کی عاجزی تھی۔ حالانکہ فضیلت و مرتبت کے لحاظ سے حضرت عمر ﷺ عشرہ مبشرہ میں ہیں اور پوری امت میں ان کا دوسرا درجہ ہے۔ اوراس کے ساتھ وہ مسلمانوں کے خلیفہ تھے حضرت عباس ﷺ کا نام عشرہ مبشرہ میں شامل نہیں۔ یاد رہے مدفون حضرات کا اللہ تعالیٰ کے حضور وسیلہ پیش کرنا، قرآن وسنت کے منافی ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے میری کتاب انبیاء کا طریقہ دعا)

بَابُ فِی الرِّیَاحِ

طوفان بادو باراں کے وقت

قرآنِ مجید میں پہلی اقوام کے عروج وزوال اور تباہی و بربادی کے تذکرے موجود ہیں۔قومِ ثمود کونیست ونمود کرنے کے لئے سات راتیں اور آٹھ دن ایسی آندھی چلی کہ ان کی شکلیں مسخ اور پھیپھڑے چھلنی ہو گئے اور آندھیوں نے ان کے مکانات کو تہہ و بالا کر دیا اور لوگوں کو پٹک پٹک مارا کہ ان کا وجود ہی ختم ہو گیا۔اس بنا پر جب زوردار بارش اور تیز آندھی چلتی تو آپ ﷺ فکر مند ہوتے اور دعائیں کرتے۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَاُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ. (متفق علیه)625-1

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا مجھے مشرق کی جانب سے آنے والی ہوا کے ساتھ مدد دی جاتی ہے۔اور قوم عاد کو مغرب کی طرف سے چلنے والی آندھیوں سے تباہ کیا گیا تھا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَاحِكًا حَتّٰی اَرٰی مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا كَانَ یَتَبَسَّمُ فَكَانَ اِذَا رَاٰی غَیْمًا اَوْ رِیْحًا عُرِفَ فِیْ وَجْهِهٖ. (متفق علیه)626-2

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول محترم ﷺ کو کبھی کھل کھلا کر ہنستے نہیں دیکھا۔بلکہ آپ ﷺ اکثر مسکرایا کرتے تھے۔آندھی یا بارش کے وقت آپ کے چہرے پر اثرات پہچانے جاتے تھے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا عَصَفَتِ الرِّیْحُ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَهَا وَخَیْرَ مَا فِیْهَا وَ خَیْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاِذَا تَخَیَّلَتِ السَّمَآءُ تَغَیَّرَ لَوْنُهٗ وَخَرَجَ وَدَخَلَ وَاَقْبَلَ وَاَدْبَرَ فَاِذَا مَطَرَتْ سُرِّیَ عَنْهُ فَعَرَفَتْ ذَالِكَ عَآئِشَةُ فَسَاَلَتْهُ فَقَالَ لَعَلَّهٗ یَا عَائِشَةُ كَمَا قَالَ قَوْمُ عَادٍ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا وَفِیْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان فرماتی ہیں جب تیز آندھی چلتی تو آپ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے۔"الٰہی! میں تجھ سے بہتر ہوائیں اور اس میں خیر اور جس وجہ سے اسے چلایا گیا ہے اس خیر کا طلب گار ہوں الٰہی! نقصان دہ آندھی یا اس کی وجہ سے ہونے والے نقصان اور جس کے لئے اسے چلنے کا حکم دیا گیا ہے۔اس کے نقصان سے تیری حفاظت چاہتا ہوں جب آسمان پر بادل چھا جاتے تو آپ کا رنگ گھبراہٹ کی وجہ سے بدل جاتا۔کبھی کمرے کے اندر داخل ہوتے اور پھر باہر تشریف لے جاتے اسی طرح آتے جاتے

رِوَايَةٍ يَقُولُ اِذَا رَاَى الْمَطَرَ رَحْمَةٌ. (متفق عليه) 3-627

جونہی بارش شروع ہوتی آپ کا چہرہ کھل جایا کرتا تھا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فوراً آپ کو پہچان لیتی۔ اور آپ کی یہ حالت دیکھ کر آپ ﷺ سے استفسار کرتیں تو آپ ﷺ فرماتے شاید یہ اس طرح کی چیز ہو جیسا قوم عاد نے کہا ”جب انہوں نے اپنی وادیوں کی طرف بادلوں کو آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے یہ بارش برسانے والے بادل ہیں دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ جب بارش دیکھتے تو آپ ﷺ یہ دعا کرتے۔ خدایا یہ رحمت کی بارش ہو۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ ثُمَّ قَرَاَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ اَلْاٰيَةَ. (بخاری) 4-628

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا پانچ غیب کی چابیاں ہیں قیامت کا علم اللہ کے پاس ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ”بے شک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہی بارش نازل کرتا ہے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَتِ السَّنَةُ بِاَنْ لَّا تُمْطَرُوْا وَلٰكِنِ السَّنَةُ اَنْ تُمْطَرُوْا وَتُمْطَرُوْا وَلَا تُنْبِتُ الْاَرْضُ شَيْئًا. (مسلم) 5-629

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا بارشوں کا نہ ہونا قحط سالی نہیں قحط سالی تو یہ ہے کہ بارش تو ہو لیکن زمین میں فصل نہ اُگے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ کھل کھلا کر ہنسنے کی بجائے نبی گرامی ﷺ اکثر مسکرایا کرتے تھے۔

۲۔ سرورِ دو عالم ﷺ بادل دیکھ کر پریشان ہو جایا کرتے تھے۔

۳۔ قوم عاد کو مغرب کی طرف سے چلنے والی آندھیوں سے نیست ونابود کیا گیا۔

۴۔ حقیقی قحط سالی بارشیں ہونے کے باوجود فصلوں کا نہ ہونا۔

بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَثَوَابِ الْمَرَضِ

مریض کی بیمار پرسی اور بیماری کا ثواب

اسلام خیر خواہی اور باہمی تعاون و ہمدردی کا سبق دینے والا دین ہے اس لئے رسول معظم ﷺ نے خصوصی طور پر معاشرے کے کمزور طبقات کے ساتھ ہمدردی اور خیر خواہی کرنا اسلام کی بنیادی تعلیمات کا حصہ اور ان امور کو مسلمان کے بنیادی اور باہمی حقوق قرار دیا ہے مریض کی عیادت کے لئے جانے والے کو جنت کا راہی قرار دیا اور بھوکے کو کھلانے پلانے سے احتراز کرنے والے کے متعلق ارشاد ہوا کہ قیامت کے دن رب کریم اس کو اس طرح پوچھیں گے جیسا اس نے یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنے میں کوتاہی کی ہو۔

رسول اکرم ﷺ کا یہ طریقہ تھا کہ جوں ہی کسی حاجت مند کو دیکھتے تو اسکی ضرورت پوری کرنے کی کوشش فرماتے اور مریض کے ساتھ انتہائی ہمدردی کا اظہار کرتے اسے دم فرماتے اور بسا اوقات اس کے لئے دوائی تجویز فرماتے ہوئے پرہیز کا حکم دیتے اور فرمایا کرتے فکر نہ کرو تم صحت یاب اور گناہوں سے پاک ہو جاؤ گے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ. (بخاری) 1-630

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ. (متفق علیه) 2-631

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ قِيْلَ مَا هُنَّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ اِذَا لَقِيْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَاِذَا دَعَاكَ فَاَجِبْهُ وَاِذَا سْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ وَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ وَاِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ وَاِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ. (مسلم) 3-632

پہلی فصل

حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بھوکے کو کھانا کھلاؤ، بیمار کی عیادت کرو اور قیدی کو رہائی دلاؤ۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ ؓ رسول محترم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ (۱) سلام کا جواب دینا، (۲) بیمار کی عیادت کرنا، (۳) جنازہ میں شرکت کرنا، (۴) دعوت قبول کرنا، (۵) چھینک مارنے والے کو جواب دینا (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے بیان فرمایا مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کونسے؟ فرمایا (۱) جب تیری کسی مسلمان سے ملاقات ہو تو اس کو سلام کرے، (۲) جب کوئی کھانے کی دعوت دے تو اسے قبول کرے، (۳) جو نصیحت

وبھلائی چاہے تو اس کی خیرخواہی کرے، (۴) چھینک مارنے والا الحمدللہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہے، (۵) جب کوئی بیمار پڑے تو اس کی بیمار پرسی کرے اور (۶) جب کوئی وفات پا جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو۔ (مسلم)

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَمَرَنَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِسَبْعٍ وَّنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ اَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَنَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْحَرِيْرِ وَالْاِسْتَبْرَقِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْمِيْثَرَةِ الْحَمْرَآءِ وَالْقَسِيِّ وَاٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ فَاِنَّهُ مَنْ شَرِبَ فِيْهَا فِي الدُّنْيَا لَمْ يَشْرَبْ فِيْهَا فِي الْاٰخِرَةِ. (متفق علیه) 4-633

براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات کام کرنے کا حکم دیا اور سات کاموں سے منع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ (۱) مریض کی عیادت کریں (۲) جنازہ کے ساتھ جائیں (۳) چھینک مارنے والے کی چھینک کا (اگر وہ الحمدللہ کہے) جواب دیں (۴) سلام کا جواب دیں (۵) دعوت دینے والے کی دعوت قبول کریں (۶) قسم اٹھانے والے کو سچا جانیں اور (۷) مظلوم کی مدد کریں، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (۱) سونے کی انگوٹھی (۲) ریشم (۳) استبرق (۴) دیباج (۵) سرخ گدوں (۶) قس (علاقے) کے بنے ہوئے کپڑوں کے پہننے اور (۷) چاندی کے برتنوں سے منع فرمایا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کے برتن میں پینے سے منع فرمایا کہ جو شخص دنیا میں ان برتنوں میں پیے گا وہ آخرت میں ان میں پینے سے محروم رہے گا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِيْ خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ. (مسلم) 5-634

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذکر کرتے ہیں کہ جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس لوٹنے تک گویا کہ جنت کے پھل کھا رہا ہوتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِيْ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اَعُوْدُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِيْ فُلَانًا مَّرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ عُدْتَّهُ لَوَجَدْتَّنِيْ عِنْدَهُ يَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِيْ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اُطْعِمُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اَمَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ اے آدم کے بیٹے! میں بیمار پڑا تو تُو نے میری بیمار پرسی نہ کی۔ بندہ عرض کرے گا۔ میرے پروردگار میں آپ کی بیمار پرسی کیسے کرتا؟ کیونکہ تو ہی تو رب العالمین ہے! اس پر اللہ فرمائے گا۔ تو نہیں جانتا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تو نے اس کی بیمار پرسی نہ کی۔ اگر تو اس کی بیمار پرسی کے لیے آتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا لیکن تو نے

عَلِمْتَ اَنَّهُ اسْتَطْعَمَکَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ اَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَّ ذَالِکَ عِنْدِیْ یَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَسْقَیْتُکَ فَلَمْ تَسْقِنِیْ قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اَسْقِیْکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اسْتَسْقَاکَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهٖ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ سَقَیْتَهُ وَجَدْتَّ ذَالِکَ عِنْدِیْ.(مسلم)635-6

مجھے کھانا نہ کھلایا؟ بندہ جواب دے گا، اے میرے رب! میں تجھے کھانا کیسے کھلاتا تو تو جہانوں کو رزق دینا والا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھے معلوم نہیں میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تو نے اس کو کھلانے سے انکار کر دیا تھا۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو اس کا بدلہ میرے پاس پاتا۔ آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا لیکن تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ وہ عرض کرے گا، اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا جب کہ تو تو جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے فلاں بندہ نے تجھ سے پانی مانگا تھا لیکن تو نے اسے پانی نہیں پلایا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو نے اس کو پانی پلایا ہوتا تو آج میرے پاس تو اپنے لئے مشروبات کا اہتمام پاتا۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ عَلٰی اَعْرَابِیٍّ یَّعُوْدُهٗ وَکَانَ اِذَا دَخَلَ عَلٰی مَرِیْضٍ یَّعُوْدُهٗ قَالَ لَا بَاسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَقَالَ لَهٗ لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْشَاءَ اللّٰهُ قَالَ کَلَّا بَلْ حُمّٰی تَفُوْرُ عَلٰی شَیْخٍ کَبِیْرٍ تُزِیْرُهُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ فَنَعَمْ اِذَنْ.(بخاری)636-7

* حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ ایک دیہاتی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ رسول کریم ﷺ جب کسی کی عیادت کرتے تو یہ فرمایا کرتے تھے۔ لَابَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فکر نہ کریں اللہ کو منظور ہوا تو' تو پاک ہو جائے گا۔ آپ ﷺ نے یہی الفاظ کہے، لَابَاسَ طَهُوراً اِنْ' شاء الله، لیکن وہ کہنے لگا، ہرگز نہیں بوڑھا آدمی بخار سے تپ رہا ہے۔ جو اسے قبر میں لے جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہوگا۔(بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اشْتَکٰی مِنَّا اِنْسَانٌ مَسَحَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ثُمَّ قَالَ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآءُ کَ شِفَآءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا.(متفق علیه)637-8

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کبھی ہم سے کوئی شخص کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا تو نبی رحمت ﷺ اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے ہوئے دم کرتے، اے انسانوں کے پروردگار! بیماری کو ختم کر دے۔ شفا عطا فرما تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں۔ تیری شفا کے علاوہ کسی کے پاس شفا نہیں۔ ایسی شفا عطا فرما کہ بیماری کے اثرات بھی ختم ہو جائیں۔(بخاری ومسلم)

وَعَنهَا قَالَتْ اِذَا اشْتَكىٰ الْاِنسَانُ الشَّيَ مِنْهُ اَوْ كَانَتْ بِهٖ قَرْحَةٌ اَوْ جُرْحٌ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِاِصْبَعِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا لِيُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا.(متفق عليه)9-638

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب کسی شخص کو کہیں درد، پھوڑا یا زخم ہوتا تو نبی کریم ﷺ اس جگہ اپنی انگلی رکھتے اور یہ دعا مانگتے اللہ کے نام کی برکت سے ہماری تھوک کے ساتھ ملی ہوئی ہماری زمین کی مٹی کے ذریعے ہمارے رب کے حکم سے ہمارے بیمار کو شفا نصیب ہو جائے۔(بخاری و مسلم)

وَ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا شْتَكىٰ نَفَثَ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهٖ فَلَمَّا اشْتَكىٰ وَ جَعُهُ الَّذِىْ تُوُفِّىَ فِيْهِ،كُنْتُ اَنْفُثُ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِىْ كَانَ يَنْفُثُ وَ اَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ ﷺ (متفق عليه) وَفِىْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَتْ كَانَ اِذَا مَرِضَ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ نَفَثَ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ 10-639

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ جب کبھی نبی رحمت ﷺ بیمار پڑتے تو معوّذات (الاخلاص، الفلق، سورۃ الناس) اپنے ہاتھوں پر پھونک کر اپنے سارے جسم پر پھیرتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ جب آپ ﷺ مرض الوفات میں مبتلا ہوئے تو میں آپ ﷺ کے ہاتھوں پر پھونکتی پھر آپ ﷺ کے ہاتھوں کو جسم پر پھیراتی۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے گھر والوں میں سے کوئی بیمار ہو جاتا تو معوذات پڑھ کر اس پر دم فرماتے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِى الْعَاصِ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ شَكٰى اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَجَعًا يَّجِدُهٗ فِىْ جَسَدِهٖ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِىْ يَاْلَمُ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ ثَلٰثًا وَّقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ قَالَ فَفَعَلْتُ فَاَذْهَبَ اللّٰهُ مَا كَانَ بِىْ.(مسلم) 11-640

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ سے اپنے جسم میں درد کی شکایت کی آپ ﷺ نے اسے فرمایا اپنا ہاتھ درد والی جگہ پر رکھو اور تین بار بسم اللہ اور سات مرتبہ یہ پڑھو "اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَآ اَجِدُ وَاُحَاذِرُ" (اللہ تعالیٰ کی عزت اور قدرت کی برکت سے میں اس درد کی تکلیف اور اسکے مزید بڑھنے سے پناہ طلب کرتا ہوں) جب میں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے درد کو رفع فرمایا۔(مسلم)

عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ جِبْرَئِيْلَ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اشْتَكَيْتَ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں جبریل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ وہ پوچھتے ہیں کیا آپ کی طبیعت خراب ہے آپ نے فرمایا "ہاں"۔

يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنِ حَاسِدٍاللّٰهُ يَشْفِيكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيكَ.(مسلم) 641-12

اس پر انہوں نے دم کیا۔ "میں آپ کو ہر اذیت دینے والی چیز، ہر نفس کے شر یا حسد کرنے والی آنکھ کی برائی سے اللہ تعالیٰ کے نامِ نامی سے دم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عطا فرمائے۔ میں اللہ تعالیٰ کے مبارک نام سے آپ کو دم کرتا ہوں۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ اُعِيْذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ وَّيَقُوْلُ اِنَّ اَبَاكُمَا كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 642-13

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ سے دم کرتے۔ "ہر شیطان، کیڑے مکوڑوں اور ہر تکلیف دینے والی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کے پاک کلمات کی مدد سے اس کی پناہ میں دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ تمہارے باپ ابراہیم ان کلمات کے ذریعے حضرت اسماعیل علیہ السلام و اسحٰق علیہ السلام کو دم کیا کرتے تھے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّصِبْ مِنْهُ.(بخاری) 643-14

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (بخاری)

وَعَنْهُ وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا يُصِيْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَّصَبٍ وَّلَا وَصَبٍ وَّلَا هَمٍّ وَّلَا حُزْنٍ وَّلَا اَذًى وَّلَا غَمٍّ حَتّٰى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ.(متفق عليه) 644-15

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بیان کرتے ہیں کوئی بھی مسلمان کسی طرح کی تھکاوٹ، درد، فکر، غم، تکلیف اور پریشانی میں مبتلا ہو یہاں تک کہ اس کو کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُوْعَكُ فَمَسَسْتُهُ بِيَدِىْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَجَلْ اِنِّىْ اُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قَالَ فَقُلْتُ ذَالِكَ لِاَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ فَقَالَ اَجَلْ ثُمَّ قَالَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ کو بخار تھا میں نے آپ ﷺ کے جسم کو اپنے ہاتھ سے چھوا تو عرض کیا اللہ کے رسول آپ کو شدید بخار ہے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا ہاں! جب مجھے بخار ہوتا ہے تو لوگوں کے دو آدمیوں کے برابر ہوا کرتا ہے۔ اس پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ اَذًى مِّنْ مَّرَضٍ فَمَا سِوَاهُ اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ بِهٖ سَيِّئَاتِهٖ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا.(متفق عليه)16-645

نے عرض کیا پھر تو آپ ﷺ کو دگنا اجر ملتا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا بالکل ایسا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس مسلمان کو کسی بیماری یا کسی اور تکلیف میں مبتلا کرتا ہے تو اس کے ذریعے اس کے گناہ اس طرح جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا الْوَجَعُ عَلَيْهِ اَشَدُّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ .(متفق عليه)17-646

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے زیادہ درد و تکلیف میں مبتلا کسی اور کو نہیں دیکھا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ مَاتَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ حَاقِنَتِيْ وَذَاقِنَتِيْ فَلَا اَكْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِاَحَدٍ اَبَدًا بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ.(بخاری)18-647

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میری گود میں ہوئی۔ آپ ﷺ کی نزع کی تکلیف دیکھنے کے بعد میں کسی کی نزع کی سختی کو زیادہ نہیں سمجھتی۔ (بخاری)

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تُفَيِّئُهَا الرِّيْحُ تَصْرَعُهَا مَرَّةً وَتَعْدِلُهَا اُخْرٰى حَتّٰى يَاْتِيَهُ اَجَلُهُ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الْاَرْزَةِ الْمُجْذِيَةِ الَّتِيْ لَا يُصِيبُهَا شَيْءٌ حَتّٰى يَكُوْنَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً وَّاحِدَةً.(متفق عليه)19-648

حضرت کعب بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مومن کی مثال نرم و نازک کھیتی کی سی ہے جس سے ہوائیں اٹھکیلیاں کرتی رہتی ہیں۔ کبھی اس کو نیچے کرتی ہیں اور کبھی اوپر اٹھاتی ہیں یہاں تک کہ اس کا آخری وقت آ پہنچتا ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے جو زمین میں سیدھا گڑھا ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کو آندھی ایک ہی جھٹکے کیساتھ جڑ سے اکھاڑ پھینکتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الزَّرْعِ لَا تَزَالُ الرِّيْحُ تُمِيْلُهُ وَلَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصِيبُهُ الْبَلَاءُ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ شَجَرَةِ الْاَرْزَةِ لَا تَهْتَزُّ حَتّٰى تُسْتَحْصَدَ.(متفق عليه)20-649

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اعظم ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی مثال کھیتی کی سی ہے۔ اس کو ہوائیں تھپیڑے مارتی رہتی ہیں گویا کہ مومن کو آزمائشیں پہنچتی رہتی ہیں، مومن کے بالمقابل منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی ہے۔ وہ سیدھا تنا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے کاٹ دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى

حضرت جابر ؓ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ ایک دفعہ ام سائب

أُمِّ السَّائِبِ فَقَالَ مَالَكِ تُزَفْزِفِيْنَ قَالَتِ الْحُمّٰى لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْهَا فَقَالَ لَا تَسُبِّي الْحُمّٰى فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِيْ اٰدَمَ كَمَا يُذْهِبُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ.(مسلم)21-650

رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے۔ وہ بخار سے کانپ رہی تھی۔ آپ ﷺ نے وجہ دریافت فرمائی۔ اس نے کہا بخار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو برباد کرے۔ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا بخار کو برا مت کہو کیونکہ یہ لوگوں کے گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کی کثافت دور کر دیتی ہے۔(مسلم)

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ اَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهٗ بِمِثْلِ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيْمًا صَحِيْحًا.(بخاری)22-651

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ کا بندہ بیمار پڑتا ہے یا سفر کرتا ہے تو اس کے اعمال نامے میں وہ تمام نیک کام لکھ دیے جاتے ہیں جو وہ مقیم ہونے اور تندرستی کی حالت میں کیا کرتا تھا(بخاری)

عَنْ اَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الطَّاعُوْنُ شَهَادَةُ كُلِّ مُسْلِمٍ.(متفق عليه) 23-652

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ طاعون سے مسلمان کی موت شہادت ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الشُّهَدَآءُ خَمْسَةٌ اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِيْقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.(متفق عليه)24-653

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول محترم ﷺ کا یہ فرمان بیان کرتے ہیں شہید پانچ طرح کے ہیں (۱) طاعون (۲) پیٹ کی بیماری (۳) غرق ہونے اور (۴) کسی چیز کے نیچے دب کر مرنے نیز (۵) اللہ کی راہ میں مرنے والے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّهٗ عَذَابٌ يَّبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ وَاَنَّ اللّٰهَ جَعَلَهٗ رَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ لَيْسَ مِنْ اَحَدٍ يَّقَعُ الطَّاعُوْنَ فَيَمْكُثُ فِيْ بَلَدِهٖ صَابِرًا مُّحْتَسِبًا يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُهٗ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اِلَّا كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ شَهِيْدٍ.(بخاری)25-654

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول معظم ﷺ سے طاعون کے بارے میں دریافت فرمایا۔ نبی رحمت نے جواب دیا طاعون عذاب الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے۔ لیکن ایمان دار کے لئے اسکو رحمت بنا دیا ہے۔ طاعون پھیلنے کی صورت میں اگر کوئی شخص اس ایمان ویقین کے ساتھ کہ اسے وہی مصیبت پہنچ سکتی ہے جو اس کی تقدیر میں لکھی جا چکی ہے۔ صبر کے ساتھ ثواب کی نیت سے اسی شہر میں مقیم رہتا ہے تو اس کو شہید کا ثواب ملے گا۔(بخاری)

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الطَّاعُوْنُ رِجْزٌ اُرْسِلَ عَلٰى طَائِفَةٍ مِّنْ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ طاعون ایک عذاب ہے جس میں بنی

بَنِی اِسْرَآئِیْلَ اَوْ عَلٰی مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَیْهِ فَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَّاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ.(متفق علیه)655-26

اسرائیل کے ایک گروہ کو مبتلا کیا گیا یا تم سے پہلے لوگوں کو۔ اگر تم سنو کہ کسی علاقہ میں طاعون پھیلی ہوئی ہے تو وہاں مت جاؤ اور اگر اس علاقہ میں جہاں تم رہائش پذیر ہو طاعون پھیل جائے تو راہ فرار مت اختیار کرو۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اِذَا ابْتَلَیْتُ عَبْدِیْ بِحَبِیْبَتَیْهِ ثُمَّ صَبَرَ عَوَّضْتُهٗ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ یُرِیْدُ عَیْنَیْهِ.(بخاری)656-27

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندوں کو اس کی دو محبوب چیزوں کے بارے میں آزماؤں اگر وہ صبر کر لے تو میں اس کو ان کے عوض جنت عطا کروں گا ان دو چیزوں سے مراد بندے کی دو آنکھیں ہیں۔ (بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ غُلَامٌ یَّهُوْدِیٌّ یَخْدِمُ النَّبِیَّ ﷺ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِیُّ ﷺ یَعُوْدُهٗ فَقَعَدَ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَقَالَ لَهٗ اَسْلِمْ فَنَظَرَ اِلٰی اَبِیْهِ وَهُوَ عِنْدَهٗ فَقَالَ اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ فَاَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ وَهُوَ یَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ.(بخاری)657-28

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی اکرم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ وہ بیمار پڑ گیا رسول رحمت ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اس کے سر کے قریب ہوتے ہوئے فرمایا تم اسلام قبول کر لو۔ وہ اپنے باپ کی طرف متوجہ ہوا جو اس کے قریب ہی تھا۔ تو اس کے باپ نے کہا ''ابو القاسم'' کی بات مان لے۔ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ نبی اکرم ﷺ نکلے تو آپ ﷺ کی زبان مبارک پر یہ کلمات تھے سب تعریفیں اور شکرانے اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اس کو دوزخ کی آگ سے بچا لیا۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اِنَّ عَلِیًّا خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ وَجَعِهِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْهِ فَقَالَ النَّاسُ یَا اَبَا الْحَسَنِ کَیْفَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا.(بخاری)658-27

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی مرض وفات میں آپ ﷺ کے گھر سے نکلے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان سے پوچھا یا ابا الحسن رسول کریم ﷺ نے صبح کیسے کی؟ انہوں نے فرمایا الحمد للہ آپ بہتر ہیں۔ (بخاری)

عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لِیْ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَلَا اُرِیْکَ

حضرت عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں

امْرَاَةً مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ هٰذِهِ الْمَرْاَةُ السَّوْدَآءُ اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُصْرَعُ وَاِنِّیْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ فَقَالَ اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّعَافِيَكِ فَقَالَتْ اَصْبِرُ فَقَالَتْ اِنِّیْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ لَّا اَتَكَشَّفَ فَدَعَالَهَا.(متفق عليه)659-30

تجھے ایسی عورت نہ دکھاؤں جو جنتی ہے میں نے کہا کیوں نہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما نے فرمایا اس کالے رنگ کی عورت نے رسول اکرمؐ کے حضور آ کر یوں عرض پیش کی کہ مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میں بے پردہ ہو جاتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے میرے لئے دعا کریں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو صبر کرے تو تیرے لئے جنت ہے اور اگر تو چاہے تو میں اللہ تعالیٰ سے تیری صحت یابی کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اس نے کہا میں صبر کرتی ہوں اس نے مزید کہا کہ میرا ستر کھل جاتا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ میں برہنہ نہ ہوں۔ آپ ﷺ نے اس کے حق میں دعا فرمائی (بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ موت کی سختی گناہوں کا کفارہ بنتی ہے۔

۲۔ نزع کے وقت تکلیف کا زیادہ ہونا گناہ گار ہونے کی علامت نہیں۔

۳۔ مومن کو دنیا میں تکلیفیں آتی ہیں اور خدا کے اکثر نافرمان آسائشوں میں رہتے ہیں۔

۴۔ بیماری اور پریشانی سے مومن کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

۵۔ بیماری میں مومن کے معمولات کے مطابق نیکیاں مسلسل لکھی جاتی ہیں۔

۶۔ اچانک موت شہادت کا درجہ رکھتی ہے۔

۷۔ صبر کا پھل جنت ہے۔

۸۔ طاعون۔ پیٹ کی درد۔ ڈوبنے والا۔ گر کر مرنے والا اور جہاد میں مرنے والا شہید ہیں۔

بَابُ تَمَنِّی الْمَوْتِ وَذِكْرِهٖ

موت کی تمنّا اور اس کی یاد دہانی

زندگی اللہ تعالیٰ کا انعام اور عطیہ ہے اسکے ایک ایک لمحے کی قدر کرنی چاہیے اس میں نشیب وفراز اور دکھ سکھ آتے ہی رہتے ہیں۔ دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں گذرا جسے کبھی بھی کسی مشکل اور پریشانی سے واسطہ نہ پڑا ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ. ۴/۱۷آل عمران ۱۴۰

ان ایام کو ہم لوگوں کے درمیان بدلتے رہتے ہیں"۔

اس اصول کو ہمیشہ پیش نگاہ رکھنا چاہیے۔ آسانی کے وقت شکر اور پریشانی کے وقت صبر کی عادت اپنانی چاہیے کسی بیماری اور مشکل سے گھبرا کر موت کی تمنا کرنا بڑے نقصان کا سودا ہے اور ایسا کرنا صابروں کا شیوہ نہیں۔ زندگی ہوگی تو نیک کو مزید نیکیوں کا موقعہ ملے گا اور برا ہے تو شاید توبہ کی توفیق مل جائے۔ اس لئے زندگی قدرت کا عظیم تحفہ ہے۔ اس کی قدر کیجیے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَتَمَنّٰى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّزْدَادَ خَيْرًا وَاِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّسْتَعْتِبَ. (بخاری) 660-1

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی موت کی تمنا نہ کرے۔ کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو ہوسکتا ہے اسے مزید نیکیوں کی توفیق مل جائے اور اگر برا ہے تو ہوسکتا ہے کہ اللہ اس کو توبہ کی توفیق عنایت فرمائے۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَتَمَنّٰى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ وَلَا يَدْعُ بِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهٗ اِنَّهٗ اِذَا مَاتَ انْقَطَعَ اَمَلُهٗ وَاِنَّهٗ لَا يَزِيْدُ الْمُؤْمِنَ عُمْرُهٗ اِلَّا خَيْرًا. (مسلم) 661-2

حضرت ابو ہریرہ ﷺ رسول محترم ﷺ سے بیان کرتے ہیں تم میں سے کوئی نہ موت مانگے اور نہ موت آنے سے پہلے اس کی دعا کرے کیونکہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کی ساری امیدیں منقطع ہوجاتی ہیں۔ بلاشبہ مومن کی لمبی عمر سے اس کی نیکیوں میں ہی اضافہ ہوتا ہے (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَهٗ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ مَا كَانَتِ الْحَيٰوةُ خَيْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا كَانَتِ

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص کسی تکلیف کے سبب موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر ضروری ہو تو یہ دعا مانگے۔ "اے اللہ! مجھے زندہ رکھنا جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہو اور مجھے موت دیجئے

الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّیْ. (متفق علیه) 3-662

جب میرے لئے موت بہتر ہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَ هُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَ هُ فَقَالَتْ عَآئِشَةُ اَوْ بَعْضُ اَزْوَاجِهٖ اِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَيْسَ ذَالِكَ وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهٖ فَلَيْسَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا اَمَامَهُ فَاَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ وَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَاحَضَرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعُقُوْبَتِهٖ فَلَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَهَ اِلَيْهِ مِمَّا اَمَامَهُ فَكَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ وَ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ (متفق علیه) وَفِیْ رِوَايَةِ عَائِشَةَ وَ الْمَوْتُ قَبْلَ لِقَاءِ اللّٰهِ. 4-663

حضرت عبادہ بن صامت ﷺ رسول محترم ﷺ بیان کرتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات پسند نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یا کسی دوسری زوجہ محترمہ نے عرض کیا بلا شبہ ہم موت کو پسند نہیں کرتے۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ بات نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب مومن کی موت واقع ہونے لگتی ہے تو اس کو اللہ کی رضا اور اس کی جانب سے عزت واکرام کی بشارت دی جاتی ہے مومن کو اس وقت اپنے سامنے پیش ہونی والی چیز سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہوتی۔اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ملنا پسند فرماتے ہیں اس کے برخلاف جب کافر پر موت کا وقت آتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کے انجام سے مطلع کیا جاتا ہے۔چنانچہ اس کے لئے اپنے سامنے کے منظر سے زیادہ خوفناک چیز اور کوئی نہیں ہوتی۔تبھی وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا نہیں چاہتے (بخاری و مسلم) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے پہلے موت ہے۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ مُسْتَرِيْحٌ اَوْ مُسْتَرَاحٌ مِنْهُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالْمُسْتَرِيْحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ فَقَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ مِنْ نَّصَبِ الدُّنْيَا وَاَذَاهَا اِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُ. (متفق علیه) 5-664

حضرت ابوقتادہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا گزر ایک جنازہ پر ہوا۔آپ ﷺ نے فرمایا راحت پانے والا ہے یا دوسرے اس سے راحت و آرام میں ہو گئے۔صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا یا رسول اللہ مُسْتَرِيْحٌ یا مُسْتَرَاحٌ مِنْهُ سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے جواباً فرمایا کہ مومن دنیا کی مصیبتوں اور اذیتوں سے اللہ کی رحمت سے آرام وراحت پاتا ہے جبکہ اللہ کے نافرمان سے اللہ کے بندے، آبادیاں، شجر وحجر اور جانور سکون پاتے ہیں۔(بخاری، مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْكِبِیْ فَقَالَ كُنْ فِی الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَّكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ اِذَا اَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَآءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ. (بخاری)665-6

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا کہ دنیا میں اجنبی یا مسافر کی مانند گزر بسر کیجئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر اسی طرح صبح کے بعد شام کا منتظر نہ رہنا۔ صحت کو اپنی بیماری سے پہلے اور زندگی کو اپنی موت سے پہلے غنیمت سمجھو۔ (بخاری)

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِثَلٰثَةِ اَيَّامٍ يَّقُوْلُ لَا يَمُوْتَنَّ اَحَدُكُمْ اِلَّا وَهُوَ يُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ. (مسلم)666-7

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کو وفات سے تین دن پہلے فرماتے سنا کہ تم میں سے ہر شخص کو موت کے وقت اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسنِ ظن رکھنا چاہیے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ بیماری سے پہلے صحت اور موت سے قبل زندگی کی قدر کرنی چاہیے۔
۲۔ موت مانگنا جائز نہیں۔
۳۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہمیشہ حسن ظن رکھنا چاہیے۔
۴۔ مومن دنیا کی مشکلات سے نجات پاتا ہے اور دنیا اللہ کے نافرمان سے نجات پاتی ہے۔
۵۔ دنیا میں مسافر کی طرح رہنا چاہیے۔

بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ مَنْ حَضَرَهُ الْمَوْتُ

قریب الموت پر جو کلمات کہے جائیں

دنیا میں جن سچائیوں سے ایک منکرِ خدا اور سرکش انسان کو بھی انکار کی جرأت نہیں ہوتی ان میں ایک حقیقت موت بھی ہے، موت کے اسباب و محرکات پر بحث اور اختلاف ہوتا رہا ہے اور ہوگا لیکن مرنے سے کوئی شخص منکر نہیں ہر شخص آیا ہی جانے کے لئے ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کچھ لوگوں نے بلا دلیل یہ عقیدہ بنالیا ہے کہ نبی محترم ﷺ اور بزرگ ایک دفعہ فوت ہونے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر دنیا کے امور میں دخل انداز ہوتے رہتے ہیں۔ دراصل یہ ہندو کا عقیدہ ہے کہ اچھا آدمی مرتا ہے تو اس کی روح کسی چیز میں پلٹ آتی ہے برا ہے تو بری چیز میں ڈال دی جاتی ہے اس عقیدہ کو اواگون کہتے ہیں

موت سے کسے رستگاری ہے

آج انکی کل ہماری باری ہے

خوش قسمت انسان ہے جسکی موت ایمان پر واقع ہو آپ ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ جب کسی شخص کو نزع کے عالم میں پاؤ تو اسے لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو تا کہ آخری وقت اُسے کلمہ پڑھنا نصیب ہو جائے جسے کلمہ پڑھنا نصیب ہوا وہ کامیاب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آخر وقت کلمہ طیبہ پڑھنا نصیب فرمائے آمین یا رب العٰلمین۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ﷛ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. (مسلم) 1-667

ابو سعید خدری ﷛ اور ابو ہریرہ ﷛ راوی ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مرنے والوں کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی تلقین کیا کرو۔ (مسلم)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ اَوِ الْمَيِّتَ فَقُوْلُوْا خَيْرًا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ. (مسلم) 2-668

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ جب تم کسی مریض یا فوت ہونے والے کے پاس جاؤ تو اچھے کلمات کہا کرو کیونکہ فرشتے تمہاری باتوں پر آمین کہتے ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ تُصِيْبُهُ مُصِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ مَا اَمَرَهُ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِيْبَتِیْ وَاَخْلِفْ لِیْ خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَخْلَفَ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو وہی کلمے کہے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے "بلاشبہ ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں آخر اسی کی طرف جانے والے ہیں،

اللّٰهُ لَهُ خَيْرًا مِّنْهَا فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ اَیُّ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ مِّنْ اَبِیْ سَلَمَةَ اَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ اِنِّیْ قُلْتُهَا فَاَخْلَفَ اللّٰهُ لِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ. (مسلم)3-669

بارِالٰہا! میری اس مصیبت میں مجھے اجر وثواب سے نواز اور مجھے نعم البدل عطا فرما،، چنانچہ اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر بدلہ عطا کرے گا۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میرے خاوند ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں نے سوچا کہ ابوسلمہ سے اچھا خاوند کون مسلمانوں میں کون ہوگا؟ یہ پہلا گھرانہ ہے جس نے رسول ﷺ کے ساتھ ہجرت کی پھر بھی میں یہ دعا پڑھتی رہی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے بدلے رسول کریم ﷺ عطا فرمائے۔ (مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی اَبِیْ سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَاَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ اَهْلِهٖ فَقَالَ لَا تَدْعُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ اِلَّا بِخَيْرٍ فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِی الْمَهْدِيِّيْنَ وَاخْلُفْهُ فِیْ عَقِبِهٖ فِی الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ وَافْسَحْ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِيْهِ. (مسلم)4-670

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی رحمت ﷺ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے تو ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے انکی آنکھیں بند کیں اور فرمایا یقیناً جب روح قبض کر لی جاتی ہے تو نظر اس کا تعاقب کرتی ہے اس پر ان کے اہل خانہ زاروقطار رونے لگے۔ آپ ﷺ نے تلقین فرمائی تم اپنے لئے خیر کے سوا اور کچھ نہ مانگو کیونکہ تمہاری دعا پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ دعا کی ''اے مالک ومختار! ابوسلمہ کی مغفرت فرما اور نیک لوگوں میں اس کے درجات بلند فرما اور اس کے بعد اس کے اہل خانہ کی دستگیری فرما۔ یارب العالمین! اس کو اور ہمیں معاف فرما اس کے لئے اس کی قبر کو فراخ اور اس کے لیے اس کی قبر کو منور فرمادے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّیَ سُجِّیَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ. (متفق عليه)5-671

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے جب وفات پائی تو آپ ﷺ کے جسم اطہر کو دھاری دار چادر سے ڈھانپ دیا گیا۔ (بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا خَرَجَتْ رُوْحُ الْمُؤْمِنِ تَلَقَّاهَا مَلَكَانِ يُصْعِدَانِهَا قَالَ حَمَّادٌ فَذَكَرَ مِنْ طِيْبِ رِيْحِهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب مومن کی روح اس کے جسم سے نکلتی ہے تو دو فرشتے اس کو ہاتھوں ہاتھ لے کر

وَذَكَرَ الْمِسْكَ قَالَ وَيَقُوْلُ اَهْلُ السَّمَآءِ رُوْحٌ طَيِّبَةٌ جَآءَتْ مِنْ قِبَلِ الْاَرْضِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكِ وَعَلٰى جَسَدٍ كُنْتِ تَعْمُرِيْنَهُ فَيُنْطَلَقُ بِهٖ اِلٰى رَبِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ انْطَلِقُوْا بِهٖ اِلٰى اٰخِرِ الْاَجَلِ قَالَ وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا خَرَجَتْ رُوْحُهٗ قَالَ حَمَّادٌ وَّذَكَرَ مِنْ نَتْنِهَا وَذَكَرَ لَعْنًا وَّيَقُوْلُ اَهْلُ السَّمَآءِ رُوْحٌ خَبِيْثَةٌ جَآءَتْ مِنْ قِبَلِ الْاَرْضِ فَيُقَالُ انْطَلِقُوْا بِهٖ اِلٰى اٰخِرِ الْاَجَلِ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَرَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رِيْطَةً كَانَتْ عَلَيْهِ عَلٰى اَنْفِهٖ هٰكَذَا.

(مسلم)6-672

آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ راوی حماد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بہترین خوشبو اور مشک کا ذکر کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اہل آسمان کہتے ہیں اے زمین سے آنے والی پاک باز روح تجھ پر اور تیرے جسم پر جس کا تو نے خیال رکھا اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں۔ چنانچہ اس روح کو اس کے رب کی بارگاہ میں لے جایا جاتا ہے۔ پھر حکم ہوتا ہے اس کو برزخ کے آخری کنارے تک لے جاؤ ۔رسول محترم ﷺ نے کافر کے متعلق فرمایا کہ جب اس کی روح اس کے جسم سے نکلتی ہے حماد بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے اس کی بدبو اور اس پر لعنت کا ذکر کیا چنانچہ آسمان کے فرشتے کہتے ہیں یہ خبیث روح زمین سے آئی ہے۔ اس کے متعلق حکم ہوتا ہے کہ اس کو برزخ کے آخری سرے تک لے جاؤ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی چادر کو اپنی ناک پر اس طرح ڈال لیا (حضرت ابو ہریرہ نے اسی طریقہ سے چادر لپیٹ کر دکھائی)(مسلم)

خلاصۂ باب

١۔ فوت ہونے والے کو کلمۂ طیبہ کی تلقین کرنی چاہیے۔

٢۔ فوت شدہ کے لیے دعا مغفرت اور بلند درجات کی دعا کرنی چاہیے

٣۔ مرنے والے کی آنکھیں کھلی ہوں تو بند کر دینی چاہییں۔

٤۔ مرنے والے کے لواحقین کو تسلی دینی چاہیے۔

٥۔ میت کے پاس برے الفاظ نہیں کہنے چاہییں۔

بَابُ غُسْلِ الْمَيِّتِ وَتَكْفِيْنِهٖ

میت کے غسل اور اس کی تکفین کا بیان

اسلام نے احترامِ آدمیّت کو جو مقام بخشا وہ کسی مذہب میں نہیں پایا جاتا، جب آدمی مر جاتا ہے تو اسے سنبھالنے کے لئے دنیا کے مختلف مذاہب میں مختلف طریقے رائج ہیں۔ ہندو اور بدھ مت کے لوگ میّت کو اپنے ہاتھوں سے جلاتے ہیں جو شقی القلب ہونے کا بدترین مظاہرہ ہے۔ عیسائی اور یہودی گڑھا کھود کر میّت کو دبا دیتے ہیں لیکن اسلام ایک ایسا دین ہے جس نے اس موقعہ پر خصوصی نماز اور دعاؤں کا اہتمام کیا ہے۔ میّت کے لئے مغفرت اور اس کو پیش آنے والی منازل اور جنّت کی نعمتوں کے لئے رب کے حضور دعائیں کی جاتی ہیں، اس سے پہلے بہترین طریقے سے غسل دینا، خوشبو لگانا اور سفید کپڑوں میں کفن دینا اور جنازے کو احترام کے ساتھ اٹھانا پھر پورے اکرام و احترام کے ساتھ اٹھاتے ہوئے قبر میں دفنانا اور تدفین سے فارغ ہو کر قبر پر کھڑے ہو کر بڑی عاجزی کے ساتھ دعائیں کرتے ہوئے الوداع کہنا اور پھر زندگی بھر اسکے لئے ایصال ثواب کا اہتمام کرنا، آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مشرک اور کافر کے علاوہ مدفون کو قیامت تک اسکے نیک اعمال کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ (رسول اللہ ﷺ جب کسی کا جنازہ دیکھتے تو کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔)

الفصل الاول

عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهٗ فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ اِنْ رَّاَيْتُنَّ ذَالِكَ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حَقْوَهٗ فَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ اغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا وَّابْدَاْ نَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا قَالَتْ فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ فَاَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا. (متفق عليه)673-1

پہلی فصل

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جب ہم آپ ﷺ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے تلقین کی کہ اس کو بیری کے پتوں والے پانی سے تین، پانچ یا جتنی بار مناسب سمجھو غسل دو آخری بار کافور یا اسی طرح کی کوئی چیز ملائی جائے جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا۔ ہم نے فارغ ہو کر آپ ﷺ کو اطلاع بھجوائی۔ آپ ﷺ نے ہماری طرف اپنا تہبند بھیجا اور فرمایا کہ اسکو اس میں کفن دو۔ ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے اس کو طاق یعنی تین یا پانچ یا سات بار غسل دینے کو کہا غسل کا آغاز میت کے دائیں جانب اور اس کے وضو کے اعضاء سے کرنا ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے اس کے بالوں کی تین مینڈھیاں بنا کر ان کو اس کے پیچھے ڈال دیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كُفِّنَ فِيْ ثَلٰثَةِ اَثْوَابٍ يَّمَانِيَةٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ مِّنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ.(متفق عليه)2-674

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ کو یمن کی بستی سحولیہ کی بنی سوتر کی سفید تین چادروں میں کفنایا گیا۔ان میں نہ قمیص تھی نہ دستار۔(بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَفَّنَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ.(مسلم)3-675

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے۔(مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اِنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اغْسِلُوْهُ بِمَآءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْهِ وَلَا تَمَسُّوْهُ بِطِيْبٍ وَّلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهُ فَاِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 4-676

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں تھا۔اس کی اونٹنی نے اسے گرادیا اور وہ گردن ٹوٹنے سے فوت ہوگیا۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کو بیری کے پتے ملا کر پانی سے غسل دو اور اسے احرام کی دونوں چادروں میں کفنانا اور نہ اس کو خوشبو لگانا اور نہ اس کا سر ڈھانپنا۔وہ قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اٹھایا جائے گا۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

احرام پہننے کے بعد خوشبو لگانا منع ہے اس لیے آپ ﷺ نے اس پر خوشبو لگانے سے منع اور اس کا ننگا سر رکھنے کا حکم دیا۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرٰهِيْمَ ؓ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ ؓ اُتِيَ بِطَعَامٍ وَّكَانَ صَآئِمًا فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّهُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ كُفِّنَ فِيْ بُرْدَةٍ اِنْ غُطِّيَ رَاْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَ اِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَا رَاْسُهُ وَاُرَاهُ قَالَ وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ اَوْ قَالَ اُعْطِيْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا اُعْطِيْنَا وَلَقَدْ خَشِيْنَا اَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا

سعد بن ابراہیم ؓ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا وہ روزہ دار تھے۔انہوں نے فرمایا کہ مصعب ؓ بن عمیر شہید کردیے گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے۔ان کو ایک چادر میں کفنایا گیا۔اگر ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہوجاتے اگر پاؤں چھپاتے تو سر ننگا ہوجاتا میرا خیال ہے کہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ حضرت حمزہ ؓ شہید کردیے گئے وہ بھی مجھ سے بہتر تھے۔ان کے بعد دنیا ہمارے لئے فراخ ہوگئی یا یہ الفاظ

عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِيْ حَتّٰى تَرَكَ الطَّعَامَ.(بخاری) 5-677

تھے کہ دنیا بہت زیادہ مل گئی۔اس سے میں خوف محسوس کرتا ہوں کہ کہیں ہمارے نیک اعمال کا بدلہ ہمیں دنیا میں ہی تو نہیں دے دیا گیا۔یہ کہتے ہوئے ابن عوفؓ نے رونا شروع کر دیا اور کھانا تناول نہ کر سکے(بخاری)

عَنْ جَابِرٍ﷛ قَالَ اَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ بَعْدَ مَا اُدْخِلَ حُفْرَتَهُ فَاَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ فَوَضَعَهُ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَنَفَثَ فِيْهِ مِنْ رِّيْقِهٖ وَاَلْبَسَهُ قَمِيْصَهُ قَالَ وَكَانَ كَسَا عَبَّاسًا قَمِيْصًا.(متفق علیه) 6-678

حضرت جابر﷛ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن اُبی منافق کو جب قبر میں داخل کیا جا چکا تھا تو آپ ﷺ اس وقت تشریف لائے۔آپ ﷺ کے حکم سے اس کو گڑھے سے نکالا گیا۔آپ ﷺ نے اس کو اپنے گھٹنوں پر رکھا اور اس پر دم کیا اور اسے اپنی قمیص پہنائی۔حضرت جابر ﷛ فرماتے ہیں کہ یہ اُس احسان کا بدلہ تھا جو اس نے حضرت عباس﷛ کو قمیص پہنائی تھی۔(بخاری و مسلم)

خلاصئہ باب

۱۔ میت کو اچھی طرح غسل، صاف ستھرے کفن اور خوشبو لگا کر جنازہ اٹھانا چاہیے۔

۲۔ جنازہ اٹھاتے ہوئے نہایت احترام کے ساتھ چلنا چاہیے۔

۳۔ مرد کے لئے کفن میں ایک تہہ بند دوسری چادر باقی جسم کے اوپر اور تیسری چادر کے ساتھ مکمل طور پر ڈھانپ دیا جائے۔

۴۔ قمیض دستار یا جرابیں پہنانا جائز نہیں۔

۵۔ عورت کے کفن میں تین چادروں کے ساتھ سر پر اوڑھنی ہونی چاہیے۔

۶۔ میت کو غسل سے پہلے استنجا کروانا بعد ازاں نماز کی طرح وضو کروانا اور آخر میں سر پر پانی ڈالتے ہوئے تین، پانچ یا سات بار غسل دینا چاہیے۔

۷۔ غسل میں پہلے دایاں پہلو پھر بایاں حصہ دھونا چاہیے۔

۸۔ عورت کے بالوں کو تین حصوں میں بانٹ کر کمر پر ڈالنا چاہیے۔

۹۔ عمرہ یا حج کے احرام میں فوت ہونے والے کو خوشبو اور کفن کے بجائے اسی طرح دفنانا سنّت ہے۔

بَابُ الْمَشْيِ بِالْجَنَازَةِ وَالصَّلٰوةِ عَلَيْهَا

جنازے کے ساتھ چلنے اور اس پر نماز پڑھنے کا بیان

اسلام نے میت کی تجہیز و تکفین کے ساتھ یہ آداب بھی سکھلائے ہیں کہ جوں ہی کوئی آدمی فوت ہو چھوٹا ہو یا بڑا' امیر ہو یا غریب' عام آدمی ہو یا بادشاہ اسے جلد سے جلد دفنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس میں بہت سی حکمتیں اور فلسفہ پنہاں ہے۔ ایک بڑی حکمت کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مرنے والا نیک ہے تو اسے جلدی دفنانا چاہیے تاکہ وہ اپنے رب کی نعمتوں سے جلد لطف اندوز ہو سکے۔ اگر معاملہ اسکے برعکس ہے تو ایسے شخص کے وبال سے دنیا جلد پاک ہو جائیگی۔ اس کے ساتھ یہ حکمت بھی ہے کہ میت کو جلد دفنانے سے اسکے لواحقین کو ایک طرح کا صبر ملتا ہے کہ اب اس کو سپرد خاک کر دیا گیا ہے بالآخر ہمیں صبر ہی کرنا پڑے گا۔ رخصت ہونے والے کے بارے میں آپ ﷺ نے اچھے کلمات کہنے کی تلقین فرمائی اور جنازے کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ نماز جنازہ میں نہایت ہی اخلاص کے ساتھ میت کے لیے بخشش کی دعائیں کرنی چاہیں۔ افسوس ہمارے ہاں جنازہ میں بھی افراط و تفریط پائی جاتی ہے کہ کچھ لوگ اس قدر طویل جنازہ پڑھاتے ہیں کہ لوگ اس طوالت کو بوجھ محسوس کرتے ہیں اس کے برعکس دوسرے جنازہ کا جھٹکا کرتے ہیں اور نماز جنازہ کا سلام پھیرتے ہی خود ساختہ دعا شروع کر دیتے ہیں اور بعض لوگ پھر چالیس قدم پر جا کر دعا کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رسول مقبول ﷺ کی امت کو راہ اعتدال پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

صحابہ کرام ؓ تدفین کے بارے میں اس قدر جلدی کیا کرتے تھے کہ بارہ لاکھ مربع میل کے حکمران خلیفۃ الرسول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق پیر کے روز نماز مغرب سے چند گھڑیاں پہلے فوت ہوئے اور عشاء کے بعد ان کو رسول کریم ﷺ کے پڑوس میں دفن کر دیا۔ لیکن آجکل یہ بات رسم کی حیثیت اختیار کرتی جا رہی ہے کہ جتنا بڑا آدمی فوت ہو اس کا جنازہ بھی اتنا بڑا ہونا چاہیے۔ چاہے اسکے لیے چوبیس گھنٹے انتظار ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ پھر اس کے جنازے پر خطابات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور مرثیہ گوئی کے انداز میں اسکی تعریف میں مبالغہ کیا جاتا ہے جس کا احادیث کی کتابوں میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَکُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَيْهِ وَاِنْ تَکُ سِوٰى ذٰلِکَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِکُمْ. (متفق عليه) 1-679

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ جنازے کو جلدی لے جایا کرو۔ اگر وہ نیک ہے تو اسے بھلائی کی طرف جلدی لے چلو۔ اگر وہ بد ہے۔ تو تم اپنی گردنوں سے بوجھ اتار دو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَۃُ فَاحْتَمَلَھَا الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِھِمْ فَاِنْ کَانَتْ صَالِحَۃً قَالَتْ قَدِّمُوْنِیْ وَاِنْ کَانَتْ غَیْرَ صَالِحَۃٍ قَالَتْ لِاَھْلِھَا یَا وَیْلَھَا اَیْنَ تَذْھَبُوْنَ بِھَا یَسْمَعُ صَوْتَھَا کُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ. (بخاری)680-2

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میت کو (چارپائی پر) رکھ دیا جاتا ہے اور لوگ جنازہ کو اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہیں ۔ اگر وہ روح نیک ہو تو کہتی ہے مجھے جلدی آگے لے چلو ۔ اگر صالح نہ ہو تو اپنے اہل خانہ سے واویلا کرتی ہے ہائے بربادی تم کہاں لئے جارہے ہو آدمیوں کے سوا ہر چیز اس کی آواز سنتی ہے ۔ اگر انسان سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں ۔ (بخاری)

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا رَاَیْتُمُ الْجَنَازَۃَ فَقُوْمُوْا فَمَنْ تَبِعَھَا فَلَا یَقْعُدْ حَتّٰی تُوْضَعَ. (متفق علیه)681-3

حضرت ابوسعید خدری ﷺ سے روایت ہے محسنِ انسانیت نے فرمایا اگر تم جنازہ دیکھو تو (اس کے احترام میں) کھڑے ہو جاؤ ۔ اور جو کوئی جنازہ کے ساتھ چلے وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ رکھ نہ دیا جائے ۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ مَرَّتْ جَنَازَۃٌ فَقَامَ لَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَقُمْنَا مَعَہٗ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِنَّھَا یَھُوْدِیَّۃٌ فَقَالَ اِنَّ الْمَوْتَ فَزَعٌ فَاِذَا رَاَیْتُمُ الْجَنَازَۃَ فَقُوْمُوْا. (متفق علیه) 682-4

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک جنازہ گزرا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ ہم بھی کھڑے ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ جنازہ تو یہودی عورت کا ہے آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ موت گھبراہٹ ہے جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ ۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَلِیٍّ ﷺ قَالَ رَاَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَامَ فَقُمْنَا وَقَعَدَ فَقَعَدْنَا یَعْنِیْ فِی الْجَنَازَۃِ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ) 683-5

حضرت علی ﷺ فرماتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے ہم بھی کھڑے ہوئے آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے تو ہم بھی بیٹھ گئے یعنی جنازہ کے بعد (مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَۃَ مُسْلِمٍ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَّکَانَ مَعَہٗ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیْھَا وَیُفْرَغَ مِنْ دَفْنِھَا فَاِنَّہٗ یَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِیْرَاطَیْنِ کُلُّ قِیْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ وَّمَنْ صَلّٰی عَلَیْھَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّہٗ یَرْجِعُ بِقِیْرَاطٍ. (متفق علیه)684-6

حضرت ابوہریرہ ﷺ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں ۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کے جنازہ میں ایمان اور طلب ثواب کی نیت سے شریک ہوا اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھی اور اس کو دفنانے سے فارغ ہوا تو اس کو دو قیراط کے برابر اجر ملے گا ۔ ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے لیکن جس شخص نے صرف نمازِ جنازہ پڑھی اور دفنانے سے پہلے لوٹ آیا تو اس کو ایک قیراط ثواب ملے گا ۔ (بخاری ومسلم)

وَ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَعٰی لِلنَّاسِ النَّجَاشِیَّ الْیَوْمَ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ وَخَرَجَ بِهِمْ اِلَی الْمُصَلّٰی فَصَفَّ بِهِمْ وَکَبَّرَ اَرْبَعَ تَکْبِیْرَاتٍ. (متفق علیه) 7-685

حضرت ابوہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جس دن نجاشی فوت ہوا اسی دن اس کی موت سے لوگوں کو آ گاہ فرمایا اور لوگوں کے ساتھ عیدگاہ تشریف لے گئے صفیں درست کی گئیں اور (غائبانہ نماز جنازہ) چار تکبیروں کے ساتھ پڑھائی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی ؓ قَالَ کَانَ زَیْدُ بْنُ اَرْقَمَ یُکَبِّرُ عَلٰی جَنَائِزِنَا اَرْبَعًا وَّاِنَّهُ کَبَّرَ عَلٰی جَنَازَةٍ خَمْسًا فَسَاَلْنَاهُ فَقَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُکَبِّرُهَا. (مسلم) 8-686

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ؓ نے بیان کیا کہ حضرت زید بن ارقم ؓ ہمارے جنازوں میں چار تکبیریں کہتے لیکن ایک جنازہ میں انہوں نے پانچ تکبیریں کہیں۔ ان سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پانچ تکبیریں بھی کہتے تھے۔ (مسلم)

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ ؓ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلٰی جَنَازَةٍ فَقَرَءَ فَاتِحَةَ الْکِتٰبِ فَقَالَ لِتَعْلَمُوْا اَنَّهَا سُنَّةٌ. (بخاری) 9-687

حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوف ؓ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے ایک نماز جنازہ پڑھی تو انہوں نے سورۃ الفاتحہ تلاوت کی۔ پھر فرمایا (سورۃ الفاتحہ کی تلاوت اس لئے بلند آواز سے کی ہے) تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ سنتِ رسول کریم ﷺ ہے۔ (بخاری)

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِکٍ ؓ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی جَنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَآئِهٖ وَهُوَ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَکْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَیْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِیْ رِوَایَةٍ وَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ قَالَ حَتّٰی تَمَنَّیْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ذَالِکَ الْمَیِّتَ. (مسلم) 10-688

حضرت عوف بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نمازِ جنازہ پڑھائی تو میں نے آپ ﷺ کی دعائیں یاد کرلیں۔ آپ ﷺ نے دعا کی بارِالٰہا! اس کی مغفرت فرما اس پر رحم فرما اس کی حفاظت فرما' اس کو معاف فرمادے، اس کی عزت و اکرام کے ساتھ مہمان نوازی فرما' اس کی قبر کو وسیع فرما' اس کو پانی' برف اور اولوں کے ساتھ دھوڈالیے' اس کو گناہوں سے اس طرح پاک صاف کردے جیسے سفید کپڑا میل کچیل سے دھویا جاتا ہے' اس کے اہل خانہ سے بہتر اہل اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی عنایت فرما، اس کو جنت میں داخل فرما اور اس کو قبر اور جہنم کی آگ کے عذاب سے محفوظ فرما ایک روایت میں ہے قبر کے فتنہ اور جہنم کی آگ سے بچا۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے

دل میں آرزو پیدا ہوئی کہ کاش اس کی جگہ میرا جنازہ ہوتا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ﷺ اَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَتِ ادْخُلُوْا بِهِ الْمَسْجِدَ حَتّٰى اُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَاُنْكِرَ ذَالِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ابْنَيْ بَيْضَآءَ فِي الْمَسْجِدِ سُهَيْلٍ وَّاَخِيْهِ. (مسلم)689-11

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن ﷺ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص ﷺ فوت ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ان کا جنازہ مسجد میں لاؤ تاکہ میں بھی جنازہ میں شریک ہوسکوں۔ اس بات کو ناپسند کیا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں اللہ کی قسم! نبی کریم ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں سہیل اور اس کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں ادا کی تھی۔ (مسلم)

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷺ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَآءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى امْرَاَةٍ مَّاتَتْ فِيْ نِفَاسِهَا فَقَامَ وَسْطَهَا. (متفق علیه)690-12

حضرت سمرہ بن جندب ﷺ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی رحمت ﷺ کے پیچھے ایک عورت کی نماز جنازہ ادا کی وہ عورت زچگی کے دوران فوت ہوئی تھی۔ آپ اس کے درمیان جنازہ پڑھاتے ہوئے کھڑے ہوئے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِقَبْرٍ دُفِنَ لَيْلًا فَقَالَ مَتٰى دُفِنَ هٰذَا قَالُوا الْبَارِحَةَ قَالَ اَفَلَا اٰذَنْتُمُوْنِيْ قَالُوْا دَفَنَّاهُ فِيْ ظُلْمَةِ اللَّيْلِ فَكَرِهْنَا اَنْ نُّوْقِظَكَ فَقَامَ فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ. (متفق علیه)691-13

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا گزر ایک قبر پر ہوا۔ اسے رات کو دفنایا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا اس کو کب دفن کیا گیا؟ صحابہ کرام ﷺ نے بتایا کل رات آپ ﷺ نے فرمایا تم نے مجھے کیوں نہ اطلاع دی۔ انھوں نے کہا ہم نے اسے رات کے اندھیرے میں دفن کیا۔ آپ ﷺ کو اس وقت بیدار کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ چنانچہ آپ ﷺ کھڑے ہوئے ہم نے آپ کے پیچھے صف بنائی تو آپ نے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ امْرَاَةً سَوْدَآءَ كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ اَوْ شَابٌّ فَفَقَدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَ عَنْهَا اَوْعَنْهُ فَقَالُوْا مَاتَ قَالَ اَفَلَا كُنْتُمْ اٰذَنْتُمُوْنِيْ قَالَ فَكَاَنَّهُمْ صَغَّرُوْا اَمْرَهَا اَوْ اَمْرَهٗ فَقَالَ دُلُّوْنِيْ عَلٰى قَبْرِهٖ فَدَلُّوْهُ فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے۔ سیاہ رنگ کی ایک عورت یا نوجوان (راویِ حدیث کو شک ہے) مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتا تھا نبی رحمت ﷺ نے اس کو غیر حاضر پا کر اس کے متعلق دریافت فرمایا صحابہ نے اس کی موت کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس کی اطلاع کیوں نہ دی

قَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَةٌ ظُلْمَةً عَلٰى اَهْلِهَا وَاِنَّ اللّٰهَ يُنَوِّرُ هَا لَهُمْ بِصَلٰوتِيْ عَلَيْهِمْ.(متفق عليه) ولفظه لمسلم692-14

۔حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں صحابہ ؓ نے اس واقعہ کو معمولی جانا اس پر رسول رحمت ﷺ نے فرمایا مجھے اس کی قبر بتائیے۔صحابہ کرام ؓ آپ کو اس کی قبر پر لے گئے۔ آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا یہ قبریں اپنے اہل کے لیے اندھیروں سے بھری ہوئی ہیں اور اللہ تعالیٰ میری نماز کی وجہ سے ان کو روشن کر دیتے ہیں۔(بخاری و مسلم یہ الفاظ مسلم کے ہیں)

عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ مَاتَ لَهُ ابْنٌ بِقُدَيْدٍ اَوْ بِعُسْفَانَ فَقَالَ يَا كُرَيْبُ ! انْظُرْ مَا اجْتَمَعَ لَهُ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَخَرَجْتُ فَإِذَا نَاسٌ قَدِ اجْتَمَعُوْا لَهُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ تَقُوْلُ هُمْ أَرْبَعُوْنَ ' قَالَ نَعَمْ قَالَ أَخْرِجُوْهُ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ (مسلم) 693-15

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا غلام کریب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتا ہے کہ اس کا بیٹا ''قدید'' یا ''عسفان'' مقام میں فوت ہوا۔ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا' اے کریب! دیکھ کر بتائیے کہ کس قدر لوگ جمع ہو چکے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ میں گیا تو کچھ لوگ جنازہ کے لیے جمع ہو چکے تھے۔میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو خبر دی۔انہوں نے دریافت کیا کہ کیا چالیس آدمی ہوں گے؟ اس نے کہا ہاں! انہوں نے فرمایا' جنازہ نکالو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ جو مسلمان فوت ہو جائے اور اس کے جنازے میں چالیس ایسے افراد شریک ہوں جو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے تو میت کے بارے میں اللہ ان کی شفاعت قبول کرتا ہے۔(مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهُ إِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ . (مسلم) .694-16

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا' جس میت پر ایک سو مسلمان نماز جنازہ ادا کریں اور وہ اس کے حق میں دعا کریں تو ان کی سفارش قبول ہوگی۔(مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ مَرُّوْا بِجَنَازَةٍ فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَجَبَتْ ثُمَّ مَرُّوْا بِأُخْرٰى فَأَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا . فَقَالَ وَجَبَتْ . فَقَالَ عُمَرُ مَا وَجَبَتْ فَقَالَ هٰذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَ هٰذَا أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ ایک جنازے کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اس کی تعریف کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا' واجب ہوگئی۔ بعد ازاں ایک اور جنازہ کے پاس سے گزرے صحابہ ؓ نے اس کی مذمت کی۔آپ ﷺ نے فرمایا واجب ہوگئی۔ حضرت عمر ؓ نے دریافت کیا

شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ . (متفق عليه) وَفِي رِوَايَةٍ (الْمُؤْمِنُوْنَ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ 695-17

۔واجب ہونے سے کیا مقصد ہے؟ آپ نے فرمایا' جس کی تم نے تعریف کی ہے اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے مذمت کی ہے اس کے لیے دوزخ واجب ہوگئی' تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو۔(بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں ہے کہ ایماندار لوگ زمین پر اللہ کے گواہ ہیں۔

وَعَنْ عُمَرَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ قُلْنَا وَثَلَاثَةٌ قُلْنَا وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ . البخاری.696-18

حضرت عمر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس مسلمان کے حق میں چار شخص اس کے نیک ہونے کی گواہی دیں تو اللہ اس کو جنّت میں داخل فرمائے گا۔ہم نے عرض کیا' تین شخص بھی؟ آپ نے فرمایا تین شخص بھی۔ ہم نے عرض کیا' دو شخص بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا' دو شخص بھی۔اس کے بعد ہم نے آپ ﷺ سے ایک شخص کے بارے میں دریافت نہیں کیا۔(بخاری)

فہم الحدیث

اس گواہی سے مراد فقط رسماً اچھے الفاظ نہیں بلکہ وہ گواہی ہے جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے حق میں اچھی طرح جان پہچان اور دیکھ بھال کر دیتا ہے جسے سچی شہادت کہا جاتا ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَسُبُّوا الْأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلٰى مَا قَدَّمُوْا.رواه البخاری.697-19

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' فوت شدہ لوگوں کو برا بھلا نہ کہو ۔اس لئے کہ وہ اپنے اعمال کا بدلہ پا چکے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجے ہیں(بخاری)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُوْلُ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ فَإِذَا أُشِيْرَ لَهُ إِلٰى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ أَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ . وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوْا . رواه البخاری 698-20

حضرت جابر ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ احد کے شہداء میں سے دو میتوں کو ایک کپڑے میں اکٹھا کرتے ہوئے دریافت فرماتے کہ ان میں سے کس شخص کو قرآن زیادہ یاد ہے؟ جب آپ ﷺ کو ان میں سے ایک شخص کی جانب اشارہ کیا جاتا تو آپ لحد میں پہلے اس کو رکھتے اور آپ نے فرمایا' قیامت کے دن میں ان کے بارے میں گواہی دوں گا نیز آپ ﷺ نے حکم دیا کہ انہیں خون سمیت دفن کیا جائے نہ ان کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی اور نہ ہی انہیں غسل دیا گیا۔(بخاری)

فہم الحدیث

نبی کریم ﷺ نے موت کے بعد بھی حافظ قرآن کا احترام فرمایا اور اسے مقدم رکھا۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِفَرَسٍ مَعْرُوْرٍ فَرَكِبَهُ حِيْنَ انْصَرَفَ مِنْ جَنَازَةِ ابْنِ الدَّحْدَاحِ وَنَحْنُ نَمْشِيْ حَوْلَهُ . رواه مسلم 699-21

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بغیر زین کے ایک گھوڑا لایا گیا۔ جب آپ ﷺ ابن الدَّحداح کے جنازے سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ اس پر سوار ہو کر آئے اور ہم آپ کے گرد پیدل چل رہے تھے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى رحمة الله عليه قَالَ كَانَ ابْنُ حُنَيْفٍ وَقَيْسُ بْنُ سَعْدٍ قَاعِدَيْنِ بِالْقَادِسِيَّةِ فَمَرَّ عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَا فَقِيْلَ لَهُمَا اِنَّهَا مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اَيْ مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ فَقَالَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّتْ بِهٖ جَنَازَةٌ فَقَامَ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ فَقَالَ اَلَيْسَتْ نَفْسًا متفق عليه .700-22

عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سہل بن حنیف اور قیس بن سعد قادسیہ شہر میں بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا' وہ دونوں کھڑے ہو گئے۔ ان سے کہا گیا کہ جنازہ تو ذمیوں کا تھا۔ دونوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ کھڑے ہو گئے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہ تو یہودی کا جنازہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا' کیا اس کی جان نہ تھی؟ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ نماز جنازہ درمیانے انداز کی پڑھانی چاہیے۔
۲۔ میت کو جلد دفن کرنا چاہیے۔
۳۔ شہید کو بغیر غسل اور جنازہ کے دفنانا سنت ہے۔
۴۔ غیر مسلم کے جنازہ پر کھڑا ہونا سنت ہے۔
۵۔ کسی کا دو مرتبہ جنازہ پڑھانا جائز ہے۔

بَابُ دَفْنِ الْمَيِّتِ

میّت کو دفن کرنا

الفصل الاول

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ هَلَکَ فِیْهِ الْحَدُوْا لِیْ لَحْدًا وَّانْصِبُوْا عَلَیَّ اللَّبِنَ نَصْبًا کَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم. (مسلم)701-1

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جُعِلَ فِیْ قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَطِیْفَةٌ حَمْرَآءُ. (مسلم)702-2

عَنْ سُفْیَانَ التَّمَّارِ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ رَاٰی قَبْرَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مُسَنَّمًا. (بخاری)703-3

عَنْ اَبِی الْهَیَّاجِ الْاَسَدِیِّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ قَالَ قَالَ لِیْ عَلِیٌّ اَلَا اَبْعَثُکَ عَلٰی مَا بَعَثَنِیْ عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالًا اِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُّشْرِفًا اِلَّا سَوَّیْتَهُ. (مسلم)704-4

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ یُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ یُّبْنٰی عَلَیْهِ وَاَنْ یُّقْعَدَ عَلَیْهِ. (مسلم)705-5

عَنْ اَبِیْ مَرْثَدِ الْغَنَوِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَجْلِسُوْا عَلَی الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا اِلَیْهَا. (مسلم)706-6

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

پہلی فصل

حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی مرض الموت کے وقت حکم دیا کہ میرے لیے لحد بنانا اور لحد کے اوپر کچی اینٹیں رکھنا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا گیا تھا۔ (مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں سرخ رنگ کی چادر بچھائی گئی تھی۔ (مسلم)

حضرت سفیان تمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک دیکھی جو اونٹ کی کوہان کی طرح تھی۔ (بخاری)

حضرت ابو الھیاج اسدی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا میں تجھے کسی ایسے کام کے لئے نہ بھیجوں جس کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا یہ کہ ہر جاندار کی تصویر کو مٹانا اور ہر اونچی قبر کو برابر کرنا۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو چونا گچ بنانے' اس پر عمارت کھڑی کرنے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف نماز ادا کرو۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

لَاَنْ يَّجْلِسَ اَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلُصَ اِلٰى جِلْدِهٖ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ اَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ.(مسلم)707-7

نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی آگ کے شعلے پر بیٹھے وہ اس کے کپڑوں کو جلا ڈالے اور اس کے اثرات اس کے جسم تک پہنچیں یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی قبر پر بیٹھے۔(مسلم)

فہم الحدیث

قبر پر بیٹھنے والا چھوٹا ہو یا بڑا' بزرگ ہو یا عام مسلمان مجاوری کی نیت سے' چلہ کشی یا کشف کے لئے بیٹھے یہ شرک ہے۔ جس سے بچنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کیونکہ شرک اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا (القرآن)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ شَهِدْنَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تُدْفَنُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ فَرَاَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَنَا قَالَ فَانْزِلْ فِيْ قَبْرِهَا فَنَزَلَ.(بخاری)708-8

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی تدفین کے وقت موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر تشریف فرما تھے میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جس نے رات مجامعت نہیں؟ کی حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر میں اتریے چنانچہ وہ قبر میں اترے۔(بخاری)

عَنْ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ لِابْنِهٖ وَهُوَ فِيْ سِيَاقِ الْمَوْتِ اِذَا اَنَا مِتُّ فَلَا تَصْحَبْنِيْ نَائِحَةٌ وَّلَا نَارٌ فَاِذَا دَفَنْتُمُوْنِيْ فَشُنُّوْا عَلَيَّ التُّرَابَ شَنًّا ثُمَّ اَقِيْمُوْا حَوْلَ قَبْرِيْ قَدْرَ مَا يُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَّيُقْسَمُ لَحْمُهَا حَتّٰى اَسْتَاْنِسَ بِكُمْ وَاَعْلَمَ مَاذَا اُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّيْ.(مسلم)709-9

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ جب موت کی آغوش میں تھے تو انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ نوحہ گر عورت اور آگ نہ جائے جب تم مجھے دفن کر چکو تو میری قبر پر مٹی ڈالنا پھر میری قبر کے پاس اتنا عرصہ ٹھہرے رہنا جتنے عرصہ میں اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ میں تمہارے ساتھ مانوس رہوں۔ اور میں معلوم کر سکوں کہ میں اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دوں۔(مسلم)

فہم الحدیث

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے کو یہ ارشاد فرمانا کہ کچھ دیر کے لئے میری قبر پر ٹھہرے رہنا تاکہ میں منکر نکیر کے سوالات کے وقت کچھ تسلی پا سکوں یہ الفاظ محض موت کی سختی کی وجہ سے تھے ورنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ یہ تھا! کہ مرنے کے بعد آدمی کا دنیا اور دنیا والوں کے ساتھ رابطہ کٹ جاتا ہے۔

بَابُ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

میّت پر آہ و بکا کرنا

کسی کی موت پر رونا اور غم کا اظہار کرنا انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ آپ ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ غم کا اظہار کرو اگر آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ اس لئے کہ آنسو دل کی نرمی کے سبب بہا کرتے ہیں۔ اور اس سے آدمی کا غم ہلکا اور طبیعت میں صبر و سکون پیدا ہوتا ہے۔ البتہ واویلا کرنے گریبان چاک کرنے اور چہرے پیٹنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔

الفصل الاوّل

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اَبِيْ سَيْفِ الْقَيْنِ وَكَانَ ظِئْرًا لِّاِبْرٰهِيْمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِبْرَاهِيْمَ فَقَبَّلَهٗ وَشَمَّهٗ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاِبْرٰهِيْمُ يَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَّاَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ يَا ابْنَ عَوْفٍ اِنَّهَا رَحْمَةٌ ثُمَّ اَتْبَعَهَا بِاُخْرٰى فَقَالَ اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ يَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يَرْضٰى رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ. (متفق عليه) 1-710

پہلی فصل

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم رسولِ اکرم ﷺ کے ہمراہ آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم کی دایہ کے خاوند ابوسیف لوہار کے ہاں گئے۔ رسول معظم ﷺ نے ابراہیم کو اٹھا کر چوما اور پیار کیا۔ اس کے بعد دوبارہ گئے تو ابراہیم پر نزع کی حالت طاری تھی۔ اس حالت پر آپ کی آنکھیں بھر آئیں۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہو کر آنسو بہا رہے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' اے ابن عوف! آنسو کا نکلنا رحمت ہے۔ آپ کی آنکھوں سے پھر آنسو جاری ہو گئے فرمایا' آنکھیں روتی ہیں' دل غمزدہ ہے پھر بھی ہم وہی الفاظ کہیں گے جن کو ہمارا رب پسند کرتا ہے۔ بیٹا بلاشبہ ہم تیری جدائی سے غم زدہ ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَرْسَلَتِ ابْنَةُ النَّبِيِّ ﷺ اِلَيْهِ اَنَّ ابْنًا لِّيْ قُبِضَ فَاْتِنَا فَاَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلٌّ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَاْتِيَنَّهَا

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بیٹی نے آپ ﷺ کو پیغام بھجوایا کہ میرا بیٹا قریب المرگ ہے آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں آپ ﷺ نے سلام کے ساتھ پیغام بھیجا کہ بلاشبہ اللہ ہی کا ہے جس کو اس نے قبض کیا ہے اور اسی کا ہے جو وہ عطا کرتا ہے اور اس کے

فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُبْنُ جَبَلٍ وَاُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ وَزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ فَرُفِعَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ الصَّبِیُّ وَنَفْسُہٗ تَتَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ فَقَالَ سَعْدٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا ھٰذَا فَقَالَ ھٰذِہٖ رَحْمَۃٌ جَعَلَھَا اللّٰہُ فِیْ قُلُوْبِ عِبَادِہٖ فَاِنَّمَا یَرْحَمُ اللّٰہُ مِنْ عِبَادِہِ الرُّحَمَآءَ.(متفق علیہ)2-711

ہاں ہرایک کے لئے وقت مقرر ہے۔اس لئے صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی امید رکھو۔آپ کی بیٹی نے اللہ کا واسطہ دے کر پھر پیغام بھیجا کہ ایک دفعہ ضرور تشریف لائیں۔ اس پر آپ ﷺ کھڑے ہوئے سعد بن عبادہ' معاذ بن جبل' ابی بن کعب' زید بن ثابت اور دیگر صحابہ ؓ آپ کے ہمراہ تھے۔آپ ﷺ کی خدمت میں بچہ پیش کیا گیا۔تو اس کا سانس قفس عنصری سے نکل رہا تھا۔آپ کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں۔حضرت سعد ؓ نے عرض کیا یہ کیا ہے؟ تب آپ نے ارشاد فرمایا' یہ رحمت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں بھر دیا ہے۔اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ان پر رحم فرماتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں (بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ اشْتَکٰی سَعْدُ بْنُ عُبَادَۃَ شَکْوٰی لَہٗ فَاَتَاہُ النَّبِیُّ ﷺ یَعُوْدُہٗ مَعَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَّعَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَیْہِ وَجَدَہٗ فِیْ غَاشِیَۃٍ فَقَالَ قَدْ قُضِیَ قَالُوْا لَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَبَکَی النَّبِیُّ ﷺ فَلَمَّا رَاَی الْقَوْمُ بُکَآءَ النَّبِیِّ ﷺ بَکَوْا فَقَالَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَنَّ اللّٰہَ لَا یُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَیْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰکِنْ یُّعَذِّبُ بِھٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی لِسَانِہٖ اَوْ یَرْحَمُ وَاِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَآءِ اَھْلِہٖ عَلَیْہِ.(متفق علیہ)3-712

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ ؓ کی عیادت کے لئے آپ کے ساتھ نبی رحمت ﷺ تشریف لے گئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ' حضرت سعد بن وقاص ؓ اور عبداللہ بن مسعود ؓ بھی تھے حضرت سعد کو غشی کی حالت میں پایا۔آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ کیا یہ فوت ہوچکے ہیں؟ بتایا گیا نہیں یارسول اللہ! اس پر رسول کریم ﷺ اشک بار ہوگئے۔صحابہ کرام ؓ نے آپ کو روتے دیکھا تو وہ بھی آنسو بہانے لگے۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا یاد رکھو کہ! اللہ تعالیٰ آنکھوں میں آنسوؤں اور دل کے حزن وملال سے عذاب نہیں دیتا۔زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔اس کی وجہ سے مبتلائے عذاب کرتا ہے یا رحم فرماتا ہے۔البتہ میت کو اس کے اہل خانہ کی آہ بکا کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍرَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعٰی بِدَعْوَی

حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص ہم سے نہیں جو رخساروں کو پیٹتا' دامن چاک کرتا اور جاہلیت کا واویلا کرتا ہے۔(بخاری ومسلم)

الْجَاهِلِيَّةِ.(متفق علیه)713-4

عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ ﷺ قَالَ اُغْمِیَ عَلٰی اَبِیْ مُوْسٰی فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ اُمُّ عَبْدِاللّٰهِ تَصِیْحُ بِرَنَّةٍ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَلَمْ تَعْلَمِیْ وَكَانَ یُحَدِّثُهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّنْ حَلَقَ وَصَلَقَ وَخَرَقَ.(متفق علیه ولفظه لمسلم)714-5

حضرت ابوبردہ ﷺ نے بتایا کہ حضرت ابوموسیٰ ﷺ بے ہوش ہو گئے تو ان کی بیوی ام عبداللہ ﷺ بلند آواز سے رونے لگی۔ تھوڑی دیر بعد آپ ﷺ کو افاقہ ہوا تو فرمانے لگے تجھے معلوم نہیں! رسول اکرم ﷺ نے فرمایا' میں اس شخص سے بری الذمہ ہوں جو سر منڈواتا' جزع فزع کرتا اور کپڑے پھاڑتا ہو (بخاری و مسلم) یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَعٌ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْ اَمْرِالْجَاهِلِیَّةِ لَا یَتْرُكُوْنَهُنَّ اَلْفَخْرُ فِی الْاَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِی الْاَنْسَابِ وَالْاِسْتِسْقَآءُ بِالنُّجُوْمِ وَالنِّیَاحَةُ وَقَالَ النَّائِحَةُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَعَلَیْهَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّدِرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ.(مسلم)715-6

ابو مالک اشعری ﷺ نے نبی مکرم ﷺ کی یہ نصیحت بیان فرمائی۔ میری امت میں جاہلیت کی چار عادتیں عود کر آئیں گی (۱) حسب و نسب پر فخر (۲) دوسروں کے حسب (۳) نسب پر طعن (۴) ستاروں کو بارش کا ذریعہ سمجھنا اور نوحہ کرنا مزید فرمایا' وفات سے پہلے نوحہ کرنے والی عورت اگر تائب نہ ہوئی تو روز قیامت اس کو اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اسے خارش کا کرتہ اور کندھک کی قمیض پہنائی جائے گی (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِامْرَاَةٍ تَبْكِیْ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِی اللّٰهَ وَاصْبِرِیْ قَالَتْ اِلَیْكَ عَنِّیْ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِیْبَتِیْ وَلَمْ تَعْرِفْهُ فَقِیْلَ لَهَا اِنَّهُ النَّبِیُّ ﷺ فَاَتَتْ بَابَ النَّبِیِّ ﷺ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهٗ بَوَّابِیْنَ فَقَالَتْ لَمْ اَعْرِفْكَ فَقَالَ اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَالصَّدْمَةِ الْاُوْلٰی.(متفق علیه)716-7

حضرت انس بیان ﷺ کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا گزر ایک عورت پر ہوا جو ایک قبر پر آہ و بکا کر رہی تھی۔ آپ نے تلقین فرمائی' اللہ سے ڈر اور صبر کرو۔ وہ کہنے لگی مجھ سے دور ہو جاؤ۔ تمہیں ایسی مصیبت نہیں پہنچی جیسی مصیبت میں میں مبتلا ہوں۔ اور وہ آپ کو پہچانتی نہیں تھی۔ اس کو بتایا گیا کہ یہ نبی کریم ﷺ ہیں۔ پھر وہ آپ کے دروازے پر آئی جس پر کوئی چوکیدار نہ تھا وہ معذرت خواہانہ عرض کرنے لگی۔ میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا' صبر تو وہ ہے جو صدمہ پہنچنے کے فوراً بعد کیا جائے (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَمُوْتُ لِمُسْلِمٍ ثَلٰثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَیَلِجُ النَّارَ

حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کے جب تین بچے

اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ.(متفق علیہ)717-8

فوت ہو جائیں تو وہ صرف قسم کو پورا کرنے کے لیے دوزخ میں داخل ہوگا (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنِسْوَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ لَا يَمُوْتُ لِاِحْدٰكُنَّ ثَلٰثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ فَتَحْتَسِبُهُ اِلَّا دَخَلَتِ الْجَنَّةَ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِنْهُنَّ اَوِ اثْنَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَوِاثْنَانِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا (ثَلٰثَةً لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ.718-9

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔تم میں سے جس عورت کے تین بچے فوت ہو گئے اور اس نے صبر کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ان میں ایک خاتون نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر دو فوت ہوئے ہوں تو آپ نے فرمایا' دو کا بھی یہی حکم ہے۔(مسلم) مسلم اور بخاری کی روایت میں تین نابالغ بچوں کا ذکر آتا ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُ مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِيْ جَزَآءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ اِلَّا الْجَنَّةُ.(بخاری)719-10

حضرت ابوہریرہ ؓ ہی سے رسول ﷺ کا یہ ارشاد ہے۔اللہ عزّ وجل فرماتا ہے کہ وہ مومن جس کے عزیز و اقارب میں سے محبوب ترین انسان کی روح میں قبض کرلوں اور وہ اس پر صبر کرے تو اس کا بدلہ میرے نزدیک جنت کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ نِّيحَ عَلَيْهِ فَاِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.(متفق علیہ)720-11

حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ بیان کرتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا' جس شخص پر نوحہ کیا جاتا ہے اس کو روز قیامت اس نوحہ خوانی کے سبب عذاب ہوگا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عُمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَاقَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَذُكِرَ لَهَا اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَآءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ تَقُوْلُ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِاَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَمَا اِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلٰكِنَّهُ نَسِيَ اَوْ اَخْطَاَ اِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى يَهُوْدِيَّةٍ يُّبْكٰى عَلَيْهَا فَقَالَ اِنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهَا وَاِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهَا.(متفق علیہ)721-12

عمرۃ بنت عبدالرحمٰن ؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا اور انہیں بتایا گیا کہ عبداللہ بن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ زندہ لوگوں کے میت پر نوحہ سے میت کو عذاب ہوگا۔اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔اللہ عز وجل ابو عبدالرحمٰن کو معاف فرمائے۔اس نے جھوٹ نہیں بولا وہ بھول گیا ہے یا اس کو غلطی لگی ہے۔دراصل رسول مکرم ﷺ کا گزر ایک یہودی عورت پر ہوا جس پر آہ وبکا کی جارہی تھی۔آپ نے فرمایا یہ لوگ اس پر آہ وبکا کر رہے ہیں اور اس کو قبر میں عذاب دیا جارہا ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ ﷺ قَالَ تُوُفِّیَتْ بِنْتٌ لِّعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ﷺ بِمَکَّۃَ فَجِئْنَا لِنَشْهَدَ هَا وَحَضَرَهَا ابْنُ عُمَرَوَابْنُ عَبَّاسٍ فَاِنِّیْ لَجَالِسٌ بَیْنَهُمَا فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لِعَمْرِوبْنِ عُثْمَانَ وَهُوَ مُوَاجِهُهُ اَ لَا تَنْهٰی عَنِ الْبُکَآءِ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَآءِ اَهْلِهٖ عَلَیْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ کَانَ عُمَرُ یَقُوْلُ بَعْضَ ذٰلِکَ ثُمَّ حَدَّثَ فَقَالَ صَدَرْتُ مَعَ عُمَرَ ﷺ مِنْ مَّکَّۃَ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِالْبَیْدَآءِ فَاِذَا هُوَ بِرَکْبٍ تَحْتَ ظِلِّ سَمُرَۃٍ فَقَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ مَنْ هٰؤُلَآءِ الرَّکْبُ فَنَظَرْتُ فَاِذَا هُوَ صُهَیْبٌ قَالَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ادْعُهُ فَرَجَعْتُ اِلٰی صُهَیْبٍ فَقُلْتُ ارْتَحِلْ فَالْحَقْ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَلَمَّا اَنْ اُصِیْبَ عُمَرُ ﷺ دَخَلَ صُهَیْبٌ یَّبْکِیْ یَقُوْلُ وَااَخَاهُ وَآصَاحِبَاهُ فَقَالَ عُمَرُ ﷺ یَا صُهَیْبُ اَتَبْکِیْ عَلَیَّ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُکَآءِ اَهْلِهٖ عَلَیْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ ذَکَرْتُ ذَالِکَ لِعَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَتْ یَرْحَمُ اللّٰهُ عُمَرَ ﷺ لَا وَاللّٰهِ مَا حَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْمَیِّتَ لَیُعَذَّبُ بِبُکَآءِ اَهْلِهٖ عَلَیْهِ وَلٰکِنْ اِنَّ اللّٰهَ یَزِیْدُ الْکَافِرَ عَذَابًا بِبُکَآءِ اَهْلِهٖ عَلَیْهِ وَقَالَتْ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا حَسْبُکُمُ الْقُرْآنُ وَلَا تَزِرُوَازِرَۃٌ وِزْرَ اُخْرٰی قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عِنْدَ ذَالِکَ وَاللّٰهُ اَضْحَکَ وَاَبْکٰی قَالَ

حضرت عبد اللہ بن ابی ملیکہ ﷺ بیان کرتے کہ حضرت عثمان ﷺ کی بیٹی مکہ مکرمہ میں وفات پا گئی۔ ہم اس کے جنازہ کے لئے آئے ابن عمر ﷺ اور ابن عباس ﷺ بھی وہاں تھے۔ میں ان دونوں کے درمیان تھا انہوں نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے عمرو بن عثمان ﷺ کو کہا آپ خواتین کو نوحہ وبکا سے کیوں نہیں روکتے؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے' میت کو اس کے اہل خانہ کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے۔ اس پر ابن عباس ﷺ نے فرمایا حضرت عمر ﷺ ایسی ہی بات کہتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ میں حضرت عمر ﷺ کے ہمراہ مکہ مکرمہ سے لوٹا جب ہم بیداء پہنچے تو وہاں حضرت صہیب ﷺ کو پایا پھر اس کی اطلاع حضرت عمر ﷺ کو دی انہوں نے صہیب ﷺ کو بلانے کیلئے کہا تو میں حضرت صہیب ﷺ کے پاس گیا اور کہا تشریف لے چلئے امیر المومنین آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ پھر جب حضرت عمر ﷺ زخمی ہوئے تو حضرت صہیب ﷺ روتے ہوئے ہائے میرا بھائی اور میرا ساتھی کہتے داخل ہوئے۔ حضرت عمر ﷺ نے سختی سے فرمایا مجھ پر تم روتے ہو حالانکہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا' بلاشبہ مرنے والے کے بعض تعلق داروں کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے۔ ابن عباس ﷺ فرماتے ہیں جب حضرت عمر ﷺ وفات پا گئے تو میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کیا۔ ام المومنین نے جواب دیا اللہ تعالیٰ عمر ﷺ پر رحم فرمائے۔ اللہ کی قسم! ایسی بات نہیں کہ میت کو اس کے اہل کے رونے سے عذاب ہوتا ہو۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کے عذاب میں ان کے اہل کے رونے کے سبب اضافہ کرتا ہے حضرت عائشہ ﷺ نے

ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ فَمَاقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا شَیْئًا. (متفق علیہ)13-722

اس پر مزید فرمایا ہمارے لئے قرآن ہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کوئی نفس کسی دوسرے نفس کے بوجھ کو نہیں اٹھائے گا' اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تائید میں فرمایا۔ اللہ ہی انسان کو ہنساتا ہے اور رلاتا ہے ابن ملیکہ ﷛ کا بیان ہے کہ اس پر عبداللہ بن عمر ﷛ خاموش رہے (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

لواحقین کے بین کرنے سے میّت کو تب عذاب ہوگا جب مرنے والا خود ایسا کیا کرتا تھا یا وہ اس طرح رونے کی وصیّت کر گیا ہو۔

عَنْ عَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ لَمَّا جَآءَ النَّبِیَّ ﷺ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَۃَ وَجَعْفَرٍ وَّابْنِ رَوَاحَۃَ ﷛ جَلَسَ یُعْرَفُ فِیْہِ الْحُزْنُ وَاَنَا اَنْظُرُ مِنْ صَآئِرِ الْبَابِ تَعْنِیْ شَقَّ الْبَابِ فَاَتَاہُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّ نِسَآءَ جَعْفَرٍ ﷛ وَّذَکَرَ بُکَآءَ ھُنَّ فَاَمَرَہٗ اَنْ یَّنْھَاھُنَّ فَذَھَبَ ثُمَّ اَتَاہُ الثَّانِیَۃَ لَمْ یُطِعْنَہٗ فَقَالَ انْھَھُنَّ فَاَتَاہُ الثَّالِثَۃَ قَالَ وَاللّٰہِ غَلَبْنَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَزَعَمْتُ اَنَّہٗ قَالَ فَاحْثُ فِیْ اَفْوَاھِھِنَّ التُّرَابَ فَقُلْتُ اَرْغَمَ اللّٰہُ اَنْفَکَ لَمْ تَفْعَلْ مَا اَمَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَلَمْ تَتْرُکْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مِنَ الْعَنَاءِ. (متفق علیہ)14-723

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب حضرت ابن حارثہ ﷛' جعفر ﷛ اور ابن رواحہ ﷛ شہید ہوئے تو آنحضرت ﷺ حزن و ملال میں مبتلاء مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ میں دروازے کی جھری سے یعنی سوراخوں سے دیکھ رہی تھی کہ ایک شخص نے آکر آپ کو بتایا کہ حضرت جعفر ﷛ کے گھر خواتین ان پر بلند آواز سے رو رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں روکو۔ وہ ان کے پاس گیا بعد ازاں آپ کے پاس آ کر بتایا وہ اسکا کہا نہیں مانتیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں روکو۔ وہ پھر آکر عرض کرتا ہے۔ اللہ کی قسم' یارسول اللہ! وہ ہم پر غالب آگئی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ ﷺ نے اسے حکم دیا ان کے منہ میں مٹی ڈالے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اس شخص سے کہا اللہ تیری ناک خاک آلودہ کرے نہ تجھ سے وہ کام ہوسکا جس کا آپ ﷺ نے تجھے حکم دیا اور نہ تو آپ کو پریشان کرنے سے باز آیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ لَمَّا مَاتَ اَبُوْ سَلَمَۃَ قُلْتُ غَرِیْبٌ وَّفِیْ اَرْضِ غُرْبَۃٍ لَاَبْکِیَنَّہٗ بُکَآءً یُّتَحَدَّثُ عَنْہُ فَکُنْتُ قَدْ تَھَیَّاْتُ لِلْبُکَآءِ عَلَیْہِ اِذْ اَقْبَلَتِ امْرَاَۃٌ تُرِیْدُ اَنْ تُسْعِدَنِیْ فَاسْتَقْبَلَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب ان کے خاوند ابوسلمہ ﷛ فوت ہوئے تو انہوں نے سوچا تھا غریب الوطن تھا پردیس میں مرگیا۔ میں اس پر اتنا روؤں گی کہ میری آہ و بکا لوگ یاد رکھیں گے۔ چنانچہ میں نے اس پر نوحہ کے لئے اپنے آپ کو تیار کیا اس دوران ایک عورت آئی جس کا

اَتُرِیْدِ یْنَ اَنْ تُدْخِلِی الشَّیْطَانَ بَیْتًا اَخْرَجَهُ اللّٰهُ مِنْهُ مَرَّتَیْنِ وَکَفَفْتُ عَنِ الْبُکَآءِ فَلَمْ اَبْکِ.(مسلم)724-15

ارادہ رونے میں میری معاونت کرنے کا تھا نبی اکرم ﷺ اس عورت سے اس طرح مخاطب ہوئے اور دو دفعہ یہ ارشاد فرمایا جس گھر سے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو نکال دیا اس گھر میں تو پھر اس کو داخل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اس فرمان کے بعد میں رونے سے بالکل رک گئی۔(مسلم)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ ؓ قَالَ اُغْمِیَ عَلٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ فَجَعَلَتْ اُخْتُه عَمْرَةُ تَبْکِیْ وَاجَبَلَاهُ وَاکَذَا وَاکَذَا تُعَدِّدُ عَلَیْهِ فَقَالَ حِیْنَ اَفَاقَ مَاقُلْتِ شَیْئًا اِلَّا قِیْلَ لِیْ کَذَالِکَ زَادَ فِیْ رِوَایَةٍ فَلَمَّا مَاتَ لَمْ تَبْکِ عَلَیْهِ.(بخاری)725-16

حضرت نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ بے ہوش ہوگئے اوران کی بہن عمرہ روتے ہوئے ان کی خوبیاں گن رہی تھیں کہ تو پہاڑ، بہادر، عظیم سہارا اور اس قسم کے الفاظ کہہ رہی تھیں جب انہیں ہوش آیا فرمانے لگے تو نے میرے بارے میں اس قسم کی باتیں کی ہیں اگر مجھ سے سوال ہوتا کہ واقعی تو ایسا تھا؟ تو پھر......دوسری روایت میں ہے کہ وہ جب فوت ہوگئے تو ان کی بہن پھر اسطرح نہیں روئی۔(بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لَهُ مَاتَ ابْنٌ لِیْ فَوَجَدْتُ عَلَیْهِ هَلْ سَمِعْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِ شَیْئًا یُطِیْبُ بِاَنْفُسِنَا عَنْ مَوْتَانَا قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُهُ ﷺ قَالَ صِغَارُهُمْ دَعَامِیْصُ الْجَنَّةِ یَلْقٰی اَحَدُهُمْ اَبَاهُ فَیَاْخُذُ بِنَاصِیَةِ ثَوْبِهٖ فَلَا یُفَارِقُهُ حَتّٰی یُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ.(مسلم)726-17

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے ان سے عرض کیا میرا بیٹا فوت ہوگیا جس کی وجہ سے مجھے شدید صدمہ ہے جناب ابو ہریرہ ؓ کیا آپ نے اپنے محبوب سے ایسا ارشاد سنا اللہ ان پر رحمتیں نازل فرمائے جس سے ہمیں سکون حاصل ہو؟ حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں جی ہاں میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا چھوٹے بچے بلا تکلف جنت میں گھومتے پھرتے ہوں گے وہ اپنے والدین سے مل کر ان کے دامن کو پکڑ لیں گے اور ان کو جنت میں داخل کرانے تک نہیں چھوڑیں گے۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ؓ قَالَ جَاءَ تْ اِمْرَاَةٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِیْثِکَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِکَ یَوْمًا نَاْتِیْکَ فِیْهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَکَ اللّٰهُ فَقَالَ اِجْتَمِعْنَ فِیْ یَوْمِ کَذَا وَکَذَا فِیْ مَکَانِ

حضرت ابو سعید ؓ ذکر کرتے ہیں ایک عورت رسول محترم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرتی ہے مرد حضرات تو آپ کے ارشادات سے مستفید ہوتے ہیں ہمارے لیے بھی ایک دن عنایت فرمائیں تاکہ ہم بھی وہ علم حاصل کریں جو اللہ تعالیٰ آپ کو عطا فرماتے ہیں۔ارشاد ہوا کہ آپ فلاں

كَذَا وَكَذَا فَاجْتَمَعْنَ فَأَتَاهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَّلَدِهَا ثَلٰثَةً اِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوِاثْنَيْنِ فَاَعَادَتْهَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ (رواه البخاري)
18-727

دن اور فلاں جگہ اجتماع کیا کریں۔ تو انہوں نے وہاں اجتماع کیا رسول محترم ﷺ وہاں تشریف لے گئے آپ نے انہیں ان مسائل سے آگاہ فرمایا جنکی اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم دی پھر فرمایا جس عورت نے اپنے تین بچوں کو آگے بھیجا وہ بچے اپنی ماں کے لیے جہنم سے رکاوٹ بن جائیں گے۔ ایک عورت نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا دو بچوں کے لیے بھی یہی اجر ہے اور یہ الفاظ اس نے دو مرتبہ دہرائے آپ نے فرمایا دو بچوں کے لیے بھی یہی اجر ہے آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا۔ (بخاری)

خلاصۂ باب

١۔ کسی کی موت پر رونا انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔

٢۔ ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے۔

٣۔ کسی کی موت پر رخسار پیٹنا' دامن چاک کرنا اور نوحہ کرنا کفر کی حرکات ہیں۔

٤۔ نسب پر فخر کرنا' ستاروں کے ذریعے بارش مانگنا اور دوسرے کے نسب پر طعن کرنا جہالت ہے۔

٥۔ صدمہ کی ابتدا کے وقت صبر کرنا اصل صبر ہے۔

٦۔ لختِ جگر کی موت پر صبر کرنے والی ماں جنت میں جائے گی۔

٧۔ کسی کی آہ و بکا کی وجہ سے مرنے والے کو عذاب نہیں ہوتا۔

٨۔ شہید کی موت پر خوشی کے بجائے غم کا اظہار کرنا سنت ہے۔

بَابُ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ

قبروں کی زیارت

الفصل الاول

عَنْ بُرَيْدَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَاَمْسِكُوْا مَا بَدَالَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيْذِ اِلَّا فِيْ سِقَاءٍ فَاشْرَبُوْا فِي الْاَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا. (مسلم) 1-728

پہلی فصل

حضرت بریدہ ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا لیکن اب تم زیارت کیا کرو۔ اسی طرح میں نے تم کو قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے سے روکا تھا اب یہ زیادہ دن رکھنے کی اجازت ہے میں نے تمہیں شراب پینے والے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کیا تھا اب تم سب برتن استعمال کر سکتے ہو۔ البتہ نشہ آور مشروب کو پینا جائز نہیں۔ (مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ نے شرک ورسومات کی وجہ سے ابتداء میں قبروں کی زیارت سے روک دیا تھا جب لوگوں کا توحید پر عقیدہ پختہ ہوا اور وہ رسومات سے پرہیز کرنے لگے۔ تو آپ نے یہ کہہ کر قبروں کی زیارت کی اجازت عنایت فرمائی کہ اب تم قبرستان میں جایا کرو۔ کیونکہ اس سے آدمی کو موت یاد آتی ہے البتہ ان لوگوں کو بالخصوص عورتوں کو قبرستان جانے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ جو وہاں جا کر واویلا یا خلاف شریعت حرکات کرتی ہیں۔ تین دن سے زیادہ گوشت کی ممانعت شاید اس لئے فرمائی کہ مسلمانوں کا ابتدائی دور غربت وافلاس کا تھا جب نسبتاً خوشحالی کا دور آیا تو آپ ﷺ نے قربانی کا گوشت جمع کرنے کی کھلی اجازت عطا فرمائی۔ اگر آج بھی کسی علاقے میں ایسی صورت ہو تو قربانی کے گوشت کا ذخیرہ کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ زَارَ النَّبِيُّ ﷺ قَبْرَ اُمِّهٖ فَبَكٰى وَاَبْكٰى مَنْ حَوْلَهٗ فَقَالَ اسْتَاْذَنْتُ رَبِّيْ فِيْ اَنْ اَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ وَاسْتَاْذَنْتُهٗ فِيْ اَنْ اَزُوْرَ قَبْرَهَا فَاُذِنَ لِيْ فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْمَوْتَ. (مسلم) 2-729

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی والدۂ ماجدہ کی قبر کی زیارت کے لئے گئے اور آپ زار وقطار رونے لگے اور جو صحابہ ﷺ آپ کے ساتھ تھے وہ بھی روئے جا رہے تھے۔ بعد میں آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کے لئے استغفار کی اجازت چاہی تھی لیکن مجھے یہ اجازت نہیں ملی۔ پھر میں نے زیارت کے لئے اجازت مانگی۔ جس کے لئے مجھے اجازت عنایت فرمائی گئی لوگو! قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ موت یاد کرواتی ہے۔ (مسلم)

عَنْ بُرَيْدَةَ ﷛ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَى الْمَقَابِرِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ.(مسلم)730-3

حضرت بریدہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا جب تم قبرستان میں جاؤ تو یہ دعا کیا کرو۔''اے قبروں میں بسنے والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو۔ جب اللہ نے چاہا ہم بھی تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ ہم اپنے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے خیر مانگتے ہیں۔(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ.(مسلم) 731-4

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک رات رسول اکرم ﷺ میرے ہاں تشریف فرما تھے۔ آپ رات کے آخری حصے میں بقیع قبرستان کی طرف تشریف لے گئے۔ اور انہیں السلام علیکم کہتے ہوئے فرمایا''اے قبرستان میں بسنے والے مومنو! تم سے جو وعدہ ہوا تھا وہ مل چکا اور ہمیشہ رہنے والے اجر کے لئے آخرت کا وقت ہے۔ ان شاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ الٰہی بقیع قبرستان والوں کو معاف فرما۔(مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَيْفَ اَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَعْنِيْ فِيْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ قَالَ قُوْلِيْ السَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ.(مسلم) 5-732

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں انہوں نے رسول محترم ﷺ سے استفسار کیا۔ قبروں کی زیارت کے وقت کیا پڑھنا چاہئے۔ فرمایا تجھے یہ دعا کرنی چاہئے۔''اے قبروں میں رہنے والے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو اللہ تعالیٰ تمہارے پہلے اور پچھلے لوگوں پر رحم فرمائے۔ ان شاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ قبروں کی زیارت کرنی چاہیے۔ کیونکہ اس طرح موت یاد آتی ہے۔

۲۔ اہل محلہ اور عزیز واقرباء کے حالات اجازت دیتے ہوں تو قربانی کا گوشت ذخیرہ کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ والدین کی قبر پر خصوصی طور پر جانا چاہیے۔

۴۔ قبرستان جا کر مدفون حضرات کے لیے اور اپنے لیے دعائے مغفرت کرنی چاہیے۔

كِتَابُ الزَّكٰوةِ

زکوٰۃ کے مسائل

اسلام سے قبل حاکموں، بادشاہوں اور سرداروں کا اصول یہ تھا کہ وہ لوگوں کی آمدنی سے دسواں حصہ وصول کرتے پھر اسے اپنی شان وشوکت اور عظمت واقتدار پر خرچ کرتے۔ اس طرح غریبوں، کسانوں اور مزدوروں کی کمائی حاکموں کی ذات، خاندان اور ان کے للّے تللّوں پر خرچ ہوجاتی۔ اسلام نے ان کی اجارہ داری کو دوطرح ختم کیا ایک تو دس فیصد کی بجائے زکوٰۃ کی صورت میں چالیسواں حصہ مقرر کرتے ہوئے اس کو صرف غرباء اور مساکین کا حق قرار دیا۔ اور اس میں امیروں کے لئے ایک پیسہ کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ پھر اس میں یہ اصلاح بھی فرمائی کہ علاقے کی زکوٰۃ کے زیادہ حق دار پہلے وہاں کے رہنے والے غریبوں اور مستحقین کو ٹھہرایا۔

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا ؓ اِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَیْهِمْ صَدَقَةً فِیْ اَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَائِهِمْ (رواه البخاری)

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ ؓ کو یمن بھیجا تو ارشاد فرمایا لوگوں کو بتانا کہ ان پر اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لے کر ان کے فقرا کو دی جائے گی۔'' (بخاری)

مسلم حکومتوں کے پاس آج بے پناہ وسائل، ان گنت ذرائع آمدنی، پٹرول اور دیگر معدنیات کے خزانے کثیر مقدار میں موجود ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اغیار کے مقابلے میں مسلمانوں میں غربت وافلاس کا دور دورہ ہے۔ مالی بے چارگی نے مسلمانوں کے اخلاقی وسیاسی اور دینی اقدار کو تباہ کرنے کے ساتھ بدترین سیاسی غلامی میں مبتلا کر دیا ہے۔ کروڑوں مسلمان معاشی تنگی کی وجہ سے روٹی کے دھندے کے علاوہ کسی دوسری طرف سوچنے اور دیکھنے کی فرصت نہیں پاتے جبکہ اسلام کا معاشی پروگرام تو وہی ہے جو آج سے چودہ سو سال قبل تھا اور اسی نظام کی بدولت سرورِ گرامی ﷺ نے مکہ معظمہ میں پیشین گوئی فرمائی تھی کہ وہ وقت آئے گا جب مسلمانوں کی معیشت اس قدر مضبوط اور صحیح خطوط پر استوار ہوگی کہ مخیّر حضرات مساکین کو ڈھونڈتے پھریں گے لیکن انہیں کوئی مستحق دستیاب نہیں ہوگا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے

فَاِنَّ السَّاعَةَ لَاتَقُوْمُ حَتّٰی یَطُوْفَ اَحَدُکُمْ بِصَدَقَتِهٖ لَا یَجِدُ مَنْ یَّقْبَلُهَا مِنْهُ

''قیامت نہیں آئے گی جب تک زکوٰۃ دینے والے سرگرداں نہیں پھریں گے لیکن انہیں قبول کرنے والا کوئی نہیں ملے گا۔''
(بخاری، کتاب الزکوٰۃ)

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ اِنَّکَ تَاْتِیْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے معاذ ؓ کو یمن کی طرف بھیجتے ہوئے فرمایا تم

قَوْمًا اَهْلَ كِتَابٍ فَادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذَالِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِى الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَآئِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذَالِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ. (متفق عليه) 1-733

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَّلَا فِضَّةٍ لَّا يُؤَدِّىْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحَ مِنْ نَّارٍ فَاُحْمِىَ عَلَيْهَا فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِيْنُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا رُدَّتْ اُعِيْدَتْ لَهُ فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهُ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْاِبِلُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ اِبِلٍ لَا يُؤَدِّىْ مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حَلَبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ اَوْفَرَ مَا كَانَتْ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيْلًا وَّاحِدًا تَطَاُهُ بِاَخْفَافِهَا وَتَعَضُّهُ بِاَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ اُوْلٰهَا رُدَّ عَلَيْهِ اُخْرٰهَا فِىْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهُ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّىْ

ایسے لوگوں کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں انہیں کلمۂ شہادت کی دعوت دیجئے اگر وہ کلمہ پڑھ لیں تو پھر انکو بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر رات اور دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں جب وہ اسے تسلیم کر لیں تو انہیں بتلائیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر زکوٰۃ فرض کی ہے ان کے امیر لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر کے انہیں کے غرباء میں تقسیم کی جائے۔ جب وہ زکوٰۃ دینے پر آمادہ ہوں تو ان سے ان کے بہترین مال لینے سے اجتناب کرو۔ مظلوم کی بددعا سے بچے رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ اور مظلوم کی بددعا کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا جس کے پاس سونا اور چاندی ہو اور وہ اس سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتا قیامت کے دن اس سونا چاندی کی آگ کی سیخیں بنائی جائیں گی ان کو جہنم کی آگ میں تپا کر اس کی پیشانی، پہلوؤں اور کمر کو داغا جائے گا جب وہ ٹھنڈی ہو جائیں گی تو پھر انہیں گرم کر کے داغا جائے گا۔ پچاس ہزار سال کے دن میں جب تک تمام انسانوں کا فیصلہ نہیں ہو جاتا اس وقت تک یہ سزا جاری رہے گی۔ پھر اس کے بارے فیصلہ کیا جائے کہ اس کو جنت میں داخل کیا جائے یا جہنم میں پھینکا جائے۔ رسول معظم ﷺ سے اونٹوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اونٹوں کا حق ادا نہیں کرتا۔ اسے بھی سزا ملے گی اونٹوں کا حق یہ ہے کہ جب ان کو پانی پلانے کیلئے گھاٹ پر لے جائے تو اس کا کچھ دودھ غرباء و مساکین میں تقسیم کرے۔ جو شخص اونٹوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اس کو قیامت کے دن چٹیل میدان میں منہ کے بل لٹا کر اونٹوں کو حکم ہو گا کہ وہ اس آدمی کو کاٹتے اور پاؤں سے روندتے ہوئے گزریں۔ اونٹ پہلے سے کہیں زیادہ موٹے

مِنهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَا يَفْقِدُ مِنهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَاُهُ بِاَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ اُولٰهَا رُدَّ عَلَيْهِ اُخْرٰهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيَرٰى سَبِيْلَهُ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْخَيْلُ قَالَ فَالْخَيْلُ ثَلٰثَةٌ هِيَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَّهِيَ لِرَجُلٍ اَجْرٌ فَاَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَّبَطَهَا رِئَاءً وَّفَخْرًا وَّنِوَاءً عَلٰى اَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِيَ لَهُ وِزْرٌ وَاَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ سِتْرٌ فَرَجُلٌ رَّبَطَهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِي ظُهُوْرِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَاَمَّا الَّتِي هِيَ لَهُ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَّبَطَهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فِي مَرْجٍ وَّرَوْضَةٍ فَمَا اَكَلَتْ مِنْ ذَالِكَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا كُتِبَ لَهُ عَدَدَ مَا اَكَلَتْ حَسَنَاتٌ وَّكُتِبَ لَهُ عَدَدُ اَرْوَاثِهَا وَاَبْوَالِهَا حَسَنَاتٌ وَّلَا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَدَدَ اٰثَارِهَا وَاَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ وَّلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا عَلٰى نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا يُرِيْدُ اَنْ يَّسْقِيَهَا اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْحُمُرُ قَالَ مَا اُنْزِلَ عَلَيَّ فِي الْحُمُرِ شَيْءٌ اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْفَاذَّةُ الْجَامِعَةُ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهُ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهُ. (مسلم) 2-734

اور تعداد میں زیادہ ہوں گے۔ یہ عذاب پچاس ہزار سال تک جاری رہے گا یہاں تک کہ تمام انسانوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا کہ کون جنت میں جائے گا اور کون جہنم میں نبی مکرم ﷺ سے پھر دریافت کیا گیا کہ گائے اور بکریوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ آدمی جو گائے اور بکریوں کی زکوٰۃ نہیں دیتا محشر کے میدان میں اس کو چٹیل میدان میں چہرے کے بل لٹاتے ہوئے اس کے جانور خم دار سینگوں اور بغیر سینگوں حتیٰ کہ ٹوٹے ہوئے سینگوں سے گویا کہ کوئی بھی پیچھے نہیں رہے گا وہ اپنے سینگوں اور پاؤں کے ساتھ ماریں گے اور منہ کے ساتھ کاٹیں گے جب ان میں سے آخری جانور اس کو اپنی باری مارلے گا تو پھر پہلا جانور آئے گا اس طرح وہ یکے بعد دیگرے مارتے رہیں گے پچاس ہزار سال کے اس دن میں یہ سزا جاری رہے گی۔ حتیٰ کہ تمام لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا اور وہ اپنے ٹھکانے یعنی جہنم یا جنت کو پالیں۔ رسول معظم ﷺ سے گھوڑوں کے بارے استفسار ہوا۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا گھوڑے تین طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ جو مالک کے لئے مصیبت کا باعث ہوگا۔ دوسرا اس شخص کے لئے پردہ اور تیسرا وہ جو آدمی کے لئے باعث اجر وثواب ہوگا۔ وہ گھوڑا آدمی کے لئے عذاب کا باعث ہوگا۔ جس کو اس نے ریاکاری فخر وتکبر اور مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کے لئے رکھا ہوا ہے۔ دوسرا وہ گھوڑا ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کیا وہ اس کے لیے پردہ ہوگا پھر اس کی سواری کے بارے اللہ تعالیٰ کے حق کو نہیں بھولا ایسا گھوڑا جہنم کے درمیان رکاوٹ ہوگا۔ تیسرا جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں مجاہدین کے لئے وقف ہو اس کا چراہ گاہ میں کھانا پینا اور چلنا پھرنا حتیٰ کہ اس کے پیشاب پاخانے کے

بدلے بھی مالک کو اجر سے نوازا جائے گا گھوڑا اگر اپنی رسی توڑ کر ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی تک بھاگ کر جاتا ہے تو اس کے پاؤں کے نشانات اور لید کے برابر اس کے مالک کو ثواب عطا کیا جائے گا۔ مالک کسی ندی کے پاس سے گزرتا ہے۔ اس کے پانی نہ پلانے کے باوجود اگر وہ پانی پی لیتا ہے اس کے پینے کے ایک ایک قطرے کے برابر گھوڑا رکھنے والے کو نیکیاں دی جائیں گی نبی کریم ﷺ سے گدھوں کے بارے سوال کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گدھوں کے بارے میں مجھ پر الگ وحی نازل نہیں ہوئی۔ البتہ یہ اکیلی آیت ہی جامع ترجمان ہے۔ ”جو کوئی ایک ذرہ کے برابر نیکی کرے گا وہ اس کو پالے گا اور جو کوئی ایک ذرہ کے برابر برائی کرے گا وہ اس کا نتیجہ دیکھ لے گا۔“ (پ۳۰۔ سورۃ زلزال آیت آخری) (مسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهُ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ يَاْخُذُ بِلَهْزِمَتَيْهِ يَعْنِيْ شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الْاٰيَةَ. (بخاری) 735-3

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرتا ہو تو قیامت کے دن اس کا مال زہریلے گنجے سانپ کی شکل اختیار کرلے گا اس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے اسے اس شخص کے گلے کا ہار بنایا جائے گا وہ اس کے دونوں جبڑوں سے پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں اور میں تیرا خزانہ ہوں جسے تو نے دنیا میں سنبھالے رکھا پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الْاٰيَةَ۔ (بخاری)

عَنْ اَبِيْ ذَرٍ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُوْنُ لَهُ اِبِلٌ اَوْ بَقَرٌ اَوْ غَنَمٌ لَا يُؤَدِّيْ حَقَّهَا اِلَّا اُتِيَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْظَمَ مَا يَكُوْنُ وَاَسْمَنَهُ تَطَاُهُ بِاَخْفَافِهَا وَتَنْطِحُهُ بِقُرُوْنِهَا كُلَّمَا جَازَتْ اُخْرٰهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ اُوْلٰهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ. (متفق علیه) 736-4

حضرت ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص کے پاس اونٹ، گائے یا بکریاں ہوں اور وہ ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن اس کے پاس ان کو لایا جائے گا وہ پہلے سے زیادہ موٹی تازی ہوں گی وہ اسے اپنے پاؤں کے ساتھ روندیں گی اور سینگوں کیساتھ ماریں گے جب ان میں آخری اس کو مارتے ہوئے گزر جائیں گی تو پھر پہلے اسے روندنا شروع کرے گی سزا کا یہ سلسلہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہونے تک جاری رہے گا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَتَاكُمُ الْمُصَدِّقُ فَلْيَصْدُرْ عَنْكُمْ وَهُوَ عَنْكُمْ رَاضٍ. (مسلم) 737-5

حضرت جریر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ کا ارشاد ہے جب زکوٰۃ وصول کرنے والا تمہارے پاس آئے تو اسے خوش کر کے واپس کیا کرو۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى ؓ قَالَ كَانَ

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم

النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ فُلَانٍ فَأَتَاهُ أَبِيْ بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِيْ اَوْفٰى (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ إِذَا اَتَى الرَّجُلُ النَّبِيَّ ﷺ بِصَدَقَتِهِ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ. 6-738

ﷺ کے پاس جب لوگ زکوٰۃ لے کر آتے تو آپ ﷺ ان کے لئے دعا فرماتے اے اللہ فلاں کے اہل وعیال پر رحمت فرما۔ میرے والد آپ ﷺ کی خدمت میں زکوٰۃ لے کر آئے تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ ابو اوفیٰ کے اہل وعیال پر رحمت نازل فرما (بخاری و مسلم) ایک دوسری روایت میں ہے جب کوئی آدمی زکوٰۃ پیش کرتا تو آپ دعا کرتے کہ اے اللہ اس پر رحمت فرما۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُمَرَ عَلَى الصَّدَقَةِ فَقِيْلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِيْلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ وَالْعَبَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيْلٍ اِلَّا اَنَّهُ كَانَ فَقِيْرًا فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَاَمَّا خَالِدٌ فَاِنَّكُمْ تَظْلِمُوْنَ خَالِدًا قَدِ احْتَبَسَ اَدْرَاعَهُ وَاَعْتُدَهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَمَّا الْعَبَّاسُ فَهِيَ عَلَيَّ وَمِثْلُهَا مَعَهَا ثُمَّ قَالَ يَا عُمَرُ اَمَا شَعَرْتَ اَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ. (متفق علیه) 7-739

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عمر ﷺ کو زکوٰۃ کی وصولی کے لیے بھیجا۔ انہوں نے آپ سے شکایت کی کہ ابن جمیل، خالد بن ولید اور عباس ﷺ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابن جمیل صرف اس وجہ سے انکار کر رہا ہے کہ مفلس اور تنگ دست تھا اسے اللہ نے اپنے رسول کی دعا کی بدولت مال دار کر دیا ہے خالد بن ولید ﷺ سے زکوٰۃ کا مطالبہ کرنا اس کے ساتھ زیادتی ہے کیونکہ اس نے اپنی زرہ اور دوسرا جنگی سامان اللہ کے راستے میں وقف کیا ہوا ہے البتہ عباس ﷺ کی زکوٰۃ میرے ذمہ ہے اور زکوٰۃ کے برابر مزید سامان کا بھی ذمہ دار ہوں پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر! کیا آپ نہیں جانتے آدمی کا چچا اس کے والد کی مانند ہوتا ہے؟ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ ﷺ قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا مِنَ الْاَزْدِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ اللُّتْبِيَّةِ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا اُهْدِيَ لِيْ فَخَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَسْتَعْمِلُ رِجَالًا مِنْكُمْ عَلٰى اُمُوْرٍ مِمَّا وَلَّانِيَ اللّٰهُ فَيَاْتِيْ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ هٰذَا لَكُمْ وَهٰذِهٖ هَدِيَّةٌ اُهْدِيَتْ لِيْ فَهَلَّا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ اَبِيْهِ اَوْ بَيْتِ اُمِّهٖ

حضرت ابوحمید ساعدی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے ازد قبیلہ کے ابن اللتبیہ نامی آدمی کو زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر فرمایا جب وہ واپس آیا تو اس نے کہا یہ مال آپ کا ہے اور یہ مجھے تحائف ملے ہیں اس موقعہ پر نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتے ہوئے فرمایا جن امور پر اللہ تعالیٰ نے مجھے حاکم بنایا ہے میں ان امور پر تم میں سے کسی شخص کو مقرر کر دیتا ہوں تو وہ واپس آ کر کہتا ہے کہ یہ مال تمہارا ہے اور یہ تحفہ ہے جو مجھے دیا گیا ہے اگر وہ

فَيُنْظَرَ اَيُهْدٰى لَهٗ اَمْ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَأْخُذُ اَحَدٌ مِنْهُ شَيْئًا اِلَّا جَاءَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهٗ عَلٰى رَقَبَتِهٖ اِنْ كَانَ بَعِيْرًا لَهٗ رُغَاءٌ اَوْ بَقَرًا لَهٗ خُوَارٌ اَوْشَاةً تَيْعِرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَاَيْنَا عُفْرَةَ اِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ (متفق علیه) 740-8

اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر بیٹھا رہتا پھر دیکھا جاتا اسے کیسے تحفہ ملتا؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کوئی بھی شخص جو زکوٰۃ کے مال میں خیانت کرے گا تو قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس نے مال کو گردن پر اٹھایا ہوگا اگر اونٹ ہوگا تو وہ بلبلائے گا۔ گائے یا بھیڑ بکری بھی بولتی ہوگی پھر آپ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا یہاں تک کہ ہم نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی آپ نے فرمایا اے اللہ کیا میں نے احکام کو پہنچا دیا ہے؟ آپ نے پھر فرمایا اے اللہ کیا میں نے تیرے احکام کو پہنچا دیا ہے۔؟ (متفق علیہ)

عَنْ عَدِيِّ بْنِ عُمَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلٰى عَمَلٍ فَكَتَمَنَا مُخِيْطًا فَمَا فَوْقَهٗ كَانَ غُلُوْلًا يَأْتِيْ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. (مسلم) 741-9

حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے جس شخص کو ہم زکوٰۃ کی وصولی پر مقرر کریں وہ ہم سے سوئی یا جو اس سے بھی چھوٹی چیز ہو چھپائے گا تو قیامت کے دن یہ خیانت تصور ہوگی جس کے ساتھ اسے حاضر کیا جائے گا۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَهٗ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ لِاَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَاِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا رَاَيْتُ اَنَّ اللّٰهَ شَرَحَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی مکرم ﷺ وفات پا گئے اور آپ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا گیا اور عرب کے کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کیسے ان لوگوں سے جنگ کریں گے جبکہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے میں لوگوں سے اسوقت تک جنگ کروں جب تک وہ یہ گواہی نہ دے دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جس نے اس کا اقرار کر لیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں تو اس نے مجھ سے اپنی جان اور مال کو بچا لیا البتہ اسلام کے حق کی وجہ سے اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں ان لوگوں سے ضرور لڑائی کروں گا جو نماز

صَـدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ ؓ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ (متفق علیه) 742-10

اور زکوٰۃ میں فرق کرتے ہیں اس لیے کہ زکوٰۃ مال پر فرض ہے اللہ کی قسم اگر لوگ مجھ سے بھیڑ کے بچے کو روک لیں گے جس کو وہ رسول اللہ کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے تو میں اس کے روکنے پر ان سے قتال کروں گا۔ حضرت عمر ؓ نے اعتراف کیا اللہ کی قسم! مجھے اطمینان ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق ؓ کے دل کو جہاد کے لیے کھول دیا ہے تو میں نے جان لیا کہ یہ لڑنا حق ہے۔ (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ زکوٰۃ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں شامل ہے۔

۲۔ زکوٰۃ پہلے مقامی غرباء کا حق ہے۔

۳۔ منکرینِ زکوٰۃ کی محشر کے میدان میں ہی سزا شروع ہوجائے گی۔

۴۔ زکوٰۃ کے سونے' چاندی سے انکی کروٹوں اور پیشانیوں کو داغا جائے گا۔

۵۔ زکوٰۃ نہ دینے والوں کے جانور بار باران کے اوپر سے گزریں گے اوراپنے سینگوں سے ماریں گے اور منہ سے کاٹیں گے۔

۶۔ زکوٰۃ کا مال سیاہ ناگ بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔

۷۔ زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو خوش کرنا چاہیے۔

۸۔ زکوٰۃ وصول کرنے والے زیادتی کرنے سے بچیں کیونکہ مظلوم کی بددعا اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے۔

۹۔ زکوٰۃ ادا کرنے والے کو دعا دینی چاہیے۔

۱۰۔ مدارس کے سفیر اور سرکاری ملازم کو ملنے والے تحائف سرکاری بیت المال میں جمع ہوں گے۔

۱۱۔ قیامت کے دن بددیانت اہل کار اس خیانت کے ساتھ پیش ہوگا۔

۱۲۔ منکرین زکوٰۃ کے خلاف حکومت کو جہاد کرنا چاہیے تاوقتیکہ وہ زکوٰۃ ادا نہ کریں۔

بَابُ مَا يَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ

زکوٰۃ کن کن چیزوں پر فرض ہے

اسلام شفقت، مہربانی، نرمی اور آسانی کا دین ہے اس نے ہر شعبہء زندگی میں لوگوں کو ہر قسم کے استحصال سے نکال کر سہولتیں بہم پہنچائی ہیں۔ زکوٰۃ اسلام کا اہم رکن اور معاشی زندگی کی جان ہے لیکن اس کے باوجود زکوٰۃ دہندگان کو بیش بہا سہولتیں عنایت فرمائیں اس طرح ایک کے ساتھ تعاون میں دوسرے کو نقصان سے محفوظ رکھنے کا اصول پیش نگاہ رکھا اس لیے نہایت ہی مختصر نصاب مقرر کیا تا کہ لوگ زکوٰۃ کو اللہ کی عبادت، اظہارِ تشکر اور پسماندہ طبقات کی مالی مدد اطمینان قلب کے ساتھ کرتے رہیں۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ مِّنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِّنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِّنَ الْاِبِلِ صَدَقَةٌ. (متفق عليه) 1-743

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا پانچ وسق کھجور، پانچ اوقیہ چاندی اور پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ فِیْ عَبْدِهٖ وَلَا فِیْ فَرَسِهٖ (وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ لَيْسَ فِیْ عَبْدِهٖ صَدَقَةٌ اِلَّا صَدَقَةُ الْفِطْرِ. (متفق عليه) 2-744

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا مسلمان کے غلام اور گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں ہے ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا مسلمان کے غلام پر زکوٰۃ نہیں البتہ صدقہ فطر ادا کرنا ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ اَبَابَكْرٍ ﷺ كَتَبَ لَهٗ هٰذَا الْكِتَابَ لَمَّا وَجَّهَهٗ اِلَى الْبَحْرَيْنِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذِهٖ فَرِيْضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِیْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَالَّتِیْ اَمَرَ اللّٰهُ بِهَا رَسُوْلَهٗ فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلَا يُعْطِ فِیْ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِيْنَ مِنَ الْاِبِلِ فَمَا دُوْنَهَا مِنَ الْغَنَمِ مِنْ كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ فَاِذَا

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے جب مجھے بحرین بھیجا تو یہ تحریر لکھ کر دی شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ یہ وہ فرض زکوٰۃ ہے جس کو رسولِ محترم ﷺ نے مسلمانوں پر فرض قرار دیا جس کا اللہ نے اپنے رسول کو حکم دیا ہے جس مسلمان سے زکوٰۃ طلب کی جائے وہ اس کے مطابق ادا کرے اور اگر مقررہ نصاب سے زیادہ طلب کی جائے تو وہ انکار کردے۔ پانچ سے لے کر چوبیس اونٹوں تک زکوٰۃ ہر

بَلَغَتْ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ اِلٰی خَمْسٍ وَّثَلٰثِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ مَخَاضٍ اُنْثٰی فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّثَلٰثِيْنَ اِلٰی خَمْسٍ وَّاَرْبَعِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ لَبُوْنٍ اُنْثٰی فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّاَرْبَعِيْنَ اِلٰی سِتِّيْنَ فَفِيْهَا حِقَّةٌ طَرُوْقَةُ الْجَمَلِ فَاِذَا بَلَغَتْ وَاحِدَةً وَّسِتِّيْنَ اِلٰی خَمْسٍ وَّسَبْعِيْنَ فَفِيْهَا جَذْعَةٌ فَاِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَّسَبْعِيْنَ اِلٰی تِسْعِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتَا لَبُوْنٍ فَاِذَا بَلَغَتْ اِحْدٰی وَتِسْعِيْنَ اِلٰی عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَفِيْهَا حِقَّتَانِ طَرُوْقَتَا الْجَمَلِ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰی عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَفِیْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَّفِیْ كُلِّ خَمْسِيْنَ حِقَّةٌ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهٗ اِلَّا اَرْبَعٌ مِّنَ الْاِبِلِ فَلَيْسَ فِيْهَا صَدَقَةٌ اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ رَبُّهَا فَاِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا فَفِيْهَا شَاةٌ وَّمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ مِنَ الْاِبِلِ صَدَقَةَ الْجَذْعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهٗ جَذْعَةٌ وَّعِنْدَهٗ حِقَّةٌ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ اِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهٗ اَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَّمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ الْحِقَّةُ وَعِنْدَهُ الْجَذْعَةُ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْجَذْعَةُ وَيُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهٗ اِلَّا بِنْتُ لَبُوْنٍ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَّيُعْطِیْ شَاتَيْنِ اَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَّمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهٗ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَعِنْدَهٗ حِقَّةٌ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهٗ بِنْتَ لَبُوْنٍ

پانچ اونٹوں پر ایک بکری ہے جب انکی تعداد پچیس سے پینتیس تک ہو تو ان میں ایک سالہ اونٹنی دی جائے جس کی عمر دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔ جب چھتیس سے پینتالیس تک تعداد پہنچ جائے تو دو سالہ اونٹنی دی جائے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔ جب چھیالیس سے ساٹھ تک تعداد پہنچ جائے تو ان میں تین سال والی مادہ اونٹنی دی جائے جو چوتھے سال میں داخل اور جفتی کے قابل ہو جب گنتی اکسٹھ سے پچھتر تک ہو تو چار سال والی اونٹنی جو پانچویں سال میں داخل ہو چکی ہو، دینی ہوگی۔ اور جب ان کا شمار چھہتر سے نوے تک پہنچ جائے تو ان میں دو مادہ اونٹنیاں جو دو سال مکمل کر کے تیسرے سال میں داخل ہوں دی جائیں۔ جب اکانوے سے ایک سو بیس تک ہو تو ان میں دو اونٹنیاں جو تین سال کی عمر پوری کر کے چوتھے سال میں داخل اور سانڈ کی جفتی کے قابل ہوں اور جب ایک سو بیس سے زائد ہو جائیں تو ہر چالیس پر دو سال عمر کی مادہ اونٹنی جو تیسرے سال میں داخل ہو اور ہر پچاس پر تین سال کی مادہ اونٹنی جو چوتھے سال میں داخل ہو چکی ہو اور جس شخص کے پاس چار اونٹ ہیں ان پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے البتہ ان کا مالک اپنی خوشی سے کچھ دینا چاہے تو دے سکتا ہے جب اونٹ پانچ ہوں تو ان پر ایک بکری ہے۔ اور جس کے اونٹوں پر زکوٰۃ چار سال کی عمر کی اونٹنی ہے جو پانچویں سال میں داخل ہے لیکن اس کے پاس ایسی اونٹنی موجود نہیں اگر اس کے پاس ایسی مادہ اونٹنی جو تین سال مکمل اور چوتھے سال میں داخل ہو چکی ہے تو اس سے یہی قبول کی جائے گی ہاں اس کے ساتھ دو بکریاں بھی دے گا اگر بکریاں نہ ہوں تو بیس درہم ادا کرنے ہوں گے اور جس شخص پر زکوٰۃ میں تین سال

وَّلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ مَخَاضٍ وَّيُعْطِي مَعَهَا عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ مَخَاضٍ وَّلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بِنْتُ لَبُوْنٍ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيْهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ عِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ عَلٰى وَجْهِهَا وَعِنْدَهُ ابْنُ لَبُوْنٍ فَاِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ وَّفِيْ صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِيْ سَائِمَتِهَا اِذَا كَانَتْ اَرْبَعِيْنَ اِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ شَاةٌ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ اِلٰى مِائَتَيْنِ فَفِيْهَا شَاتَانِ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى مِائَتَيْنِ اِلٰى ثَلٰثِمِائَةٍ فَفِيْهَا ثَلٰثُ شِيَاهٍ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى ثَلٰثِ مِائَةٍ فَفِيْ كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌفَاِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِّنْ اَرْبَعِيْنَ شَاةً وَّاحِدَةً فَلَيْسَ فِيْهَا صَدَقَةٌ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا وَلَا تُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَّلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَّلَا تَيْسٌ اِلَّا مَا شَاءَ الْمُصَدِّقُ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَّلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ وَمَاكَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ فَاِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَابِالسَّوِيَّةِ وَفِي الرِّقَّةِ رُبُعُ الْعُشْرِ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ اِلَّا تِسْعِيْنَ وَمِائَةٍ فَلَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يَّشَآءَ رَبُّهَا.

(بخاری)3-745

کی عمر والی اونٹنی ہے جو چوتھے سال میں داخل ہے لیکن اس کے پاس وہ نہیں ہے البتہ اس کے پاس ایسی اونٹنی ہے جو چار سال والی ہے اور پانچویں سال میں داخل ہے تو اس سے یہی قبول کرنی چاہیے اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اس کو بیس درہم یا دو بکریاں دے گا اور جس شخص پر زکوٰۃ میں ایسی اونٹنی واجب ہے جو تین سال کی ہے لیکن اس کے پاس اونٹنی دو سال کی عمر والی ہے تو اس سے وہی لے لی جائے گی اور وہ دو بکریاں یا بیس درہم دے گا اور جس شخص کی زکوٰۃ میں ایسی اونٹنی واجب ہے جو دو سال مکمل کر کے تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہے لیکن اس کے پاس جو اونٹنی ہے اس کی عمر کا چوتھا سال شروع ہو چکا ہے تو اس سے وہی لے لی جائے گی اور زکوٰۃ وصول کرنے والا اونٹنی کے مالک کو بیس درہم یا دو بکریاں دے گا اور جس شخص پر زکوٰۃ میں ایسی اونٹنی لازم آتی ہے جو دو سال کی ہو لیکن اس کے پاس اس عمر کی اونٹنی نہیں ہے بلکہ اس کے پاس ایسی اونٹنی ہے جو ایک سال کی ہے تو اس سے یہی اونٹنی لے لی جائے گی اور وہ اس کے ساتھ بیس درہم یا زکوٰۃ وصول کرنے والے کو دو بکریاں دے گا اور جس شخص کی زکوٰۃ میں ایسی اونٹنی واجب ہوتی ہے جو ایک سال کی ہو اور اس کے پاس ایسی اونٹنی نہیں ہے اس کے پاس دو سال والی ہے تو اس سے وہی لے لی جائے گی۔ اور زکوٰۃ وصول کرنے والا مالک کو بیس درہم یا دو بکریاں دے گا۔ اگر اس کے پاس ایک سال کی اونٹنی نہیں ہے اس کے پاس دو سال کا اونٹ ہے تو اس سے یہی قبول کر لیا جائے گا اس کے ساتھ مالک کو کچھ نہیں دیا جائے گا اور بکریوں کی زکوٰۃ جو چر کر گزارہ کرتی ہیں چالیس سے لے کر ایک سو بیس تک ایک بکری زکوٰۃ ہو گی جب ایک سو بیس سے دو سو ہو جائیں تو ان میں دو بکریاں زکوٰۃ ہے جب دو سو سے تین سو ہو جائیں تو ان میں تین بکریاں ہیں جب تین سو سے زیادہ ہو جائیں تو ہر سو بکریوں پر ایک بکری زکوٰۃ ہے جب کسی شخص کی بکریاں جو خود چر کر گزارہ

کرنے والی ہیں۔ان کی تعداد چالیس سے ایک بھی کم ہے تو ان پر زکوٰۃ نہیں البتہ اس کا مالک چاہے تو دے سکتا ہے اور زکوٰۃ میں بوڑھا، عیب دار اور نر جانور نہ دیا جائے البتہ زکوٰۃ وصول کرنے والا قبول کرلے تو کوئی حرج نہیں اور زکوٰۃ کی کمی و بیشی کے خوف سے علیحدہ علیحدہ بکریوں کو اکٹھا نہ کیا جائے اور اسی طرح مشترکہ مال کو جدا نہ کیا جائے اور جس مال میں دو آدمی شریک ہوں تو وہ دونوں برابر ایک دوسرے سے حساب کریں گے اور چاندی کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ ہے اگر درہم ایک سو نوے ہیں تو ان پر کچھ زکوٰۃ فرض نہیں البتہ اس کا مالک صدقہ کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔(بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِيْمَا سَقَتِ السَّمَآءُ وَالْعُيُوْنُ اَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ.(بخاری) 746-4

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس زمین کو بارش اور چشموں سے سیراب کیا جائے یا وہ خودرو ہو اس میں دسواں حصہ ہے اور جس کو کنواں چلا کر سیراب کیا جائے اس کی پیداوار میں بیسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔(بخاری)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعَجْمَآءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ وَّالْبِئْرُ جُبَارٌ وَّالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَّفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ.(متفق علیه) 747-5

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا جانور کے مارنے کا کوئی جرمانہ نہیں کنویں میں گرنے اور کان میں مرنے کی بھی کوئی دیت نہیں اور مدفون خزانے میں سے پانچواں حصہ ادا کرنا ہوگا۔(بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ ساڑھے سات تولے سونا اور ساڑھے باون تولے چاندی سے کم پر زکوٰۃ نہیں۔
۲۔ ذاتی استعمال کی سواری مکان و دوکان پر زکوٰۃ نہیں۔
۳۔ قدرتی پانی سے اگنے والی فصل پر دس فی صد اور ٹیوب ویل اور نہری پانی سے تیار ہونے والی فصل پر بیسواں حصہ عشر ہوگا۔
۴۔ جانوروں کی زکوٰۃ حسب نصاب ادا کرنی چاہیے۔
۵۔ مال نصاب تک پہنچ جائے تو اس کی گنتی ون پوائنٹ سے شروع کرنا ہوگی۔
۶۔ کارخانے کی مشینری، دوکان کے باردانہ، ذرائع آمدنی اور باربرداری کے سامان پر زکوٰۃ نہیں۔
۷۔ مال جب نصاب زکوٰۃ کو پہنچے اور پھر اس پر ایک سال گذر جائے تب فرض ہوتی ہے۔

(تفصیل کے لیے میری کتاب زکوٰۃ کے فضائل و مسائل دیکھیے)

❁❁❁

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ

صدقہ فطر

صدقہ فطر کا مقصد روزوں میں کمی وبیشی کی تلافی اور خوشی کے موقعہ پر غرباء ومساکین کو مالی تعاون کے ذریعے اجتماعی خوشی میں شریک کرنا ہے۔اس لیے گھر کے ہر فرد پر لازم ہے۔ چاہے نومولود بچہ ایک دن کا ہو اور چاہے کسی مالک کے پاس روزے رکھنے والے ملازم ہی کیوں نہ ہوں۔ان کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا چاہیے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلٰوةِ . (متفق عليه)1-748

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر غلام' آزاد' مرد' عورت' چھوٹے بڑے ہر مسلمان پر کھجور یا جَو سے ایک صاع فرض فرمایا اور اس کے بارے میں حکم دیا کہ نماز عید کی طرف جانے سے پہلے ادا کیا جائے (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ اَقِطٍ اَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيْبٍ . (متفق عليه) 749-2

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ہم اجناس جَو' کھجور' پنیر' یا منقہ سے ایک صاع صدقہ فطر ادا کیا کرتے تھے' (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ صدقۂ فطر گھر کے تمام افراد پر واجب ہے۔

۲۔ صدقۂ فطر عید سے پہلے ادا کرنا سنت ہے۔

۳۔ صدقۂ فطر روزے میں کمی وبیشی کی تلافی کرتا ہے اور غریب کو اجتماعی خوشی میں شریک کرتا ہے۔

۴۔ صدقۂ فطر کے لیے گندم' جَو' کھجور' پنیر' منقہ کا ایک ایک صاع مقرر ہے۔

۵۔ مالک کے گھر میں روزے رکھنے والے ملازم کا فطرانہ بھی مالک کو دینا ہوگا۔

۶۔ ایک صاع 1/2 2 اڑھائی کلو کے برابر ہے۔

❁❁❁

بَابُ مَن لَّا تَحِلُّ لَهُ الصَّدَقَةُ

جن لوگوں کے لئے صدقہ لینا جائز نہیں

مقام نبوت اس قدر اعلیٰ ارفع اور مقدس ترین ہے جسکو ہر نقص اور عیب سے پاک رکھا جاتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ ہر نبی کو ہر گناہ سے مبرا اور محفوظ فرماتے ہیں اسی طرح ان کو دنیا کی تمام کمزوریوں سے پاک رکھتے ہیں۔ تا کہ ان کی ذات اور کام پر کوئی حرف گیری نہ کر سکے۔ ان کو حکم تھا کہ کار نبوّت کے بدلے لوگوں سے کسی قسم کے اجر کا تصور بھی دل میں پیدا نہ ہونے دیں۔ اس لئے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بے پناہ مصروفیات اور مسائل کے باوجود اپنی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے کا خود اہتمام کیا کرتے تھے۔ انہیں کئی روز بھوکا رہنا اور پیٹ پر پتھر باندھنا گوارا تھا لیکن وہ کسی سے دنیاوی مفاد اٹھانے کے روادار نہیں ہوتے تھے۔ وہ استغناء کے ارفع مقام پر فائز ہو کر بے جھجک اعلان فرماتے۔

لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا

''میں تم سے کسی معاوضہ کا طلبگار نہیں ہوں''

نبی محترم ﷺ نے استغناء اور بے نیازی کا اعلیٰ ترین نمونہ پیش کر کے قیامت تک کے لئے اپنی اولاد پر زکوٰۃ وصدقات کو حرام قرار دیا۔ آپ ﷺ کے اسوۂ گرامی سے دینی کارکنان اور مبلّغین کو یہ سبق بھی حاصل کرنا چاہیے کہ دینی خدمات کے بدلے اپنی جائز اور بنیادی ضرورت سے بڑھ کر مال دار بننے کی حرکتوں سے پرہیز فرمائیں۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے غرباء اور مساکین کے ساتھ بھرپور تعاون کرنے کا حکم دیا اور صدقہ وخیرات کی بے انتہا فضیلت وبرکت کا ذکر فرمایا ہے۔ لیکن دوسری طرف گداگری کی حوصلہ شکنی اور مذمت کی ہے۔ اس لئے آپ ﷺ کے سامنے جب صحت مند شخص سوال کرتا تو اسے عطا کرنے کے بجائے محنت ومزدوری کا حکم دیتے۔ البتہ جب معلوم ہوتا کہ مانگنے والا ناگہانی مصیبت یا کسی غیر معمولی بوجھ تلے دب چکا ہے تو اسکی ہر طرح مدد فرماتے اور تعاون کرنے کا حکم دیتے درج ذیل ارشادات میں اسی امتیاز کو واضح فرمایا گیا ہے۔ کہ حقیقی محتاج کو حسب ضرورت مانگنے کی اجازت ہے لیکن لالچ کی بنا پر مانگنا دنیا وآخرت میں ذلت ورسوائی کا موجب ہوگا۔

الفصل الاوّل

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِتَمْرَةٍ فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ لَوْلَا اَنِّيْ اَخَافُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَكَلْتُهَا. (متفق عليه) 750-1

پہلی فصل

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے راستے میں گری ہوئی کھجور دیکھی آپ نے فرمایا اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ کھجور صدقہ کی ہے تو میں اس کو کھا لیتا۔
(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ اَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ تَمْرَةً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِیْ فِیْهِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ کَخْ کَخْ لِیَطْرَحَهَا ثُمَّ قَالَ اَمَا شَعَرْتَ اَنَّا لَانَاْکُلُ الصَّدَقَةَ.(متفق علیه)2-751

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔حضرت حسن بن علی ﷺ نے صدقہ کی کھجوروں سے ایک کھجور منہ میں ڈال لی۔نبی اکرم ﷺ نے اس کو چھی چھی کہا تا کہ حسن اس کھجور کو منہ سے نکال پھینکے۔پھر فرمایا بیٹا تجھے معلوم نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھایا کرتے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِیْعَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقٰتِ اِنَّمَا هِیَ اَوْسَاخُ النَّاسِ وَاِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَّلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ.(مسلم)3-752

حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا یہ صدقات لوگوں کے اموال کی میل کچیل ہوتے ہیں۔یہ محمد اور آل محمد کے لیے جائز نہیں ہیں۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اُتِیَ بِطَعَامٍ سَاَلَ عَنْهُ اَهَدِیَّةٌ اَمْ صَدَقَةٌ فَاِنْ قِیْلَ صَدَقَةٌ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ کُلُوْا وَلَمْ یَاْکُلْ وَاِنْ قِیْلَ هَدِیَّةٌ ضَرَبَ بِیَدِهٖ فَاَکَلَ مَعَهُمْ.(متفق علیه)4-753

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں جب رسول معظم ﷺ کے سامنے کھانا پیش کیا جاتا آپ پوچھتے یہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟ اگر بتایا جاتا کہ صدقہ ہے تو آپ صحابہ کرام ﷺ کو تناول کرنے کے لیے کہتے اور خود تناول نہ فرماتے اگر بتایا جاتا کہ تحفہ ہے تو آپ صحابہ کرام کے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاتے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ فِیْ بَرِیْرَةَ ثَلٰثُ سُنَنٍ اِحْدَی السُّنَنِ اَنَّهَا عُتِقَتْ فَخُیِّرَتْ فِیْ زَوْجِهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْبُرْمَةُ تَفُوْرُ بِلَحْمٍ فَقُرِّبَ اِلَیْهِ خُبْزٌ وَّاُدْمٌ مِّنْ اُدْمِ الْبَیْتِ فَقَالَ اَلَمْ اَرَ بُرْمَةً فِیْهَا لَحْمٌ قَالُوْا بَلٰی وَلٰکِنْ ذٰلِکَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰی بَرِیْرَةَ وَاَنْتَ لَا تَاْکُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ هُوَ عَلَیْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِیَّةٌ.(متفق علیه) 5-754

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں بریرہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے تین طرح کے احکامات معلوم ہوئے۔پہلا حکم یہ کہ اسے آزاد کیا گیا تو اسے اس کے خاوند کے بارے میں اختیار دیا گیا اس لئے کہ آپ ﷺ نے فرمایا.کہ ولاء کا حقدار وہ ہوگا جس نے آزاد کیا ہو اور رسول معظم ﷺ گھر میں داخل ہوئے تو اس وقت ہنڈیا میں گوشت پکایا جا رہا تھا آپ کی خدمت میں روٹی اور سالن پیش کیا گیا آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کیا میں نے ہنڈیا میں پکتا ہوا گوشت نہیں دیکھا؟ گھر والوں نے اثبات میں جواب دیا مگر عرض کیا کہ یہ بریرہ رضی اللہ عنہا پر صدقہ کیا گیا ہے اور آپ صدقہ نہیں کھاتے۔آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی۔وہ اس کے لیے کہ صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيْبُ عَلَيْهَا. (بخاری) 6-755

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول معظم ﷺ تحفہ قبول فرماتے اور اس کے جواب میں تحفہ دیتے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ دُعِيْتُ اِلٰى كُرَاعٍ لَّاَجَبْتُ وَلَوْ اُهْدِیَ اِلَیَّ ذِرَاعٌ لَقَبِلْتُ. (بخاری) 756-7

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اگر مجھے جانور کے پائے کی دعوت دی جائے تو میں قبول کروں گا اور اگر میری طرف دستی کا گوشت بطور تحفہ بھیجا جائے تو میں قبول کروں گا۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِیْ یَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنُ الَّذِیْ لَا یَجِدُ غِنًى یُّغْنِيْهِ وَلَا یُفْطَنُ بِهٖ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا یَقُوْمُ فَيَسْاَلُ النَّاسَ. (متفق علیہ) 757-8

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں سے مانگتا ہے اسے ایک لقمہ یا دو لقمے ایک کھجور یا دو کھجوریں مل جائیں مسکین تو وہ ہے جس کے پاس نہ اتنا مال ہو جو اسے مستغنی کر دے اور نہ ہی ایسا دکھائی دیتا ہو کہ اس پر صدقہ کیا جائے نہ ہی لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرتا ہو۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ اہل بیت پر زکوٰۃ اور مخصوص وصدقات حرام ہیں البتہ انہیں تحفہ پیش کیا جا سکتا ہے

۲۔ دربدر مانگنے والا حقیقی مسکین اور حاجت مند نہیں ہوا کرتا۔

۳۔ حقیقی غریب وہ ہے جو اپنی بنیادی ضروریات پوری نہ کر سکے اور مانگنے سے پرہیز کرنے والا ہو۔

بَابُ مَنْ لَّا تَحِلُّ لَهُ الْمَسْئَلَةُ وَمَنْ تَحِلُّ لَهُ

سوال کرنا کس کے لیے جائز اور کس کے لیے ناجائز ہے

غرباء اور مساکین کے ساتھ بھرپور تعاون کرنے کا حکم ہے اللہ اور اسکے رسول صدقہ اور خیرات کی بے انتہا فضیلت بیان فرمائی ہے لیکن دوسری طرف گداگری کی حوصلہ شکنی اور مذمت کی ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ کے سامنے جب صحت مند شخص سوال کرتا تو اسے کچھ دینے کے بجائے محنت اور مزدوری کا حکم دیتے البتہ جب معلوم ہوتا کہ مانگنے والا ناگہانی مصیبت یا کسی غیر معمولی بوجھ تلے دب چکا ہے تو اس کی ہر طرح مدد فرماتے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو تعاون کرنے کا حکم دیتے درج ذیل ارشادات میں اسی امتیاز کو نمایاں فرمایا گیا ہے کہ حقیقی محتاج کو اجازت ہے لیکن لالچ کی بنا پر مانگنا قیامت کے دن ذلت و رسوائی کا موجب ہے۔

الفصل الاول

عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ ﷺ قَالَ تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَسْاَلُهُ فِيْهَا فَقَالَ اَقِمْ حَتّٰى تَاْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَاْمُرَ لَکَ بِهَا ثُمَّ قَالَ يَا قَبِيْصَةُ اِنَّ الْمَسْئَلَةَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِاَحَدِ ثَلَاثَةٍ رَّجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَهَا ثُمَّ يُمْسِکُ وَرَجُلٍ اَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَاحَتْ مَالَهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِّنْ عَيْشٍ اَوْ قَالَ سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ وَرَجُلٍ اَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتّٰى يَقُوْمَ ثَلٰثَةٌ مِّنْ ذَوِى الْحِجٰى مِنْ قَوْمِهٖ لَقَدْ اَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْئَلَةُ حَتّٰى يُصِيْبَ قِوَامًا مِّنْ عَيْشٍ اَوْ قَالَ سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ فَمَا سِوَاهُنَّ مِنَ الْمَسْئَلَةِ يَا قَبِيْصَةُ سُحْتٌ يَّاْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا. (مسلم)758-1

پہلی فصل

حضرت قبیصہ بن مخارق ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیّت کی ذمہ داری قبول کی۔ میں نے رسول محترم ﷺ کی خدمت حاضر ہو کر آپ سے تعاون مانگا آپ نے فرمایا کچھ دیر یہیں ٹھہریئے جب کوئی صدقہ آئے گا تو ہم تیرے لیے حکم دیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے قبیصہ! اس طرح سوال کرنا صرف تین اشخاص کیلیے جائز ہے ایک وہ شخص جسے دیت پڑ جائے اس کے لیے سوال کرنا درست ہے یہاں تک کہ اس کی ضمانت پوری ہو جائے۔ اس کے بعد اسے سوال کرنے سے رک جانا چاہیے دوسرا وہ شخص جس کو کوئی مصیبت آن پڑے اس وجہ سے اس کا مال تباہ ہو گیا ہو اسکے لیے بھی سوال کرنے کی اجازت ہے یہاں تک کہ اسکی حالت درست ہو جائے تیسرا وہ شخص جو فاقہ زدہ ہو اس کی قوم کے تین سمجھ دار آدمی گواہی دیں کہ یہ آدمی غربت کا مارا ہوا ہے تو اس کے لیے اس وقت تک سوال کرنا جائز ہے جب تک اس کے دو وقت کے کھانے کا انتظام نہ ہو جائے اے قبیصہ! اس کے علاوہ سوال کرنا حرام ہے اور سوال کرنے والا حرام کھا رہا ہے (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَاَلَ النَّاسَ اَمْوَالَهُمْ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا یَسْاَلُ جَمْرًا فَلْیَسْتَقِلَّ اَوْلِیَسْتَكْثِرْ. (مسلم)759-2

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اس لیے لوگوں سے سوال کرے کہ اسکے پاس دولت جمع ہو جائے ایسا شخص آگ کے انگاروں کا سوال کررہا ہے خواہ زیادہ ہوں یا کم۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَسْاَلُ النَّاسَ حَتّٰی یَاْتِیَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَیْسَ فِیْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُلَحْمٍ. (متفق علیه)760-3

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جو شخص لوگوں سے سوال ہی کرتا رہتا ہے تو قیامت کے دن یہ شخص اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ گوشت کے بغیر ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ مُعَاوِیَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُلْحِفُوْا فِی الْمَسْئَلَةِ فَوَاللّٰهِ لَا یَسْاَلُنِیْ اَحَدٌ مِّنْكُمْ شَیْئًا فَتُخْرِجَ لَهٗ مَسْئَلَتُهٗ مِنِّیْ شَیْئًا وَّاَنَا لَهٗ كَارِهٌ فَیُبَارَكَ لَهٗ فِیْمَا اَعْطَیْتُهٗ. (مسلم) 761-4

حضرت معاویہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا تم چمٹ کر سوال نہ کیا کرو اللہ کی قسم! جب کوئی آدمی اصرار کے ساتھ مانگتا ہے تو میں ناپسند کرنے کے باوجود اسے دے دیتا ہوں لیکن جو میں نے اسے دیا اس میں برکت نہیں ہوگی۔ (سلم)

عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاَنْ یَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ حَبْلَهٗ فَیَاْتِیَ بِحُزْمَةِ حَطَبٍ عَلٰی ظَهْرِهٖ فَیَبِیْعَهَا فَیَكُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَهٗ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّسْاَلَ النَّاسَ اَعْطَوْهُ اَوْ مَنَعُوْهُ. (بخاری)762-5

حضرت زبیر بن عوام ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا تم میں کوئی آدمی رسّی لے اور اس میں لکڑیاں باندھ کر گٹھا کمر پر رکھ کر فروخت کرے اسطرح اللہ تعالیٰ اسکے چہرے کی آبرو بھی محفوظ رکھے گا۔ یہ بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے وہ اسے دیں یا نہ دیں۔ (بخاری)

عَنْ حَكِیْمِ بْنِ حِزَامٍ ﷺ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ سَاَلْتُهٗ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا حَكِیْمُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ فَمَنْ اَخَذَهٗ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهٗ فِیْهِ وَمَنْ اَخَذَهٗ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ یُبَارَكْ لَهٗ فِیْهِ وَكَانَ كَالَّذِیْ یَاْكُلُ وَلَا یَشْبَعُ وَالْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی قَالَ حَكِیْمٌ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَرْزَاُ اَحَداً بَعْدَكَ شَیْئًا حَتّٰی

حضرت حکیم بن حزام ﷺ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسول اکرم ﷺ سے مال کا سوال کیا آپ نے مجھے عنایت فرما دیا میں نے پھر مانگا تو آپ نے دوبارہ مجھے عنایت فرماتے ہوئے سمجھایا اے حکیم! بلاشبہ یہ مال بھلا اور اچھا لگتا ہے لیکن جو شخص لالچ کے بغیر مال حاصل کرتا ہے اسکے لیے برکت ہوتی ہے جو آدمی حرص و طمع کی وجہ سے مانگتا ہے تو اس کے لیے اس میں برکت نہیں ہوتی اس کا حال اس شخص جیسا ہو جاتا ہے جو کھانے پر کھانا کھائے جاتا ہے۔ مگر سیر نہیں ہوتا

اُفَارِقَ الدُّنْيَا. (متفق علیه)6-763

اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے حکیم نے کہا اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا' آپ کے بعد اب کسی شخص سے سوال نہیں کروں گا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْئَلَةِ اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰى هِيَ السَّآئِلَةُ. (متفق علیه)7-764

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے منبر پر تشریف فرما ہو کر صدقہ اور سوال سے کنارہ کش رہنے کے بارے میں فرمایا اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ کیونکہ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا اور نیچے والا ہاتھ لینے والا ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ اُنَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَعْطَاهُمْ حَتّٰى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ مَا يَكُوْنُ عِنْدِيْ مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَّسْتَعِفَّ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا اُعْطِيَ اَحَدٌ عَطَآءً هُوَ خَيْرٌ وَّاَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ. (متفق علیه)8-765

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اکرم ﷺ سے مال کے لیے سوال کیا آپ ﷺ نے ان کو مال دے دیا حتیٰ کہ جو مال آپ کے پاس تھا ختم ہو گیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جتنا بھی مال ہو میں کبھی انکار نہیں کروں گا لیکن جو شخص سوال کرنے سے خود کو بچائے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے بچائے گا اور جو شخص بے نیازی اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دے گا۔ جو شخص صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے صبر عنایت فرمائے گا۔ جس شخص کو جو کچھ دیا جائے وہ صبر سے بہتر نہیں ہے۔ صبر سے بہتر بے نیاز کرنے والا کوئی تحفہ نہیں ہو سکتا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِيْنِى الْعَطَآءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهٖ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهٖ فَمَا جَآئَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ وَمَالَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ. (متفق علیه)9-766

حضرت عمر بن خطاب ﷺ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ مجھے مال بطور عطیہ دیتے تو میں عرض کرتا آپ مجھ سے زیادہ غریب آدمی کو عنایت فرمائیں آپ ﷺ جواباً فرماتے مال قبول کر کے خوشحال ہو جاؤ اس کا صدقہ کرو جب تیرے پاس اس قسم کا مال آئے جس کا تجھے لالچ نہیں اور نہ ہی تو نے سوال کیا تو ایسا مال تجھے قبول کر لینا چاہیے اس کے سوا جو مال ہے اس کے پیچھے نہ پڑو۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

۲۔ سوال کرنے سے بچنے والے کو اللہ تعالیٰ غنی فرمادیتے ہیں۔

۳۔ لالچ کی بنا پر مانگنے والے کا چہرہ قیامت کے دن ہڈیوں کا خوفناک ڈھانچہ ہوگا۔

۴۔ تین ذمہ دار آدمی گواہی دیں تو مصیبت زدہ آدمی دوسروں سے مانگ سکتا ہے۔

۵۔ مزدوری کرنا مانگنے سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

۶۔ بن مانگے مال ملے تو قبول کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

بَابُ الْاِنْفَاقِ وَكَرَاهِيَةِ الْاِمْسَاكِ

خرچ کرنا اور بخل سے ناپسندیدگی

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی' اس کی مالی نعمتوں کا شکریہ اور اپنے سے تہی دست بھائی کی مدد کرنے کے لئے قرآن مجید نے صدقہ کرنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے اس کی بڑی ترغیب دلائی ہے اس سے باہمی اخوت' ہمدردی کو فروغ' غربت پر کنٹرول اور خرچ کرنے والے کے دل میں سکون اور اطمینان پیدا ہوتا ہے۔ صدقہ کرنے کے بارے میں رسول کریم ﷺ کے جذبات کا عالم یہ تھا کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو میں اسے اپنے پاس رکھنے کے بجائے تین دن سے پہلے غرباء اور مساکین میں تقسیم کرنا پسند کروں گا یہ صرف فرمان ہی نہیں تھا بلکہ زندگی بھر آپ ﷺ کا یہ معمول رہا جو کچھ آپ کو دستیاب ہوتا لوگوں میں تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔ آپ کی فیاضی کے اثرات ہیں کہ آپ کی اکثر ازواج کھاتے پیتے گھرانوں کے ساتھ تعلق رکھتی تھیں جیسا کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا' حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت حفصہ ؓ لیکن وہ بھی جو کچھ میسر آتا صدقہ و خیرات کر دیا کرتی تھیں اور خود بھوکا رہنا برداشت کر لیتی تھیں۔ قرآن مجید کے ارشادات' سیرت طیبہ کے اثرات اور آپ ﷺ کے اہل خانہ کے معمولات سے متاثر ہو کر خلفائے راشدین اور ان کی حکومتوں میں تمام گورنر اور عمال کی حالت یہ تھی کہ وہ مال جمع کرنے' بخل اور کنجوسی کو اپنی آخرت کے لئے ہلاکت کا سامان سمجھتے تھے۔ بخل کے بارے میں رسول محترم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بخیل آدمی کے دل کی یہ کیفیت ہوتی ہے جیسے اس نے لوہے کی جیکٹ پہن رکھی ہو جس میں وہ اپنے آپ کو جکڑا ہوا محسوس کرتا ہے۔ بخل سے دل میں تنگی پیدا ہوئی ہے اور شیطان اس بات کی فکر پیدا کرتا ہے کہ اگر تو نے یہ مال خرچ کر دیا تو آنے والے وقت میں اپنی ضرورتیں کیسے پوری کرے گا؟ اور پھر اس کے دل میں یہ خیال بھی پیدا کرتا ہے کہ اس طرح تو یہ مال اتنا کم ہو جائے گا۔ اس کے برعکس فیاضی کا ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا جب آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خرچ کرنا شروع کرتا ہے تو پہنی ہوئی زرہ کی ایک ایک کر کے کڑی کھلتی چلی جاتی ہے گویا کہ بخل سے تنگ دلی اور صدقہ کرنے سے فراخ دلی پیدا ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے صدقہ کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ صدقہ کرنے سے صرف آخرت میں ہی اجر نہیں ملے گا بلکہ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ مال میں کشادگی پیدا فرمائے گا۔ اس لحاظ سے صدقہ اپنے دامن میں آدمی کے لئے ذاتی سکون' مال میں فراخی اور باہمی ہمدردی لئے ہوئے ہے۔ جبکہ بخل سے دل میں تنگی' طبیعت میں کمینگی اور معاشرے میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ كَانَ لِیْ مِثْلُ اُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِیْ اَنْ لَّا يَمُرَّ عَلَیَّ ثَلٰثُ لَيَالٍ وَّعِنْدِیْ مِنْهُ شَیْءٌ اِلَّا

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ تین راتیں گزرنے سے پہلے

شَیْءٌ اَرْصِدُهٗ لِدَیْنٍ. (بخاری) 767-1

اس میں سے کچھ بھی اپنے پاس باقی نہ رہنے دوں۔ البتہ قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ روک لوں۔ (بخاری)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ یَوْمٍ یُصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْهِ اِلَّا مَلَکَانِ یَنْزِلَانِ فَیَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَیَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا. (متفق علیه) 768-2

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب لوگ صبح کرتے ہیں تو ہر یوم دو فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ ایک فرشتہ دعا گو ہوتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والے کو عطا فرما اور دوسرا بددعا کرتا ہے، اے اللہ! بخیل کے مال کو تباہ کردے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَسْمَاءَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْفِقِیْ وَلَا تُحْصِیْ فَیُحْصِیَ اللّٰهُ عَلَیْکِ وَلَا تُوْعِیْ فَیُوْعِیَ اللّٰهُ عَلَیْکِ ارْضَخِیْ مَا اسْتَطَعْتِ. (متفق علیه) 769-3

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے مجھے فرمایا تم خرچ کرو اور گنتی نہ کیا کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھے گن گن کر دے گا۔ اور بخل سے بچو۔ نہیں تو اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے روک لے گا۔ اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کرتی رہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنْفِقْ یَا ابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَیْکَ. (متفق علیه) 770-4

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے آدم کے بیٹے! خرچ کر میں تجھے دیتا رہوں گا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَا ابْنَ اٰدَمَ اَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَیْرٌ لَّکَ وَاَنْ تُمْسِکَهٗ شَرٌّ لَّکَ وَلَا تُلَامُ عَلٰی کَفَافٍ وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ. (مسلم) 771-5

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے آدم کے بیٹے! اگر تو ضرورت سے زائد خرچ کرے تو تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو اس کو روک لے تو وہ تیرے لیے برا ہے اور ضرورت کے تحت مال رکھنے پر تجھے کوئی ملامت نہیں اور مال خرچ کرتے وقت اپنے اہل و عیال سے آغاز کرو۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الْبَخِیْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ کَمَثَلِ رَجُلَیْنِ عَلَیْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِیْدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ اَیْدِیْهِمَا اِلٰی ثُدِیِّهِمَا وَتَرَاقِیْهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ کُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا بخیل اور صدقہ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جنہوں نے زرہ پہن رکھی ہو۔ اس کے ہاتھوں کو اس کی چھاتیوں اور سینے کے ساتھ جکڑ دیا گیا ہو۔ صدقہ دینے والا جب صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ

انْبَسَطَتْ عَنْهُ وَجَعَلَ الْبَخِيْلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَاَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا (متفق عليه)772-6

کشادہ ہو جاتی ہے اور بخیل جب صدقہ کرنے کا خیال کرتا ہے تو زرہ سمٹ جاتی ہے۔ اور ہر کڑی اپنی اپنی جگہ تنگ ہو جاتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمٰتٌ يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَآءَ هُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ. (مسلم)773-7

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم ظلم کرنے سے بچو۔ اس لیے کہ ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے اور بخل سے بھی بچے رہو اس لیے کہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو تباہ و برباد کیا ہے۔ اسی نے لوگوں کو قتل کرنے پر ابھارا اور حرام چیزوں کو حلال کرنے پر آمادہ کیا۔ (مسلم)

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَصَدَّقُوْا فَاِنَّهُ يَاْتِيْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهٖ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَّقْبَلُهَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْاَمْسِ لَقَبِلْتُهَا فَاَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِيْ بِهَا. (متفق عليه)774-8

حضرت حارثہ بن وہب ﷺ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا صدقہ کیا کرو تم پر ایک ایسا دور آئے گا کہ ایک شخص صدقہ لے کر نکلے گا تو اسے کوئی صدقہ قبول کرنے والا نہیں ملے گا۔ وہ کہے گا اگر آپ کل آتے تو میں یہ قبول کر لیتا۔ لیکن آج مجھے ضرورت نہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَّارَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا؟ قَالَ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَاْمُلُ الْغِنٰى وَلَا تُمْهِلْ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ. (متفق عليه)775-9

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سوال کیا اے اللہ کے رسول! کون سا صدقہ سب سے افضل ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو اس حال میں صدقہ کرے کہ تو صحتمند ہو اور تجھے مال جمع کرنے کا شوق اور غربت کا خوف ہو اور تو دولت مند بننا چاہتا ہو صدقہ کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ جب روح حلق تک آ جائے پھر تو وصیّت کرنے لگے کہ فلاں کے لیے اتنا مال اور فلاں کو اتنا مال دے دیا جائے۔ حالانکہ اس وقت تو مال کسی اور کا ہو چکا ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ انْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَاٰنِيْ قَالَ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْتُ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ مَنْ هُمْ قَالَ هُمْ

حضرت ابوذر ﷺ بیان کرتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچا آپ کعبۃ اللہ کے سائے میں تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا ربِ کعبہ کی قسم! وہ لوگ خسارے میں ہیں، میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ

اَلْاَكْثَرُوْنَ اَمْوَالًا اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ. (متفق عليه) 10-776

پر قربان، وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جن کے پاس وافر مال ہے۔ ہاں وہ نقصان میں نہیں جنہوں نے مال اس طرح آگے پیچھے دائیں بائیں اللہ کے لیے خرچ کیا ہے۔ جبکہ لوگ ایسا کم ہی کرتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ بَعْضَ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اَيُّنَا اَسْرَعُ بِكَ لُحُوْقًا؟ قَالَ اَطْوَلُكُنَّ يَدًا فَاَخَذُوْا قَصَبَةً يَذْرَعُوْنَهَا وَ كَانَتْ سَوْدَةُ اَطْوَلَهُنَّ يَدًا فَعَلِمْنَا بَعْدُ اِنَّمَا كَانَ طُوْلَ يَدِهَا الصَّدَقَةُ وَ كَانَتْ اَسْرَعَنَا لُحُوْقًا بِهٖ زَيْنَبُ وَ كَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) وَفِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَسْرَعُكُنَّ لُحُوْقًا بِيْ اَطْوَلُكُنَّ يَدًا قَالَتْ وَ كَانَتْ يَتَطَاوَلْنَ اَيَّتُهُنَّ اَطْوَلُ يَدًا قَالَتْ فَكَانَتْ اَطْوَلُنَا يَدًا زَيْنَبُ لِاَنَّهَا كَانَتْ تَعْمَلُ بِيَدِهَا وَ تَتَصَدَّقُ. 777-11

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں بعض نے آپ سے دریافت کیا کہ ہم میں سے کون سی بیوی آپ سے جنت میں پہلے ملے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس کے ہاتھ لمبے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے چھڑی کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو ناپنا شروع کیا تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سب سے لمبے تھے لیکن ہمیں بعد میں پتہ چلا کہ ہاتھ لمبے ہونے سے مراد زیادہ صدقہ دینا تھا۔ چنانچہ ہم سے جو پہلے آپ ﷺ سے ملیں وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھی جو صدقہ خیرات کرنے کو بہت پسند کرتی تھی۔ (بخاری) مسلم کی روایت میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا رسول معظم ﷺ نے فرمایا جنت میں مجھے سب سے پہلے وہ بیوی ملے گی جس کے ہاتھ لمبے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی بیویاں اندازہ لگاتیں تھیں کہ کس کے ہاتھ لمبے ہیں چنانچہ ہم میں سے زینب کے ہاتھ لمبے ثابت ہوئے اس لئے کہ وہ دستی محنت کرتی تھیں اور صدقہ و خیرات کر دیا کرتی تھیں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ سَارِقٍ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى سَارِقٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ زَانِيَةٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا ایک آدمی نے فیصلہ کیا کہ میں آج صدقہ کروں گا۔ وہ صدقہ لے کر نکلا اس نے چور کے ہاتھ پر صدقہ رکھ دیا۔ صبح ہوئی تو لوگ باتیں کر رہے تھے۔ آج رات کوئی چور کو صدقہ دے گیا ہے۔ صدقہ کرنے والے نے کہا الٰہی! تیرے ہی لیے تعریفیں ہیں میں تو چور کو صدقہ دے بیٹھا ہوں۔ اب میں

فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى زَانِيَةٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ لَاَ تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ غَنِيٍّ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى غَنِيٍّ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ وَزَانِيَةٍ وَغَنِيٍّ فَاُتِيَ فَقِيْلَ لَهٗ اَمَّا صَدَقَتُکَ عَلٰى سَارِقٍ فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهٖ وَاَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا اَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا وَاَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهٗ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقَ مِمَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ.(متفق عليه ولفظه للبخاري)12-778

پھر صدقہ کروں گا۔وہ صدقہ لے کر نکلا اور اس نے زانیہ کے ہاتھ تھما دیا۔صبح کے وقت لوگ چہ میگوئیاں کر رہے تھے کہ آج رات زانیہ عورت کو صدقہ ملا ہے۔صدقہ کرنے والے نے کہا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہے۔میں نے تو بدکار عورت کو صدقہ دے دیا ہے۔اب میں مزید صدقہ کروں گا۔وہ پھر صدقہ کرنے کے لیے نکلا اب کی بار مالدار آدمی کے ہاتھ دے بیٹھا۔صبح ہوئی تو لوگ باتیں بنا رہے تھے گزشتہ شب مالدار آدمی کو صدقہ مل گیا۔مخیر آدمی نے کہا اے اللہ! ہر قسم کی حمد تیرے ہی لیے ہے میں تو چور، زانیہ اور مالدار آدمی کو صدقہ دے بیٹھا ہوں۔اسے (خواب) میں بتلایا گیا چور کو تیرا صدقہ دینا قبول ہوا۔شاید وہ چوری سے باز آجائے اور زانیہ عورت زنا کاری سے پاکدامنی اختیار کرے، مالدار شاید عبرت حاصل کرے تو وہ اللہ کے عطا کردہ مال سے خرچ کرنے لگے گا۔

(بخاری ومسلم) یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِّنَ الْاَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِيْ سَحَابَةٍ اسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ فَتَنَحّٰى ذَالِکَ السَّحَابُ فَاَفْرَغَ مَآءَهٗ فِيْ حَرَّةٍ فَاِذَا شَرْجَةٌ مِّنْ تِلْکَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذَالِکَ الْمَآءَ كُلَّهٗ فَتَتَبَّعَ الْمَآءَ فَاِذَا رَجُلٌ قَآئِمٌ فِيْ حَدِيْقَتِهٖ يُحَوِّلُ الْمَآءَ بِمِسْحَاتِهٖ فَقَالَ لَهٗ يَا عَبْدَاللّٰهِ مَا اسْمُکَ قَالَ فُلَانٌ اَلْاِسْمُ الَّذِيْ سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ فَقَالَ لَهٗ يَا عَبْدَاللّٰهِ لِمَ تَسْاَلُنِيْ عَنِ اسْمِيْ فَقَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّحَابِ الَّذِيْ هٰذَا مَآؤُهٗ يَقُوْلُ اسْقِ حَدِيْقَةَ فُلَانٍ لِّاِسْمِکَ فَمَا تَصْنَعُ فِيْهَا قَالَ اَمَّا اِذَا قُلْتَ

حضرت ابوہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک دفعہ کا واقعہ ہے ایک مسافر چٹیل میدان میں تھا اس نے بادل سے آواز سنی فلاں شخص کے باغ کو پانی پلایا جائے۔اچانک بادل کا ٹکڑا علیحدہ ہوا اس نے ایک میدان میں پانی برسایا پانی ایک نالے میں بہہ نکلا۔مسافر پانی کے پیچھے چل دیا۔وہ دیکھتا ہے کہ ایک آدمی باغ میں کھڑا کسّی کے ساتھ ایک کھیت سے دوسرے کھیت کو پانی دے رہا ہے۔اس نے پوچھا اے اللہ کے بندے! تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے کہا میرا نام یہ ہے۔یہ وہی نام تھا جو اس نے بادلوں میں سُنا تھا۔اس نے پوچھا اے اللہ کے بندے آپ میرا نام کیوں پوچھ رہے ہیں؟ اس نے کہا میں نے بادلوں سے آپ کا نام سُنا جن کا یہ پانی ہے۔کوئی کہہ رہا تھا فلاں نام

هٰذَا فَاِنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مَا یَخْرُجُ مِنْهَا فَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهٖ وَاٰکُلُ اَنَا وَعِيَالِیْ ثُلُثًا وَّاَرُدُّ فِيْهَا ثُلُثَهٗ.(مسلم) 779-13

کے آدمی کے باغ کو پانی پلاؤ۔آپ مجھے بتائیں کہ آپ باغ کا نظام کیسے چلاتے ہیں۔اس نے کہا آپ کے سوال کا جواب اس طرح ہے۔میں آمدن کا حساب کر کے ایک تہائی صدقہ کرتا ہوں دوسرے حصّہ سے میرے اور میرے اہل وعیال کے اخراجات پورے ہوتے ہیں۔اور بقیہ باغ کی افزائش پر صرف کرتا ہوں ۔ (مسلم)

وَعَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ ثَلٰثَةً مِّنْ بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ اَبْرَصَ وَاَقْرَعَ وَاَعْمٰی فَاَرَادَاللّٰهُ اَنْ يَّبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ مَلَكًافَاَتَى الْاَبْرَصَ فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَيْکَ قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَّجِلْدٌ حَسَنٌ وَّيَذْهَبُ عَنِّیْ الَّذِیْ قَدْ قَذِرَنِیَ النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهٗ وَاُعْطِیَ لَوْنًا حَسَنًا وَجِلْداً حَسَنًا قَالَ فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْکَ قَالَ الْاِبِلُ اَوْ قَالَ الْبَقَرُ شَکَّ اِسْحٰقُ اِلَّا اَنَّ الْاَبْرَصَ اَوِ الْاَ قْرَعَ قَالَ اَحَدُهُمَا الْاِ بِلُ وَقَالَ الْآخَرُ الْبَقَرُ قَالَ فَاُعْطِیَ نَاقَةً عُشَرَآءَ فَقَالَ بَارَکَ اللّٰهُ لَکَ فِيْهَا قَالَ فَاَتَى الْاَقْرَعَ فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَيْکَ قَالَ شَعْرٌ حَسَنٌ وَيَذْهَبُ عَنِّی هٰذَاالَّذِی قَدْ قَذِرَنِیَ النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ عَنْهُ قَالَ وَاُعْطِیَ شَعْراً حَسَنًا قَالَ فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْکَ قَالَ الْبَقَرُ فَاُعْطِیَ بَقَرَةً حَامِلًا قَالَ بَارَکَ اللّٰهُ لَکَ فِيْهَا قَالَ فَاَتَى الْاَعْمٰی فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَيْکَ قَالَ اَنْ يَّرُدَّ اللّٰهُ اِلَیَّ بَصَرِیْ فَاُبْصِرَ بِهِ النَّاسَ قَالَ فَمَسَحَهٗ فَرَدَّاللّٰهُ اِلَيْهِ بَصَرَهٗ قَالَ فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْکَ قَالَ الْغَنَمُ فَاُعْطِیَ شَاةً وَّالِدًا فَاُنْتِجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا فَكَانَ لِهٰذَاوَادٍ مِّنَ الْاِبِلِ وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْبَقَرِ وَلِهٰذَا

حضرت ابوہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک برص والا اور دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا تھا۔اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمانا چاہا تو ایک فرشتے کو انسانی شکل میں ان کے پاس بھیجا۔فرشتے نے برص کے مریض کے پاس جا کر کہا تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے؟اس نے کہا خوبصورت رنگ،صحت مند جسم اور اس بیماری کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں یہ ختم ہو جائے۔فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری جاتی رہی اور اسے خوبصورت رنگ اور صحت مند جسم نصیب ہوا۔فرشتے نے پوچھا کون سا مال پسند کرو گے؟اس نے کہا اونٹ یا گائے۔روایت کرنے والے جناب اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کو اونٹ یا گائے کے بارے میں شک ہے البتہ برص والے یا گنجے شخص میں سے ایک نے اونٹ اور دوسرے نے گائے کے لیے کہا۔چنانچہ اس کو دس ماہ کی حاملہ اونٹنی دی گئی فرشتے نے دعا کی اللہ تیرے مال میں برکت عطا فرمائے۔پھر وہ گنجے کے پاس آیا اس سے پوچھا تجھے کون سی چیز زیادہ محبوب ہے؟اس نے کہا خوبصورت بال اور جس بیماری کی وجہ سے لوگ مجھے معیوب جانتے ہیں اس سے مجھے شفا نصیب ہو۔راوی کہتا ہے کہ فرشتے نے ہاتھ پھیرا اس کی بیماری جاتی رہی اور اس کے خوبصورت بال نکل آئے۔فرشتے نے کہا

وَادٍ مِّنَ الْغَنَمِ قَالَ ثُمَّ اِنَّهُ اَتَى الْاَبْرَصَ فِيْ صُوْرَتِهٖ
وَهَيْأَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِّسْكِيْنٌ قَدِ انْقَطَعَتْ بِيَ
الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ
بِكَ اَسْئَلُكَ بِالَّذِيْ اَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ
وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيْرًا اَتَبَلَّغُ بِهٖ فِيْ سَفَرِيْ
فَقَالَ الْحُقُوْقُ كَثِيْرَةٌ فَقَالَ اِنَّهُ كَاَنِّيْ اَعْرِفُكَ اَلَمْ
تَكُنْ اَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ فَقِيْرًا فَاَعْطَاكَ اللّٰهُ
فَقَالَ اِنَّمَا وُرِّثْتُ هٰذَا الْمَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ فَقَالَ
اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ قَالَ
وَاَتَى الْاَقْرَعَ فِيْ صُوْرَتِهٖ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَا قَالَ لِهٰذَا
وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلٰى هٰذَا فَقَالَ اِنْ كُنْتَ
كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ قَالَ وَاَتَى
الْاَعْمٰى فِيْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْأَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِّسْكِيْنٌ
وَابْنُ سَبِيْلٍ اِنْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ فَلَا
بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ اَسْاَلُكَ بِالَّذِيْ
رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً اَتَبَلَّغُ بِهَا فِيْ سَفَرِيْ
فَقَالَ قَدْ كُنْتُ اَعْمٰى فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيَّ بَصَرِيْ
فَخُذْ مَا شِئْتَ وَدَعْ مَا شِئْتَ فَوَاللّٰهِ لَا
اَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ اَخَذْتَهٗ لِلّٰهِ فَقَالَ
اَمْسِكْ مَالَكَ فَاِنَّمَا ابْتُلِيْتُمْ فَقَدْ رُضِيَ
عَنْكَ وَسُخِطَ عَلٰى صَاحِبَيْكَ. (متفق
عليه) 780-14

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ

آپ کون سا مال پسند کرتے ہیں؟ وہ کہنے لگا گائے' تو اسے
ایک حاملہ گائے عنایت کی گئی اس کے لیے فرشتے نے برکت
کی دعا کی۔ اب فرشتہ اندھے کے پاس گیا۔ جا کر پوچھا
اے نابینے! تو کون سی چیز پسند کرے گا؟ اس نے کہا کہ اللہ
تعالیٰ مجھے بینائی عطا کردے۔ تاکہ میں بھی لوگوں کو دیکھ
سکوں۔ چنانچہ فرشتے نے ہاتھ پھیرا تو اللہ نے اسے
بصارت عطا فرما دی۔ فرشتے نے پوچھا کون سا مال زیادہ
اچھا لگتا ہے؟ اس نے کہا بکریاں۔ اس کو بچہ جننے والی بکری
دے دی گئی۔ چنانچہ ان دونوں یعنی گائے اور اونٹ نے بھی
بچے جنے۔ اور بکریاں بھی بڑھتی رہیں۔ برص والے کے
اونٹوں سے جنگل بھر گیا۔ اور اس گنجے کا گائے کی نسل سے
الگ جنگل بھر گیا۔ اور اس اندھے کا بھی بکریوں سے جنگل
بھر گیا کچھ مدت کے بعد فرشتہ برص والے کے پاس اسی پہلی
شکل وصورت میں آ کر کہنے لگا۔ میں مسکین شخص ہوں سفر
میں میرے پاس وسائل ختم ہوگئے ہیں۔ اب میرے لیے
اللہ کی کرم نوازی اور تیری مدد کے بغیر گھر پہنچنا ممکن
نہیں۔ میں تجھ سے اس ذات کے نام سے سوال کرتا ہوں
جس نے تجھے خوبصورت رنگ صحت مند جسم اور مال
دیا ہے۔ تو مجھے ایک اونٹ عطا کردے کہ میں اس پر سوار
ہو کر اپنی منزل مقصود پر پہنچ جاؤں۔ اس نے جواب دیا مجھ پر
ذمہ داریوں کا انبار ہے فرشتے نے کہا شاید میں تجھے
جانتا ہوں کہ تو پہلے برص زدہ نہیں تھا؟ تجھ سے لوگ نفرت
کرتے تھے۔ تو غریب تھا اللہ نے تجھے مالدار بنا دیا۔ اس
نے کہا کہ میں نسل درنسل مالدار ہوں۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹ کہتا ہے تو اللہ تجھے ویسا ہی کرے جیسا تو پہلے تھا۔ اس کے بعد
فرشتہ گنجے کے پاس آیا۔ اس سے وہی باتیں کیں جو پہلے سے کی تھیں اس نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے نے دیا تھا۔ فرشتے
نے کہا اگر تو جھوٹ کہہ رہا ہے تو اللہ تجھے پہلے کی طرح کردے۔ اب فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور کہا میں ایک مفلس، نادار

آدمی ہوں۔ سفر میں میرے پاس اسباب نہیں رہے۔ اب میں اللہ کی مدد اور پھر تمہارے تعاون کے بغیر اپنی منزل پر نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے میں تجھ سے اللہ کے واسطے سے بھیک مانگتا ہوں۔ جس نے تجھے بینائی عطا کی تو مجھے ایک بکری عنایت فرمادے تا کہ میں منزل مقصود پر پہنچ سکوں۔ اس نے کہا میں واقعی اندھا تھا۔ اللہ نے مجھے نظر عطا کی جتنا مال چاہو لے جاؤ۔ اور جس قدر چاہو باقی رہنے دو۔ اللہ کی قسم! میں تجھے نہیں روکوں گا۔ جتنا مال چاہتے ہو اللہ کے نام پر قبول کرلو۔ فرشتے نے کہا اپنا مال اپنے پاس رکھو حقیقتاً تمہاری آزمائش مقصود تھی پس تجھ پر اللہ راضی ہوا اور تمہارے دونوں ساتھیوں پر غضب ناک ہوا۔ (بخاری و مسلم)

النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ اِلٰى بَعْضِ حُجَرِ نِسَائِهٖ فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهٖ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَرَاٰى اَنَّهُمْ قَدْ عَجِبُوْا مِنْ سُرْعَتِهٖ قَالَ ذَكَرْتُ شَيْئًا مِنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ اَنْ يَحْبِسَنِيْ فَاَمَرْتُ بِقِسْمَتِهٖ (رَوَاهُ البخاری) وَ فِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ قَالَ كُنْتُ خَلَّفْتُ فِي الْبَيْتِ تِبْرًا مِنَ الصَّدَقَةِ فَكَرِهْتُ اَنْ اُبَيِّتَهٗ 781-15

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی گرامی ﷺ کے پیچھے مدینہ منورہ میں عصر کی نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے جلدی سے سلام پھیرا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے اپنی کسی بیوی کے حجرہ میں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کی جلدی کی وجہ سے لوگ پریشان ہوئے آپ لوگوں کی طرف واپس آئے اور دیکھا کہ یہ لوگ آپ کی جلدی کی وجہ سے متعجب ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میرے پاس کچھ سونا تھا۔ میں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ وہ مجھے اللہ سے روکے رکھے تو میں نے اُسے تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ (بخاریؒ) ایک روایت میں صدقے کا کچھ سونا گھر میں تھا۔ میں نے ناپسند کیا کہ وہ رات ہمارے پاس پڑا رہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ صدقہ کرنے والے کے لئے فرشتہ برکت کی دعا اور کنجوس کے لئے بددعا کرتا ہے۔
۲۔ استطاعت کے مطابق صدقہ کرتے ہی رہنا چاہیے۔
۳۔ خرچ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ مزید عنایت فرماتے ہیں۔
۴۔ پہلے مستحق اقرباء پر صدقہ کرنا چاہیے۔
۵۔ صحت اور ذاتی ضروریات کے وقت خرچ کرنا افضل صدقہ ہے۔
۶۔ خیرات کرنے والے مالداروں کے علاوہ قیامت کے روز تمام سرمایہ دار نقصان میں ہوں گے۔
۷۔ بے علمی میں غیر مستحق کو صدقہ کرنے سے ثواب میں کمی واقع نہیں ہوتی۔
۸۔ اللہ تعالیٰ مال دے کر آزماتا بھی ہے۔

بَابُ فَضْلِ الصَّدَقَةِ

صدقہ کرنے کی فضیلت

صدقہ کا لفظ قرآن مجید میں زکوٰۃ اور نفلی صدقات دونوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ لیکن آپ ﷺ نے صدقہ کے مفہوم میں بڑی توسیع فرمائی ہے۔ کسی غریب کی روپے پیسے سے مدد کرنا' دوست واحباب کو کھانا کھلانا' نیکی کی اشاعت کرنا اور برائی سے لوگوں کو منع کرنا' مومن کا مال چوری ہو جانا۔ زمیندار کی کھیتی سے جانوروں کا دانہ دنکا اٹھانا۔ حتیٰ کہ متبسم چہرے سے ایک دوسرے کے ساتھ ملاقات کرنے کو بھی صدقہ میں شمار فرمایا۔ رزق حلال سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور دوسرے کی عزت نفس کا خیال رکھ کر صدقہ دیا جائے تو ربّ کریم اس کو پہاڑوں جیسی وسعت و کشادگی سے نوازیں گے۔ نیکی کی تلقین اور برائی سے منع کرنے والے کی لسانی اور علمی محنت ولیاقت کے حوالے سے صدقہ شمار ہوگا۔ چہرے کی مسکراہٹ کی قدر و قیمت جاننا ہو تو ڈاکٹر کی مسکراہٹ کے بارے میں مریض سے پوچھیے۔ کسی بڑے کے تبسم کی قدر سمجھنی ہو تو چھوٹے کارکن' غریب آدمی یا درماندہ شخص سے دریافت فرمائیں کہ اس کے لئے بڑے کی مسکراہٹ صدقے سے کس قدر گراں قدر ہے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَّلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّیْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ. (متفق عليه) 1-782

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ صرف حلال چیزوں سے صدقہ قبول فرماتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لیتے ہوئے شرف قبولیت بخشتے ہیں۔ پھر اس کو اس طرح بڑھاتے ہیں جیسا کہ تم اپنے بچھڑے کی پرورش کر کے اسے بڑا کرتے ہو۔ یہاں تک کہ ایک کھجور کا ثواب پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ وَّمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَّمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ. (مسلم) 2-783

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا صدقہ کرنے سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی۔ معاف کرنے سے اللہ تعالیٰ بندے کو مزید عزت سے نوازتے ہیں اور جو شخص بھی اللہ کی رضا کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو لوگوں کی نگاہوں میں معزز فرما دیتے ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَنْفَقَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم

زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِّنَ الْاَشْيَآءِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دُعِيَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَلِلْجَنَّةِ اَبْوَابٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ مَّا عَلٰى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى اَحَدٌ مِّنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ. (متفق عليه) 3-784

ﷺ نے فرمایا جس شخص نے مال میں سے دو حصّے اللہ کے راستے میں خرچ کیے تو اسے جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا جب کہ جنت کے (آٹھ) دروازے ہیں۔ جو شخص جہاد میں مصروف رہا تو اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جو شخص کثرت سے نماز پڑھنے والا ہے، اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جو شخص صدقہ وخیرات کرتا رہا اسے صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جو شخص کثرت سے روزے رکھتا رہا تو اسے ریان کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا گو ہر دروازے سے بلائے جانے کی ضرورت نہیں تاہم کسی شخص کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے فرمایا مجھے امید ہے کہ ابوبکر آپ ان میں سے ہوں گے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ تَبِعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ اَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِيْنًا قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيْضًا قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اجْتَمَعْنَ فِيْ امْرِئٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ. (مسلم) 4-785

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے پوچھا تم میں سے کس شخص نے آج روزہ رکھا ہوا ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے۔ نبی محترم ﷺ نے پھر دریافت کیا آج تم میں سے کون جنازے کے ساتھ گیا؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں شریک ہوا ہوں۔ نبی کریم ﷺ پھر پوچھتے ہیں آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض میں نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے۔ نبی معظم ﷺ چوتھی دفعہ استفسار فرماتے ہیں کہ آج تم میں سے کس نے بیمار کی عیادت کی؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے۔ اس پر رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا جس شخص میں یہ اوصاف جمع ہو جائیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا نِسَآءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسَنَ شَاةٍ. (متفق عليه) 5-786

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا اے مسلمان عورتو! کوئی عورت اپنی پڑوسن کو ہدیہ دینا حقیر نہ سمجھے اگرچہ بکری کے پائے ہی کیوں نہ ہوں۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ وَّحُذَيْفَةَ ﷺ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ. (متفق عليه) 787-6

حضرت جابر ﷺ اور حضرت حذیفہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہر نیک کام صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَلَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ (مسلم) 788-7

حضرت ابوذر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا کسی بھی اچھے عمل کو معمولی نہ سمجھو چاہے اپنے بھائی سے کشادہ پیشانی کے ساتھ ملاقات ہی ہو۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ فَلْيَعْمَلْ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ اَوْلَمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُعِيْنُ ذَاالْحَاجَةِالْمَلْهُوْفِ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْهُ قَالَ فَيَاْمُرُ بِالْخَيْرِ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ. (متفق عليه) 789-8

حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ لازم ہے۔ صحابہ کرام ﷺ نے دریافت کیا اگرچہ اس کے پاس صدقہ دینے کے لئے کچھ نہ ہو؟ فرمایا اپنے ہاتھ سے کام کرے۔ خود کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ وخیرات بھی کرے۔ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا اگر اس کی طاقت نہ ہو یا وہ یہ کام نہ کرسکے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کسی ضرورت مند اور مصیبت زدہ کی مدد کرے۔ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا اگر وہ مدد کرنے کے قابل نہ ہو؟ ارشاد ہوا نیکی کا حکم دے۔ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا اگر وہ اس کی صلاحیت نہ رکھتا ہو؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں برائی سے بچا رہے یہی اس کے لئے صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ سُلَامٰى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ يَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَّيُعِيْنُ الرَّجُلَ عَلٰى دَآبَّتِهٖ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا اَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَّكُلُّ خُطْوَةٍ يَّخْطُوْهَا اِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ وَّيُمِيْطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ. (متفق عليه) 790-9

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا انسان کے ہر جوڑ پر روزانہ صدقہ لازم ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان عدل وانصاف کرنا صدقہ ہے، کسی شخص کو اس کی سواری پر سوار کرانے میں مدد دینا یا سواری پر اس کا سامان رکھنا صدقہ ہے، اچھی بات کہنا صدقہ ہے، نماز کے لئے چلنا صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول محترم ﷺ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُلِقَ كُلُّ اِنْسَانٍ مِّنْ بَنِيْ اٰدَمَ عَلٰى سِتِّيْنَ وَثَلَاثِ مِائَةِ مَفْصِلٍ فَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ وَحَمِدَاللّٰهَ وَهَلَّلَ اللّٰهَ وَسَبَّحَ اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ شَوْكَةً اَوْعَظْمًا اَوْ اَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ عَدَدَ تِلْكَ السِّتِّيْنَ وَالثَّلَاثِ مِائَةِ فَاِنَّهٗ يَمْشِيْ يَوْمَئِذٍ وَّقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهٗ عَنِ النَّارِ.(مسلم) 10-791

نے فرمایابنی آدم کاہر انسان تین سوساٹھ جوڑوں پراستوار ہے۔جس نے اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور حمدوثنا کی، لاالہ الااللہ کا اقرار کیا سبحان اللہ کہا،اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگی،لوگوں کے راستے سے کانٹا، پتھر، ہڈی کو ہٹایایا اچھے کام کاحکم دیااور برے کام سے روکا۔جس نے ایسا تین سوساٹھ کام کئے وہ اس دن زمین پراس حال میں چل رہاہوگا کہ اس نے خود کودوزخ سے دور کرلیا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةً وَّكُلِّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةً وَّكُلِّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةً وَّكُلِّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةً وَّاَمْرٍ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةً وَّنَهْيٍ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةً وَّفِيْ بُضْعِ اَحَدِكُمْ صَدَقَةً قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَاْتِيْ اَحَدُنَا شَهْوَتَهٗ وَيَكُوْنُ لَهٗ فِيْهَا اَجْرٌ قَالَ اَرَءَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِيْ حَرَامٍ اَكَانَ عَلَيْهِ فِيْهِ وِزْرٌ فَكَذٰلِكَ اِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهٗ اَجْرٌ.(مسلم)792-11

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایااللہ کی پاکیزگی بیان کرنا صدقہ ہے،اللہ کی کبریائی بیان کرنا صدقہ ہے، اللہ کی تعریف کرنا صدقہ ہے،اللہ کو ہی عبادت کے لائق جاننا صدقہ ہے،نیکی کاحکم دینااور بُرے کام سے روکنا بھی صدقہ ہےاورتمہارابیویوں کے ساتھ میل ملاپ صدقہ ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیااپنے جذبات کی تسکین کے لئے ایسا کرنااس کا بھی ثواب ملتاہے؟ فرمایا اگر کوئی ناجائز طریقے سے ایسا کرلے تو اس پر گناہ نہیں ہوگا؟ لہٰذا جواپنی خواہش کوجائز طریقے سے پورا کرے گا تواس کوثواب ہوگا۔(مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِعْمَ الصَّدَقَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةٌ وَالشَّاةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةٌ تَغْدُوْ بِاِنَآءٍ وَتَرُوْحُ بِاٰخَرَ.(متفق علیه)793-12

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا بہترین صدقہ دودھ دینے والی عمدہ اونٹنی کو بطور عطیہ دیناہے اورعمدہ نسل کی بکری کاعطیہ دینا جوصبح وشام برتن بھر کر دودھ دیتی ہو۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَاْكُلُ مِنْهُ اِنْسَانٌ اَوْ طَيْرٌ اَوْ بَهِيْمَةٌ اِلَّا كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةٌ (متفق علیه) و فی رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بندۂ مومن جو بھی درخت لگاتاہے یا زمین کاشت کرتاہے اس میں انسان،چوپائے یا پرندے کھالیتے ہیں تواس کے نامۂ اعمال میں صدقہ اور نیکی لکھی جاتی ہے۔

جَابِرٍ وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ. 13-794 (بخاری ومسلم) مسلم کی روایت میں حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں اور جو اس سے چوری ہو جائے وہ بھی مالک کے لئے صدقہ ہے۔)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غُفِرَ لِامْرَاَةٍ مُوْمِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلٰى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَاَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهُ مِنَ الْمَآءِ فَغُفِرَ لَهَا بِذَالِكَ قِيْلَ اِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ اَجْرًا قَالَ فِيْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَّطْبَةٍ اَجْرٌ. (متفق عليه) 14-795

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ایک زانیہ عورت کو صرف اس وجہ سے معاف کر دیا گیا کہ وہ ایک کتے کے قریب سے گزری جو کنویں کے کنارے پیاس کی وجہ سے زبان لٹکائے ہوئے مرنے کے قریب تھا۔ اس عورت نے اپنا موزہ اتارا، اس کو اپنے دوپٹے کے ساتھ مضبوطی سے باندھ کر کنویں سے پانی نکال کر کتے کو پلایا۔ اس کے بدلے اسے معاف کر دیا گیا۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ ہمارے لیے چوپایوں کی خدمت کرنے میں ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا ہر جان دار کی خدمت کرنا ثواب ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُذِّبَتِ امْرَاَةٌ فِيْ هِرَّةٍ اَمْسَكَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ مِنَ الْجُوْعِ فَلَمْ تَكُنْ تُطْعِمُهَا وَلَا تُرْسِلُهَا فَتَاْكُلَ مِنْ خِشَاشِ الْاَرْضِ. (متفق عليه) 15-796

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا ایک عورت اس وجہ سے عذاب میں مبتلا کی گئی کہ اس نے ایک بلی کو باندھ رکھا حتی کہ وہ بھوک سے مرگئی۔ عورت نے بلی کو نہ کھلایا پلایا اور نہ ہی آزاد کیا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا کر زندگی بچا لیتی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلٰى ظَهْرِ طَرِيْقٍ فَقَالَ لَاُنَحِّيَنَّ هٰذَا عَنْ طَرِيْقِ الْمُسْلِمِيْنَ لَا يُؤْذِيْهِمْ فَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ. (متفق عليه) 16-797

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا ایک آدمی کا گزر ایسے راستے سے ہوا۔ جہاں درخت کی بڑی ٹہنی نے راستہ روک رکھا تھا۔ اس شخص نے عزم کیا کہ میں مسلمانوں کے راستے سے اس ٹہنی کو ضرور ہٹا دوں گا تاکہ گزرنے والے تکلیف سے بچ جائیں۔ اس عمل کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ رَاَيْتُ رَجُلًا يَتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ فِيْ شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے جنت میں ایک آدمی کو بڑے ناز سے چلتے

ظَهْرِ الطَّرِيْقِ كَانَتْ تُؤْذِئ النَّاسَ. (مسلم)

پھرتے دیکھا۔ یہ اس وجہ سے تھا کہ اس نے راستے سے تکلیف دہ درخت کو کاٹ کر ہٹایا تھا۔ (مسلم)

17-798

عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ ﷺ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ عَلِّمْنِیْ شَيْئًا اَنْتَفِعُ بِهٖ قَالَ اعْزِلِ الْاَذٰی عَنْ طَرِيْقِ الْمُسْلِمِيْنَ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 799-18

حضرت ابو برزہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو میرے لئے مفید ہو آپ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیزوں کو دور کرتے رہو۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ قیامت کے روز اخلاص والے معمولی صدقے کو پہاڑ کے برابر بنا دیا جائے گا۔

۲۔ صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا۔

۳۔ انکساری اختیار کرنے اور کسی کو معاف کرنے سے آدمی کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے۔

۴۔ خندہ پیشانی سے ملنا نیکی کی علامت ہے۔

۵۔ نیکی کا حکم اور برائی سے رک جانے کو صدقہ قرار دیا گیا ہے۔

۶۔ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی صدقہ ہے۔

۷۔ اللہ کے راستے میں بہترین چیز خرچ کرنی چاہیے۔

۸۔ کھیتی سے پرندوں کا چگنا اور مال کا چوری ہو جانا بھی مومن کے لیے صدقہ شمار ہوگا۔

۹۔ کتے اور جانور کو کھلانا اور پلانا صدقہ ہے۔

۱۰۔ نیکی کی تلقین اور برائی سے منع کرنا بھی صدقہ ہے۔

❁❁❁

بَابُ اَفْضَلِ الصَّدَقَةِ

بہترین صدقہ

صدقہ کرنا ہر حال میں بہتر عمل ہے لیکن قرآنِ مجید اور رسولِ کریم ﷺ نے صدقہ کرنے کا انداز اور ایک طریقہ کار بتلایا۔ اس طریقے کا خیال رکھے بغیر اگر کروڑوں روپے بھی صدقہ کیے جائیں تو اسکے وہ ثمرات اور نتائج برآمد نہیں ہو سکتے جو اسلام کا مقصود ہیں۔ اگر صدقہ کرنے والا اعتدال کے ساتھ صدقہ نہیں کریگا تو ایک وقت آئیگا کہ وہ خود کوڑی کوڑی کا محتاج ہو جائیگا۔ اور اگر شریعت کے بتلائے ہوئے طریقے اور ترتیب کا خیال نہ رکھا جائے تو کچھ سائل تو امیر ہو جائیں گے جبکہ باقی غربت میں ہی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوں گے۔ ان نقائص اور کمزوریوں کی تلافی اور غرباء کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کیلئے ربِّ عظیم اور رسول کریم ﷺ نے بہترین طریقۂ کار بتلایا ہے کہ خرچ کرنے والا اعتدال کے ساتھ پہلے اپنے اعزاء و اقرباء کا خیال رکھے اور بعد ازاں دوسروں کے ساتھ تعاون کرے۔ یہ وہ جامع طریقہ ہے جس سے کسی مستحق کے محروم رہنے کا احتمال ختم ہو جاتا ہے کیونکہ دنیا میں ہر ایک کا رشتہ دار بھی ہے اور تمدّن کے حوالے سے اسکے پڑوسی اور محلّے دار بھی ہوا کرتے ہیں۔ صدقہ کرتے ہوئے اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ ناقص اور اپنی نظر میں ناپسند چیز دوسرے پر خرچ نہ کی جائے اس سے اللہ تعالیٰ کی وہ خوشنودی حاصل نہیں ہو سکتی جو بہترین چیز صدقہ کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ قرآنِ حکیم اور رسول محترم ﷺ نے بہترین چیز اور مشکل وقت میں صدقہ کرنے کو افضل صدقہ قرار دیا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ وَ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خَیْرُ الصَّدَقَةِ مَا کَانَ عَنْ ظَھْرِ غِنًی وَّابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ. (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَرَوَاہُ مُسْلِمٌ عَنْ حَکِیْمٍ وَحْدَہٗ) 1-800

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلٰی اَھْلِہٖ وَھُوَ یَحْتَسِبُھَا کَانَتْ لَہٗ صَدَقَةً. (متفق علیه) 2-801

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ دِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بہترین صدقہ وہ ہے جو اپنی ضروریات پوری کر کے دیا جائے اور خرچ کرنے میں اپنے اہل وعیال سے آغاز کرنا چاہیے۔ (بخاری) اور مسلم نے صرف حضرت حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا جب آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا ایک دینار وہ ہے جس کو تو اللہ کے راستے میں خرچ

رَقَبَةٍ وَّدِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰى مِسْكِيْنٍ وَّدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهُ عَلٰى اَهْلِكَ اَعْظَمُهَا اَجْرًا الَّذِىْ اَنْفَقْتَهُ عَلٰى اَهْلِكَ.(مسلم)802-3

کرے۔ایک دینار وہ ہے جس کو تو غلام آزاد کرنے میں خرچ کرے،ایک دینار وہ ہے جس کو تو مسکین پر خرچ کرے، ایک وہ ہے جسے تو بیوی بچوں پر خرچ کرے۔ ان میں سب سے زیادہ ثواب اس دینار کا ہے جسے تو بیوی بچوں پر خرچ کرے۔(مسلم)

عَنْ ثَوْبَانَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفْضَلُ دِيْنَارٍ يُّنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِيْنَارٌ يُّنْفِقُهُ عَلٰى عِيَالِهٖ وَدِيْنَارٌ يُّنْفِقُهُ عَلٰى دَآبَّتِهٖ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدِيْنَارٌ يُّنْفِقُهُ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.(مسلم)803-4

حضرت ثوبان ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا بہترین دینار وہ ہے جسے آدمی اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار جس کو اپنے چار پائے پر خرچ کرتا ہے جسے اس نے اللہ کے راستے میں باندھ رکھا ہے اور وہ دینار جسے کوئی شخص اللہ کی راہ میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔(مسلم)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَلِىْ اَجْرٌ اَنْ اُنْفِقَ عَلٰى بَنِىْ اَبِىْ سَلَمَةَ اِنَّمَا هُمْ بَنِىَّ فَقَالَ اَنْفِقِىْ عَلَيْهِمْ فَلَكِ اَجْرُ مَا اَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ.(متفق عليه)804-5

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر میں ابوسلمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد پر خرچ کروں تو مجھے ثواب ملے گا کیونکہ وہ میرے بھی بچے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان پر خرچ کرو تجھے ان پر خرچ کرنے کا ثواب ملے گا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ زَيْنَبَ رضى الله عَنْهَا امْرَاَةِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَصَدَّقْنَ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ قَالَتْ فَرَجَعْتُ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ فَقُلْتُ اِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيْفُ ذَاتِ الْيَدِ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَاْتِهٖ فَاسْئَلْهُ فَاِنْ كَانَ ذَالِكَ يُجْزِئُ عَنِّىْ وَاِلَّا صَرَفْتُهَا اِلٰى غَيْرِكُمْ قَالَتْ فَقَالَ لِىْ عَبْدُاللّٰهِ بَلِ ائْتِيْهِ اَنْتِ قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ فَاِذَا امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِبَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَاجَتِىْ حَاجَتُهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ اُلْقِيَتْ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ

حضرت زینب رضی اللہ عنہا عبداللہ بن مسعود ﷺ کی بیوی بیان کرتی ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا اے خواتین! تم صدقہ کیا کرو۔خواہ تمہیں اپنے زیورات دینے پڑیں۔وہ فرماتی ہیں میں عبداللہ بن مسعود ﷺ کے پاس آئی اور میں نے ان سے کہا تم تنگ دست ہو۔جبکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے آپ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں جائیں اور ان سے دریافت کریں کہ اگر میرا آپ پر صدقہ کرنا جائز ہے تو میں آپ پر صدقہ کرتی ہوں وگرنہ آپ کے علاوہ دوسرے لوگوں پر صدقہ کروں گی۔ زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں مجھے جناب عبداللہ ﷺ نے کہا تو خود ہی جا۔میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو وہاں ایک

قَالَتْ فَخَرَجَ عَلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا لَهُ ائْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبِرْهُ اَنَّ امْرَأَتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْأَلَانِكَ أَتُجْزِئُ الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلٰى اَزْوَاجِهِمَا وَعَلٰى اَيْتَامٍ فِيْ حُجُوْرِهِمَا وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَّحْنُ قَالَتْ فَدَخَلَ بِلَالٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ هُمَا قَالَ امْرَأَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَزَيْنَبُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ الزَّيَانِبِ قَالَ امْرَأَةُ عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَهُمَا اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ.(متفق عليه واللفظ لمسلم)805-6

انصاری عورت رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر تھی ہم دونوں نے ایک ہی مسئلہ پوچھنا تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول محترم ﷺ بڑی عظمت وہیبت والے تھے اتنے میں بلال ؓ باہر نکلے ہم نے ان سے کہا کہ رسول کریم ﷺ کو بتائیں دو عورتیں آپ کے دروازے پر کھڑی ہیں وہ آپ سے مسئلہ پوچھنا چاہتی ہیں کہ ان کا صدقہ ان کے خاوندوں اور ان کی سرپرستی میں جو یتیم بچے ہیں ان پر لگ سکتا ہے؟ آپ کو یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں ؟ زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بلال رسول معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے آپ سے عرض کیا۔ رسول اکرم ﷺ نے استفسار فرمایا کہ وہ دونوں عورتیں کون ہیں؟ بلال ؓ نے جواب دیا ایک انصاری عورت ہے جبکہ دوسری زینب رضی اللہ عنہا رسول کریم ﷺ نے فرمایا کون سی زینب؟ بلال ؓ نے جواب دیا کہ عبداللہ بن مسعود ؓ کی بیوی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کو دوہرا ثواب ہے ایک صلہ رحمی کا اور دوسرا صدقہ کرنے کا۔ (بخاری ومسلم)۔ یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا اَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذَالِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَوْ اَعْطَيْتِهَا اَخْوَالَكِ كَانَ اَعْظَمَ لِاَجْرِكِ. (متفق عليه)806-7

ام المؤمنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اس نے رسول محترم ﷺ کے زمانے میں ایک لونڈی آزاد کی اور اس کا تذکرہ رسول معظم ﷺ سے کیا۔ آپ نے فرمایا اگر تو یہ لونڈی اپنے ماموں کو بطور عطیہ دیتی تو تجھے زیادہ ثواب ملتا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِيْ جَارَيْنِ فَاِلٰى اَيِّهِمَا اُهْدِيْ قَالَ اِلٰى اَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا. (بخاری) 807-8

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اس نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول! میرے دو پڑوسی ہیں ان دونوں میں سے پہلے کس کو ہدیہ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں میں سے جس کا دروازہ قریب تر ہے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَاَكْثِرْ مَآءَهَا وَ تَعَاهَدْ

حضرت ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب تم گوشت پکاؤ اس کا شوربہ زیادہ بنایا کرو اس میں

جِیْرَانِکَ. (مسلم)808-9

اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھا کرو۔ (مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ کَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ ﷺ اَکْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِیْنَةِ مَالًا مِّنْ نَّخْلٍ وَّکَانَ اَحَبُّ اَمْوَالِهِ اِلَیْهِ بَیْرُحَآءَ وَکَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَدْخُلُهَا وَیَشْرَبُ مِنْ مَّآءٍ فِیْهَا طَیِّبٍ قَالَ اَنَسٌ ﷺ فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران ۳: ۹۲) قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ مَالِیْ اِلَیَّ بَیْرُحَآءُ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ تَعَالٰی اَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَیْثُ اَرَاکَ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَخٍ بَخٍ ذَالِکَ مَالٌ رَّابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَاِنِّیْ اَرٰی اَنْ تَجْعَلَهَا فِی الْاَقْرَبِیْنَ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ ﷺ اَفْعَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَسَمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ ﷺ فِیْ اَقَارِبِهٖ وَبَنِیْ عَمِّهٖ. (متفق علیه) 809-10

تیسری فصل

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ ﷺ مدینہ منورہ میں تمام انصار سے زیادہ کھجوروں کے مالک تھے۔ ان کے نزدیک ان کا محبوب ترین مال باغ بیرحاء تھا جو مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ رسول کریم ﷺ اس میں جانے اور وہاں سے عمدہ پانی پیتے۔ حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی "تم ہرگز نیکی نہیں حاصل کر سکتے جب تک تم اپنے محبوب مال سے خرچ نہ کرو۔" (آل عمران ۳:۹۲) تو ابوطلحہ ﷺ رسول معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! بلاشبہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس وقت تک نیکی نہیں حاصل کر سکتے جب تک تم بہترین مال خرچ نہ کرو۔ اور میرا سب سے محبوب مال بیرحاء ہے۔ میں اسے اللہ کی رضا کے لئے صدقہ کرتا ہوں اور اس کے بدلے ثواب اور اللہ کے ہاں ذخیرہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ کے رسول! آپ جہاں چاہیں اس کو خرچ کریں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہت خوب، بہت خوب! یہ مال بہت ہی مفید ہے میں نے تیری پیش کش سن لی ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ تم اس مال کو اپنے قریبی رشتہ داروں پر صدقہ کردو۔ اس پر ابوطلحہ ﷺ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ ابوطلحہ ﷺ نے اسے اپنے قرابت داروں اور اپنے چچازاد بھائیوں میں تقسیم کردیا۔ (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ اہل خانہ پر میانہ روی سے خرچ کرنے پر ثواب ہوگا۔

۲۔ بیوی کا اپنے خاوند کے ساتھ اپنے مال سے تعاون کرنا صدقہ ہے۔

۳۔ قریبی رشتہ داروں پر پہلے صدقہ کرنا چاہیے۔

۴۔ پڑوسیوں میں قریبی پڑوسی کا سب سے زیادہ حق ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہترین مال خرچ کرنا چاہیے۔

بَابُ صَدَقَةِ الْمَرْاَةِ مِنْ مَالِ الزَّوْجِ

عورت کا اپنے خاوند کے مال سے صدقہ کرنا

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ آدمی کے صدقہ وخیرات میں اس کے اہل خانہ کو شامل فرمایا اور عورت کے کیے ہوئے صدقہ میں اس کے خاوند کو شریک فرمایا گیا۔ حتّٰی کہ کسی کے فوت ہونے کے بعد کوئی رشتہ دار یا محبّ اس کے لیے صدقہ کرتا ہے تو مدفون مسلمان کو اس خیرات کا ثواب ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کے فرمان سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے مال کا انچارج ہے اور وہ مالک کے حکم پر بروقت ادائیگی کرتا ہے تو خزانچی کو بھی ثواب ملے گا۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا اَجْرُهَا بِمَا اَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا اَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَالِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ اَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا. (متفق عليه) 1-810

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جب عورت اپنے گھر کے کھانے سے صدقہ کرے اور اسراف نہ کرے تو اسے اس خرچ کرنے کا ثواب حاصل ہوگا اور اس کے خاوند کو بھی ثواب ملے گا۔ کیونکہ اس نے مال کمایا نیز خزانچی کو بھی ثواب ملے گا۔ ایک کا ثواب دوسرے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ اَمْرِهٖ فَلَهَا نِصْفُ اَجْرِهٖ. (متفق عليه) 2-811

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا جب عورت اپنے خاوند کی کمائی سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ کرتی ہے تو عورت کو نصف ثواب ملتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الْاَمِيْنُ الَّذِىْ يُعْطِىْ مَا اُمِرَبِهٖ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبَةً بِهٖ نَفْسُهُ فَيَدْفَعُهُ اِلَى الَّذِىْ اُمِرَ لَهُ بِهٖ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ. (متفق عليه) 3-812

حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مسلمان امانت دار خزانچی جسے جس چیز کے دینے کا حکم دیا جاتا ہے وہ اسے مکمل طور پر پورا پورا خوش دلی سے ادا کرتا ہے اور جس شخص کو دینے کے لئے اسے کہا جاتا ہے، وہ اسے دے دیتا ہے تو وہ خزانچی بھی صدقہ کرنے

والوں میں سے ایک ہے یعنی اجر و ثواب میں مال والے کے ساتھ شریک ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ اِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اِنَّ اُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَ اَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ. (متفق علیه)813-4

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ سے ذکر کرتا ہے کہ میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہیں، میرا خیال ہے اگر اسے بات کرنے کا موقع ملتا تو وہ صدقہ کرتی۔ میں اس کی جانب سے صدقہ کروں تو کیا اسے ثواب ہوگا۔ آپ نے فرمایا ثواب ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اس حدیثِ مبارکہ میں فیکٹری یا کسی ادارے کے اکاونٹنٹ کے لیے خوش خبری ہے کہ وہ اپنی اتھارٹی کے حکم پر متعلقہ آدمی کو فوری طور پر ادائیگی کرتا ہے تو اسے اس دیانت اور مستعدّی پر ثواب ملے گا۔ کیونکہ اس سے رقم لینے والے آدمی کا وقت، عزتِ نفس محفوظ رہنے کے ساتھ اسکی بروقت ضرورت پوری ہوتی ہے۔ دفتری کارکردگی میں مستعدی اور ترقی ہوتی ہے۔

الفصل الثالث — تیسری فصل

عَنْ عُمَيْرٍ ﷛ مَوْلٰى اٰبِى اللَّحْمِ قَالَ اَمَرَنِىْ مَوْلَاىَ اَنْ اُقَدِّدَ لَحْمًا فَجَآءَنِىْ مِسْكِيْنٌ فَاَطْعَمْتُهُ مِنْهُ فَعَلِمَ بِذَالِکَ مَوْلَاىَ فَضَرَبَنِىْ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَالِکَ لَهُ فَدَعَاهُ فَقَالَ لِمَ ضَرَبْتَهُ قَالَ يُعْطِىْ طَعَامِىْ بِغَيْرِ اَنْ اٰمُرَهُ فَقَالَ الْاَجْرُ بَيْنَكُمَا وَفِىْ رِوَايَةٍ قَالَ كُنْتُ مَمْلُوْكًا فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتَصَدَّقُ مِنْ مَّالِ مَوَالِىَّ بِشَىْءٍ قَالَ نَعَمْ وَالْاَجْرُ بَيْنَكُمَا نِصْفَانِ. (مسلم)814-5

حضرت عمیر ﷛ ابی اللحم ﷛ کے غلام بیان کرتے ہیں کہ میرے آقا نے مجھے حکم دیا کہ میں گوشت کے ٹکڑے کروں چنانچہ میرے پاس ایک مسکین آیا۔ میں نے اس کو اس گوشت میں سے کھلایا جب میرے آقا کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے مجھے سزا دی۔ بعد ازاں میں رسولِ محترم ﷺ کے ہاں پہنچا۔ میں نے یہ بات آپ سے عرض کی آپ ﷺ نے اسے بلا کر پوچھا کہ تو نے اسے کیوں مارا ہے؟ اس نے کہا اس نے میرا کھانا میری اجازت کے بغیر دے دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ثواب تم دونوں کے درمیان تقسیم ہوگا۔ ایک روایت میں ہے اس نے بیان کیا کہ میں غلام تھا میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میں اپنے آقا کے مال میں سے کچھ صدقہ کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تم دونوں کو آدھا آدھا ثواب ہوگا۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اس حدیث سے مراد کھانے پینے کی چیز اور معمولی صدقہ ہے۔ جو ملازم اپنے مالک کی غیر حاضری میں اس کے مال سے دے سکتا ہے جس سے مالک کو کوئی خاص نقصان نہیں پہنچتا۔ بصورت دیگر اس ملازم کو اجازت لینا ہوگی کیونکہ جس چیز کا مالک نہیں ہے۔ وہ اس سے کس طرح صدقہ کر سکتا ہے۔

خلاصہ باب

۱۔ عورت اپنے خاوند کے مال سے صدقہ کر سکتی ہے۔

۲۔ عورت کو خاوند سے بلا اجازت صدقہ کرنے کا آدھا ثواب ملے گا۔

۳۔ بروقت ادائیگی کی وجہ سے بیت المال کے انچارج کو بھی ثواب ملتا ہے۔

۴۔ فوت ہونے والے کو ایصالِ ثواب ہوتا ہے۔

۵۔ فوت شدگان کے لیے صدقہ وخیرات کرتے رہنا چاہیے۔

بَابُ مَنْ لَا يَعُوْدُ فِي الصَّدَقَةِ

جوصدقہ واپس نہیں لیتا

اسلام صرف آدمی کی عزت میں اضافہ اور اس کا تحفظ ہی نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے چاہنے والوں کو ہر قسم کے خطرات‘ خدشات اور شبہات سے بھی محفوظ رہنے کی تعلیم دیتا ہے۔ صدقہ کرنے کے بعد اسے خریدنے اور واپس لینے میں یہ شبہات پیدا ہونا لازمی ہیں کہ شاید صدقہ کرنے والا کسی مجبوری کے زیر اثر یا جذبات میں آ کر صدقہ کر تو بیٹھا ہے اور اب اس کی طبیعت میں پریشانی اور لالچ پیدا ہو گیا ہے جس کی وجہ سے وہ کسی بہانے اپنا کیا ہوا صدقہ واپس لینا چاہتا ہے۔ ایسا کرنے سے طبیعت میں کمینگی‘ حرص‘ ہلکا پن پایا جانے کے ساتھ صدقہ واپس لینے سے نہ صرف غریب کی غربت برقرار رہے گی بلکہ اگر وہ اس صدقہ اس سے اپنی ضرورت پوری کر چکا ہے تو واپس کرنے سے اس کو ذہنی و مالی تکلیف ہوگی اور اس کی غربت میں اضافہ ہوگا۔ ساتھ ساتھ وہ اس کو اپنی توہین اور اپنے ساتھ سنگین مذاق تصور کرے گا۔ ان باتوں اور دوسری حکمتوں کو سامنے رکھتے ہوئے آپ ﷺ نے کیے ہوئے صدقہ کو خریدنے کی اجازت نہیں دی اور غریب سے صدقہ واپس لینے کے عمل کو کتے کے ”قے“ چاٹنے کے مترادف قرار دیا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ قَالَ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَضَاعَهُ الَّذِيْ كَانَ عِنْدَهُ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِيَهُ وَظَنَنْتُ اَنَّهُ يَبِيْعُهُ بِرُخْصٍ فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهٖ وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ وَاِنْ اَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهٖ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهٖ (متفق عليه) 1-815

پہلی فصل

حضرت عمر بن خطاب ؓ بیان کرتے ہیں میں نے ایک شخص کو گھوڑا فی سبیل اللہ صدقہ کیا لیکن اس نے گھوڑے کی اچھی خدمت نہ کی جس کی وجہ سے وہ کمزور ہو گیا۔ میں نے چاہا کہ میں اس کو خرید لوں اور میرا خیال تھا کہ وہ مجھے سستے داموں فروخت کر دے گا۔ میں نے نبی محترم ﷺ سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا اسے نہ خریدو اور اپنے صدقہ کو واپس نہ لینا اگرچہ وہ تجھے ایک درہم کے عوض ہی دے کیونکہ جو شخص صدقہ واپس لیتا ہے وہ اس کتے کی مانند ہے۔ جو قے کر کے چاٹتا ہے۔ ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا اپنے صدقے کو واپس نہ لینا اس لیے کہ صدقہ واپس لینے والا اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قے چاٹتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ بُرَيْدَةَ ؓ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ اِذْ اَتَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ

حضرت بریدۃ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ کے پاس ایک عورت آئی اس نے

اللّٰہِ ﷺ اِنِّی تَصَدَّقْتُ عَلٰی اُمِّیْ بِجَارِیَۃٍ وَاِنَّھَا مَاتَتْ قَالَ وَجَبَ اَجْرُکِ وَرَدَّھَا عَلَیْکِ الْمِیْرَاثُ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِنَّہٗ کَانَ عَلَیْھَا صَوْمُ شَھْرٍ اَفَاَصُوْمُ عَنْھَا قَالَ صُوْمِیْ عَنْھَا قَالَتْ اِنَّھَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ اَفَاَحُجُّ عَنْھَا قَالَ نَعَمْ حُجِّیْ عَنْھَا. (مسلم) 2-816

دریافت کیا اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی والدہ پر لونڈی صدقہ کی تھی اور میری والدہ فوت ہوگئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا تیرا ثواب ثابت ہوگیا اور وراثت میں وہ لونڈی تجھے واپس مل گئی۔ اس نے مزید استفسار کیا۔ اے اللہ کے رسول! والدہ کے ذمّہ ایک ماہ کے روزے تھے کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھ سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے اسے روزے رکھنے کی اجازت دی۔ اس نے مزید دریافت کیا میری ماں نے حج نہیں کیا تھا کیا میں اس کی جانب سے حج کرسکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو حج کرسکتی ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اس ارشاد میں آپ ﷺ نے صدقہ کی ہوئی لونڈی واپس لینے کی اجازت اس لئے دی ہے کہ صدقہ کرنے والی عورت نے اسے واپس لینے یا خریدنے کی کوشش نہیں کی بلکہ مسئلے کی نوعیت تبدیل ہوگئی ہے۔ ایک تو اس کی والدہ فوت ہوگئی جس کو اس نے لونڈی دی تھے اور دوسری صورت یہ ہے کہ یہ لونڈی وراثت میں اس کا ہی حق بنتا تھا۔ جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے اسے لونڈی واپس لینے کی اجازت عنایت فرمائی۔

خلاصۂ باب

۱۔ صدقہ دے کر واپس لینا کتے کے قے چاٹنے کے مترادف ہے۔
۲۔ صدقہ کی ہوئی چیز خریدنے کی بھی اجازت نہیں۔
۳۔ فوت ہونے والے کے ذمّہ روزے ہوں تو قریبی رشتہ دار اس کے روزے رکھے۔
۴۔ فوت شدگان کے لئے ایصالِ ثواب کے طور پر صدقہ اور حج کرنا ثابت ہے۔
۵۔ کسی کے فوت ہونے کے بعد اس کو صدقہ ہوئی چیز خریدی جاسکتی ہے

كِتَابُ الصَّوْمِ
روزے کے مسائل

رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید سمیت پہلی بڑی بڑی کتابیں نازل فرمائیں۔ مشہور مفسر قرآن حافظ ابن کثیر نے نزولِ کتب کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی ہے۔

اُنْزِلَتْ صُحُفُ اِبْرٰهِيْمَ فِيْ اَوَّلِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَ اُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ لِسِتٍّ مَّضَيْنَ مِنْ رَمَضَانَ وَالْاِنْجِيْلُ لِثَلَاثِ عَشْرَةٍ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ لِاَرْبَعٍ وَ عِشْرِيْنَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ وَ قَدْ رُوِيَ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ الزَّبُوْرَ اُنْزِلَ لِثِنْتَيْ عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ. (ابن کثیر)

صحف ابراہیم رمضان کی پہلی رات نازل ہوئے اور تورات چھ رمضان، انجیل رمضان کی تیرہ تاریخ کو نازل کی گئی جبکہ قرآن مجید ۲۴ رمضان کی رات کو نازل ہوا جابر بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ زبور ۱۲ رمضان کو اتاری گئی۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ (البقرة ۲:۱۵۸)

"رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا اس میں ہدایت کے کھلے دلائل ہیں اور یہ حق و باطل میں فرق کرنے والی کتاب ہے۔"

روزہ میں ظاہری طور پر اجتماعیت کے قرائن و آثار بہت کم نظر آتے ہیں سوائے اس کے کہ ایک ہی مطلع سے متعلق روزے دار ایک ہی وقت کی پابندی کے ساتھ روزہ رکھتے اور افطار کرتے دکھائی دیتے ہیں مگر تھوڑی سی توجہ سے دیکھا جائے تو روحانی اور قلبی لحاظ سے جس قدر روزہ مومنوں کو باہمی رشتوں میں جوڑنے کا مؤثر ذریعہ ہے شاید ہی دین کے کسی دوسرے رکن کے ذریعے یہ قربت پیدا ہوتی ہو۔ روزہ اللہ عزوجل کی خفیہ ترین عبادت ہے سوائے علام الغیوب کے کسی دوسرے کو حقیقی اور حتمی علم نہیں ہوسکتا کہ یہ شخص روزے دار ہے۔ روزے دار کے ان پرخلوص جذبات اور غایت درجے کی تعمیل حکم کی بنا پر ارشاد پاک ہے۔

اَلصَّوْمُ لِيْ وَ اَنَا اَجْزِيْ بِهٖ.

"روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا"

یہ روزہ اس بات کا بالفعل احساس دلاتا ہے کہ بھوک اور تنگ دستی کی سختیاں غریب کی زندگی پر کیا اثرات مرتب کرتی ہیں۔ خصوصاً غیور اور محنت کش جو صبح سے شام تک کھیت، دوکان یا پھر سر پر دا بڑا اٹھائے مزدوری کرتا ہے۔ زندگی بھر جان توڑ مشقت کے باوجود غربت کے تھپیڑے کھاتا ہے۔ جب وہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو روکھی سوکھی روٹی اور تن کے کپڑے اور علاج کے لیے دوائی مہیا نہیں کرسکتا تو اس کے کلیجے پر جو گزرتی ہے اس کے قلبی اضطراب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا اور پھر جب اس کی جواں سال نیک سیرت بیٹی کو سماج اس لیے قبول نہیں کرتا کہ اس کے باپ کے پاس دولت نہیں ہے اس بے کسی اور بے بسی کو تو کوئی غریب ہی جان سکتا ہے یا پھر بندۂ مومن جس نے رمضان سے کوئی روحانی فائدہ حاصل کیا ہو۔ اس احساس کا پیدا ہونا اس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک دولت مندوں کو بھوک سختی سے عملاً نہ گزارا جاتا۔ یہی جذبات امیر و غریب کو ایک

دوسرے کے قریب تر کر دیتے ہیں اور اس بنا پر روزے کے فضائل کا ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ کی زبان اطہر سے یہ الفاظ جاری ہوئے۔ روزہ سے آدمی کے گناہ معاف اور باہمی ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ سحری اور افطاری کے وقت سنت کے مطابق کچھ بھوک باقی رہنے دی جائے تو روزے سے کئی جسمانی بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ آخِرِ یَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ یَآ اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَهْرٌ عَظِیْمٌ شَهْرٌ مُبَارَکٌ شَهْرُ صَبْرٍ وَ الصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَ شَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَ شَهْرٌ یُزَادُ فِیْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ. (مشکوٰۃ، کتاب الصوم)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے شعبان کے آخر میں ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو! تم پر ایک بابرکت اور عظیم المرتبت مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے۔ یہ بھائی چارے کا مہینہ ہے۔ اس میں مومن کے رزق میں وسعت پیدا کر دی جاتی ہے۔ (تفصیل کے لیے میرے کتاب برکات رمضان ملاحظہ فرمائیں۔)

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ. (متفق علیه) 1-817

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا رمضان کی آمد پر آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ دوسری روایت میں ہے جنت کے دروازے کھول اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الْجَنَّةِ ثَمَانِیَةُ اَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ یُسَمَّی الرَّیَّانُ لَا یَدْخُلُهُ اِلَّا الصَّآئِمُوْنَ. (متفق علیه) 2-818

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک کا نام "ریان" ہے۔ اس دروازے سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس آدمی نے رمضان کے روزے حالت ایمان میں ثواب کی نیت سے رکھے اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں جس آدمی نے حالت ایمان میں طلب ثواب کے لئے قیام کیا اس کے پہلے گناہ معاف کر دیے

مِنْ ذَنْبِهٖ.(متفق علیه)819-3 جاتے ہیں اور جس نے شب قدر کا قیام ایمان کی حالت

میں ثواب کے لیے کیا اس کے بھی پہلے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضٰعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ اَجْلِيْ لِلصَّآئِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَآءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْيَبُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ رِّيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ اَمْرُءٌ صَآئِمٌ.(متفق علیه) 820-4

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا۔آدم کے بیٹے کو تمام نیک اعمال کا بدلہ دس سے سات سوگنا تک دیا جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے روزہ کے سوا کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا روزہ دار اپنی خواہشات اور کھانے پینے کو میری خوشنودی کے لئے چھوڑتا ہے روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ایک خوشی جب وہ روزہ افطار کرتا ہے۔دوسری خوشی جب اس کی ملاقات اپنے رب سے ہوگی۔روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بہتر ہے۔روزہ ڈھال ہے جب تم روزہ رکھو تو فحش کلامی سے احتراز اور جھگڑا سے

اجتناب کرو اگر کوئی شخص روزہ دار کو گالی دے یا اس سے جھگڑا کرے تو اسے کہنا چاہیے میں روزہ دار ہوں۔(بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ رمضان میں جنت کے دروازے کھول اور جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

۲۔ ایمان اور احتساب کے ساتھ روزہ رکھنا اور رات کو قیام کرنا گناہوں سے معافی کی ضمانت ہے۔

۳۔ ہر عمل کا اجر دس سے سات سوگنا ہے لیکن روزے کی جزا بے حساب ہے۔

۴۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوش بو سے بہتر ہے۔

۵۔ روزہ دار کو بری حرکات اور بدکلامی سے بچنا چاہیے۔

۶۔ روزہ سے باہمی ہمدردی اور اخوت پیدا ہوتی ہے۔

۷۔ سنت کے مطابق سحری، افطاری کرنے سے کئی بیماریوں سے نجات ملتی ہے۔

بَابُ رُؤْيَةِ الْهِلَالِ

چاند دیکھنے کے مسائل

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَ ھِلَّةِ قُلْ ھِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ.

اے نبی! آپ سے لوگ چاند کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ فرمادیجئے یہ لوگوں کے لیے نظام اوقات ہے۔

دنیا کا نظام شمس وقمر کے حوالے سے چل رہا ہے۔ شمس وقمر کے بے شمار فوائد کے ساتھ یہ فائدہ بھی ہے کہ چاند سے لوگ رات اور دن کا تعین کرنے کے ساتھ زندگی اور اسکے متعلقات کا حساب وکتاب رکھتے ہیں مسلمانوں کے کیلنڈر کی بنیاد قمری مہینے پر رکھی گئی ہے جو بڑا سادہ اور واضح نظامِ حیات ہے۔ کیونکہ قمری مہینہ انتیس یا تیس دن کا ہوتا ہے اس میں کسی تیسری گنتی کا تصور نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی کچھ مدّت کے بعد لوگوں کو اپنی گھڑیوں کو آگے پیچھے کرنا پڑتا ہے۔ شمسی نظام میں تاریخ کی ابتدا رات بارہ بجے سے شروع ہوتی ہے جو سمجھ سے بالاتر ہے۔ کیونکہ اس میں آدھی رات اور آدھا دن شمار کرنا پڑتا ہے۔ اسی وجہ سے کسی دوسال کے ایام برابر نہیں ہوا کرتے۔ اس کے برعکس قمری مہینہ طلوع چاند سے شروع ہوتا ہے حساب وکتاب کے حوالے سے دن، رات آپس میں خلط ملط نہیں ہوتے۔ اور چاند طلوع ہونے کے ساتھ ایک ساعت سے گنتی شروع ہو جاتی ہے۔ اور قمری نظام پر نماز پنجگانہ، حج، عیدالاضحیٰ اور اسلام کے چوتھے رکن روزے کا آغاز ہوتا ہے۔ لہٰذا چاند دیکھنا سنّت بھی ہے شرعی اور دنیاوی نظامِ زندگی کا حصہ بھی۔ چاند دیکھنے والے کے بارے میں بنیادی طور پر علماء کے دو نقطۂ نظر ہیں۔ اگر ایک آدمی عید یا رمضان اور حج کا چاند دیکھتا ہے تو وہ اپنی رویئت پر اعتبار کرتے ہوئے رمضان اور عید کا فیصلہ کرسکتا ہے لیکن مسلمانوں کے اجتماعی نظام کے لیے دو عادل اور صادق القول صاحب کردار آدمیوں کی شہادت ضروری ہے۔ کیونکہ انکے چاند دیکھنے کی اطلاع دینا خبر ہی نہیں شہادت کا درجہ رکھتی ہے۔ شہادت کے لیے اسلام کا مضبوط اور ایک خصوصی نظام ہے اس معیار پر پورا اترے بغیر کسی کی گواہی کو قبول نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح شک کی صورت میں آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ مہینہ تیس دن کا تصور ہوگا۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوُا الْھِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰی تَرَوْہُ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَاقْدُرُوْا لَہٗ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ الشَّھْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَیْلَةً فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰی تَرَوْہُ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْکُمْ فَاَکْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلٰثِیْنَ. (متفق علیه) 1-821

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تک تم چاند نہ دیکھو روزہ نہ رکھو اور نہ ہی دیکھے کے بغیر افطار کرو۔ چاند نظر نہ آنے کی صورت میں گنتی پوری کرو۔ دوسری روایت میں ہے مہینہ انتیس دن کا بھی ہوا کرتا ہے تم چاند دیکھ کر روزہ رکھو اگر چاند نظر نہ آئے تو تیس دن پورے کرلیا کرو۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِهٖ فَاِنْ غُمَّ عَلَیْكُمْ فَاَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلٰثِیْنَ.(متفق علیه)2-822

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور دیکھ کر ہی افطار کرو اگر رمضان کا چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔(بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّیَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسِبُ اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَعَقَدَ الْاِبْهَامَ فِی الثَّالِثَةِ ثُمَّ قَالَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا یَعْنِیْ تَمَامَ الثَّلٰثِیْنَ یَعْنِیْ مَرَّةً تِسْعًا وَّعِشْرِیْنَ وَمَرَّةً ثَلٰثِیْنَ.(متفق علیه)3-823

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم لکھنے سے ناآشنا لوگ ہیں۔ہم حساب کا علم بھی نہیں جانتے۔مہینہ اس طرح،اس طرح اور اس طرح ہے۔تیسری بار انگوٹھے کو بند رکھا بعد میں فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے پھر فرمایا اس طرح' اس طرح پھر تیسری دفعہ اس طرح کیا یعنی تیس دن کا ہے۔مہینہ کبھی انتیس دن کا اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے۔(بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر بمع انگوٹھے اور تیسری دفعہ ایک انگوٹھے کو بند رکھتے ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے ہاتھ کیے اس طرح گنتی سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ مہینہ انتیس یا تیس دن کا ہوا کرتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَهْرَا عِیْدٍ لَا یَنْقُصَانِ رَمَضَانُ وَذُوالْحِجَّةِ.(متفق علیه)4-824

حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عید کے دو مہینے ثواب میں کم نہیں ہوتے اس سے مراد رمضان اور ذوالحجہ ہیں۔(بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

یعنی ایک مہینہ تیس دن کا ہوا اور دوسرا انتیس دن ہوگا۔تو اس ایک مہینہ کا ایک دن کم ہونے کی وجہ سے ثواب میں کمی نہیں ہوتی ثواب پورے مہینے کا ملے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَتَقَدَّمَنَّ اَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ یَوْمٍ اَوْ یَوْمَیْنِ اِلَّا اَنْ یَّكُوْنَ رَجُلٌ كَانَ یَصُوْمُ صَوْمًا فَلْیَصُمْ ذٰالِكَ الْیَوْمَ.(متفق علیه)5-825

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھے۔ہاں اگر کوئی شخص پہلے سے ان ایام کا روزہ رکھتا تھا تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔(بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِی الْبَخْتَرِیِّ ﷺ قَالَ خَرَجْنَا لِلْعُمْرَةِ فَلَمَّا نَزَلْنَا بِبَطْنِ نَخْلَةَ تَرَآ اَيْنَا الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَابْنُ ثَلَاثٍ وَّقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَابْنُ لَيْلَتَيْنِ فَلَقِيْنَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْنَا اِنَّا رَأَيْنَا الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ هُوَ ابْنُ لَيْلَتَيْنِ فَقَالَ اَیُّ لَيْلَةٍ رَاَيْتُمُوْهُ قُلْنَا لَيْلَةَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مَدَّهُ لِلرُّؤْيَةِ فَهُوَ لَيْلَةٌ رَاَيْتُمُوْهُ (وَفِیْ رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ) اَهْلَلْنَا رَمَضَانَ وَنَحْنُ بِذَاتِ عِرْقٍ فَاَرْسَلْنَا رَجُلًا اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ يَسْاَلُهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ اَمَدَّهُ لِرُؤْيَتِهٖ فَاِنْ اُغْمِیَ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ.(مسلم)826-6

ابوالبختری رحمہ اللہ سے روایت ہے۔وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم عمرہ کرنے نکلے جب ہم بطنِ نخلہ مقام میں اترے تو ہم نے چاند دیکھا۔بعض نے کہا یہ تو تیسری رات کا ہے اور کچھ نے کہا یہ دوسری رات کا ہے۔جب ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے ملے ہم نے انہیں بتایا کہ ہم نے چاند دیکھا بعض نے کہا کہ یہ تو تیسری رات کا ہے کچھ اسے دوسری رات کا کہتے ہیں۔انہوں نے پوچھا کہ تم نے کس رات چاند دیکھا؟ ہم نے بتایا کہ فلاں رات دیکھا۔انہوں نے بیان کیا کہ رسول محترم ﷺ نے چاند دیکھنے کے وقت کو رمضان قرار دیا ہے۔پس وہ رات رمضان کی ہے جس رات تم نے چاند دیکھا۔ابوالبختری کی ایک اور روایت میں ہے کہ ہم نے ذات عرق کے مقام پر چاند دیکھا ہم نے ایک شخص کو حضرت ابن عباس کی طرف بھیجا کہ وہ ان سے پوچھے۔تو حضرت ابن عباس ﷺ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بلاشبہ اللہ نے چاند دیکھنے کے لیے اسے بڑھا دیا ہے اگر چاند تم پر پوشیدہ ہو جائے تو (شعبان کے) تیس دن پورے کرو۔(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ رمضان کا آغاز اور اختتام چاند دیکھ کر کرنا چاہیے۔شک کی صورت میں شعبان کے تیس دن پورے کرنا ہوں گے۔

۲۔ قمری مہینہ انتیس یا تیس دن کا ہوا کرتا ہے۔

۳۔ استقبالِ رمضان کے طور پر شعبان کے آخر میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔

۴۔ معمول کے نفلی روزے رکھنے والا شعبان کے آخر میں بھی روزہ رکھ سکتا ہے۔

۵۔ رمضان سے پہلے استقبالیہ پروگرام رکھنا مناسب نہیں۔

بَابُ فِی السُّحُوْرِ

سحری کے مسائل

الفصل الاول

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَکَۃً. (متفق علیہ) 1-827

عَنْ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَصْلُ مَا بَیْنَ صِیَامِنَا وَصِیَامِ اَھْلِ الْکِتٰبِ اُکْلَۃُ السَّحَرِ. (مسلم) 828-2

عَنْ سَھْلٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَّا عَجَّلُوا الْفِطْرَ. (متفق علیہ) 3-829

عَنْ عُمَرَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اَقْبَلَ اللَّیْلُ مِنْ ھٰھُنَا وَاَدْبَرَ النَّھَارُ مِنْ ھٰھُنَا وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّآئِمُ. (متفق علیہ) 4-830

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ﷺ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ فِی الصَّوْمِ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ اِنَّکَ تُوَاصِلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ وَاَیُّکُمْ مِّثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ. (متفق علیہ) 5-831

پہلی فصل

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا سحری کھایا کرو یقیناً سحری کھانے میں برکت ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عمرو بن العاص ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اہل کتاب اور ہمارے روزوں میں سحری کھانے کا فرق ہے۔ (مسلم)

حضرت سہل ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا لوگ ہمیشہ بھلائی پر رہیں گے جب تک وہ افطار کرنے میں جلدی کریں گے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عمر ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جب رات ادھر سے آجائے اور دن ادھر سے چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار روزہ افطار کر دے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے روزے میں وصال سے منع فرمایا۔ اس پر ایک شخص نے آپ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ تو وصال کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تم میں کون میرے جیسا ہو سکتا ہے؟ میں تو رات گزارتا ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کھلاتا اور پلاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

عَنْ اَبِیْ عَطِیَّۃَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَمَسْرُوْقٌ عَلٰی عَآئِشَۃَ فَقُلْنَا یَا اُمَّ

تیسری فصل

ابو عطیہ رحمہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسروق کی معیت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا۔ ہم نے عرض کیا

الْمُؤْمِنِيْنَ رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ اَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلٰوةَ وَالْاٰخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلٰوةَ قَالَتْ اَيُّهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلٰوةَ قُلْنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَتْ هٰكَذَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْاٰخَرُ اَبُو مُوْسٰی ﷺ (مسلم)6-832

اے امّ المؤمنین! رسول گرامی ﷺ کے صحابہ میں سے دو شخص ایسے ہیں ان میں سے ایک افطاری اور نماز ادا کرنے میں جلدی کرتا ہے دوسرا افطاری تاخیر سے کرتا ہے اور نماز بھی تاخیر سے پڑھتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا ان میں سے کون افطاری اور نماز پڑھنے میں جلدی کرتا ہے۔ ہم نے بتایا حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سرورِ دو عالم ﷺ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ دوسرے صحابی ابوموسیٰ اشعری ﷺ تھے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ سحری کھانا آپ ﷺ کی سنت اور صحت کے لئے باعثِ قوت ہے۔

۲۔ سورج غروب ہوتے ہی روزہ افطار کرنا افضل اور فطرت کا تقاضا ہے۔

۳۔ مسلسل نفلی روزے رکھنا غیر افضل اور صحت کے لئے مضر ہیں۔

بَابُ تَنْزِيْهِ الصَّوْمِ

روزے کی حالت میں کن چیزوں سے اجتناب کیا جائے

اللہ تعالیٰ نے روزہ کا مقصد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ روزے اس لیے فرض کر دیے گئے ہیں تاکہ تم میں تقوٰی پیدا ہو جائے۔ اس فرمان کی تشریح کرتے ہوئے رسول محترم ﷺ نے روزہ کی حالت میں بری حرکات اور فحش گفتار سے اجتناب کرنے کا حکم دیا۔ اور روزہ رکھ کر کچھ ایسے امور کی رخصت سے نوازا جس سے روزہ نبھانے میں آسانی ہو۔ روزے میں غسل کرنا، جسم پر تیل لگانا، خوشبو استعمال کرنا، تازہ مسواک کے استعمال اور گرمیوں میں کپڑوں کو گیلا کرنے کی اجازت عنایت فرمائی۔ حتیٰ کہ میاں بیوی کو اپنے آپ پر ضبط رکھنے کی صورت میں ایک حد تک قربت اختیار کرنے کا اختیار دیا۔ اگر روزے دار بھول کر کوئی چیز کھا پی لے تو فرمایا اسے کسی قسم کا غم کرنے کے بجائے یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ ہی نے اسے کھلایا پلایا ہے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ. (بخاری) 1-833

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص جھوٹ اور اس پر عمل نہیں چھوڑتا اللہ کو کچھ پروا نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ وَكَانَ اَمْلَكَكُمْ لِاِرْبِهٖ. (متفق علیه) 2-834

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ روزے کی حالت میں بوس و کنار کرتے اور آپ تم سب سے زیادہ خواہش پر قابو رکھنے والے تھے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کا روزے کی حالت میں بوس و کنار کرنا اس لیے نہیں تھا کہ آپ اس معاملہ میں نعوذ باللہ بڑے جذباتی تھے۔ اس کی وضاحت تو ام المؤمنین نے فرما دی ہے کہ آپ ﷺ اپنے آپ پر بے انتہا ضبط رکھنے والے تھے۔ یہ تو اپنی امت کے لیے تھا تاکہ مسلمانوں کو پتہ چل جائے کہ اگر کسی کی نئی نئی شادی ہوئی ہو یا وہ معمول کے تحت اپنی بیوی سے محبت کا اظہار کرنا چاہتا ہے تو اسے اجازت ہے۔ بشرطیکہ وہ حد سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرے۔

عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ فِيْ رَمَضَانَ وَهُوَ جُنُبٌ مِّنْ غَيْرِ حُلُمٍ فَيَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ. (متفق علیه) 3-835

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول معظم ﷺ اس حال میں صبح کرتے کہ آپ جنبی ہوتے یہ جنابت احتلام کی وجہ سے نہیں ہوتی تھی۔ آپ غسل فرماتے اور روزہ رکھتے۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِحْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ. (متفق عليه) 4-836

ابن عباس رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں سرورِ دوعالم ﷺ نے حالتِ احرام اور حالت روزہ میں سینگیاں لگوائیں۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَّسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَاَكَلَ اَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَ سَقَاهُ. (متفق عليه) 5-837

حضرت ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا جس نے حالت روزہ میں بھول کر کھا پی لیا۔ وہ اپنا روزہ مکمل کرے کیونکہ اسے اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ اِذْ جَآءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ مَالَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلٰى امْرَأَتِيْ وَاَنَا صَائِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ هَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ اجْلِسْ وَمَكَثَ النَّبِيُّ ﷺ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذَالِكَ اُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ وَّالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ قَالَ اَيْنَ السَّآئِلُ قَالَ اَنَا قَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ فَقَالَ الرَّجُلُ أَعَلٰى اَفْقَرَ مِنِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يُرِيْدُ الْحَرَّتَيْنِ اَهْلُ بَيْتٍ اَفْقَرَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ اَنْيَابُهٗ ثُمَّ قَالَ اَطْعِمْهُ اَهْلَكَ. (متفق عليه) 6-838

حضرت ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں ہم نبی کریم ﷺ کے ہاں بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص نے آ کر عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں برباد ہو گیا آپ نے فرمایا تجھے کیا ہوا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو غلام آزاد کر سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ کیا تو دو مہینے مسلسل روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جائیے۔ آپ کچھ دیر ٹھہرے رہے۔ ہم وہاں ہی تھے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کھجوروں کا ٹوکرہ پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا سائل کہاں ہے؟ وہ بول اٹھا میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کھجوریں اٹھائیے اور صدقہ کیجیے۔ وہ عرض کرتا ہے اے اللہ کے رسول! اپنے سے زیادہ فقیر پر کروں۔ اللہ کی قسم! مدینہ کے سنگلاخوں کے درمیان میرے گھر والوں سے زیادہ کوئی محتاج نہیں۔ نبی گرامی ہنسے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔ (بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ قَالَ سُئِلَ

ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں انس بن مالک ﷛

اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ﷺ كُنْتُمْ تَكْرَهُوْنَ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا اِلَّا مِنْ اَجْلِ الضَّعْفِ. (بخاری)
7-839

سے پوچھا گیا کیا تم روزہ دار کے لئے سینگی لگوانا رسول معظم ﷺ کے زمانہ میں مکروہ سمجھتے تھے؟ انہوں نے کہا نہیں ہاں سوائے کمزوری ہونے کی وجہ سے۔ (بخاری)

وَعَنِ الْبُخَارِيِّ تَعْلِيْقًا قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ ﷺ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ تَرَكَهُ فَكَانَ يَحْتَجِمُ بِاللَّيْلِ عَنْ عَطَآءٍ قَالَ اِنْ تَمَضْمَضَ ثُمَّ اَفْرَغَ مَافِيْ فِيْهِ مِنَ الْمَآءِ لَا يَضُرُّهُ اَنْ يَزْدَرِدَ رِيْقَهُ وَمَاذَا بَقِيَ فِيْ فِيْهِ وَلَا يَمْضَغُ الْعِلْكَ فَاِنْ زُدَرِدَ رِيْقَ الْعِلْكِ لَا اَقُوْلُ اِنَّهُ يُفْطِرُ وَلٰكِنْ يُنْهٰى عَنْهُ. (بخاری) 8-840

حضرت عطاء ﷺ بیان کرتے ہیں اگر کوئی شخص منہ میں پانی ڈال کر پھر نکال دے تو کوئی حرج نہیں اگر چہ وہ تھوک اور منہ میں موجود باقی تری کو نگل لے البتہ علک نہ چبائے اگر علک لعاب کو نگل لیا تو میں نہیں کہتا کہ اسکا روزہ ٹوٹ گیا۔ البتہ اس سے لوگوں کو منع کرنا چاہیے۔ (امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔)

فہم الحدیث

اس زمانے میں عِلک ایک درخت کی لکڑی ہوتی تھی۔ جو سوکھ جاتی تو لوگ ذائقہ اور خوشبو کیلیے اسے منہ میں رکھ کر چباتے تھے جیسا کہ ہمارے ہاں ملٹھی چبائی جاتی ہے

خلاصئہ باب

۱۔ برے اعمال اور جھوٹ بولنے سے روزہ کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ ۲۔ طبیعت میں ضبط ہونے کی صورت میں بیوی سے بوس و کنار کیا جا سکتا ہے تاہم جوان آدمی کو پرہیز کرنے کی تلقین فرمائی۔ ۳۔ آدمی ہو یا عورت جنبی حالت میں روزہ رکھ سکتے ہیں البتہ نماز کے لئے غسل لازم ہوگا۔ ۴۔ عورت جنبی ہونے کی حالت میں کھانا پکا سکتی ہے۔ ۵۔ روزہ کی حالت میں ڈاکٹر کے مشورے سے ٹیکہ لگوایا جا سکتا ہے۔ ۶۔ مسواک' برش اور پیسٹ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ۷۔ بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ۸۔ روزہ کی حالت میں ہمبستری کرنے والے کو ایک غلام آزاد کرنا یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا پھر دو مہینے کے مسلسل روزے رکھنا ہوں گے۔ ۹۔ غسل اور کلی کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ۱۰۔ گرمی کی وجہ سے نہانا یا کپڑے گیلے کرنا جائز ہیں۔

بَابُ صَوْمِ الْمُسَافِرِ

مسافر کے روزوں کے بارے میں

سفر دینی مقصد کیلئے ہو یا دنیاوی کام کیلئے اس میں سکون اور وہ سہولتیں حاصل نہیں ہوسکتیں جو آدمی کو اپنے گھر میں حاصل ہوا کرتی ہیں۔ شریعت نے سفری مشکلات کو سامنے رکھتے ہوئے نماز میں قصر اور سفر کے دوران روزے کا مکمل طور پر اختیار دیا ہے۔ کہ چاہے تو روزہ رکھ لے۔ اگر طبیعت نہیں مانتی تو روزہ چھوڑنے پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ تاہم اسے چھوڑے ہوئے روزے بعد میں رکھنے ہوں گے اگر وہ روزہ رکھ کر سفر کے دوران روزہ افطار کرنا چاہتا ہے تو اس پر بھی شریعت میں ذرہ برابر رکاوٹ نہیں ۔ نبی مکرم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ سے سفر میں روزہ رکھنا اور چھوڑنا دونوں صورتوں کا ثبوت ملتا ہے۔ بعض علماء لفظی موشگافیوں میں پڑ کر یہ بات کہتے ہیں کہ آجکل ذرائع آمدورفت نے سفر کو بہت آسان کر دیا ہے لہٰذا روزہ رکھنا چاہیے۔ مگر وہ اس حقیقت کو بھول جاتے ہیں کہ شریعت کسی ایک علاقے 'شہر یا صرف امیروں کیلئے ہی نہیں بلکہ یہ تو عالم گیر ضابطۂ حیات ہے جس میں ہر علاقے اور ہر زمانے کے لوگوں کا خیال رکھا گیا ہے۔ روزہ چھوڑنے کے لیے سفر کی مسافت اتنی ہی ہوگی جس مسافت کا نمازِ قصر کے لیے تعین کیا گیا ہے۔ وہ اپنے شہر کے حدود سے کم از کم تیئس ۲۳ کلو میٹر ہے۔ یاد رہے پہاڑی علاقوں کا ۲۳ کلو میٹر کا پیدل سفر آج بھی کئی گھنٹوں میں طے ہوتا ہے۔ اور آدمی کو ہلکان کر دیتا ہے۔ اس رخصت کے باوجود کوئی سفر میں روزہ رکھنا چاہتا ہے تو اسے اختیار ہے۔

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اَاَصُوْمُ فِي السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيْرَ الصِّيَامِ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ .(متفق عليه) 1-841

عَنْ اَبِي سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِسِتٍّ عَشَرَةَ مَضَتْ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَمِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ اَفْطَرَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ. (مسلم) 2-842

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے رسولِ معظم ﷺ سے پوچھا کیا میں سفر میں روزہ رکھوں؟ کیونکہ وہ اکثر روزہ رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر چاہو تو روزہ رکھو چاہو تو چھوڑ دو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رمضان کی سولہ تاریخ کو رسولِ محترم ﷺ کی معیت میں جنگ لڑی۔ ہم میں سے کچھ لوگ روزہ دار تھے اور کچھ لوگ روزے سے نہیں تھے روزہ داروں نے روزہ نہ رکھنے والوں کو ملامت نہ کی اور نہ روزہ نہ رکھنے والوں نے روزہ داروں پر کچھ اعتراض کیا۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَرَاٰى زِحَامًا وَّرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا صَائِمٌ فَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ .(متفق عليه)843-3

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ سفر میں تھے آپ نے دیکھا ایک اژدھام ہے اور ایک شخص پر سایہ کیا گیا ہے آپ نے پوچھا کیا ہوا؟ صحابہ نے بتایا کہ یہ روزہ دار ہے آپ ﷺ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي السَّفَرِ فَمِنَّا الصَّآئِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فِيْ يَوْمٍ حَآرٍّ فَسَقَطَ الصَّوَّامُوْنَ وَقَامَ الْمُفْطِرُوْنَ فَضَرَبَ الْاَبْنِيَةَ وَسَقَوُا الرِّكَابَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْاَجْرِ .(متفق عليه)844-4

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں ہم سفر میں نبی گرامی ﷺ کے ساتھ تھے ہم میں سے کچھ لوگ روزہ دار تھے اور کچھ روزہ دار نہ تھے۔ سخت گرمی میں ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا روزہ دار رک گئے اور آرام کرنے لگے جو روزہ دار نہ تھے وہ اٹھے انہوں نے خیمے لگائے اور اونٹوں کو پانی پلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا آج روزہ نہ رکھنے والے ثواب میں سبقت لے گئے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَرَفَعَهُ اِلٰى يَدِهٖ لِيَرَاهُ النَّاسُ فَاَفْطَرَ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ وَذٰلِكَ فِيْ رَمَضَانَ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَدْ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ اَفْطَرَ .مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ شَرِبَ بَعْدَ الْعَصْرِ .845-5

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے آپ روزے سے تھے عسفان مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور اس کو اپنے ہاتھ میں لے کر اونچا کیا تاکہ حاضرین آپ کو دیکھ سکیں کہ آپ نے روزہ افطار کر لیا ہے پھر آپ ﷺ مکہ مکرمہ پہنچے۔ یہ واقعہ رمضان کا ہے۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ رسول محترم ﷺ نے سفر میں روزہ رکھا بھی اور نہیں بھی رکھا۔ جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔ (بخاری ومسلم) مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے عصر کے بعد پانی پیا تھا۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَامَ الْفَتْحِ اِلٰى مَكَّةَ فِيْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں فتح مکہ کے سال رسولِ معظم ﷺ رمضان المبارک میں مکہ مکرمہ کی طرف روانہ

كُرَاعَ الْغَمِيْمِ فَصَامَ النَّاسُ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِّنْ مَّاءٍ فَرَفَعَهُ حَتّٰى نَظَرَ النَّاسُ اِلَيْهِ ثُمَّ شَرِبَ فَقِيْلَ لَهُ بَعْدَ ذَالِكَ اِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ فَقَالَ اُولٰئِكَ الْعُصَاةُ اُولٰئِكَ الْعُصَاةُ. (مسلم) 6-846

ہوئے آپ نے روزہ رکھا اور اصحابہ کرام ﷺ نے بھی روزہ رکھا ہوا تھا۔ جب آپ کراع الغمیم پہنچے وہاں آپ نے پانی کا پیالہ منگوایا اسے اونچا کیا تا کہ صحابہ کرام ﷺ دیکھ لیں پھر آپ کو بتایا گیا کہ کچھ صحابہ ﷺ کا اب بھی روزہ ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ نافرمان ہیں، یہ لوگ نافرمان ہیں۔ (مسلم)

عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ اَجِدُ بِيْ قُوَّةً عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ قَالَ هِيَ رُخْصَةٌ مِّنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَمَنْ اَخَذَ بِهَا فَحَسَنٌ وَّمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّصُوْمَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ. (مسلم) 7-847

حمزہ بن عمرو اسلمی ﷺ بیان کرتے ہیں انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں کیا مجھے گناہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا سفر میں اللہ کی طرف سے اجازت ہے۔ جو شخص رخصت پر عمل کرے اس کے لیے بہتر ہے جو شخص روزہ رکھنا پسند کرے اس پر کچھ گناہ نہیں۔ (مسلم)

فہم الحدیث

سفر میں روزہ رکھنے اور چھوڑنے کے بارے میں دونوں طرح کی روایات ہیں۔ ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر شدید ترین گرمی ہو اور آدمی کے لیے روزہ رکھنا دشوار ہو تو روزہ چھوڑنا افضل ہے۔ بالخصوص جب دشمن کے خلاف مسلمان صف آرا ہوں تو روزہ افطار کر دینا چاہیے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے صحابہ ﷺ کو دکھا کر عصر کے بعد پانی پیا اسکے باوجود جنہوں نے روزہ افطار نہیں کیا ان پر خفگی کا اظہار فرمایا۔ عام حالات میں سفر میں روزہ رکھنا یا افطار کرنا دونوں طرح جائز ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ سفر میں فرض روزہ رکھنے یا چھوڑنے کی اجازت ہے۔

۲۔ سفر میں شدید دقّت کی حالت میں روزہ رکھنے کو آپ ﷺ نے پسند نہیں فرمایا۔

۳۔ روزہ دار سفر میں روزہ توڑ سکتا ہے۔

بَابُ الْقَضَاءِ

روزوں کی قضاء

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَّمَضَانَ فَمَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَقْضِيَ اِلَّا فِيْ شَعْبَانَ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ يَعْنِي الشُّغْلَ مِنَ النَّبِيِّ اَوْ بِالنَّبِيِّ ﷺ. (متفق عليه) 848-1

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَحِلُّ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَلَا تَأْذَنُ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ. (مسلم) 849-2

عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ رضي اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ يُصِيْبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ. (مسلم) 850-3

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ. (متفق عليه) 851-4

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ میں نے رمضان کے روزوں کی قضا دینی ہوتی تھی۔ مجھے شعبان میں ہی قضا دینے کا وقت ملتا تھا۔ یحیٰی بن سعید راوی بیان کرتے ہیں ان کا مقصود یہ تھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مشغول رہتیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا عورت کا خاوند گھر میں موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ اور نہ ہی اس کی اجازت کے بغیر وہ کسی شخص کو گھر میں آنے کا موقع دے۔ (مسلم)

حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ حیض والی عورت روزوں کی قضا دیتی ہے، نماز کی قضا نہیں دیتی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا ہمیں حیض کا معاملہ درپیش آتا تو ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا لیکن نمازوں کی قضا کا حکم نہ دیا جاتا۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جو شخص فوت ہوا اور اس پر روزے واجب تھے تو اس کا ولی اسکی جانب سے روزے رکھے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ قضا روزے سال بھر میں جب چاہے رکھے جاسکتے ہیں۔
۲۔ نفلی روزہ عورت خاوند کی مرضی کے بغیر نہیں رکھ سکتی۔ جب کہ اس کا خاوند گھر میں ہو۔
۳۔ حیض کے ایام کی نمازیں معاف ہیں لیکن فرضی روزے رکھنے ہوں گے۔

بَابُ صِيَامِ التَّطَوُّعِ

نفلی روزے

دینِ اسلام کے احکامات دوطرح کے ہیں ایک وہ جن کو اسلام کی اساس اور بنیاد قرار دیکر فرض ٹھہرایا گیا ہے۔ دوسرے وہ مسائل اور احکامات ہیں جن کو فرائض میں کمی بیشی کی تلافی، لوگوں کی فلاح و بہبود اور اللہ تعالیٰ کی قربت کا وسیلہ ٹھہرایا ہے۔ فرض نماز کے ساتھ سنتیں اور نوافل مقرر کیے، زکوٰۃ کے ساتھ نفلی صدقات رکھے گئے، حج کی ادائیگی کے بعد عمرہ کا ثواب بیان کیا گیا اور فرض روزوں کے علاوہ نفلی روزے رکھنے کی ہدایات فرمائی تاکہ ربّ کریم کا قرب حاصل ہو سکے۔ نفلی روزے کے بارے میں آپ ﷺ سائل کی صحت اور اسکے حالات دیکھ کر ترغیب دیا کرتے تھے۔ نفلی روزے میں اس قدر رخصت عنایت فرمائی کہ اگر کوئی شخص چاہے تو سارا دن روزہ رکھنے کے باوجود عصر کے بعد روزہ توڑ سکتا ہے۔ اور اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ البتہ نفلی روزے کی قضا کے بارے میں یہ وضاحت نہیں پائی جاتی کہ کسی دوسرے دن اسکی قضا دینا ہوگی یا نہیں۔ اسی وجہ سے نفلی روزے کی قضا کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ وَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ اِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ فِيْ شَهْرٍ اَكْثَرَ مِنْهُ صِيَامًا فِيْ شَعْبَانَ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَتْ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ وَكَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ اِلَّا قَلِيْلًا. (متفق عليه) 852-1

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ پے در پے نفلی روزے رکھتے۔ یہاں تک کہ ہم خیال کرتے کہ آپ روزہ نہیں چھوڑیں گے۔ جب آپ چھوڑتے تو ہم سمجھتے کہ اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے کبھی رمضان کے علاوہ ایک ماہ کے روزے رکھے ہوں۔ اور میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے رکھتے ہوں۔ ایک روایت میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: آپ ﷺ شعبان کے اکثر دنوں میں روزے رکھتے تھے۔ اور بہت کم روزے چھوڑتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ ؓ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُوْمُ شَهْرًا كُلَّهُ قَالَتْ مَا عَلِمْتُهُ صَامَ شَهْرًا كُلَّهُ اِلَّا رَمَضَانَ وَلَا اَفْطَرَهُ كُلَّهُ حَتّٰى يَصُوْمَ مِنْهُ حَتّٰى

حضرت عبداللہ بن شقیق ؓ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا نبی محترم ﷺ کسی مہینے کے پورے روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا مجھے علم نہیں کہ آپ ﷺ نے رمضان کے علاوہ کسی مہینے

مَضٰی لِسَبِیْلِہٖ.(مسلم)853-2

کے پورے روزے رکھے ہوں اور کسی مہینے میں بالکل روزے نہ رکھے ہوں بلکہ ہر مہینے کچھ روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہوگئے۔(مسلم)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ سَاَلَہٗ اَوْ سَاَلَ رَجُلًا وَّعِمْرَانُ یَسْمَعُ فَقَالَ یَا اَبَا فُلَانٍ اَمَا صُمْتَ مِنْ سَرَرِ شَعْبَانَ قَالَ لَا قَالَ فَاِذَا اَفْطَرْتَ فَصُمْ یَوْمَیْنِ.(متفق علیہ)854-3

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے یا کسی دوسرے شخص سے دریافت فرمایا اور عمران رضی اللہ عنہ سن رہے تھے۔آپ نے پوچھا اے ابوفلاں! کیا تو نے شعبان کے آخری دنوں کے روزے رکھے ہیں؟ اس نے نفی میں جواب دیا۔آپ نے فرمایا: جب تو رمضان کے روزوں سے فارغ ہو جائے تو دو روزے رکھنا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُاللّٰہِ الْمُحَرَّمُ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَالْفَرِیْضَۃِ صَلٰوۃُ اللَّیْلِ.(مسلم)855-4

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا رمضان کے بعد زیادہ فضیلت والے روزے اللہ کے نزدیک محرم کے روزے ہیں اور فرض نماز کے بعد افضل نماز تہجد کی نماز ہے۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ مَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَتَحَرّٰی صِیَامَ یَوْمٍ فَضَّلَہٗ عَلٰی غَیْرِہٖ اِلَّا هٰذَا الْیَوْمَ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَهٰذَا الشَّهْرَ یَعْنِیْ شَهْرَ رَمَضَانَ.(متفق علیہ) 856-5

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ کو میں نے نہیں دیکھا کہ آپ ایسے دن کے روزے کے لئے کوشاں ہوں جس کو دوسرے دنوں پر فضیلت دی ہے سوائے عاشورہ اور رمضان کے روزوں کے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْہُ قَالَ حِیْنَ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ وَاَمَرَ بِصِیَامِہٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّہٗ یَوْمٌ یُعَظِّمُہُ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَئِنْ بَقِیْتُ اِلٰی قَابِلٍ لَاَصُوْمَنَّ التَّاسِعَ.(مسلم)857-6

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے جب عاشورہ کے دن کا روزہ رکھا اور اس کا حکم دیا۔تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اس دن کی تو یہودی اور عیسائی بھی تعظیم کرتے ہیں۔اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو میں نو محرم کا بھی روزہ رکھوں گا۔(مسلم)

عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا اَنَّ نَاسًا تَمَارَوْا عِنْدَهَا یَوْمَ عَرَفَۃَ فِیْ صِیَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُهُمْ هُوَصَائِمٌ وَّقَالَ

حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے پاس عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے روزے کے بارے میں گفتگو کی۔بعض نے

بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَّهُوَ وَاقِفٌ عَلٰی بَعِيْرِهٖ بِعَرَفَةَ فَشَرِبَهٗ. (متفق عليه)858-7

کہا کہ آپ ﷺ نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ جب کہ کچھ کا خیال تھا کہ آپ نے روزہ نہیں رکھا۔ چنانچہ میں نے آپ کی خدمت میں دودھ کا پیالہ بھیجا آپ عرفہ میں اپنے اونٹ پر سوار تھے۔ آپ نے دودھ نوش فرمالیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَائِمًا فِی الْعَشْرِ قَطُّ. (مسلم)859-8

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے کبھی رسول معظم ﷺ کو عشرہ ذوالحجہ میں روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ ﷺ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ كَيْفَ تَصُوْمُ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قَوْلِهٖ فَلَمَّا رَاٰی عُمَرُ غَضَبَهٗ قَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ فَجَعَلَ عُمَرُ يُرَدِّدُ هٰذَا الْكَلَامَ حَتّٰی سَكَنَ غَضَبُهٗ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ مَنْ يَّصُوْمُ الدَّهْرَ كُلَّهٗ قَالَ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ اَوْقَالَ لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يُفْطِرْ قَالَ كَيْفَ مَنْ يَّصُوْمُ يَوْمَيْنِ وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ وَيُطِيْقُ ذَالِكَ اَحَدٌ قَالَ كَيْفَ مَنْ يَّصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ ذٰلِكَ صَوْمُ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ كَيْفَ مَنْ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ قَالَ وَدِدْتُّ اَنِّیْ طُوِّقْتُ ذَالِكَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثٌ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّرَمَضَانُ اِلٰی رَمَضَانَ فَهٰذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ اَحْتَسِبُ عَلَی اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِیْ قَبْلَهٗ وَالسَّنَةَ الَّتِیْ بَعْدَهٗ وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ اَحْتَسِبُ عَلَی اللّٰهِ اَنْ يُّكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِیْ قَبْلَهٗ. (مسلم)860-9

حضرت ابوقتادہ ﷺ بیان کرتے ہیں ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے آپ کیسے روزے رکھتے ہیں۔ آپ نے اس سوال کو محسوس فرمایا۔ حضرت عمر ﷺ نے آپ کی خفگی دیکھی تو انہوں نے عرض کیا کہ ہم اللہ کے رب، اسلام کے دین اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی سے پناہ طلب کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کلمات کو دہراتے رہے یہاں تک کہ آپ کی خفگی دور ہوگئی۔

پھر حضرت عمر ﷺ عرض کرتے ہیں اے اللہ کے رسول! اس شخص کا کیا ہوگا جو زندگی بھر روزے رکھتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے نہ روزہ رکھا نہ اس نے روزے چھوڑا یا آپ نے فرمایا اس نے روزے رکھے نہ روزے افطار کیئے۔

حضرت عمر ﷺ نے دریافت کیا: اس شخص کے بارے میں کیا فرمان ہے جو دو دن روزہ رکھتا ہے اور ایک دن چھوڑتا ہے؟ آپ نے استفسار فرمایا: کہ کسی میں اتنی طاقت ہے؟

حضرت عمر ﷺ تیسری بار عرض کرتے ہیں: اس شخص کے متعلق کیا ارشاد ہے جو ایک دن روزہ رکھتا ہے؟ اور ایک دن افطار کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔ حضرت عمر ﷺ چوتھی دفعہ پوچھتے ہیں:

اس شخص کے بارے میں فرمایا جو ایک دن روزہ رکھتا ہے اور دو دن چھوڑتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھے اسکی طاقت نصیب ہو جائے۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر ماہ تین دن کے اور رمضان سے رمضان کے روزے زندگی بھر کے روزے ہیں۔ یوم عرفہ کے روزہ کے بارے مجھے اللہ سے امید ہے کہ اس سے پہلے سال اور اس کے بعد کے سال کا کفارہ ہوں گے۔ اور عاشورہ کے روزہ کے متعلق میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں وہ اس سے پہلے سال کے گناہوں کا کفارہ فرما دیں گے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ فِيْهِ وُلِدْتُّ وَفِيْهِ اُنْزِلَ عَلَيَّ. (مسلم) 861-10

حضرت ابو قتادہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ سے سوموار کے روزے کے بارے میں دریافت کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا اس دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی کی ابتدا ہوئی۔ (مسلم)

عَنْ مُّعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا سَاَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ قَالَتْ نَعَمْ فَقُلْتُ لَهَا مِنْ اَيِّ اَيَّامِ الشَّهْرِ كَانَ يَصُوْمُ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ يُبَالِيْ مِنْ اَيِّ اَيَّامِ الشَّهْرِ يَصُوْمُ. (مسلم) 862-11

حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ ہر ماہ تین دن کے روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں رکھتے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا مہینے میں کون سے دنوں کے روزے رکھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا آپ ﷺ کچھ پروا نہیں کرتے تھے کہ مہینے کے کون سے دنوں کے روزے رکھے ہیں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ ؓ اَنَّهُ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهُ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ. (مسلم) 863-12

حضرت ابو ایوب انصاری ؓ نے عمرو بن ثابت ؓ کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ. (متفق عليه) 864-13

حضرت ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے عید الفطر اور عید قربان کے دنوں کے روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا صَوْمَ فِيْ يَوْمَيْنِ اَلْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى. (متفق عليه) 865-14

حضرت ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں کے روزے نہیں ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيَّامُ التَّشْرِيْقِ اَيَّامُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ وَّذِكْرِ اللّٰهِ. (مسلم) 866-15

حضرت نبیشہ ہذلی ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ایام تشریق (۱۰ تا ۱۳) کے ایام کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے لئے ہیں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَصُوْمُ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا اَنْ يَّصُوْمَ قَبْلَهُ اَوْ يَصُوْمَ بَعْدَهُ. (متفق علیه) 867-16

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے، ہاں اس سے پہلے یا بعد والے دن کا روزہ رکھا جائے تو جائز ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَخْتَصُّوْا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِیْ وَلَا تَخُتَصُّوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ بَيْنِ الْاَيَّامِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ فِیْ صَوْمٍ يَّصُوْمُهُ اَحَدُكُمْ. (مسلم) 868-17

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: راتوں میں سے جمعہ کی رات کا قیام اور دنوں میں جمعہ کے دن کا روزہ خاص نہ کیا کرو۔ اور ہاں اگر اس تاریخ کو تم میں کوئی شخص روزہ رکھتا ہے تو جائز ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بَعَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا. (متفق علیه) 869-18

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ایک دن اللہ کے راستے میں روزہ رکھا! اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو دوزخ سے ستر سال کی مسافت کے برابر دور فرمادے گا۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

یعنی کوئی آدمی ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن کے روزہ رکھتا ہے اور اس حساب کے مطابق اسکا روزہ جمعہ کے دن آتا ہے۔ تو وہ جمعہ کا روزہ رکھ سکتا ہے۔ یا کسی کے روزے رہتے ہیں وہ تواتر کے ساتھ رکھ رہا ہے تو اسے بھی جمعہ کا روزہ جائز ہے۔ بصورت دیگر جمعہ کا روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ تاکہ آدمی جمعہ پوری نشاط کے ساتھ ادا کر سکے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ ﷺ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا عَبْدَاللّٰهِ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ فَقُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّاِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ﷺ بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا۔ اے عبداللہ مجھے بتایا گیا ہے کہ تو دن کو روزہ اور پوری رات قیام کرتا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ کے رسول! ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو روزہ رکھنا اور چھوڑنا بھی چاہیے۔ قیام بھی کرو اور آرام بھی کیونکہ تیرے جسم، تیری آنکھ، تیری بیوی اور تیرے مہمان کا تجھ پر

حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْرِکَ عَلَیْکَ حَقًّا لَاصَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ صَوْمُ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ مِّنْ کُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ کُلِّهٖ صُمْ کُلَّ شَهْرٍ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ وَّاقْرَاِ الْقُرْآنَ فِیْ کُلِّ شَهْرٍ قُلْتُ اِنِّیْ اُطِیْقُ اَکْثَرَ مِنْ ذَالِکَ قَالَ صُمْ اَفْضَلَ الصَّوْمِ صَوْمَ دَاوُدَ صِیَامُ یَوْمٍ وَاِفْطَارُ یَوْمٍ وَّاقْرَاْ فِیْ کُلِّ سَبْعِ لَیَالٍ مَرَّةً وَّلَا تَزِدْ عَلٰی ذَالِکَ.

(متفق علیه)870-19

حق ہے۔اس شخص کا روزہ نہیں جو مسلسل روزے رکھتا ہے۔ ہر ماہ میں تین دن کے روزے سال بھر کے روزے رکھنے کے برابر ہیں۔ہر مہینے تین روزے اور ایک بار قرآن پاک تلاوت کیا کرو۔ میں نے عرض کیا میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا تم افضل روزہ رکھو! وہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے ایک دن روزہ رکھنا اور دوسرے دن چھوڑنا اور سات راتوں میں ایک بار قرآن پاک ختم کر لیا کرو اس سے زیادہ نہ پڑھو۔(بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ فَوَجَدَ الْیَهُوْدَ صِیَامًا یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا هٰذَا الْیَوْمُ الَّذِیْ تَصُوْمُوْنَهٗ فَقَالُوْا هٰذَا یَوْمٌ عَظِیْمٌ اَنْجَی اللّٰهُ فِیْهِ مُوْسٰی وَقَوْمَهٗ وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهٗ فَصَامَهٗ مُوْسٰی شُکْرًا فَنَحْنُ نَصُوْمُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَنَحْنُ اَحَقُّ وَاَوْلٰی بِمُوْسٰی مِنْکُمْ فَصَامَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَمَرَ بِصِیَامِهٖ. (متفق علیه) 871-20

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب رسول اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے آپ نے دیکھا! یہود محرّم کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھتے ہیں۔آپ نے ان سے دریافت کیا: کہ اس دن کا روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا یہ عظمت والا دن ہے۔اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات عطا کی۔فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن اللہ کے شکرانے کے طور پر روزہ رکھا۔لہذا ہم بھی روزہ رکھتے ہیں یہ سن کر رسول محترم ﷺ نے فرمایا ہم تم سے زیادہ حق رکھتے ہیں اور تم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہیں۔چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے دس محرم کا روزہ رکھا اور رکھنے کا حکم دیا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷛ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَاْمُرُ بِصِیَامِ یَوْمِ عَاشُوْرَآءَ وَیَحُثُّنَا عَلَیْهِ وَیَتَعَاهَدُنَا عِنْدَهٗ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ لَمْ یَاْمُرْنَا وَلَمْ یَنْهَنَا عَنْهُ وَلَمْ یَتَعَاهَدْنَا عِنْدَهٗ.

(مسلم)872-21

حضرت جابر بن سمرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ عاشورہ کے دن کے روزے کا حکم دیتے، روزہ رکھنے کی رغبت دلاتے اور خیال رکھتے لیکن جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو آپ نے ہمیں نہ عاشورہ کا روزہ رکھنے کا حکم دیا اور نہ منع کیا اور نہ ہی اس کے بارے میں ہمارا خیال رکھا۔(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ رمضان المبارک کے علاوہ پورے مہینے کے روزے رکھنا آپ ﷺ سے ثابت نہیں۔

۲۔ رمضان المبارک کے بعد محرم کے دو روزے سب سے افضل ہیں۔

۳۔ نو، دس یا دس گیارہ محرم کو روزہ رکھنا چاہیے۔

۴۔ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھتے تھے، آپ ﷺ نے صوم داؤد کو پسند فرمایا بشرطیکہ کوئی اس کی طاقت رکھتا ہو۔

۵۔ ہر عربی مہینے کی تیرہ، چودہ، پندرہ تاریخ کو آپ ﷺ روزہ رکھتے تھے۔ مصروفیت کے تحت دوسرے ایام میں رکھتے تھے۔

۶۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے ایام میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔

۷۔ جمعہ کے دن روزہ اور جمعرات کو عبادت کے لئے مخصوص کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

۸۔ ایک نفلی روزے کی برکت سے آدمی جہنم سے ستر سال کی مسافت کے برابر دور ہو جاتا ہے۔

۹۔ مہینے میں تین روزے رکھنا اور ایک دفعہ قرآن مجید کی تلاوت مکمل کرنا افضل ترین عمل ہے۔

۱۰۔ شوال کے چھ روزے رکھنے والے کو سال بھر کے روزوں کا ثواب ملتا ہے۔

۱۱۔ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھنا آپ ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔

۱۲۔ عرفہ کے دن کا روزہ اگلے پچھلے سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

بَابُ فِی الْاِفْطَارِ مِنْ صِیَامِ التَّطَوُّعِ
نفلی روزں کا افطار کرنا

الفصل الاول
پہلی فصل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ النَّبِیُّ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَیْءٌ فَقُلْنَا لَا قَالَ فَاِنِّیْ اِذًا صَآئِمٌ ثُمَّ اَتَانَا یَوْمًا اٰخَرَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُهْدِیَ لَنَا حَیْسٌ فَقَالَ اَرِنِیْهِ فَلَقَدْ اَصْبَحْتُ صَائِمًا فَاَكَلَ. (مسلم)873-1

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک دن میرے پاس تشریف لائے۔ آپ نے دریافت کیا تمہارے ہاں کوئی چیز ہے؟ تو میں نے نفی میں جواب دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا چلو میں روزے سے ہوں۔ ایک اور دن ہمارے ہاں تشریف لائے ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہمیں حلوہ تحفہ بھیجا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے دکھاؤ میں صبح سے روزے سے ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے روزہ افطار کر دیا۔ (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی اُمِّ سُلَیْمٍ فَاَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَسَمْنٍ فَقَالَ اَعِیْدُوْا سَمْنَكُمْ فِیْ سِقَآئِهٖ وَتَمْرَكُمْ فِیْ وِعَائِهٖ فَاِنِّیْ صَآئِمٌ ثُمَّ قَامَ اِلٰی نَاحِیَةٍ مِّنَ الْبَیْتِ فَصَلّٰی غَیْرَ الْمَكْتُوْبَةِ فَدَعَا لِاُمِّ سُلَیْمٍ وَّاَهْلِ بَیْتِهَا. (بخاری)874-2

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس گئے انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں کھجور اور گھی پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم گھی کو مشکیزے میں اور کھجوروں کو اس کے برتن میں واپس رکھ دو اس لئے کہ میرا روزہ ہے آپ ﷺ نے گھر کے ایک کونے میں نفل نماز پڑھی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا اور اس کے گھر والوں کے لئے دعا کی۔ (بخاری)

فہم الحدیث

ام سلیم حضرت انس کی والدہ ہیں رشتہ کے لحاظ سے آپکی خالہ تھیں جسکی وجہ سے آپ ﷺ کبھی کبھی ان کے گھر تشریف لے جاتے اور بسا اوقات انکے ہاں آرام بھی فرمایا کرتے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دُعِیَ اَحَدُكُمْ اِلٰی طَعَامٍ وَهُوَ صَآئِمٌ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَآئِمٌ وَّفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ اِذَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی شخص کو کھانے کی دعوت دی جائے اور اس نے روزہ رکھا ہوا ہو تو وہ کہے

دُعِیَ اَحَدُکُمْ فَلْیُجِبْ فَاِنْ کَانَ صَائِمًا فَلْیُصَلِّ وَاِنْ کَانَ مُفْطِرًا فَلْیَطْعَمْ.(مسلم)3-875

میں روزے سے ہوں اور دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو وہ دعوت قبول کرلے اگر وہ روزہ دار ہے تو گھر والوں کے لیے برکت کی دعا کرے اور اگر روزے دار نہ ہو تو کھانا کھائے۔(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ نفلی روزے کی نیت دوپہر کے وقت بھی کی جاسکتی ہے۔بشرطیکہ صبح سے کھایا پیا نہ ہو۔

۲۔ میزبان کی دلجوئی کے لئے نفلی روزہ توڑ دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۳۔ آپ ﷺ کبھی نفلی روزہ افطار فرماتے اور کبھی کھانے سے انکار فرمادیتے۔

بَابُ لَیْلَةِ الْقَدْرِ

شب قدر کی فضیلت

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ o وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ o لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ o تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ o سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ o

”ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے اور تو کیا جانے کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔ فرشتے اور جبریل امین اس میں اپنے رب کے اذن سے ہر حکم لے کر اترتے ہیں۔ یہ رات طلوع فجر تک سراسر سلامتی ہے۔“

بعض علما کی زیادتیاں

شب قدر کے بارے میں رسول معظم ﷺ نے دوٹوک الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے کہ یہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کسی ایک رات میں آیا کرتی ہے۔ جس رات کے بارے میں آپ ﷺ نے لیلۃ القدر کی نشاندہی فرمائی اس کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک کا خیال ہے کہ وہ ستائیسویں رات تھی جبکہ دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ اکیسویں رات ہے۔ اس طرح پانچ راتوں کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خیالات پائے جاتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد آنے والے لوگوں کی غالب ترین اکثریت کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ وہ پانچ راتوں میں سے کوئی ایک رات ہوتی۔ آپ ﷺ کے واضح فرمان اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجتماعی نقطۂ نظر کے باوجود کچھ علماء اس بات پر مصر ہیں کہ وہ ہر صورت ستائیسویں رات ہے۔ یہ ایسی زیادتی ہے جس کی وجہ سے لوگ زندگی بھر دوسری راتوں کی عبادت سے محروم رہتے ہیں۔ اس زیادتی کے ساتھ ایک ظلم یہ ہوا کہ پندرہ شعبان کی رات کو شب برات کا نام دے کر اس کی قدر و منزلت کو شب قدر سے بھی زیادہ بیان کیا جاتا ہے۔ حالانکہ جو روایت شعبان کی رات کے بارے میں حدیث کے ریکارڈ میں پائی جاتی ہے اس کے بارے میں علما کا کلیۃً اتفاق ہے کہ اس کی سند نہایت ہی کمزور ہے اور جو فضائل شب برات کے بارے میں ذکر کیے جاتے ہیں وہ شعبان کی اس رات کے بجائے قرآن مجید اور حدیث کے مطابق شب قدر کے بارے میں ہیں۔ جو رمضان کے آخری عشرہ میں کوئی ایک طاق رات ہے۔

حٰمٓ o وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ o اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَکَةٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ o فِیْهَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ o (الدخان ۴۴: ۱تا۴)

”حم۔ قسم ہے اس کتاب مبین کی کہ ہم نے اسے ایک بڑی خیر و برکت والی رات میں نازل کیا ہے۔ کیونکہ ہم لوگوں کو متنبہ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ یہ وہ رات ہے جس میں ہمارے حکم سے ہر معاملہ کا حکیمانہ فیصلہ صادر کیا جاتا ہے۔“

شب قدر کے بارے میں لطائف

نبی اکرم ﷺ نے پانچ راتوں میں سے کسی ایک رات کا شب قدر ہونا قرار دیا ہے۔ اسکی فقط نشانی یہ بتلائی کہ اس کی صبح کو سورج کی شعاعیں ہلکی ہوتی ہیں۔ لیکن کچھ اہل علم نے اپنے مشاہدے کی بنیاد پر اس کی نشانیوں کا اس طرح ذکر کیا ہے کہ لوگ اسکو شریعت سمجھ بیٹھے ہیں۔ حالانکہ اس کا قرآن وسنت میں ثبوت نہیں ہے۔ ایک عالم کا فرمان ہے کہ اس رات ہلکی ہلکی بوندا

باندی ضرور ہوتی ہے۔ دوسرے کا ارشاد ہے کہ اس رات آدمی کے جسم پر کپکپی طاری ہوتی ہے اور جبریل امین اس سے مصافحہ اور کچھ معانقہ کرنے کا ذکر کرتے ہیں۔ بعض حضرات بیان کرتے ہیں کہ جب وہ لمحہ آتا ہے تو ہر چیز روشن ہو جاتی اور شجر و حجر سجدے میں گر جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پانی دودھ ہو جاتا ہے۔ ان علما کی دیکھا دیکھی ان پڑھ لوگوں نے یہ لطیفے بنا رکھے ہیں کہ ایک شخص نے ساری رات لکڑی کا شہتیر اٹھائے رکھا۔ جب قبولیت کا لمحہ آیا وہ تھک کر پھینک دیتا ہے پھینکتے ہوئے کہا سونا نہیں تو لوہا ہی بن جا۔ تو وہ شہتیر لوہا بن گیا۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ. (بخاری) 876-1

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اِنَّ رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ اُرُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرٰى رُءْ يَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيْهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ. (متفق عليه) 877-2

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی معظم ﷺ کے کچھ صحابہ کرام ؓ کو خواب میں رمضان کے آخری سات دنوں میں شب قدر دکھائی گئی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں جانتا ہوں تمہارا خواب آخری سات راتوں کے بارے میں موافقت اختیار کر گیا ہے پس جو شخص شب قدر کو تلاش کرنے والا ہو وہ آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِيْ تَاسِعَةٍ تَبْقٰى فِيْ سَابِعَةٍ تَبْقٰى فِيْ خَامِسَةٍ تَبْقٰى. (بخاری) 878-3

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا شب قدر کو رمضان کی آخری دس راتوں میں تلاش کرو۔ جب نو راتیں باقی رہ جائیں، سات باقی رہ جائیں، پانچ باقی رہ جائیں۔ (بخاری)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ رَّمَضَانَ ثُمَّ اعْتَكَفَ الْعَشْرَ الْأَوْسَطَ فِيْ قُبَّةٍ تُرْكِيَّةٍ ثُمَّ اَطْلَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ اِنِّيْ اَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ اَلْتَمِسُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اَعْتَكِفُ الْعَشْرَ

حضرت ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ رمضان کے پہلے عشرے میں اعتکاف بیٹھے بعد ازاں درمیانے عشرہ میں ترکی خیمہ میں اعتکاف بیٹھے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک خیمے سے باہر نکالا اور فرمایا میں پہلے عشرہ میں اعتکاف بیٹھا اور شب قدر کا متلاشی رہا، میں

الْاَوْسَطَ ثُمَّ اُتِيْتُ فَقِيْلَ لِيْ اِنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِيَ فَلْيَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ فَقَدْ اُرِيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ اُنْسِيْتُهَا وَقَدْ رَاَيْتُنِيْ اَسْجُدُ فِيْ مَاۤءٍ وَّطِيْنٍ مِّنْ صَبِيْحَتِهَا فَالْتَمِسُوْهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالْتَمِسُوْهَا فِيْ كُلِّ وِتْرٍ قَالَ فَمَطَرَتِ السَّمَاۤءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلٰى عَرِيْشٍ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فَبَصُرَتْ عَيْنَايَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَلٰى جَبْهَتِهٖ اَثَرُ الْمَاۤءِ وَالطِّيْنِ مِنْ صَبِيْحَةِ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) فِي الْمَعْنٰى وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ اِلٰى قَوْلِهٖ فَقِيْلَ لِيْ اَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالْبَاقِيْ لِلْبُخَارِيِّ وَفِيْ رِوَايَةِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُنَيْسٍ قَالَ لَيْلَةُ ثَلٰثٍ وَّعِشْرِيْنَ. (مسلم)879-4

دوسرے عشرے میں اعتکاف بیٹھا پھر میرے پاس فرشتہ آیا اور مجھے بتایا گیا کہ شب قدر آخری دس راتوں میں ہے جو شخص میرے ساتھ اعتکاف بیٹھنا چاہتا ہے وہ آخری دس روز اعتکاف بیٹھے۔ مجھے یہ رات دکھائی گئی پھر مجھے بھلا دی گئی میں اس رات کی صبح کو پانی اور مٹی میں سجدہ کرتا ہوں تم شب قدر کو آخری دس راتوں میں سے ہر طاق رات میں تلاش کرو۔ راوی کہتا ہے اس رات بارش ہوئی اور مسجد کی چھت جو چھپر کی تھی ٹپکی تو میری آنکھوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشانی پر اکیسویں رات کی صبح کو کیچڑ کا اثر تھا۔ (بخاری و مسلم) دونوں میں یہی مسئلہ ہے لیکن یہ الفاظ مسلم کے ہیں۔ ''مجھے بتایا گیا کہ وہ رات آخری دس راتوں میں ہے'' تک اس کے بعد کے الفاظ بخاری کے ہیں۔ اور عبداللہ بن انیس ؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تیئسویں رات ہے۔ (مسلم)

عَنْ زِرِّبْنِ حُبَيْشٍ ؓ قَالَ سَاَلْتُ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ ؓ فَقُلْتُ اِنَّ اَخَاكَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَّقُوْلُ مَنْ يُّقِمِ الْحَوْلَ يُصِبْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَرَادَ اَنْ لَّا يَتَّكِلَ النَّاسُ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ عَلِمَ اَنَّهَا فِيْ رَمَضَانَ وَاَنَّهَا فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَاَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ حَلَفَ لَا يَسْتَثْنِيْ اَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ فَقُلْتُ بِاَيِّ شَيْءٍ تَقُوْلُ ذٰلِكَ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ قَالَ بِالْعَلَامَةِ اَوْ بِالْاٰيَةِ الَّتِيْ اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهَا تَطْلُعُ يَوْمَئِذٍ لَّا شُعَاعَ لَهَا. (مسلم)880-5

حضرت زر بن حبیش ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعب ؓ سے دریافت کرتے ہوئے کہا تیرا بھائی عبداللہ بن مسعود ؓ کہتا ہے جو شخص سال بھر قیام کرے گا وہ شب قدر پالے گا۔ ابی بن کعب ؓ نے کہا اس کا مقصد یہ تھا کہ لوگ صرف اس پر اعتماد نہ کر بیٹھیں ورنہ معلوم تو اسے بھی ہے یہ رات رمضان میں ہے اور آخری دس دنوں میں ہے بلکہ ستائیسویں کی رات ہے۔ پھر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا ان شاء اللہ بھی نہیں کہا کہ وہ ستائیسویں کی رات ہے میں نے کہا اے ابو المنذر کس بنیاد پر آپ ستائیسویں کی رات کہتے ہیں۔ اس نے کہا اس علامت یا نشانی کی بنیاد پر جس کے بارے ہمیں رسول اکرم ﷺ نے بتلایا ہے کہ اس روز جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی شعاعیں زیادہ تیز نہیں ہوتیں۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِهٖ. (مسلم) 881-6

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول معظم ﷺ رمضان المبارک کی آخری دس راتوں میں جس قدر کوشش کے ساتھ عبادت کرتے اس قدر دوسری راتوں میں کوشش نہیں ہوتی تھی۔ (مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِيْزَرَهٗ وَاَحْيٰ لَيْلَهٗ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ. (متفق علیه) 882-7

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کمر کس لیتے رات بھر بیدار رہتے اور اپنے اہل خانہ کو بھی جگاتے۔ (بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ﷺ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ لِيُخْبِرَنَا بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ خَرَجْتُ لِاُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى فُلَانٌ وَّفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا لَّكُمْ فَالْتَمِسُوْهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ. (بخاری 883-8

حضرت عبادہ بن صامت ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لائے تاکہ ہمیں شب قدر کے بارے میں بتائیں لیکن دو صحابی آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا میں اس لئے باہر نکلا تھا تاکہ تمہیں شب قدر کے بارے میں بتاؤں لیکن فلاں اور فلاں باہم جھگڑ رہے تھے جسکی وجہ سے اس کا علم اٹھالیا گیا اور ممکن ہے یہ تمہارے لئے بہتر ہو اس لیے تم شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرے کی نو، سات اور پانچویں طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری)

شب قدر کی خصوصیات

(۱) اس رات قرآن نازل ہوا (۲) اس رات کی عبادت ہزار رات سے افضل ہے (۳) اس رات خاص ملائکہ اور جبریل خود تشریف لاتے ہیں (۴) یہ پوری کی پوری خصوصی رحمت کی حامل ہے (۵) اس میں قسمتوں کے فیصلے ہوتے ہیں (۶) یہ سال کی تمام راتوں سے افضل رات ہے (۷) اس رات معافی مانگنے والے کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

خلاصۂ باب

(۱) شب قدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہوا کرتی ہے۔ (۲) طاق راتوں کے بارے میں صحابہ کے اپنے مشاہدات ہیں کہ کسی ایک رات کو مخصوص کرنے کی کوئی دلیل نہیں۔ (۳) شب قدر میں خود جاگنا اور اہل خانہ کو جگانا رسول اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ (۴) قسمت کے فیصلے شب برات کی بجائے شب قدر میں ہوا کرتے ہیں۔ (۵) ۱۵ شعبان کی رات شب برات کی فضیلت کے بارے میں کوئی ٹھوس دلیل نہیں۔ (۶) شب برات کا نام حدیث میں موجود ہی نہیں کیونکہ شب فارسی اور برات عربی کا لفظ ہے۔

بَابُ الْاِعْتِكَافِ

اعتکاف کے مسائل

انسان کی جبلّت میں یہ بات موجود ہے کہ جب بھی اسے کوئی پریشانی یا مشکل مسئلہ درپیش ہو تو وہ تنہائی پسند کرتا ہے تا کہ سکون کے ساتھ پیش آمدہ مسئلے کا حل سوچ سکے۔ پریشانی میں تنہائی ہمیشہ سکون کا باعث ہوا کرتی ہے۔ دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں جس میں یک سوئی اور خلوت کو خصوصی مقام حاصل نہ ہو۔ ہر زمانے میں تزکیہ نفس اور روحانی بلندیوں کے حصول کے لیے لوگ غاروں اور جنگلوں میں جا کر چلہ کشی کرتے رہے ہیں۔ کچھ لوگ تو ہمیشہ کے لیے وہاں کے ہو کر رہ گئے۔ اسلام نے تارک الدنیا ہو کر رہبانیت اختیار کرنے کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ البتہ اس فطری ضرورت کا لحاظ کیا اور روحانی بلندیوں کے حصول کے لیے اعتکاف کی ترغیب دی ہے۔ جس میں تنہائی بھی ہے اور لوگوں کے ساتھ باجماعت نماز اور جمعہ ادا کرنے کی صورت میں تعلق بھی برقرار رکھا گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کے حوالے سے اعتکاف کے ساتھ اس امت کا بڑا مضبوط رشتہ ہے کیونکہ آپ ﷺ غار حرا میں ایک طرح سے اعتکاف کی حالت میں ہی تھے جب ''اقرأ'' کا پیغام جاں فزا آیا تھا۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں اس کا تذکرہ کیا ہے:

ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَ كَانَ يَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءَ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَ هُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَّنْزِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى جَاءَهُ الْحَقُّ وَ هُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءَ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اِقْرَأْ.

''جب چالیس سال کے ہوئے تو آپ ﷺ خلوت پسند ہو گئے اور آپ غار حرا میں علیحدہ ہو کر شب و روز غور و فکر کرتے رہتے اور اس وقت آپ ﷺ کی یہی عبادت ہوا کرتی تھی۔ جب کھانے پینے کا سامان ختم ہو جاتا گھر سے دوبارہ لے جاتے یہاں تک کہ جبریل امین علیہ السلام نے اقرا پڑھنے کے لئے فرمایا۔''

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ اَزْوَاجُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ. (متفق عليه) 884-1

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی معظم ﷺ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فوت کر لیا۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی بیویاں اعتکاف بیٹھا کرتی تھیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَ كَانَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ صدقہ کرنے کے لحاظ سے سب سے زیادہ

اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ كَانَ جِبْرَئِيْلُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ الْقُرْآنَ فَاِذَا لَقِيَهُ جِبْرَئِيْلُ كَانَ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ.(متفق عليه)2-885

کشادہ ہاتھ تھے آپ سب سے زیادہ سخاوت رمضان المبارک میں کرتے تھے۔جبرائیل رمضان المبارک میں ہر رات آپ سے ملاقات کرتے تو آپ ﷺ حضرت جبریل علیہ السلام کو قرآن سناتے۔جب آپ سے جبرائیل علیہ السلام ملاقات کرتے تو آپ ﷺ کی سخاوت میں تیز آندھیوں سے بھی زیادہ ہو جاتے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ كَانَ يُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْقُرْآنُ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً فَعُرِضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِیْ قُبِضَ وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ فِي الْعَامِ الَّذِیْ قُبِضَ.(بخاری)3-886

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ کے سامنے ہر سال ایک مرتبہ قرآن پاک پڑھا جاتا لیکن جس سال آپ ﷺ فوت ہوئے آپ کے سامنے دو بار قرآن تلاوت کیا گیا اور آپ ہر سال دس دن اعتکاف بیٹھتے۔لیکن جس سال آپ فوت ہوئے آپ بیس دن اعتکاف بیٹھے۔(بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اعْتَكَفَ اَدْنٰى اِلَیَّ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَاُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةِ الْاِنْسَانِ.(متفق عليه)4-887

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول مکرم ﷺ اعتکاف میں تھے۔آپ مسجد میں بیٹھے ہوتے اور میری جانب اپنا سر مبارک نکالتے۔میں آپ ﷺ کے بالوں کو کنگھی کرتی اور آپ گھر میں صرف انسانی ضرورت کے لیے تشریف لاتے تھے۔(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ عُمَرَ ﷺ سَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ كُنْتُ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ اَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ فَاَوْفِ بِنَذْرِكَ.(متفق عليه)5-888

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر ﷺ نے نبی محترم ﷺ سے دریافت کیا کہ میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ میں مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کروں گا۔آپ نے فرمایا تمہیں نذر پوری کرنی چاہیے۔(بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔مسنون اعتکاف رمضان کے آخری عشرہ میں ہوتا ہے۔۲۔اعتکاف بیٹھنے کے لیے نماز عصر یا مغرب کے بعد مسجد میں رہنا افضل ہے۔۳۔اعتکاف جامع مسجد میں بیٹھنا چاہیے۔۴۔عام اعتکاف دس دن سے کم بھی ہو سکتا ہے۔۵۔عورتوں کا اپنے گھروں میں اعتکاف کرنا حدیث سے ثابت نہیں۔مسنون اعتکاف مسجد میں ہوتا ہے۔

كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ

فضائلِ قرآن

قرآنِ مجید راہنمائی کا روشن آفتاب ☆ قلب وذہن کے لیے نسخہ شاداب ☆ مسائل اور مصائب کا تریاق ☆ دافع امراض و حل المشکلات ☆ تلاوت موجب ثواب و برکات ☆ اس پر عمل کرنے سے دنیا وآخرت شاد باد ہو جاتی ہے۔☆ تدبر وتفکر سے مسائل کا ادراک حاصل ہوتا ہے ☆ يَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَ تَعَالىٰ مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِكْرِيْ وَ سُؤَالِيْ اَعْطَيْتُهٗ اَفْضَلَ مَآ اُعْطِي السَّآئِلِيْنَ(الترمذی)

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جسے قرآن پاک کی تلاوت نے میرے ذکر اور دعا مانگنے سے مصروف رکھا میں اسے سوال کرنے والوں سے زیادہ عطا کرونگا''۔

نبی کریم ﷺ قرآن مجید کے حوالے سے اس طرح دعا کرتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَلَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَ نُوْرَ صَدْرِيْ وَجَلَاءَ حُزْنِيْ وَ ذَهَابَ هَمِّيْ وَغَمِّيْ (مسند احمد)

''اے اللہ میں تیرے ہر اس نام سے جسے تو نے اپنے لئے پسند کیا ہے یا اپنی کتاب میں نازل کیا ہے یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی سکھلایا ہے میں درخواست کرتا ہوں کہ قرآن پاک کو میرے دل کی بہار' میرے سینے کا نور' میری پریشانیوں کا مداوا اور غموں کا تریاق بنادے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات کبریائی اور خیر وبرکت کے لحاظ سے یکتا اور تنہا ہے۔ذکر واذکار میں یہی حیثیت تلاوت قرآن مجید کو حاصل ہے۔قرآن مجید کو زندگی کا رہنما بنانے سے دنیا وآخرت کے مسائل اور دکھوں کا مداوا ہونے کی ضمانت مل جاتی ہے۔اس کتاب مقدس سے انحراف اور بے اعتنائی پریشانیوں اور مشکلات کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔رسول کریم ﷺ اس کتابِ عظیم کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اسکی بدولت مسلمانوں کو عزت وعظمت سے نوازتا رہے گا اور اس کے چھوڑنے کی وجہ سے میری امت دنیا میں ہی ذلیل وخوار ہو جائے گی۔

اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَ يَضَعُ بِهٖ آخَرِيْنَ.(مشکوٰۃ،فضائل القرآن)

یقیناً اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے قوموں کو بلند فرماتا ہے اور اسی کے سبب دوسروں کو ذلیل کرتا ہے۔

اس کا تقاضا یہ ہے کہ اخلاص نیت کے ساتھ حتی المقدور اس کے ہر حکم اور ہدایت پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔اگر کوئی فرد یا قوم جان بوجھ کر اس کے کچھ احکامات کو چھوڑ دے اور صرف من پسند باتوں کو اختیار کرے تو اس سے نہ مسائل حل ہو پائیں گے اور نہ ہی مشکلات رفع ہونگی بلکہ اس منافقانہ اور دوغلے پن کی وجہ انداز سے دنیا کی ذلت اور آخرت میں عذاب الٰہی کی گرفت سے بچنا ناممکنات میں سے ہوگا۔

تُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ٥ (البقرة:٨٥،پ٢)

''کیا تم اس کتاب کے بعض احکامات کو تسلیم اور کچھ سے انکار اور انحراف کرتے ہو تم میں سے جو بھی یہ رویہ اختیار کرے گا اس کے لئے دنیا کی زندگی میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں شدید عذاب ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے کردار سے غافل نہیں ہے''۔

جب تک مسلمان اس کی تلاوت اور اس پر تدبر و تفکر اور اسے عملی زندگی میں نہیں اپنائیں گے فرد ہو یا قوم گھرانا ہو یا معاشرہ طرح طرح کے دکھوں اور پریشانیوں سے دوچار ہوتا چلا جائے گا۔ حتیٰ کہ دنیاوی اسباب و وسائل، آسائشوں، سہولتوں کے ہوتے ہوئے بھی لوگ غموں کے سمندر اور فکر کے جھگڑوں میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہیں گے۔ سب کچھ ہونے کے باوجود ان کی معاشی اور سماجی زندگی کو اجیرن بنا دیا جائے گا۔ ایسے لوگ قرآن مجید کی رہنمائی کو چھوڑ کر مشکلات سے نکلنے کی جتنی کوششیں کریں گے وہ اتنے ہی مصائب و مشکلات کے بھنور میں پھنستے چلے جائیں گے۔ دنیا میں قرآن مجید کی روشنی اور رہنمائی سے استفادہ نہ کرنے کی وجہ سے روزِ محشر میں انہیں اندھا کر کے اٹھایا جائے گا جبکہ وہاں ایک ایک لمحہ روشنی اور بینائی کی ضرورت ہوگی۔ ایسے لوگ رب کبریا کی بارگاہ میں دُہائی دیں گے مگر اب یہ آہ وزاریاں بے سود ثابت ہونگی۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْمٰى ٥قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَ قَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ٥ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ٥ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَ لَمْ يُؤْمِنْ م بِاٰيَاتِ رَبِّهٖ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَ اَبْقٰى٥ (طٰهٰ ٢٠: ١٢٤ ـ ١٢٧)

''جس نے ہماری یاد سے انحراف کیا یقیناً ہم اس کی گزران کو تنگ کر دیں گے اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے وہ کہے گا کہ اے میرے رب! مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا گیا ہے جبکہ میں دنیا میں بینا تھا؟ جواب آئے گا کہ یہ اس لیے کیا گیا ہے کہ تیرے پاس میرے احکامات آئے اور تو نے انہیں فراموش کر دیا۔ اس لیے آج تیرے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا جا رہا ہے جیسا کہ تو نے اپنے رب کی آیات کو ماننے سے انحراف اور بے توجہگی کی۔ ہم اسے بھی اسطرح سزا دیتے ہیں۔ جو اسراف کرے اور اپنے رب کی آیات پر ایمان نہ لائے۔ آخرت کا عذاب شدید ترین اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔''

قرآن پاک کے ان ارشادات کی روشنی میں جب ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو کتاب مقدس کی اس سچائی کے سامنے شرمندگی اور ندامت کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

ہر حال میں قرآن وسنت کے ساتھ وابستگی

رسول اکرم ﷺ اپنی حیات مبارکہ کا آخری حج کر رہے تھے جس سرزمین پر ڈھونڈنے سے بھی توحید کا پرستار نہیں ملتا تھا آج انسانوں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ نگاہ پاک جدھر اٹھتی ہے توحید کے چاہنے اور ماننے والے اللہ تعالیٰ کی حمد وستائش اور اسکی نعمتوں کا اعتراف کر رہے ہیں۔ تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار کا مجمع ہے۔ آپ ﷺ کی زبان اطہر سے اللہ تعالیٰ کی حمد وتعریف

کے بعد جب یہ کلمات جاری ہوئے کہ اے لوگو! ممکن ہے اس کے بعد ہم اسطرح اکٹھے نہ ہو سکیں یکدم لوگوں میں سناٹے کا عالم بپا ہوا اور دور دراز سے آنے والے صحابہ کرام ﷺ ٹکٹکی باندھ کر آپ ﷺ کے چہرۂ پرانوار کی ضیا پاشیوں کو اپنے دل و دماغ میں منعکس کر رہے تھے۔ آج کے خطبے میں دوسرے ارشادات کے ساتھ آخری فرمان یہ تھا کہ اللہ کی کتاب اور میرے طریقے کے ساتھ ہر حال میں وابستہ رہنا۔ اس کے بدلے میں تمہیں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ جب تک تم ان کے ساتھ وابستہ رہو گے دنیا کی کوئی طاقت تمہیں اپنے راستے سے نہیں ہٹا سکے گی اور پھر آخر میں آپ ﷺ نے لوگوں سے استفسار کیا میں نے اللہ کے ارشادات پہنچانے کا حق ادا کر دیا ہے؟ تو سامعین کی طرف سے بیک وقت یہ آواز آئی کیوں نہیں آپ نے ٹھیک ٹھیک حق ادا کر دیا ہے۔ اب آپ کا چہرہ آسمان کی طرف اٹھا۔ شہادت کی انگلی بلند کرتے ہوئے فرمایا کہ اے مالک! گواہ رہنا، میرے مالک گواہ رہنا۔ (بخاری)

تلاوت کے اوقات اور آداب

قرآنِ مجید کی تلاوت کے بنیادی آداب یہ ہیں کہ اعوذ باللہ کے بعد اس کو نہایت ہی عقیدت و احترام، کامل یکسوئی اور غور و فکر کے ساتھ پاک حالت میں پڑھا جائے۔ اس کی تلاوت کا بہترین وقت سحری کا وقت قرار دیا گیا ہے۔

وَ رَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا o اِنَّا سَنُلْقِىْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا o اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِىَ اَشَدُّ وَطْأً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا o (المزمل ۷۳: ۶،۴)

''قرآن مجید کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کیجئے، عنقریب ہم آپ پر بھاری ذمہ داری ڈالنے والے ہیں، صبح جلد بیدار ہونا صحت کی بہتری اور گفتگو میں تاثیر پیدا کرنے کے لیے نہایت مفید ہے۔''

تلاوت کا اجر

دنیا میں صرف ایک ہی کتابِ مقدّس ہے جس کی فقط تلاوت کرنے سے مسلمان کو ایک ایک حرف کے بدلے میں بارگاہ ایزدی سے اجر و ثواب سے سرفراز کیا جاتا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَرَءَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ بَلِ الْاَلِفُ حَرْفٌ وَّالَامُ حَرْفٌ وَّالْمِيْمُ حَرْفٌ (مشکوۃ فضائل القرآن)

''رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک ایک حرف کے بدلے نیکی ہے اور ہر نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔ آپ نے فرمایا میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ عُثْمَانَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُكُمْ — حضرت عثمان ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے

مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ.(بخاری)889-1

فرمایا تم میں وہ آدمی سب سے بہتر ہے جو قرآن پڑھتا اور پڑھاتا ہے۔(بخاری)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِی الصُّفَّةِ فَقَالَ اَیُّکُمْ یُحِبُّ اَنْ یَّغْدُوَ کُلَّ یَوْمٍ اِلٰی بُطْحَانَ اَوِ الْعَقِیْقِ فَیَاتِیَ بِنَاقَتَیْنِ کَوْمَاوَیْنِ فِیْ غَیْرِ اِثْمٍ وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کُلُّنَا نُحِبُّ ذَالِکَ قَالَ اَفَلَا یَغْدُوْا اَحَدُکُمْ اِلَی الْمَسْجِدِ فَیُعَلِّمَ اَوْ یَقْرَاَ اٰیَتَیْنِ مِنْ کِتَابِ اللّٰهِ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ نَّاقَتَیْنِ وَثَلٰثٌ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ ثَلٰثٍ وَّاَرْبَعٌ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ اَرْبَعٍ وَمِنْ اَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْاِبِلِ.(مسلم)890-2

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ تشریف لائے اور ہم صفہ میں تھے۔آپ ﷺ نے استفسار کیا کہ تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ وہ روزانہ بطحان یا وادی عتیق میں جائے اور وہاں سے دو بلند کوہان والی اونٹنیاں بغیر چوری اور ظلم کے حاصل کرے۔ہم نے عرض کیا ہم سب اس چیز کو پسند کرتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا جو تم میں علی الصبح مسجد کی طرف جائے اور اللہ کی کتاب سے دو آیتیں پڑھائے یا پڑھے اس کے لیے یہ دو اونٹنیوں سے بہتر ہے۔تین آیات تین اونٹنیوں اور چار آیات چار اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔اور آیات کا شمار اونٹنیوں کی تعداد سے بہتر ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اِذَا رَجَعَ اِلٰی اَهْلِهٖ اَنْ یَّجِدَ فِیْهِ ثَلٰثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَثَلٰثُ اٰیَاتٍ یَّقْرَاُ بِهِنَّ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوتِهٖ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ ثَلٰثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ.(مسلم)891-3

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، بھلا تم میں سے کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ جب وہ اپنے گھر آئے تو وہاں تین حاملہ موٹی تازہ اونٹنیاں پائے؟ ہم نے عرض کیا، کیوں نہیں! آپ نے فرمایا تم میں جو شخص تین آیات نماز میں تلاوت کرے گا اس کے لئے یہ تین حاملہ اور موٹی تازہ اونٹنیوں سے بہتر ہے۔(مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْکِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِیْ یَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ وَیَتَتَعْتَعُ فِیْهِ وَهُوَ عَلَیْهِ شَاقٌّ لَّهٗ اَجْرَانِ.(متفق علیه)892-4

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔نبی معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ماہر قرآن اللہ کے تابع فرمان اور معزز لکھنے والے فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔اور جو قرآن اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور اس کو پڑھنا مشکل ہے اس کے لئے دوہرا ثواب ہوگا۔(بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا حَسَدَ اِلَّا عَلَی اثْنَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ یَقُوْمُ بِهٖ اٰنَآءَ اللَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی معظم ﷺ نے فرمایا دو آدمیوں پر رشک کیا جا سکتا ہے۔ایک وہ جسکو اللہ نے قرآن کی نعمت سے نوازا وہ دن رات اس کی تلاوت کرتا ہے

اٰتَـاهُ اللّٰـهُ مَـالًا فَهُـوَ يُـنْـفِـقُ مِـنْـهُ اٰنَآءَ اللَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ .(متفق علیه)893-5

اور دوسرا وہ شخص جس کو مال عطا ہوا وہ دن رات اسے خرچ کرتا رہتا ہے۔(بخاری ومسلم)

عَـنْ اَبِیْ مُوْسٰی ﷺ قَـالَ قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الْـمُؤْمِـنِ الَّـذِیْ یَـقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الْاُتْرُجَّةِ رِیْحُهَا طَیِّبٌ وَّطَـعْـمُهَا طَیِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِیْ لَا یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِیْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ لَا یَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَیْسَ لَهَـا رِیْـحٌ وَّطَـعْـمُهَـا مُـرٌّ وَّمَـثَـلُ الْمُنَافِقِ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْـقُـرْآنَ مَـثَـلُ الـرَّیْـحَانَةِ رِیْحُهَا طَیِّبٌ وَّطَعْمُهَا مُرٌّ مُـتَّـفَـقٌ عَـلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ اَلْمُوْمِنُ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَیَعْمَلُ بِهٖ كَالْاُتْرُجَّةِ وَالْمُوْمِنُ الَّذِیْ لَا یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَیَعْمَلُ بِهٖ كَالتَّمْرَةِ.894-6

حضرت ابوموسیٰ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا ایمان دار شخص کی مثال جو قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے تَرَنْجہ نگی جیسی ہے جس کی خوش بو اور ذائقہ عمدہ ہوتا ہے۔اور اس ایمان دار شخص کی مثال جو قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا کھجور کی طرح ہے جس کی خوش بو تو نہیں البتہ ذائقہ شیریں ہوتا ہے۔اور اس منافق کی مثال جو قرآن کی تلاوت نہیں کرتا حنظلہ جیسی ہے جس کی خوش بو نہیں اور ذائقہ بھی کڑوا ہوتا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے نیاز بو کے پھول جیسی ہے جس کی خوش بو تو عمدہ البتہ ذائقہ کڑوا ہوتا ہے۔(بخاری ومسلم)اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے وہ ایمان دار شخص جو قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے اس کی مثال اُترجّہ کے پھل جیسی ہے اور جو تلاوت نہیں کرتا البتہ قرآن کے مطابق عمل پیرا ہے اس کی مثال کھجور جیسی ہے۔(اُترجّہ یمن کا بہترین پھل ہے جو وہاں کثرت سے پایا جاتا ہے۔)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الـلّٰـهَ یَـرْفَـعُ بِهٰـذَا الْـكِـتَـابِ اَقْوَامًـا وَّیَضَعُ بِـهٖ اٰخَرِیْنَ.(مسلم)895-7

حضرت عمر بن خطاب ﷺ بیان کرتے ہیں نبی محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کی بدولت کچھ کو عزت دے گا اور کچھ لوگوں کو ذلیل کرے گا۔(مسلم)

عَـنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ اَنَّ اُسَیْـدَ بْنَ حُضَیْرٍ قَـالَ بَیْـنَـمَـا هُـوَ یَقْرَأُ مِنَ اللَّیْلِ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهٗ مَـرْبُـوْطَةٌ عِـنْدَهٗ اِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ فَـقَـرَأَ فَـجَـالَـتْ فَـسَـكَـتَ فَسَكَنَتْ ثُمَّ قَرَءَ فَجَالَتِ الْـفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهٗ یَحْیٰ قَرِیْبًا مِّنْهَا فَاَشْفَقَ اَنْ تُـصِیْـبَـهٗ وَلَـمَّـا اَخَّـرَهٗ رَفَعَ رَأْسَهٗ اِلَى السَّمَآءِ فَاِذَا مِثْـلُ الظُّلَّةِ فِیْهَا اَمْثَالُ الْمَصَابِیْحِ فَلَمَّا اَصْبَحَ حَدَّثَ

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسید بن حضیر ﷺ نے کہا ایک دفعہ وہ رات کو سورۃ بقرۃ کی تلاوت کر رہے تھے اور اس کا گھوڑا قریب ہی بندھا ہوا تھا۔اچانک گھوڑا کودنے لگا وہ خاموش ہوئے تو گھوڑا بدکنے سے رُک گیا۔پھر انہوں نے تلاوت شروع کی تو گھوڑا اچھلنے لگا پھر وہ خاموش ہو گئے اور گھوڑا بھی اچھلنے سے رک گیا۔اس نے پھر پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا کودنے لگا۔چنانچہ اسید ﷺ

النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ قَالَ فَاشْفَقْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تَطَاَ يَحْيٰى وَكَانَ مِنْهَا قَرِيْبًا فَانْصَرَفْتُ اِلَيْهِ وَرَفَعْتُ رَأْسِيْ اِلَى السَّمَاءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيْهَا اَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ فَخَرَجْتُ حَتّٰى لَا اَرٰهَا قَالَ اَتَدْرِيْ مَا ذَاكَ قَالَ لَا قَالَ تِلْكَ الْمَلٰئِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَاَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ اِلَيْهَا لَا تَتَوَارٰى مِنْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ .896-8

نماز سے فارغ ہوئے کیونکہ ان کا بیٹا یحییٰ گھوڑے کے قریب تھا۔ وہ خوفزدہ ہوے کہ بچے کو تکلیف نہ پہنچے۔ جب اس نے بچے کو ہٹایا آسمان کی طرف سر اٹھایا تو ایک سائبان سا دیکھا جس میں چراغ جلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے یہ واقعہ نبی گرامی ﷺ کو سنایا۔ آپ نے فرمایا اے ابن حضیر! تمہیں پڑھتے رہنا چاہیے تھا۔ تمہیں پڑھتے ہی رہنا چاہیے تھا اس نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں گھوڑا بچے کو روند نہ ڈالے! کیونکہ بچہ گھوڑے کے بالکل قریب تھا۔ چنانچہ میں اس کی طرف گیا اور میں نے آسمان کی جانب سر اٹھایا تو ایک سائبان سا دکھائی دیا جس میں روشنیاں نظر آ رہی تھیں۔ جب میں باہر آیا تو مجھے روشنی نظر نہ آئی۔ آپ نے فرمایا، تجھے معلوم ہے کہ یہ روشنیاں کیا تھیں؟ اس نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا یہ فرشتے تھے جو تیری قراءت سننے کے لیے آئے تھے۔ اگر تو قرأت جاری رکھتا تو صبح ہونے پر لوگ انہیں دیکھ لیتے فرشتے ان سے اوجھل نہ ہوتے۔ (بخاری و مسلم) یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

عَنِ الْبَرَاءِ ﷺ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَاِلٰى جَانِبِهٖ حِصَانٌ مَرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْ وَتَدْنُوْ وَجَعَلَ فَرَسُهٗ يَنْفِرُ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَالِكَ لَهٗ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْآنِ. (متفق علیه) 897-9

حضرت براء بن عازب ﷺ بیان کرتے ہیں ایک شخص سورۂ کہف کی تلاوت کر رہا تھا۔ اس کے قریب ایک گھوڑا دو رسّوں سے بندھا ہوا تھا اچانک اس شخص پر بادل سایہ فگن ہو گیا۔ بادل قریب سے قریب تر ہوتا جا رہا تھا اور گھوڑا بدکنے لگا۔ صبح وہ شخص نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا سکینت تھی جو قرآن پاک کی تلاوت کی وجہ سے نازل ہوئی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى ﷺ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِيَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ اُجِبْهُ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ قَالَ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ" (پ ۹. رکوع ۱۷) ثُمَّ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَلَمَّا اَرَدْنَا اَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ يَا

حضرت ابوسعید بن معلٰی ﷺ بیان کرتے ہیں میں مسجد نبوی ﷺ میں نماز ادا کر رہا تھا مجھے نبی گرامی ﷺ نے بلایا۔ میں آپ کے بلانے پر نہ گیا۔ سلام پھیرنے کے بعد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں نماز ادا کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے اللہ کا فرمان نہیں سنا؟ اللہ اور اس کا رسول جب تمہیں بلائیں تو حاضر ہوا کرو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا مسجد سے نکلنے

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّکَ قُلْتَ لَاُعَلِّمَنَّکَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهٗ.
(بخاری)898-10

سے پہلے تجھے قرآن پاک کی عظمت والی سورت کے بارے نہ بتلاؤں؟ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا جب ہم باہر نکلنے لگے تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے فرمایا تھا میں تجھے قرآن پاک کی سب سے عظیم سورت سے آگاہ کروں گا۔ فرمایا وہ سورت الحمد للہ رب العلمین ہے اس سورت کی سات آیات ہیں جن کی بار بار تلاوت ہوتی ہے اور اس کے ساتھ قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا ہوا ہے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ مَّقَابِرَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِيْ يُقْرَأُ فِيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ. (مسلم)899-11

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ یاد رکھو شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۂ بقرۃ کی تلاوت کی جاتی ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَفِيْعًا لِّاَصْحَابِهٖ اقْرَءُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَسُوْرَةَ اٰلِ عِمْرَانَ فَاِنَّهُمَا تَاْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ غَيَابَتَانِ اَوْ فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَآفَّ تُحَاجَّانِ عَنْ اَصْحَابِهِمَا اقْرَءُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَّتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَّلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ. (مسلم)900-12

حضرت ابوامامہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو اس لیے کہ قرآن پاک قیامت کے دن ان لوگوں کی سفارش کرے گا جو اس کی تلاوت کرتے ہوں گے۔ دو روشن سورتوں یعنی سورۃ البقرۃ اور آل عمران کی تلاوت کیا کرو۔ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن گھنے یا ہلکے بادلوں یا پرندوں کے جھنڈ کی شکل میں ہوں گی۔ جنہوں نے اپنے پروں کو پھیلایا ہوا ہوگا۔ یہ اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی۔ سورۃ بقرۃ کی تلاوت کیا کرو اس لیے کہ سورت بقرۃ کی تلاوت کی بدولت برکت ہوتی ہے اور اس کی تلاوت نہ کرنا باعث افسوس ہے جہاں ان کی تلاوت کی جائے وہاں شیطان اور جادوگر اپنا زور چلانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ (مسلم)

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ يُؤْتٰى بِالْقُرْاٰنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَهْلِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهٖ تَقْدُمُهٗ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَاٰلُ عِمْرَانَ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ ظُلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ اَوْ كَاَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَآفَّ تُحَاجَّانِ عَنْ

حضرت نواس بن سمعان ﷺ بیان کرتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا قیامت کے دن قرآن پاک اور اس کے پڑھنے والوں اور اس پر عمل پیرا ہونے والوں کو لایا جائے گا۔ ان کے آگے سورۃ البقرۃ اور آل عمران ہوں گی گویا کہ دو بادل ہیں یا دو سیاہ بادل ہیں ان کے

صَاحِبِهِمَا۔(مسلم)13-901 درمیان روشنی ہے یا جیسے کہ وہ پرندوں کی دو قطاریں ہیں جنہوں نے پر پھیلائے ہوئے ہوں وہ اپنے تلاوت کرنے والوں کی جانب سے جھگڑا کریں گی۔(مسلم)

عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِيْ اَيُّ اٰيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَعَكَ اَعْظَمُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِيْ اَيُّ اٰيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَعَكَ اَعْظَمُ قُلْتُ "اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ" قَالَ فَضَرَبَ فِيْ صَدْرِيْ وَقَالَ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ يَا اَبَا الْمُنْذِرِ۔(مسلم)14-902

حضرت ابی بن کعب ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول گرامی ﷺ نے فرمایا اے ابو المنذر! تجھے معلوم ہے اللہ کی کتاب میں سے کون سی آیت تیرے پاس زیادہ عظمت والی ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے پھر پوچھا اے ابو المنذر! اللہ کی کتاب سے کون سی آیت تیرے ہاں زیادہ شان والی ہے؟ میں نے عرض کیا اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (یعنی آیت الکرسی) "اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہ ذات زندہ وقائم رہنے والی ہے"۔ ابی بن کعب کہتے ہیں آپ ﷺ نے میرے سینے پر تھپکی دیتے ہوئے فرمایا اے ابو المنذر تجھے علم مبارک ہو۔(مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكٰوةِ رَمَضَانَ فَاَتَانِيْ اٰتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْا مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهُ وَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنِّيْ مُحْتَاجٌ وَّعَلَيَّ عِيَالٌ وَلِيْ حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ قَالَ فَخَلَّيْتُ عَنْهُ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ ﷺ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شَكَا حَاجَةً شَدِيْدَةً وَعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ قَالَ اَمَا اِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ سَيَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهُ سَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُهُ فَجَآءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ دَعْنِيْ فَاِنِّيْ مُحْتَاجٌ وَعَلَيَّ عِيَالٌ لَا اَعُوْدُ فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكَا

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے صدقہ فطر کی حفاظت پر مقرر کیا۔ میرے پاس ایک شخص آیا جو دونوں ہاتھوں سے کھجوریں اٹھانے لگ گیا۔ میں نے اسے پکڑتے ہوئے کہا کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے ہاں پیش کروں گا۔ اس نے منت سماجت کرتے ہوئے کہا میں حاجت مند ہوں اور مجھ پر اہل وعیال کے اخراجات کی ذمہ داری ہے اور میں شدید ضرورت مند ہوں۔ ابو ہریرہ ﷺ کہتے ہیں میں نے اسے چھوڑ دیا صبح ہوئی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! گذشتہ رات تیرے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس نے حاجت مند ہونے اور کثرت عیال کا بڑی دردمندی کے ساتھ ذکر کیا، میں نے اس پر ترس کھا کر چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے اور وہ عنقریب پھر آئے گا۔ ابو ہریرہ ﷺ کہتے ہیں مجھے یقین ہو گیا کہ وہ یقیناً آئے گا

حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ وَّعِيَالًا فَرَحِمْتُهُ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ فَقَالَ اَمَا اِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُهُ فَجَاءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ هٰذَا اٰخِرُ ثَلٰثِ مَرَّاتٍ اَنَّكَ تَزْعَمُ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ قَالَ دَعْنِىْ اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ "اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ" (پ۳. رکوع ۲)حَتّٰى تَخْتِمَ الْاٰيَةَ فَاِنَّكَ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرَبُكَ شَيْطٰنٌ حَتّٰى تُصْبِحَ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهُ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ قُلْتُ زَعَمَ اَنَّهُ يُعَلِّمُنِىْ كَلِمٰتٍ يَّنْفَعُنِىَ اللّٰهُ بِهَا قَالَ اَمَا اِنَّهُ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلٰثِ لَيَالٍ قُلْتُ لَا قَالَ ذَاكَ شَيْطٰنٌ. (بخاری) 903-15

کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ عنقریب آئے گا۔ میں اس کی گھات میں بیٹھ گیا۔وہ آیا اور کھجوروں کے ڈھیر سے دونوں ہاتھوں سے کھجوریں اٹھانے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول معظم ﷺ کے سامنے پیش کروں گا۔اس نے منتیں شروع کر دیں کہ اسے چھوڑ دیا جائے اس لیے کہ میں ضرورت مند اور بہت ہی غریب ہوں اس کے ساتھ مجھ پر اہل وعیال کا بوجھ ہے۔اب میں دوبارہ نہیں آؤں گا۔ چنانچہ میں نے اس پر ترس کھا کر اسے چھوڑ دیا۔صبح ہوئی تو رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ابو ہریرہ! تیرے قیدی کا کیا بنا؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول !اس نے اپنی ضرورت مندی اور اہل خانہ کی ذمہ داریوں کا پرسوز الفاظ میں ذکر کیا۔ میں نے اسے پھر چھوڑ دیا۔آپ ﷺ نے فرمایا اس نے تیرے ساتھ جھوٹ بولا ہے اب پھر ضرور آئے گا۔چنانچہ میں اس کی گھات میں بیٹھ گیا وہ آیا اور کھجوروں کے ڈھیر سے دونوں ہاتھوں کے ساتھ اٹھانے لگا۔میں نے اسے قابو کر لیا اور اسے کہا اب کی بار تجھے ہر صورت رسول معظم ﷺ کی خدمت میں پیش کروں گا۔یہ تیسری اور آخری بار ہے۔تو کہتا رہا کہ میں نہیں آؤں گا لیکن تو پھر آ جاتا ہے۔اس نے کہا مجھے چھوڑ دیجئے میں تجھے ایسے کلمات بتاتا ہوں جن سے تجھے اللہ تعالیٰ بہت فائدہ دیں گے۔جب تو اپنے بستر پر لیٹے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو اس کی برکت سے ہمیشہ تجھ پر اللہ کی جانب سے محافظ مقرر رہو گا اور صبح ہونے تک شیطان تیرے قریب نہیں آئے گا۔اس وظیفہ کی وجہ سے میں نے اسے چھوڑ دیا۔صبح ہوئی تو رسول کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا تیرے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا اس نے مجھے کہا کہ وہ مجھے چند کلمات سکھلاتا ہے جن کے پڑھنے سے مجھے اللہ تعالیٰ فائدہ عطا کرے گا۔آپ ﷺ نے فرمایا اس نے تجھے سچ بات بتائی ہے حالانکہ خود جھوٹا ہے۔تجھے معلوم ہے کہ تین راتیں تیرے پاس کون آتا رہا۔میں نے عرض کیا مجھے معلوم نہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ شیطان تھا۔(بخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَمَا جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سَمِعَ نَقِيْضًا مِنْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت جبرائیل نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف

فَوْقِہٖ فَرَفَعَ رَاْسَہٗ فَقَالَ ھٰذَا بَابٌ مِّنَ السَّمَآءِ فُتِحَ الْیَوْمَ لَمْ یُفْتَحْ قَطُّ اِلَّا الْیَوْمَ فَنَزَلَ مِنْہُ مَلَکٌ فَقَالَ ھٰذَا مَلَکٌ نَزَلَ اِلَی الْاَرْضِ لَمْ یَنْزِلْ قَطُّ اِلَّا الْیَوْمَ فَسَلَّمَ فَقَالَ اَبْشِرْ بِنُوْرَیْنِ اُوْتِیْتَھُمَا لَمْ یُؤْتَھُمَا نَبِیٌّ قَبْلَکَ فَاتِحَۃُ الْکِتَابِ وَخَوَاتِیْمُ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِّنْھُمَا اِلَّا اُعْطِیْتَہٗ.(مسلم)904-16

فرماتے۔اچانک جبرائیل نے آسمان سے زوردار آواز سنی اور اپنا سر اٹھایا اور بتلایا یہ آواز آسمان کے اس دروازے کے کھلنے کی ہے جو اس سے پہلے نہیں کھلا۔آج ہی کھلا ہے اس دروازے سے جو فرشتہ نازل ہوا ہے جبرائیل نے بتایا یہ فرشتہ آج سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا اور آج ہی آیا ہے۔فرشتے نے سلام کہتے ہوئے خوشخبری دی کہ آپ دونوروں کے عطا ہونے پر خوش ہوجائیں کیونکہ آپ سے پہلے کسی پیغمبر کو یہ نور عطا نہیں ہوئے۔یہ سورۃ فاتحہ اور بقرہ کی آخری آیات ہیں ان دونوں میں سے جس کی تلاوت کرتے ہوئے دعا کریں گے وہ آپ عطا کیا جائے گا۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْاٰیَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ مَنْ قَرَأَ بِھِمَا فِیْ لَیْلَۃٍ کَفَتَاہُ.(متفق علیہ)905-17

حضرت ابومسعود انصاری ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا جو شخص سورۃ بقرۃ کی آخری دو آیات کی رات کو تلاوت کرے گا تو ان کی تلاوت اسے ہر نقصان سے محفوظ رکھے گی۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ حَفِظَ عَشْرَ اٰیَاتٍ مِنْ اَوَّلِ سُوْرَۃِ الْکَھْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ. (مسلم)906-18

حضرت ابودرداء ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے سورۃ کہف کی شروع سے دس آیات حفظ کیں وہ دجّال کے شر سے محفوظ رہے گا۔(مسلم)

عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَیَعْجِزُ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّقْرَأَ فِیْ لَیْلَۃٍ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ قَالُوْا وَکَیْفَ یَقْرَأُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ قَالَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ یَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ.(رواہ مسلم وَرَوَاہُ الْبُخَارِیُّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ؓ)907-19

حضرت ابودرداء ؓ ہی بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص ایک رات میں تہائی قرآن پاک تلاوت کرسکتا ہے؟ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا قرآن پاک کا تیسرا حصہ کیسے پڑھا جاسکتا ہے؟ آپ نے واضح فرمایا قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کی تلاوت کرنا قرآن پاک کی ایک تہائی پڑھنے کے برابر ہے۔ (مسلم) امام بخاری نے اس روایت کو ابودرداء ؓ کی بجائے حضرت ابوسعید خدری ؓ سے بیان کیا ہے۔

عَنْ عَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰی سَرِیَّۃٍ وَکَانَ یَقْرَأُ لِاَصْحَابِہٖ فِیْ صَلَاتِھِمْ فَیَخْتِمُ بِقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَکَرُوْا ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ سَلُوْہُ لِاَیِّ شَیْءٍ یَّصْنَعُ ذٰلِکَ فَسَاَلُوْہُ فَقَالَ لِاَنَّھَا صِفَۃُ الرَّحْمٰنِ وَاَنَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے ایک آدمی کو ایک چھوٹے سے لشکر پر امیر مقرر فرمایا وہ شخص امامت کرواتے ہوئے اپنی قرأت کو سورۃ اخلاص کے ساتھ ختم کرتا تھا۔جب لشکر کے لوگ واپس آئے تو انہوں نے اس کا تذکرہ نبی مکرم ﷺ سے

أُحِبُّ اَنْ اَقْرَأَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَخْبِرُوْهُ اَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهٗ. (متفق عليه)908-20

کیا۔آپ نے فرمایا اس سے پوچھو کہ وہ کیوں ایسا کرتا تھا؟ انہوں اس سے استفسار کیا تو اس نے جواب دیا

اس سورت میں رحمٰن کی صفات کا ذکر ہے اس لیے میں اس کی تلاوت کو پسند کرتا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا اسے بتایا جائے کہ اللہ بھی اسے پسند کرتا ہے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ اِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ أُحِبُّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ قَالَ اِنَّ حُبَّكَ اِيَّاهُ اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ (رواه البخاری معناه)909-21

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! میں اس سورۃ ''قل ہواللہ احد'' سے بہت محبت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی محبت تجھے جنّت میں لے جائے گی۔(بخاری)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَمْ تَرَ اٰيٰتٍ اُنْزِلَتِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ. (مسلم)910-22

حضرت عقبہ بن عامر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آج رات جو آیات نازل ہوئی ہیں ان جیسی دوسری آیات نہیں۔وہ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس ہیں۔(مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَأَ فِيْهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰى رَأْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 23-911

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ رات کو اپنے بستر پر سونے کے لئے جاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملاتے ہوئے سورۃ اخلاص، الفلق اور الناس تلاوت کرکے دونوں ہاتھوں میں پھونک کر جہاں تک ممکن ہوتا اپنے جسم پر پھیرتے۔آغاز سر، چہرے اور جسم کے سامنے والے حصے سے کرتے ہوئے تین بار اپنے آپ کو دم کرتے۔(بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

ا۔بہترین آدمی وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔۲۔قرآن مجید اٹک اٹک کر پڑھنے والے کو دوہرا ثواب ہو گا۔۳۔قرآن پڑھنے والے اور صدقہ کرنے والے پر رشک کیا جاسکتا ہے۔۴۔قرآن مجید کے ذریعے مسلمان عزت پائیں گے اور اس کو چھوڑنے کی وجہ سے ذلّت سے دوچار ہوں گے۔۵۔قرآن مجید کے احکامات سے انحراف کرنے والا قیامت کو اندھا کر کے اٹھایا جائے گا۔۶۔جس گھر میں تلاوت قرآن اور عبادت نہ کی جائے وہ قبرستان کی مانند ہے۔۷۔آیت الکرسی پڑھنے والے کے مال کی حفاظت کے لیے اللہ کی طرف سے محافظ مقرر کر دیا جاتا ہے۔۸۔سورۂ اخلاص تین دفعہ پڑھنے سے پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے۔۹۔سورۂ بقرہ شریر جنات اور معوذات جادو ٹونے سے آدمی کی حفاظت کرتی ہیں۔

بَابُ آدَابِ التِّلَاوَةِ وَدُرُوسِ الْقُرْآنِ

تلاوتِ قرآن کے آداب اور اس کا پڑھنا

قرآن مجید ایک مقدس اور عظیم کتاب کی شکل میں ہمارے پاس اللہ کی طرف سے آخری پیغام اور رہنمائی کا سرچشمہ ہے جس طرح اس کے عملی تقاضے پورے کیے بغیر اسکے فیوض و برکات سے انسان مستفید نہیں ہوسکتا ایسے ہی اس کی تلاوت اور اسکو چھونے کے آداب ملحوظ رکھے بغیر پڑھنے والا روحانی ثمرات اور قلبی لذّات سے محظوظ نہیں ہوسکتا۔ اس کتاب عظیم کے تقاضوں میں پہلا اور اوّلین تقاضا یہ ہے کہ دل کی گہرائی اور دماغ کی یکسوئی اور جذبہء ایمانی کے ساتھ اسے نہ صرف بار بار پڑھا جائے بلکہ اس پر پوری صلاحیتوں کے ساتھ تدّبر و تفکّر کیا جائے جس سے نہ صرف فکری گرہیں کھلتی ہیں بلکہ دماغ روشن' دل منوّر اور عمل کی راہیں آسان اور ہموار ہو جاتی ہیں۔ یہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت عظیمہ ہے جسکی اگر شعوری یا غیر شعوری طور پر ناقدری کی جائے تو یہ عظیم نعمت انسان سے از خود کنارہ کش ہونے کے لیے تیار رہتی ہے۔ جسکو رسول معظم ﷺ نے اپنے ابتدائی مخاطبین کی اکثریت کی ذہنی صلاحیتوں کا خیال رکھتے ہوئے ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ قرآن مجید کی مثال تو اونٹ کی طرح ہے جو اس وقت تک ہی آدمی کے ساتھ منسلک رہتا ہے جب تک اس کی حفاظت کی جاتی رہے۔ اس لیے آپ لوگوں کو قرآن کی تلاوت کا حکم دیتے' اس کے ثواب سے آگاہ فرماتے اور اس کے روحانی اور عملی فوائد کی طرف توجہ دلایا کرتے تھے۔ یاد رہے کہ قرآن کا لغوی اور لفظی معنی یہ ہے کہ ایسی کتاب جس کو بار بار پڑھا جائے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو قرآن مجید کی تلاوت اور اسکی رہنمائی سے ہمکنار فرمائے۔ آمین۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تَعَاھَدُوا الْقُرْآنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَھُوَ اَشَدُّ تَفَصِّیاً مِّنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِھَا. (متفق علیہ) 912-1

پہلی فصل

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا قرآن پاک کا خیال رکھو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، رسّی کھل جانے سے اونٹ اتنا تیز نہیں بھاگتا جس قدر جلدی قرآن سینوں سے نکل جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِئْسَ مَا لِاَحَدِھِمْ اَنْ یَّقُوْلَ نَسِیْتُ اٰیَةَ کَیْتَ وَکَیْتَ بَلْ نُسِّیَ وَاسْتَذْکِرُوا الْقُرْآنَ فَاِنَّهٗ اَشَدُّ تَفَصِّیاً مِّنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ. (متفق علیہ وَزَادَ مُسْلِمٌ بِعُقُلِھَا) 913-2

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا یہ بات بہت ہی بُری ہے کہ کوئی آدمی یہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا ہوں۔ بلکہ وہ کہے کہ اسے فلاں آیت بھلا دی گئی ہے۔ قرآن مجید کا دور کیا کرو اس لئے کہ اونٹ اتنی تیزی کے ساتھ نہیں بھاگتا جس قدر تیزی سے

قرآن پاک سینوں سے نکل جاتا ہے۔ (بخاری ومسلم) مسلم میں رسی کا لفظ زائد ہے۔

فہم الحدیث

یہ کہنا کہ قرآن مجید بھول گیا ہوں اس میں لاپرواہی اور گستاخی پائی جاتی ہے۔ اس عظیم کتاب کے ادب کا تقاضا ہے کہ آدمی کہے کہ مجھے قرآن مجید بھلا دیا گیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ کَمَثَلِ صَاحِبِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ اِنْ عَاهَدَ عَلَیْهَا اَمْسَکَهَا وَاِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ. (متفق علیه) 3-914

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا قرآن مجید کے حافظ کی مثال اس شخص کی ہے جس نے اونٹ کو رسیوں سے باندھ رکھا ہے اگر وہ ان کی نگرانی کرے گا تو ان کو قابو رکھے گا اور اگر نگرانی چھوڑ دے گا تو وہ نکل کھڑا ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِقْرَؤُا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَیْهِ قُلُوْبُکُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ. (متفق علیه) 4-915

حضرت جندب بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت تک قرآن پاک کی تلاوت کرو جب تک تمہارے دل اس کی تلاوت سے مانوس رہیں۔ جب تمہارے دل سیر ہو جائیں تو قرآن پاک کی تلاوت بند کرو۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ قَتَادَةَ ؓ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ ؓ کَیْفَ کَانَ قِرَآءَةُ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ کَانَتْ مَدًّا مَدًّا ثُمَّ قَرَاَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَمُدُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ وَیَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ وَیَمُدُّ بِالرَّحِیْمِ. (بخاری) 5-9156

حضرت قتادہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس ؓ سے دریافت کیا گیا کہ نبی مکرم ﷺ قرآن مجید کی تلاوت کس انداز سے کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا آپ الفاظ کو لمبا کر کے تلاوت فرماتے پھر انہوں نے عملاً قرآن تلاوت کر کے بتلایا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. بِسْمِ اللّٰه کو لمبا کیا "الرحمٰن" لمبا کیا اور "الرحیم" لمبا کیا۔ (بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَیْءٍ مَا اَذِنَ لِنَبِیٍّ یَتَغَنّٰی بِالْقُرْآنِ. (متفق علیه) 6-917

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کی آواز اتنی توجہ سے نہیں سنتے جتنا نبی کی آواز کو سنتے ہیں جب وہ خوب صورت آواز کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَذِنَ اللّٰهُ

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول

لِشَیْءٍ مَا اَذِنَ لِنَبِیٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهٖ. (متفق عليه) 918-7

ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی آواز پر اتنا دھیان نہیں فرماتا جس قدر ایک نبی کی آواز پر انہماک فرماتا ہے۔ جب وہ نبی خوب صورت اور بلند آواز کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ. (بخاری) 919-8

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو خوب صورت آواز کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ اقْرَأْ عَلَیَّ قُلْتُ اَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَيْرِیْ فَقَرَاْتُ سُوْرَةَ النِّسَآءِ حَتّٰى اَتَيْتُ اِلٰى هٰذِهِ الْاٰيَةِ "فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا" (پ ۵. رکوع ۳) قَالَ حَسْبُكَ الْاٰنَ فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ. (متفق عليه) 920-9

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے مجھے فرمایا جب کہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے۔ اے عبداللہ! میرے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کرو۔ میں نے عرض کیا میں آپ کو پڑھ کر سناؤں؟ جبکہ آپ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ کسی دوسرے سے قرآن مجید سنوں۔ پھر میں نے سورۂ نساء کی تلاوت شروع کردی۔ جب میں اس آیت پر پہنچا "اس وقت کیا حال ہوگا۔ جب ہم ہر امّت سے گواہ لائیں گے اور تجھے ہم ان پر بطور گواہ لائیں گے۔" تو آپ ﷺ نے فرمایا اب بس کیجئے۔ جب میں نے آپ کی طرف نظر اٹھائی تو آپ کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو بہہ رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ قَالَ اللّٰهُ سَمَّانِیْ لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ نَعَمْ فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ وَفِیْ رِوَايَةٍ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قَالَ وَسَمَّانِیْ قَالَ نَعَمْ فَبَكٰى. (متفق عليه) 921-10

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں قرآن مجید کی تلاوت تجھے سناؤں ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ نے آپ کو میرا نام لے کر فرمایا ہے؟ آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے پھر حیران ہوکر پوچھا کیا رب العالمین کے ہاں میرا ذکر ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا بالکل ذکر ہوا ہے۔ اس خوشی سے حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں "لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا" کی تلاوت تجھے سناؤ۔ انہوں نے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تیرا نام لیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ خوشی سے رو پڑے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّسَافَرَ بِالْقُرْآنِ اِلٰی اَرْضِ الْعَدُوِّ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ لَّا تُسَافِرُوْا بِالْقُرْآنِ فَاِنِّیْ لَا اٰمَنُ اَنْ يَّنَالَهُ الْعَدُوُّ .11-922

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے قرآنِ مجید لے کر دشمن کے علاقوں کی طرف سفر کرنے سے منع فرمایا۔(بخاری و مسلم)۔ مسلم کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا قرآن کے ساتھ سفر نہ کرو۔ مجھے خدشہ ہے کہ کہیں یہ دشمن کے ہاتھ نہ لگ جائے۔

فہم الحدیث

دشمن کے علاقے میں قرآن مجید لے جانے سے اس لیے منع کیا کہ اس وقت توہین قرآن کا اندیشہ تھا۔ یا پھر قرآن پاک کی کتابت بہت کم ہوتی تھی۔ جس کی وجہ سے قرآن مجید کے نسخے بہت کم تھے۔

خلاصۂ باب

۱۔ قرآن مجید کی تلاوت کا اہتمام کرنا چاہیے ورنہ یہ نعمت چھن جاتی ہے۔
۲۔ طبیعت کے سیر ہونے تک تلاوت کرنی چاہیے۔
۳۔ تلاوت دل ربا لہجے میں کرتے ہوئے اس پر فکر و تدبر کرنا چاہیے۔
۴۔ دوسرے سے قرآن مجید کی تلاوت سننا نبی پاک ﷺ کا طریقہ ہے۔
۵۔ تلاوت دل سوزی سے سنی اور کرنی چاہیے۔
۶۔ جہاں قرآن مجید کی توہین ہونے کا خطرہ ہو وہاں قرآن مجید لے جانا منع ہے۔

بَابُ اخْتِلَافِ الْقِرَآءَ اتِ وَ جَمْعِ الْقُرْآنِ

اختلاف قرأت اور قرآن مجید کی تدوین

اہل علم اور اہل زبان جانتے ہیں کہ دنیا میں کسی قوم اور قبیلے کی زبان کے بنیادی قواعد' الفاظ اور محاورات تو ایک ہی ہوا کرتے ہیں لیکن مختلف قبائل اور افراد کے باہمی میل جول اور معاشرت کی وجہ سے الفاظ کی ادائیگی کے انداز اور لب و لہجے میں فطری طور پر فرق ہوا کرتا ہے۔قرآن مجید کی تلاوت کے اختلاف کا بھی یہی معنیٰ ہے۔اہل حجاز جس انداز اور لہجہ میں ایک جملہ استعمال کرتے ہیں۔اہل یمن، مصر اور عراق کے لوگ وہی جملہ اور الفاظ اپنے لب و لہجے میں ادا کرتے ہیں۔کسی ملک اور قوم کی زبان کا باہمی اختلاف اپنی جگہ پر مسلمہ امر ہے یہاں تک کہ کسی شہر اور اس کے مضافات میں رہنے والے دیہات کی گفتگو کا انداز بھی ایک نہیں ہوا کرتا۔بے شک قرآن مجید قریش کی زبان میں نازل ہوا لیکن سرور گرامی ﷺ کی خواہش پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کو سات لہجوں میں پڑھنے کی اجازت عنایت فرمائی۔اس باب میں سات قرأتوں اور تلاوت کے باہمی فرق کی وضاحت فرماتے ہوئے انہیں جائز قرار دیا گیا۔تاکہ قرآن حمید پڑھنے والے عربی اور غیر عربی مسلمانوں کو کسی دقّت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔تاکہ پورے انہاک کے ساتھ قرآن فہمی اور تلاوت کرتے رہیں۔

الفصل الاول

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ ابْنَ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا اَقْرَأُهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَقْرَأَنِيْهَا فَكِدْتُّ اَنْ اَعْجَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَمْهَلْتُهٗ حَتّٰى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّبْتُهٗ بِرِدَآئِهٖ فَجِئْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا اَقْرَأْتَنِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْسِلْهُ اقْرَأْ فَقَرَأَ الْقِرَآءَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهٗ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ لِيْ اقْرَأْ فَقَرَأْتُ فَقَالَ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ.(متفق عليه واللفظ لمسلم)923-1

پہلی فصل

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو سنا وہ سورت فرقان کی تلاوت میرے طریقے کے بجائے دوسرے انداز سے کرتے تھے جبکہ رسول معظم ﷺ نے مجھے بذات خود اس سورۃ کی تلاوت سکھائی تھی۔قریب تھا کہ میں ان سے الجھ پڑتا لیکن میں نے انہیں موقعہ دیا۔جب وہ تلاوت سے فارغ ہو گئے تو میں اس کی چادر اس کے گلے میں ڈال کر انہیں کھینچتا ہوا رسول مکرم ﷺ کے پاس لے آیا۔میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں نے اس شخص کو سنا ہے وہ سورۃ فرقان کی تلاوت اس انداز سے نہیں کر رہا جس طریقہ سے آپ نے مجھے تلاوت کرنا سکھایا ہے۔اس پر رسول اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا اسے چھوڑ دو۔پھر آپ نے اسے تلاوت کرنے کی ہدایت کی جس طرح میں نے اس سے سنی تھی اسی طرح اس نے قرأت

کی۔آپ نے فرمایا یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے۔پھر آپ نے مجھے حکم دیا اب تم تلاوت کرو میں نے تلاوت کی۔آپ ﷺ نے تلاوت سن کر فرمایا اس طرح بھی یہ سورت نازل ہوئی ہے بلاشبہ قرآن پاک سات قرأتوں میں نازل ہوا ہے۔تم جس طرح آسان سمجھو تلاوت کیا کرو۔(بخاری و مسلم) روایت کے الفاظ مسلم کے ہیں۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ خِلَافَهَا فَجِئْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَاَخْبَرْتُهُ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ فَلَا تَخْتَلِفُوْا فَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا.
(بخاری) 2-924

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ۔میں نے ایک آدمی کو تلاوت کرتے ہوئے سنا جبکہ میں نے نبی مکرم ﷺ کو اس کی تلاوت کے برعکس تلاوت کرتے سنا تھا تو میں اسے لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب میں نے آپ سے یہ عرض کی تو میں نے آپ کے چہرے پر ناراضگی کے اثرات دیکھے۔آپ ﷺ نے فرمایا تم دونوں کی تلاوت درست ہے۔اس طرح اختلافات نہ کیا کرو۔تم سے پہلے لوگ اس اختلاف کی وجہ سے برباد ہوئے۔(بخاری)

عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ يُّصَلِّيْ فَقَرَاَ قِرَآءَةً اَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ ثُمَّ دَخَلَ اٰخَرُ فَقَرَاَ قِرَآءَةً سِوٰى قِرَآءَةِ صَاحِبِهٖ فَلَمَّا قَضَيْنَا الصَّلٰوةَ دَخَلْنَا جَمِيْعًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ اِنَّ هٰذَا قَرَاَ قِرَآءَةً اَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ وَدَخَلَ اٰخَرُ فَقَرَاَ سِوٰى قِرَآءَةِ صَاحِبِهٖ فَاَمَرَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَرَاَ فَحَسَّنَ شَاْنَهُمَا فَسُقِطَ فِيْ نَفْسِيْ مِنَ التَّكْذِيْبِ وَلَا اِذْ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا قَدْ غَشِيَنِيْ ضَرَبَ فِيْ صَدْرِيْ فَفِضْتُ عَرَقًا وَكَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلَى اللّٰهِ فَرَقًا فَقَالَ لِيْ يَا اُبَيُّ اُرْسِلَ اِلَيَّ اَنِ اقْرَاِ الْقُرْاٰنَ عَلٰى حَرْفٍ فَرَدَدْتُّ اِلَيْهِ اَنْ هَوِّنْ عَلٰى اُمَّتِيْ فَرَدَّ اِلَيَّ الثَّانِيَةَ اقْرَاْهُ عَلٰى حَرْفَيْنِ فَرَدَدْتُّ اِلَيْهِ اَنْ هَوِّنْ عَلٰى اُمَّتِيْ فَرَدَّ اِلَيَّ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔میں مسجد میں تھا ایک آدمی مسجد میں داخل ہو کر نماز ادا کرنے لگا۔اس نے قرأت کی میں اس کی تلاوت کو نہیں سمجھ سکا۔اس کے بعد ایک اور شخص مسجد میں آیا اس نے پہلے شخص کے طریقے کے خلاف تلاوت کی۔جب ہم نے نماز ادا کر لی تو ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔میں نے عرض کیا اس شخص نے تلاوت کی جس کو میں صحیح نہیں سمجھتا پھر دوسرا شخص آیا اس نے پہلے کے طریقے کے خلاف تلاوت کی۔نبی مکرم ﷺ نے ان دونوں کو حکم دیا کہ وہ تلاوت کریں۔آپ نے دونوں کی تلاوت کو صحیح قرار دیا۔اس پر میرے دل میں آپ کی تکذیب کا ایسا خیال آیا کہ زمانۂ کفر میں بھی ایسا خیال نہ آیا تھا۔جب رسول معظم ﷺ نے مجھے بُرے خیالات میں مبتلا پایا تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اس سے میں پسینے میں شرابور ہو گیا۔گویا کہ میں خوف کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔آپ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا

الثَّالِثَةَ اقْرَأْهُ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ وَّلَکَ بِكُلِّ رَدَّةٍ رَدَدْتُكَهَا مَسْأَلَةٌ تَسْأَلُنِيهَا فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِيْ وَاَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ اِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ حَتّٰى اِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.(مسلم)925-3

اے ابی مجھے وحی کی گئی ہے کہ میں ایک طریقے پر قرآن کی تلاوت کروں۔ میں نے کہا میری امّت پر آسانی فرمائی جائے تو دوبارہ میری جانب وحی آئی ۔ آپ دو قرأ توں میں تلاوت کریں۔ پھر میں نے عرض کیا اے اللہ میری امّت پر مزید آسانی فرما۔ تو تیسری بار مجھے اجازت عنایت ہوئی کہ آپ سات طریقوں سے تلاوت کرسکتے ہیں۔ اور فرمایا گیا کہ آپ کے ہر جواب کے بدلے جو میں نے آپ کی جانب بھیجا اس پر آپ کی ایک ایک دعا قبول ہوگی۔ تو میں نے دعا کی اے اللہ میری امّت کو بخش دے۔ اے اللہ! میری امّت کو بخش دے اور تیسری دعا کو میں نے اس دن کے لئے رکھ لیا ہے جس دن تمام مخلوق میری طرف رجوع کرے گی یہاں تک حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی مجھ سے سفارش کروائیں گے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَقْرَاَنِيْ جِبْرَئِيْلُ عَلٰى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهُ فَلَمْ اَزَلْ اَسْتَزِيْدُهُ وَيَزِيْدُنِيْ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ بَلَغَنِيْ اَنَّ تِلْکَ السَّبْعَةَ الْاَحْرُفَ اِنَّمَا هِيَ فِي الْاَمْرِ تَكُوْنُ وَاحِدًا لَّا تَخْتَلِفُ فِيْ حَلَالٍ وَّلَا حَرَامٍ.(متفق عليه)926-4

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ایک قرأت میں تلاوت کرائی۔ میں ان سے اصرار کرتے ہوئے مزید قرأتوں کا مطالبہ کرتا رہا اور وہ مجھے مزید اجازت دیتے رہے۔ یہاں تک کہ سات قرأتوں کی اجازت مل گئی۔ ابن شہابؒ ذکر کرتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ ساتوں قرأتیں معنی کے لحاظ سے ایک ہیں قرأتوں کے اختلاف سے حلال اور حرام میں کچھ فرق نہیں۔ (بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَلْقَمَةَ ؓ قَالَ كُنَّا بِحِمْصَ فَقَرَاَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ ؓ سُوْرَةَ يُوْسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ مَّا هٰكَذَا اُنْزِلَتْ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ وَاللّٰهِ لَقَرَأْتُهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَحْسَنْتَ فَبَيْنَا هُوَ يُكَلِّمُهُ اِذْ وَجَدَ مِنْهُ رِيْحَ الْخَمْرِ فَقَالَ اَتَشْرَبُ الْخَمْرَ وَتُكَذِّبُ بِالْكِتَابِ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ.(متفق عليه)927-5

حضرت علقمہ ؓ بیان کرتے ہیں ہم حمص شہر میں تھے۔ عبداللہ بن مسعود ؓ نے سورت یوسف کی تلاوت کی ایک شخص نے کہا یہ سورت اس طرح نازل نہیں ہوئی۔ عبداللہ بن مسعود ؓ نے کہا اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کی تلاوت کی تھی اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ تو نے درست قرأت کی ہے۔ جب عبداللہ بن مسعود ؓ کے ساتھ وہ شخص گفتگو کر رہا تھا تو انہیں اس کے منہ سے شراب کی بو آئی۔ عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا تو شرابی ہو کر کتاب اللہ کی تکذیب کرتا ہے؟ اس پر شراب پینے کی حد نافذ کی گئی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ قَالَ اَرْسَلَ اِلَيَّ اَبُوْبَكْرٍ مَّقْتَلَ اَهْلِ الْيَمَامَةِ فَاِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ ﷺ اِنَّ عُمَرَ ﷺ اَتَانِيْ فَقَالَ اِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْ مَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّآءِ الْقُرْآنِ وَاِنِّيْ اَخْشٰى اِنِ اسْتَحَرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّآءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبُ كَثِيْرٌ مِّنَ الْقُرْآنِ وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَاْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عُمَرُ هٰذَا وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِيْ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِذَالِكَ وَرَاَيْتُ فِيْ ذَالِكَ الَّذِيْ رَاٰى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَّا نَتَّهِمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَتَبَّعِ الْقُرْآنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفُوْنِيْ نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ اَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا اَمَرَنِيْ بِهٖ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ اَبُوْبَكْرٍ يُّرَاجِعُنِيْ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ اَجْمَعُهٗ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ حَتّٰى وَجَدْتُّ اٰخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ مَعَ اَبِيْ خُزَيْمَةَ الْاَنْصَارِيِّ لَمْ اَجِدْهَا مَعَ اَحَدٍ غَيْرِهٖ لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ (پ ١١. ركوع ۵) حَتّٰى خَاتِمَةِ بَرَآءَ ةَ فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ اَبِيْ بَكْرٍ ﷺ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ ﷺ حَيٰوتَهٗ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ

حضرت زید بن ثابت ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر ﷺ نے میری طرف اہل یمامہ کے قتل ہونے کے موقع پر پیغام بھیجا۔ تو وہاں حضرت عمر بن خطاب ﷺ بھی موجود تھے۔ حضرت ابوبکر ﷺ نے فرمایا میرے ہاں جناب عمر ﷺ آئے انہوں نے کہا یمامہ کی جنگ میں کثرت کے ساتھ قرآن مجید کے حفاظ شہید ہوئے ہیں۔ اگر غزوات میں اسی طرح لوگ شہید ہوتے رہے تو مجھے ڈر ہے کہ قرآن پاک کا اکثر وبیشتر حصہ ناپید ہوجائے گا۔ میری رائے یہ ہے آپ کاتبین وحی کو قرآن حکیم کے جمع کرنے کا حکم دیں۔ میں نے عمر ﷺ سے کہا آپ وہ کام کیسے کر سکتے ہیں جسے رسول کریم ﷺ نے نہیں کیا؟ حضرت عمر ﷺ نے کہا، اللہ کی قسم! قرآن مجید کو جمع کرنا بہترین کام ہے۔ حضرت عمر ﷺ اس بات پر اصرار کرتے رہے۔ حتیٰ کہ اس کام کے لئے اللہ نے میرا سینہ کھول دیا۔ اور میری رائے حضرت عمر کے موافق ہوگئی۔ حضرت زید ﷺ فرماتے ہیں۔ حضرت ابوبکر ﷺ نے مجھ سے کہا تم جواں سال اور سمجھ دار ہو۔ تمہاری دیانت پر بھی ہمیں کوئی شک نہیں مزید برآں تمہیں وحی لکھنے کا شرف حاصل ہے اس لیے قرآن مجید کی آیات کو تلاش کرو اور انہیں ایک مصحف میں جمع کردو۔ حضرت زید ﷺ کہتے ہیں اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے کسی پہاڑ کو دوسرے پہاڑ کی جگہ اٹھا کر رکھ دینے کا حکم دیتے تو یہ کام اتنا دشوار نہ ہوتا جتنا مجھے قرآن مجید جمع کرنے کا کام مشکل معلوم ہوا۔ حضرت زید ﷺ کہتے ہیں میں نے ان سے عرض کیا۔ آپ وہ کام کیسے کر سکتے ہیں جس کام کو رسول مکرم ﷺ نے انجام نہیں دیا؟ حضرت ابوبکر ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! یہ کام نہایت ہی خیر کا ہے۔ زید بن ثابت ﷺ کہتے ہیں ابوبکر ﷺ مجھے یہ بات بار بار فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا بِنْتِ عُمَرَ. (بخاری) 6-928

نے مجھے انشراح صدر عطا فرمایا۔ جیسا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو انشراح صدر فرمایا تھا۔ میں نے قرآن مجید کھجور کی شاخوں، سفید پتھروں، اور حفاظ کے سینوں سے جمع کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ سورت توبہ کا آخری حصہ مجھے ابوخزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ سے دستیاب ہوا۔ ان کے علاوہ کسی کے ہاں میں نے ان آیات مبارکہ کو نہ پایا وہ آیات یہ تھیں۔ لقد جاء کم رسول من انفسکم (آخر سورت تک) تو یہ جمع شدہ مصحف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہوگئے۔ ان کے بعد زندگی بھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا ان کے بعد ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس رہا۔ (بخاری)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ حُذَیْفَةَ بْنَ الْیَمَانِ رضی اللہ عنہ قَدِمَ عَلٰی عُثْمَانَ وَکَانَ یُغَازِیْ اَھْلَ الشَّامِ وَفِیْ فَتْحِ اَرْمِیْنِیَّةَ وَاٰذَرْبِیْجَانَ مَعَ اَھْلِ الْعِرَاقِ فَاَفْزَعَ حُذَیْفَةَ رضی اللہ عنہ اخْتِلَافُھُمْ فِی الْقِرَآءَ ةِ فَقَالَ حُذَیْفَةُ رضی اللہ عنہ لِعُثْمَانَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَدْرِکْ ھٰذِہِ الْاُمَّةَ قَبْلَ اَنْ یَّخْتَلِفُوْا فِی الْکِتَابِ اخْتِلَافَ الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی فَاَرْسَلَ عُثْمَانُ اِلٰی حَفْصَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنْ اَرْسِلِیْ اِلَیْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُھَا فِی الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّھَا اِلَیْکِ فَاَرْسَلَتْ بِھَا حَفْصَةُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اِلٰی عُثْمَانَ فَاَمَرَ زَیْدَ ابْنَ ثَابِتٍ وَّعَبْدَاللّٰہِ بْنَ الزُّبَیْرِ وَسَعِیْدَ بْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَاللّٰہِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ ھِشَامٍ فَنَسَخُوْھَا فِی الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّھْطِ الْقُرَیْشِیِّیْنَ الثَّلٰثِ اِذَا اخْتَلَفْتُمْ اَنْتُمْ وَزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الْقُرْآنِ فَاکْتُبُوْہُ بِلِسَانِ قُرَیْشٍ فَاِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِھِمْ فَفَعَلُوْا حَتّٰی اِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِی الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمٰنُ رضی اللہ عنہ الصُّحُفَ اِلٰی حَفْصَةَ رَضِیَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ آئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آرمینیہ، آذر بائیجان کو فتح کرنے کے لئے شامیوں اور عراقیوں کے خلاف تیاریاں کررہے تھے۔ قرآن مجید کی قرأت میں عراقیوں اور شامیوں کے اختلاف نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو پریشان کر دیا۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اے امیر المؤمنین اس سے پہلے کہ امّت کتاب اللہ کی قرأت میں اختلاف کرے جس طرح یہودی اور عیسائی اختلاف کرتے ہیں، آپ امّت کی خبر لیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا۔ آپ ہمیں مصحف عطا فرمائیں تاکہ ہم اس کی نقلیں تیار کرسکیں ہم اسے آپ کو واپس کر دیں گے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف مصحف بھیجا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن عاص اور عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کو حکم دیا۔ انہوں نے نقلیں تیار کیں۔ حضرت عثمان نے تینوں قریشیوں سے فرمایا قرآن مجید کے کسی لفظ میں تمہارا اور زید بن ثابت کا اختلاف ہو تو اس لفظ کو قریش کی طرزِ تحریر پر لکھنا۔ اس لئے کہ قرآن مجید قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ انہوں نے

اللّٰهُ عَنهَا وَاَرْسَلَ اِلٰی کُلِّ اُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِّمَّا نَسَخُوْا وَاَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِيْ كُلِّ صَحِيْفَةٍ اَوْ مُصْحَفٍ اَنْ يُّحْرَقَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِيْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ ﷺ قَالَ فَقَدْتُ اٰيَةً مِّنَ الْاَحْزَابِ حِيْنَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ قَدْ كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَاُ بِهَا فَالْتَمَسْنَا هَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتِ نِ الْاَنْصَارِيِّ "مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ" (پ۱۲. رکوع ۱۹) فَاَلْحَقْنَا هَا فِيْ سُوْرَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ. (بخاری)929-7

حضرت عثمان ﷺ کے حکم کے مطابق تمام کام سرانجام دیا۔جب انہوں نے متعدد نسخے تیار کر لئے تو عثمان نے اصل مصحف حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھجوادیا اور ملک کے ہر کونے میں ایک ایک نقل شدہ مصحف بھی بھجوایا۔اس کے علاوہ دیگر مصاحف کے بارے میں حکم دیا کہ ان کو جلا دیا جائے۔ابنِ شہاب نے بیان کیا مجھے خارجہ بن زید بن ثابت نے خبر دی۔اس نے حضرت زید بن ثابت ﷺ سے سنا انہوں نے فرمایا جب ہم نے مصحف کو نقل کیا تو سورت احزاب کی ایک آیت ہمیں نہ مل سکی جبکہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے اسے سنا تھا۔آپ ﷺ اس کی تلاوت کیا کرتے تھے۔چنانچہ ہم نے اس کو تلاش کیا تو ہم نے اس آیت کو خزیمہ بن ثابت ﷺ انصاری کے پاس پایا۔(مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ)تو ہم نے اس آیت کو اس مصحف کی سورت میں شامل کر دیا۔(بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ قرآن مجید قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے

۲۔ قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق جلائے جاسکتے ہیں۔تاہم ان پڑھ عوام کے سامنے ایسا کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے

۳۔ قرآن مجید کی تدوین خلیفہء اوّل کے حکم پر حضرت زید بن ثابت ﷺ کا لازوال عظیم الشان کارنامہ ہے۔

۴۔ آپ ﷺ نے قرآن مجید کی موجودہ ترتیب وحی الٰہی کے مطابق فرمائی۔

۵۔ قرآن مجید کو مدنی، مکی اور یمنی لہجوں میں سے کسی لہجے میں تلاوت کرنا جائز ہے۔

كِتَابُ الدَّعَوَاتِ

دعاؤں کی اہمیّت وقبولیّت

دعا عبادات کا خلاصہ ☆ انسانی حاجات اور جذبات کا مرقع ☆ بندے اور اس کے رب کے درمیان لطیف مگر مضبوط واسطہ ہے ☆ اس سے ضمیر کا بوجھ ہلکا اور پریشانیوں اور پشیمانیوں کا مداوا ہوتا ہے۔ اس لیے دعا پورے انہماک' توجہ اور پرخلوص انداز سے اصرار و تکرار کے ساتھ کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشی اور حکم یہ ہے کہ اس سے بلا واسطہ اور براہِ راست مانگا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے نہ مانگنا بدترین تکبّر ہے۔ فوت شدگان کے واسطے، وسیلے' برکت اور حرمت کے ذریعے سے دعا کرنا شرک ہے۔

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ "دعا عبادت کا مغز ہے"

اَلدُّعَاءُ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ "دعا مومن کا اسلحہ ہے"

نبی اکرم ﷺ نے دعا کو عبادات کا اصل اور مغز قرار دیا ہے اور مومن کو اپنی حفاظت کے لیے دعا ڈھال کے طور پر استعمال کرنے کی ترغیب دی ہے۔ یہی عبادت کی غرض و غایت اور اس کا مقصود ہے۔ چونکہ عبادت میں عاجزی' گناہوں کا اعتراف، اللہ تعالیٰ سے حاجات کی طلبی، مشکلات اور پریشانیوں سے بچنے کی درخواست' ہر قسم کے نقصانات اور مخالف کے شر سے محفوظ رہنے کی استدعا پھر اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اعتراف اور نبیِ اکرم ﷺ پر درود شامل ہوتا ہے۔ اس لیے دعا سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے دعا سے بندے کی بندگی کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے گفتگو کا ایسا ملکہ عنایت فرمایا تھا کہ ہزاروں الفاظ پر مشتمل گفتگو کو آپ ایک ہی جملے میں بیان کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ اس لیے دو ہی جملوں میں عبادت و ریاضت کے تصور اور مقصد کو بیان فرمایا ہے، دعا عبادت کا اصل اور نقصانات سے بچنے کے لیے ڈھال ہے۔

دعا کی قبولیت کے انداز

۱۔ دعا کا اسی وقت قبول ہو جانا۔

۲۔ زندگی کے کسی حصے میں مستجاب ہونا۔

۳۔ مقصود حاصل نہ ہو سکے تو اس کے بدلے میں کسی ناگہانی مصیبت کا ٹل جانا۔

۴۔ دنیا میں قبول نہ ہو تو آخرت میں اس قدر عطا کیا جائے گا کہ بندہ پکار اٹھے گا کہ کاش میری کوئی دعا دنیا میں قبول نہ ہوئی ہوتی۔

تفصیل کے لیے میری کتاب انبیاء کا طریقہ دعا پڑھیں۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ؓ رسول اکرم ﷺ سے بیان فرماتے ہیں، ہر نبی کی ایک دعا مستجاب ہوتی ہے۔ ہر نبی نے اپنی قبول ہونے

دَعْوَتَهُ وَاِنِّی اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِیْ لِاُمَّتِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ فَھِیَ نَائِلَۃٌ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِیْ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْأً. (رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَلِلْبُخَارِیِّ اَقْصَرُ مِنْهُ) 1-930

والی دعا مانگنے میں پہل کی لیکن میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن کے لئے محفوظ رکھا ہوا ہے۔ چنانچہ میری شفاعت سے میری امت کا ہر وہ شخص مستفیض ہوگا جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ (مسلم) جبکہ مسلم کی نسبت بخاری میں الفاظ کم ہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اتَّخَذْتُ عِنْدَکَ عَھْدًا لَّنْ تُخْلِفَنِیْهِ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَاَیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ اٰذَیْتُهُ شَتَمْتُهُ لَعَنْتُهُ جَلَدْتُّهُ فَاجْعَلْھَا لَهُ صَلٰوۃً وَّزَکٰوۃً وَقُرْبَۃً تُقَرِّبُهُ بِھَا اِلَیْکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ. (متفق علیه) 2-931

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ دعا کرتے تھے۔ بارالہا! میرا تیرے ساتھ جو عہد ہے تجھ سے اس کی خلاف ورزی کی توقع نہیں ہوسکتی۔ جبکہ میں صرف انسان ہوں اگر کسی مومن کو تکلیف پہنچاؤں، برا بھلا کہوں، اس پر لعنت کروں یا ماروں تو اس تکلیف کو اس مومن کے لئے رحمت وتزکیہ اور قربت کا ذریعہ بنانا اور قیامت کے دن وہ تیرے قرب کا ذریعہ بن جائے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

اس عہد سے مراد وہ عہد ہے جو کلمہ طیبہ کی صورت میں ایک مسلمان اپنے رب سے کرتا ہے۔ نبی تو اس عہد کا زیادہ احترام کرنے والا ہوتا ہے۔ اس کے بدلے ربّ کریم کا وعدہ ہے کہ معاف کرتا رہوں گا۔ نبی کریم ﷺ دعا کیا کرتے تھے کہ میرے رب اگر میں کسی پر ناراض ہو کر اسے سخت سست کہوں یا سزا دوں تو آپ اسے مزید سزا دینے کی بجائے میری لعنت کو بھی اس کے حق میں رحمت فرما دے۔ یہ انفرادی اور عملی غلطی کے بارے دعا ہے۔ کہ میری لعنت بھی اس کے لیے رحمت ثابت ہو۔ اگر کوئی شخص لعنتیوں والے کام کرے تو اس پر اللہ کی لعنت ضرور ہوگی۔ اس سے حلالہ کرنے' کروانے پر آپ ﷺ کی گئی لعنت رحمت میں تبدیل نہیں ہوسکتی جیسا کہ علامہ عینی نے اس کو بدلنے کی کوشش کی ہے۔

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا دَعَا اَحَدُکُمْ فَلَا یَقُلِ اللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنْ شِئْتَ ارْحَمْنِیْ اِنْ شِئْتَ ارْزُقْنِیْ اِنْ شِئْتَ وَلْیَعْزِمْ مَّسْئَلَتَهُ اِنَّهُ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ وَلَا مُکْرِهَ لَهُ. (بخاری) 3-932

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا نہ مانگے کہ اگر تو چاہے تو میری مغفرت فرما' تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما، تو چاہے تو مجھے رزق عطا فرما دے۔ بلکہ پورے وثوق سے اللہ تعالیٰ سے طلب کرے کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اللہ تعالیٰ کو کوئی بھی مجبور نہیں کرسکتا۔ (بخاری)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا دَعَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی دعا مانگے اس طرح دعا نہ مانگے

اَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ اِنْ شِئْتَ وَلٰكِنْ لِيَعْزِمْ وَلْيُعَظِّمِ الرَّغْبَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَتَعَاظَمُهُ شَيْءٌ اَعْطَاهُ.(مسلم)933-4

کہ اگر تو چاہے تو مجھے معاف فرمادے بلکہ عزم بالجزم سے دعا مانگے اور عظیم ترین چیز مانگے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے کسی بڑی سے بڑی چیز کا عطا کرنا مشکل نہیں ہے۔ (مسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ مَّالَمْ يَسْتَعْجِلْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَاالْاِسْتِعْجَالُ قَالَ يَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ اَرَيُسْتَجَابُ لِيْ فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذَالِكَ وَيَدَعُ الدُّعَآءَ.(مسلم)934-5

حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے بیان فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ بندہ کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی ہے جب تک وہ کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہیں مانگتا یا جلد بازی نہیں کرتا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا جلد بازی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا دعا کرنیوالا اس طرح کہے کہ میں نے بار بار دعا کی لیکن اس کی قبولیت نہیں ہوئی۔ اس وجہ سے اکتا کر دعا کرنا چھوڑ دے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِى الدَّرْدَآءِ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ عِنْدَ رَاْسِهٖ مَلَكٌ مُّوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِاَخِيْهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهٖ اٰمِيْنَ وَلَكَ بِمِثْلٍ .(مسلم)935-6

ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا ،ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کے حق میں دعا اس کی غیر موجودگی میں مقبول ہوتی ہے۔ دعا مانگنے والے کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے۔ جب بھی کوئی مسلمان اپنے بھائی کے لئے بھلائی کی دعا کرتا ہے تو وہ فرشتہ اس پر آمین کہتا ہے۔ ساتھ ہی یہ دعا کرتا ہے کہ تجھے بھی اس جیسا عطا ہو۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَاتَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَوْلَادِكُمْ،وَلَا تَدْعُوْاعَلٰى اَمْوَالِكُمْ لَا تَوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُّسْاَلُ فِيْهَا عَطَاءً فَيَسْتَجِيْبَ لَكُمْ(رواه مسلم)936-7

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،تم اپنے لیئے اپنی اولاد اور اپنے مال کے بارے میں بد دعا نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ گھڑی ایسی ہو جس میں مانگی گئی چیز عطا دی جائے اور وہ بد دعا تمہارے حق میں قبول ہو جائے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

ا۔ آپ نے اپنی مخصوص دعا کو امت کے لیے آخرت میں بخشش کی خاطر محفوظ رکھا ہے۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ سے دعا اعتماد اور یقینِ محکم سے مانگنی چاہیے۔ ۳۔ عدم قبولیت کی صورت میں دعا کا چھوڑنا کسی صورت بہتر نہیں۔ ۴۔ دوسرے مسلمان کی غیر حاضری میں دعا کرنا دونوں کے حق میں قبولیت یقینی ہے۔ ۵۔ دعا اللہ کی توحید کی ترجمان اور عبادات کا خلاصہ ہے۔ ۶۔ اللہ کے اسمائے گرامی اور اس کے فضل وکرم کو وسیلہ بنانا سنت ہے۔ ۷۔ مدفون بزرگوں کو وسیلہ بنانا شرک ہے۔ ۸۔ انبیائے کرام علیہم السلام بلاتوسل ہی دعا کیا کرتے تھے۔ ۹۔ وسیلے کے ذریعے خالق ومخلوق کے درمیان رکاوٹیں پیدا نہ کیجئے۔

بَابُ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالتَّقَرُّبِ اِلَيْهِ

اللہ کا ذکر اور اس کے حضور قرب چاہنا

مشکلات اور پریشانیوں سے نجات کے لیے دعا اور ذکر کے دوران اس نیت کا ہونا نہایت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ مشکلات سے نجات کے ساتھ آخرت میں بھی اس کا بدلہ عطا فرمائے۔ انسان اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کا اعتراف، اللہ تعالیٰ کے تقدس کا اقرار، اپنی بے بسی اور عجز وانکساری کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور تمام اسباب کو اس کے اختیار میں سمجھتے ہوئے ایک فقیر کی طرح اس کے حضور التجا اور ذکر وفکر میں محو ہو جائے۔ ذکر کے دوران جس قدر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ہوگی اسی قدر ہی پریشانیوں اور فکر مندیوں سے نجات حاصل ہوگی۔ اکثر لوگ ذکر کے دوران بھی اپنی توجہ پریشانی اور مشکلات کی طرف رکھتے ہیں جس کی وجہ سے یادِ الٰہی کے باوجود ان کی طبیعت کو سکون اور وہ لذّت حاصل نہیں ہوتی جو فکر کے بدلے سکون ہونا چاہیے اس لئے ذکر کامل توجہ اور کثرت کے ساتھ کرنے کا حکم ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اذْكُرُو اللّٰهِ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (پ:۲۲احزاب: ۴۱تا۴۲)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کیا کرو اور صبح شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔''

ذکر کی فضیلت وحیثیت سمجھنے کے لئے ایک واقعہ ہی ذہین اور سمجھدار آدمی کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام قوم کو عرصہ دراز تک نصیحتیں فرماتے رہے۔ قوم سمجھنے کے بجائے گناہ اور جرائم میں آگے ہی بڑھتی چلی گئی تو حضرت یونس علیہ السلام نے بددعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اللہ تعالیٰ نے قوم کو تباہ و برباد کرنے کے لئے حضرت یونس علیہ السلام سے وعدہ فرمایا۔ لیکن ابھی تباہی کے وقت میں کچھ مدت باقی تھی کہ حضرت یونس علیہ السلام قوم کے طعنوں اور عذاب الٰہی کے بار بار مطالبے پر پریشان ہو کر اللہ تعالیٰ کی اجازت آنے سے پہلے ہجرت کر جاتے ہیں بحری سفر کے دوران ایک مچھلی کا لقمہ بنے مچھلی انہیں اپنے پیٹ میں لئے ہوئے پانی کی تہوں کے نیچے چلی گئی۔ جب حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے سے سرزد ہونے والی غلطی کا احساس ہوا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کو نہایت آہ وزاری کے ساتھ یاد کیا۔

اس واقعے کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے قرآن مجید نے ذکر کی اہمیت وحیثیت کو یوں بیان کیا ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ (پ:۲۳-الصافات ۱۴۳-۱۴۴)

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷜ وَاَبِیْ سَعِيْدٍ ﷜قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ

حضرت ابوہریرہ ﷜ اور حضرت ابوسعید خدری ﷜ دونوں رسولِ معظم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، جب تک لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں فرشتے ان کو گھیرے رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پر چھائی رہتی

عِنْدَهُ.(مسلم)937-1

ہے اور سکون واطمینان کا نزول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اپنے مقرب فرشتوں میں کرتا ہے۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيْرُ فِیْ طَرِيْقِ مَكَّةَ فَمَرَّ عَلٰى جَبَلٍ يُّقَالُ لَهٗ جُمْدَانُ فَقَالَ سِيْرُوْا هٰذَا جُمْدَانُ سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتُ.(مسلم)938-2

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا مکہ کی طرف سفر کرتے ہوئے جب جمدان نامی پہاڑ سے گزر ہوا تو آپؐ نے فرمایا، چلتے رہیے یہ جمدان ہے۔ کنارہ کش رہنے والے سبقت لے گئے۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! کنارہ کش رہنے والوں سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا، کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے مرد اور خواتین۔(مسلم)

فہم الحدیث

کنارہ کش رہنے والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو لوگوں میں بیٹھ کر بے مقصد باتیں کرنے کے بجائے تنہا بیٹھ کر یا سفر کے دوران ذکر وفکر کرتے ہیں لہذا وہ باتیں کرنے والوں سے نیکوں میں سبقت لے جائیں گے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰى ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الَّذِیْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ.(متفق عليه)939-3

حضرت ابو موسیٰ اشعری ﷺ رسول اللہ ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ اپنے پروردگار کا ذکر کرنے والے کی مثال زندہ اور نہ کرنے والے کی مثال مردہ شخص کی سی ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِیْ فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِیْ مَلَاٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ.(متفق عليه)940-4

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ میں اپنے بندے کے ساتھ اپنے بارے میں اس کے ظن کے مطابق معاملہ کرتا ہوں۔ وہ جب میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ میرا ذکر اپنے دل میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر خفیہ کرتا ہوں اور اگر وہ میرا ذکر کسی گروہ میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر گروہ میں کرتا ہوں۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَاَزِيْدُ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَآءُ سَيِّئَةٍ مِّثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَّمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ ذِرَاعًا

ابوذر ﷺ سے روایت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو ایک نیکی کرے گا اس کے لئے اس کا دس گنا ثواب ہے۔ جب کہ ایک برائی کا بدلہ اس برائی کے برابر ہوگا یا میں اسے معاف کردوں گا۔ جو ایک بالشت میرے قریب آئے گا میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوں گا، جو ایک ہاتھ

تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَّمَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهُ هَرْوَلَةً وَّمَنْ لَقِیَنِیْ بِقِرَابِ الْاَرْضِ خَطِیْئَةً لَّا یُشْرِکُ بِیْ شَیْئًا لَّقِیْتُهُ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً (رواه مسلم) 941-5

میرے قریب آئے گا میں اس کے دو ہاتھ قریب ہو جاؤں گا، جو میری طرف چل کر آئے گا میں اس کی طرف دوڑ کر آؤں گا اور جو بھری ہوئی زمین کے برابر گناہوں کے ساتھ (بخشش کے ساتھ) میری ملاقات کرے گا۔ لیکن اس میں شرک نہ ہو تو میں اتنی ہی بخشش کے ساتھ اس سے ملاقات کرونگا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِاالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ فَکُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَاوَ رِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَّفْسِ الْمُؤْمِنِ یَکْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَکْرَهُ مَسَاءَ تَهٗ وَلَابُدَّلَهٗ مِنْهُ (رواہ البخاری) 942-6

حضرت ابو ہریرہ ﷺ رسول اکرم ﷺ سے حدیث قدسی بیان کرتے ہیں کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے، جس شخص نے میرے دوست کے ساتھ عداوت رکھی اس کے خلاف میرا علانِ جنگ ہے اور میرے کسی بندے کو میرا قرب حاصل نہیں ہوتا جو قرب فرائض کی ادائیگی سے حاصل ہوتا ہے۔ بندہ جوں جوں نفل پڑھتا ہے توں توں اسے میری صحبت اور قرب حاصل ہوتا ہے۔ فرائض سے میرا التقرب حاصل نہیں ہوتا ہمیشہ اس کو میرا التقرب نوافل سے حاصل ہوتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب وہ میرا المحبوب بن جاتا ہے تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتے ہے' اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے کسی چیز کا طالب ہوتا ہے تو اس کو عطا کرتا ہوں۔ پناہ طلب کرتا ہے تو اس کو میں پناہ دیتا ہوں اور مجھے کسی کام کے کرنے میں اتنا تامل نہیں ہوتا جتنا ایک مومن کی جان قبض کرنے میں ہوتا ہے کیونکہ وہ موت سے کراہت کرتا ہے اور میں اس کو پہنچنے والی تکلیف کو برا سمجھتا ہوں۔ لیکن موت سے ہرگز چھٹکارا نہیں ہے۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِکَةً یَّطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّکْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا یَّذْکُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰی حَاجَتِکُمْ قَالَ فَیَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا قَالَ فَیَسْئَلُهُمْ

جناب ابو ہریرہ ﷺ روایت کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ کچھ فرشتے ہیں جو راستوں میں اللہ کے ذاکرین کی تلاش میں پھرتے رہتے ہیں۔ جب وہ کچھ لوگوں کو اللہ عزوجل کے ذکر میں مشغول پاتے ہیں تو دوسرے فرشتوں کو اپنے مطلوب کی طرف بلاتے ہیں اور ان

رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ مَّا يَقُوْلُ عِبَادِىْ قَالَ يَقُوْلُوْ نَ يُسَبِّحُوْنَکَ وَيُكَبِّرُوْنَکَ وَيَحْمَدُوْنَکَ وَيُمَجِّدُوْنَکَ قَالَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِىْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْکَ قَا لَ فَيَقُوْلُ كَيْفَ لَوْ رَاَوْنِىْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْکَ كَانُوْ اَشَدَّ لَکَ عِبَادَةًوَاَشَدَّ لَکَ تَمْجِيْدًا وَّاَكْثَرَ لَکَ تَسْبِيْحًا قَالَ فَيَقُوْلُ فَمَا يَسْئَلُوْنَ قَالُوْ يَسْئَلُوْنَکَ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لاَ وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوْ اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَّاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَّاَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّ ذُوْنَ قَالَ يَقُوْلُوْ نَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ فَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لاَ وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَّاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُوْلُ فَاُشْهِدُكُمْ اَنِّىْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُوْلُ مَلَکٌ مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ لَّيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَآءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَآءُ لاَ يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ (رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ وَفِىْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰئِكَةً سَيَّارَةً فَضْلًا يَّتَتَبَّعُوْنَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا فِيْهِ ذِكْرٌ قَعَدُوْا مَعَهُمْ وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِاَجْنِحَتِهِمْ حَتّٰى يَمْلَؤُوْا مَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَاِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْاوَصَعِدُوْا اِلَى السَّمَآءِ قَالَ فَيَسْاَلُهُمْ

کو اپنے پروں سے آسمان دنیا تک ڈھانپ لیتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا، ان کا رب ان سے دریافت فرماتا ہے حالانکہ اس کو اچھی طرح علم ہے کہ میرے بندے کیا مانگ رہے تھے؟ آپ نے فرمایا۔کہ وہ جواباً کہتے ہیں وہ تیری تسبیح وتکبیر، حمد خوانی اور عظمت کا اعتراف کرنے میں مشغول ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے، کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، وہ جواب دیتے ہیں۔اللہ کی قسم! انہیں انہوں نے نہیں دیکھا۔اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے اگر مجھے دیکھ لیتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ آپ نے فرمایا فرشتے عرض کرتے ہیں اگر انہوں نے تجھے دیکھا ہوتا تو وہ عبادت وتسبیح میں زیادہ شدّت اختیار کرتے۔آپ ﷺ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے وہ کس چیز کا سوال کر رہے تھے؟ ملائکہ عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے جنت مانگ رہے تھے۔پھر اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے انہوں نے اس کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا فرشتے جواب دیتے ہیں اے ہمارے پروردگار! انہوں نے اس کو نہیں دیکھا۔اللہ عزوجل پوچھتے ہیں اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟ وہ جواباً عرض کرتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو اس کی بہت زیادہ حرص کرتے۔اور انہیں شدید طلب اور مزید رغبت بڑھ جاتی۔اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا فرشتے عرض کرتے ہیں کہ دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے اس کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں یا رب! نہیں اللہ کی قسم انہوں نے اس کو نہیں دیکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا، پھر اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے کہ ان کی کیفیت کیا ہوتی اگر دوزخ کو دیکھا ہوتا؟ وہ جواب دیتے ہیں

اللّٰهُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِحَالِهِمْ مِّنْ اَيْنَ جِئْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادِكَ فِي الْاَرْضِ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيُهَلِّلُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيَسْئَلُوْنَكَ قَالَ وَمَاذَا يَسْئَلُوْنِّيْ قَالُوْا يَسْئَلُوْنَكَ جَنَّتَكَ قَالَ وَهَلْ رَاَوْ جَنَّتِيْ قَالُوْا لَا اَيْ رَبِّ قَالَ وَكَيْفَ لَوْ رَاَوْ جَنَّتِيْ قَالُوْا وَيَسْتَجِيْرُوْنَكَ قَالَ وَمِمَّا يَسْتَجِيْرُوْنِّيْ قَالُوْا مِنْ نَّارِكَ قَالَ وَهَلْ رَاَوْا نَارِيْ قَالُوْا لَا قَالَ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْ نَارِيْ قَالُوْا يَسْتَغْفِرُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ فَاَعْطَيْتُهُمْ مَّا سَاَلُوْا وَاَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا قَالَ يَقُوْلُوْنَ رَبِّ فِيْهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّآءٌ اِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ قَالَ فَيَقُوْلُ وَلَهٗ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ. 943-7

اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیتے تو پوری قوت کے ساتھ دور بھاگتے اور بہت زیادہ ڈرتے۔اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے گواہ رہو کہ میں نے انہیں بخش دیا۔آپ ﷺ نے فرمایا، ایک فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں آدمی ذکر کرنے والوں میں شامل نہیں، وہ تو اپنے کسی کام کی غرض سے آیا تھا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ہم مجلس بھی محروم سعادت نہیں رہتے۔ (بخاری) مسلم کی روایت میں ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں پھرنے والے کچھ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو مجالس ذکر کے متلاشی رہتے ہیں۔جب کسی مجلس میں ذکر کو پالیتے ہیں تو وہ ان کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور ان پر اپنے پروں سے سایہ فگن ہوتے ہیں حتیٰ کہ ان کے سروں سے لے کر آسمانِ دنیا تک ساری فضا ان سے معمور ہو جاتی ہے۔جب ذکر کرنے والے اٹھ جاتے ہیں تو ملائکہ آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ ان سے دریافت کرتا ہے، حالانکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے، تم کہاں سے آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم زمین سے تیرے بندوں کے ہاں سے آئے ہیں۔وہ تیری تسبیح وتکبیر، توحید، شان اور تعریف وتوصیف بیان کرنے میں مصروف تھے۔اور آپ سے سوال کر رہے تھے۔اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کر رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔آپ سے جنت مانگتے ہیں۔اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں ہمارے پروردگار نہیں۔اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے اگر وہ میری جنت دیکھ لیتے تو ان کا کیا حال ہوتا! پھر ملائکہ کہتے ہیں وہ تجھ سے پناہ مانگتے ہیں۔اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے وہ مجھ سے کس چیز سے پناہ کے طالب ہیں۔وہ عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے تیری دوزخ کی آگ سے پناہ چاہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے دوزخ دیکھی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں، نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر انہوں نے میری آگ دیکھی ہوتی تو ان کا کیا حال ہوتا! وہ کہتے ہیں وہ آپ سے بخشش چاہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔بے شک میں نے ان کی مغفرت فرمادی، ان کا سوال پورا کر دیا، اور جس چیز سے انہوں نے پناہ مانگی اس چیز سے پناہ عطا کر دی۔فرشتے کہتے ہیں ان میں فلاں شخص خطا کار ہے۔وہ گزرتے ہوئے ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔رسول کریم ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کی بھی مغفرت کر دی۔کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ہم مجلس بھی محروم سعادت نہیں رہتے۔ (مسلم)

عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ الرُّبَيِّعِ الْاُسَيْدِیِّ قَالَ لَقِيَنِیْ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ كَيْفَ اَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ قُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ قُلْتُ نَكُوْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَاَنَّا رَاْیُ عَيْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَوَاللّٰهِ اِنَّا لَنَلْقٰى مِثْلَ هٰذَا فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا ذَاکَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَكُوْنُ عِنْدَکَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَاَنَّا رَاْیُ عَيْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِکَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰى مَا تَكُوْنُوْنَ عِنْدِیْ وَفِی الذِّكْرِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ عَلٰى فُرُشِكُمْ وَفِیْ طُرُقِكُمْ وَلٰكِنْ يَّا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَّسَاعَةً ثَلٰثَ مَرَّاتٍ.(مسلم)944-8

حضرت حنظلہ بن ربیع اسیدی ؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوبکر ؓ ملے۔ انہوں نے میرا حال پوچھا۔ میں نے بتایا کہ حنظلہ تو منافق ہوگیا ہے۔ انہوں نے تعجب سے کہا سبحان اللہ! کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور ہمیں جنت اور دوزخ کے بارے میں بتایا جاتا ہے تو ہماری کیفیت ایسی ہوتی گویا کہ ہم کھلی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ لیکن جب آپ ﷺ کی مجلس سے نکل کر بیوی بچوں اور کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں تو بہت سی باتیں بھول جاتے ہیں۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! ہماری بھی یہی حالت ہے چنانچہ ہم روانہ ہوئے اور رسول کریم کی خدمت میں پہنچے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حنظلہ منافق ہوگیا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ! جب ہم آپؐ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ہمیں جنت اور دوزخ کے متعلق بتاتے ہیں تو ہمارا حال یہ ہوتا ہے گویا کہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ لیکن جب آپ سے علیحدہ ہوکر بیوی بچوں اور کاروبار میں مصروف ہو جاتے ہیں تو اکثر باتیں بھول جاتے ہیں۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اگر تمہاری کیفیت ہمیشہ ایسی رہے جو وعظ و نصیحت کے وقت میرے پاس ہوتی ہے تو فرشتے تمہارے بستروں اور راستوں میں تم سے مصافحہ کریں۔ لیکن حنظلہ! ہر گھڑی مختلف ہوتی ہے یہ بات آپؐ نے تین مرتبہ دہرائی۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ ؓ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ ؓ عَلٰى حَلْقَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا اَجْلَسَكُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ قَالَ آللّٰهِ مَآ اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذَالِکَ قَالُوْا آللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا غَيْرُهٗ قَالَ اَمَا

حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت معاویہ ؓ مسجد میں لوگوں کے ایک حلقہ میں آئے اور دریافت کیا تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم یہاں اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ حضرت معاویہ

اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفُکُمْ تُھْمَۃً لَّکُمْ وَمَا کَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِیْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَقَلَّ عَنْہُ حَدِیْثًا مِّنِّیْ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ خَرَجَ عَلٰی حَلْقَۃٍ مِّنْ اَصْحَابِہٖ فَقَالَ مَا اَجْلَسَکُمْ ھٰھُنَا قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْکُرُ اللّٰہَ وَنَحْمَدُہٗ عَلٰی مَا ھَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ بِہٖ عَلَیْنَا قَالَ اَللّٰہِ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذَالِکَ قَالُوْا اَللّٰہِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَالِکَ قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفُکُمْ تُھْمَۃً لَّکُمْ وَلٰکِنَّہٗ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُبَاھِیْ بِکُمُ الْمَلٰئِکَۃَ.(مسلم)945-9

ﷺ نے اللہ کی قسم دے کر پوچھا کیا تم صرف اسی لئے یہاں بیٹھے ہو؟انہوں نے قسم کھا کر بتایا اس کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں۔اس پر حضرت معاویہ ﷺ نے بتایا کہ میں نے غلط سمجھ کر تم سے قسم نہیں اٹھوائی۔تم سب سے زیادہ رسول اکرم ﷺ کے قریب ہونے کے باوجود میں نے بہت کم حدیثیں بیان کی ہیں۔توجہ فرماؤ کہ ایک دفعہ رسولِ اکرم ﷺ اپنے اصحاب کی مجلس میں تشریف لائے آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا تمہارے یہاں بیٹھنے کی کیا غرض ہے؟انہوں نے جواب دیا ہم یہاں اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھے ہیں اور اسلام کی طرف راہنمائی اور احسان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے ہیں۔آپ ﷺ نے دریافت فرمایا واللہ! کیا تمہاری مجلس کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔صحابہ نے قسماً عرض کیا ہمارے بیٹھنے کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں غلط سمجھتے ہوئے قسم نہیں اٹھوائی بلکہ میرے پاس حضرت جبرائیل آئے اور خبر دی کہ اللہ عزوجل تمہارے ساتھ فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلشَّیْطٰنُ جَاثِمٌ عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِذَا ذَکَرَ اللّٰہَ خَنَسَ وَاِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ.(بخاری)946-10

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں۔رسول کا ارشاد ہے،شیطان آدم کے بیٹے کے دل سے چمٹا رہتا ہے۔جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو دور ہٹ جاتا جب وہ ذکر سے غافل ہو جاتا ہے تو شیطان واپس آ کر وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے۔(بخاری)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ وَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ.(بخاری)947-11

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول محترم ﷺ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب بندہ ذکر کرتا اور زبان کو میرے نام کے ساتھ حرکت دیتا ہے۔(بخاری)

خلاصۂ باب

اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والے کے ساتھ ہوتا ہے۔ذکر سے غافل شخص مردہ کے برابر ہے۔اللہ تعالیٰ ذکر کرنے والے کا تذکرہ ملائکہ میں کرتے ہیں۔ذکر کی مجالس کو ملائکہ اپنے پیروں میں ڈھانپ لیتے ہیں۔ذاکرین پر اللہ تعالیٰ رحمت سایہ فگن ہوتی ہے۔ذکر کرنے والوں کے گناہ معاف مشکلات سے نجات اور جہنم سے چھٹکارا ملتا ہے۔

كِتَابُ اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى

اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ اور بابرکت اسمائے گرامی

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور اس کے اسمائے گرامی ہر لحاظ سے ہمہ جہت اور ہمہ گیر فضیلت و برکت کے منبع وسرچشمہ ہیں۔اس کی ذات ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔اسی طرح اس کا فضل وکرم، برکت ورحمت اس کی صفات ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔اللہ تعالیٰ کے جس بھی اسمِ مبارک کا وظیفہ کیا جائے وہی اس کی رحمت وفضل کے نزول کا باعث ہوتا ہے۔نماز کی ابتدا میں نمازی اسی بات کا اقرار کرتا ہے۔

وَ تَبَارَکَ اسْمُکَ

''اللہ تیرا نام ہر اعتبار سے بابرکت ہے۔''

اسمائے گرامی کے ورد کا دنیا وآخرت میں جامع اور دائمی فائدہ تو اس وقت ہوگا جب ذکر کرنے والا اس کی ذاتِ پاک اور اسکے اسم گرامی سے محبت اور اس کا شعور اور اس اسم مبارک کے مطابق عقیدہ رکھتا ہو۔جو شخص صحیح عقیدے کے بغیر اللہ تعالیٰ کے ۹۹ ناموں میں سے کسی ایک کا وظیفہ کرتا ہے تو اس کی روح کو سکون اور دنیا میں فائدہ تو ضرور پہنچے گا لیکن اس کی زندگی میں نکھار اور آخرت میں سرفرازی حاصل نہیں ہوسکتی جب تک اللہ تعالیٰ کی ذات' صفات اور اسمائے پاک کے مطابق عقیدہ نہ بنا لے لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے بتلائے ہوے اسماء کے ساتھ پکارنا چاہیے۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوالَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِىْ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَo(۹پ الاعراف۱۸۰)

''اللہ کے بہترین نام ہیں اس کو اچھے ہی ناموں سے پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے نام رکھنے میں راستی سے منحرف ہو جاتے ہیں۔جو کچھ وہ کرتے ہیں اس کا بدلہ وہ پا کر رہیں گے۔''

الفصل الاول

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا مِائَةً اِلَّا وَاحِدَةً مَّنْ اَحْصَا هَا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَفِىْ رَوَايَةٍ وَّهُوَوِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ .(متفق عليه)948-1

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ایک کم سو یعنی ننانوے نام ہیں۔جس نے ان کو شمار کیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ایک روایت میں ہے اللہ کی ذات ایک ہے۔وہ ایک عدد کو پسند کرتا ہے۔(بخاری ومسلم)

❁❁❁

بَابُ ثَوَابِ التَّسْبِيحِ وَالتَّحْمِيدِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّكْبِيْرِ

اللہ تعالیٰ کی تسبیح وحمد وکبریائی اور الوہیّت کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو روح اور جسم کے ساتھ تخلیق فرمایا ہے۔ جسم کے آرام وقیام کا تعلق زمین اور اس کی پیداوار کے ساتھ ہے اور روح کا رشتہ ملکوتی دنیا سے قائم کیا گیا ہے۔ جس طرح انسانی جسم کو طعام وقیام اور سکون وآرام کی ضرورت ہے اسی طرح روح کی خوراک اور اس کا آرام وسکون اس میں ہے کہ آدمی کا عقیدہ توحید پر ہو' کردار شریعت کے مطابق اور اس کے خیالات پاکیزہ ہوں۔ اس اہتمام وانتظام کے باوجود بھی روح اپنے آپ میں اضطراب' بے سکونی اور ایک طرح کی بھوک محسوس کرتی ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے، اس کو توانا اور ہشاش بشاش رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ذکر جیسی نعمت سے سرفراز فرمایا اور اس کے لیے مختلف ذکر نازل فرمائے اور حکم دیا کہ اپنے رب کو کثرت کے ساتھ یاد کرو تاکہ تم دنیا وآخرت میں کامیاب رہو اور اپنے ذکر کو دلوں کا اطمینان قرار دیا۔ صرف ذکر ایسی عبادت ہے جس کے کرنے کے لئے بار بار کثرت کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَفْضَلُ الْكَلَامِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَفِیْ رِوَايَةٍ اَحَبُّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَا يَضُرُّكَ بِاَيِّهِنَّ بَدَاْتَ. (مسلم)949-1

حضرت سمرہ بن جندبؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا بہترین کلمات چار ہیں۔ (۱) سبحان اللہ، (۲) الحمد للہ' (۳) لا الہ الا اللہ (۴) واللہ اکبر۔ ایک اور روایت میں ہے اللہ کے ہاں محبوب ترین کلام چار قسم کا ہے۔ (۱) سبحان اللہ، (۲) الحمد للہ، (۳) لا الہ الا اللہ (۴) واللہ اکبر ان میں سے جسے چاہے پہلے پڑھ تجھے کسی قسم کا نقصان نہیں ہوگا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَنْ اَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ. (مسلم)950-2

حضرت ابو ہریرہؓ ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ سبحان اللہ' الحمد للہ' لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہنا میرے لیے ہر اس چیز سے محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِیْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. (متفق عليه)951-3

حضرت ابو ہریرہؓ ہی بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا جو صبح وشام سبحان اللہ وبحمدہٖ سو بار پڑھتا ہے اس کے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِيْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ لَّمْ يَاْتِ اَحَدٌ يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ اَوْ زَادَ عَلَيْهِ.(متفق علیه)952-4

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح اور شام سو بار سبحان اللہ وبحمدہ کہتا ہے تو قیامت کے دن کوئی شخص اس سے افضل کلمات لے کر نہیں آئے گا۔ البتہ وہ شخص جس نے اس طرح کے کلمات یا اس سے زائد کلمات کہے ہوں۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ.(متفق علیه)953-5

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو کلمات ایسے ہیں جو زبان پر بہت ہی ہلکے ترازو میں بہت بھاری اور رحمان کو بہت ہی محبوب ہیں وہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ." ہیں(بخاری و مسلم)

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّكْسِبَ كُلَّ يَوْمٍ اَلْفَ حَسَنَةٍ فَسَاَلَهُ سَآئِلٌ مِّنْ جُلَسَآئِهٖ كَيْفَ يَكْسِبُ اَحَدُنَا اَلْفَ حَسَنَةٍ قَالَ يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيْحَةٍ فَيُكْتَبُ لَهٗ اَلْفُ حَسَنَةٍ اَوْ يُحَطُّ عَنْهُ اَلْفُ خَطِيْئَةٍ .(رواہ مسلم)954-6

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس سے عاجز ہو کہ روزانہ ایک ہزار نیکی کرو۔ آپ کی مجلس میں بیٹھنے والوں میں سے ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ ہم ایک ہزار نیکیاں کیسے کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا سو بار سبحان اللہ کہنے سے ہزار نیکیاں حاصل ہوتی ہیں یا ہزار گناہ معاف ہوتے ہیں۔(مسلم)

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ الْكَلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَا اصْطَفَى اللّٰهُ لِمَلٰٓئِكَتِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ.(مسلم)955-7

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا کلام افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس کو اللہ نے اپنے فرشتوں کیلئے منتخب کیا ہے اور وہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ہے۔(مسلم)

عَنْ جُوَيْرِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِيْ مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ اَنْ اَضْحٰى وَهِيَ جَالِسَةٌ قَالَ مَازِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ اَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی مکرم ﷺ صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد ان کے ہاں سے نکلے جب کہ میں اپنی جائے نماز پر تھی۔ پھر آپ چاشت کی نماز کے بعد واپس آئے اور میں اپنی جائے نماز پر بیٹھی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا جس حالت پر میں تجھ سے جدا ہوا تھا ابھی تک اسی حالت میں ہو؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ آپ

لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمِ لَوَزَنَتْهُنَّ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضٰی نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ". (مسلم) 8-956

ﷺ نے فرمایا میں نے یہاں سے جانے کے بعد چار کلمات تین بار کہے ہیں ان کا موازنہ تمہارے ان کلمات سے کیا جائے جن کو تو صبح سے پڑھ رہی ہے تو وہ ان پر غالب آ جائیں۔ وہ کلمات یہ ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضٰی نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ. (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ فِیْ يَوْمٍ مِّائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهٗ عِدْلُ عَشْرِ رِقَابٍ وَّكُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَّمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَّكَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِّنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهٗ ذٰلِكَ حَتّٰی يُمْسِیَ وَلَمْ يَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْهُ. (متفق علیه) 9-957

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ" "نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں سب تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"۔ جو ایک دن میں سو مرتبہ ورد کرے گا اس کو دس غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا، اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور سو برائیاں مٹادی جاتی ہیں۔ اس دن شام تک شیطان سے محفوظ رہتا ہے اور کسی شخص کا عمل اس کے عمل سے بہتر نہیں ہوگا ماسوائے اس شخص کے جس نے اس کے عمل سے زیادہ کیا ہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ سَفَرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَجْهَرُوْنَ بِالتَّكْبِيْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ اِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَآئِبًا اِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا وَّهُوَ مَعَكُمْ وَالَّذِیْ تَدْعُوْنَهٗ اَقْرَبُ اِلٰی اَحَدِكُمْ مِّنْ عُنُقِ رَاحِلَتِهٖ قَالَ اَبُوْ مُوْسٰی وَاَنَا خَلْفَهٗ اَقُوْلُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فِیْ نَفْسِیْ فَقَالَ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ اَ لَا اَدُلُّكَ عَلٰی كَنْزٍ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ فَقُلْتُ بَلٰی يَا

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسولِ کریم ﷺ کے ہمراہ سفر میں تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے لگے۔ آپؐ نے فرمایا، لوگو اپنی جانوں پر نرمی کرو۔ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے ہو بلکہ اس ذات کو پکار رہے ہو جو سننے اور دیکھنے والا ہے۔ وہ ہر وقت تمہارے ساتھ ہے جس ذات کو تم پکار رہے ہو وہ تمہاری سواری کی گردن سے بھی زیادہ تم سے قریب ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کے پیچھے تھا اور نہایت آہستہ سے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہہ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا عبداللہ بن قیس! میں تجھے جنت

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ (لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ). (متفق عليه) 958-10

کے خزانوں میں سے ایک خزانہ کی خبر نہ دوں۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ! ضرور۔ آپ نے فرمایا"لاحول ولاقوۃ الا باللہ" جنت کا خزانہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عَلِّمْنِیْ کَلَامًا اَقُوْلُهٗ قَالَ قُلْ (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ. اَللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ) فَقَالَ فَهٰؤُلَاءِ لِرَبِّیْ فَمَالِیْ فَقَالَ ("قُلْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ، وَاهْدِنِیْ، وَارْزُقْنِیْ وَ عَافِنِیْ). شَکَّ الرَّاوِی فِیْ عَافِنِیْ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)959-11

تیسری فصل

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی مجھے ایسا ذکر بتائیں جس پر میں ہیشگی اختیار کروں۔ آپ نے فرمایا یہ ذکر کرتا رہ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ" "اس نے کہا یہ سب تو اللہ کے لیے ہے۔ میرے لئے کیا ہے؟ فرمایا تو کہہ "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَعَافِنِیْ" "بارالٰہا! میری مغفرت اور مجھ پر رحم فرما میری راہنمائی فرما' مجھے رزق عطا فرما اور مجھے تندرستی عطا فرما"۔ راویِ حدیث کو لفظ عافنی (تندرستی عطا فرما) کے بارے میں شک ہے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

١۔ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" دن سو بار پڑھنے سے سمندر کی جھاگ کے برابر گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

٢۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کو دلوں کا اطمینان قرار دیا ہے۔

٣۔ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

٤۔ ذکر کثرت کے ساتھ کرنا چاہیے۔

بَابُ الْاِسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَةِ
اللہ سے توبہ اور بخشش مانگنا

توبہ' استغفار سے اللہ کی رضا کا حصول ☆ گناہوں کی معافی ☆ ضمیر کا بوجھ ہلکا ☆ پریشانیوں سے نجات ☆ دنیا میں کشادگی اور آخرت میں جنت کے باغات ☆ گناہوں کے بدلے نیکیاں ☆ توبہ' استغفار اللہ کے غضب سے بچنے کی ڈھال ہیں۔

توبہ کی شرائط: گناہ پر ندامت، گزشتہ پر معذرت اور آئندہ سے اجتناب۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًاo يُّرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًاo وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًاo (نوح ۷۱:۱۰۔۱۲)

(نوح علیہ السلام) میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو، بیشک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارش برسائے گا، تمہیں مال اور اولاد سے نوازے گا، تمہارے لیے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لیے نہریں جاری کردے گا۔''

انسان اُنس یا نسیان سے مرکب ہے۔ بھولنا بلکہ بار بار بھول جانا اس کی طبع اور فطرت میں شامل ہے۔ اس بات کی ترجمانی رسول محترم ﷺ نے یوں فرمائی تھی۔

كُلُّ بَنِىْ آدَمَ خَطَّاءٌ وَ خَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ (باب التوبه. مشكوة)

''آدم کی ساری اولاد خطا ہوتی ہے۔ مگر بہترین خطا کار وہ ہیں جو معافی مانگنے والے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کو کسی شخص کی غلطی اور گناہ پر اتنی ناراضگی نہیں ہوتی جتنا وہ غلطی پر اصرار کرنے والے سے ناراض ہوتا ہے۔ شیطان اور انسان پھر انسان اور مسلمان کا یہ بنیادی فرق ہے کہ مسلمان اپنی غلطی پر تکرار اور اصرار نہیں کرتا۔

امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ابر باراں ہوئے عرصہ گذر چکا تھا وہ ہاتھ اٹھا کر بارش مانگنے کے بجائے بار بار توبہ و استغفار کرتے رہے۔ کسی نے عرض کیا کہ آپ نے بارش کی تو دعا کی ہی نہیں، فرمایا تو نے قرآن نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ استغفار کے بد۔۔لے بارش کا وعدہ فرمایا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ اِنِّىْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِى الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً. (بخاری) 960-1

عَنِ الْاَغَرِّ الْمُزَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّهٗ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِىْ وَاِنِّىْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِى الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ. (مسلم) 961-2

تیسری فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کی قسم! میں ہر روز ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔ (بخاری)

حضرت اغر المزنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ میں اپنے دل پر غفلت محسوس کرتا ہوں اور میں ہر روز سو بار اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتا ہوں۔ (مسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا اَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ فَاِنِّىْ اَتُوْبُ اِلَيْهِ فِى الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ.(مسلم)3-962

حضرت اغر المزنی ﷺ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لوگو! اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو۔ بلاشبہ میں ہر روز سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا يَرْوِىْ عَنِ اللّٰهِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰى اَنَّهُ قَالَ يَا عِبَادِىْ اِنِّىْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِىْ وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا يَا عِبَادِىْ كُلُّكُمْ ضَآلٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُوْنِىْ اَهْدِكُمْ يَا عِبَادِىْ كُلُّكُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُوْنِىْ اُطْعِمْكُمْ يَا عِبَادِىْ كُلُّكُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُوْنِىْ اَكْسُكُمْ يَا عِبَادِىْ اِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَاَنَا اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِىْ اَغْفِرْ لَكُمْ يَا عِبَادِىْ اِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضَرِّىْ فَتَضُرُّوْنِىْ وَلَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِىْ فَتَنْفَعُوْنِىْ يَا عِبَادِىْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَتْقٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَّا زَادَ ذٰلِکَ فِىْ مُلْكِىْ شَيْئًا يَا عِبَادِىْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَّا نَقَصَ ذٰلِکَ مِنْ مُّلْكِىْ شَيْئًا يَّا عِبَادِىْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِىْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَسَاَلُوْنِىْ فَاَعْطَيْتُ كُلَّ اِنْسَانٍ مَسْئَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذٰلِکَ مِمَّا عِنْدِىْ اِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ يَا عِبَادِىْ اِنَّمَا هِىَ اَعْمَالُكُمْ اُحْصِيْهَا عَلَيْكُمْ ثُمَّ

حضرت ابوذر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنی ذات پر حرام کیا اور تمہارے درمیان بھی ظلم ناجائز قرار دیا ہے۔ اس لیے ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔ میرے بندو! تم میں سے ہر ایک گمراہ ہے ماسوا اس کے جس کو میں ہدایت سے سرفراز کروں۔ پس تم مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا، تم میں سے ہر ایک بھوکا ہے سوائے اس کے جس کو میں کھلاؤں۔ پس تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھلاؤں گا۔ میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے کہ اس کے جس کی میں ستر پوشی کروں۔ پس تم مجھ سے پہناوا طلب کرو میں تمہیں پہناؤں گا۔ میرے بندو! تم رات دن گناہ کرتے ہو، میں تمام گناہوں کو بخش دینے والا ہوں۔ مجھ سے بخشش طلب کرو میں تمہیں بخش دوں گا۔ میرے بندو! تم مجھے نقصان اور نفع پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتے ہو۔ میرے بندو! تمہارے تمام اگلے پچھلے، جن وانس سب سے زیادہ متقی انسان کے دل کی طرح ہو جائیں تو یہ میری سلطنت میں ذرّہ بھی اضافہ نہیں کر سکتا۔ میرے بندو! تمہارے اگلے پچھلے جن وانس سب سے بدترین فاسق وفاجر انسان کے دل کی طرح ہو جائیں تو یہ میری حکومت میں کچھ نقص واقع نہیں کر سکتا۔ اے میرے بندو! تمہارے اگلے پچھلے، جن وانس اگر سب کھلے میدان میں اکٹھے ہو جائیں پھر وہ مجھ سے مانگنے لگیں اور میں ہر آدمی کو اس کی منہ مانگی مرادیں دے دوں تو میرے خزانوں میں اتنی کمی بھی واقع نہیں کر سکتا جتنی سوئی کو سمندر میں ڈبونے

اُوَفِّيْكُمْ اِيَّا هَا فَمَنْ وَّجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَّجَدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ.(مسلم)4-963

سے ہوتی ہے۔میرے بندو! تمہارے اعمال کا میں تمہارے لیے حساب رکھ رہا ہوں' پھر ان کی جزا دوں گا۔جس کو اچھا بدلہ ملے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور جو اس کے برعکس پائے وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِیِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَانَ فِيْ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِنْسَانًا ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ فَاَتٰى رَاهِبًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ اَلَهُ تَوْبَةٌ قَالَ لَا فَقَتَلَهُ وَجَعَلَ يَسْأَلُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ ائْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَكَذَا فَاَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهٖ نَحْوَهَا فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلٰئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلٰئِكَةُ الْعَذَابِ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى هٰذِهٖ اَنْ تَقَرَّبِیْ وَاِلٰى هٰذِهٖ اَنْ تَبَاعَدِیْ فَقَالَ قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا فَوُجِدَ اِلٰى هٰذِهٖ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهُ.(متفق عليه)5-964

حضرت ابوسعید خدری ﷺ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔آپ نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص نے ننانوے قتل کئے تھے۔پھر وہ توبہ کے لیے ایک راہب کے پاس پہنچا اور اپنی توبہ کے بارے میں پوچھا۔کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ راہب نے جواب دیا نہیں۔اس نے اسے بھی قتل کر دیا اور پھر وہ مسئلہ پوچھنے گیا، اسے اس شخص نے ایک بستی کی طرف راہنمائی کی۔راستے میں اس کو موت نے آلیا تو وہ اپنے سینے کے بل اس بستی کی طرف گرا۔اس شخص کے بارے میں رحمت اور عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو حکم دیا کہ مرنے والے کے قریب ہو جائے اور چھوڑی ہوئی بستی کو اس سے دوری کا حکم دیا۔پھر دونوں کے درمیان فاصلہ ناپنے کا حکم دیا: چنانچہ وہ منزلِ مقصود کے بالشت بھر قریب پایا گیا اس لئے اس کو معاف کر دیا گیا۔(بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

رسول کریم ﷺ اس فرمان میں اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش کی وسعتوں کے بارے میں بتلانا چاہتے ہیں۔کہ اس کی رحمت و بخشش کا سمندر کس قدر وسیع و عریض ہے۔کہ اگر کوئی شخص اس قدر بھی جرائم کر گزرا ہو اور پھر وہ سچی توبہ کرے۔تو رب کریم اسے معاف کر دیتے ہیں۔جو شخص سابقہ جرائم کی تلافی کرنا چاہتا ہے۔لیکن اب تلافی کرنا اس کے بس کی بات نہیں رہی۔ایسی صورت حال میں اللہ تعالیٰ اپنے مظلوم بندوں کو قیامت کے روز اپنی طرف سے عطیات دے کر راضی فرما دیں گے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ

حضرت ابوہریرہ ﷺ کا بیان ہے کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ہے اگر تم

بِكُمْ وَلَجَآءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ.(مسلم)965-6

گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اٹھالیتا اور تمہارے بجائے گناہ کرنے والی قوم کو لاتا وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے تو ربّ کریم انہیں معاف کردیتا۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوْبَ مُسِیْءُ النَّهَارِ وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِیْءُ اللَّيْلِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا.(مسلم)966-7

حضرت ابوموسیٰ ؓ کا بیان ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ رات کو اپنا دستِ رحمت پھیلاتا ہے تا کہ دن بھر کا گنہگار توبہ کرلے اور دن کو دستِ شفقت بڑھاتا ہے تاکہ رات بھر کا گنہگار توبہ کرلے۔سورج کے مغرب سے نکلنے تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔(مسلم)

عَنْ عَآئِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.(متفق عليه)967-8

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی بندہ گناہ کا اعتراف کرکے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.(مسلم)968-9

حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی توبہ قبول کرے گا جس نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کرلی۔(مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِيْنَ يَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنْ اَحَدِكُمْ كَانَتْ رَاحِلَتُهٗ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَاَيِسَ مِنْهَا فَاَتٰى شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِیْ ظِلِّهَا قَدْ اَيِسَ مِنْ رَّاحِلَتِهٖ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَالِكَ اِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةً عِنْدَهٗ فَاَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِیْ وَاَنَا رَبُّكَ اَخْطَاَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ.(مسلم)969-10

حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں۔کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کوئی اللہ کا بندہ جب توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ سے تمہارے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کی سواری اس کے کھانے پینے کے سامان کے ساتھ کسی بے آب وگیاہ میدان میں گم ہوگئی ہو۔وہ اس کی تلاش سے مایوس ہوکر ایک درخت کے سائے تلے لیٹ جائے۔مایوسی کے بعد اچانک اس سواری کو اپنے سامنے کھڑا پائے۔اس کی لگام تھامتے ہوئے اور انتہائی خوشی سے پکار اٹھے۔اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا پروردگار ہوں۔اس بے پناہ خوشی کی وجہ سے بےساختہ اتنی بری بات کہہ دیتا ہے۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْ لُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ عَبْدًا اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ فَاغْفِرْهُ

حضرت ابوہریرہ ؓ کا بیان ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی شخص گناہ کرتا ہے پھر اپنے رب سے عرض

فَقَالَ رَبُّهُ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهُ رَبًّا یَّغْفِرُ الذُّنْبَ وَیَاْخُذُبِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَکَثَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهُ رَبًّا یَّغْفِرُ الذُّنْبَ وَ یَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَکَثَ مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا اٰخَرَ فَاغْفِرْهُ لِیْ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهُ رَبًّا یَّغْفِرُ الذُّنْبَ وَیَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ فَلْیَفْعَلْ مَا شَآءَ. (متفق علیه)970-11

کرتا ہے۔کہ میں گناہ کر بیٹھا ہوں تو اے رب معاف فرما۔اس کا رب فرشتوں سے کہتا ہے، کیا میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہوں کو معاف کرتا ہےاوران پر مؤاخذہ بھی کرتا ہے؟ لہٰذا میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر جب تک اللہ کی توفیق ہوتی ہے وہ گناہ سے باز رہتا ہے، پھراس سے گناہ ہو جاتا ہےاور پھراپنے رب کو پکارتا ہے۔میرے پروردگار مجھ سے گناہ ہو گیا ہے۔میرے اللہ ! مجھے معاف فرما۔اللہ تعالیٰ فرشتوں سے استفسار کرتا ہے کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ کوئی اس کا مالک ہے جو گناہوں کو معاف بھی کرتا ہےاوران پر پکڑتا بھی ہے؟ میں نے اپنے بندے کومعاف کردیا! اب وہ جو چاہے کرے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

جو چاہے کرے سے مراد یہ نہیں کہ اسے گناہ کرنے کی رخصت دے دی گئی ہے بلکہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ توبہ کی وجہ سے بندے کے سابقہ گناہ معاف کردیے گئے ہیں۔اب اس کو مطمئن ہونا چاہیے کہ مجھے سابقہ گناہوں پر کوئی گرفت نہیں ہوگی۔

عَنْ جُنْدُبٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ لَا یَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ ذَالَّذِیْ یَتَاَلّٰی عَلَیَّ اَنِّیْ لَا اَغْفِرُ لِفُلَانٍ فَاِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ وَّاَحْبَطْتُّ عَمَلَکَ اَوْ کَمَا قَالَ. (مسلم)971-12

حضرت جندب ﷺ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ایک شخص نے قسم کھا کر کہا کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو معاف نہیں کرے گا۔اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کون ہے وہ جو میرا نام لے کر حلفًا کہتا ہے کہ میں فلاں شخص کو معاف نہیں کروں گا۔لو میں نے اس کو تو معاف کر دیا اور تیری قسم کو میں نے پورا نہیں ہونے دیا۔(مسلم)

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَیِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَنْ تَقُوْلَ ((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِکَ وَوَعْدِکَ مَااسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْٓءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَ اَبُوْٓءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهُ

حضرت شداد بن اوس ﷺ بیان کرتے ہیں۔رسول محترم ﷺ نے فرمایا یہ سید الاستغفار ہے۔"بارالہا! تو میرا رب ہے۔تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔تو نے مجھے پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں۔مقدور بھر تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں۔میں اپنے اعمال کے شر سے تیری حفاظت چاہتا ہوں۔مجھ پر تیری جو نعمتیں ہیں ان کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی

لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنْتَ)) قَالَ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَّوْمِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّمْسِيَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ يُّصْبِحَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ.(بخاری)13-972

اقراری ہوں مجھے معاف فرمادے۔ بے شک تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں"۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ کلمات پورے یقین کے ساتھ دن کو کہے اگر شام سے پہلے فوت ہو جائے وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو کوئی رات کو یہ کلمات یقین کے ساتھ کہے اور صبح سے پہلے فوت ہو جائے وہ بھی جنت میں جائے گا۔(بخاری)

الفصل الثالث

وَعَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثَيْنِ اَحَدُهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالْآخَرُ عَنْ نَفْسِهٖ قَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَاَنَّهٗ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ اَنْ يَّقَعَ عَلَيْهِ وَاِنَّ الْفَاجِرَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلٰى اَنْفِهٖ فَقَالَ بِهٖ هٰكَذَا اَيْ بِيَدِهٖ فَذَبَّهٗ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَلّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ فِيْ اَرْضٍ دَوِيَّةٍ مُهْلِكَةٍ مَعَهٗ رَاحِلَتُهٗ عَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَوَضَعَ رَاْسَهٗ فَنَامَ نَوْمَةً فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهٗ فَطَلَبَهَا حَتّٰى اِذَا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ اَوْمَاشَاءَ اللّٰهُ قَالَ اَرْجِعُ اِلٰى مَكَانِيَ الَّذِيْ كُنْتُ فِيْهِ فَاَنَامُ حَتّٰى اَمُوْتَ فَوَضَعَ رَاْسَهٗ عَلٰى سَاعِدِهٖ لِيَمُوْتَ فَاسْتَيْقَظَ فَاِذَارَاحِلَتُهٗ عِنْدَهٗ عَلَيْهَا زَادُهٗ وَشَرَابُهٗ فَاللّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ هٰذَا بِرَاحِلَتِهٖ وَزَادِهٖ رَوٰى مُسْلِمٌ اَلْمَرْفُوْعَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُ فَحَسْبُ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ الْمَوْقُوْفَ عَلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ

تیسری فصل

حضرت حارث بن سوید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت عبداللہ بن مسعود نے دو باتیں بیان کیں۔ ایک ارشاد کو رسول معظم ﷺ کا بیان کیا اور دوسری اپنی بات بیان کی۔ ان کی اپنی بیان کردہ بات یہ ہے کہ ایمان دار شخص اپنے گناہوں کو یوں محسوس کرتا ہے جیسے وہ کسی پہاڑ کے دامن میں بیٹھا ہوا ہے۔ وہ خوف زدہ رہتا ہے کہ کہیں پہاڑ اس پر نہ گر پڑے لیکن بدکار انسان اپنے گناہوں کو یوں محسوس کرتا ہے کہ جیسے مکھی اس کے ناک پر بیٹھی اور اس نے اپنے ہاتھ سے مکھی کو اڑا دیا ہے۔ بعدازاں انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول مکرم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے ایسے شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو خوفناک جنگل میں اترا اس کی سواری اس کے ساتھ ہے جس پر اس کے خوردونوش کا سامان ہے اس نے اپنا سر زمین پر رکھا اور سو گیا اور جب وہ بیدار ہوا تو اس کی سواری وہاں سے جا چکی تھی۔ اس نے سواری کو بہت تلاش کیا جب اس پر گرمی اور پیاس کا شدید غلبہ ہوا تو اس نے اپنے آپ سے کہا میں اپنی اسی جگہ پر جاتا ہوں جہاں میں سویا تھا۔ وہاں جا کر سو جاتا ہوں اور موت کی آغوش میں پہنچ جاتا ہوں۔ وہ مرنے کے

ایضًا.973-14 لیے اپنا سر رکھتا ہے۔ بیدار ہوتا ہے اس کی سواری اسکے

پاس موجود تھی۔ اس پر اسی طرح خوردونوش کا سامان تھا۔ بس اللہ تعالیٰ ایماندار شخص کی توبہ پر اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنی سواری اور خوردونوش کا سامان دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ ''مسلم'' نے اس میں سے صرف مرفوع حدیث کو ذکر کیا ہے جب کہ بخاری نے ابن مسعود کی موقوف حدیث کو بھی بیان کیا ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ گناہوں کی معافی اور دل کی غفلت دور کرنے کے لئے کثرت سے استغفار کرنا چاہیے۔

۲۔ لوگوں کی نیکی یا جرائم کی وجہ سے رب ذوالجلال کی بادشاہت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

۳۔ اخلاص نیت کے ساتھ توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ مظلوم کو راضی کرتے ہوئے ظالم کے گناہ معاف فرما دیں گے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ پر بے حد و حساب خوش ہوتا ہے۔

بَابُ فِیْ سَعَةِ رَحْمَتِهٖ

رحمتِ الٰہی کی وسعتیں

اللہ کی رحمت وشفقت پانی کے قطرات، ریت کے ذرات، ہوا کے جھونکوں، سورج کی کرنوں اور زمین وآسمان کی وسعتوں سے بھی زیادہ وسعتیں لیے ہوئے ہے۔ رب کریم کا ارشاد ہے:

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ٥ (الاعراف ۷:۱۵۶)

''میری رحمت نے ہر چیز کو اپنے دامن میں لے رکھا ہے اور اس کے مستحق وہ لوگ ہیں جو تقوی اور زکوۃ کی ادائیگی کے ساتھ ہماری نشانیوں پر ایمان رکھتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ رب کریم کی رحمت اس قدر وسیع وعریض ہے جیسے بحر بیکراں۔ اگر کوئی چڑیا سمندر سے ایک چونچ بھر لے تو کیا سمندر کو کوئی فرق پڑتا ہے؟ اگر کائنات کے تمام جن وانس کی حاجات اور تمناؤں کو پورا کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سمندر میں چڑیا کے چونچ بھرنے کے برابر بھی کمی واقع نہیں ہوتی ۔مومنوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہے۔ میری رحمت وشفقت ہر آن اور ہر شان میں ان کے قریب تر ہوا کرتی ہے:۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ٥ (الاعراف ۷:۵۶)

''یقیناً اللہ کی رحمت نیک لوگوں کے قریب ہوا کرتی ہے''۔

پھر اس فضل وکرم کی انتہا یہ ہے کہ اس کی ذاتِ مہربان نے اپنے لیے یہ پسند فرمایا کہ میری شفقت میرے غضب پر ہر آن غالب رہے گی۔ اس نے عرشِ معلیٰ پر اپنے کرم سے یہ لکھ رکھا ہے۔

اِنَّ رَحْمَتِیْ غَلَبَتْ غَضَبِیْ.

''یقیناً میری رحمت ہمیشہ میرے قہر وغضب پر غالب ہے''۔

انسان کو اس کی رحمت کا اس طرح طلب گار ہونا چاہیے کہ اے اللہ میں نے اپنے گلشنِ حیات کو گناہوں کے جھکڑوں، غلطیوں اور جرائم کی آندھیوں سے برباد کر لیا ہے۔ میری وادیِ حیات کو تیرے بغیر کوئی سیراب نہیں کر سکتا۔ مجھے تیرے ہی در کی امید اور تیری ہی رحمتوں کا سہارا ہے۔ جس طرح تو ویران وادیوں، تپتے ہوئے صحراؤں، اجڑے ہوئے باغوں کو اپنے کرم کی بارش سے سبز وشاداب بنا دیتا ہے اسی طرح مجھے حیات نو سے ہمکنار کر دے۔ جب یہ کہتے ہوئے

اس کا دل موم اور اس کی آنکھیں پرنم ہو جاتی ہیں تو اتنی دیر میں رحمتِ خداوندی اس کی روح کو تھپکیاں اور دل کو تسلیاں دیتے ہوئے ان الفاظ میں اسے حیاتِ نو کی امید دلا رہی ہوتی ہے:

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ

الرَّحِيْمُ۝ (الزمر ۳۹:۵۳)

"(اے نبی ﷺ) کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کرنے والا اور وہی غفور ورحیم ہے"۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا قَضَی اللّٰهُ الْخَلْقَ کَتَبَ کِتَابًا فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ وَفِیْ رِوَایَةٍ غَلَبَتْ غَضَبِیْ. (متفق علیه) 1-974

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کا فیصلہ کیا تو اس نے ایک کتاب لکھی جو اس کی جناب میں عرش پر موجود ہے بلاشبہ میری رحمت میرے غضب سے بڑھ کر ہے۔ دوسری روایت میں ہے میری ناراضگی پر غالب ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ اَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَّاحِدَةً بَیْنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَآمِّ فَبِهَا یَتَعَاطَفُوْنَ وَبِهَا یَتَرَاحَمُوْنَ وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلٰی وَلَدِهَا وَاَخَّرَ اللّٰهُ تِسْعًا وَّتِسْعِیْنَ رَحْمَةً یَّرْحَمُ بِهَا عِبَادَهٗ یَوْ مَ الْقِیٰمَةِ. (متفق علیه وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ سَلْمَانَ نَحْوَهٗ وَفِیْ اٰخِرِهٖ قَالَ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ اَکْمَلَهَا بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ. 2-975

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں ان میں سے ایک اس نے تمام جنوں، انسانوں، جانوروں اور حشرات الارض پر نازل کی۔ اسی رحمت کے سبب وہ آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ اسی کے باعث ایک دوسرے سے شفقت کرتے ہیں۔ اسی کی وجہ سے وحشی جانوروں کو اپنے بچوں سے محبت ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے ننانوے رحمتیں قیامت کے دن اپنے بندوں پر شفقت فرمانے کے لیے بچا رکھی ہیں۔ (بخاری ومسلم) مسلم کی ایک حدیث میں جس کو حضرت سلمان ؓ اسی طرح بیان کرتے ہیں اس روایت کے آخر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ روز قیامت اس رحمت کے ساتھ باقی ننانوے رحمتیں ملا کر مکمل کر دے گا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ یَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهٖ اَحَدٌ وَّلَوْ یَعْلَمُ الْکَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَاقَنَطَ مِنْ جَنَّتِهٖ اَحَدٌ. (متفق علیه) 3-976

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول معظم ﷺ نے فرمایا، اگر کسی مومن کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب کس قدر سخت ہے تو کوئی بھی جنت کی امید نہ رکھے۔ اگر کسی کافر کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت معلوم ہو جائے تو کوئی کافر بھی اس کی جنت سے مایوس نہ ہونے پائے۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰی اَحَدِکُمْ مِنْ شِرَاکِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِکَ.(بخاری)977-4

حضرت ابن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جنت اور جہنم تم سے ہر ایک کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔(بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رَجُلٌ لَمْ یَعْمَلْ خَیْرًا قَطُّ لِاَهْلِهٖ وَفِیْ رِوَایَةٍ اَسْرَفَ رَجُلٌ عَلٰی نَفْسِهٖ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ اَوْصٰی بَنِیْهِ اِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوْهُ ثُمَّ اذْرُوْا نِصْفَهُ فِی الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِی الْبَحْرِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَیْهِ لَیُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا لَا یُعَذِّبُهُ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ فَلَمَّا مَاتَ فَعَلُوْا مَا اَمَرَهُمْ فَاَمَرَ اللّٰهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِیْهِ وَاَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِیْهِ ثُمَّ قَالَ لَهٗ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ خَشْیَتِکَ یَارَبِّ وَاَنْتَ اَعْلَمُ فَغَفَرَ لَهٗ.(متفق علیه)978-5

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک شخص جس نے کبھی کوئی بھلائی نہیں کی تھی اس نے اپنے گھر والوں سے کہا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی جان پر زیادتیاں کی تھیں۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آ پہنچا تو اس نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی کہ جب وہ مر جائے تو اسے جلا کر۔ نصف راکھ خشکی میں اڑا دینا اور باقی کو سمندر میں بہا دینا۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے اس پر قابو پالیا تو اسے ایسا عذاب دے گا جو عذاب جہان والوں میں سے کسی کو نہ دے گا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے بیٹوں نے اپنے باپ کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا تو اس نے اس کے تمام اجزا کو اکٹھا کر دیا اور ہوا کو حکم دیا تو اس نے اس کے تمام اجزا جمع کر دیے پھر اس سے پوچھا گیا تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا اللہ تیرے ڈر کی وجہ سے اور تو سب سے زیادہ جانتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ قَدِمَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ سَبْیٌ فَاِذَا امْرَاَةٌ مِّنَ السَّبْیِ قَدْ تَحَلَّبَ ثَدْیُهَا تَسْعٰی اِذْ وَجَدَتْ صَبِیًّا فِی السَّبْیِ اَخَذَتْهُ فَاَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَاَرْضَعَتْهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِیُّ ﷺ اَتَرَوْنَ هٰذِهٖ طَارِحَةً وَّلَدَهَا فِی النَّارِ فَقُلْنَا لَا وَهِیَ تَقْدِرُ عَلٰی اَنْ لَّا تَطْرَحَهُ فَقَالَ اللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا.(متفق علیه)979-6

حضرت عمر بن خطاب ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے۔ ان قیدیوں میں سے ایک عورت کی چھاتیوں میں سے دودھ بہہ رہا تھا۔ وہ اپنے بچے کی تلاش میں دوڑتی پھرتی تھی کہ اچانک قیدیوں میں سے ایک بچہ مل گیا اس نے اسے اٹھا کر سینے سے لگایا اور دودھ پلانے لگی اس پر نبی رحمت ﷺ نے ہم سے استفسار فرمایا، تمہارا کیا خیال ہے کیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ ہم نے عرض کیا اگر اس کو آگ سے بچانے کی طاقت ہو تو ہرگز نہیں پھینک سکتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے

بندوں کے حق میں اس سے کہیں زیادہ رحیم ہے جتنی یہ عورت اپنے بچے کے حق میں مہربان ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

یہ حدیث سن کر بعض لوگ کہتے ہیں کہ ماں تو کوئی ایسی نہیں جو اپنے بچے کو آگ میں پھینک دے پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کیوں جہنم میں پھینکیں گے؟ ایسے لوگ یاد فرمائیں ماں اس وقت ہی اپنی اولاد پر شفقت کرتی ہے اور اسے کرنی چاہیے جب تک اولاد کم از کم ماں کی مامتا کو تسلیم کرے خواہ اولاد نافرمان ہی کیوں نہ ہو۔ اگر اولاد ماں کے بارے میں یہ کہے کہ یہ ہماری ماں ہی نہیں اور وہ ماں کے سامنے کسی اور عورت کو ماں کا مقام اور اس کی خدمت کرتے رہیں یہاں تک کہ ماں بلک بلک کر مر جائے۔

ایسا بیٹا جو پوری زندگی اپنے باپ سے کہتا رہے کہ تو میرا باپ ہی نہیں۔ میں کسی اور کا نطفہ ہوں اور اس نے ایک دفعہ معذرت نہیں اپ کی توہین اور اس کے شریک کی تعظیم ہے۔ تو غیرت مند ماں پھر کیا گوارہ کرے گی۔ کہ ایسی اولاد کو سزا نہ ملے۔ کیا ماں باپ اپنی اولاد کو مارتے نہیں؟ کیا اولاد کو پولیس کے حوالے نہیں کیا جاتا؟ کیا غیور ماں باپ تو ایسی اولاد کا چہرہ دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے؟ اللہ تعالیٰ تو سب سے زیادہ غیرت والا ہے وہ کیسے گوارا کرے گا؟ پیدا کرنے والا' معاف کرنے والا میں یہ بندہ ساری زندگی اسے خالق و مالک نہیں مانتا بلکہ اس کے سامنے اس کے عاجز بندوں' حقیر چیزوں اور بے جا پتھروں کو پوجتا ہے۔ ایسے باغی مشرک کو سزا نہ ملے آخر کیوں؟

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَنْ یُّنْجِیَ اَحَدًا مِّنْکُمْ عَمَلُهٗ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَتِهٖ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا وَشَیْءٌ مِّنَ الدُّلْجَةِ وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا.(متفق علیه)980-7

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی شخص کو بھی اس کے عمل نجات نہیں دلا سکتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم پوچھتے ہیں یارسول اللہ! کیا آپ کو بھی؟ فرمایا۔ مجھے بھی میرے عمل نہیں بچا سکتے الّا یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت کے دامن میں ڈھانپ لے۔ سو تم صحیح راستے پر چلو، اللہ تعالیٰ کی قربت اختیار کرو، صبح وشام اور رات کے کچھ حصہ میں نیک عمل کرو لیکن میانہ روی اختیار کرو منزلِ مقصود پالو گے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یُدْخِلُ اَحَدًا مِّنْکُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَلَا یُجِیْرُهٗ مِنَ النَّارِ وَلَا اَنَا اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ.(مسلم)981-8

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی شخص کو اس کے اعمال نہ جنت میں داخل کر سکتے ہیں اور نہ آگ سے بچا سکتے ہیں اور میں بھی اس کی رحمت کے بغیر جنّت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ اِسْلَامُهٗ یُکَفِّرُ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کوئی بندہ مسلمان ہو جاتا ہے اور اچھی طرح

كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَفَهَا وَكَانَ بَعْدُ الْقِصَاصُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا اِلَّا اَنْ يَّتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهَا. (بخاری) 9-982

اطاعت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو اس نے کیے تھے اور اسی طرح قصاص کے بعد گناہ مٹ جاتے ہیں ہر نیکی کا اجر دس گنا سے لے کر سات سو گنا سے بھی بڑھ جاتا ہے اور گناہ کا بدلہ اس کے برابر ہی ملتا ہے اِلَّا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرما دے۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَّمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً. (متفق علیه) 10-983

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نیکیوں اور برائیوں کو لکھتا ہے جب کوئی شخص کسی نیک کام کا ارادہ کرتا ہے لیکن ابھی عمل نہیں کیا اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنی جناب میں ایک پوری نیکی لکھ لیتا ہے جب اس پر عمل کرتا ہے تو اس کے لئے دس گنا سے لے کر سات سو گنا سے بھی زیادہ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اگر کوئی شخص برائی کا ارادہ کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنے حضور ایک مکمل نیکی ثبت فرماتا ہے۔ برا عمل کرنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ اس کے لیے صرف ایک ہی گناہ ہی لکھتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ اللہ کی رحمت اسکے غضب پر ہمیشہ غالب رہے گی۔

۲۔ ربّ کریم نے ۹۹ فیصد رحمتیں کو اپنے بندوں کے لیے قیامت کے لیے مختص کر دی ہیں۔

۳۔ جنت اور جہنم انسان کے قریب تر ہیں۔

۴۔ ربّ کریم ماں کی ممتا سے کروڑہا درجہ انسان پر مشفق و مہربان ہے۔

۵۔ اعمال میں میانہ روی اور مستقل مزاجی منزل تک پہنچنے کی ضمانت ہے۔

۶۔ اللہ کی رحمت سے کوئی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام بھی اللہ کی رحمت کے محتاج ہیں۔

۷۔ دل میں پیدا ہونے والے نیک جذبات کا بھی اجر ملتا ہے۔

۸۔ ہر نیکی کا اجر دس سے سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ ملتا ہے جبکہ گناہ کی سزا توبہ نہ کرنے کی صورت میں اسی کے برابر ملتی ہے۔

۹۔ گناہ کا پختہ ارادہ کرنے کے باوجود اس کے مطابق عمل نہیں کرتا تو ایک نیکی اس کے حق میں لکھ دی جاتی ہے۔

بَابُ مَایَقُوْلُ عِنْدَالصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ وَالْمَنَامِ

صبح وشام اور سونے کے وقت کی دعائیں

قرآن مجید بار بار یہ بات بیان کرتا ہے کہ زمین وآسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتہلیل کرتی ہے یہاں تک کہ ریت کے ذرات، پانی کے قطرات اور ہوا کی لہریں اللہ کی حمد وثنا میں لگی ہوئی ہیں۔حتی کہ سورج بھی اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے۔اس باب میں صبح وشام اور رات کی دعاؤں کا الگ اور خصوصی ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ ہر جاندار چیز صبح کی صورت میں زندگی کی ابتدا کرتی ہے اور نیند کی شکل میں ہر جاندار موت کی گود میں چلا جاتا ہے۔قرآن مجید نے بالخصوص ان اوقات میں انسان کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا○ وَسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا○ الاحزاب ۳۳: ۴۱ ۔ ۴۲)

’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کو کثرت سے یاد کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہو‘‘۔

الفصل الاول

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَمْسٰی قَالَ ((اَمْسَیْنَا وَاَمْسَی الْمُلْکُ لِلّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ وَخَیْرِ مَا فِیْھَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَالْھَرَمِ وَسُوْءِ الْکِبَرِ وَفِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ)) وَاِذَا اَصْبَحَ قَالَ ذٰلِکَ اَیْضًا ((اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْکُ لِلّٰہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابٍ فِی النَّارِ وَعَذَابٍ فِی الْقَبْرِ)).(مسلم)984-1

پہلی فصل

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام کے وقت یہ دعا پڑھتے۔’’ہم نے شام کی اور اللہ کی تمام مخلوق نے شام کی۔سب تعریفیں اور شکرانے اللہ کے لیے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہی اکیلا معبودِ حقیقی ہے،کوئی اس کا شریک نہیں ساری بادشاہی اسی کی ہے اور سب تعریفیں اور شکرانے اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔بارِالٰہا! میں تجھ سے اس رات کی بھلائی اور اس میں جو بھی بہتری ہے طلب کرتا ہوں اور اس کے شر اور اس میں جو بھی برائی ہے اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ہمارے معبود! میں سستی وکاہلی، بڑھاپے اور اس کی بیماریوں، دنیا کے فتنے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔‘‘اور جب صبح کرتے تو یہی دعا اس طرح کرتے’’ہم نے صبح کی اور اللہ کی تمام مخلوق نے صبح کی‘‘ دوسری روایت میں ہے’’میرے پروردگار! جہنم اور قبر کے عذاب سے اپنی پناہ میں رکھنا۔‘‘(مسلم)

عَنْ حُذَیْفَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَخَذَ مَضْجِعَہٗ مِنَ اللَّیْلِ وَضَعَ یَدَہٗ تَحْتَ خَدِّہٖ ثُمَّ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بستر پر لیٹتے تو اپنا ہاتھ اپنے

يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ بِاِسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ)).(بخاری ومسلم عن البراء)985-2

رخسار کے نیچے رکھتے ہوئے یہ دعا کرتے۔''الٰہی! تیرے نام کے ساتھ سوتا ہوں اور اسی کے ساتھ جاگتا ہوں۔'' اٹھنے پر کہتے ''تمام تعریفوں اور شکرانوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہے جس نے ہمیں نیند کے بعد بیدار کیا اور اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔''(بخاری ومسلم)اور مسلم کی روایت حضرت براء سے ہے۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَوٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ اِزَارِهٖ فَاِنَّهُ لَا يَدْرِىْ مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ ((بِاسْمِکَ رَبِّىْ وَضَعْتُ جَنْبِىْ وَبِکَ اَرْفَعُهُ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِىْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَکَ الصَّالِحِيْنَ)) وَفِىْ رِوَايَةٍ ثُمَّ لِيَضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ لِيَقُلْ بِاسْمِکَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِىْ رِوَايَةٍ فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ ثَوْبِهٖ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَّاِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِىْ فَاغْفِرْلَهَا.986-3

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص جب اپنے بستر پر آئے تو اپنی تہبند کے کنارے سے اس کو جھاڑے۔ وہ نہیں جانتا کہ اس کی غیر حاضری میں اس پر کیا کچھ گزرتا رہا۔ پھر یوں دعا مانگے۔ ''میرے پروردگار! تیرے نام سے اپنا پہلو رکھ رہا ہوں اور تیرے نام کی برکت سے اٹھاؤں گا۔ اگر تو میری روح قبض کرلے تو اس پر رحم فرمانا، اگر اس کو واپس بھیج دے تو اس کی اس طرح حفاظت کرنا جیسے تو اپنے صالح بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔'' دوسری روایت میں ہے اس طرح اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دائیں کروٹ لیٹ جائے۔ اور بِاسْمِکَ کہے(بخاری ومسلم) ایک روایت میں ہے کہ بستر کو اپنے کپڑے کے ساتھ تین مرتبہ جھاڑے اور کہے اگر تو نے میری روح کو قبض لیا تو اسے بخش دینا۔

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ نَامَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِىْ اِلَيْکَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِىْ اِلَيْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِىْ اِلَيْکَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِىْ اِلَيْکَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْکَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْکَ اِلَّا اِلَيْکَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِکَ الَّذِىْ اَنْزَلْتَ وَنَبِيِّکَ الَّذِىْ اَرْسَلْتَ)) وَقَالَ

حضرت براء بن عازب ﷺ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے بستر پر آتے تو دائیں کروٹ لیٹ کر یہ دعا پڑھتے۔''ہمارے معبودِ حقیقی! میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی، اپنا چہرہ تیری ہی طرف کرلیا، اپنے کام تیرے حوالے کئے، تجھ پر بھروسہ کیا، تیری طرف رغبت کے ساتھ تجھ سے ڈرتے ہوئے، تیری جائے پناہ کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں۔ میں تیری نازل کردہ کتاب اور تیرے بھیجے ہوئے نبی پر ایمان لایا'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص یہ کلمات

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهٖ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِرَجُلٍ يَّا فُلَانُ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْئَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ ثُمَّ قُلِ ((اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ اِلٰى قَوْلِهٖ اَرْسَلْتَ)) وَقَالَ فَاِنْ مُتَّ مِنْ لَّيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصَبْتَ خَيْرًا.(متفق علیه)987-4

کہے اگر اسی رات مر جائے تو اس کی موت اسلام پر ہو گی۔دوسری روایت میں ہے رسول اکرم ﷺ نے ایک شخص کا نام لے کر فرمایا جب تو اپنے بستر پر جائے تو وضو کر پھر دائیں پہلو پر لیٹ کر یہ دعا کر"میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی------ نبی پر ایمان لایا"۔اگر تو اس رات مر جائے تو فطرت کی موت مرے گا اور اگر صبح کرے تو تجھے خیر و برکت حاصل ہو گی۔(بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ ((اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِىْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَاٰوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَّا كَافِيَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِيَ)).(مسلم)988-5

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ اپنے بستر پر جاتے تو یہ دعا مانگتے۔"ہر قسم کی تعریف اور شکرانے اللہ تعالیٰ کو لائق ہیں جس نے ہمیں کھلایا پلایا، ہماری ہر ضرورت کو پورا کیا اور رہائش مہیا فرمائی۔ کتنے ہی لوگ ہیں جن کی ضرورت پوری کرنے والا اور رہائش دینے والا کوئی نہیں ہے۔(مسلم)

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ فَاطِمَةَ اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ تَشْكُوْ اِلَيْهِ مَا تَلْقٰى فِيْ يَدِهَا مِنَ الرَّحٰى وَبَلَغَهَا اَنَّهٗ جَآءَهٗ رَقِيْقٌ فَلَمْ تُصَادِفْهُ فَذَكَرَتْ ذَالِكَ لِعَآئِشَةَ فَلَمَّا جَآءَ اَخْبَرَتْهُ عَآئِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ فَجَآءَ نَا وَقَدْ اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا نَقُوْمُ فَقَالَ عَلٰى مَكَانِكُمَا فَجَآءَ فَقَعَدَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهَا حَتّٰى وَجَدْتُّ بَرْدَ قَدَمِهٖ عَلٰى بَطْنِيْ فَقَالَ اَلَا اَدُلُّكُمَا عَلٰى خَيْرٍ مِّمَّا سَاَلْتُمَا اِذَا اَخَذْتُمَا مَضْجَعَكُمَا فَسَبِّحَا ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَاحْمِدَا ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَكَبِّرَا اَرْبَعًا وَّثَلٰثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ.(متفق علیه)989-6

حضرت علی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں ایک دفعہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے ہیں۔چکی پینے کی وجہ سے ہاتھوں میں چھالے پڑ جانے کی شکایت لے کر آپ کی خدمت اقدس میں گئیں۔آپ کو غیر حاضر پا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تذکرہ کیا۔جب آپ ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے بتایا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چنانچہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائے ہم بستروں پر لیٹ چکے تھے ہم نے اٹھنا چاہا۔تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنی جگہ پر لیٹے رہو پھر آگے بڑھ کر میرے اور فاطمہ کے درمیان بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کے قدم مبارک کی ٹھنڈک اپنے پیٹ پر محسوس کی، فرمایا تم دونوں جو مانگتے ہو کیا اس سے بہتر

چیز آپ کو نہ بتلاؤں؟ جب تم دونوں اپنے بستر پر جاؤ تو تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمدللہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔ یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ تْ فَاطِمَةُ رضی الله عنها اِلَی النَّبِیِّ ﷺ تَسْاَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ اَلاَ اَدُلُّکِ عَلٰی مَا هُوَ خَيْرٌ مِّنْ خَادِمٍ تُسَبِّحِيْنَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَتَحْمَدِيْنَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَتُکَبِّرِيْنَ اللّٰهَ اَرْبَعًا وَّثَلٰثِيْنَ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوةٍ وَّعِنْدَ مَنَامِکَ. (مسلم)990-7

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں خادم کا مطالبہ لے کر آئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں خادم سے بہتر چیز تمہیں نہ بتلاؤں؟ کہ تم ہر نماز اور سونے کے وقت تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمدللہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر کے کلمات پڑھا کرو۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ سونے کے وقت دائیں ہاتھ پر رخسار رکھتے ہوئے مسنون دعائیں پڑھنی چاہییں۔

۲۔ صبح اٹھتے وقت یا رات کو جاگنے کی صورت میں اللہ کا ذکر کرنا چاہیے۔

۳۔ سونے سے پہلے وضو کرنا آپ کی سنت مبارکہ ہے۔

۴۔ دعاؤں کے ساتھ سوتے وقت ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد اللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھنا چاہیے۔

۵۔ مصنوعی دعاؤں اور وظائف کی بجائے مسنون دعائیں اور وظائف پڑھنے چاہییں۔

بَابُ الدَّعَوَاتِ فِى الْاَوْقَاتِ

مختلف اوقات کی دعائیں

دعا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بے شمار روحانی جسمانی، دنیاوی اور اخروی فوائد ہیں۔لہٰذا حکم ہے کہ کثرت کے ساتھ ذکر کیا کرو۔افضل ترین ذکر وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہدایت کے مطابق اور ان اوقات اور موقعوں پر کیا جائے جن کا قرآن وسنّت سے ثبوت ملتا ہے۔اگر ایک شخص کھانے سے پہلے اور بعد میں مسنون دعائیں نہیں پڑھتا اور سونے کے وقت سنّت کے مطابق ذکر نہیں کرتا اور آگے پیچھے اور ورد وظائف کرتا رہتا ہے تو وہ حقیقی معنوں میں ذاکر نہیں ہوسکتا۔حقیقی ذاکر وہ ہے جو رسولِ محترم ﷺ کے بتلائے ہوئے طریقے اور اوقات کے مطابق ذکر کرے اس باب میں انہی اوقات اور اذکار کی نشاندہی کی گئی ہے:

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْتِيَ اَهْلَهٗ قَالَ (بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا) فَاِنَّهٗ اِنْ يُّقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِيْ ذَالِكَ لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْطَانٌ اَبَدًا.(متفق علیہ)1-991

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جانا چاہے تو یہ دعا پڑھے"اللہ تعالیٰ کے نام سے بارالٰہا! ہمیں شیطان سے دور رکھ اور جو تو ہمیں اولاد عطا کرے اسے بھی شیطان سے بچائے رکھنا۔اگر اولاد ان دونوں کے مقدر میں ہوئی تو شیطان کبھی اس کو نقصان نہ پہنچائے گا۔(بخاری ومسلم)

عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ).(متفق علیہ)2-993

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مصیبت کے وقت یہ دعا کی ہے۔ "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں، وہ عظمت اور حلم والا ہے۔اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں، وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں، وہ آسمانوں زمین اور عرش کریم کا مالک ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ ؓ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَهٗ جُلُوْسٌ وَّاَحَدُهُمَا يَسُبُّ صَاحِبَهٗ مُغْضَبًا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ

حضرت سلیمان بن صرد ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں دو شخص گالم گلوچ پر اتر آئے۔ہم بھی وہاں بیٹھے تھے۔ان میں سے ایک شخص کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا اور وہ اپنے ساتھی کو برا بھلا کہہ رہا تھا۔نبی اکرم ﷺ

قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ فَقَالُوْا لِلرَّجُلِ لَا تَسْمَعُ مَا يَقُوْلُ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ بِمَجْنُوْنٍ. (متفق عليه)3-994

نے فرمایا میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص وہ کلمہ کہہ دے تو اس کا غصہ کافور ہو جائے۔ وہ کلمہ یہ ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ یعنی ”میں راندہ درگاہ شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اس پر صحابہ کرام ﷺ نے اس کو متوجہ کیا۔ کیا تو نبی کریم ﷺ کا فرمان نہیں سن رہا؟ اس نے جواب دیا میں پاگل نہیں ہوں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَاِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيْقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَاِنَّهُ رَاٰى شَيْطَانًا. (متفق عليه)4-995

حضرت ابو ہریرہ ﷺ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم مرغ کی اذان سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگا کرو۔ کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھتا ہے اور جب گدھے کو ہینگتا سنو تو مردود شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔ کیونکہ گدھا شیطان کو دیکھتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اسْتَوٰى عَلٰى بَعِيْرِهٖ خَارِجًا اِلَى السَّفَرِ كَبَّرَ ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ (سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِلَنَا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ) وَاِذَا رَجَعَ قَالَ هُنَّ وَزَادَ فِيْهِنَّ (اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ). (مسلم)5-995

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سفر پر روانہ ہوتے وقت جب اپنے اونٹ پر سوار ہوتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے پھر یہ دعا پڑھتے ”پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لیے مسخر کر دیا حالانکہ ہم اس کو زیر کرنے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ بلاشبہ ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں۔ بارالٰہا! ہم اس سفر میں نیکی، تقویٰ اور ایسے عمل کا سوال کرتے ہیں جس میں تیری رضا ہو۔ اے ہمارے معبود! ہمارے اس سفر کو آسان بنا دے، اس کی دوری کو سمیٹ دے۔ بارالٰہا! تو اس سفر میں ہمارا ساتھی ہے اور اہل و عیال کی حفاظت فرمانے والا ہے۔ بارالٰہا! میں سفر کی مشقتوں، غمناک منظر اور اپنے اہل و عیال اور مال میں پریشان واپسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“ جب واپس آتے تو ان کلمات کا اضافہ فرماتے۔ ”ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں۔ اور اپنے خالق و مالک کی حمد و ثنا کے گن گانے والے ہیں۔“ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ سَرْجِس ؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا سَافَرَ یَتَعَوَّذُ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَآبَۃِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ وَدَعْوَۃِ الْمَظْلُوْمِ وَسُوْٓءِ الْمَنْظَرِ فِیْ الْاَھْلِ وَالْمَالِ.(مسلم)996-6

حضرت عبداللہ بن سرجس ؓ بیان کرتے ہیں دورانِ سفر رسول اللہ ﷺ سفر کی صعوبتوں ،واپسی پر دل شکستگی،حالات کی بری تبدیلی،مظلوم کی بددعا اور گھر اور مال میں برے حالات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

عَنْ خَوْلَۃَ بِنْتِ حَکِیْمٍ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا فَقَالَ (اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ) لَمْ یَضُرَّہٗ شَیْءٌ حَتّٰی یَرْتَحِلَ مِنْ مَّنْزِلِہٖ ذَالِکَ.(مسلم)997-7

خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا جوشخص کسی جگہ قیام کرے اور یہ دعا کرے تو جب تک وہ شخص اس مقام سے کوچ نہیں کرے گا اس کو کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی۔ ”میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ہر شر سے پناہ طلب کرتا ہوں“۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا لَقِیْتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَدَغَتْنِی الْبَارِحَۃَ قَالَ اَمَّا لَوْ قُلْتَ حِیْنَ اَمْسَیْتَ (اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ) لَمْ تَضُرَّکَ.(مسلم)998-8

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اس نے عرض کیا یارسول اللہ! کل رات مجھے بچھو کے ڈسنے سے بڑی تکلیف پہنچی۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا شام کے وقت اگر تو نے پڑھا ہوتا ”میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔“تو بچھو تجھے ہرگز تکلیف نہ پہنچا سکتا۔ (مسلم)

عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا کَانَ فِیْ سَفَرٍ وَاَسْحَرَ یَقُوْلُ سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِاللّٰہِ وَحُسْنِ بَلَآئِہٖ عَلَیْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَاَفْضِلْ عَلَیْنَا عَائِذًا بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ.(مسلم)999-9

حضرت ابوہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ جب سفر میں ہوتے اور سحری کا وقت ہوتا تو یہ دعا کرتے۔سننے والا سن رہا ہے ہم اللہ کی تعریف کر رہے ہیں اس کے جو عمدہ احسانات کا جو ہم پر ہیں اعتراف کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہمارا محافظ بن جائیے،ہم پر فضل کر اور اللہ کی ہم دوزخ سے پناہ طلب کرنے والے ہیں۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ اَوْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَۃٍ یُکَبِّرُ عَلٰی کُلِّ شَرَفٍ مِّنَ الْاَرْضِ ثَلٰثَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کسی غزوہ ،حج یا عمرہ سے واپسی پر کسی بلندی کی طرف بڑھتے تو تین بار اللہ اکبر پڑھ کر یہ دعا مانگتے۔”اللہ تعالیٰ کے

تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ آئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ). (متفق عليه) 1000-10

سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کی بادشاہی ہے۔ اسی کے لیے ہر تعریف وثنا اور شکرانے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں اور اپنے پروردگار کی تعریفوں کے گن گانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کردکھایا، اپنے بندے کی مدد فرمائی اس اکیلے نے تمام گروہوں کو شکست فاش دی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی ﷺ قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ الْاَحْزَابِ عَلَی الْمُشْرِكِیْنَ فَقَالَ (اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ). (متفق علیه) 1001-11

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ ﷺ کا بیان ہے۔ غزوۂ خندق کے دن رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کے لیے بددعا کی، ''اے اللہ! کتاب نازل فرمانے والے، جلد حساب چکانے والے، سب گروہوں کو شکست سے دوچار کردے۔ بارالٰہا! مشرکین کو شکست دے اوران کے قدم اکھاڑ دے۔'' (بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ ﷺ قَالَ نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی اَبِیْ فَقَرَّبْنَا اِلَیْهِ طَعَامًا وَّوَطْبَةً فَاَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ اُتِیَ بِتَمْرٍ فَكَانَ یَاْكُلُهُ وَیُلْقِی النَّوٰی بَیْنَ اِصْبَعَیْهِ وَیَجْمَعُ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰی وَفِیْ رِوَایَةٍ فَجَعَلَ یُلْقِی النَّوٰی عَلٰی ظَهْرِ اِصْبَعَیْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰی ثُمَّ اُتِیَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهُ فَقَالَ اَبِیْ وَاَخَذَ بِلِجَامِ دَآبَّتِهٖ اُدْعُ اللّٰهَ لَنَا فَقَالَ (اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِیْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ). (مسلم) 1002-12

حضرت عبداللہ بن بسر ﷺ کا بیان ہے، رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے والد کے مہمان بنے، ہم نے آپ کے سامنے کھانا اور حلوہ پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے کھایا پھر کھجوریں پیش کی گئیں، آپ ان کو کھاتے رہے اور گٹھلیاں دو انگلیوں یعنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے پکڑ کر پھینکتے رہے، دوسری روایت میں ہے کہ انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی پشت پر رکھ کر پھینکتے رہے۔ پھر پانی پیش کیا گیا، آپ نے پانی پیا۔ پھر میرے والد نے آپ کی سواری کی لگام تھامتے ہوئے اپنے لیے دعا کی درخواست کی چنانچہ آپ نے دعا فرمائی۔ ''اے ہمارے اللہ! جو رزق تو نے ان کو دیا ہے اس میں برکت عطا فرما، ان کو معاف کردے اور ان پر مہربانی فرما۔ (مسلم)

الفصل الثالث

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ كُنَّا اِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَ اِذَانَزَلْنَا سَبَّحْنَا (رواہ البخاری) 13-1003

تیسری فصل

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ہم سفر میں بلندی پر چڑھتے وقت اللہ اکبر اور نشیب میں اترتے وقت سبحان اللہ پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ افضل ترین دعائیں اور وظائف وہ ہیں جو سنت سے ثابت ہوں۔

۲۔ حقیقی ذکر کرنے والا وہ ہے جو مسنون اوقات کے وقت مسنون وظائف کرتا ہے۔

۳۔ بلندی پر چڑھتے ہوئے اللہ اکبر تین مرتبہ اور اترتے وقت سبحان اللہ کہنا چاہیے۔

۴۔ ہر دم اللہ تعالیٰ سے اس کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔

۵۔ اپنے میزبان کے لیے دعا کرنا سنتِ رسول کریم ہے۔

۶۔ سوتے اور جاگتے وقت مسنون دعائیں کرنی چاہیں۔

۷۔ غصہ سے نجات کے لئے حاصل کرنے کے لیے اعوذ باللہ۔۔۔۔ پڑھنا چاہیے۔

۸۔ سنّت معلوم ہو جانے کے باوجود اس پر عمل نہ کرنا بیوقوفی ہے۔

۹۔ سفر پر جاتے و ر پلٹتے وقت دعائیں کرنی سنّت ہیں۔

بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ

بُری چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کرنا

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کے تمام عناصر کو باہم متضاد پیدا فرمایا ہے۔ روشنی کی مقابلے میں اندھیرا، آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے پانی، زمین کی پستیوں پر آسمان کی رفعت و بلندی۔ اسی طرح نیکی کے مدمقابل برائی اور نقصان کے برعکس فائدہ کا سلسلہ قائم کیا ہے۔ اسی بنا پر اللہ کے حضور مانگتے وقت انسان کو خیر و عافیت طلب کرنے کے ساتھ ہر قسم کے شر اور نقصان سے بھی پناہ طلب کرتے رہنا چاہیے۔ قرآن مجید میں نیک بندوں کی ایک یہ صفت بھی بیان ہوئی ہے جس کی روشنی میں، مہربان آقا ﷺ نے امت کی رہنمائی کرتے ہوئے یہ دعائیں سکھلائی ہیں۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَآءِ وَدَرْکِ الشَّقَآءِ وَسُوْٓءِ الْقَضَآءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ. (متفق علیه) 1004-1

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے سخت مصیبت، بدبختی، بری تقدیر اور دشمنوں کے خوش ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کی تلقین فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ (اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ). (متفق علیه) 1005-2

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے " اے اللہ میں فکر و غم، عاجزی، کاہلی، بزدلی، بخل، قرض کے غلبہ اور لوگوں کے دباؤ میں آنے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ (اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰی وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَالِ اَللّٰهُمَ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے۔ "ہمارے معبود! میں سستی و کاہلی بڑھاپے قرض اور گناہ سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ بارالٰہا! میں جہنم کے عذاب اور آگ کے فتنے اور قبر کی سختی اور عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ دولت کی آزمائش کے شر، غربت کے مصائب، مسیح دجال کی آزمائش کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ ہمارے اللہ! میرے گناہوں کو برفیلے پانی اور اولوں سے دھو ڈال، میرے دل کو اس طرح پاک صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک کیا جاتا ہے

بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ). (متفق عليه)1006-3

اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان مشرق ومغرب جیسی دوری پیدا کردے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ زَيْدِبْنِ اَرْقَمَ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ (اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِىْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلٰهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَّفْسٍ لَاتَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّا يُسْتَجَابُ لَهَا). (مسلم)1007-4

حضرت زید بن ارقم ﷺ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعامانگا کرتے تھے۔ ”بارالٰہا! میں عاجزی، سستی وکاہلی، بزدلی، بخل، بڑھاپے اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ یااللہ میرے نفس کو تقوٰی اور پاکیزگی عطافرما۔ تو سب سے بہتر پاکیزگی عطا کرنے والا ہے۔ تو ہی میرے نفس کا والی اور آقا ہے۔ اے ہمارے اللہ! میں نفع نہ دینے والے علم، تیرا خوف نہ رکھنے والے دل، سیر نہ ہونے والے نفس اور مقبول نہ ہونے والی دعا سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ مِنْ دُعَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَآءَ ةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ). (مسلم)1008-5

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ دعا ہوا کرتی تھی۔ ”بارالٰہا! میں تیری نعمتوں کے زوال، تیری عافیت کے پھر جانے‘ تیرے اچانک عذاب اور تیری ہر طرح کی ناراضگی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ (اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّمَا لَمْ اَعْمَلْ). (مسلم)1009-6

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ ”اے اللہ! میں اپنے کردہ اور ناکردہ اعمال کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ (اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِىْ اَنْتَ الْحَىُّ الَّذِىْ لَا يَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ ”بارالٰہا! میں تیرا مطیع فرمان ہوگیا، تجھ پر ایمان لاتا ہوں، تجھی پر بھروسہ کرتا ہوں، تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور تیری ہی (مدد) کے ساتھ لڑائی کرتا ہوں۔ میں تیری عزت کے ساتھ پناہ میں آتا ہوں کہ تو مجھے گمراہ

يَمُوْتُوْنَ). (متفق عليه)7-1010 کرے۔تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔تو زندہ ہے جسے
کبھی موت نہیں آئے گی جبکہ جن وانس سب مرنے والے ہیں۔(بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

افضل اور بہتر بات یہ ہے کہ ہمیں رسول محترم ﷺ کی زبان اطہر سے نکلے ہوئے دعائیہ کلمات یاد ہونے چاہییں کیونکہ یہ مقدس الفاظ اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کی زبان اطہر پر جاری فرمائے ہیں اور ان دعاؤں کو قبولیت کے شرف سے نوازا ہے۔اگر کوئی شخص یہ کلمات یاد نہیں کرسکتا تو اسے اپنے الفاظ میں ہر اس چیز سے پناہ مانگنی چاہیے جس کا آپ ﷺ کی دعاؤں میں ذکر پایا جاتا ہے۔

بَابُ جَامِعِ الدُّعَاءِ

جامع دعائیں

دعا کے آداب بتلاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے یہ تعلیم عنایت فرمائی کہ آدمی کو اپنے رب سے مانگتے ہوئے عجز و انکساری اور جامع کلمات کے ساتھ مانگنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے خزانے سمندر کی طرح وسیع و عریض، ہر وقت لبالب، ہمیشہ سے بھرے ہوئے اور ہمیشہ بھرے رہیں گے۔ آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ کائنات کی تمام مخلوقات کی تمام حاجات کو پورا کر دیا جائے تو اللہ کی رحمت کے سمندر میں اتنی بھی کمی واقع نہیں ہوتی جتنی ایک چڑیا سمندر سے اپنی چونچ میں پانی لیتی ہے۔ فرمان ربی ہے

رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ○ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ.(الاعراف ۷:۱۵۶-۱۵۷)

"میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے اور اسے میں ان لوگوں کے حق میں لکھوں گا جو پرہیز گاری کریں گے، زکوٰۃ دیں گے اور میری آیات پر ایمان لائیں گے۔ یہ رحمت ان لوگوں کا حصہ ہے جو اس پیغمبر نبی امی ﷺ کی پیروی اختیار کریں"۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ یَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ (اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَهْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ جِدِّیْ وَهَزْلِیْ وَخَطَئِیْ وَعَمْدِیْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ).(متفق علیه)
1-1011

پہلی فصل

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ "بارالٰہا! میری خطائیں، میری جہالت، اپنی حد سے بڑھ جانا اور جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے انہیں معاف فرما دے۔ اے ہمارے اللہ! میری سنجیدہ، غیر سنجیدہ، بھول کر اور عمداً کی گئی خطاؤں اور جو کچھ مجھ سے سرزد ہوا سب کو مغفرت فرما دے۔ اے ہمارے اللہ! تو میرے وہ گناہ معاف کر دے جو مجھ سے پہلے ہو چکے یا بعد میں ہوں گے اور جو میں نے چھپائے یا ظاہر کیے اور جو تو مجھ سے زیادہ ان کو جاننے والا ہے تو ہی سب کو آگے بڑھانے والا اور تو ہی پیچھے رکھنے والا ہے اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ (اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ هُوَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ رسول معظم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ "اے اللہ! میرے لیے میرے دین کو

عِصۡمَةُ اَمۡرِیۡ وَاَصۡلِحۡ لِیۡ دُنۡیَایَ الَّتِیۡ فِیۡهَامَعَاشِیۡ وَاَصۡلِحۡ لِیۡ اٰخِرَتِیَ الَّتِیۡ فِیۡهَا مَعَادِیۡ وَاجۡعَلِ الۡحَیٰوةَ زِیَادَةً لِّیۡ فِیۡ کُلِّ خَیۡرٍ وَّاجۡعَلِ الۡمَوۡتَ رَاحَةً لِّیۡ مِنۡ کُلِّ شَرٍّ).(مسلم)2-1012

درست رکھنا۔ دین ہی میرے معاملات میں اصل سہارا ہے، میرے لیے میرے دنیا کے معاملات جن کے ساتھ میرا معاش وابستہ ہے درست فرمادے۔ میری آخرت کو میرے لئے درست فرمادے جہاں مجھے لوٹ کر جانا ہے اور میری زندگی کو ہر نیک کام زیادہ کرنے کا ذریعہ بنا اور موت کو میرے لیے ہر شر سے راحت کا موجب بنا۔(مسلم)

عَنۡ عَبۡدِاللّٰهِ بۡنِ مَسۡعُوۡدٍؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوۡلُ (اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُکَ الۡهُدٰی وَالتُّقٰی وَالۡعَفَافَ وَالۡغِنٰی).(مسلم)3-1013

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔"ہمارے اللہ! میں تجھ سے ہدایت،تقویٰ، پاکیزگی اور استغنا کا طلب گار ہوں۔ (مسلم)

عَنۡ عَلِیٍّؓ قَالَ قَالَ لِیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ قُلِ (اللّٰهُمَّ اهۡدِنِیۡ وَسَدِّدۡنِیۡ) وَاذۡکُرۡ بِالۡهُدٰی هِدَایَتَکَ الطَّرِیۡقَ وَبِالسَّدَادِ سَدَادَالسَّهۡمِ.(مسلم)4-1014

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس دعا کو مانگنے کی تلقین فرمائی۔"اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور مجھے سیدھا رکھنا" ہدایت سے مراد سیدھے راستے کی ہدایت اور سیدھا رکھنے سے مراد تیر کی مانند سیدھا رکھنا۔(مسلم)

عَنۡ اَبِیۡ مَالِکِ الۡاَشۡجَعِیِّؓ عَنۡ اَبِیۡهِ قَالَ کَا نَ رَجُلٌ اِذَا اَسۡلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِیُّ ﷺ الصَّلٰوةَ ثُمَّ اَمَرَهٗ اَنۡ یَّدۡعُوَ بِهٰؤُلَآءِ الۡکَلِمٰتِ (اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ وَاهۡدِنِیۡ وَعَافِنِیۡ وَارۡزُقۡنِیۡ).(مسلم)5-1015

حضرت ابو مالک اشجعیؓ کو ان کے والد نے بتایا کہ جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا تو نبی معظم ﷺ اس کو نماز کی تعلیم دیتے پھر ان کلمات کے ساتھ دعا مانگنے کا حکم دیتے۔"بارالٰہا! مجھے معاف فرمادے، مجھ پر رحم فرما، مجھے سیدھے راستے پر چلا، مجھے عافیت عطا فرما اور مجھے رزق عنایت فرما۔"(مسلم)

عَنۡ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَ اَکۡثَرُ دُعَآءِ النَّبِیِّ ﷺ اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَةً وَّفِی الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.(متفق علیه) 6-1016

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی مکرم ﷺ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔"اے ہمارے اللہ! ہمیں دنیا اور آخرت کی ہر نیکی اور بھلائی عطا فرما اور جہنم کی آگ کے عذاب سے محفوظ رکھیو۔(بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنۡ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ عَادَ رَجُلًا مِّنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ قَدۡ خَفَتَ فَصَارَ مِثۡلَ الۡفَرۡخِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ هَلۡ کُنۡتَ تَدۡعُوالله

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان بیمار کی بیمار پرسی کی۔ وہ بیماری کی وجہ سے بے حد کمزور، چوزے کی مانند ہو چکا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے

بِشَیْءٍ اَوْ تَسْأَلُهُ اِیَّاهُ قَالَ نَعَمْ كُنْتُ اَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ مَا كُنْتُ مُعَاقِبِیْ بِهٖ فِی الْاٰخِرَةِ فَعَجِّلْهُ لِیْ فِی الدُّنْیَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَا تُطِیْقُهُ وَلَا تَسْتَطِیْعُهُ اَفَلَا قُلْتَ (اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ) قَالَ فَدَعَا اللّٰهَ بِهٖ فَشَفَاهُ اللّٰهُ.(مسلم)7-1017

اس سے دریافت کیاتو اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا کرتا رہاہے؟اس نے جواب دیا۔ہاں! میں یہ دعا مانگتا رہاہوں۔الٰہی مجھے آخرت میں تونے جوسزادینی ہے وہ مجھے اس دنیامیں ہی دے دے۔" رسول اللہ ﷺ نے تعجب سے فرمایا۔سبحان اللہ! تو اس کی نہ طاقت رکھتاہے نہ استطاعت۔تونے اس طرح کیوں نہ دعا کی۔"اے اللہ ہمیں دنیااورآخرت کی ہرنیکی اوربھلائی عطافرمااورجہنم کی آگ سے محفوظ فرما۔حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیااس نے ان کلمات کے ساتھ اللہ سے دعا کی تو اللہ نے اس کوشفاعطا فرمائی۔(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ دعاہمیشہ جامع کلمات اورالفاظ میں مانگنی چاہیے۔
۲۔ آخرت کے ثواب کے بدلے دنیامیں کوئی آزمائش نہیں مانگنی چاہیے۔
۳۔ دعامانگتے ہوئے دانستہ اورنادانستہ ہوجانے والے سب گناہوں کی معافی طلب کرنی چاہیے۔
۴۔ جامع اوربہترین دعاوہ ہے جس میں دنیاوآخرت کی بہتری طلب کی جائے۔

كِتَابُ الْمَنَاسِكِ

حج کے ارکان

حج عبادات کا مرقع، دین کی جامعیت اور روح کا ترجمان ہے۔ یہ مسلمانوں کی اجتماعی تربیت اور ملت کے معاملات کا ہمہ گیر جائزہ لینے کا وسیع وعریض پلیٹ فارم ہے۔ شریعت نے امّتِ مسلمہ کو اپنے اور دنیا بھر کے تعلقات ومعاملات کا تجزیہ کرنے کے لئے سالانہ بین الاقوامی سٹیج مہیا کیا ہے تاکہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے معاملہ میں اپنی کمی وبیشی کا احساس کرتے ہوئے توبہ واستغفار کی صورت میں اس کی تلافی کا انتظام کریں۔ جہاں اپنے کردار وگفتار کا جائزہ لینا ہے وہاں ملتِ کفر کے حالات وواقعات اور ان کے فکر وعمل پر کڑی نظر رکھنا بھی نہایت ضروری ہے۔ یہ احتساب وعمل کی ایسی تربیت گاہ ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حج کے موقع پر مملکت کے گورنروں اور اعلیٰ حکام کا اجلاس منعقد کرتے اور ان علاقوں کے عمائدین سے وہاں کے حالات وواقعات اور حکام کے طرزِ عمل کے بارے میں استفسار فرماتے اور موقع پر ہی ہدایات جاری کرتے تھے۔ یہاں تک کہ کئی گورنروں کو ان کے علاقے کے معزز شہریوں کے سامنے احتساب کے لیے بھی پیش کیا کرتے تھے۔ حج صرف چند ارکان کی ادائیگی اور فقط بڑا اجتماع منعقد کرنے کا نام نہیں بلکہ اس میں تو افکار واعمال کی انفرادی اور اجتماعی اصلاح کا پروگرام دیا گیا ہے۔ اسی کے پیشِ نظر نبی کریم ﷺ نے جب حجاج کرام کو دھکم پیل اور حج کے مقصد سے ہٹتے ہوئے محسوس کیا تو موقع پر ہی ہدایات جاری فرمائیں، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے ہم رکاب تھے۔ لوگوں کی حالت یہ تھی کہ جمگھٹا کی صورت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے لئے زور آزمائی کر رہے تھے تو آپ ﷺ ہاتھ میں کوڑا لہراتے ہوئے لوگوں سے یہ فرماتے جا رہے تھے۔

عَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَإِنَ الْبِرَّ لَيْسَ فِيْ اِيْضَاعٍ

اے حجاج کرام! سنجیدگی اور وقار اختیار کیجئے، نیکی اچھلنے کودنے کا نام نہیں۔

فرضیّتِ حج

حج چند معیّن اور مقررہ ایام میں اللہ تعالیٰ کے دیوانوں اور پروانوں کی طرح اس کے دربار کی حاضری دینے کا نام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حاضری کے آداب بتلائے اور کر کے دکھلائے۔ یہ حاضری ہر صاحبِ استطاعت پر واجب ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ○ القرآن (آل عمران ۳:۹۷)

''اور اللہ تعالیٰ کے لئے حج کرنا فرض ہے ہر اس شخص پر جو اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو''۔

یہی بات نبیِ کریم ﷺ نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمائی کہ حج فرض ہے ہر اس آدمی پر

مَنْ مَلَكَ زَادًا وَّرَاحِلَةً تُبَلِّغُهٗ إِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ (ترمذی)

''جو استطاعت رکھتا ہو زادِ راہ اور سواری کی جس کے ذریعے بیت اللہ پہنچ جائے''۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَیْكُمُ الْحَجُّ فَحُجُّوْا فَقَالَ رَجُلٌ اَكُلَّ عَامٍ یَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَسَكَتَ حَتّٰی قَالَهَا ثَلٰثًا فَقَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ ذَرُوْنِیْ مَا تَرَكْتُكُمْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰی اَنْبِیَآئِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَیْءٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَیْتُكُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْهُ.(مسلم)1018-1

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا، لوگو! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے۔ اس لئے تم حج کرو۔ ایک آدمی نے پوچھا کیا ہر سال؟ آپ ﷺ خاموش رہے حتی کہ اس نے اپنا سوال تین بار دہرایا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا، اگر میں ہاں کہہ دیتا تو پر ہر سال حج فرض ہو جاتا اور تم اس کی استطاعت نہ رکھتے۔ پھر فرمایا، جب میں تمہاری خاطر کوئی بات چھوڑ دوں تو میرا پیچھا نہ کرو۔ تم سے پہلے بہت سے لوگ سوالات کی کثرت اور ابنیا سے اختلاف کے سبب ہلاک ہوئے۔ جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو مقدور بھر اسے بجا لاؤ اور جب کسی کام سے منع کروں تو اس سے باز آ جاؤ۔ (مسلم)

عَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ.(متفق علیه)1019-2

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ آپ نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ مزید پوچھا گیا۔ پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جہاد فی سبیل اللہ۔ دریافت کیا گیا۔ پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا، حج مبرور۔ (بخاری و مسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ كَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ.(متفق علیه)1020-3

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کی رضا کے لئے حج کیا۔ اور اس نے دورانِ حج کوئی شہوانی فعل اور فجور نہ کیا تو وہ ایسے لوٹے گا گویا اسی دن اس کی والدہ نے اس کو جنم دیا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعُمْرَةُ اِلَی الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَیْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَآءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ.(متفق علیه)1021-4

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں۔ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا، ایک عمرہ دوسرے عمرے کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور حجِ مقبول کی جزا صرف جنت ہی ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ عُمْرَةً فِیْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً. (متفق علیه) 5-1022

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا ، رمضان میں عمرہ حج کرنے کے برابر ہے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کا ثواب بیان فرمانے کا یہ مقصد نہیں کہ اگر کسی پر حج فرض ہو چکا ہے تو وہ رمضان میں عمرہ کرے تو اس کا فرض ادا ہو جائے گا۔ بلکہ اس کا مقصد تو صرف رمضان میں عمرہ کا ثواب بیان فرمانا ہے۔ایسے شخص کے ذمّہ حج کی ادائیگی باقی رہے گی جب تک وہ ادا نہ کرے۔

وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَقِیَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوا الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالُوْا مَنْ اَنْتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَفَعَتْ اِلَیْهِ امْرَاَةٌ صَبِیًّا فَقَالَتْ اَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ.(مسلم) 6-1023

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روحاء کے مقام پر ایک قافلے سے ملے ۔آپ ﷺ نے پوچھا کس قوم سے تعلق ہے؟ انہوں نے جواب دیا، مسلمان اور انہوں نے جواباً پوچھا آپ کون ہیں؟ آپ نے جواب دیا ، میں اللہ کا رسول ہوں ۔اس موقعہ پر ایک عورت نے ایک بچہ اوپر اٹھا کر پوچھا کیا اس کا حج ادا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اس کا اجر تمہیں بھی ملے گا۔(مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ امْرَاَةً مِّنْ خَثْعَمَ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِیْضَةَ اللّٰهِ عَلٰی عِبَادِهٖ فِی الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِیْ شَیْخًا كَبِیْرًا لَّا یَثْبُتُ عَلَی الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذَالِكَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ.(متفق علیه) 7-1024

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے دریافت کیا۔یارسول اللہ! اللہ کی جانب سے اپنے بندوں پر حج فرض کیا گیا کیا حج میرے والد پر واجب ہے جب کہ وہ اتنا بوڑھا ہے کہ اپنی سواری پر بیٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا؟ کیا میں اس کی جانب سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ اِنَّ اُخْتِیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَاِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَوْ كَانَ عَلَیْهَا دَیْنٌ اَكُنْتَ قَاضِیَهٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ دَیْنَ اللّٰهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ.(متفق علیه) 8-1025

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اس نے دریافت کیا میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی لیکن وہ فوت ہو گئی ہے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا۔اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تم اس کا قرض ادا کرتے؟ اس نے جواب دیا ہاں۔آپ نے فرمایا، اللہ کا قرض چکاؤ۔اللہ زیادہ حق دار ہے۔کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔(بخاری، مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ وَّلَا تُسَافِرَنَّ امْرَاَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَخَرَجَتِ امْرَاَتِيْ حَاجَّةً قَالَ اذْهَبْ فَاحْجُجْ مَعَ امْرَاَتِكَ.(متفق علیه)1026-9

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا۔کوئی شخص کسی غیر عورت سے تنہائی اختیار نہ کرے اور کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔اس پر ایک صحابی نے دریافت کیا۔یا رسول اللہ! میرا نام فلاں غزوہ کے لئے لکھا جا چکا ہے اور میری بیوی حج کے لئے گئی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا، جاؤ، اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔(بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَاْذَنْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ جِهَادُكُنَّ الْحَجُّ.(متفق علیه)1027-10

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے جہاد کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا، تمہارا جہاد حج کرنا ہے۔(بخاری، مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُسَافِرُ امْرَاَةٌ مَّسِيْرَةَ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ.(متفق علیه)1028-11

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی عورت محرم کے بغیر ایک دن اور رات کا سفر نہ کرے۔(بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمُهَلُّهُ مِنْ اَهْلِهِ وَكَذَاكَ وَكَذَاكَ حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا.(متفق علیه)1029-12

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ، شام والوں کے لئے جحفہ، اہل نجد کے لئے قرن المنازل اور اہل یمن کیلئے یلملم میقات مقرر فرمائے۔چنانچہ یہ میقات یہاں کے باسیوں کے لئے ہیں اور غیر باسیوں کے لئے بھی جو یہاں سے گزریں۔جو کوئی حج اور عمرہ کرنے کا ارادہ کرے وہ یہاں سے احرام باندھے، میقات کے اندر رہنے والے اپنے گھروں سے اور دوسرے گزرنے والے ان مقامات سے حتی کہ اہل مکہ اپنے گھروں سے احرام باندھیں۔(بخاری، مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مُهَلُّ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَالطَّرِيْقُ الْاٰخَرُ الْجُحْفَةُ وَمُهَلُّ اَهْلِ الْعِرَاقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ وَّمُهَلُّ اَهْلِ نَجْدٍ قَرْنٌ وَمُهَلُّ اَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمُ.(مسلم)1030-13

حضرت جابر ﷺ رسول اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا، اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں اور دوسرا راستہ جحفہ اختیار کریں۔اہل عراق ذات عرق سے۔نجد والے قرن المنازل سے اور یمن والے یلملم سے احرام باندھیں۔(مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ اِلَّا الَّتِيْ كَانَتْ مَعَ حَجَّتِهٖ عُمْرَةٌ مِّنَ الْحُدَيْبِيَّةِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةٌ مِّنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةٌ مِّنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةٌ مَّعَ حَجَّتِهٖ.(متفق علیه)14-1031

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے جو سب کے سب ذوالقعدہ میں تھے ماسوائے اس عمرہ کے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے ساتھ کیا۔ ایک عمرہ حدیبیہ سے ذوالقعدہ میں، دوسرے سال ذوالقعدہ میں، تیسرا جعرانہ سے جہاں غزوہ حنین کا مالِ غنیمت تقسیم کیا گیا ذوالقعدہ میں اور چوتھا عمرہ حجۃ الوداع کے ساتھ۔(بخاری و مسلم)

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ اَنْ يَّحُجَّ مَرَّتَيْنِ.(بخاری)15-1032

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج ادا کرنے سے قبل ذوالقعدہ میں دو عمرے کیے۔(بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ اَهْلُ الْيَمَنِ يَحُجُّوْنَ فَلَا يَتَزَوَّدُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ فَاِذَا قَدِمُوْا مَكَّةَ سَاَلُوا النَّاسَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى "فَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى". (البقرہ۲. ۱۹۶) (بخاری)16-1033

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ یمن کے لوگ زادِراہ کے بغیر حج کرنے آتے اور کہتے کہ ہم تو توکّل کرنے والے ہیں اور مکہ مکرمہ پہنچ کر لوگوں سے سوال کرنا شروع کر دیتے تب اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا، "تم زادِراہ ساتھ لے کر جاؤ بلاشبہ بہترین زادِراہ پرہیزگاری ہے"۔(بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ عمرہ سابقہ گناہوں کا کفارہ ہے اور حج کی جزا جنت ہوگی۔

۲۔ رمضان المبارک کے عمرے کا ثواب حج کے برابر ہوتا ہے۔

۳۔ نابالغ بچے کے حج کا ثواب والدین کو ہوگا۔۴۔ مجبور اور فوت شدہ کی طرف سے حج کیا جاسکتا ہے۔

۵۔ محرم کے بغیر حج کرنا جائز نہیں۔ البتہ معمر عورت رشتہ داروں کے ساتھ خاوند کی اجازت سے حج کر سکتی ہے

۶۔ عورت کا جہاد حج کرنا ہے۔

۷۔ حج کے لئے مانگنا جائز نہیں۔

بَابُ الْاِحْرَامِ وَالتَّلْبِيَةِ

احرام باندھنا اور تلبیہ کہنا

میقات اور احرام

جہاں سے احرام باندھا جاتا ہے اس جگہ کو میقات کہتے ہیں۔نبی اکرم ﷺ نے ازخود مکہ کے چاروں طرف حجاج کرام کے لئے میقات مقرر فرمائے جنوبی ایشیا جس میں پاکستان بھی شامل ہے ان کے لئے یلملم کا مقام مقرر کیا گیا جو سمندر میں واقع ہے اس لیے حج کے لیے جانے والوں پر ضروری ہے کہ وہ ائیر پورٹ پر ہی احرام باندھ لیں۔ کچھ علما نے جدہ پہنچ کر احرام باندھنے کی اجازت دی ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

رب کریم کا کرم ہے کہ اس نے موسم اور انسان کی کمزوریوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے اپنے گھروں سے احرام باندھنے کی بجائے میقات یعنی حدودِ حرم مقرر فرمائے تا کہ یہاں پہنچ کر زائر روزمرہ کا لباس اتار کر دو چادروں میں اپنے آپ کو لپیٹ لے۔ وہ قیمتی لباس جس کے رنگ ڈھنگ اور ڈیزائن پر یہ اترایا کرتا تھا' وہ دستارِ فضیلت جس کو سر پر سجاتے ہوئے سر بلند ہوا کرتا تھا' وہ کیپ جو کمانڈر انچیف ہونے کی علامت تھی' وہ تاج جو بادشاہی کی جلالت وتمکنت کا نشان تھا یک اتارنے کا حکم ملا اور اب بندۂ مؤمن عاجزی کا پیکر بن چکا ہے۔ یہاں واقعتاً شاہ وگدا ایک ہی مقام اور انداز میں کھڑے ہیں' حکم ہوا کہ اس وقت تک قدم آگے نہ اٹھنے پائیں جب تک زبان سے اللہ تعالیٰ کے حضور پیشی اور اس کی بلاشرکتِ غیرے بادشاہی اور اس کی نعمتوں کا برملا اعتراف نہ کرلیا جائے یہ حاضری اور تلبیہ اس صدا کا جواب ہے جو ہزاروں سال پہلے معمارِ کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر دی تھی۔جس کا قرآن مجید میں ذکر اس طرح سے ہے۔وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ اور لوگوں میں حج کے لیے اعلان کریں۔

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُوْ لَ اللّٰهِ ﷺ لِاِحْرَامِهٖ قَبْلَ اَنْ يُحْرِمَ وَلِحِلِّهٖ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ بِطِيْبٍ فِيْهِ مِسْكٌ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.(متفق عليه)1034-1

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو احرام باندھنے سے پہلے اور احرام کھولنے کے بعد اور بیت اللہ کا طواف کرنے سے قبل خوش بو لگائی جس میں کستوری ملی ہوئی تھی۔ گویا میں اب بھی رسول اکرم ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں اور آپ احرام میں ہیں۔(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُهِلُّ مُلَبِّدًا یَقُوْلُ (لَبَّیْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ) لَا یَزِیْدُ عَلٰی هٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ. (متفق علیه) 2-1035

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول محترم ﷺ سے احرام کی حالت میں لبیک پکارتے سنا جب آپ نے بالوں کو لیس دار مادے سے چپکایا ہوا تھا۔ ”میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں، بلاشبہ تمام تعریفیں اور شکرانے تیرے لیے ہیں۔ حکومت تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں“۔ آپ ان کلمات میں مزید اضافہ نہیں کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْهُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَدْخَلَ رِجْلَهٗ فِی الْغَرْزِ وَاسْتَوَتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ قَائِمَةً اَهَلَّ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِی الْحُلَیْفَةِ. (متفق علیه) 3-1036

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا اور آپ کی اونٹنی سیدھی کھڑی ہوگئی تو آپ ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ کے پاس تلبیہ کہنا شروع کیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَصْرُخُ بِالْحَجِّ صُرَاخًا. (مسلم) 4-1037

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بلند آواز سے لبیک پکارتے نکلے۔ (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ کُنْتُ رَدِیْفَ اَبِیْ طَلْحَةَ وَاِنَّهُمْ لَیَصْرُخُوْنَ بِهِمَا جَمِیْعًا الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ. (بخاری) 5-1038

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا۔ اس وقت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حج اور عمرہ دونوں کے لیے اکٹھا تلبیہ کہہ رہے تھے۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَاَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْحَجِّ فَاَمَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحَلَّ وَاَمَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ اَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ یَحِلُّوْا حَتّٰی کَانَ یَوْمُ النَّحْرِ. (متفق علیه) 6-1039

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ سے حجۃ الوداع کے سال نکلے۔ ہم میں کچھ لوگ صرف عمرہ کی نیت سے تلبیہ کہہ رہے، کچھ حج اور عمرہ کی نیت سے اور کچھ صرف حج کی نیت سے، جبکہ رسولِ اکرم ﷺ صرف حج کی نیت سے لبیک پکار رہے تھے۔ چنانچہ جس کی پکار صرف عمرہ کے لئے تھی وہ عمرہ کر کے حلال ہو گئے اور جس کی نیت صرف حج یا حج اور عمرہ کی تھی وہ قربانی کے دن تک حلال نہ ہوئے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تَمَتَّعَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَۃِ اِلَی الْحَجِّ بَدَأَ فَاَھَلَّ بِالْعُمْرَۃِ ثُمَّ اَھَلَّ بِالْحَجِّ.(متفق علیه)7-10340

رسولِ اکرم ﷺ نے حج اور عمرہ اکٹھے ادا کیے۔ آپ نے پہلے عمرہ کی نیت کی بعدازاں حج کی نیت کی۔ (بخاری ومسلم)

الفصل الثانی

دوسری فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَرْکَعُ بِذِی الْحُلَیْفَۃِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ اِذَا اسْتَوَتْ بِہِ النَّاقَۃُ قَائِمَۃً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِی الْحُلَیْفَۃِ اَھَلَّ بِھٰؤُلَآءِ الْکَلِمَاتِ وَیَقُوْلُ (لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ لَبَّیْکَ وَالرَّغْبَآءُ اِلَیْکَ وَالْعَمَلُ).(متفق علیه ولفظه لمسلم)8-1041

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ذی الحلیفہ مقام پر دو رکعتیں پڑھیں پھر جب ذی الحلیفہ کی مسجد کے پاس آپ کی اونٹنی پہنچی تو آپ نے تلبیہ کہا۔ اس کے کلمات یہ تھے۔ ''اے اللہ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں اور تیری اطاعت پر مدد چاہتا ہوں اور ہر قسم کی خیر و برکت تیرے ہاتھوں میں ہے۔ میں حاضر ہوں اور تجھی سے امیدیں وابستہ ہیں۔ اور تمام اعمال تیرے لیے ہیں۔ (بخاری ومسلم) یہ لفظ مسلم کے ہیں۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لَمَّا اَرَادَ الْحَجَّ اَذَّنَ فِی النَّاسِ فَاجْتَمَعُوْا فَلَمَّا اَتَی الْبَیْدَآءَ اَحْرَمَ.(بخاری)9-1042

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ نے لوگوں میں اعلان کرا دیا۔ چنانچہ بہت سے لوگ حج کے لئے جمع ہوئے۔ جب آپ بیداء (بلند ٹیلہ) کے مقام پر پہنچے تو آپ نے احرام باندھا۔ (بخاری)

۱۔ یہ الفاظ بخاری میں حضرت جابرؓ سے موجود نہیں صاحب مشکوٰۃ کو سہو ہو گیا۔ یہ الفاظ ترمذی کے ہیں۔ (بحوالہ مرعات)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ کَانَ الْمُشْرِکُوْنَ یَقُوْلُوْنَ (لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ) فَیَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَیْلَکُمْ قَدْ قَدْ (اِلَّا شَرِیْکًا ھُوَ لَکَ تَمْلِکُہُ وَمَا مَلَکَ) یَقُوْلُوْنَ ھٰذَا وَھُمْ یَطُوْفُوْنَ بِالْبَیْتِ.(مسلم)10-1043

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مشرکین کا تلبیہ یہ تھا۔ ''میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں'' یہ سن کر رسولِ اکرم ﷺ فرماتے، تم ہلاک ہو جاؤ ختم کرو چھوڑ دو! مشرکین اضافہ کرتے۔ ''ماسوائے اس شریک کے جس کو تو نے اپنے ساتھ اختیارات دیے ہیں۔ حقیقتاً وہ بادشاہ مالک نہیں ہیں۔ یہ تھا وہ تلبیہ جو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے وہ کہتے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

مشرکین اللہ تعالیٰ کو حقیقی مالک ومختار مانتے اور پکارتے تھے تاہم انکا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ اختیارات فوت شدہ بزرگوں کو دے رکھے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ تلبیہ پکارتے اور دعا کرتے ہوئے وہ اپنے بزرگوں کو وسیلہ اور طفیل کے طور پر شریک کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم تباہ ہو جاؤ اب تو تمہیں یہ شرک چھوڑ دینا چاہیے۔

خلاصۂ باب

۱۔ احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا سنت ہے۔

۲۔ تلبیہ کے الفاظ میں اضافہ کرنا جائز نہیں۔

۴۔ تلبیہ میقات سے شروع کرنا چاہیے۔

تفصیل کے لیے دیکھیے میری کتاب آپ ﷺ کا حج

بَابُ قِصَّةِ حَجَّةِ الوَدَاعِ

حجۃ الوداع کا واقعہ

الفصل الاول

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَكَثَ بِالْمَدِيْنَةِ تِسْعَ سِنِيْنَ لَمْ يَحُجّ ثُمَّ اَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ فِي الْعَاشِرَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَاجٌّ فَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ بَشَرٌ كَثِيْرٌ فَخَرَجْنَا مَعَهٗ حَتّٰى اِذَا اَتَيْنَا ذَاالْحُلَيْفَةِ فَوَلَدَتْ اَسْمَآءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِي بَكْرٍ فَاَرْسَلَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ اَصْنَعُ قَالَ اغْتَسِلِيْ وَاسْتَثْفِرِيْ بِثَوْبٍ وَاَحْرِمِيْ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَآءَ حَتّٰى اِذَا اسْتَوَتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ عَلَى الْبَيْدَآءِ اَهَلَّ بِالتَّوْحِيْدِ (لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ) قَالَ جَابِرٌ لَسْنَا نَنْوِيْ اِلَّا الْحَجَّ لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ حَتّٰى اِذَا اَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهٗ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ فَطَافَ سَبْعًا فَرَمَلَ ثَلٰثًا وَمَشٰى اَرْبَعًا ثُمَّ تَقَدَّمَ اِلٰى مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ فَقَرَاَ ("وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى") فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْبَيْتِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّهٗ قَرَءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَقُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ثُمَّ رَجَعَ اِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهٗ ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ اِلَى الصَّفَا فَلَمَّا دَنَا مِنَ

پہلی فصل

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں نو سال رہے اور آپ نے حج نہیں کیا۔ دسویں سال اعلان ہوا کہ رسول اکرم ﷺ حج کرنے جارہے ہیں تو مدینہ میں بہت لوگ آئے اور ہم سب آپ کے ساتھ نکلے اور ذوالحلیفہ پہنچے۔ وہاں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابوبکر کو جنم دیا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کو پیغام بھجوایا کہ میں کیا کروں؟ فرمایا کہ غسل کرکے۔ مضبوطی سے کپڑا کس لے اور احرام باندھ لے۔ پھر آپ ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ میں نماز ادا کی۔ اس کے بعد آپ قصوا اونٹنی پر سوار ہوئے۔ جب آپ کی اونٹنی اونچے ٹیلے پر سیدھی کھڑی ہوگئی تو آپ ﷺ نے توحید پر مشتمل تلبیہ پکارا "میں حاضر ہوں الٰہی! میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بلاشک تمام تعریفیں اور شکرانے تیرے لیے ہیں اور بادشاہی تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں"۔ حضرت جابر ﷺ کا بیان ہے ہمارا ارادہ صرف حج کرنے کا تھا۔ ہمارے لیے عمرہ معروف نہ تھا۔ جب ہم آپ ﷺ کے ساتھ بیت اللہ پہنچے، حجرِ اسود کا بوسہ لیا، بیت اللہ کے سات چکر لگائے۔ ان میں تین چکروں میں رمل کیا (یعنی تیز تیز چلے) اور چار چکر سکون کے ساتھ۔ پھر مقام ابراہیم کی طرف آئے اور آپ نے یہ آیت پڑھی کہ "مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ" آپ ﷺ نے دو رکعتیں ادا کیں۔ مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے

الصَّفَا قَرَأَ (”اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ“)اَبْدَأُ بِمَا بَدَءَ اللّٰهُ بِهٖ فَبَدَأَ بِالصَّفَا فَرَقِيَ عَلَيْهِ حَتّٰى رَاَى الْبَيْتَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَوَحَّدَ اللّٰهَ وَكَبَّرَهٗ وَقَالَ (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ) ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذَالِكَ قَالَ مِثْلَ هٰذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ نَزَلَ وَمَشٰى اِلَى الْمَرْوَةِ حَتّٰى انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ بَطْنِ الْوَادِيْ ثُمَّ سَعٰى حَتّٰى اِذَاصَعِدَتَا مَشٰى حَتّٰى اَتَى الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا حَتّٰى اِذَا كَانَ اٰخِرُ طَوَافٍ عَلَى الْمَرْوَةِ نَادٰى وَهُوَ عَلَى الْمَرْوَةِ وَالنَّاسُ تَحْتَهٗ فَقَالَ لَوْ اَنِّيْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ اَسُقِ الْهَدْيَ وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهٗ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ ؓ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلِعَامِنَا هٰذَا اَمْ لِاَبَدٍ فَشَبَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَصَابِعَهٗ وَاحِدَةً فِي الْاُخْرٰى وَقَالَ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ مَرَّتَيْنِ لَا بَلْ لِاَبَدِ اَبَدٍ وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِّنَ الْيَمَنِ بِبُدْنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهٗ مَاذَا قُلْتَ حِيْنَ فَرَضْتَ الْحَجَّ قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُهِلُّ بِمَا اَهَلَّ بِهٖ رَسُوْلُكَ قَالَ فَاِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ فَلَا تَحِلُّ قَالَ فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِيْ قَدِمَ بِهٖ عَلِيٌّ مِّنَ الْيَمَنِ وَالَّذِيْ اَتٰى بِهٖ

درمیان رکھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں سورۃ الاخلاص اور دوسری میں سورۃ الکافرون کی تلاوت فرمائی۔ پھر حجر اسود کی طرف جا کر اس کا بوسہ لیا پھر دروازے سے صفا کی طرف گئے' صفا کے قریب آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی ”بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں“۔ میں ابتدا کرتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے ابتدا فرمائی۔ چنانچہ سعی صفا سے شروع کی۔ آپؐ صفا پر چڑھے یہاں تک کہ بیت اللہ کی طرف دیکھا اور قبلہ رخ ہو کر اللہ کی بڑائی بیان کی اور کہا ”کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' سلطنت وحمد وثنا اسی کے لائق ہیں۔ اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ کوئی معبود نہیں، ماسوائے اللہ واحد کے جس نے اپنا وعدہ وفا کیا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اکیلے نے تمام جماعتوں کو شکست دی۔“ پھر اس دوران دعا مانگی اور آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین بار دہرائے۔ پھر آپ مروہ کی طرف چلے۔ جب وادی میں پہنچے پھر آپ نے سعی کی یہاں تک کہ مروہ پہاڑی پر چڑھے اور مروہ پر بھی اسی طرح کیا جس طرح صفا پر کیا تھا۔ حتیٰ کہ مروہ کا آخری چکر مکمل کیا۔ آپ ﷺ نے مروہ پر کھڑے ہو کر لوگوں کو خطاب فرمایا اگر میں پہلے جان جاتا جو مجھے بعد میں علم ہوا ہے تو میں قربانی ساتھ نہ لاتا اور عمرہ کرتا تم میں جس کے پاس قربانی نہیں ہے وہ حلال ہو جائے (احرام کھول دے) اور پہلے عمرہ کر لے۔ حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم ؓ کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ! کیا یہ حکم اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ تو حضور ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں

النَّبِيُّ ﷺ مِائَةً قَالَ فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ
وَقَصَّرُوْا اِلَّا النَّبِيَّ ﷺ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ
فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ تَوَجَّهُوْا اِلٰى مِنٰى
فَاَهَلُّوْا بِالْحَجِّ وَرَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلّٰى بِهَا
الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ
ثُمَّ مَكَثَ قَلِيْلًا حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَاَمَرَ
بِقُبَّةٍ مِنْ شَعْرٍ تُضْرَبُ لَهٗ بِنَمِرَةَ فَسَارَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ ﷺ وَلَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ اِلَّا اَنَّهٗ وَاقِفٌ
عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ
تَصْنَعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَاَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
حَتّٰى اَتٰى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْضُرِبَتْ لَهٗ
بِنَمِرَةَ فَنَزَلَ بِهَآ حَتّٰى اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ اَمَرَ
بِالْقَصْوَآءِ فَرُحِلَتْ لَهٗ فَاَتٰى بَطْنَ الْوَادِيْ
فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ اِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَاَمْوَالَكُمْ
حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ
شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَاا لَا كُلُّ شَيْءٍ
مِّنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوْعٌ
وَّدِمَآءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ وَاِنَّ اَوَّلَ دَمٍ اَضَعُ
مِنْ دِمَآءِ نَا دَمُ ابْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَكَانَ
مُسْتَرْضَعًا فِيْ بَنِيْ سَعْدٍ فَقَتَلَهٗ هُذَيْلٌ وَرِبَا
الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ وَاَوَّلُ رِبًا اَضَعُ مِنْ رِّبَانَا
رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَاِنَّهٗ مَوْضُوْعٌ كُلُّهٗ
فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَآءِ فَاِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ
بِاَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ
وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ اَحَدًا
تَكْرَهُوْنَهٗ فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا

داخل کر کے دوبار فرمایا کہ عمرہ حج میں اس طرح داخل ہے۔
اور یہ حکم ہمیشہ کے لیے ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے
نبیؐ کے لیے قربانیاں لائے تھے تو آپ نے پوچھا کہ جب تم
نے حج کا احرام باندھا تھا تو تم نے کیا کہا؟ حضرت علی
ؓ نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ میں نے بھی ویسا ہی احرام
باندھا جیسا کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا۔تو آپ
نے فرمایا میرے پاس قربانی ہے لہٰذا تو بھی احرام نہ کھولنا
حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علی یمن سے جو
قربانیاں لائے تھے وہ اور نبی اکرم ﷺ کی لائی ہوئی
قربانیاں کل سو تھیں۔لوگوں نے احرام کھول دیے اور بال
کٹوائے اور حج کا احرام باندھا اور نبی ﷺ بھی منیٰ کی
طرف روانہ ہوئے اور وہاں ظہر' عصر' مغرب' عشا اور فجر کی
نماز پڑھائی پھر تھوڑی دیر ٹھہرے یہاں تک کہ سورج طلوع
ہو گیا۔اور آپ ﷺ نے نمرہ میں خیمہ لگانے کا حکم دیا۔
اور آپ ﷺ چل دیے اور قریش کو کچھ شک نہ تھا کہ
آپ مشعر حرام کے پاس ٹھہریں گے جیسا کہ قریش دور
جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔لیکن حضور ﷺ اسے عبور کر
کے عرفہ پہنچ گئے۔اور نمرہ میں خیمہ بنا دیا گیا تھا۔آپ
ﷺ وہاں ٹھہرے اور زوال کے وقت قصوٰی نامی اونٹنی
کو تیار کرنے کا حکم دیا تو اونٹنی پر پالان رکھ کر تیار کر دی گئی۔
چنانچہ آپ ﷺ وادی عرفات پہنچے اور لوگوں کو خطبہ دیا۔
آپ نے فرمایا۔تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں
جس طرح یہ دن، یہ مہینہ اور یہ شہر حرام ہیں۔دور جاہلیت
کے تمام امور میرے قدموں کے نیچے کالعدم ہیں۔
دور جاہلیت کے تمام خون معاف ہیں اور (اہل اسلام کے)
قتلوں میں سے سب سے پہلے ربیعہ بن الحارث کے بیٹے کا

غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَّا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ كِتَابُ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تُسْئَلُوْنَ عَنِّيْ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَاَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ فَقَالَ بِاِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا اِلَى السَّمَآءِ وَيَنْكُتُهَا اِلَى النَّاسِ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ رضی اللہ عنہ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ رَكِبَ حَتّٰى اَتَى الْمَوْقِفَ فَجَعَلَ بَطْنَ نَاقَتِهِ الْقَصْوَآءِ اِلَى الصَّخْرَاتِ وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيْلًا حَتّٰى غَابَ الْقُرْصُ وَاَرْدَفَ اُسَامَةَ وَدَفَعَ حَتّٰى اَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَصَلّٰى بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِاَذَانٍ وَّاحِدٍ وَّاِقَامَتَيْنِ وَ لَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَصَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ بِاَذَانٍ وَّاِقَامَةٍ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَآءَ حَتّٰى اَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَاهُ وَكَبَّرَهُ وَهَلَّلَهُ وَوَحَّدَهُ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى اَسْفَرَ جِدًّا فَدَفَعَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَاَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ حَتّٰى اَتَى بَطْنَ مُحَسِّرٍ فَحَرَّكَ قَلِيْلًا ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيْقَ الْوُسْطَى الَّتِيْ تَخْرُجُ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى حَتّٰى اَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِيْ عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمَاهَا

خون معاف کرتا ہوں۔ جس کو قبیلہ بنی سعد میں دودھ پلائی کے دوران اسے ہذیل نے قتل کر دیا تھا۔ زمانہ ءجاہلیت کے تمام سود ختم کر دیے گئے ہیں۔ سب سے پہلے عباس بن عبدالمطلب کے سود ختم کرتا ہوں اور ہر قسم کے سود کا خاتمہ ہے۔ لوگو! عورتوں کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ تم اللہ تعالیٰ کی امان سے انہیں اپنے نکاح میں لائے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ ان کی شرم گاہیں تم پر حلال ہوئی ہیں۔ تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستروں میں کسی کو نہ آنے دیں تم جن سے کراہت کرتے ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو ان کو سزا دو لیکن زیادہ شدید نہیں۔ اور ان کا تم پر حق ہے کہ تم انہیں مناسب انداز میں نان ونفقہ اور لباس مہیا کرو۔ بلاشبہ میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب چھوڑے جا رہا ہوں جس کو اگر تم مضبوطی سے تھامے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اگر تم سے میرے متعلق سوال کیا گیا تو تمہارا جواب کیا ہو گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا، بلاشبہ آپ ﷺ نے تبلیغ ،فرض کی ادائیگی اور نصیحت و خیر خواہی کا حق ادا کر دیا۔ پھر اپنی انگشتِ شہادت آسمان کی طرف اٹھائی اور لوگوں کی طرف رخ کرتے ہوئے فرمایا، بارالٰہا! گواہ رہنا اے اللہ! گواہ رہنا۔ تین بار فرمایا۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی، آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز ظہر ادا کی۔ پھر اقامت کہی اور نمازِ عصر ادا کی۔ دونوں نمازوں کے درمیان آپ ﷺ نے اور کچھ (سنت، نوافل) ادا نہیں کئے۔ پھر سوار ہوئے اور عرفات پہنچے۔ وادی میں قصوا اونٹنی کو ریت کے ٹیلے حبل المشاۃ کو سامنے رکھتے ہوئے قبلہ رخ ہو کر چٹانوں کی طرف موڑا۔ سورج کے غروب ہونے تک وہاں ٹھہرے رہے۔ شفق کی زردی ختم ہو گئی اور آپ ﷺ

بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِّنْهَا مِثْلَ حَصَى الْخَذْفِ رَمٰى مِنْ بَطْنِ الْوَادِىْ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ ثَلٰثًا وَّسِتِّيْنَ بَدَنَةً بِيَدِهٖ ثُمَّ اَعْطٰى عَلِيًّا ﷜ فَنَحَرَ مَا غَبَرَ وَاَشْرَكَهٗ فِىْ هَدْيِهٖ ثُمَّ اَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبُضْعَةٍ فَجُعِلَتْ فِىْ قِدْرٍ فَطُبِخَتْ فَاَكَلَا مِنْ لَّحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَّرَقِهَا ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَفَاضَ اِلَى الْبَيْتِ فَصَلّٰى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ فَاَتٰى عَلٰى بَنِىْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ يَسْقُوْنَ عَلٰى زَمْزَمَ فَقَالَ انْزِعُوْا بَنِىْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَلَوْلَا اَنْ يَّغْلِبَكُمُ النَّاسُ عَلٰى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ فَنَاوَلُوْهُ دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ.(مسلم)1044-1

مزدلفہ پہنچے اور حضرت اسامہ﷜ آپ کے پیچھے سوار تھے۔ پھر آپ نے ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ مغرب اور عشا کی نمازیں پڑھیں۔ ان دونوں نمازوں کے درمیان اور کچھ نہیں پڑھا۔ صبح ہونے تک آپ ﷺ استراحت فرماتے رہے۔ صبح روشن ہونے پر آپ نے اذان اور اقامت کے ساتھ نمازِ فجر ادا کی پھر قصواپر سوار ہوکر مشعر الحرام پہنچے۔ قبلہ رو ہوکر دعائیں مانگیں، اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اظہار کیا۔ لا الٰہ الّا اللہ اور توحید کے کلمات دہراتے رہے۔ آگے بڑھنے سے قبل وہاں کھڑے رہے۔ سورج نکلنے سے پہلے آپ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے پیچھے سوار تھے۔ وادی محسر پہنچنے پر آپ نے اپنی سواری کی قدرے رفتار بڑھائی۔ جمرۃ الکبریٰ پہنچانے والے راستے کو اختیار کیا۔ حتیٰ کہ درخت کے قریب جمرہ کے پاس پہنچے۔ جمرۂ عقبہ کو سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری، مارتے وقت بلند آواز سے تکبیر کہتے۔ ہر کنکری انگلی کے پوٹے کے برابر تھی۔ آپ ﷺ نے یہ کنکریاں وادی کے بیچ سے ماریں۔ وہاں سے آپ قربان گاہ کی طرف پلٹے اور اپنے دست مبارک سے تریسٹھ اونٹوں کو نحر کیا۔ باقی ماندہ اونٹ حضرت علی﷜ کو قربان کرنے کے لیے دیے۔ آپ ﷺ نے حضرت علی﷜ کو اپنی قربانی میں شامل فرمایا۔ پھر ہر جانور سے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا لینے کی ہدایت فرمائی۔ یہ گوشت ایک دیگ میں ڈال کر پکایا گیا۔ نبی اکرم ﷺ اور حضرت علی﷜ دونوں نے ان کا گوشت کھایا اور شوربا پیا۔ اس کے بعد سوار ہوکر رسول معظم ﷺ بیت اللہ کا طواف افاضہ کیا اور ظہر کی نماز مکہ مکرمہ میں ادا کی۔ پھر آپ بنی عبدالمطلب جو لوگوں کو آبِ زمزم پلا رہے تھے ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا، زور سے پانی نکالتے رہو۔ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ پانی نکالنے میں تم پر غلبہ حاصل کرلیں گے تو میں ضرور تمہارے ساتھ پانی نکالنے میں شریک ہوجاتا۔ اس پر انہوں نے نبی کریم ﷺ کو پانی کا ایک ڈول پیش کیا اور آپ ﷺ نے اس میں سے پیا۔ (مسلم)

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِىِّ ﷺ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم میں سے کچھ نے عمرہ کی نیت کی تھی اور کچھ نے حج کی نیت کی۔ جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے تو آپ نے حکم دیا کہ جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہے اور اس

وَلَمْ يُهْدِ فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ اَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَاَهْدٰى فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا وَفِیْ رِوَايَةٍ فَلَايَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ بِنَحْرِ هَدْيِهٖ وَمَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهٗ قَالَتْ فَحِضْتُ وَلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمْ اَزَلْ حَائِضًا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ اُهْلِلْ اِلَّا بِعُمْرَةٍ فَاَمَرَنِی النَّبِیُّ ﷺ اَنْ اَنْقُضَ رَأْسِیْ وَاَمْتَشِطَ وَاُهِلَّ بِالْحَجِّ وَاَتْرُكَ الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ حَتّٰى قَضَيْتُ حَجِّیْ بَعَثَ مَعِیَ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِیْ بَكْرٍ ؓ وَاَمَرَنِیْ اَنْ اَعْتَمِرَ مَكَانَ عُمْرَتِیْ مِنَ التَّنْعِيْمِ قَالَتْ فَطَافَ الَّذِيْنَ كَانُوْا اَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوْا ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا بَعْدَ اَنْ رَّجَعُوْا مِنْ مِّنًى وَاَمَّا الَّذِيْنَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَاِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَّاحِدًا.(متفق علیه)2-1045

کے ساتھ قربانی نہیں ہے وہ (عمرہ کرنے کے بعد) احرام کھول دے۔ جس شخص نے عمرہ کی نیت سے احرام باندھا ہے اور اس کے ساتھ قربانی کا جانور ہے تو وہ عمرہ کے ساتھ حج کی نیت کر لے۔ وہ اس وقت تک حلال نہ ہوگا جب تک وہ حج اور عمرہ سے فارغ نہ ہو جائے۔ دوسری روایت میں ہے، وہ حلال نہیں ہوگا جب تک وہ قربانی ذبح کر کے حلال نہ ہو جائے اور جس شخص نے حج کی نیت سے احرام باندھا ہے وہ حج مکمل کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں حائضہ ہوگئی۔ نہ میں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور نہ ہی صفا و مروہ کے درمیان سعی۔ یومِ عرفہ تک میں حائضہ رہی اور میں نے عمرہ ہی کا احرام باندھا تھا۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں بال کھول دوں، کنگھی کروں اور حج کی نیت سے احرام باندھ لوں اور عمرہ کو ترک کر دوں۔ میں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ میں نے فریضہء حج ادا کیا۔ آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو میرے ساتھ بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ اپنے عمرہ کے مقام کے بجائے تنعیم سے عمرہ کے لئے احرام باندھوں۔ حضرت عائشہ بیان رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جن لوگوں نے عمرہ کی نیت کی تھی وہ طواف بیت اللہ اور سعی بین الصفا والمروہ کے بعد حلال ہو گئے۔ پھر منٰی سے واپس آ کر انہوں نے طواف کیا اس کے بالمقابل جنہوں نے حج اور عمرہ کو اکٹھا کیا تھا انہوں نے ایک ہی طواف کیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما قَالَ تَمَتَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ اِلَی الْحَجِّ فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْیَ مِنْ ذِی الْحُلَيْفَةِ وَبَدَاَ فَاَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ اَهَلَّ بِالْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ بِالْعُمْرَةِ اِلَی الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ اَهْدٰى وَمِنْهُمْ مَنْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ حجۃ الوداع میں حج کے ساتھ عمرہ سے متمتع ہوئے آپ ذوالحلیفہ سے قربانی کے جانور ساتھ لے گئے۔ آپ نے ابتداءً عمرہ کا احرام باندھا بعد ازاں حج کی بھی نیت کر لی۔ چنانچہ کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی حج کے ساتھ عمرہ کا فائدہ اٹھایا۔ بعض کے ساتھ قربانی کے جانور تھے اور بعض کے

لَمْ يُهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ اَهْدٰى فَاِنَّهُ لَا يَحِلُّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَجَّهُ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مِّنْكُمْ اَهْدٰى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيُحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ وَلْيُهْدِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهٖ فَطَافَ حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ اَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلٰثَةَ اَطْوَافٍ وَمَشٰى اَرْبَعًا فَرَكَعَ حِيْنَ قَضٰى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَالْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ فَاَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ اَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحِلَّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى قَضٰى حَجَّهُ وَنَحَرَهَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَاَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ. (متفق عليه) 1046-3

ساتھ نہ تھے۔ جب رسول اکرم ﷺ نے مکہ میں قدم رنجہ فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جس کے ساتھ قربانی ہے وہ حج کی ادائیگی تک حلال نہیں ہوگا اور جس کے ساتھ قربانی نہیں ہے وہ بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کرے، بال کٹوائے اور احرام کھول کر حلال ہو جائے۔ دوبارہ حج کی نیت سے احرام باندھے اور قربانی دے۔ جس کو قربانی کی استطاعت نہ ہو وہ دوران حج تین روزے رکھے۔ اور گھر لوٹ کر سات روزے رکھے چنانچہ آپ ﷺ نے مکہ پہنچنے پر بیت اللہ کا طواف کیا۔ ہر چکر کی ابتدا حجر اسود کے بوسے سے کی۔ پہلے تین چکر تیزی سے چل کر اور چار چکر آرام سے پورے کئے۔ بیت اللہ کا طواف مکمل کرنے کے بعد آپ نے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔ سلام پھیرنے کے بعد پلٹے اور صفا اور مروہ کے سات چکر کاٹے۔ پھر آپ فریضہ حج کی ادائیگی، قربانی کے دن اپنی قربانیاں ذبح کرنے، اور بیت اللہ کے طواف افاضہ کے بعد آپ ﷺ تمام پابندیوں سے آزاد ہوئے۔ لوگوں میں سے جو اپنے ساتھ قربانی کے جانور لائے تھے انہوں نے بھی رسولِ اکرم ﷺ کی طرح عمل کیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهٖ عُمْرَةٌ اسْتَمْتَعْنَا بِهَا فَمَنْ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَهُ الْهَدْيُ فَلْيَحِلَّ الْحِلَّ كُلَّهُ فَاِنَّ الْعُمْرَةَ قَدْ دَخَلَتْ فِي الْحَجِّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ. (مسلم) 1047-4

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا، یہ عمرہ ہے جس سے ہم متمتع ہوئے۔ سو جس شخص کے پاس قربانی کا جانور نہیں ہے وہ پوری طرح حلال ہو جائے۔ بے شک حج کے ساتھ عمرہ کی شمولیت قیامت تک کے لیے ہے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَطَآءٍ رحمه الله تعالىٰ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ فِيْ نَاسٍ مَّعِيَ قَالَ اَهْلَلْنَا

حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں میں نے اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ حضرت جابر ﷺ سے سنا۔ کہ ہم

اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ بِالْحَجِّ خَالِصًا وَّحْدَهٗ قَالَ عَطَآءٌ رحمه الله تعالٰی قَالَ جَابِرٌ ؓفَقَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِی الْحَجَّةِ فَاَمَرَنَا اَنْ نَّحِلَّ قَالَ عَطَآءٌ رحمه اللّٰهُ قَالَ حِلُّوْا وَاَصِيْبُوا النِّسَآءَ قَالَ عَطَآءٌ رحمه الله تعالٰی وَلَمْ يَعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلٰكِنْ اَحَلَّهُنَّ لَهُمْ فَقُلْنَا لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ اِلَّا خَمْسٌ اَمَرَنَا اَنْ نُّفْضِیَ اِلٰی نِسَآئِنَا فَنَاْتِیَ عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاكِيْرُنَا الْمَنِیَّ قَالَ يَقُوْلُ جَابِرٌ ؓبِيَدِهٖ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی قَوْلِهٖ بِيَدِهٖ يُحَرِّكُهَا قَالَ فَقَامَ النَّبِیُّ ﷺ فِيْنَا فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّیْ اَتْقٰكُمْ لِلّٰهِ وَاَصْدَقُكُمْ وَاَبَرُّ كُمْ وَلَوْ لَا هَدْيِیْ لَحَلَلْتُ كَمَا تُحِلُّوْنَ وَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ اَسُقِ الْهَدْیَ فَحِلُّوْا فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَاَطَعْنَا قَالَ عَطَآءٌ رحمه الله تعالی قَالَ جَابِرٌ ؓفَقَدِمَ عَلِیٌّ مِنْ سِعَايَتِهٖ فَقَالَ بِمَ اَهْلَلْتَ قَالَ بِمَا اَهَلَّ بِهِ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا قَالَ وَاَهْدٰی لَهٗ عَلِیٌّ ؓهَدْيًا فَقَالَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلِعَامِنَا هٰذَا اَمْ لِاَبَدٍ قَالَ لِاَبَدٍ. (مسلم) 5-1048

اصحاب محمد ﷺ نے صرف حج کے لیے ہی احرام باندھا تھا عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت جابرؓ کی بات نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ذوالحجہ کی چار تاریخ کی صبح کو قدم رنجہ فرمایا اور ہمیں حلال ہونے کا حکم دیا۔ عطاء رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے آپ ﷺ نے حکم دیا کہ پاک ہو جاؤ اور اپنی عورتوں سے مل سکتے ہو۔ عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں مجامعت ضروری نہیں لیکن عورتیں ان کے لئے حلال ہو گئیں۔ ہم نے آپس میں کہا ہمیں بیویوں سے جماع کا اس وقت حکم دیا گیا ہے جبکہ ہمارے اور عرفہ کے درمیان صرف پانچ راتیں باقی ہیں گویا جب ہم عرفہ پہنچیں گے؟ تو ہمارے آلہ تناسل منی کے قطرے گرا رہے ہوں گے۔ حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے گویا کہ اس بات پر میں حضرت جابر کو ہاتھ سے اشارہ کرتے دیکھ رہا ہوں اور انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ تم سب کو معلوم ہے کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا، سب سے زیادہ سچا اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار ہوں۔ اگر میرے پاس قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی تمہاری طرح حلال ہو جاتا اگر اس معاملہ میں قبل ازیں وہ معلوم ہو جاتا جو بعد میں علم ہوا تو میں کبھی قربانی کے جانور ساتھ نہ لاتا۔ پس تم حلال ہو جاؤ۔ چنانچہ ہم نے احرام کھول دیے اور ہم نے سنا اور اطاعت کی عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علی ؓ یمن سے قضا کی ڈیوٹی سے آئے تھے۔ رسول معظم ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا، تیرے احرام کی کیا نیت ہے؟ انہوں نے جواب دیا جس طرح نبی اکرم ﷺ نے احرام باندھا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، تیرے پاس قربانی کے جانور ہیں اس لیے احرام باندھے رکھو۔ حضرت جابر ؓ نے بھی بتایا کہ حضرت علی ؓ آپ ﷺ کے لیے قربانی کے جانور لائے تھے۔ سراقہ بن مالک بن جعشم نے دریافت کیا کیا حج کے ساتھ عمرہ کرنا صرف اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟۔ نبی اکرم ﷺ فرمایا، ہمیشہ کے لیے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهَا اَنَّهَا قَالَتْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَرْبَعٍ مَّضَیْنَ مِنْ ذِی الْحَجَّةِ اَوْخَمْسٍ فَدَخَلَ عَلَیَّ وَهُوَ غَضْبَانُ فَقُلْتُ مَنْ اَغْضَبَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ قَالَ اَوَ مَا شَعَرْتِ اَنِّیْ اَمَرْتُ النَّاسَ بِاَمْرٍ فَاِذَا هُمْ یَتَرَدَّدُوْنَ وَلَوْ اَنِّیْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَاسُقْتُ الْهَدْیَ مَعِیَ حَتّٰی اَشْتَرِیَهُ ثُمَّ اُحِلَّ کَمَا حَلُّوْا.

(مسلم)6-1049

حضرت عائشہ بیان رضی اللہ عنہا کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے چار یا پانچ ذوالحجہ کو قدم رنجہ فرمایا ۔ آپ ﷺ میرے ہاں غصہ سے بھرے تشریف لائے میں نے عرض گزاری یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو کس نے ناراض کیا؟ اللہ تعالیٰ اس کو واصل جہنم کرے۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا، کیا تجھے معلوم نہیں۔ میں نے ان لوگوں کو حکم دیا لیکن وہ اس کے بجا لانے میں متردّد ہوئے؟ مجھے جس طریقہ کا علم بعد میں ہوا اگر پہلے ہی ہو جاتا تو میں اپنے ساتھ قربانی کے جانور نہ لاتا، یہیں سے خرید لیتا پھر دوسرے لوگوں کے ساتھ احرام کھول دیتا۔ (مسلم)

خطبۂ عرفات کا خلاصہ

۱۔ تمہارے خون، مال ایک دوسرے کے لیے اس طرح محترم ہیں جس طرح یوم عرفہ، ماہ ذوالحجہ اور مکہ معظمہ۔

۲۔ دورِ جہالت کی تمام رسومات کو میں اپنے پاؤں تلے روندتا ہوں۔

۳۔ سابقہ قتل وغارت اور سب سے پہلے اپنے خاندان یعنی ربیعہ بن الحارث کے بیٹے کے قاتل کو معاف کرتا ہوں۔

۴۔ واجب الاداسود کی رقم لینا حرام ہوگی اور میں اپنے چچا کا سود سب سے پہلے معاف کرتا ہوں۔

۵۔ لوگو! عورتوں اور غلاموں کے حقوق کا خیال رکھنا۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کے قرآن اور میرے طریقے کو مضبوطی سے جب تک تھامے رکھو گے گمراہ نہیں ہو گے۔

بَابُ دُخُولِ مَكَّةَ وَالطَّوَافِ

مکہ میں داخل ہونا اور بیت اللہ کا طواف کرنا

تاریخِ کعبہ

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ (آل عمران ۳:۹۶)

''بے شک سب سے پہلی عبادت گاہ جو انسانوں کے لیے تعمیر ہوئی وہ مکہ مکرمہ میں ہے اسے خیر و برکت دی گئی ہے اور اس کو اہل دنیا کے لیے مرکز ہدایت بنایا گیا ہے''۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری کی شرح فتح الباری میں ایک روایت ذکر کی ہے جس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ بیت اللہ کی سب سے پہلی اساس حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھوں رکھی گئی اور فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس جگہ کی نشاندہی کی۔ بعد ازاں طوفان نوح اور سینکڑوں سال کے حوادث نے اسے بے نشان کر دیا تھا۔ البتہ کچھ آثار باقی تھے جن پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنیاد رکھی تھی جیسا کہ آپ چند سطور کے بعد صحیح بخاری کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں گے یہی وہ مقام بنیاد ہے جس کا تذکرہ قرآن حکیم میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِىْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ (پ۱۷۔الحج ۲۲:۲۶)

''وہ وقت یاد کیجئے جب ہم نے ابراہیم کے لیے اس گھر کی جگہ تجویز کی تھی کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھا جائے''۔

کعبۃ اللہ کی عظمت و فضیلت

اس جہانِ رنگ و بو میں بے شمار خوبصورت سے خوبصورت ترین عمارات و محل موجود ہیں جن کے حسن و جمال میں اضافہ کرنے کے لئے لاکھوں کروڑوں روپے لگائے گئے اور مزید خرچ کئے جا رہے ہیں۔ ان کو دیکھیں تو عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ لیکن کوئی ایسی جگہ یا عمارت نہیں جس کے دیدار کو اہل جہاں کے لیے لازم قرار دیا گیا ہو اور جس کے لیے اتنی دنیا کے دل تڑپتے ہوں۔ یہ اکرام و مقام صرف ایک عمارت کو نصیب ہوا جس کو عام پتھروں سے بنایا گیا ہے' اللہ رب العزت نے جس کو بیت اللہ قرار دیا ہے۔

مرکزِ ملتِ اسلامیہ

اسے قبلہ بنا کر ملت اسلامیہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کا موقعہ دیا گیا ہے تاکہ جس طرح ان کے احساسات و جذبات کا رخ ، ایک ہی طرف یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اسی طرح ان کا جسمانی زاویہ بھی ایک ہی رخ اختیار کرے تاکہ ملت مسلمہ کی مرکزیت قائم اور مظبوط ہو سکے۔

الفصل الاول

عَنْ نَافِعٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ اِنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ لَا يَقْدَمُ مَكَّةَ اِلَّا بَاتَ بِذِىْ طُوًى حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَغْتَسِلَ وَيُصَلِّىَ فَيَدْخُلَ مَكَّةَ نَهَارًا وَّاِذَا نَفَرَ مِنْهَا مَرَّ بِذِىْ طُوًى وَبَاتَ بِهَا حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَذْكُرُ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذَالِكَ. (متفق عليه) 1050-1

پہلی فصل

حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ میں قدم رنجہ فرمانے سے پہلے ذی طویٰ میں رات گزارتے۔ صبح غسل کر کے نماز ادا کرتے۔ مکہ مکرمہ میں دن کے وقت داخل ہوتے۔ اسی طرح مکہ مکرمہ سے لوٹتے تو رات ذی طویٰ میں گزار کر صبح کے وقت روانہ ہوتے اور فرماتے رسولِ معظم ﷺ نے اسی طرح کیا تھا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَآئِشَةَ رضى الله عنها قَالَتْ اِنَّ النَّبِىَّ ﷺ لَمَّا جَآءَ اِلٰى مَكَّةَ دَخَلَهَا مِنْ اَعْلَاهَا وَخَرَجَ مِنْ اَسْفَلِهَا. (متفق عليه) 1051-2

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ کر بلندی کی جانب سے داخل ہوتے اور واپسی نشیب والی طرف سے ہوتی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَدْ حَجَّ النَّبِىُّ ﷺ فَاَخْبَرَتْنِىْ عَائِشَةُ رضى الله عنها اَنَّ اَوَّلَ شَىْءٍ بَدَءَ بِهٖ حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ اَنَّهُ تَوَضَّاَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ حَجَّ اَبُوْ بَكْرٍ فَكَانَ اَوَّلُ شَىْءٍ بَدَاَ بِهِ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ مِثْلَ ذٰلِكَ. (متفق عليه) 1052-3

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ جب رسول معظم ﷺ نے حج کیا اور مکہ معظمہ میں قدم رنجہ فرمایا تو پہلے جس کام سے ابتدا کی وہ وضو کرنا تھا۔ پھر صرف بیت اللہ کا طواف کیا۔ آپ ﷺ نے عمرہ نہ کیا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج کیا تو ابتدا بیت اللہ کے طواف سے کی اور عمرہ نہ کیا۔ پھر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے اسی طرح کیا۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا طَافَ فِى الْحَجِّ اَوِالْعُمْرَةِ اَوَّلَ مَا يَقْدَمُ سَعٰى ثَلٰثَةَ اَطْوَافٍ وَمَشٰى اَرْبَعَةً ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَطُوْفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. (متفق عليه) 1053-4

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرہ یا حج کرتے تو طواف کے پہلے تین چکروں میں تیز تیز چلتے اور باقی چار چکروں میں عام رفتار اختیار فرماتے پھر دو رکعت ادا کرتے پھر صفا ومروہ کا طواف کرتے۔ (مسلم وبخاری)

وَعَنْهُ قَالَ رَمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْحَجَرِ اِلَى الْحَجَرِ ثَلٰثًا وَمَشٰى اَرْبَعًا وَّكَانَ يَسْعٰى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے حجر اسود سے حجر اسود تک تین چکر تیز اور چار چکر

بِبَطْنِ الْمَسِيْلِ اِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.(مسلم)1054-5

آرام سے لگائے۔ اور وادی کے اندر پہنچے تو صفا و مروہ کے طواف میں تیز تیز چلے (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ اَتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ مَشٰى عَلٰى يَمِيْنِهٖ فَرَمَلَ ثَلٰثًا وَّمَشٰى اَرْبَعًا.(مسلم)1055-6

حضرت جابر ﷺ کا بیان ہے رسولِ معظم ﷺ نے جب مکہ معظمہ میں قدم رنجہ فرمایا تو حجرِ اسود کے بوسے کے بعد دائیں طرف سے طواف کا آغاز کیا۔ تین چکر رمل کے ساتھ اور چار چکر عام رفتار سے لگائے۔ (مسلم)

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَرَبِيٍّ ﷺ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ فَقَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ.(بخاری)1056-7

زبیر بن عربی ﷺ بتاتے ہیں ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حجرِ اسود کے بوسے کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے بتایا رسولِ اکرم ﷺ اس کو ہاتھ بھی لگاتے تھے اور بوسہ بھی دیتے تھے۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمْ اَرَ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَلِمُ مِنَ الْبَيْتِ اِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ.(متفق علیہ)1057-8

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو بیت اللہ کے دو کونوں (رکنِ یمانی اور حجر اسود) کے علاوہ کسی دوسرے کونے کو استلام کرتے (یعنی ہاتھ لگاتے) نہیں دیکھا۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ طَافَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى بَعِيْرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ.(متفق علیه)1058-9

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حجۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا اور حجرِ اسود کا استلام چھڑی سے کیا۔ (بخاری و مسلم)

وَ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَافَ بِالْبَيْتِ عَلٰى بَعِيْرٍ كُلَّمَا اَتَى عَلَى الرُّكْنِ اَشَارَ اِلَيْهِ بِشَيْءٍ فِيْ يَدِهٖ وَ كَبَّرَ.(بخاری)1059-10

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ رسولِ مکرم ﷺ نے بیت اللہ کا طواف اونٹ پر سوار ہو کر کیا۔ جب آپ ﷺ حجرِ اسود کے قریب پہنچے تو اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چیز سے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ اکبر کہا۔ (بخاری)

فہم الحدیث

یاد رہے جب آپ ﷺ نے اونٹ پر بیٹھ کر طواف کیا تھا تو مطاف اس طرح صاف اور برابر نہیں تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اس لیے بھی سوار ہو کر طواف کیا تا کہ معذور لوگ سواری پر بیٹھ کر طواف کرنے کو برا نہ سمجھیں۔ چھڑی کو چومنے کا ثبوت نہیں ملتا۔

عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ رضی الله عنه قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ وَیَسْتَلِمُ الرُّکْنَ بِمِحْجَنٍ مَعَهٗ وَیُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ. (مسلم) 11-10560

حضرت ابوطفیل رضی الله عنه بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسولِ اکرم صلی الله علیه وسلم کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا۔ وہ حجرِ اسود کو اپنی چھڑی لگاتے پھر چھڑی کو چوم لیتے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم لَا نَذْکُرُ اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا کُنَّا بِسَرِفَ طَمِثْتُ فَدَخَلَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم وَاَنَا اَبْکِیْ فَقَالَ لَعَلَّکِ نَفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ ذَالِکَ شَیْءٌ کَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰی بَنَاتِ اٰدَمَ فَافْعَلِیْ مَا یَفْعَلُ الْحَاجُّ غَیْرَ اَنْ لَّا تَطُوْفِیْ بِالْبَیْتِ حَتّٰی تَطْهُرِیْ. (متفق علیه) 12-10601

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ہم حج کے لئے نبیِ اکرم صلی الله علیه وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ہمارا حج کے سوا اور کوئی مقصد نہ تھا۔ جب ہم مقام سرف پہنچے تو مجھے حیض آ گیا۔ رسول اللہ صلی الله علیه وسلم آئے تو میں رو رہی تھی آپ صلی الله علیه وسلم نے دریافت کیا تو حائضہ ہو گئی ہے؟ میں نے ہاں میں جواب دیا۔ آپ نے فرمایا، یہ وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ تم حاجیوں کے تمام امور سر انجام دو لیکن حیض سے پاک ہونے سے پہلے بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی الله عنه قَالَ بَعَثَنِیْ اَبُوْ بَکْرٍ رضی الله عنه فِی الْحَجَّةِ الَّتِیْ اَمَّرَهُ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم عَلَیْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ یَوْ مَ النَّحْرِ فِیْ رَهْطٍ اَمَرَهٗ اَنْ یُّؤَذِّنَ فِی النَّاسِ اَلَاَلا یَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِکٌ وَلَا یَطُوْفَنَّ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ. (متفق علیه) 13-1062

حضرت ابوہریرہ رضی الله عنه بیان کرتے ہیں جس سال رسولِ معظم صلی الله علیه وسلم نے حضرت ابوبکر رضی الله عنه کو امیر حج مقرر فرمایا انہوں نے مجھے قربانی کے دن لوگوں میں یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا، سن لو! اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا اور نہ ہی کوئی بیت اللہ کا ننگا طواف کرے گا۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا تَرَکْنَا اسْتِلَامَ هٰذَیْنِ الرُّکْنَیْنِ الْیَمَانِیِّ وَالْحَجَرِ فِیْ شِدَّةٍ وَّلَا رَخَاءٍ مُنْذُ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم یَسْتَلِمُهُمَا (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُمَا قَالَ نَافِعٌ رَاَیْتُ ابْنَ عُمَرَ یَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِیَدِهٖ ثُمَّ قَبَّلَ یَدَهٗ وَقَالَ مَا تَرَکْتُهٗ مُنْذُ رَاَیْتُ رَسُوْلَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اکرم صلی الله علیه وسلم کو حجرِ اسود اور رکن یمانی کا استلام کرتے دیکھا ہے ہم نے بھیڑ یا غیر بھیڑ کسی حالت حجر اسود اور رکن یمانی کو ہاتھ لگانا نہیں چھوڑا۔ (بخاری و مسلم)

بخاری مسلم میں ہی حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حجر اسود کو

اللّٰہِ ﷺ یَفْعَلُهٗ.14-1063 ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چومتے تھے اور فرماتے ، جب سے رسول اکرم ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے اس وقت سے میں نے اس کو نہیں چھوڑا۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ ؓ قَالَتْ شَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَنِّیْ اَشْتَکِیْ فَقَالَ طُوْفِیْ مِنْ وَّرَآءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ يُصَلِّيْ اِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَاُ بِالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ. (متفق علیه)15-1064

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے میں نے رسول کریم ﷺ سے شکایت کی کہ بیماری کے سبب پیدل نہیں چل سکتی آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں سے فاصلے پر رہ کر سوار ہو کر طواف کر لے۔ چنانچہ میں نے اس وقت طواف کیا جب رسولِ معظم ﷺ خانہ کعبہ کے قریب (صبح کی) نماز پڑھا رہے تھے جس میں ''وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ'' کی تلاوت فرما رہے تھے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيْعَةَ ؓ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اَنَّکَ حَجَرٌ مَّا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ وَلَوْلَا اَنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ يُقَبِّلُ مَا قَبَّلْتُکَ. (متفق علیه)16-1065

حضرت عابس بن ربیعہ ؓ نے حضرت عمر ؓ کو حجر اسود کو چومتے دیکھا پھر انہوں نے حجر اسود کو مخاطب کر کے فرمایا، میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، نہ تو نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ اگر میں رسولِ اکرم ﷺ کو بوسہ دیتے نہ دیکھتا کبھی مجھے بوسہ نہ دیتا۔ (بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ بیت اللہ کا طواف حجرِ اسود کے بوسہ یا اشارہ سے شروع کرنا چاہیے۔
۲۔ حجر اسود کو ہاتھ یا چھڑی لگا کر چومنا سنت ہے۔
۳۔ حجرِ اسود کو ہاتھ لگاتے ہوئے اللہ اکبر کہنا چاہیے۔
۴۔ پہلے تین چکروں میں رمل اور باقی چار میں عام رفتار ہونی چاہیے۔
۵۔ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی سواری پر بیٹھ کر کی جا سکتی ہے۔
۶۔ رسول اللہ ؐ طواف کے دورانِ حجرِ اسود کی طرف کسی چیز کے ساتھ اشارہ کرتے تھے۔
۷۔ عورت حیض یا استحاضے کے ایام میں بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکتی۔
۸۔ مشرک کو حرم میں داخل ہونے کا حق نہیں پہنچتا۔
۹۔ حجرِ اسود کو چومنا یا چھونا سنت رسول مقبول ﷺ ہے اس کو نفع و نقصان کا مالک سمجھنا جائز نہیں۔
۱۰۔ رکنِ یمانی کو چھو کر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ نہیں چوما۔

بَابُ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ

وقوفِ عرفات

نبی اکرم ﷺ نے میدان عرفات میں پہنچنے کو حج کا رکنِ اعظم قرار دیا ہے۔ پہاڑوں کے درمیان یہ وہ سرزمین ہے جس کے بارے روایات میں پایا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام جب جنت سے زمین پر اتارے گئے تو بڑی مدّت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس جگہ ان کو باہم ملنے کا موقع نصیب فرمایا۔ اس لیے اسے عرفات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یعنی پہچاننے کی جگہ۔

یہ وہ جائے مبارکہ ہے کہ جس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان بدر میں ذلیل ہوا تھا یا پھر اس کی ذلت ورسوائی کی انتہا عرفہ کے دن ہوا کرتی ہے کیونکہ اس دن اور اس جگہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے تمام گناہوں کو معاف کردیتا ہے۔

سمع واطاعت کا نقطۂ عروج

عرفات کی حاضری حج کا رکنِ اعظم ہونے کے باوجود حکم یہ ہے کہ غروب آفتاب کے بعد نمازِ مغرب ادا کئے بغیر یہاں سے مزدلفہ روانہ ہوا جائے۔ مسلمان کی سمع واطاعت کا اندازہ کیجئے کہ وہ مومن جو ہمیشہ نماز کے وقت کا انتظار کیا کرتا تھا نماز کا وقت ہوتے ہی ہر تعلق سے لاتعلق ہو کر اس کے قدم مسجد کی طرف اٹھ جایا کرتے تھے وہ نماز جس کی پابندیٔ وقت کے لیے حکم تھا:

إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْ مِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا ○ (النساء۴:۱۰۳)

''مومنوں کے لیے نماز کے اوقات مقرر کردیے گئے ہیں۔''

لیکن اب حکم ہوا ہے کہ یہاں نماز پڑھنے کے بجائے یونہی آگے چل دیجئے اور مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو اکٹھا ادا کرو۔ ایک لمحہ ٹھہر کے ذرا سوچیے کہ بندہ اپنے رب کے حکم کے سامنے کس طرح بے اختیار و بے بس ہے کہ پہلے بیماری یا کسی مجبوری کے بغیر اس نے ظہر اور عصر جمع کی تھیں اور اب مغرب کی نماز کے لیے یہاں ٹھہرنے کی اجازت ہی نہیں۔ یہ وہی مقامِ مقدس ہے کہ جہاں آپ ﷺ نے انسانیت کو دونوں جہانوں کی کامیابی کی ضمانت دیتے ہوئے ایک چارٹر سے متعارف کروایا تھا جس کے چند نکات یہ ہیں: ا۔ جب تک قرآن وسنت کو تھامے رکھو گے دنیا کی کوئی سازش اور طاقت تمہیں گمراہ نہیں کر سکے گی۔

۲۔ آج میں ہر قسم کی عصبیتوں کو اپنے پاؤں تلے روندر ہا ہوں۔

۳۔ معاشی استحصال ختم کرتے ہوئے ہمیشہ کے لیے سود کو حرام قرار دیا اور فرمایا کہ سب سے پہلے میں اپنے چچا عباس ؓ کا سود معاف کرتا ہوں وہ اب کے بعد اصل رقم کے علاوہ کسی سے ایک دمڑی بھی سود وصول نہیں کر سکتے۔ (حجۃ الوداع)

الفصل الاول	پہلی فصل
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَّهُ سَاَلَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ؓ وَهُمَا	محمد بن ابی بکر ثقفی رحمۃ اللہ علیہ بتاتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک ؓ کے ساتھ منیٰ سے عرفات جاتے ہوئے انہوں

غَادِیَانِ مِنْ مِّنٰی اِلٰی عَرَفَۃَ کَیْفَ کُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ کَانَ یُھِلُّ مِنَّا الْمُھِلُّ فَلَا یُنْکَرُ عَلَیْہِ وَیُکَبِّرُ الْمُکَبِّرُ مِنَّا فَلَا یُنْکَرُ عَلَیْہِ.(متفق علیہ)1066-1

نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آج کے دن آپ رسول اکرم ﷺ کی معیت میں کیا اعمال سرانجام دیا کرتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ہم میں سے کچھ لوگ تلبیہ کہتے اور کوئی ان پر اعتراض نہ کرتا اور کچھ تکبیر کہتے اور کوئی اس پر معترض نہ ہوتا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ نَحَرْتُ ھٰھُنَا وَمِنٰی کُلُّھَا مَنْحَرٌ فَانْحَرُوْا فِیْ رِحَالِکُمْ وَوَقَفْتُ ھٰھُنَا وَعَرَفَۃُ کُلُّھَا مَوْقِفٌ وَّوَقَفْتُ ھٰھُنَا وَجَمْعٌ کُلُّھَا مَوْقِفٌ.(مسلم)1067-2

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے اس جگہ قربانیاں کی ہیں جب کہ تمام منٰی قربان گاہ ہے۔ لہذا تم اپنی قیام گاہوں میں قربانیاں ذبح کرلو۔ میں نے اس جگہ وقوف کیا جبکہ تمام عرفات ٹھہرنے کا مقام ہے۔ اسی طرح میں مزدلفہ میں اس جگہ ٹھہرا ہوں جبکہ تمام مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ یَوْمٍ اَکْثَرَ مِنْ اَنْ یُّعْتِقَ اللّٰہُ فِیْہِ عَبْدًا مِّنَ النَّارِ مِنْ یَّوْمِ عَرَفَۃَ وَاِنَّہٗ لَیَدْنُوْا ثُمَّ یُبَاھِیْ بِھِمُ الْمَلٰئِکَۃَ فَیَقُوْلُ مَا اَرَادَ ھٰؤُلَاءِ.(مسلم)1068-3

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا، یومِ عرفہ سے بڑھ کر اور کوئی دن نہیں جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نارِ جہنم سے آزادی بخشتا ہے۔ عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے قریب ہوتا ہے اور فرشتوں پر ان بندوں کے بارے فخر کرتا ہے اور استفسار فرماتا ہے میرے یہ بندے کیا چاہتے ہیں؟ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ قُرَیْشٌ وَّمَنْ دَانَ دِیْنَھَا یَقِفُوْنَ بِالْمُزْ دَلِفَۃِ وَکَانُوْا یُسَمُّوْنَ الْحُمُسَ فَکَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ یَقِفُوْنَ بِعَرَفَۃَ فَلَمَّا جَاءَ الْاِسْلَامُ اَمَرَ اللّٰہُ نَبِیَّہٗ اَنْ یَّاْتِیَ عَرَفَاتٍ فَیَقِفَ بِھَا ثُمَّ یُفِیْضُ مِنْھَا فَذَالِکَ قَوْلُہٗ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ (پ۲. رکوع۹) (متفق

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ (زمانہء جاہلیت میں) قریش اور ان کے ہم مذہب مزدلفہ میں قیام کیا کرتے اور "حمس" کہلاتے تھے۔ جب کہ تمام عرب عرفہ میں وقوف کرتے۔ جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ بھی عرفات جائیں اور وہاں ٹھہرا کریں۔ پھر وہاں سے واپس لوٹیں۔ اس بارے میں اللہ عزوجل کا یہ فرمان ہے "پھر تم لوگ وہاں سے لوٹو جہاں سے دوسرے لوگ واپس

آتے ہیں(البقرۃ رکوع۹)"۔(بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ میدانِ عرفات میں تلبیہ' قرآنِ مجید کی تلاوت' ذکرواذکار' دعائیں اورتوبہ واستغفار کرنا چاہیے۔

۲۔ مزدلفہ اور حدودِ عرفات اور منیٰ میں جہاں چاہے ٹھہر سکتا ہے۔

۳۔ یوم عرفہ عظیم ترین دن ہے اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر فخر کرتے ہوئے ان کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

۴۔ وقوف عرفہ حج کا رکن اعظم ہے۔عرفہ کے دن سے محروم ہونے والے کا حج نہیں ہوتا۔

بَابُ الدَّفْعِ مِنْ عَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةِ

عرفات اور مزدلفہ سے واپسی

حجاج کا بے بس و بے اختیار قافلہ رات کے اندھیروں میں ٹھوکریں کھاتا ہوا مزدلفہ کی سنگلاخ زمین پر آن لیٹا ہے' جسم تھکن سے چور طبیعت نڈھال' نیند کا غلبہ اور آرام کی حاجت کے باوجود لوگ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں تاکہ نمازِ مغرب وعشا میں اللہ تعالیٰ کے حضور سرافگندگی کا اظہار کیا جائے۔ اب آرام اور قیام کی ضرورت تھی۔ لہٰذا نبی محترم ﷺ اپنی امت پر شفقت و مہربانی کرتے ہوئے نہ خود اس رات تہجد کے لیے اٹھے اور نہ ہی لوگوں کو تلقین فرمائی تاکہ سفر کی صعوبتوں اور تھکاوٹوں کی بنا پر لوگوں کو آرام کا موقع میسر آجائے۔ اور دس ذوالحجہ کے چار مناسک تازہ دم ہو کر ادا کر سکیں۔

بدعات سے بچیے

حج کے تربیتی کیمپوں میں مزدلفہ کی رات کو لیلۃ القدر سے افضل یا برابر بیان کیا جاتا ہے پھر ایسے لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ تو اعلیٰ مقام کے حامل تھے اس لیے آپ ﷺ ساری رات آرام فرماتے رہے۔ ہمیں اس رات کو غنیمت سمجھ کر جاگنا چاہیے یہ من گھڑت اور بلا دلیل بات ہے اور اپنی طرف سے اضافہ ہے اسی انداز کو بدعت کہا گیا ہے۔ جس سے بچنا لازم ہے۔

الفصل الاول

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سُئِلَ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ ﷺ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيْرُ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِيْنَ دَفَعَ قَالَ كَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ فَاِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ. (متفق علیه) 1070-1

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَآءَهُ زَجْرًا شَدِيْدًا وَضَرْبًا لِّلْاِبِلِ فَاَشَارَ بِسَوْطِهِ اِلَيْهِمْ وَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ فَاِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْاِيْضَاعِ. (بخاری) 1071-2

پہلی فصل

حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ کو ان کے والد نے بتایا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عرفات سے واپسی کی کیا کیفیت تھی؟ انہوں نے جواب دیا آپ درمیانی چال چلتے مگر کھلی جگہ ملتی تو اپنی سواریوں کو تیز چلاتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ عرفہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ واپس آئے تو آپ نے اونٹوں کو ڈانٹنے اور مارنے کی آوازیں سنیں تو آپ نے اپنے کوڑے سے ان کو اشارہ کرتے ہوئے تنبیہ فرمائی، لوگو! سنجیدگی اختیار کرو کیونکہ دوڑانے میں نیکی نہیں ہے۔ (بخاری)

وَعَنْهُ اَنَّ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ ﷺ كَانَ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ اِلَى الْمُزْدَلِفَةِ ثُمَّ اَرْدَفَ الْفَضْلَ ﷺ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ اِلٰى مِنٰى فَكِلَاهُمَا قَالَا لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.(متفق علیہ)3-1072

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما عرفات سے مزدلفہ تک نبی اکرم ﷺ کے پیچھے سوار رہے اور مزدلفہ سے منٰی تک فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو آپ نے اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ان دونوں کا بیان ہے کہ نبی محترم ﷺ جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک لبیک پکارتے رہے۔(بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَمَعَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِجَمْعٍ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بِاِقَامَةٍ وَّلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلٰى اِثْرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا.(بخاری)4-1073

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشا کی نمازوں کو الگ الگ تکبیروں کے ساتھ جمع فرمایا نہ ان کے درمیان کوئی نوافل ادا کیے اور نہ ان کے بعد۔(بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا لِمِيْقَاتِهَا اِلَّا صَلٰوتَيْنِ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ بِجَمْعٍ وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا.(متفق علیہ)5-1074

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ماسوائے دو نمازوں کے تمام نمازیں ان کے اوقات پر ادا کرتے دیکھا (مزدلفہ میں) مغرب اور عشا کی نمازیں جمع کیں اور نمازِ فجر اوّل وقت سے پہلے ادا کی۔(بخاری و مسلم)(وضاحت خلاصہ میں دیکھیں)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِيْ ضَعَفَةِ اَهْلِهٖ.(متفق علیہ)6-1075

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں وہ نبی اکرم ﷺ کے ان کمزور اہل و عیال میں شامل تھا جنہیں مزدلفہ کی رات آپ ﷺ نے پہلے ہی آگے بھیج دیا تھا۔(بخاری و مسلم)

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَّكَانَ رَدِيْفَ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ فِيْ عَشِيَّةِ عَرَفَةَ وَغَدَاةِ جَمْعٍ لِلنَّاسِ حِيْنَ دَفَعُوْا عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهٗ حَتّٰى دَخَلَ مُحَسِّرًا وَّهُوَ مِنْ مِّنًى قَالَ عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِيْ يُرْمٰى بِهِ الْجَمْرَةُ وَقَالَ لَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمٰى

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما جو نبیِ کریم ﷺ کے پیچھے سوار تھے بتاتے ہیں کہ مجھے عرفہ کی شام اور مزدلفہ کی صبح تلقین فرمائی کہ تمہاری واپسی سکون سے ہو۔اور خود نبیِ کریم ﷺ اپنی اونٹنی کو وادیِ محسّر میں داخل ہونے تک تیز چلنے سے روکتے رہے۔یہ وادی منٰی سے متصل ہے۔آپ نے نصیحت فرمائی، تمہارے لیے ضروری ہے کہ جمرات پر ماری جانے والی کنکریاں چنے کے برابر ہوں۔حضرت فضل ﷺ نے

الْجَمْرَةَ.(مسلم)1076-7

مزید بتایا کہ رسول اللہ ﷺ جمرۃ العقبہ کو کنکریاں مارنے تک لبیک پکارتے رہے۔(مسلم)

الفصل الثالث

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ رحمه الله تعالٰى قَالَ اَخْبَرَنِیْ سَالِمٌ رحمه الله تعالٰى اَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ یُوْسُفَ عَامَ نَزَلَ بِابْنِ الزُّبَیْرِ ﷺ سَاَلَ عَبْدَاللّٰهِ کَیْفَ نَصْنَعُ فِی الْمَوْقِفِ یَوْ مَ عَرَفَةَ فَقَالَ سَالِمٌ اِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ السُّنَّةَ فَهَجِّرْ بِالصَّلٰوةِ یَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ﷺ صَدَقَ اِنَّهُمْ کَانُوْا یَجْمَعُوْنَ بَیْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِی السُّنَّةِ فَقُلْتُ لِسَالِمٍ رحمه الله تعالٰى اَفَعَلَ ذَالِکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ سَالِمٌ وَهَلْ یَتَّبِعُوْنَ ذَالِکَ اِلَّا سُنَّتَهُ.(بخاری)1077-8

تیسری فصل

حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ علیہ کو حضرت سالم رحمہ اللہ علیہ نے خبر دی کہ جس سال حجاج بن یوسف ابن زبیر ﷺ کے مقابلہ کے لیے آیا تو اس نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ عرفہ کے دن ہم کیا کریں۔ سالم نے جواب دیا، اگر تم سنت کی پیروی چاہتے ہو تو عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں ظہر کے اول وقت میں ادا کرو۔ حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ نے تصدیق کی اور فرمایا صحابہ کرام ﷺ ظہر اور عصر کو جمع کیا کرتے تھے۔ ابن شہاب زہری نے سالم رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے اس طرح کیا؟ اس نے جواب دیا۔ صحابہ کرام ﷺ سنت کے علاوہ اور کسی چیز کی اتباع نہیں کرتے تھے۔(بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ مزدلفہ میں مغرب اور عشا اکٹھی پڑھنا سنت ہے۔

۲۔ مزدلفہ کی رات آپ نے تہجد نہیں پڑھی۔

۳۔ مزدلفہ سے منیٰ سورج نکلنے کے بعد جانا سنت ہے۔ البتہ معذور لوگوں کو پہلے جانے کی اجازت ہے۔

۴۔ کنکریاں، مزدلفہ یا راستے سے پکڑی جاسکتی ہیں۔ جو چنے کے دانے کے برابر ہونی چاہییں۔

۵۔ وادی محسّر سے تیزی کے ساتھ نکل جانا چاہیے۔ کیونکہ یہاں اصحاب الفیل تباہ ہوئے تھے۔

۶۔ ظہر اور عصر جمع کرنے کا ثبوت صفحہ نمبر ۴۸۲، ۴۶۶ پر موجود ہے۔ اور صبح کی نماز عام طور پر جس وقت پر ادا کرتے تھے اس سے ذرا پہلے ادا کی۔

بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ

جمرات کو کنکریاں مارنا

اللہ تعالیٰ کے پاک نبی ﷺ مزدلفہ میں صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد سورج نکلنے سے پہلے تک دعا ومناجات میں مصروف رہے اور جونہی سورج نکلنے کا وقت قریب آیا آپ ﷺ منٰی کی طرف رواں دواں ہوئے۔ راستے میں وادی محسّر سے گزرتے ہوئے آپ نے لوگوں کو ہدایت فرمائی کہ یہاں سے تیزی کے ساتھ نکل جائیے کیونکہ اسی جگہ یمن کے گورنر ابرہہ اور اس کے ظالم ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب نے تہس نہس کر دیا تھا۔ جس کا تذکرہ سورۃ الفیل میں بڑے پُر جلال انداز میں کیا گیا ہے۔

رمی اور منٰی میں قیام

منٰی پہنچنے کے بعد سب سے پہلا کام بڑے شیطان جمرہ کو کنکریاں مارنا ہے۔ رمی کوئی کھیل اور رسم نہیں ہے بلکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے غیرت اور جرأت مندانہ اقدام کی عملی تائید اور انسانیت کے ابدی اور ازلی دشمن شیطان سے نفرتوں کی انتہا کا مظہر ہے۔

ابلیس کے ساتھ ساری یا ہماری کسی ایک نسل ہی کی عداوت نہیں بلکہ یہ غیظ وغضب تو حضرت آدم علیہ السلام کے حوالے سے سب کی گھٹی اور جبلت میں رکھ دیا گیا ہے۔ جس نے اس غیرت اور نفرت کو قائم رکھا وہ جنت کے راستے پہ چلا جا رہا ہے اور جو نفرت کے اس جذبے سے محروم ہوا جہنم کے دہکتے انگارے اس کے انتظار میں ہیں۔ کنکریاں مارتے وقت مومن کے وجود میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا روحانی خون گردش کرنے لگتا ہے اس لیے کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہنے کا حکم ہے۔

الفصل الاول

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَرْمِيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ يَوْمَ النَّحْرِ وَيَقُوْلُ لِتَاْخُذُوْا مَنَاسِكَكُمْ فَاِنِّيْ لَا اَدْرِيْ لَعَلِّيْ لَا اَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِيْ هٰذِهٖ.(مسلم)1078-1

پہلی فصل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنی سواری پر سوار ہو کر قربانی کے دن کنکریاں مارتے دیکھا اور آپ نے فرمایا۔ مجھ سے حج کے طریقے سیکھ لو۔ میں نہیں جانتا کہ میں اس حج کے بعد حج کر پاؤں گا۔ (مسلم)

وَ عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَمَى الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ. (مسلم) 2-10789

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو جمرۂ عقبہ کو چنے کے برابر کنکریاں مارتے دیکھا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ رَمٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْجَمْرَةَ يَوْمَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے

النَّحْرِ ضُحًى وَاَمَّا بَعْدَذٰلِکَ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ.(متفق علیه)1080-3

دن سورج کے بلند ہونے پر جمرۂ عقبہ کو کنکریاں ماریں اس کے بعد اگلے دنوں میں سورج کے زوال کے بعد کنکریاں ماریں۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ اَنَّہٗ انْتَھٰی اِلَی الْجَمْرَۃِ الْکُبْرٰی فَجَعَلَ الْبَیْتَ عَنْ یَّسَارِہٖ وَمِنًی عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَرَمٰی بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُّکَبِّرُ مَعَ کُلِّ حَصَاۃٍ ثُمَّ قَالَ ھٰکَذَا رَمَی الَّذِیْ اُنْزِلَتْ عَلَیْہِ سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃِ.(متفق علیه)1081-4

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جمرۃ الکبرٰی تک گئے۔بیت اللہ کو اپنے بائیں طرف اور منٰی کو دائیں طرف رکھا۔ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہتے۔ پھر کہا کہ اسی طرح اس ذات اقدس نے کنکریاں ماریں جس پر سورۃ البقرۃ کا نزل ہوا ﷺ۔(بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْاِسْتِجْمَارُ تَوٌّ وَرَمْیُ الْجِمَارِ تَوٌّ وَالسَّعْیُ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ تَوٌّ وَالطَّوَافُ تَوٌّ وَاِذَا اسْتَجْمَرَ اَحَدُکُمْ فَلْیَسْتَجْمِرْ بِتَوٍّ.(مسلم) 1082-5

حضرت جابرؓ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا استنجاء کے لیے ڈھیلے استعمال کرنا بھی ہے، جمروں کو کنکریاں مارنا بھی طاق ہے، صفا و مروہ کی سعی کرنا بھی طاق ہے۔طواف کرنا بھی طاق ہے۔لہٰذا تم میں سے کوئی ڈھیلے استعمال کرے تو طاق استعمال کرے۔(مسلم)

خلاصۂ باب

١۔ کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہنا چاہیے۔
٢۔ کنکری چنے کے دانے کے برابر ہونی چاہئے۔
٣۔ کنکری مارتے وقت قبلہ بائیں طرف ہونا چاہیے۔
۴۔ پہلے اور دوسرے شیطان کو کنکریاں مارنے کے بعد پیچھے ہٹ کر دعا کرنا سنت ہے۔
۵۔ تیسرے کو کنکریاں مار کر آپ نے دعا نہیں کی۔
٦۔ رمی کے لیے، کنکریاں دھونا شیطانوں پر دوپٹے پھینکنا اور گالیاں دینا جہالت کی بات ہے۔ جہالت کا دین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

❁❁❁

بَابُ الْهَدْیِ

قربانی کرنا

قربانی کی وجہ تسمیہ

قربان کا لفظ بروزن سلطان ہے۔عربی محاورات مین قربان ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے' جیسا کہ امام ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ نے احکام القرآن میں نقل کیا:

وَالْقُرْبَانُ مَا یَقْصَدُ بِهِ الْقُرْبُ مِن رَّحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ اَعْمَالِ الْبِرِّ ''قربان ہر اس نیک کام کو کہا جاتا ہے جس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی قربت اور رضا حاصل کرنا ہو۔لیکن عرف عام میں قربانی کے ایام میں بکرے' دنبے' گائے وغیرہ کو ذبح کرنے کا نام قربانی ہے۔

قربانی کی تاریخ

جب سے حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے اس وقت سے لے کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس کی رضا کے لیے قربانی کرنا مشروع ہے' جیسا کہ اللہ پاک نے قرآن حکیم میں واقعہ قربانی بیان فرمایا ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِ هِمَا وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّکَ قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ o لَئِنْ م بَّسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَکَ لِتَقْتُلَنِیْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْکَ لِاَ قْتُلَکَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ o (المائدہ ۲۷۔۲۸)

اے نبی! ان کو آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ سنا۔جب ان دونوں نے قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قربانی قبول نہیں کی گئی جس کی قربانی قبول نہ ہوئی اس نے دوسرے بھائی کو کہا کہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔اس نے جواب دیا۔اللہ پاک تو متقی لوگوں کی قربانی قبول کرتا ہے اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ اٹھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔کیونکہ مجھے اللہ رب العالمین سے ڈر لگتا ہے۔''

دین و دنیا کی امامت کا تاج

ابتلا کے معنی جانچنے' پرکھنے کے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتلا معاذ اللہ اس لیے نہیں ہوتی کہ خالق اپنی مخلوق کو پریشان کرنا چاہتا ہے' نہیں بلکہ آزمائش کرنے کا مقصد فرد یا قوم کی صلاحیتوں کو نکھارنا اور نشو و نما کرنا ہوتا ہے۔اس بنا پر آزمائشوں کے ذریعے ابراہیم علیہ السلام کی عزیمت اور استقامت کا امتحان لیا گیا۔کبھی تو ابراھیم علیہ السلام قوم کے بت کدے کے درمیان کھڑے ہو کر نعرہ توحید بلند کر رہے ہیں اور کبھی حاکم وقت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کی جھوٹی خدائی کے پرخچے اڑا رہے ہیں۔اور پھر اس جرم کی پاداش میں آگ میں بے خطر ''حَسْبِیَ اللّٰه'' کہہ کر کود پڑتے ہیں۔

اَسْلِمْ 'اَسْلَمْتُ کا یہ عالم ہے کہ گھر بار ملک و وطن سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ہجرت کر جاتے ہیں اور اس کے بعد اکلوتے جگر گوشے اور نہایت فرمان بردار اطاعت شعار رفیقۂ حیات کو سنسان وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ کر پیچھے پلٹ کر بھی نہیں دیکھتے بالآخر نہایت خوبصورت و سیرت' معصوم لختِ جگر کے حلقومِ نازک پر خدائے وحدہ لاشریک کی رضا کے لئے چھری چلا دیتے ہیں۔ تب جا کر اعلان ہوا۔

وَاِذِابْتَلٰی اِبْرَاھِیْمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا(البقرۃ:۱۲۴)

''جب ابراہیم کے رب نے اس کو چند معاملات کے ساتھ آزمایا تو وہ پورا اترے۔ فرمایا ابراہیم میں تجھ کو دنیا کا امام بناتا ہوں''۔(البقرہ:۱۲۴پ۱)

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الظُّھْرَ بِذِی الْحُلَیْفَۃِ ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِہٖ فَاَشْعَرَھَا فِیْ صَفْحَتِ سَنَامِھَا الْاَیْمَنِ وَسَلَتَ الدَّمَ عَنْھَا وَقَلَّدَھَا نَعْلَیْنِ ثُمَّ رَکِبَ رَاحِلَتَہٗ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِہٖ عَلَی الْبَیْدَآءِ اَھَلَّ بِالْحَجِّ.(مسلم)1083-1

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ میں ادا فرمائی پھر اپنی قربانی کی اونٹنی منگوائی اور اس کے کوہان کے دائیں طرف نیزہ مار کر خون بہا کر اس کا شعار کیا اور خون صاف کر دیا۔ اونٹنی کے گلے میں دو جوتیوں کا قلادہ ڈالا۔ پھر اونٹنی پر سوار ہوئے۔ جب اونٹنی بیدا مقام پر چڑھی تو آپ ﷺ نے حج کی نیت سے تلبیہ کہنا شروع کیا۔(مسلم)

عَنْ عَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ اَھْدَی النَّبِیُّ ﷺ مَرَّۃً اِلَی الْبَیْتِ غَنَمًا فَقَلَّدَھَا.(متفق علیہ)1084-2

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کی طرف بکریاں بطور قربانی بھیجیں تو آپ نے ان کو قلادے پہنائے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷛ قَالَ ذَبَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَنْ عَآئِشَۃَ بَقَرَۃً یَّوْمَ النَّحْرِ.(مسلم)1085-3

حضرت جابر ﷛ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے گائے قربان کی۔(مسلم)

عَنْہُ قَالَ نَحَرَ النَّبِیُّ ﷺ عَنْ نِّسَآئِہٖ بَقَرَۃً فِیْ حَجَّتِہٖ.(مسلم)1086-4

حضرت جابر ﷛ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اپنی بیوی کے لیے ایک گائے ذبح کی۔(مسلم)

عَنْ عَآئِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَآئِدَ بُدْنِ النَّبِیِّ ﷺ بِیَدَیَّ ثُمَّ قَلَّدَھَا وَاَشْعَرَھَا وَاَھْدَاھَا فَمَا حَرُمَ عَلَیْہِ شَیْءٌ کَانَ اُحِلَّ لَہٗ.(متفق علیہ)1087-5

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کے قربانی کے اونٹوں کے قلادے اپنے ہاتھ سے بٹے پھر آپ نے قربانی کے گلے میں باندھے اور ان کی کوہان سے خون نکال کر نشان زد کیا اور ان کو قربانی کیلئے مکہ

معظمہ روانہ کیا۔اس سے آپ پر کوئی چیز حرام نہ ہوئی جو قبل ازیں آپ کے لئے حلال کی گئی تھی۔(بخاری و مسلم)

عَنْهَا قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَآئِدَهَا مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدِیْ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ اَبِیْ.(متفق علیه)6-1088

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں میں نے قربانی کے جانوروں کے قلادے اپنے پاس اون سے بٹے پھر آپ ﷺ نے ان جانوروں کو میرے والد کے ساتھ بھیج دیا۔(بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰی رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَاوَيْلَكَ فِی الثَّانِيَةِ اَ وِ الثَّالِثَةِ.(متفق علیه)7-1089

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بتاتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو قربانی کی اونٹنی ہانک کر لے جاتے دیکھا، آپ نے فرمایا، اس پر سوار ہو جاؤ۔اس نے عرض کیا یہ قربانی کا جانور ہے۔آپ نے پھر فرمایا، اس پر سوار ہو جاؤ۔اس نے پھر جواب دیا یہ قربانی کا جانور ہے، دوسری یا تیسری بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تجھ پر افسوس! اس پر سوار ہو جاؤ۔(بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ رحمة الله تعالىٰ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ رُكُوْبِ الْهَدْیِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوْفِ اِذَا اُلْجِئْتَ اِلَيْهَا حَتّٰی تَجِدَ ظَهْرًا.(مسلم)8-1090

حضرت زبیر ﷺ نے حضرت جابر ﷺ سے قربانی پر سوار ہونے کے متعلق سوال کا جواب سنا۔انہوں نے بتایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا اگر تم قربانی کے جانور کی سواری پر مجبور ہو تو دوسری سواری میسر نہ ہونے تک اچھے انداز سے سواری کر سکتے ہو۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سِتَّةَ عَشَرَ بَدَنَةً مَّعَ رَجُلٍ وَّاَمَّرَهُ فِيْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اَصْنَعُ بِمَا اُبْدِعَ عَلَیَّ مِنْهَا قَالَ انْحَرْهَا ثُمَّ اصْبُغْ نَعْلَيْهَا فِیْ دَمِهَا ثُمَّ اجْعَلْهَا عَلٰی صَفْحَتِهَا وَلَا تَاْكُلْ مِنْهَااَنْتَ وَلَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ رُفْقَتِكَ.(مسلم)9-1091

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے ایک شخص کو امیر بنا کر سولہ اونٹ قربانی کے روانہ کئے اس نے دریافت کیا۔یارسول اللہ ﷺ! ان میں سے جو نہ چل سکے اس کا کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اس کو نحر کر دو، اس کے کھروں کو اس کا خون لگاؤ، پھر اس کے کھروں کو اس کے کوہان کے پہلو پر مل دے۔لیکن اس میں نہ خود کھانا اور نہ تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی کھائے۔(مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَّالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ.(مسلم)10-1092

حضرت جابر ﷺ بتاتے ہیں انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی رفاقت میں حدیبیہ کے سال سات آدمیوں کی طرف سے اونٹ اور سات آدمیوں کی طرف سے گائے ذبح کی۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ اَتٰی عَلٰی رَجُلٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں وہ ایک

قَدْ اَنَاخَ بَدَنَتَهُ يَنْحَرُهَا قَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ.(متفق عليه)1093-11

شخص کے پاس آئے جس نے اپنے اونٹ کو نحر کرنے کے لیے بٹھایا ہوا تھا۔آپ نے اس کو ہدایت کی کہ اس کو کھڑا کرکے اس کے پاؤں باندھ کر (پھر نحر کرنا) یہ حضرت محمد ﷺ کی سنت ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ اَقُوْمَ عَلٰى بُدْنِهٖ وَاَنْ اَتَصَدَّقَ بِلَحْمِهَا وَجُلُوْدِهَا وَاَجِلَّتِهَا وَاَنْ لَّا اُعْطِيَ الْجَزَّارَ مِنْهَا قَالَ نَحْنُ نُعْطِيْهِ مِنْ عِنْدِنَا.(متفق عليه)1094-12

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھے رسول معظم ﷺ نے حکم دیا کہ میں آپ کے قربانی کے اونٹوں کی نگرانی کروں،ان کا گوشت،چمڑے اور جھول صدقہ کروں اور قصاب کو بطور اجرت ان میں سے کچھ نہ دوں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کیونکہ ہم ان کی اجرت اپنی طرف سے دیا کرتے تھے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا لَا نَاكُلُ مِنْ لُحُوْمِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلٰثٍ فَرَخَّصَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ كُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا فَاَكَلْنَا وَتَزَوَّدْنَا.(متفق عليه)1095-13

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ہم اپنی قربانی کے گوشت کو تین دن سے زیادہ نہیں کھاتے تھے۔پھر رسولِ کریم ﷺ نے ہمیں اجازت مرحمت فرمائی،خود کھاؤ اور بطور زادراہ لے جاؤ، چنانچہ ہم نے کھایا اور سفر میں لے گئے۔(بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحّٰى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَ فِيْ بَيْتِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا الْعَامَ الْمَاضِيَ قَالَ كُلُوْا وَاَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا فَاِنَّ ذَالِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جُهْدٌ فَاَرَدْتُ اَنْ تُعِيْنُوْا فِيْهِمْ (متفق عليه)1096-14

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو شخص قربانی کرے تو تین راتوں کے بعد وہ اس طرح صبح کرے کہ اس کے گھر میں اس میں سے کچھ موجود نہیں ہونا چاہیے۔اگلے سال لوگوں نے دریافت کیا،یارسول اللہ! کیا ہم گزشتہ سال والا طریقہ اختیار کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا،خود کھاؤ،دوسروں کو کھلاؤ، اور ذخیرہ بھی کر سکتے ہو۔یہ حکم اس لئے تھا کہ گزشتہ سال لوگ عسرت میں تھے۔میں نے چاہا کہ ان کی مدد ہو جائے۔(بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

ا۔قربانی کے اونٹ پر سوار ہوا جا سکتا ہے۔۲۔اونٹ کی قربانی میں سات آدمی بھی شریک ہو سکتے ہیں۔۳۔قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔۴۔قصاب کی مزدوری قربانی کے گوشت یا چمڑے سے ادا کرنا منع ہے۔

بَابُ الْحَلْقِ

سر منڈوانے کا ذکر

صفاء ومروہ کی سعی کے بعد بندۂ عاجز کے قدم مروہ پر جم گئے ہیں اب وہ قبلہ رخ ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی سعی وکوشش اور حاضری کی قبولیت کی دعائیں کر رہا ہے پھر وہ یک دم اپنے بال منڈوانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے وہ بال جو اس کی زینت اور خوبصورتی کی علامت تھے جنہیں سنوار اور سنبھال کر رکھا کرتا تھا۔ آج بندہ اس قدر اپنے رب کے حضور وارفتگی اور سپردگی کا اظہار کر رہا ہے کہ اس نے اپنے حسن وجمال کو بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر دیا ہے۔ یاد رہے عورت اپنی چوٹی سے چند بال کاٹ لے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَلَقَ رَأْسَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَاُنَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ.(متفق عليه)1097-1

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ نے سر منڈوایا اور آپ کے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے سر منڈوائے۔ اور بعض نے بال کتروائے۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ لِيْ مُعَاوِيَةُ رضی اللہ عنہ اِنِّيْ قَصَّرْتُ مِنْ رَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْمَرْوَةِ بِمِشْقَصٍ. متفق عليه)1098-2

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتلایا میں نے نبی کریم ﷺ کے سر مبارک کے بالوں کو مروہ کے قریب قینچی سے تراشا۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِيْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ.(متفق عليه)1099-3

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ کی حجۃ الوداع میں یہ دعا بیان کی۔ ”بار الٰہا! سر کے بال مونڈنے والوں پر رحم فرما۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اور سر کے بال کترانے والوں کے لیے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے دوبارہ وہی دعا کی صحابہ رضی اللہ عنہم نے پھر عرض کی یا رسول اللہ! کترانے والوں کی لیے بھی دعا فرمائیں تب آپ ﷺ نے بال منڈوانے والوں کے لیے بھی رحم کی دعا فرمائی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا ”سر کے بال کترانے والوں پر بھی۔“ (بخاری ومسلم)

عَنْ يَّحْيَى بْنِ الْحُصَيْنِ رحمة الله عليه عَنْ

حضرت یحییٰ بن حصین رحمۃ اللہ علیہ اپنی دادی سے روایت کرتے

جَدَّتِهٖ اَنَّهَاسَمِعَتِ النَّبِیَّ ﷺ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ دَعَالِلْمُحَلِّقِیْنَ ثَلٰثًا وَلِلْمُقَصِّرِیْنَ مَرَّةً وَّاحِدَةً.(مسلم)1100-4

ہیں انہوں نے حجۃ الوداع میں نبی اکرم ﷺ کو سر کے بال مونڈنے والوں کے تین بار اور بالوں کو ترشوانے والوں کے لیے ایک بار رحم کی دعا کرتے سنا تھا۔(مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَتٰی مِنًی فَاَتَی الْجَمْرَةَ ؓ فَرَمَاهَا ثُمَّ اَتٰی مَنْزِلَهٗ بِمِنًی وَّنَحَرَ نُسُكَهٗ ثُمَّ دَعَا بِالْحَلَّاقِ وَنَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الْاَیْمَنَ فَحَلَقَهٗ ثُمَّ دَعَا اَبَا طَلْحَةَ الْاَنْصَارِیَّ ؓ فَاَعْطَاهُ اِیَّاهُ ثُمَّ نَاوَلَ الشِّقَّ الْاَیْسَرَ فَقَالَ احْلِقْ فَحَلَقَهٗ فَاَعْطَاهُ اَبَا طَلْحَةَ ؓ فَقَالَ اقْسِمْهُ بَیْنَ النَّاسِ.(متفق علیه)1101-5

حضرت انس ؓ بتاتے ہیں نبی معظم ﷺ جب منٰی میں پہنچے تو آپ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے کے بعد منٰی میں اپنی قیام گاہ میں تشریف لائے۔اپنی قربانیوں کو نحر کیا پھر سر مونڈنے والے کو بلا بھیجا اور اپنے سر کی دائیں جانب کو اس کے سامنے کیا۔اس نے بال مونڈے پھر آپ ﷺ نے ابوطلحہ انصاری ؓ کو بلایا اور بال اسے دے دیے پھر بائیں جانب مونڈنے کا حکم دیا۔اس نے بال مونڈ دیئے پھر آپ نے بال ابوطلحہ ؓ کو دیے۔اور انہیں لوگوں میں تقسیم کرنے کی ہدایت فرمائی۔(بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ كُنْتُ اُطَیِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ اَنْ یُّحْرِمَ وَیَوْمَ النَّحْرِقَبْلَ اَنْ یَّطُوْفَ بِالْبَیْتِ بِطِیْبٍ فِیْهِ مِسْكٌ.(متفق علیه)1102-6

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔میں رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھنے سے قبل اور قربانی کے دن بیت اللہ کے طواف سے پہلے کستوری سے ملی ہوئی خوشبو لگاتی تھی۔(بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَفَاضَ یَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَلَّی الظُّهْرَ بِمِنًی.(مسلم)71103

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے رسول اکرم ﷺ نے قربانی کے دن طواف افاضہ کیا' واپس تشریف لائے اور منٰی میں ظہر کی نماز ادا فرمائی۔(مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ حج یا عمرے کے بعد مردوں کو سر منڈوانے یا کتروانے چاہییں۔

۲۔ حج میں صفا و مروہ کی سعی کے بعد منٰی میں واپس پہنچنا لازم ہے۔

۳۔ سر منڈوانے والوں کے لیے تین گنا رحمت ہے۔

۴۔ عورت چوٹی کے بالوں میں سے کچھ کاٹ لے۔

بَابُ فِي تَقْدِيمِ وَ تَأْخِيرِ بَعْضِ الْمَنَاسِكِ

احرام سے حلال ہونا اور مناسک حج کو ایک دوسرے سے پہلے ادا کرنا

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَفَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى لِلنَّاسِ يَسْاَلُوْنَهُ فَجَآءَ هُ رَجُلٌ فَقَالَ لَمْ اَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ فَقَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَجَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ لَمْ اَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ فَقَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ النَّبِيُّ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا اُخِّرَ اِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ وَاَتَاهُ اٰخَرُ فَقَالَ اَفَضْتُ اِلَى الْبَيْتِ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ اِرْمِ وَلَاحَرَجَ. 11104

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ حجۃ الوداع میں منٰی میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ سے مسائل دریافت فرما رہے تھے ایک صحابی ﷺ آپ کی خدمت میں آ کر عرض کرتا ہے مجھے معلوم نہیں تھا اور میں نے قربانی ذبح کرنے سے قبل سر منڈوالیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، کوئی حرج نہیں۔ اب قربانی کر لو۔ دوسرا آیا اور اس نے پوچھا مجھے علم نہ تھا اور میں نے کنکریاں مارنے سے قبل قربانی کر دی۔ ارشاد ہوا کوئی مضائقہ نہیں اب کنکریاں مارلو۔ آپ سے جس عمل کی بھی تقدیم وتاخیر کے بارے سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، کوئی گناہ نہیں۔ یہ عمل اب کرلو۔ (بخاری و مسلم)۔ مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ ایک نے عرض کیا میں نے جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے سے پہلے سر منڈوالیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کچھ حرج نہیں اب کنکریاں مارلو، دوسرے نے عرض کیا کنکریاں مارنے سے قبل میں نے بیت اللہ کا طواف افاضہ کرلیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی حرج نہیں اب کنکریاں مارلو۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُسْئَلُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى فَيَقُوْلُ لَا حَرَجَ فَسَاَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ رَمَيْتُ بَعْدَ مَا اَمْسَيْتُ فَقَالَ لَا حَرَجَ. (بخاری) 2-1105

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے جب کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا۔ آپ ﷺ فرماتے کچھ حرج نہیں، چنانچہ ایک شخص نے پوچھا، میں نے شام کے بعد جمرۂ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔ آپ نے فرمایا، کچھ حرج نہیں۔ (بخاری)

❁❁❁

بَابُ خُطْبَةِ يَوْمِ النَّحرِ وَرَمْيِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَالتَّوْدِيْعِ

دس ذوالحجہ کو خطبہ دینا' ایام تشریق میں جمرات کو کنکریاں مارنا اور طوافِ وداع

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَؓ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِیُّ ﷺ یَوْمَ النَّحْرِ قَالَ اِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ کَھَیْئَتِہٖ یَوْ مَ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ السَّنَۃُ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا مِّنْھَا اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ ثَلٰثٌ مُّتَوَالِیَاتٌ ذُوالْقَعْدَۃِ وَذُوالْحَجَّۃِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِیْ بَیْنَ جُمَادٰی وَشَعْبَانَ وَقَالَ اَیُّ شَھْرٍ ھٰذَا قُلْنَا اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اِسْمِہٖ فَقَالَ اَلَیْسَ ذَاالْحَجَّۃِ قُلْنَا بَلٰی قَالَ اَیُّ بَلَدٍ ھٰذَا قُلْنَا اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اِسْمِہٖ قَالَ اَلَیْسَ الْبَلْدَۃُ قُلْنَا بَلٰی قَالَ فَاَیُّ یَوْمٍ ھٰذَا قُلْنَا اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اِسْمِہٖ قَالَ اَلَیْسَ یَوْ مُ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰی قَالَ فَاِنَّ دِمَآءَ کُمْ وَاَمْوَالَکُمْ وَاَعْرَاضَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِکُمْ ھٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّکُمْ فَیَسْاَلُکُمْ عَنْ اَعْمَالِکُمْ اَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ ضُلَّالًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ اَلَا ھَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ فَلْیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی مِنْ سَامِعٍ. (متفق علیہ)1106-1

پہلی فصل

حضرت ابوبکرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے قربانی کے دن ہمیں خطبہ دیا۔آپ نے فرمایا، کہ زمانہ گردش کرکے اسی حالت میں آگیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرمائی تھی۔ایک سال کے بارہ مہینے ہیں ان میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں تین مہینے ذوالقعدۃ ،ذوالحجہ اور محرم متصل ہیں اور چوتھا مہینہ رجب مضر ہے۔یہ جمادیٰ ثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا، یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے جواب دیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔آپ ﷺ اس پر خاموش رہے۔ہم نے سوچا کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔آپ نے پھر پوچھا، کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟ ہم نے جواب دیا ہاں کیوں نہیں آپ نے پوچھا، یہ کون سا شہر ہے ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔آپ نے سکوت فرمایا حتی کہ ہم نے سوچا کہ آپ ﷺ اس کا کوئی دوسرا نام تجویز کریں گے۔ارشاد ہوا کہ یہ حرمت والا شہر نہیں ہے؟ ہم نے جواب دیا ہاں بے شک ہے۔آپ ﷺ نے سوال کیا، یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔آپ نے پھر خاموشی اختیار فرمائی یہاں تک کہ ہم سوچنے لگے کہ شاید آپ اس کا نام بدل دیں گے۔آپ ﷺ نے پوچھا کیا یہ قربانی کا دن نہیں؟ ہم نے جواب دیا ہاں ۔کیوں نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا ،تو سنو تمہاری جانیں تمہارے مال

اورتمہاری عزتیں اسی طرح تم پرحرام ہیں جس طرح تمہارا یہ دن ،تمہارا یہ شہر اور یہ مہینہ حرمت والے ہیں ۔تم عنقریب اپنے رب سے ملنے والے ہو۔وہ تم سے تمہارے اعمال کی جواب طلبی کرے گا۔سن رکھو! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔پھر پوچھا کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا؟سب نے بیک زبان جواب دیا ہاں! کیوں نہیں! اس پر آپ نے فرمایا میرے رب گواہ رہنا اس کے بعد ہدایت فرمائی ،حاضر لوگ غیر حاضر لوگوں تک پہنچا دیں کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جن کو تبلیغ کی جاتی ہے اکثر وہ سننے والوں سے بھی زیادہ عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔(بخاری ومسلم)

عَنْ وَّبْرَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالیٰ قَالَ سَألْتُ ابْنَ عُمَرَ ﷺ مَتٰی اَرْمِی الْجِمَارَ قَالَ اِذَا رَمٰی اِمَامُکَ فَارْمِهٖ فَاَعَدْتُّ عَلَیْهِ الْمَسْاَلَةَ فَقَالَ کُنَّا نَتَحَیَّنُ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَیْنَا.(بخاری)1107-2

حضرت وبرہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت فرمایا، میں کب رمی جمار کروں؟انہوں نے جواب دیا جب تمہارا امام رمی کرے تو تم بھی کنکریاں مارو۔میں نے اپنے سوال کا اعادہ کیا تو انہوں نے فرمایا،ہم وقت کا خیال رکھتے تھے۔جب سورج ڈھل جاتا تو ہم کنکریاں مارتے۔(بخاری)

عَنْ سَالِمٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ اَنَّهٗ کَانَ یَرْمِیْ جَمْرَةَ الدُّنْیَا بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُکَبِّرُ عَلٰی اِثْرِ کُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ یَتَقَدَّمُ حَتّٰی یُسْهِلَ فَیَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ طَوِیْلًا وَّیَدْعُوْ یَرفَعُ یَدَیْهِ ثُمَّ یَرْمِیْ الْوُسْطٰی بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُّکَبِّرُ کُلَّمَا رَمٰی بِحَصَاةٍ ثُمَّ یَاْخُذُ بِذَاتِ الشِّمَالِ فَیُسْهِلُ وَیَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ یَدْعُوْ وَیَرْفَعُ یَدَیْهِ وَیَقُوْمُ طَوِیْلًا ثُمَّ یَرْمِیْ جَمْرَةَ ذَاتِ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِیْ بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُکَبِّرُ عِنْدَ کُلِّ حَصَاةٍ وَّلَا یَقِفُ عِنْدَهَا ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَیَقُوْلُ هٰکَذَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَفْعَلُهٗ.(بخاری)1108-3

حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق بتاتے ہیں کہ وہ جمرۂ اولیٰ کو سات کنکریاں مارتے ہر کنکری کے بعد اللہ اکبر کہتے ۔پھر کھلی جگہ کی طرف بڑھتے اور قبلہ رو ہو کر دیر تک کھڑے ہو کر قیام کرتے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگتے۔پھر درمیانی جمرہ کو سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے پھر بائیں طرف ہٹ کر ہموار جگہ پر طویل قیام فرماتے اور دونوں ہاتھ بلند کر کے دعائیں مانگتے۔اس کے بعد جمرۂ عقبہ کو وادی سے سات کنکریاں مارتے ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے اس کے قریب نہ ٹھہرتے اور واپس پلٹ آتے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا۔(بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ اسْتَاذَنَ الْعَبَّاسُ ﷺ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یَّبِیْتَ بِمَکَّةَ لَیَالِیَ مِنًی مِنْ اَجْلِ سِقَایَتِهٖ فَاَذِنَ لَهٗ.(متفق علیه)1109-4

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عباس بن عبدالمطلب ﷺ نے رسول اکرم ﷺ سے حاجیوں کو پانی پلانا منٰی والی راتیں مکہ مکرمہ میں رہنے کی اجازت طلب فرمائی۔آپ ﷺ نے ان کو اجازت مرحمت فرمائی۔(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَآءَ اِلَى السِّقَايَةِ فَاسْتَسْقٰى فَقَالَ الْعَبَّاسُ ؓ يَا فَضْلُ اذْهَبْ اِلٰى اُمِّكَ فَاْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِشَرَابٍ مِّنْ عِنْدِهَا فَقَالَ اِسْقِنِىْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُمْ يَجْعَلُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِيْهِ قَالَ اسْقِنِىْ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ اَتٰى زَمْزَمَ وَهُمْ يَسْقُوْنَ وَيَعْمَلُوْنَ فِيْهَا فَقَالَ اعْمَلُوْا فَاِنَّكُمْ عَلٰى عَمَلٍ صَالِحٍ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا اَنْ تُغْلَبُوْا لَنَزَلْتُ حَتّٰى اَضَعَ الْحَبْلَ عَلٰى هٰذِهٖ وَاَشَارَ اِلٰى عَاتِقِهٖ.(بخاری)5-1110

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ پانی پینے کے لیے تشریف لائے اور پانی طلب فرمایا۔اس پر حضرت عباس ؓ نے اپنے بیٹے فضل ؓ سے کہا کہ جاؤ اپنی والدہ سے پانی لاؤ۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مجھے پانی پلایئے۔عرض کیا یارسول اللہ! وہ اس میں اپنے ہاتھ ڈالتے ہیں اس پر بھی آپ نے فرمایا مجھے یہی پلاؤ۔چنانچہ آپ نے اسی سے پانی پیا۔پھر چاہِ زمزم کے قریب آئے۔آل عباس پانی نکال کر لوگوں کو پلا رہے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا۔اس نیک کام کو جاری رکھو۔پھر فرمایا اگر مجھے اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ تم لوگوں سے مغلوب ہو جاؤ گے تو نیچے اتر کر ڈول کی رسی یہاں رکھتا اور اپنے کندھے کی طرف اشارہ کیا۔(بخاری)

فہم الحدیث

زمانۂ قدیم کی تقسیمِ کار کے مطابق حاجیوں کو پانی پلانا عبدالمطلب کے خاندان کی ذمّہ داری تھی۔آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر کنویں سے از خود پانی اس لیے نہیں نکالا کہ لوگ سنت سمجھ کر پانی نکالنے کی کوشش کریں گے جس سے بنو عبد المطلب کی سعادت چھن جانے کا خطرہ ہے۔

عَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ ثُمَّ رَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ اِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهٖ.(بخاری)6-1111

حضرت انس ؓ نے بتایا رسول کریم ﷺ نے ظہر، عصر، مغرب اور عشا کی نمازیں وادیِ محصّب میں ادا فرمائیں وہاں سے تھوڑی دیر کے بعد سوار ہو کر بیت اللہ تشریف لے گئے۔اور طوافِ وداع کیا۔(بخاری)

عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ بْنِ رَفِيْعٍ رحمۃ اللہ تعالیٰ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ؓ قُلْتُ اَخْبِرْنِىْ بِشَيْءٍ عَقَلْتَهٗ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى قَالَ فَاَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْاَبْطَحِ ثُمَّ قَالَ افْعَلْ

عبدالعزیز بن رفیع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک ؓ سے سوال کیا۔اگر آپ کو رسول اللہ ﷺ کا یہ عمل اچھی طرح ذہن نشین ہو تو مجھے بتایئے کہ رسولِ محترم ﷺ نے یوم الترویہ (۸ ذوالحجہ) کو نمازِ ظہر کہاں ادا کی تھی۔انہوں نے جواب دیا، منیٰ میں۔میں

كَمَا يَفْعَلُ اُمَرَآءُ كَ.(متفق عليه)7-1112

نے پھر پوچھا آپ نے یوم النفر (۱۳ ذوالحجہ) کو عصر کی نماز کہاں ادا کی تھی؟ انہوں نے بتایا وادیِ محصب میں، ساتھ ہی یہ ہدایت کی کہ تم ویسے ہی کرو جیسے تمہارے امیر حج کریں۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ نُزُوْلُ الْاَبْطَحِ لَيْسَ بِسُنَّةٍ اِنَّمَا نَزَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَنَّهٗ كَانَ اَسْمَحَ لِخُرُوْجِهٖ اِذَا خَرَجَ.(متفق عليه)8-1113

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے وادیِ محصب میں ٹھہرنا سنت نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ وہاں اس لیے اترے کہ جب آپ منٰی جانا چاہیں تو آپ کے لیے آسانی ہو۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُوْنَ فِيْ كُلِّ وَجْهٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَنْفِرَنَّ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهٖ بِالْبَيْتِ اِلَّا اَنَّهٗ خُفِّفَ عَنِ الْحَائِضِ.(متفق عليه)9-1114

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگوں کی (اپنے گھروں کو) روانگی ہر طرف سے ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ تم میں سے کوئی بھی شخص بیت اللہ کا طواف کئے بغیر واپس نہ جائے۔ البتہ حائضہ کے لیے آپ نے رخصت فرمادی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ حَاضَتْ صَفِيَّةُ لَيْلَةَ النَّفْرِ فَقَالَتْ مَا اُرَانِيْ اِلَّا حَابِسَتُكُمْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ عَقْرٰى حَلْقٰى اَطَافَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قِيْلَ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِيْ (متفق عليه)10-1115

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حج سے واپس لوٹنے کی رات حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہوگئیں اور کہنے لگیں شاید تم لوگوں کو میری وجہ سے رکنا پڑے گا۔ تو نبی معظم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے جسم کو تکلیف اور تیرے حلق کو درد پہنچائے کیا یوم نحر (۱۰ ذوالحجہ) کو طواف نہیں کیا تھا؟ کہا گیا کہ کیا تھا تو فرمایا کہ پھر تو (بغیر طواف کئے) کوچ کرو۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ نے حضرت صفیہ کے بارے میں محاورۃً ایسے الفاظ استعمال فرمائے جو کسی بھی زبان میں بددعا کے بجائے تعجب کے طور پر بولے جاتے ہیں۔

❁❁❁

بَابُ مَا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ

مُحرم کوکن چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے

الفصل الاول

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَرضی الله عنهما اَنَّ رَجُلًا سَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَآئِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ اِلَّا اَحَدٌ لَّا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَّسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَّلَا وَرْسٌ (متفق عليه) وَزَادَ الْبُخَارِيُّ فِيْ رِوَايَةٍ وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْءَ ةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ1116-1

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک شخص نے رسول کریم ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا۔مُحرِم کو(احرام باندھتے ہوئے) کس طرح کے کپڑے پہننے چاہییں۔آپ ﷺ نے فرمایا قمیص،عمامے،کرتے،ٹوپیاں اور موزے نہ پہنے البتہ وہ شخص جس کے پاس جوتا نہ ہو وہ موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ کر پہن سکتا ہے اور ایسے کپڑے نہ پہنے جنہیں زعفران یا ورس لگایا گیا ہو(بخاری ومسلم) بخاری کی روایت میں یہ اضافہ کیا گیا ہے کہ محرم عورت چہرہ پر نقاب نہ ڈالے اور ہاتھوں میں دستانے نہ پہنے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُوْلُ اِذَا لَمْ يَجِدِ الْمُحْرِمُ نَعْلَيْنِ لَبِسَ خُفَّيْنِ وَاِذَالَمْ يَجِدْ اِزَارًا لَبِسَ سَرَاوِيْلَ .(متفق عليه)1117-2

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو خطبہ میں کہتے ہوئے سنا کہ اگر محرم کے پاس جوتا نہ ہوتو موزے پہن لے اور اگر چادر نہ ہوتو شلوار پہن سکتا ہے(بخاری ومسلم)

عَنْ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ رضی الله عنه قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِالْجِعْرَّانَةِ اِذْ جَآءَ هُ رَجُلٌ اَعْرَابِيٌّ عَلَيْهِ جُبَّةٌ وَّهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلُوْقِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَحْرَمْتُ بِالْعُمْرَةِ وَهٰذِهٖ عَلَيَّ فَقَالَ اَمَّا الطِّيْبُ الَّذِيْ بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَاَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِيْ حَجِّكَ.(متفق عليه)3-1118

حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔میں نے نبی ﷺ سے جعرانہ میں سنا جب ایک دیہاتی شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اس نے جبہ پہنا ہوا تھا جو کہ خلوق سے مشک بار تھا۔اس نے رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا۔میں نے عمرہ کی نیت سے احرام باندھا ہے اور یہ زیب تن ہے آپ نے ہدایت فرمائی۔تم نے اسے خوش بو لگائی ہوئی ہے لہٰذا اس کو تین بار دھو ڈال اور جبہ اتار دے جس طرح تو حج کے مناسک ادا کرتا ہے اسی طرح عمرہ میں بھی کرو۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَنْکِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا یُنْکِحُ وَلَا یَخْطُبُ.(مسلم)1119-4

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محرم کسی سے نکاح نہ کرے نہ ہی کسی کا نکاح کرائے اور نہ ہی کسی کو منگنی کا پیغام دے۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم تَزَوَّجَ مَیْمُوْنَۃَ رضی اللہ عنہا وَھُوَ مُحْرِمٌ.(متفق علیه)1120-5

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے حالت احرام میں نکاح کیا (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

جب آپ (نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو ذوالقعدہ کے آخری ایام تھے۔ جس کی وجہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو سہو ہو گیا ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں نکاح نہیں کیا تھا۔

وَعَنْ یَزِیْدَ بْنِ الْاَصَمِّ اِبْنَ اُخْتِ مَیْمُوْنَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا عَنْ مَیْمُوْنَۃَ رَضِیَ اللّٰہ عَنْھَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم تَزَوَّجَھَا وَھُوَ حَلَالٌ.(رواہ مسلم) 1121-6

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے یزید بن اصم حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے اس سے حلال ہونے کی حالت میں نکاح کیا۔(مسلم)

عَنْ اَبِی اَیُّوْبَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ یَغْسِلُ رَاْسَهُ وَھُوَ مُحْرِمٌ.(متفق علیه)1122-7

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ احرام میں اپنا سر دھو لیتے تھے۔(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ احْتَجَمَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَھُوَ مُحْرِمٌ.(متفق علیه)1123-8

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالتِ احرام پچھنے لگوائے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ حَدَّثَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِی الرَّجُلِ اِذَا اشْتَکٰی عَیْنَیْهِ وَھُوَ مُحْرِمٌ ضَمَّدَھُمَا بِالصَّبِرِ.(مسلم)1124-9

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ جب کسی شخص کو آنکھوں میں درد کی شکایت ہو اور وہ حالت احرام میں ہو تو اس کو اپنی آنکھوں پر "رسونت" کا لیپ کرنا چاہیے(مسلم)

فہم الحدیث

یہ ایک قسم کی مرہم ہوتی تھی۔

جسم سے فاسد خون نکالنے کے لیے ایک برتن ہوتا تھا جسے پچھنا لگانا کہتے ہیں۔

عَنْ اُمِّ الْحُصَيْنِ رضی الله عنها قَالَتْ رَاَيْتُ اُسَامَةَ وَبِلَالًا رضی الله عنهماﷺ وَّاَحَدُهُمَا اٰخِذٌ بِخِطَامِ نَاقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِﷺ وَالْاٰخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهٗ يَسْتُرُهٗ مِنَ الْحَرِّ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.(مسلم)10-1125

حضرت ام الحصین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اسامہ ﷺ اور حضرت بلال ﷺ کو دیکھا کہ ان میں سے ایک رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار کو پکڑے ہوا تھا اور دوسرا آپ پر اپنا کپڑا تانے ہوا تھا تا کہ آپ گرمی سے بچے رہیں حتیٰ کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کو کنکریں ماریں۔(مسلم)

فہم الحدیث

اس زمانے میں چھتریاں نہیں ہوتی تھیں۔گرمی سے بچنے کے لئے چادراوپر کی ہوئی تھی۔حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ سر کو کپڑا نہ چھوئے تو احرام میں اس طرح کرنا جائز ہے۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَﷺ اَنَّ النَّبِيَّﷺ مَرَّ بِهٖ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَّةِ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَّهُوَ يُوْقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ وَالْقُمَّلُ تَتَهَافَتُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَقَالَ اَيُؤْذِيْكَ هَوَ امُّكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَاْسَكَ وَاَطْعِمْ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ وَالْفَرَقُ ثَلٰثَةُ اٰصُعٍ اَوْصُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اَوِانْسُكْ نَسِيْكَةً. (متفق عليه)11-1126

حضرت کعب بن عجرہ ﷺ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ احرام کی حالت میں جب میں حدیبیہ میں مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے دیگچی کے نیچے آگ جلا رہا تھا تو نبی اکرم ﷺ میرے قریب سے گزرے اور جوئیں میرے سر سے گر رہی تھیں آپ نے دریافت فرمایا، کیا تجھے جوؤں سے تکلیف پہنچ رہی ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! آپ ﷺ نے مجھے ہدایت فرمائی، اپنا سر مونڈ ڈال، چھ مسکینوں کو تین صاع کھجوریں کھلاؤ یا، تین دن روزے رکھو قربانی ذبح کر۔(بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَالِكٍﷺ بْنِ بُجَيْنَةَ رضی الله عنهما قَالَ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلَحْيِ جَمَلٍ مِّنْ طَرِيْقِ مَكَّةَ فِيْ وَسَطِ رَاْسِهٖ.(متفق عليه)12-1127

حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مکہ معظمہ کے راستے میں ”لحی جمل“ کے مقام پر بحالت احرام اپنے سر کے درمیان میں پچھنا لگوایا تھا۔(بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ احرام کی حالت میں پگڑی، ٹوپی، موزے، قمیص اور ٹخنوں کو ڈھانپنے والے جوتے پہننا جائز نہیں۔

۲۔ عورت چہرے پر نقاب ڈال سکتی ہے۔ البتہ چہرہ مکمل لپیٹنے سے انحصار کرنا چاہیے۔

۳۔ احرام کی حالت میں خوش بو لگانا جائز نہیں۔

۴۔ احرام میں نکاح، منگنی اور بیوی سے مباشرت حرام ہے۔

۵۔ احرام میں غسل کرنا اور ٹیکہ لگوانا جائز ہے۔

۶۔ تکلیف کی حالت میں احرام میں سر منڈوانے والے کو دم دینا یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا تین روزے رکھنا پڑیں گے۔

بَابُ الْمُحْرِمِ يَجْتَنِبُ الصَّيْدَ

محرم کو شکار کرنے کی ممانعت

الفصل الاول

عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ ؓ اَنَّهُ اَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِمَارًا وَّحْشِيًّا وَّهُوَ بِالْاَبْوَآءِ اَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰى مَافِىْ وَجْهِهٖ قَالَ اِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ اِلَّا اَنَّا حُرُمٌ.(متفق عليه)11128

پہلی فصل

حضرت صعب بن جثامہ ؓ بیان کرتے ہیں انہوں نے ابواء یا ودان میں رسولِ کریم ﷺ کو نیل گائے ہدیتاً پیش کیا لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا۔ جب آپ نے ان کے چہرہ پر مایوسی دیکھی تو فرمایا ہم نے آپ کا ہدیہ صرف اس لیے واپس کیا ہے کہ میں حالتِ احرام میں ہوں۔(بخاری ومسلم) بوڈان اور ابواء جگہ کا نام ہے۔

عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ ؓ اَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَخَلَّفَ مَعَ بَعْضِ اَصْحَابِهٖ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ وَهُوَغَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَاَوْ ا حِمَارًا وَّحْشِيًّا قَبْلَ اَنْ يَّرَاهُ فَلَمَّا رَاَوْهُ تَرَكُوْهُ حَتّٰى رَاٰهُ اَبُوْقَتَادَةَ ؓ فَرَكِبَ فَرَسًا لَّهُ فَسَاَلَهُمْ اَنْ يُّنَاوِلُوْهُ سَوْطَهُ فَاَبَوْا فَتَنَاوَلَهُ فَحَمَلَ عَلَيْهِ فَعَقَرَهُ ثُمَّ اَكَلَ فَاَكَلُوْا فَنَدِمُوْا فَلَمَّا اَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَاَلُوْهُ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِّنْهُ شَىْءٌ قَالُوْا مَعَنَا رِجْلُهُ فَاَخَذَهَا النَّبِىُّ ﷺ فَاَكَلَهَا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا فَلَمَّا اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَمِنْكُمْ اَحَدٌ اَمَرَهُ اَنْ يَّحْمِلَ عَلَيْهَا اَوْ اَشَارَ اِلَيْهَا قَالُوْا لَا قَالَ فَكُلُوْا مَا بَقِىَ مِنْ لَّحْمِهَا.1129-2

حضرت ابوقتادہ ؓ بیان کرتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج کے لیے نکلے۔ وہ بعض صحابہ کرام ؓ کے ساتھ پیچھے رہ گئے جنہوں نے احرام باندھا ہوا تھا لیکن وہ خود غیر مُحرِم تھے۔ صحابہ ؓ نے حضرت ابوقتادہ ؓ کے دیکھنے سے پہلے جنگلی گدھے کو دیکھا اور قطعاً اس کی پرواہ نہ کی یہاں تک کہ ابوقتادہ ؓ کی نظر پڑی۔ وہ گھوڑے پر اس کے شکار کے لیے سوار ہوئے انہوں نے اپنے ساتھیوں سے درخواست کی اس کا کوڑا اٹھا کر اسے تھما دیں لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے خود ہی کوڑا اٹھایا اور نیل گائے پر حملہ آور ہوئے اور اس کو مار گرایا پھر اس نے کھایا اور دوسرے ساتھیوں نے بھی کھایا۔ اس پر انہیں گناہ کا احساس ہوا۔ جب وہ رسولِ کریم ﷺ کی جناب میں پہنچے تو انہوں نے مسئلہ پوچھا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس اس میں سے کچھ موجود ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہمارے پاس اسکی ران ہے چنانچہ آپ نے ان سے ران لے کھائی۔ (بخاری مسلم) بخاری ومسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ جب وہ آپ کی خدمت میں آئے تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا، کیا تم میں سے کسی نے اس پر حملہ کرنے کی ترغیب دلائی یا اس کی طرف اشارہ کیا؟ انہوں نے عرض کیا

نہیں۔تو آپ نے فرمایا بچا ہوا گوشت بھی نوش کرلو۔آپ نے اس سے کھایا تا کہ ان کی پریشانی دور ہو جائے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ خَمْسٌ لَّا جُنَاحَ عَلٰی مَنْ قَتَلَهُنَّ فِی الْحَرَمِ وَالْاِحْرَامِ اَلْفَاْرَةُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ .(متفق علیه) 3-1130

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی محترم ﷺ نے فرمایا کہ حدودِ حرم اور احرام کی حالت میں پانچ جانوروں کو مارنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ چوہا، کوا، چیل، بچھو اور کاٹنے والا کتا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِی الْحِلِّ وَالْحَرَمِ اَلْحَيَّةُ وَالْغُرَابُ الْاَبْقَعُ وَالْفَاْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْحُدَيَّا .(متفق علیه) 4-1131

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا پانچ ایسے فاسق ہیں جنہیں حل اور حرم میں مار دیا جائے سانپ، سیاہ کوا، چوہا، کاٹنے والا کتا اور چیل۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

فاسق کا معنٰی ہے نافرمان۔ان جانورں کو فاسق کہنے کا مطلب ہے کہ انسان کے تابع اور خیر خواہ ہونے کے بجائے نقصان پہنچانے والے ہیں۔لہٰذا ان کو احرام کی حالت میں مارنا جائز ہے۔حرم سے باہر والی جگہ کو حل کہا جاتا ہے۔

الفصل الثالث — تیسری فصل

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِیِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی قَالَ كُنَّا مَعَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ ؓ وَنَحْنُ حُرُمٌ فَاُهْدِیَ لَهٗ طَيْرٌ وَطَلْحَةُ ؓ رَاقِدٌ فَمِنَّا مَنْ اَكَلَ وَمِنَّا مَنْ تَوَرَّعَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ طَلْحَةُ ؓ وَافَقَ مَنْ اَكَلَهٗ قَالَ فَاَكَلْنَاهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (مُسْلِمٌ) 5-1132

حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ بتاتے ہیں ہم طلحہ بن عبیداللہ ؓ کے ساتھ بحالتِ احرام تھے۔حضرت طلحہ ؓ سو رہے تھے تو ان کو ہدیتاً ایک پرندے کا گوشت دیا گیا ہم میں سے کچھ نے اس کو کھالیا اور کچھ نے اجتناب کیا۔جب حضرت طلحہ ؓ بیدار ہوئے تو انہوں نے اس کے کھانے والوں سے اتفاق فرمایا اور کہا ہم نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھایا تھا۔(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔محرم شکار کھا سکتا ہے بشرطیکہ اس میں کسی قسم کی مدد نہ کی ہو۔

۲۔ہدیہ قبول کر لینا چاہیے۔

۳۔حرم کے اندر پانچ چیزوں کو مارنا جائز ہے۔چوہا، کوا، چیل، بچھو اور کاٹنے والا کتا۔ایک روایت میں سانپ کا تذکرہ بھی ہے۔

بَابُ الاِحْصَارِ وَفَوْتِ الحَجِّ

حج اور عمرہ ادا کرنے میں رکاوٹ کی وجہ سے حج کرنے سے محروم رہنا

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا ؓ قَالَ قَدْ اُحْصِرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَحَلَقَ رَاْسَہٗ وَجَامَعَ نِسآءَ ہٗ وَنَحَرَ ھَدْیَہٗ حَتّٰی اعْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا. (بخاری) 1133-1

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب رسول اکرم ﷺ کو عمرہ کرنے سے منع کر دیا گیا تو آپ ﷺ نے سر منڈوا دیا اپنی بیویوں سے صحبت کی اور اپنی قربانیوں کو ذبح کیا۔ پھر اگلے سال عمرہ کیا۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَرضی اللہ عنہما قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَحَالَ کُفَّارُ قُرَیْشٍ دُوْنَ الْبَیْتِ فَنَحَرَ النَّبِیُّ ﷺ ھَدَایَاہُ فَحَلَقَ وَقَصَّرَ اَصْحَابُہٗ. (بخاری) 1134-2

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ (عمرہ کی نیت) سے روانہ ہوئے۔ لیکن کفار قریش بیت اللہ کے قریب حائل ہو گئے۔ تو نبی محترم ﷺ نے اپنی قربانیاں نحر کیں سر منڈوایا اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے سر کے بالوں کو کتروایا۔ (بخاری)

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَۃَ ؓ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَحَرَ قَبْلَ اَنْ یَّحْلِقَ وَاَمَرَ اَصْحَابَہٗ بِذَالِکَ. (بخاری) 1135-3

حضرت مسور بن مخرمہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے سر منڈوانے سے پہلے اپنی قربانیاں نحر کیں اور اپنے ساتھیوں کو یہی حکم دیا۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَرضی اللہ عنہما اَنَّہٗ قَالَ اَلَیْسَ حَسْبُکُمْ سُنَّۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِنْ حُبِسَ اَحَدُکُمْ عَنِ الْحَجِّ طَافَ بِالْبَیْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ حَتّٰی یَحُجَّ عَامًا قَابِلًا فَیُھْدِیَ اَوْ یَصُوْمَ اِنْ لَّمْ یَجِدْھَدْیًا. (بخاری) 1136-4

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ کی سنت کافی نہیں ہے؟ جب تم میں سے کسی کو حج کرنے سے روک دیا جائے تو وہ بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کرے پھر ہر پابندی سے حلال ہو جائے اور اگلے سال حج کرے، اور قربانی دے اگر قربانی نہ پائے تو روزے رکھے (بخاری)

فہم الحدیث

قدیم زمانے میں لوگ عمرہ کرنے کے وقت بھی جانور اپنے ساتھ لے جاتے تھے تاکہ وہاں ذبح کر کے زائرین میں گوشت تقسیم کر دیا جائے۔ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر آپ ﷺ اور کچھ صحابہ اسی غرض کیلیے اپنے ساتھ جانور لے گئے۔ جنہیں حدیبیہ کے مقام پر قربان کر دیا گیا۔

عَنْ عَآئِشَةَرَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَیْرِ رضی الله عنهافَقَالَ لَهَا لَعَلَّکِ اَرَدْتِّ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا اَجِدُنِیْ اِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّیْ وَاشْتَرِطِیْ وَقُوْلِیْ اَللّٰهُمَّ مَحِلِّیْ حَیْثُ حَبَسْتَنِیْ. (متفق علیه) 5-1137

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسولِ مکرم ﷺ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہما کے ہاں تشریف لے گئے پوچھا کیا تیرا حج کرنے کا ارادہ ہے؟ اس نے عرض کیا اللہ کی قسم !میں تو درد سے بے حال ہو رہی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حج کرو اور اس شرط کے ساتھ نیت کرو کہ جہاں مجھے رکاوٹ حائل ہوگی میں حلال ہو جاؤں گی۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ بیماری یا کسی رکاوٹ کی وجہ سے بیت اللہ نہ پہنچ سکے تو اسی مقام پر احرام اتار دیا جائے

۲۔ سفر میں مجبوری کی وجہ سے عمرہ یا حج نہ ہو سکے تو دوبارہ قضا دینا پڑے گی

۳۔ احرام اتار کر معمول کے لباس پہننے کو حلال کہتے ہیں۔

۴۔ حضرت ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کی بھتیجی لگتی تھیں۔

بَابُ حَرَمِ مَكَّةَ حَرَسَهَا اللّٰهُ

حرمِ مکہ کی عظمت' اس کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے گا

مکہ مکرمہ کی فضیلت

یہ وادیِ اقدس' جلالت وعظمت' رفعت وبلندی اور عُلوِّ مرتبت کے لحاظ سے اپنا ثانی نہیں رکھتی' یہ دنیا وجہان کی تمام بستیوں' قصبوں اور شہروں میں نرالی حیثیت کی حامل ہے۔ یہ ایسی نگری ہے جس میں داخل ہونے والے کو قرار اور سکون میسّر ہوتا ہے' اس کی ہواؤں اور فضاؤں میں خالقِ کائنات نے طمانیتِ قلب کا وہ سامان پیدا فرمایا ہے جو دنیا میں ڈھونڈے سے نہیں ملتا۔ اور اس کو مرکز ہدایت مقرر کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ (ال عمران ۳:۹۶)

''یقیناً لوگوں کے لیے پہلی عبادت گاہ مکہ مکرمہ میں بنائی گئی' اس میں بڑی برکت ہے اور اس کو ہدایت کا ذریعہ بنایا گیا ہے''۔

یہی وہ شہرِ مقدس ہے جس کی رب ذوالجلال نے قسمیں اٹھائی ہیں۔

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ ۝ وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ۝ (التین ۹۵:۱۔۳)

''قسم ہے انجیر' زیتون' طور سینا اور اس پرامن شہر (مکہ) کی''

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے مختلف موقعوں پر اس شہرِ محترم کی عزت وحرمت اور تکریم وتعظیم بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''قیامت تک اس شہر کی سرزمین اور گلی کوچوں کو جائے امن قرار دیا گیا ہے لہذا کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کے احترام واکرام میں خلل اندازی کرے''۔

شہرِ امن

فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے یہ بھی اعلان فرمایا تھا کہ اس شہرِ مکہ کو خدا نے اسی دن سے محترم بنایا ہے جب سے زمین و آسمان کو پیدا کیا لہذا اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کا ادب واحترام قیامت تک کے لیے واجب ہے۔ مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو یہاں قتال کی اجازت نہیں دی اور مجھے بھی صرف تھوڑے وقت کے لیے اجازت ملی تھی۔ اب یہ وقت گزر جانے کے بعد قیامت تک کے لیے یہاں جنگ وجدال یا کوئی ایسی حرکت جس سے حرم کی حرمت متاثر ہو منع ہے۔ اس مخصوص علاقہ کے خاردار درخت بھی نہ کاٹے جائیں' یہاں کے جانوروں کو بھی پریشان نہ کیا جائے کوئی گری ہوئی چیز نہ اٹھائے سوائے اس کے جو اس کے مالک کو جانتا ہو یا ذمہ دار کے حوالے کرنے کے لیے اٹھائے' یہاں تک کہ گھاس بھی نہ اکھاڑی جائے۔ اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ بولے کہ آپ ﷺ إذخر گھاس کی اجازت دیں کیونکہ یہاں کی صنعت اور گھروں میں ایندھن کے کام آتی ہے۔ تب رسولِ اکرم ﷺ نے اس گھاس کو مستثنیٰ قرار دیا۔

الفصل الاول | پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْ مَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَّاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا وَقَالَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اِنَّ هٰذَاالْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاِنَّهٗ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ اِلَّا سَاعَةً مِنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهٗ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهٗ وَلَا يُلْتَقَطُ لُقْطَتُهٗ اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخَرَ فَاِنَّهٗ لِقَيْنِهِمْ وَ لِبُيُوْتِهِمْ فَقَالَ اِلَّا الْاِ ذْخِرَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يَلْتَقِطُ سَاقِطَتَهَا اِلَّا مُنْشِدٌ. 1138-1

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا، اب ہجرت نہیں ہے لیکن جہاد اور ہجرت کی نیت باقی ہے اور جب تمہیں جہاد کا حکم دیا جائے تو تمہیں نکلنا ہوگا۔ فتح مکہ کے دن ہی آپ نے فرمایا بلاشک یہ وہ شہر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے وقت سے ہی محترم قرار دیا ہے۔ پس یہ شہر اللہ تعالیٰ کی حرمت کے سبب قیامت تک محترم ہے۔ مجھ سے پہلے کسی کے لیے بھی اس میں قتال کی اجازت نہیں دی گئی اور مجھے بھی دن کی صرف ایک ساعت کے لیے اجازت ہوئی۔ حسب سابق وہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کے سبب قیامت تک محترم ہے۔ اس کے کانٹے نہ کاٹے جائیں، اس کے جانوروں کو نہ بھگایا جائے، اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے ماسوائے اس کے جس کی نیت اس کے مالک تک پہنچانا ہو اور نہ ہی اس کی گھاس کاٹی جائے۔ اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے توجہ دلائی، یا رسول اللہ! اذخر مستثنیٰ فرمائیں کیونکہ یہ ہمارے لوہاروں اور گھروں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذخر کاٹنا جائز ہے۔ (بخاری و مسلم)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حرم کے درختوں کو نہ کاٹا جائے اور نہ ہی اس کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے ماسوائے بتانے کی نیت سے۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِاَحَدِكُمْ اَنْ يَّحْمِلَ بِمَكَّةَ السِّلَاحَ. (مسلم) 1139-2

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا انہوں نے فرمایا "تم میں سے کسی شخص کے لیے مکہ مکرمہ میں ہتھیار اٹھا کر چلنا جائز نہیں"۔ (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَاْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهٗ جَاءَ رَجُلٌ وَقَالَ اِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُّتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلْهُ. (متفق علیہ) 1140-3

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا جب آپ نے خود اتارا تو ایک شخص نے آ کر بتایا کہ ابن خطل غلاف کعبہ کے ساتھ چمٹا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے حکم دیا اس کو قتل کردو۔(بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَآءُ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ.(مسلم)4-1141

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ فتح مکہ کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے سیاہ پگڑی باندھ رکھی تھی کیونکہ آپ احرام میں نہیں تھے۔(مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَغْزُوْ جَيْشٌ الْكَعْبَةَ فَاِذَا كَانُوْا بِبَيْدَآءَ مِنَ الْاَرْضِ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ وَفِيْهِمْ اَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ قَالَ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ ثُمَّ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ.(متفق علیه)5-1142

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک فوج خانہ کعبہ پر حملہ آور ہوگی۔ جب وہ بیدا مقام میں پہنچے گی تو فوج اوّل و آخر کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ! فوج کے اول و آخر کو کیسے دھنسا دیا جائے گا حالانکہ ان میں کاروباری بھی ہوں گے۔ اور وہ بھی ہوں گے جو ان میں سے نہیں ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ان کے اول و آخر سب کو دھنسا دیا جائے گا۔ پھر وہ اپنی اپنی نیتوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُوالسُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ. (متفق عليه)6-1143

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خانہ کعبہ کو حبشہ کا دو پتلی پنڈلیوں والا گرائے گا۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ كَاَنِّيْ بِهٖ اَسْوَدَ اَفْحَجَ يَقْلَعُهَا حَجَرًا حَجَرًا.(بخاری)7-1144

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، گویا کہ میں سیاہ فام حبشی، جس کی دونوں پنڈلیوں کا درمیانی فاصلہ معمول سے زیادہ ہے، اس کو کعبۃ اللہ کی ایک ایک اینٹ اکھاڑتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔(بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِيْ شُرَيْحِ نِ الْعَدَوِيِّ اَنَّهٗ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ اِلٰى مَكَّةَ ائْذَنْ لِيْ اَيُّهَا الْاَمِيْرُ اُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ وَاَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهٖ

حضرت ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ جو کہ مکہ مکرمہ کی طرف لشکر بھیج رہے تھے، سے کہا، اے امیر! مجھے اجازت دیجیے کہ میں آپ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سناؤں۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے دن ارشاد فرمائی تھی جسے میرے دونوں کانوں نے

حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِا مْرِءٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِاَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْضُدَ بِهَا شَجَرَةً فَاِنْ اَحَدٌ تَرَخَّصَ بِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْهَا فَقُوْلُوْا لَهُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذِنَ لِرَسُوْلِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَاِنَّمَا اَذِنَ لِيْ فِيْهَا سَاعَةً مِنْ نَّهَارٍ وَقَدْعَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْاَ مْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيْلَ لِاَبِيْ شُرَيْحٍ مَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو قَالَ قَالَ اَنَا اَعْلَمُ بِذَالِكَ مِنْكَ يَا اَبَا شُرَيْحٍ اِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيْذُعَاصِياً وَلَا فَاراً بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ. (متفق عليه و فى البخارى الخربه الجنانة)1145-8

سنا اور میرے دل نے اسے یاد رکھا جب آپ ﷺ خطاب فرما رہے تھے تو میری دونوں آنکھیں آپ پر جمی ہوئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا بلاشبہ مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرمت بخشی ہے کسی شخص نے اس کو حرمت نہیں دی۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس میں خون ریزی کرے، حرم کعبہ میں کسی درخت کو کاٹے۔ اگر کوئی اللہ کے رسول ﷺ کے مکہ مکرمہ میں قتال کو مثال بنا کر اس میں لڑائی جائز سمجھے تو اسے بتا دو اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے رسول کو اجازت عطا فرمائی لیکن تمہیں اجازت نہیں دی گئی۔ اور میرے لیے بھی بس دن کے تھوڑے وقت کے لیے اجازت دی گئی اور اب اس کی حرمت کل کی طرح ہے۔ یہ بات غیر موجود لوگوں تک پہنچا دو۔ اس پر ابوشریح سے ابوشریح نے بتایا، اس نے جواب دیا، ابوشریح مجھے تم سے زیادہ اس بات کا علم ہے۔ حرم نہ کسی گنہگار کو پناہ دیتا ہے اور نہ ہی مفرور قاتل اور نہ خیانت کر کے بھاگنے والے کو پناہ دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم) اور بخاری میں الخربۃ کا معنیٰ ہے جرم کرنا۔

خلاصۂ باب

۱۔ مکہ ابد سے ازل تک محترم ہے۔

۲۔ آپ ﷺ کو مختصر وقت کے لیے مکہ میں قتال کی اجازت عطا ہوئی تھی۔

۳۔ آپ ﷺ نے اس عمل کو دلیل بنانے سے منع فرمایا ہے۔

۴۔ حج اور عمرہ کی نیّت نہ ہو تو بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہونا جائز ہے۔

۵۔ بیت اللہ پر حملہ آور ہونے والے کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

۶۔ مجرموں کو بیت اللہ میں سے گرفتار کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ حَرَمِ الْمَدِيْنَةِ حَرَسَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی

حرم مدینہ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرتا ہے

نبی محترم ﷺ نبوت کے تیرھویں سال مکہ سے مدینہ تشریف لے گئے۔ اس وقت مدینہ کا نام یثرب تھا۔ آپ کی تشریف آوری کی وجہ سے شہر کا نام مدینۃ الرسول ہوا جس کو مختصراً مدینہ کہا جانے لگا۔ آپ ﷺ کی آمد کے وقت مدینہ کی آب وہوا غیر موزوں اور یہ شہر وائرس سے گھرا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے دعا کی کہ بارالہا! اس کی آب وہوا کو ہمارے لیے صحت افزا اور اس کے پھلوں اور اناج اور پیمانے میں برکت فرما دے اور اس کو رہتی دنیا تک اس طرح ہی محترم ومکرم بنا دے جس طرح ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعاؤں کے نتیجے میں تو نے مکہ کو محترم قرار فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے حدود کا تعین فرمایا جو قیامت تک کے لیے محترم قرار پائیں۔ دجّال ہر جگہ پھرے گا لیکن وہ کوشش کے باوجود مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا کیونکہ اللہ کے حکم سے مدینہ کی حفاظت پر فرشتے مامور ہوں گے۔

الفصل الاول

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا كَتَبْنَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا الْقُرْاٰنَ وَمَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَدِيْنَةُ حَرَامٌ مَّا بَيْنَ عَيْرٍ اِلٰى ثَوْرٍ فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَّسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَمَنْ وَّالٰى قَوْمًا بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَايُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ اَوْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ 1146-1

پہلی فصل

حضرت علی رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے قرآن اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے اس کو ضبط تحریر میں لایا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مدینہ منورہ عیر پہاڑ سے لے کر ثور پہاڑ تک حرم ہے جو شخص اس میں کسی بدعت کا ارتکاب کرے گا یا کسی بدعتی کو پناہ دے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ اسکے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اسکی فرضی ونفلی عبادت قبول نہ کی جائے گی۔ تمام مسلمانوں کی پناہ ایک جیسی ہے۔ ان کا ادنیٰ ترین مسلمان بھی پناہ دے سکتا ہے۔ لیکن جو کسی مسلمان کی دی گئی پناہ کو توڑتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ اسکے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اسکی فرضی اور نفلی عبادت قبول نہ کی جائے گی۔ جو شخص اپنے آزاد کرنے والوں کی اجازت کے بغیر کسی قوم سے رشتہ داری قائم کرتا ہے تو اس پر اللہ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اس کی فرض اور نفلی عبادت قبول نہ ہوگی (بخاری مسلم) بخاری اور مسلم میں یہ بھی ہے۔ کہ جو کوئی اپنے باپ

کے علاوہ کسی غیر سے باپ کہلواتا ہے یا غلام اپنے آزاد کرنے والے کے بجائے غیر کو آقا بناتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ اسکے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔اس کی فرض اور نفل عبادت قبول نہ کی جائے گی۔

عَنْ سَعْدٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَةِ اَنْ یُّقْطَعَ عِضَاهُهَا اَوْ یُقْتَلَ صَیْدُهَا وَقَالَ اَلْمَدِیْنَةُ خَیْرٌ لَّهُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ لَا یَدَعُهَا اَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا اِلَّا اَبْدَلَ اللّٰهُ فِیْهَا مَنْ هُوَ خَیْرٌ مِّنْهُ وَلَا یَثْبُتُ اَحَدٌ عَلٰی لَاْوَائِهَا وَجُهْدِهَا اِلَّا کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا اَوْ شَهِیْدًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ.(مسلم)1147-2

حضرت سعد رضي الله عنه کا بیان ہے رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا بے شک میں نے مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے مابین کو حرم قرار دیا ہے۔نہ اسکے کانٹوں کو کاٹا جائے،نہ اسکے شکار کو مارا جائے۔آپ ﷺ نے مزید فرمایا مدینہ منورہ لوگوں کے لئے بہتر ہے اگر وہ سمجھیں۔جو شخص بلاوجہ یہاں کی سکونت چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر کو کردے گا اور جو بھی اسکی تکلیفوں اور مصیبتوں پر ثابت قدم رہے گا تو میں یوم قیامت اسکا شفیع اور گواہ بنوں گا۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضي الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا یَصْبِرُ عَلٰی لَاْوَاءِ الْمَدِیْنَةِ وَشِدَّتِهَا اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ اِلَّا کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ.(مسلم)1148-3

حضرت ابو ہریرۃ رضي الله عنه سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کا جو شخص بھی مدینہ منورہ کی تکلیفوں اور سختیوں پر صبر کرے گا میں قیامت کے دن اسکی شفاعت کرنے والا بنوں گا(مسلم)

عَنْهُ قَالَ کَانَ النَّاسُ اِذَا رَاَوْا اَوَّلَ الثَّمَرَةِ جَآءُ وْا بِهٖ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَاِذَا اَخَذَهٗ قَالَ (اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ ثَمَرِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ عَبْدُکَ وَخَلِیْلُکَ وَنَبِیُّکَ وَاِنِّیْ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ وَاِنَّهٗ دَعَاکَ لِمَکَّةَ وَاَنَا اَدْعُوْکَ لِلْمَدِیْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاکَ لِمَکَّةَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ) ثُمَّ قَالَ یَدْعُوْا اَصْغَرَ وَلِیْدٍ لَّهٗ فَیُعْطِیْهِ ذَالِکَ الثَّمَرَ.(مسلم)1149-4

حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه بیان کرتے ہیں لوگوں کا یہ معمول تھا کہ سب سے پہلے پکنے والا پھل نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کرتے۔آپ اس کو لیتے ہوئے اور یہ دعا کرتے ''یاالٰہی! ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما، ہمارے اس شہر میں برکت کا نزول فرما اور ہمارے پیمانوں میں برکت دے۔اے ہمارے اللہ! بلاشبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے، تیرے دوست اور تیرے نبی تھے اور میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں انہوں نے مکہ معظمہ کے لئے دعا کی تھی اور میں مدینہ کے لیے دعا مانگتا ہوں ان کی مکہ کے لئے مانگی گئی دعاؤں کے ساتھ اتنی ہی مزید دعا کرتا ہوں'' حضرت ابو ہریرۃ رضي الله عنه بیان کرتے ہیں پھر آپ اپنے قریب کسی بچے کو بلاتے اور وہ پھل اسے عطا فرمادیتے۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ

حضرت ابوسعید خدری رضي الله عنه بیان کرتے ہیں نبی اکرم

حَرَّمَ مَكَّةَ فَجَعَلَهَا حَرَامًا وَاِنِّیْ حَرَّمْتُ الْمَدِیْنَةَ حَرَامًا مَّا بَیْنَ مَاْزِمَیْهَا اَنْ لَّایُهْرَاقَ فِیْهَا دَمٌ وَّلَا یُحْمَلَ فِیْهَا سِلَاحٌ لِّقِتَالٍ وَّلَا تُخْبَطَ فِیْهَا شَجَرَةٌ اِلَّا لِعَلَفٍ.(مسلم)5-1150

ﷺ نے فرمایا بلا شبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کی حرمت قائم کی اور اللہ تعالیٰ نے بھی اسکومحترم قراردے دیا اور میں نے مدینہ منورہ کوحرم قراردیا ہے اسکے دوتنگ پہاڑی راستوں کے درمیان علاقہ حرم ہے۔اس میں کسی کا خون نہ گرایا جائے اور نہ لڑائی کی غرض سے ہتھیار اٹھائے جائیں اور کسی درخت کے پتوں کو چارہ کے علاوہ نہ جھاڑا جائے۔(مسلم)

وَعَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ سَعْدًا رضی اللہ عنہ رَکِبَ اِلٰی قَصْرِهٖ بِالْعَقِیْقِ فَوَجَدَ عَبْدًا یَقْطَعُ شَجَرًا اَوْ یَخْبِطُهٗ فَسَلَبَهٗ فَلَمَّا رَجَعَ سَعْدٌ جَآءَهٗ اَهْلُ الْعَبْدِ فَکَلَّمُوْهُ اَنْ یَرُدَّ عَلٰی غُلَامِهِمْ اَوْ عَلَیْهِمْ مَااَخَذَمِنْ غُلَامِهِمْ فَقَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ اَرُدَّ شَیْئًا نَفَّلَنِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ اَبٰی اَنْ یَّرُدَّ عَلَیْهِمْ (رواہ مسلم)6-1151

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سعد رضی اللہ عنہ عقیق مقام میں اپنے محل کی جانب سوار ہوکر گئے۔انہوں نے ایک غلام کو دیکھا وہ درخت کاٹ رہا تھا یا پتے گرا رہا تھا۔انہوں نے اس کا مال واسباب چھین لیا۔جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ واپس لوٹے تو غلام کے مالک نے آپ سے عرض کیا کہ غلام کا مال واسباب اس کو واپس کر دیں حضرت سعد نے جواب دیا میں اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرتا ہوں کہ میں وہ چیز واپس کروں جو رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے جائز قرار دی ہے اور انہوں نے اس کو واپس لوٹانے سے انکار کر دیا۔(مسلم)

عَنْ عَآئِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِیْنَةَ وُعِکَ اَبُوْ بَکْرٍ وَبِلَالٌ رضی الله عنهما فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ (اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَةَ کَحُبِّنَا مَکَّةَ اَوْ اَشَدَّوَصَحِّحْهَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ).(متفق علیه)7-1152

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں قدم رنجہ فرمایا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا۔چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آپ کو انکے بخار کے متعلق عرض کیا آپ ﷺ نے دعا فرمائی ”الٰہا! ہمارے دلوں میں مدینہ منورہ کی محبت پیدا فرمادے۔الٰہی جیسی محبت ہمیں مکہ معظمہ سے ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اسکو ہمارے لئے صحت افزا بنادے اور ہمارے صاع اور مد میں برکت عطا فرما اور اسکے بخار کو جحفہ کی طرف لے جا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَرضی الله عنهما فِیْ رُؤْیَا النَّبِیِّ ﷺ فِی الْمَدِیْنَةِ رَاَیْتُ امْرَاَةً سَوْدَآءَ ثَائِرَةَ الرَّاْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِیْنَةِ حَتّٰی نَزَلَتْ مَهْیَعَةَ فَتَاَوَّلْتُهَا اَنَّ وَبَآءَ الْمَدِیْنَةِ نُقِلَ اِلٰی مَهْیَعَةِ وَهِیَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ منورہ کے بارے رسول اکرم ﷺ کے خواب کا ذکر کرتے ہیں۔آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کی عورت ہے جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں جو مدینہ منورہ سے نکل کر مھیعہ منتقل

الْجُحْفَةُ.(بخاری)8-1153

ہوگئی۔آپ نے اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ مدینہ منورہ کی وبامہیعہ منتقل ہوگئی ہے اور اس سے مراد جحفہ ہے۔(بخاری)

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ اَبِیْ زُهَيْرٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَأْتِیْ قَوْمٌ يُّبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَيُفْتَحُ الشَّامُ فَيَأْتِیْ قَوْمٌ يُّبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَيُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَأْتِیْ قَوْمٌ يُّبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ.(متفق عليه)9-1154

حضرت سفیان بن ابی زہیر ﷺ نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔یمن فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنے اہل وعیال اور جو انکا کہنا مانیں گے ،ان کے ساتھ یہاں سے کوچ کرجائیں گے حالانکہ ان کے لئے مدینہ بہتر ہے کاش وہ اس بات کو سمجھیں۔اسی طرح شام فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنے اہل وعیال اور اقرباء کے ساتھ یہاں سے نکل جائیں گے حالانکہ مدینہ انکے لئے بہتر ہے کاش وہ اسکو سمجھیں۔بعینہ عراق فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنے اہل وعیال اور انکے چاہنے والے انکے ساتھ چلے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہے کاش وہ اس بات کو سمجھیں۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَاْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبُ وَهِیَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِی النَّاسَ كَمَا يَنْفِی الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ.(متفق عليه)10-1155

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا ،مجھے ایسی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا گیا جو تمام بستیوں پر غالب آجائے گی لوگ اس کو یثرب کہتے ہیں حالانکہ وہ مدینہ ہے وہ لوگوں کو اس طرح خالص کردے گی جس طرح بھٹی لوہے کو کھوٹ سے صاف کردیتی ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى سَمّٰى الْمَدِيْنَةَ طَابَةَ.(مسلم)11-1156

حضرت جابر بن سمرۃ ﷺ نے رسول محترم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کا نام طابہ (پاک جگہ) رکھا ہے(مسلم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَصَابَ الْاَعْرَابِیَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَتَى النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ ﷺ اَقِلْنِیْ بَيْعَتِیْ فَاَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ جَآءَهُ فَقَالَ اَقِلْنِیْ بَيْعَتِیْ فَاَبٰى ثُمَّ جَآءَهُ فَقَالَ اَقِلْنِیْ بَيْعَتِیْ فَاَبٰى فَخَرَجَ الْاَعْرَابِیُّ

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں ایک دیہاتی نے اللہ کے رسول ﷺ کی بیعت کی۔پھر وہ مدینہ منورہ میں بخار میں مبتلا ہوگیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا، یا محمد! مجھے میری بیعت واپس کردو۔رسول اللہ نے انکار کردیا وہ دوبارہ بیعت کے واپس کرنے کا مطالبہ لے کر آیا لیکن آپ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّمَا الْمَدِیْنَۃُ کَالْکِیْرِ تَنْفِیْ خَبَثَهَا وَتُنَصِّعُ طَیِّبَهَا. (متفق علیه) 1157-12

نے پھر انکار کردیا۔اس نے پھر شدت سے بیعت کی واپسی چاہی۔آپ ﷺ نے پھر انکار کردیا۔چنانچہ دیہاتی چلا گیا اس پر رسول معظم ﷺ نے فرمایا مدینہ منورہ بھٹی کی مانند ہے جو کھوٹ نکال کر اور اپنے بہترین کو الگ کردیتا ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَنْفِیَ الْمَدِیْنَۃُ شِرَارَهَا کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ. (مسلم) 1158-13

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا' قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک مدینہ منورہ بالکل اسی طرح اپنے اشرار کو نکال باہر نہیں کرتا جس طرح بھٹی لوہے کی میل کو نکال باہر کردیتی ہے۔(مسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی اَنْقَابِ الْمَدِیْنَۃِ مَلٰٓئِکَۃٌ لَا یَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ. (متفق علیه) 1159-14

حضرت ابوہریرہ ﷛ سے ہی روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مدینہ منورہ کے دروازوں پر فرشتے مقرر ہیں ۔اس میں نہ طاعون داخل ہوسکتی ہے اور نہ دجال داخل ہوگا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَیْسَ مِنْ بَلَدٍ اِلَّا سَیَطَاُهُ الدَّجَّالُ اِلَّا مَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃَ لَیْسَ نَقْبٌ مِنْ اَنْقَابِهَا اِلَّا عَلَیْهِ الْمَلٰئِکَۃُ صَآفِّیْنَ یَحْرُسُوْنَهَا فَیَنْزِلُ السَّبِخَۃَ فَتَرْجُفُ الْمَدِیْنَۃُ بِاَهْلِهَا ثَلٰثَ رَجَفَاتٍ فَیَخْرُجُ اِلَیْهِ کُلُّ کَافِرٍ وَّمُنَافِقٍ. (متفق علیه) 1160-15

حضرت انس ﷛ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ اور کوئی شہر ایسا نہیں جہاں دجال کا گزر نہ ہو۔ان کے تمام راستوں پر فرشتے صف باندھے مقرر ہوں گے جو ان کی حفاظت کریں گے۔ وہ مدینہ منورہ کی شورزدہ زمین پر اتر آئے گا پھر مدینہ منورہ میں زلزلے کے تین جھٹکے ہوں گے جو اہلِ مدینہ کو ہلا کر رکھ دیں گے اس سے تمام کافر اور منافق نکل کر دجال کے پاس چلے جائیں گے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ سَعْدٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَکِیْدُ اَهْلَ الْمَدِیْنَۃِ اَحَدٌ اِلَّا انْمَاعَ کَمَا یَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِی الْمَآءِ. (متفق علیه) 1161-16

حضرت سعد ﷛ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہلِ مدینہ کو مکر وفریب دینے والا اس طرح ختم ہوجائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷛ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ اِلٰی جُدُرَاتِ الْمَدِیْنَۃِ اَوْضَعَ رَاحِلَتَهٗ وَاِنْ کَانَ عَلٰی دَآبَّۃٍ حَرَّکَهَا مِنْ حُبِّهَا. (بخاری) 1162-17

حضرت انس ﷛ فرماتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ جب مدینہ منورہ میں داخل ہوتے اور مدینہ کی دیواروں پر آپ کی نظر پڑتی تو سواری کو تیز چلاتے اور اگر گھوڑے پر سوار ہوتے تو بھی مدینہ کی محبت کی وجہ سے تیز چلانے کے لیے ایڑی لگاتے۔(بخاری)

وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَلَعَ لَهُ اُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهُ اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّي اُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَا بَتَيْهَا (متفق عليه)1163-18

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو احد پہاڑ نظر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم قرار دیا اور میں مدینہ کے دونوں پہاڑی سلسلوں کے درمیان کے مقام کو حرم قرار دیتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ. (بخاری)1164-19

حضرت سہل بن سعد ﷺ کا بیان ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا احد وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس کو چاہتے ہیں۔ (بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِي بَكْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ. (بخاری)1165-20

حضرت ابوبکرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا مدینہ منورہ مسیح دجال کے رعب سے متاثر نہ ہوگا۔ اس وقت مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو پہرے دار فرشتے ہوں گے۔ (بخاری)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ (اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَاجَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ). (متفق عليه)1166-21

حضرت انس ﷺ رسول کریم ﷺ سے یہ دعا نقل کرتے ہیں۔ الٰہی جتنی برکت مکہ معظمہ کو عطا فرمائی اس سے دوگنی مدینہ کو عطا فرما۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِوَادِ الْعَقِيْقِ يَقُوْلُ اَتَانِيَ اللَّيْلَةَ اٰتٍ مِنْ رَّبِّيْ فَقَالَ صَلِّ فِيْ هٰذَالْوَادِ الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ فِيْ حَجَّةٍ وَّفِيْ رِوَايَةٍ وَّقُلْ عُمْرَةٌ وَّحَجَّةٌ. (بخاری)1167-22

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ کا بیان ہے حضرت عمر بن خطاب ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کو وادیٔ عقیق میں یہ فرماتے سنا۔ آج رات میرے پاس پروردگار کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا اس مبارک وادی میں نماز ادا کریں اور کہیں کہ عمرہ حج کے ساتھ ہے دوسری روایت میں ہے کہ کہیں عمرہ اور حج اکٹھے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

اس روایت میں جو کہا گیا ہے کہ فرشتے نے کہا کہ آپ کہیں عُمْرَةٌ فِيْ حَجَّةٍ یا عُمْرَةٌ وَّحَجَّةٌ مراد اس سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ آپ حج قرآن کی نیت کریں۔ کیونکہ وادی عقیق ذوالحلیفہ کے قریب ہے۔ جہاں سے آپ نے حج کی

نیت کی تھی۔اور یہ خواب وہی پر آیا تھا۔(ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب)

خلاصۂ باب

۱۔ مدینہ میں بدعت کرنے والے اور اس کو پناہ دینے والے پر کائنات کی چیز لعنت کرتی ہے۔

۲۔ حرم مکہ کی طرح حرمِ مدینہ بھی محترم ہے۔

۳۔ مکہ اور مدینہ کو اللہ تعالیٰ نے برکات سے نوازا ہے۔

۴۔ مدینہ میں طاعون اور دجّال داخل نہیں ہوں گے۔

۵۔ دجّال کے مقابلے میں مدینہ کی فرشتے حفاظت کریں گے۔

كِتَابُ الْبُيُوعِ

بَابُ الْكَسْبِ وَطَلَبِ الْحَلَالِ

کسب اور حلال روزی

اللہ تعالیٰ کے نزدیک رزق حلال اس قدر اہم اور بنیادی مسئلہ ہے جس کی تلقین کرتے ہوئے انبیاءِ کرام علیہم السلام اور لوگوں کو ایک ہی جیسے الفاظ میں خطاب فرمایا۔

گویا کہ دنیا کے تمام مذاہب میں رزق حلال کا اہتمام کرنا مسلمہ مسئلہ رہا ہے۔اس سے انسان میں محنت ومشقت اور رزق تلاش کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جب ہر آدمی اپنے حقوق کے لئے کوشش کرے گا تو وہ فرد ہو یا معاشرہ ترقی کی راہوں پر گامزن ہوگا۔انسان بنیادی طور پر حریص اور لالچی واقع ہوا ہے جس کی وجہ سے یہ اپنے حق سے تجاوز کر کے ہوئے دوسرے کے حقوق پر ڈاکا ڈالنے کی کوشش کرتا ہے جس سے معاشی زندگی ناہموار ہونے کے ساتھ اخلاقی قدروں کی پامالی اور باہمی احترام وتعلق میں ضعف اور کمزوری واقع ہوجاتی ہے۔شریعت نے جس طرح دوسرے شعبہ ہائے زندگی میں ایک دوسرے کے حقوق متعین فرمائے ہیں اسی طرح معاشیات کے میدان میں انسان بالخصوص مسلمان کو سنہری اصولوں سے آگاہ فرمایا ہے تاکہ ہر مسلمان اپنے معاشی حدود کار میں رہ کر رزقِ حلال کی تلاش میں جدوجہد کرتے ہوئے ان اخلاقی قدروں کا لحاظ رکھے جن کی پامالی سے نہ صرف اجتماعی معیشت ناہمواری کا شکار ہوتی ہے بلکہ آدمی کی اخلاقی قدریں بھی تباہ ہوجاتی ہیں۔جس کی بناء پر وہ انسانیت کو چھوڑ کر وحشی درندوں کا روپ دھار لیتا ہے۔معاشی زیادتوں سے اجتناب' کاروبار میں خیانت' بددیانتی' ملاوٹ اور دوسرے کے حقوق کو سلب کرنے سے روکتے ہوئے آجر اور اجیر' گاہک اور دوکاندار دوکاندار' مالک اور ملازم کے حقوق کا تعین اور ہر کسی کو محنت ومشقت کا حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے معاشی زندگی میں بھی انبیائے کرام علیہم السلام کو نمونے کے طور پر پیش فرمایا ہے۔

اندازِ تجارت اور مزدور کا تحفظ

انبیا کرام علیہم السلام دین کی ترویج واشاعت اور عوام الناس کی خدمت کرنے کے باوجود لوگوں پر بوجھ بننے کے بجائے سیلف میڈ (self made) ہوا کرتے تھے۔وہ تمام کوشش اور کاوش کے بدلے لوگوں سے ایک دمڑی کے بھی روادار نہیں ہوتے تھے۔وہ تو برملا فرمایا کرتے تھے کہ ہم اس دینی اور عوامی خدمت کے صلہ میں لوگوں سے ایک پیسے کے بھی طلب گار نہیں۔سورۃ الشعراء میں حضرت نوح' حضرت ہود' حضرت صالح' حضرت لوط اور حضرت شعیب علیہم السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے پیغمبروں کی زبان اطہر سے اس بات کا اظہار کروایا گیا ہے۔

وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الشعرا۔۱۰۹'۱۲۷'۱۴۵'۱۶۴'۱۸۰)

''میں تم سے اس خدمت کا کوئی بدلہ نہیں چاہتا بلکہ میں اللہ تعالیٰ سے اپنے اجر کا طلب گار ہوں۔''

انبیاء تو اپنی ذات اور اہل وعیال پر صدقہ وزکوٰۃ اور ہر قسم کے معاوضے کو حرام تصور کرتے تھے۔بے پناہ مصروفیات اور گوناں

گوں مشکلات کے باوجود اپنی معاش کا خود انتظام کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی معاشی زندگی میں بھیڑ بکریوں کی گلہ بانی کے واقعات بھی پائے جاتے ہیں۔ اسی روایت اور اصول کو پیش نگاہ رکھتے ہوئے نبیِ اکرم ﷺ نے نبوت کے بعد ایک وقت تک تجارت کا سلسلہ جاری رکھا۔ جبکہ نبی ہونے سے پہلے آپ مضاربت کی بنیاد پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت میں بھرپور حصہ لے رہے تھے۔ تھوڑے ہی عرصے میں آپ ﷺ ایک بین الاقوامی تاجر کی حیثیت اختیار کر گئے۔ آپ کی دیانت و امانت اور کاروباری فہم وفراست سے متاثر ہوکر عرب کی عظیم اور امیر ترین خاندانی عورت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نکاح کی پیش کش کی جسے آپ ﷺ نے اپنے بزرگوں کی مشاورت سے قبول فرمایا۔ کاروبار اور منڈی میں اصلاحات جاری کرتے ہوئے تجارت کی دنیا میں آپ ﷺ نے تاجروں کو نئی روایات اور اصولوں سے متعارف کروایا۔ اس سے پہلے کاروباری اور تاجر لوگ کسی اخلاقی اور انسانی ہمدردی کی پروا کئے بغیر پیسے پر پیسہ کمانے کے اصول پر کاروبار کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے کاروبار میں انسانی ہمدردی اور اخلاقی قدروں کو مقدم رکھنا لازم قرار دیا۔ تجارت کے مال میں ملاوٹ کو ملت اور انسان دشمنی قرار دیتے ہوئے فرمایا جس نے آج کے بعد ملاوٹ کی وہ ہماری جماعت میں تصور نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ ملاوٹ کرنے والا تول میں اضافے اور ملاوٹ کے ذریعے قیمت دوگنی تگنی کرنے کے ساتھ ناقص خوراک کے سبب لوگوں کی صحت کی خرابی اور بعض اوقات بالواسطہ ان کی موت کا سبب بنتا ہے۔ بازار اور منڈی کے حالات درست رکھنے کے لیے بعض اوقات آپ ﷺ بنفس نفیس منڈی میں جا کر تجارت کا جائزہ لیتے۔ اسی سلسلے میں ایک دن آپ ﷺ منڈی تشریف لے گئے تو اچانک آپ ﷺ نے اپنی آستین کو اوپر کرتے ہوئے غلے کے ایک ڈھیر میں ہاتھ داخل کیا۔ تو نیچے والا غلہ گیلا اور اوپر والا خشک پایا تو فرمایا ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ جس نے ایسا کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

حَتّٰى يُرَاهُ النَّاسَ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا (مسلم)

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَاماً قَطُّ خَيْراً مِنْ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ وَاَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَاْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ(رواه البخاری)1168-1

حضرت مقداد بن معدی کرب ؓ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا، کسی شخص نے اپنی محنت مزدوری سے کمائے گئے کھانے سے بہتر کبھی کوئی کھانا نہیں کھایا۔ بلاشبہ اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا اَمَرَبِهِ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ "يَا اَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک صاف کے علاوہ کسی چیز کو قبول نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مومنین کو ان باتوں کا حکم دیا ہے جن باتوں کا اس نے اپنے رسولوں کو حکم دیا۔ اللہ

وَاعْمَلُوا صَالِحًا " (پ۱۸. رکوع ۳) وَقَالَ يَا اَيُّهَاالَّذِيْنَ آمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اِغْبَرَ يَمُدُّيَدَيْهِ اِلَى السَّمَاءِ يَارَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ (رواه مسلم)2-1169

تعالیٰ کا فرمان ہے۔ "میرے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور عمل صالح کرو" اے ایمان والو! جو رزق ہم نے تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔" پھر آپ نے ایک ایسے شخص کا ذکر فرمایا جو لمبا سفر طے کرتا ہے۔ پراگندہ بال، اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھائے دعا کرتا ہے۔ یارب! یارب! جب کہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور حرام غذا سے اس کی نشوونما ہوئی اس حالت میں اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے؟۔ (مسلم)

فہم الحدیث

حرام کھانے والا اصولاً دعا کی قبولیت کا استحقاق کھو بیٹھتا ہے۔ یہ تو رب کریم کا کرم ہے کہ وہ حرام خوروں کی دعائیں قبول کرتا ہے تاہم قیامت کے دن ان لوگوں کی عبادات اور صدقہ خیرات ضایع ہو جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ حرام چیز قبول نہیں فرماتا۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِى الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْهُ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ (رواه البخاری)3-1170

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ کوئی شخص بھی اس بات کی پروا نہیں کرے گا کہ اس نے کیسے کمایا کی حلال ذرائع سے یا حرام ذرائع سے۔ (بخاری)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَايَعْلَمُهُنَّ كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اِسْتَبْرَاَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِى الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِى الْحَرَامِ كَالرَّاعِى يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يَرْتَعَ فِيْهِ اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهُ اَلَا وَاِنَّ فِى الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ اَلَا وَهِىَ

حضرت نعمان بن بشیر ؓ بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں مشتبہ ہیں جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے جو ان مشتبہات سے بچا رہا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچالیا اور جو شخص مشتبہات میں پڑ گیا وہ حرام کا مرتکب ہوا۔ اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو کسی محفوظ چراگاہ کے اردگرد اپنے جانور چراتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ وہ اس چراگاہ میں چرنے لگیں سن رکھو! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی چراگاہ اس کی حرام کی گئی چیزیں ہیں۔ خبردار! جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا

الْقَلْبُ. (متفق عليه)4-1171
ہے، جب تک وہ درست ہوگا تو وہ تمام جسم درست رہے گا۔ اور جب اس میں خرابی واقع ہوگی تو سارا جسم فساد زدہ ہو جائے گا۔ سنو! وہ لوتھڑا دل ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيْثٌ وَمَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيْثٌ وَكَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِيْثٌ. (رواه مسلم)5-1172

حضرت رافع بن خدیج ﷺ بیان کرتے ہیں رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا، کتے کی قیمت ناپاک ہے۔ اسی طرح زانیہ کی اجرت پلید ہے اور پچھنے لگانے والے کی قیمت بری ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ. (متفق عليه)6-1173

حضرت ابومسعود انصاری ﷺ سے روایت ہے رسولِ اکرم ﷺ نے کتے کی قیمت، زانیہ کی اجرت اور کاہن کی شیرینی سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ جُحَيْفَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِيِّ وَلَعَنَ آكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْمُصَوِّرَ. (رواه البخاری)7-1174

حضرت ابوجحیفہ ﷺ بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ نے خون کی قیمت، کتے کی قیمت، زانیہ کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔ مزید برآں سود کھانے والے، کھلانے والے، گودنے والی، گدوانے والی اور تصویر بنانے والے پر لعنت بھیجی ہے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

سر کے بال زیادہ کرنے اور خداداد حسن میں مصنوعی اضافہ کے لئے مصنوعی بال لگوانے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس میں سراسر تکلف پایا جاتا ہے۔ یقیناً صحت کے لحاظ سے یہ مضر ہوں گے باوجود اس کے کہ میڈیکل سائنس نے ابھی اور معترتوجہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا کوئی حکم دینا آخرت کے فائدے سے خالی نہیں ہے۔

عَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْاَصْنَامِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ فَاِنَّهٗ تُطْلٰى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ

حضرت جابر ﷺ کا بیان ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے فتح مکہ کے سال جب آپ مکہ میں ہی تھے یہ فرماتے سنا بلاشبہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی فروخت کو حرام قرار دیا ہے۔ آپ سے دریافت کیا گیا، یارسول اللہ! مردار کی چربی کے بارے میں کیا رائے ہے؟ کیونکہ یہ کشتیوں پر ملی جاتی ہے، اس سے چمڑے

فَقَالَ لَاهُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذٰلِکَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُوْمَهَا اَجْمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْا ثَمَنَهٗ (متفق عليه)8-1175

نرم کیے جاتے ہیں اور لوگ اس سے دیے جلاتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں یہ قطعی حرام ہے۔اسی وقت آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا،اللہ تعالیٰ یہود کو تباہ وبرباد کرے۔جب اللہ تعالیٰ نے جانوروں کی چربی حرام قرار دے دی تو انہوں نے اس کو پگھلایا، بیچا اور اس کی قیمت کھانے لگے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عُمَرَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَجَمَلُوْهَا فَبَاعُوْهَا (متفق عليه)9-1176

حضرت عمر ﷺ کا بیان ہے رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ یہود کو تباہ وبرباد کرے۔ان پر چربی حرام کی گئی تو انہوں نے اس کو پگھلایا اور اس کی تجارت شروع کردی۔(بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ (رواه مسلم)10-1177

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے کتے اور بلی کی قیمت ممنوع قرار دی۔(مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ حَجَمَ اَبُوْ طَيْبَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَلَهٗ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ وَاَمَرَ اَهْلَهٗ اَنْ يُخَفِّفُوا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهٖ (متفق عليه)11-1178

حضرت انس ﷺ نے بتایا کہ ابوطیبہ ﷺ نے رسول معظم ﷺ کو پچھنے لگائے آپ ﷺ نے اس کو ایک صاع کھجوریں دینے کا حکم دیا اور اس کے مالک کو حکم دیا کہ اس پر عائد کردہ مزدوری میں کمی کردے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

اس باب کی 5 حدیث میں ایسی مزدوری سے منع کیا گیا ہے۔جب کہ اس حدیث میں آپ ﷺ نے ایسے شخص کو مزدوری دینے کا نہ صرف حکم دیا بلکہ وہ کسی کا غلام تھا۔اس کے مالک کو ہدایت بھی فرمائی کہ اس سے یومیہ وصول کرنے میں رعایت کرے اس کا معنٰی یہی سمجھ میں آتا ہے۔کہ ایسے شخص کی اجرت مقرر نہیں کرنی چاہیے۔البتہ کوئی اسے کچھ تو اسے قبول کرلینی چاہیے ساتھ ہی یہ بات ثابت ہوئی کہ ایسے آدمی کو کچھ نہ کچھ اس کے فن کا معاوضہ دینا چاہیے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ لِاَبِيْ بَكْرٍ ﷺ غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ يَاْكُلُ مِنْ خَرَاجِهٖ فَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَاَكَلَ مِنْهُ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ تَدْرِيْ مَاهٰذَا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ ﷺ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کے بارے بتاتی ہیں ان کا ایک غلام کمائی کر کے بطور خراج آپ کو دیتا اور حضرت ابوبکر ﷺ اس کو استعمال کرتے تھے۔ایک دن وہ غلام کوئی چیز لے کر آیا اور آپ نے اس میں

وَمَاهُوَ قَالَ كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِإِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا أُحْسِنُ الْكَهَانَةَ إِلَّا أَنِّي خَدَعْتُهُ فَلَقِيَنِي فَأَعْطَانِي بِذٰلِكَ فَهٰذَا الَّذِي أَكَلْتَ مِنْهُ قَالَتْ فَأَدْخَلَ أَبُوبَكْرٍ ﷺ يَدَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِي بَطْنِهِ (رواه البخاری) 12-1179

سے کھایا۔غلام نے عرض کی آپ کو معلوم ہے یہ کیا ہے؟ حضرت ابوبکر نے پوچھا کیا ہے؟اس نے جواب دیا کہ دور جاہلیت میں اس نے کسی آدمی کے لئے کہانت کی تھی چونکہ میں کہانت کے متعلق زیادہ نہ جانتا تھا، میں نے اس کو دھوکا دیا تھا۔اب اس کی مجھ سے ملاقات ہوئی تو اس نے مجھے یہ مزدوری دی۔آپ اسی میں سے تناول فرمارہے ہیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے اپنے منہ میں ہاتھ ڈال کر قے کر دی۔(بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ اپنے ہاتھ سے کمانے کو بہترین رزق قرار فرمایا۔

۲۔ حرام کھانے والا دعا کی قبولیت کا استحقاق کھو بیٹھتا ہے۔

۳۔ حرام وحلال کے درمیان کچھ متشابہ چیزیں اور معاملات ہیں جن سے بچنا نہایت ضروری ہے۔

۴۔ حرام چیزوں کی کمائی کھانا بھی حرام ہے۔

۵۔ شرکیہ وظائف' منتر اور ٹونے ٹوٹکے حرام اور ان کی کمائی بھی حرام ہے۔

۶۔ زندہ اور مردہ حرام جانور کی ہر چیز حرام ہے۔

بَابُ المسَاهلَةِ فِی الْمُعَامَلَةِ

معاملات میں آسانی روا رکھنا

اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کے بیان میں جس صفت کا سب سے زیادہ تذکرہ فرمایا ہے وہ اس کا رؤف، غفور، کریم اور رحمان رحیم ہونا ہے۔ وہ اپنے بندوں پر ہر وقت اور ہر اعتبار سے نرمی اور آسانی فرماتا ہے۔ اس نے پورے دین کی بنیاد اس اصول پر رکھی ہے:

یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ (اَلْبَقَرَۃُ ۲: ۲۸۶)

''اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی روا رکھتا ہے وہ تمہارے ساتھ سختی پسند نہیں کرتا''

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا (البقرۃ ۲: ۲۸۶)

''وہ اللہ کسی جان کی طاقت سے بڑھ کر اسے تکلیف نہیں دیتا۔''

اسی کی روشنی میں نبیِ محترم ﷺ نے تمام معاملاتِ زندگی کے ساتھ کاروبار میں بھی نرمی، آسانی، ہمدردی اور خیر خواہی کا حکم دیتے ہوئے ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مزید مہربانیوں کی دعا کی ہے۔ جو لوگوں پر نرمی اور آسانی اختیار کرتا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ رَحِمَ اللّٰہُ رَجُلًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَاِذَا اشْتَرٰی وَاِذَا اقْتَضٰی. (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) 1-1180

عَنْ حُذَیْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَجُلًا کَانَ فِیْمَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ اَتَاہُ الْمَلَکُ لِیَقْبِضَ رُوْحَہٗ فَقِیْلَ لَہٗ ھَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَیْرٍ قَالَ مَا اَعْلَمُ قِیْلَ لَہُ انْظُرْ قَالَ مَا اَعْلَمُ شَیْئًا غَیْرَ اَنِّیْ کُنْتُ اُبَایِعُ النَّاسَ فِی الدُّنْیَا وَاُجَازِیْھِمْ فَاُنْظِرُ الْمُوْسِرَ وَاَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَاَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّةَ. (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ نَحْوَہٗ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَاَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ فَقَالَ اللّٰہُ اَنَا اَحَقُّ بِذَا مِنْکَ تَجَاوَزُوْا عَنْ عَبْدِیْ. 2-1181

پہلی فصل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرتا ہے جو بیچتے، خریدتے اور رقم کا مطالبہ کرتے وقت آسانی کرتا ہے۔ (بخاری)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے ایک شخص تھا۔ جب فرشتہ اس کی روح قبض کرنے کے لیے آیا تو فرشتے نے اس سے پوچھا کیا تو نے کبھی کوئی نیک کام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا مجھے معلوم نہیں۔ اس سے پھر پوچھا گیا۔ غور کرو۔ اس نے پھر کہا مجھے اور تو معلوم نہیں البتہ میں دنیا میں لوگوں سے خرید و فروخت کرتے وقت اچھا معاملہ کرتا خوش حال کو مہلت دیتا اور تنگ دست کو معاف کر دیتا۔ چنانچہ اس عمل کے سبب اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی دوسری روایت میں بعینہٖ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس طرح کے

معاملہ میں مجھے تجھ سے زیادہ حق پہنچتا ہے فرشتو! میرے بندے سے صرف نظر کرو۔

عَنْ اَبِی قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِیَّاکُمْ وَکَثْرَةَ الْحَلْفِ فِی الْبَیْعِ فَاِنَّهُ یَنفُقُ ثُمَّ یَمْحَقُ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 3-1182

حضرت ابوقتادہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا، خبردار! خرید وفروخت میں زیادہ قسمیں کھانے سے بچو کیونکہ اس سے کاروبار "وقتی طور پر" بڑھتا ہے لیکن پھر ختم ہوجاتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ اَلْحَلْفُ مَنْفَقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مَمْحَقَةٌ لِلْبَرَکَةِ. (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) 4-1183

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا قسمیں کاروبار میں ترقی کا سبب ہیں لیکن برکت اٹھ جاتی ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِی ذَرٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ هُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلْفِ الْکَاذِبِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 5-1184

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا تین شخص ہیں جن سے روز قیامت اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ہی ان کو پاک کرے گا۔ اور ان کے لیے دردناک عذاب بھی ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا یارسول اللہ! وہ تو تباہ ہونے والے اور گھاٹے میں رہنے والے ہیں۔ وہ کون ہیں؟ فرمایا تکبر سے اپنی چادر زمین پر گھسیٹنے والا، احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسمیں کھا کر کاروبار چمکانے والا۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ معاملات میں آسانی کرنے والے پر رب کریم نرمی اور آسانیاں پیدا فرماتا ہے۔

۲۔ کاروبار میں خیرخواہی اور تنگ دست کو مہلت دینے والے کو اللہ جنت میں داخل فرمائے گا۔

۳۔ قسمیں اٹھا کر سودا بیچنے والے کے کاروبار سے برکت اٹھ جاتی ہے۔

۴۔ متکبر، احسان جتلانے والا اور کاروبار میں قسمیں اٹھانے والے کو اللہ تعالیٰ کی ہم کلامی اور زیارت سے محرومی ہوگی اور وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

بَابُ الْخِيَار

خرید وفروخت میں اختیار

تجارت کے بارے میں آپ ﷺ کے ارشادات ہیں کہ اس میں محنت' مزدوری اور زمینداری وغیرہ کے پڑشوں سے زیادہ برکت پائی جاتی ہے۔ اس پیشے میں نسبتاً دوسرے پیشوں کے آدمی کو فرصت بھی ملتی ہے اور تاجر حضرات کا شخصی تعارف بھی بڑھتا ہے جس سے فائدہ اٹھا کر آدمی تبلیغ بھی کر سکتا ہے۔ دنیا میں بے شمار علاقے ایسے ہیں جہاں اسلام تجار کے ذریعے پھیلا۔ اس کے لئے تجارت میں ایمان داری اور معاملات میں عہد کی پاس داری کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلٰى صَاحِبِهٖ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا اِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ اِذَا تَبَايَعَ الْمُتَبَايِعَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ مِنْ بَيْعِهٖ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا اَوْ يَكُوْنَ بَيْعُهُمَا عَنْ خِيَارٍ فَاِذَا كَانَ بَيْعُهُمَا فَقَدْ وَجَبَ (وفي المتفق عليه اَوْ يَقُوْلَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ اِخْتَرْ بَدَلَ اَوْ يَخْتَارَا. 1185-1

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا، بیچنے والے اور خریدنے والے ہر ایک کو ایک دوسرے سے جدا ہونے تک سودا توڑنے کا اختیار ہے۔ سوائے اس کے کہ ان کے درمیان اختیاری خرید و فروخت ہو۔ (بخاری ومسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ خریدنے والا اور بیچنے والے کو آپس میں الگ ہونے سے پہلے سودا ختم کرنے کا اختیار ہوگا یا دونوں کے درمیان بیع اختیاری ہوا گر بیع اختیاری ہو تو وہ ان کی بیع ثابت ہوگی۔ نیز بخاری ومسلم میں ہے یا ان میں سے ایک دوسرے کو یختارا کی بجائے اختر کے الفاظ کہے کہ تجھے اختیار ہے۔

عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا وَاِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1186-2

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا دونوں خرید وفروخت کرنے والے جب تک جدا نہ ہوں معاملہ ختم کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اگر دونوں نے سچ بولا اور وضاحت کر دی تو سودے میں برکت ہوگی اور اگر وہ چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو دونوں کے لئے سودے میں برکت ختم ہو جائے گی۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ اِنِّيْ اُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں بیان کیا کہ خرید وفروخت

اِذَا بَا يَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَقُوْلُهُ. (مُتَّفِقٌ عَلَيْهِ) 3-1187

میں اس کے ساتھ دھوکا ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تو سودا کرے تو واضح کر دیا کرو کہ دھوکا نہیں ہونا چاہیے چنانچہ وہ شخص ایسے ہی کہا کرتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ سودا طے ہو جانے کے باوجود اسی نشست میں فریقین میں سے ہر ایک کو اسے ختم کرنے کا شرعی طور پر اختیار ہے۔

۲۔ دھوکے سے بچنے کے لیے دوسرے کو دھوکہ نہ کرنے کی تلقین کرنی چاہیے۔

۳۔ مجلس برخاست ہونے کے بعد باہمی رضامندی کے بغیر طے شدہ بات ایک فریق کو ختم کرنے کا اختیار نہیں۔

۴۔ مال کا نقص بتلانے سے تجارت میں برکت پیدا ہوتی ہے۔

۵۔ نقص چھپا کر سودا بیچنے سے برکت اٹھ جاتی ہے۔

بَابُ الرِّبٰوا

سود کے احکامات

اللہ تعالیٰ نے ہر برے عمل سے بچنے کے احکامات صادر فرمائے ہیں لیکن کسی بڑے سے بڑے گناہ کو اپنی ذات کے ساتھ معرکہ آرائی کرنے کے مترادف قرار نہیں دیا جبکہ سود ایسا جرم اور گناہ ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ قرار دیا ہے۔ کیونکہ سود کھانے والا لوگوں کا بدترین مالی استحصال کرنے کے ساتھ، طوطا چشم، مفاد پرست اور سنگ دل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ دوسرے کی تنگ دستی اور بدحالی پر بھی ترس کھانے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اس لیے آپ ﷺ نے سودی کاروبار میں شراکت کرنے والوں پر پھٹکار کی ہے اور کاروبار کی ہر اس صورت سے منع فرمایا ہے جس میں سود کا کوئی شائبہ پایا جاتا ہو۔ اس باب میں کاروبار کے بڑے بڑے بنیادی اصولوں کی وضاحت کے ساتھ ساتھ سود کی لعنت سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ○ (البقرۃ۲:۲۷۸ تا ۲۷۹)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سود سے جو باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم سچے دل سے ایماندار ہو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول سے اعلان جنگ ہے سن لو اگر تم توبہ کر لو تو اصل مال مل جائیں گے نہ تم ظلم کیا کرو اور نہ تم ظلم کئے جاؤ گے“۔

الفصل الاول

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اٰكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ .(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1188-1

پہلی فصل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بتایا رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے، سود دینے والے، اس کے لکھنے والے اور اس کے دونوں گواہوں پر لعنت بھیجی ہے اور فرمایا کہ وہ سب برابر ہیں۔ (مسلم)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلاً بِمِثْلٍ، سَوَاءً بِسَوَاءٍ يَدًا بِيَدٍ فَاِذَا اخْتَلَفَتْ هٰذِهِ الْاَصْنَافُ فَبِيْعُوْا كَيْفَ شِئْتُمْ اِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ .(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1189-2

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، سونا سونے کے ساتھ، چاندی چاندی کے ساتھ، گندم گندم کے ساتھ، جو جو کے ساتھ، کھجور کھجور کے ساتھ اور نمک نمک کے ساتھ برابر نقد بانقد ہوں گے۔ یہ چیزیں باہم مختلف ہوں تو دست بدست جس طرح چاہو خرید و فروخت کرو۔ (مسلم)

عَنْ اَبِی سَعِیْدِن الْخُدْرِیِّ ﷜قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺاَلذَّھَبُ بِالذَّھَبِ وَالْفِضَّۃُ بِالْفِضَّۃِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلاً بِمِثْلٍ یَدًا بِیَدٍ فَمَنْ زَادَ اَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ اَرْبٰی اَلْاٰخِذُ وَالْمُعْطِی فِیْہِ سَوَاءٌ .(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)3-1190

حضرت ابوسعید خدری ﷜ کا بیان ہے رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گندم گندم کے بدلے، جو جو کے بدلے، کھجور کھجور کے بدلے، نمک نمک کے بدلے ایک دوسرے کے برابر دست بدست ہونے چاہییں۔ پس جس نے زیادہ دیا یا لیا اس نے سودی کاروبار کیا اور سود لینے والا اور دینے والا دونوں برابر ہیں۔ (مسلم)

عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺلَا تَبِیْعُوا الذَّھَبَ بِالذَّھَبِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوْا بَعْضَھَا عَلٰی بَعْضٍ وَلَا تَبِیْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَھَا عَلٰی بَعْضٍ وَلَا تَبِیْعُوا مِنْھَا غَائِبًا بِنَا جِزٍ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) وَفِی رِوَایَۃٍ لَا تَبِیْعُوا الذَّھَبَ بِالذَّھَبِ وَلَا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ .4-1191

حضرت ابوسعید خدری ﷜ ہی سے روایت ہے رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا، سونے کو سونے کے بدلے برابر برابر ہی فروخت کرو۔ ایک دوسرے میں کمی وبیشی نہ کرو۔ اسی طرح چاندی کو چاندی کے بدلے برابر برابر ہی لو اور ایک دوسرے میں کمی وبیشی نہ کرو۔ اور نہ نقد کو ادھار کے عوض فروخت کرو۔ (بخاری ومسلم) دوسری روایت میں ہے سونے کا سونے اور چاندی کا چاندی سے برابر وزن کے ساتھ ہی لین دین کرو۔

عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ ﷜قَالَ کُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اَلطَّعَامُ بِالطَّعَامِ مِثْلًا بِمِثْلٍ.(رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)5-1192

حضرت معمر بن عبداللہ ﷜ نے رسولِ اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کھانے کے بدلے کھانا برابر ہو۔ (بخاری) مراد کھنے والی چیزیں۔

عَنْ عُمَرَ ﷜قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺاَلذَّھَبُ بِالذَّھَبِ رِبًا اِلَّا ھَاءَ وَھَاءَ وَالْوَرِقُ بِالْوَرِقِ رِبًا اِلَّا ھَاءَ وَھَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا اِلَّا ھَاءَ وَھَاءَ وَالشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ رِبًا اِلَّا ھَاءَ وَھَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا اِلَّا ھَاءَ وَھَاءَ. (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)6-1193

حضرت عمر ﷜ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سونا سونے کے، چاندی چاندی کے، گندم گندم کے عوض، جو جو کے بدلے اور کھجور کھجور کے عوض، سود ہے ماسوائے نقد لین دین کے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ وَاَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺاسْتَعْمَلَ رَجُلاً عَلٰی

حضرت ابوسعید خدری ﷜ اور ابوہریرہ ﷜ نے ایک شخص کے بارے بتایا کہ رسولِ کریم ﷺ نے ایک شخص کو خیبر کا

خَيْبَرَ فَجَاءَ هُ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ اَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِا الصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِا الدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِا الدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا وَقَالَ فِي الْمِيْزَانِ مِثْلَ ذٰلِكَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1194-7

عامل مقرر فرمایا وہ اعلیٰ قسم کی کھجوریں لایا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا خیبر کی ساری کھجوریں ایسی ہی ہیں؟ اس نے جواب دیا یارسول اللہ! واللہ، ایسی نہیں ہیں۔ ہم نے دو صاع کے بدلے اس کا ایک صاع اور تین صاع کے عوض اس کے دو صاع وصول کئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو، ان کھجوروں کو نقد درہموں سے بیچ کر پھر ان درہموں سے اعلیٰ کھجوریں خریدلیا کرو۔ اور یہی ہدایت وزن کی جانے والی اشیا کے بارے میں فرمائی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِی سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ بِلَالٌ رضی اللہ عنہ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَيْنَ هٰذَا قَالَ كَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌ رَدِّيٌّ فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ فَقَالَ اَوَّهْ عَيْنُ الرِّبٰوعَيْنُ الرِّبٰوا لَا تَفْعَلْ وَلٰكِنْ اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَشْتَرِيَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَيْعٍ اٰخَرَ ثُمَّ اشْتَرِبِهٖ. متفق علیہ 1195-8

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں برنی کھجوریں لائے۔ نبی اکرم ﷺ نے پوچھا، یہ کہاں سے آئی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہمارے پاس ردی کھجوریں تھیں میں نے ان کے دو صاع کے بدلے اس کے ایک صاع کا تبادلہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، سخت افسوس! یہ تو کھلا سود ہے، ایسا نہ کیا کرو اگر تم ایسی کھجوریں خریدنا چاہو تو پہلے ان کھجوروں کو نقد فروخت کرو بعد ازاں اس رقم سے عمدہ کھجور خریدلو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ عَبْدٌ فَبَا يَعَ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْهِجْرَةِ وَلَمْ يَشْعُرْ اَنَّهُ عَبْدٌ فَجَاءَ سَيِّدُهُ يُرِيْدُهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعْنِيْهِ فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ اَسْوَدَيْنِ وَلَمْ يُبَايِعْ اَحَداً بَعْدَهُ حَتّٰى يَسْأَلَهُ اَعَبْدٌ هُوَ اَوْحُرٌّ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 1196-9

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ایک غلام نبی معظم ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے آپ سے ہجرت پر بیعت کی اور آپ کو معلوم نہ تھا کہ یہ غلام ہے۔ اسے اس کا مالک واپس لینے کے لیے آگیا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اس کو فرمایا۔ اس کو مجھے بیچ دو۔ چنانچہ آپ نے اس کو دو حبشی غلاموں کے بدلے خریدلیا اور اس کے بعد آپ ﷺ کسی شخص سے بیعت نہیں کرتے تھے جب تک اس سے یہ پوچھ نہ لیتے کہ وہ غلام ہے یا آزاد۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الصُّبْرَةِ مِنَ التَّمْرِ لَا يُعْلَمُ مَكِيْلَتُهَا بِالْكَيْلِ الْمُسَمّٰى مِنَ التَّمْرِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 1197-10

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے کھجوروں کے ڈھیر کو جس کا وزن نہ معلوم ہو، ان کھجوروں کے عوض جن کا وزن کیا گیا ہو تبادلہ کرنے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

عَنْ فُضَالَةَ بْنِ اَبِی عُبَیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اشْتَرَیْتُ یَوْمَ خَیْبَرَ قِلَادَةً بِاثْنَیْ عَشَرَ دِیْنَارًا فِیْهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ فَفَصَّلْتُهَا فَوَجَدْتُ فِیْهَا اَكْثَرَ مِنِ اثْنَیْ عَشَرَ دِیْنَارًا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ لَا تُبَاعُ حَتّٰی تُفَصَّلَ .(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)12-1198

حضرت فضالہ بن ابی عبید رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے خیبر کے دن ایک ہار بارہ دینار میں خریدا۔ اس میں کچھ سونا اور کچھ موتی ہیرے تھے۔ ان کو الگ الگ کرنے سے مجھے بارہ دینار سے زیادہ کا سونا حاصل ہوا۔ اس بات کا ذکر نبی اکرم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو اس وقت تک نہ بیچا جائے جب تک اس کو الگ الگ نہ کر دیا جائے۔(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَلرِّبَا فِی النَّسِیْئَةِ وَفِی رِوَایَةٍ قَالَ لَا رِبَا فِیْ مَاكَانَ یَدًا بِیَدٍ. (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)12-1199

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی محترم ﷺ نے فرمایا، ادھار میں سود ہے ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا دست بدست نقد خرید و فروخت میں سود نہیں ہے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِی بُرْدَةَ بْنِ اَبِی مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِیْنَةَ فَلَقِیْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ اِنَّكَ بِاَرْضٍ فِیْهَا الرِّبَا فَاشٍ فَاِذَا كَانَ لَكَ عَلٰی رَجُلٍ حَقٌّ فَاَهْدٰی اِلَیْكَ حِمْلَ تِبْنٍ اَوْ حِمْلَ شَعِیْرٍ اَوْ حِبْلَ قَتٍّ فَلَا تَاْخُذْهُ فَاِنَّهُ رِبًا.(رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)13-1200

حضرت ابوبردہ بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ اپنا حال بیان کرتے ہیں جب میں مدینہ منورہ آیا تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی انہوں نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ جس علاقہ سے تیرا تعلق ہے اس میں کھلم کھلا سود ہے۔ اگر تیرا کسی شخص پر کوئی حق ہو اور وہ تجھے بھوسہ یا جو کا گٹھا یا رسی میں باندھی ہوئی خشک گھاس ہدیۃً بھیجے تو وہ قبول نہ کرو کیونکہ وہ سود ہے۔(بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ سود لینے دینے، لکھنے اور گواہی دینے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے۔

۲۔ باہم تبادلہ کرتے ہوئے چیز کا ہم جنس اور ہم وزن ہونا ضروری ہے ورنہ سود ہوگا۔

۳۔ سودا کرتے وقت کسی چیز کی مقدار، ماپ یا وزن کرنا ضروری ہے۔

۴۔ مقروض شخص سے قرض کی وجہ سے فائدہ اٹھانا سود کے زمرہ میں شمار ہوگا۔

بَابُ الْمَنْهِیِّ عَنْهَا مِنَ الْبُیُوْعِ

ناجائز تجارت

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ اَنْ یَبِیْعَ ثَمَرَ حَا ئِطِهٖ اِنْ کَانَ نَخْلًا بِتَمْرٍ کَیْلًا وَاِنْ کَانَ کَرْمًا اَنْ یَبِیْعَهٗ بِزَبِیْبٍ کَیْلًا اَوْکَانَ.وَعِنْدَ مُسْلِمٍ وَاِنْ کَانَ زَرْعًا اَنْ یَبِیْعَهٗ بِکَیْلِ طَعَامٍ نَهٰی عَنْ ذٰلِکَ کُلِّهٖ .(مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهُمَا نَهٰی عَنِ الْمُزَابَنَةِ قَالَ وَالْمُزَابَنَةُ اَنْ یُبَاعَ مَا فِیْ رُؤُسِ النَّخْلِ بِتَمْرٍ بِکَیْلٍ مُسَمًّی اِنْ زَادَ فَلِیْ وَاِنْ نَقَصَ فَعَلَیَّ. 1201-1

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بیع مزابنہ سے منع فرمایا کہ باغ کے پھلوں کو اگر کھجوریں ہیں تو ان کو خشک کھجور کے بدلے ماپ کروا گر انگور ہیں تو ان کو منقّہ کے بدلے ماپ کر کے فروخت کیا جائے۔اسی طرح دوسرے پھلوں کا معاملہ ہے۔اور مسلم میں ہے کہ خواہ کھیتی ہو کہ اس کو وزن ہوئے غلہ کے عوض فروخت کرنا منع ہے۔اسی طرح کے ہر معاملہ کو ممنوع قرار دیا۔(بخاری ومسلم) دوسری روایت دونوں سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا اور مزابنہ یہ ہے کہ کھجور کے درخت کی کھجوریں خشک کھجور کے بدلے متعین ماپ سے فروخت کی جائیں اگر زیادہ ہوں تو میرا حق ہوگا اور کم پڑیں تو ان کی ادائیگی میرے ذمے ہوگی۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُخَابَرَةِ،وَالْمُحَا قَلَةِ وَ الْمُزَابَنَةِ وَ الْمُحَاقَلَةُ اَنْ یَبِیْعَ الرَّجُلُ الزَّرْعَ بِمِائَةِ فَرَقٍ حِنْطَةٍ وَالْمُزَابَنَةُ اَنْ یَبِیْعَ الثَّمَرَ فِیْ رُؤُوْسِ النَّخْلِ بِمِائَةِ فَرَقٍ وَ الْمُخَابَرَةُ کِرَاءُ الْاَرْضِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1202-2

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے رسول مجتبیٰ ﷺ نے مخابرہ ،محاقلہ،اور مزابنہ کو ممنوع قرار دیا۔محاقلہ یہ ہے کہ کوئی شخص گندم کی کھیتی کو ایک سوفرق گندم کے عوض بیچ دے۔مزابنہ یہ ہے کہ درختوں کی تازہ کھجوریں خشک کھجور کے بدلے ایک سوفرق میں فروخت کرے۔اسی طرح مخابرہ یہ ہے کہ پیداوار ایک تہائی یا ایک چوتھائی حصے کے بدلے زمین کرایہ پر دے۔(مسلم)(فرق کی وضاحت خلاصہ باب میں ملاحظہ فرمائیں)

وَعَنْهُ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَالْمُعَاوَمَةِ وَ عَنِ الثُّنْیَا وَ رَخَّصَ فِی الْعَرَایَا .(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1203-3

حضرت جابر ؓ کا بیان ہے رسولِ معظم ﷺ نے محاقلہ، مزابنہ ،مخابرہ ،معاومہ اور ثنیا کو ناجائز قرار دیا اور بیع عرایا کی اجازت دی۔(مسلم)

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ ؓ قَالَ نَهٰی

حضرت سہل بن ابی حثمہ ؓ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ اِلَّا اَنَّهٗ رَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ اَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا تَمْرًا يَاْكُلُهَا اَهْلُهَا رُطَبًا . (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)4-1204

ﷺ نے کھجور کے بدلے کھجور کی فروخت کو ممنوع قرار دیا ''عرایا'' میں رخصت دی ہے کہ اندازاً درخت کے پھل کو خشک کھجور کے عوض بیچا جاسکتا ہے۔ تاکہ مالک مخصوص درختوں کے تازہ پھل کو اپنے استعمال میں لاسکے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرْخَصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا مِنَ التَّمْرِ فِيْهَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ اَوْفِي خَمْسَةِ اَوْسُقٍ شَكَّ دَاوُدُ بْنُ الْحُصَيْنِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)5-1205

حضرت ابوہریرۃ ؓ بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے بیع عرایا کو جائز قرار دیا ہے بشرطیکہ خشک کھجور کا اندازہ پانچ سے کم یا پانچ وسق ہو۔ راویٔ حدیث داؤد بن حصین کو اس میں شک ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی الله عنهما نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَ فِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى تَزْهُوَ وَ عَنِ السُّنْبُلِ حَتّٰى يَبْيَضَّ وَ يَاْ مَنَ الْعَاهَةَ. 6-1206

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے پھلوں کو ان کے پکنے کے قریب پہنچنے سے پہلے فروخت کرنے سے منع فرمایا یہ حکم فروخت کنندہ اور خرید کنندہ دونوں کے لیے ہے۔ (بخاری ومسلم) اور مسلم کی روایت میں ہے کھجوروں کے رنگ بدلنے اور بالیوں کے سفید ہونے سے قبل بیچنے سے منع فرمایا۔ تاکہ آفت سے محفوظ ہوجائیں۔

وَ عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُزْهِيَ قِيْلَ وَمَا تُزْهِيَ. قَالَ حَتّٰى تَحْمَرَّ وَ قَالَ اَرَاَيْتَ اِذَا مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ بِمَ يَاْخُذُ اَحَدُكُمْ مَالَ اَخِيْهِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)7-1207

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے کچے پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا۔ پوچھا گیا پکنے سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا سرخ ہوجائیں۔ نیز فرمایا آپ بتائیں جب اللہ نے پھلوں کو روک دیا تو تم میں سے کوئی شخص کیوں اپنے بھائی کا مال مباح سمجھ رہا ہے؟ (بخاری ومسلم)

وَ عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ عَنْ بَيْعِ السِّنِيْنَ وَاَمَرَ بِوَضْعِ الْجَوَائِحِ.(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)8-1208

حضرت جابر ؓ رسولِ اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے باغ کو کئی سالوں کے لئے فروخت کرنے سے منع فرمایا مزید آپ ﷺ نے ہدایت کی؟ فروخت کنندہ ہونے کی صورت میں خریدار کو نقصان معاف کردے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ بِعْتَ مِنْ اَخِيْكَ ثَمَرًا فَاَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَلَايَحِلُّ لَكَ اَنْ تَاْخُذَمِنْهُ شَيْاءً بِمَ تَاْخُذُ مَالَ اَخِيْكَ بِغَيْرِ

حضرت جابر ؓ ہی روایت کرتے ہیں رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا، اگر تو اپنے بھائی کے ہاتھ میں پھل فروخت کرے وہ آفت زدہ ہوجائے تو تیرے لیے حلال نہیں کہ اس سے

حَقٍ.(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1209-9

کچھ وصول کرے کیونکہ تو بغیر حق کے اپنے بھائی کا مال کس لئے لے رہا ہے؟ (مسلم)

وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْ فِيَهُ وَفِیْ رَوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَتّٰى يَكْتَالَهُ. (متفق عليه)1210-10

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی راوی ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا، جو شخص غلہ خریدے وہ قبضہ میں لینے سے پہلے اسے فروخت نہ کرے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب تک اس کا وزن نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَّاالَّذِی نَهٰی عَنْهُ النَّبِیُّ ﷺ فَهُوَ الطَّعَامُ أَنْ يُبَاعَ حَتّٰى يُقْبَضَ قَالَ ابْنُ عباسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَلَا أَحْسِبُ كُلَّ شَیْءٍ إِلَّا مِثْلَهُ.(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)1211-11

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے جس غلہ کی فروخت سے منع فرمایا وہ ہے جس کو مکمل قبضہ میں نہ لے لیا جائے۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہر چیز کو غلہ کی مانند خیال کرتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ لِبَيْعٍ وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ ، فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْلِبَهَا إِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا ، وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعًامِنْ تَمْرٍ.(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)وَفِیْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ "مَنِ اشْتَرٰى شَاةً مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ طَعَامٍ لَا سَمْرَاءَ"1212-12

حضرت ابو ہریرۃ ؓ کا بیان ہے رسول محترم ﷺ نے فرمایا تم تجارتی قافلوں کو شہر سے باہر نہ ملو۔ اور کوئی شخص کسی کے سودے پر سودا نہ کرے۔ اور (دھوکے سے) قیمت نہ بڑھاؤ اور نہ کوئی شہری دیہاتی کے لیے فروخت کرے اور اونٹوں اور بکریوں کا دودھ تھنوں میں روک کر نہ بیچو۔ اگر کوئی ایسا جانور خریدے (جس کا دودھ کئی وقت نہ نکالا گیا ہو) تو دودھ دوہنے کے بعد دو باتوں میں سے جس کو چاہے اختیار کرے کہ اگر جانور پسند ہے تو رکھ لے بصورت دیگر جانور لوٹا دے اور ایک صاع کھجور بھی دے۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی روایت میں ہے اگر کسی نے ایسی بکری خریدی جس کا دودھ روکا گیا تھا اس کو تین دن تک اختیار ہے۔ اگر وہ اس بکری کو واپس کرے تو ایک صاع گندم کے علاوہ غلہ بھی دے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ " لَا تَلَقَّوُا الْجَلَبَ ، فَمَنْ تَلَقَّاهُ فَاشْتَرٰى مِنْهُ ، فَإِذَا أَتٰى سَيِّدُهُ السُّوْقَ فَهُوَ بِالْخِيَارِ". (رَوَاهُ

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ؐ نے فرمایا تجارتی قافلوں کو شہر سے باہر نہ ملو۔ جو شخص ان سے ملا اور اس نے سامان خریدا جب سامان کا مالک بازار پہنچے گا تو اسے اختیار

مُسْلِمٌ)13-1213

ہے چاہے بیع پختہ کرے یا واپس کرے۔(مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَلَقُّوا السِّلَعَ حَتّٰى يُهْبَطَ بِهَا اِلَى السُّوْقِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)14-1214

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ؓ بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا تجارتی قافلوں سے سامان منڈی میں آنے سے پہلے نہ خریدا کرو۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَبِعِ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ اِلَّا اَنْ يَّاْذَنَ لَهٗ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)15-1215

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے اور نہ اپنے بھائی کی شادی کے پیغام پر پیغام بھیجے الا یہ کہ وہ اجازت دے۔(مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَسُمِ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ.(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)16-1216

حضرت ابوہریرۃ ؓ کا بیان ہے، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا۔کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے سودا طے ہو جانے کے بعد اس چیز کی قیمت نہ لگائے۔(مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقُ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)17-1217

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے دلالی نہ کرے۔لوگوں کو ان کے حال پر رہنے دو۔اللہ تعالیٰ ان میں سے بعض کو بعض سے رزق عطا کرے گا۔(مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ نَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الرَّجُلِ ثَوْبَ الْاٰخَرِ بِيَدِهٖ بِاللَّيْلِ اَوْ بِالنَّهَارِ وَلَا يُقَلِّبُهٗ اِلَّا بِذٰلِكَ وَالْمُنَابَذَةُ اَنْ يَّنْبِذَ الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ بِثَوْبِهٖ وَيَنْبِذُ الْاٰخَرُ ثَوْبَهٗ وَيَكُوْنُ ذٰلِكَ بَيْعَهُمَا وَعَنْ غَيْرِ نَظَرٍ وَلَا تَرَاضٍ وَاللِّبْسَتَيْنِ اِشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ وَالصَّمَّاءُ اَنْ يَّجْعَلَ ثَوْبَهٗ عَلٰى اَحَدِ عَاتِقَيْهِ فَيَبْدُوْ اَحَدُ شِقَّيْهِ لَيْسَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ وَاللِّبْسَةُ الْاُخْرٰى اِحْتِبَاؤُهٗ بِثَوْبِهٖ وَهُوَ جَالِسٌ لَيْسَ

حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں رسولِ مکرم ﷺ نے دو طرح کے لباس اور دو طرح کی خرید و فروخت سے منع فرمایا۔خرید و فروخت میں ملامسہ اور منابذہ کو ناجائز قرار دیا۔ملامسہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے کپڑے کو دن ہو یا رات چھوتا ہے اور اس کو الٹ پلٹ کر نہیں دیکھتا اور منابذہ یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کی طرف اپنا کپڑا پھینکتا ہے اور دوسرا اس کی طرف اپنا کپڑا پھینکتا ہے اور ان کا سودا بغیر دیکھے اور بغیر رضامندی کے طے ہو جاتا ہے۔اور لباس سے مراد ایک اشتمال الصماء ہے۔اور الصماء یہ ہے کہ آدمی (تکبر سے) اپنے ایک کندھے پر کپڑا ڈال لیتا ہے جس سے اس کی ایک طرف ننگی ہو جاتی ہے اس پر کپڑا نہیں ہوتا۔اور دوسرا

عَلٰى فَرْجِهِ مِنْهُ شَیْءٌ . (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)1218-18

لباس یہ ہے کہ آدمی اپنے کپڑے سے اس طرح گوٹھ مار کر بیٹھے کہ اس کی شرمگاہ ننگی ہو جائے۔(بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ﷺقَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺعَنْ بَیْعِ الحَصَاةِ وَعَنْ بَیْعِ الغَرَرِ . (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1219-19

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ”بیع الحصاۃ“ اور دھوکے فریب کی بیع سے منع فرمایا۔(مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺعَنْ بَیْعِ حَبَلِ الحَبَلَةِ وَكَانَ بَیْعًا یَتَبَایَعُهُ اَهْلُ الْجَاهِلِیَّةِ كَانَ الرَّجُلُ یَبْتَاعُ الجَزُوْرَ اِلٰى اَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تُنْتَجُ الَّتِی فِی بَطْنِهَا . (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)1220-20

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ”بیع حبل الحبلہ“ کو ممنوع قرار دیا۔اس طرح کے سودے کا اہلِ جاہلیت میں رواج تھا۔ایک شخص اونٹنی خریدتا اور یہ شرط کرتا کہ اس کی ادائیگی اس وقت ہوگی جب مادہ بچہ جنے اور مادہ حاملہ ہو کر پھر مادہ کو جنم دے۔(بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺعَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ. (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)1221-21

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے سانڈ کی منی کو بیچنے سے منع فرمایا۔(بخاری)

فہم الحدیث

اس سے مراد وہ پانی نہیں جو کوئی زمیندار خود قیمتاً خریدتا ہے۔آپ ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے۔کہ قدرتی یا ذرائع سے حاصل شدہ پانی روکنا منع ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺقَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺعَنْ بَیْعِ ضِرَابِ الْجَمَلِ وَعَنْ بَیْعِ الْمَآءِ وَالْاَرْضِ لِتُحْرَثَ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1222-22

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اونٹ کی (ملائی) جفت ہونے کی بیع پانی اور زمین کی برائے کاشت بیع کو ممنوع قرار دیا۔(مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺعَنْ بَیْعِ فَضْلِ الْمَآءِ.(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1223-23

حضرت جابر ﷺ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنی ضرورت سے زائد پانی کو بیچنا ممنوع قرار دیا ہے۔(مسلم)

وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ﷺقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺلَا یُبَاعُ فَضْلُ الْمَآءِ لِیُبَاعَ بِهِ الْكَلَاُ. (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)1224-24

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے زائد پانی کی فروخت ممنوع قرار دی کہ اس وجہ سے گھاس فروخت کی جائے۔(بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى صُبْرَةِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ یَدَهُ فِیْهَا فَنَالَتْ اَصَابِعُهُ بَلَلاً فَقَالَ مَاهٰذَا یَا صَاحِبَ الطَّعَامِ قَالَ اَصَابَتْهُ

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ کا غلہ کے ایک ڈھیر پر گزر ہوا۔آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس میں ڈالا تو آپ ﷺ کی انگلیوں کو تری محسوس

السَّمَاءُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَفَلَا جَعَلْتَهٗ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتّٰی یَرَاهُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّی (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1225-25

ہوئی آپ ﷺ نے غلے کے مالک سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا یا رسول اللہ! اس پر بارش ہوئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، اس گیلے غلے کو اوپر کیوں نہیں ڈالا تا کہ لوگ اس کو دیکھ لیتے اور فرمایا دھوکا کرنے والے کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ پھول (بھور) لگنے کے وقت باغ کی خرید وفروخت جائز نہیں۔

۲۔ ایک یا زیادہ سالوں کے لیے باغ کا پھل خریدنا منع ہے۔

۳۔ قدرتی آفات کی وجہ سے ہونے والے نقصان پر خریدار کو واجب الادا رقم معاف کر دینی چاہیے۔

۴۔ خریدی ہوئی چیز پر قبضہ ضروری ہے۔

۵۔ تاجر کا مال منڈی میں آنے سے پہلے خریدنا جائز نہیں۔

۶۔ دھوکے کی صورت میں خریدار کو جانور واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔

۷۔ سودے پر سودا اور شادی کے پیغام پر پیغام بھیجنا حرام ہے۔

۸۔ سانڈ کی کمائی کھانا ناجائز ہے۔

۹۔ رسول اللہ ﷺ نے ملاوٹ اور دھوکا دینے والے کو امت سے خارج قرار دیا۔

۱۔فرق......۳ صاع۔

ایک صاع......۲۱۰۰ گرام۔

تین صاع......۶۳۰۰ گرام۔

۱۰۰ فرق......۶۳۰۰۰ گرام۔

بَابٌ فِي الْبَيْعِ الْمَشْرُوْطِ

باب مشروط تجارت

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ أَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ ' إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ' فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ' إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ الْمَعْنَى الْأَوَّلَ وَحْدَهُ1226-1

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص کھجور کی گابھ پر نر کی پیوند کاری کرنے کے بعد فروخت کرے تو اس کا پھل فروخت کرنے والے کا ہوگا اِلّا یہ کہ خریدنے والا شرط کرلے۔ اگر کوئی غلام فروخت کرے اور اس کے پاس مال ہو تو مال فروخت کرنے والے کا ہوگا اِلّا یہ کہ خریدنے والا شرط کرلے۔ (مسلم) اور امام بخاری نے صرف پہلی شرط بیان کی ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ ﷛ أَنَّهُ كَانَ يَسِيْرُ عَلٰى جَمَلٍ لَهُ قَدْ أَعْيٰ فَمَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِهِ فَضَرَبَهُ فَسَارَ سَيْرًا لَيْسَ يَسِيْرُ مِثْلَهُ ثُمَّ قَالَ "بِعْنِيْهِ بِوُقِيَّةٍ" قَالَ فَبِعْتُهُ فَاسْتَثْنَيْتُ حُمْلَانَهُ إِلٰى أَهْلِي فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ أَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ وَنَقَدَنِي ثَمَنَهُ وَفِي رِوَايَةٍ فَأَعْطَانِيْ ثَمَنَهُ وَرَدَّهُ عَلَيَّ. (متفق عليه) 1227-2

حضرت جابر ﷛ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ وہ اپنے اونٹ پر سفر کر رہے تھے اور وہ تھکا ہوا تھا۔ نبی اکرم ﷺ اس کے قریب سے گزرے اور اس کو مارا جس سے وہ اتنا تیز چلا کہ اس سے پہلے کبھی اتنا تیز نہیں چلا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ایک اوقیہ کے عوض مجھے بیچ دو۔ حضرت جابر بتاتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فروخت کر دیا لیکن یہ شرط پیش کی کہ اپنے گھر تک اس پر سواری کروں گا۔ میں جب مدینہ منورہ پہنچ گیا تو اونٹ لے کر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا آپ نے اس کی قیمت ادا کردی دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے اونٹ کی قیمت عطا فرمائی اور اونٹ بھی مجھے واپس کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِبِلَالٍ اقْضِهِ وَزِدْهُ فَأَعْطَاهُ وَزَادَهُ قِيْرَاطًا.

بخاری ہی کی روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال ﷛ کو ہدایت فرمائی کہ اس کی قیمت چکا دو اور کچھ زیادہ دینا چنانچہ انہوں نے قیمت عطا فرمائی اور قیراط زیادہ بھی دیا۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْ بَرِيْرَةُ فَقَالَتْ: إِنِّي كَاتَبْتُ عَلٰى تِسْعِ أَوَاقٍ' فِي كُلِّ عَامٍ وُقِيَّةٌ فَأَعِيْنِيْنِي فَقَالَتْ عَائِشَةُ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں بریرہ رضی اللہ عنہا آئی اور اس نے بتایا کہ میں نے نو اوقیہ (۳۲۰ درہم) کے عوض مکاتبت کی ہے کہ ہر سال ایک اوقیہ ادا

إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ عَدَّةً وَاحِدَةً وَأُعْتِقَكِ، فَعَلْتُ وَيَكُوْنُ وَلَاؤُكِ لِي فَذَهَبَتْ إِلَى أَهْلِهَا فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ الْوَلَاءُ لَهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "خُذِيْهَا وَأَعْتِقِيْهَا" ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّاسِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ "أَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ. فَقَضَاءُ اللّٰهِ أَحَقُّ، وَشَرْطُ اللّٰهِ أَوْثَقُ وَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ" 3-1228

کرے گی۔آپ میری مدد فرمائیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر تیرے آقا یہ پسند کریں تو میں انہیں یک بارمکاتبت کی رقم ادا کر کے تجھے آزاد کرادوں لیکن تیری ولا میری ہوگی۔چنانچہ وہ اپنے آقاؤں کے پاس گئی انہوں نے انکار کیا اوراس کی ولا اپنے لیے رکھنے پر اصرار کیا۔چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، اسے لے کر آزاد کر دے۔اس کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کرام ﷺ کو خطاب فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ایسی شرائط کا مطالبہ کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں۔اور جو شرط بھی کتاب اللہ میں نہیں ہے وہ باطل ہے خواہ وہ ایک سو ہی کیوں نہ ہوں۔اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہی برحق ہے اور اللہ تعالیٰ کی شرائط ہی قابل اعتبار ہیں اور ولاء تو اسی کو ملے گی جو آزاد کرے گا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ. (متفق عليه) 4-1229

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ولاء کی فروخت اور اس کو ہبہ کرنا ممنوع قرار دیا۔(بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "اِشْتَرَى رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ عَقَاراً مِنْ رَجُلٍ، فَوَجَدَ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَفِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيْهَا ذَهَبٌ فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ خُذْ ذَهَبَكَ عَنِّي إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ الْعَقَارَ وَلَمْ أَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ فَقَالَ بَائِعُ الْأَرْضِ: إِنَّمَا بِعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيْهَا فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ، فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ: أَلَكُمَا وَلَدٌ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِي غُلَامٌ وَّقَالَ الْآخَرُ لِي جَارِيَةٌ فَقَالَ أَنْكِحُوا

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے زمانے کے لوگوں میں سے ایک شخص نے دوسرے شخص سے زمین خریدی۔زمین خریدنے والے کو اپنی زمین میں سے ایک سونے سے بھرا مٹکا ملا۔زمین خریدنے والے نے فروخت کنندہ سے کہا مجھ سے اپنا سونا لے لو کیونکہ میں نے زمین خریدی تھی تم سے سونا نہیں خریدا تھا۔اس پر زمین کے فروخت کنندہ نے کہا میں نے زمین اور جو کچھ زمین میں تھا تیرے ہاتھ بیچا تھا۔پھر دونوں نے اپنے جھگڑے کا فیصلہ ایک شخص کے سپرد کیا چنانچہ جس شخص کے

الغُلاَ مَ الْجَارِيَةَ وَأَنْفِقُوا عَلَيْهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقُوا" (متفق عليه)5-1230

پاس جھگڑا برائے فیصلہ گیا تھا اس نے کہا کیا تم دونوں کی اولاد ہے ان میں سے ایک نے بتایا میرا ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے بتایا میری ایک بیٹی ہے ثالث نے کہا لڑکے کا بیٹی سے نکاح کرواور دونوں پرخرچ کرو جو باقی بچ جائے صدقہ کردو (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ قیمت طے ہونے کے باوجود خریدار اپنی خوشی سے زیادہ دینا چاہے تو ایسا کرنا جائز ہے۔

۲۔ خرید وفروخت کے وقت طے شدہ شرائط کا احترام کرنا لازم ہے۔

۳۔ جو غلام یا لونڈی کو آزاد کرے ولاء اسی کی ہوتی ہے۔

بَابُ السَّلَمِ وَالرَّهْنِ

''السلم'' اور ''الرھن'' کا ذکر

کوئی چیز لینے سے پہلے اس چیز کی رقم ادا کردی جائے اسے بیع ''سلم'' کہتے ہیں۔ لیکن اس کی جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ سودا کرتے وقت دونوں فریق شریعت کی مقرر کردہ شرائط کا خیال رکھیں۔ ''سلم'' کا معنی ہے سپرد کرنا گویا کہ اس نے چیز حاصل کرنے سے پہلے اس کی رقم دوسرے کے سپرد کردی ہے۔ الرھن: کسی کو رقم دے کر اس کی زمین، دکان یا کوئی چیز اپنے قبضہ میں رکھنا۔ اگر قبضہ میں رکھنے والا اس زمین، دکان یا زیر قبضہ چیز سے استفادہ کرتا رہتا ہے اور دی ہوئی رقم میں سے حقیقی مالک کو کچھ بھی کٹوتی نہیں کرواتا اور مدتِ مقررہ کے بعد اپنی دی ہوئی رقم پوری کی پوری وصول کرتا ہے تو یہ سراسر سود ہوگا اس کو وہ رہن کہا جاتا تھا جس سے منع کیا گیا ہے۔ البتہ جاندار چیز ہو تو اس سے استفادہ کرسکتا ہے کیونکہ اسے چارہ وغیرہ کھلانا ہوتا ہے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ فِي الثِّمَارِ السَّنَةَ وَالسَّنَتَيْنِ وَالثَّلاَثَ فَقَالَ "مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُوْمٍ وَوَزْنٍ مَعْلُوْمٍ إِلٰى أَجَلٍ مَعْلُوْمٍ". (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1-1231

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو اہل مدینہ پھلوں کی تجارت میں ایک سال، دو سال اور تین سال تک بیع کرتے تھے آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی چیز میں بیع سلم کرنا چاہتا ہے وہ معلوم پیمانے، طے شدہ وزن اور مقررہ مدت کے ساتھ سودا کرے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اشْتَرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَعَاماً مِنْ يَهُوْدِيٍّ إِلٰى أَجَلٍ، وَرَهَنَهُ دِرْعاً لَهُ مِنْ حَدِيْدٍ". (متفق عليه) 2-1232

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے غلہ کچھ مدت کی مہلت پر خریدا اور اپنی لوہے کی زرہ اس کو بطور رہن دی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَدِرْعُهُ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِثَلاَثِيْنَ صَاعًا مِنْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے وفات پائی تو ان کی زرہ ایک یہودی کے پاس

فہم الحدیث

رسول کریم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب کوئی سائل آپ کے پاس آتا تو آپ کی ہر ممکن کوشش ہوتی کہ اسکی امداد ہو جائے بسا اوقات تعاون کے لیے کوئی صورت نہ بنتی تو آپ ﷺ کسی یہودی سے قرض لے کر اس غریب کی مدد فرماتے۔ وفات کے وقت اسی سلسلہ میں آپ کی زرہ ضمانت کے طور پر یہودی کے پاس گروی تھی۔

شَعِيْرٍ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)3-1233

تیس صاع جو کے عوض گروی تھی۔(بخاری)

وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم "اَلظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُوْنًاوَلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَعَلَى الَّذِى يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ النَّفَقَةُ".(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)4-1234

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گروی رکھی گئی سواری پر اس پر خرچ کرنے کی وجہ سے سواری کی جاسکتی ہے۔اسی طرح مرہونہ دودھ دینے والے جانور کا دودھ اس پر خرچ کرنے کی وجہ سے پیا جاسکتا ہے۔کیونکہ جو سواری کرتا ہے اور دودھ پیتا ہے وہ اخراجات کا بوجھ اٹھاتا ہے۔(بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ سودا کرتے وقت چیز کا وزن، پیمائش اور قیمت کا تعین ہونا ضروری ہے۔

۲۔ باغ کے پھل کا وزن اندازے سے بھی متعین کرنا جائز ہے۔

۳۔ گروی رکھ کر دوسرے سے ادھار لینا جائز ہے۔

۴۔ گروی رکھنے والے کو اصل مالک کو سہولت دینی چاہیے۔

بَابُ الِاحْتِكَارِ

ذخیرہ اندوزی کا بیان

لوگوں کو جنس کی ضرورت ہو تو ذخیرہ اندوزی اخلاقی، اسلامی اور کاروباری لحاظ سے جائز نہیں اس سے مہنگائی میں مزید اضافہ اور باہم شدید نفرتیں پیدا ہونا یقینی امر ہے۔ ایک طرف تو لوگ دانے، دانے کو ترس رہے ہوں اور دوسری جانب ایک حریص اور سنگ دل ساہوکار غلہ پر سانپ بن کر بیٹھا ہوا ہو۔ کہ جب تک ریٹ مزید نہیں بڑھ جاتا یہ گودام کا تالہ کھولنے کی لیے تیار نہیں ہوتا۔ ایسا شخص انسان کی شکل میں بھیڑیا ہے۔ جس میں نہ صرف اخلاقی اور اسلامی قدریں ختم ہو چکی ہیں۔ بلکہ یہ انسانیت سے بھی محروم ہو چکا ہے۔ آپ ﷺ نے دوسرے موقعہ پر سخت ترین الفاظ میں ایسے تاجر کو انتباہ کرتے ہوئے فرمایا۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ مَعْمَرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ .(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1235-1

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ذخیرہ اندازی کرتا ہے وہ خطا کار ہے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ بازار میں کسی جنس کی کمی ہو تو ذخیرہ اندوزی جائز نہیں۔

۲۔ جنس دستیاب ہونے کی صورت میں اس کو گودام کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔

۳۔ قحط کے موقعہ پر ذخیرہ اندوزی کرنے والا سنگ دلی کا مظاہرہ کرتا ہے۔

بَابُ الْاِفْلَاسِ وَالْاِ نْظَارِ

مہلت دینے اور دیوالیہ کے بارے میں

وَاِنْ كَانَ ذُوْعُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌلَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ O (البقرۃ۲: ۲۸۰)

”اور اگر مقروض تنگ دست ہو تو اسے فراخی تک مہلت دو اگر اس کا قرض معاف کر دو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔“

قرض ایسی مصیبت ہے جس سے نہ صرف عزت ووقار پر حرف آتا ہے بلکہ آدمی اعصابی تناؤ، ذہنی پریشانی اور بعض دفعہ کئی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں قرآن مجید اور رسولِ کریم ﷺ نے قرض خواہ کو مہلت دینے یا بالکل معاف کر دینے کی ترغیب دیتے ہوئے اس کے اجر وثواب سے آگاہ فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی جان بوجھ کر قرض نہ دینے والے کو ظالم قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ .(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ”أَيُّمَا رَجُلٍ أَفْلَسَ فَأَدْرَکَ رَجُلٌ مَا لَهُ بِعَيْنِهٖ فَهُوَ أَحَقُّ بِهٖ مِنْ غَيْرِهٖ“ . (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)1236-1

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص دیوالیہ ہو جائے اور کوئی شخص اپنا مال اسی حالت میں اس کے پاس پائے تو باقی لوگوں کی نسبت وہ شخص اس مال کا زیادہ حق دار ہے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

یعنی ایک آدمی دیوالیہ ہوا پھر اسے اللہ تعالیٰ نے کشادگی عطا فرمائی۔ اب وہ اس قابل ہے کہ اپنی جائیداد خرید سکے ایسی صورت میں اسے یہ جائیداد خریدنے کا زیادہ حق ہوگا۔

وَعَنْ أَبِی سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ أُصِيْبَ رَجُلٌ فِی عَهْدِ النَّبِیِّ ﷺ فِی ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا ' فَكَثُرَ دَيْنُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ”تَصَدَّقُوْا عَلَيْهِ“ فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ' فَلَمْ يَبْلُغْ ذَالِکَ وَفَاءَ دَيْنِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِغُرَمَائِهٖ ”خُذُوْا مَا وَجَدْتُّمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذَالِکَ“.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بتایا نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص پھلوں کی تجارت کی وجہ سے بہت زیادہ مقروض ہو گیا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو اس پر صدقہ کرنے کی توجہ دلائی۔ لوگوں نے اس پر صدقہ کیا لیکن وہ صدقہ اس کے قرض کے لیے کافی نہ ہو سکا۔ رسولِ اکرم ﷺ نے اس کے قرض خواہوں کو ہدایت فرمائی کہ جو کچھ تمہیں مل رہا ہے وہ لے لو اس

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)2-1237

کے علاوہ تمہارے لیے کچھ نہیں ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

عدالت یا ذمہ دار حضرات کو اس بات کا جائزہ لینا چاہیے۔ اگر مقروض آدمی حقیقتاً قرض کی ادائیگی کے بارے میں مخلصانہ کوشش کرنے والا ہو لیکن پھر بھی وہ قرض ادا نہیں کر سکتا تو ایسے آدمی کا سارا یا کچھ قرض معاف کر دینا چاہیے۔

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ "كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ ، فَكَانَ يَقُولُ لِفَتَاهُ إِذَا أَتَيْتَ مُعْسِرًا تَجَاوَزْ عَنْهُ ، لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا، قَالَ فَلَقِيَ اللَّهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ". (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)3-1238

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا وہ اپنے خادم کو کہتا کہ تنگ دست کے ہاں جاؤ تو اس کو معاف کر دو عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی معاف فرما دے۔ چنانچہ جب اس کی ملاقات اللہ تعالیٰ سے ہوئی اس نے اسے معاف فرما دیا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِي قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم "مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُنَجِّيَهُ اللَّهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ أَوْ يَضَعْ عَنْهُ". (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)4-1239

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اللہ اس کو قیامت کی سختیوں سے نجات عطا فرمائے اس کو چاہیے کہ وہ تنگ دست کو مہلت دے یا اس کو قرض معاف کر دے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ "مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ عَنْهُ ، أَنْجَاهُ اللَّهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ". (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)5-1240

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے میں نے رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا، جو شخص کسی تنگ دست کو مہلت دے یا اس کا بوجھ ختم کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی سختیوں سے نجات عطا فرمائے گا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِي الْيُسْرِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْهُ اَظَلَّهُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)6-1241

حضرت ابو یسر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا جو کسی تنگ دست کو مہلت دے یا اس کا قرض معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِي رَافِعٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اسْتَسْلَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَكْرًا فَجَاءَتْهُ اِبِلٌ مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ اَبُوْرَافِعٍ فَاَمَرَنِي اَنْ اَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ فَقُلْتُ لَا اَجِدُ اِلَّا جَمَلًا خِيَارًا رُبَاعِيًّا فَقَالَ

ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جوان اونٹ ادھار لیا۔ پھر آپ کے پاس صدقہ کے اونٹ آئے۔ ابو رافع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ اس شخص کے نوجوان اونٹ کا بدلہ عطا کر دو۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَعْطِيهِ اِيَّاهُ فَاِنَّ خَيْرَ النَّاسِ اَحْسَنُهُمْ قَضَاءً. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1242-7

میں نے عرض کیا میرے پاس اس کے اونٹ سے زیادہ بہتر چھ سالہ اونٹ کے علاوہ اور نہیں ہے چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا، اسے یہی دے دیا جائے کیونکہ انسانوں میں سب سے اچھے وہ ہیں جو دوسرے کو بہتر طور پر ادائیگی کرتے ہیں۔

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا تَقَاضٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَغْلَظَ لَهُ فَهَمَّ اَصْحَابُهُ رضی اللہ عنہم فَقَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا وَاشْتَرُوْا لَهُ بَعِيْرًا فَاَعْطُوْهُ اِيَّاهُ قَالُوْا لَا نَجِدُ اِلَّا اَفْضَلَ مِنْ سِنِّهِ قَالَ اِشْتَرُوْهُ فَاَعْطُوْهُ اِيَّاهُ فَاِنَّ خَيْرَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)1243-8

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ سے بڑی سختی سے قرض کی واپسی کا مطالبہ کیا آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دینے کا ارادہ کیا ان آپ نے فرمایا، اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ حق دار سخت بات کہہ سکتا ہے اس کے لیے ایک اونٹ خرید کر اسے دیا جائے۔ صحابہ نے جواب دیا ہمارے پاس اس سے بہتر زیادہ عمر کے اونٹ کے علاوہ اور نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہی خرید کر دے دو اس لیے کہ تم میں سے بہتر وہ ہیں جو اچھے انداز سے ادائیگی کرتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ فَاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)1244-9

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مال دار کا ادائیگی کے لیے بہانے بنانا ظلم ہے۔ اگر تم میں سے کسی صاحب حیثیت شخص کو ضامن بنایا جائے تو اسے قبول کرلے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ تَقَاضٰى اِبْنَ اَبِی حَدْرَدٍ دَيْنًا لَهُ عَلَيْهِ فِی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِی بَيْتِهِ فَخَرَجَ اِلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ وَ نَادٰى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ يَا كَعْبُ رضی اللہ عنہ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَشَارَ بِيَدِهِ اَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ قَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قُمْ فَاقْضِهِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)1245-10

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ سے مسجد نبوی میں اپنے قرض کا تقاضا کیا۔ ان دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں یہاں تک کہ آپ نے اپنے گھر ان کی آوازیں سنیں چنانچہ آپ نے حجرے کا پردہ اٹھا کر جھانکا اور حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو پکارا، یا کعب! اس نے جواب دیا یا رسول اللہ! حاضر ہوں۔ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ آدھا قرض معاف کردے۔ اس نے جواب دیا میں نے معاف کردیا آپ ﷺ نے ابن ابی حدرد کو حکم دیا اب اٹھو اور ادائیگی کرو۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کی

عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ اِذْ اُتِيَ بِجَنَازَةٍ فَقَالُوْا صَلِّ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوْا لَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ اُتِيَ بِجَنَازَةٍ اُخْرٰى فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْا ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ اُتِيَ بِالثَّالِثَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوْا ثَلَاثَةُ دَنَانِيْرَ قَالَ هَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ صَلِّ عَلَيْهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَيَّ دَيْنُهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)1246-11

خدمت میں حاضر تھے کہ ایک جنازہ آیا آپ سے نمازِ جنازہ پڑھنے کی درخواست کی گئی۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا اس پر قرض ہے؟ لوگوں نے بتایا نہیں آپؐ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ پھر دوسرا جنازہ آیا اس کے متعلق بھی پوچھا کیا اس پر قرض ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں ہے۔ فرمایا اس نے کچھ ترکہ چھوڑا ہے؟ بتایا گیا تین دینار چھوڑے ہیں ۔ چنانچہ آپؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی پھر تیسرا جنازہ آیا اس کے بارے بھی پوچھا کیا یہ مقروض ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ تین دینار قرض ہے آپ نے ترکہ کے بارے دریافت فرمایا تو جواب نفی میں آیا اس پر آپ ﷺ نے فرمایا پھر تم اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بول اٹھے یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں اس کے قرض کا ذمہ میں لیتا ہوں تب آپؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ اَدَاءَ هَا اَدَّى اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ اَخَذَ يُرِيْدُ اِتْلَا فَهَا اَتْلَفَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)1247-12

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا، جس نے لوگوں کا مال (بطورِ قرض) لیا اور اس کی نیت اس کو ادا کرنے کی ہے اللہ تعالیٰ اس قرض کو اس سے اتار دے گا ۔ اور جس کا ارادہ قرض کے ادا کرنے کا نہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی تلافی نہ فرمائے گا۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَيْرَ مُدْبِرٍ يُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّيْ خَطَايَايَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَعَمْ فَلَمَّا اَدْبَرَ نَادَاهُ فَقَالَ نَعَمْ اِلَّا الدَّيْنَ كَذَالِكَ قَالَ جِبْرِيْلُ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1248-13

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا یا رسول اللہ! اگر میں اللہ کے راستے میں صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اجر کی نیت سے ثابت قدمی سے پیش قدمی کرتے ہوئے شہید ہو جاؤں تو کیا اللہ تعالیٰ میری خطائیں مٹا دے گا۔ آپ ﷺ نے جواب دیا ہاں۔ جب وہ پلٹنے لگا تو آپ ﷺ نے اس کو بلا کر فرمایا قرض کے سوا، کیونکہ جبرائیل نے اس طرح بتایا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يُغْفَرُ لِلشَّهِيْدِ كُلُّ ذَنْبٍ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہید کے تمام گناہ اللہ تعالیٰ معاف

اِلَّا الدَّیْنَ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)14-1249

کر دیتا ہے۔سوائے قرض کے۔(مسلم)

وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُؤْتیٰ بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفّٰی عَلَیْهِ الدَّیْنُ فَیَسْأَلُ هَلْ تَرَکَ لِدَیْنِهٖ قَضَاءً فَاِنْ حُدِّثَ اَنَّهٗ تَرَکَ وَفَاءً صَلّٰی وَاِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِیْنَ صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِکُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْفُتُوْحَ قَامَ فَقَالَ اَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَتَرَکَ دَیْنًا فَعَلَیَّ قَضَاؤُهٗ وَمَنْ تَرَکَ مَالًا فَهُوَ لِوَرَثَتِهٖ. (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)15-1250

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان فرماتے ہیں جب رسولِ اکرم ﷺ کے پاس کسی مرنے والے مقروض شخص کو لایا جاتا تو آپ استفسار فرماتے کیا اس نے اپنے قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ ترکہ چھوڑا ہے؟ اگر بتایا جاتا کہ اس نے اتنا ترکہ چھوڑا ہے جس سے اس کا قرض ادا ہو سکتا ہے تو آپ اس کی نماز پڑھاتے بصورت دیگر آپ ﷺ صحابۂ کرام ؓ سے فرماتے کہ تم اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ پڑھو پھر جب آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے فتوحات کے دروازے کھول دیے تو آپ نے خطبہ دیا میں مومنین کی جانوں سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہوں۔ جو مومن مقروض فوت ہو جائے میں اس کا قرض ادا کروں گا اور جو مال وہ ترکہ میں چھوڑ جائے اس کے مالک اس کے ورثا ہوں گے۔(بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ حقیقی مجبور کا قرض معاف کرنے والے کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن معاف فرمائیں گے۔

۲۔ حقیقی مقروض کو آپ ﷺ نے مانگنے کی اجازت فرمائی ہے۔بشرطیکہ تین معتبر آدمی اس کے حق میں گواہی دیں۔

۳۔ ضامن کی ضمانت قبول کرنی چاہیے۔

۴۔ جان بوجھ کر قرض ادا نہ کرنا قرض خواہ پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔

۵۔ قرض کے علاوہ مواحد شہید کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

۶۔ مرنے والا اگر مقروض ہو تو اس کے قرض کی ادائیگی اس کے ورثاء یا حکومتِ وقت کی ذمہ داری ہے۔

بَابُ الشَّرِكَةِ وَالْوَكَالَةِ

شرکت اور وکالت کا بیان

الفصل الاول

عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ بِهِ جَدُّهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ اِلَى السُّوْقِ فَيَشْتَرِى الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ رضی الله عنهما فَيَقُوْلَانِ لَهُ اَشْرِكْنَا فَاِنَّ النَّبِىَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ فَيُشْرِكُهُمْ، فَرُبَّمَا اَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا اِلَى الْمَنْزِلِ، وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ رضی اللہ عنہ ذَهَبَتْ بِهِ اُمُّهُ اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ (رواه البخاری) 1251-1

پہلی فصل

زہرہ بن معبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس کے دادا عبداللہ بن ہشام اس کو بازار لے جا کر غلہ خریدا کرتے تھے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما ان سے ملتے تو کہتے کہ ہمیں بھی شریک کریں، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے لیے برکت کی دعا کی ہے اور وہ ان کو شریک کر لیتے۔ بسا اوقات انہیں تندرست اونٹنی غلہ سے لدی ہوئی منافع میں ملتی اور وہ اسے گھر بھجوا دیتے۔ یہ اس لیے کہ عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کو ان کی والدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی تھیں، آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ اِخْوَانِنَا النَّخِيْلَ قَالَ لَا تَكْفُوْنَنَا الْمَؤُوْنَةَ وَنُشْرِكُكُمْ فِى الثَّمَرَةِ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا (رواه البخاری) 1252-2

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہمارے اور مہاجر بھائیوں کے درمیان کھجوروں کے درخت تقسیم فرما دیں آپ نے انکار فرما دیا اس پر انصار نے عرض کیا تم مہاجر لوگ باغوں میں محنت مشقت میں شریک ہو جاؤ اور ہم تمہیں پھلوں میں شریک کر لیں گے مہاجرین نے اس پیشکش کو قبول کر لیا۔ (بخاری)

وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ الْبَارِقِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَعْطَاهُ دِيْنَارًا لِيَشْتَرِىَ بِهِ شَاةً، فَاشْتَرٰى لَهُ شَاتَيْنِ، فَبَاعَ اِحْدَاهُمَا بِدِيْنَارٍ، وَاَتَاهُ بِشَاةٍ وَ دِيْنَارٍ، فَدَعَا لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِىْ بَيْعِهِ بِالْبَرَكَةِ فَكَانَ لَوِ اشْتَرٰى تُرَابًا لَرَبِحَ فِيْهِ (رواه البخاری) 1253-3

عروۃ بن ابی الجعد البارقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک دینار دیا کہ وہ اس کی بکری خرید کر لائے۔ اس نے ایک دینار کے ساتھ دو بکریاں خریدیں۔ ایک بکری ایک دینار کے عوض فروخت کر دی۔ اس کے بعد وہ آپ کے پاس بکری اور ایک دینار لے کر حاضر ہوا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں تجارت کے بارے میں خیر و برکت کی دعا کی اس کے بعد اگر وہ مٹی بھی خرید لیتے تو ان کو اس میں بھی فائدہ حاصل ہوتا۔ (بخاری)

بَابُ الْغَصْبِ وَالْعَارِيَةِ

ناجائز قبضہ کرنا اور ادھار لینا

دنیا میں ہر انسان کو ایک دوسرے سے تعاون لینا پڑتا ہے اچھے لوگ وہ ہیں جو تعاون کرنے والے کا شکریہ ادا کریں اور اگر کوئی چیز استعمال کے لیے عاریتاً لی ہو تو اسے صحیح سالم واپس لوٹائیں۔اور دوسرے کی چیز پر قبضہ کرنے سے اجتناب کریں۔ان ارشادات میں یہ بات واضح فرمائی جارہی ہے کہ جو کسی کی چیز پر ناجائز قبضہ کرے گا یہاں تک کہ اگر اس نے ایک ہاتھ کے برابر کسی کی زمین پر قبضہ کیا تو قیامت کے دن وہ مقبوضہ حصہ کے برابر سات زمینوں کو اٹھائے ہوگا۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1-1254

حضرت سعید بن زید ؓ سے روایت ہے رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا جس نے ظلم سے ناجائز بالشت بھر زمین پر قبضہ کیا تو یومِ قیامت سات زمینیں اس کے گلے میں ڈال دی جائیں گی۔(بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَحْلُبَنَّ اَحَدٌ مَاشِيَةَ امْرِىءٍ بِغَيْرِ اِذْنِهِ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يُّؤْتٰى مَشْرُبَتُهُ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهُ فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهُ وَاِنَّمَا يَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِيْهِمْ اَطْعِمَاتِهِمْ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 2-1255

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص کسی کے جانوروں کا دودھ اجازت لیے بغیر نہ دوہے۔کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص اس کے گودام میں گھس آئے،اس کا تالا توڑے اور اس کا غلہ نکال لے جائے؟ بے شک لوگوں کے مویشیوں کے تھن ان کی خوراک کا گودام ہیں۔(مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهٖ فَاَرْسَلَتْ اِحْدٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِصَحْفَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتِ الَّتِي النَّبِيُّ فِي بَيْتِهَا يَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ الصَّحْفَةُ فَانْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِيُّ فِلَقَ الصَّحْفَةِ ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ فِيْهَا الطَّعَامَ الَّذِي كَانَ فِي الصَّحْفَةِ وَيَقُوْلُ غَارَتْ اُمُّكُمْ ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتّٰى اُتِيَ

حضرت انس ؓ بتاتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ اپنی ایک بیوی کے ہاں تھے کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن میں سے ایک نے ایک پلیٹ میں کھانا ارسال کیا۔تو اس بیوی نے جس کے گھر میں آپ کا قیام تھا خادم کے ہاتھ پر مارا اور کھانے والا برتن ٹوٹ گیا۔نبی اکرم ﷺ نے برتن کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑے اکٹھے کیے اور اس میں سے گرے ہوئے کھانے کو سمیٹا اور خادم کو فرمایا تمھاری ماں نے غیرت کی ہے۔پھر خادم کو روکے

بِصَحْفَةٍ مِنْ عِنْدِالَّتِی هُوَفِی بَیْتِهَا فَدَفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِیْحَةَ اِلَی الَّتِی کَسَرَتْ صَحْفَتَهَا وَاَمْسَکَ الْمَکْسُوْرَةَ فِی بَیْتِ الَّتِی کَسَرَتْ. (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)3-1256

رکھا حتی کہ جس بیوی کے ہاں آپ تھے اس کے ہاں سے برتن لیا اور جس کا برتن ٹوٹا تھا اس کو صحیح برتن واپس کیا توڑنے والی کے گھر میں ٹوٹا ہوا برتن رکھ دیا۔(بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ یَزِیْدَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ نَهٰی عَنِ النُّهْبَةِ وَالْمُثْلَةِ. (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)4-1257

حضرت عبداللہ بن یزید ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے لوٹ مچانے، مثلہ کرنے سے منع فرمایا۔(بخاری)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ انْکَسَفَتِ الشَّمْسُ فِی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ یَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰی بِالنَّاسِ سِتَّ رَکَعَاتٍ بِاَرْبَعِ سَجَدَاتٍ فَانْصَرَفَ وَقَدْ آضَتِ الشَّمْسُ وَقَالَ مَامِنْ شَیْءٍ تُوْعَدُوْنَهُ اِلَّا قَدْ رَاَیْتُهُ فِی صَلٰوتِی هٰذِهِ قَدْ جِیْئَ بِالنَّارِوَذٰلِکَ حِیْنَ رَاَیْتُمُوْنِی تَاَخَّرْتُ مَخَافَةَ اَنْ یُصِیْبَنِی مِنْ لَفْحِهَا وَحَتّٰی رَاَیْتُ فِیْهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ یَجُرُّ قُصْبَهُ فِی النَّارِ وَکَانَ یَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهِ فَاِنْ فُطِنَ لَهُ قَالَ اِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِی وَاِنْ غُفِلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهِ وَحَتّٰی رَاَیْتُ فِیْهَا صَاحِبَةَ الْهِرَّةِ الَّتِی رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاْکُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ حَتّٰی مَاتَتْ جُوْعاً ثُمَّ جِیْءَ بِالْجَنَّةِ وَذَالِکَ حِیْنَ رَاَیْتُمُوْنِی تَقَدَّمْتُ حَتّٰی قُمْتُ فِی مَقَامِی وَلَقَدْ مَدَدْتُ یَدِی وَاَنَا اُرِیْدُ اَنْ اَتَنَاوَلَ مِنْ ثَمَرِهَا لِتَنْظُرُوْااِلَیْهِ ثُمَّ بَدَالِیْ اَنْ لَا اَفْعَلَ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)5-1258

حضرت جابر ؓ نے بتایا کہ جس دن رسول کریم ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم نے وفات پائی سورج گرہن لگا۔آپ نے صحابہ کرام ؓ کو چھ رکوعوں اور چار سجدوں سے نماز کسوف پڑھائی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا۔فرمایا کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے میں نے اس کو اپنی اس نماز میں دیکھا ہے مجھے دوزخ پر لے جایا گیا اور اس کا مشاہدہ میں نے اس وقت تک کیا جب تم نے مجھے دیکھا۔کہ میں ڈر کر پیچھے ہٹا کہ کہیں اس کی لپیٹ میں نہ آ جاؤں حتی کہ میں نے ایک کھونٹی والے کو آگ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا تھا دیکھا وہ اپنی کھونٹی سے حاجیوں کی چوری کیا کرتا تھا۔اگر چوری پکڑی جاتی تو کہتا میری کھونٹی سے اٹک گئی تھی اور اگر کوئی بے خبر ہوتا تو اس کو لے اڑتا اور میں نے اس میں بلی والی عورت کو دیکھا جس نے بلی کو باندھے رکھا نہ تو وہ اس کو کھانا دیتی اور نہ اس کو آزاد کیا کہ زمین کے حشرات کھا کر گزارہ کر لے حتی کہ وہ بلی بھوک سے مر گئی۔پھر مجھے جنت کی سیر کروائی گئی اور وہ اس وقت ہوا جب تم لوگوں نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا یہاں تک کہ میں اپنی جگہ کھڑا ہو گیا اور میں نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور میں چاہتا تھا کہ جنت کے پھل پکڑوں تا کہ آپ بھی اس کا مشاہدہ کرتے لیکن پھر مجھے ایسا نہ کرنے کا خیال آیا۔(مسلم)

عَنْ قَتَادَةَ ﷺقَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا ﷺيَقُوْلُ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَسًا مِنْ اَبِي طَلْحَةَ ﷺيُقَالُ لَهُ الْمَنْدُوْبُ فَرَكِبَ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ مَارَاَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَاِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)1259-6

حضرت قتادہ ﷺ نے حضرت انس ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ایک دفعہ مدینہ میں ہنگامہ ہوا تو رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابوطلحہ ﷺ سے مندوب نامی گھوڑا مستعار لیا آپ نے اس پر سواری فرمائی جب واپس لوٹے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے کوئی خطرناک چیز نہیں دیکھی ہم نے اس گھوڑے کو سمندر کی مانند پایا۔ (بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ سَالِمٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَنْ اَبِيْهِ ﷺقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى سَبْعِ اَرَضِيْنَ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)1260-7

حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ جس کسی نے بغیر حق کے کسی زمین پر قبضہ کیا تو یوم قیامت سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا۔ (بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ ایک بالشت زمین ہتھیانے والا قیامت کے دن ساتوں زمینیں اٹھائے ہوئے ہوگا۔

۲۔ کسی کا نقصان کرنے کی صورت میں اس کا نقصان پورا کرنا چاہیے۔

۳۔ جانور پر ظلم کرنے والا قیامت کے دن اس کی سزا پائے گا۔

۴۔ مستعار چیز لینا جائز ہے۔ لیکن اسے ٹھیک حالت میں واپس کرنا چاہیے۔

۵۔ جانور پر ظلم کرنے والا قیامت کے دن اپنے ظلم کا بدلہ پائے گا۔

۶۔ کسی کے جانور کا بلا اجازت دودھ دوھنا ناجائز ہے۔

بَابُ الشُّفْعَةِ

شفعہ کے مسائل

قرآن وحدیث میں پڑوسیوں کے حقوق کا خیال رکھنے کے بارے میں بڑے مدلل اور موثر انداز میں نصیحتیں فرمائی گئی ہیں۔ شریعت کی رو سے فقط بودوباش کے اعتبار سے ہی آدمی کسی کا پڑوسی نہیں ہوتا بلکہ کاروبار اور کھیتی باڑی میں ایک دوسرے کے قریب ہونے کی بنا پر بھی دوسرے پڑوسی اور آپس کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیے۔ زمین یا دکانداری میں کوئی شراکت دار ہو یا پڑوسی ہو تو جائیداد فروخت کرتے ہوئے اس کو بتانا فروخت کنندہ کی اخلاقی ذمہ داری ہے۔ قرب مکانی کی وجہ سے وہ خریدنا چاہے تو اس کا حق فائق ہوگا تاکہ کسی دوسرے کا آنا اس کے لئے تکلیف کا باعث نہ ہو۔ بشرطیکہ پڑوسی اس چیز کی پوری قیمت ادا کرنے پر آمادہ ہو۔ خرید وفروخت کے اس عمل کو شفعہ کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔

شفعہ ایسی جائیداد میں ہوگا جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ ہو سکے جیسے مکان زمین وغیرہ یہ نقطہ نظر حضرت امام بخاری کا ہے جب کہ کچھ اہل علم پڑوسی کو شفعہ کا حق دار نہیں سمجھتے۔ میرے نزدیک امام بخاری کا نظریہ اسلامی مزاج سے زیادہ قریب ہے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَضَى النَّبِيُّ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَالَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ . (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 1261-1

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہر غیر منقسم جائیداد میں شفعہ کا فیصلہ فرمایا لیکن جب حد بندی ہو جائے اور راستے بدل جائیں تو پھر شفعہ نہیں ہوسکتا۔ (بخاری)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق جب زمین کی حد بندی ہو جائے جسے محکمہ مال کی اصطلاح میں اشتمال اور انتقال کہا جاتا ہے اور زمین تک پہنچنے کے راستے بھی جدا جدا ہوں تو شفعہ کا حق ختم ہو جاتا ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ شِرْكَةٍ لَمْ تُقْسَمْ رَبْعَةٍ اَوْحَائِطٍ لَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَبِيْعَ حَتّٰى يُؤْذِنَ شَرِيْكَهٗ فَاِنْ شَاءَ أَخَذَ وَاِنْ شَاءَ تَرَكَ فَاِذَا بَاعَ وَلَمْ يُؤْذِنْهُ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 1262-2

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ہر غیر منقسم شرکت میں خواہ وہ سکنی ہو یا باغ شفعہ کا فیصلہ فرمایا ہے۔ اور جب تک اپنے شریک کو بتایا نہ جائے اس کو بیچنے کی اجازت نہیں دی۔ اگر وہ اس کو لینا چاہے تو خرید لے اور ورنہ انکار کر دے لیکن اگر اس کو مطلع کیے بغیر فروخت کرے تو اس صورت میں اس کھاتے دار کا حق زیادہ فائق ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِی رَافِعٍ ﷺقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْجَارُاَ حَقُّ بِسَقَبِهٖ. (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)3-1263

حضرت ابورافع ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، پڑوسی کا حق قربت کے سبب زیادہ ہے۔(بخاری)

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ؓقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهٗ اَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِی جِدَارِهٖ .(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)4-1264

حضرت ابو ہریرۃ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا، کوئی پڑوسی کسی پڑوسی کو اپنی دیوار پر لکڑی (شہتیر، لکڑی) رکھنے سے نہ روکے۔(بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِی الطَّرِيْقِ جُعِلَ عَرْضُهٗ سَبْعَةَ اَذْرُعٍ.(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)5-1265

حضرت ابوہریرہ ؓ ہی سے روایت ہے۔رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا، جب راستے کے بارے تمہارے درمیان اختلاف ہو جائے تو اس کی چوڑائی سات ہاتھ رکھی جائے۔(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ پڑوسی یا کھاتے دار مشترکہ چیز کو خریدنے کا زیادہ حق دار ہوتا ہے۔
۲۔ فروخت کرنے سے پہلے کھاتے دار کو اطلاع کرنا لازمی ہے۔
۳۔ پڑوسی دوسرے کی دیوار سے اپنی جانب سے فائدہ اٹھانا چاہے تو اسے اجازت ہے۔
۴۔ پڑوسی اپنے پڑوسی کی چیز خریدنے کا زیادہ حق دار ہے۔
۵۔ گلی کم از کم سات ہاتھ کشادہ ہونی چاہیے۔

بَابُ الْمُسَاقَاتِ وَالْمُزَارَعَةِ

زمین کو پانی پلانا اور بٹائی پر دینا

مساقات میں زمین ٹھیکے پر لینے کے بجائے اس شرط پر حاصل کی جاتی تھی کہ لینے والا صرف آب پاشی اور فصل کی نگرانی کرے گا۔ مالک اور مزارع کے درمیان طے پانے والی شرائط کے مطابق حصہ لے گا۔

قسم آج کل کے مروجہ طریقے کے مطابق تھی کہ زمین کی ملکیت تو حقیقی مالک کی ہوگی اور مزارع زمین ٹھیکے پر لے کر اس میں زراعت کرے گا ٹھیکے کی قیمت کے علاوہ مالک زمین کو کچھ اور ادا کرنے کا پابند نہیں ہوگا۔ آپ نے مذکورہ دونوں صورتوں کو جائز قرار دیا۔ تاہم آپ ﷺ اس بات کی رغبت دلایا کرتے تھے کہ جس کے پاس اپنی ضرورت سے زیادہ زمین ہو وہ اپنے بھائی کو عاریتاً عنایت کرے۔ آپ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے اہل علم کی قلیل تعداد نے یہ استدلال کیا ہے کہ زمین یا مکان کرائے پر دینا جائز نہیں۔ حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی موجودگی میں ٹھیکیداری کیا کرتے تھے۔

زمین کا مالک کاشت کے لیے دوسرے کو زمین اس شرط پر دے کہ اچھی فصل میری ہوگی اور ناقص تمہارے حصے میں آئے گی۔ جن روایات میں مزارعت کی حوصلہ شکنی آئی اس سے مراد زراعت کی یہی قسم ہے۔ یہ مزارع پر انتہائی ظلم تھا آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ عربی زبان میں ''مساقات'' فصلوں کو پانی دینا اور ''مزارعت'' کا معنی کھیتی باڑی کرنا ہے۔ مکے کے لوگ تاجر اور مزدور پیشہ تھے جبکہ مدینہ طیبہ کی اکثریت کھیتی باڑی کیا کرتی تھی۔ نبی معظم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو وہاں کھیتی باڑی کی کئی قسمیں رائج تھیں۔ آپ ﷺ نے اس نظام کے بارے میں کئی اصلاحات جاری فرمائیں جن میں چند ایک کا تذکرہ یہاں کیا جارہا ہے۔

رسول معظم ﷺ کے زمانے میں مزارعت اور مساقات کے کئی انداز پائے جاتے تھے آپ ﷺ نے شعبہ زراعت اور مساقات میں زمینداروں کو نئی اصلاحات سے متعارف کروایا جس سے مزارع حضرات پر ہونے والے ظلم کا خاتمہ ہوا اور زراعت کے شعبہ میں ترقی کے راستے ہموار ہونے کے ساتھ بنجر زمینوں کی آبادکاری کے دور کا آغاز ہوا۔ مزارعت کا معنی ہے زمین کا مالک اپنا رقبہ کاشت کے لیے دوسرے کو دے اور طے شدہ مدّت کے مطابق مزارع سے مقررہ رقم وصول کرے۔ اگر یہی معاملہ باغات کے لین دین میں ہو تو اسے مساقات کہتے ہیں آپ ﷺ کے زمانے میں مزارعت اور مساقات کی درج ذیل شکلیں پائی جاتی تھیں۔ البتہ تیسری قسم سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَفَعَ اِلٰى يَهُوْدِ خَيْبَرَ نَخْلَ خَيْبَرَ وَاَرْضَهَا عَلٰى اَنْ يَّعْتَمِلُوْهَا مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَلِرَسُوْلِ اللّٰهِ شَطْرُ ثَمَرِهَا . رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کو خیبر کی کھجوریں اور زمین اس شرط پر ان کو واپس دیں کہ وہ اپنی رقم خرچ کرکے کاشت کریں گے اور رسول اللہ ﷺ کو ان کے پھل کا نصف ملے گا۔ (مسلم) بخاری کی

رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَعْطٰى خَيْبَرَ الْيَهُوْدَ اَنْ يَّعْمَلُوْ هَا وَيَزْرَعُوْهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا) وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا نُخَابِرُ وَلَا نَرٰى بِذَالِكَ بَأْسًا حَتّٰى زَعَمَ رَافِعُ ابْنُ خَدِيْجٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْهَا فَتَرَكْنَا مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ(روه مسلم)1266-1

روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہود کو اس شرط پر زمین عطا فرمائی کہ وہ محنت سے کاشت کریں گے اور ان کو پیداوار کا نصف حصہ ملے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ ہم زمین مزارعت پر دیتے تھے اور اس میں کچھ حرج نہیں جانتے تھے۔ یہاں تک کہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ نبیؐ نے اس سے منع کیا ہے۔ تو اس لیے ہم نے ترک کر دیا۔ (مسلم)

عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمَّا يَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُكْرُوْنَ الْاَرْضَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَا يَنْبُتُ عَلَى الْاَ رْبِعَاء اَوْشَيْءٍ يَسْتَثْنِيْهِ صَاحِبُ الْاَرْضِ فَنَهَانَاالنَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذَالِكَ فَقُلْتُ لِرَافِعٍ رضی اللہ عنہ فَكَيْفَ هِيَ بِالدَّرَاهِمِ وَالدَّ نَانِيْرِ فَقَالَ لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ وَكَاَنَّ الَّذِيْ نُهِيَ عَنْ ذَالِكَ مَالَوْ نَظَرَ فِيْهِ ذَوُوْالْفَهْمِ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ لَمْ يُجِيْزُوْهُ لِمَافِيْهِ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ (متفق علیه)2-1267

حضرت حنظلہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے چچاؤں نے بتایا کہ وہ زمین ٹھیکے پر مشروط دیا کرتے تھے کہ اس زمین سے جو پیداوار پانی کے کھال کے قریب ہوتی یا جس کو زمین کا مالک مستثنٰی قرار دے لیتا تو وہ مالک کی ہو جاتی اس سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا اس پر حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا درہموں اور دیناروں کے عوض کاشت کا کیا حکم ہے۔ انہوں نے جواب دیا کوئی حرج نہیں ہے۔ جس صورت میں منع کیا گیا ہے وہ ایسی ہے کہ اس پر اگر حلال وحرام کی تمیز رکھنے والے غور فرمائیں تو وہ کبھی اسکی اجازت نہیں دیں گے کیونکہ اس میں بہت خطرات ہیں۔ (بخاری مسلم)

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِ يْجٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا اَكْثَرَاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ حَقْلًاوَكَانَ اَحَدُنَا يُكْرِىْ اَرْضَهُ فَيَقُوْلُ هٰذِهِ الْقِطْعَةُ لِيْ وَهٰذِهٖ لَكَ فَرُبَّمَا اَخْرَجَتْ ذِهْ وَلَمْ تُخْرِجْ ذِهْ فَنَهَا هُمُ النَّبِيُّ ﷺ (متفق علیه)3-1268

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ تمام مدینہ والوں سے ہم زراعت میں زیادہ تھے اور ہم سے ایک زمین ٹھیکہ پر دیتا تو وہ کہا کرتا کہ یہ قطعہ زمین کا میرے لیے ہوگا اور دوسرا تمھارے لئے ہے کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ اس کے قطعہ زمین میں تو فصل ہوتی لیکن دوسرے میں نہیں اگتی تھی۔ اس سے نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ لِطَاؤُسٍ رضی اللہ عنہ لَوْ تَرَكْتَ الْمُخَابَرَةَ فَاِنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں انہوں نے حضرت طاؤس سے کہا کاش! آپ مزارعت ترک [illegible] لوگ یہ

عَنْهُ قَالَ اَیْ عَمْرُوﷺوَاِنِّیْ اُعْطِیْهِمْ وَاُعِیْنُهُمْ وَاِنَّ اَعْلَمَهُمْ اَخْبَرَنِیْ یَعْنِی ابْنَ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَمْ یَنْهَ عَنْهُ وَلٰکِنْ قَالَ اِنْ یَّمْنَحْ اَحَدُکُمْ اَخَاهُ خَیْرٌ لَّهُ مِنْ اَنْ یَّاْخُذَ عَلَیْهِ خَرْجًامَعْلُوْمًا(متفق علیه)4-1269

خیال کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔طاؤس ﷺ نے جواب دیا کہ اے عمرو! میں ان کو زمین دیتا ہوں اوران کی مدد کرتا ہوں اوران میں سب سے بڑے عالم یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ﷺ نے کہا نبی کریم ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی شخص کا اپنے بھائی کو زمین بطور عطیہ دینا بہ نسبت طے شدہ اجرت پر دینے سے بہتر ہے۔(بخاری مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ کَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْیَزْرَعْهَا اَوْلِیَمْنَحْهَا اَخَاهُ فَاِنْ اَبٰی فَلْیُمْسِکْ اَرْضَهُ(متفق علیه)5-1270

حضرت جابر ﷺ کا بیان ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جس شخص کے پاس زمین ہو وہ خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو بطور عطیہ عنایت کرے۔اگر ایسا نہ کرے تو اپنی زمین اسی طرح رہنے دے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ ﷺوَرَاٰی سِکَّةً وَّشَیْاً مِنْ اٰلَةِ الْحَرْثِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ لَایَدْ خُلُ هٰذَا بَیْتَ قَوْمٍ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الذُّلَّ (رواه البخاری)6-1271

حضرت ابوامامہ ﷺ نے ہل اور دیگر آلات زراعت دیکھے تو کہا میں نے نبی محترم ﷺ کو فرماتے سنا،یہ آلات جن لوگوں کے گھروں میں داخل ہوں گے اللہ تعالیٰ ان میں ذلت داخل کرے گا۔(بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرَ ﷺقَالَ مَابِالْمَدِیْنَةِ اَهْلُ بَیْتِ هِجْرَةٍ اِلَّا یَزْرَعُوْنَ عَلَی الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَزَارَعَ عَلِیٌّ وَّسَعْدُبْنُ مَالِکٍ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ ﷺ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تعالی وَالْقَاسِمُ وَعُرْوَةُ رحمهما الله وَاٰلُ اَبِیْ بَکْرٍ وَاٰلُ عُمَرَ وَاٰلُ عَلِیٍّ وَابْنُ سِیْرِیْنَ وَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ رحمه الله تعالی کُنْتُ اُشَارِکُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ یَزِیْدَ فِی الزَّرْعِ وَعَامَلَ عُمَرُ ﷺالنَّاسَ عَلٰی اِنْ جَآءَ عُمَرُ ﷺبِالْبَزْرِمِنْ عِنْدِهٖ فَلَهُ الشَّطْرُ وَاِنْ جَاءُ وْا بِالْبَذْ رِ فَلَهُمْ کَذَا(رواه البخاری)7-1272

حضرت قیس بن مسلم ﷺ حضرت ابوجعفر ﷺ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں مہاجرین میں کوئی ایسا گھر نہ تھا جو تیسرے اور چوتھے حصہ پر زمین کاشت نہ کرتا ہو۔حضرت علی،سعد بن مالک،عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم،عمر بن عبدالعزیز،قاسم،عروہ،رحمۃ اللہ علیہ آل ابی بکر،آل عمر،آل علی ﷺ اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حصہ پر کاشت کرتے تھے۔عبدالرحمٰن بن اسود ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ان کا عبدالرحمٰن بن یزید ﷺ سے زراعت میں اشتراک تھا اور حضرت عمر ﷺ کاشت کرنے والوں سے یہ شرط کیا کرتے تھے کہ اگر بیج عمر ﷺ دے گا تو اس کا حصہ نصف ہوگا اور بیج وہ مہیا کریں گے تو ان کو اتنا حصہ ملے گا۔(بخاری)

بَابُ الْاِجَارَةِ

اجرت پر دینے کے مسائل

حدیث میں اجارہ کا لفظ دو معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

ا۔ طے شدہ معاوضہ کے بدلے میں کسی شخص کی خدمات حاصل کرنا۔ جیسے مستری، مزدور اور ڈاکٹر وغیرہ۔

۲۔ اپنی چیز کا حق استعمال دوسرے کو دے کر اس پر اس سے معاوضہ حاصل کرنا مثلاً مکان، زمین، گاڑی اور دوسری اشیاء۔ اس کو اردو میں پٹہ داری اور انگلش میں لیزنگ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس اجارہ کے درست ہونے کی بنیادی شرائط یہ ہیں۔

(i) اجارہ میں رکھی ہوئی چیز اصل مالک کی ہی رہتی ہے دوسرا آدمی اس کو استعمال کر کے اس کا معاوضہ ادا کرتا ہے۔ چیز کا مالک کو لوٹاتے ہوئے پہلی حالت میں ہونا ضروری ہے نقصان کی صورت میں مالک کو جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔

(ii) اجارہ (لیزنگ) پر چیز لیتے دیتے وقت اس کی مدّت استعمال کا دورانیہ طے کرنا چاہیے۔

(iii) اجارہ کی چیز جس مقصد کے لیے لی ہو شرعاً اسی کے لیے استعمال کرنا چاہیے بصورت دیگر مالک سے اجازت لینا ضروری ہے۔

نوٹ: سونا، چاندی اور کرنسی کو اجارہ پر قیاس کر کے اس طرح مزید رقم وصول کرنا کھلم کھلا سود ہے۔ جس سے ہر صورت میں بچنا چاہیے آپ ﷺ نے دستی کام یعنی محنت و مزدوری کی بڑی قدر افزائی فرمائی ہے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے اللہ کے پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام اپنے وقت کے نبی اور حکمران ہونے کے باوجود اپنی روزی اپنے ہاتھ سے کمایا کرتے تھے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی روزی خود کماتے یہاں تک کہ اکثر انبیاء نے بھیڑ بکریوں کی گلہ بانی کی ہے اور نو عمری میں میں بھی ایسا کرتا رہا ہوں۔ مزدور کی محنت اور تکلیف کا اس قدر خیال تھا کہ حکم فرمایا کرتے تھے کہ پسینہ خشک ہونے سے پہلے اسکی مزدوری ادا کر دی جائے۔ جو شخص کسی مزدور کا حق مارے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے جھگڑا فرمائیں گے۔ اس باب میں یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ مجبوری کے عالم میں دم درود پڑھنے کا صلہ بھی لیا جا سکتا ہے۔

یاد رہے موجودہ دور میں تعویذ، دھاگہ اور دم درود کا جو سلسلہ چل نکلا ہے اس پیشے کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ملتا ہے۔ اس سے آدمی کے عقیدے اور کردار پر بدترین اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ شریعت آدمی کو اللہ تعالیٰ پر توکل اور خود عمل کرنے کی تلقین کرتی ہے۔ جبکہ اس پیشے پر یقین رکھنے والے صحیح العقیدہ لوگ بھی سستی اور بے عملی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ وہ توبہ استغفار، اپنی اصلاح اور جائز وسائل اختیار کرنے کی بجائے تعویذات پر بھروسہ کر بیٹھتے ہیں۔

الفصل الاوّل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ؓ قَالَ زَعَمَ ثَابِتُ بْنُ الضَّحَاکِ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنِ الْمُزَارَعَةِ وَاَمَرَ بِالْمُؤَاجَرَةِ وَقَالَ لَا بَأْسَ بِهَا

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ فرماتے کہ حضرت ثابت بن ضحاک ؓ کا خیال ہے کہ رسول اللہ نے مزارعت سے منع فرمایا اور اجرت پر دینے کا حکم دیا اور فرمایا اس میں کوئی حرج

(رواہ مسلم)1273-1

نہیں ہے۔(مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ احْتَجَمَ فَاَعْطَى الْحَجَّامَ اَجْرَهٗ وَاسْتَعَطَ (متفق علیه)1274-2

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔نبی معظم ﷺ نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اس کی مزدوری دی اور ناک میں دوا بھی ڈالی۔(بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِیًّا اِلَّا رَعَى الْغَنَمَ فَقَالَ اَصْحَابُهٗ وَاَنْتَ فَقَالَ نَعَمْ كُنْتُ اَرْعٰى عَلٰى قَرَارِیْطَ لِاَهْلِ مَكَّةَ. (رواہ البخاری)1275-3

حضرت ابو ہریرہ ؓ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں آپ سے اصحاب ؓ نے استفسار کیا آپ نے بھی؟ آپ ﷺ نے جواب دیا ہاں میں چند قیراط کے عوض مکہ والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔(بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ثَلَاثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ رَجُلٌ اُعْطِیَ بِیْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَكَلَ ثَمَنَهٗ وَرَجُلٌ اسْتَاْجَرَ اَجِیْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ یُعْطِهٖ اَجْرَهٗ (رواہ البخاری)1276-4

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں قیامت کے دن تین آدمیوں سے جھگڑا کروں گا۔ایک وہ شخص جس نے میرا نام لے کر معاہدہ کیا پھر اس کے خلاف کیا' دوسرا وہ جس نے کسی آزاد کو بیچ دیا اور اس کی قیمت کھالی' تیسرا وہ شخص جس نے کسی مزدور کو رکھا' اس سے کام پورا لیا اور اس کو اس کی مزدوری پوری نہ دی۔(بخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ نَفَرًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ مَرُّوْا بِمَآءٍ فِیْهِمْ لَدِیْغٌ اَوْ سَلِیْمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْمَآءِ فَقَالَ هَلْ فِیْكُمْ مِنْ رَاقٍ؟ اِنَّ فِی الْمَآءِ لَدِیْغًا اَوْ سَلِیْمًا فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَرَاَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلٰى شَآءٍ فَبَرِئَ فَجَآءَ بِالشَّآءِ اِلٰى اَصْحَابِهٖ ؓ فَكَرِهُوْا ذٰلِكَ وَقَالُوْا اَخَذْتَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ اَجْرًا حَتّٰى قَدِمُوا الْمَدِیْنَةَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ عَلٰى كِتَابِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ اصحاب نبی رضی اللہ عنہم میں سے چند کا گزر ایک ایسے قبیلہ پر ہوا جس میں ایک شخص کو سانپ یا بچھو نے ڈس لیا تھا۔اس قبیلہ کا ایک شخص ان اصحاب ؓ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کیا تم میں کوئی دم جھاڑ کرنے والا ہے؟ کیونکہ قبیلہ میں ایک سانپ یا بچھو کا ڈسا ہوا ہے۔چنانچہ ان میں سے ایک صحابی گیا اور اس نے کچھ بکریوں کے عوض سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو اس کی تکلیف دور ہو گئی۔چنانچہ دم کرنے والا وہ بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انہوں نے کراہت کا اظہار

اللّٰهِ اَجْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجْراً كِتَابُ اللّٰهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ فِيْ رِوَايَةٍ اَصَبْتُمْ اَقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِيْ مَعَكُمْ سَهْمًا" 5-1277

کیا اور کہا تو نے کتاب اللہ کے عوض اجرت لی ہے یہاں تک کہ مدینہ منورہ پہنچ گئے اور انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اس نے کتاب اللہ کے عوض اجرت لی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کی کتاب کا حق فائق ہے کہ تم اس پر مزدوری کرو۔ (بخاری)

اور دوسری روایت میں ہے تم نے ٹھیک کیا تقسیم کرلو اس میں میرا بھی حصہ رکھو۔

بَابُ إِحْیَاءِ الْمَوَاتِ وَ الشُّرْبِ

بے آباد زمین کو آباد کرنا اور پانی کی باری کا بیان

مزارعت کے باب میں یہ بات واضح ہوئی ہے کہ رسول محترم ﷺ نے جس طرح دوسرے شعبہ ہائے زندگی میں اصلاحات جاری فرمائیں ایسے ہی آپ ﷺ نے کاشت کاری اور زمینداری میں اصلاحات نافذ فرمائی تھیں۔ آپ ﷺ نے قدرتی ذرائع سے حاصل ہونے والے فالتو پانی کو ضائع کرنے کے بجائے دوسرے زمین دار کو دینے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ ہی زمینداروں کو یہ ہدایت فرمائی کہ پانی کم ہونے کی صورت میں جس شخص کی پانی لگانے کی پہلے باری ہو وہ اپنے کھیتوں کو پانی سے لبالب بھرنے کی بجائے دوسرے کے لیے ایثار کرتے ہوئے اپنے حصہ کا کچھ پانی چھوڑ دے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے اس بات کو جائز قرار نہیں دیا کہ ایک آدمی زمین کو کاشت کئے بغیر یوں ہی چھوڑ رکھے اس سے نہ صرف زراعت کے شعبے کو نقصان اور غربت میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ ایک مدّت کے بعد زمین بنجر ہو جایا کرتی ہے۔ ان نقصانات سے بچنے کے لیے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ زمین اسی کی ہونی چاہیے جو زراعت کرتا ہو۔ تاہم زمیندارہ کو تجارت اور دوسرے شعبوں کے مقابلے میں پسند نہیں فرمایا کیونکہ اس میں آفات کی وجہ سے نقصانات کا اندیشہ زیادہ لاحق ہوتا ہے۔ اور زراعت پیشہ لوگ اس مشکل اور ہمہ وقت کام کی وجہ سے تہذیب وتمدن، علم وعمل میں دوسرے لوگوں سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ گویا کہ زمیندار مٹی کے ساتھ مٹی بن کر رہ جاتا ہے۔ اسے سے 1270 میں بیان ہوا ہے کہ اس سے قومیں تہذیب وتمدّن اور ترقی کی بجائے ان پڑھ رہ جاتی ہیں۔ دیہاتی زندگی آج بھی ناخوانگی کا شکار ہے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنھَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ عَمَرَ اَرْضًا لَیْسَتْ لِاَحَدٍ فَھُوَ اَحَقُّ قَالَ عُرْوَۃُ رحمہ اللہ قَضٰی بِہٖ عُمَرُ فِی خِلَافَتِہٖ (رواہ البخاری) 1278-1

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی غیر آباد زمین کو آباد کرے اس کا اس پر حق فائق ہے۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور حکومت میں اسی کے مطابق فیصلے کئے۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ لَا حِمٰی اِلَّا لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (رواہ البخاری) 1279-2

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا، اللہ اور اس کے رسول کے علاوہ اور کسی کے لیے چراگاہ نہیں۔ (بخاری)

فہم الحدیث

یعنی ایسی زمین جو شخصی ملکیت نہ ہو۔ اس کو بحق سرکار ضبط کرتے ہوئے حکومت اس پر چراگاہ بنا سکتی ہے۔

عَنْ عُرْوَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ خَاصَمَ الزُّبَيْرُ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فِي شِرَاجٍ مِّنَ الْحَرَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ! ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَآءَ اِلٰى جَارِكَ فَقَالَ الْاَنْصَارِي اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ؟ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَآءَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَى الْجَدْرِ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَآءِ اِلٰى جَارِكَ فَاسْتَوْعَى النَّبِيُّ ﷺ لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ فِيْ صَرِيْحِ الْحُكْمِ حِيْنَ اَحْفَظَهُ الْاَنْصَارِيُّ وَكَانَ اَشَارَ عَلَيْهِمَا بِاَمْرٍ لَّهُمَا فِيْهِ سَعَةٌ (متفق علیه) 3-1280

حضرت عروہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت زبیر ؓ کا ایک انصاری سے پہاڑی نالے کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ نبی محترم ﷺ نے حضرت زبیر ؓ سے فرمایا' زبیر پہلے اپنے کھیت کو سیراب کر لے پھر اپنے پڑوسی کی طرف پانی چھوڑ دے اس پر انصاری معترض ہوا' یہ اس لئے ہے کہ یہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے۔ اس پر آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ ﷺ نے زبیر ؓ سے کہا' زبیر! اپنے کھیت کو پانی لگاؤ اور لگائے رکھو حتی کہ کناروں تک پہنچے۔ اس کے بعد پانی اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑنا نبی کریم ﷺ نے اس صریح حکم میں حضرت زبیر ؓ کو اس کا پورا حق دیا اور انصاری کو ناراض ہونے دیا جبکہ پہلے آپ ﷺ نے دونوں کو ایسا حکم دیا جس میں وسعت تھی۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

پہلے فیصلہ میں آپ ﷺ نے حضرت زبیر ؓ کو رواداری کا حکم دیا تھا۔ کہ اپنے حق میں سے دوسرے کے ساتھ تعاون کرو لیکن جب انصاری نے آپ ﷺ پر زیادتی کی اور جانب داری کا الزام لگایا تو آپ ﷺ نے جناب زبیر کو اپنا حق پورا لینے کی تلقین فرمائی تاکہ زیادتی کرنے والے کو احساس ہو۔ معلوم ہوتا ہے یہ شخص منافق تھا کیونکہ مخلص مسلمانوں سے ایسی بدگمانی اور گستاخانہ کلام کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَمْنَعُوْا فَضْلَ الْمَآءِ لِتَمْنَعُوْا بِهٖ فَضْلَ الْكَلَاِ (متفق علیه) 4-1281

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی ضرورت سے زائد پانی اور اس سے اگنے والی زائد گھاس سے منع نہ کرو۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

زائد پانی اور ضرورت سے زائد گھاس ضائع کرنے کے بجائے دوسرے کو استعمال کرنے دینا چاہیے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةٌ لَّا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى سِلْعَةٍ لَقَدْ اُعْطِيَ بِهَا اَكْثَرَ مِمَّا اُعْطِيَ وَهُوَ كَاذِبٌ' وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى

حضرت ابو ہریرہ ؓ رسول اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں اللہ قیامت کے دن تین قسم کے آدمیوں سے نہ کلام کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر التفات کرے گا۔ ایک وہ شخص جس نے قسم اٹھائی کہ اس سامان پر اس سے کہیں زیادہ

يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ، وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَآءٍ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ الْيَوْمَ اَمْنَعُکَ فَضْلِي كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَآءٍ لَمْ تَعْمَلْ يَدَاکَ (متفق عليه)1282-5

مل اسے رہا تھا حالانکہ وہ غلط بیانی کر رہا ہے' دوسرا وہ شخص جس نے بعد نماز عصر اپنے مال کے لیے جھوٹی قسم اٹھائی تا کہ کسی مسلمان کے مال کو چھین سکے اور تیسرا وہ شخص جس نے فالتو پانی کو روک لیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج میں اپنا فضل تجھ سے روک روکوں گا جس طرح تو نے فالتو پانی روکا تھا کیونکہ وہ تیرے زور بازو کی وجہ سے نہیں تھا۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ فالتو اور کاشت نہ کرنے والے کی زمین حکومت بحق سرکار ضبط کر سکتی ہے۔

۲۔ برساتی اور قدرتی چشموں سے حاصل ہونے والے فالتو پانی کو روکنا منع ہے۔

۳۔ زمینداروں کو ایک دوسرے کے ساتھ کاشت کاری میں تعاون کرنا چاہیے۔

۴۔ جھوٹی قسم اٹھانے والے اور قدرتی پانی روکنے والے کو اللہ تعالیٰ نظر کرم سے نہیں دیکھے گا۔

بَابُ الْعَطَايَا

عطیات کا بیان

عطیہ اور تحفہ کے بارے میں اسلام کی تعلیم یہ ہے۔ کہ یہ دینے والا واپس نہیں لے سکتا الا یہ کہ اس نے دوسرے کو عطیہ کرتے وقت واپسی کی شرط لگائی ہو یہ شرط واضح اور دوٹوک الفاظ میں ہونی چاہیے تاکہ واپس لیتے وقت دوسرے کو غلط پروپیگنڈہ کرنے کا موقعہ نہ مل پائے۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ اَصَابَ اَرْضًا بِخَيْبَرَ فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّي اَصَبْتُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ اُصِبْ مَالًا قَطُّ اَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهُ فَمَا تَأْمُرُنِي بِهٖ قَالَ اِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ اَصْلَهَا وَ تَصَدَّقْتَ بِهَا وَفَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ اَنَّهُ لَا يُبَاعُ اَصْلُهَا وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ وَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَآءِ وَ فِي الْقُرْبٰى وَفِي الرِّقَابِ وَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَالضَّيْفِ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهَا اَنْ يَّأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوْفِ اَوْيُطْعِمَ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ غَيْرَ مُتَاَثِّلٍ مَالًا (متفق عليه)1283-1

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ کو خیبر میں کچھ زمین ملی وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشورہ طلب کیا۔ یارسول اللہ! مجھے خیبر میں ایسی زمین ملی ہے کہ اس سے قبل اس سے بہتر مال مجھے میسر نہیں آیا اس کے بارے میں آپ مجھے کیا ہدایت فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو اصل زمین کو روک رکھ اور اس کی پیداوار کو صدقہ کر دے۔ چنانچہ حضرت عمر ؓ نے اس کو اسی طرح وقف فرمایا کہ اصل زمین نہ فروخت کی جائے گی اور نہ کسی کو ہبہ کی جائے گی اور نہ کوئی اس کا وارث ہوگا اور اس کی پیداوار فقراء، اقرباء، غلاموں کی گردن چھڑانے، فی سبیل اللہ، مسافروں اور مہمانوں پر وقف ہوگی۔ اس زمین کا منتظم معروف طریقے سے اس کی پیدا وار کو کھا سکتا ہے یا غریبوں کو کھلا سکتا ہے حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جبکہ وہ مال جمع نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ (متفق عليه)1284-2

حضرت ابو ہریرہ ؓ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں تمام عمر کے لیے عطیہ نافذ العمل ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ الْعُمْرٰى مِيْرَاثٌ لِاَهْلِهَا (رواه مسلم)1285-3

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تمام عمر کے لیے عطیہ عزیزوں کا ورثہ ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيُّمَا رَجُلٍ اَعْمَرَ عُمْرٰى لَهٗ وَلِعَقِبِهٖ فَاِنَّهَا لِلَّذِىْ اُعْطِيَهَا لَا تَرْجِعُ اِلَى الَّذِىْ اَعْطَاهَا' لِاَنَّهٗ اَعْطٰى عَطَآءً وَقَعَتْ فِيْهِ الْمَوَارِيْثُ (متفق عليه)4-1286

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی شخص اور اس کے پس ماندگان کو ساری عمر کے لئے عطیہ دیتا ہے تو وہ عطیہ لینے والے کا ہے۔ عطیہ دینے والے کی طرف نہیں لوٹایا جائے گا۔ کیونکہ اس نے ایسا عطیہ دیا ہے جس میں وراثت داخل ہوگئی ہے۔ (بخاری و مسلم)

وعَنْهُ قَالَ اِنَّمَا الْعُمْرَى الَّتِىْ اَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَّقُوْلَ هِىَ لَكَ وَلِعَقِبِكَ فَاَمَّا اِذَا قَالَ هِىَ لَكَ مَا عِشْتَ فَاِنَّهَا تَرْجِعُ اِلٰى صَاحِبِهَا (متفق عليه)5-1287

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا جس عطیہ کو نافذ العمل قرار دیا ہے وہ یہ ہے کہ عطیہ دینے والا یہ کہے کہ یہ جائیداد تیرے اور تیرے پس ماندگان کے لیے ہے لیکن اگر وہ ان الفاظ کے ساتھ عطیہ دے کہ یہ جائیداد تیرے لیے ہے جب تک تو زندہ رہے گا تو وہ جائیداد اس کے مالک کی طرف لوٹائی جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے فرمان کا مقصد واضح ہے کہ جس کو مستقل طور پر کوئی چیز عطیہ ہو وہ اس کا مالک ہوگا اور بعد ازاں اس کے قریبی اس کے وارث ہوں گے۔ اگر دینے والا صرف اس کی ذات اور قابل واپسی عطیہ کرے تو اس کے بعد وہ چیز دینے والے کی ملکیت ہوگی۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَمْسِكُوْا اَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ لَا تُفْسِدُوْهَا فَاِنَّ مَنْ اَعْمَرَ عُمْرٰى فَهِىَ لِلَّذِىْ اَعْمَرَ حَيًّا وَّ مَيِّتًا وَ لِعَقِبِهٖ (رواه مسلم)6-1288

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا اپنا مال اپنے پاس رکھو۔ اسے خراب نہ کرو۔ لیکن جس شخص نے عطیہ دیا، وہ اس کا ہے جس کو دیا گیا۔ جب تک وہ زندہ رہے بعد ازاں اس کے ورثا کا حق ہے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ مشروطیت کے ساتھ صدقہ کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ اگر کسی شخص کے لیے عطیہ ہو تو اس کے لواحقین کا اس میں کوئی حق نہیں ہوتا۔

۳۔ مشروط طور پر عطیہ کرنے والے کو عطیہ دیتے وقت واضح بات کرنی چاہیے۔

بَابٌ فِی الْهِبَةِ وَالْهَدِيَّةِ

ہبہ اور تحائف

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ رَيْحَانٌ فَلَا يَرُدُّهُ فَاِنَّهُ خَفِيْفُ الْمَحْمَلِ طَيِّبُ الرِّيْحِ (رواه مسلم)1289-1

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيْبَ (رواه مسلم)12890-2

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعَآئِدُ فِیْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِیْ قَيْئِهٖ لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ (رواه البخاری)1291-3

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ ﷺ اَنَّ اَبَاهُ اُتِیَ بِهٖ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنِّیْ نَحَلْتُ ابْنِیْ هٰذَا غُلَامًا فَقَالَ اَكُلَّ وَلَدِکَ نَحَلْتَ مِثْلَهٗ قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْهُ وَ فِیْ رَوَايَةٍ اَنَّهٗ قَالَ اَيَسُرُّکَ اَنْ يَّكُوْنُوْا اِلَيْکَ فِی الْبِرِّ سَوَآءً قَالَ بَلٰی قَالَ فَلَا اِذًا وَفِیْ رِوَايَةٍ اَنَّهٗ قَالَ اَعْطَانِیْ اَبِیْ عَطِيَّةً فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ لَا اَرْضٰی حَتّٰی تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنِّیْ اَعْطَيْتُ ابْنِیْ مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً فَاَمَرَتْنِیْ اَنْ اُشْهِدَکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِکَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ لَا قَالَ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ قَالَ فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهٗ وَفِیْ رِوَايَةٍ اَنَّهٗ قَالَ لَا

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس کسی کو پھولوں کا تحفہ دیا جائے وہ ان کو رد نہ کرے کیونکہ اٹھانے میں ہلکا اور خوش بو میں عمدہ ہے۔ (مسلم)

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ خوشبو کو رد نہیں کیا کرتے تھے۔ (بخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا اپنے ہبہ کو واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کر کے چاٹ لیتا ہے کیا ایسا کرنا ہمارے لیے بری حرکت نہیں ہے۔ (بخاری)

حضرت نعمان بن بشیر ﷺ بتاتے ہیں کہ اس کے والد اسے لے کر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے اور عرض کی کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام عطا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم نے تمام کو اس جیسا عطیہ دیا ہے اس نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو واپس لے لو۔ دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ وہ تمام تیرے مطیع فرمان ہوں؟ اس نے جواب دیا کیوں نہیں آپ ﷺ نے فرمایا پھر یہ درست نہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت نعمان نے بیان کیا میرے باپ نے مجھے عطیہ دیا۔ میری ماں عمرۃ بنت رواحہ ﷺ نے کہا میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گی جب تک رسول اکرم ﷺ گواہ نہ بن جائیں ۔ چنانچہ نعمان ﷺ آپ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول

اَشْهَدُ عَلٰی جَوْرٍ (متفق علیه)4-1292 اللہ! میں نے عمرۃ رضی اللہ عنہا بنت رواحہ سے اپنے بیٹے کو عطیہ دیا ہے۔اس نے مجھے آپ کو گواہ بنانے کو کہا ہے۔آپ ﷺ نے دریافت فرمایا، کیا تم نے اپنے تمام بیٹوں کو اسی طرح عطیہ دیا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' پھر اللہ تعالیٰ سے ڈرو اپنی اولاد کے مابین مساوات قائم کرو چنانچہ وہ واپس آئے اور اپنا عطیہ واپس لے لیا۔ایک اور روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔(بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَتِ امْرَأَۃُ بَشِیْرٍ انْحَلِ ابْنِیْ غُلَامَکَ وَاَشْهِدْ لِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنَّ ابْنَةَ فُلَانٍ سَأَلَتْنِیْ اَنْ اَنْحَلَ ابْنَهَا غُلَامِیْ وَقَالَتِ اشْهِدْ لِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَلَهُ اِخْوَۃٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَفَکُلَّهُمْ اَعْطَیْتَهُمْ مِثْلَ مَا اَعْطَیْتَهُ قَالَ لَا قَالَ فَلَیْسَ یَصْلُحُ هٰذَا وَاِنِّیْ لَا اَشْهَدُ اِلَّا عَلٰی حَقٍّ (رواه مسلم) 5-1293

تیسری فصل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بشیر کی بیوی نے اپنے بیٹے کے لئے غلام کا مطالبہ کیا اور اس پر رسول اللہ ﷺ کو گواہ ٹھہرانے کا کہا چنانچہ اس نے عرض کیا فلاں کی بیٹی نے اپنے بیٹے کے لئے ایک غلام کا مطالبہ کیا ہے اور کہا کہ آپ ﷺ کو گواہ بناؤں۔آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا اس کے بیٹے کے اور بھائی ہیں؟ اس کا جواب اثبات میں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے ان تمام کو اس جیسا عطیہ دیا ہے۔اس نے جواب دیا نہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ صحیح نہیں ہے اور میں حق کے علاوہ کسی بات پر گواہ نہیں بنتا۔(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ اولاد میں بھی انصاف کرنا چاہیے۔

۲۔ ظلم پر گواہ بننا گناہ ہے۔

۳۔ پھول اور خوش بو کا تحفہ قبول کرنا چاہیے۔

۴۔ تحفہ یا عطیہ غلط طریقے سے دیا گیا ہو تو اسے واپس لینا جائز ہے۔

بَابُ اللُّقْطَةِ

گری ہوئی چیز کو اٹھانا

الفصل الاول

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ ؓ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقْطَةِ فَقَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَائَهَاثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَاِنْ جَآءَ صَاحِبُهَا وَاِلَّا فَشَأْنُكَ بِهَا قَالَ فَضَآلَّةُالْغَنَمِ قَالَ هِيَ لَكَ اَوْلَاَخِيْكَ اَوْلِلذِّئْبِ قَالَ فَضَآلَّةُ الْاِبِلِ قَالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَآءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا متفق عليه وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ وِكَاءَ هَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا فَاِنْ جَآءَ رَبُّهَا فَاَدِّهَااِلَيْهِ1294-1

پہلی فصل

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے گری پڑی چیز کے بارے دریافت کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کی تھیلی اور دھاگے کا اعلان کر اور سال بھر کرتا رہ۔ اگر اس کا مالک مل جائے تو بہتر ہے بصورتِ دیگر جیسے چاہے استعمال کر۔ پھر اس نے پوچھا گم شدہ بکری کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ یا تمہارے لئے ہے یا تمہارے بھائی کے لیے ہے یا بھیڑئے کے لیے اسی طرح گمشدہ اونٹ کے بارے میں سوال کیا آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا اس سے کیا تعلق ہے؟ اس کے ساتھ پانی کا ذخیرہ ہے اور اس کے پاؤں ہیں۔ وہ پانی تک پہنچ سکتا ہے۔ اور درختوں کو کھا سکتا ہے حتی کہ اس کا مالک اس کو پالے۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں ہے سال بھر اس کا اعلان کر اس کے دھاگے اور تھیلی کی پہچان کراؤ اور پھر اس کو خرچ کر سکتا ہے۔ لیکن اگر اس کا مالک آ جائے تو اس کو ادا کرنا ہوگا۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اٰوٰى ضَآلَّةً فَهُوَ ضَآلٌّ مَالَمْ يُعَرِّفْهَا (رواه مسلم)1295-2

حضرت زید بن خالد ؓ کا بیان ہے کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا جو شخص گمشدہ جانور کو بغیر پہچان کروائے اپنے پاس رکھتا ہے وہ گمراہ ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ لُقْطَةِ الْحَآجِّ (رواه مسلم)1296-3

عبدالرحمن بن عثمان تیمی ؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حاجیوں کے گرے پڑے سامان کو اٹھانے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے ارشادات کا جامع مفہوم یہ ہے کہ ہر وہ گری ہوئی یا گمشدہ چیز جس کے ضائع ہونے کا خطرہ نہ ہوا سے اٹھا کر اس کا اعلان کرنا چاہیے تا کہ اس کے مالک کو خبر ہو جائے اگر سال تک اس کا مالک نہیں ملتا تو وہ چیز اٹھانے والے کی ملکیت ہو جائے گی۔ لیکن اگر اس کا مالک آ جائے تو اسے وہ سامان لوٹانا ہوگا۔ اونٹ بڑا جانور ہے اس کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ بھی کم ہوتا ہے۔ پھر وہ کئی کئی دن تک بھوکا بھی رہ سکتا ہے لہٰذا اسے پکڑ رکھنے کو پسند نہیں فرمایا ویسے بھی اونٹ' گھوڑا یہ جانور سمجھ دار ہوتے ہیں اپنے گھر کو پہچان کر اکثر واپس آ جایا کرتے ہیں۔

خلاصۂ باب

۱۔ نہ ضائع ہونے والی گم شدہ چیز کا ایک سال تک اعلان کرنا چاہیے۔

۲۔ اعلان کے بغیر ایسی چیز اپنے پاس رکھنا گمراہی کی علامت ہے۔

۳۔ غیر کا بالخصوص حجاج کا سامان بلا اجازت اٹھانا حرام ہے۔

۴۔ ضائع ہونے والی چیز کو استعمال کر لینا چاہیے ہونے پر مالک کو اس کا بدلہ دینا ہوگا۔

بَابُ الْفَرَائِضِ

وراثت کے مسائل کا بیان

مسلمانوں پر کبھی وہ دور تھا کہ غزوہ احد کے کئی شہداء کو کفن بھی میسّر نہیں تھا لیکن آپ ﷺ نے مسلمانوں کی معیشت کو ان خطوط اور اجتماعی بیت المال کو اس طرح منظّم فرمایا کہ اپنی حیات مبارکہ میں ہی یہ اعلان فرمایا کرتے تھے کہ مقروض میّت کے ورثا غریب ہوں تو اس کا قرض بیت المال سے ادا کیا جائے گا۔ قرآن مجید اور حدیث پاک میں بڑی تفصیل کے ساتھ وراثت کے مسائل بیان ہوئے ہیں۔ لیکن ان کو سمجھنے کے لیے علم حساب سے واقفیت ضروری ہے۔ کیونکہ بعض اوقات حق دار ورثا کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں۔ جن کو ہر عالم نہیں سمجھ سکتا۔ سوائے ایسے عالم کے جو بیک وقت حسابی علم اور وراثت کے شرعی قانون سے واقف ہو۔ بہتر یہ ہے کہ وراثت کا مسئلہ تحریری طور پر پوچھا جائے تا کہ غلطی کا احتمال نہ رہے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَّاتَ وَعَلَیْهِ دَیْنٌ وَلَمْ یَتْرُکْ وَفَاءً فَعَلَیَّ قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ وَفِیْ رِوَایَةٍ مَنْ تَرَکَ دَیْنًا اَوْضِیَاعًا فَلْیَأْتِنِیْ فَاَنَا مَوْلَاهُ" وَفِیْ رِوَایَةٍ مَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ وَمَنْ تَرَکَ کَلًّا فَاِلَیْنَا (متفق علیه) 1297-1

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا میں ایمانداروں سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوں جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے قرض ہو اور اس نے ادائیگی کے لئے مال نہ چھوڑا ہو تو میں اس کا قرض ادا کروں گا اور جو وہ مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے۔ ایک روایت میں ہے جس قدر قرض یا اہل وعیال چھوڑ جائے اور اہل وعیال میرے پاس آئیں تو میں ان کا ذمہ دار ہوں۔ ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص مال چھوڑے وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے اور جو شخص اہل وعیال چھوڑے تو ہم اس کے ذمہ دار ہیں (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِیَ فَهُوَ لِاَوْلٰی رَجُلٍ ذَکَرٍ (متفق علیه) 2-1298

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا مقرر حصوں کو ان کے ورثاء کو دو جو مال ان سے باقی بچے گا وہ فوت شدہ کے قریبی (عصبہ) رشتہ دار کو ملے گا (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

وراثت کی زبان میں عصبہ سے مراد میّت کے وہ رشتہ دار جو براہِ راست وراثت کے حق دار تو نہیں ہوتے البتہ وراثت میں ان کو حصہ ملتا ہے جنہیں اصحاب الفروض کہا جاتا ہے وارث نہ ہونے یا وراثت زائد ہونے کے صورت میں عصبہ حق دار ہوتے ہیں۔

وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی الله عنهما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ (متفق عليه)1299-3

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی مسلمان کسی کافر کا اور کوئی کافر کسی مسلمان کا وارث نہیں ہوسکتا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷜ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (رواه البخاری) 1300-4

حضرت انس ﷜ بیان کرتے ہیں نبی گرامی ﷺ نے فرمایا قوم کا آزاد کردہ غلام قوم میں شمار ہوگا یعنی آزاد کرنے والا اس کا وارث ہوگا۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِبْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ (متفق عليه) وَذُكِرَ حَدِيْثُ عَائِشَةَ اِنَّمَا الْوَلَاءُ فِيْ بَابٍ قَبْلَ بَابِ السَّلَمِ. وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ الْبَرَآءِ ﷜ اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ فِيْ بَابِ بُلُوْغِ الصَّغِيْرِ وَحَضَانَتِهٖ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى 1301-5

حضرت انس ﷜ ہی بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا قوم کا بھانجا ان میں سے ہے (بخاری و مسلم) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث "انما الولاء" کا ذکر "باب السلم" سے پہلے باب میں کیا گیا ہے اور عنقریب حضرت براء ﷜ سے مروی حدیث "الخالة بمنزلة الام" کا ذکر باب "بلوغ الصغير و حضانته" میں کریں گے۔

الفصل الثانی

دوسری فصل

عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ قَالَ سُئِلَ اَبُوْ مُوْسٰى ﷜ عَنِ ابْنَةٍ وَبِنْتِ ابْنٍ وَاُخْتٍ فَقَالَ لِلْبِنْتِ النِّصْفُ وَلِلْاُخْتِ النِّصْفُ وَائْتِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَسَيُتَابِعُنِيْ فَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَاُخْبِرَ بِقَوْلِ اَبِيْ مُوْسٰى ﷜ فَقَالَ لَقَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ اَقْضِيْ فِيْهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ لِلْبِنْتِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ الْابْنِ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْاُخْتِ فَاَتَيْنَا اَبَا مُوْسٰى فَاَخْبَرْنَاهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لَا تَسْاَلُوْنِيْ مَادَامَ هٰذَا الْحِبْرُ فِيْكُمْ. (رواه البخاری) 1302-6

حضرت ھزیل بن شرحبیل ﷜ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری ﷜ سے ایک بیٹی، ایک پوتی اور ایک بہن کے بارے میں پوچھا گیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ بیٹی اور بہن دونوں کے لیے نصف نصف ہے اور آپ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے پاس جائیں وہ بھی میری موافقت کریں گے چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا اور انہیں حضرت ابوموسیٰ ﷜ کے جواب سے بھی آگاہ کیا گیا تو انہیں نے فرمایا اس وقت میں سیدھے راہ سے بھٹک جاؤں گا اور صحیح راہ پر نہیں رہوں گا اگر ایسا فیصلہ کروں۔ میں تو ایسا فیصلہ کروں گا جو نبی ﷺ نے کیا تھا بیٹی کے لیے نصف پوتی کے لیے چھٹا حصہ ہوگا تاکہ دو تہائیاں ان کے لئے مکمل ہو جائیں اور باقی بہن کے لیے ہے۔ تب حضرت ابو موسیٰ ؓ نے کہا جب تک یہ عالم تم میں موجود ہے تم مجھ سے پوچھا نہ کرو۔ (بخاری)

بَابُ الْوَصَايَا

وصیّت کے مسائل

آپ ﷺ کی وصیّت کے بارے میں تعلیم یہ ہے کہ جس شخص نے کوئی قرض لینا دینا ہو یا اس کے ذمہ دوسروں کے حقوق ہوں۔ تو اس کا فرض ہے وہ تحریری یا زبانی طور پر اپنے لواحقین کو ان معاملات میں ہدایات دے تا کہ اچانک موت واقع ہونے کی صورت میں متعلقہ افراد کی حق تلفی نہ ہونے پائے۔ اور یہ بھی دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو سکے۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا حَقُّ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَیْءٌ یُوْصٰی فِیْهِ یَبِیْتُ لَیْلَتَیْنِ اِلَّا وَوَصِیَّتُهُ مَکْتُوْبَةٌ عِنْدَهُ (متفق علیه) 1303-1

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ ﷺ قَالَ مَرِضْتُ عَامَ الْفَتْحِ مَرَضًا اَشْفَیْتُ عَلَی الْمَوْتِ فَاَتَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَعُوْدُنِیْ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِیْ مَالًا کَثِیْرًا وَلَیْسَ یَرِثُنِیْ اِلَّا ابْنَتِیْ اَفَاُوْصِیْ بِمَالِیْ کُلِّهٖ قَالَ لَا قُلْتُ فَثُلُثَیْ مَالِیْ قَالَ لَا قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ کَثِیْرٌ اِنَّکَ اَنْ تَذَرَ وَرَثَتَکَ اَغْنِیَاءَ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً یَتَکَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَاِنَّکَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِیْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ بِهَا حَتّٰی اللُّقْمَةِ تَرْفَعُهَا اِلٰی فِیْ امْرَاَتِکَ (متفق علیه) 2-1304

پہلی فصل

ابنِ عمر ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کسی مسلمان کے لیے مناسب نہیں کہ اس کی کوئی جائداد ہو جس میں وہ وصیت کرنا چاہتا ہو اور وہ بغیر وصیت تحریر کئے دو راتیں گزار دے۔ (بخاری و مسلم)

سعد بن ابی وقاص ﷺ بیان کرتے ہیں فتح مکہ کے سال میں بیمار ہو گیا' قریب تھا کہ موت واقع ہو جائے۔ رسول کریم ﷺ میرے پاس بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! میری ملکیت میں بہت مال ہے اور میری وارث صرف میری بیٹی ہے' کیا میں سب مال کی وصیت کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے نفی میں جواب دیا۔ میں نے دریافت کیا' دو تہائی کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا' نہیں۔ میں نے عرض کیا' نصف مال کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا' نہیں۔ میں نے عرض کیا' تیسرے حصہ کی؟ آپ ﷺ نے تیسرے حصہ کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ بھی زیادہ ہے اپنے وارثوں کو صاحب مال چھوڑنا ان کو کنگال چھوڑنے سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ یقیناً جب تم خرچ کرو اس میں اللہ کی خوشی مقصود ہو تو تجھے اس کا اجر دیا جائے گا یہاں تک کہ تجھے اپنی بیوی کو کھلانے کا بھی ثواب ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

نشریات اکیڈمی

از قلم میاں محمد جمیل

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

ترجمہ و تفہیم..................میاں محمد جمیل ایم اے

اشاعت اوّل..................اکتوبر 2003ء

اشاعت دوم..................جنوری 2004ء

اشاعت سوئم..................اکتوبر 2004ء

اشاعت چہارم..................ستمبر 2005ء

صفحات..................616

قیمت..................300

ناشر

ابو ہریرہ اکیڈمی 37- کریم بلاک اقبال ٹاؤن لاہور۔فون: 5417233

ملنے کے مراکز: مکتبہ دارالسلام' نعمانی کتب خانہ' مکتبہ سلفیہ' مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

آئینۂ کتاب

مشترک غلام کو آزاد کرنے' قرابت دار کو خریدنے اور بیماری میں آزاد کرنے کا بیان-171

خطابت اور شعر گوئی-229

زبان کی حفاظت غیبت اور گالی دینے سے احتراز کرنا-230

وعدے کی اہمیت-231

مزاح اور خوش طبعی-232

فخر' غرور اور تعصب کی ممانعت-233

نیکی اور صلہ رحمی-234

ظلم کی مذمت-241

نیکی کا حکم-242

دل کو نرم کر دینے والی باتیں-243

فقرأ کی فضیلت اور آپ کا تہذیب وتمدن-244

لمبی آرزوئیں اور دنیوی لالچ-245

توکل اور صبر کی فضیلت-247

ریاکاری اور شہرت سے بچنا-248

اللہ سے گریہ زاری کرنا-249

تبدیلیوں کا رونما ہونا-250

انتباہ اور نصیحت-251

فتنوں کا وقوع ہونا-252

لڑائیوں کے متعلق پیش گوئیاں-253

دیدارِ الٰہی کا بیان-265

دوزخ کی کیفیت اور دوزخیوں کے حالات-266

جنت اور دوزخ کی تخلیق-267

کائنات کی ابتدا اور انبیاء کرام کا تذکرہ-268

سید المرسلین کے فضائل-269

نبی کریم ﷺ کے اسمائے مبارک اور صفات-270

نبی ﷺ کے اخلاق اور عادات-271

نبی ﷺ کی بعثت اور وحی کا آغاز-272

نبوت کی علامات-273

معراج کا بیان-274

معجزات کے بارے میں-275

رسول محترم ﷺ کے اہل بیت کے فضائل-288

مناقب ازواج رضی اللہ عنہن النبی ﷺ-289

باب جامع المناقب-290

كِتَابُ النِّكَاحِ

نکاح کے مسائل

نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے دنیا بھر میں اور بالخصوص عرب کے لوگوں میں لوگ چار طرح سے ازدواجی تعلقات قائم کرنے کا رواج تھا۔

۱۔ باہمی رضامندی سے بدکاری کرنا

۲۔ کسی خوبصورت، بہادر یا مشہور آدمی کے ساتھ نسبت جوڑنے کے لیے خود خاوند کی مرضی سے عورت کا ازدواجی تعلق قائم کرنا

۳۔ چند افراد کسی لونڈی یا بازاری عورت کے ساتھ بدکاری کرتے اور پھر اس عورت کو اختیار ہوتا کہ پیدا ہونے والے بچے کو کسی ایک کا بچہ قرار دیتی۔ ۴۔ یہ طریقہ مروّجہ نکاح کے قریب تھا۔ رسول معظم ﷺ نے پہلی تینوں صورتوں کو حرام قرار دیتے ہوئے صرف چوتھی صورت، جو مروجہ نکاح کے قریب تر تھی اس کو جائز قرار دیا مگر اس میں بھی ضروری اور جامع اصلاحات فرماتے ہوئے امت کو اس بات کی طرف توجہ دلائی، کہ نکاح محض ازدواجی جذبات کی تسکین کا نام نہیں، بلکہ یہ میاں بیوی کا رشتہ کاشت کار کی کھیتی کی طرح ہے۔ جس طرح ایک اچھا کاشتکار اپنی زمین کی حفاظت اور اس میں لگائی جانے والی فصل کی ہر اعتبار سے نگہداشت کرتا ہے۔ میاں بیوی کے بھی اس قسم کے فرائض ہیں کہ وہ اولاد کی صحت و تربیت کے لیے ایسا ماحول پیدا کریں جس سے نئی نسل کتاب و سنت کی روشنی میں اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ قرآن مجید نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے یعنی جس طرح لباس آدمی کے حسن و جمال اور اسے موسم کی حدّت و شدّت سے محفوظ رکھتا ہے ایسے ہی میاں بیوی کو ایک دوسرے کی عزت و وقار اور دکھ درد کا احساس ہونا چاہیے۔ آپ نے نیک بیوی کو دنیا کی بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت شمار کرتے ہوئے فرمایا کہ نکاح آدمی کو شرم و حیا کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ (متفق عليه).

1-1304

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہے، اسے نکاح کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ نکاح نظر میں حیا پیدا کرتا ہے اس سے شرم گاہ کی حفاظت ہوتی ہے۔ اور جو شخص نکاح کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے۔ روزے اس کی جنسی خواہش دبا دیں گے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ ؓ قَالَ رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ التَّبَتُّلَ وَلَوْ

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون ؓ کو ازدواجی زندگی

اَذِنَ لَهٗ لَاخْتَصَیْنَا. (متفق علیه) 2-1305

سے کنارہ کش ہونے کی اجازت نہیں دی' اگر آپ اسے اجازت دیتے تو ہم خصّی ہو جاتے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَا لِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ .(متفق علیه)3-1306

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا چار باتوں کی وجہ سے عورت سے نکاح کیا جاتا ہے۔اس کے مال' خاندانی شرافت، حسن وجمال اور دینداری کی وجہ سے۔تجھے دیندار عورت سے نکاح کرنا چاہیے۔اس سے اللہ تعالیٰ تجھے خیر عطا فرمائیں گے۔(بخاری ومسلم)

وَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَ خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ .(رواه مسلم)4-1307

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا دنیا ساری کی ساری مفید ہے۔لیکن دنیا کی بہترین نعمت نیک بیوی ہے۔ (مسلم)

وَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْاِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ اَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِیْ صِغَرِهٖ وَاَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ يَدِهٖ .متفق علیه5-1308

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اونٹ کی سواری کرنے والی عورتیں یعنی عرب عورتوں میں سے بہترین عورتیں قریش کی نیک عورتیں ہیں۔جو چھوٹے بچوں پر غایت درجہ شفیق ہوتی ہیں اور خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا تَرَكْتُ بَعْدِیْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ .(متفق علیه)6-1309

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی گرامی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔میں دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد مردوں کے لیے شدید نقصان دہ عورتوں کا فتنہ سمجھتا ہوں۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِیِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ فَاِنَّ اَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ كَانَتْ فِی النِّسَاءِ .(رواه مسلم)7-1310

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔بلاشبہ دنیا ہری بھری اور پر لطف ہے۔اور اللہ نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔وہ دیکھ رہا ہے تم کیا عمل کر رہے ہو۔تم دنیا اور عورت کے فتنے سے بچے رہنا۔کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں کی وجہ سے رونما ہوا تھا۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلشُّوْمُ فِي الْمَرْاَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ (متفق عليه) وَ فِيْ رِوَايَةٍ اَلشُّوْمُ فِيْ ثَلٰثَةٍ فِي الْمَرْاَةِ وَالْمَسْكَنِ وَالدَّآبَّةِ. 8-1311

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نحوست عورت، گھر اور گھوڑے میں ہوسکتی ہے۔ (بخاری ومسلم) ایک روایت میں ہے تین چیزوں میں نحوست ہوسکتی ہے۔ عورت، گھر اور سواری۔

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا كُنَّا قَرِيْبًا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ تَزَوَّجْتَ؟ قُلْتُ نَعَمْ ! قَالَ اَبِكْرًا اَمْ ثَيِّبٌ قُلْتُ بَلْ ثَيِّبٌ قَالَ فَهَلَّا بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَ تُلَاعِبُكَ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ اَمْهِلُوْا حَتّٰى نَدْخُلَ لَيْلًا اَيْ عِشَاءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ (متفق عليه). 9-1312

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنگ میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ میرا حال ہی میں نکاح ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا تونے شادی کی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کنواری سے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا: بیوہ سے۔ آپ نے فرمایا کنواری لڑکی سے کیوں نہ نکاح کیا؟ تو اس سے کھیلتا وہ تجھ سے کھیلتی۔ جب ہم مدینہ میں داخل ہونے والے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی رک جاؤ۔ ہم عشاء کے وقت مدینہ میں داخل ہوں گے۔ تاکہ پراگندہ بالوں والی عورتیں اپنے آپ کو سنوار لیں۔ اور جن عورتوں کے خاوند غیر حاضر رہے ہیں وہ صاف ستھری ہوجائیں۔ (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ نکاح سے آنکھوں میں حیا پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ شرم گاہ کی حفاظت ہوتی ہے۔
۲۔ رشتہ نہ ملنے یا نکاح کی طاقت نہ ہونے کی صورت میں جوان آدمی کو روزے رکھنے چاہئیں۔
۳۔ لوگ مال، نسب اور حسن و جمال کی بنیاد پر نکاح کرتے ہیں لیکن آپ نے دین کو مقدم رکھنے کی تلقین فرمائی۔
۴۔ بہترین بیوی وہ ہے جو بچوں کی تربیت اور خاوند کے مال واقبال کی حفاظت کرے۔
۵۔ نحوست بیوی، گھر، سواری میں ہوسکتی ہے، لیکن فی نفسہٖ کسی چیز میں نحوست نہیں ہوتی۔
۶۔ عورتوں کے فتنے یعنی غیر محرم سے باہمی اختلاط اور بے حیائی سے بچنا چاہیے۔
۷۔ دنیا پوری کی پوری آزمائش گاہ ہے۔

بَابُ النَّظَرِ اِلَى الْمَخْطُوْبَةِ وَبَيَانِ الْعَوْرَاتِ

شادی سے پہلے لڑکی دیکھنے اور پردے کے مسائل

نکاح ایک ایسا مقدس بندھن ہے جس کو انتہائی، غیر معمولی اور شدید ناگزیر حالات میں ہی توڑنے کی گنجائش دی گئی ہے۔ کامیاب شادی کے لیے نکاح سے پہلے اور بعد میں جن احتیاطوں کے بارے میں شریعت نے توجہ دلائی ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ شادی کرنے والا اگر رشتہ کروانے والوں سے پوری طرح مطمئن نہ ہو تو اسے اس بات کی اجازت ہے کہ وہ اپنی ہونے والی بیوی کو (اس کی اور اس کے خاندان کی عزت کا خیال رکھتے ہوئے کسی باوقار طریقے سے) دیکھ سکتا ہے۔ اور یہ اجازت اس لیے عنایت فرمائی تاکہ آگے چل کر ازدواجی زندگی میں کوئی تکدّر پیدا نہ ہونے پائے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہر اس حرکت اور کام سے میاں بیوی کو بچنے کے احکام جاری فرمائے جن کی وجہ سے ازدواجی زندگی کے نازک آبگینے پر خراش لگ سکتی ہے۔ پردہ ہی کو لیجیے، جو کہ عورت کی شرم وحیا، عزت اور وقار کا محافظ ہونے کے ساتھ شادی شدہ عورت کی طرف سے اس کے خاوند کے اعتماد میں اضافہ کرتا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ فَانْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّ فِیْ اَعْيُنِ الْاَنْصَارِ شَيْئًا (رواه مسلم). 1313-1

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں قبیلۂ انصار کی ایک عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے دیکھ لینا> کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ نقص ہوتا ہے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْاَةُ الْمَرْاَةَ فَتَنْعَتُهَا لِزَوْجِهَا كَاَنَّهٗ يَنْظُرُ اِلَيْهَا . (متفق عليه) 2-1314

حضرت ابن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں> کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت عورت کے ساتھ شرم گاہ کو نہ ملائے اور نہ ہی اس کے وجود کے اوصاف اپنے خاوند سے بیان کرے۔ گویا کہ وہ اس کے جسم کو خود دیکھ رہا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَنْظُرِ الرَّجُلُ اِلٰى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَ لَا الْمَرْاَةُ اِلٰى عَوْرَةِ الْمَرْاَةِ وَلَا يُفْضِی الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ فِیْ

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا کوئی مرد دوسرے مرد اور کوئی عورت دوسری عورت کی شرمگاہ نہ دیکھے۔ مرد آپس میں اور عورت دوسری

ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ (رواه مسلم). 3-1315

عورت کے ساتھ برہنہ نہ لیٹے۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَلَا لَا يَبِيْتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ نَاكِحًا أَوْ ذَا مَحْرَمٍ .(رواه مسلم). 4-1316

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، مرد کسی بیوہ عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے۔ ہاں البتہ اس کے خاوند اور محرم کو اجازت ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

کچھ لوگوں نے آپ ﷺ کے اس فرمان کے بالکل الٹ معنی لینے کی کوشش کی ہے کہ جس طرح موت کے آنے کا کوئی علم نہیں ہوتا ایسے ہی دیور کے گھر میں آنے جانے کا کوئی پتہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ گھر کا اہم فرد ہے۔ جس طرح موت سے چھٹکارا نہیں لہٰذا دیور سے پردہ ممکن نہیں۔

اگر یہ معنٰی ہوتا تو آپ ﷺ واضح طور پر فرماتے کہ دیور سے پردہ ممکن نہیں ہے جب کہ آپ ﷺ پردے کی فرضیت ہی تو بیان فرما رہے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ دیور سے پردہ کرنا چاہیے۔ یعنی گھریلو کام کاج کرتے ہوئے بھی جس قدر ممکن ہوسکے پردہ کرنا چاہیے باقی آمنے سامنے ننگے چہرے کے ساتھ بیٹھنا اور آپس میں بے تکلف ہونا قطعاً جائز نہیں۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ . (متفق عليه) 5-1317

حضرت عقبہ بن عامر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا تنہائی میں عورتوں کے ہاں جانے سے بچو! ایک آدمی نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! دیور کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: دیور تو موت ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اسْتَأْذَنَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْحِجَامَةِ فَأَمَرَ أَبَا طَيْبَةَ أَنْ يَّحْجُمَهَا قَالَ حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ أَخَاهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ أَوْ غُلَامًا لَمْ يَحْتَلِمْ . (رواه مسلم) 6-1318

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے سینگی لگوانے کی اجازت طلب کی۔ تو آپ نے ابوطیبہ کو حکم دیا کہ وہ اسے سینگی لگائے۔ حضرت جابر ﷺ کہتے ہیں کہ ابوطیبہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی بھائی تھا۔ یا ابھی نابالغ تھا۔ (مسلم)

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ

حضرت جریر بن عبداللہ ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے

اللّٰہِ ﷺ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَۃِ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِیْ۔(رواہ مسلم) 1319-7

آنحضرت ﷺ سے اچانک نظر کے بارے میں سوال کیا۔ آپؐ نے مجھے نظر ہٹالینے کا حکم دیا۔(مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ الْمَرْاَۃَ تُقْبِلُ فِیْ صُوْرَۃِ شَیْطَانٍ وَ تُدْبِرُ فِیْ صُوْرَۃِ شَیْطَانٍ اِذَا اَحَدُکُمْ اَعْجَبَتْہُ الْمَرْاَۃُ فَوَقَعَتْ فِیْ قَلْبِہٖ فَلْیَعْمِدْ اِلَی امْرَاَتِہٖ فَلْیُوَاقِعْھَا فَاِنَّ ذٰلِکَ یَرُدُّ مَا فِیْ نَفْسِہٖ. (رواہ مسلم) 1320-8

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں۔ نبی محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت جب سامنے سے آتی اور منہ پھیر کر جاتی ہے تو شیطان کی صورت میں ہوتی ہے۔تم میں سے جب کسی کو کوئی عورت اچھی لگے تو وہ اپنی بیوی کے پاس جائے اور اس سے میل جول کرے اس طرح اس کے دل سے اس عورت کا خیال نکل جائے گا۔(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ عِنْدَھَا وَ فِی الْبَیْتِ مُخَنَّثٌ فَقَالَ لِعَبْدِاللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اُمَیَّۃَ اَخِیْ اُمِّ سَلَمَۃَ یَا عَبْدَاللّٰہِ اِنْ فَتَحَ اللّٰہُ لَکُمْ غَدًا الطَّائِفَ فَاِنِّیْ اَدُلُّکَ عَلَی ابْنَۃِ غَیْلَانَ فَاِنَّھَا تُقْبِلُ بِاَرْبَعٍ وَ تُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا یَدْخُلَنَّ ھٰؤُلَاءِ عَلَیْکُمْ. (متفق علیہ) 1321-9

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی محترم ﷺ میرے پاس جلوہ افروز تھے کہ گھر میں ایک مخنث (ہیجڑا) آیا۔اس نے میرے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ سے کہا: اے عبداللہ! اگر اللہ تعالیٰ نے کل تمہارے لیے طائف فتح کر دیا تو میں تمہیں غیلان کی بیٹی کے بارے مشورہ دیتا ہوں جو کہ چار شکنوں کے ساتھ آتی اور آٹھ شکنوں کے ساتھ پلٹتی ہے۔تب نبی محترم ﷺ نے حکم دیا ”کسی مخنث کو اپنے ہاں نہ آنے دیا کرو۔“(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

عورت کے غیر شریفانہ انداز سے چلنے کو شیطان کی چال قرار دی ہے۔

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَۃَ ؓ قَالَ حَمَلْتُ حَجَرًا ثَقِیْلًا فَبَیْنَا اَنَا اَمْشِیْ سَقَطَ عَنِّیْ ثَوْبِیْ فَلَمْ اَسْتَطِعْ اَخْذَہٗ فَرَاٰنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ لِیْ خُذْ عَلَیْکَ ثَوْبَکَ وَلَا تَمْشُوْا عُرَاۃً. (رواہ مسلم) 1322-10

حضرت مسور بن مخرمہ ؓ بیان کرتے ہیں: میں بھاری پتھر اٹھا کر چل رہا تھا کہ اچانک میری چادر نیچے گر گئی۔میں اسے سنبھال نہ سکا تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے دیکھ کر کہا چادر باندھو ننگے بدن نہیں رہنا چاہیے!(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھنا حرام ہے۔

۲۔ عورت غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں نہیں بیٹھ سکتی۔

۳۔ عورت کو اپنے دیور سے بھی پردہ کرنا چاہیے۔

۴۔ مجبوری کی حالت میں عورت مرد ڈاکٹر سے سرجری کرواسکتی ہے۔

۵۔ پہلی اور نادانستہ نظر معاف ہے لیکن کسی غیر محرم کو مسلسل یا بار بار دیکھنا گناہ ہے۔

۶۔ بعض عورتوں کا آنا جانا شیطان کی طرح ہوتا ہے۔

۷۔ عورتوں کا مخنث کے ساتھ خلط ملط ہونا بھی گناہ ہے۔

بَابُ الْوَلِيِّ فِى النِّكَاحِ وَاسْتِيْذَانُ الْمَرْأَةِ

نکاح میں ولی کی موجودگی اورلڑکی سے اجازت طلب کرنا

شریعتِ اسلامیہ نے نکاح میں جن شرائط کو لازم قرار دیا ہے ان میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ کنواری لڑکی کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔ مزید احتیاط یہ لازم فرمائی کہ دونوں طرف سے گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ ولی سے مراد والد، بھائی ہیں ،اوران کی عدم موجودگی کی صورت میں قریبی رشتہ دار ولی ہونے کے فرائض سرانجام دے گا۔ اس شرط سے والدین کی ذمہ داری کا اولاد کے ساتھ مقدس رشتہ ہونے کے ساتھ ساتھ لڑکی کی شرم وحیا اور شعور پختہ نہ ہونے کا خیال رکھا گیا ہے۔

بعض فقہا نے عواقب اور نتائج کی پرواہ کیے بغیر نوجوان لڑکی کو اجازت دی کہ وہ ولی کے بغیر نکاح کر سکتی ہے! اس آزاد خیالی کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ معاشرے میں ایسے اخلاقی سانحے وقوع پذیر ہوتے ہیں کہ عدالت میں ایک طرف بہن' بھائی اور بوڑھے ماں باپ رو رہے ہوتے ہیں' تو دوسری طرف عدالت کے فیصلے کا سہارا لیتے ہوئے لڑکی اپنے آشنا کے ساتھ جا رہی ہوتی ہے۔ اس بد معاشی اور بے حیائی کو روکنے کے لیے سرورِ دوعالم ﷺ نے یہ پابندی لگائی ہے کہ نکاح میں ولی کا ہونا نہایت ضروری ہے۔

تاہم مطلقہ یا بیوہ عورت کو اس لیے اجازت مرحمت فرمائی کہ عمر اور حالات وواقعات کی وجہ سے اس کی سوچ میں پختگی اور جذبات میں ٹھہراؤ پیدا ہو چکا ہوتا ہے۔ مگر ولی کا ہونا ہر ایک کے نکاح میں شرط ہے تاہم والدین کو یہ لازمی ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اولاد کی رضا مندی اور ان کے جذبات کا خیال رکھیں۔ انہیں بیٹے، بیٹی کا رشتہ ایسی جگہ پرنہیں کرنا چاہیے جہاں ان کی زندگی اجیرن بن کررہ جائے

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُنْكَحُ الْاَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَاْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَاْذَنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ كَيْفَ اِذْنُهَا قَالَ اَنْ تَسْكُتَ .(متفق عليه) 1323-1

ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا! شوہر آشنا (بیوہ یا مطلقہ) عورت کا نکاح اس کی صریح اجازت سے کیا جائے۔ اور کنواری لڑکی کے نکاح کے لیے بھی اس سے اجازت طلب کی جائے۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کنواری کی اجازت کس طرح ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! اس کا خاموش hu رہنا اجازت ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ الْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِيِّهَا وَ الْبِكْرُ تُسْتَاْذَنُ فِىْ نَفْسِهَا وَ اِذْنُهَا صُمَاتُهَا. وَ فِىْ رِوَايَةٍ قَالَ الثَّيِّبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا! شوہر آشنا عورت اپنے بارے میں ولی سے زیادہ حق دار ہے اور کنواری عورت سے اس کے بارے میں اجازت طلب کی جائے گی' اس کا خاموش

لِيِّهَا وَ الْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ وَاِذْنُهَا سُكُوْتُهَا وَ فِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اَلثَّيِّبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِن وَّلِيِّهَا وَ الْبِكْرُ يَسْتَاْذِنُهَا اَبُوْهَا فِيْ نَفْسِهَا وَ اِذْنُهَا صُمَاتُهَا (رواه مسلم). 2-1324

رہنا اجازت ہوگی۔

دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شوہر آشنا اپنے نفس کی ولی سے زیادہ حق دار ہے۔اور کنواری لڑکی سے اس کی اجازت لی جائے گی اور اسکی اجازت اس کا خاموش رہنا ہے۔

تیسری روایت میں ہے کہ شوہر آشنا عورت اپنے بارے میں ولی سے زیادہ حق رکھتی ہےاور کنواری لڑکی سے اس کا والد اجازت طلب کرے گا۔اور لڑکی کا خاموشی اختیار کرنا اجازت تصور ہوگا۔(مسلم)

عَنْ خَنْسَآءَ بِنْتِ خِذَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَ هِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَهَا (رواه البخاری) 3-1325

حضرت خنساء بنت خذام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔وہ شوہر آشنا تھیں اور اس کے والد نے اس کا نکاح کر دیا۔وہ خاوند اسے پسند نہ آیا۔تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔آپ ﷺ نے اس کا نکاح توڑ دیا۔(بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَ هِيَ بِنْتُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَ زُفَّتْ اِلَيْهِ وَ هِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ وَ لُعَبُهَا مَعَهَا وَ مَاتَ عَنْهَا وَ هِيَ بِنْتُ ثَمَانِيَ عَشَرَةَ . (رواه مسلم) 4-1326

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی کریم ﷺ سے ان کا نکاح ہوا تو وہ سات سال کی تھیں۔جب رخصتی ہوئی تو نو برس کی تھیں اور ان کے کھلونے ان کے ساتھ تھے۔جب آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے تو ان کی عمر اٹھارہ سال تھی۔(مسلم)

خلاصۂ باب

١۔ نکاح میں ولی اور گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔

٢۔ کنواری لڑکی کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔

٣۔ بیوہ یا مطلقہ ولی کے بغیر نکاح کر سکتی ہے۔

٤۔ خاوند پسند نہ ہونے کی معقول وجہ ہو تو عورت کے مطالبہ پر نکاح توڑا جا سکتا ہے۔

٥۔ چھوٹی عمر میں نکاح ہو سکتا ہے۔

٦۔ نکاح کے ساتھ ہی رخصتی ضروری نہیں۔(ابو الفردوس)

بَابُ اِعْلَانِ النِّكَاحِ وَالْخُطْبَةِ والشَّرطِ

اعلان نکاح، خطبہ اور نکاح کی شرائط

اعلانِ نکاح کا مقصد ڈھول ڈھمکا بجلی کے قمقمے، اخبارات میں اشتہارات اور موووی بنانا نہیں بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس خوشی کے موقع پر اخلاقی حدود کے اندر رہ کر مسرت اور شادمانی کا اظہار کیا جاسکتا ہے۔ اس میں یہ حکمت بھی پنہاں ہے کہ اعلانِ نکاح کے بعد دونوں فریق معاشرتی اخلاق کے دباؤ کی وجہ سے اپنی ذمہ داریوں کا زیادہ سے زیادہ احساس کریں گے۔ اظہارِ نکاح سے غیر محرم نوجوان کے گھر میں آنے جانے سے ابتداءً جو غلط فہمی پیدا ہوسکتی تھی اس کا پہلے دن سے ہی تدارک ہو جاتا ہے۔ شادی کے لیے کسی دن یا مہینے کو منحوس قرار دینا جائز نہیں۔

الفصل الاول

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَّنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَ يَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰهُنَّ وَ فِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ. فَقَالَ دَعِيْ هٰذِهٖ وَ قُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ . (رواه البخاری) 1327-1

پہلی فصل

حضرت ربیع رضی اللہ عنہا بنت معوذ بن عفراء بیان کرتی ہیں: جب میری رخصتی ہوئی تو نبی گرامی ﷺ آئے اور میرے بستر پر تشریف فرما ہوئے تو ہماری بچیوں نے دف بجانا شروع کی اور میرے شہداء بدر باپ دادا کے اوصاف بیان کرنا شروع کردیے۔ پھر ایک لڑکی نے کہا "ہم میں اللہ کا پیغمبر ہے جو کل کی باتیں جانتا ہے"۔ آپ نے فرمایا یہ بات چھوڑ دو اور وہی کہو جو تم پہلے کہہ رہی تھیں۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ زُفَّتِ امْرَاَةٌ اِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَاِنَّ الْاَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ. (رواه البخاری) 2-1328

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک عورت کی انصاری مرد کے ساتھ رخصتی ہوئی تو نبی مکرم ﷺ نے فرمایا! کیا تمہارے ساتھ دف بجانے والی نہیں؟ کیونکہ انصار دف بجانے کو پسند کرتے ہیں۔ (بخاری)

وَعَنْهَا قَالَتْ تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ شَوَّالٍ وَ بَنٰى بِيْ فِيْ شَوَّالٍ فَاَيُّ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اَحْظٰى عِنْدَهُ مِنِّيْ (رواه مسلم) 3-1329

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ نبی گرامی ﷺ نے مجھ سے شوال میں نکاح کیا اور میری رخصتی بھی شوال میں ہوئی۔ تو آنحضرت ﷺ کی کونسی بیوی مجھ سے زیادہ خوش نصیب تھی؟ (مسلم)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحَقُّ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوْا بِهٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ

حضرت عقبہ بن عامر ﷛ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام شروط سے سب سے زیادہ پورا

بِهِ الْفُرُوْجَ (متفق علیه). 4-1330

کرنے کے لائق وہ شرائط ہیں جن کے سبب تم نے شرمگاہوں کو حلال کیا ہے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

شادی کے موقع پر گھریلو بچیوں کا شرک وبدعت اور بے حیائی سے پاک اشعار گانا اور دف بجانا جائز ہے۔ تاہم اس بات کی ہرگز اجازت نہیں کہ پیشہ ور لوگوں کو بلا کر موسیقی کی محفلیں جمائی جائیں۔ پیشہ وروں سے مراد صرف وہ لوگ نہیں جو گلوکار اور فنکار شمار ہوتے ہیں' ان میں وہ لڑکیاں اور لڑکے بھی شامل ہیں جو سکولز اور کالجز میں آرٹ سیکھنے کے بہانے ایسی حرکات کرتے ہیں۔ شریعت کی طرف سے صرف گھریلو بچیوں کو اس کی اجازت ہے جو نہایت سادگی کے ساتھ اور شریفانہ انداز سے کچھ گا سکتی ہوں۔ یہ احتیاط اس لیے ضروری ہے کہ احادیث کی دوسری کتب میں آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن مقاصد کے لیے مجھے مبعوث فرمایا ہے ان میں ایک یہ بھی ہے کہ میں موسیقی کے تمام آلات کو توڑ ڈالوں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰی خِطْبَةِ اَخِیْهِ حَتّٰی یَنْکِحَ اَوْیَتْرُکَ (متفق علیه) 5-1331

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ نبی محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا! کوئی شخص اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کا پیغام نہ بھیجے۔ یہاں تک کہ پہلا نکاح کرے یا منگنی ختم کر دے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَ لْتَنْکِحْ فَاِنَّ لَهَا مَا قُدِّرَلَهَا (متفق علیه) 6-1332

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا! کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے کہ اس طرح اس کے حصہ کا رزق بھی اسے مل جائے بلکہ اس کی موجودگی میں نکاح کر لے۔ اسے تو وہی ملے گا جو اس کی قسمت میں لکھا ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنِ الشِّغَارِ وَ الشِّغَارُاَنْ یُّزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهٗ عَلٰی اَنْ یُّزَوِّجَهُ الْاٰخَرُ ابْنَتَهٗ وَ لَیْسَ بَیْنَهُمَا صَدَاقٌ (متفق علیه). وَ فِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ لَا شِغَارَ فِی الْاِسْلَامِ. 7-1333

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے وٹہ سٹہ کے نکاح سے منع فرمایا۔ اور وہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی کا نکاح اس شرط پر کرے' کہ دوسرا شخص بھی اس کو اپنی بیٹی کا نکاح دے گا اور دونوں نکاحوں میں حق مہر نہ ہو۔ (بخاری ومسلم)

مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اسلام میں شغار (وٹہ سٹہ کا نکاح) جائز نہیں ہے۔

عَنْ عَلِیٍّ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْ

حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے

مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَ عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ . (متفق علیه) 8-1334

خیبر کے دن عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ ﷺ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ اَوْطَاسٍ فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا ثُمَّ نَهٰى عَنْهَا (رواه مسلم) 9-1335

حضرت سلمہ بن اکوع ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے جنگِ اوطاس کے سال تین دن کے لیے نکاحِ متعہ کی رخصت دی پھر اس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا نَغْزُوْمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ مَعَنَانِسَاءٌ فَقُلْنَا اَلَا نَخْتَصِيْ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا اَنْ نَّسْتَمْتِعَ فَكَانَ اَحَدُنَا يَنْكِحُ الْمَرْاَةَ بِالثَّوْبِ اِلٰى اَجَلٍ ثُمَّ قَرَاَ عَبْدُاللّٰهِ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ . (متفق علیه) 10-1336

حضرت ابن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: ہم رسول اکرم ﷺ کی معیت میں جہاد کرتے، ہمارے ساتھ ہماری عورتیں نہیں ہوتی تھیں۔ ہم نے عرض کیا: کیا ہم خصی نہ ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے ہمیں اس سے منع کیا اور بعد ازاں ہمیں متعہ کرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ ہم میں سے بعض لوگ معیّن وقت کے لیے کپڑا بطور مہر دے کر عورت سے نکاح کرتے، پھر عبداللہ بن مسعود ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی!۔ ”اے مومنو! جو عمدہ چیزیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ سمجھو“۔ (المائدة : ٥ - ٨٧) (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ شادی کے موقع پر ہلکے پھلکے شریفانہ انداز میں بچوں کے لیے گانا بجانا جائز ہے۔

۲۔ کوئی دن یا مہینہ منحوس نہیں ہوا کرتا۔

۳۔ متعہ ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔

بَابُ الْمُحَرَّمَاتِ

محرّ مات کے نکاح کا بیان

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَ حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَاقَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًاo (النساء۴:۲۳)

''حرام کر دی گئیں ہیں تم پر تمہاری مائیں' اور تمہاری بیٹیاں' اور تمہاری بہنیں' اور تمہاری پھوپھیاں' اور تمہاری خالائیں' اور تمہاری بھتیجیاں' اور تمہاری بھانجیاں' اور تمہاری (رضاعی) مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا' اور تمہاری رضاعی بہنیں' اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری وہ بیٹیاں جو تمہاری گودوں میں پرورش پا رہی ہیں ان بیویوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو اور اگر تم نے ان بیویوں سے صحبت نہ کی ہو تو ان کی بیٹیوں سے نکاح کرنے میں تم پر کوئی حرج نہیں' اور (حرام کی گئیں) تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری پشتوں سے ہیں' اور (یہ بھی حرام ہے) کہ جمع کرو تم دو بہنوں کو' مگر جو گزر چکا (سو وہ معاف ہے)۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے''۔

دینِ اسلام نے گھریلو زندگی میں شرم وحیا، اتفاق اور یک جہتی کے قیام ودوام کے لئے مقدس رشتوں کی تقدیس کا تحفظ فرمایا ہے۔ نسب کے قریب ترین رشتوں کے ساتھ ساتھ رضاعت کے رشتوں کے احترام کا بھی تحفظ فرمایا تا کہ ایک ماں کی گود میں پرورش پانے والے ایک دوسرے کو، بہن بھائی کے ناتے کی وجہ سے پاک نگاہوں کے ساتھ دیکھتے رہیں۔ پہلے رضاعی اور سوتیلے بہن بھائیوں کے رشتوں کا احترام نہ صرف ختم ہو چکا تھا بلکہ لوگ سوتیلی اور رضاعی ماں، بہن کو بیوی بنا لیا کرتے تھے۔ دین کی تعلیم سے ان رشتوں کی تقدیس بحال ہونے کے سبب عورت کو گھر کے آنگن میں ان رشتوں کے ساتھ شرم وحیا میں رہ کر آزادی نصیب ہوئی کہ وہ اخلاقی حدود کے اندر رہتے ہوئے ان کے سامنے پردے کی پابندی سے آزاد ہو کر اپنا کام کاج کر سکے۔

ایک ہی وقت ایک مرد کے نکاح میں دو بہنوں کو اس لیے حرام قرار دیا تا کہ خاندان میں اکائی' باہمی محبت اور قریب ترین رشتوں کا احترام ومقام برقرار رہ سکے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَ عَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَ خَالَتِهَا . (متفق عليه) 1337-1

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! عورت اور اس کی پھوپھی، عورت اور اس کی خالہ بیک وقت کسی کے نکاح میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ (بخاری ومسلم)

وَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول معظم

رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ . (رواه البخاری) 2-1338

ﷺ نے ارشاد فرمایا جو رشتے نسب سے حرام ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہیں۔(بخاری)

وَعَنْهَا قَالَتْ جَاءَ عَمِّیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاسْتَأْذَنَ عَلَیَّ فَاَبَیْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ حَتّٰی اَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلْتُهٗ فَقَالَ اِنَّهٗ عَمُّکِ فَأْذَنِیْ لَهٗ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِی الْمَرْأَةُ وَ لَمْ یُرْضِعْنِی الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهٗ عَمُّکِ فَلْیَلِجْ عَلَیْکِ وَ ذٰلِکَ بَعْدَ مَا ضُرِبَ عَلَیْنَا الْحِجَابُ . (متفق علیه) 3-1339

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں' کہ میرے رضاعی چچا نے میرے ہاں آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے نبی محترم ﷺ سے پوچھے بغیر اجازت نہ دینے کا کہہ دیا۔ جب رسولِ محترم تشریف لائے تو میں نے آپ سے مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا! وہ آپ کے چچا ہیں ان کو اجازت دے دیں۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے دودھ اس کی بھابھی نے پلایا ہے اس کے بھائی نے نہیں۔ ارشاد ہوا کہ وہ تیرا چچا ہے تیرے پاس آ سکتا ہے۔ یہ واقعہ پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد کا ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَلِیٍّ ؓ اَنَّهٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هَلْ لَکَ فِیْ بِنْتِ عَمِّکَ حَمْزَةَ ؓ فَاِنَّهَا اَجْمَلُ فَتَاةٍ فِیْ قُرَیْشٍ فَقَالَ لَهٗ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ حَمْزَةَ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ؟ . (رواه مسلم) 4-1340

حضرت علی ؓ نے نبی مکرم ﷺ سے عرض: کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کو اپنے چچا حمزہ ؓ کی بیٹی سے شادی کر لینی چاہیے' کیونکہ وہ قریش کی حسین ترین لڑکی ہے۔ آپ نے فرمایا! آپ کو معلوم نہیں کہ حمزہ ؓ میرے رضاعی بھائی ہیں' اور اللہ نے رضاعی رشتے نسبی رشتوں کی طرح حرام کر دیے ہیں۔(مسلم)

عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ اَوِ الرَّضْعَتَانِ. وَ فِیْ رِوَایَةِ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ وَ فِیْ اُخْرٰی لِاُمِّ الْفَضْلِ رضی اللّٰه عنها قَالَ لَا تُحَرِّمُ الْاِمْلَاجَةُ وَالْاِمْلَاجَتَانِ (هذه روایات لمسلم.) 5-1341

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ نبی گرامی ﷺ نے ارشاد فرمایا! ایک یا دو مرتبہ دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔(مسلم) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ ایک یا دو دفعہ دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔(مسلم) اور ام الفضل رضی اللہ عنہا کی دوسری روایت میں ہے کہ ایک یا دو مرتبہ دودھ پلانا حرام نہیں کرتا۔(یہ مسلم کی روایات ہیں)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ فِیْمَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ قرآن پاک میں

اُنْزِلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَّعْلُوْمَاتٍ يُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَّعْلُوْمَاتٍ فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهِيَ فِيْمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْاٰنِ. (رواه مسلم) 6-1342

نازل ہوا تھا کہ دس مرتبہ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔ بعد ازاں منسوخ کر کے پانچ مرتبہ پینے سے حرمت کا حکم دیا گیا۔ نبی مکرم ﷺ کی وفات تک قرآن پاک میں اسی کی تلاوت ہوتی رہی۔ (مسلم)

وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَ عِنْدَهَا رَجُلٌ فَكَاَنَّهُ كَرِهَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ اِنَّهُ اَخِيْ فَقَالَ انْظُرْنَ مَنْ اِخْوَانُكُنَّ فَاِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ. (متفق عليه) 7-1343

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان فرماتی ہیں کہ نبی گرامی ﷺ میرے پاس تشریف لائے اس وقت میرے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ آپ کو اس کی موجودگی اچھی نہیں لگی۔ حضرت عائشہؓ نے وضاحتاً عرض کیا کہ یہ میرا (رضاعی) بھائی ہے۔ آپ نے فرمایا: اپنے بھائیوں کو اچھی طرح پہچانتی ہو؟ رضاعت دودھ پینے کی مدّت کے دوران ہوتی ہے۔ بھوک میں پیا جائے تو ثابت ہوتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ ؓ اَنَّهُ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِاَبِيْ اِهَابِ بْنِ عَزِيْزٍ فَاَتَتِ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ قَدْ اَرْضَعْتُ عُقْبَةَ ؓ وَ الَّتِيْ تَزَوَّجَ بِهَا فَقَالَ لَهَا عُقْبَةُ مَا اَعْلَمُ اَنَّكِ قَدْ اَرْضَعْتِنِيْ وَلَا اَخْبَرْتِنِيْ فَاَرْسَلَ اِلٰى اٰلِ اَبِيْ اِهَابٍ فَسَاَلَهُمْ فَقَالُوْا مَا عَلِمْنَا اَرْضَعَتْ صَاحِبَتَنَا فَرَكِبَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ فَسَاَلَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ ؓ وَ نَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ (رواه البخاری) 8-1344

حضرت عقبہ بن حارث ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ابواہاب بن عزیز کی بیٹی سے شادی کی۔ ایک عورت نے آ کر کہا کہ میں نے عقبہ اور اس کی بیوی دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ حضرت عقبہ ؓ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ تم نے مجھے دودھ پلایا ہے نہ ہی تو نے مجھے بتایا۔ حضرت عقبہ ؓ نے ابی اہاب کے خاندان میں پیغام بھیج کر ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم کہ اس عورت نے ہماری بیٹی کو دودھ پلایا ہو۔ تب اس نے مدینہ طیبہ جا کر نبی کریم ﷺ سے عرض کیا تو رسول گرامی نے فرمایا تم کس طرح اس کو اپنے نکاح میں رکھ سکتے ہو جبکہ بتا دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت عقبہؓ نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اس لڑکی نے کسی اور سے شادی کر لی۔ (بخاری)

فہم الحدیث

نبی اکرم ﷺ نے شک قوی ہونے کی وجہ سے رشتہ منقطع کروادیا تاکہ میاں بیوی اور ان کی اولاد کے لیے یہ بات ہمیشہ کے لیے الزام اور طعنہ نہ بن جائے۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت ابوسعید خدری ؓ ذکر کرتے ہیں کہ جنگِ حنین کے

ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ بَعَثَ جَيْشًا اِلٰى اَوْطَاسٍ فَلَقُوْا عَدُوًّا فَقَاتَلُوْهُمْ فَظَهَرُوْا عَلَيْهِمْ وَاَصَابُوْا لَهُمْ سَبَايَا فَكَاَنَّ نَاسًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ تَحَرَّجُوْا مِنْ غِشْيَانِهِنَّ مِنْ اَجْلِ اَزْوَاجِهِنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ ذٰلِكَ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اَيْ فَهُنَّ لَهُمْ حَلَالٌ اِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ. (رواه مسلم) 1345-9

موقع پر آپ ﷺ نے اوطاس کی طرف ایک فوجی دستہ بھیجا جس کا دشمن سے آمنا سامنا اور جنگ ہوئی۔ جب ان پر فتح حاصل ہوئی تو عورتوں کو قیدی بنالیا گیا۔ نبی مکرم ﷺ کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان سے نفسانی خواہشات کی تکمیل کو گناہ سمجھا کیونکہ ان کے مشرک خاوند موجود تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''وہ شادی شدہ عورتیں حرام ہیں لیکن لونڈیاں نہیں'' (النساء ۴: ۲۴) مطلب یہ کہ ان کے لیے وہ حلال ہیں جب وہ عدت پوری کرلیں۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ حُرِّمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ وَمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ ثُمَّ قَرَأَ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ اَلْاٰيَةَ. (رواه البخاری) 1346-10

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نسب اور سسرال کی جانب سے سات سات رشتے حرام ہیں۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''تم پہ تمہاری مائیں حرام کر دی گئیں ہیں''۔ (النساء ۴: ۲۳) (بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ رضاعی رشتے بھی نسب کے رشتوں کی طرح حرام ہیں۔

۲۔ ایک یا دو دفعہ دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

۳۔ رضاعت کم از کم پانچ دفعہ دودھ پینے کی عمر میں دودھ پینے سے ثابت ہوتی ہے۔

۴۔ درج ذیل رشتے نکاح کے لیے ہمیشہ حرام ہیں۔ (ماں اور اس سے اوپر کے رشتے، نانی، پڑنانی، دادی، پڑدادی) بیٹی (اور نواسیاں) بہن اور بھانجیاں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں (بھتیجیوں اور بھانجیوں کی بیٹیاں) رضاعی ماں، رضاعی بہنیں، خوش دامن (اور اس کی ماں، نانی، پڑنانی) سوتیلی ماں، سوتیلی بیٹی، بہو۔

۵۔ دو بہنیں بیک وقت نکاح میں رکھنا حرام ہے۔

بَابُ الْمُبَاشَرَةِ
بیوی کے ساتھ صحبت کے مسائل

رسولِ محترم ﷺ شرم وحیا کے پیکر تھے۔آپ ﷺ نے نبوت سے پہلے بھی حیا کے منافی اور سطحی لفظ اپنی زبان سے کبھی نہیں نکالا۔نبوت کے فرائض کی ذمہ داریاں ایسی تھیں کہ آپ کو بعض مسائل کی وضاحت کرتے ہوئے واضح الفاظ استعمال کرنا پڑتے تھے جن کے بغیر چارۂ کار نہ تھا۔اگر آپ وضاحت نہ فرماتے تو دنیا کو جائز' ناجائز کا کیسے علم ہوتا۔اس لیے جب آپ سے اس قسم کے مسائل کے بارے میں استفسار ہوتا تو آپ وضاحت فرماتے۔مثلاً یہودیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ اگر عورت سے پیچھے کی جانب سے صحبت کی جائے تو یہ ناجائز ہے اور بچہ بھی اس طرح ناقص پیدا ہوتا ہے اس کی وضاحت میں قرآن مجید کی مذکورہ آیت نازل ہوئی جس میں ازدواجی زندگی کو کھیتی کے ساتھ مماثلت دی گئی۔مقصد یہ ہے کہ جس طرح ایک کاشت کار اپنی اور انسانیت کی بقا کے لیے موسم اور ضرورت کے مطابق بیج بوتا ہے۔تاہم یہ خالق کی مرضی ہے کہ بیج کو اگنے کی اجازت دے یا زمین کے اندر ہی ختم کر دے۔انسانی نسل کی بقا اور اس کی اصلاح کی خاطر میاں بیوی کو بھی اس نظریہ کے مطابق زندگی گزارنا چاہیے۔مخصوص ازدواجی عمل کے لیے کسی وقت اور طریقہ کی پابندی نہیں البتہ بیوی کی قُبل کی بجائے دُبر سے مباشرت کرنا حرام ہی نہیں بلکہ بدترین گناہ ہے۔(یہاں آمنے سامنے کی بجائے پشت کے بل لیٹ کر مباشرت کرنا مراد ہے)

ایک سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے عزل کی اجازت دی ہے۔عَزْل کے معنی ہے صحبت کے وقت انزال سے پہلے الگ ہو جانا۔اگر عورت کی صحت اور بچے کے دودھ پینے کی مدت کے خیال کے پیشِ نظر یہ کام کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔اس اجازت کے باوجود آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے جس نفس کا دنیا میں آنا لکھ دیا ہے اس کا آنا کوئی نہیں روک سکتا۔رزق کی کمی اور معیشت کی تنگی کے نقطۂ نگاہ سے یہ کام کیا جائے تو بہت بڑا جرم ہوگا اور عملاً اللہ تعالیٰ کی رزّاقی کا انکار ہوگا۔اور خصوصاً بچے میں جان پڑنے کے بعد حمل گروایا جائے تو یہ قتل کے مترادف ہے۔جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْأً كَبِيْرًا٥ (بنی اسرائیل: ۱۷. ۳۱)

''اور اپنی اولاد کو مفلسی کے اندیشہ سے قتل نہ کرو۔انہیں بھی اور تمہیں بھی ہم ہی رزق دیتے ہیں۔بلاشبہ اولاد کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے''۔(بنی اسرائیل: ۱۷۔۳۱)

الفصل الاول

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ كَانَتِ الْيَهُوْدُ تَقُوْلُ اِذَا اَتَى الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ مِنْ دُبُرِهَا فِيْ قُبُلِهَا كَانَ الْوَلَدُ اَحْوَلَ فَنَزَلَتْ "نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ .(متفق عليه) 1347-1

پہلی فصل

حضرت جابر ؓ ذکر کرتے ہیں: یہودی کہا کرتے تھے کہ جس شخص نے اپنی بیوی سے پشت کی جانب سے ہم بستری کی اس کا بچہ بھینگا پیدا ہوگا۔تب یہ آیت نازل ہوئی۔ ''تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔اپنی کھیتی میں جیسے

چاہو آؤ۔" (البقرۃ ۲ :۲۲۳) (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ وَ الْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ (متفق عليه) وَ زَادَ مُسْلِمٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ يَنْهَنَا .2-1348

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں' کہ قرآن پاک کے نزول کے دنوں میں ہم عزل کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم میں یہ اضافہ ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے یہ جانتے ہوئے بھی ہمیں روکا نہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ رَجُلًا اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنَّ لِيْ جَارِيَةً هِيَ خَادِمَتُنَا وَ اَنَا اَطُوْفُ عَلَيْهَا وَ اَكْرَهُ اَنْ تَحْمِلَ فَقَالَ اعْزِلْ عَنْهَا اِنْ شِئْتَ فَاِنَّهٗ سَيَاْتِيْهَا مَا قُدِّرَلَهَا فَلَبِثَ الرَّجُلُ ثُمَّ اَتَاهُ فَقَالَ اِنَّ الْجَارِيَةَ قَدْ حَبِلَتْ فَقَالَ قَدْ اَخْبَرْتُكَ اَنَّهٗ سَيَاْتِيْهَا مَا قُدِّرَ لَهَا (رواه مسلم). 3-1349

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی یہ روایت کرتے ہیں: ایک شخص رسول مکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا میری لونڈی ہماری خادمہ ہے اور میں اس سے مباشرت کرتا ہوں اور یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ حاملہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا. اگر تو چاہتا ہے تو عزل کر لے لیکن جو تقدیر میں لکھا جا چکا ہے وہ ضرور ہوگا۔ کچھ عرصہ بعد وہی شخص آیا اور بتایا کہ لونڈی حاملہ ہوگئی ہے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہیں آگاہ کر دیا تھا کہ جو تقدیر میں لکھا جا چکا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَاَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ وَ اشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَ اَحْبَبْنَا الْعَزْلَ فَاَرَدْنَا اَنْ نَّعْزِلَ وَ قُلْنَا نَعْزِلُ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَظْهُرِنَا قَبْلَ اَنْ نَسْاَلَهٗ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ اَلَّاتَفْعَلُوْا ؟مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِلَّاوَهِيَ كَائِنَةٌ (متفق عليه). 4-1350

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں: غزوۂ بنی مصطلق میں ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ نکلے' کچھ عرب قیدی ہمارے ہاتھ لگے۔ ہم نے عورتوں سے مباشرت کرنا چاہی۔ اور ان سے دور رہنا ہمارے لیے مشکل ہو گیا۔ اور ہم نے عزل کو پسند کیا۔ ہم نے سوچا نبی گرامی ﷺ کی موجودگی میں کیسے عزل کریں؟ ہم کیوں نہ آپ سے پوچھ لیں۔ چنانچہ ہم نے آپ سے عزل کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: تمہیں کیا ہے۔ عزل نہ کرو اس لیے کہ جو روح قیامت تک وجود میں آنے والی ہے وہ آ کر رہے گی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ مَا مِنْ كُلِّ الْمَاءِ يَكُوْنُ الْوَلَدُ وَ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ خَلْقَ شَيْءٍ لَمْ يَمْنَعْهُ شَيْءٌ (رواه مسلم). 5-1351

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں' کہ نبی مکرم ﷺ سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا' تو آپ نے فرمایا منی سے ہر وقت بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی کو پیدا کرنا چاہے تو اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ (مسلم)

وَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ ؓ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ اِنِّیْ اَعْزِلُ عَنِ امْرَاَتِیْ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِمَ تَفْعَلُ ذٰلِکَ ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ اُشْفِقُ عَلٰی وَلَدِھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَوْ کَانَ ذٰلِکَ ضَآرًّا ضَرَّ فَارِسَ وَ الرُّوْمَ .(رواہ مسلم) 1352-6

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی محترم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا: میں اپنی بیوی سے عزل کرتا ہوں۔ نبیِ گرامی ﷺ نے فرمایا تو کس لیے عزل کرتا ہے؟ تو اس نے کہا بچے کے ڈر سے (جو دودھ پی رہا ہے)۔ تو آپ ؐ نے فرمایا اگر اس میں نقصان ہوتا تو یہ فارس اور روم کے لوگوں کو بھی نقصان پہنچاتا۔ (مسلم)

عَنْ جُدَامَۃَ بِنْتِ وَھْبٍ رضی اللّٰہ عنھا قَالَتْ حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فِیْ اُنَاسٍ وَ ھُوَ یَقُوْلُ لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اَنْھٰی عَنِ الْغِیْلَۃِ فَنَظَرْتُ فِی الرُّوْمِ وَ فَارِسَ فَاِذَا ھُمْ یُغِیْلُوْنَ اَوْلَادَھُمْ فَلَا یَضُرُّ اَوْلَادَھُمْ ذٰلِکَ شَیْئًا ثُمَّ سَاَلُوْہُ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ذٰلِکَ الْوَاْدُ الْخَفِیُّ وَ ھِیَ "وَاِذَا الْمَوْءٗدَۃُ سُئِلَتْ". (رواہ مسلم) 1353-7

حضرت جدامہ بنت وہب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کچھ لوگوں کی موجودگی میں میں نبیِ معظم ﷺ کے پاس تھی اور آپ فرما رہے تھے' کہ میں نے ارادہ کیا کہ دودھ پلانے کے دوران عورت سے جماع کرنا منع کر دوں' پھر میں نے روم اور فارس کے لوگوں کو دیکھا (معلوم ہوا) کہ وہ دودھ پلانے کے دوران عورتوں سے جماع کرتے ہیں اس سے ان کو کچھ نقصان نہیں ہوتا (تو میں نے منع نہ کیا) لوگوں نے پوچھا عزل کے بارے کیا حکم ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو زندہ دفن کرنے کے برابر ہے اور اس آیت میں یہی ذکر ہے۔ "اور جب زندہ دفن کی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا" (مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اَعْظَمَ الْاَمَانَۃِ عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الرَّجُلُ یُفْضِیْ اِلٰی امْرَاَتِہٖ وَ تُفْضِیْ اِلَیْہِ ثُمَّ یَنْشُرُ سِرَّھَا.(رواہ مسلم) 1354-8

حضرت ابوسعید ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے بڑی امانت۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے برا وہ شخص ہوگا کہ جب وہ اپنی عورت سے مباشرت کرے تو اس کی راز کی باتوں کو پھیلائے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔عزل کرنا جائز ہے۔۲۔ بچے کے دودھ پینے کے دوران مباشرت سے بچا جائے تو بہتر ہے ۳۔ میاں' بیوی کا خلوت کی باتیں دوسروں بیان کرنا ذلیل ترین حرکت ہے۔

بَابُ خِيَارِ الْمَمْلُوكِيْنِ

غلام اور لونڈی کو اختیار دینا

اسلام انسانوں کو فکری اور جسمانی غلامی سے نجات دلانے کے لیے آیا ہے۔ کیونکہ اسلام مظلوموں کو آزادی دلوانے کی حمایت کرتا ہے۔ اور مظلوموں لیکن لوگوں کے طبائع، سیاسی اور جغرافیائی حالات کے پیش نظر دین نے مجبوری کی حالت میں غلامی کی کچھ صورتوں کو کڑی شرائط کے ساتھ برقرار رکھا ہے۔ اس کے لیے کہ غریب الوطن لوگوں کو سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ علام الغیوب کو معلوم ہے کہ طاقتور لوگ ہمیشہ کمزور لوگوں پر غلبہ پانے کی کوشش کریں گے پھر ایسے بے شمار لوگ ہوں گے جن کو کسی مضبوط سہارے کی ضرورت ہوگی۔ ان حقائق کے پیش نظر نبی کریم ﷺ نے غلاموں کے حقوق کے تحفظ کے لیے ایسے اصول وضع فرمائے جن سے ایک غلام شخص اپنے بنیادی حقوق سے محروم نہ ہونے پائے ایسے غلامی کے طوق کو سونے کی زنجیر سمجھ کر پہن سکے۔ کیونکہ حالات کی مجبوری کے پیش نظر اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهَا فِيْ بَرِيْرَةَ خُذِيْهَا فَاَعْتِقِيْهَا وَ كَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا فَخَيَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَلَوْ كَانَ حُرًّا لَمْ يُخَيِّرْ هَا .(متفق عليه)1355-1

عروہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے اسے بریرہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کردیں۔ اس کا خاوند غلام تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کو اختیار دیا تو اس نے اپنا نکاح ختم کردیا۔ لیکن اگر اس کا خاوند آزاد ہوتا تو آپ اس کو اختیار نہ دیتے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ زَوْجُ بَرِيْرَةَ عَبْدًا اَسْوَدَ يُقَالُ لَهُ مُغِيْثٌ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَطُوْفُ خَلْفَهَا فِيْ سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ يَبْكِيْ وَ دُمُوْعُهُ تَسِيْلُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْعَبَّاسِ يَا عَبَّاسُ اَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيْثٍ بَرِيْرَةَ وَ مِنْ بُغْضِ بَرِيْرَةَ مُغِيْثًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ رَاجَعْتِيْهِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَأْمُرُنِيْ ؟قَالَ اِنَّمَا اَشْفَعُ قَالَتْ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ .(رواه البخاری.)1356-2

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند سیاہ رنگ کا غلام تھا۔ اسے مغیث کہا جاتا تھا۔ گویا کہ میں اب بھی وہ منظر دیکھ رہا ہوں جب وہ مدینہ کی گلیوں میں اس کے پیچھے پیچھے چلا کرتا اور روتے ہوئے اس کے آنسو اس کی داڑھی پر بہہ رہے ہوتے تھے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے عباس! تجھے مغیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی مغیث سے نفرت پر تعجب نہیں ہو رہا۔ نبی محترم ﷺ نے بریرہ سے فرمایا ہو تو اس سے رجوع کرلے۔ بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے حکم دے رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں صرف سفارش کر رہا ہوں۔ اس نے

کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ (بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ نبی محترم ﷺ اپنا مشورہ دوسرے پر مسلط نہیں فرماتے تھے۔

۲۔ بیوی کو خاوند ناپسند ہو تو وہ خلع کر سکتی ہے۔

۳۔ خاوند طلاق نہ دے تو برادری یا عدالت کے ذریعے چھٹکارا پانا عورت کا حق ہے۔

۴۔ خلع کی صورت میں اگر خاوند حق مہر نہ دے تو عورت کو حق مہر چھوڑنا پڑے گا۔

۵۔ اسلام نے حالات کے مدّ و جزر کے پیشِ نظر غلامی کی کچھ شکلیں باقی رکھی ہیں۔

بَابُ الصَّدَاقِ

حق مہر کا بیان

وَ اِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّ اٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًاo وَ كَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَ قَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًاo (نساء ۴: ۲۰. ۲۱)

''اور اگر تم ارادہ کرلو کہ ایک بیوی کو پہلی بیوی کی جگہ بدلو اور دے چکے ہو تم اسے بہت سا مال تو اس مال سے کچھ بھی نہ لو۔ کیا تم اپنا مال بہتان لگا کر اور کھلا گناہ کر کے لینا چاہتے ہو۔ اور تم مال کو کیوں لیتے ہو حالانکہ تم (میاں بیوی) تنہائی میں ایک دوسرے سے مل جل چکے ہو۔ اور وہ عورتیں تم سے پختہ وعدہ لے چکی ہیں''۔

حق مہر فریقین کی مرضی اور مالی استعداد کے مطابق ہونا چاہیے۔ اس لیے قرآن وحدیث میں اس کی متعین مقدار مقرر نہیں کی گئی۔ مہر صرف عورت کا شرعی اور اخلاقی حق ہے۔ جو طے شدہ معاہدے کے مطابق فوری طور پر ادا کر دینا چاہیے۔ یہ بیوی کے لئے خاوند کی طرف سے ایک شرعی تحفہ اور مالی حوصلہ افزائی ہے۔ اور اس سے خاوند میں ذمہ داری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ جبکہ بیوی میں احساس اطاعت اور خود سپردگی کا جذبہ بارآور ہوتا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَاءَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنِّيْ وَهَبْتُ نَفْسِيْ لَكَ فَقَامَتْ طَوِيْلًا فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَوِّجْنِيْهَا اِنْ لَّمْ تَكُنْ لَكَ فِيْهَا حَاجَةٌ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصْدِقُهَا قَالَ مَا عِنْدِيْ اِلَّا اِزَارِيْ هٰذَا قَالَ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ سُوْرَةُ كَذَا وَ سُوْرَةُ كَذَا فَقَالَ قَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

پہلی فصل

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے آپ کو آپ کے لیے ہبہ کرتی ہوں! وہ کافی دیر کھڑی رہی۔ تب ایک صحابی کھڑا ہوا۔ اس نے عرض کی: اے اللہ کے نبی آپ کو اس کی ضرورت نہیں تو اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیں۔ آپ نے اس سے پوچھا: تیرے پاس اس کو حق مہر دینے کے لیے کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا: میرے، پاس تو میری یہ چادر ہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تلاش کرو، چاہے لوہے کی ایک انگوٹھی ہی ہو۔ کوشش کے باوجود اسے کچھ نہ مل سکا۔ تو نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تجھے کچھ قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا جی

وَ فِیْ رِوَایَةٍ قَالَ انْطَلِقْ فَقَدْ زَوَّجْتُکَھَا فَعَلِّمْھَا مِنَ الْقُرْاٰنِ .(متفق علیہ) 1357-1

ہاں مجھے فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: میں ان سورتوں کے بدلے اس سے تیرا نکاح کردیا۔

دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ! میں نے اس کے بدلے تیرا نکاح کردیا ہے۔اپنی بیوی کو یہ سورتیں یاد کروا دینا۔(بخاری ومسلم)

وَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ ؓقَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَرضی اللہ عنھا کَمْ کَانَ صَدَاقُ النَّبِیِّ ﷺقَالَتْ کَانَ صَدَاقُہٗ لِاَ زْوَاجِہٖ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ اُوْقِیَّةً وَ نَشٌّ قَالَتْ اَتَدْرِیْ مَا النَّشُّ؟ قُلْتُ لَا ! قَالَتْ نِصْفُ اُوْقِیَّةٍ فَتِلْکَ خَمْسُ مِائَةِ دِرْھَمٍ . (رواہ مسلم) 2-1358

حضرت ابوسلمہ ؓ بیان کرتے ہیں : میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ،کہ رسول اللہ کتنا حق مہر دیا کرتے تھے۔نے فرمایا: آپ کی بیویوں کا حق مہر بارہ اوقیہ اور ایک نش تھا۔پھر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے پوچھا: کیا تو نش کے بارے میں جانتا ہے؟۔ میں نے کہا نہیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا وہ نصف اوقیہ ہے۔اس حساب سے کل پانچ سو درہم ہوئے۔(مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ حق مہر طے شدہ شرائط کے مطابق ضروری طور پر ادا کرنا چاہیے۔
۲۔ حق مہر فریقین کی باہمی رضا مندی اور مالی استعداد کے مطابق ہونا چاہیے۔
۳۔ شریعت نے حق مہر کی رقم متعین نہیں کی۔
۴۔ مہر صرف عورت کا حق ہے۔
۵۔ کچھ نہ ہونے کی صورت میں عورت کی تعلیم کا اہتمام کرنا بھی حق مہر ہوسکتا ہے۔

بَابُ الْوَلِيمَةِ
ولیمہ

شریعت میں شادی کے موقع پر بارات کا کوئی شرعی تصور نہیں' تاہم اس کو حرام وحلال کے حوالے سے بیان کرنے کا جواز نہیں ملتا۔ کیونکہ نکاح کے موقع پر دولہا اور اس کے اعزاؤاقرباء کا لڑکی کے گھر آنا ناگزیر عمل ہے۔ اوران کی مہمان نوازی کرنا دینی واخلاقی تقاضا ہے۔ بارات ایک معاشرتی رسم ہے اگر اس میں بلاوجہ مبالغہ نہ کیا جائے تو ہمارے معاشرے میں اس کے کئی فوائد بھی پائے جاتے ہیں۔ بارات کے حوالے سے برادری میں کئی اختلافات کا خاتمہ ہو جاتا ہے' اس خوشی کے موقع پر تحائف کی شکل میں باہمی تعاون کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ عرب معاشرے میں عدم بارات کا استدلال کر کے اس کو حرام ٹھہرانے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ البتہ شادی کے وقت دولہا کا دعوت کرنا آپ ﷺ کی سنتِ مبارکہ ہے۔ اس کھانے کو حدیث کی اصطلاح میں دعوت ولیمہ کہا گیا ہے۔ اس میں کسی قسم کا تکلف نہیں ہونا چاہیے۔ حسبِ استعداد اعزاء واقربا کو خورد ونوش کے لیے کچھ پیش کیا جائے تاہم محلے کے غریب لوگوں کو اس دعوت میں شریک نہ کرنا بری بات ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس بے اعتنائی کو نہایت ہی ناپسند فرمایا ہے۔ ارشاد ہے کہ وہ بدترین دعوت ولیمہ وہ ہے جس میں غربا کو کھانے سے محروم رکھا جائے۔
اگر کسی کو دعوتِ ولیمہ میں شرکت کی دعوت دی جائے تو اسے ضرور شرکت کرنی چاہیے۔

الفصل الاول
پہلی فصل

عَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى عَلٰى عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ؓ اَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ مَا هٰذَا؟ قَالَ اِنِّىْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ اَوْلِمْ ! وَلَوْ بِشَاةٍ .(متفق عليه)1359-1

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف ؓ پر زرد رنگ کا نشان دیکھا۔ آپ نے پوچھا یہ رنگ کیسا ہے؟ ابن عوف نے کہا میں نے گٹھلی سونے کے عوض ایک عورت سے شادی کی ہے۔ آپ نے فرمایا' اللہ تیرے لئے بابرکت بنائے۔ ولیمہ کرو چاہے ایک بکری کا ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ مَا اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ نِّسَائِهٖ مَا اَوْلَمَ عَلٰى زَيْنَبَ اَوْلَمَ بِشَاةٍ.(متفق عليه)1360-2

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ نے جس طرح کا ولیمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا کیا تھا اس طرح کا کسی بیوی کا ولیمہ نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے ولیمہ کیا ایک بکری کے ساتھ۔ (بخاری ومسلم)

وَ عَنْهُ قَالَ اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ بَنٰى بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَاَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَلَحْمًا. (رواه البخاری) 1361-3

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں' کہ جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی' تو آپ ﷺ نے اس موقع پر ولیمہ کیا کہ لوگوں کو گوشت اور روٹی سیر کر کے

کھلائی۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَ تَزَوَّجَهَا وَ جَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا وَ اَوْلَمَ عَلَيْهَا بِحَيْسٍ .(متفق عليه) 4-1362

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے اس سے نکاح کیا اور اس کا آزاد کرنا ہی اس کا حق مہر مقرر کیا۔اور اس کے ولیمہ میں حلوہ تیار کروایا۔(بخاری ومسلم)

وَ عَنْهُ قَالَ اَقَامَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلٰثَ لَيَالٍ يُبْنٰى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى وَلِيْمَتِهٖ وَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ وَمَا كَانَ فِيْهَا اِلَّا اَنْ اَمَرَ بِالْاَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَاُلْقِيَ عَلَيْهَا التَّمْرُ وَ الْاَقِطُ وَ السَّمْنُ (رواه البخاری) 5-1363

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر اور مدینہ منورہ کے درمیان سفر میں تین راتیں گزاریں اس موقع پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہوا تھا۔میں نے مسلمانوں کو ولیمہ کی دعوت دی۔دعوت میں آپ کے حکم سے چمڑے کے دسترخوان بچھائے گئے۔گوشت روٹی کے بجائے اس پر کھجور، پنیر اور گھی رکھ دیا گیا۔(بخاری)

عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَوْلَمَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيْرٍ (رواه البخاری.) 6-1364

حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض بیویوں کا ولیمہ دو مُد جو (تقریباً ایک کلوگرام) سے کیا۔(بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَاْتِهَا (متفق عليه)

وَ فِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ فَلْيُجِبْ عُرْسًا كَانَ اَوْنَحْوَهٗ. 7-1365

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں کسی کو ولیمہ کی دعوت دی جائے، تو اسے اس میں شریک ہونا چاہیے۔(بخاری ومسلم)
مسلم کی روایت میں ہے کہ وہ دعوت قبول کرے خواہ شادی کی دعوت ہو یا کوئی اور ہو۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلٰى طَعَامٍ فَلْيُجِبْ فَاِنْ شَاءَ طَعِمَ وَ اِنْ شَاءَ تَرَكَ .(رواه مسلم) 8-1366

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اسے چاہیے کہ وہ قبول کرے۔ چاہے تو کھا لے اگر حاجت نہ ہو تو چھوڑ دے۔(مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعٰى لَهَا الْاَغْنِيَاءُ وَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے برا کھانا وہ ولیمہ ہے جس میں امیروں کو

يُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَ مَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهُ .(متفق عليه) 9-1367

بلایا جائے اور مساکین کو چھوڑ دیا جائے۔ اور جس نے دعوت کا انکار کیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ نِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ کَانَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ یُکْنٰی اَبَاشُعَیْبٍ کَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ اصْنَعْ لِیْ طَعَامًا یَکْفِیْ خَمْسَةً لَعَلِّیْ اَدْعُو النَّبِیَّ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَصَنَعَ لَهُ طُعَیْمًا ثُمَّ اَتَاهُ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ یَا اَبَاشُعَیْبٍ اِنَّ رَجُلًا تَبِعَنَا فَاِنْ شِئْتَ اَذِنْتَ لَهُ وَ اِنْ شِئْتَ تَرَکْتَهُ قَالَ لَا بَلْ اَذِنْتُ لَهُ .(متفق عليه)10-1368

حضرت ابو مسعود انصاری ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری شخص کی کنیت ابوشعیب تھی۔ اس کا ایک قصاب غلام تھا۔ اس نے اس سے کہا: پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کرو، تا کہ میں نبی محترم ﷺ کو کھانے کی دعوت دوں۔ آپ پانچویں ہوں گے۔ اس نے مختصر سا کھانا تیار کیا۔ ابوشعیب نے آپ کو کھانے کی دعوت دی۔ آپ کے ساتھ ایک شخص اور بھی چل پڑا۔ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: اے ابوشعیب! یہ شخص ہمارے ساتھ آگیا، اگر آپ چاہیں تو اسے اجازت دے دیں اور اگر چاہیں تو واپس کر دیں۔ اس نے کہا میں اس کو اجازت دیتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ دعوت ولیمہ سنت ہے۔ اور قبول کرنا واجب ہے۔

۲۔ بن بلائے کسی کی دعوت میں شرکت کرنا جائز نہیں۔

۳۔ شادی کے موقعہ پر برکت کی دعا دینا سنت ہے۔

۴۔ دعوت ولیمہ میں غریب امیر کا امتیاز نہیں کرنا چاہیے۔

۵۔ دعوت ولیمہ اپنی حیثیت سے کرنا سنّت ہے۔

بَابُ الْقَسْمِ
بیویوں سے شب باشی میں باری مقرر کرنا

وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ذٰلِکَ اَدْنٰی اَلَّا تَعُوْلُوْا ○ (النساء ۴:۳)

''اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم بچوں کے معاملہ میں انصاف نہیں کر سکو گے تو نکاح کرو جو پسند آئیں تمہیں (ان کے علاوہ دوسری) عورتوں سے، دو دو تین تین اور چار چار۔ اور اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم ان میں عدل نہیں کر سکو گے تو پھر ایک سے ہی نکاح کرو یا کنیزیں، جن کے مالک ہوں تمہارے دائیں ہاتھ۔ یہ زیادہ قریب ہے اس کے کہ تم ایک ہی طرف نہ جھک جاؤ''۔ (النساء۴:۳)

قرآنِ مجید کے فرمان اور آپ ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ ایک سے زائد بیویاں ہونے کی صورت میں ان کے درمیان، نہ صرف خورد ونوش، بلکہ خلوت کے حوالے سے بھی عدل وانصاف ہونا چاہیے۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اگر کسی کے پاس اتنے وسائل نہ ہوں یا وہ جسمانی لحاظ سے اس قابل نہ ہو کہ ازدواجی زندگی کے حقوق پورے کر سکے تو اسے ایک سے زائد نکاح نہیں کرنا چاہیے۔ اس میں بھی اس بات کا خیال رکھنے کا حکم ہے کہ جب پہلی بیوی کی موجودگی میں دوسرا نکاح کیا جائے تو ان کے درمیان وظیفۂ مباشرت میں بھی انصاف کیا جائے اور ان کے حقوق میں مساوات کا خیال رکھا جائے۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُبِضَ عَنْ تِسْعِ نِسْوَةٍ وَ کَانَ یَقْسِمُ مِنْهُنَّ لِثَمَانٍ (متفق علیه)1369-1

پہلی فصل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ ﷺ کی نو بیویاں تھیں۔ آپ ﷺ نے ان میں سے آٹھ کی باری مقرر کی ہوئی تھی۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ سَوْدَةَ لَمَّا کَبُرَتْ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ جَعَلْتُ یَوْمِیْ مِنْکَ لِعَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقْسِمُ لِعَائِشَةَ رضی الله عنها یَوْمَیْنِ یَوْمَهَا وَ یَوْمَ سَوْدَةَ. (متفق علیه)1370-2

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جس وقت حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بوڑھی ہو گئیں تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے اپنا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے کر دیا ہے۔ رسولِ محترم ﷺ عائشہ کے ہاں سودہ کی باری کا دن بھی گزارا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یَسْاَلُ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ اَیْنَ اَنَا غَدًا اَیْنَ اَنَا غَدًا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مرض الموت کے ایام میں رسولِ محترم ﷺ پوچھتے تھے میں کل کس بیوی

يُرِيْدُ يَوْمَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَاذِنَ لَهٗ اَزْوَاجُهٗ يَكُوْنُ حَيْثُ شَآءَ فَكَانَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَتّٰى مَاتَ عِنْدَهَا (رواه البخاری) 3-1371

کے ہاں رہوں گا؟ آپ کا مقصد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دن تھا۔ آپ کی بیویوں نے آپ کو اجازت دے دی کہ آپ جہاں چاہیں رہ سکتے ہیں۔ تب آپ نے وفات تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس قیام فرمایا۔ (بخاری)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا اَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهٖ فَاَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهٗ . (متفق علیه.) 4-1372

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی محترم ﷺ سفر پر جانا چاہتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی کرتے۔ ان میں سے جس کا قرعہ نکلتا آپ اسے اپنے ساتھ لے جاتے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنَيْهِ عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ اَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَ قَسَمَ وَ اِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ اَقَامَ عِنْدَهَا ثَلٰثًا ثُمَّ قَسَمَ قَالَ اَبُوْقِلَابَةَ وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ اِنَّ اَنَسًا رَفَعَهٗ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ . (متفق علیه) 5-1373

حضرت ابوقلابہ بیان کرتے ہیں: کہ حضرت انس ﷺ نے بیان کیا: سنت یہ ہے کہ جب آدمی پہلی بیوی کے ہوتے ہوئے کنواری لڑکی سے نکاح کرے' تو اس کے ہاں سات راتیں گزارے' پھر باری مقرر کرے۔ اور جب بیوہ سے نکاح کرے تو اس کے ہاں تین راتیں بسر کرے' اس کے بعد باری مقرر کرے۔ ابوقلابہ کا بیان ہے کہ حضرت انس ﷺ نے اس روایت کو نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً بیان کیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ تَزَوَّجَ اُمَّ سَلَمَةَ رضى الله عنها وَ اَصْبَحَتْ عِنْدَهَا قَالَ لَهَا لَيْسَ بِكِ عَلٰى اَهْلِكِ هَوَانٌ اِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ وَ سَبَّعْتُ عِنْدَهُنَّ وَ اِنْ شِئْتِ ثَلَّثْتُ عِنْدَكِ وَ دُرْتُ قَالَتْ ثَلِّثْ وَ فِىْ رِوَايَةٍ اَنَّهٗ قَالَ لَهَا لِلْبِكْرِ سَبْعٌ وَ لِلثَّيِّبِ ثَلٰثٌ .(رواه مسلم) 6-1374

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن ﷺ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور وہ آپ کے ہاں آئیں تو آپ نے فرمایا: تو اپنے اہل خانہ کے ہاں حقیر تر نہیں ہے۔ اگر تو چاہے تو میں سات راتیں تیرے پاس گزارتا ہوں اور سات راتیں دوسری بیویوں کے پاس؟ اور اگر تو چاہے تو میں تین راتیں گزاروں پھر باری کے مطابق رہوں؟ انہوں نے آپ کو تین راتیں گزارنے کے لیے عرض کیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے اس سے فرمایا: کنواری کے لیے سات اور شوہر آشنا کے لیے تین راتیں ہیں۔ (مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ عَطَاءٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ جَنَازَةَ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِسَرِفَ فَقَالَ هٰذِهٖ زَوْجَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْهَا وَلَا تُزَلْزِلُوْهَا وَ ارْفُقُوْا بِهَا فَاِنَّهُ كَانَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تِسْعُ نِسْوَةٍ كَانَ يَقْسِمُ مِنْهُنَّ لِثَمَانٍ وَلَا يُقْسِمُ لِوَاحِدٍ قَالَ عَطَاءٌ : اَلَّتِیْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقْسِمُ لَهَا بَلَغَنَا اَنَّهَا صَفِيَّةُ رضی اللہ عنہا وَكَانَتْ اٰخِرُهُنَّ مَوْتًا مَاتَتْ بِالْمَدِيْنَةِ (متفق عليه). 7-1375

تیسری فصل

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں : ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ سرف مقام پر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں شریک ہوئے۔ تب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ جب تم ان کے جنازہ کو اٹھاؤ تو جلدی نہ کرنا اور نہ جھٹکے لگنے دینا۔ آرام کے ساتھ لے جانا کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی نو بیویاں تھیں اور آپ نے آٹھ کی باری مقرر کی تھی اور ایک کی باری مقرر نہیں کی تھی۔ عطاء کہتے ہیں، ہمیں معلوم ہوا کہ جس بیوی کی باری مقرر نہیں تھی، وہ صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں اور وہ سب سے آخر میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئیں۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اس بارے میں عطاء رحمۃ اللہ علیہ کو سہو ہو گیا ہے۔ اس لیے کہ اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دینے والی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا تھی۔ جیسا کہ اگلی روایت میں وضاحت موجود ہے۔

وَ قَالَ رَزِيْنٌ قَالَ غَيْرُ عَطَاءٍ هِیَ سَوْدَةُ وَهُوَ اَصَحُّ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا حِيْنَ اَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَلَاقَهَا فَقَالَتْ لَهٗ اَمْسِكْنِیْ قَدْ وَهَبْتُ يَوْمِیْ لِعَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا لَعَلِّیْ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ نِسَائِكَ فِی الْجَنَّةِ 8-1376

رزین رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، کہ عطاء کے علاوہ دوسرے کہتے ہیں کہ وہ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا تھیں اور یہی صحیح ہے۔ جب نبی محترم ﷺ نے ان کو طلاق دینا چاہی تو انہوں نے اپنا دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا تھا اور آپ سے عرض کیا کہ مجھے اپنے ہاں رہنے دیں، میں اپنا دن عائشہ کو ہبہ کر چکی ہوں تا کہ میں جنت میں بھی آپ کی بیویوں میں شریک ہو سکوں۔

خلاصۂ باب

۱۔ وفات کے وقت آپ ﷺ کی نو بیویاں زندہ تھیں۔
۲۔ ابتداءً نئی کنواری بیوی کے لیے سات دن اور بیوہ کے لیے تین دن وقف کرنا سنت ہے۔
۳۔ سفر کے لیے بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالنا چاہیے۔
۴۔ اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عطا کرنے والی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا تھیں۔
۵۔ جنازے کو آرام کے ساتھ لے جانا چاہیے۔

بَابُ عِشْرَةِ النِّسَاءِ وَمَا لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنَ الْحُقُوقِ

بیویوں کے ساتھ رہن سہن اور ہر ایک کے حقوق

رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے دنیا کے کمزور طبقات ہر طرف سے ظلم وستم کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔ بالخصوص حجاز کی سرزمین پر عورتوں اور غلاموں کو اس قدر جور و استبداد کا نشانہ بنایا جاتا اور یہ مظالم اس طرح سوسائٹی کے مزاج کا حصہ بن گئے کہ کوئی ایک دوسرے کا ہاتھ روکنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ عورتوں اور غلاموں پر اس قدر وحشیانہ ظلم کیے جاتے تھے کہ یہ واقعات پڑھ کر آج بھی جگر پاش پاش ہوتا ہے۔ نبی رحمت ﷺ نے کمزور طبقات کے حقوق کی تحریک اس انداز سے برپا فرمائی کہ جس سے طبقاتی اور انتقامی کشمکش ابھرنے کی بجائے معاشرہ اعتدال کی راہوں پر اس طرح گامزن ہوا کہ ظالم ظلم کرنے کی بجائے مظلوموں کے حقوق کے محافظ بن گئے۔ بیوی کے بارے میں خاوندوں کا رویّہ اتنا تحقیر اور توہین آمیز تھا کہ یہودی مذہب میں خاوند کو یہ اختیارات حاصل ہو چکے تھے کہ وہ جب چاہے بلا وجہ عورت کو گھر کی چار دیواری سے نکال باہر پھینکے۔ خاوند کو اختیار حاصل تھا کہ وہ عورت کو قتل کر سکے۔ عیسائی مذہب میں عورت کو سانپ اور بچھو کے ساتھ تشبیہ دے کر اس سے بچنے کی تلقین کی گئی۔ ہندو مذہب جس کو سب سے قدیم ہونے کا دعویٰ ہے اس میں عورت کو اس قدر ذلّت کا نشان بنا دیا گیا کہ عورت اپنے خاوند کے مرنے کے بعد نہ صرف اپنے گھر کی جائیداد سے محروم ہوتی بلکہ اسے خاوند کی میّت کے ساتھ ہی زندہ جلا دیا جاتا۔ یہ تو آپ ﷺ کی تشریف آوری کا معجزہ اور دینِ رحمت کا فیض ہے کہ عورت کو اس قدر و منزلت کے ساتھ نوازا گیا کہ جو کل تک ایک دمڑی کا اختیار نہیں رکھتی تھی اسلام نے اسے بیک وقت باپ اور خاوند کی جائیداد میں ایک متعین حصہ کا مالک بنا دیا۔

میاں بیوی ایک دوسرے کے جیون ساتھی ہیں، مرد مالی اور سماجی معاملات کا حکمران، جبکہ بیوی گھر کی ملکہ ہے۔ ان کے درمیان جس قدر ہم آہنگی، باہمی اعتماد اور تعلقات خوشگوار ہوں گے، اسی قدر اولاد پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ اگر ماں باپ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہیں تو اولاد پر منفی اثرات مرتب ہونے کے ساتھ گھر میں مایوسی اور کشیدگی کا ماحول رہے گا۔ اور ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ اولاد میں بے اعتمادی پیدا ہوگی اور بچے دو حصوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ بسا اوقات گھر کا ماحول اس قدر غارت ہو جاتا ہے کہ بچوں کی شادی کا بھی فیصلہ نہیں ہو پاتا۔ اولاد خاندان میں رسوائی محسوس کرتی ہے۔ بیٹیاں اپنے گھروں میں چلی جائیں تو ان کے لیے ماں باپ کا ماحول ایک طعنہ بن جاتا ہے۔ ماحول کو خوش گوار رکھنے کے لیے رسول ﷺ نے عورت کہ جب کسی مرد کو ایسی بیوی کے ساتھ واسطہ پڑے تو وہ اسے بات، بات پر ٹوکنے اور ہر حکم منوانے کی کوشش نہ کرے کیونکہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے۔ اس جبلت کی عورت ٹوٹ تو سکتی ہے لیکن اس کے سدھرنے کی کوئی صورت نہیں نکل سکتی لہٰذا ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا ماحول پیدا کر کے زندگی گزارنی چاہیے ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح یا اس میں سے نیک اور فرماں بردار اولاد پیدا فرما دے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَاَنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ. (متفق عليه) 1377-1

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا عورتوں کی بھلائی کا خیال رکھو۔ کیونکہ وہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہیں۔ اور سب سے ٹیڑھی پسلی اوپر والی ہوتی ہے۔ اگر تو اسے سیدھا کرنا چاہے گا تو اسے توڑ بیٹھے گا۔ اور اگر اس کو چھوڑ دے گا تو ٹیڑھا پن باقی رہے گا۔ اس لیے تم عورتوں کو اچھی نصیحت کیا کرو۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ لَنْ تَسْتَقِيْمَ لَكَ عَلٰی طَرِيْقَةٍ فَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَبِهَا عِوَجٌ وَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهَا كَسَرْتَهَا وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا. (مسلم) 1378-2

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ وہ تمہارے حسب منشا ایک ہی طریقے سے نہیں رہتی' آپ اس سے فائدہ اٹھانا چاہو تو اس کے ٹیڑھے پن کے ساتھ ہی فائدہ اٹھاسکتا ہے۔ اگر تم اس کے ٹیڑھے پن کو ٹھیک کرنا چاہو گے تو اسے توڑ بیٹھو گے۔ اور اس کا توڑنا اس کو طلاق دینا ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

رسول اللہ ﷺ نے عورت کی فطرت بیان کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے۔ کہ یہ ٹیڑھی ہڈی سے پیدا کی گئی ہے۔ کئی عورتوں میں اس ٹیڑھے پن کے اثرات ان کی طبیعت پر غالب رہتے ہیں' جس کی وجہ سے وہ چھوٹی چھوٹی بات پر ضد کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ اور اپنی ضد سے گھر کا ماحول خراب کر دیتی ہیں۔ بسا اوقات لڑائی جھگڑے سے بڑھ کر طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اس طرح اولاد پر منفی اثرات مرتب ہونے کے ساتھ آدمی کے وقار کو نقصان پہنچتا ہے۔ ایسی صورت میں آدمی کو ہدایت فرمائی کہ اُسے اس ٹیڑھی ہڈی کو سیدھا کرنے کی بجائے افہام وتفہیم سے کام لینا چاہیے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِیَ مِنْهَا اٰخَرَ. (مسلم) 1379-3

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: مومن (خاوند)، مومنہ (بیوی) سے نفرت نہ رکھے۔ اگر وہ اس کی کسی عادت کو ناپسند کرتا ہے تو کوئی دوسری اسے پسند بھی ہوگی۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ لَا بَنُوْا اِسْرَائِيْلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْ لَا حَوَّاءُ لَمْ

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت کبھی باسی نہ ہوتا

تَـخُنُ أُنْثٰى زَوْجَهَـا الـدَّهْـرَ.(متفق عليـه) 4-1380

اور اگر حوّا ؑ نہ ہوتیں تو کوئی بھی عورت اپنے خاوند کی کبھی نافرمانی نہ کرتی۔(بخاری ومسلم)

عَـنْ عَبْـدِاللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ ؓ قَـالَ قَـالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَجْلِدُ اَحَدُكُمُ امْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِيْ اٰخِرِ الْيَوْمِ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهٗ يُضَاجِعُهَا فِيْ اٰخِرِ يَوْمِهٖ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِيْ ضِحْكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ اَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ.(متفق عليه) 5-1381

حضرت عبداللہ بن زمعہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اپنی عورت کو غلاموں کی طرح کوڑے نہ مارے پھر دن کے آخری حصہ میں اس سے مجامعت کرے۔دوسری روایت میں ہے تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو غلام کی طرح کوڑے مارے ہوسکتا ہے کہ اسے دن کے آخر میں اس سے مجامعت کرنی پڑے پھر آپ ﷺ نے صحابہ ؓ کو ”گوز“ کی وجہ سے ہنسنے پر نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: تم ایسے فعل پر کیوں ہنستے ہو جو تم خود بھی کرتے ہو۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَلْعَبُ بِـالْبَـنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ لِيْ صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِيَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ يَنْقَمِعْنَ مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ اِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِيَ.(متفق عليه) 6-1382

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نبی محترم ﷺ کے ہاں گڑیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی اور میری سہیلیاں بھی میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔جب نبی محترم ﷺ آتے تو وہ شرم سے چھپ جاتیں۔آپ ان کو میرے پاس بھیج دیتے اور وہ میرے ساتھ کھیلتیں۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْمُ عَلٰى بَابِ حُجْرَتِيْ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ بِالْحِرَابِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتُرُنِيْ بِرِدَائِهٖ لِاَنْظُرَ اِلٰى لَعِبِهِمْ بَيْنَ اُذُنِهٖ وَعَاتِقِهٖ ثُمَّ يَقُوْمُ مِنْ اَجْلِيْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا الَّتِيْ اَنْصَرِفُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ الْحَرِيْصَةِ عَلَى اللَّهْوِ.(متفق عليه) 7-1383

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں اللہ کی قسم! میں نے نبی گرامی ﷺ کو دیکھا آپ میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے تھے اور حبشی لوگ مسجد میں نیزوں سے کھیل رہے تھے۔اور رسولِ کریم ﷺ نے مجھے اپنی چادر سے ڈھانپ رکھا تھا' تاکہ میں آپ کے کان اور کندھے کے درمیان سے کھیل دیکھوں۔آپ ﷺ میری وجہ سے کھڑے رہے یہاں تک کہ میں سیر ہو گئی۔ذرا اندازہ لگائیں،ایک کم عمر لڑکی کھیل کا شوق رکھنے والی کو کس قدر کھیل کا شوق ہوگا۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

رسولِ محترم ﷺ نے عام حالات میں عورتوں کو اس بات کی اجازت نہیں دی' کہ وہ غیر محرم مردوں کو دیکھیں' لیکن جہادی

ٹرینگ کے لیے نہ صرف ان مشقوں کو دیکھنے کی اجازت ہے بلکہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پردے کی سہولت عنایت فرمائی۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر خاوند کی طرف سے اجازت اور معقول انتظام ہو تو اپنے محرم کی موجودگی میں مناسب تفریح سے عورت لطف اندوز ہو سکتی ہے' کیوں ایسے موقعوں پر غیر محرم کو دیکھنا مطلوب نہیں ہوتا' بلکہ وہ فن دیکھنا مقصود ہوتا ہے۔ بشرطیکہ یہ فن ماحول اور شریعت کے منافی نہ ہو۔

وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً وَاِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى فَقُلْتُ مِنْ اَيْنَ تَعْرِفُ ذَالِكَ فَقَالَ اِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً فَاِنَّكِ تَقُوْلِيْنَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَاِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى قُلْتِ لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ قُلْتُ اَجَلْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَهْجُرُ اِلَّا اسْمَكَ. (متفق عليه) 1384-8

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے مجھے فرمایا: جب تو مجھ سے خوش ہوتی ہے تو میں اسے جانتا ہوں اور جب تو مجھ سے ناراض ہوتی ہے اسے بھی میں سمجھ جاتا ہوں۔ میں نے عرض کیا: آپ ﷺ کیسے سمجھ جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو مجھ سے خوش ہوتی ہے' تو کہتی ہے محمد ﷺ کے رب کی قسم! اور جب تو مجھ سے نالاں ہوتی ہے تو اس وقت کہتی ہے ابراہیم علیہ السلام کے رب کی قسم! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے عرض کیا اللہ کے رسول اللہ کی قسم میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَعَى الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهُ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلٰٓئِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ (متفق عليه)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُوْ امْرَاَتَهُ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَتَاْبٰى عَلَيْهِ اِلَّا كَانَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتّٰى يَرْضٰى عَنْهَا. 1385-9

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: جب خاوند اپنی بیوی کو اپنے بستر پر آنے کے لیے کہے اور وہ انکار کر دے' اور خاوند ناراضگی کی حالت میں رات گزارے' تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)۔ بخاری ومسلم کی ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' جو خاوند اپنی بیوی کو اپنے بستر پر دعوت دیتا ہے اور وہ انکار کر دیتی ہے' تو آسمان والا اس کے خاوند کے راضی ہونے تک اس سے ناراض رہتا ہے۔

عَنْ اَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ ضَرَّةً فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ اِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِيْ غَيْرَ الَّذِيْ يُعْطِيْنِيْ فَقَالَ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک عورت نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میری ایک سوتن ہے' اگر میں اپنے خاوند کے متعلق ایسے عطیات کا ذکر کروں' جو اس نے

اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَىْ زُوْرٍ (متفق عليه). 1386-10

مجھے نہیں دیے تو کیا مجھے گناہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو ایسے عطیات کا ذکر کرتا ہے جو اسے نہیں ملے وہ اس شخص کی طرح گنہگار ہے جو سرتاپا جھوٹا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اٰلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نِسَآئِهٖ شَهْرًا وَ كَانَتِ انْفَكَّتْ رِجْلُهٗ فَاَقَامَ فِىْ مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اٰلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ اِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَ عِشْرِيْنَ (رواه البخاری) 1387-11

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ معظم ﷺ نے ازواجِ مطہرات سے ایک ماہ کے بائیکاٹ (لاتعلقی) کے لیے قسم اٹھائی۔ جب ہی آپ ﷺ کے پاؤں کو موچ آئی تھی آپ نے اپنے بالا خانے میں ۲۹ راتیں گزاریں۔ بعد ازاں آپ نیچے اترے۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے تو ایک ماہ کے لیے قسم اٹھائی تھی؟ آپ نے فرمایا: مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے۔ (بخاری)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ يَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَ النَّاسَ جُلُوْسًا بِبَابِهٖ لَمْ يُؤْذَنْ لِاَحَدٍ مِّنْهُمْ قَالَ فَاُذِنَ لِاَبِىْ بَكْرٍ فَدَخَلَ ثُمَّ اَقْبَلَ عُمَرُ فَاسْتَاْذَنَ فَاُذِنَ لَهٗ فَوَجَدَا النَّبِىَّ ﷺ جَالِسًا حَوْلَهٗ نِسَاؤُهٗ وَاجِمًا سَاكِتًا قَالَ فَقَالَ لَاَ قُوْلَنَّ شَيْئًا اُضْحِكُ النَّبِىَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَاَيْتَ بِنْتَ خَارِجَةَ سَاَلَتْنِى النَّفَقَةَ فَقُمْتُ اِلَيْهَا فَوَجَاْتُ عُنُقَهَا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ قَالَ هُنَّ حَوْلِىْ كَمَا تَرٰى يَسْئَلْنَنِى النَّفَقَةَ فَقَامَ اَبُوْبَكْرٍ اِلٰى عَائِشَةَ يَجَاُ عُنُقَهَا وَ قَامَ عُمَرُ اِلٰى حَفْصَةَ يَجَاُ عُنُقَهَا كِلَاهُمَا يَقُوْلُ تَسْئَلِيْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا لَيْسَ عِنْدَهٗ فَقُلْنَ وَ اللّٰهِ لَانَسْاَلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا اَبَدًا لَيْسَ عِنْدَهٗ ثُمَّ اعْتَزَلَهُنَّ شَهْرًا اَوْتِسْعًا وَ عِشْرِيْنَ ثُمَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ يَا اَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّاَ زْوَاجِكَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسولِ معظم ﷺ سے ملنے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے آپ کے دروازے پر کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا جنہیں آپ سے ملاقات کی اجازت نہیں ملی تھی۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اجازت ملی تو وہ اندر تشریف لے گئے۔ بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی انہیں بھی اجازت مل گئی۔ انہوں نے نبی گرامی ﷺ کو غمگین پایا۔ آپ خاموش تھے آپ کے اردگرد آپ کی بیویاں تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ میں ایسی گفتگو کروں جس سے آپ ہنس پڑیں چنانچہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر خارجہ کی بیٹی (ان کی بیوی) مجھ سے اخراجات کا مطالبہ کرتی تو میں اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیتا یا گھونسہ مارتا۔ آپ مسکرائے اور بتلایا یہ میری بیویاں ہیں اور میرے گرد بیٹھی ہوئی ہیں۔ جیسا کہ آپ ملاحظہ کر رہے ہیں۔ یہ مجھ سے اخراجات مانگتی ہیں۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ عائشہ کی گردن اور عمر رضی اللہ عنہ حفصہ کو دبانے کے لیے اٹھے۔ وہ دونوں کہہ رہے تھے تم رسول اللہ ﷺ سے ایسی

حَتّٰی بَلَغَ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا قَالَ فَبَدَأَ بِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اَعْرِضَ عَلَيْكِ اَمْرًا اُحِبُّ اَنْ لَا تَعْجَلِيْ فِيْهِ حَتّٰى تَسْتَشِيْرِيْ اَبَوَيْكِ قَالَتْ وَمَا هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَتَلَا عَلَيْهَا الْاٰيَةَ قَالَتْ اَفِيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَسْتَشِيْرُ اَبَوَيَّ؟ بَلْ اَخْتَارُ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ اَسْأَلُكَ اَنْ لَا تُخْبِرَ امْرَأَةً مِّنْ نِسَائِكَ بِالَّذِيْ قُلْتُ قَالَ لَا تَسْأَلُنِيْ امْرَأَةٌ مِّنْهُنَّ اِلَّا اَخْبَرْتُهَا اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْنِيْ مُعَنِّتًا وَّلَا مُتَعَنِّتًا وَلٰكِنْ بَعَثَنِيْ مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا .(رواه مسلم) 12-1388

چیزوں کا مطالبہ کر رہی ہو‘ جو آپ کے پاس نہیں ہے۔ تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! آئندہ ہم کبھی بھی رسولِ معظم سے ایسی چیز کا مطالبہ نہیں کریں گی‘ جو آپ کے پاس نہ ہوگی۔ بعدازاں آپ ان سے ایک ماہ‘ یا انتیس دن الگ رہے۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ ”اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دو اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر اچھے طریقے سے رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کی طالب ہو تو جان لو تم میں سے جو نیکوکار ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے“ (الاحزاب ۳۳: ۲۸۔۲۹) چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آغاز کیا اور فرمایا عائشہ میں تمہارے سامنے ایک بات رکھتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اس کے بارے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ جب تک کہ تم اپنے والدین سے مشورہ نہ لے۔ لو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اے اللہ کے رسول وہ تجویز کیا ہے؟ آپ نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا‘ کہ اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں گی؟ میں تو یقیناً اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کو ترجیح دیتی ہوں۔ نیز میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ آپ اپنی بیویوں میں سے کسی کو یہ بات نہ بتائیں جو میں نے آپ سے عرض کی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر کوئی بیوی مجھ سے پوچھے گی تو میں اس کو ضرور بتاؤں گا مجھے اللہ نے تکلف کرنے والا یا مشکل میں مبتلا کرنے کے لیے نہیں بھیجا بلکہ مجھے ایسا معلم بنا کر بھیجا ہے جو آسانیاں کرنے والا ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیوی کو خاوند کے ساتھ صبر و شکر والی زندگی گزارنی چاہیے‘ اور خاوند سے ایسی اشیاء کا مطالبہ قطعاً نہیں کرنا چاہیے‘ جو اس کی طاقت سے باہر ہو‘ اور جس سے اس کو تکلیف ہو۔ کیونکہ قناعت ایک بہترین زیور ہے جسے اپنانا ہر مسلمان کا شیوہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَغَارُ عَلَى اللَّاتِيْ وَهَبْنَ اَنْفُسَهُنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ اَتَهَبُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا فَلَمَّا اَنْزَلَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں ان عورتوں پر غیرت کرتی تھی جو خود کو رسولِ معظم ﷺ کے لیے ہبہ کرتی تھیں۔ میں سوچتی تھی بھلا عورت خود کو ہبہ کر سکتی ہے؟ جب

اَللّٰہُ تَعَالٰی تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْھُنَّ وَ تُؤْوِیْ اِلَیْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ مَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکَ قُلْتُ مَا اَرٰی رَبَّکَ اِلَّایُسَارِعُ فِیْ ھَوَاکَ (متفق علیہ 13-1389

اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی ”تمہیں یہ بھی اختیار ہے کہ جس بیوی کو چاہو علیحدہ کر دو اور جسے چاہو اپنے پاس رکھو اور جس کو تم نے علیحدہ کر دیا ہو اگر دوبارہ اپنے پاس بلا لو تو تم پر کوئی گناہ نہیں“ تو میں نے برملا: کہا میں محسوس کرتی ہوں کہ آپ کا پروردگار آپ کو خوش رکھنا چاہتا ہے۔(بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ ضدی بیوی سے جھگڑا کرنے کے بجائے اسے سمجھانا چاہیے۔

۲۔ بیوی کو مارنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۳۔ بیوی بچوں کو شرعی ماحول میں تفریح کروانا سنتِ رسول کریم ہے۔

۴۔ میاں بیوی کا معمولی اختلاف ازدواجی زندگی کا حصہ ہے۔

۵۔ سوتن کو خاوند سے متنفر کرنا جائز نہیں۔

۶۔ عورتوں کو اپنے خاوندں سے ناجائز مطالبات نہیں کرنے چاہییں۔

۷۔ گھریلو معاملات میں عورت کا اپنے والدین سے مشورہ کرنا جائز ہے۔

۸۔ میاں بیوی کے جھگڑے میں بیوی کے خان دان والوں کو حتی المقدور اپنے داماد کا ساتھ دینا چاہیے۔اس میں بیوی کی ضد اصلاح اور غلط فہمی کے ازالے کے ساتھ داماد کا دل جیتا جا سکتا ہے۔اور نتیجۃً وہ بھی ایثار اور ہمدردی کے ساتھ سوچنا شروع کر دے گا۔

۹۔ بیوی کو اپنے خاوند کی تابعداری اور خاوند کو بیوی کے احسانات کا خیال رکھنا چاہیے۔

بَابُ الْخُلْعِ وَالطَّلَاق

خلع اور طلاق کے مسائل

اسلامی معاشرت میں نکاح کو بڑی اہمیت اور حیثیت حاصل ہے۔شریعت نے میاں بیوی کے حقوق کے تحفظ کے لئے وہ تمام اصول وضع اور واضح فرمائے جن سے ازدواجی زندگی خوش گوار پرسکون اور باہمی اعتماد واحترام کے ساتھ قائم رہ سکے اور پھر یہ بھی قرآن مجید میں واضح فرمایا کہ اگر میاں بیوی کے درمیان کوئی غلط فہمی یا اختلاف رونما ہو جائے' تو فریقین کی طرف سے ثالث مقرر کیے جائیں اور وہ خلوصِ نیت کے ساتھ ان کے درمیان صلح اور آشتی کا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کریں۔اگر ان ساری کوششوں کے باوجود اگر میاں بیوی میں نباہ کی کوئی صورت باقی نہ رہے تو مرد کو طلاق دینے کا اختیار دیا اور دوسری طرف اگر بیوی اپنے خاوند کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتی تو اسے خلع کی صورت میں ازدواجی تعلقات توڑنے کا مکمل اختیار دیا گیا۔خلع کی صورت میں اگر مرد عورت سے مہر معاف کرنے کا مطالبہ کرے تو عورت کو حق مہر سے دست بردار ہونا پڑے گا اگر مرد طلاق دے تو اس کو طلاق کے حوالے سے کچھ ادا کرنے کا پابند نہیں کیا گیا۔عورت پر حق مہر کی واپسی کی یہ پابندی اس لیے لگائی گئی کہ عورت مرد کے مقابلے میں زیادہ حساس اور جذباتی ہوتی ہے۔

خلع کے بعد میاں بیوی کے درمیان رجوع کرنے کے بارے میں اختلاف ہے کچھ اہل علم کا خیال ہے کہ خلع کی صورت میں رجوع نہیں ہوسکتا۔البتہ عقد ثانی کے جواز پر سب کا اتفاق ہے۔طلاق دیتے وقت درج ذیل امور کا خیال رکھنا ضروری ہے:

(۱) طلاق حیض کی بجائے طہر کی حالت میں جماع کے بغیر دی جائے۔

(۲) حمل کی صورت میں طلاق ہوسکتی ہے' تاہم حمل اور بچے کی رضاعت کی مدت پوری ہونے تک آدمی ان کے نان ونفقہ کا ذمہ دار ہوگا۔

(۳) طلاقِ رجعی کی عدت کے دوران بیوی کے اخراجات خاوند کے ذمہ ہوں گے۔

(۴) اکثر اہل علم کا خیال یہ ہے کہ حیض اور جماع کی صورت میں دی ہوئی طلاق شمار ہوگی۔

(۵) صحیح مسئلہ یہ ہے کہ طلاق کے وقت دو گواہ ہونا چاہئیں۔

طلاق دینے کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ طہر کی حالت میں بغیر جماع کے طلاق دی جائے۔اور ایک طلاق کے بعد خاوند رجوع نہ کرے۔اس طرح تین طہر کے بعد خاوند اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ہو جائے گی۔عدت ختم ہونے سے قبل خاوند اور عورت کو باہم رجوع کرنے کا اختیار ہوگا تاہم عدت گزر جانے کے بعد رجوع نہیں ہوسکتا۔البتہ عقدِ ثانی ہوسکتا ہے۔تفصیل کے لیے احادیث کی دوسری کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ اَنَّ امْرَاَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ثابت

اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ثَابِتُ ابْنُ قَيْسٍ مَا اَعْتِبُ عَلَيْهِ فِيْ خُلُقٍ وَّلَا دِيْنٍ وَلٰكِنِّي اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ؟ قَالَتْ نَعَمْ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً. (بخاری) 1390-1

بن قیس ﷛ کی بیوی نے نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے ثابت بن قیس ﷛ کی عادات اور دین دار ہونے پر کوئی اعتراض نہیں۔ البتہ اسلام میں کفر کو اچھا نہیں سمجھتی ہوں۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: تو اس کا باغ واپس کر دے گی؟ اس نے کہا: جی ہاں! نبی گرامی ﷺ نے اس کے خاوند کو حکم دیا کہ باغ واپس لے کر اسے طلاق دے دو۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ﷛ اَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَاَةً لَّهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَغَيَّظَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ فَتَطْهُرَ فَاِنْ بَدَالَهٗ اَنْ يُّطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ اَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَآءُ

وَفِيْ رِوَايَةٍ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا اَوْحَامِلًا. (متفق علیه) 1391-2

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دی۔ حضرت عمر ﷛ نے اس کا ذکر نبی گرامی ﷺ سے کیا۔ آپ نے اس کام پر ناراضگی کا اظہار کیا اور حکم دیا کہ اس سے رجوع کرے۔ اور اسے اپنے ہاں روکے رکھے۔ پھر جب حیض وہ سے پاک ہو تو اس کے بعد پھر اسے حیض آئے اور وہ اس سے فارغ ہو جائے تو اب اگر وہ طلاق دینا چاہتا ہے تو اسے پاک حالت میں بلا مجامعت طلاق دے' کیوں کہ یہی وہ عدت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔ دوسری روایت میں ہے اسے کہیں کہ وہ اس سے رجوع کرے پھر اسے حالت طہر یا حمل میں طلاق دے۔ بخاری و مسلم

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَرْنَا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَلَمْ يَعُدَّ ذٰلِكَ عَلَيْنَا شَيْئًا. (متفق علیه) 1392-3

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ہم کو اختیار دیا۔ لیکن ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو پسند فرمایا۔ آپ نے اس اختیار کو کچھ شمار نہیں کیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

حضرت عائشہ نے فَلَمْ يَعُدَّ کے الفاظ ادا فرما کر اس بات کی تردید فرمائی ہے' کہ رسول محترم کا اپنی بیویوں کو یہ فرمانا کہ تم چاہو تو مجھ سے الگ ہو جاؤ' اسے طلاق شمار نہیں کیا گیا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷛ قَالَ فِي الْحَرَامِ يُكَفِّرُ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. (متفق

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ بیوی کو حرام قرار دینے میں کفارہ ہے "بے شک اللہ کے رسول

علیه)4-1393

ﷺ تمہارے لئے بہترین نمونہ ہیں"۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَشَرِبَ عِنْدَهَا عَسَلاً فَتَوَاصَيْتُ اَنَا وَحَفْصَةُ اَنَّ اَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَلْتَقُلْ اِنِّي اَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ اَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ فَدَخَلَ عَلٰى اِحْدٰهُمَا فَقَالَتْ لَهُ ذَالِكَ فَقَالَ لَا بَاْسَ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَلَنْ اَعُوْدَ لَهُ وَقَدْ حَلَفْتُ لَا تُخْبِرِيْ بِذٰلِكَ اَحَدًا يَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِهٖ فَنَزَلَتْ "يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ اْلآيَةَ ".(متفق علیه)5-1394

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی گرامی ﷺ ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں جا کر شہد نوش فرماتے۔میں نے اور حفصہ نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ہم میں سے جس کے ہاں رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں وہ کہے کہ مجھے آپ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے۔کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ جب نبی گرامی ﷺ ان میں سے ایک کے ہاں تشریف لائے تو اس نے آپ سے یہی جملہ کہا۔آپ نے فرمایا: ایسی کوئی بات نہیں میں نے تو زینب بنت جحش کے ہاں شہد نوش کیا ہے۔اب میں قسم کھاتا ہوں کہ دوبارہ شہد نہیں کھاؤں گا۔لیکن اس بات کا کسی سے تذکرہ نہ کرنا۔آپ اپنی بیویوں کو خوش رکھنا چاہتے تھے۔ اس بنا پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔"آپ اپنی بیویوں کی خوشی کی خاطر ایسی چیزوں کو کیوں حرام قرار دے رہے ہیں؟ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کی ہیں۔(التحریم:۱)
(بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ طلاق طہر کی حالت میں بلا جماع کیے دینی چاہیے۔
۲۔ عورت مرد سے طلاق لے سکتی ہے اُسے خلع کہا جاتا ہے۔
۳۔ حاملہ عورت کے بچہ جنم دینے اور بچے کی رضاعت تک اخراجات اس کے خاوند کے ذمہ ہوں گے۔
۴۔ حاملہ عورت کو طلاق ہو جاتی ہے لیکن وہ وضع حمل تک آ گے نکاح نہیں کر سکتی۔
۵۔ طلاق کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ایک طلاق کے بعد رجوع نہ کیا جائے۔

بَابُ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا

تین طلاقیں دی گئی عورت کے مسائل

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِیِّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَتْ اِنِّیْ کُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِیْ فَبَتَّ طَلَاقِیْ فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَہٗ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الزُّبَیْرِ وَمَا مَعَہٗ اِلَّا مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ فَقَالَ اَتُرِیْدِیْنَ اَنْ تَرْجِعِیْ اِلٰی رِفَاعَةَ؟ فَقَالَتْ نَعَمْ! قَالَ لَا حَتّٰی تَذُوْقِیْ عُسَیْلَتَہٗ وَیَذُوْقَ عُسَیْلَتَکِ. (متفق علیه) 1395-1

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رفاعہ قرظی کی بیوی رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بتایا میں رفاعہ کے نکاح میں تھی، اس نے مجھے تین طلاقیں دیں، اس کے بعد میں نے عبدالرحمان بن زبیر کے ساتھ نکاح کر لیا۔ اس کے پاس تو کپڑے کا پھندنا ہے۔ آپ ﷺ نے استفسار کیا: کیا تو رفاعہ کی جانب واپس جانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اس نے ہاں میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو اس وقت تک واپس نہیں جا سکتی جب تک تو اس سے جماع نہ کرے۔ اور وہ تجھ سے لطف اندوز نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

(۱) ''کپڑے کا پھندنا'' کہنے سے مراد یہ تھی کہ وہ جنسی قوت کے لحاظ سے کپڑے کی طرح بے جان ہے۔

(۲) جس عورت کو پہلے خاوند نے تین طلاقیں دی ہوں۔ وہ اس سے اس وقت نکاح نہیں کر سکتی جب تک دوسرا خاوند اس سے مباشرت نہ کرے، لیکن ایک رات یا کچھ مدت کے لئے طلاق لینے کی شرط پر نکاح کرنا مطلقاً حرام ہے۔ اس کو حلالہ کہتے ہیں جس پر نبی معظم ﷺ نے لعنت کی ہے۔

بَابُ فِيْ وُجُوبِ كَوْنِ الرَّقَبَةِ الْمُعْتَقَةِ كَفَّارَةً مُّؤْمِنَةً

کفّارہ میں مومن غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہوگی

الفصل الاول

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ ﷛ قَالَ كَانَتْ لِيْ جَارِيَةٌ تَرْعٰى غَنَمًا لِيْ قِبَلَ اُحُدٍ وَالْجَوَانِيَّةِ فَاطَّلَعْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَاِذَا الذِّئْبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِنَا وَاَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ اٰسَفُ كَمَا يَاْسَفُوْنَ لٰكِنْ صَكَكْتُهَا صَكَّةً فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَظَّمَ ذَالِكَ عَلَيَّ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُعْتِقُهَا قَالَ ائْتِنِيْ بِهَا فَاَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ لَهَا اَيْنَ اللّٰهُ ؟ قَالَتْ فِي السَّمَآءِ قَالَ مَنْ اَنَا ؟قَالَتْ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اعْتِقْهَا فَاِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ.(مسلم)1396-1

پہلی فصل

معاویہ بن حکم ﷛ بیان کرتے ہیں: میری ایک لونڈی تھی جو احد پہاڑ اور جوانیہ کے علاقہ میں میری بکریاں چرایا کرتی تھی۔ایک روز میں نے دیکھا کہ ہماری بکریوں میں سے ایک بکری کو بھیڑیا اٹھا کر لے گیا۔میں انسان تھا جس طرح دوسروں کو غصہ آتا ہے' مجھے بھی غصہ آ گیا۔میں نے اس کے منہ پر طمانچہ دے مارا۔پھر میں رسول مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ نے اسے میرا بڑا جرم قرار دیا۔میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا میں اسے آزاد نہ کردوں؟ آپ نے حکم دیا: تم اسے میرے پاس لاؤ۔میں اسے آپ کی خدمت میں لے گیا۔آپ نے اس سے پوچھا' کہ اللہ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا آسمانوں میں ہے۔آپ نے دریافت کیا: میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا: آپ اللہ کے پیغمبر ہیں۔آپ نے فرمایا: اسے آزاد کردے یہ ایمان دار ہے۔(مسلم)

بَابُ اللِّعَانِ

میاں بیوی کا ایک دوسرے پر لعنت کرنا

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ o وَ الْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ o وَ يَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ o وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ o وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ o (النور ۲۴: ۶ ـ ۱۰)

”اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگائیں اور ان کے پاس خود ان کے اپنے سوا دوسرے گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ایک شخص کی شہادت یہ ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں بار کہے کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر وہ جھوٹا ہو اور عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس بندی پر اللہ کا غضب ٹوٹے اگر وہ سچا ہو۔ تم لوگوں پر اللہ کا فضل اور اس کا کرم نہ ہوتا اور یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ بڑا التفات فرمانے والا اور حکیم ہے“۔ (تو تم ہلاک ہو جاتے) (النور ۲۴: ۶ تا ۱۰)

لعان کا معنی ہے ”میاں بیوی کا ایک دوسرے کے اوپر لعنت کی بد دعا کرنا۔ یہ صرف اس شکل میں ہوگا‘ جب بدقسمتی سے خاوند اپنی بیوی پر زنا کاری کا الزام لگائے اور اس تہمت پر اس کے پاس مطلوبہ گواہ موجود نہ ہوں۔ اور عورت اس الزام کو مسترد کرتی ہو۔ اس صورت میں قرآن پاک کی مذکورہ آیتِ کریمہ میں لعان کا یہ طریقہ بتلایا گیا ہے‘ کہ پہلے مرد چار قسمیں اٹھاتے ہوئے کہے گا‘ کہ میں الزام لگانے میں سچا ہوں اور پانچویں قسم کے وقت ان الفاظ میں اپنے آپ پر لعنت کرے گا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو اللہ مجھ پر لعنت کرے۔

اس کے بعد عورت چار دفعہ حلف اٹھاتے ہوئے کہے گی کہ میرا خاوند جھوٹا ہے‘ اور پانچویں قسم پر اسے یہ الفاظ کہنا ہوں گے کہ مجھ پر اللہ کا عذاب نازل ہو اگر یہ سچا ہو۔

لعان کے بعد میاں بیوی کے درمیان ہمیشہ کے لیے جدائی ہو جائے گی نہ یہ باہم رجوع کر سکتے ہیں اور نہ عقدِ ثانی۔ اس صورت میں پیدا ہونے والا بچہ باپ کی بجائے اپنی ماں کی نسبت سے پکارا جائے گا اور اس کا باپ نان ونفقہ کا ذمہ دار نہ ہو گا۔ یہ عورت تین حیض گزرنے سے پہلے دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتی۔ حاملہ ہونے کی صورت میں بچہ پیدا ہونے کے بعد نکاح کرے گی۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَيَقْتُلُوْنَهٗ

حضرت سہل بن سعد ساعدی ﷺ بیان کرتے ہیں: عویمر عجلانی نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! فرمائیے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی کو پائے تو وہ

اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ ؟فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اُنْزِلَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَاَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُنْظُرُوْا فَاِنْ جَاءَ تْ بِهٖ اَسْحَمَ اَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ عَظِيْمَ الْاَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَلَا اَحْسِبُ عُوَيْمِرًا اِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا وَاِنْ جَاءَ تْ بِهٖ اُحَيْمِرَ كَاَنَّهٗ وَحَرَةٌ فَلَا اَحْسِبُ عُوَيْمِرًا اِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا فَجَآءَ تْ بِهٖ عَلَى النَّعْتِ الَّذِيْ نَعَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ تَصْدِيْقِ عُوَيْمِرٍ فَكَانَ بَعْدُ يُنْسَبُ اِلٰى اُمِّهٖ.(متفق علیه) 1397-1

اسے قتل کردے؟ اس طرح تو اس کے وارث اس کو قتل کردیں گے ۔پھر اس صورت میں اسے کیا کرنا چاہیے؟رسول محترم ﷺ نے فرمایا: تمہارے بارے میں یہ حکم نازل ہوا ہے‘تم جاؤاور اسے لے آؤ۔سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: پھر میاں بیوی نے مسجد میں لعان کیا۔میں لوگوں کے ساتھ رسول مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔جب وہ لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر نے کہا: اگر میں اس کو بیوی بنا کر رکھوں‘تو میں جھوٹا ہوں۔تو اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔اس کے بعد رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: انتظار کرو! بچہ اگر سیاہ رنگ کا ہو‘اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور بہت زیادہ سیاہ ہوں‘اس کے سرین بڑے بڑے اور پنڈلیاں موٹی ہوئیں‘تو عویمر سچا ہےاور اگر بچہ سرخ رنگ کا ہوا گویا کہ وہ کچھیرا ہے تو پھر میرا خیال ہے کہ عویمر جھوٹا ہے۔جب اس بچے کو اس کی ماں نے جنا تو بچہ انہیں اوصاف پر پیدا ہوا جن پر رسول کریم ﷺ نے عویمر کو سچا قرار دیا تھا۔تو اس کے بعد وہ اپنی ماں کی نسبت سے بلایا جاتا تھا۔

(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَاعَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهٖ فَانْتَفٰى مِنْ وَّلَدِهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْاَةِ (متفق علیه)

وَفِيْ حَدِيْثِهٖ لَهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَظَهٗ وَذَكَّرَهٗ وَاَخْبَرَهٗ اَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ ثُمَّ دَعَاهَا فَوَعَظَهَا وَذَكَّرَهَا وَاَخْبَرَهَا اَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ.2-1398

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ایک شخص اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کروایا۔اس نے عورت سے پیدا ہونے والے بچے کا انکار کیا تھا‘تو ان دونوں کے درمیان جدائی کرادی گئی۔ اور بچہ عورت کو دیا گیا۔(بخاری ومسلم)حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسولِ مکرم ﷺ نے مرد کو سمجھایا اور متنبہ کیا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت کم ہے۔پھر عورت کو بلا کر اس کو نصیحت کی اور ڈرایا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت ہی کم ہے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِلْمُتَلَاعِنَیْنِ حِسَابُکُمَا عَلَی اللّٰهِ اَحَدُکُمَا کَاذِبٌ لَاسَبِیْلَ لَکَ عَلَیْهَا قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِیْ قَالَ لَا مَالَ لَکَ اِنْ کُنْتَ صَدَقْتَ عَلَیْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَاِنْ کُنْتَ کَذَبْتَ عَلَیْهَا فَذَاکَ اَبْعَدُ وَاَبْعَدُ لَکَ مِنْهَا. (متفق علیه) 3-1399

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی ذکر کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ نے دونوں لعان کرنے والوں کو خبردار کیا کہ اللہ تمہارا محاسبہ کرے گا۔تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے۔ اور خاوند سے کہا تیرا اب اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا مال؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیرا مال تجھے نہیں ملے گا' تو سچا ہے تب بھی تیرا مال تجھے نہیں ملے گا۔کیونکہ تو اس سے جماع کر چکا ہے۔اور تو جھوٹا ہے تو پھر بھی حق مہر کا ملنا تجھے ممکن نہیں بلکہ اب تو اور بھی تجھے اس سے دوری ہو گئی ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ اَنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَیَّةَ قَذَفَ امْرَاَتَهُ عِنْدَالنَّبِیِّ ﷺ بِشَرِیْکِ بْنِ سَحْمَاءَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَلْبَیِّنَةَ اَوْ حَدًّا فِیْ ظَهْرِکَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَاٰی اَحَدُنَا عَلٰی امْرَاَتِهٖ رَجُلًا یَنْطَلِقُ یَلْتَمِسُ الْبَیِّنَةَ فَجَعَلَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ الْبَیِّنَةَ وَاِلَّا حَدٌّ فِیْ ظَهْرِکَ فَقَالَ هِلَالٌ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ اِنِّیْ لَصَادِقٌ فَلَیُنْزِلَنَّ اللّٰهُ مَایُبْرِئُ ظَهْرِیْ مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَ جِبْرَیْلُ وَاَنْزَلَ عَلَیْهِ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ فَقَرَءَ حَتّٰی بَلَغَ وَاِنْ کَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ فَجَاءَ هِلَالٌ فَشَهِدَ وَالنَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَکُمَا کَاذِبٌ فَهَلْ مِنْکُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا کَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَفُوْهَا وَقَالُوْا اِنَّهَا مُوْجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ فَتَلَکَّاَتْ وَنَکَصَتْ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهَا تَرْجِعُ ثُمَّ قَالَتْ لَا اُفْضِحُ قَوْمِیْ سَائِرَ الْیَوْمِ فَمَضَتْ وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَبْصِرُوْهَا فَاِنْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہلال بن امیہ ﷺ نے اپنی بیوی کو نبی مکرم ﷺ کے سامنے شریک بن سحماء کے ساتھ الزام لگا دیا۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گواہ پیش کرو ورنہ تیری کمر پر کوڑے لگیں گے۔اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب ہم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پائے' تو کیا وہ گواہ ڈھونڈنے شروع کر دے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں! گواہ پیش کرنا ہوں گے۔بصورت دیگر تیری کمر پر کوڑے برسیں گے۔اس پر ہلال ﷺ نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے' بلاشبہ میں سچا ہوں اور یقیناً اللہ حکم نازل کرے گا جو میری کمر کو کوڑوں سے بچا دے گا۔ اس کے بعد جبرئیل نازل ہوئے اور آپ پر یہ آیات نازل ہوئیں۔''اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں'' آپ نے مکمل آیات 'وہ سچا ہے' تک تلاوت کیں۔اس کے بعد ہلال آیا اس نے اپنی صداقت کی گواہی دی۔جبکہ نبی مکرم ﷺ فرمارہے تھے بلاشبہ اللہ جانتا ہے' تم میں سے ایک جھوٹا ہے' تو کیا تم میں سے کوئی ایک توبہ کرنے کے لئے

جَاءَ تْ بِهٖ اَکْحَلَ الْعَیْنَیْنِ سَابِغَ الْاِلْیَتَیْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَیْنِ فَھُوَ لِشَرِیْکِ بْنِ سَحْمَاءَ فَجَاءَ تْ بِهٖ کَذَالِکَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَوْ لَا مَا مَضٰی مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ لَکَانَ لِیْ وَلَھَا شَأْنٌ.(بخاری)1400-4

تیار ہے ؟ پھراس کی بیوی کھڑی ہوئی اور اس نے اپنی صداقت کی گواہی دی، جب وہ پانچویں بار گواہی دینے والی تھی، تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں : عورت جھجکی اور پیچھے ہٹ گئی ہم نے محسوس کیا کہ وہ اپنے موقف سے پھر جائے گی۔ لیکن اس نے کہا کہ میں اپنی قوم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رسوانہیں کرسکتی۔ پھراس نے گواہی کو مکمل کردیا۔اور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اس کا خیال رکھنا۔اس نے بچہ سرمیلی آنکھوں، بھاری سرینوں اور موٹی پنڈلیوں والا جنا تو شریک بن سحماء کا ہے۔جب انہی نشانیوں کا بچہ پیدا ہوا تو اس پر نبی ﷺ نے فرمایا : کتاب اللہ کا حکم نازل نہ ہو چکا ہوتا تو میں اس عورت سے نپٹتا۔(بخاری)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ﷺ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَۃَ لَوْ وَجَدْتُ مَعَ اَھْلِیْ رَجُلًا لَمْ اَمَسَّهٗ حَتّٰی اٰتِیَ بِاَرْبَعَةِ شُھَدَاءَ ؟قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ نَعَمْ ! قَالَ کَلَّا وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ اِنْ کُنْتُ لَاُعَاجِلُهٗ بِالسَّیْفِ قَبْلَ ذٰلِکَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اسْمَعُوْا اِلٰی مَا یَقُوْلُ سَیِّدُکُمْ اِنَّهٗ لَغَیُوْرٌ وَاَنَا اَغْیَرُ مِنْهُ وَاللّٰہُ اَغْیَرُ مِنِّیْ. (مسلم)1401-5

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں : سعد بن عبادہ ﷺ نے کہا میں اپنی بیوی کے پاس کسی آدمی کو دیکھوں تو اسے قتل نہ کردوں بلکہ چار گواہ تلاش کروں؟ رسول اللہ نے فرمایا، ہاں ایسے ہی کرنا ہے۔ حضرت سعد ﷺ نے کہا ہرگز نہیں اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق وصداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میں تو گواہ ڈھونڈنے سے پہلے تلوار سے اس کا کام تمام کردوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : سنو! تمہارا سردار کیا کہہ رہا ہے؟ یہ شخص بہت غیرت مند ہے، حالانکہ میں اس سے بھی زیادہ غیرت مند ہوں۔اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت والا ہے۔(مسلم)

عَنِ الْمُغِیْرَۃِ ﷺ قَالَ قَالَ سَعْدُبْنُ عُبَادَۃَ ﷺ لَوْ رَاَیْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَاَتِیْ لَضَرَبْتُهٗ بِالسَّیْفِ غَیْرَ مُصْفَحٍ فَبَلَغَ ذَالِکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَیْرَۃِ سَعْدٍ وَاللّٰہِ لَاَنَا اَغْیَرُ مِنْهُ وَاللّٰہُ اَغْیَرُ مِنِّیْ وَمِنْ اَجْلِ غَیْرَۃِ اللّٰہِ حَرَّمَ اللّٰہُ الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ وَلَا اَحَدٌ اَحَبُّ اِلَیْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰہِ مِنْ اَجْلِ ذَالِکَ بَعَثَ الْمُنْذِرِیْنَ وَالْمُبَشِّرِیْنَ وَلَا اَحَدٌ اَحَبُّ

حضرت مغیرہ ﷺ بیان کرتے ہیں : حضرت سعد بن عبادہ ﷺ نے کہا: میں کسی آدمی کو اپنی عورت کے پاس پاؤں، میں تو اسے قتل کردوں گا۔ تلوار الٹی نہیں ماروں گا۔ جب نبی گرامی ﷺ کو اس بات کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا: تم سعد کی غیرت پر تعجب کررہے ہو۔ اللہ کی قسم! میں اس سے بھی زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت والا ہے۔ اللہ نے ظاہری اور باطنی بے حیائیوں کو غیرت کی بنا پر ہی تو حرام قرار دیا ہے۔ اللہ سے بڑھ کر معذرت کسی کو پسند

اِلَيْـهِ الْـمِـدْحَةُ مِـنَ اللّٰـهِ وَمِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ وَعَدَاللّٰهُ الْجَنَّةَ. (متفق عليه)6-1402

نہیں۔اسی وجہ سے اللہ نے پیغمبروں کومبعوث فرمایا ہے جو ڈرانے اورخوش خبری سنانے والے ہیں۔اللہ تعالیٰ کوحمد سے بڑھ کرکوئی چیز پسندنہیں۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے تعریف کرنے والوں سے جنت کاوعدہ فرمایاہے(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَـالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰـهَ تَـعَالٰی یَغَارُ وَاِنَّ الْمُؤْمِنَ یَغَارُ وَغَیْرَةُ اللّٰـهِ اَن لَّا یَـاْتِیَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ. (متفق عليه)7-1403

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے ارشادفرمایا: اللہ تعالیٰ غیرت والے ہیں۔اور بلاشبہ مومن بھی غیرت مند ہے۔اللہ تعالیٰ کی غیرت کا تقاضا ہے کہ ایمان دارشخص محرمات کاارتکاب نہ کرے۔(بخاری ومسلم)

وَعَـنْـهُ اَنَّ اَعْـرَابِیًّا اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنَّ اِمْـرَاَتِیْ وَلَدَتْ غُـلَامًا اَسْوَدَ وَاِنِّیْ اَنْكَرْتُهٗ فَـقَـالَ لَـهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ لَکَ مِنْ اِبِلٍ قَـالَ نَـعَمْ قَالَ فَمَا اَلْوَانُهَا ؟قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِیْهَـا مِنْ اَوْرَقَ؟ قَالَ اِنَّ فِیْهَا لَوُرْقًا قَالَ فَاَنّٰی تَـرٰی ذٰالِکَ جَـآءَ هَا؟ قَالَ عِرْقٌ نَزَعَهَا قَالَ فَـلَـعَـلَّ هٰـذَا عِـرْقٌ نَزَعَهٗ وَلَمْ یُرَخِّصْ لَـهٗ فِی الْاِنْتِفَاءِ مِنْهُ. (متفق عليه)8-1404

حضرت ابوہریرہ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں: ایک بدوی نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرتا ہے: میری بیوی نے سیاہ رنگ کا بچہ جنم دیاہے اور مجھے یہ بات پسندنہیں۔رسول محترم ﷺ نے اس سے سوال فرمایا کہ تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں! آپ نے پوچھا' ان کارنگ کیساہے؟اس نے جواب دیا وہ سرخ رنگ کے ہیں۔آپ نے فرمایا ان میں کوئی خاکستری رنگ کا اونٹ بھی ہے؟اس نے کہاجی! ان میں خاکستری رنگ کے اونٹ بھی ہیں۔آپ نے فرمایا: اس رنگ کے اونٹ کہاں سے آگئے؟اس نے کہارگ کی وجہ سے'یہ رنگ ہوتاہے۔آپ نے فرمایا: شاید نسب کی وجہ سے بچے نے یہ رنگ اختیار کرلیاہے۔آپ ﷺ نے اسے بچے کی نفی کی اجازت نہ دی۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَـائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ عُتْبَةُ ابْـنُ اَبِـیْ وَقَّـاصٍ عَهِدَ اِلٰی اَخِیْهِ سَعْدِبْنِ اَبِیْ وَقَّـاصٍ اِنَّ ابْنَ وَلِیْـدَةِ زَمْعَةَ مِـنِّـیْ فَـاقْبِضْـهُ اِلَیْکَ فَلَمَّا کَانَ عَامُ الْفَتْحِ اَخَذَهٗ سَعْدٌ فَقَالَ اِنَّـهٗ ابْـنُ اَخِـیْ وَقَـالَ عَبْـدُ بْـنُ زَمْعَةَ اَخِـیْ فَتَسَـاوَقَـا اِلٰـی رَسُـوْلِ الـلّٰـهِ ﷺ فَقَالَ سَعْدٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَخِیْ کَانَ عَهِدَ اِلَیَّ فِیْهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ اَخِیْ وَابْنُ وَلِیْدَةِ اَبِیْ وُلِدَعَلٰی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص ﷺ کووصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی کا بچہ میرا ہے۔اسے لے لینا۔چنانچہ فتح مکہ کے سال حضرت سعد بن ابی وقاص ﷺ نے اعلان کرتے ہوئے کہا کہ یہ بچہ میرا بھتیجا ہے (اور اسے اپنے قبضے میں لے لیا)۔زمعہ کے بیٹے عبد نے کہایہ میرا بھائی ہے۔وہ دونوں نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔حضرت سعد بن ابی وقاص ﷺ نے بیان کیا، اے اللہ کے رسول! میرے

فِرَاشِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَلَكَ يَا عَبْدَبْنَ زَمْعَةَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِىْ مِنْهُ لِمَا رَاٰى مِنْ شِبْهِهٖ بِعُتْبَةَ فَمَا رَاٰهَا حَتّٰى لَقِىَ اللّٰهَ وَفِىْ رِوَايَةٍ قَالَ هُوَ اَخُوْكَ يَا عَبْدَبْنَ زَمْعَةَ مِنْ اَجْلِ اِنَّهٗ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ اَبِيْهِ. (متفق عليه) 9-1405

بھائی نے اس بچے کے بارے میں مجھے وصیت کی تھی عبد بن زمعہ نے عرض کیا یہ میرا بھائی ہے۔ میرے والد کی لونڈی کا بیٹا ہے۔ اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: اے عبد بن زمعہ! بچہ تجھے ملے گا۔ بچہ اسی کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا، زانی کے لیے پتھر ہیں یعنی وہ محروم رہے گا۔ لیکن زمعہ کی بیٹی سودہ کو حکم دیا کہ تجھے اس سے پردہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے بچے میں عتبہ کی مشابہت دیکھی چنانچہ اس نے حضرت سودہ کو تاحیات نہ دیکھا۔ ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اے عبد بن زمعہ وہ تیرا بھائی ہے۔ یہ آپ ﷺ نے اس لئے فرمایا کیونکہ اس نے عبد کے باپ کے بستر پر جنم لیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ مَسْرُوْرٌ فَقَالَ اَىْ عَائِشَةُ ! اَلَمْ تَرَىْ اَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلَجِىَّ دَخَلَ فَلَمَّا رَاٰى اُسَامَةَ وَزَيْدًا وَعَلَيْهِمَا قَطِيْفَةٌ قَدْ غَطَّيَا رُؤُوْسَهُمَا وَبَدَتْ اَقْدَامُهُمَا فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْاَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ. (متفق عليه) 10-1406

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں: ایک دن نبی گرامی ﷺ میرے پاس تشریف لائے ۔آپ ﷺ خوش وخرم دکھائی دے رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ مجزز مدلجی آیا ہوا ہ؟ اس نے اسامہ اور اس کے والد زید کو دیکھا۔ ان دونوں نے ایک چادر کے ساتھ اپنے سروں کو ڈھانپ رکھا تھا۔ جبکہ پاؤں چادر سے باہر تھے تو اس نے کہا یہ پاؤں ایک دوسرے سے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

حضرت اسامہ پر لوگ الزام لگایا کرتے تھے کہ اپنے باپ سے نہیں۔ جس پر نبی اکرم کو رنج پہنچتا۔ کیونکہ آپ ﷺ کو اسامہ کے ساتھ بڑا پیار تھا۔ لہذا جب قیافہ شناس نے دونوں کو باپ بیٹا قرار دیا تو آپ بہت خوش ہوئے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ وَاَبِىْ بَكْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ. (متفق عليه) 11-1407

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی گرامی ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے والد کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف نسبت کی اور اسے یقین ہے کہ وہ اس کا والد نہیں تو اس پر جنت حرام ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِکُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِیْهِ فَقَدْ کَفَرَ .متفق علیه 1408-12

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا؛ اپنے باپوں سے اعراض نہ کرو۔جس نے اپنے باپ سے اعراض کیا' اس نے کفر کیا۔(بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا لَیْلًا قَالَتْ فَغِرْتُ عَلَیْهِ فَجَاءَ فَرَاٰی مَا اَصْنَعُ فَقَالَ مَالَکِ یَا عَائِشَةُ اَغِرْتِ فَقُلْتُ وَمَالِیْ لَایَغَارُ مِثْلِیْ عَلٰی مِثْلِکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَقَدْ جَاءَکِ شَیْطَانُکِ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَمَعِیَ شَیْطَانٌ ؟قَالَ نَعَمْ !قُلْتُ وَمَعَکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ ؟ قَالَ نَعَمْ ! وَلٰکِنْ اَعَانَنِیَ اللّٰہُ عَلَیْهِ حَتّٰی اَسْلَمَ. (مسلم)1409-13

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں : رسول معظم ﷺ رات کے وقت ان کے ہاں سے چلے۔ مجھے غیرت ہوئی۔ پھر آپ تشریف لائے اور دیکھا جو میں کررہی تھی۔ آپ نے فرمایا: عائشہ کیا کررہی ہو؟ کیا تو نے غیرت کی ہے ؟میں نے عرض کیا! مجھے کیا ہے کہ میرے جیسی بیوی آپ جیسے خاوند پر غیرت نہ کرے؟ سرور دوعالم ﷺ نے فرمایا: تیرے پاس تیرا شیطان آ گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے استفسار کیا: اے اللہ کے رسول ! کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے ساتھ بھی؟ آپ نے فرمایا: ہاں البتہ اللہ نے اس کے خلاف میری معاونت کی ہے' چنانچہ میں اس کے وسوسہ سے محفوظ رہتا ہوں۔(مسلم)

فہم الحدیث

حضرت عائشہ نے سمجھا کہ شاید اللہ کے نبی کسی اور بیوی کے پاس رات گزاریں گے۔لیکن آپ جلد ہی واپس آئے اور آپ نے دیکھا کہ حضرت عائشہ غیرت میں ہے ۔تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' کہ اے عائشہ شیطان نے تجھے اس طرح کے تاثر پر اُکسایا ہے۔ کیونکہ ہر آدمی کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ کیا آپ ﷺ کے ساتھ بھی شیطان ہوسکتا ہے؟ جواباً رسول محترم ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے شیطان پر غلبہ عطا فرمایا ہے۔

خلاصہ باب

۱۔ لعان کی صورت میں بچہ ماں کا ہوگا۔

۲۔ لعان کے وقت دونوں میاں بیوی کو اللہ کا خوف دلانا چاہیے۔

۳۔ لعان کی صورت میں حق مہر واپس نہیں ہوتا۔

۴۔ بچے کی رنگت اور نقش کی بنیاد پر بیوی پر تہمت نہیں لگانی چاہیے۔

۵۔ قانون کو ہاتھ میں لینے والے پر قانون لاگو ہوگا۔

۶۔ اپنے باپ کے انکار کرنے والے پر جنت حرام ہوگی۔

بَابُ الْعِدَّةِ

عدّت کے مسائل

قرآن مجید کی سورت بقرہ آیت نمبر۲۲۱ سے لے کر آیت نمبر۲۴۲ میں نکاح‘ طلاق‘عدّت اوراس کے متعلقات کی تفصیلات بیان ہوئی ہیں۔اس میں طلاق کے احکامات بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ طلاق دیتے وقت جس قدر ہو سکے سابقہ تعلقات کا احترام برقرار رہنا چاہیے۔اور پھر طلاق ہونے کی صورت میں بیوی کو دیے ہوئے تحائف اوراس کا حق مہر واپس نہیں لینا چاہیے۔اس کے ساتھ یہ حکم بھی صادر فرمایا کہ اگر طلاق کے وقت بیوی حاملہ ہوتو بچے کی ولادت اوراس کی دوسال رضاعت پوری ہونے تک خاوند اپنی مالی استعداد کے مطابق ان کے اخراجات اٹھانے کا ذمہ دار ہوگا۔اس کے ساتھ عورت پر عدّت کے پورا ہونے کی پابندی عائد فرمائی‘ تا کہ پیش آمدہ معاشرتی پیچیدگیوں سے بچا جا سکے۔عورت کی عدّت مختلف صورتوں میں درج ذیل ہوگی۔

عدّت کی مدّت

(۱) بیوہ کی عدّت چار ماہ دس دن۔(۲) بیوہ اور مطلقہ حاملہ کی عدت وضعِ حمل۔(۳) لعان کی صورت میں بھی تین حیض (۴) خلع میں اکثر اہل علم کے نزدیک تین حیض۔(۵) رخصتی سے پہلے طلاق ہو جائے تو کوئی عدت نہیں (۶) رخصتی کے بعد طلاق ہوتو حیض والی عورت کی عدّت تین حیض (۷) حیض نہ آنے والی عورت کی عدّت تین ماہ ہوگی۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ سَلْمَةَ ﷺ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَیْسٍ اَنَّ اَبَا عَمْرِوبْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ فَاَرْسَلَ اِلَیْهَا وَکِیْلُهٗ الشَّعِیْرَ فَسَخِطَتْهُ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَالَکِ عَلَیْنَا مِنْ شَیْءٍ فَجَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَکَرَتْ ذَالِکَ لَهٗ فَقَالَ لَیْسَ لَکِ نَفَقَةٌ فَاَمَرَهَا اَنْ تَعْتَدَّ فِیْ بَیْتِ اُمِّ شَرِیْکٍ ثُمَّ قَالَ تِلْکَ امْرَأَةٌ یَغْشَاهَا اَصْحَابِیْ اعْتَدِّیْ عِنْدَ ابْنِ اُمِّ مَکْتُوْمٍ فَاِنَّهٗ رَجُلٌ اَعْمٰی تَضَعِیْنَ ثِیَابَکِ فَاِذَا حَلَلْتِ فَاٰذِنِیْنِیْ قَالَتْ فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَکَرْتُ لَهٗ اَنَّ

پہلی فصل

حضرت ابوسلمہ ﷺ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں: ابوعمرو بن حفص ﷺ جب یمن تھے تو انہوں نے مجھے طلاق بتہ (قطعی) دی۔ابوعمرو کے وکیل نے فاطمہ بنت قیس کے لیے ”جو“ بھیجے‘ وہ اس پر ناراض ہوگئی۔اس نے کہا: اللہ کی قسم! تیری ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں۔فاطمہ نے نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اس بات کا تذکرہ کیا۔آپ نے فرمایا: تو خرچ کی حق دار نہیں ہے۔پھر اسے حکم دیا کہ وہ ام شریک کے گھر عدت گزارے۔پھر آپ نے واضح کیا کہ وہ ایسی خاتون ہے جس کے ہاں میرے صحابہ کرام ﷺ کا آنا جانا ہے۔تجھے ابن ام مکتوم کے ہاں

مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِىْ سُفْيَانَ وَاَبَاجَهْمٍ خَطَبَانِىْ فَقَالَ اَمَّا اَبُوْ الْجَهْمِ فَلَايَضَعُ عَصَاهُ مِنْ عَاتِقِهٖ وَاَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوْكٌ لَا مَالَ لَهٗ انْكِحِىْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَكَرِهْتُهٗ ثُمَّ قَالَ انْكِحِىْ اُسَامَةَ فَنَكَحْتُهٗ فَجَعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا وَاغْتُبِطْتُ

وَفِىْ رِوَايَةٍ عَنْهَا قَالَ فَاَمَّا اَبُوْجَهْمٍ فَرَجُلٌ ضَرَّابٌ لِلنِّسَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

وَفِىْ رِوَايَةٍ اَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَاَتَتِ النَّبِىَّ ﷺ فَقَالَ لَانَفَقَةَ لَكِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنِىْ حَامِلًا. [1410-1]

عدت گزارنی چاہیے۔وہ نابینا ہے تو پردہ بھی اتار سکتی ہے۔جب تیری عدت پوری ہوجائے تو مجھے اطلاع دینا۔وہ بیان کرتی ہیں کہ جب میں حلال ہوئی تو میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ معاویہؓ بن ابی سفیان اور ابوجہمؓ نے مجھے نکاح کا پیغام بھجوایا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: ابوجہمؓ تو اپنے کندھے سے لاٹھی نہیں اتارتا۔اور معاویہؓ غریب ہے۔اس کے پاس مال نہیں ہے۔تجھے اسامہ بن زید ؓ سے نکاح کرلینا چاہئے۔لیکن میں نے اسے ناپسند جانا۔آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: اسامہؓ سے نکاح کرلو۔چنانچہ میں نے اس سے نکاح کرلیا۔اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسی خیروبرکت عطافرمائی کہ مجھ پر رشک کیا جاتا تھا۔دوسری روایت میں ہے ابوجہمؓ عورتوں کی بہت زیادہ پٹائی کرنے والا ہے۔(مسلم)۔تیسری روایت میں ہے اس کے خاوند نے اسے تین طلاقیں دے دیں،وہ نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔آپؐ نے فرمایا تجھے خرچ نہیں مل سکتا۔ہاں اگر تو حاملہ ہوتی تو تجھے خرچ دیا جاتا۔

فہم الحدیث

امّ شریک انصار میں بہت معزز خاتون تھی۔انکی رشتہ داری بھی عام عورتوں سے زیادہ تھی اور پھر صاحب سخاوت ہونے کی وجہ سے لوگ معاونت کے لیے انکے ہاں آتے جاتے تھے جس کی وجہ سے رسولِ کریم ﷺ نے پسند نہیں فرمایا' کہ فاطمہ اس کے ہاں عدت گزارے۔کیونکہ اس طرح خواہ مخواہ باتیں بننے کا امکان تھا۔ابن امّ مکتوم نابینا ہونے کی وجہ سے' پردے کے بارے میں سہولت کے سبب' اس کے ہاں عدت گزارنے کی ہدایت فرمائی۔

یادرہے! کہ نابینا آدمی سے پردہ کرنے والی مشہور روایت ضعیف ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِىْ مَكَانٍ وَّحْشٍ فَخِيْفَ عَلٰى نَاحِيَتِهَا فَلِذَالِكَ رَخَّصَ لَهَا النَّبِىُّ ﷺ تَعْنِىْ فِى النُّقْلَةِ

وَفِىْ رِوَايَةٍ قَالَتْ مَالِفَاطِمَةَ اَلَا تَتَّقِى اللّٰهَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا غیر آباد مکان میں اقامت پذیر تھیں،ان کی رہائش غیر محفوظ تھی،نبی گرامی ﷺ نے ان کو وہاں سے منتقل ہونے کی اجازت دی۔ایک روایت میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا،فاطمہ کو کیا ہوگیا ہے؟ وہ یہ کہتے

تَعْنِیْ فِیْ قَوْلِهَا لَا سُکْنٰی وَلَا نَفَقَةَ.(بخاری)[2-1411]

ہوئے ڈرتی نہیں۔کہ مطلقہ ثلاثہ کے لئے رہائش ہے نہ خرچ۔(بخاری)

عَنْ جَابِرٍ ﷺقَالَ طُلِّقَتْ خَالَتِیْ ثَلَاثًا فَاَرَادَتْ اَنْ تَجُدَّ نَخْلَهَا فَزَجَرَهَا رَجُلٌ اَنْ تَخْرُجَ فَاَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ بَلٰی فَجُدِّیْ نَخْلَکِ فَاِنَّهُ عَسٰی اَنْ تَصَدَّقِیْ اَوْ تَفْعَلِیْ مَعْرُوْفًا.(مسلم)[3-1412]

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں میری خالہ کو تین طلاقیں ہوگئیں۔اس نے چاہا کہ وہ اپنے کھجوروں کے درختوں سے کھجوریں اتارے،ایک آدمی نے اسے باہر نکلنے سے منع کیا وہ نبی محترم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔آپ نے فرمایا،کیوں نہیں!تو کھجوریں اتار سکتی ہے۔ممکن ہے کہ تو صدقہ کرے یا کوئی دوسری ضروریات پوری کرے۔(مسلم)

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ ﷺاَنَّ سُبَیْعَةَ الْاَسْلَمِیَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاتِ زَوْجِهَا بِلَیَالٍ فَجَاءَ تِ النَّبِیَّ ﷺ فَاسْتَاْذَنَتْهُ اَنْ تَنْکِحَ فَاَذِنَ لَهَا فَنَکَحَتْ.(بخاری)[4-1413]

حضرت مسور بن مخرمہ ﷺ بیان کرتے ہیں:سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند کی وفات کے چند روز بعد نفاس والی ہوگئی۔اس نے نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر نکاح کی اجازت طلب کی۔آپ نے اس کو اجازت دی۔چنانچہ اس نے نکاح کرلیا۔(بخاری)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَ تِ امْرَاَةٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَتِیْ تُوُفِّیَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَکَتْ عَیْنُهَا اَفَنَکْحُلُهَا؟فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا!مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا کُلُّ ذَالِکَ یَقُوْلُ لَا!ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا هِیَ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرٌ وَقَدْ کَانَتْ اِحْدَاکُنَّ فِی الْجَاهِلِیَّةِ تَرْمِیْ بِالْبَعْرَةِ عَلٰی رَاْسِ الْحَوْلِ.(متفق علیه)[5-1414]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:ایک عورت نے نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا:اے اللہ کے رسول!میری بیٹی کا شوہر فوت ہوگیا ہے۔اس کی آنکھوں میں درد ہے،کیا ہم اس کی آنکھوں میں سرمہ لگا سکتے ہیں؟آپ ﷺ نے فرمایا:نہیں!ہر مرتبہ آپ نے منع فرمایا۔اس نے دو یا تین مرتبہ یہ پوچھا اور آپ نے فرمایا۔اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے جبکہ دورِ جاہلیت میں عورت سال کے اختتام پر اونٹ کی مینگنی پھینکتی تھی۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

زمانہ جاہلیّت میں عورت بیوہ ہونے کی صورت میں ایک سال میلی کچیلی حالت میں رہتی اور پھر اونٹ کی مینگنی اپنے مخصوص حصّہ پر پھینکتی۔اس رسم کا مقصد یہ لیا جاتا کہ میں اس تکلیف کو مینگنی کے برابر نہیں سمجھتی اسی بناء پر نبی محترم نے اس موقع پر پھر وضاحت فرمائی کہ حاملہ نہ ہونے کی صورت میں بیوہ کی عدّت چار ماہ دس دن ہے۔

عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ وَزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ لِاِمْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا. (متفق علیه)[6-1415]	ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی فوت شدہ پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے۔ البتہ خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ ہے۔ (بخاری ومسلم)
عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تُحِدُّ امْرَاَةٌ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ طِيْبًا اِلَّا اِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِّنْ قُسْطٍ اَوْ اَظْفَارٍ (متفق علیه)[7-1416]	ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سرورِ دوعالم ﷺ نے فرمایا کوئی عورت کسی فوت شدہ پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے۔ البتہ خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔ رنگین لباس نہ پہنے ہاں البتہ یمنی سادہ چادریں۔ نہ سرمہ اور نہ خوشبو لگائے البتہ پاک ہونے پر قسط یا اظفار لگائے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کا یہ ارشاد کہ خاوند کے علاوہ کسی کی موت پر سوگ نہیں کرنا چاہیے اس کا مقصد یہ ہے کہ تین دن کے بعد آدمی کو اپنی طبیعت پر قابو پاتے ہوئے معمول کے کاموں میں مصروف ہو جانا چاہیے۔ تاکہ غم ہلکا اور صدمہ کا زخم جلد مندمل ہو جائے۔ درحقیقت مسلمان ایک زندہ حوصلہ منداور حقیقت پسند امت ہے۔ جسے سمجھایا گیا ہے کہ زندگی اور موت کو فطری عمل کے طور پر قبول کرنا چاہیے۔

اس فرمان سے برسی وغیرہ منانے کی خود بخود نفی بھی ہو جاتی ہے۔

خلاصہ باب

۱۔ مشورہ دینے والے کو صحیح مشورہ دینا چاہیے۔

۲۔ مجبوری کی وجہ سے عدت والی عورت اپنی رہائش بدل سکتی ہے۔

۳۔ عدت والی عورت اپنی ملازمت اور اپنا کام کاج کر سکتی ہے۔

۴۔ تین دن سے زیادہ سوگ نہیں منانا چاہیے۔ صرف بیوی کے لیئے حکم ہے کہ وہ خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن تک سوگ میں رہے۔

بَابُ الْاِسْتِبْرَآءِ
لونڈی کا استبراءِ رحم

غلامی کے بارے میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اسلام نے اس کو ہرگز پسند نہیں کیا بلکہ اس کے خلاف زبردست مہم پیدا فرمائی۔ تاہم مجبوری کے عالم میں اس کی ایک صورت باقی رکھی۔ اس صورت حال میں کسی کو لونڈی ملتی ہے' تو اس کے لیے بھی اخلاقی قدروں کا خیال رکھا' تاکہ اس کی اولاد دربدر کی ٹھوکریں نہ کھاتی پھرے۔ اس لئے فرمایا کہ اس کا استبراء ہونا ضروری ہے ۔استبراءِ کا معنی ہے رحم کا بچے سے خالی ہونا۔ نبی کریم ﷺ نے غلاموں اور لونڈیوں کے حقوق بیان کرتے ہوئے' ان کے مالکوں کو اس بات کا پابند فرمایا' کہ کوئی شخص اپنی لونڈی کے ساتھ اس وقت تک مجامعت نہیں کر سکتا' جب تک پہلے مرد کی مجامعت کے حمل سے فارغ نہ ہو جائے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِامْرَاَةٍ مُحِجٍّ فَسَاَلَ عَنْهَا فَقَالُوْا اَمَةٌ لِفُلَانٍ قَالَ اَیُلِمُّ بِهَا قَالُوْا نَعَمْ قَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَلْعَنَهُ لَعْنًا یَدْخُلُ مَعَهُ فِیْ قَبْرِهٖ كَیْفَ یَسْتَخْدِمُهُ وَهُوَ لَا یَحِلُّ لَهٗ اَمْ كَیْفَ یُوَرِّثُهٗ وَهُوَ لَا یَحِلُّ لَهٗ. (مسلم) 1417-1

پہلی فصل

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی معظم ﷺ ایک حاملہ عورت کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا وہ فلاں شخص کی لونڈی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا وہ اس سے مجامعت کرتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا، جی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اس پر ایسی لعنت کروں جو قبر تک اس کے ساتھ جائے۔ وہ اس بچہ سے کیسے خدمت کروائے گا؟ یا اس کو کیسے وارث بنائے گا' جبکہ اس کے لئے ایسا کرنا حلال نہیں ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

رسول محترم ﷺ کو علم تھا' کہ اس صحابی کو لونڈی فلاں دن دی گئی ہے۔ لہٰذا اتنی جلدی اس لونڈی کا جسم اس قدر بھاری نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ کسی صحابی نے آپ کو بتلایا ہو جس پر آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی کہ میں نے ایسے شخص پر لعنت کرنے کا ارادہ کیا تھا۔

۱۔ لونڈی خریدنے یا غنیمت میں ملنے کے بعد اس کے ساتھ ایک مہینہ تک مباشرت کرنا جائز نہیں۔

۲۔ حاملہ ہونے کی صورت میں بچہ پیدا ہونے سے پہلے اس سے جماع کرنا حرام ہے۔

بَابُ النَّفَقَاتِ وَحَقِّ الْمَمْلُوْكِ

اخراجات اور غلام کے حقوق

اسلام نے کچھ مجبوریوں کی وجہ سے غلامی کی جس صورت کو برقرار رکھا ہے اس میں بھی ایسی پابندیاں عائد فرمائیں' کہ مالک اپنے مملوک کے ساتھ آقا کا انداز اختیار کرنے کیبجائے بڑے بھائی اور مہربان سرپرست کا رویہ اختیار کرے۔ آپ نے حکم دیا ہے کہ اپنے غلاموں کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور ان کو اچھے کپڑے پہناؤ۔ اگر غلام کا کام مشکل ہو تو ان کا ہاتھ بٹایا کرو۔ بالخصوص جب وہ روزہ سے ہوں تو اس کی ڈیوٹی میں نرمی کرنی چاہیے۔ کوتاہی سرزد ہو تو مارنے پیٹنے کی بجائے معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے۔ نبی کریم ﷺ کو عورتوں اور غلاموں کے حقوق کا اس قدر خیال تھا کہ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں کو تاکید کی کہ وہ اپنے زیردست افراد کے حقوق کا خیال رکھیں حتی کہ جب آپ دنیا سے رخصت ہو رہے تھے' تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ آپ ﷺ کی زبانِ اطہر سے جو آخری نصیحت سنی گئی وہ بھی یہی تھی: لوگو نماز اور زیردست لوگوں کا خیال رکھنا۔

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ هِنْدًا بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ وَلَيْسَ يُعْطِيْنِيْ مَا يَكْفِيْنِيْ وَوَلَدِيْ اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَلَا يَعْلَمُ فَقَالَ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ. (متفق عليه) 1-1418

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ ہندہ رضی اللہ عنہا بنت عتبہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ ابوسفیان بخیل انسان ہے' وہ مجھے اور میری اولاد کو حسب ضرورت خرچ نہیں دیتا۔ الا یہ کہ میں اس کے علم میں لائے بغیر اس کے مال میں سے کچھ لے سکتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اتنا خرچ لے سکتی ہے۔ جو تجھے اور تیری اولاد کو کافی ہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَعْطَى اللّٰهُ اَحَدَكُمْ خَيْرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ. (مسلم) 2-1419

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ارشاد نبوی ﷺ ہے جب اللہ پاک تم سے کسی شخص کو مال و دولت سے نوازے تو وہ سب سے پہلے اپنے آپ اور اپنے اہل و عیال پر صرف کرے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْمَمْلُوْكِ طَعَامُهٗ وَكِسْوَتُهٗ وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا يُطِيْقُ. (مسلم) 3-1420

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا، غلام کو خوراک و لباس دیا جائے اور اس سے اس کی طاقت سے زیادہ کام نہ لیا جائے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے

اِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ فَمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ اَخَاهُ تَحْتَ يَدَيْهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا يُكَلِّفْهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهُ فَاِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ. (متفق علیه) 4-1421

ارشادفرمایا: تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے زیردست کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس کے بھائی کو اس کے ماتحت کر رکھا ہو۔ تو وہ اسے وہی کچھ کھلائے جو خود کھاتا ہے اور اسی طرح کا پہنائے جیسے خود پہنتا ہے۔ اور اس سے اتنا کام نہ لے جو اس کے لیے مشکل ہو۔ اگر اس سے مشکل کام لے تو اس کام میں اس کی مدد کرے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا جَآءَهُ قَهْرَمَانٌ لَهُ فَقَالَ لَهُ اَعْطَيْتَ الرَّقِيْقَ قُوْتَهُمْ؟ قَالَ لَا قَالَ فَانْطَلِقْ فَاَعْطِهِمْ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَفٰى بِالرَّجُلِ اِثْمًا اَنْ يَّحْبِسَ عَمَّنْ يَّمْلِكُ قُوْتَهُ.

وَفِیْ رِوَايَةٍ كَفٰى بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ يُّضَيِّعَ مَنْ يَّقُوْتُ. (مسلم) 5-1422

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کے پاس ان کا نمائندہ آیا۔ انہوں نے اس سے پوچھا کیا تو نے غلاموں کو کھانے کا سامان دیا ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں۔ تب انہوں نے حکم دیا کہ جاؤ! ان کو کھانے کا سامان دو۔ اس لئے کہ نبی گرامی ﷺ کا فرمان ہے: کسی شخص کے لئے یہی گناہ کافی ہے کہ وہ اپنے ماتحت لوگوں سے ان کا کھانا پینا روک رکھے۔ دوسری روایت میں ہے۔

ایک شخص کے لئے یہ گناہ کچھ کم نہیں کہ وہ ان لوگوں کے لئے خوراک کا انتظام نہ کرے جن کی خوراک کا انتظام اس کے ذمہ ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَنَعَ لِاَحَدِكُمْ خَادِمُهُ طَعَامَهُ ثُمَّ جَآءَهُ بِهٖ وَقَدْ وَلِیَ حَرَّهُ وَدُخَانَهُ فَلْيُقْعِدْهُ مَعَهُ فَلْيَاْكُلْ فَاِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوْهًا قَلِيْلًا فَلْيَضَعْ فِیْ يَدِهٖ مِنْهُ اُكْلَةً اَوْ اُكْلَتَيْنِ. (مسلم) 6-1423

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے ارشادفرمایا: جب تم میں سے کسی کا خادم کھانا تیار کر کے اس کے سامنے پیش کرے چاہے وہ اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلائے۔ کیونکہ اسے اس نے گرمی اور دھواں برداشت کیا ہے۔ اگر کھانا کم مقدار میں ہو تو اسے چاہیے وہ اس کے ہاتھ میں ایک یا دو لقمے ضرور دے۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا نَصَحَ لِسَيِّدِهٖ وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ فَلَهُ اَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ. (متفق علیه) 7-1424

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے ارشادفرمایا: جب غلام اپنے مالک کی خیر خواہی کرے اور اچھے طریقے سے اللہ کی عبادت بھی کرے تو اسے دگنا ثواب ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نِعِمَّا لِلْمَمْلُوْکِ اَنْ یَّتَوَفَّاهُ اللّٰهُ بِحُسْنِ عِبَادَةِ رَبِّهٖ وَطَاعَةِ سَیِّدِهٖ نِعِمَّالَهٗ. (متفق علیه) 8-1425

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا غلام کے لئے یہ بات کتنی اچھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اسے فوت کرے تو وہ اپنے پروردگار کی عبادت اور اپنے آقا کی اطاعت میں بخوشی مصروف ہو! (بخاری و مسلم)

عَنْ جَرِیْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةٌ.

وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنْهُ قَالَ اَیُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ.

وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنْهُ قَالَ اَیُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ مِنْ مَّوَالِیْهِ فَقَدْ کَفَرَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَیْهِمْ. (مسلم) 9-1426

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بھاگے ہوئے غلام کی نماز قبول نہ ہوگی۔ انہی سے ایک روایت میں ہے، جو غلام بھاگ جائے، وہ اسلام کی ذمہ داری سے نکل گیا۔ اور انہی سے ایک اور روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو غلام اپنے آقاؤں سے بھاگ جائے جب تک وہ ان کے ہاں واپس نہ پلٹے اس پر کفر کا اطلاق ہوگا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ اَبَاالْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْکَهٗ وَهُوَ بَرِیْءٌ مِمَّا قَالَ جُلِدَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ کَمَا قَالَ. (متفق علیه) 10-1427

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ابوالقاسم سے سنا۔ آپ ارشاد فرما رہے تھے: جو شخص اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگائے، حالانکہ وہ اس سے بری ہے، تو مالک کو قیامت کے دن کوڑے لگائے جائیں گے۔ مگر یہ کہ غلام اسی طرح ہو جس طرح تہمت لگانے والے نے کہا۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ مَنْ ضَرَبَ غُلَامًا لَهٗ حَدًّا لَمْ یَاْتِهٖ اَوْ لَطَمَهٗ فَاِنَّ کَفَّارَتَهٗ اَنْ یُّعْتِقَهٗ. (مسلم) 11-1428

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: جس شخص نے اپنے غلام کو حد لگائی جب کہ اس نے وہ کام نہ کیا ہو یا اس کو طمانچہ مارا، تو اس کا کفارہ یہ ہے، کہ وہ اسے آزاد کردے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ کُنْتُ اَضْرِبُ غُلَامًا لِّیْ فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِیْ صَوْتًا: اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ ! لَلّٰهُ اَقْدَرُ عَلَیْکَ مِنْکَ عَلَیْهِ. فَالْتَفَتُّ فَاِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اپنے غلام کو مار رہا تھا، میں نے اپنے پیچھے مڑ کر سے سنا: ابو مسعود خیال کرو! اللہ تعالیٰ کو جس قدر تجھ پر قدرت حاصل ہے تجھے اس پر نہیں۔ میں نے پیچھے دیکھا تو یہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)!

اللّٰہِ فَقَالَ اَمَا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْکَ النَّارُ اَوْ لَمَسَّتْکَ النَّارُ .(مسلم) 1429-12

اسے میں اللہ کی رضا کے لئے آزاد کرتا ہوں۔آپ نے فرمایا: اگر تو آزاد نہ کرتا تو جہنم کی آگ تجھے اپنی لپیٹ میں لے لیتی۔(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ غلاموں کو اچھا کھانا اور بہترین لباس پہنانا چاہیے۔

۲۔ کام مشکل ہونے کی صورت میں ان کا ہاتھ بٹایا جائے۔

۳۔ مارنے پیٹنے کی بجائے اسے آزاد کرنا بہتر ہے۔

۴۔ نسلاً بعد نسل گھریلو ملازم غلاموں جیسے ہی حقوق رکھتے ہیں۔

۵۔ اللہ کی عبادت اور اپنے مالک کی تابع داری کرنے والے خادم کو دہرا ثواب ملے گا۔

۶۔ کھانا پکانے والے ملازم کو کھانے سے کچھ نہ کچھ کھلانا چاہیے۔

بَابُ بُلُوْغِ الصَّغِيْرِ وَحِضَانَتِهٖ فِي الصِّغْرِ

بچپن میں نگہداشت اور بالغ ہونے کا ذکر

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ عُرِضْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ اُحُدٍ وَاَنَا ابْنُ اَرْبَعَ عَشَرَةَ سَنَةً فَرَدَّنِيْ ثُمَّ عُرِضْتُ عَلَيْهِ عَامَ الْخَنْدَقِ وَاَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَاَجَازَنِيْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيْزِ هٰذَا فَرْقُ مَا بَيْنَ الْمُقَاتِلَةِ وَالذُّرِّيَّةِ.(متفق عليه)1430-1

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں: جنگ احد کے سال میں چودہ برس کا تھا' مجھے رسولِ مکرم ﷺ کے حضور پیش کیا گیا' آپ نے مجھے واپس کردیا۔ جنگِ خندق کے سال جب میں پندرہ سال کا ہوا اور آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے مجھے اجازت عطا فرمائی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ مجاہد اور کم عمر والوں کے درمیان فرق ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ ﷺ قَالَ صَالَحَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَشْيَاءَ عَلٰى اَنَّ مَنْ اَتَاهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ رَدَّهٗ اِلَيْهِمْ وَمَنْ اَتَاهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَرُدُّوْهُ وَعَلٰى اَنْ يَّدْخُلَهَا مِنْ قَابِلٍ وَيُقِيْمَ بِهَا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْاَجَلُ خَرَجَ فَتَبِعَتْهُ ابْنَةُ حَمْزَةَ تُنَادِيْ يَا عَمِّ يَاعَمِّ ! فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَاَخَذَ بِيَدِهَا فَاخْتَصَمَ فِيْهَا عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ قَالَ عَلِيٌّ اَنَا اَخَذْتُهَا وَهِيَ بِنْتُ عَمِّيْ وَقَالَ جَعْفَرٌ بِنْتُ عَمِّيْ وَخَالَتُهَا تَحْتِيْ وَقَالَ زَيْدٌ بِنْتُ اَخِيْ فَقَضٰى بِهَا النَّبِيُّ ﷺ لِخَالَتِهَا وَقَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ وَقَالَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ وَقَالَ لِجَعْفَرٍ اَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ وَقَالَ لِزَيْدٍ اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا.(متفق عليه)1431-2

حضرت براء بن عازب ﷺ بیان کرتے ہیں: صلح حدیبیہ میں نبی مکرم ﷺ نے تین شرائط پر صلح کی: جو مشرک آپ کے ہاں پہنچ جائے آپ اسے واپس کردیں گے اور جو مسلمان کافروں کے پاس چلا جائے گا اسے وہ واپس نہیں کریں گے اور آئندہ سال آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے اور وہاں تین دن قیام کرسکیں گے۔ جب آپ مکہ مکرمہ پہنچے اور مدت ختم ہوگئی، اور آپ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے تو حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ﷺ کی بیٹی آپ کے پیچھے آتے ہوئے آوازیں دے رہی تھی۔ چچا! چچا! حضرت حمزہ ﷺ کی بیٹی کا علی نے ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ کرلیا۔ حضرت حمزہ ﷺ کی بیٹی کے بارے میں حضرت علی ﷺ، حضرت زید ﷺ اور حضرت جعفر ﷺ باہم اختلاف کرنے لگے۔ حضرت علی ﷺ نے کہا: میں نے اس کو اپنے ساتھ لے لیا ہے۔ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ اور جعفر ﷺ نے کہا یہ میرے بھی چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے۔

زید بن حارث ﷜ نے کہا: یہ تو میرے بھائی کی بیٹی ہے۔ نبی محترم ﷺ نے لڑکی حضرت جعفر ﷜ کی سرپرستی میں دیتے ہوئے فرمایا: خالہ ماں کے قائم مقام ہوتی ہے۔ اور علی ﷜ کو فرمایا: تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں اور جعفر ﷜ کو فرمایا: تم تو شکل وصورت اور عادات میں میرے مشابہ ہو۔ اور زید بن حارثہ ﷜ کو فرمایا: آپ ہمارے بھائی ہیں اور ہمارے دوست ہیں۔ (بخاری ومسلم) حضرت زید ﷜ اور حضرت حمزہ ﷜ کے درمیان مواخات تھی۔

خلاصۂ باب

۱۔ یتیم کی کفالت کا حق اور فرض قریبی رشتہ دار کا ہوتا ہے۔

۲۔ خالہ ماں کے مقام پر ہوتی ہے۔

۳۔ بلوغت کی عمر عام طور پر پندرہ سال کے قریب ہوتی ہے۔

۴۔ دینی اور قومی مصلحت کی خاطر کفار سے کمزور شرائط پر معاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

كِتَابُ الْعِتْقِ

غلاموں کو آزاد کرنا

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً اَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِّنَ النَّارِ حَتّٰى فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ.(متفق عليه) 1432-1

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان غلام یا لونڈی کو آزاد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے یہاں تک کہ شرمگاہ کو شرمگاہ کے عوض جہنم سے آزاد فرمائے گا۔(بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

غلام کو آزاد کرنے کی نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر اہمیت بیان فرما رہے ہیں کہ ہر جوڑ کے بدلے آزاد کرنے والے کے جوڑ جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا حتیٰ فرج کے بدلے فرج آزاد ہوگی۔ ایک ایک جوڑ کا ذکر اس لیے فرمایا کہ جو پوام غلام آزاد نہیں کر سکتا وہ اس نیکی میں کسی کے ساتھ شراکت کی کوشش کرے۔ اس تحریک سے لوگوں میں اس قدر شوق پیدا ہوا کہ لوگ غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے' تاکہ اس عظیم کام میں شراکت ہو سکے۔ اور مالک چھوٹی چھوٹی غلطی پر غلام آزاد کیا کرتے تھے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِیْ سَبِیْلِهٖ قَالَ قُلْتُ فَاَیُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ قَالَ اَغْلَاهَا ثَمَنًا وَاَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَفْعَلْ قَالَ تُعِیْنُ صَانِعًا اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَفْعَلْ قَالَ تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلٰى نَفْسِكَ.(متفق عليه) 1433-2

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ میں نے دریافت کیا: کون سی گردن آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: جو قیمت میں زیادہ اور اس کے مالک کے نزدیک پسندیدہ ہو۔ میں نے عرض کیا: اگر میں یہ کام نہ کر سکوں؟ آپ نے فرمایا: تو ایسا کام کرنے والے کی اعانت کر' یا جو شخص کسی چیز کو بنانا نہ جانتا ہو اس کو چیز بنا دے۔ میں نے عرض کیا: اگر میں یہ کام نہ کر سکوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے شر سے لوگوں کو بچانا بھی صدقہ ہے۔(بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ غلام آزاد کرنا' اللہ تعالیٰ کے نزدیک' نہایت ہی پسندیدہ عمل ہے۔ ۲۔ غلام کو آزادی دینے والا جہنم کے عذاب سے آزادی پائے گا۔ ۳۔ غلام کی آزادی میں تعاون کرنے والا اپنی نیت اور حصہ کے مطابق اجر پائے گا۔ ۴۔ اپنے شر سے لوگوں کو بچانا بھی صدقہ ہے۔

بَابُ اِعْتَاقِ الْعَبْدِ الْمُشْتَرَکِ وَشِرَی الْقَرِیْبِ وَالْعِتْقِ فِی الْمَرَضِ

مشترک غلام کو آزاد کرنے، قرابت دار کو خرید نے اور بیماری میں آزاد کرنے کا بیان

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَعْتَقَ شِرْكًا لَهٗ فِی عَبْدٍ وَكَانَ لَهٗ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ الْعَبْدُ عَلَيْهِ قِيْمَةَ عَدْلٍ فَاُعْطِیَ شُرَكَائُهٗ حِصَصَهُمْ وَ عَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَ اِلَّا فَقَدْ عُتِقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ (متفق عليه) 1-1434

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کیا' اور آزاد کرنے والے کے پاس مال ہو جس سے غلام کی پوری قیمت ادا ہو سکتی ہو' تو اس کے لیے غلام کی عادلانہ قیمت کا تعین کیا جائے گا اور اس سے اس کے شرکاء کو حصے دیے جائیں گے۔ اور غلام اس کی جانب سے آزاد ہو گا اور اگر اتنا مال نہیں ہے' تو پھر غلام کا اتنا حصہ ہی آزاد ہو گا جس قدر اس نے آزاد کیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ اَعْتَقَ شِقْصًا فِی عَبْدٍ اُعْتِقَ كُلُّهٗ اِنْ كَانَ لَهٗ مَالٌ فَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَهٗ مَالٌ اُسْتُسْعِیَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ . (متفق عليه) 2-1435

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے کسی غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کیا تو اگر آزاد کرنے والے کے پاس رقم ہے' تو مکمل غلام آزاد کر دیا جائے۔ اور اگر اس کے پاس رقم نہیں ہے تو پھر غلام سے محنت کروائی جائے گی (کہ آزادی کے لیے روپیہ اکٹھا کرے) اور اس پر جبر نہیں کیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷺ اَنَّ رَجُلًا اَعْتَقَ سِتَّةَ مَمْلُوْكِيْنَ لَهٗ عِنْدَ مَوْتِهٖ لَمْ يَكُنْ لَهٗ مَالٌ غَيْرُ هُمْ فَدَعَا بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَزَّاَهُمْ اَثْلَاثًا ثُمَّ اَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَاَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَاَرَقَّ اَرْبَعَةً وَ قَالَ لَهٗ قَوْلًا شَدِيْدًا (رواه مسلم) 3-1436

حضرت عمران بن حصین ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے موت کے وقت اپنے چھ غلاموں کو آزاد کر دیا' ان کے علاوہ اس کے پاس کوئی مال نہ تھا' تو رسولِ معظم ﷺ نے سب غلاموں کو بلایا' ان کو تین حصوں میں تقسیم کر کے قرعہ اندازی کی' تو دو غلاموں کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام رہنے دیا اور اسے تنبیہ فرمائی۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَجْزِیْ وَلَدٌ وَالِدَهٗ اِلَّا اَنْ يَجِدَهٗ مَمْلُوْكًا فَيَشْتَرِيَهٗ فَيُعْتِقَهٗ. (رواه مسلم) 4-1437

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لڑکا اپنے والد کے حقوق کا بدلہ نہیں دے سکتا سوائے اس صورت کے' کہ اگر وہ باپ کو کسی کا غلام پائے تو اس کو خرید کر آزاد کر دے۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوْكًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيْهِ مِنِّي فَاشْتَرَاهُ نَعِيْمُ بْنُ النَّحَّامِ ﷺ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ (متفق عليه)

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں ایک انصاری شخص نے اپنے غلام کو مدبر کر دیا۔ حالانکہ اس کے پاس اس کے علاوہ کچھ مال نہ تھا۔ نبی گرامی ﷺ کو اس بات کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسکو مجھ سے کون خریدے گا؟ چنانچہ نعیم بن عبداللہ نے اسے آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔ (بخاری و مسلم)

و فِي رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ فَاشْتَرَاهُ نَعِيْمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَجَاءَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ابْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَاِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِاَهْلِكَ فَاِنْ فَضَلَ عَنْ اَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِيْ قَرَابَتِكَ فَاِنْ فَضَلَ عَنْ ذِيْ قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهٰكَذَا وَ هٰكَذَا فَيَقُوْلُ فَبَيْنَ يَدَيْكَ وَ عَنْ يَمِيْنِكَ وَ شِمَالِكَ. 5-1438

مسلم کی روایت میں ہے کہ نعیم بن عبداللہ ﷺ نے اسے آٹھ سو درہم میں خریدا پھر وہ رقم لے کر نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے وہ رقم مالک کے سپرد کر دی اور فرمایا: پہلے یہ رقم اپنے آپ پر خرچ کر! اگر کچھ باقی بچے تو اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو اگر اہل و عیال پر خرچ کرنے کے بعد کچھ بچ جائے تو اپنے قرابت داروں پر خرچ کرنا! اگر قرابت داروں سے کچھ بچ رہے تو پھر ادھر ادھر خرچ کر! یعنی اپنے آگے، پیچھے دائیں، بائیں خرچ کرو!۔

فہم الحدیث

وہ غلام جسے اس کا مالک یہ اختیار دے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے اسے "مدبر" کہتے ہیں تیسری اور پانچویں حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ایک آدمی کے پاس اور کوئی جائیداد نہیں اس کے پاس صرف ایک یا اس سے زائد غلام ہیں۔ طلب ثواب اور شوق سخاوت میں وہ ان کو آزاد کر دیتا ہے۔ اب اس کے مرنے کے بعد اس کے بچوں کو کما کر کھلانے والا اور کوئی نہیں۔ گویا کہ یہی اس کی جائیداد تھی۔ جس طرح فوت ہونے والے کو اپنی پوری جائیداد صدقہ کرنے کی اجازت نہیں، اسی اصول کے تحت صحابہ کو بعض حالات کے تحت آپ ﷺ نے ایسا کرنے سے نہ صرف روک دیا بلکہ ایک صحابی کے بیچے ہوئے غلام کو واپس لے کر اس کی بولی چکائی اور وہ رقم اس کے مالک کو دی کہ وہ آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق خرچ کرے۔ تاکہ اس کے بچے اور دیگر حق دار محروم نہ رہیں۔

كِتَابُ الْاَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ

قسم کھانے اور نذر ماننے کے مسائل

انسان کی جبلّت میں یہ بات شامل ہے کہ جب وہ اپنی بات کو مؤثر اور مضبوط کرنا چاہتا ہے تو وہ شواہد اور دلائل کے ساتھ کسی عزیز یا محترم چیز کی قسم اٹھایا کرتا ہے۔ تاکہ سننے والا اسکی بات پر اعتماد اور یقین کرلے۔ ہر دور کے مشرک اپنے باطل خداؤں کی قسمیں اٹھایا کرتے ہیں۔ نبی محترم ﷺ نے اس طریقہ گفتگو کی اصلاح کرتے ہوئے فرمایا کہ بلاوجہ قسمیں اٹھانے سے پرہیز کرنا چاہیے اور اگر قسم اٹھانا ناگزیر ہو تو غیر اللہ کی قسم اٹھانے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم اٹھانا چاہیے۔

دوسری طرف آپ ﷺ نے اس بات کو بہت ہی برا جانا ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے مقدس نام کو دنیاوی فائدے اور محض ڈھال کے طور پر استعمال کرے۔ کیونکہ یہ منافق کی عادت ہوتی ہے۔ قسم اٹھانا درحقیقت اللہ تعالیٰ کو گواہ بنانے کے مترادف ہے اس لئے آدمی کو حتی المقدور کوشش کرنی چاہیے کہ وہ منہ سے نکلی ہوئی قسم اور بات کی پاسداری کرے بصورت دیگر اسے قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا۔ یا پھر ایک غلام آزاد کرنا اگر یہ کام مشکل ہو تو تین روزے رکھنا ہوں گے۔ (پ ۷ رکوع ۱)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ اَكْثَرُ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَحْلِفُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ. (بخاری) 1-1439

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ قسم کھاتے وقت اکثر فرماتے تھے۔: اس ذات کی قسم جو دلوں کو پھیرنے والا ہے۔ (بخاری)

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَنْهٰكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَآئِكُمْ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْلِيَصْمُتْ. (متفق علیه) 2-1440

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع کرتا ہے کہ تم اپنے باپ دادا کے نام کی قسمیں کھاؤ۔ جسے قسم اٹھانی ہو وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھائے یا خاموش رہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِيْ وَلَا بِاٰبَآئِكُمْ. (مسلم) 3-1441

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: بتوں اور اپنے آباؤ اجداد کے ناموں کی قسمیں نہ کھایا کرو۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلْفِهٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی رحمت ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے لات وعزیٰ کی قسم کھائی وہ دوبارہ لا الٰہ الا اللہ پڑھے اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا:

اُقَامِرْکَ فَلْيَتَصَدَّقْ. (متفق عليه) 4-1442

آؤ جوا کھیلیں، وہ صدقہ کرے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاکِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ حَلَفَ عَلٰی مِلَّةٍ غَيْرِ الْاِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَلَيْسَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ نَذْرٌ فِيْمَا لَا يَمْلِکُ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهٖ وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهٖ وَمَنِ ادَّعٰی دَعْوٰی كَاذِبَةً لِيَتَكَثَّرَ بِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللّٰهُ اِلَّا قِلَّةً. (متفق عليه) 5-1443

حضرت ثابت بن ضحاک ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو اسلام کے علاوہ دوسرے دین کی جھوٹی قسم اٹھاتا ہے تو وہ اسی دین پر سمجھا جائے گا جس کی اس نے قسم اٹھائی۔ اور جو چیز کسی کی ملکیت ہی نہیں اس کی نذر ماننا درست نہیں۔ اور کسی نے جس چیز سے دنیا میں خودکشی کی قیامت کے دن اسی چیز کے ساتھ اسے عذاب دیا جائے گا۔ جو شخص کسی ایماندار پر لعنت بھیجتا ہے تو اس کا لعنت بھیجنا اسکے قتل کے مترادف ہے۔ اور جو کسی مومن کو کافر کہتا ہے یہ اسکے قتل کے برابر ہے۔ اور جو جھوٹا دعویٰ کرتا ہے تا کہ اس کے ساتھ زیادہ مال جمع کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے مال میں کمی کر دے گا۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

کسی پر لعنت کرنا یا کافر کہنا اسے اخلاقی لحاظ سے قتل کرنے کے مترادف ہے جس کی آپ ﷺ نے ہرگز اجازت نہیں دی

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنِّیْ وَاللّٰهِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا اَحْلِفُ عَلٰی يَمِيْنٍ فَاَرٰی غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَّمِيْنِیْ وَاَتَيْتُ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ. (متفق عليه) 6-1444

حضرت ابوموسیٰ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول گرامی ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر اللہ کی مشیت شامل حال ہو تو جس کام پر میں قسم اٹھاتا ہوں اگر میں اس کے بجائے دوسرے کام کو بہتر سمجھتا ہوں، تو قسم کا کفارہ ادا کر دیتا ہوں اور وہ کام کرتا ہوں جو پہلے سے افضل ہوتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ يَا عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ ﷺ لَا تَسْاَلِ الْاِمَارَةَ فَاِنَّکَ اِنْ اُوْتِيْتَهَا عَنْ مَّسْئَلَةٍ وُّكِلْتَ اِلَيْهَا وَاِنْ اُوْتِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰی يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِکَ وَاْتِ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ.
وَفِیْ رِوَايَةٍ فَاْتِ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے عبدالرحمٰن بن سمرہ (ﷺ)! خود عہدہ نہ مانگ! اس لئے کہ اگر تمہیں منصب تمہارے مطالبہ پر دے دیا گیا، تو تمہیں اس کے سپرد کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر بلا مطالبہ تم کو ذمہ داری مل جائے تو اس پر تمہاری اعانت کی جائے گی۔ اور جب تم کسی کام پر قسم اٹھاؤ، لیکن اس کے علاوہ کسی دوسرے کام کو اس سے بہتر سمجھو تو قسم کا کفارہ ادا کر دو۔ اور جو کام بہتر ہے اسے

يَمِيْنِكَ.(متفق عليه)1445-7

سرانجام دو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جو کام اچھا ہو اسے سرانجام دو اور قسم کا کفارہ ادا کرو۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَلْيَفْعَلْ. (مسلم) 8-1446

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: ارشاد نبوی ﷺ ہے جو شخص کسی کام پر قسم اٹھاتا ہے اور اس کے سوا کسی اور کام کو اس سے بہتر سمجھتا ہے تو وہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے اور وہ کام کرے جس کے نہ کرنے کی قسم اٹھائی تھی۔ (مسلم)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ لَاَنْ يُّلِجَّ اَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهٖ فِيْ اَهْلِهٖ اٰثَمُ لَهٗ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ اَنْ يُّعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِيْ افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.(متفق عليه)1447-9

حضرت ابوہریرہ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اگر اپنے اہل کے بارے میں اپنی قسم پر اصرار کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ گناہ گار ہے کہ وہ قسم کا وہ کفارہ ادا کرے جس کو اللہ نے اس پر فرض کیا ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمِيْنُكَ عَلٰى مَا يُصَدِّقُكَ عَلَيْهِ صَاحِبُكَ. (مسلم)1448-10

حضرت ابوہریرہ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں: رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: تیری قسم کا وہی مطلب سمجھا جائے گا جو مفہوم قسم اٹھوانے والا سمجھ رہا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْيَمِيْنُ عَلٰى نِيَّةِ الْمُسْتَحْلِفِ.(مسلم)1449-11

حضرت ابوہریرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں ارشاد رسولِ معظم ﷺ ہے: قسم لینے والے کی نیت کے مطابق قسم ہوتی ہے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ "لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ" فِيْ قَوْلِ الرَّجُلِ لَا وَاللّٰهِ وَبَلٰى وَاللّٰهِ.(بخاری)1450-12

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: یہ آیت "تمہاری لغو قسموں کا اللہ تعالیٰ تم سے مواخذہ نہیں کرتے" اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو کہتا ہے: نہیں اللہ کی قسم! ضرور اللہ کی قسم! (بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ قسم اللہ کے نام کی اٹھانی چاہیے۔ ۲۔ غیر اللہ کے نام پر قسم اٹھانے والے کو توبہ کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ پڑھنا چاہیے۔ ۳۔ کسی کو جوا کھیلنے کی دعوت دینا گناہ ہے اس پر صدقہ کرنا چاہیے۔ ۴۔ قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ یا کپڑے پہنانا۔ یا غلام آزاد کرنا ہے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو تین روزے رکھنا ہے۔ ۵۔ مانگ کر منصب لینے والے کی اللہ تعالیٰ مدد نہیں فرماتے۔ ۶۔ غلط کام پر قسم اٹھانا جائز نہیں اس کا کفارہ ادا کرنا چاہیے۔ ۷۔ قسم کا وہی مطلب لیا جائے گا جو قسم لینے والا سمجھتا ہو۔ ۸۔ بغیر ارادہ اور بلا اختیار قسم منہ سے نکل جائے تو مواخذہ نہ ہوگا۔

بَابٌ فِی النُّذُوْرِ

نذروں کا بیان

جہاں تک نذر کا معاملہ ہے تو اکثر لوگ اس طرح نذر مانتے ہیں کہ اگر فلاں مشکل رفع ہو جائے یا اللہ تعالیٰ مجھے فلاں چیز عطا فرمائے گا تو میں اتنا صدقہ، روزے، عمرہ یا اتنی نماز پڑھوں گا۔ بصورت دیگر ایسا آدمی اپنے آپ کو اس کام کا پابند نہیں سمجھتا۔ اس طریقے کو نبی کریم ﷺ نے پسند نہیں فرمایا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اس طرح صرف اللہ تعالیٰ کنجوس کا مال نکلواتے ہیں۔ گویا کہ اسے حقیقی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ کیونکہ انسان اور یہ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور ملکیت ہے' اس لئے شرعاً اور اخلاقاً کسی بندے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ حقیقی خالق و مالک کے ساتھ اس قسم کی شرط لگائے۔

نذر ماننے کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ آدمی مطلوبہ دعا کے قبول ہونے سے پہلے یا بعد میں اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدے کے مطابق صدقہ وخیرات کرے۔

الفصل الاول

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ وَ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَنْذُرُوْا فَإِنَّ النَّذْرَ لَا يُغْنِیْ مِنَ الْقَدْرِ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِيْلِ (متفق عليه) 1451-1

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: تم نذر نہ مانا کرو' اس لئے کہ نذر تقدیر کو نہیں ٹال سکتی اس طرح صرف بخیل سے کچھ نہ کچھ مال نکلوایا جاتا ہے (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَّعْصِيَهٗ فَلَا يَعْصِهٖ (رواه البخاری) 2-1452

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور جو اللہ تعالیٰ کی کسی نافرمانی کی نذر مانے وہ اس کی نافرمانی نہ کرے (بخاری)

فہم الحدیث

بظاہر کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کی نذر نہیں مانتا۔ اس سے مراد ایسی نذر ہے جس میں رب کریم کی نافرمانی پائی جاتی ہو۔ جب معلوم ہو جائے کہ اس نذر میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی ہے تو یہ نذر پوری نہیں کرنی چاہیے۔

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِیْ مَعْصِيَةٍ وَلَا فِيْمَا لَا يَمْلِكُ الْعَبْدُ (رواه مسلم) وَ فِیْ رِوَايَةٍ لَا نَذْرَ فِیْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ 3-1453

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا نافرمانی کی نذر کو پورا نہ کیا جائے اور جو چیز انسان کے قبضہ میں نہیں اس کی نذر نہ مانی جائے۔ (مسلم) ایک اور روایت میں ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نذر نہیں ہے۔

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺعَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَفَّارَةُ النَّذْرِ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ (رواه المسلم) 4-1454

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما رسول کریم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نذر کا کفارہ وہی ہے' جو قسم کا کفارہ ہے (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ إِذَا هُوَبِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوْا أَبُوْ إِسْرَائِيْلَ نَذَرَ أَنْ يَقُوْمَ وَلَا يَقْعُدَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا يَتَكَلَّمَ وَيَصُوْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مُرُوْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ (رواه البخاری)1455-5

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ نبی مکرم ﷺ خطبہ دے رہے تھے تو ایک شخص کھڑا ہوا تھا۔ آپ نے اسکے بارے میں دریافت کیا؟ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا یہ شخص ابواسرائیل ہے' اس نے نذر مان رکھی ہے کہ وہ کھڑا رہے گا' بیٹھے گا نہیں۔ اور نہ سائے میں جائے گا۔ نہ کلام ہی کرے گا۔ اور روزے سے رہے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کو کہو وہ کلام کرے۔ سائے میں بھی رہے اور بیٹھ جائے' لیکن روزہ پورا کرے (بخاری)

وَعَنْ أَنَسٍ ﷺأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى شَيْخًا يُهَادٰى بَيْنَ ابْنَيْهِ فَقَالَ مَابَالُ هٰذَا قَالُوْا نَذَرَ أَنْ يَّمْشِيَ إِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى عَنْ تَعْذِيْبِ هٰذَا نَفْسَهُ لَغَنِيٌّ وَأَمَرَهُ أَنْ يَّرْكَبَ (متفق علیه)

وَ فِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ ارْكَبْ أَيُّهَا الشَّيْخُ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكَ وَعَنْ نَذْرِكَ1456-6

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی معظم ﷺ نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا' جو اپنے دو بیٹوں کا سہارا لے کر چل رہا تھا۔ آپ نے پوچھا: اس کو کیا ہوا ہے؟ صحابہ ﷺ نے بتایا اس نے نذر مانی ہے۔ کہ وہ بیت اللہ تک پیدل چل کر جائے گا۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بات سے بے نیاز ہے کہ یہ اپنے آپ کو تکلیف میں مبتلا کرے اور آپ نے اس کو سواری پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ (بخاری و مسلم) اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے بڑے میاں سوار ہو جاؤ! بلاشبہ اللہ تعالیٰ تجھ سے اور تیری نذر سے بے پرواہ ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ ﷺ فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى أُمِّهِ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَأَفْتَاهُ أَنْ يَّقْضِيَهُ عَنْهَا (متفق علیه)1457-7

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں: حضرت سعد بن عبادہ ﷺ نے نبی کریم ﷺ سے اپنی والدہ کے ذمے نذر کے بارے میں عرض کیا وہ نذر پوری کرنے سے پہلے فوت ہو گئی تھیں۔ آپ نے اسے حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ اپنی والدہ کی طرف سے نذر پوری کریں (بخاری و مسلم)

وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ﷺقَالَ قُلْتُ يَا

حضرت کعب بن مالک ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِيْ صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ فَإِنِّيْ أُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِيْ بِخَيْبَرَ (متفق عليه)8-1458

رسولِ معظم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ توبہ قبول ہونے کی وجہ سے میں اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے صدقہ کروں۔ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: کچھ مال اپنے پاس رہنے دو" اس میں تیری بھلائی ہے اس پر میں نے عرض کیا: تو میں خیبر والے مال کو اپنی ملکیت میں رکھتا ہوں (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص نیک جذبات میں آکر ایسے کام کی نیت کر لیتا ہے جس کے کرنے سے اسے آنے والے وقت میں مشکل پیش آئے گی۔ تو وہ اپنے ارادہ میں تبدیلی کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر پورے کا پورا مال خرچ کرنا یا ایک آدمی کہتا ہے کہ میں اتنے ہزار نفل پڑھوں گا یا اتنی رقم صدقہ کرونگا لیکن وہ اتنا صدقہ نہیں کر سکتا اور نفل نہیں پڑھ سکتا تو اسے توبہ کرنی چاہیے اور اپنی طاقت کے مطابق صدقہ اور نفل پڑھنے چاہیں۔

خلاصۂ باب

۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشروط نذر ماننے پر ثواب نہیں ہوتا۔

۲۔ نذر اپنی ہی چیز کی ماننی چاہیے۔

۳۔ غیر اللہ اور شریعت کے خلاف نذر ماننا حرام ہے۔

۴۔ ماں باپ کے فوت ہونے کے بعد ان کی مانی ہوئی نذر اولاد کو پوری کرنی چاہیے۔

۵۔ نذر جسمانی اور مالی استعداد کے مطابق ہونی چاہیے۔

۶۔ نذر پوری کرنے کی استعداد نہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرنا چاہیے۔

۷۔ گناہ کے کام پر نذر مانی ہو تو اس نذر کو پورا نہیں کرنا چاہیے۔

۸۔ نذر اور قسم کا کفارہ ایک ہی طرح ہے۔

كِتَابُ الْقِصَاصِ

قصاص کا بیان

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَا اُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ (البقرة: ۱۷۸۔۱۷۹)

اے ایمان والو! جو ناحق مارے جاویں ان کا قصاص تم پر فرض کیا گیا ہے۔ آزاد کے بدلے آزاد غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ پس جس کو مقتول کے وارث معاف کر دیں' یا دستور کے مطابق خون بہا طلب کریں تو اسے اچھی طرح ادا کرے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے رعایت اور رحمت ہے' پس جس نے اس کے بعد زیادتی کی اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور قصاص میں ہی تمہاری زندگی کی بقا ہے' اے صاحب عقل و دانش لوگو! تم اللہ سے ڈرتے رہو۔''

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں عقیدۂ توحید، فکرِ آخرت، اخلاقی ضابطوں اور ہدایات کے ذریعے مسلمانوں کو اپنی اصلاح خود کرنے کی ذمہ داری اٹھانے کی راہنمائی فرمائی گئی ہے۔ لیکن انسان میں فطری طور پر کچھ کمزوریاں ہونے کی وجہ سے اس سے بعض اوقات بڑے بڑے جرائم سرزد ہو جاتے ہیں۔ اگر ان کا فوری محاسبہ اور مؤاخذہ نہ کیا جائے تو دنیا کا نظام تہس نہس ہو کر رہ جائے کیونکہ معاملات وقضیات کے فیصلے صرف آخرت کے حوالے کرنے سے نظام میں درستگی پیدا نہیں ہوتی۔ اس لیے جرائم کی روک تھام، مظلوموں کی دادرسی اور مجرم کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے قصاص کو انسانی حیات کی بقا اور حقیقی زندگی قرار دیا ہے۔

رسول محترم ﷺ رحیم و کریم ہونے کے باوجود قصاص اور حدود کے معاملے میں کسی سفارش اور رعایت کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھتے تھے۔ آپ ﷺ ملزم سے اچھی طرح چھان بین فرماتے۔ جرم ثابت ہونے کے بعد بلا امتیاز و رعایت اس پر حد یا تعزیر نافذ کرتے۔ اسی وجہ سے جرائم سے بھری ہوئی عرب دنیا چند سالوں میں جنت نظیر بن گئی۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ — حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں: رسول محترم

اللّٰہِ ﷺ لَا یَحِلُّ دَمُ امْرِیٍٔ مُّسْلِمٍ یَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَّا بِإِحْدٰی ثَلَاثٍ : اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّیِّبُ الزَّانِیْ وَالْمُفَارِقُ لِدِیْنِهٖ اَلتَّارِکُ لِلْجَمَاعَةِ.(متفق علیه)1459-1

ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان شخص کا خون جائز نہیں جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں۔البتہ تین باتوں میں سے ایک بات کی وجہ سے اس کا خون جائز ہوگا (۱) جان کے بدلے جان (۲) شادی شدہ زانی (۳) دین اسلام سے نکل جانے والا یعنی مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑنے والے کا خون مباح ہے۔(بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَنْ یَّزَالَ الْمُؤْمِنُ فِیْ فُسْحَةٍ مِنْ دِیْنِهٖ مَا لَمْ یُصِبْ دَمًا حَرَامًا.(بخاری)1460-2

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: مومن دین کے معاملہ میں ہمیشہ فراخی میں رہتا ہے جب تک وہ ناحق خون نہیں بہاتا۔(بخاری)

فہم الحدیث

یعنی مومن کو نیک اعمال کی توفیق حاصل رہتی جب تک وہ قتل و غارت میں ملوث نہیں ہوتا۔

دوسرا اس کا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مومن ہمیشہ امن و امان اور بے خوف و خطر زندگی گزارتا ہے جب تک کسی کا ناحق قتل نہیں کرتا جب کسی کا ناحق قتل کرے گا' تو ظاہر ہے اس کے بدلے میں ہمیشہ خوف زدہ رہے گا۔جس سے اس کی زندگی کا سکون تباہ ہو جائے گا۔اور مقدمات پر مال بھی ضائع ہوگا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِی الدِّمَاءِ.(متفق علیه) 1461-3

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے لوگوں کے درمیان قتلوں کا فیصلہ ہوگا۔(بخاری و مسلم)

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ ؓ أَنَّهُ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَءَیْتَ إِنْ لَقِیْتُ رَجُلًا مِنَ الْکُفَّارِ فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ إِحْدٰی یَدَیَّ بِالسَّیْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّیْ بِشَجَرَةٍ فَقَالَ أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ.

وَفِیْ رِوَایَةٍ فَلَمَّا أَهْوَیْتُ لِأَقْتُلَهٗ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَأَقْتُلُهٗ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا قَالَ لَا تَقْتُلْهُ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهٗ قَطَعَ إِحْدٰی یَدَیَّ فَقَالَ رَسُوْلُ

حضرت مقداد بن اسود ؓ فرماتے ہیں: میں نے رسول رحمت ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ اگر میری کسی کافر سے لڑائی ہوجائے' ہم دونوں ایک دوسرے پر حملہ آور ہوں' وہ میرے ایک ہاتھ پر تلوار کا وار کرکے اسے کاٹ ڈالے' پھر وہ ایک درخت کی اوٹ میں ہوکر مجھ سے بچنے کے لئے کہے' میں اللہ کی رضا کے لئے اسلام قبول کرتا ہوں' ایک اور حدیث میں ہے جب میں اسے قتل کا ارادہ کروں تو وہ لا الہ الا اللہ کہہ دے تو کیا اس کے کلمہ پڑھنے کے

اللّٰہِ ﷺ لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِيْ قَالَ. (متفق عليه) 4-1462

بعد میں اسے قتل کر سکتا ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: تجھے اس کو قتل نہیں کرنا چاہیے، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس نے میرا ہاتھ کاٹ دیا ہے؟ رسول معظم ﷺ نے فرمایا تم: اسے قتل نہیں کر سکتے۔ اگر تو اسے قتل کرے گا تو وہ تیرے اس مقام پر ہوگا' جو اس کے قتل کرنے سے پہلے تیرا تھا اور تو اس کے اس مقام میں ہوگا' جو اس کلمہ کے کہنے سے پہلے اس کا تھا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى أُنَاسٍ مِنْ جُهَيْنَةَ فَأَتَيْتُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَذَهَبْتُ اَطْعُنُهُ فَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَطَعَنْتُهُ فَقَتَلْتُهُ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَقَتَلْتَهُ وَقَدْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِكَ تَعَوُّذًا قَالَ فَهَلَّا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ (متفق عليه)

وَفِيْ رِوَايَةِ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِيِّ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَهُ مِرَارًا. (مسلم) 5-1463

حضرت اسامہ بن زید ؓ بیان کرتے ہیں: ہمیں رسول مکرم ﷺ نے جہینہ قبیلہ کے چند لوگوں کی طرف بھیجا۔ جب میں ایک شخص کے سامنے ہو کر اسے نیزہ مارنے لگا تو اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا۔ میں نے پھر بھی نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا۔ بعد ازاں میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ کہہ سنایا۔ آپؐ نے فرمایا: افسوس کہ تو نے اسے قتل کر دیا! حالانکہ وہ گواہی دے رہا تھا صرف اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس نے تو بچاؤ کے لئے ایسا کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: کیا تو نے اس کے دل کو چیر کر معلوم کر لیا تھا؟ (بخاری ومسلم)۔ اور جندب بن عبداللہ بجلی ؓ کی روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے بار بار فرمایا جب قیامت کے دن کلمہ لا الہ الا اللہ آئے گا تو تیرے پاس کیا جواب ہوگا؟ (مسلم)

فہم الحدیث

دین اسلام کی امن پسندی اور خیر خواہی کا اندازہ فرمائیں کہ وہ صرف اپنے چاہنے اور ماننے والوں کا ہی تحفظ نہیں کرتا' بلکہ وہ اپنے زیر دست رہنے والے حضرات کا اس قدر خیر خواہ اور محافظ ہے کہ اگر کسی مسلمان نے ذمی کو ناحق قتل کر دیا اور دنیا میں کسی طرح سزا سے بچ بھی جائے تو قیامت کے روز جنت کی خوشبو سے بھی محروم ہوگا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَّمْ يَرِحْ

حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ذمی کافر کو ناحق قتل کیا تو وہ

رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنَّ رِيْحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ أَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا. (بخاری) 1464-6

جنت کی خوشبو محسوس نہیں کرے گا۔ جبکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس کی جائے گی۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي جَهَنَّمَ يَتَرَدّٰى فِيْهَا خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا وَمَنْ تَحَسّٰى سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسَمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيْدَةٍ فَحَدِيْدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا. (متفق علیہ) 1465-7

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے پہاڑ سے گر کر خودکشی کی، وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں خود کو گراتا رہے گا۔ اور جس شخص نے زہر پی کر خودکشی کی تو زہر کا پیالہ اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ زہر کے پیالے کے گھونٹ پیتا رہے گا۔ اور جس نے نیزہ مار کر خودکشی کی تو وہ نیزہ اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ ہمیشہ کے لئے جہنم کی آگ میں اپنے پیٹ میں نیزہ مارتا رہے گا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الَّذِي يَخْنُقُ نَفْسَهُ يَخْنُقُهَا فِي النَّارِ وَالَّذِي يَطْعَنُهَا يَطْعَنُهَا فِي النَّارِ. (بخاری) 1466-8

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنا گلا گھونٹ کر خودکشی کرتا ہے تو وہ اسی طرح دوزخ میں بھی اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور جو شخص خود کو نیزہ مار کر قتل کرتا ہے وہ جہنم میں بھی خود کو نیزہ مارتا رہے گا۔ (بخاری)

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ فَجَزِعَ فَأَخَذَ سِكِّيْنًا فَحَزَّ بِهَا يَدَهُ فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَادَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ فَحَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ. (متفق علیہ) 1467-9

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں: رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے دور میں ایک زخمی شخص تھا تو اس نے گھبراہٹ کے عالم میں چھری کے ساتھ اپنا ہاتھ کاٹ دیا اور خون نہ رکنے کی وجہ سے وہ فوت ہوگیا۔ تو اللہ نے اس کے بارے میں فیصلہ فرمایا: میرے بندے نے خود کو قتل کر کے مرنے کے لئے جلدی کی اس لئے میں نے اس پر جنت حرام کردی ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ طُفَيْلَ بْنَ عَمْرٍو الدَّوْسِيَّ لَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى الْمَدِيْنَةِ هَاجَرَ إِلَيْهِ وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَمَرِضَ فَجَزِعَ فَأَخَذَ مَشَاقِصَ لَهُ فَقَطَعَ بِهَا بَرَاجِمَهُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی تو طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ دوسی اور اس کی قوم کے ایک آدمی نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے ہجرت کی۔ یہاں آ کر وہ آدمی بیمار ہوگیا۔ اس نے

فَشَخَبَتْ يَدَاهُ حَتّٰى مَاتَ فَرَاٰهُ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو ﷺ فِيْ مَنَامِهٖ وَهَيْئَتُهٗ حَسَنَةٌ وَرَاٰهُ مُغَطِّيًا يَدَيْهِ فَقَالَ لَهٗ مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ فَقَالَ غَفَرَلِيْ بِهِجْرَتِيْ إِلٰى نَبِيِّهٖ ﷺ فَقَالَ مَالِيْ اَرَاكَ مُغَطِّيًا يَدَيْكَ قَالَ لِيْ قِيْلَ لَنْ نُّصْلِحَ مِنْكَ مَا أَفْسَدْتَّ فَقَصَّهَا الطُّفَيْلُ ﷺ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ. (مسلم)10-1468

گھبراہٹ کے عالم میں تیز آلے سے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کے جوڑوں کو کاٹ دیا۔اس کے ہاتھ سے خون بہہ نکلا اور وہ فوت ہوگیا۔تو طفیل بن عمرو ﷺ نے اس شخص کو خواب میں دیکھا: اس کی شکل وصورت نہایت اچھی ہے مگر اس نے ہاتھوں کو چھپا رکھا ہے۔طفیل بن عمرو ﷺ نے اس سے دریافت کیا: تیرے رب نے تیرے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ اس نے بتایا: میرے رب نے مجھے نبی ﷺ کی جانب ہجرت کرنے کی وجہ سے معاف کردیا ہے۔انہوں نے مزید دریافت کیا: میں دیکھ رہا ہوں تو نے اپنے ہاتھوں کو چھپایا ہوا ہے' یہ کیوں؟ اس نے بتایا: مجھے کہا گیا ہے کہ ہم تیرے جسم کے اس حصے کو درست نہیں کریں گے' جس کو تو نے خود زخمی کیا ہے۔طفیل بن عمرو ﷺ نے اس خواب کو نبی مکرم ﷺ کے سامنے بیان کیا: تو رسولِ اکرم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! اس کے ہاتھوں کو بھی معاف فرما! (مسلم)

فہم الحدیث

اسلام صبر وتحمل کا دین ہے۔وہ ہر قسم کی تکلیف اور آزمائش کو حوصلہ کے ساتھ برداشت کرنے اور اس کے بدلے آخرت کے اجر وثواب کا یقین دلاتا ہے۔اگر آدمی مصیبت کے وقت صبر سے کام نہیں لیتا تو اس دنیا میں بھی اس کے مسائل میں اضافہ ہوتا ہے اور قیامت کے دن بھی مشکلات اور عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔جیسا کہ کوئی غربت سے تنگ آ کر خودکشی کرتا ہے تو اس سے اس کی آخرت تباہ ہوگی اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں کا رہا سہا سہارا بھی ختم ہو جائے گا۔لہٰذا زندگی رب کریم کا عطیہ ہے اس میں نشیب وفراز تو آتے ہی رہتے ہیں جن پر صبر کرنا چاہیئے آخرت کی تکلیف کے بدلے میں یہ تکلیفیں ہلکی اور عارضی ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيْلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا أَفُلَانٌ؟ أَفُلَانٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَأَوْمَتْ بِرَأْسِهَا فَجِيْءَ بِالْيَهُوْدِيِّ فَاعْتَرَفَ فَأَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُضَّ رَأْسُهٗ بِالْحِجَارَةِ. (متفق عليه)11-1469

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک یہودی نے ایک لڑکی کے سر کو دو پتھروں کے درمیان کچل دیا۔لڑکی سے دریافت کیا گیا: تیرا سر کس آدمی نے کچلا ہے؟ کیا فلاں شخص نے؟ کیا فلاں نے؟ جب قاتل یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے سر کے اشارے سے بتایا۔جب اس یہودی کو لایا گیا تو اس نے اقرار کرلیا۔رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ اس

کے سر کو بھی پتھر کے ساتھ کچل دیا جائے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ ؓ قَالَ كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ وَهِيَ عَمَّةُ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ ؓ عَمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ لَا وَاللّٰهِ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا أَنَسُ ؓ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْأَرْشَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ. (متفق علیه) 1470-12

حضرت انس ؓ ہی بیان کرتے ہیں: ربیع حضرت انس بن مالک ؓ کی پھوپھی نے ایک انصار کی لڑکی کا دانت توڑ دیا تو وہ نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے قصاص کا حکم دیا۔ انس بن نضر ؓ جو انس بن مالک ؓ کے چچا ہیں' انہوں نے کہا' نہیں اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول (ﷺ)! ربیع کا دانت بدلے میں نہیں توڑا جائے گا۔ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: اے انس! اللہ کی کتاب میں تو قصاص ہے۔ لیکن لڑکی والوں نے دیت لینا قبول کر لیا اور اس پر راضی ہو گئے۔ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ کے بندوں میں سے کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ جب وہ اللہ کے بھروسے پر قسم اٹھا لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کر دکھاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ ؓ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيًّا هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ لَيْسَ فِي الْقُرْاٰنِ فَقَالَ وَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَءَ النَّسَمَةَ مَا عِنْدَنَا إِلَّا مَا فِي الْقُرْاٰنِ إِلَّا فَهْمًا يُعْطَى رَجُلٌ فِيْ كِتَابِهٖ وَمَا فِي الصَّحِيْفَةِ قُلْتُ وَمَا فِي الصَّحِيْفَةِ قَالَ اَلْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْأَسِيْرِ وَأَنْ لَّا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ (بخاری) 1471-13

حضرت ابو جحیفہ ؓ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت علی ؓ سے دریافت کیا: کیا آپ کے پاس ایسا علم ہے جو قرآن مجید میں نہیں ہے؟ تو انہوں نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا کیا' ہمارے پاس وہی علم ہے جو قرآن مجید میں ہے اور دین کا فہم جو کسی انسان کو اللہ کی کتاب سے عطا کیا جائے۔ ہاں اور جو اس صحیفہ میں ہے۔ میں نے دریافت کیا اس صحیفہ میں کیا ہے؟ انہوں نے بتایا اس میں دیت اور قیدیوں کو آزاد کرانے کے مسائل ہیں اور اس بات کی وضاحت ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جا سکتا۔ (بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ شادی شدہ کا زنا کرنا' کسی کو ناحق قتل کرنا اور مرتد ہونا۔ ان تین میں کسی کا ارتکاب کرنے کا خون بہانا جائز ہے۔ لیکن اس کا فیصلہ اسلامی عدالت کرے گی۔ ۲۔ قیامت کے دن حقوق العباد کے حوالے سے سب سے پہلے قتلوں کا فیصلہ کیا جائے گا۔ ۳۔ کافر ذمی کو قتل کرنے والا جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ ۴۔ خود کشی کرنے والے کو وہی سزا جہنم میں دی جاتی رہے گی۔ جس طریقے سے اس نے خود کشی کی ہوگی۔ ۵۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کی قسم کی لاج رکھتا ہے۔

بَابُ الدِّيَاتِ

دیتوں کا بیان

دیت سے مراد جرمانے کی ایسی رقم ہے جو شریعت نے مختلف جرائم کی تلافی کے لئے مظلوم کی حق رسی کے طور پر زیادتی کرنے والے پر لاگو کی ہے۔ بشرطیکہ مظلوم لینے کے لئے تیار ہو۔ اگر مظلوم پارٹی دیت لینے کی بجائے بدلہ ہی لینا چاہتی ہو تو حکومت اور عدالت کا فرض ہے، کہ وہ قصاص کا بندوبست کرے۔ دیت فوجداری مقدمات میں ہوگی۔ اخلاقی جرم یعنی بدکاری وغیرہ میں دیت اور قصاص نہیں ہوسکتا۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ هٰذِهٖ وَ هٰذِهٖ سَوَاءٌ يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَ الْاِبْهَامَ. (بخاری) 1472-1

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی مکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا یہ انگلی اور یہ دونوں برابر ہیں یعنی چھنگلی اور انگوٹھا دیت کے اعتبار سے برابر ہیں۔ (بخاری)

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ جَنِيْنِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِيْ لِحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ ثُمَّ أَنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِأَنَّ مِيْرَاثَهَا لِبَنِيْهَا وَ زَوْجِهَا وَ الْعَقْلُ عَلٰى عَصَبَتِهَا. (متفق عليه) 1473-2

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے بنولحیان کی عورت کے حمل کے بارے میں فیصلہ فرمایا، جو مردہ پیدا ہوا تھا۔ اس کی دیت غلام یا لونڈی ہے۔ پھر وہ عورت فوت ہوگئی جس کو آپ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ وہ غلام یا لونڈی بطور دیت دے، تو رسولِ اکرم ﷺ نے فیصلہ کیا کہ وراثت اس کے بیٹوں اور اس کے خاوند کے لئے اور دیت قاتلہ کے عصبہ (رشتے داروں) پر واجب ہوگی۔ (بخاری و مسلم) عصبہ کی تعریف وراثت کے باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

وَعَنْهُ قَالَ اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِيْ بَطْنِهَا فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ دِيَةَ جَنِيْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيْدَةٌ وَ قَضٰى بِدِيَةِ الْمَرْأَةِ عَلٰى عَاقِلَتِهَا وَ وَرَّثَهَا وَلَدَهَا وَمَنْ مَّعَهُمْ. (متفق عليه) وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَ ضَرَبَتِ امْرَأَةٌ ضَرَّتَهَا بِعَمُوْدِ فُسْطَاطٍ وَ هِيَ حُبْلٰى فَقَتَلَتْهَا قَالَ وَ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: ''ہذیل'' قبیلہ کی دو عورتیں آپس میں لڑ پڑیں۔ ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھر دے مارا۔ وہ عورت اور اس کے پیٹ میں جو بچہ تھا دونوں مر گئے۔ رسولِ مکرم ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ بچے کی دیت ایک غلام یا لونڈی ہے اور عورت کی دیت قتل کرنے والی کے رشتہ دار ادا کریں گے۔ اس کے بچے اور دیگر وارثوں کو اس مرنے والی عورت کا وارث بنا دیا۔ (بخاری و مسلم)

إِحْدَاهُمَا لِحْيَانِيَّةٌ قَالَ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دِيَةَ الْمَقْتُوْلَةِ عَلٰى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ وَ غُرَّةً لِمَا فِيْ بَطْنِهَا. 3-1474

مسلم کی روایت میں ہے، کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷜ نے بیان کیا کہ ایک عورت نے اپنی سوتن کو خیمے کا بانس مار کر قتل کر دیا۔ وہ حاملہ بھی تھی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ان میں سے ایک عورت قبیلہ لحیان میں سے تھی۔ رسول معظم ﷺ نے مقتولہ کی دیت قاتلہ کے عصبہ رشتہ داروں پر ڈال دی اور حمل کی دیت غلام یا لونڈی مقرر کی۔

خلاصۂ باب

۱۔ چھنگلی اور انگوٹھا دیت کے اعتبار سے برابر ہیں۔

۲۔ حمل گرانے کی دیت ایک غلام یا لونڈی ہے۔

۳۔ قتل کرنے والی عورت کی دیت اس کے رشتہ دار ادا کریں گے۔

۴۔ جو کسی کے ساتھ برا معاملہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھی ویسا ہی معاملہ فرمائے گا۔

بَابُ مَا لَا يُضْمَنُ مِنَ الْجِنَايَاتِ

جن جرائم پر جرمانہ نہیں

اسلام کا مجرم کوسزا دینے کے بارے میں تصور یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر لوگوں کوسزا دینے کی بجائے عادی مجرموں کو چھوڑ کر باقی کے ساتھ معافی اور درگزر کا معاملہ اختیار کیا جائے۔۔رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے

''حقیقی طاقت ور وہ ہے جو اپنے غصے پر قابو پائے اور جس نے اپنے بھائی کو معاف کیا اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرے گا''

کسی کی غلطی پر پردہ پوشی کرنے والے کو خوش خبری عنایت فرمائی کہ محشر کے میدان میں رب کریم اسکے گناہوں پر پردہ ڈالتے ہوئے درگزر فرمائیں گے۔

اسلام چاہتا ہے جرائم پر قابو پانے کے لئے رائے عامہ کو منظم اور لوگوں میں چور اور ڈاکو کے مقابلے میں مزاحمت کرنے کا ماحول پیدا کیا جائے کیونکہ جب تک کسی جرم کے خلاف عوام میں صحتمند ردعمل بیدار نہیں ہوتا صرف قانون اور انتظامیہ کی طاقت سے معاشرے کو جرائم سے پاک نہیں کیا جاسکتا۔اسی لئے آپ ﷺ کا فرمان ہے:

جو اپنی عزت و مال کا دفاع کرتے ہوئے مارا گیا تو شہید سمجھا جائیگا۔

دوسرے کے گھر میں جھانکنے والے کی آنکھ کو پھوڑا جاسکتا ہے۔

اسلام نے قانون کی حکمرانی،عوام کا شدید ردعمل اور گناہوں سے نفرت اور فکر آخرت کا تصور دے کر جرائم کی بیخ کنی کے لیے قانون کا وہ جامع تصور ہمیں عطا فرمایا' جسکی مثال کسی دین،قانون اور تہذیب میں نہیں پائی جاتی۔اسی کا نتیجہ تھا کہ نہایت مختصر مدت میں نیکیوں کی بہار آئی اور گناہوں کا قلع قمع ہوا۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعَجْمَاءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ.(متفق علیه)[1475-1]

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا جانور کے زخمی کرنے پر مالک پر کچھ جرمانہ نہیں اور کان میں کان کن کے دب کر مرنے کی صورت میں مالک پر کوئی جرمانہ نہیں۔اور کنویں میں گر کر مرجانے والے کی کوئی دیت نہیں۔(بخاری ومسلم)

عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ ﷺ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ جَيْشَ الْعُسْرَةِ وَكَانَ لِيْ أَجِيْرٌ فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا يَدَ الْآخَرِ فَانْتَزَعَ الْمَعْضُوْضُ يَدَهُ مِنْ فِي الْعَاضِّ فَأَنْدَرَ ثَنِيَّتَهُ

حضرت یعلی بن امیہ ﷺ بیان کرتے ہیں: میں غزوۂ تبوک کے لشکر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوا اور میرے ساتھ میرا ایک خادم تھا۔وہ ایک آدمی کے ساتھ لڑ پڑا۔ان میں سے ایک نے دوسرے کے ہاتھ پر دانت

فَسَقَطَتْ فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ وَقَالَ أَيَدَعُ يَدَهُ فِيْ فِيْكَ تَقْضِمُهَا كَالْفَحْلِ. (متفق عليه)[2-1476]

گاڑ دیے۔ جس کے ہاتھ میں دانت گڑے ہوئے تھے اس نے اپنے ہاتھ کو دوسرے کے منہ سے زور سے کھینچا اور اس کا سامنے والا دانت ٹوٹ گیا۔ وہ نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس کے دانتوں کی دیت جائز قرار نہیں دی۔ فرمایا کیا وہ شخص اپنا ہاتھ تیرے دانتوں کے حوالے کیے رکھتا اور تو سانڈ کی طرح چبا تا رہتا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ. (متفق عليه) [3-1477]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے رسولِ مکرم ﷺ سے سنا: جو آدمی اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا قتل ہوا، وہ شہید ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَرَأَيْتَ إِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيْدُ أَخْذَ مَالِيْ قَالَ فَلَا تُعْطِهِ مَالَكَ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلَنِيْ قَالَ قَاتِلْهُ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلَنِيْ قَالَ فَأَنْتَ شَهِيْدٌ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتُهُ قَالَ هُوَ فِي النَّارِ. (مسلم)[4-1478]

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک آدمی رسول مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے رسولِ رحمت آپ بتائیں، اگر کوئی آدمی مجھ سے میرا مال چھیننے کا ارادہ کرے تو؟ فرمایا تو اسے اپنا مال نہ لینے دو۔ اس نے عرض کیا: آپ فرمائیں، کہ اگر وہ مجھ سے لڑنے پر اتر آئے؟ آپ نے فرمایا تجھے اس کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ اس نے عرض کیا: آپ بتائیں اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ آپ نے فرمایا پھر تو شہید ہے۔ اس نے عرض کیا: آپ کا کیا ارشاد ہے، اگر میں اسے قتل کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جہنمی ہے۔ (مسلم)

عَنْهُ ﷺ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَوِ اطَّلَعَ فِيْ بَيْتِكَ أَحَدٌ وَلَمْ تَأْذَنْ لَهُ فَخَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ. (متفق عليه)[5-1479]

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں: انہوں نے رسولِ کریم ﷺ سے سنا: اگر کوئی شخص تیرے گھر میں جھانکے جسے تو نے اجازت نہیں دی اور تو اس پر پتھر مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دے، تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِيْ جُحْرٍ فِيْ بَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ فَقَالَ لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْظُرُنِيْ لَطَعَنْتُ بِهِ فِيْ عَيْنِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِسْتِيْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ. (متفق عليه)[6-1480]

حضرت سہل بن سعد ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک آدمی نے رسولِ محترم ﷺ کے گھر کے دروازے کی دراڑوں میں سے جھانکا۔ رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ میں سر کھجلانے والی لکڑی تھی جس کے ساتھ آپ اپنے سر کو کھجلا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: اگر مجھے علم ہوتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے، تو میں یہی لکڑی تیری آنکھ میں مارتا۔ اجازت طلب کرنا اسی لئے مقرر کیا گیا ہے تا کہ

گھر والوں پر نظر نہ پڑے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ﷛ أَنَّهُ رَاٰى رَجُلًا يَخْذِفُ فَقَالَ لَا تَخْذِفْ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يُصَادُ بِهٖ صَيْدٌ وَلَا يُنْكَأُ بِهٖ عَدُوٌّ وَلٰكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ.(متفق عليه)[7-1481]

حضرت عبداللہ بن مغفل ﷛ بیان کرتے ہیں: انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا، وہ کنکریاں مار رہا ہے۔ انہوں نے کہا: کنکری نہ مارو کیونکہ رسول مکرم ﷺ نے کنکری مارنے سے روکا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے: کنکر مارنے سے نہ تو کسی پرندے کا شکار ہوتا ہے اور نہ ہی اس سے دشمن زخمی ہوتا ہے، لیکن وہ دانتوں کو توڑتا ہے اور آنکھ پھوڑ دیتا ہے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِيْ مَسْجِدِنَا أَوْ فِيْ سُوْقِنَا وَمَعَهٗ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ عَلٰى نِصَالِهَا أَنْ يُّصِيْبَ أَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْهَا بِشَيْءٍ.(متفق عليه)[8-1482]

حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷛ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص ہماری مسجد اور ہمارے بازار سے گزرے اور اس کے ہاتھ میں تیر ہو تو وہ تیر کے نوک دار حصے کو ہاتھ میں پکڑے رکھے، تاکہ اس سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُشِيْرُ أَحَدُكُمْ عَلٰى أَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ فَإِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِيْ يَدِهٖ فَيَقَعُ فِيْ حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ.(متفق عليه)[9-1483]

حضرت ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، ممکن ہے کہ شیطان اس کے ہاتھ سے ہتھیار اس کے بھائی پر گرا کر اس کو زخمی کر دے۔ اس طرح وہ دوزخ کے گڑھے میں گر جائے گا۔(بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَشَارَ إِلٰى أَخِيْهِ بِحَدِيْدَةٍ فَإِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تَلْعَنُهٗ حَتّٰى يَضَعَهَا وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيْهِ وَأُمِّهٖ. (بخاری) [10-1484]

حضرت ابوہریرہ ﷛ ہی بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کی طرف نیزہ سے اشارہ کرتا ہے تو جب تک وہ نیزے کو نیچے نہیں رکھ دیتا اس وقت تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں، اگرچہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہی کیوں نہ ہو۔(بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷛ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا.(بخاری)

وَزَادَ مُسْلِمٌ وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا.

حضرت عبداللہ بن عمر ﷛ اور ابوہریرہ ﷛ نبی مکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہم پر تلوار اٹھاتا ہے، وہ ہم میں سے ہی نہیں ہے۔(بخاری و مسلم) مسلم میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ جو شخص ہمیں دھوکا

دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں۔

[11-1485]

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَلَّ عَلَيْنَا السَّيْفَ فَلَيْسَ مِنَّا.(مسلم)[12-1486]

حضرت سلمہ بن اکوع ﷺ ذکر کرتے ہیں : رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ہم پر تلوار سونتی وہ ہم سے نہیں ہے۔(مسلم)

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ مَرَّ بِالشَّامِ عَلٰى أُنَاسٍ مِّنَ الْأَنْبَاطِ وَقَدْ أُقِيْمُوْا فِيْ الشَّمْسِ وَصُبَّ عَلٰى رُءُوْسِهِمُ الزَّيْتُ فَقَالَ مَا هٰذَا ؟قِيْلَ يُعَذَّبُوْنَ فِيْ الْخَرَاجِ فَقَالَ هِشَامٌ أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِنَّ اللّٰهَ يُعَذِّبُ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا.(مسلم)[13-1487]

حضرت ہشام بن عروہ ﷺ اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: ہشام بن حکیم ﷺ کا شام کے علاقہ میں چند کاشتکاروں کے قریب سے گزر ہوا، جنہیں دھوپ میں کھڑا کر کے ان کے سروں پر تیل ڈالا جا رہا تھا۔ ہشام ﷺ نے پوچھا ان کا کیا قصور ہے؟ انہیں بتایا گیا ان کو ٹیکس کی عدم ادائیگی کی وجہ سے اس تکلیف میں مبتلا کیا گیا ہے۔ ہشام بن حکیم ﷺ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں، میں نے رسول معظم ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب میں مبتلا کرے گا، جو دنیا میں لوگوں کو تکلیف میں مبتلا کرتے ہیں۔(مسلم)

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْشِكُ إِنْ طَالَتْ بِكَ مُدَّةٌ أَنْ تَرٰى قَوْمًا فِيْ أَيْدِيْهِمْ مِثْلُ أَذْنَابِ الْبَقَرِ يَغْدُوْنَ فِيْ غَضَبِ اللّٰهِ وَيَرُوْحُوْنَ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَرُوْحُوْنَ فِيْ لَعْنَةِ اللّٰهِ. (مسلم)[14-1488]

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تیری زندگی کچھ دراز ہوئی تو عنقریب ایسے لوگوں کو دیکھو گے، جن کے ہاتھوں میں بیل کی دموں کی مانند کوڑے ہوں گے، وہ اللہ کی ناراضگی میں صبح وشام صبر کرتے ہوں گے ہوں گے۔ ایک اور روایت میں ہے وہ صبح شام اللہ کی لعنت کے مستحق ہوں گے۔(مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا وَإِنَّ رِيْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا. (مسلم) [15-1489]

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: دو گروہ ایسے ہیں جنہیں میں نے ابھی تک نہیں دیکھا ہے(۱) ایک گروہ وہ جن کے ہاتھوں میں بیل کی دموں کی مانند کوڑے ہوں گے۔ اور وہ ان کوڑوں کے ساتھ بلا جواز لوگوں کو ماریں گے۔(۲) اور دوسرا گروہ عورتوں کا ہے جنہوں نے بظاہر لباس پہنا ہوا ہوگا۔ لیکن درحقیقت ان کے بدن ننگے ہوں گے۔ وہ لوگوں کو اپنی طرف مائل

کرنے والی مٹک مٹک کر چلنے والی ہوں گی۔ ان کے سر لمبی گردنوں والے اونٹوں کے کوہانوں کی طرح اٹھے ہوئے ہوں گے۔ وہ عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی۔ بلکہ جنت کی خوشبو کو بھی نہ پاسکیں گی۔ جبکہ جنت کی خوشبو اتنے اور اتنے فاصلے کی مسافت سے سونگھی جاسکے گی۔ (مسلم)

فہم الحدیث

حدیث کی دوسری کتب میں موجود ہے کہ جنت کی خوش بو پانچ سو سال کی مسافت سے محسوس کی جائے گی۔

وَعَنْـهُ قَـالَ قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰـهِ ﷺ إِذَا قَاتَلَ أَحَـدُكُـمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ فَإِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ. (متفق عليه)[16-1490]

حضرت ابوہریرہ ﷛ ہی بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی سے لڑے، تو اس کے چہرے پر نہ مارے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی شکل پر پیدا فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ جو اپنے مال اور عزت کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے، وہ شہید ہوگا۔

۲۔ گھر میں جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دی جائے، تو کوئی گناہ نہیں۔

۳۔ مسجد اور بازار میں داخل ہونے کے بعد اسلحہ کو لاک (Lock) کر لینا چاہیے۔

۴۔ مذاق میں بھی اسلحہ نہیں تاننا چاہیے۔

۵۔ مسلمان پر بلاوجہ اسلحہ اٹھانا ملت سے خارج ہونے کے مترادف ہے۔

۶۔ کسی کے چہرے پر تھپڑ مارنا گناہ ہے۔

۷۔ فحاشی پھیلانے والی عورتیں اور ظلم کرنے والے افسران جنت کی خوشبو نہیں پاسکیں گے۔ جبکہ جنّت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس کی جاسکتی ہے

بَابُ الْقَسَامَةِ

قسامہ کا بیان

یہاں قسم سے مراد ایک خاص قسم کا حلف ہے، جو قتل کے ایسے مقدمہ میں اسلامی عدالت لیتی ہے جسے قانون کی زبان میں اندھا قتل کہا جاتا ہے۔ یعنی ایسا قتل جس کے موقع پر گواہ نہ ہوں، یا کوئی شہادت دینے کے لیے تیار نہ ہو۔ اس صورتحال میں قاتلوں تک پہنچنے کے لئے شریعت نے یہ اصول وضع فرمایا، کہ ایسے قتل کے لئے اس علاقے میں پچاس عادل اور ذمہ دار لوگوں سے اس بات کا حلف لیا جائے کہ وہ قاتل کو نہیں جانتے۔ ایسی صورت میں اسلامی حکومت مقتول کے ورثا کو سرکاری خزانے سے دیت ادا کرے گی۔ دوسرے لفظوں میں یہ مملکت کا مقدمہ سمجھا جائے گا۔

الفصل الاول

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رضی اللہ عنہ وَ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُمَا حَدَّثَا اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَ مُحَيِّصَةَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ اَتَيَا خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِی النَّخْلِ فَقُتِلَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ فَجَاءَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَ حُوَيِّصَةُ وَ مُحَيِّصَةُ بْنَا مَسْعُوْدٍ اِلَى النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَتَكَلَّمُوْا فِیْ اَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَبَدَاَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ وَ كَانَ اَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم كَبِّرِ الْكُبْرَ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ يَعْنِیْ لِيَلِیَ الْكَلَامَ الْاَكْبَرُ فَتَكَلَّمُوْا فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِسْتَحِقُّوْا قَتِيْلَكُمْ اَوْ قَالَ صَاحِبَكُمْ بِاَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمْرٌ لَمْ نَرَهُ قَالَ فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُوْدُ فِیْ اَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَوْمٌ كُفَّارٌ فَفَدَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ قِبَلِهِ. وَ فِیْ رِوَايَةٍ تَحْلِفُوْنَ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا وَ تَسْتَحِقُّوْنَ قَاتِلَكُمْ اَوْ صَاحِبَكُمْ فَوَدَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ عِنْدِهِ بِمِائَةِ نَاقَةٍ (متفق علیه) 1491-1

پہلی فصل

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اور سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہما خیبر میں آئے، تو گنجان کھجوروں میں ایک دوسرے سے الگ ہوگئے۔ عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے۔ تو عبدالرحمان بن سہل رضی اللہ عنہ اور مسعود رضی اللہ عنہ کے دونوں بیٹے حویصہ اور محیصہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور مقتول کے بارے میں بات کی۔ گفتگو کا آغاز عبدالرحمان بن سہل رضی اللہ عنہ نے کیا جو کہ ان میں سے چھوٹے تھے۔ آنحضرت نے فرمایا: بڑے کو بات کرنے دو۔ یحیٰی بن سعید نے کہا، کہ آپکا مقصد تھا کہ وہ شخص بات کرے جو عمر میں بڑا ہے۔ اس نے بات کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے مقتول یا اپنے ساتھی کے حقدار بن سکتے ہو، بشرطیکہ تم میں سے پچاس افراد قسمیں اٹھائیں۔ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ ایسا معاملہ ہے، جس میں ہم موجود نہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر یہودیوں میں سے پچاس آدمی قسم اٹھا کر برأت کا اظہار کریں گے۔ اس پر انھوں نے عرض کیا، کہ یا رسول

اللہ ﷺ وہ تو کافر لوگ ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے مقتول کی دیت خود ادا کردی۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ تم پچاس قسمیں اٹھا کر اپنے قاتل سے قصاص یا اپنے ساتھی کا فدیہ حاصل کرنے کے حقدار بن سکتے ہو۔ لیکن رسولِ محترم ﷺ نے اپنی طرف سے اس کی دیت ایک سو اونٹنیاں ادا کردیں۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اندھے قتل میں مدعی پارٹی کے پچاس دیانت دار آدمی قسم اٹھا کر قاتل نامزد کریں گے۔ اگر مدعی جماعت قسامہ کے لئے تیار نہیں ہوتی، تو پھر ملزم پارٹی کے پچاس آدمی قسم اٹھائیں گے۔ کہ نہ ہم میں کوئی قاتل ہے۔ اور نہ ہم قاتل کو جانتے ہیں۔ اور اگر دونوں فریق قسم اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہوتے یا ملزم پارٹی غیر مسلم یا نا قابل اعتماد قسم کے لوگ ہوں تو مقتول کے وارثوں کو قومی خزانے سے دیت دی جائے گی۔

اندھے قتل سے مراد یہ ہے کہ جس کے موقعہ پر گواہ اور ثبوت نہ ہوں

خلاصۂ باب

۱۔ اندھے قتل میں پچاس نیک اور عادل لوگوں کی گواہی سے فیصلہ کیا جائے گا

۲۔ وفد کی نمائندگی کسی بڑے آدمی کو کرنی چاہیے

۳۔ قاتل معلوم نہ ہونے پر مقتول کی دیّت حکومت ادا کرنے کی پابند ہوگی۔

بَابُ قَتْلِ اَهْلِ الرِّدَّةِ وَالسُّعَاةِ بِالْفَسَادِ

مرتدین اور مفسدین کا قتل کرنا

لَااِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ. (البقره ۲:۲۵۶)

''دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے، بیشک ہدایت گمراہی سے خوب واضح ہوگئی ہے۔''

اسلام نے اپنی دعوت کے بارے میں اس قدر فراخ دلی کا مظاہرہ کیا ہے، کہ اسلامی حکومت کو بھی یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ غیر مسلموں کو جبراً حلقہ اسلام میں داخل کرے۔اور کفار کے لئے کھلی چھٹی ہے کہ وہ اسلامی مملکت میں رہ کر اپنے معبد خانوں میں جس طرح چاہیں عبادت کریں۔تاہم انہیں مسلم آبادی میں مسلمانوں کو اپنی دعوت دینے کا اختیار نہیں ہوگا۔اور فکری آزادی کے ماحول میں اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے حلقہ اسلام میں داخل ہوجاتا ہے،تو پھر اسے مرتد ہونے کی شرعا اجازت نہیں ہے کیونکہ اس طرح مذہب کے ساتھ انتہادرجے کا مذاق اور ناپختہ مسلمانوں میں دین کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا ہوں گی۔ مرتد ہونے والے کا یہ اقدام اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کے خلاف بغاوت تصور کیا جائے گا جو دنیا میں کوئی مذہب اور حکومت گوارا نہیں کرسکتی۔اسی بناء پر ایسے مجرم کے لئے قتل کی سزا تجویز کی گئی ہے

اور یہی سزا ان قومی مجرموں کو بھی دی جائے گی جو شاہراہوں پر ڈاکہ ڈالتے اور لوگوں کی عزتیں لوٹتے اور اسلامی معاشرے کو عدم استحکام کا شکار کرتے ہیں۔قرآن مجید نے ان الفاظ میں ان لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا حکم دیا ہے۔

اِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ط ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌo . (پ ۶ .المائده ۳۳)

بلا شبہ وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں انکی سزا یہ ہے کہ انہیں چن چن کر قتل کیا جائے یا پھانسی دیا جائے، یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیے جائیں، یا جلا وطن کیے جائیں۔یہ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑی سزا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ عِكْرِمَةَ ﷺ قَالَ اُتِيَ عَلِيٌّ بِزَنَادِقَةٍ فَاَحْرَقَهُمْ فَبَلَغَ ذَالِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ اَنَا لَمْ اُحْرِقْهُمْ لِنَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ.

(بخاری) 1-1492

پہلی فصل

حضرت عکرمہ ﷺ بیان کرتے ہیں: حضرت علی ﷺ کے پاس کچھ مرتد لوگوں کو لایا گیا تو انہوں نے ان کو جلا دیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: اگر میں حضرت علی ﷺ کی جگہ ہوتا تو میں ان کو نہ جلاتا، کیونکہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا ہے: تم کسی کو اللہ کے عذاب کی

طرح عذاب نہ دو۔ اور میں انہیں قتل کر دیتا کیونکہ رسول محترم ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص دین اسلام سے منحرف ہو جائے تم اسے قتل کر دو۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَاقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا اِلَّا اللّٰهُ. (بخاری) 2-1493

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: آگ کیساتھ صرف اللہ ہی عذاب دے سکتا ہے۔ (بخاری)

عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَاَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ فِيْ قَتْلِهِمْ اَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. (متفق علیه) 3-1494

حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول معظم ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے فرمایا: عنقریب آخری زمانے میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے، جو کم عمر اور کم عقل ہوں گے۔ وہ مخلوق کی باتوں میں سے بہترین باتیں زبان پر لائیں گے۔ جبکہ ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین اسلام سے یوں نکل جائیں گے، جس طرح تیر نشانے سے نکل جاتا ہے تم ان کو جہاں کہیں پاؤ انہیں قتل کر دو اس لئے کہ قیامت کے دن وہ لوگ اجر و ثواب کے مستحق ہوں گے جو انہیں قتل کریں گے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكُوْنُ اُمَّتِيْ فِرْقَتَيْنِ فَيَخْرُجُ مِنْ بَيْنِهِمَا مَارِقَةٌ يَلِيْ قَتْلَهُمْ اَوْلَاهُمْ بِالْحَقِّ. (مسلم) 4-1495

حضرت ابوسعید خدری ؓ رسول مکرم ﷺ کا ارشاد ذکر کرتے ہیں میری امت دو جماعتوں میں تقسیم ہو جائے گی ان دونوں میں ایک جماعت نکلے (خروج یا بغاوت کرے) گی۔ ان کو وہ لوگ قتل کریں گے جو حق پر ہوں گے۔ (مسلم)

عَنْ جَرِيْرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ لَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ. (متفق علیه) 5-1496

حضرت جریر ؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے حجۃ الوداع کا خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: تم میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنا شروع کر دو۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ حَمَلَ اَحَدُهُمَا عَلٰى اَخِيْهِ السِّلَاحَ فَهُمَا فِيْ جُرُفِ جَهَنَّمَ فَاِذَا قَتَلَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ دَخَلَاهَا جَمِيْعًا

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ قُلْتُ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ اِنَّهُ كَانَ حَرِيْصًا

حضرت ابوبکرہ ؓ نبی مکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: جب دو مسلمان آپس میں لڑائی جھگڑا کریں ان میں سے ایک آدمی اپنے بھائی پر اسلحہ سے حملہ آور ہو تو وہ دونوں دوزخ کے کنارے پر ہیں۔ اور جب ایک شخص دوسرے کو قتل کر دے تو وہ دونوں دوزخ میں داخل ہو جائیں گے اور ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہو جائیں

عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهِ. (متفق علیه) 6-1497

تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں ہوں گے۔ میں نے دریافت کیا قاتل تو جہنمی ہے لیکن مقتول کا کیا قصور ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس لئے کہ وہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ نَفَرٌ مِنْ عُكْلٍ فَاَسْلَمُوْا فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّاْتُوْا اِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا فَفَعَلُوْا فَصَحُّوْا فَارْتَدُّوْا وَقَتَلُوْا رُعَاتَهَا وَاسْتَاقُوا الْاِبِلَ فَبَعَثَ فِيْ اٰثَارِهِمْ فَاُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ لَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتّٰى مَاتُوْا

وَفِيْ رِوَايَةٍ فَسَمَّرُوْا اَعْيُنَهُمْ

وَفِيْ رِوَايَةٍ اَمَرَ بِمَسَامِيْرَ فَاُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ بِهَا وَطَرَحَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَمَا يُسْقَوْنَ حَتّٰى مَاتُوْا. (متفق علیه) 7-1498

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: عکل قبیلہ کے کچھ لوگ نبی معظم ﷺ کی خدمت میں آئے اور اسلام لے آئے۔ لیکن انہوں نے مدینہ منورہ کی آب وہوا کو موافق نہ پایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ زکوٰۃ کے اونٹوں کے پاس جائیں اور ان کا پیشاب اور دودھ ملا کر پئیں۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو صحت یاب ہوگئے۔ پھر وہ مرتد ہوگئے۔ انہوں نے اونٹوں کے چرواہوں کو قتل کیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ آپ ﷺ نے ان کے تعاقب میں چند صحابہ ؓ کو بھیجا۔ انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ آپ ﷺ نے ن کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا۔ اور ان کی آنکھوں میں لوہے کی گرم سلائیاں پھیری گئیں۔ اور ان کے بہتے ہوئے خون کو بند نہ کیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

دوسری رو بت میں ہے کہ ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دی گئیں۔

ایک اور روایت میں ہے، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ لوہے کی سلائیوں کو گرم کر کے ان کی آنکھوں میں پھیرا جائے۔ آپ ﷺ نے انہیں تپتے ہوئے پتھروں میں پھینکنے کا حکم دیا۔ وہ پیاس کی شدت کی وجہ سے پانی طلب کرتے رہے، لیکن انہیں پانی نہ دیا گیا، یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

حدیث میں مذکورہ قاتلوں نے محافظ صحابہ کو بڑی بے دردی سے شہید کیا تھا۔ لہٰذا آپ ﷺ نے قرآن مجید کے حکم کے مطابق انہیں ویسی ہی سزا دی جس طرح انہوں نے ظلم کیا تھا۔

خلاصۂ باب

ا۔ کسی کو آگ کی سزا دینا حرام ہے۔ ۲۔ سیدنا حضرت علی ؓ کو اس وقت یہ حدیث نہیں پہنچی تھی۔ ۳۔ ہر میٹھی باتیں کرنے والا مخلص نہیں ہوا کرتا۔ ۴۔ خارجیوں کی بھاری تعداد نوجوانوں پر مشتمل تھی اور وہ بہت ملائم گفتگو کیا کرتے تھے۔

كِتَابُ الْحُدُوْدِ

حدود کا بیان

جن جرائم کی سزا شریعت نے متعین اور مقرر فرمائی ہے، انہیں قرآن میں حدود اللہ کے نام سے متعارف کروایا گیا ہے۔صدرِ مملکت، پارلیمنٹ یا چیف جسٹس یا کسی دوسرے کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ ان حدود میں ترمیم واضافہ کر سکے۔اور بعض حدود ایسی ہیں، کہ جرم ثابت ہو جانے کے بعد مظلوم، یا اس کے ورثاء بھی اسے معاف نہیں کر سکتے۔جیسے کہ زنا کی حد ہے۔حدود اللہ نافذ کرنے میں کسی قسم کی نرمی اور مداہنت نہیں ہونی چاہیے البتہ اسکے نفاذ میں آپ ﷺ کی سنت یہ ہے، کہ آپ ﷺ حتی المقدور احتیاط فرماتے کہ کسی مجرم کو محض اسکے مبہم اقرار کی بنیاد پر حد نافذ نہ کی جائے۔اس لئے نا چاہنے کے باوجود، آپ ﷺ بڑے واضح الفاظ میں مجرم سے تفتیش کیا کرتے تھے۔مکمل اطمینان کے بعد مجرم پر حد نافذ کی جاتی اور جس پر حد نافذ ہوتی اس کے بارے میں کسی کو لب کشائی کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ وَ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ ؓ اَنَّ رَجُلَیْنِ اخْتَصَمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَحَدُهُمَا اقْضِ بَیْنَنَا بِکِتَابِ اللّٰهِ وَ قَالَ الْاٰخَرُ اَجَلْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاقْضِ بَیْنَنَا بِکِتَابِ اللّٰهِ وَ اْئْذَنْ لِیْ اَنْ اَتَکَلَّمَ قَالَ تَکَلَّمْ قَالَ اِنَّ ابْنِیْ کَانَ عَسِیْفًا عَلٰی هٰذَا فَزَنٰی بِامْرَاَتِهٖ فَاَخْبَرُوْنِیْ اَنَّ عَلَی ابْنِیَ الرَّجْمَ فَافْتَدَیْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَ بِجَارِیَةٍ لِیْ ثُمَّ اِنِّیْ سَاَلْتُ اَهْلَ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِیْ اَنَّ عَلَی ابْنِیْ جَلْدَ مِائَةٍ وَ تَغْرِیْبَ عَامٍ وَ اِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَی امْرَاَتِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَاَقْضِیَنَّ بَیْنَکُمَا بِکِتٰبِ اللّٰهِ اَمَّا غَنَمُکَ وَ جَارِیَتُکَ فَرَدٌّ عَلَیْکَ وَاَمَّا ابْنُکَ فَعَلَیْهِ جَلْدُ مِائَةٍ وَ تَغْرِیْبُ عَامٍ وَاَمَّا اَنْتَ یَا اُنَیْسُ فَاغْدُ اِلَی امْرَاَةِ هٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا .(متفق علیه) 1499-1

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ؓ اور زید بن خالد ؓ بیان کرتے ہیں: دو شخص رسولِ مکرم ﷺ کے پاس مقدمہ لے کر آئے۔ایک نے کہا: ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ فرمائیں۔دوسرے نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا، کہ اللہ کے رسول! ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمائیں اور مجھے بات کرنے کی اجازت دیں۔آپ ﷺ نے اجازت دی۔اس نے کہا: میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا، اُس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا۔مجھے بتایا گیا کہ میرے بیٹے کی سزا رجم ہے۔بعد ازاں میں نے علما (یہود) سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے بطورِ حد لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لئے اسے جلا وطن کر دیا جائے گا۔البتہ اس کی بیوی کو رجم کیا جائے گا۔رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: خبردار! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔بکریاں اور لونڈی تجھے واپس کی جائیں۔تیرے بیٹے کو سو کوڑے لگائے جائیں

اور ایک سال کے لئے اسے جلاوطن کردیا جائے گا۔ اور اے انیس! صبح اس کی بیوی کے پاس جائیں اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اسے رجم کردیا جائے۔ اس نے اقرار کیا لہٰذا اسے رجم کردیا گیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رضي الله عنه قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَأْمُرُ فِي مَنْ زَنٰى وَ لَمْ يُحْصِنْ جَلْدَ مِائَةٍ وَّ تَغْرِيْبَ عَامٍ. (رواه البخاری) 2-1500

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے نبی مکرم ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے غیر شادی شدہ زنا کرنے والے کو سو کوڑے لگانے اور ایک سال جلاوطنی کا حکم دیا۔ (بخاری)

عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ وَ اَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اٰيَةُ الرَّجْمِ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَ رَجَمْنَا بَعْدَهٗ وَ الرَّجْمُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى اِذَا اُحْصَنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَاءِ اِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ اَوْكَانَ الْحَبْلُ اَوِالْاِعْتِرَافُ. (متفق عليه) 3-1501

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو حق اور صداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان پر کتاب نازل فرمائی۔ اس پر عمل کرتے ہوئے رسولِ محترم ﷺ نے رجم فرمایا۔ اور ہم نے آپ ﷺ کے بعد رجم کیا۔ اور رجم کا حکم اللہ تعالیٰ نے کتاب میں اس شخص پر لازم کیا ہے، جو مرد یا عورت شادی شدہ ہو کر زنا کرے۔ شرطیکہ شہادتیں موجود ہوں، یا عورت حاملہ ہوجائے، یا زنا کا اقرار کرے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضي الله عنه اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ خُذُوْا عَنِّي خُذُوْا عَنِّي قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَ تَغْرِيْبُ عَامٍ وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ (رواه مسلم) 4-1502

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: مجھ سے جان لو! مجھ سے جانو! اللہ تعالیٰ نے (حسب وعدہ سورۃ نساء) ان کے لئے راہ (حد) بیان فرمائی ہے۔ غیر شادی شدہ مرد غیر شادی شدہ عورت سے بدکاری کرے تو اسے سو کوڑے لگائے جائیں اور جلاوطن کیا جائے، اور ادی شدہ مرد شادی شدہ عورت سے بدکاری کرے تو سو کوڑے لگائے جائیں اور رجم کیا جائے۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ الْيَهُوْدَ جَاءُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرُوْا لَهٗ اَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَ امْرَاَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرٰةِ فِيْ شَاْنِ الرَّجْمِ قَالُوْا نَفْضَحُهُمْ وَ يُجْلَدُوْنَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ رضي الله عنه كَذَبْتُمْ اِنَّ فِيْهَا الرَّجْمَ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰةِ فَنَشَرُوْهَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: یہودی رسول مکرم ﷺ کے پاس آئے انہوں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ ان میں ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم رجم کے بارے میں تورات میں کیا حکم پاتے ہو؟ انہوں نے بتایا: ہم ان کو ذلیل کرتے ہیں اور انہیں کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: تم جھوٹ کہتے ہو، تورات میں رجم کا حکم موجود ہے۔ تو

فَوَضَعَ اَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلٰى اٰيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَأَمَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ ؓ اِرْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ فَاِذَافِيْهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوْا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ ﷺ فِيْهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ فَاَمَرَبِهِمَا النَّبِيُّ ﷺ فَرُجِمَا.

وَ فِيْ رِوَايَةٍ قَالَ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ فَاِذَا فِيْهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ تَلُوْحُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ ﷺ اِنَّ فِيْهَا اٰيَةَ الرَّجْمِ وَ لٰكِنَّا نَتَكَاتَمُهُ بَيْنَنَا فَاَمَرَبِهِمَا فَرُجِمَا . (متفق عليه) 5-1503

لاؤ تورات! انہوں نے اسے کھولا تو ان میں سے ایک شخص نے رجم کی آیت پر اپنا ہاتھ رکھا اور آیت کے ماقبل اور مابعد کو پڑھا اور رجم کی آیت کو نہ پڑھا۔ عبداللہ بن سلام ؓ نے کہا تم اپنا ہاتھ اٹھاؤ، اس نے ہاتھ اٹھایا تو وہاں رجم کی آیت تھی۔ اس پر انہوں نے اقرار کیا کہ محمد ﷺ صحیح کہتے ہیں، تورات میں رجم کی آیت موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کے بارے میں رجم کا حکم فرمایا۔

اور ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا اپنا ہاتھ اٹھاؤ! اس نے ہاتھ اٹھایا تو وہاں رجم کی آیت نمایاں تھی۔

اس نے اقرار کیا: اے محمد! یقیناً تورات میں رجم کی آیت ہے لیکن ہم باہم مشورہ سے اس کو چھپاتے رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے ان دونوں کے بارے رجم کا حکم دیا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ زَنَيْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَتَنَحّٰى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِيْ اَعْرَضَ قِبَلَهُ فَقَالَ اِنِّيْ زَنَيْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا شَهِدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ اَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا فَقَالَ اَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اذْهَبُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ ؓ يَقُوْلُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ حَتّٰى اَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ حَتّٰى مَاتَ . (متفق عليه).

وَ فِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ عَنْ جَابِرٍ ؓ بَعْدَ قَوْلِهٖ قَالَ نَعَمْ فَاَمَرَبِهٖ فَرُجِمَ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: ایک آدمی نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ مسجد میں تھے۔ اس نے آپ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے پیغمبر! میں نے زنا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے چہرہ پھیر لیا۔ وہ آپ کے سامنے ہوتے ہوئے، عرض کرنے لگا: اے اللہ کے نبی! میں نے بدکاری کی ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا۔ جب وہ چار بار گواہی دے چکا تو آپ ﷺ نے اسے بلایا اور پوچھا: کیا تو پاگل ہے؟ اس نے کہا: نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا ہاں: اللہ کے رسول! ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے لے جاؤ اور رجم کرو۔ ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے بتایا جس نے جابر بن عبداللہ ؓ سے سنا، اس نے کہا۔ ہم نے اسے مدینہ منورہ میں رجم کیا، جب اسے پتھر لگنے لگے تو وہ بھاگا، ہم نے اسے پتھر یلے میدان

الْحِجَارَةُ فَرَّ فَأُدْرِکَ فَرُجِمَ حَتّٰی مَاتَ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ خَیْرًا وَ صَلّٰی عَلَیْهِ. 6-1504

میں جا لیا۔ اسے رجم کیا اور وہ فوت ہوگیا۔(بخاری و مسلم) بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے اقرار کے بعد آپ ﷺ نے اسے رجم کا حکم دیا۔ اسے عیدگاہ میں رجم کیا گیا۔ جب اسے پتھر پڑنے لگے تو وہ بھاگ گیا۔ لیکن اسے پکڑ لیا گیا۔ اسے رجم کیا گیا اور وہ فوت ہوگیا۔ نبی مکرم ﷺ نے اس کی تعریف فرمائی اور اس کی نمازِ جنازہ ادا کی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا اَتٰی مَاعِزُبْنُ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ لَهُ لَعَلَّکَ قَبَّلْتَ اَوْ غَمَزْتَ اَوْ نَظَرْتَ قَالَ لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَنِکْتَهَا لَا یَکْنِیْ قَالَ نَعَمْ فَعِنْدَ ذٰلِکَ اَمَرَ بِرَجْمِهِ .(رواه البخاری) 7-1505

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: شاید تو نے بوس و کنار میں ملاپ کیا ہو یا اسے دیکھا ہو۔ اس نے کہا نہیں! آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تو نے اس سے جماع کیا ہے؟ آپ ﷺ کنایہ نہیں کر رہے تھے۔ اس نے کہا: جی ہاں! تو آپ ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔(بخاری)

عَنْ بُرَیْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ جَآءَ مَاعِزُبْنُ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ اِلَی النَّبِیِّ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِیْ فَقَالَ وَیْحَکَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَتُبْ اِلَیْهِ قَالَ فَرَجَعَ غَیْرَ بَعِیْدٍ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَهِّرْنِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مِثْلَ ذٰلِکَ حَتّٰی اِذَا کَانَتِ الرَّابِعَةُ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِیْمَا اُطَهِّرُکَ قَالَ مِنَ الزِّنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبِهِ جُنُوْنٌ فَاُخْبِرَ اَنَّهُ لَیْسَ بِمَجْنُوْنٍ فَقَالَ اَشَرِبَ خَمْرًا فَقَامَ رَجُلٌ فَاسْتَنْکَهَهُ فَلَمْ یَجِدْ مِنْهُ رِیْحَ خَمْرٍ وَقَالَ اَزَنَیْتَ قَالَ نَعَمْ فَاَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ فَلَبِثُوْا یَوْمَیْنِ اَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِ بْنِ مَالِکٍ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَیْنَ اُمَّةٍ

حضرت بریدۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے پاک کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھ پر اللہ رحم کرے! واپس جاؤ! اللہ سے مغفرت طلب کرو! بریدۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ وہ شخص زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ واپس آیا اور نبی گرامی ﷺ سے اسی طرح کہا: جب چوتھی مرتبہ اس نے کہا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: میں تجھے کس گناہ سے پاک کروں؟ اس نے جواباً کہا: زنا سے! نبی گرامی ﷺ نے پوچھا: کیا یہ دیوانہ ہے؟ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ دیوانہ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا اس نے شراب پی رکھی ہے؟ چنانچہ ایک شخص کھڑا ہوا، اس نے اس کا منہ سونگھا، لیکن اس سے شراب کی بدبو نہیں آئی پھر آپ ﷺ نے پوچھا: پھر کیا تو نے زنا کیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، آپ

لَوَسِعَتْهُمْ ثُمَّ جَآءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ غَامِدٍ مِنَ
الْأَزْدِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَهِّرْنِيْ فَقَالَ
وَيْحَكِ ارْجِعِيْ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَ تُوْبِيْ اِلَيْهِ
فَقَالَتْ تُرِيْدُ اَنْ تُرَدِّدَنِيْ كَمَا رَدَدْتَ مَاعِزَبْنَ
مَالِكٍ اِنَّهَا حُبْلٰى مِنَ الزِّنَا فَقَالَ اَنْتِ قَالَتْ
نَعَمْ قَالَ لَهَا حَتّٰى تَضَعِيْ مَا فِيْ بَطْنِكِ قَالَ
فَكَفَلَهَا رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ حَتّٰى وَضَعَتْ فَاَتَى
النَّبِيَّ فَقَالَ قَدْ وَضَعَتِ الْغَامِدِيَّةُ فَقَالَ اِذًا لَا
نَرْجُمُهَا وَ نَدَعُ وَلَدَهَا صَغِيْرًا لَيْسَ لَهٗ مَنْ
يُرْضِعُهٗ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اِلَيَّ
رَضَاعُهٗ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَرَجَمَهَا.

وَ فِيْ رِوَايَةٍ اِنَّهٗ قَالَ لَهَا اذْهَبِيْ حَتّٰى تَلِدِيْ
فَلَمَّا وَلَدَتْ قَالَ اذْهَبِيْ فَاَرْضِعِيْهِ حَتّٰى تَفْطِمِيْهِ
فَلَمَّا فَطَمَتْهُ اَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِيْ يَدِهٖ كِسْرَةُ خُبْزٍ
فَقَالَتْ هٰذَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَدْ فَطَمْتُهٗ وَ قَدْ اَكَلَ
الطَّعَامَ فَدَفَعَ الصَّبِيَّ اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ
ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا اِلٰى صَدْرِهَا وَ اَمَرَ النَّاسَ
فَرَجَمُوْهَا فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بِحَجَرٍ فَرَمٰى
رَأْسَهَا فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلٰى وَجْهِ خَالِدٍ رضی اللہ عنہ فَسَبَّهَا
فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَهْلًا يَا خَالِدُ رضی اللہ عنہ فَوَالَّذِيْ
نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْتَابَهَا صَاحِبُ
مَكْسٍ لَغُفِرَلَهٗ ثُمَّ اَمَرَبِهَا فَصُلِّيَ عَلَيْهَا وَ

ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا اور اسے رجم کر دیا گیا۔
صحابہ کرام دو یا تین دن خاموش رہے، پھر رسول اللہ
ﷺ تشریف لائے۔آپ ﷺ نے فرمایا: ماعز بن مالک
رضی اللہ عنہ کے لیے مغفرت مانگو کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر
اسے ایک جماعت پر تقسیم کیا جائے تو ان سب کو معاف کر د
یا جائے۔

اس کے بعد آپ ﷺ کے پاس ازد قبیلہ کی عورت غامدی
آئی۔اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے پاک
کر دیں۔آپ نے فرمایا: تجھ پر اللہ کی رحمت ہو، چلی جا اور
اللہ سے توبہ کر! اس نے عرض کیا: آپ مجھے بار بار اسی طرح
لوٹانا چاہتے ہیں جیسے آپ نے ماعز بن مالک کو واپس کر دیا
تھا۔یقیناً میں تو زنا سے حاملہ ہوں۔آپ نے پوچھا: تو حاملہ
ہے تو اس نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے اسے فرمایا: وضع
حمل کے بعد آنا۔راوی بیان کرتا ہے کہ ایک انصاری نے
اس کی کفالت کی۔جب اس نے بچہ جنم دیا تو وہ نبی اکرم
ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ
!اس غامدی عورت نے بچے کو جنم دیا ہے۔فرمایا: کیا اس
حالت میں ہم اسے رجم کریں گے کہ اس بچے کو دودھ پلانے
والی کوئی نہ ہو؟ ایک انصاری کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اس کی
رضاعت کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔تب آپ نے اسے رجم
کرنے کا حکم دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اسے کہا: چلی جا حتی
فرمایا جا! اسے دودھ پلا حتی کہ اسے دودھ پلانا چھوڑ دے۔جب اس نے بچے کو دودھ پلانا چھوڑ دیا تو وہ بچے کو ساتھ لائی اس
بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کو دودھ پلانا ختم کر دیا ہے۔اب یہ کھانا کھانے
لگا ہے۔چنانچہ آپ ﷺ کے حکم سے اس کے لئے اس کی چھاتی تک گڑھا کھودا گیا۔اور لوگوں کو رجم کا حکم دیا گیا۔انہوں نے
اسے رجم کیا۔خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایک پتھر لے کر آئے اور اس کے سر پر مارا، جس سے خون کے چھینٹے خالد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر

دُفِنَتْ. (رواہ مسلم) 1506-8

کہ بچے کو جنم دے۔ جب بچہ پیدا ہوا تو آپ ﷺ نے

گرے۔ خالد ؓ نے اسے برا بھلا کہا۔ نبی مکرم نے فرمایا! اے خالد! رک جاؤ! اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے اگر ٹیکس لینے والا ایسی توبہ کرے تو اسے معاف بھی کر دیا جائے۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے بارے حکم دیا۔ اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور اسے دفن کر دیا گیا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُولُ اِذَا زَنَتْ اَمَةُ اَحَدِكُمْ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ اِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِّنْ شَعْرٍ (متفق علیه). 1507-9

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی مکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: جب تم میں سے کسی شخص کی لونڈی زنا کرے اور اس کا زنا واضح ہو جائے۔ تو وہ اسے کوڑے لگائے، لیکن اسے برا بھلا نہ کہے۔ اس کے بعد اگر وہ پھر زنا کرے، تو اس پر زنا کی حد لگائے لیکن اس کو ڈانٹ نہ پلائے۔ اگر تیسری مرتبہ زنا کرے اور اس کا زنا معلوم ہو جائے، تو وہ اسے بیچ دے، اگرچہ بالوں کی رسی کے بدلے بیچنا پڑے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَلِیٍّ ؓ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَقِيْمُوْا عَلٰى اَرِقَّائِكُمُ الْحَدَّ مَنْ اَحْصَنَ مِنْهُمْ وَ مَنْ لَمْ يُحْصِنْ فَاِنَّ اَمَةً لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ زَنَتْ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَجْلِدَهَا فَاِذَا هِیَ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِنِفَاسٍ فَخَشِيْتُ اِنْ اَنَا جَلَدْتُّهَا اَنْ اَقْتُلَهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اَحْسَنْتَ. (رواہ مسلم). 1508-10

حضرت علی ؓ نے فرمایا: اے لوگو! تم اپنے غلاموں پر خواہ وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ ہوں، حد لگاؤ اس لیے رسول اللہ کی ایک لونڈی نے زنا کیا تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اسے کوڑے لگاؤں۔ لیکن اسے ابھی نفاس کا خون آ رہا تھا۔ میں ڈر گیا کہ کہیں اسے کوڑے لگاتے ہوئے قتل نہ کر بیٹھوں۔ میں نے اس بات کا ذکر نبی محترم ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے اچھا کیا۔ (مسلم)

الفصل الثانی

دوسری فصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ قَالَ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ ؓ اَحَقٌّ مَا بَلَغَنِیْ عَنْكَ قَالَ وَمَا بَلَغَكَ عَنِّیْ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّكَ قَدْ وَقَعْتَ عَلٰى جَارِيَةِ اٰلِ فُلَانٍ فَشَهِدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَاَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ (رواہ مسلم) 1509-11

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے ماعز بن مالک ؓ سے کہا: تیرے متعلق جو بات مجھے پہنچی ہے کیا وہ سچ ہے۔ اس نے کہا: آپ ﷺ کو کیا خبر پہنچی ہے؟ نبی محترم ﷺ نے فرمایا: مجھے پتہ چلا ہے کہ تو نے آل فلان کی لونڈی سے بدکاری کی ہے۔ اس نے چار مرتبہ (اقرار کی) گواہی دی۔ آپ نے اس کے متعلق حکم دیا

تو اسے رجم کیا گیا۔(مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ نَافِعٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ اَبِيْ عُبَيْدٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عَبْدًا مِنْ رَقِيْقِ الْاِ مَارَةِ وَقَعَ عَلٰى وَلِيْدَةٍ مِّنَ الْخُمُسِ فَاسْتَكْرَهَهَا حَتّٰى اقْتَضَّهَا فَجَلَدَهُ عُمَرُ وَلَمْ يَجْلِدْهَا مِنْ اَجْلِ اَنَّهُ اسْتَكْرَهَهَا.(رواه البخاري) 1510-12

تیسری فصل

حضرت نافع رحمۃ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں: صفیہ بنت ابی عبید رضی اللہ عنہا نے اس کو بتایا۔ کہ بیت المال کے غلاموں میں سے ایک غلام لونڈی سے جبراً زنا کر بیٹھا۔ جس سے اس کا پردہ بکارت، ضائع ہو گیا۔ تو حضرت عمر ﷺ نے اس غلام کو کوڑے لگائے۔ جبکہ لونڈی کو کوڑے نہ لگائے گئے۔ کیونکہ یہ اس کے ساتھ جبراً ہوا تھا۔(بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ شادی شدہ زانی کو رجم اور غیر شادی شدہ کو ۱۰۰ کوڑے مارنے کے ساتھ ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے۔

۲۔ فیصلہ کرتے وقت ملزم سے مکمل تفتیش کرنی چاہیے۔

۳۔ حاملہ پر وضع حمل کے بعد حد نافذ کی جائے گی۔

۴۔ جس پر حد نافذ ہو اس کا جنازہ پڑھا جائے گا۔

۵۔ ایسے شخص کو برا کہنا گناہ ہے۔

بَابُ قَطْعِ السَّرِقَةِ

چوروں کے ہاتھ کاٹنے کا بیان

قرآن حکیم کے نزدیک انسانی جان اس قدر محترم اور قیمتی ہے، کہ اگر کوئی کسی کو ناحق قتل کرتا ہے، تو گویا کہ وہ ساری انسانیت کا قاتل ہے۔ایسے ہی اگر کسی نے دوسرے کا دانت توڑ دیا، آنکھ پھوڑ دی، یا کوئی عضو زخمی کر دیا تو احکم الحاکمین کا حکم ہے، کہ اس کے بدلے میں ایسے ظالم کو وہی سزا دی جائے۔اور ایسا کرنے میں انسانی زندگی کی بقا ہے۔اس کے برعکس اگر کوئی شخص چوری کرتا ہے یا کسی کے گھر جھانکتا ہے، تو گھر والے کو حق حاصل ہے کہ اس کی آنکھ پھوڑ دے ایسا کرنے پر اسے کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔اس طرح معاشرے کے لئے ناسور بن جانے والے چور کے ہاتھ کا کٹ جانا ہی بہتر ہے۔

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ اِلَّا بِرُبْعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا (متفق عليه) 1-1511

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَ سَارِقٍ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلٰثَةُ دَرَاهِمَ .(متفق عليه)2-1512

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهٗ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهٗ . (متفق عليه) 3-1513

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: چور کا ہاتھ دینار کے چوتھائی حصہ، یا اس سے زیادہ پر ہی کاٹا جائے۔(بخاری ومسلم)

حضرت ابن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹا۔اور ڈھال کی قیمت تین درہم تھی۔(بخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ نے فرمایا: چوری کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہو! کوئی انڈہ چوری کر لے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔اگر کوئی رسی چرائے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔(بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے ہاتھ سے بنایا۔اسے فرشتوں سے سجدہ کروا کر معزز بنایا۔ابلیس کو اسی کے ساتھ عناد کی وجہ سے شیطان قرار دے کر دربدر کیا۔

بَابُ الشَّفَاعَةِ فِی الْحُدُوْدِ

حدود میں سفارش کا بیان

عدالتیں اس وقت تک انصاف مہیا کر سکتی ہیں جب تک رشوت، سفارش، دباؤ نیز مجرم اور اس کے جرم کا تعین کرتے ہوئے خارجی اثرات کے ناسور سے محفوظ رہیں گی۔ مذکورہ خرابیوں میں سے کوئی خرابی عدالتی نظام پر اثر انداز ہو جائے تو مظلوم کو حق ملنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہوا کرتا ہے، ملک کی عدالتیں جس قدر ان کمزوریوں سے پاک ہونگی اسی لحاظ سے لوگوں کو انصاف مہیا ہونے کی ضمانت دی جاسکتی ہے۔ اسلام کے عدالتی نظام کی ابتداء میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان چیزوں کے تباہ کن نتائج سے اس قدر آگاہی نہیں تھی، جس کی وجہ سے چوری کے ایک مقدمے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے سفارش کروانے کی کوشش کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عدالت پر اثر انداز ہونے کے مہلک نتائج سے آگاہ کرتے ہوئے یہ خطاب فرمایا۔ جو آئندہ حدیث میں مذکور ہے۔

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهَا اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَانُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِیْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالُوْا مَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَكَلَّمَهُ اُسَامَةُ رضی اللہ عنہ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَتَشْفَعُ فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَ اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا (متفق علیه)

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: قریش مخزومی عورت کی حالت زار پر غم ناک ہوئے جس نے چوری کی تھی۔ انہوں نے باہم گفتگو کی کہ اس عورت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی کی سفارش کروائی جائے انہوں نے کہا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ جو نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت پیارے ہیں، ان کے سوا یہ جرأت کوئی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تو حدودِ الٰہیہ میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کر رہا ہے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور خطبہ دیتے ہوئے فرمایا، کہ تم سے پہلے لوگ اسی لئے ہلاک ہو گئے کہ جب ان میں کوئی بڑے طبقے کا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے۔ اور جب ان میں کوئی چھوٹے درجے کا انسان چوری کرتا تو اس پر حد نافذ کرتے۔ اللہ کی قسم! اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ (بخاری و مسلم)

وَ فِیْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَتْ كَانَتِ امْرَاَةٌ مَخْزُوْمِيَّةٌ تَسْتَعِيْرُ الْمَتَاعَ وَ تَجْحَدُهُ فَاَمَرَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِقَطْعِ يَدِهَا فَاَتٰی اَهْلُهَا اُسَامَةَ رضی اللہ عنہ فَكَلَّمُوْهُ فَكَلَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْهَا ثُمَّ ذَكَرَ

الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ مَا تَقَدَّمَ. [1514-1] مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ایک مخزومیہ عورت گھروں سے سامان ادھار لیا کرتی تھی اور پھر انکار کر دیا کرتی (یعنی مکر جایا کرتی) تھی۔ تو اس بنا پر رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ تو عورت کے رشتہ داروں نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے بات، کی تو اسامہ رضی اللہ عنہ نے نبی معظم ﷺ سے اس عورت کے بارے میں بات کی۔ اس کے بعد ساری حدیث اسی طرح بیان کی ہے جس طرح پیچھے گزر چکی ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ رشوت، سفارش اور دباؤ عدالتی نظام کو تباہ کر دیتا ہے۔

۲۔ قانون کے نفاذ میں چھوٹے، بڑے کمزور اور طاقتور میں فرق کرنا قوموں کی تباہی کے مترادف ہے۔

بَابُ حَدِّ الْخَمْرِ

شراب پینے کی حد

شراب عرب معاشرے کی گھٹی میں اس طرح رچ بس گئی تھی، کہ کئی لوگ پانی کی جگہ شراب پینے کو ترجیح دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اس زمانے کے مشہور شاعر مرتے ہوئے اپنے ورثا کو وصیت کرتے، کہ میری قبر انگور کی بیل کے قریب بنائی جائے، تاکہ مرنے کے بعد بھی میں شراب کی لذت سے محظوظ ہوتا رہوں۔ اسلام نے دوسرے احکامات کی طرح شراب کی ممانعت کے لیے بھی تدریجی انداز اختیار کرتے ہوئے بالآخر انہیں شراب پینے سے یکسر روک دیا۔ جونہی مذکورہ حکم نازل ہوا، لوگوں نے لبوں تک پہنچے ہوئے شراب کے جام پٹخ دیے اور مٹکے توڑ ڈالے حتیٰ کہ مدینے کی نالیوں میں اس طرح شراب بہہ رہی تھی جیسے بارش کا پانی چل رہا ہو۔

ایک مرتبہ کسی نے آپ ﷺ سے استفسار کیا کہ کیا دوائی کے طور پر شراب استعمال کی جا سکتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بذات خود ایک مرض ہے۔

لہٰذا شدید تکلیف میں بھی اسے استعمال کرنا حرام ہے۔ شراب کے مہلک اثرات سے آگاہ کرتے ہوئے لوگوں میں اس قدر نفرت بیدار فرمائی کہ ابتدائی ایام میں شراب کے مخصوص برتنوں کو بھی استعمال کرنے سے منع کر دیا۔ اور اگر کوئی غلطی سے شراب پی لیتا تو اس پر تعزیر لاگو کی جاتی

تعزیر وہ شرعی سزا ہے جس میں خلیفہ وقت اور عدالتیں حالات کے پیش نظر سزا میں کمی یا اضافہ کر سکتے ہیں۔

الفصل الاول

عَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ضَرَبَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيْدِ وَ النِّعَالِ وَ جَلَدَ اَبُوْبَكْرٍ اَرْبَعِيْنَ (متفق عليه)

وَ فِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَضْرِبُ فِي الْخَمْرِ بِالنِّعَالِ وَالْجَرِيْدِ اَرْبَعِيْنَ. 1515-1

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ ؓ قَالَ كَانَ يُؤْتٰى بِالشَّارِبِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ اِمْرَةِ اَبِيْ بَكْرٍ ؓ وَ صَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ ؓ فَنَقُوْمُ عَلَيْهِ بِاَيْدِيْنَا وَ نِعَالِنَا وَ اَرْدِيَتِنَا حَتّٰى

پہلی فصل

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے شراب پینے والے کو جوتے اور چھڑیوں سے مارا۔ اور حضرت ابوبکر ؓ نے چالیس کوڑے لگائے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس ؓ ہی بیان کرتے ہیں نبی گرامی ﷺ شراب پینے والے کو چالیس جوتے اور چھڑیاں مارا کرتے تھے۔

حضرت سائب بن یزید ؓ بیان کرتے ہیں: نبی معظم ﷺ کے زمانے میں، پھر ابوبکر صدیق ؓ کے دورِ خلافت میں، پھر حضرت عمر ؓ کے دور خلافت کے آغاز میں شرابی کو لایا جاتا تو ہم اسے گھونسوں، جوتوں اور کوڑوں سے مارا کرتے تھے۔ لیکن

كَانَ اٰخِرُ اِمْرَةِ عُمَرَ ﷺ فَجَلَدَ اَرْبَعِيْنَ حَتّٰى اِذَا عَتَوْا وَ فَسَقُوْا جَلَدَ ثَمَانِيْنَ . رواه البخاری2-1516

حضرت عمر ﷺ کے دور حکومت کے آخر میں چالیس کوڑے لگائے جاتے تھے۔ جب لوگ زیادہ سرکش اور فسق و فجور میں مبتلا ہو گئے تو حضرت عمر ﷺ نے اسی کوڑے مارے۔ (بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَعِيْدِ النَّخْعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ ﷺ يَقُوْلُ مَا كُنْتُ لِاُقِيْمَ عَلٰى اَحَدٍ حَدًّا فَيَمُوْتَ فَاَجِدَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْهُ شَيْئًا اِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ فَاِنَّهٗ لَوْ مَاتَ وَدَيْتُهٗ وَ ذٰلِكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَسُنَّهٗ . متفق عليه. 3-1517

حضرت عمیر بن سعید النخعی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت علی ﷺ سے یہ کہتے ہوئے سنا، کہ اگر میں کسی شخص پر حد لگاؤں اور وہ فوت ہو جائے، تو مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں البتہ اگر شرابی فوت ہو جائے تو میں اس کی دیت ادا کروں گا۔ اس لئے کہ آپ ﷺ نے اس کی حد کا تعین نہیں فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بے شمار عجمی لوگ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے اور وہ شراب کے بارے میں بے احتیاطی کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے انہوں نے تعزیز میں اضافہ کیا۔ حضرت علی ﷺ کا فرمان ہے، کہ حدود کے نفاذ میں اگر کوئی شخص مر جائے تو اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ البتہ شرابی سزا کے دوران مر جائے تو اس کی حکومت دیّت ادا کرے گی۔ یہ اس لیے کہ شرابی کو شریعت کے مطابق جو سزا دی جاتی ہے وہ زیادہ شدید نہیں۔

خلاصۂ باب

۱۔ شراب بذات خود بیماری ہے۔

۲۔ شراب جرائم کی ماں ہے

۳۔ شراب کی سزا میں حالات کے مطابق ردو بدل ہو سکتا ہے۔

بَابُ مَالَا یُدْعٰی عَلَی الْمَحْدُوْدِ

جس پر حد نافذ ہوئی ہو اسے بد دعا نہ دی جائے

یہ مسئلہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے، کہ جس شخص پہ حد یا تعزیر نافذ کی گئی ہو، اسے بد دعا نہیں دینی چاہیے۔ انسان خطا کا پتلا ہے اس سے غلطی ہونے کا تا دم مرگ احتمال رہتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے وہ خطا کار بھی اللہ کی بارگاہ میں معزز ہو جاتا ہے جو سچی توبہ کر لے چہ جائیکہ ایک آدمی اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر اپنے اوپر حد لگنا منظور کر لیتا ہے وہ تو گویا کہ اس گناہ سے بالکل پاک ہو گیا۔ لہٰذا اسے بد دعا دینے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

الفصل الاول

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ اَنَّ رَجُلًا اسْمُهٗ عَبْدُاللّٰهِ یُلَقَّبُ حِمَارًا کَانَ یُضْحِکُ النَّبِیَّ ﷺ وَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ قَدْ جَلَدَهٗ فِی الشَّرَابِ فَاُتِیَ بِهٖ یَوْمًا فَاَمَرَبِهٖ فَجُلِدَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُ مَا اَکْثَرَ مَا یُؤْتٰی بِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا تَلْعَنُوْهُ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اَنَّهٗ یُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ. (رواہ البخاری)1518-1

پہلی فصل

حضرت عمر بن خطاب ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک شخص کا نام عبداللہ اور اس کا لقب ''گدھا'' تھا۔ وہ نبی گرامی ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا۔ نبی معظم ﷺ نے اسکو شراب نوشی کے کوڑے لگائے۔ ایک دن اسے لایا گیا اور آپ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا تو اسے کوڑے لگائے گئے۔ ایک آدمی نے کہا: اس پر اللہ کی لعنت ہو کتنی دفعہ اسے لایا گیا ہے۔ نبی گرامی ﷺ نے فرمایا: اس پر لعنت نہ کرو ،اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ یہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ فَقَالَ اضْرِبُوْهُ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِیَدِهٖ وَ الضَّارِبُ بِنَعْلِهٖ وَ الضَّارِبُ بِثَوْبِهٖ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ اَخْزَاکَ اللّٰهُ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا هٰکَذَا لَا تُعِیْنُوْا عَلَیْهِ الشَّیْطَانَ. (رواہ البخاری)1519-2

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ کے ہاں ایک شرابی لایا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا اس کی پٹائی کرو۔ تو ہم میں سے کسی نے گھونسا، جوتا اور کسی نے کپڑا مارا۔ جب وہ واپس لوٹا تو کسی نے کہا: اللہ تجھے ذلیل کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کلمہ کہہ کر اس کے خلاف شیطان کی معاونت نہ کرو! (بخاری)

بَابُ التَّعْزِيْرِ

تعزیر کا بیان

عَنْ اَبِی بُرْدَۃَ بْنِ نِیَارٍ ؓ عَنِ النَّبِیِّ قَالَ لَا یُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ اِلَّا فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ (متفق علیہ) 1520-1

حضرت ابوبردہ ؓ بن نیار نبی مکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں: آپ نے فرمایا: دس سے زائد کوڑے صرف حدود الٰہیہ میں لگائے جائیں گے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

تعزیر کا لفظی معنیٰ ہے ملامت کرنا۔ادب سکھلانا' ہلکی پھلکی سزا دینا۔تاکہ ایسا شخص جسمانی سزا کے ساتھ معاشرے اور برادری میں اپنی خفت محسوس کرتے ہوئے دوبارہ بری حرکت کرنے سے اجتناب کرنے کی کوشش کرے۔اوراگر ایسا آدمی بار بار ایسی حرکت کرتا ہے تو حاکم وقت اس کی تعزیر میں اضافہ بھی کرسکتا ہے۔جیسا کہ شراب کی حد کے بیان میں گزر چکا ہے۔

بَابُ بِيَانِ الْخَمْرِ وَ وَعِيْدِ شَارِبِهَا

شراب کا بیان اور شرابی کے لیے وعید

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ وَ الْعِنَبَةِ. (رواہ مسلم) 1-1521

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ خَطَبَ عُمَرُ عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنَّهُ قَدْ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَ هِيَ مِنْ خَمْسَةِ اَشْيَاءَ الْعِنَبِ وَ التَّمْرِ وَ الْحِنْطَةِ وَ الشَّعِيْرِ وَ الْعَسَلِ وَ الْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ (رواہ البخاری) 2-1522

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ لَقَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ حِيْنَ حُرِّمَتْ وَمَا نَجِدُ خَمْرَ الْاَعْنَابِ اِلَّا قَلِيْلًا وَ عَامَّةُ خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَ التَّمْرُ (رواہ البخاری) 3-1523

وَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبِتْعِ وَ هُوَ نَبِيْذُ الْعَسَلِ فَقَالَ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ . (متفق علیہ) 4-1524

وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِی الدُّنْيَا فَمَاتَ وَ هُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَتُبْ لَمْ يَشْرَبْهَا فِی الْاٰخِرَةِ (رواہ مسلم) 5-1525

عَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّ رَجُلًا قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ فَسَاَلَ النَّبِیَّ ﷺ عَنْ شَرَابٍ يَشْرَبُوْنَهُ بِاَرْضِهِمْ مِنَ الذُّرَةِ يُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَوَمُسْكِرٌ هُوَ قَالَ نَعَمْ قَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ ﷺ رسول محترم ﷺ سے بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: شراب ان دو درختوں، کھجور اور انگور سے ہے۔ (مسلم)

حضرت ابن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر ﷺ نے منبر رسول پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے بیان کیا: جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تب شراب پانچ چیزوں: انگور، کھجور، گندم، جو اور شہد سے تیار ہوتی تھی۔ شراب وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے۔ (بخاری)

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: جب شراب کی حرمت نازل ہوئی، اس وقت انگور کی شراب کم ہی دستیاب تھی۔ اور ہماری شراب کچی پکی کھجوروں سے تیار ہوتی تھی۔ (بخاری)

حضرت عائشہ ﷺ بیان کرتی ہیں: نبی مکرم ﷺ سے شہد کے نبیذ کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ جو شخص دنیا میں شراب پیتا ہوا فوت ہوا، تائب نہیں ہوا، آخرت میں اسے شراب نہیں ملے گی۔ (مسلم)

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک شخص یمن سے آیا اور اس نے نبی اکرم ﷺ سے شراب کے بارے میں پوچھا، جو وہ مکئی سے بنا کر پیتے تھے جسے "مزر" کہا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا وہ نشہ آور ہے؟ اس نے

اِنَّ عَلَى اللّٰهِ عَهْدًا لِمَنْ يَّشْرَبُ الْمُسْكِرَ اَنْ يُّسْقِيَهُ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا طِيْنَةُ الْخَبَالِ قَالَ عَرَقُ اَهْلِ النَّارِ اَوْعُصَارَةُ اَهْلِ النَّارِ (رواہ مسلم) 6-1526

جواب دیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذمہ لیا ہے۔ کہ جو شخص نشہ آور مشروب پیئے گا، اللہ تعالیٰ اسے طینۃ الخبال پلائے گا۔ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول طینۃ الخبال کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جہنمیوں کا پسینہ جوان کے بدن سے خارج ہوگا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی عَنْ خَلِیْطِ التَّمْرِ وَالْبُسْرِ وَ عَنْ خَلِیْطِ الزَّبِیْبِ وَ التَّمْرِ وَ عَنْ خَلِیْطِ الزَّهْوِ وَ الرُّطَبِ وَ قَالَ انْتَبِذُوْا كُلَّ وَاحِدَةٍ عَلٰی حِدَةٍ . (رواہ مسلم) 7-1527

حضرت ابوقتادہ ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے کچی اور پکی کھجور، منقہ اور پکی کھجور، خام اور پکی تازہ کھجور کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے علیحدہ علیحدہ نبیذ بناؤ۔ (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْخَمْرِ يُتَّخَذُ خَلًّا فَقَالَ لَا ! (رواہ مسلم) 8-1528

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ سے شراب کا سرکہ بنانے کے متعلق سوال کیا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا! ایسا نہ کرو۔ (مسلم)

عَنْ وَائِلِ الْحَضْرَمِیِّ ﷺ اَنَّ طَارِقَ بْنَ سُوَيْدٍ ﷺ سَاَلَ النَّبِیَّ ﷺ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ فَقَالَ اِنَّمَا اَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ فَقَالَ اِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ وَلٰكِنَّهُ دَاءٌ. (رواہ مسلم) 9-1529

حضرت وائل حضرمی ﷺ بیان کرتے ہیں: طارق بن سوید ﷺ نے نبی گرامی ﷺ سے شراب کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے اُسے منع فرمایا۔ اُس نے کہا: میں اس سے علاج کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دوا نہیں ہے: بلکہ یہ تو خود بیماری ہے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔

۲۔ شراب بذات خود بیماری ہے۔

۳۔ شراب پینے والے کو جہنمیوں کا پسینہ پلایا جائے گا۔

۴۔ شراب سے علاج کرنا اور کروانا حرام ہے۔

كِتَابُ الْاِمَارَةِ وَالْقَضَاءِ

امارت اور قضا کا بیان

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ امیر سے مراد مسلمانوں کا حکمران یا ان کا نمائندہ ہے۔ کیونکہ ان ارشادات کے ساتھ آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے کہ امیر ڈھال ہوتا ہے اور اس کی قیادت میں جہاد کیا جاتا ہے۔ جہاد کے لیے یہ شرط بھی ہے جس کے پاس باقاعدہ اختیارات ہوں وہ جہاد کی قیادت کرے۔ قرآن مجید نے یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ تمام معاملات باہم مشاورت سے طے کرنے والا اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثریت کا اس پر مطمئن ہونا بھی ضروری ہے۔ اس امیر کی اطاعت رسولِ کریم ﷺ کی اطاعت کے مترادف ہوگی۔

جہاں تک دینی، سیاسی اور فلاحی انجمنوں کے صدور اور اُمرا کا تعلق ہے ان کی تابع داری تو سفری امیر کی تابع داری کی مانند ہے۔ اپنے اپنے مقام اور منصب کے مطابق ایسے حضرات کی تابع داری اور وفا شعاری باہم طے شدہ امور کے مطابق کرنا لازم ہے۔ اس قسم کے امیر کو لوگوں سے خلیفۃ المسلمین کی تابع داری جیسا تصور نہیں کرنا چاہیے اور بوجوہ کوئی شخص ان تنظیمات سے الگ ہوتا ہے تو اس پر جہالت کی زندگی کا فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا، کیونکہ صحابۂ کرام ؓ سے یہ ثابت ہے، کہ جب سیدنا علی مرتضیٰ ؓ اور امیر معاویہ ؓ کے درمیان اختلافات وسیع ہوئے تو بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ ؓ گوشہ نشین ہو گئے تھے۔

فتنہ کے دور میں گوشہ نشینی کے بارے میں سرورِ دو عالم ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے کہ فتنہ کے دور میں جس نے اپنے آپ کو محدود کرلیا وہی ایمان سلامت رکھ سکے گا۔ تاہم اس صورت حال میں ایسے لوگوں کے سامنے کلمۂ حق کہنا افضل جہاد ہے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَمَنْ يُّطِعِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ يَّعْصِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ وَ اِنَّمَا الْاِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَآئِهٖ وَيُتَّقٰی بِهٖ فَاِنْ اَمَرَ بِتَقْوَی اللّٰهِ وَعَدَلَ فَاِنَّ لَهٗ بِذَالِکَ اَجْرًا وَاِنْ قَالَ بِغَيْرِهٖ فَاِنَّ عَلَيْهِ مِنْهُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1530-1

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ کی، اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور جو امیر کی اطاعت کرے گا اس نے گویا میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ بلاشبہ اُمام ڈھال کی طرح ہے۔ اس کے حکم سے جہاد کیا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ سے تحفظ حاصل کیا جاتا ہے۔ اگر وہ اللہ سے ڈرنے کا حکم دے اور عدل کرے تو اُس کے لیے یہ باعثِ اجر ہوگا۔ اور اگر وہ اس کے برعکس چلے تو اس کی سزا بھی اس پر ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اُمِّ الْحُصَيْنِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ

حضرت ام حصین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی گرامی ﷺ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْ اُمِرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ مُجَدَّعٌ يَقُوْدُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاسْمَعُوْا لَهُ وَاَطِيْعُوْا. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 2-1531

نے فرمایا: اگر ناک کٹا غلام تمہارا امیر بنا دیا جائے، جو اللہ کی کتاب کے مطابق تمہاری قیادت کرے تو تم اس کی بات بھی سنو اور اطاعت کرو۔ (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَ اِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِيْبَةٌ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 3-1532

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ سنو اور اطاعت کرو! اگرچہ تم پر حبشی غلام مقرر کیا جائے بے شک اس کا سر منقہ جیسا ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ مَالَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 4-1533

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمان شخص کے لیے ضروری ہے کہ سمع و اطاعت کرے خواہ وہ پسند کرے، یا اسے ناگوار گزرے۔ جبکہ اُسے اللہ کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جا رہا ہو۔ مگر جب اُسے اللہ کی نافرمانی کا حکم دیا جائے تو کوئی سمع و اطاعت نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةٍ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 5-1534

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ نے فرمایا: نافرمانی کے کاموں میں کوئی اطاعت نہیں۔ اطاعت تو صرف اچھے کاموں میں ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَ الْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَعَلٰى اَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَ عَلٰى اَنْ لَا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ وَعَلٰى اَنْ نَقُوْلَ بِالْحَقِّ اَيْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَعَلٰى اَنْ لَا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 6-1535

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی گرامی ﷺ سے بیعت اس بات پر کی، کہ ہم سنیں گے اور تنگی و آسانی، خوشی و ناخوشی میں اطاعت کریں گے۔ خواہ ہم پر کسی کو ترجیح دی جائے پھر بھی اطاعت کریں گے۔ اور ہم ان لوگوں سے امارت نہیں چھینیں گے جو اس پر قابض ہوں گے۔ ہم جہاں کہیں بھی ہوں گے حق بات کہیں گے۔ اللہ کے بارے میں ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خائف نہیں ہوں گے۔ ایک روایت میں ہے ہم امارت پر جھپٹیں گے۔ البتہ جب ان میں واضح کفر دیکھو اور اس صورت میں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل ہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا اِذَا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی

بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُوْلُ لَنَا فِيْمَا اسْتَطَعْتُمْ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 7-1536

گرامی ﷺ سے بیعت کی کہ ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: استطاعت کے مطابق اطاعت کرتے رہنا۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ رَاٰى مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْئًا يَكْرَهُهٗ فَلْيَصْبِرْ فَاِنَّهٗ لَيْسَ اَحَدٌ يُفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوْتُ اِلَّا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 8-1537

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے امیر کی ناپسندیدہ بات دیکھے تو وہ صبر کرے۔ اس لیے کہ جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی الگ ہوا اور اُسی حالت میں فوت ہو گیا' تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِعَصَبِيَّةٍ اَوْيَدْعُوْ لِعَصَبِيَّةٍ اَوْ يَنْصُرُ عَصَبِيَّةً فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ وَمَنْ خَرَجَ عَلٰى اُمَّتِيْ بِسَيْفِهٖ يَضْرِبُ بَرَّهَا وَ فَاجِرَهَا وَلَا يَتَحَاشٰى مِنْ مُؤْمِنِهَا وَلَا يَفِيْ لِذِيْ عَهْدٍ عَهْدَهٗ فَلَيْسَ مِنِّيْ وَلَسْتُ مِنْهُ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 9-1538

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: جو اطاعت اور جماعت سے علیحدہ ہوا اور وہ اسی حالت میں فوت ہوا' تو وہ جاہلیت کی موت مرا اور جو شخص نامعلوم جھنڈے کے نیچے لڑتا رہا' عصبیت کی خاطر غیرت میں آیا اور عصبیت کی بنیاد پر دعوت دیتا رہا، یا عصبیت کی وجہ سے مدد کرتا ہوا قتل ہوا' اس کا قتل' جہالت پر ہوگا۔ جو شخص میری امت کے خلاف تلوار سونت کر نیک و بد سب کو تہ تیغ کرتا چلا گیا اور کسی مومن کی اس نے پروانہ کی اور نہ ہی کسی عہد والے کے عہد کا پاس کیا، وہ مجھ سے نہیں اور نہ ہی میرا کوئی اس سے تعلق ہے۔ (مسلم)

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خِيَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ وَشِرَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ قَالَ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا تُنَابِذُهُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ قَالَ لَامَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ لَامَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ اَلَا مَنْ وُلِّيَ

حضرت عوف بن مالک اشجعی ﷺ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے بہترین امیر وہ ہیں، جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہوں۔ تم ان کے حق میں دعائیں کرتے ہو اور وہ تمہیں دعائیں دیتے ہوں۔ اور تمہارے بدترین امیر وہ ہیں جن سے تم نفرت کرتے ہو اور وہ تم سے عداوت رکھتے ہوں۔ تم ان پر لعنت کرتے اور وہ تم پر لعنت کرتے ہوں۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم ایسے حالات میں

عَلَيْهِ وَالٍ فَرَاٰهُ يَاْتِيْ شَيْئًا مِنْ مَّعْصِيَةِ اللّٰهِ فَلْيَكْرَهْ مَا يَاْتِيْ مِنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا يَنْزِعَنَّ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ ۔(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)10-1539

انہیں معزول نہ کردیں؟ آپ نے فرمایا! نہیں۔ جب تک وہ تم میں اقامتِ صلوٰۃ کا فریضہ انجام دیتے اور اقامتِ صلوٰۃ پر کاربند رہیں۔ سنو جس شخص پر کوئی امیر بنایا گیا، اس نے امیر کو دیکھا کہ وہ کسی حد تک اللہ کی نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہے۔تو اس کے عمل کو کراہت سے دیکھے،لیکن اپنا ہاتھ اسکی اطاعت سے نہ کھینچے۔(مسلم)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكُوْنُ عَلَيْكُمْ اُمَرَاءُ تَعْرِفُوْنَ وَتُنْكِرُوْنَ فَمَنْ اَنْكَرَ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ سَلِمَ وَلٰكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ قَالُوْا اَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ قَالَ لَا مَا صَلُّوْا لَا مَا صَلُّوْا اَيْ مَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهٖ وَاَنْكَرَ بِقَلْبِهٖ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)11-1540

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول محترم نے فرمایا: تم پر کچھ ایسے امیر مقرر رہوں گے،جن کو تم اچھا بھی جانو گے اور برا بھی سمجھو گے۔جس نے انکار کیا وہ بَری ہے۔جس نے ان کو برا جانا وہ محفوظ رہا ماسوائے اس کے جس نے ان کو پسند کیا اور ان کے مطابق چلا۔صحابۂ کرام ﷺ نے عرض کیا: کیا ہم ان سے لڑائی کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں! جب تک وہ نماز کے نظام کو قائم رکھیں۔نہیں! جب تک وہ نظام نماز پر کاربند رہیں۔حدیث میں مذکورہ ,,انکار کیا،، اور ,,براجانا،، سے مراد یہ ہے کہ جس نے دل سے مکروہ جانا اور انکار کیا۔(مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ اَثَرَةً وَ اُمُوْرًا تُنْكِرُوْنَهَا قَالُوْا فَمَا تَاْمُرُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَدُّوْا اِلَيْهِمْ حَقَّهُمْ وَسَلُوا اللّٰهَ حَقَّكُمْ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 12-1541

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: ہمیں رسول معظم ﷺ نے بتایا: مستقبل قریب میں تم میرے بعد ترجیحات دیکھو گے اور ایسے کام دیکھو گے جنہیں تم ناپسند کرو گے۔صحابۂ کرام ﷺ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم ان کے حقوق ادا کرو۔اور اپنے حقوق اللہ سے مانگو(بخاری ومسلم)

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ﷺ قَالَ سَاَلَ سَلَمَةُ ابْنُ يَزِيْدَ الْجُعْفِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ اِنْ قَامَتْ عَلَيْنَا اُمَرَاءُ يَسْئَلُوْنَا حَقَّهُمْ وَيَمْنَعُوْنَا حَقَّنَا فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ اسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِّلُوْا وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت وائل بن حجر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ سلمہ بن یزید ﷺ نے رسول اللہ ﷺ سے استفسار کیا: اے اللہ کے رسول! آپ بتائیں،اگر ہم پر ایسے امراء مقرر رہوں جو اپنے حقوق کا تو مطالبہ کریں لیکن ہمارے حقوق ادا نہ کریں،تو آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سنو اور اطاعت کرو! وہ اپنی ذمہ داریوں کے ذمہ دار ہوں گے۔اور تم پر وہ

ذمہ داریاں ہیں جو تمہارے سپرد ہیں۔(مسلم)

13-1542

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ خَلَعَ يَدًا مِّنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا حُجَّةَ لَهٗ وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِيْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے امیر کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا، وہ بغیر دلیل کے اللہ سے ملاقات کرے گا۔ اور جو شخص فوت ہوا اور اس کی گردن میں امیر کی بیعت نہیں وہ جہالت کی موت مرا۔(مسلم)

14-1543

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهٗ نَبِيٌّ وَاِنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ قَالُوْا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ فُوْا بَيْعَةَ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ اَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انبیاءِ کرام بنی اسرائیل کی سیاست کرتے رہے۔ جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ بن جاتا۔ بلاشبہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں، البتہ کثرت کے ساتھ خلفا ہوں گے۔ صحابۂ کرام ؓ نے پوچھا: آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: پہلے کی بیعت کا خیال رکھو! اور ان کے حقوق پورے کرو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سے ان کی رعیت کے بارے میں پوچھنے والا ہے۔(بخاری ومسلم)

15-1544

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا بُوْيِعَ لِخَلِيْفَتَيْنِ فَاقْتُلُوا الْاٰخِرَ مِنْهُمَا ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوسعید الخدری ؓ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جب دو امیروں کی بیعت کی جائے تو بعد والے امیر کو قتل کر دیا جائے۔(مسلم)

16-1545

عَنْ عَرْفَجَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّفَرِّقَ اَمْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَهِيَ جَمِيْعٌ فَاضْرِبُوْهُ بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عرفجہ ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی گرامی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، کہ عنقریب فتنے اور فساد ہوں گے۔ تو جو شخص امت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا چاہے اُسے تہِ تیغ کر دو، چاہے جو بھی ہو۔(مسلم)

17-1546

وَعَنْهُ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ اَتَاكُمْ وَاَمْرُكُمْ جَمِيْعٌ عَلٰى رَجُلٍ وَّاحِدٍ يُرِيْدُ اَنْ يَّشُقَّ عَصَاكُمْ اَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوْهُ ۔(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عرفجہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں: میں نے نبی گرامی ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرما رہے تھے: جو شخص تمہارے پاس آئے، جبکہ تمہارا نظام ایک شخص کے سپرد ہے۔ اور وہ تمہارے اتفاق کو ختم اور تمہارے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا چاہتا ہو

18-1547

تو تم اُسے قتل کر دو۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ بَايَعَ اِمَامًا فَاَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهٖ وَثَمَرَةَ قَلْبِهٖ فَلْيُطِعْهُ اِنِ اسْتَطَاعَ فَاِنْ جَاءَ اٰخَرُ يُنَازِعُهٗ فَاضْرِبُوْا عُنُقَ الْاٰخَرِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 1548-19

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: جو شخص امیر کی بیعت کرے۔ اور اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ میں تھما دے اپنے دلی جذبات کو اس کے تابع کر دے ، تو پھر استطاعت کے مطابق اس کی اطاعت کر۔ اور اگر کوئی دوسرا شخص اس سے امارت چھیننے کے لیے کوشاں ہو تو اس کی گردن اڑا دی جائے۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَسْأَلِ الْاِمَارَةَ فَاِنَّكَ اِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ مَّسْئَلَةٍ وَكِلْتَ اِلَيْهَا وَاِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1549-20

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرة ؓ بیان کرتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امارت کی خواہش نہ کرنا! کیونکہ اگر تیری خواہش پر تجھے امارت مل گئی تو تجھے تیرے حال پر چھوڑ دیا جائے گا۔ اور اگر بلا خواہش تجھے امارت تفویض کی گئی تو تیری معاونت کی جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْاِمَارَةِ وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 1550-21

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم امارت کی خواہش کرو گے، جبکہ قیامت کے دن امارت باعث ندامت ہوگی۔ اقتدار بھلا لگتا ہے، جب کہ معزولیت دل خراش ہوتی ہے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ ؓ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَلَا تَسْتَعْمِلُنِيْ قَالَ فَضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلٰى مَنْكِبِيْ ثُمَّ قَالَ يَا اَبَا ذَرٍّ اِنَّكَ ضَعِيْفٌ وَاِنَّهَا اَمَانَةٌ وَاِنَّهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ اِلَّا مَنْ اَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَاَدَّى الَّذِيْ عَلَيْهِ فِيْهَا.

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ لَهٗ يَا اَبَاذَرٍّ اِنِّيْ اَرَاكَ ضَعِيْفًا وَاِنِّيْ اُحِبُّ لَكَ مَا اُحِبُّ لِنَفْسِيْ لَا تَاَمَّرَنَّ عَلَى اثْنَيْنِ وَلَا تَوَلَّيَنَّ مَالَ يَتِيْمٍ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 1551-22

حضرت ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے کہا، کہ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کوئی عہدہ کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر مارتے ہوئے فرمایا: اے ابوذر! یقیناً تو کمزور آدمی ہے۔ اور یہ عہدہ امانت ہے جو بلا شبہ قیامت کے دن رسوائی اور ذلت کا باعث ہوگا، سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے اس کے حقوق کو سوچ سمجھ کر استعمال کیا۔ اور ذمہ داریوں کو صحیح طور پر نبھایا۔ ایک روایت میں ہے۔ آپ نے اس سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: اے ابوذر! میرے خیال میں تم کمزور آدمی ہو۔ اور میں تیرے لیے وہی کچھ پسند کرتا ہوں، جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں۔ تو دو آدمیوں کی بھی ذمہ داری نہ اٹھانا اور نہ ہی یتیم کے مال کی ذمہ داری لینا۔ (بخاری۔ مسلم)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی ﷺ قَالَ دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ اَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ بَنِیْ عَمِّیْ فَقَالَ اَحَدُهُمَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَمِّرْنَا عَلٰی بَعْضِ مَا وَلَّاکَ اللّٰهُ وَقَالَ الْاٰخَرُ مِثْلَ ذٰلِکَ فَقَالَ اِنَّا وَاللّٰهِ لَا نُوَلِّیْ عَلٰی هٰذَا الْعَمَلِ اَحَدًا سَاَلَهٗ وَلَا اَحَدًا حَرَصَ عَلَیْهِ
وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلٰی عَمَلِنَا مَنْ اَرَادَهٗ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) 23-1552

حضرت ابو موسیٰ اشعری ﷺ بیان کرتے ہیں: میں اور میرے دو چچا زاد بھائی نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُن میں سے ایک نے کہا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں کسی ایسے علاقے کا امیر نامزد فرمائیں، جس کو اللہ نے آپ کے زیرِ نگیں کر دیا ہے۔ دوسرے نے بھی اسی طرح کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم امارت کی طلب اور لالچ رکھنے والے انسان کو امیر نامزد نہیں کرتے۔ ایک اور روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو امارت طلب کرتا ہے ہم اسے نہیں سونپتے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَجِدُوْنَ مِنْ خَیْرِ النَّاسِ اَشَدَّهُمْ کَرَاهِیَةً لِهٰذَا الْاَمْرِ حَتّٰی یَقَعَ فِیْهِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) 24-1553

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں میں بہترین ان لوگوں کو پاؤ گے جو امارت سے بہت اجتناب کریں گے۔ یہاں تک کہ انہیں امیر بنا دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ فَالْاِمَامُ الَّذِیْ عَلَی النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَهْلِ بَیْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ وَالْمَرْاَةُ رَاعِیَةٌ عَلٰی بَیْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِیَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ اَلَا فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) 25-1554

حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: خبردار! تم سب ذمہ دار ہو۔ تم سب سے تمہارے ماتحت لوگوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ لوگوں کا امیر ذمہ دار ہے اس سے عوام کے بارے میں سوال ہوگا۔ گھر کا فردِ اعلیٰ اپنے گھر والوں کی طرف سے جواب دہ ہے، اس سے اس کے گھر والوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد کی نگران ہے، اس سے ان کے بارے میں سوال ہوگا۔ آدمی کا غلام اپنے آقا کے مال کا محافظ ہے، اس سے اس کے متعلق سوال ہوگا۔ خبردار! تم میں سے ہر ایک شخص نگران ہے۔ اور ہر ایک سے اس کے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (مسلم)

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَا مِنْ وَالٍ یَلِیْ رَعِیَّةً مِّنَ

حضرت معقل بن یسار ﷺ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ جو حاکم

الْـمُسْلِمِيْنَ فَيَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهُمْ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)1555-26

مسلمانوں کے کسی گروہ پر حکومت کرتا ہے، اور وہ اس حالت میں مرا کہ ان کے ساتھ دھوکا کرتا رہا ہو تو اللہ اُس پر جنت کو حرام کر دیں گے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ يَّسْتَرْعِيْهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيْحَةٍ اِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)1556-27

حضرت معقل بن یسار ﷺ ہی بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی گرامی ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے۔ جس شخص کو اللہ نے حاکم بنایا اور وہ رعیت کی خیر خواہی نہیں کرتا رہا تو وہ شخص جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1557-28

حضرت عائذ بن عمرو ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی مکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ ،، بلاشبہ بدترین حکمران رعیت پر ظلم کرنے والے ہیں،،۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ مَنْ وُلِّیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَيْهِ وَمَنْ وُلِّیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهٖ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1558-29

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: اے میرے رب! جو شخص میری امت کی کسی ذمہ داری پر مامور ہو اور امت کو مشقت میں ڈالے تو اے اللہ! تو اُسے مشقت میں ڈال۔ اور جو شخص میری امت کے کسی کام کا ذمہ دار بنا اور ان پر نرمی و فراخی کی الٰہی تو بھی اُس پر نرمی فرما۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ عَنْ يَمِيْنِ الرَّحْمٰنِ وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ الَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِیْ حُكْمِهِمْ وَ اَهْلِيْهِمْ وَمَا وَلُوْا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1559-30

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ نبی معظم ﷺ نے فرمایا۔ انصاف کرنے والے اللہ کے ہاں، اللہ کی دائیں جانب، نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے۔ جب کہ اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دائرۂ اختیار میں اپنے اہل و عیال اور رعیت کے معاملات میں عدل و انصاف کرتے ہیں۔ (مسلم)

فہم الحدیث

یعنی اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ برکت کے لحاظ سے یکساں ہیں۔

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا

حضرت ابوسعید الخدری ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم

بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَّبِيٍّ وَّلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيْفَةٍ اِلَّا كَانَتْ لَهٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَأْمُرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَحُضُّهٗ عَلَيْهِ وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهٗ بِالشَّرِّ وَ تَحُضُّهٗ عَلَيْهِ وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ۔(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1560-31

ﷺ نے فرمایا۔ جس نبی کو اللہ نے مبعوث فرمایا اور جس شخص کو بھی منصب خلافت تفویض کیا' اس کے دو خصوصی مشیر ہوتے ہیں۔ ایک مشیر اسے اچھی بات کا حکم اور ترغیب دلاتا ہے جبکہ دوسرا مشیر اسے برائی کا حکم اور برائی کی ترغیب دلاتا ہے۔ جبکہ برے کاموں سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے، جسے اللہ محفوظ فرمائے۔ (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ ﷺ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرَطِ مِنَ الْاَمِيْرِ.(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)1561-32

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں۔ حضرت قیس بن سعد ﷺ کا نبی گرامی ﷺ کے ہاں وہی مقام تھا، جو کسی پولیس افسر کا حاکم کے ہاں ہوتا ہے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ ﷺ قَالَ لَمَّا بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ اَهْلَ فَارِسٍ قَدْ مَلَّكُوْا عَلَيْهِمْ بِنْتَ كِسْرٰى قَالَ لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمْ امْرَأَةً۔(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)1562-33

حضرت ابوبکرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ جب نبی معظم ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ ایرانیوں نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا بادشاہ مقرر کر لیا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے: جنہوں نے حکومت کی زمامِ کار کسی عورت کے حوالے کر دی۔ (بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ عادل اور نیک امیر کی اطاعت اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے۔
۲۔ غلام اور نکٹے امیر کی بھی اطاعت واجب ہے بشرطیکہ وہ کتاب اللہ کے مطابق حکم دے۔
۳۔ امیر کی اطاعت صرف معروف میں واجب ہے۔
۴۔ امیر کے سامنے کلمۂ حق کہنا فرض ہے۔
۵۔ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنے والے امیر کی گناہ میں اطاعت لازم نہیں۔
۶۔ جو جماعت سے الگ ہوا اس کی موت جہالت پر ہوگی۔
۷۔ بدترین امیر وہ ہے جس پر لوگ لعنت کریں۔
۸۔ امیر جب تک نظامِ صلوٰۃ قائم کرتا ہے اس کی تابع داری لازم ہے۔
۹۔ منصب کی خواہش کرنے والے کی اللہ مدد نہیں کرتا۔ ۱۰۔ امیر اپنی رعیت اور ماں باپ اپنی اولاد کے ذمہ دار ہیں۔ ۱۱۔ قوم سے دھوکا کرنے والے امیر پر جنت حرام ہے۔

بَابُ مَا عَلَى الْوُلَاةِ مِنَ التَّيْسِيْرِ

حکام کو رعایا پر آسانی کرنی چاہیے

تخلیقِ آدم علیہ السلام کے وقت ملائکہ نے حضرت انسان کے بارے میں خدشات کا اظہار کیا تھا کہ انسان کرۂ ارض پر جا کر دنگا فساد کرے گا۔ کیونکہ انسان کی عادت یہ ہے کہ جوں ہی اسے کچھ اختیارات اور کسی معاملے میں قدرے استغناء اور بے نیازی حاصل ہوتی ہے تو یہ دوسروں پر اپنی بالادستی قائم کرتا ہے اور ان کے حقوق تلف کرنے کے درپے ہو جاتا ہے۔ تسلط اور غلبہ کی اس خواہش کی وجہ سے طاقتور قوموں نے مجبور اور مقہور اقوام پر ایسے ایسے ظلم و ستم کیے جن کی مثال وحشی درندوں کے حوالے سے بھی پیش نہیں کی جاسکتی۔ طاقتور لوگوں نے اس وحشت اور بربریت کا مظاہرہ صرف دشمنوں پر ہی نہیں کیا بلکہ اپنے ہم وطنوں اور عزیزوں پر بھی اسی طرح ظلم کیا کہ خدا کی مخلوق الامان والحفیظ پکار اٹھی۔

رسالت مآب ﷺ سے پہلے رومن امپائر اور ایرانی بادشاہ ایک آدمی کی غلطی کی وجہ سے پورے کا پورا خاندان موت کے گھاٹ اتار دیا کرتے تھے۔ شخصی رعب اور حکمرانی کا دبدبہ قائم کرنے کے لیے ایسی فضا قائم کی جاتی کہ کسی کو فریاد کرنے کی بھی جرأت نہ ہوا کرتی تھی۔ آپ نے اس اندازِ حکمرانی کو یکسر تبدیل فرمایا۔ آپ ﷺ جن لوگوں کو کسی علاقے کا ذمہ دار ٹھہراتے تو خصوصی طور پر یہ ہدایات جاری فرماتے کہ لوگوں پر شفقت و مہربانی کرنا اور عوام کو سہولیات بہم پہنچانا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی آسانیوں کے لیے اپنے دین کو آسان تر بنایا ہے۔ اس میں بدعات، مصنوعی تقوٰی اور خود ساختہ پابندیوں کے ذریعے مشکلات پیدا نہ کرنا۔ اور یہ بھی نصیحت فرماتے کہ مظلوم کی آہ وبکا سے بچنا کیونکہ اللہ کے عرش اور مظلوم کی بددعا کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوا کرتی، اور فرماتے:

ظلم و زیادتی ظالموں کیلئے قیامت کے دن گھٹاٹوپ اندھیرے ہوں گے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِهٖ فِيْ بَعْضِ أَمْرِهٖ قَالَ بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا وَ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1563-1

حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷺ بیان کرتے ہیں۔ نبی گرامی ﷺ جب اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو اپنے کسی کام کے لیے بھیجتے تو فرماتے' لوگوں کو خوش خبری دینا، ان کو متنفر نہ کرنا۔ ان کے ساتھ نرمی کرنا، مشکلات میں مبتلا نہ کرنا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَسَكِّنُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1564-2

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں۔ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: تم نرمی کرو! مشکلات میں نہ ڈالو! سکون پہنچاؤ! اور نفرت نہ دلاؤ۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ ﷺ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ جَدَّهٗ أَبَا

حضرت ابو بردہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے

مُوْسٰی وَمُعَاذًا اِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ یَسِّرَ اوَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّـرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)3-1565

اس کے دادا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا اور فرمایا۔لوگوں سے آسانی کا برتاؤ کرنا انہیں تکلیف میں نہ ڈالنا، لوگوں کو خوش رکھنا انہیں متنفر نہ کرنا، تم ایک دوسرے سے موافقت کرنا اور مخالفت سے باز رہنا۔(بخاری۔مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ اِنَّ الْغَـادِرَ یُنْصَبُ لَهٗ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَیُقَالُ هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)4-1566

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں۔رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔عہد شکنی کرنے والے کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور اعلان کیا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی غداری ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُعْرَفُ بِهٖ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) 5-1567

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔نبی محترم ﷺ نے فرمایا ہر وعدہ خلافی بےوفائی کرنے والے کے لیے قیامت کے دن اس کی پہچان کرانے کے لیے اس پر جھنڈا لگایا جائے گا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ عِنْدَ اِسْتِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ.
وَفِیْ رِوَایَةٍ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُرْفَعُ لَهٗ بِقَدْرِ غَدْرِهٖ اَلَا وَلَا غَادِرَ اَعْظَمُ غَدْرًا مِنْ اَمِیْرِ عَامَّةٍ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)6-1568

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔قیامت کے دن ہر عہد شکن انسان کی مقعد کے نزدیک جھنڈا ہوگا۔ایک روایت میں ہے ہر عہد شکن کے لیے قیامت کے دن جھنڈ ہوگا،جو اس کی عہد شکنی کے بقدر بلند کیا جائے گا۔خبردار! سربراہِ مملکت سے بڑھ کر کسی کی عہد شکنی نہیں ہوتی۔(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ ذمہ دار شخص کو لوگوں میں نفرت کے بجائے باہم محبت پیدا کرنی چاہیے۔

۲۔ دین آسان ہے اسے آسان رہنے دیجئے۔

۳۔ انتظامیہ کو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔

۴۔ قیامت کے دن غدار اور عہد شکن کی پیٹھ پر جھنڈا ہوگا۔

❁❁❁

بَابُ الْعَمَلِ فِي الْقَضَاءِ وَالْخَوْفِ مِنْهُ

قضا کا منصب اوران سے بچنے کا بیان

رسول اکرم ﷺ نے چوری کے ایک مقدمہ کی سماعت کرتے ہوئے فرمایا تھا> کہ پہلی قوموں کی بربادی کے اسباب میں مرکزی سبب یہ تھا، کہ ان میں عدل وانصاف کی بجائے ظلم اورزیادتی نے جڑیں پکڑ لیں تھیں۔ عدل وانصاف کے ترازو کو قائم رکھنے کے لیے جہاں آپ نے دوسری ہدایات جاری فرمائیں وہاں قاضی اور جج کے لیے یہ اصول بھی وضع فرمائے، کہ قاضی کرسی عدالت پر بیٹھ کراس قدر احتیاط کرے کہ ذاتی معاملات، یا کسی فریق کے اشتعال انگیز بیان یا جملے کی وجہ سے غصے اور اشتعال میں آ کر فیصلہ نہ کرے کیونکہ غالب امکان ہے کہ وہ طیش میں آ کرکوئی غلط فیصلہ کر بیٹھے گا۔ اس بات کی وضاحت بھی فرمائی کہ جج اگر جذبات اور ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کرکوئی غلط فیصلہ بھی کر بیٹھتا ہے، تو مفادات سے اجتناب اوراخلاصِ نیت کی وجہ سے اُسے غلط فیصلہ پر بھی ثواب ملے گا۔ کیونکہ اس نے حقیقت تک پہنچنے کے لیے کسی چیز کو آڑے نہیں آنے دیا۔ تاہم حقیقت معلوم ہونے پر اسے متاثرہ فریق کی دادرسی کرنی چاہیے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَقْضِیَنَّ حَکَمٌ بَیْنَ اثْنَیْنِ وَھُوَ غَضْبَانُ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

1-1569

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسولِ معظم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: کسی قاضی کو دو فریقین کے درمیان غصہ کی حالت میں فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَھَدَ وَاَصَابَ فَلَہٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَکَمَ فَاجْتَھَدَ وَاَخْطَأَ فَلَہٗ اَجْرٌ وَاحِدٌ ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) 2-1570

حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: جب قاضی پورے انہماک کے ساتھ فیصلہ کرے اوراس کا فیصلہ بھی درست ہو تو اُس کے لیے دوہرا اجر ہے۔ لیکن جب فیصلہ کوشش کے باوجود غلط ہو جائے تو اُسے ایک ثواب ملے گا۔ بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ جج کو غصہ کی حالت میں فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔

۲۔ نیک نیت جج کو غلط فیصلے پر بھی اس کی محنت کا ثواب ملے گا۔

بَابُ رِزْقِ الْوُلَاةِ وَهَدَايَاهُمْ

حکّام کی تنخواہ اور تحائف

رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص سرکاری ڈیوٹی یا معاشرہ کی کسی ذمہ داری کو باضابطہ اٹھاتا ہے، تو اس کے ذاتی اور گھریلو اخراجات کی ذمہ داری حکومت یا اس کے متعلقہ افراد پر ہوگی۔ لیکن ایسے ذمہ دار شخص کو رسالت مآب ﷺ اور آپ ﷺ کے خلفاء ؓ کے طرزِ عمل کو سامنے رکھنا ہوگا۔ جس میں یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ آپ ﷺ کے خلفاء بیت المال سے ایک عام آدمی کی گزر کے مطابق ہی وظیفہ لیتے تھے۔ اپنے منصب سے ناجائز فائدہ نہ خود اٹھاتے اور نہ ہی کسی کو ناجائز فائدہ اٹھانے کی اجازت دیتے۔ اسی بنا پر امیر المومنین حضرت عمر ؓ نے سرکاری منصب داروں پر یہ پابندی عائد کی تھی کہ وہ نہ صرف یہ کہ تحفہ قبول نہیں کر سکتے بلکہ اپنے زمانے کی شاہانہ سواری یعنی ترکی گھوڑا بھی نہیں رکھ سکتے۔ نیز نہ باریک لباس پہن سکتے ہیں اور اپنے دفاتر کے سامنے دربان بھی کھڑے نہیں کر سکتے۔ ان پابندیوں کا مقصد یہ تھا کہ حکمران کسی لحاظ سے اپنے آپ کو عوام سے بالاتر سمجھنے کی کوشش نہ کریں بلکہ انہیں عوام کے معیارِ زندگی کو اپناتے ہوئے انہیں ان کے قریب تر رہنا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے بددیانت حکمرانوں اور خائن لوگوں کو یہ بھی باور کروایا کہ قیامت کے دن ان کو اپنی خیانتوں کے ساتھ ربِ کبریا کے حضور پیش ہونا ہوگا۔ اس تعلیم اور خلفاء ؓ کے طرزِ زندگی کے اثرات تھے کہ اتنی کڑی پابندیوں کے باوصف خالی خولی ذمہ داریوں کی وجہ سے لوگ کسی قسم کا منصب حکومت لینے سے گریزاں ہوا کرتے تھے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اُعْطِيْكُمْ وَلَا اَمْنَعُكُمْ اَنَا قَاسِمٌ اَضَعُ حَيْثُ اُمِرْتُ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) 1571-1

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ نہ میں تمہیں دینے والا ہوں اور نہ ہی تم سے روکتا ہوں۔ میں تو تقسیم کرنے والا ہوں۔ میں وہاں خرچ کرتا ہوں جہاں مجھے حکم دیا جاتا ہے۔ (بخاری)

عَنْ خَوْلَةَ الْاَنْصَارِيَّةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ رِجَالًا يَتَخَوَّضُوْنَ فِیْ مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) 2-1572

حضرت خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جو لوگ بلا جواز اللہ کے مال میں تصرف کرتے ہیں، قیامت کے دن وہ دوزخ میں ہوں گے۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا اسْتُخْلِفَ اَبُوْبَكْرٍ قَالَ لَقَدْ عَلِمَ قَوْمِیْ اَنَّ حِرْفَتِیْ لَمْ تَكُنْ تَعْجِزُ عَنْ مَؤُوْنَةِ اَهْلِیْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ جب حضرت ابو بکر ؓ خلیفہ منتخب ہوئے تو انہوں نے فرمایا۔ میری قوم جانتی ہے کہ میرا کاروبار، میرے اہل وعیال کی گزران کے لیے

وَشُغِلْتُ بِاَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَسَيَاْكُلُ اٰلُ اَبِیْ بَكْرٍ ﷺ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَيَحْتَرِفُ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) 3-1573

کافی ہے۔اب میری مصروفیت مسلمانوں کے امور سرانجام دینے کے لیے ہے۔اس لیے ابوبکر ﷺ کے اہل وعیال بیت المال سے اخراجات لیں گے۔اور ابوبکر مسلمانوں کے امور سرانجام دینے میں مصروف رہے گا۔(بخاری)

الفصل الثانی

دوسری فصل

عَنْ عَدِیِّ بْنِ عَمِيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عُمِّلَ مِنْكُمْ لَنَا عَلٰى عَمَلٍ فَكَتَمَنَا مِنْهُ مَخِيْطاً فَمَا فَوْقَهٗ فَهُوَ غَالٌّ يَاْتِیْ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَقْبِلْ عَنِّیْ عَمَلَكَ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا قَالَ وَاَنَا اَقُوْلُ ذٰلِكَ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰى عَمَلٍ فَلْيَاْتِ بِقَلِيْلِهٖ وَكَثِيْرِهٖ فَمَا اُوْتِیَ مِنْهُ اَخَذَهٗ وَمَا نُهِیَ عَنْهُ انْتَهٰى۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 4-1574

حضرت عدی بن عمیرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔اے لوگو! تم میں سے جو شخص بھی ہمارے کسی کام کی ذمہ داری اٹھائے،اگر ہم سے سوئی یا اس سے کم تر چیز بھی چھپائے گا تو وہ خائن ہے۔ قیامت کے دن وہ اسے لائے گا۔آپ ﷺ کی یہ بات سن کر ایک انصاری نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔اے اللہ کے رسول! مجھے ذمہ داری سے سبک دوش کردیں۔آپ نے فرمایا: کیا وجہ ہے؟ اُس نے عرض کیا،کہ میں نے آپ سے سنا ہے،جو آپ نے ابھی فرمایا: آپ نے فرمایا: اور میں یہ بھی کہتا ہوں! کہ جس کو ہم کسی منصب پر مقرر کریں تو وہ وہاں سے تھوڑا ہو یا زیادہ یہاں لائے پھر جو اس میں سے اسے دیا جائے اسے قبول کرے اور جس سے اسے روکا جائے رک جائے۔(مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ بلا استحقاق بیت المال سے کھانے والے جہنم میں داخل ہوں گے۔

۲۔ کسی منصب پر فائز شخص بیت المال سے تنخواہ لے سکتا ہے۔

۳۔ خائن آدمی قیامت کے دن اس خیانت کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔

بَابُ الْاَقْضِيَةِ وَالشَّهَادَاتِ

فیصلوں اور شہادتوں کا بیان

رسولِ مکرم ﷺ نے دنیا کے بگڑے ہوئے عدالتی نظام کو سنوارنے کے لیے قانونی ضابطوں کے ساتھ عدالت کے متعلقہ افراد کی ذہنی تربیت کا اہتمام بھی فرمایا۔ کیونکہ عوام النّاس، بالخصوص بااختیار لوگ، محض قانون کی جکڑ بندیوں سے درست نہیں ہو سکتے۔ جب تک ان کی ذہنی تربیت اور فکری درستگی کا اہتمام نہ کیا جائے۔ اچھی تربیت کے بغیر بددیانت جج، شاطر وکیل اور خائن مدعی کی چال بازیوں کے سامنے قانونی پیچیدگیاں پرکاہ کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔ انصاف کو مظلوم کی دہلیز تک پہنچانے کے لیے آپ ﷺ نے اخلاقی اور دینی قدروں کا خیال رکھنے کی تلقین فرمائی ہے۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعٰى نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَاَمْوَالَهُمْ وَلٰكِنَّ الْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 1575-1

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ "اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا" اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1576-2

عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِيْنِهٖ فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ وَاِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيْرًا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاِنْ كَانَ قَضِيْبًا مِنْ اَرَاكٍ۔ (رواه مسلم) 1577-3

پہلی فصل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: اگر لوگوں کو محض ان کے دعووں پر دیا جائے، تو لوگ دوسروں کے خون اور مال کے بارے میں دعوے کرنے لگیں۔ البتہ مدعا علیہ پر قسم ہے۔ (مسلم)

حضرت ابن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص عمداً جھوٹی قسم اٹھا کر مسلمان بھائی کا مال چھیننا چاہتا ہے، قیامت کے دن جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا۔ اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہو رہی ہے۔ "یقیناً وہ لوگ جو اللہ سے کیے گئے عہدوں اور اپنی قسموں کو معمولی قیمت کے عوض بیچ ڈالتے ہیں، (ان کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں)" (آل عمران: ۷۷) (بخاری و مسلم)

حضرت ابی امامہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص جھوٹی قسم اٹھا کر کسی مسلمان کا حق چھینتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے دوزخ کو لازم کر دیا اور جنت اس پر حرام کر دی ہے۔ ایک آدمی نے آپ سے سوال کیا۔ اے اللہ کے رسول! اگرچہ معمولی چیز ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگرچہ پیلو کے درخت کی ٹہنی ہی ہو۔ (مسلم)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللّٰہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَاِنَّکُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَیَّ وَلَعَلَّ بَعْضَکُمْ اَنْ یَکُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِہٖ مِنْ بَعْضٍ فَاَقْضِیَ لَہٗ عَلٰی نَحْوِمَا اَسْمَعُ مِنْہُ فَمَنْ قَضَیْتُ لَہٗ بِشَیْءٍ مِنْ حَقِّ اَخِیْہِ فَلَا یَاْخُذَنَّہٗ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَہٗ قِطْعَۃً مِّنَ النَّارِ (متفق علیہ)4-1578

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ میں انسان ہوں اور تم میرے پاس فیصلے لاتے ہو۔ شاید تم میں سے کچھ لوگ دوسروں کی نسبت اپنی دلیل بیان کرنے میں زیادہ فصیح ہوں۔ اور (ہوسکتا ہے) میں اس کی بات سن کر اس کے حق میں فیصلہ کر دوں۔ فیصلہ کرتے ہوئے میں جس شخص کو اس کے بھائی کے حق میں سے کچھ دوں۔ تو وہ اُسے ہرگز وصول نہ کرے۔ بلاشبہ میں اسے دوزخ کا ایک ٹکڑا دے رہا ہوں۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَی اللّٰہِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)5-1579

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کے ہاں سب سے ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو جھگڑا کرنے میں تیز ہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللّٰہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَضٰی بِیَمِیْنٍ وَشَاہِدٍ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)6-1580

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے قسم اور گواہ کے ساتھ فیصلہ کیا۔ (مسلم)

عَنْ عَلْقَمَۃَ بْنِ وَائِلٍ ؓ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَ مَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ کِنْدَۃَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ الْحَضْرَمِیُّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ ھٰذَا غَلَبَنِیْ عَلٰی اَرْضٍ لِّیْ فَقَالَ الْکِنْدِیُّ ھِیَ اَرْضِیْ وَفِیْ یَدِیْ لَیْسَ لَہٗ فِیْہَا حَقٌّ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ لِلْحَضْرَمِیِّ اَلَکَ بَیِّنَۃٌ قَالَ لَا قَالَ فَلَکَ یَمِیْنُہٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا یُبَالِیْ عَلٰی مَا حَلَفَ عَلَیْہِ وَلَیْسَ یَتَوَرَّعُ مِنْ شَیْءٍ قَالَ لَیْسَ لَکَ مِنْہُ اِلَّا ذٰلِکَ فَانْطَلَقَ لِیَحْلِفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَمَّا اَدْبَرَ لَئِنْ حَلَفَ عَلٰی مَالِہٖ لِیَاْکُلَہٗ ظُلْمًا لَیَلْقَیَنَّ اللّٰہَ وَھُوَ عَنْہُ مُعْرِضٌ

حضرت علقمہ بن وائل ؓ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص حضر موت اور ایک دوسرا کندہ قبیلہ سے، نبی گرامی ﷺ کے پاس آئے۔ حضرمی نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! یہ شخص میری زمین پر قابض ہو گیا ہے۔ کندی نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ میری زمین ہے اس پر میرا قبضہ ہے۔ حضرمی کا اس زمین پر کوئی حق نہیں۔ نبی گرامی ﷺ نے حضرمی سے فرمایا۔ کیا تیرے پاس کوئی دلیل ہے؟۔ اُس نے کہا نہیں۔ نبی گرامی ﷺ نے فرمایا: پھر تجھے قسم اٹھانا ہوگی۔ اس (حضرمی) نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! یہ تو فاسق ہے۔ قسم اٹھانے کی اسے کچھ پروا نہیں، اسے کسی شے سے دریغ نہیں۔ آپ نے فرمایا: تو اس سے صرف قسم کا مطالبہ ہی کر سکتا ہے۔ جب کندی قسم اٹھانے

(راوہ مسلم) 7-1581

کے لیے چلا۔اور جب اس کندی نے منہ اور پیٹھ پھیری تو نبی گرامی ﷺ نے فرمایا۔اگر اس نے ظلماً مال ہضم کرنے کے لیے قسم اٹھائی تو جب وہ اللہ سے ملاقات کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے اعراض فرمائیں گے۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ؓ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰی مَا لَیْسَ لَہٗ فَلَیْسَ مِنَّا وَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ) 8-1582

حضرت ابو ذر ؓ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی مکرم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔آپ ﷺ فرما رہے تھے۔جو شخص ایسی چیز کا دعوٰی کرے جو اس کی نہیں ،وہ ہم سے نہیں۔وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔(مسلم)

عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِ الشُّھَدَآءِ؟ اَلَّذِیْ یَاْتِیْ بِشَھَادَتِہٖ قَبْلَ اَنْ یُّسْأَلَھَا (رواہ مسلم) 9-1583

حضرت زید بن خالد ؓ بیان کرتے ہیں۔نبی گرامی ﷺ نے فرمایا۔میں تمہیں بہترین گواہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ یہ وہ شخص ہے جو گواہی کے مطالبہ سے پہلے گواہی دے۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خَیْرُ النَّاسِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ یَجِیْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَھَادَۃُ اَحَدِھِمْ یَمِیْنَہٗ وَیَمِیْنُہٗ شَھَادَتَہٗ (متفق علیہ) 10-1584

حضرت ابن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔میرے زمانہ کے لوگ سب سے بہتر ہیں۔پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔اس کے بعد کچھ لوگ آئیں گے،جن کی گواہی ان کی قسم سے،اور ان کی قسم ان کی گواہی سے سبقت لے جائے گی۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ عَرَضَ عَلٰی قَوْمِ الْیَمِیْنَ فَاَسْرَعُوْا فَاَمَرَ اَنْ یُّسْھَمَ بَیْنَھُمْ فِی الْیَمِیْنِ اَیُّھُمْ یَحْلِفُ (رواہ البخاری) 11-1585

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔نبی مکرم ﷺ نے کچھ لوگوں کو قسم اٹھانے کے لیے فرمایا۔وہ قسم اٹھانے میں آپ ﷺ کو جلد باز دکھائی دیے،تو آپ ﷺ نے حکم دیا۔قسم اٹھانے کے لیے ان کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے،کہ کون قسم اٹھائے۔(بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ محض دعوے کی بنیاد پر کسی کو کچھ نہیں دیا جا سکتا۔

۲۔ جھوٹی قسم اٹھا کر دوسرے کا مال ہتھیانے والے پر اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوگا۔

۳۔ جج کے غلط فیصلے سے ناجائز چیز، جائز نہیں ہو سکتی۔ بلکہ جہنم کا ٹکڑا ہے

۴۔ اللہ تعالیٰ جھگڑالو شخص کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔

۵۔ ناحق چیز کا دعوٰی کرنا امت سے خارج ہونے کے مترادف ہے۔

كِتَابُ الْجِهَادِ

جہاد کا بیان

جہاد کا لغوی معنی ہے کوشش کرنا۔ شریعت کی زبان میں جہاد کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے دین کی سربلندی اور سرفرازی کے لیے زبان، جان اور وسائل کے ذریعے کوشش کرنا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ عادل کا عدل اور ظالم کا ظلم اس کے لیے عدم جواز کا سبب نہیں بن سکتے۔ اس باب میں جہاد سے مراد ہر قسم کی جدوجہد ہے۔ اور اس میں قتال فی سبیل اللہ بھی شامل ہے۔ قتال کے بارے میں اسلام کا نقطۂ نگاہ یہ ہے کہ یہ تمام اصلاحی کوششوں کے بعد ہونا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ میدانِ کارزار میں بھی کفار کو دعوتِ اسلام دینا لازم قرار دیا گیا ہے۔ بالخصوص ایسے لوگ، جن تک پہلے اسلام کی دعوت نہ پہنچ پائی ہو۔ لہٰذا کوئی بندوق کی نالی کے سامنے اور تلوار کی دھار کے نیچے کلمہ پڑھ لیتا ہے تو اس کو بھی قتل کرنا جائز نہیں۔

جہاد کے اس تصور کے بعد دشمنانِ اسلام کے اس پروپیگنڈے کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی جو یہ کہہ کر لوگوں کو متنفر کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ حاکم بدہن اسلام مار دھاڑ، قتل و غارت اور تخریب کاری کا مذہب ہے۔ اسلام تو اس وقت اسلحہ اٹھانے کی اجازت اور حکم دیتا ہے جب مسلمانوں پر جنگ مسلط کر دی جائے، انسانیت کے شرف کو پامال کیا جا رہا ہو اور لوگوں کے سامنے دینِ حق کو قبول کرنے کی راہ میں رکاوٹ کھڑی کر دی جائے۔ گویا کہ نازک اور مشکل ترین حالات میں اسلام ایسے لوگوں کو ختم کرنے کا حکم دیتا ہے جو اسلام، شرفِ انسانیت اور امن و امان کے لیے ناسور بن چکے ہوں۔ یہ بدیہی حقیقت ہے کہ ایسے سرطان کا علاج کیے بغیر انسانی وجود کی بقا مشکل ہو جاتی ہے۔

جہاد کی راہ پر چلنے والے کے خاک آلود قدم مبارک، اس کی کوششیں قابلِ تحسین اور اس کی موت قوم اور اس کے لیے حیات جاوداں بن جاتی ہے اور اس کے تمام گناہ ختم کر کے اللہ تعالیٰ اپنے عرشِ معلیٰ کے نیچے جگہ عنایت فرماتے ہیں۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ یُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ جَاهَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ جَلَسَ فِیْ اَرْضِهِ الَّتِیْ وُلِدَ فِیْهَا قَالُوْا اَفَلَا نُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَابَیْنَ دَرَجَتَیْنِ كَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ

پہلی فصل

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لایا، نماز قائم کی، رمضان کے روزے رکھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ذمّہ لے لیا ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ خواہ اس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا یا اپنی آبادی میں رہا جہاں وہ پیدا ہوا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اجازت ہو تو ہم لوگوں کو یہ خوش خبری سنائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جنت کی سو منزلیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ

فَاسْئَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ اَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَاَعْلَى الْجَنَّةِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ. (بخاری) 1586-1

نے ان کو ان لوگوں کے لیے تیار کیا ہے' جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں۔ان میں سے ہر دو منزلوں کے درمیان زمین اور آسمان جتنا فاصلہ ہے۔ جب تم اللہ سے جنت کا سوال کرو تو اس سے جنت الفردوس کا سوال کرو۔ کیونکہ وہ اعلیٰ و افضل جنت ہے۔ اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔ اور وہیں سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَا يَفْتُرُ مِنْ صِيَامٍ وَّلَا صَلٰوةٍ حَتّٰى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. (متفق عليه) 2-1587

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا اس شخص کی طرح ہے' جو مسلسل روزے رکھتا ہے اور ہمہ وقت حالت قیام میں قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے۔ روزے اور نماز میں کوتاہی نہیں کرتا۔ حتّٰی کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا مجاہد واپس لوٹ آئے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْتَدَبَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِيْ سَبِيْلِهٖ لَا يُخْرِجُهُ اِلَّا اِيْمَانٌ بِيْ وَتَصْدِيْقٌ بِرُسُلِيْ اَنْ اُرْجِعَهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ اَوْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ (متفق عليه) 3-1588

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے نکلتا ہے' اس کو مجھ (اللہ) پر اور پیغمبروں پر ایمان کا جذبہ ہی گھر سے نکالتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ضمانت دی ہے کہ میں ایسے شخص کو ثواب یا مالِ غنیمت کے ساتھ واپس لاؤں گا' یا پھر اسے جنت میں داخل کروں گا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْلَا اَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَطِيْبُ اَنْفُسُهُمْ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّيْ وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُّ اَنْ اُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلَ. (متفق عليه) 4-1589

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے: اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا' کہ کچھ مسلمان ایسے ہیں' جو مجھ سے پیچھے رہنا پسند نہیں کرتے' لیکن میں ان کے لیے سواریوں کا انتظام نہیں کر پاتا۔ تو میں اللہ کی راہ میں نکلے ہوئے کسی بھی لشکر سے کبھی پیچھے نہ رہتا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں اللہ کے راستے میں قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا. (متفق عليه) 1590-5

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں ایک دن پہرہ دینا' دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا. (متفق عليه) 1591-6

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی معظم ﷺ نے فرمایا: صبح' یا شام اللہ کے راستے میں نکلنا، دنیا اور جو کچھ اس میں ہے' اس سے بہتر ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَ قِيَامِهٖ وَاِنْ مَاتَ جَرٰى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُهُ وَاُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ وَاَمِنَ الْفَتَّانَ. (مسلم) 1592-7

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی گرامی ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرمارہے تھے۔ اللہ کے راستے میں ایک دن اور رات کا پہرہ دینا ایک مہینہ کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے' اگر وہ فوت ہوجائے تو اس کا عمل برابر جاری رہتا ہے، اسے رزق دیا جاتا ہے اور وہ قبر کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ عَبْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ. (مسلم) 1593-8

حضرت ابوعبس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا جس شخص کے قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوئے' اس پر دوزخ کی آگ حرام ہوگئی۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَجْتَمِعُ كَافِرٌ وَقَاتِلُهُ فِي النَّارِ اَبَدًا. (مسلم) 1594-9

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا کافر اور اس کا قاتل جہنم میں کبھی اکٹھے نہیں ہوں گے۔ (مسلم)

فہم حدیث

جس نے قتال فی سبیل اللہ کے دوران کسی کافر کو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قتل کیا وہ غازی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ اگر اس نے دنیا کی شہرت یا کسی دنیاوی مفاد کے لیے کسی کافر کو قتل کیا تو وہ مسلمان بھی جہنم میں جائے گا۔ جیسا کہ دوسرے موقع پر آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ریاکار عالم، سخی اور شہید جہنم میں اوندھے منہ پھینکے جائیں گے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُّمْسِكٌ عِنَانَ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَطِيْرُ عَلٰى مَتْنِهٖ كُلَّمَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی گرامی ﷺ نے فرمایا۔ لوگوں میں اس شخص کی زندگی نہایت بہتر ہے، جس نے اللہ کے راستے میں اپنی سواری کی لگام کو تھاما۔ جب وہ کسی کی طرف

سَمِعَ هَيْعَةً اَوْ فَزْعَةً طَارَ عَلَيْهِ يَبْتَغِي الْقَتْلَ وَالْمَوْتَ مَظَانَّهُ اَوْ رَجُلٌ فِيْ غُنَيْمَةٍ فِيْ رَأْسِ شَعَفَةٍ مِنْ هٰذِهِ الشَّعَفِ اَوْ بَطْنِ وَادٍ مِّنْ هٰذِهِ الْاَوْدِيَةِ يُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَيَعْبُدُ رَبَّهُ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْيَقِيْنُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اِلَّا فِيْ خَيْرٍ. (مسلم) 1595-10

سے خطرے یا فریادرسی کی اطلاع پاتا ہے تو برق رفتاری سے اس کی طرف جاتا ہے۔ وہ موت کے مواقع تلاش کرتا ہے۔ یا وہ شخص جو چند بکریوں کے ساتھ کسی پہاڑی پر مقیم ہے یا کسی وادی میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہے۔ وہ مرتے دم تک نماز اور زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں لگا رہتا ہے۔ ایسا شخص لوگوں سے خیر و بھلائی ہی میں ہے۔ (مسلم)

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ اَهْلِهٖ فَقَدْ غَزَا. (متفق عليه) 1596-11

حضرت زید بن خالد ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی گرامی ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کو ساز و سامان مہیا کیا' گویا اس نے جہاد کیا۔ اور جس نے کسی مجاہد کے اہل و عیال کی کفالت کی' گویا کہ وہ جہاد میں شریک ہوا۔

عَنْ بُرَيْدَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ كَحُرْمَةِ اُمَّهَاتِهِمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِيْنَ يَخْلُفُ رَجُلًا مِنَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ اَهْلِهٖ فَيَخُوْنَهُ فِيْهِمْ اِلَّا وُقِفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَاْخُذُ مِنْ عَمَلِهٖ مَاشَآءَ فَمَا ظَنُّكُمْ. (مسلم) 1597-12

حضرت بریدہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: گھروں میں اقامت پذیر لوگ مجاہدین کی بیویوں کا احترام اس طرح کریں' جس طرح اپنی ماؤں کا احترام کرتے ہیں۔ جو لوگ گھروں میں موجود ہیں اور ان میں سے اگر کوئی کسی مجاہد کے اہل و عیال سے خیانت کرے گا۔ تو قیامت کے دن اسے کھڑا کیا جائے گا اور مجاہد جس قدر چاہے گا اس کے اعمال سے لے سکے گا' تمہارا کیا خیال ہے؟ (مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ یعنی یہ کتنے نقصان کا سودا ہے۔ کہ جب ایک ایک نیکی کی ضرورت ہوگی' تو مجاہد سے زیادتی کرنے کی وجہ سے تمام نیکیاں مظلوم کے رحم و کرم پر چھوڑ دی جائیں گی۔

عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ نِ الْاَنْصَارِيِّ ﷺ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ مَخْطُوْمَةٍ فَقَالَ هٰذِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُوْمَةٌ. (مسلم) 1598-13

حضرت ابو مسعود انصاری ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک شخص لگام والی اونٹنی لا کر کہنے لگا۔ یہ اللہ کے لیے ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن تجھے اس کے بدلے سات سو اونٹنیاں ملیں گی اور وہ سب لگام والی ہوں گی۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا اِلٰی بَنِیْ لِحْیَانَ مِنْ ھُذَیْلٍ فَقَالَ لِیَنْبَعِثْ مِنْ کُلِّ رَجُلَیْنِ اَحَدُھُمَا وَالْاَجْرُ بَیْنَھُمَا.(مسلم)1599-14

حضرت ابوسعید ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی گرامی ﷺ نے بنو ہذیل کے قبیلہ بنولحیان کی طرف ایک لشکر روانہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دو آدمیوں میں سے ایک جہاد کے لیے نکلے ثواب دونوں کے لیے برابر ہوگا۔(مسلم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَنْ یَّبْرَحَ ھٰذَ الدِّیْنُ قَائِمًا یُقَاتِلُ عَلَیْہِ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ.(مسلم)1600-15

حضرت جابر بن سمرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ نے فرمایا: دینِ اسلام ہمیشہ قائم رہے گا۔ اور قیامت تک مسلمانوں کی ایک جماعت اس کی خاطر جہاد کرتی رہے گی۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یُکْلَمُ اَحَدٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَنْ یُّکْلَمُ فِیْ سَبِیْلِہٖ اِلَّا جَآءَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَجُرْحُہٗ یَثْعَبُ دَمًا اَللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّیْحُ رِیْحُ الْمِسْکِ.(متفق علیه)1601-16

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ کے راستے میں زخمی ہو جاتا ہے اور یہ اللہ جانتا ہے کہ حقیقتاً کون اس کے راستے میں زخمی ہوتا ہے۔ تو وہ زخمی قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا' اس کا رنگ خون کا رنگ ہوگا اور اس کی خوشبو کستوری کی طرح ہوگی۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْ اَحَدٍ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ یُحِبُّ اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا وَلَہٗ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا الشَّھِیْدُ یَتَمَنّٰی اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا فَیُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا یَرٰی مِنَ الْکَرَامَةِ.(متفق علیه)1602-17

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: جنت میں داخل ہونے کے بعد کوئی بھی شخص دوبارہ دنیا میں آنا پسند نہیں کرے گا۔ اگرچہ اسے دنیا کی تمام چیزیں بھی دی جائیں۔ مگر شہید آرزو کرے گا کہ وہ دنیا میں جائے اور دس بار شہید کیا جائے۔ کیونکہ وہ عزت وشرف دیکھ چکا ہوتا ہے۔

عَنْ مَسْرُوْقٍ رَحِمَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ قَالَ سَاَلْنَا عَبْدَاللّٰہِ بْنَ مَسْعُوْدٍ عَنْ ھٰذِہِ الْاٰیَةِ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ(اَلْاٰیَةُ)قَالَ اِنَّا قَدْ سَاَلْنَا عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ اَرْوَاحُھُمْ فِیْ اَجْوَافِ طَیْرٍ خُضْرٍ لَھَا قَنَادِیْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ہم نے اس آیت کے بارے میں عبداللہ بن مسعود ﷺ سے پوچھا ''جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ اللہ کے ہاں زندہ ہیں اور انہیں رزق مل رہا ہے۔'' عبداللہ بن مسعود ﷺ نے جواب دیا: ہم نے اس کے بارے میں نبی گرامی سے استفسار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ان

مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَ تْ ثُمَّ تَأْوِیْ اِلٰی تِلْكَ الْقَنَادِیْلِ فَاطَّلَعَ اِلَیْهِمْ رَبُّهُمْ اطِّلَاعَةً فَقَالَ هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَیْئًا قَالُوْا اَیُّ شَیْءٍ نَشْتَهِیْ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ شِئْنَا فَفَعَلَ ذٰلِكَ بِهِمْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا رَاَوْا اَنَّهُمْ لَنْ یُتْرَكُوْا مِنْ اَنْ یُسْاَلُوْا قَالُوْا یَارَبِّ نُرِیْدُ اَنْ تَرُدَّ اَرْوَاحَنَا فِیْ اَجْسَادِنَا حَتّٰی نُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِكَ مَرَّةً اُخْرٰی فَلَمَّا رَاٰی اَنْ لَیْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوْا. (مسلم)18-1603

شہدا کی ارواح سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہیں، ان کے لیے عرش کے نیچے فانوس معلق ہیں، وہ جہاں چاہتے ہیں اڑتے پھرتے ہیں۔ پھر ان فانوسوں میں رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہو کر پوچھتا ہے کہ تمہیں کچھ چاہیے؟ وہ کہتے ہیں ہمیں کیا چاہیے' جب کہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑتے پھرتے ہیں؟! تین بار اللہ تعالیٰ نے ان سے استفسار فرمایا ہر بار انہوں نے یہی عرض کیا۔ اور جب انہوں نے محسوس کیا کہ ان سے پوچھا جاتا رہے گا' تب انہوں نے عرض کیا: اے پروردگار! ہم چاہتے ہیں آپ ہماری ارواح کو ہمارے جسموں میں داخل فرمائیں' تاکہ ایک مرتبہ پھر تیرے راستے میں کٹ مریں۔ جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ انہیں ضرورت نہیں تو ان کو ویسے چھوڑ دیا جائیگا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِیْهِمْ ذَكَرَ لَهُمْ اَنَّ الْجِهَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْاِیْمَانَ بِاللّٰهِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَءَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یُكَفَّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ اِنْ قُتِلْتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَیْرَ مُدْبِرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَیْفَ قُلْتَ فَقَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَیُكَفَّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَیْرَ مُدْبِرٍ اِلَّا الدَّیْنَ فَاِنَّ جِبْرَئِیْلَ قَالَ لِیْ ذٰلِكَ. (مسلم) 19-1604

حضرت ابوقتادہ ؓ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر انہیں بتایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا اور اللہ پر ایمان لانا افضل ترین عمل ہے تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اگر میں اللہ کے راستے میں مارا جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف ہو جائیں گے؟ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں اگر تو اللہ کے راستے میں، صبر کرتے ہوئے طلب ثواب میں پیش قدمی کرے اور بغیر پسپا ہوئے قتل ہو جائے گا' تو تیرے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ پھر رسول معظم ﷺ نے فرمایا: تو نے کیا کہا تھا؟ اس نے کہا آپ فرمائیں اگر میں اللہ کے راستے میں قتل ہو جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف ہو جائیں گے؟ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: ہاں جب تو صابر، طالب ثواب، اور پیش قدمی کرنے والا اور پیٹھ نہ پھیرنے والا ہو۔ لیکن قرض معاف نہیں ہوگا۔ جبرائیلؑ نے (ابھی) اس بارے میں مجھے بتلایا۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰـهِ بْـنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ الْقَتْلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یُکَفِّرُ کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا الدَّیْنَ. (مسلم) 1605-20

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں شہید ہونا قرض کے علاوہ تمام گناہوں کا کفارہ ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ یَضْحَکُ اللّٰـهُ تَعَالٰی اِلٰی رَجُلَیْنِ یَقْتُلُ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ یَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ یُقَاتِلُ هٰذَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰـهِ فَیُقْتَلُ ثُمَّ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَی الْقَاتِلِ فَیُسْتَشْهَدُ. (متفق علیه) 1606-21

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان دو آدمیوں پر ہنستے ہیں جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے اور وہ دونوں جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ (اور وہ اس طرح کہ) ایک شخص اللہ کے راستے میں لڑتا ہوا قتل ہو جاتا ہے۔ (وہ تو ظاہر ہے جنّتی ہوا) پھر اللہ قاتل کی توبہ قبول فرماتے ہیں اور وہ (بھی فی سبیل اللہ) شہید ہو جاتا ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَیْفٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ سَاَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰـهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَآءِ وَاِنْ مَاتَ عَلٰی فِرَاشِهٖ. (مسلم) 1607-22

حضرت سہل بن حنیف ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اللہ تعالیٰ سے صدقِ دل سے شہادت کی تمنا کی اللہ تعالیٰ اسے مقامِ شہداء عطا فرمائیں گے اگرچہ وہ بستر پر ہی فوت ہو جائے۔ (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ الرُّبَیِّعَ بِنْتَ الْبَرَاءِ ﷺ وَهِیَ اُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ یَا نَبِیَّ اللّٰـهِ اَلَا تُحَدِّثُنِیْ عَنْ حَارِثَةَ وَکَانَ قُتِلَ یَوْمَ بَدْرٍ اَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَاِنْ کَانَ فِی الْجَنَّةِ صَبَرْتُ وَاِنْ کَانَ غَیْرَ ذَالِکَ اجْتَهَدْتُ عَلَیْهِ فِی الْبُکَاءِ فَقَالَ یَا اُمَّ حَارِثَةَ اِنَّهَا جِنَانٌ فِی الْجَنَّةِ وَاِنَّ ابْنَکَ اَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰی. (بخاری) 1608-23

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: ربیع بنت براء، حارثہ بن سراقہ کی والدہ نے نبیِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے حارثہ کے بارے میں بتائیں! وہ جنگِ بدر میں اندھے تیر سے شہید ہوا اگر وہ جنّتی ہے تو میں صبر کرتی ہوں۔ اگر وہ جنّتی نہیں تو میں اس پر جی بھر کر رولوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے امِ حارث! جنّتی بہت سے ہیں اور تیرا بیٹا بلند ترین جنت الفردوس میں ہے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

اندھے تیر سے مراد یہ ہے کہ معلوم نہیں کہ وہ کافر کے تیر سے شہید ہوا' یا گھمسان کے دن میں کسی مسلمان کے تیر سے شہید ہوا

وَعَنْهُ قَالَ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰی سَبَقُوا الْمُشْرِکِیْنَ اِلٰی بَدْرٍ وَجَاءَ

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: نبیِ گرامی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ مشرکوں سے پہلے مقام بدر میں پہنچ گئے اور

الْمُشْرِكُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُوْمُوْا اِلٰى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ قَالَ عُمَيْرُ ابْنُ الْحَمَّامِ بَخٍّ بَخٍّ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا يَحْمِلُكَ عَلٰى قَوْلِكَ بَخٍّ بَخٍّ قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا رَجَاءَ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ اَهْلِهَا قَالَ فَاِنَّكَ مِنْ اَهْلِهَا قَالَ فَاَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِنْ قَرَنِهٖ فَجَعَلَ يَاْكُلُ مِنْهُنَّ ثُمَّ قَالَ لَئِنْ اَنَا حَيِيْتُ حَتّٰى اٰكُلَ تَمَرَاتِيْ اِنَّهَا لَحَيٰوةٌ طَوِيْلَةٌ قَالَ فَرَمٰى بِمَا كَانَ مَعَهٗ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتّٰى قُتِلَ. (مسلم)1609-24

مشرکین بھی آ گئے نبی معظم ﷺ فرمانے لگے: تم ایسی جنت کے لیے کھڑے ہو جاؤ جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے۔ عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ نے کہا واہ واہ!! نبی گرامی ﷺ نے کہا: یہ بات تو نے کیوں کہی؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! صرف اس امید پر کہ جنتی ہو جاؤں! آپ نے فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ تو جنتی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے ترکش سے چند کھجوریں نکال کر کھانا شروع کر دیں۔ پھر سوچا کہ اگر میں کھجوریں کھانے تک زندہ رہوں تو یہ لمبی زندگی ہے!۔ تب انہوں نے کھجوریں پھینک دیں اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے!۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا تَعُدُّوْنَ الشَّهِيْدَ فِيْكُمْ؟ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ قَالَ اِنَّ شُهَدَاءَ اُمَّتِيْ اِذًا لَقَلِيْلٌ مَنْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُوْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ. (مسلم) 1610-25

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: تم شہید کسے کہتے ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! جو شخص اللہ کے راستے میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح سے تو میری امت میں شہید بہت کم رہ جائیں گے، جو شخص اللہ کے راستے میں مارا جائے وہ شہید ہے۔ اور جو اللہ کے راستے میں (طبعی موت) مر گیا وہ شہید، طاعون کی بیماری سے اور پیٹ کی بیماری سے فوت ہونے والا بھی شہید ہے۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فَتَغْنَمُ وَتَسْلَمُ اِلَّا كَانُوْا قَدْ تَعَجَّلُوْا ثُلُثَيْ اُجُوْرِهِمْ وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تُخْفِقُ وَتُصَابُ اِلَّا تَمَّ اُجُوْرُهُمْ. (مسلم)1611-26

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: جو لشکر جہاد کر کے مالِ غنیمت حاصل کرتا ہے اور صحیح سالم رہتا ہے، تو اس نے اپنے ثواب کا دو تہائی حصہ جلدی حاصل کر لیا۔ اور جو لشکر مالِ غنیمت حاصل نہیں کرتا تو انہیں اجر و ثواب مکمل ملے گا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ. (مسلم)1612-27

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: جس نے نہ تو جہاد کیا اور نہ ہی دل میں جہاد کا خیال لایا۔ تو وہ منافقت کی ایک قسم پر فوت ہوا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ الرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلذِّکْرِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِیُرٰی مَکَانُهٗ فَمَنْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ.(متفق علیه)1613-28

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ایک آدمی غنیمت کے لیے لڑتا ہے' ایک شہرت کے لیے لڑتا ہے اور ایک آدمی اعلیٰ مرتبہ کی شجاعت دکھلانے کے لیے جہاد کرتا ہے' تو اللہ کے راستے میں کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لیے لڑتا ہے' وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْکَ فَدَنَا مِنَ الْمَدِیْنَةِ فَقَالَ اِنَّ بِالْمَدِیْنَةِ اَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِیْرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِیًا اِلَّا کَانُوْا مَعَکُمْ
وَفِیْ رِوَایَةٍ اِلَّا شَرَکُوْکُمْ فِی الْاَجْرِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَهُمْ بِالْمَدِیْنَةِ قَالَ وَهُمْ بِالْمَدِیْنَةِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ. (متفق علیه) 1614-29

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگِ تبوک سے واپسی پر مدینہ منورۃ کے قریب پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ میں کچھ ایسے لوگ ہیں کہ تم جہاں کہیں بھی گئے اور جس وادی کو بھی سر کیا تو وہ تمہارے ساتھ تھے۔ (بخاری و مسلم) ایک روایت میں ہے کہ وہ اجر و ثواب میں تمہارے ساتھ شریک ہیں۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں رہتے ہوئے بھی؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں کیونکہ ان کو کسی عذر نے روک لیا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاسْتَاْذَنَهٗ فِی الْجِهَادِ فَقَالَ اَحَیٌّ وَالِدَاکَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِیْهِمَا فَجَاهِدْ.(متفق علیه) وَفِیْ رِوَایَةٍ فَارْجِعْ اِلٰی وَالِدَیْکَ فَاَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا.1615-30

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک آدمی نے نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جہاد کے لیے اجازت چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر ان کی خدمت کرو! ایک روایت میں ہے واپس جا کر ان کے ساتھ اچھی طرح زندگی گزارو!۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ یَوْمَ الْفَتْحِ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰکِنْ جِهَادٌ وَنِیَّةٌ وَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا.(متفق علیه)1616-31

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا: فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں' البتہ جہاد اور اس کی نیت ہے' اور جب تم سے جہاد کرنے کے لیے مطالبہ کیا جائے تو نکلو۔(بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ اَبِی سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ. فَعَجِبَ لَهَا اَبُو سَعِیْدٍ فَقَالَ اَعِدْهَا عَلَیَّ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَعَادَهَا عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ وَاُخْرٰی یَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا الْعَبْدَ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِی الْجَنَّةِ. مَا بَیْنَ کُلِّ دَرَجَتَیْنِ کَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ. قَالَ وَمَا هِیَ یا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ الْجِهَادُ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ. الْجِهَادُ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ. الْجِهَادُ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ (مسلم) 1617-32

عَنْ اَبِیْ مُوسٰی ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوفِ فَقَامَ رَجُلٌ رَثُّ الْهَیْئَةِ فَقَالَ یَا اَبَا مُوسٰی اَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ یَقُوْلُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ فَرَجَعَ اِلٰی اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَقْرَاُ عَلَیْکُمُ السَّلَامَ ثُمَّ کَسَرَ جَفْنَ سَیفِهٖ فَاَلْقَاهُ ثُمَّ مَشٰی بِسَیْفِهٖ اِلَی الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِهٖ حَتّٰی قُتِلَ (رواه مسلم) 1618-33

تیسری فصل

حضرت ابوسعید الخدری ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اللہ کو رب تسلیم کیا، دینِ اسلام کو اپنایا اور محمد کو اللہ کا رسول مانا تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ ابوسعید ﷺ نے تعجب کرتے ہوئے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے دوبارہ بتایئے! آپ ﷺ نے اس کے سامنے ان کلمات کو دوبارہ دہرایا، نیز فرمایا ایک دوسری بات ہے، جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو جنت میں سو(۱۰۰) درجے عطا کرے گا۔ ہر دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان جتنا فاصلہ ہوگا

۔اس نے پوچھا اے اللہ کے رسول! وہ عمل کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا (اللہ کی راہ میں جہاد کرنا)!۔(مسلم)

حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷺ نے میدان جنگ میں حدیث بیان فرمائی کہ: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ایک پراگندہ حال شخص کھڑے ہوکر ابوموسیٰ اشعری ﷺ سے پوچھنے لگا: اے ابو موسیٰ ﷺ! کیا تو نے نبی گرامی ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! تو وہ شخص اپنے رفقا کی جانب پلٹ کر کہنے لگا: میرا تمہیں سلام ہو! پھر تلوار کی میان کو توڑ کر پھینک دیا اور دشمن کی طرف گیا اور تلوار چلاتے ہوئے شہید ہوگیا۔(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ جنت الفردوس کا سوال کرنا چاہیے۔

۲۔ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا ہمیشہ (نفلی) روزہ رکھنے اور ہمہ وقت، قرآن اور نماز پڑھنے والے کی طرح ہے۔

۳۔ نبی کریم ﷺ بار بار اللہ کے راستے میں شہید ہونے کو پسند کرتے تھے۔

۴۔ ایک دن کا جہاد دنیا اور اس کی نعمتوں سے افضل ہے۔

۵۔ جہاد میں ایک دن کی چوکیداری ایک مہینے کے نفلی روزوں اور نمازوں سے بہتر ہے۔

۶۔ مجاہد کے اہل و عیال کی کفالت کرنا جہاد ہے۔

۷۔ مجاہد کی بیوی کا احترام اپنی ماں کے برابر کرنا چاہیے۔

۸۔ جہاد کے لیے خرچ کرنے والے کو سات سو گنا ثواب ملے گا۔

۹۔ مجاہد کے خون کی خوشبو قیامت کے دن کستوری کی مانند ہوگی۔

۱۰۔ شہید دنیا میں واپس نہیں آیا کرتے۔

۱۱۔ قرض کے علاوہ شہید کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

۱۲۔ طبعی موت مرنے کے باوجود شہادت کی تمنا رکھنے والے کو شہادت کا ثواب ملے گا۔

۱۳۔ اچانک فوت ہونے والے کو شہید کا درجہ ملے گا۔

۱۴۔ جہاد کی تمنا نہ کرنا منافقت کی ایک نشانی ہے۔

۱۵۔ ذاتی فائدے، شہرت اور ریاء (دکھاوے) کے لیے لڑنے والا شہید نہیں ہوتا۔

بَابُ اِعْدَادِ اٰلَةِ الْجِهَادِ

جہاد کے لیے وسائل مہیا کرنا

جہاد فقط میدانِ کارزار میں لڑنے مرنے ہی کا نام نہیں' بلکہ دشمن کے ساتھ نبرد آزما ہونے سے پہلے ہر قسم کے وسائل کو یک جا کرنا' ذہنی اور جسمانی طور پر تیار ہونا اور نہایت ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ دشمن کی قوت کا اندازہ کر کے بھرپور منصوبہ بندی کرنے کا نام جہاد ہے۔ اس لیے قرآن مجید نے جہاد کی تیاریوں اور عسکری قوت و طاقت کی نمائش اور ہر اعتبار سے دشمن کو مرعوب کرنے کا حکم دیا ہے۔ مسلمانوں کو اسلحہ کی قوت کا شعور بخشنے کے لیے ستائیسویں پارے کی ایک سورۃ کا نام "الحدید" رکھا اور اس میں یہ الفاظ ذکر فرمائے:

وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ. (الحديد. ۲۵:۵۷)

"اور لوہا اتارا جس میں بڑی قوت ہے اور لوگوں کے لیے منافع ہے۔"

اس کی روشنی میں سرورِ دو عالم ﷺ نے اسلحہ کو مسلمانوں کی قوت شمار فرمایا ہے۔ آپ نہ صرف عرب کے روایتی اسلحہ نیزہ، تلوار اور ڈھال کے استعمال کی ٹریننگ کے لیے توجہ دلایا کرتے تھے' بلکہ جدید اسلحہ کے لیے فتح مکہ کے بعد دو مجاہدوں کو صرف اس لیے اردن کے شہر جُرس کی طرف روانہ فرمایا کہ وہاں جا کر جدید اسلحہ کی تربیت حاصل کریں۔ اور طائف کے غزوہ میں آپ سے توپ کے استعمال کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

آپ ﷺ نے اسلحہ کی تربیت حاصل کرنے کے بعد اس سے غفلت کرنے کو گناہ قرار دیا۔ لیکن افسوس آج جدید اسلحہ سے ناواقفیت اور اس امت کا عسکری تربیت سے عدم دلچسپی کا نتیجہ ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان کفار کے سامنے سرنگوں اور ذلت و رسوائی کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس امت کے ذمہ داران کو اپنی غفلت کا تدارک اور عیش و عشرت سے نکل کر اپنی عظمتِ رفتہ کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

الفصل الاول

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ "وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ" اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْىُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْىُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْىُ. (مسلم) 1619-1

پہلی فصل

حضرت عقبہ بن عامر ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی مکرم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ منبر پر کھڑے فرما رہے تھے "جہاں تک ہو سکے دشمن کے لیے تیار رہو" خبردار! قوت تیر اندازی میں ہے۔ سنو! قوت تیر اندازی میں ہے۔ خبردار! طاقت تیر اندازی میں ہے۔ (مسلم)

وَ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمُ الرُّوْمُ وَ يَكْفِيْكُمُ اللّٰهُ فَلَا يَعْجِزُ

وہی صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے فرمایا: مستقبل میں تم روم کو فتح کر و گیا اور

اَحَدُكُمْ اَنْ يَلْهُوَ بِاَسْهُمِهٖ (رواہ مسلم) 2-1620

اللہ تعالیٰ ہی تمہیں کافی ہوگا۔ تو تم میں کوئی مال و دولت میں مگن ہوکر تیروں کے ساتھ کھیلنے سے پیچھے نہ رہ جائے (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ عَلِمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا اَوْ قَدْ عَصٰى. (مسلم) 3-1621

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی مکرم ﷺ سے سنا: آپ فرما رہے تھے: جس شخص نے تیر اندازی کی تربیت حاصل کی اور پھر اسے چھوڑ دیا' وہ ہم میں سے نہیں۔ یا اس نے نافرمانی کی۔ (مسلم)

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى قَوْمٍ مِنْ اَسْلَمَ يَتَنَاضَلُوْنَ بِالسُّوْقِ فَقَالَ ارْمُوْا بَنِيْ اِسْمَاعِيْلَ فَاِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا وَاَنَا مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ لِاَحَدِ الْفَرِيْقَيْنِ فَاَمْسَكُوْا بِاَيْدِيْهِمْ فَقَالَ مَالَكُمْ؟ فَقَالُوْا كَيْفَ نَرْمِيْ وَاَنْتَ مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ؟ قَالَ ارْمُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ. (بخاری) 4-1622

حضرت سلمۃ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو بازار میں تیر اندازی کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اولاد اسماعیل علیہ السلام! تیر اندازی کرتے رہو بلاشبہ تمہارا والد تیر انداز تھا۔ اور دونوں جماعتوں میں سے میں فلاں کے ساتھ ہوں۔ اس پر دوسرے فریق نے اپنے ہاتھ روک لیے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: ہم کیسے ان کی طرف تیر چلائیں جبکہ آپ ان کے ساتھ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم تیر اندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔ (بخاری)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَتَتَرَّسُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِتُرْسٍ وَاحِدٍ وَكَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَسَنَ الرَّمْيِ فَكَانَ اِذَا رَمٰى تَشَرَّفَ النَّبِيُّ ﷺ فَيَنْظُرُ اِلٰى مَوْضِعِ نَبْلِهٖ. (بخاری) 5-1623

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی گرامی ﷺ کے ساتھ ایک ہی ڈھال سے بچاؤ کرتے تھے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اچھے تیر انداز تھے۔ جب وہ تیر اندازی کرتے تو نبی اکرم ﷺ سر اٹھا کر ان کے تیر گرنے کی جگہ دیکھتے۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْبَرَكَةُ فِيْ نَوَاصِي الْخَيْلِ. (متفق علیہ) 6-1624

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و برکت ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَلْوِيْ نَاصِيَةَ فَرَسٍ بِاِصْبَعِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ بِنَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَلْاَجْرُ وَالْغَنِيْمَةُ. (مسلم) 7-1625

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول محترم ﷺ اپنی انگلی سے گھوڑے کی پیشانی کے بالوں کو لپیٹتے ہوئے فرما رہے تھے: تا قیامت گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و برکت رکھی گئی ہے یعنی اجر و ثواب اور غنیمت ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے

مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ إِيْمَانًا بِاللّٰهِ وَتَصْدِيْقًا بِوَعْدِهٖ فَإِنَّ شِبَعَهٗ وَرِيَّهٗ وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِيْ مِيْزَانِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.(بخاری) 1626-8

فرمایا: جس شخص نے اللہ کی راہ میں اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کے وعدہ پر یقین رکھتے ہوئے گھوڑا وقف کیا' تو گھوڑے کی شکم سیری، آمد و رفت، اس کی لید اور پیشاب کو قیامت کے دن ترازو میں رکھا جائے گا۔(بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكْرَهُ الشِّكَالَ فِي الْخَيْلِ وَالشِّكَالُ أَنْ يَّكُوْنَ الْفَرَسُ فِيْ رِجْلِهِ الْيُمْنٰى بَيَاضٌ وَفِيْ يَدِهِ الْيُسْرٰى أَوْ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى وَرِجْلِهِ الْيُسْرٰى. (مسلم) 1627-9

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں کہ رحمتِ دو عالم ﷺ "شکال" گھوڑوں کو معیوب گردانتے تھے۔ اور وہ گھوڑا شکال ہوتا ہے جس کے دائیں پاؤں اور بائیں ہاتھ میں سفیدی ہو یا دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں میں سفیدی ہو۔(مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ أُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ وَأَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ وَبَيْنَهُمَا سِتَّةُ أَمْيَالٍ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلٰى مَسْجِدِ بَنِيْ زُرَيْقٍ وَبَيْنَهُمَا مِيْلٌ.(متفق عليه) 1628-10

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے: ہیں نبی مکرم ﷺ نے تضمیر شدہ گھوڑوں کے درمیان "حفیاء" سے ثنیۃ الوداع تک دوڑ کا مقابلہ کروایا۔ ان کے درمیان چھ میل کی مسافت تھی۔ اور جو گھوڑے تضمیر شدہ نہ تھے ان میں ثنیۃ الوداع سے مسجد بنو زریق تک دوڑ مقابلہ کروایا۔ ان کے درمیان ایک میل کی مسافت تھی۔(بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَتْ نَاقَةٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تُسَمَّى الْعَضْبَاءُ وَكَانَتْ لَا تُسْبَقُ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلٰى قَعُوْدٍ لَهٗ فَسَبَقَهَا فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِّنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهٗ.(بخاری) 1629-11

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ کی اونٹنی کا نام "عضباء" تھا۔ کوئی جانور اس سے آگے نہیں نکل سکتا تھا۔ لیکن ایک اعرابی اونٹ پر آیا اور اس سے آگے نکل گیا مسلمانوں کو یہ بات ناگوار گزری۔ ہادئ اعظم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا یہ دستور ہے۔ کہ دنیا میں جب کوئی چیز عروج پر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے نیچا بھی کر دیتے ہیں۔(بخاری)

فہم الحدیث

گھوڑے کو جہاد کی خاطر تیار کرنے کے لئے پہلے ایک مخصوص مدت تک خوب کھلایا پلایا جاتا ہے۔ جب وہ خوراک کھا کھا کر اس قدر موٹا ہو جائے کہ اب زیادہ کھانے کو پسند نہ کرتا ہو۔ تو پھر اس کی خوراک آہستہ آہستہ کم کی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اسے کئی کئی دن بھوکا رکھا جاتا ہے۔ اس طرح وہ بظاہر کمزور نظر آتا ہے۔ لیکن حقیقتاً وہ طاقتور اور پھرتیلا ہو جاتا ہے۔ ایسے گھوڑے کو تضمیر شدہ گھوڑا کہتے ہیں۔

خلاصۂ باب

۱۔ اسلحہ قوّت کا باعث ہوتا ہے۔

۲۔ عسکری تربیت کو بھولنا گناہ ہے۔

۳۔ مجاہد کے گھوڑے کی پیشانی میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے۔

۴۔ مسلمانوں کو ہر حال میں جنگی تیاری پر توجہ دینی چاہیے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے لوہے میں قوّت اور برکت رکھ دی ہے

كِتَابُ اٰدَابِ السَّفَرِ

آدابِ سفر

دنیا میں بہت ہی کم ایسے انسان ہوں گے جو زندگی بھر ایک ہی مقام پر مقیم یا ٹھہرے رہے ہوں۔ ورنہ ہر آدمی کو اپنی حاجت و ضرورت کے لیے سفر کرنا ہی پڑتا ہے۔ یہ سفر کاروباری، سماجی، تمدنی، خالص علمی اور دینی یا جہادی بھی ہوسکتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مطالعہ اور عبرت آموزی کے لیے بھی لوگوں کو سفر اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے کہ وہ قدرت کے مناظر دیکھیں قوموں کے عروج وزوال اور ان کے احوال سے علم ومعرفت حاصل کریں نیز اسبابؑ میں غور وفکر کریں جن کی وجہ سے ان قوموں کو ہلاکت کے گھاٹ اترنا پڑا۔ اور اس سے نصیحت وعبرت پکڑیں

فَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ٥ (اٰل عمران:۱۳۷)

''اے نبی! فرمادیجیے! زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔''

سفر چاہے کتنا آسان اور خالص دینی جذبہ سے ہی کیوں نہ ہو، اس میں تھکاوٹ اور مشکلات کا ہونا طبعی امر ہے۔ جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ ''سفر عذاب کا حصہ ہے''

رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اگر لوگوں کو سفر کی صعوبتوں کا ادراک ہو جائے تو کوئی شخص بھی جان بوجھ کر تنہا سفر کرنا پسند نہ کرے۔ بالخصوص عورتوں کو تو تنہا سفر کرنے سے منع کر دیا ہے اور یہ شرط عائد کی کہ وہ محرم کے بغیر سفر نہ کریں۔ اس لیے آپ ﷺ نے نہ صرف سفر کے آداب سے آگاہ فرمایا بلکہ مسافت کا تعین کر کے سنن ونوافل کی چھوٹ دینے کے ساتھ ساتھ فرض نماز کو بھی نصف کر دیا کیونکہ سفر چاہے کتنا ہی آرام دہ کیوں نہ ہو گھر جیسا سکون میسر نہیں آ سکتا۔ لہٰذا ضروری تھا کہ گھر سے نکلنے والے غریب الدیار مسافر کی قدم قدم پر رہنمائی اور سہولت کا اہتمام کیا جائے۔ آپ ﷺ لوگوں کو سمجھایا کرتے کہ جو شخص اپنے کام سے فارغ ہو جائے تو اسے جلد از جلد اپنے وطن کو پلٹنا چاہیے۔

اس کے ساتھ یہ فرمان بھی تھا کہ جہاں تک ممکن ہو سکے گھر والوں کو اپنے واپسی کے وقت کی اطلاع کی جائے۔ سفر کے دوران ایک سے زیادہ افراد ہونے کی صورت میں کسی ایک کو اپنا امیر بنا لینے کی تعلیم دی۔ پھر اس زمانے کے حالات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے صبح سویرے سفر کا آغاز پسند فرماتے۔ موسم اور حالات کو سامنے رکھتے ہوئے ساری رات کو سفر کرنا بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ آپ ﷺ کسی بستی میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔

اَللّٰهُمَّ، اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ اَهْلِهَا وَاَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ اَهْلِهَا.

''اے اللہ! میں اس سرزمین اور یہاں کے رہنے والوں کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ الٰہی! مجھے اس شہر اور اس کے باسیوں کی طرف سے خیر وبرکت نصیب ہو۔''

گھر سے نکلتے وقت اور واپسی کے لیے بھی آپ ﷺ سے کئی دعائیں ثابت ہیں۔

پرانے زمانے میں لوگ گھوڑوں، اونٹوں اور بیلوں کے گلے میں گھنگرو اور گھنٹیاں باندھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس بات کو ناپسند فرمایا ہے۔ کیونکہ گھنٹیوں کی آواز سے دشمن چوکنا ہوجاتا تھا۔ جب کہ دشمن کی بے خبری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یک بارگی حملہ کرنا بہت بڑی عسکری کامیابی شمار ہوتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا دوسرا نقصان یہ ہے کہ سفر کے دوران سونے والے حضرات اور ذکر واذکار کرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ گھنٹی کو شیطان کی بانسری قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کے فرمان کی حقیقت اور فائدہ اس وقت فوری سمجھ میں آتا ہے جب آپ ایسی سواری پر سفر کر رہے ہوں جس میں گانا بجانا اور شور وغوغا ہو۔ ایسا یہ ماحول نہ صرف ذہنی پراگندگی پیدا کرتا ہے، بلکہ جسمانی لحاظ سے بھی بے جا تھکاوٹ کا باعث ہوتا ہے۔ جبکہ شریعت کی تمام کوششوں کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان شیطانی ماحول سے محفوظ اور مامون رہیں۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ خَرَجَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ فِیْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَكَانَ یُحِبُّ اَنْ یَّخْرُجَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ (بخاری)1630-1

حضرت کعب بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ نے جمعرات کو غزوۂ تبوک کے لیے نکلے۔ اور آپ ﷺ جمعرات کے دن سفر کو پسند فرماتے تھے۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی الْوَحْدَةِ مَا اَعْلَمُ مَاسَارَ رَاكِبٌ بِلَیْلٍ وَحْدَهٗ (بخاری)1631-2

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر لوگ اکیلے سفر کرنے کی وہ مشکلات و شرور جانتے ہوں جو میں جانتا ہوں، تو کوئی شخص رات کو اکیلا سفر نہ کرے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِیْهَا كَلْبٌ وَلَا جَرَسٌ (مسلم)1632-3

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس قافلے کے لوگ اپنے ساتھ کتا اور گھنٹی رکھتے ہیں فرشتے ان کے ساتھ نہیں ہوتے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْجَرَسُ مَزَامِیْرُ الشَّیْطَانِ (مسلم)1633-4

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا گھنٹیاں شیطان کی بانسریاں ہیں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ بَشِیْرِ نِ الْاَنْصَارِیِّ ؓ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَسُوْلًا لَا تُبْقَیَنَّ فِیْ رَقَبَةِ بَعِیْرٍ قِلَادَةٌ مِّنْ وَتَرٍ اَوْ قِلَادَةٌ اِلَّا قُطِعَتْ (متفق علیه)1634-5

حضرت ابو بشیر انصاریؓ بیان کرتے ہیں: ایک سفر میں وہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے تو نبی مکرم ﷺ نے قاصد بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں تندی کا قلادہ یا مطلق قلادہ باقی نہ رہنے دیا جائے، اسے کاٹ دیا جائے (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَافَرْتُمْ فِی الْخِصْبِ فَاَعْطُوا الْاِبِلَ حَقَّهَا مِنَ

حضرت ابو ہریرہ ؓ رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ اگر تم سبزے والے علاقے میں سفر کرو تو اونٹوں کو

الْاَرْضِ وَاِذَا سَافَرْتُمْ فِي السَّنَةِ فَاسْرِعُوْا عَلَيْهَا السَّيْرَ وَاِذَا عَرَّسْتُمْ بِاللَّيْلِ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيْقَ فَاِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِ وَمَاْوَى الْهَوَامِّ بِاللَّيْلِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِذَا سَافَرْتُمْ فِي السَّنَةِ فَبَادِرُوْا بِهَا نَقِيَّهَا (مسلم)6-1635

زمین سے ان کا حق کھانے دو اور اگر تم قحط سالی (یعنی خشک اور بنجر علاقے) میں سفر کرو تو تیزی سے سفر مکمل کرو۔ رات کو پڑاؤ راستے سے ہٹ کر کرو، کیونکہ راستہ چار پاؤں کے چلنے کے لیے ہوتا ہے اور رات کے وقت وہاں زہریلے جانور پھرتے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے اگر تم قحط سالی (یعنی بے آب وگیاہ) میں سفر کرو تو جانوروں کے کمزور ہونے سے قبل جلدی سفر مکمل کرو۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِيْ سَفَرٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ عَلٰى رَاحِلَةٍ فَجَعَلَ يَضْرِبُ يَمِيْنًا وَّ شِمَالًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيُعِدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَّا ظَهْرَ لَهُ وَمَنْ كَانَ لَهُ فَضْلُ زَادٍ فَلْيُعِدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَا زَادَ لَهُ قَالَ فَذَكَرَ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ حَتّٰى رَاَيْنَا اَنَّهُ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِنَّا فِيْ فَضْلٍ (مسلم)1636-7

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی گرامی ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ ایک شخص دائیں بائیں دیکھتا ہوا (یعنی لڑکھڑاتا ہو) آیا، جیسے وہ کچھ تلاش کر رہا ہو۔ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے پاس سواری ہے، وہ اسے دے دے جس کے پاس سواری نہیں۔ اور جس کے پاس زائد زادِراہ ہے وہ اس شخص کو دے دے جس کے پاس زادِراہ نہیں۔ راوی کہتا ہے کہ آپ نے اموال کی مختلف اقسام کا تذکرہ کیا حتیٰ کہ ہم نے سمجھا کہ زائد مال پر ہم میں سے کسی کا حق نہیں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ اَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَاِذَا قَضٰى نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهٖ فَلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهٖ (متفق عليه) 1637-8

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: سفر عذاب کا حصہ ہے، وہ تمہیں نیند، کھانے اور پینے سے روکے رکھتا ہے۔ اس لیے جب کسی کا کام مکمل ہو جائے تو وہ جلدی گھر لوٹے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِصِبْيَانِ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَنَّهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَسُبِقَ بِيْ اِلَيْهِ فَحَمَلَنِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جِيْئَ بِاَحَدِ ابْنَيْ فَاطِمَةَ فَاَرْدَفَهُ خَلْفَهُ قَالَ

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب سفر سے واپس آتے تو گھر کے بچے آپ کی ملاقات کے لیے نکلتے۔ آپ ایک سفر سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے مجھے آپ کے پاس لایا گیا پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹوں میں سے ایک کو لایا گیا، آپ نے اسے اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ جب ہم مدینہ میں داخل ہوئے تو ایک سواری پر تین سوار تھے۔ (مسلم)

فَاَدْخِلْنَا الْمَدِيْنَةَ ثَلٰثَةً عَلٰى دَابَّةٍ (مسلم)1638-9

آپ نے مجھے اپنے آگے سوار کیا۔ پھر حضرت فاطمہ

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّهُ اَقْبَلَ هُوَ وَاَبُوْ طَلْحَةَ ﷺ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ صَفِيَّةُ مُرْدِفُهَا عَلٰى رَاحِلَتِهٖ . (بخاری)1639-10

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: کہ وہ اور ابو طلحہ ؓ نبی کریم ﷺ کی معیّت میں تھے۔ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا پیچھے سواری پر سوار تھیں۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَطْرُقُ اَهْلَهٗ لَيْلًا وَكَانَ لَا يَدْخُلُ اِلَّا غُدْوَةً اَوْ عَشِيَّةً (متفق عليه)1640-11

انس ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ سفر سے رات کے وقت اپنے گھر نہیں لوٹتے تھے۔ بلکہ آپ صبح یا شام کو تشریف لاتے تھے۔ (بخاری۔ مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا طَالَ اَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقْ اَهْلَهٗ لَيْلًا (متفق عليه)1641-12

حضرت جابر بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی کافی عرصہ تک گھر سے باہر رہے تو وہ رات کے وقت گھر نہ آئے۔ (بخاری و مسلم)

فہم حدیث

آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص کچھ مدت کے بعد واپس پلٹے تو اپنی آمد کی گھر والوں کو اطلاع دے دے۔ بالخصوص رات کے وقت آمد سے محلّہ میں غلط فہمیوں کے ساتھ مالی اور جانی نقصان کا اندیشہ ہوسکتا ہے۔

۱۹۷۳ میں پاکستانی قیدیوں کے ساتھ ایک قیدی ہندوستان کی قید سے رہا ہوکر لاہور آیا۔ اور اطلاع دیے بغیر رات کے وقت میانوالی کے ایک گاؤں میں اپنے گھر گیا۔ اس کے گھر اس کا بھائی سویا ہوا تھا۔ اس نے چور سمجھ کر فائر مارا وہ بے چارا موقع پر مرگیا۔ صبح ہونے پر اسے پتہ چلا کہ یہ تو میرا قیدی بھائی تھا۔ اس غم کا وہی خاندان اندازہ کرسکتا ہے جن کے ساتھ یہ عظیم المیہ پیش آیا۔ دیکھیے اللہ اور اس کے رسول کے ارشادات میں کتنی حکمتیں اور فائدے ہیں۔

وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اِذَا دَخَلْتَ لَيْلًا فَلَا تَدْخُلْ اَهْلَكَ حَتّٰى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ وَ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ (متفق عليه)1642-13

حضرت جابر ﷺ ہی بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ نے فرمایا جب تو رات کے وقت گھر آئے تو اپنی بیوی کے پاس اس وقت تک نہ جا، جب تک وہ نظافت اختیار نہ کرلے۔ اور جس کے بال پراگندہ ہوں وہ کنگھی چوٹی نہ کرلے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ اِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحٰى فَاِذَا قَدِمَ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِ لِلنَّاسِ.

حضرت کعب بن مالک ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ سفر سے دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے۔ اور جب مدینہ منورہ پہنچتے تو پہلے مسجد میں تشریف فرما ہوکر دو رکعت نماز

(متفق علیه)1643-14

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ لِيَ أُدْخُلِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ (رواه البخاری)1644-15

وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ نَحَرَ جَزُورًا أَوْ بَقَرَةً (رواه البخاری)1645-16

ادا کرتے۔ پھر لوگوں سے ملاقات کرتے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ نبی محترم ﷺ کے ساتھ سفر پر تھا۔ جب ہم مدینہ پہنچے، تو آپ نے مجھے مسجد میں دو رکعت ادا کرنے کا حکم دیا۔ (بخاری)

حضرت جابر ﷺ ہی بیان فرماتے: ہیں کہ نبی محترم ﷺ جب مدینہ میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اونٹ یا گائے ذبح کی۔ (بخاری)

الفصل الثالث

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ اضْطَجَعَ عَلَى يَمِينِهِ وَإِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهُ وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى كَفِّهِ (مسلم)1646-17

تیسری فصل

حضرت ابوقتادہ ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی معظم ﷺ جب سفر میں آرام کے لیے پڑاؤ کرتے تو دائیں جانب اور جب صبح سے ذرا پہلے آرام کے لیے پڑاؤ کرتے، تو اپنی کلائی کو کھڑا کرتے ہوئے، اپنا سر مبارک ہتھیلی پر رکھتے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ تنہا سفر کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔
۲۔ گھنٹیاں شیطان کی بانسریاں ہیں۔
۳۔ سفر عذاب کا ایک حصہ ہے۔
۴۔ کافی عرصہ گھر سے باہر رہنے والے کو اچانک رات کے وقت گھر نہیں آنا چاہیے۔
۵۔ جب سفر سے واپس آئے تو پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا کر کے گھر پہنچے۔
۶۔ سفر سے واپسی جانور ذبح کر کے اعزہ واقارب کی دعوت کرنا سنّت ہے۔
۷۔ دوران سفر سواریوں اور ہم سفروں کا بھی خیال کرنا چاہیے۔
۸۔ سفر سے واپس آنے والوں کا شہر سے باہر نکل کر استقبال کرنا جائز ہے۔
۹۔ سفر سے واپی پر گھر والوں کو اطلاع دے کر آنا چاہیے، چھاپہ مار انداز سے گھر آنا درست نہیں۔

بَابُ الْكِتَابِ اِلَى الْكُفَّارِ وَدُعَآئِهِمْ اِلَى الْاِسْلَامِ

کفار کی جانب خط اور انہیں اسلام کی دعوت دینا

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو دنیا کے ہر دور کے تمام انسانوں کے لیے رسول مبعوث فرمایا ہے۔ اور آپ نے اپنی امت کا مقام بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہیں دنیا جہاں کے لوگوں میں اس لیے ممتاز اور منفرد بنایا کہ تم لوگوں کو نیکی کا حکم کرنے والے اور برائی سے منع کرنے والے ہو۔ اس شہادتِ حق اور تبلیغ دین کے لیے رحمت دو عالم ﷺ نے اس قدر احساس اور جاں فشانی کے ساتھ فریضۂ تبلیغ سرانجام دیا کہ صحابہ ؓ پکار اٹھے' کہ آپ نے اس کا حق ادا کر دیا ہے۔

آپ ﷺ چونکہ سب کے لیے رسول بنائے گئے تھے اس لیے آپ نے مدینہ منورہ پہنچنے کے چھٹے سال کچھ صحابہ ؓ کو جمع کر کے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں دور دراز کی مملکتوں کے حکمرانوں کے پاس بھیج رہا ہوں' تا کہ میرے مراسلات کو تم ان تک پہنچاؤ۔ آپ نے اس زمانے کے بڑے بڑے فرماں رواؤں کو خطوط لکھے جن میں چند ایک کا تذکرہ درج ذیل احادیث میں ہو رہا ہے۔ ان میں سے چند خطوط مبارک جرمنی اور ترکی کی سرکاری لائبریریوں میں آج بھی موجود ہیں۔ تفصیل کے لیے ڈاکٹر حمید اللہ کی کتاب ملاحظہ فرمائیں جس میں تمام خطوط مبارک کا عکس بھی دیا گیا ہے۔

جب آپ ﷺ نے خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا' تو صحابہ ؓ نے عرض کیا کہ جب تک ان خطوط پر آپ اپنی مہر ثبت نہیں فرمائیں گے' اس وقت تک ان خطوط کی طرف وہ حکمران توجہ نہیں کریں گے۔ اس موقعہ پر ہی آپ ﷺ نے مہر نبوت بنوا کر ان خطوط پر ثبت فرمائی۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَتَبَ اِلٰی قَیْصَرَ یَدْعُوْهُ اِلَی الْاِسْلَامِ وَبَعَثَ بِكِتَابِهٖ اِلَیْهِ دِحْیَةَ الْكَلْبِیَّ وَاَمَرَهٗ اَنْ یَّدْفَعَهٗ اِلٰی عَظِیْمِ بُصْرٰی لِیَدْفَعَهٗ اِلٰی قَیْصَرَ فَاِذَا فِیْهِ ,, بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰی هِرَقْلَ عَظِیْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی اَمَّا بَعْدُ ! فَاِنِّیْ اَدْعُوْكَ بِدَاعِیَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ وَاَسْلِمْ یُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَیْنِ وَاِنْ تَوَلَّیْتَ فَعَلَیْكَ اِثْمُ

پہلی فصل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے قیصرِ روم کی طرف حضرت دحیہ کلبی کو اسلام کی دعوت کے لیے خط دے کر بھیجا اور ان سے فرمایا کہ اسے بصرہ کے امیر کو پہنچاؤ' تا کہ وہ اسے قیصرِ روم تک پہنچا دے۔ اس خط میں لکھا تھا ,, شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے، روم کے حاکم ہرقل کی طرف۔

اس شخص پر سلام ہو جو ہدایتِ الٰہی کی اتباع کرے۔

بعد ازاں میں آپ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ آپ اسلام

الْاَرِيْسِيِّيْنَ وَيَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1-1647

لائیں اس طرح محفوظ رہیں گے۔ آپ ایمان لائیں اللہ تعالیٰ آپ کو دوگنا اجر عطا فرمائیں گے۔ اگر آپ نے اسلام سے انحراف کیا، تو آپ کی وجہ سے جو لوگ ایمان نہ لائے ان کا گناہ بھی آپ پر ہوگا۔

''اے اہل کتاب جو بات ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے اس کی طرف آؤ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ ہی اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں۔ اور ہم اللہ کے سوا کسی کو اپنا کارساز نہ سمجھیں۔ اگر یہ لوگ نہ مانیں تو کہہ دو گواہ رہنا ہم تو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں۔'' آل عمران ۳۔۶۵ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بِكِتَابِهٖ اِلٰى كِسْرٰى مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّدْفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ فَدَفَعَهٗ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ اِلٰى كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَءَ مَزَّقَهٗ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ. (رَوَاهُ بُخَارِيٌّ) 2-1648

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے اپنا مکتوب حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کسریٰ کی طرف بھیجا اور ان سے کہا یہ خط بحرین کے رئیس کو پہنچا دیں۔ چنانچہ بحرین کے گورنر نے وہ خط کسریٰ کی جانب بھجوایا اس نے نامہ مبارک پڑھا اور پھاڑ ڈالا۔ ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ان (مجوسیوں) کے خلاف نبی گرامی ﷺ نے بددعا کی کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ (بخاری)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَتَبَ اِلٰى كِسْرٰى وَاِلٰى قَيْصَرَ وَاِلَى النَّجَاشِيِّ وَاِلٰى كُلِّ جَبَّارٍ يَدْعُوْهُمْ اِلَى اللّٰهِ وَلَيْسَ بِالنَّجَاشِيِّ الَّذِيْ صَلّٰى عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ. (مُسْلِمٌ) 3-1649

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے کسریٰ، قیصر، نجاشی اور ہر سردار کی طرف خط لکھا اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور اس نجاشی سے مراد وہ نجاشی نہیں جس کی نبی گرامی ﷺ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ (مسلم)

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَمَّرَ اَمِيْرًا عَلٰى جَيْشٍ اَوْ سَرِيَّةٍ اَوْصَاهُ فِيْ خَاصَّتِهٖ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَمَنْ مَعَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا ثُمَّ قَالَ اُغْزُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ اغْزُوْا فَلَا تَغُلُّوْا وَلَا تَغْدِرُوْا وَلَا تُمَثِّلُوْا وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيْدًا وَاِذَا لَقِيْتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَادْعُهُمْ

سلمان بن بریدہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں جب کبھی سرورِ عالم ﷺ کسی چھوٹے یا بڑے لشکر کا امیر مقرر فرماتے، تو اس کو اپنے معاملات میں اللہ سے ڈرنے اور اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت فرماتے۔ نیز فرماتے کہ اللہ کے راستے میں اللہ کے نام کے ساتھ جہاد کرو۔ اس شخص سے لڑو جو اللہ کا انکار کرتا ہے۔ جہاد میں خیانت، عہد شکنی اور کسی کا مثلہ نہ کرو۔ کسی بچے کو قتل نہ کیا

اِلٰى ثَلٰثِ خِصَالٍ اَوْ خِلَالٍ فَاَيَّتُهُنَّ مَا اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ فَاِنْ اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ عَنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ اِلٰى دَارِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّهُمْ اِنْ فَعَلُوْا ذَالِكَ فَلَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ فَاِنْ اَبَوْا اَنْ يَّتَحَوَّلُوْا مِنْهَا فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّهُمْ يَكُوْنُوْنَ كَاَعْرَابِ الْمُسْلِمِيْنَ يُجْرٰى عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللّٰهِ الَّذِىْ يُجْرٰى عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَكُوْنُ لَهُمْ فِى الْغَنِيْمَةِ وَالْفَىْءِ شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدُوْا مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاِنْ هُمْ اَبَوْا فَسَلْهُمُ الْجِزْيَةَ فَاِنْ هُمْ اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ فَاِنْ هُمْ اَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَقَاتِلْهُمْ وَاِذَا حَاصَرْتَ اَهْلَ حِصْنٍ فَاَرَادُوْكَ اَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهٖ فَلَا تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَلَا نَبِيِّهٖ وَلٰكِنِ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَ ذِمَّةَ اَصْحَابِكَ فَاِنَّكُمْ اَنْ تُخْفِرُوْا ذِمَمَكُمْ وَذِمَمَ اَصْحَابِكُمْ اَهْوَنُ مِنْ اَنْ تُخْفِرُوْا ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ رَسُوْلِهٖ وَاِنْ حَاصَرْتَ اَهْلَ حِصْنٍ فَاَرَادُوْكَ اَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ فَلَا تُنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِكَ فَاِنَّكَ لَاتَدْرِىْ اَتُصِيْبُ حُكْمَ اللّٰهِ فِيْهِمْ اَمْ لَا .
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)1650-4

جائے۔ جب تمہارا مشرک دشمنوں سے آمنا سامنا ہو تو انہیں تین باتوں کی دعوت دو۔ ان میں سے جس بات کو وہ تسلیم کریں مان لو، اسلام کی دعوت دیے بغیر ان پر حملہ نہ کرو اگر وہ اسلام لے آئیں تو ان کا اسلام قبول کرو اور ان پر حملہ نہ کرو۔ انہیں کہو دارالحرب چھوڑ کر دارالہجرت چلے آئیں۔ اور انہیں بتاؤ کہ اگر وہ چلے آئیں گے تو انہیں مہاجرین کے حقوق میسر ہوں گے اور ان پر مہاجرین کی سی ذمہ داریاں عائد ہوں گی اور اگر وہ دارالہجرت کی طرف منتقل ہونے سے انکار کریں، تو انہیں بتائیں کہ ان کا معاملہ مسلمانوں کی طرح ہوگا کہ ان پر دیگر ایمان داروں کی طرح اللہ تعالیٰ کے احکام نافذ ہوں گے، لیکن انہیں غنیمت اور مالِ فئے سے مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد کیے بغیر کچھ نہیں ملے گا۔ اگر وہ اس بات کو تسلیم نہ کریں تو ان سے جزیہ کا مطالبہ کرو۔ اگر وہ مان لیں تو ان سے جزیہ لو اور انہیں کچھ نہ کہو۔ اور اگر وہ جزیہ سے انکار کریں تو اللہ سے مدد طلب کرتے ہوئے ان کے خلاف برسرِ پیکار ہو جاؤ۔ جب تم کسی قلعہ کا محاصرہ کرو اور وہ تم سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ذمہ کا تقاضا کریں تو انہیں اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ کے علاوہ اپنا اور اپنے رفقا کا ذمہ دو۔ کیونکہ اگر تم اپنے اور اپنے رفقا کے ذمہ کو توڑ ڈالو تو یہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ کے مقابلہ میں معمولی ہے۔ جب تم کسی قلعہ کے مکینوں کا محاصرہ کرو اور وہ تم سے اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر اتارنے کا مطالبہ کریں تو انہیں اپنے فیصلہ پر اتارنا، کیونکہ تمہیں علم نہیں کہ اللہ کے فیصلے کے بارے میں درستی کو پا سکو گے یا نہیں۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِىْ اَوْفٰى رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِىْ بَعْضِ اَيَّامِهِ الَّتِىْ لَقِىَ

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ؓ بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں نبی مکرم ﷺ نے دشمنوں کا مقابلہ کیا ان میں سے ایک موقع پر

فِيهَا الْعَدُوَّ وَانْتَظَرَ حَتّٰى مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَاِذَا لَقِيتُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ.(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1651-5

آپ نے سورج کے زوال کا انتظار کیا۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر خطاب فرمایا' اے لوگو! دشمن سے لڑائی کی آرزو کی بجائے عافیت طلب کرو۔ اور جب تمہارا دشمن سے آمنا سامنا ہو تو صبر کرو اور یقین رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دعا کی "اے اللہ! کتاب کو نازل کرنے والے بادلوں کو چلانے والے۔ جماعتوں کو شکست دینے والے! انہیں شکست سے دوچار کر اور ہمیں ان پر غلبہ عطا فرما! (بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا غَزَا بِنَا قَوْمًا لَمْ يَكُنْ يَغْزُوْبِنَا حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَنْظُرَ اِلَيْهِمْ فَاِنْ سَمِعَ اَذَانًا كَفَّ عَنْهُمْ وَاِنْ لَمْ يَسْمَعْ اَذَانًا اَغَارَ عَلَيْهِمْ. قَالَ فَخَرَجْنَا اِلٰى خَيْبَرَ فَانْتَهَيْنَا اِلَيْهِمْ لَيْلًا فَلَمَّا اَصْبَحَ وَلَمْ يَسْمَعْ اَذَانًا رَكِبَ وَرَكِبْتُ خَلْفَ اَبِي طَلْحَةَ وَاِنَّ قَدَمِي لَتَمَسُّ قَدَمَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَخَرَجُوْا اِلَيْنَا بِمَكَاتِلِهِم وَمَسَاحِيهِمْ فَلَمَّا رَاَوُا النَّبِيَّ ﷺ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَاللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسَ فَلَجَاُوْا اِلَى الْحِصْنِ فَلَمَّا رَاٰهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ! اللّٰهُ اَكْبَرُ! خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ.(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1652-6

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ ہمیں لے کر صبح صادق نمودار ہونے پر لڑائی کرتے۔ ان (اہل شہید) کا جائزہ لیتے اگر وہاں سے اذان سنتے تو ان پر حملہ نہ کرتے، وگرنہ ان پر حملہ کر دیتے۔

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: ہم خیبر رات کے وقت پہنچے۔ جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے اذان نہ سنی آپ ﷺ سوار ہوئے۔ میں ابوطلحہ (اپنے سوتیلے باپ) کے پیچھے سوار ہوا۔ میرا قدم نبی گرامی ﷺ کے قدم کو چھو رہا تھا۔ خیبر کے لوگ اپنے ٹوکرے اور کدال لے کر ہمارے طرف نکلے۔ انہوں نے نبی معظم ﷺ کو دیکھتے ہی شور مچا دیا' محمد ہے اللہ کی قسم محمد اور اس کا لشکر ہے۔ چنانچہ وہ قلعہ میں پناہ گزین ہو گئے۔ نبی گرامی ﷺ نے انہیں دیکھ کر کہا: اللہ بہت بڑا ہے! اللہ بہت بڑا ہے! خیبر تباہ ہو گیا! اس میں شک نہیں کہ جب ہم کسی قوم کی آبادی میں اترتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح پریشان کن ہوتی ہے، جن کو برے انجام سے پہلے خبردار کر دیا گیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ ﷺ قَالَ شَهِدْتُ الْقِتَالَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ اِذَا لَمْ يُقَاتِلْ اَوَّلَ النَّهَارِ انْتَظَرَ حَتّٰى تَهُبَّ الرِّيَاحُ وَتَحْضُرَ

حضرت نعمان بن مقرن ﷺ بیان کرتے ہیں: میں رسول محترم ﷺ کی معیت میں غزوات میں شرکت کرتا رہا ہوں۔ آپ ﷺ اگر شروع دن میں لڑائی کا آغاز نہ کرتے تو پھر

الصَّلٰوةُ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 1653-7

انتظار کرتے حتیٰ کہ جب ہوائیں چلنے لگتیں اور نماز کا وقت ہوجاتا (تب جنگ شروع فرماتے)۔(بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ دعوت کا کام خط و کتابت سے بھی کرنا چاہیے۔

۲۔ لڑائی کی آرزو نہیں کرنی چاہیے۔

۳۔ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔

۴۔ اذان اسلام کا شعار ہے۔

۵۔ عوام سے پہلے خواص کو دعوت دینا سنت ہے۔

۶۔ جنگ کی آرزو یا دعا نہیں کرنیں چاہیے کیونکہ جنگ شوق سے نہیں مجبوراً لڑی جاتی ہے۔

۷۔ جنگ سے پہلے ترغیب اور جوش دلانے کے لئے تقریر کرنا سنّت ہے۔

۸۔ اگر موقع ہو تو جنگ کا آغاز مناسب اور معتدل اوقات میں کرنا چاہیے۔

۹۔ اللہ اکبر کے نعرے اور تحریکی جملوں کے ساتھ حملہ آور ہونا سنّت ہے۔

۱۰۔ مجاھدین کو جنگ سے پہلے حدیث عبداللہ ابن ابی اوفی (۱۶۵۰۔۵) میں مذکورہ دعاء ضرور مانگ لینی چاہیے۔

بَابُ الْقِتَالِ فِی الْجِهَادِ

جہاد میں لڑائی کرنا

دنیا کی جنگوں اور قتالِ فی سبیل اللہ میں جو باتیں حدِ امتیاز ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ جنگ جُو لوگ جب کسی علاقے پر پیش قدمی اور یلغار کرتے ہیں تو کسی امتیاز کے بغیر وہ ہر چیز کو تہس نہس کرتے چلے جاتے ہیں۔ جس طرح حال میں روس اور امریکہ نے افغانستان میں نہتے مسلمانوں پر مظالم ڈھائے ہیں۔ اور پھر میرے یہ کتاب ترتیب دیتے وقت 2003 مارچ کے آخری اور اپریل کے پہلے عشرے میں امریکہ، برطانیہ اور ان کی اتحادی افواج نے عراق پر بلا جواز حملہ آور ہو کر معصوم بچوں کو قتل کیا، عورتوں کی بے حرمتی کی اور عراق کے تمام شہروں پر اس قدر بمباری کی کہ دس دس منزلہ عمارتوں کے نشان مٹ گئے۔

اس کے برعکس اسلام نے حالتِ جنگ میں بھی انسانی حقوق کا تحفظ، دشمن کی جائیداد کی حفاظت، مذہبی لوگوں کی عزت، معصوم بچوں کی نگہداشت اور عورتوں کی عفت و عصمت کا پورا پورا خیال رکھا ہے۔ سوائے غزوۂ بنی نضیر کے، کہ وہاں صرف یہودیوں کو اپنی کمین گاہوں سے نکلنے پر مجبور کرنے کے لیے آپ ﷺ نے صرف بُوَیْرَہ نامی باغ کے چند درختوں کو کاٹا، جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس موقع پر حکم صادر فرمایا تھا۔ اس کے علاوہ نبیِ کریم ﷺ کے غزوات اور خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں درختوں کو کاٹنے کی کوئی مثال تک نہیں ملتی۔

گویا کہ رسولِ محترم ﷺ نے یہ ثابت کر دکھایا کہ صلح اور جنگ میں بھی اصولوں کی پاس داری ہونی چاہیے۔ یہی وہ امتیازات ہیں جو قتال فی سبیل اللہ کو دنیا کی جنگ و جدال سے ممتاز کرتے ہیں۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِیِّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فَأَيْنَ أَنَا؟ قَالَ فِی الْجَنَّةِ فَأَلْقٰی تَمَرَاتٍ فِی يَدِهٖ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1654-1

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے جنگ احد کے دن نبی مکرم ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اگر میں آج قتل ہو جاؤں تو کہاں جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو جنت میں جائے گا۔ اس نے اپنے ہاتھ والی کھجوریں پھینک دیں اور لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُرِيدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرّٰی بِغَيْرِهَا حَتّٰی كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ يَعْنِی غَزْوَةَ تَبُوْكَ غَزَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِی حَرٍّ شَدِيدٍ وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيدًا وَمَفَازًا وَعَدُوًّا كَثِيرًا فَجَلّٰی لِلْمُسْلِمِينَ

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیِ محترم ﷺ جب کسی طرف جہاد کا ارادہ کرتے تو "توریہ" (یعنی ابہام و اخفاء) فرماتے حتیٰ کہ جنگ تبوک پیش آئی۔ نبی ﷺ نے یہ جنگ شدید گرمی میں لڑی، سفر بھی دور دراز کا تھا، جنگلات کو عبور کیا، دشمن بھی تعداد میں زیادہ تھا لہٰذا آپ ﷺ نے مسلمانوں

اَمْرَهُمْ لِيَتَاَهَّبُوْا اُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَاَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِىْ يُرِيْدُ. (رواه بُخَارِىٌّ) 2-1655

کے سامنے تمام معاملہ واضح کر دیا تا کہ وہ جہاد کے لیے پورے سازوسامان کے ساتھ لیس ہو کر نکلیں اور آپ ﷺ نے ان کو اپنی منزل کے متعلق واضح طور پر بتادیا۔ (بخاری)

فہم الحدیث

توریہ کا معنی ہے کسی بات کو چھپانا یا آنکھ پھیرنا۔ یہاں توریہ سے مراد ہے کہ آپ ﷺ جنگی حکمت عملی کے تحت ایسا کرتے کہ اگر جانا مشرق کی طرف ہوتا تو اکثر ذکر مغرب کی جانب کا کیا کرتے تھے۔ تاکہ منافقوں جاسوسوں کے ذریعے کفار کو جنگی منصوبہ کی خبر نہ ہو سکے۔

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 3-1656

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا لڑائی میں دھوکا دینا جائز ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْزُوْ بِاُمِّ سُلَيْمٍ وَنِسْوَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ مَعَهُ اِذَا غَزَا يَسْقِيْنَ الْمَاءَ وَيُدَاوِيْنَ الْجَرْحٰى. (رواه مسلم) 4-1657

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ جہاد کے لیے نکلتے تو ام سلیم اور انصار کی عورتوں کو اپنے ساتھ لے جاتے۔ جب لڑائی ہوتی تو وہ پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں۔ (مسلم)

عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ اَخْلُفُهُمْ فِىْ رِحَالِهِمْ فَاَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ وَاُدَاوِى الْجَرْحٰى وَاَقُوْمُ عَلَى الْمَرْضٰى. (مُسْلِمٌ) 5-1658

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سات جنگوں میں شریک ہوئی۔ میں ان کے پیچھے خیموں میں کھانا تیار کرتی، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی اور بیماروں کا خیال رکھتی تھی۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 6-1659

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ ﷺ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَهْلِ الدِّيَارِ يُبَيَّتُوْنَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَيُصَابُ مِنْ نِسَائِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ

حضرت صعب بن جثامہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ سے کسی علاقہ کے ان مشرکوں کے بارے پوچھا گیا جن پر شب خون مارا جاتا تھا۔ ان میں ان کی عورتیں اور بچے

قَالَ هُمْ مِّنْهُمْ . وَفِـىْ رِوَايَةٍ هُـمْ مِـنْ اٰبَـائِهِـمْ.(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)7-1660

بھی ہوتے ہیں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ انہیں سے ہیں ۔ایک روایت میں ہے کہ وہ اپنے باپ دادا کے زمرے میں ہیں۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

کفار کے بچوں کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ انہیں میں سے ہیں۔اس سے مراد یہ نہیں کہ بچوں کو جان بوجھ کر قتل کرنے کی اجازت دی جارہی ہے۔ بلکہ اس کا معنی تو یہ ہے کہ مجبوری کے عالم میں جہاں اس کے سوا کوئی چارا کار نہیں رہتا۔تو ایسے مواقع پر ان کے بچوں کا انجام بھی انہیں کے ساتھ ہوگا۔باقی آخرت میں ان کے انجام کے متعلق مختلف روایات ہیں۔جن میں تطبیق اس طرح دی گئی ہے کہ ان کا وہاں ابتلاء یعنی امتحان ہوگا۔کامیاب جنتی اور ناکام دوزخی ہوں گے۔

عَنِ ابْنِ عُـمَـرَ رَضِـىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَطَعَ نَخْلَ بَنِى النَّضِيْرِ وَحَرَّقَ وَلَهَا يَقُوْلُ حَسَّانُ ﷺ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی گرامی ﷺ نے بنونضیر کے کھجور کے درختوں کو کاٹا اور جلادیا اور اسی بارے میں حضرت حسان ﷺ کہتے ہیں

وَهَانَ عَلٰى سَرَاةِ بَنِىْ لُؤَىٍّ حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرٌ وَفِىْ ذَالِكَ نَزَلَتْ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ.(مُتفقٌ عَلَيْهِ)1661-8

بنی لوئی کے سرداروں نے بویرہ میں پھیلی ہوئی آگ کو کوئی اہمیت نہ دی۔اور یہ آیت بھی اسی بارے میں نازل ہوئی۔"اے مومنو! تم نے جو کھجوروں کے درخت کاٹ ڈالے ہیں یا کھڑے رہنے دیے یہی اللہ کا حکم تھا۔"(بخاری۔مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَوْنٍ رَحِمَهُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَنَّ نَافِعًا كَتَبَ اِلَيْهِ يُخْبِرُهٗ اَنَّ ابْنَ عُمَرَرَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ اَغَارَ عَلٰى بَنِى الْمُصْطَلِقِ غَارِّيْنَ فِىْ نَعَمِهِمْ بِالْمُرَيْسِيْعِ فَقَتَلَ الْمُقَاتِلَةَ وَسَبَى الذُّرِّيَّةَ. (مُتفقٌ عَلَيْهِ)1662-9

حضرت عبداللہ بن عون رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ نافع رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو یہ خط لکھا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے بتایا' نبی گرامی ﷺ نے بنی مصطلق پر حملہ کیا جب وہ "مریسیع" جگہ پر اپنے چوپاؤں میں بے خبر تھے۔آپ ﷺ نے لڑائی کرنے والوں کو قتل کردیا اور بچوں کو قیدی بنالیا۔

عَنْ اَبِىْ اُسَيْدٍ ﷺ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ لَنَا يَوْمَ بَدْرٍ حِيْنَ صَفَفْنَا لِقُرَيْشٍ وَصَفُّوْا لَنَا اِذَا اَكْثَبُوْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالنَّبْلِ

حضرت ابواسید ﷺ بیان کرتے ہیں: سرور گرامی ﷺ نے جنگ بدر میں جب ہم قریش کے مقابل ہوئے اور وہ ہمارے سامنے صف آرا ہوئے تو ہمیں فرمایا جب وہ تمہارے قریب

وَفِيْ رِوَايَةٍ اِذَا اَكْثَبُوْكُمْ فَارْمُوْهُمْ وَاسْتَبْقُوْا نَبْلَكُمْ. (رواه البخاری)1663-10

آئیں تو تیر چلاؤ۔ایک روایت میں ہے کہ جب وہ تمہارے قریب ہوں تو تیر چلاؤ اور اپنے تیر بچاؤ۔(یعنی بے تحاشا اور بے تکی تیر اندازی نہ کرو۔(بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ جہاد میں کفار سے دھوکا کرنا جائز ہے۔

۲۔ حسبِ ضرورت عورتیں مجاہدین کی معاونت کے لیے شریک ہو سکتی ہیں۔

۳۔ جنگ میں عورتوں، بوڑھوں، بچوں کو قتل کرنا جائز نہیں۔

۴۔ جنگ کی حکمتِ عملی کے تحت دشمن کی فصلوں کو آگ لگائی جا سکتی ہے۔

بَابُ حُكْمِ الْاُسَرَاء

قیدیوں کے احکام

رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے وقت اور اس سے پہلے فاتح لوگ اپنے مدّ مقابل پر قابو پا کر نہ صرف ان کی لاشوں کا مثلہ (قطع وبرید) کرتے بلکہ قیدیوں کو زمین میں گاڑ کر ان پر کتے چھوڑ دیا کرتے تھے۔ بسا اوقات قیدی کو اذیت دینے کے لیے وقفے وقفے سے اس کے اعضا کاٹ کر اس کے جسم پر نمک پاشی کی جاتی تھی۔ قیدیوں کو کئی کئی دن تک بھوکا پیاسا رکھنا تو ان کے ہاں معمولی بات تھی۔

جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مکہ کی فتح سے سرفراز فرمایا' تو آپ نے صرف تین چار' اسلام اور سماج کے بدفطرت دشمنوں کو قتل کرنے کے سوا باقی سب کو معاف کر دیا۔ قیدیوں کے ساتھ تو اس قدر بہتر سلوک روا فرمایا کہ جب بدر کے ستر کافروں کو گرفتار کیا تو حکم فرمایا کہ ان کو وہی کھلایا پلایا جائے جو تم خود کھاتے پیتے ہو۔ پھر ان قیدیوں کی رہائی کے لیے بالکل معمولی فدیہ مقرر فرمایا۔ یہاں تک کہ دنیا میں یہ پہلی مثال قائم فرمائی کہ پڑھے لکھے قیدیوں کو صرف یہ حکم ہوا' کہ ہمارے لوگوں کو معمولی پڑھنا لکھنا سکھا دیا جائے' تو ہم تمہیں آزاد کر دیں گے۔ گویا کہ عادی مجرم اور دشمن کو نہ صرف اپنے جیسا آرام و قیام عطا فرمایا بلکہ دنیاوی علوم وفنون سکھانے کے لیے ان کو استاد ہونے کے شرف سے بھی سرفراز فرمایا۔

البتہ معرکۂ کارزار میں مجاہدین کے حوصلے بڑھانے اور ان کی حوصلہ افزائی کی خاطر یہ اجازت عنایت فرمائی کہ جو اپنے مدّ مقابل کو قتل کرے گا' مقتول کا سامان اس غازی کو عنایت کیا جائے گا۔ گویا کہ جذبۂ جہاد، جرأت وجواں مردی کو دو آتشہ کرنے کے لیے یہ ترمیم فرمائی کہ مالِ غنیمت فقط فوج کے سربراہ کا حق نہیں' بلکہ اس کی تقسیم جرأت وشجاعت کی بنیاد پر کی جائے گی۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ وَفِیْ رِوَايَةٍ يُقَادُوْنَ اِلَی الْجَنَّةِ بِالسَّلَاسِلِ. (رواه البخاری) 1664-1

حضرت ابوہریرۃ ؓ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا: اللہ ان لوگوں سے خوش ہوتا ہے جو بیڑیوں میں جنت جائیں گے۔ ایک روایت میں ہے جنہیں بیڑیاں ڈال کر جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ (بخاری)

فہم الحدیث

یہ جنتی ایسے ہوں گے' جو کفر کی حالت میں قیدی بن کر مسلمانوں کے قبضہ میں آئے' اور بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت سے نوازا۔ اور یہ مسلمان ہو گئے۔ جن میں اکثر غلامی کی حالت میں دنیا سے چل بسے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قسمت پر خوش ہوتا ہے کہ بیڑیاں پہنے ہوئے جنت میں داخل ہوئے۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ ؓ قَالَ اَتَی

حضرت سلمہ بن اکوع ؓ بیان کرتے ہیں' کہ نبی محترم

النَّبِيَّ ﷺ عَيْنٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَهُوَ فِيْ سَفَرٍ فَجَلَسَ عِنْدَ اَصْحَابِهٖ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ انْفَتَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اطْلُبُوْهُ وَاقْتُلُوْهُ فَقَتَلْتُهٗ فَنَفَّلَنِيْ سَلَبَهٗ.(متفق علیه)2-1665

ﷺ کے پاس مشرکوں کا ایک جاسوس آیا۔آپ ﷺ سفر میں تھے۔وہ آپ کے اور صحابہ کرام ؓ کے پاس بیٹھا باتیں کرتا رہا۔بعدازاں چلا گیا۔تو نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اسے تلاش کرو اور قتل کردو۔تو میں نے اسے قتل کردیا' تو آپ نے مجھے اس کا مال دے دیا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ ؓ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هَوَازِنَ فَبَيْنَا نَحْنُ نَتَضَحّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلٰى جَمَلٍ اَحْمَرَ فَاَنَاخَهٗ وَجَعَلَ يَنْظُرُ وَفِيْنَا ضَعْفَةٌ وَرِقَّةٌ مِنَ الظَّهْرِ وَبَعْضُنَا مُشَاةٌ اِذْ خَرَجَ يَشْتَدُّ فَاَتٰى جَمَلَهٗ فَاَثَارَهٗ فَاشْتَدَّ بِهِ الْجَمَلُ فَخَرَجْتُ اَشْتَدُّ حَتّٰى اَخَذْتُ بِخِطَامِ الْجَمَلِ فَاَنَخْتُهٗ ثُمَّ اخْتَرَطْتُ سَيْفِيْ فَضَرَبْتُ رَأْسَ الرَّجُلِ ثُمَّ جِئْتُ بِالْجَمَلِ اَقُوْدُهٗ وَعَلَيْهِ رَحْلُهٗ وَسِلَاحُهٗ فَاسْتَقْبَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ الرَّجُلَ قَالُوا ابْنُ الْاَكْوَعِ فَقَالَ لَهٗ سَلَبُهٗ اَجْمَعُ. (متفق علیه) 3-1666

حضرت سلمہ بن اکوع ؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسولِ مکرم ﷺ کے ساتھ ہوازن کی جنگ لڑی۔ایک مرتبہ ہم رسولِ محترم ﷺ کے ساتھ ناشتہ کررہے تھے۔کہ اچانک ایک آدمی سرخ اونٹ پر سوار ہوکر آیا' اس نے اونٹ بٹھایا اور غور سے ادھر ادھر دیکھنا شروع کردیا' جبکہ ہم کمزور تھے اور سواریاں بھی کم تھیں اور ہم میں کچھ پیدل چلنے والے تھے۔اچانک اس شخص نے بھاگنا شروع کردیا اور اپنے اونٹ کے پاس پہنچا اسے اٹھایا اور وہ اونٹ اپنے سوار سمیت تیزی سے بھاگ نکلا میں بھی تیز بھاگا یہاں تک کہ میں نے اس کے اونٹ کی مہار کو پکڑ لیا اور اسے بٹھایا۔پھر میں نے تلوار نیام سے نکالی اور اس شخص کا سر قلم کردیا۔اس کے بعد میں اس کے اونٹ کو ہانکتا ہوا لایا' اس پر اس کافر کے ہتھیار اور اسباب تھے۔رسولِ اکرم ﷺ اور لوگ مجھے سامنے سے ملے۔تو آپ ﷺ نے پوچھا: اس شخص کو کس نے قتل؟ کیا تو صحابہ ؓ نے کہا کہ ابنِ اکوع ؓ نے کہ آپ نے فرمایا اس کا تمام مال واسباب ابن اکوع کا ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُوْ قُرَيْظَةَ عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ عَلٰى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ فَجَاءَ فَجَلَسَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ قَالَ فَاِنِّيْ اَحْكُمُ

حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب بنوقریظہ نے سعد بن معاذ پر فیصلہ چھوڑ دیا' تو رسولِ رحمت ﷺ نے سعد کو بلایا۔وہ گدھے پر سوار ہوکر آئے۔جب وہ گدھے پر سوار ہوکر قریب پہنچے' تو رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے سردار کے لیے کھڑے ہوجاؤ۔سعد آپ کے پاس بیٹھ گئے۔رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: یہ لوگ آپ کا فیصلہ تسلیم

اَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ وَاَنْ تُسْبَى الذُّرِّيَّةُ قَالَ لَقَدْ حَكَمْتَ فِيْهِمْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ وَفِيْ رِوَايَةٍ بِحُكْمِ اللّٰهِ.(متفق علیه)1667-4

کرتے ہیں۔ سعد نے کہا: میرا فیصلہ یہ ہے' کہ لڑائی کے قابل لوگوں کو قتل کر دیا جائے اور بچوں کو قیدی بنایا جائے۔ آپ نے فرمایا: بلاشبہ ان کے بارے میں تمہارا فیصلہ بادشاہ حقیقی کے فیصلے کی طرح ہے۔اور دوسری روایت میں ہے اللہ کا بھی یہی فیصلہ ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْلاً قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَ تْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهٗ ثُمَامَةُ بْنُ اُثَالٍ سَيِّدُ اَهْلِ الْيَمَامَةِ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَاذَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِيْ يَا مُحَمَّدُ خَيْرٌ اِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَاِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ وَاِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَاشِئْتَ فَتَرَكَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَتّٰى كَانَ الْغَدُ فَقَالَ لَهٗ مَاعِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِيْ مَا قُلْتُ لَكَ اِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ وَاِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَاِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَاشِئْتَ فَتَرَكَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ فَقَالَ لَهٗ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِيْ مَا قُلْتُ لَكَ اِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ وَاِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَاِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ اِلٰى نَخْلٍ قَرِيْبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ يَا مُحَمَّدُ

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے ایک لشکر نجد کی طرف بھیجا۔ وہ دستہ بنو حنیفہ کے آدمی ثمامہ بن اثال کو گرفتار کر کے لایا' جو یمامہ کے علاقے کا رئیس تھا۔انہوں نے اسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک کے ساتھ باندھ دیا۔رسول اکرم ﷺ اس کے پاس آئے اور اس سے دریافت کیا: اے ثمامہ! تیرا کیا حال ہے؟اس نے جواب دیا: میرا حال اچھا ہے' اگر مجھے قتل کر دیں تو ایسے شخص کو قتل کریں گے جس کے خون کا بدلہ لیا جائے گا۔ اور اگر آپ احسان کریں گے تو احسان کا شکریہ ادا ہو گا۔ اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو طلب کریں جتنا چاہتے ہو مل جائے گا۔رسول اکرم ﷺ اس کو چھوڑ کر چلے گئے۔ جب دوسرا دن ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے حال دریافت کیا: ثمامہ تمہارا کیا ذہن ہے؟ اس نے جواب دیا اگر آپ احسان کریں گے تو آپ کے احسان کا شکریہ ادا کیا جائے گا۔ اگر آپ قتل کریں گے تو ایسے شخص کو قتل کریں گے جس کے خون کا بدلہ لیا جائے گا اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو جتنا مال چاہتے ہیں اتنا ہی دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ جب تیسرا دن ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا! تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا۔ اگر آپ احسان کریں گے تو آپ کے احسان کا شکریہ ادا کیا جائیگا۔ اگر آپ قتل کریں گے تو ایسے شخص کو قتل کریں گے جسکے خون کا

وَاللّٰهِ مَا كَانَ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ وَجْهٌ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ فَقَدْ اَصْبَحَ وَجْهُكَ اَحَبَّ الْوُجُوْهِ كُلِّهَا اِلَيَّ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ دِيْنٍ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ دِيْنِكَ فَاَصْبَحَ دِيْنُكَ اَحَبَّ الدِّيْنِ كُلِّهٖ اِلَيَّ وَ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ فَاَصْبَحَ بَلَدُكَ اَحَبَّ الْبِلَادِ كُلِّهَا اِلَيَّ وَاِنَّ خَيْلَكَ اَخَذَتْنِيْ وَاَنَا اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَمَاذَا تَرٰى فَبَشَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَمَرَهٗ اَنْ يَعْتَمِرَ فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لَهٗ قَائِلٌ اَصَبَوْتَ؟ فَقَالَ لَا وَلٰكِنِّيْ اَسْلَمْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا وَاللّٰهِ لَا تَاْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتّٰى يَاْذَنَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (مسلم) (واختصره البخاری) 5-1668

بدلہ لیا جائے گا۔ اگر آپ ﷺ مال چاہتے ہیں تو اس قدر مال دیا جائے گا جتنا آپ چاہیں گے۔ تو رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: ثمامہ کو کھول دو۔ چنانچہ وہ مسجد کے قریب کھجوروں کے باغ میں گیا غسل کیا۔ پھر وہ مسجد میں داخل ہوا اور اس نے اقرار کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اے محمد ﷺ! اللہ کی قسم! روئے زمین پر کوئی چہرہ ایسا نہ تھا' جو مجھے آپ کے چہرے سے برا لگتا ہو مگر اب آپ کا چہرہ تمام چہروں سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ کی قسم! آپ کے دین سے زیادہ کوئی دین میرے لیے برا نہیں تھا مگر اب آپ کا دین تمام ادیان سے مجھے بہتر لگتا ہے۔ اللہ کی قسم! آپ کے شہر سے زیادہ برا مجھے کوئی شہر نہیں لگتا تھا۔ مگر اب آپ کا شہر تمام شہروں سے مجھے اچھا لگتا ہے۔ اور آپ کے لشکر نے مجھے اس وقت گرفتار کیا' جب میں عمرہ ادا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اب آپ کی کیا رائے ہے؟ رسولِ کریم ﷺ نے اسے خوشخبری دی اور کہا جاؤ' عمرہ ادا کرو۔ جب وہ مکہ آیا تو کسی کہنے والے نے اس سے کہا: تو صابی ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں میں تو رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ اسلام میں داخل ہو گیا ہوں۔ اللہ کی قسم! تمہارے پاس یمامہ کی گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا' جب تک اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ اجازت نہ دیں گے۔ (مسلم اور بخاری نے اس حدیث کو مختصر بیان کیا ہے۔)

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِيْ اُسَارٰى بَدْرٍ لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِيْ فِيْ هٰؤُلَاءِ النَّتْنٰى لَتَرَكْتُهُمْ لَهٗ. (بخاری) 6-1669

حضرت جبیر بن مطعم ؓ بیان کرتے ہیں: نبیِ معظم ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں فرمایا: اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور وہ مجھ سے ان فتنہ پرور پلید لوگوں کے بارے سفارش کرتا تو میں اس کے کہنے پر (بغیر فدیہ کے) ان کو رہا کر دیتا۔ (بخاری)

عَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ ثَمَانِيْنَ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ هَبَطُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ جَبَلِ التَّنْعِيْمِ مُتَسَلِّحِيْنَ يُرِيْدُوْنَ غِرَّةَ النَّبِيِّ ﷺ وَاَصْحَابِهٖ

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں اہل مکہ سے اسّی (۸۰) افراد تنعیم پہاڑ کی جانب سے مسلح ہو کر آئے۔ وہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ ؓ کو بے خبری میں نقصان

فَاَخَذَهُمْ سَلْمًا فَاسْتَحْيَاهُمْ.
وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاَعْتَقَهُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ. (مسلم)1670-7

پہنچانا چاہتے تھے۔ آپ نے انہیں قیدی بنالیا لیکن انہیں قتل نہ کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں آزاد کردیا اور اسی واقعہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ''اور وہی ہے جس نے مکہ کی وادی میں ان کے ہاتھ سے تم کو اور تمہارے ہاتھ سے ان کو بچالیا۔'' (الفتح ۴۸:۲۴) (مسلم)

وَعَنْ قَتَادَةَ ﷺ قَالَ ذَكَرَلَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ طَلْحَةَ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ بِاَرْبَعَةٍ وَعِشْرِيْنَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِيْدِ قُرَيْشٍ فَقُذِفُوْا فِيْ طُوًى مِنْ اَطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِيْثٍ مُخْبِثٍ وَكَانَ اِذَا ظَهَرَ عَلٰى قَوْمٍ اَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلٰثَ لَيَالٍ فَلَمَّا كَانَ بِبَدْرٍ الْيَوْمَ الثَّالِثَ اَمَرَ بِالرَّاحِلَةِ فَشُدَّ عَلَيْهَا رَحْلُهَا ثُمَّ مَشٰى وَاتَّبَعَهُ اَصْحَابُهُ حَتّٰى قَامَ عَلٰى شَفَةِ الرَّكِيِّ فَجَعَلَ يُنَادِيْهِمْ بِاَسْمَائِهِمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِهِمْ يَافُلَانَ بْنَ فُلَانٍ اَيَسُرُّكُمْ اَنَّكُمْ اَطَعْتُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَاِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَاوَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا؟ فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَاوَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا فَقَالَ عُمَرُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَاتُكَلِّمُ مِنْ اَجْسَادٍ لَا اَرْوَاحَ لَهَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ.
وَفِيْ رِوَايَةٍ مَااَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لَا يُجِيْبُوْنَ. (متفق عليه)
وَزَادَالْبُخَارِيُّ قَالَ قَتَادَةُ اَحْيَاهُمُ اللّٰهُ حَتّٰى اَسْمَعَهُمْ قَوْلَهُ تَوْبِيْخًا وَتَصْغِيْرًا وَنِقْمَةً وَحَسْرَةً وَنِدْمًا 1671-8

حضرت قتادہ ﷺ فرماتے ہیں: انس بن مالک ﷺ نے ہمیں ابوطلحہ ﷺ کے حوالہ سے بیان کیا نبی اکرم ﷺ نے جنگِ بدر کے موقع پر قریش کے چوبیس (۲۴) سرداروں کے بارے میں حکم دیا تو انہیں بدر کے گندے کنوؤں میں سے ایک بدبودار کنوئیں میں پھینک دیا گیا۔ آپ ﷺ کی عادت تھی کہ جب آپ ﷺ کسی قوم پر غالب آتے تو ان کے علاقہ میں تین راتیں قیام فرماتے۔ جب بدر میں رہتے ہوئے تیسرا دن ہوا تو آپ ﷺ کے حکم پر آپ کی سواری پر پالان باندھا گیا پھر آپ ﷺ پیدل چلتے ہوئے تو آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام ﷺ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ مذکورہ کنوئیں کے کنارے کھڑے ہوئے ان کا اور ان کے باپ دادوں کا نام لے کر انہیں بلارہے تھے: اے فلاں کے بیٹے! اے فلاں کے بیٹے! اب تم چاہتے ہوگے کہ کاش تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے؟ بلاشبہ ہم سے ہمارے پروردگار نے جو وعدہ (فتح ونصرت کا) کیا تھا، ہم نے اس کو درست پایا ہے۔ کیا تم سے تمہارے رب نے جو (عذاب کا) وعدہ کیا تھا تم نے بھی اس کو سچا پایا؟ حضرت عمر ﷺ نے یہ کلمات سن کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ ایسی لاشوں سے مخاطب ہورہے ہیں، جن میں روح نہیں ہے؟ نبیِ معظم نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے

ہاتھ میں میری جان ہے، تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو۔ لیکن وہ میری بات کا جواب نہیں دے سکتے۔ (بخاری ومسلم) اور بخاری میں اضافہ ہے کہ قتادہ ﷺ نے بیان کیا: اللہ نے ان کو زندہ کیا اور ان کو آپ ﷺ کی باتیں سنوائیں۔ اس سے مقصود ان کو ڈانٹنا، ذلیل کرنا اور ناراضگی کا اظہار کرنا تھا، تاکہ وہ حسرت کریں اور پچھتائیں۔

عَنْ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ حِيْنَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ فَسَاَلُوْهُ اَنْ يَرُدَّ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ فَاخْتَارُوْا اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ اِمَّا السَّبْيَ وَاِمَّا الْمَالَ قَالُوْا فَاِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اِخْوَانَكُمْ قَدْ جَاءُوْا تَائِبِيْنَ وَاِنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ اَنْ اَرُدَّ اِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يُطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يَكُوْنَ عَلٰى حَظِّهٖ حَتّٰى نُعْطِيَهٗ اِيَّاهُ مِنْ اَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّا لَا نَدْرِيْ مَنْ اَذِنَ مِنْكُمْ مِمَّنْ لَمْ يَاْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعَ اِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوْا وَاَذِنُوْا. (بخاری) 1672-9

مروان اور مسور بن مخرمہ ﷺ فرماتے ہیں: جب رسولِ کریم ﷺ کی خدمت میں ہوازن قبیلے کا وفد اسلام لانے کے بعد آیا تو انہوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ انہیں ان کا مال اور ان کے قیدی واپس کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دو چیزوں میں سے ایک کا انتخاب کر لو! قیدی یا مال! انہوں نے عرض کیا: ہم اپنے قیدی واپس لینا چاہتے ہیں۔ اس پر رسولِ محترم ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ نے اللہ کی شایانِ شان مدح فرمائی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے بھائی توبہ کر کے تمہارے پاس آئے ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں ان کے قیدی واپس کر دوں۔ تم میں سے جو شخص بخوشی ایسا کرنا چاہتا ہے، وہ ایسے کر دے۔ اور تم میں سے جو یہ چاہتا ہے کہ اس کے عوض ہم اسے سب سے پہلے ملنے والے مالِ فئی سے دیں تو وہ اسی شرط پر قیدی واپس کر دے۔ لوگوں نے اعلان کیا: اللہ کے رسول ﷺ ہم بخوشی اس کی اجازت دیتے ہیں۔ یہ سن کر رسولِ رحمت ﷺ نے فرمایا: ہمیں معلوم نہیں کہ تم میں سے کس شخص نے اس بات کو قبول کیا، اور کس نے نہیں۔ تم واپس جاؤ! تمہارے نمائندے تم سے گفتگو کر کے مجھے اطلاع دیں۔ تو لوگ واپس چلے گئے اور ان کے نمائندوں نے ان سے مشورہ کیا۔ پھر ان کے نمائندے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ کو اطلاع دی کہ انہوں نے (آپ کا فیصلہ کے مطابق) بخوشی قیدی آزاد کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ (بخاری)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷺ قَالَ كَانَ ثَقِيْفُ حَلِيْفًا لِبَنِيْ عُقَيْلٍ فَاَسَرَتْ ثَقِيْفُ رَجُلَيْنِ مِنْ

حضرت عمران بن حصین ﷺ ذکر کرتے ہیں: کہ ثقیف قبیلہ بنو عقیل کا حلیف تھا۔ ثقیف قبیلے نے رسولِ مکرم ﷺ کے

اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَاَسَرَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ رَجُلًا مِنْ بَنِیْ عَقِیْلٍ فَاَوْثَقُوْہُ فَطَرَحُوْہُ فِی الْحَرَّۃِ فَمَرَّ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَنَادَاہُ یَا مُحَمَّدُ ﷺ یَا مُحَمَّدُ فِیْمَ اُخِذْتُ قَالَ بِجَرِیْرَۃِ حُلَفَائِکُمْ ثَقِیْفٍ فَتَرَکَہٗ وَمَضٰی فَنَادَاہُ یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ فَرَحِمَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَرَجَعَ فَقَالَ مَا شَاْنُکَ قَالَ اِنِّیْ مُسْلِمٌ فَقَالَ لَوْ قُلْتَھَا وَاَنْتَ تَمْلِکُ اَمْرَکَ اَفْلَحْتَ کُلَّ الْفَلَاحِ قَالَ فَفَدَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِالرَّجُلَیْنِ الَّذَیْنِ اَسَرَتْھُمَا ثَقِیْفٌ. (مسلم)1673-10

صحابہ کرام ؓ میں سے دو آدمیوں کو قید کر لیا۔ اور صحابہ کرام ؓ نے بنوعقیل کے آدمی کو قید کر لیا اور اس کو جکڑ کر پتھریلی زمین میں پھینک دیا۔ رسولِ محترم ﷺ اس کے پاس سے گزرے' تو اس نے آپ ﷺ کو آواز دی: اے محمد! اے محمد! مجھے کس جرم کی پاداش میں گرفتار کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے حلیف' بنوثقیف کے جرم میں۔ یہ جواب دے کر آپ اس کو چھوڑ کر چل دیے۔ اس نے پھر آپ ﷺ کو آواز دی: اے محمد! اے محمد! رسولِ رحمت ﷺ کو اس پر رحم آ گیا۔ آپ ﷺ واپس گئے اور اس سے پوچھا: کیا بات ہے؟ اس نے کہا: میں تو مسلمان ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو اس وقت یہ بات کہہ دیتا' جب تو آزاد تھا تو ہر طرح سے کامیاب ہو جاتا۔ راوی کہتا ہے رسولِ اکرم ﷺ نے اس کے عوض اپنے ان دو آدمیوں کو رہا' کرایا جن کو بنوثقیف نے قید کر لیا تھا۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ ﷺ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ اِلٰی بَنِیْ جَذِیْمَۃَ فَدَعَاھُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ فَلَمْ یُحْسِنُوْا اَنْ یَقُوْلُوْا اَسْلَمْنَا فَجَعَلُوْا یَقُوْلُوْنَ صَبَاْنَا صَبَاْنَا فَجَعَلَ خَالِدٌ یَقْتُلُ وَیَاْسِرُ وَدَفَعَ اِلٰی کُلِّ رَجُلٍ مِنَّا اَسِیْرَہٗ حَتّٰی اِذَا کَانَ یَوْمٌ اَمَرَ خَالِدٌ اَنْ یَقْتُلَ کُلُّ رَجُلٍ مِنَّا اَسِیْرَہٗ فَقُلْتُ وَاللّٰہِ لَا اَقْتُلُ اَسِیْرِیْ وَلَا یَقْتُلُ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِیْ اَسِیْرَہٗ حَتّٰی قَدِمْنَا عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَذَکَرْنَاہُ فَرَفَعَ یَدَیْہِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَبْرَاُ اِلَیْکَ مِمَّا صَنَعَ

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں: نبیِ رحمت ﷺ نے خالد بن ولید ؓ کو بنوجذیمہ کی طرف بھیجا۔ خالد بن ولید ؓ نے انہیں اسلام کی دعوت دی' لیکن انہوں نے اسلمنا نہ کہا بلکہ کہا ہم صابی ہو گئے ہیں اپنے دین سے دوسرے دین میں داخل ہو گئے۔ یہ سن کر خالد بن ولید ؓ نے انہیں قتل کرنا اور قید کرنا شروع کر دیا۔ اور پھر ہم میں سے ہر شخص کو اس کا قیدی سونپ دیا۔ اس کے بعد ایک دن خالد بن ولید ؓ نے حکم دیا' کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے قیدی کو قتل کر دے۔ میں نے کہا: میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور اسی طرح میرے ساتھیوں میں سے بھی کوئی

خَالِدٌ مَرَّتَيْنِ.(بخاری)11-1674 اپنے قیدی کو قتل نہیں کرے گا' یہاں تک کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دو مرتبہ فرمایا: اے اللہ! خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جو کام کیا ہے میں تیری بارگاہ میں اس سے اپنی برأت کا اظہار کرتا ہوں۔(بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ کچھ لوگ بیڑیاں پہنے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے۔
۲۔ قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے۔
۳۔ کلمہ پڑھنے والے مدِّ مقابل کو بھی قتل نہیں کرنا چاہیے۔
۴۔ دشمن کے ساتھ قیدیوں کا تبادلہ کرنا سنت ہے۔
۵۔ دشمن کے جاسوسوں کو پکڑ پکڑ کر قتل کرنا جائز ہے۔
۶۔ خصوصی کارنامے پر خصوصی انعام واکرام عطا کرنا سنت ہے۔
۷۔ کسی کافر کے اہل اسلام کے ساتھ حسن سلوک کے عوض اس کے ساتھ امتیازی واعزازی سلوک کرنا جائز ہے
۸۔ اللہ تعالی چاہے تو فوت شدگان بعض اوقات زندوں سے بھی بہترین سن سکتے ہیں لیکن لڑائی' یا معذرت یا کچھ بھی کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔
۹۔ کفار کے مقتولین کو اجتماعی طور پر دفن کرنا جائز ہے۔
۱۰ کسی مسلمان جرنیل کے کسی غیر شرعی حکم کو ماننا مجاہدین کے لیئے ضروری نہیں۔

بَابُ الْاَمَانِ

امان دینے کے بارے میں

حالتِ جنگ میں دشمن کے کسی آدمی کو پناہ دینے کو امان کہا جاتا ہے۔ یہ امان مُلکی مصلحت، جنگ کے قوانین کے مطابق اور اتھارٹی کی اجازت کے ساتھ ہونی چاہیے۔ ہر آدمی کو اپنے طور پر اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے موقعہ پر معافی کے اعلانِ عام کے ساتھ یہ فرمایا' کہ جو شخص اپنے گھر کے کواڑ بند کر لے اُسے کچھ نہ کہا جائے۔ اسی بنا پر آپ ﷺ کی چچا زاد بہن ام ھانی رضی اللہ عنھا نے اپنے کسی قریبی کو پناہ دی' تو آپ ﷺ نے اس کی پناہ کو منظور کر لیا۔ اس سے اسلام کی امن پالیسی کی ترجمانی ہوتی ہے اور غیر مسلم کو نورِ ایمان کی طرف آنے کا موقع دینے کے لئے ان کی جان و مال کے تحفظ کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

الفصل الاول

عَنْ اُمِّ هَانِيٍ بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهٗ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهٗ تَسْتُرُهٗ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ فَقُلْتُ اَنَا اُمُّ هَانِيٍ بِنْتُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِاُمِّ هَانِيٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِيْ ثَوْبٍ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ اُمِّيْ عَلِيٌّ اَنَّهٗ قَاتِلٌ رَجُلًا اَجَرْتُهٗ فُلَانُ ابْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ يَا اُمَّ هَانِيٍ قَالَتْ اُمُّ هَانِيٍ وَذَالِكَ ضُحًى.

(متفق عليه) 1675-1

پہلی فصل

حضرت ام ھانی رضی اللہ عنھا بنت ابی طالب بیان کرتی ہیں: میں فتح مکہ کے سال رسولِ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ جب میں وہاں پہنچی تو آپ ﷺ غسل فرما رہے تھے اور آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنھا نے ایک کپڑے کے ساتھ آپ ﷺ کے لیے پردہ کیا ہوا تھا۔ میں نے سلام کیا تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کون ہے؟ میں نے جواب دیا: میں ام ھانی ابو طالب کی بیٹی ہوں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ام ھانی کے لئے خوش آمدید! جب آپ ﷺ غسل سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر' ایک کپڑے میں لپٹ کر آٹھ رکعت نفل ادا کیے۔ پھر آپ ﷺ میری جانب متوجہ ہوئے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا بھائی علی ؓ کہتا ہے کہ وہ ایک شخص فلاں بن ھبیرہ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں' جس کو میں نے پناہ دے رکھی ہے۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: اے ام ہانی! جس شخص کو تو نے پناہ دی ہے اسے ہم بھی پناہ دیتے ہیں۔ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ چاشت کا وقت تھا (بخاری و مسلم)

❁❁❁

بَابُ قِسمَةِ الغَنَائِمِ وَالغُلُولُ فِيهَا

مالِ غنیمت کی تقسیم اور اس میں خیانت

پہلے انبیاء علیہ السلام پر مالِ غنیمت حرام تھا۔ رسولِ اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میری خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میرے لیے مالِ غنیمت کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ قرآنِ مجید سورۃ انفال (دسویں پارے کی ابتدا) میں مالِ غنیمت کی تقسیم کا ایک طریقۂ کار بتلایا ہے۔ اور آپ ﷺ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا' کہ پیدل مجاہد کے مقابلے میں گھوڑ سوار کو تین حصے دیے جائیں گے۔ لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ جس کے ہاتھ جو چیز آئے اٹھا کر لے جائے' بلکہ اس کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ جو مال جس کے ہاتھ آئے وہ امیرِ لشکر کے سامنے پیش کرے۔ امیرِ لشکر اپنی اعلیٰ کمان کی ہدایت کے مطابق تقسیم کرنے کا مجاز ہوگا۔ اگر دینی اور ملکی مصلحت کا تقاضا ہو تو تقسیم کے طریقِ کار کو تبدیل بھی کیا جاسکتا ہے۔ اپنی مرضی سے کوئی چیز رکھ لینا بدترین قسم کی خیانت ہے اور ایسے شخص کو جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔

ان ارشادات میں آپ ﷺ نے حسبِ ضرورت دشمن کو مرعوب کرنے کے لیے فخریہ کلمات کہنے کی اجازت عنایت فرمائی لیکن شرکیہ نعرے اور کلمات کی ہرگز اجازت نہیں دی ہے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ ﷺ قَالَ فَلَمْ تَـحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ مِنْ قَبْلِنَا ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ رَاٰی ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَطَیَّبَهَا لَنَا. (متفق علیه) 1-1676

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ﷺ رسولِ معظم ﷺ کا بیان ذکر کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہم سے پہلے کسی امت کے لیے غنائم حلال نہ تھیں۔ ہمارے لیے اس وجہ سے حلال ہوئیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزوری اور عاجزی کا احساس فرماتے ہوئے انہیں ہمارے لیے حلال کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

عَـنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ عَامَ حُنَیْنٍ فَلَـمَّـا الْتَقَیْنَا کَانَتْ لِلْمُسْلِمِیْنَ جَوْلَةٌ فَرَاَیْتُ رَجُلاً مِـنَ الْـمُشْـرِکِیْـنَ قَـدْ عَلَا رَجُلاً مِـنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَضَرَبْتُهُ مِنْ وَرَائِهٖ عَلٰی حَبْلِ عَاتِقِهٖ بِـالسَّیْفِ فَقَطَعْتُ الدِّرْعَ وَاَقْبَلَ عَلَیَّ فَضَمَّنِیْ ضَـمَّةً وَجَـدْتُ مِـنْهَـا رِیْـحَ الْمَوْتِ ثُمَّ اَدْرَکَهُ الْـمَوْتُ فَاَرْسَلَنِیْ فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْـتُ مَـا بَالُ النَّاسِ قَالَ اَمْرُ اللّٰهِ ثُمَّ رَجَعُوْا

حضرت ابو قتادہ ﷺ فرماتے ہیں: ہم جنگِ حنین میں نبی محترم ﷺ کے ساتھ نکلے۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو ابتداء مسلمانوں کو پسپائی اختیار کرنا پڑی۔ تو میں نے ایک مشرک کو دیکھا وہ ایک مسلمان پر غالب آچکا تھا' میں نے پیچھے سے اس کی گردن اور کندھے کے درمیانی پٹھے پر تلوار ماری میں نے اس کی زرہ کاٹ دی وہ میری جانب لپکا اور اس نے مجھے اتنے زور سے دبوچا کہ میں نے اس سے موت کی بُو پائی۔ تاہم موت اس پر وارد ہوگئی۔ اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ پھر میں

وَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيْلاً لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِيْ ثُمَّ جَلَسْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَهُ فَقُلْتُ مَنْ يَشْهَدُلِيْ ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَهُ فَقُمْتُ فَقَالَ مَالَكَ يَا اَبَا قَتَادَةَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رَجُلٌ صَدَقَ وَسَلَبُهُ عِنْدِيْ فَارْضِهٖ مِنِّيْ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لَاهَا اللّٰهُ اِذًا لَا يَعْمِدُ اِلٰى اَسَدٍ مِنْ اُسُدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَيُعْطِيْكَ سَلَبَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَدَقَ فَاَعْطِهٖ فَاَعْطَانِيْهِ فَابْتَعْتُ بِهٖ مَخْرَفًا فِيْ بَنِيْ سَلَمَةَ فَاِنَّهُ لَاَوَّلُ مَالٍ تَاَثَّلْتُهُ فِي الْاِسْلَامِ. (متفق عليه)2-1677

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملا۔ میں نے ان سے پوچھا: لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ اللہ کی تقدیر! بعد ازاں وہ (صحابہ) مڑے (اور فتح یاب ہوئے) اور نبی کائنات ﷺ (جنگ کے بعد) بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: جس شخص نے کسی دشمن کو قتل کیا ہو اور اس کے پاس اس بات کا ثبوت ہو تو اس کا مال واسباب اسے ملے گا۔ میں نے اٹھ کر کہا: میرا گواہ کون ہے؟ یہ کہہ کر میں بیٹھ گیا پھر نبی کریم ﷺ نے اپنی بات کو دہرایا۔ اس پر میں کھڑا ہو گیا اور پہلی بات کہہ کر بیٹھ گیا۔ تیسری بار جب آپ نے فرمایا تو میں کھڑا ہوا۔ آپ نے دریافت کیا: ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کیا بات ہے؟ میں نے آپ کو واقعہ بتایا۔ ایک شخص نے کہا: ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سچا ہے۔ اس کا مال واسباب میرے پاس ہے۔ اسے فرمائیں کہ یہ مال میرے پاس رہنے دے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہوسکتا۔ اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لڑے اور مالِ غنیمت اسے نہ ملے۔ یہ سن کر نبی محترم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ٹھیک کہا ہے۔ مال واسباب ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو دیا جائے۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کا مال واسباب مجھے عطا کر دیا گیا اور میں نے اس کے عوض بنوسلمہ (کی زمینوں) میں ایک باغ خریدا۔ تو یہ پہلا مال تھا جس کو میں نے اسلام میں حاصل کیا۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَسْهَمَ لِلرَّجُلِ وَلِفَرَسِهٖ ثَلٰثَةَ اَسْهُمٍ سَهْمًا لَهُ وَسَهْمَيْنِ لِفَرَسِهٖ. (متفق عليه)3-1678

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ رسول مکرم ﷺ نے مجاہد اور اس کے گھوڑے کے لیے تین حصے مقرر فرمائے۔ ایک حصہ مجاہد اور دو حصے گھوڑے کے لیے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ يَزِيْدَ رضی اللہ عنہ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ كَتَبَ نَجْدَةُ الْحَرُوْرِيُّ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْاَلُهُ عَنِ الْعَبْدِ وَالْمَرْاَةِ يَحْضُرَ ان الْمَغْنَمَ هَلْ يُقْسَمُ لَهُمَا فَقَالَ لِيَزِيْدَ اكْتُبْ اِلَيْهِ اَنَّهُ لَيْسَ لَهُمَا سَهْمٌ اِلَّا اَنْ يُحْذَيَا.

یزید بن ہرمز رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں: کہ نجدہ حروری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف ایک خط ارسال کیا' اس نے ان سے غلام اور عورت کے بارے میں استفسار کیا کہ اگر وہ دونوں مالِ غنیمت تقسیم کرتے وقت موجود ہوں تو کیا ان کو حصہ دیا جائے؟ انہوں نے یزید سے کہا: اس کو لکھیں ان دونوں کا کچھ حصہ نہیں۔ البتہ انہیں بطور عطیہ تھوڑا

وَفِيْ رِوَايَةٍ كَتَبَ اِلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّكَ

كَتَبْتَ تَسْأَلُنِيْ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْزُوْ بِالنِّسَاءِ وَهَلْ كَانَ يَضْرِبُ لَهُنَّ بِسَهْمٍ فَقَدْ كَانَ يَغْزُوْبِهِنَّ يُدَاوِيْنَ الْمَرْضٰى وَيُحْذَيْنَ مِنَ الْغَنِيْمَةِ وَاَمَّا السَّهْمُ فَلَمْ يَضْرِبْ لَهُنَّ بِسَهْمٍ. (رواه مسلم)1679-4

سا مال دیا جا سکتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی جانب لکھا: تو نے میری جانب تحریر بھیجی اور مجھ سے پوچھا ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ جہاد کے لیے عورتوں کو لے جایا کرتے تھے اور ان کو حصہ دیتے تھے؟ آپ ﷺ ان کو جہاد میں لے جاتے تھے وہ بیماروں کا علاج کرتیں۔ اور انہیں غنیمت سے عطیہ کے طور پر مال دیا جاتا۔ مگر آپ ﷺ نے ان کا حصہ مقرر نہیں کیا۔ (مسلم)

عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْاَكْوَعِ ﷺ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِظَهْرِهٖ مَعَ رَبَاحٍ غُلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَنَا مَعَهٗ فَلَمَّا اَصْبَحْنَا اِذَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ الْفَزَارِيُّ قَدْ اَغَارَ عَلٰى ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُمْتُ عَلٰى اَكَمَةٍ فَاسْتَقْبَلْتُ الْمَدِيْنَةَ فَنَادَيْتُ ثَلَاثًا يَاصَبَاحَاهُ ثُمَّ خَرَجْتُ فِيْ اٰثَارِ الْقَوْمِ اَرْمِيْهِمْ بِالنَّبْلِ وَاَرْتَجِزُ اَقُوْلُ اَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ فَمَا زِلْتُ اَرْمِيْهِمْ وَاَعْقِرُبِهِمْ حَتّٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ بَعِيْرٍ مِنْ ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا خَلَّفْتُهٗ وَرَاءَ ظَهْرِيْ ثُمَّ اتَّبَعْتُهُمْ اَرْمِيْهِمْ حَتّٰى اَلْقَوْا اَكْثَرَ مِنْ ثَلٰثِيْنَ بُرْدَةً وَ ثَلٰثِيْنَ رُمْحًا يَسْتَخِفُّوْنَ وَلَا يَطْرَحُوْنَ شَيْئًا اِلَّا جَعَلْتُ عَلَيْهِ اٰرَامًا مِنَ الْحِجَارَةِ يَعْرِفُهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰى رَاَيْتُ فَوَارِسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَحِقَ اَبُوْ قَتَادَةَ فَارِسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَتَلَهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ فُرْسَانِنَا الْيَوْمَ اَبُوْ قَتَادَةَ وَ خَيْرُ رِجَالَتِنَا سَلَمَةُ قَالَ ثُمَّ اَعْطَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَهْمَيْنِ سَهْمَ الْفَارِسِ

حضرت سلمہ بن اکوع ﷜ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے اپنے اونٹ رباح کے ساتھ بھیجے جو رسول محترم ﷺ کے غلام تھے۔ اور میں اس کے ساتھ تھا۔ صبح کے وقت عبدالرحمان فزاری نے رسول رحمت ﷺ کے اونٹوں پر حملہ کر دیا۔ میں ایک اونچی جگہ پر چڑھا اور مدینہ کی جانب منہ کر کے تین بار آواز دی: لوگو! ہم صبح کے وقت لوٹے گئے! پھر میں نے ان کا تعاقب شروع کیا۔ میں انہیں تیر مارتے ہوئے یہ شعر پڑھ رہا تھا۔ میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کا دن کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے۔ میں ان پر تیر پھینکتا رہا اور انہیں زخمی کرتا رہا یہاں تک کہ رسول محترم ﷺ کے جتنے اونٹ تھے میں نے ان کو چھڑا کر اپنے پیچھے محفوظ کر لیا۔ پھر بھی میں ان کے پیچھے پیچھے انہیں تیر مارتا رہا۔ یہاں تک کہ انہوں نے تیس چادریں اور تیس نیزوں سے زیادہ پھینک دیے۔ وہ فرار ہونے کے لیے خود کو ہلکا کر رہے تھے وہ جس چیز کو پھینکتے میں اس پر پتھر بطور علامت کے رکھتا جا رہا تھا' تا کہ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام ﷢ ان کو پہچان لیں۔ یہاں تک کہ میری نظر رسول اللہ ﷺ کے سواروں پر پڑی۔ اور رسول محترم ﷺ کا خاص شہسوار ابو قتادہ ﷜ عبدالرحمان فزاری کو جا ملا اور اسے قتل کر دیا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: آج کے دن ہمارا بہترین سوار ابو قتادہ ہے اور ہمارا بہترین پیادہ سلمہ ہے۔ راوی نے بیان کیا: پھر

وَسَهْمَ الرَّاجِلِ فَجَمَعَهُمَا لِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ اَرْدَفَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَاءَهٗ عَلَى الْعَضْبَاءِ رَاجِعِيْنَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ .(رواه مسلم)1680-5

رسولِ معظم ﷺ نے مجھے سوار اور پیادہ دونوں حصے اکٹھے عطا کیے۔ اور جب ہم مدینہ منورہ واپس لوٹے تو آپ نے مجھے اپنی "عضباء" نامی اونٹنی پر اپنے پیچھے سوار کیا۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُنَفِّلُ بَعْضَ مَنْ يَبْعَثُ مِنَ السَّرَايَا لِاَنْفُسِهِمْ خَاصَّةً سِوٰى قِسْمَةِ عَامَّةِ الْجَيْشِ. (متفق علیہ) 1681-6

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ رسولِ محترم ﷺ جن دستوں کو بھیجتے' ان میں سے بعض کو خاص طور پر لشکر کے عام فوجیوں کے حصے کے علاوہ بھی عطیات دیتے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ نَفَّلَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَفَلاً سِوٰى نَصِيْبِنَا مِنَ الْخُمُسِ فَاَصَابَنِيْ شَارِفٌ وَالشَّارِفُ اَلْمُسِنُّ الْكَبِيْرُ. (متفق علیہ)1682-7

ابنِ عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے ہمیں ہمارے خمس میں سے حصہ کے علاوہ زائد عطیہ بھی دیا' چنانچہ مجھے زیادہ عمر کا اونٹ ملا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ ذَهَبَتْ فَرَسٌ لَهٗ فَاَخَذَهَا الْعَدُوُّ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُوْنَ فَرُدَّ عَلَيْهِ فِيْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

اور ان ہی سے روائت ہے کہ ان کا گھوڑا بھاگ کر دشمن کے قبضہ میں چلا گیا۔ جب مسلمان ان پر غالب آئے تو میرا گھوڑا مجھے واپس دے دیا گیا۔ اور رسول اللہ کے زمانے کی بات ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اَبَقَ عَبْدٌ لَهٗ فَلَحِقَ بِالرُّوْمِ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُوْنَ فَرَدَّ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ. (راوه البخاری)1683-8

ایک روایت میں ہے۔ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا غلام بھاگ کر روم چلا گیا۔ جب رومیوں پر مسلمانوں کا تسلط ہوا تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبیِ اکرم ﷺ کے بعد وہ غلام ابن عمر رضی اللہ عنہما کو واپس کر دیا۔ (بخاری)

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ مَشَيْتُ اَنَا وَعُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْنَا اَعْطَيْتَ بَنِيْ الْمُطَّلِبِ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ وَتَرَكْتَنَا وَنَحْنُ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْكَ فَقَالَ اِنَّمَا بَنُوْهَاشِمٍ وَبَنُوْ الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ قَالَ جُبَيْرٌ وَلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ ﷺ لِبَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ وَبَنِيْ نَوْفَلٍ شَيْئًا. (رواه البخاری)1684-9

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبیِ معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے عرض کیا: آپ ﷺ نے خیبر کے خمس سے بنو مطلب کو عطا کیا ہے' لیکن ہمیں کچھ نہیں دیا' حالانکہ ہمارا آپ سے ایک ہی جیسا رشتہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بنو ہاشم اور' بنو المطلب دونوں ایک ہیں۔ جبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: نبیِ گرامی ﷺ نے بنو عبد شمس اور بنو نوفل کو مال تقسیم کرتے وقت کچھ نہ دیا۔ (بخاری)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيُّمَا قَرْيَةٍ اَتَيْتُمُوْهَا وَاَقَمْتُمْ فِيْهَا فَسَهْمُكُمْ فِيْهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس بستی میں تم آؤ اس میں اقامت اختیار کر و تو

وَاَيُّمَا قَرْيَةٍ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ خُمُسَهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ ثُمَّ هِيَ لَكُمْ .(رواه مسلم)1685-10

اس میں تمہارا (عام مسلمانوں جیسا) حصہ ہے۔اور جس بستی والے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریں تو اس کا خمس' اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہے اور باقی تمہارے لیے ہے۔(مسلم)

عَنْ خَوْلَةَ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ رِجَالًا يَتَخَوَّضُوْنَ فِيْ مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. (رواه البخاری)1686-11

حضرت خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے رسولِ مکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو لوگ اللہ کے مال میں بلا جواز تصرّف کرتے ہیں' قیامت کے دن ان کے لیے آگ ہوگی۔(بخاری)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَذَكَرَ الْغُلُوْلَ فَعَظَّمَهٗ وَعَظَّمَ اَمْرَهٗ ثُمَّ قَالَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْئُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ بَعِيْرٌ لَهٗ رُغَاءٌ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَرَسٌ لَهٗ حَمْحَمَةٌ فَيَقُوْلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ نَفْسٌ لَهَا صِيَاحٌ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ رِقَاعٌ تَخْفِقُ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں: ایک دن رسولِ اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔آپ ﷺ نے غنیمت کے مال میں خیانت کا ذکر کیا اور اسے بہت بڑا گناہ گردانا اور اس خیانت کو کبیرہ گناہ قرار دیا۔پھر فرمایا: میں تم میں سے کسی شخص کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن میدانِ حشر میں آئے تو اس کی گردن پر ایسا اونٹ ہو جو آواز نکال رہا ہو۔وہ شخص کہے گا: اے اللہ کے رسول! میری مدد فرمایئے! میں کہوں میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔میں نے تجھ تک (فریضۂ زکوۃ کی) بات پہنچا دی تھی۔پھر فرمایا تم میں کسی کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن میدانِ حشر میں آئے اور اس کی گردن پر گھوڑا ہنہنا رہا ہو۔وہ شخص کہے: اے اللہ کے رسول! میری مدد فرمایئے۔میں جواب دوں: میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔میں نے تجھ تک بات پہنچا دی تھی۔پھر فرمایا: میں تم میں سے کسی کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے تو اس کی گردن پر بکری ممیا رہی ہو۔وہ کہے: اے اللہ کے رسول! میری مدد کیجئے! میں کہوں: میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔میں نے تمہیں بتا دیا تھا۔پھر فرمایا: میں تم میں سے کسی شخص کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ

يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ صَامِتٌ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ (متفق عليه) وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَهُوَ اَتَمُّ- 12-1687

قیامت کے دن آئے اور اس کی گردن پر سوار انسان چلا رہا ہو۔ وہ شخص کہے: اے اللہ کے رسول! میری مدد کیجئے! میں کہوں: میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تجھ تک بات پہنچا دی تھی۔ پھر فرمایا: میں تم میں سے کسی کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے اور اس کی گردن پر کپڑے پھڑ پھڑا رہے ہوں اور وہ التجا کر رہا ہو: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری مدد کیجیے! میں جواب دوں: میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تجھ تک بات پہنچا دی تھی۔ پھر فرمایا: میں تم میں سے کسی شخص کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن میدانِ حشر میں آئے اور اس کی گردن پر سونا چاندی لدا ہوا ہو۔ اور وہ التجا کر رہا ہو: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری مدد کیجئے! میں جواب دوں: میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تجھ تک بات پہنچا دی تھی۔ (بخاری و مسلم) اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں اور اس کی روایت زیادہ مکمل ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ اَهْدٰى رَجُلٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غُلَامًا يُقَالُ لَهٗ مِدْعَمٌ فَبَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ اَصَابَهٗ سَهْمٌ عَائِرٌ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ النَّاسُ هَنِيْئًا لَهُ الْجَنَّةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَلَّا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِيْ اَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ النَّاسُ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ اَوْ شِرَاكَيْنِ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ شِرَاكٌ مِنْ نَارٍ اَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ. (متفق عليه) 13-1688

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسولِ محترم ﷺ کو ایک غلام بطور ہدیہ دیا جس کا نام مدعم تھا۔ ایک مرتبہ مدعم رسولِ معظم ﷺ کی سواری سے کجاوہ اتار رہا تھا کہ۔ اچانک اس کو نامعلوم جانب سے آنے والا تیر لگا، جس سے وہ مر گیا۔ لوگوں نے کہا: مبارک ہو! یہ شخص جنتی ہے! رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بے شک وہ چادر، جس کو اس نے جنگِ خیبر کے مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اٹھایا تھا، وہ اس پر آگ بن کر مشتعل ہے جب لوگوں نے یہ بات سنی تو ایک شخص ایک تسمہ یا دو تسمے آپ ﷺ کے پاس لایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک یا دو تسمے آگ کے ہیں۔ (بخاری۔ مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ عَلٰى ثَقَلِ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ كَرْكَرَةُ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ فِي النَّارِ فَذَهَبُوْا يَنْظُرُوْنَ فَوَجَدُوْا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا (رواه البخاری) 14-1689

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ کا سامان اٹھانے پر ایک آدمی مقرر تھا جس کا نام 'کرکرۃ' تھا۔ وہ فوت ہو گیا تو رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا یہ شخص دوزخی ہے۔ لوگ اس کا سامان دیکھنے لگے تو انہیں پتہ چلا اس نے ایک چادر کی خیانت کی تھی۔ (بخاری)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اگر ہم لڑائی

نُصِيْبُ فِي مَغَازِيْنَا العَسَلَ وَالعِنَبَ فَنَاكُلُهُ وَلَا نَرْفَعُهُ. (رواه البخاری)1690-15

میں شہد اور انگور پاتے تو انہیں کھا لیتے تھے اور بیت المال میں جمع نہیں کراتے تھے۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ﷺ قَالَ اَصَبْتُ جِرَابًا مِنْ شَحَمٍ يَوْمَ خَيْبَرَ فَالْتَزَمْتُهُ فَقُلْتُ لَا اُعْطِي الْيَوْمَ اَحَدًا مِنْ هٰذَا شَيْئًا فَالْتَفَتُّ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَبَسَّمُ اِلَيَّ. (متفق علیه)1691-16

حضرت عبداللہ بن مغفل ﷺ فرماتے ہیں کہ خیبر کی جنگ میں مجھے چربی کا ایک تھیلا ملا' میں نے اُسے دبوچ لیا' اور میں نے کہا: آج اس چربی سے کسی کو کچھ نہیں دوں گا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو رسولِ محترم ﷺ میری جانب دیکھتے ہوئے مسکرا رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

یہ کھانے کی معمولی چیز تھی جس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے دیکھنے کے باوجود سکوت فرمایا۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ ؓ قَالَ اِنِّیْ لَوَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ فَاِذَا اَنَا بِغُلَامَيْنِ مِنَ الْاَنْصَارِ حَدِيْثَةٍ اَسْنَانُهُمَا فَتَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ بَيْنَ اَضْلَعَ مِنْهُمَا فَغَمَزَنِيْ اَحَدُهُمَا فَقَالَ اَيْ عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ اَبَا جَهْلٍ قُلْتُ نَعَمْ فَمَا حَاجَتُكَ اِلَيْهِ يَا ابْنَ اَخِيْ قَالَ اُخْبِرْتُ اَنَّهُ يَسُبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَئِنْ رَاَيْتُهُ لَا يُفَارِقُ سَوَادِيْ سَوَادَهُ حَتّٰى يَمُوْتَ الْاَعْجَلُ مِنَّا قَالَ فَتَعَجَّبْتُ لِذٰلِكَ قَالَ وَغَمَزَنِيْ الْاٰخَرُ فَقَالَ لِيْ مِثْلَهَا فَلَمْ اَنْشَبْ اَنْ نَظَرْتُ اِلٰى اَبِيْ جَهْلٍ يَجُوْلُ فِي النَّاسِ فَقُلْتُ اَلَا تَرَيَانِ هٰذَا صَاحِبُكُمُ الَّذِيْ تَسْاَلَانِّيْ عَنْهُ قَالَ فَابْتَدَرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا فَضَرَبَاهُ حَتّٰى قَتَلَاهُ ثُمَّ انْصَرَ فَاِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَاهُ فَقَالَ اَيُّكُمَا قَتَلَهٗ

حضرت عبدالرحمان بن عوف ﷺ فرماتے ہیں: میں جنگِ بدر کے دن صف میں کھڑا تھا۔ اچانک میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو دو انصاری لڑکے کھڑے تھے' جن کی عمریں کچھ زیادہ نہیں تھیں۔ میں نے آرزو کی کہ کاش میں ان سے زیادہ طاقتور آدمیوں کے درمیان ہوتا۔ ان میں سے ایک نے میرا کندھا چھوتے ہوئے دریافت کیا: چچا! آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ عبدالرحمان کہتے ہیں: میں نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر میں نے پوچھا: بھتیجے تجھے اس سے کیا مطلب ہے؟ اس نے بتایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ رسولِ مکرم ﷺ کو برا بھلا کہتا ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' اگر میں نے اس کو دیکھ لیا' تو میں اس سے الگ نہیں ہوں گا' جب تک ہم میں سے وہ شخص نہ مر جائے' جس کی موت کا وقت زیادہ قریب ہے۔ حضرت عبدالرحمان کہتے ہیں: اس کی یہ بات سن کر میں متعجب ہوا۔ انہوں نے کہا: دوسرے نے بھی مجھے وہی بات کہی جو پہلے نے کہی تھی۔ زیادہ

فَقَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا اَنَا قَتَلْتُهُ فَقَالَ هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا فَقَالَا لَا فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى السَّيْفَيْنِ فَقَالَ كِلَا كُمَا قَتَلَ وَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَلَبِهِ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ وَالرَّجُلَانِ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ وَمُعَاذُ بْنُ عَفْرَاءَ. (متفق عليه)17-1692

دیر نہ گزری تھی کہ میں نے ابوجہل کو دیکھا کہ وہ لوگوں میں چکر لگا رہا ہے۔ میں نے ان دونوں لڑکوں سے کہا: کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو؟ وہ شخص ہے جس کے بارے میں تم دونوں مجھ سے پوچھ کر رہے تھے۔ عبدالرحمان ؓ فرماتے ہیں: وہ لڑکے نہایت سرعت کے ساتھ اپنی تلواریں لے کر اس کی طرف لپکے اور مار مار کر اسے ختم کر دیا۔ پھر وہ دونوں رسولِ محترم ﷺ کے پاس پہنچے اور آپ ﷺ کو بتایا۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا: تم دونوں میں سے کس نے اس کو قتل کیا ہے؟ ان میں سے ہر ایک نے کہا: میں نے قتل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم دونوں نے تلواروں کو صاف تو نہیں کیا؟ تو انہوں نے نفی میں جواب دیا: آپ ﷺ نے دونوں کی تلواریں دیکھ کر فرمایا: تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ابوجہل کے جنگی سامان کا فیصلہ معاذ بن عمرو بن جموح کے حق میں فرمایا۔ دونوں نوخیز نوجوانوں سے مراد معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفراء ہیں۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

دوسری روایت میں دونوں میں سے ایک کا نام معوذ آیا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ مَنْ يَنْظُرُ لَنَا مَا صَنَعَ اَبُوْجَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتّٰى بَرَدَ قَالَ فَاَخَذَ بِلِحْيَتِهٖ فَقَالَ اَنْتَ اَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ فَلَوْ غَيْرُ اَكَّارٍ قَتَلَنِيْ. (متفق عليه)18-1693

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں: بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کون دیکھ کر ہمیں بتائے گا' کہ ابوجہل کا کیا ہوا؟ یہ سن کر عبداللہ بن مسعود ؓ چلے' انہوں نے دیکھا کہ ابوجہل کو عفرا نامی عورت کے بیٹوں نے تلواریں ماریں اور وہ ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ ابن مسعود نے اس کی داڑھی پکڑ کر پوچھا' کہ کیا تو ابو جہل ہے؟ اس نے جواب دیا: اس شخص سے بڑھ کر جس کو تم نے قتل کیا ہے کوئی سردار نہیں۔ اور ایک روایت میں ہے اس نے کہا: کاش! ایک دھقان کے علاوہ کوئی (قریشی جنگجو) مجھے قتل کرتا (بخاری و مسلم)

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ ؓ قَالَ اَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَهْطًا وَاَنَا جَالِسٌ فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُمْ رَجُلًا هُوَ اَعْجَبُهُمْ اِلَيَّ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ معظم ﷺ نے چند افراد کو عطیہ دیا' جبکہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ تو آپ نے ان میں سے ایک شخص کو عطیہ نہ دیا۔ حالانکہ وہ شخص مجھے ان سب سے زیادہ پسندیدہ تھا۔ تو میں نے عرض کیا: تو آپ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوْ مُسْلِمًا ذَكَرَ ذٰلِكَ سَعْدٌ ثَلٰثًا وَاَجَابَهُ بِمِثْلِ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ لَاُعْطِی الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْهُ خَشْيَةَ اَنْ يُّكَبَّ فِی النَّارِ عَلٰی وَجْهِهٖ(متفق عليه).
وَفِی رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ الزُّهْرِیُّ فَنَرٰی اَنَّ الْاِسْلَامَ اَلْكَلِمَةُ وَالْاِيْمَانُ و الْعَمَلُ الصَّالِحُ. 1694-19

ﷺ نے فلاں کو نہیں دیا' کیا وجہ ہے؟ اللہ کی قسم! میں اسے مومن سمجھتا ہوں۔ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: مومن نہیں' مسلم کہو۔ سعد نے اپنی بات کو تین بار دہرایا۔ آپ نے بھی اپنے ارشاد کو تین دفعہ دہرایا۔ پھر آپ نے وضاحت فرمائی: بے شک میں ایک شخص کو اس خدشہ کے پیش نظر عطیہ دیتا ہوں کہ کہیں یہ شخص اوندھے منہ دوزخ میں نہ گرایا جائے۔ حالانکہ اس کی بجائے دوسرا شخص مجھے زیادہ پیارا ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم) اور ان دونوں (بخاری و مسلم) کی ایک اور روایت میں ہے' زہری راوی نے بیان کیا: اس بات سے ہم نے سمجھا کہ اسلام صرف کلمۂ شہادت کے اقرار کا نام ہے جبکہ ایمان عمل صالح کا نام ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَزَا نَبِیٌّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهٖ لَا يَتَّبِعْنِیْ رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَاَةٍ وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّبْنِیَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا وَلَا اَحَدٌ بَنٰی بُيُوْتًا وَلَمْ يَرْفَعْ سُقُوْفَهَا وَلَا رَجُلٌ اشْتَرٰی غَنَمًا اَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ وِلَادَهَا فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلٰوةَ الْعَصْرِ اَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ اِنَّكِ مَاْمُوْرَةٌ وَاَنَا مَاْمُوْرٌ اَللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا فَحُبِسَتْ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْغَنَائِمَ فَجَاءَتْ يَعْنِی النَّارَ لِتَاْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا فَقَالَ اِنَّ فِيْكُمْ غُلُوْلًا فَلْيُبَايِعْنِیْ مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَجُلٌ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَجَاءُوْا بِرَاْسٍ مِثْلِ رَاْسِ بَقَرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ فَوَضَعَهَا فَجَاءَتِ النَّارُ فَاَكَلَتْهَا.
زَادَ فِیْ رِوَايَةٍ فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ قَبْلَنَا ثُمَّ اَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا الْغَنَائِمَ رَاٰی ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: انبیائے کرام میں سے ایک پیغمبر جہاد کے لیے نکلے۔ انہوں نے اپنی قوم سے کہا میرے ساتھ وہ شخص نہ چلے' جو کسی عورت کے ساتھ نکاح کر چکا ہے اور اس کا ارادہ اسے گھر لانے کا ہے' لیکن ابھی تک گھر نہیں لایا۔ اور وہ شخص بھی نہ چلے جو گھر تعمیر کر رہا ہے۔ اور ابھی تک چھت نہیں ڈال سکا۔ اور وہ شخص بھی نہ چلے جس نے حاملہ اونٹنیاں یا بکریاں خریدی ہوئی ہیں اور وہ ان کے بچے جننے کا منتظر ہے۔ پس اس پیغمبر نے جہاد کیا وہ عصر کے وقت' یا اس کے قریب بستی کے نزدیک پہنچا۔ اس نے سورج سے کہا۔ بلاشبہ تو (اللہ کے) حکم کا پابند ہے اور مجھے بھی حکم ملا ہے۔ اے اللہ! سورج کو ہمارے لیے ٹھہرا! تو سورج ٹھہرا دیا گیا۔ یہاں تک کہ اللہ نے ان کو فتح سے ہم کنار فرمایا۔ اس نے غنائم جمع کرنے کا حکم دیا' تو آگ غنائم کو جلانے کے لیے آئی لیکن اس نے مال غنیمت کو نہ جلایا۔ اس پیغمبر نے کہا: یقیناً تم میں خیانت ہے۔ ہر قبیلہ کا ایک (سردار) شخص میرے ہاتھ پر بیعت کرے آخر

فَاَحَلَّهَا لَنَا. (متفق عليه)20-1695

ایک شخص کی ہتھیلی پیغمبر کی ہتھیلی سے چمٹ گئی۔ پیغمبر نے فرمایا تم میں خیانت ہے۔ تو وہ آدمی (تحقیق کرکے) گائے کے سر کے برابر سونے کا ایک گولہ لایا۔ اور اسے غنیمت میں شامل کر دیا۔ اس کو رکھنے کے بعد آگ آئی اور اس نے غنیمت کے مال کو جلا دیا۔ ایک روایت میں اضافہ ہے کہ ہم سے پہلے کسی کے لیے غنائم حلال نہ تھیں اللہ نے ہمارے لیے غنائم کو جائز قرار دیا۔ اللہ کو ہمارے ضعف اور ہماری عاجزی کا معلوم ہے تو غنائم کو ہمارے لیے حلال قرار دیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ اَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ صَحَابَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا فُلَانٌ شَهِيْدٌ وَ فُلَانٌ شَهِيْدٌ حَتّٰى مَرُّوْا عَلٰى رَجُلٍ فَقَالُوْا فُلَانٌ شَهِيْدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَلَّا اِنِّيْ رَاَيْتُهُ فِي النَّارِ فِيْ بُرْدَةٍ غَلَّهَا اَوْ عَبَاءَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اذْهَبْ فَنَادِ فِي النَّاسِ اَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ ثَلٰثًا قَالَ فَخَرَجْتُ فَنَادَيْتُ اَلَا اَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ ثَلَاثًا. (رواه مسلم)21-1696

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں: مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جس دن جنگِ خیبر ہوتی اس دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آئے انہوں نے کہا: فلاں شہید ہے فلاں شہید ہے یہاں تک کہ انہوں نے ایک شخص کا ذکر کیا کہ وہ شہید ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہرگز نہیں ایک چادر یا چغے کی خیانت کے سبب میں نے اسے دوزخ میں دیکھا ہے۔ پھر رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابنِ خطاب رضی اللہ عنہ جاؤ لوگوں میں تین مرتبہ اعلان کرو کہ جنت میں صرف ایمان والے لوگ ہی داخل ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں چلا اور تین بار اعلان کیا کہ جنت میں صرف ایمان والے (امانت دار) لوگ ہی داخل ہوں گے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ دشمن کے سامنے اسے مرعوب کرنے کے لیے فخر کی بات کرنا جائز ہے۔

۲۔ جہاد میں نمایاں بہادری دکھانے والے مجاہد کو اعزاز دینا چاہیے۔

۳۔ جہاد میں نمایاں کارنامہ سرانجام دینے والے کو نقد انعام دیا جاسکتا ہے۔

۴۔ حکمت و مصلحت کی خاطر مالِ غنیمت کی تقسیم میں عدمِ مساوات جائز ہے۔

۵۔ مالِ غنیمت میں خیانت کبیرہ گناہ ہے۔

۶۔ مالِ غنیمت میں خیانت کرنے والا جہنم میں جائے گا۔

۷۔ جہاد میں ایک دوسرے سے سبقت کرنا جائز ہے۔

بَابُ الْجِزْيَةِ

جزیہ

اسلام نے فاتح مسلمان کو اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ مفتوح علاقے کے غیر مسلم عوام' جنہیں شریعت کی زبان میں ذِمّی کہا جاتا ہے' ان سے معمولی واجبات وصول کر سکتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ مال انہی کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جائے۔ اس میں بھی اس بات کی رعایت رکھی گئی ہے' کہ جو لوگ یہ ٹیکس ادا نہیں کر سکتے ان پر کسی قسم کا جبر نہ ہو۔ اسی اصول کی روشنی میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب ایک عیسائی بوڑھے کو مانگتے ہوئے دیکھا تو یہ کہہ کر ایسے لوگوں پر ٹیکس کی معافی کا اعلان کیا کہ ''یہ بات کس طرح گوارا ہو سکتی ہے کہ جوانی میں یہ لوگ ٹیکس ادا کریں اور بڑھاپے میں یہ غربت کے ہاتھوں مانگنے پر مجبور ہو جائیں''؟

اسی اصول کے تحت مسلمان حکمران ذمیوں کو تحفظ کی ضمانت فراہم کرتے تھے اور جب وہ کسی فوجی مصلحت کی خاطر کسی مفتوحہ علاقے کو چھوڑتے' تو وہاں سے وصول کی ہوئی رقم کی ایک ایک پائی واپس کیا کرتے تھے۔ اور بااصول طرز عمل کا غیر مسلم رعایا پر بڑا مثبت اثر پڑتا اور اہل اسلام کے گرویدہ ہو کر رہ جاتے' جیسے کہ ایک دفعہ جب شام کے ایک مفتوحہ علاقے سے مسلمان افواج واپس آنے لگیں اور انہوں نے لوگوں سے وصول کیے ہوئے جزیہ کا ایک ایک درہم واپس کیا۔ تو وہاں کے عیسائی آسمان کی طرف چہرے اٹھا کر زار و قطار روتے ہوئے دعائیں کرتے تھے: الٰہی ان جیسے دیانت دار اور فرشتہ صفت لوگوں کو پھر یہاں آنے کی توفیق نصیب فرمانا۔

الفصل الاول

عَنْ بُجَالَةَ قَالَ كُنْتُ كَاتِبًا لِجُزْءِ بْنِ مُعْوِيَةَ عَمِّ الْاَحْنَفِ فَاَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَبْلَ مَوْتِهٖ بِسَنَةٍ اَنْ فَرِّقُوْا بَيْنَ كُلِّ ذِىْ مَحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوْسِ وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ اَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوْسِ حَتّٰى شَهِدَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَهَا مِنْ مَجُوْسِ هَجَرَ. (رواه البخاری) 1697-1

پہلی فصل

حضرت بجالہ رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں احنف رضی اللہ عنہ کے چچا جزء بن معاویہ کا کاتب تھا۔ ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مکتوب ان کی وفات سے ایک سال قبل پہنچا کہ مجوسیوں کے محرم جوڑوں کے درمیان علیحدگی کرواور عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت تک مجوسیوں سے ٹیکس وصول نہ کیا' جب تک عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی نہ دی کہ رسول اکرم ﷺ نے ھجر شہر کے مجوسیوں سے ٹیکس لیا تھا۔ (بخاری)

آتش پرستوں کے نزدیک بیٹی، بہن، بھانجی یعنی محرم رشتوں کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے۔ حضرت عمر نے ایسے جوڑوں کے نکاح ختم کیے اور ان کو ایک دوسرے سے الگ کر دینے کا حکم صادر فرمایا۔

خلاصۂ باب

۱۔ عام طور پر اسلام ذمیوں کو ان کے اپنے مذہب و طریقہ کار کے مطابق زندگی بسر کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن انہیں اپنے کفریہ عقائد کی کھلے عام اشاعت کی اجازت نہیں دیتا۔ اسی طرح ان کے بعض وہ فحش اعمال جن کی اجازت دینے سے معاشرے پر منفی اثر پڑتا ہو ان پر پابندی لگائی جائے گی۔

۲۔ قرآن نے اہل کتاب پر جزیہ مسلط کیا ہے۔ اور مجوسیوں سے جزیہ لینے سے ان کے اہل کتاب ہونے کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

بَابُ الصُّلحِ

صلح کرنا' کروانا

صلح حدیبیہ اسلامی تاریخ کا ایک اہم موڑ ثابت ہوئی۔ اس معاہدہ سے مکہ اور حجاز کی فتح کا دروازہ کھلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ جس بنا پر رسولِ معظم ﷺ نے بظاہر کمزور شرائط پر اہلِ مکہ سے صلح کا معاہدہ فرمایا۔ بدر' احد' خندق کی جنگوں اور اہلِ مکہ کے اکیس سال کے پراپیگنڈے نے عوام الناس کو اسلام سے دور کر رکھا تھا۔ اس صلح کے بعد باہمی تعصبات کی دیواریں ٹوٹ گئیں۔ لوگ مسلمانوں کے قریب آئے۔ جب انہوں نے اپنے ہی اعزاء واقرباء میں اس قدر نمایاں تبدیلی دیکھی تو وہ اسلام کی طرف والہانہ طور پر لپکے۔ اِن اسرار ورموز کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس معاہدہ کو فتح مبین قرار دیا جس کی وجہ سے لوگ فوج در فوج حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔

اس معاہدہ میں امّت کو حضرت ابو جندل ؓ کے حوالے سے سبق دیا گیا ہے کہ چاہے کسی کے ساتھ کتنی ہی دشمنی کیوں نہ ہو اگر ان کے ساتھ کوئی معاملہ طے پا جائے تو اس کی ہر حال میں پابندی کرنا مسلمانوں پر لازم ہوتا ہے۔

الفصل الاول

عَنِ الْمِسْوَرِبْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ بِضْعَ عَشَرَةَ مِائَةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَلَمَّا اَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَالْهَدْىَ وَاَشْعَرَوَاَحْرَمَ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ وَسَارَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالثَّنِيَّةِ الَّتِيْ يُهْبَطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ فَقَالَ النَّاسُ حَلْ حَلْ خَلَاَتِ الْقَصْوَاءُ خَلَاَتِ الْقَصْوَاءُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا خَلَاَتِ الْقَصْوَاءُ وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ وَلٰكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيْلِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَسْاَلُوْنِّيْ خُطَّةً يُعَظِّمُوْنَ فِيْهَا حُرُمَاتِ اللّٰهِ اِلَّا اَعْطَيْتُهُمْ اِيَّاهَا ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتّٰى نَزَلَ بِاَقْصَى الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَمَدٍ قَلِيْلِ الْمَاءِ يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا فَلَمْ يَلْبَثْهُ النَّاسُ حَتّٰى نَزَحُوْهُ وَشُكِيَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

پہلی فصل

مسور بن مخرمہ ؓ اور مروان بن حکم بیان کرتے ہیں: حدیبیہ کے سال نبی مکرم ﷺ ایک ہزار سے کچھ زیادہ صحابۂ کرام ؓ کے ساتھ نکلے۔ جب آپ ﷺ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو قربانی کے جانوروں کی گردنوں میں پٹے ڈالے اور اونٹوں کا شعار کیا۔ وہاں عمرہ کا احرام باندھا اور آگے چل پڑے۔ جب اس گھاٹی میں پہنچے جس کے آگے کفار کا سامنا تھا تو آپ ﷺ کی سواری بیٹھ گئی لوگوں نے آواز لگائی: اُٹھو اٹھو قصواء اڑ گئی' قصواء اڑ گئی۔ تو نبیِ معظم ﷺ نے فرمایا قصواء اڑی نہیں ہے اور نہ ہی اس کی یہ عادت ہے۔ اسے تو اس ذات نے روکا ہے جس نے ابرہہ کے ہاتھیوں کو روکا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ (قریش) مجھ سے ایسی بات کا مطالبہ کریں جس میں وہ اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرتے ہوں تو میں ان کی ہر ایسی بات تسلیم کرلوں گا۔ تب آپ ﷺ نے قصواء اونٹنی کو ڈانٹا

ﷺ الْعَطَشَ فَانْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهٖ ثُمَّ
اَمَرَهُمْ اَنْ يَجْعَلُوْهُ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ مَازَالَ يَجِيْشُ
لَهُمْ بِالرِّيِّ حَتّٰى صَدَرُوْا عَنْهُ فَبَيْنَاهُمْ كَذٰلِكَ
اِذْ جَاءَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ الْخُزَاعِيُّ فِيْ نَفَرٍ مِنْ
خُزَاعَةَ ثُمَّ اَتَاهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَ سَاقَ
الْحَدِيْثَ اِلٰى اَنْ قَالَ اِذْ جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو
فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اُكْتُبْ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ
مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ سُهَيْلٌ لَوْ كُنَّا
نَعْلَمُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا صَدَدْنَاكَ
عَنِ الْبَيْتِ وَلَا قَاتَلْنَاكَ وَلٰكِنِ اكْتُبْ مُحَمَّدَ
ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَاللّٰهِ اِنِّيْ
لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِنْ كَذَّبْتُمُوْنِيْ اُكْتُبْ مُحَمَّدَ
ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَعَلٰى اَنْ لَا يَاْتِيَكَ
مِنَّا رَجُلٌ وَاِنْ كَانَ عَلٰى دِيْنِكَ اِلَّا رَدَدْتَهُ
عَلَيْنَا فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَّةِ الْكِتَابِ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ ﷺ لِاَصْحَابِهٖ قُوْمُوْا فَانْحَرُوْا ثُمَّ
احْلِقُوْا ثُمَّ جَاءَ نِسْوَةٌ مُؤْمِنَاتٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ
تَعَالٰى يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ
الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ اَلْاٰيَةَ فَنَهَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى
اَنْ يَرُدُّوْهُنَّ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يَرُدُّوا الصَّدَاقَ ثُمَّ
رَجَعَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَجَاءَهُ اَبُوْ بَصِيْرٍ رَجُلٌ مِنْ
قُرَيْشٍ وَهُوَ مُسْلِمٌ فَاَرْسَلُوْا فِيْ طَلَبِهٖ رَجُلَيْنِ
فَدَفَعَهُ اِلَى الرَّجُلَيْنِ فَخَرَجَا بِهٖ حَتّٰى اِذَا بَلَغَا
ذَاالْحُلَيْفَةِ نَزَلُوْا يَاْكُلُوْنَ مِنْ تَمْرٍ لَهُمْ فَقَالَ اَبُوْ
بَصِيْرٍ لِاَحَدِ الرَّجُلَيْنِ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرٰى سَيْفَكَ
هٰذَا يَا فُلَانُ جَيِّدًا اَرِنِيْ اَنْظُرْ اِلَيْهِ فَاَمْكَنَهُ مِنْهُ

تو وہ اچھل کر کھڑی ہوگئی۔ آپ ﷺ مکہ کے راستے سے
ہٹ گئے اور حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے اور حدیبیہ کے
آخری کنارے پر اترے، جہاں معمولی پانی کا کنواں تھا۔ لوگ
وہاں سے تھوڑا تھوڑا پانی حاصل کر رہے تھے۔ اور تھوڑی دیر
میں لوگوں نے اس کا پانی ختم کر دیا۔ جب رسولِ اکرم ﷺ
کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی گئی، تو آپ ﷺ نے
اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس تیر کو
اس کنویں میں پھینکیں۔ راوی بیان کرتا ہے اللہ کی قسم! تیر
ڈالنے سے پانی جوش سے نکلنے لگا یہاں تک کہ لوگ واپسی
تک خوب سیر ہو کر پیتے رہے۔ وہ اسی حال میں تھے کہ بدیل
بن ورقاء خزاعی بنوخزاعہ کی ایک جماعت کے ساتھ آیا۔ پھر
آپ ﷺ کے پاس عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آئے۔ اور راوی
نے سارے حالات بیان کیے۔ اس کے بعد سہیل بن عمرو آیا
تو نبیِ اکرم ﷺ نے فرمایا: لکھو یہ معاہدہ ہے جو محمد اللہ کے
رسول ﷺ نے..... سہیل نے اعتراض کرتے ہوئے کہا
: اللہ کی قسم! اگر ہم اس بات پر یقین رکھتے کہ تم اللہ کے رسول
ہو تو تجھے بیت اللہ میں داخل ہونے سے نہ روکتے اور نہ آپ
سے لڑائی کرتے۔ تم محمد بن عبداللہ تحریر کرو۔ یہ سن کر نبیِ کریم
ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تمہارے جھٹلانے کے باوجود میں
اللہ کا پیغمبر ہوں۔ محمد بن عبداللہ ہی تحریر کیا جائے۔ اور (سہیل
نے دیگر شرائط کے ساتھ یہ بھی) تحریر کروایا کہ ہماری طرف
سے جو شخص آپ کے پاس چلا آئے چاہے وہ آپ کے دین
پر ہو تو آپ اسے ہماری طرف واپس کرنے کے پابند ہوں
گے۔ جب صلح نامہ کی تحریر لکھنے سے فارغ ہوئے تو رسولِ
محترم ﷺ نے اپنے رفقاء سے فرمایا: اٹھو قربانیاں ذبح کرو
پھر سر کے بال مونڈواؤ۔ بعد میں چند عورتیں آئیں جو ایمان

فَضَرَ بَهُ حَتّٰى بَرَدَ وَفَرَّ الْاٰخَرُ حَتّٰى اَتَى الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يَعْدُوْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَقَدْ رَاٰى هٰذَا ذُعْرًا فَقَالَ قُتِلَ وَاللّٰهِ صَاحِبِيْ وَاِنِّيْ لَمَقْتُوْلٌ فَجَاءَ اَبُوْ بَصِيْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَيْلَ اُمِّهٖ مِسْعَرُ حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهٗ اَحَدٌ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ عَرَفَ اَنَّهٗ سَيَرُدُّهٗ اِلَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتّٰى اَتٰى سِيْفَ الْبَحْرِ قَالَ وَانْفَلَتَ اَبُوْ جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلٍ فَلَحِقَ بِاَبِيْ بَصِيْرٍ فَجَعَلَ لَا يَخْرُجُ مِنْ قُرَيْشٍ رَجُلٌ قَدْ اَسْلَمَ اِلَّا لَحِقَ بِاَبِيْ بَصِيْرٍ حَتّٰى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ فَوَاللّٰهِ مَا يَسْمَعُوْنَ بِعِيْرٍ خَرَجَتْ لِقُرَيْشٍ اِلَى الشَّامِ اِلَّا اعْتَرَضُوْا لَهَا فَقَتَلُوْهُمْ وَاَخَذُوْا اَمْوَالَهُمْ فَاَرْسَلَتْ قُرَيْشٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ تُنَاشِدُهُ اللّٰهَ وَالرَّحِمَ لَمَّا اَرْسَلَ اِلَيْهِمْ فَمَنْ اَتَاهُ فَهُوَ اٰمِنٌ فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَيْهِمْ. (رواه البخاری)1698-1

لا چکی تھیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ''اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں؟ تو تم ان کا امتحان کرلیا کرو! ان کے ایمان کو اللہ خوب جانتا ہے۔ تو اگر تم کو معلوم ہو کہ وہ مومنات ہیں' تو ان کو کفار کے پاس واپس نہ بھیجو کیونکہ نہ وہ عورتیں ان کافروں کے لیے حلال ہیں اور نہ وہ کافر ان عورتوں کے لیے حلال ہیں۔ اور جو کچھ ان کافروں نے ان پر خرچ کیا ہو وہ ان کو ادا کر دو۔'' پھر آپ ﷺ مدینہ منورہ واپس آ گئے۔ اس دوران آپ ﷺ کے پاس قریش سے ابوبصیر نامی ایک آدمی مسلمان ہو کر آیا۔ کفار مکہ نے اس کو واپس لانے کے لیے دو آدمیوں کو بھیجا۔ آپ ﷺ نے ابوبصیر کو ان دونوں کے حوالے کر دیا تو وہ اس کو لے کر مکہ چل پڑے۔ جب وہ ذوالحلیفہ مقام پر پہنچے تو وہ دونوں آدمی وہاں رک کر کھجوریں کھانے لگے۔ تو ابو بصیر نے ان دونوں میں سے ایک آدمی سے کہا: اے فلاں! اللہ کی قسم! مجھے یہ تمہاری تلوار بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے' ذرا مجھے دکھاؤ' میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں اس نے وہ تلوار ابوبصیر کو

پکڑا دی' تو ابوبصیر نے اسے تلوار ماری تو وہ مر گیا۔ اور دوسرا آدمی بھاگ کر مدینہ منورہ پہنچا اور ہانپتا ہوا مسجدِ نبوی میں داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اس شخص کا کسی خوف ناک واقعہ سے واسطہ پڑا ہے۔ اس نے جلدی سے کہا: اللہ کی قسم! میرا ساتھی قتل ہو چکا ہے۔ بلاشبہ میں بھی قتل ہو جاؤں گا۔ اتنے میں ابوبصیر بھی آ پہنچا۔ اس کو دیکھ کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تیری ماں مر جائے تو لڑائی آگ بھڑکانے والا ہے اگرچہ تیرا ایک ہی ساتھی کیوں نہ ہو۔ ابوبصیر نے یہ سن کر یقین کر لیا کہ نبی کریم ﷺ اس کو واپس بھیج دیں گے' تو وہ وہاں سے نکلا اور ساحلِ سمندر پر جا پہنچا۔ اس دوران ابوجندل بن سہیل بھی بیڑیاں توڑ کر نکلا اور ابوبصیر سے آ ملا۔ پھر جو شخص بھی قریشِ مکہ سے مسلمان ہو کر نکلتا وہ ابوبصیر کے ساتھ آ ملتا۔ یہاں تک کہ وہاں ان کی ایک جماعت قائم ہو گئی۔ راوی نے بیان کیا: اللہ کی قسم! جب وہ قریش کے کسی قافلے کے بارے میں سنتے کہ وہ شام کی جانب جا رہا ہے تو وہ اس قافلے پر حملہ کر دیتے۔ قافلے والوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتے اور ان کے مالوں پر قبضہ کر لیتے۔ قریش نے گھبرا کر نبیِ معظم ﷺ کی طرف پیغام بھیجا اور آپ ﷺ کو صلۂ رحمی اور اللہ کی قسم دے کر کہا کہ آپ ﷺ

ان (ابوبصیر گروپ) کو پیغام بھیجیں اور انہیں مدینہ منورہ بلالیں' نیز جو شخص آپ ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر آجائے امن والا ہے۔ تو نبی مکرم ﷺ نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ مدینہ منورہ آجائیں۔ (بخاری)

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷺ قَالَ صَالَحَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَشْيَاءَ عَلٰى مَنْ اَتَاهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ رَدَّهُ اِلَيْهِمْ وَمَنْ اَتَاهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَرُدُّوْهُ وَعَلٰى اَنْ يَدْخُلَهَا مِنْ قَابِلٍ وَيُقِيْمَ بِهَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَلَا يَدْخُلَهَا اِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ وَالسَّيْفِ وَالْقَوْسِ وَنَحْوِهٖ فَجَاءَ اَبُوْ جَنْدَلٍ يَحْجُلُ فِيْ قُيُوْدِهٖ فَرَدَّهُ اِلَيْهِمْ. (متفق علیہ) 1699-2

حضرت براء بن عازب ﷺ بیان کرتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے مشرکین سے تین باتوں پر مصالحت کی (۱) جو مشرکین میں سے آپ ﷺ کے پاس آئے گا آپ ﷺ اس کو ان کی جانب واپس لوٹا دیں گے اور جو مسلمان ان کے پاس جائے گا وہ اسے واپس نہیں لوٹائیں گے (۲) نیز آپ ﷺ آئندہ سال مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے اور وہاں تین دن قیام کریں گے اور ہتھیار تلوار کمان وغیرہ میان میں ڈال کر آئیں گے پس جب ابوجندل بیڑیوں میں چلتا ہوا آیا تو آپ ﷺ نے اس کو کفار کی جانب واپس کر دیا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ قُرَيْشًا صَالَحُوا النَّبِيَّ ﷺ فَاشْتَرَطُوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ مَنْ جَاءَ نَا مِنْكُمْ لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكُمْ وَمَنْ جَاءَكُمْ مِنَّا رَدَدْتُمُوْهُ عَلَيْنَا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَكْتُبُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ اَنَّهُ مَنْ ذَهَبَ مِنَّا اِلَيْهِمْ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ وَمَنْ جَاءَ نَا مِنْهُمْ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ لَهُ فَرَجًا وَمَخْرَجًا. (رواه مسلم) 1700-3

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: قریش نے نبی مکرم ﷺ کے ساتھ اس شرط پر مصالحت کی کہ تمہاری جانب سے جو شخص ہمارے پاس آئے گا' ہم اسے تمہاری جانب واپس نہیں لوٹائیں گے۔ اور ہماری جانب سے جو شخص تمہارے پاس آئے گا تمہیں اسے واپس کرنا ہوگا۔ صحابہ کرام ﷺ نے آپ ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم یہ شرط تحریر کر دیں؟ آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے فرمایا: ہماری جانب سے جو شخص ان کے پاس چلا گیا' اللہ نے اسے دور کر دیا۔ اور ان کی جانب سے جو شخص ہمارے پاس آیا' یقیناً اللہ اس کے لیے کشادگی اور راستہ نکالے گا۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فِيْ بَيْعَةِ النِّسَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ "يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ" فَمَنْ اَقَرَّتْ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنْهُنَّ قَالَ لَهَا قَدْ بَايَعْتُكِ كَلَامًا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عورتوں کی بیعت کے بارے بیان کرتی ہیں۔ رسول معظم ﷺ اس آیت کی روشنی میں ان کا امتحان لیتے۔ "اے پیغمبر! جب تمہارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کو آئیں ...... الایۃ" تو ان میں سے جو عورت اس شرط کا اقرار کرتی تو آپ ﷺ اس سے

يُكَلِّمُهَا بِهِ وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدَامْرَأَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ. (متفق عليه) 4-1701

مخاطب ہوکر فرماتے: میں نے تجھ سے بیعت لے لی آپ ﷺ اس کے ساتھ صرف زبانی کلام فرماتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کی قسم! بیعت لیتے ہوئے کبھی آپ ﷺ کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں لگا۔ (بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ فَاَبٰى اَهْلُ مَكَّةَ اَنْ يَدَعُوْهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتّٰى قَاضَاهُمْ عَلٰى اَنْ يَدْخُلَ يَعْنِيْ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ يُقِيْمُ بِهَا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوْا هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا لَا نُقِرُّبِهَا فَلَوْ نَعْلَمُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامَنَعْنَاكَ وَلٰكِنْ اَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اُمْحُ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا اَمْحُوْكَ اَبَدًا فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَيْسَ يُحْسِنُ يَكْتُبُ فَكَتَبَ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ بِالسِّلَاحِ اِلَّا السَّيْفَ فِي الْقِرَابِ وَ اَنْ لَا يَخْرُجَ مِنْ اَهْلِهَا بِاَحَدٍ اِنْ اَرَادَ اَنْ يَتْبَعَهُ وَاَنْ لَا يَمْنَعَ مِنْ اَصْحَابِهِ اَحَدًا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُقِيْمَ بِهَا فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْاَجَلُ اَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوْا قُلْ لِصَاحِبِكَ اخْرُجْ عَنَّا قَدْ مَضَى الْاَجَلُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ. (متفق عليه) 5-1702

تیسری فصل

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے ذوالقعدہ میں عمرہ ادا کرنا چاہا' لیکن مکہ والوں نے آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ یہاں تک کہ ان سے طے ہوا کہ آپ آئندہ سال آئیں گے اور مکہ مکرمہ میں صرف تین دن قیام کریں گے۔ جب کفار نے صلح نامہ تحریر کرنا چاہا تو آپ نے یوں تحریر لکھوائی' کہ اس معاہدے پر محمد رسول اللہ نے صلح کی ہے۔ انہوں نے فوراً اعتراض کیا۔ ہم آپ کی رسالت تسلیم نہیں کرتے۔ اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول تسلیم کرتے تو کبھی آپ کو نہ روکتے۔ آپ تو بس محمد بن عبداللہ ہیں: یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ رسول اللہ کے الفاظ مٹا دے۔ انہوں نے عرض کیا: نہیں اللہ کی قسم! میں ہرگز ان الفاظ کو نہیں مٹاؤں گا۔ تو رسولِ معظم ﷺ نے قلم پکڑا' جبکہ آپ بہتر انداز میں لکھ نہیں سکتے تھے۔ آپ ﷺ نے یہ تحریر کیا "صلح محمد بن عبداللہ نے کی ہے۔ آئندہ برس جب وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے تو صرف تلواریں ساتھ ہوں گی' جو میان میں رکھیں گے۔ اور مکہ والوں میں سے کسی کو بھی آپ ﷺ اپنے ساتھ نہیں لے جاسکیں گے' اگرچہ کوئی آپ ﷺ کے ساتھ جانا بھی چاہے۔ اور اگر آپ ﷺ کے صحابہ میں سے کوئی مکہ میں رہنا چاہے' تو آپ ﷺ اسے نہیں روکیں گے (اگلے سال) جب آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اور مدتِ اقامت ختم ہوگئی تو کفار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا: اپنے ساتھی سے کہیں' کہ وہ یہاں سے نکل جائے کیونکہ مدتِ اقامت ختم ہو چکی ہے۔ تو نبی مکرم ﷺ نے روانگی اختیار کی۔ (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ امت کے وسیع تر مفاد کی خاطر کفار سے نرم شرائط کے ساتھ معاملہ طے کرنا جائز ہے۔

۲۔ معاہدہ کی تکمیل سے پہلے انحراف کا حق ہوتا ہے۔

۳۔ کفار سے کیے گئے عہد کی بھی پاس داری فرض ہے۔

۴۔ چھینکنے سے کنویں کے پانی کا ابل پڑنا آپ کا معجزہ ہے

۵۔ اسباب ونتائج اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں بظاہر نقصان دہ نظر آنے والے شرائط کو کس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے حق میں کر دیا

۶۔ گوریلا وار کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ مجبور اور پسے ہوئے مسلمان کسی خلافت وامارت کے بغیر ہی کفار کے خلاف چھاڑہ مار جنگ شروع کر دیں تو جائز ہے

۷۔ امت کے باپ پیغمبر ﷺ نے بیعت کے وقت بھی عورتوں کو نہ دیکھا نہ ان کا ہاتھ پکڑا

۸۔ کفار بھی جانتے تھے کہ آپ ﷺ رشتے داری کا بہت لحاظ کرتے ہیں

۹۔ کفار لاتوں کے بھوت ہیں باتوں سے نہیں مان سکتے اس لیے ان سے امن کے لیے مذاکرات نہیں طاقت بڑھانی چاہیں۔

بَابُ اِخْرَاجِ الْيَهُوْدِ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ

جزیرۂ عرب سے یہودیوں کو نکالنا

دنیا میں بڑے بڑے جرائم پیشہ' سازشی' شرارتی لوگ اور قومیں موجود ہیں۔ لیکن ان میں سب سے بدترین سازشی اور شرارتی یہودی قوم ہے۔ یہ قوم اتنی بدباطن' خبیث النفس' سفاک' مکّار' چالاک اور عیار ہے کہ اپنے مفاد کی خاطر ایک یہودی اپنے حقیقی باپ کو بھی معاف کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ نبی کریم ﷺ جب مکہ معظمہ میں قیام فرماتے تو یہودی مسلمانوں کو پھسلانے کے لیے اہلِ مکہ کی نہ صرف معاونت کرتے بلکہ ایسے عجیب وغریب سوالات اور اعتراضات انہیں بتلاتے کہ جن سے عام آدمی چکرا کر رہ جاتا۔ نبیِ معظم ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہودیوں نے آپ اور مسلمانوں کو اپنا پہلا حریف قرار دے کر سازشوں کا ایسا تانا بانا تیار کیا کہ اب تو بزعم خود مکھی جالے میں پھنس چکی ہے۔ لیکن جب آپ ان کی سازشوں کو بھانپ جاتے تو یہ لوگ لومڑ کی طرح مکاری کر کے آپ کے سامنے معذرت اور منت سماجت کرتے۔ مدینہ کے دس سال کے عرصہ میں یہودیوں نے منافقوں کو کئی دفعہ استعمال کیا' مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوششیں کیں' پورے عرب کو مدینے پر حملہ آور ہونے کے لیے تیار کیا۔ غزوۂ خندق کے موقعہ پر نہ صرف نبیِ کریم ﷺ سے کیے ہوئے معاہدے کی خلاف ورزی کی بلکہ جہاں مسلمان خواتین پناہ کے طور پر ٹھہری ہوئی تھیں' ان کو ہراساں اور بے آبرو کرنے کا منصوبہ بنایا گویا کہ یہ لوگ مرکزِ اسلام مدینہ میں آستین کے سانپ اور بے پناہ وسائل اور اثر ورسوخ رکھنے والا بدترین سازشی گروہ تھا۔ آپ نے غزوۂ خندق کے بعد آخری دفعہ سمجھایا کہ ان سازشوں سے باز آ جاؤ۔ لیکن انہوں نے انکار اور تکبر کا مظاہرہ کیا۔ جس کی وجہ سے آپ نے ان کو مدینہ سے نکل جانے کا حکم دیا۔ ان سازشوں اور خباثتوں کے باوجود آپ نے انہیں اس بات کی اجازت مرحمت فرمائی کہ جو سامان تم لے جا سکتے ہو تو تمہیں لے جانے کی اجازت دی جاتی ہے۔ ان کی جبلت اور فطرت کو جانتے ہوئے آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کو سرزمین حجاز سے جلاوطن کیا جائے تا کہ مرکز اسلام اندرونی طور پر ہمیشہ کے لیے محفوظ اور مامون ہو جائے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ بَیْنَا نَحْنُ فِی الْمَسْجِد خَرَجَ النَّبِیُّ فَقَالَ انْطَلِقُوْا اِلٰی یَهُوْدَ فَخَرَجْنَا مَعَهٗ حَتّٰی جِئْنَا بَیْتَ الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِیُّ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ یَهُوْدَ اَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا اِعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَاِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُجْلِیَکُمْ مِنْ هٰذِهِ الْاَرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنْکُمْ بِمَالِهٖ شَیْئًا فَلْیَبِعْهُ. (متفق علیه) 1703-1

پہلی فصل

حضرت ابوہریرۃ ﷺ فرماتے ہیں ہم مسجد میں موجود تھے کہ نبیِ کرم ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہودیوں کی جانب چلو۔ ہم آپ کے ساتھ چلے اور ان کے مدرسہ میں پہنچے۔ نبیِ مکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر کہا اے یہود مسلمان ہو جاؤ تم محفوظ رہو گے اور یقین کر لو یہ زمین اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے قبضہ میں ہے میں تمہیں اس سرزمین سے جلاوطن کرنا چاہتا ہوں۔ تو تم میں سے جس شخص کو اس

کے مال کے بدلے کچھ دستیاب ہوتا ہے تو وہ اسے فروخت کردے۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَامَ عُمَرُ خَطِيْبًا فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَامَلَ يَهُوْدَ خَيْبَرَ عَلٰى أَمْوَالِهِمْ وَقَالَ نُقِرُّكُمْ مَا أَقَرَّكُمُ اللّٰهُ وَقَدْ رَأَيْتُ إِجْلَاءَ هُمْ فَلَمَّا أَجْمَعَ عُمَرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَتَاهُ أَحَدُ بَنِيْ أَبِي الْحُقَيْقِ فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَتُخْرِجُنَا وَقَدْ أَقَرَّنَا مُحَمَّدٌ وَعَامَلَنَا عَلَى الْأَمْوَالِ فَقَالَ عُمَرُ أَظَنَنْتَ أَنِّيْ نَسِيْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ بِكَ إِذَا أُخْرِجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُوْبِكَ قَلُوْصُكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ فَقَالَ هٰذِهِ كَانَتْ هُزَيْلَةً مِنْ أَبِي الْقَاسِمِ فَقَالَ كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ فَأَجْلَاهُمْ عُمَرُ وَأَعْطَاهُمْ قِيْمَةَ مَا كَانَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِ مَالًا وَإِبِلًا وَعُرُوْضًا مِنْ أَقْتَابٍ وَحِبَالٍ وَغَيْرِ ذٰلِكَ. (رواه البخاری) 2-1704

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا اور کہا کہ رسول مکرم ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے ان کی زمینوں کے بارے میں مزارعت کا معاملہ کیا اور فرمایا جب تک تمہیں اللہ برقرار رکھے گا، ہم بھی انہیں برقرار رکھیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میری رائے ہے تمہیں اس مقام سے جلا وطن کر دوں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جلاوطن کرنے کا پختہ ارادہ کیا تو ان کے پاس ابوالحقیق کے بیٹوں میں سے ایک آیا اس نے کہا اے امیر المومنین! آپ ہمیں جلا وطن کر رہے ہیں حالانکہ ہمیں محمد ﷺ نے آباد کیا اور زمینوں میں کام ہمارے ذمہ کیا تھا۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تیرا تیرا خیال ہے کہ میں نے رسول مکرم ﷺ کے ارشاد کو فراموش کر دیا ہے جب تجھ سے آپ نے فرمایا تھا تیرا اس وقت کیا حال ہوگا۔ جب تجھے خیبر سے جلاوطن کیا جائے گا؟ تیری جوان اونٹنی مسلسل کئی راتیں تجھے اٹھا کر تیز چلتی رہے گی اس نے کہا یہ تو ابوالقاسم ﷺ کا مزاحیہ جملہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زور دے کر کہا اللہ کے دشمن تو جھوٹ بولتا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جلاوطن کر دیا اور انہیں ان کے پھلوں کی قیمت کے بدلے مال، اونٹ، سامان، پالان، رسیاں وغیرہ دیں۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَوْصٰى بِثَلٰثَةٍ قَالَ أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيْزُهُمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ أَوْقَالَ فَأُنْسِيْتُهَا. (متفق علیه) 3-1705

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ آپ نے حکم دیا مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا باہر سے آنے والے وفود کو اسی طرح عطیات دینا جس طرح میں ان کو دیتا ہوں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں تیسری بات سے انہوں نے خاموشی اختیار کی یا آپ کی تیسری بات مجھے یاد نہیں رہی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُمَرُ بْنُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں کہ مجھے

الْخَطَّاب ﷺ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَاُخْرِجَنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ حَتّٰى لَا اَدَعُ فِيْهَا اِلَّا مُسْلِمًا رواه مسلم وَفِيْ رَوَايَةٍ لَئِنْ عِشْتُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَاُخْرِجَنَّ الْيَهُوْدَ وَ النَّصَارٰى مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ .4-1706

حضرت عمر بن خطاب ﷺ نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا میں یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۃ العرب سے ضرور نکال دوں گا۔ یہاں میں صرف مسلمانوں کو رہنے دوں گا۔ (مسلم) ایک اور روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں زندہ رہا اور اللہ نے چاہا تو میں یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۃ العرب سے ضرور نکال دوں گا۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَجْلَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا ظَهَرَ عَلٰى اَهْلِ خَيْبَرَ اَرَادَاَنْ يُخْرِجَ الْيَهُوْدَ مِنْهَا وَكَانَتِ الْاَرْضُ لَمَّا ظُهِرَ عَلَيْهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ فَسَاَلَ الْيَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَتْرُكَهُمْ عَلٰى اَنْ يَكْفُوا الْعَمَلَ وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نُقِرُّكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا فَاَقَرُّوْا حَتّٰى اَجْلَاهُمْ عُمَرُ فِيْ اَمَارَتِهٖ اِلٰى تَيْمَاءَ وَاَرِيْحَاءِ. (متفق عليه) 5-1707

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے یہودیوں اور عیسائیوں کو حجاز کے علاقے سے جلاوطن کر دیا اور جب رسولِ اکرم ﷺ نے خیبر پر غلبہ پایا تو انہوں نے ارادہ کیا کہ وہاں سے یہودیوں کو جلاوطن کیا جائے کیونکہ اس علاقے پر جب غلبہ حاصل ہوا تو یہ زمین اللہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کی تھی۔ یہودیوں نے رسولِ مکرم ﷺ کی خدمت میں درخواست پیش کی وہ زمینوں اور باغات میں کام کریں گے اور انہیں پھلوں سے نصف حصہ دیا جائے۔ اس پر رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا جب تک ہم پسند کریں گے تمہیں یہاں رہنے دیں گے تو وہ وہاں آباد رہے یہاں تک کہ حضرت عمر ﷺ نے ان کو اپنے دورِ خلافت میں شام کے ملک میں تیما اور اریحا بستیوں کی جانب جلاوطن کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

- ذمیوں سے جزیہ لینا جائز ہے۔
- ا۔ بدترین سازشی دشمن کو جلاوطن کرنا جائز ہے۔
- ۲۔ یہودی بدترین اور دغاباز قوم ہے۔
- ۴۔ وفود کو تحائف دینے اور انکی عزت کرنا سنت ہے۔
- ۵۔ نصف پیداوار کے عوض بٹائی پر زمین دینا جائز ہے۔
- ۷۔ غیر مسلم کے ساتھ مزارعت کرنا جائز ہے۔

بَابُ الْفَئُ

مال فئ

مال فئ دشمنوں سے حاصل ہونے والے اس مال کو کہتے ہیں جو بغیر مڈ بھیڑ کے حاصل ہو جائے۔ یہ مال غنیمت ہی کی ایک قسم ہے۔ جس کو سربراہ مملکت دینی اور قومی مصلحت کے تحت جس طرح چاہے خرچ کر سکتا ہے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ خَصَّ رَسُوْلَهُ ﷺ فِي هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ اَحَدًا غَيْرَهُ ثُمَّ قَرَأَ (مَا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ) اِلٰى قَوْلِهٖ قَدِيْرٌ فَكَانَتْ هٰذِهٖ خَالِصَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَاْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ. (متفق عليه)1708-1

حضرت مالک بن اوس بن حدثان ﷺ بیان کرتے ہیں حضرت عمر بن خطاب ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ نے مال فئ میں رسول مکرم ﷺ کو خاص کیا تھا۔ آپ ﷺ کے علاوہ کسی کو یہ اختیار نہ تھا۔ پھر انہوں نے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی "اور جو مال اللہ نے اپنے پیغمبر کو ان لوگوں سے بغیر لڑائی کے دلوایا ہے اس میں تمھارا کچھ حصہ نہیں ہے کیونکہ اس کے لیے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ۔ لیکن اللہ اپنے پیغمبروں کو جن پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو یہ مال رسول اکرم کے لیے خاص تھا آپ ﷺ اس مال سے اپنے گھر والوں کے لیے سال کا خرچ لیتے تھے۔ اور باقی مال آپ ﷺ اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

عَنْ عُمَرَ ﷺ قَالَ كَانَتْ اَمْوَالُ بَنِي النَّضِيْرِ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِمَّالَمْ يُوْجِفِ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَاصَّةً يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ. (متفق عليه)1709-2

حضرت عمر ﷺ بیان کرتے ہیں بنو نضیر کا مال وہ مال تھا جو اللہ نے اپنے رسول اکرم ﷺ کو خاص طور پر عطا کیا تھا اس لیے کہ مسلمانوں نے اس کے حصول کے لیے گھوڑے اونٹ وغیرہ نہیں دوڑائے تھے تو یہ مال خالصتاً اللہ کے محبوب رسول ﷺ کے لیے تھا آپ ﷺ سال بھر اس مال سے اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے تھے اور باقی مال کو جہاد کی تیاری کے لیے ہتھیاروں اور گھوڑوں کی خرید پر صرف فرماتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

❁❁❁

كِتَابُ الصَّيدِ وَالذَّبَائِحِ

شکار اور حلال جانوروں کے مسائل

کتا ناپاک اور پلید جانور ہے۔ اس کے منہ میں ایسے جراثیم ہوتے ہیں' جن سے کئی خطرناک بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے عام کتے کے چاٹے ہوئے برتن کو ایک دفعہ مٹی سے رگڑنے اور چھ دفعہ پانی سے دھونے کا حکم دیا ہے۔ موجودہ میڈیکل سائنس سے یہ حقیقت آشکارا ہو چکی ہے' کہ اس طرح دھوئے بغیر کتے کے جراثیم ختم نہیں ہوتے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے بے مقصد کتا رکھنے کو نہایت ہی ناپسند فرمایا ہے۔ بلکہ آوارہ کتوں کو مار دینے کا حکم دیا۔ تاہم کتے کی ایک قسم ایسی بھی ہے۔ جس کو سکھلایا جائے تو وہ خود کھانے کی بجائے شکار کو اپنے مالک کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ شکار پر کتا چھوڑتے وقت بسم اللہ واللہ اکبر پڑھنا چاہیے۔ گویا علم اور تربیت کی وجہ سے یہ کتا دوسرے ہم جنسوں سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ اور شکاری کتے کی یہ خوبی بھی ہے کہ وہ دوسرے کتوں کی طرح ہر چیز کو چاٹنا پسند نہیں کرتا۔ آپ ﷺ کے فرمان سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ شکاری کتے کے منہ میں دوسرے کتوں کی طرح مہلک جراثیم نہیں ہوتے۔

الفصل الاول

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَاِنْ اَمْسَكَ عَلَيْكَ فَاَدْرَكْتَهُ حَيًّا فَاذْبَحْهُ وَاِنْ اَدْرَكْتَهُ قَدْ قُتِلَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ فَكُلْهُ وَاِنْ اَكَلَ فَلاَ تَأْكُلْ فَاِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ فَاِنْ وَجَدْتَّ مَعَ كَلْبِكَ كَلْبًا غَيْرَهُ وَقَدْ قُتِلَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ اَيُّهُمَا قَتَلَ وَاِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَاِنْ غَابَ عَنْكَ يَوْمًا فَلَمْ تَجِدْ فِيْهِ اِلَّا اَثَرَ سَهْمِكَ فَكُلْ اِنْ شِئْتَ وَاِنْ وَجَدْتَّهُ غَرِيْقًا فِي الْمَاءِ فَلَا تَاْكُلْ (متفق عليه) 1-1710

پہلی فصل

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے بتایا: جب تو اپنا کتا شکار کے لیے چھوڑے تو بسم اللہ پڑھ۔ اگر کتا شکار کو تمھارے لیے پکڑے اور شکار تمھیں زندہ مل جائے تو تب تمھیں چاہیے کہ اسے ذبح کر لے اور اگر شکار زندہ نہیں ہے اور کتے نے اس سے کھایا بھی نہیں ہے تو تمھارے لیے اس کو کھانا جائز ہے۔ اور اگر اس نے شکار میں سے کچھ کھایا ہے تو تب تمھیں چاہیے کہ اسے نہ کھاؤ' اس لیے کہ کتے نے اسے اپنے لیے شکار کیا ہے اور اگر تمھارے کتے کے ساتھ کوئی دوسرا کتا شامل ہو گیا اور شکار زندہ نہیں بچا' تو اسے نہ کھاؤ' اس لیے کہ تمھیں نہیں معلوم کہ اسے کس نے شکار کیا ہے۔ اور تم شکار کی جانب تیر پھینکو تو بسم اللہ پڑھ لو۔ اگر شکار تم سے ایک دن اوجھل رہا اور اس میں تمھارے تیر کے علاوہ کسی دوسری چیز کا نشان نہیں لگا تو اس شکار کو کھاؤ۔ اور اگر تم شکار کو اس حال میں پاؤ کہ وہ پانی میں ڈوبا ہوا ہے تو اسے نہ کھایا جائے۔ (بخاری، مسلم)

فہم الحدیث

ایک دن اوجھل رہنے کا مفہوم یہ ہے کہ شکاری نے جانور کو نشانہ بنایا' جانور گر پڑا لیکن شکاری کو نہیں مل سکا اور اتفاق سے اگلے دن زخمی ہونے کی حالت میں' یا مرنے کی صورت میں ملا اور ابھی کھانے کے قابل ہے' تو فرمان ہے کہ اسے کھا سکتے ہو۔

وَعَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّا نُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ قَالَ كُلْ مَا اَمْسَكْنَ عَلَيْكَ قُلْتُ وَاِنْ قَتَلْنَ قَالَ وَاِنْ قَتَلْنَ قُلْتُ اِنَّا نَرْمِيْ بِالْمِعْرَاضِ قَالَ كُلْ مَا خَزَقَ وَمَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَقَتَلَ فَاِنَّهٗ وَقِيْذٌ فَلَا تَاْكُلْ (متفق عليه) 2-1711

حضرت عدی بن حاتم ﷺ ہی بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ ہم سدھائے ہوئے کتے کو شکار پر چھوڑتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جس شکار کو وہ تمھارے لیے روک لے تو اسے تم کھاؤ۔ میں نے دریافت کیا اگر شکار مر جائے۔ آپ نے فرمایا: اگر شکار مر بھی جائے تب بھی۔ پھر میں نے عرض کیا: ہم بھالا مار کر شکار کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر سوراخ کر دے تو اسے کھاؤ اور اگر اسے چوڑائی کے بل لگے اور شکار اس کے لگنے سے مر جائے' تو وہ لکڑی کی چوٹ کھا کر مرا تصوّر ہو گا۔ ایسا شکار نہیں کھانا چاہیے۔ (بخاری۔ مسلم)

فہم الحدیث

اگر کتے کو تکبیر پڑھ کر چھوڑا گیا ہو اور کتے کے شکار کرنے سے جانور مر جائے' تو اسے کھانا جائز ہے۔ بشرطیکہ کتے نے اس سے کچھ نہ کھایا ہو۔ اسی طرح تکبیر پڑھ کر فائر کرنے سے جانور مر جائے' تو وہ بھی حلال ہو گا۔

عَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ ﷺ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ اِنَّا بِاَرْضِ قَوْمٍ اَهْلِ الْكِتَابِ اَفَنَاْكُلُ فِيْ اٰنِيَتِهِمْ وَبِاَرْضِ صَيْدٍ اَصِيْدُ بِقَوْسِيْ وَبِكَلْبِيَ الَّذِيْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ وَبِكَلْبِيَ الْمُعَلَّمِ فَمَا يَصْلُحُ لِيْ قَالَ اَمَّا مَاذَكَرْتَ مِنْ اٰنِيَةِ اَهْلِ الْكِتَابِ فَاِنْ وَجَدْتُّمْ غَيْرَهَا فَلَا تَاْكُلُوْا فِيْهَا وَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْهَا وَكُلُوْا فِيْهَا وَمَا صِدْتَّ بِقَوْسِكَ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ غَيْرِ مُعَلَّمٍ فَاَدْرَكْتَ ذَكٰوتَهٗ فَكُلْ. (متفق عليه) 3-1712

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے دریافت کیا اے اللہ کے پاک نبی ﷺ ہم اہلِ کتاب کے علاقے میں ہوتے ہیں' تو کیا ان کے برتنوں میں کھا سکتے ہیں؟ اور جب ہم شکار کے علاقے میں ہوتے ہیں' تو ہم کمان اور ایسے کتے کے ساتھ شکار کرتے ہیں جو سُدھایا ہوا نہیں ہوتا۔ نیز اس کتے کے ساتھ جو سُدھایا ہوا ہوتا ہے تو ان حالات میں مجھے کیا کرنا چاہیے آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اہل کتاب کے برتنوں کے علاوہ تمھیں اور برتن دستیاب ہوں تو ان کے برتنوں کو استعمال میں نہ لاؤ۔ اگر ان کے برتنوں کے علاوہ کوئی دوسرا برتن دستیاب نہ ہوں تو انہیں دھو کر ان میں کھاؤ۔ اور جب تم کمان کے ساتھ شکار کرو اور بسم اللہ پڑھی ہو' تو شکار کھاؤ۔

اور اگر سدھائے ہوئے کتے کے ساتھ شکار کرو اور بسم اللہ پڑھی ہو تو شکار کو کھاؤ۔ اور اگر اس کتے کے ساتھ شکار کرو جو سدھایا ہوا نہیں لیکن شکار زندہ ہے تو اسے ذبح کر کے کھاؤ۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ فَغَابَ عَنْكَ فَاَدْرَكْتَهُ فَكُلْ مَالَمْ يُنْتِنْ. (رواه مسلم) 4-1713

ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم شکار کو تیر مارو اور تیر لگنے کے بعد اگر شکار غائب ہو جائے اور (پھر ایک دو دن کے بعد) تلاش کرنے سے مل جائے تو اگر وہ بدبودار نہیں ہوا تو اسے کھا لو۔ (مسلم)

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِيْ يُدْرِكُ صَيْدَهُ بَعْدَ ثَلٰثٍ فَكُلْهُ مَالَمْ يُنْتِنْ. (رواه مسلم) 5-1714

ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص تین روز کے بعد اپنے شکار کو پائے اور وہ بودار نہیں ہوا تو اسے کھا لے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

سردیوں میں یا ٹھنڈے علاقے میں شکار کئی کئی روز خراب نہیں ہوتا۔ ایسا شکار کھایا جا سکتا ہے۔ جو محفوظ رہا ہو۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هُنَا اَقْوَامًا حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِشِرْكٍ يَاْتُوْنَنَا بِلُحْمَانٍ لَا نَدْرِيْ اَيَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اَمْ لَا قَالَ اذْكُرُوْا اَنْتُمْ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلُوْا (رواه البخاری) 6-1715

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ یہاں کچھ لوگ ہیں جو نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں اور وہ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں، ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے ذبح کرتے وقت اس پر بسم اللہ پڑھی ہے یا نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم اس پر بسم اللہ پڑھو اور اسے کھاؤ۔ (بخاری)

عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ عَلِيٌّ هَلْ خَصَّكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ فَقَالَ مَا خَصَّنَا بِشَيْءٍ لَمْ يَعُمَّ بِهِ النَّاسَ اِلَّا مَا فِيْ قِرَابِ سَيْفِيْ هٰذَا فَاَخْرَجَ صَحِيْفَةً فِيْهَا لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْاَرْضِ.

فَفِيْ رِوَايَةٍ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْاَرْضِ.

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ اللہ کے رسول نے تمہیں کوئی خاص چیز بتائی تھی؟ انہوں نے کہا: مجھے کوئی خاص چیز نہیں بتائی جو آپ ﷺ نے تمام لوگوں کو نہ بتائی ہو، سوائے اس تحریر کے، جو میری اس تلوار کے میان میں ہے۔ تو انہوں نے اس میں سے رکھا ہوا کاغذ نکالا اس میں تحریر تھا: اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے۔ اس شخص پر بھی اللہ کی لعنت ہو جو

وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهٗ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ اٰوٰى مُحْدِثًا. (رواہ مسلم)1716-7

زمین کی حد بندی میں چوری کرتا ہے۔اور ایک روایت میں ہے جو شخص زمین کی حد بندی کی علامت کو بدل دیتا ہے۔اور اس شخص پر بھی اللہ کی لعنت ہو جو اپنے والد پر لعنت کرتا ہے۔نیز اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو کسی بدعتی کو پناہ دیتا ہے۔(مسلم)

فہم الحدیث

سیدنا حضرت علی ؓ کے بارے میں بعض لوگ کہتے ہیں' کہ انکے پاس صحابہ کرام ؓ کے علاوہ علم لدنّی تھا۔یعنی جو نبی محترم ﷺ نے صرف حضرت علی ؓ کو سکھلایا تھا۔بالخصوص صوفیاء نے ایسی باتیں انکی طرف منسوب کر رکھی ہیں۔حضرت علی ؓ کے اس ارشاد سے واضح طور پر ایسے نظریے کی تردید ہوتی ہے۔

وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ ؓ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّا لَاقُوا الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى اَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ قَالَ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَاُحَدِّثُكَ عَنْهُ اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشِ وَاَصَبْنَا نَهْبَ اِبِلٍ وَغَنَمٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِهٰذَا الْاِبِلِ اَوَابِدَ كَاَوَابِدِالْوَحْشِ فَاِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَافْعَلُوْا بِهٖ هٰكَذَا (متفق عليه) 1717-8

حضرت رافع بن خدیج ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم کل کے دن دشمن سے ملنے والے ہیں اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں تو کیا ہم سرکنڈوں کے ساتھ ذبح کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو چیز خون بہائے اور اس پر بسم اللّٰہ پڑھی جائے' تو اسے کھانا جائز ہے۔البتہ دانت اور ناخن نہ ہوں اور میں تمھیں اس کے بارے میں بتاتا ہوں دانت ہڈی ہے اور ناخن، حبشہ کی چھری ہے۔راوی بیان کرتے ہیں: ہمیں مال غنیمت میں اونٹ اور بکریاں ہاتھ لگیں جن میں سے ایک اونٹ بھاگ' گیا تو ایک شخص نے اس کو تیر مارا اور اسے روک لیا۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بعض اونٹ بھاگ جاتے ہیں' جس طرح جنگلی جانور ہوتے ہیں' اگر ان میں سے کوئی قابو نہ آئے تو اُسے اسی طرح تیر مارا جائے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ؓ اَنَّهٗ كَانَ لَهٗ غَنَمٌ تَرْعٰى بِسَلْعٍ فَاَبْصَرَتْ جَارِيَةٌ لَّنَا بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِنَا مَوْتًا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا بِهٖ فَسَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَاَمَرَهٗ بِاَكْلِهَا. (رواه البخاری)1718-9

حضرت کعب بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ میری چند بکریاں تھیں جو 'سلع' نامی پہاڑی پر چرا کرتیں تھیں۔انہوں نے بتایا کہ ہماری لونڈی نے ایک بکری قریب المرگ دیکھی' تو اس نے ایک پتھر کو توڑا اور اس کے ساتھ بکری کو ذبح کر دیا۔پس انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔(بخاری)

وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ ؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَ وَلْیُحِدَّ اَحَدُکُمْ شَفْرَتَهٗ وَلْیُرِحْ ذَبِیْحَتَهٗ. (رواہ مسلم) 10-1719

حضرت شداد بن اوس ؓ رسول اللہ ﷺ کا بیان نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا بے شک اللہ نے ہر چیز کے ساتھ احسان واجب قرار دیا ہے۔ جب تم قتل کرو تو اس میں بھی احسان کا خیال رکھو۔ اور جب تم ذبح کرو، تو اچھی طرح ذبح کرو اپنی چھری کو تیز کرو اور ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَنْهٰی اَنْ تُصْبَرَ بَهِیْمَةٌ اَوْ غَیْرُهَا لِلْقَتْلِ (متفق علیه) 11-1720

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے رسول محترم ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے چوپائے کو باندھ کر قتل کرنے اور نشانہ لگانے سے منع فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَیْئًا فِیْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا. (متفق علیه) 12-1721

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ؓ ذکر کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے اس شخص پر لعنت کی جو ذی روح چیز کے ساتھ نشانہ بازی کرتا ہے۔ (بخاری۔ مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَا تَتَّخِذُوْا شَیْئًا فِیْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا. (رواہ مسلم) 13-1722

فہم الحدیث

کافر کو قتل کرنے، قصاص لینے اور جانور کو ذبح کرنے کے وقت کم سے کم تکلیف دینی چاہیے۔ جہالت کے دور میں لوگ نشانہ بازی کیلئے جانوروں کو باندھ کر نشانہ بازی کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ایسا کرنے والے پر لعنت کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: کسی ذی روح چیز سے نشانہ بازی نہ کرو بناؤ۔ (مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الضَّرْبِ فِی الْوَجْهِ وَعَنِ الْوَسْمِ فِی الْوَجْهِ. (رواہ مسلم) 14-1723

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے چہرے پر مارنے اور چہرے پر داغ لگانے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ مَرَّ علیه حِمَارٌ عَلَیْهِ وَقَدْ وُسِمَ فِیْ وَجْهِهٖ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِیْ وَسَمَهٗ. (رواہ مسلم) 15-1724

حضرت جابر ؓ ہی بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ کے پاس سے ایک گدھا گزرا جس کے چہرے کو داغا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس شخص پہ اللہ کی لعنت ہو، جس نے اس کو (اس طرح) داغا ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ غَدَوْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ لِیُحَنِّکَهٗ فَوَافَیْتُهٗ فِیْ یَدِهِ الْمِیْسَمُ یَسِمُ اِبِلَ الصَّدَقَةِ.

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن ابی طلحہ کو

(متفق علیه)16-1725

رسولِ اکرم ﷺ کے پاس لے گیا' تا کہ آپ اسے گھٹی دیں۔ جب میں آپ کے پاس پہنچا تو آپ کے ہاتھ میں داغنے کا ٹھپہ تھا' آپ اس سے زکوٰۃ کے اونٹوں کو نشان لگا رہے تھے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي مِرْبَدٍ فَرَأَيْتُهُ يَسِمُ شَاةً حَسِبْتُهُ قَالَ فِي اٰذَانِهَا. (متفق علیه) 17-1726

حضرت ہشام بن زید ﷺ حضرت انس ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نبی معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ جانوروں کے باڑے میں بکریوں کو داغ رہے تھے۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ ان کے کانوں کو داغ رہے تھے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

یہ معمولی قسم کا داغ ہوتا۔ جس سے جانور کو زیادہ تکلیف نہیں ہوتی۔ جب ریوڑ مختلف مالکوں کی ملکیت ہوتو ایسے نشان لگانے پڑتے ہیں۔ اسی طرح قربانی کے جانوروں کو نشانی کے طور پر پر شعار کرنا یعنی گردن سے خون بہا کر ملا دینا جائز ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ شکاری کتے کا پکڑا ہوا جانور حلال ہے۔۲۔ کتے کو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑنا چاہیے۔۳۔ ذبح کرتے وقت جانور کا خون بہنا ضروری ہے۔۴۔ ٹھوکر کھا کر مرنے والے جانور کا گوشت حلال نہیں۔۵۔ غیر مسلموں کے برتن دھو کر استعمال کیے جاسکتے ہیں۔۶۔ شک کی صورت میں نومسلم کا کھانا بسم اللہ پڑھ کر کھا لینا جائز ہے۔۷۔ اللہ کے نام کے سوا دیا ہوا نذرانہ کھانا حرام ہے۔۸۔ ذبح کرتے وقت چھری تیز ہو تا کہ جانور کو کم از کم تکلیف ہو۔۹۔ جانور کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کرنا حرام ہے۔۱۰۔ چہرے پر تھپڑ مارنا یا داغ لگانا منع ہے۔۱۱۔ قربانی کے جانوروں کو معمولی داغ لگانا جائز ہے۔۱۲۔ عورت کا ذبیحہ جائز وحلال ہے۱۳۔ شکار کرنا جائز اور شکار کھیلنا حرام ہے۔۱۴۔ بدکے ہوئے پالتو جانور کو شکار کی طرح مار کر روک لینا جائز ہے۱۵۔ حد بندیوں میں ہیرا ڑ ھیری کرنا موجب لعنت حرام کام ہے۱۶۔ صوفیاء اور پیروں میں مروج صدری علوم یا علوم لدنیہ باطل اور بے بنیاد اصطلاحات ہیں۔ جن کی کوئی حقیقت نہیں۔۱۷۔ باڑ کو لعنت کرنے والا خود اللہ کی لعنت اور غضب کا شکار ہو جاتا ہے۔۱۸۔ کسی بدعتی شخص کو مساجد میں امام خطیب یا مدرس نہیں رکھنا چاہیے اس پر اللہ کی لعنت کی گئی ہے۔۱۹۔ بدعتی کو پناہ دینے پر اللہ کی لعنت ہے خود بدعتی پر اللہ تعالیٰ کو کتنا غصہ ہوگا۔

بَابُ ذِكْرِ الْكَلْبِ
کتے کے متعلق احکامات

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ اَوْضَارٍ نُقِصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ. (متفق عليه) 1727-1

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ اَوْ صَيْدٍ اَوْزَرْعٍ انْتَقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ. (متفق عليه) 1728-2

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتّٰى اِنَّ الْمَرْاَةَ تَقْدَمُ مِنَ الْبَادِيَةِ بِكَلْبِهَا فَنَقْتُلُهٗ ثُمَّ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا وَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْاَسْوَدِ الْبَهِيْمِ ذِى النُّقْطَتَيْنِ فَاِنَّهٗ شَيْطَانٌ. (رواه مسلم) 1729-3

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِىَّ صلی اللہ علیہ وسلم اَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ اَوْ كَلْبَ غَنَمٍ اَوْمَاشِيَةٍ. (متفق عليه) 1730-4

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے حفاظت یا شکار کی خاطر رکھے ہوئے کتے کے علاوہ (شوقیہ) کتا رکھا تو روزانہ اس کے اعمال میں سے دو قیراط کٹوتی کی جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے چوپایوں کی حفاظت، شکار' یا کھیتی کی رکھوالی کی غرض کے علاوہ کتا رکھا' تو روزانہ اس کے اعمال سے ایک قیراط کم ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کتوں کو مارنے کا حکم دیا۔ حتیٰ کہ اگر کوئی عورت دیہات سے آتی اور اس کے ساتھ کتا ہوتا تو ہم اس کتے کو بھی مار دیتے تھے۔ پھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مارنے سے منع کر دیا تھا اور فرمایا تم ایسے کتے کو مارو جو بالکل سیاہ رنگ کا ہو جس کی دونوں آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں بے شک وہ شیطان ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکاری اور بکریوں' یا چوپایوں کی حفاظت کے لیے پالے گئے کتوں کے علاوہ دیگر کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ (بخاری، مسلم)

فہم الحدیث

ایسا بالکل سیاہ اور نقطوں والا کتا دیکھنے میں بھی خطرناک لگتا ہے اور اچانک کاٹ لیتا ہے۔

خلاصۂ باب

ا۔ حفاظت یا شکار کے لیے کتا رکھنا جائز ہے۔ ۲۔ بے مقصد یا شوقیہ کتا رکھنا نیکیوں میں کمی کا باعث بنتا ہے۔ ۳۔ آوارہ کتوں کو مارنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ۴۔ کتے کی قیمت کھانا حرام ہے۔ ۵۔ شیطان بعض اوقات کالے کتے کا بہروپ بھر لیتا ہے۔

بَابُ مَا يَحِلُّ اَكْلُهُ وَمَا يَحْرُمُ

ان اشیا کا بیان جن کا کھانا حلال یا حرام ہے

دینِ شہری، دیہاتی اور صحرائی لوگوں کی بیک وقت رہنمائی کا اہتمام کرتا ہے۔ دیہاتوں اور صحراؤں میں پالتو جانوروں کے ساتھ قدرتی ماحول میں پرورش پانے والے پرندے اور جانور بھی وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ انہیں شکار کرنا انسانی ضرورت بھی ہے اور شوق بھی۔ ان جانوروں کے حلال اور حرام ہونے کے بارے میں نبیِ محترم ﷺ نے نہایت آسان اصول بیان فرمایا۔ ہر کچلی والا جانور یعنی درندہ اور پنجے سے شکار کرنے والا جانور حرام قرار دیا۔ پھر شریعت نے جس جانور یا پرندے کو حلال قرار دیا ہے اس کے کسی عضو کو مکروہ قرار نہیں دیا۔ تاہم یہ بات طبعِ انسانی پر چھوڑ دی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حلال سمجھتے ہوئے کوئی شخص طبعًا کوئی چیز نہیں کھانا چاہتا تو اسے کوئی گناہ نہیں، جیسا کہ ابھی آپ اس باب میں ''گوہ'' کے بارے میں نبیِ اکرم ﷺ کا عمل ملاحظہ فرمائیں گے۔ البتہ آپ ﷺ نے اس بات کو پسند نہیں فرمایا کہ کوئی چیز نیچے گر جائے اور وہ کھانے کے قابل ہو لیکن محض اسے حقارت کی وجہ سے نہ کھایا جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کی ناقدری کے ساتھ ساتھ اس کا ضیاع ہے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ فَاَكْلُهُ حَرَامٌ. (رواه مسلم) 1731-1

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَكُلِّ ذِیْ مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ. (رواه مسلم) 1732-2

عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ ﷺ قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ. (متفق عليه) 1733-3

عَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ وَاَذِنَ فِیْ لُحُوْمِ الْخَيْلِ. (متفق عليه) 1734-4

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: ہر کچلی والے درندے کا کھانا حرام ہے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ ذکر کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے ہر کچلی والے درندے اور ہر پنجے والے پرندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابوثعلبہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے گھریلو گدھوں کا گوشت حرام قرار دیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں کہ رسولِ مکرم ﷺ نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت دی۔ (بخاری و مسلم)

۱۔ بخاری اور مسلم کی مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جس موقع پر گدھے کی حرمت کا اعلان ہوا اسی موقع پر آپ نے گھوڑے کے حلال ہونے کا اعلان فرمایا چنانچہ ابوحنیفہؒ کے سوا تمام آئمہ بشمول اہلحدیث کے مذکورہ حدیث کی بنا پر گھوڑے کی حلت کے قائل ہیں۔ ابوحنیفہ نے جس روایت کو گھوڑے کی حرمت کے فتوہ کی دلیل بنایا وہ روایت بطیہ بن ولید نا قابل اعتبار راوی کی اختراع ہے۔ پھر یہ بھی ثابت ہے کہ امام ابوحنیفہ نے اپنی وفات سے تین دن پہلے گھوڑے کو حرام قرار دینے کے فتویٰ سے رجوع کر لیا تھا اور اس مسئلہ میں بھی دیگر بہت سے مسائل کی مانند اپنی غلط فہمی کا اعتراف کر لیا تھا۔ اور یہی جوانمردی اور اخلاقی جرأت ہے جو ہر عالم دین کا شیوہ ہونا چاہیے۔ اور پھر یاد رہنا چاہیے کہ اگر امام ابوحنیفہ اس مسئلہ میں رجوع نہ بھی کرتے تو اس سے کوئی فرق نہ پڑتا۔ کیونکہ حلال اور حرام قرار دینا اللہ اور اس کے رسول کے اختیار میں ہے۔ کسی کے ماننے یا نہ ماننے سے کسی چیز کی حلت و حرمت بدل نہیں جایا کرتی۔

۲۔ عرب نیل گائے کو جنگلی گدھا کہا کرتے تھے۔ اس لیے آپ ﷺ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ گھریلو گدھا حرام اور جنگلی گدھا (یعنی نیل گائے) حلال ہے۔

۳۔ حلال جانور کا ہر عضو کھانا جائز ہے۔ کسی عضو (کپورے وغیرہ) کو مکروہ یا حرام قرار دینے کا کسی کو حق حاصل نہیں۔ تاہم کوئی شخص حلال جانور کے کسی حصہ کا کوئی گوشت طبعاً پسند نہیں کرتا تو اسے کھانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

گوہ صحرائی جانور ہے جو چوہے کی طرح بل بنا کر رہتی ہے۔ یہ حجاز کی سرزمین میں زیادہ نہیں پائی جاتی تھی۔ اس لیے عربوں کے ہاں اس کے کھانے کا رواج نہیں تھا۔ یہ شام اور دوسرے علاقوں میں پائی جاتی تھی۔ آپ ﷺ نے اسے حلال قرار دیا ہے۔ لیکن خود کھانا پسند نہیں فرمایا۔ اگر کوئی اسے کھاتا ہے تو اس پر آوازیں کسنا حدیث اور اخلاق کے منافی بات ہے۔ بعض لوگوں نے گوہ سے مراد سانڈا لیا ہے، جس کا آج بھی چولستان کے علاقے میں شکار کیا جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ ؓ اَنَّهٗ رَاٰی حِمَارًا وَحْشِيًّا فَعَقَرَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهٖ شَیْءٌ قَالَ مَعَنَا رِجْلُهٗ فَاَخَذَهَا فَاَكَلَهَا. (متفق عليه) 5-1735

حضرت ابوقتادہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جنگلی گدھا دیکھا اور اسے شکار کیا۔ نبی مکرم ﷺ نے پوچھا: کیا تمہارے پاس اس کے گوشت سے کچھ باقی ہے۔ ابوقتادہ ؓ نے جواب دیا: ہمارے پاس اس کی ٹانگ ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو لیا اور تناول فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ اَنْفَجْنَا اَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَاَخَذْتُهَا فَاَتَيْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا وَبَعَثَ اِلٰی رَسُوْلِ ﷺ بِوَرِكِهَا وَفَخِذَيْهَا فَقَبِلَهٗ.

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نے "مرّ الظہران" نامی وادی میں خرگوش پکڑا۔ میں اسے لے کر ابوطلحہ کے پاس آیا۔ انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کی سرین اور ٹانگیں

(متفق علیه) 6-1736

رسولِ مکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجیں، تو آپ ﷺ نے اسے قبول فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلضَّبُّ لَسْتُ اٰكُلُهٗ وَلَا اُحَرِّمُهٗ. (متفق علیه) 7-1737

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں "گوہ" کھاتا ہوں نہ حرام قرار دیتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَهِيَ خَالَتُهٗ وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوْذًا فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهٗ عَنْ ضَبٍّ فَقَالَ خَالِدٌ اَحَرَامٌ الضَّبُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا وَلٰكِنْ لَّمْ يَكُنْ بِاَرْضِ قَوْمِيْ فَاَجِدُنِيْ اَعَافُهٗ قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهٗ فَاَكَلْتُهٗ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْظُرُ اِلَيَّ. (متفق علیه) 8-1738

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ وہ رسولِ مکرم ﷺ کے ساتھ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ میمونہ ان کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں کی خالہ تھیں۔ انہوں نے ان کے پاس بھنی ہوئی گوہ دیکھی۔ میمونہ رضی اللہ عنہا نے رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں گوہ پیش کی تو رسولِ اکرم ﷺ نے گوہ کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا گوہ حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں لیکن یہ میری قوم کے علاقے میں نہیں ہوتی، اس لیے میں اس کے کھانے کو ناپسند کرتا ہوں۔ خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے اسے اٹھایا اور کھا لیا، جبکہ رسولِ محترم ﷺ میری طرف دیکھ رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاْكُلُ لَحْمَ الدَّجَاجِ. (متفق علیه) 9-1739

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ مکرم ﷺ کو مرغی کا گوشت تناول فرماتے ہوئے دیکھا۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى رضی اللہ عنہ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ كُنَّا نَاْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ. (متفق علیه) 10-1740

حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم رسولِ معظم ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شریک ہوئے ہم آپ ﷺ کے ہمراہ ٹڈی کھاتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ غَزَوْتُ جَيْشَ الْخَبَطِ وَاُمِّرَ عَلَيْنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ فَجُعْنَا جُوْعًا شَدِيْدًا فَاَلْقَى الْبَحْرُ حُوْتًا مَيِّتًا لَمْ نَرَ مِثْلَهٗ يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَاَكَلْنَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے جیش الخبط کی جنگ لڑی۔ ہمارے امیر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ تھے۔ ہم نے شدید بھوک محسوس کی تو سمندر نے ساحل پر مردہ مچھلی پھینکی ہم نے

مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ فَاَخَذَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ عَظْمًا مِنْ عِظَامِهٖ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهٗ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَكَرْنَا لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ كُلُوْا رِزْقًا اَخْرَجَهُ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ وَاَطْعِمُوْنَا اِنْ كَانَ مَعَكُمْ قَالَ فَاَرْسَلْنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُ فَاَكَلَهٗ. (متفق عليه)
11-1741

اتنی بڑی مچھلی نہیں دیکھی تھی‘ اس کا نام عنبر تھا۔ ہم اسے پندرہ روز تک کھاتے رہے۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ہڈیوں میں سے ایک ہڈی کھڑی کی‘ تو سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ جب ہم نبی کریم ﷺ کے پاس آئے‘ تو ہم نے آپ کے سامنے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا۔ اللہ نے تمھارے لیے جو رزق نکالا اسے کھاؤ بلکہ اگر تمھارے پاس ہے تو ہمیں بھی کھلاؤ‘ راوی نے بتایا کہ ہم نے اس میں سے رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا تو آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهٗ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ فَاِنَّ فِيْ اَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَاءً وَفِي الْاٰخَرِ دَاءً. (رواه البخاری) 12-1742

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اس کو اچھی طرح ڈبو دے‘ پھر اسے نکال دے۔ اس میں کچھ شبہ نہیں‘ کہ اس کے ایک پر میں شفا اور دوسرے میں بیماری ہے۔ (بخاری)

فہم حدیث

آج میڈیکل سائنس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ واقعتاً مکھی کے ایک پر میں بیماری کے جراثیم ہیں اور دوسرے پر میں جراثیم کُش قوت ہوتی ہے مکھی اس پر کو ڈوبنے نہیں دیتی۔ رسولِ اکرم ﷺ کے ارشاد کا مقصد یہ ہے اگر کوئی ایسی چیز کھانا چاہے تو اسے مکھی ڈبو کر وہ چیز کھا لینی چاہیے۔ اس طرح وہ نقصان دہ نہیں رہتی اگر برتن بہت بڑا ہے اور اس میں چوہا گر جائے چوہا نکالنے سے باقی چیز سلامت رہے تو اسے کھایا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ ایسی چیز کھانے یا استعمال کرنے پر طبیعت آمادہ ہو۔

عَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ فَارَةً وَقَعَتْ فِيْ سَمْنٍ فَمَاتَتْ فَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْهَا فَقَالَ اَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْهُ. (رواه البخاری) 13-1743

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک چوہا گھی میں گر کر مر گیا۔ اس کے بارے میں رسولِ اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا چوہے اور اس کے اردگرد کے گھی کو پھینک دیں اور (بقیہ) گھی کھا لیں۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ اُقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَاقْتُلُوْا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْاَبْتَرَ فَاِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَلَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَبَيْنَا اَنَا اُطَارِدُ حَيَّةً اَقْتُلُهَا نَادَانِيْ اَبُوْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، انہوں نے نبی مکرم ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے فرمایا: دھاری دار سانپوں کو قتل کرو۔ یعنی جن کی پشت پر دو سفید لکیریں ہوتی ہیں۔ نیز دم کٹے سانپ کو قتل کرو یہ دو قسموں کے سانپ نظر کو

لُبَابَةَ لَاتَقْتُلْهَا فَقُلْتُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ فَقَالَ اِنَّهُ نَهٰى بَعْدَ ذٰلِكَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوْتِ وَهُنَّ الْعَوَامِرُ. (متفق عليه) 14-1744

ختم کر دیتے اور حمل کو گرا دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مزید بیان کیا کہ ایک دفعہ میں سانپ کو مارنے کے لیے اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا کہ مجھے ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے آواز دی اسے قتل نہ کرنا میں نے اسے بتایا کہ رسولِ مکرم ﷺ نے سانپوں کو قتل کا حکم دیا ہے۔ تو ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے وضاحت کی کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو قتل کرنے سے منع کر دیا تھا۔ (بخاری) اور وہ (جنّات وغیرہ میں سے) آباد کار ہوتے ہیں۔

فہم الحدیث

یعنی ایسے زہریلے سانپ بھی ہوتے ہیں جن کے اثرات سے آدمی کی نظر ختم اور عورت کا بچہ ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

عَنْ اَبِی السَّائِبِ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ فَبَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ اِذْ سَمِعْنَا تَحْتَ سَرِيْرِهٖ حَرَكَةً فَنَظَرْنَا فَاِذَا فِيْهِ حَيَّةٌ فَوَثَبْتُ لِاَقْتُلَهَا وَاَبُوْ سَعِيْدٍ يُصَلِّیْ فَاَشَارَ اِلَیَّ اَنِ اجْلِسْ فَجَلَسْتُ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَشَارَ اِلٰى بَيْتٍ فِی الدَّارِ فَقَالَ اَتَرٰى هٰذَا الْبَيْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ كَانَ فِيْهِ فَتًى مِّنَّا حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ فَخَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْخَنْدَقِ فَكَانَ ذٰلِكَ الْفَتٰى يَسْتَاْذِنُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِاَنْصَافِ النَّهَارِ فَيَرْجِعُ اِلٰى اَهْلِهٖ فَاسْتَاْذَنَهٗ يَوْمًا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُذْ عَلَيْكَ سِلَاحَكَ فَاِنِّیْ اَخْشٰى عَلَيْكَ قُرَيْظَةَ فَاَخَذَ الرَّجُلُ سِلَاحَهٗ ثُمَّ رَجَعَ فَاِذَا امْرَاَتُهٗ بَيْنَ الْبَابَيْنِ قَائِمَةٌ فَاَهْوٰى اِلَيْهَا بِالرُّمْحِ لِيَطْعَنَهَا بِهٖ وَاَصَابَتْهُ غَيْرَةٌ فَقَالَتْ لَهٗ اكْفُفْ عَلَيْكَ رُمْحَكَ وَادْخُلِ الْبَيْتَ حَتّٰى تَنْظُرَ مَا الَّذِیْ اَخْرَجَنِیْ

حضرت ابو السائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ ہم وہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ہم نے ان کی چارپائی کے نیچے سے آہٹ سنی۔ ہم نے غور کیا تو وہاں سانپ تھا۔ میں اسے مارنے کے لیے اٹھا۔ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے مجھے اشارہ کیا کہ تم بیٹھ جاؤ۔ میں ان کے اشارے پر بیٹھ گیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے محلے کے ایک گھر کی جانب اشارہ کیا۔ انہوں نے کہا: وہ تمھیں گھر نظر آ رہا ہے؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اس میں ہمارا ایک نوجوان رہتا تھا جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ہم رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ خندق کی طرف روانہ ہوئے تو یہ نوجوان دوپہر کے وقت رسولِ محترم ﷺ سے اجازت لے کر اپنے گھر آ جاتا۔ ایک روز اس نے اجازت طلب کی تو رسول محترم ﷺ نے اس کو اجازت عطا کرتے ہوئے فرمایا: اپنے ہتھیار ساتھ لے جاؤ میں تیرے بارے میں بنو قریظہ سے خطرہ محسوس کرتا ہوں۔ تو اس شخص نے ہتھیار لیے اور اپنے

فَدَخَلَ فَإِذَا بِحَيَّةٍ عَظِيْمَةٍ مُنْطَوِيَةٍ عَلَى الْفِرَاشِ فَاَهْوٰى اِلَيْهَا بِالرُّمْحِ فَانْتَظَمَهَا بِهٖ ثُمَّ خَرَجَ فَرَكَزَهٗ فِي الدَّارِ فَاضْطَرَبَتْ عَلَيْهِ فَمَا يُدْرٰى اَيُّهُمَا كَانَ اَسْرَعَ مَوْتًا الْحَيَّةُ اَمِ الْفَتٰى قَالَ فَجِئْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهٗ وَقُلْنَا ادْعُ اللّٰهَ يُحْيِيْهِ لَنَا فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِصَاحِبِكُمْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ لِهٰذِهِ الْبُيُوْتِ عَوَامِرَ فَاِذَا رَاَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَحَرِّجُوْا عَلَيْهَا ثَلٰثًا فَاِنْ ذَهَبَ وَاِلَّا فَاقْتُلُوْهُ فَاِنَّهٗ كَافِرٌ وَقَالَ لَهُمْ اذْهَبُوْا فَادْفِنُوْا صَاحِبَكُمْ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ جِنًّا قَدْ اَسْلَمُوْا فَاِذَا رَاَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَاٰذِنُوْهُ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَاِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاقْتُلُوْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ. (رواہ مسلم)1745-15

گھر کی جانب چل دیا۔ وہ گھر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ اس کی بیوی دروازے میں کھڑی ہے۔ اس نے بیوی کو مارنے کے لیے اس کی طرف نیزہ بڑھایا، اس کی غیرت نے اسے ایسا کرنے پر اکسایا۔ بیوی نے اسے کہا: اپنے نیزے کو روکیے جب آپ گھر میں داخل ہوں گے تو معلوم ہوگا کون سی چیز نے مجھے گھر سے نکلنے پر مجبور کیا ہے۔ وہ اپنے گھر میں داخل ہوا تو اچانک اس کی نگاہ ایک سانپ پر پڑی' جو بستر پر کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ اس نے سانپ کی جانب نیزہ بڑھایا اور اس کو نیزے میں پرولیا۔ پھر وہ کمرے سے باہر نکلا اور نیزے کو صحن میں گاڑھ دیا۔ سانپ اس پر پیچ وتاب کھانے لگا لیکن یہ علم نہ ہوسکا کہ سانپ اور نوجوان میں سے پہلے کون فوت ہوا۔ راوی کہتا ہے۔ ہم رسولِ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ آپ ﷺ کے گوش گزار کیا اور ہم نے عرض کیا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے ہمارے لیے زندہ کردے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے ساتھی کے لیے استغفار کرو۔ پھر آپ نے فرمایا: بلا شبہ ان گھروں میں جنّات رہتے ہیں' جب اپنے گھروں میں کسی سانپ کو دیکھو تو تین بار اسے وہاں سے چلے جانے پر مجبور کرو۔ اگر وہ چلا جائے تو بہتر ورنہ اسے مارڈالو کیونکہ وہ کافر جن ہے۔ آپ نے مزید فرمایا: جاؤ اپنے ساتھی کو دفن کرو۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: بے شک مدینہ منورہ میں کچھ جن مسلمان ہوچکے ہیں جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو انہیں تین دن تک مطلع کرتے رہو۔ اگر اس کے بعد بھی وہ تمھیں نظر آئے تو اسے مارڈالو۔ یقیناً وہ شیطان ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

یہ سانپ غیر معمولی ساخت کا ہوتا ہے۔ اس کی حرکات بھی دوسرے سانپوں سے مختلف ہوتی ہیں۔ ایسے سانپ کو مارنے سے پہلے وارننگ دینی چاہیے۔ اگر یہ جن ہوگا تو نکل جائے گا بصورت دیگر اسے ماردینا چاہیے۔

عَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَقَالَ كَانَ يَنْفُخُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ. (متفق علیه)1746-16

حضرت ام شریک ؓ بیان کرتی ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے گرگٹ کو مارنے کا حکم دیا اور آپ ﷺ نے واضح کیا یہ حضرت ابراہیمؑ کے لیے آگ میں پھونک مارتا تھا۔ (بخاری، مسلم)

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَسَمَّاهُ فُوَيْسِقًا. (رواه مسلم) 1747-17

حضرت سعد بن ابی وقاص ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے گرگٹ کو مارنے کا حکم دیا اور اس کو بدترین نقصان پہنچانے والا فاسق جانور قرار دیا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِیْ اَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَفِی الثَّانِيَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ وَفِی الثَّالِثَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ. (رواه مسلم) 1748-18

حضرت ابو ہریرہ ﷺ رسولِ محترم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جس نے پہلی چوٹ سے ہی گرگٹ کو مار دیا تو اس کے لیے سو نیکیاں ثبت ہو جاتی ہیں اور دوسری بار میں مارنے سے اس سے کم اور تیسری بار میں مارنے سے اس سے بھی کم نیکیاں ملتی ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ فَاَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَاُحْرِقَتْ فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَيْهِ اَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ اَحْرَقْتَ اُمَّةً مِنَ الْاُمَمِ تُسَبِّحُ. (متفق علیه) 1749-19

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: ایک چیونٹی نے ایک پیغمبر کو کاٹا انہوں نے چیونٹیوں کی بلوں کو جلانے کا حکم دے دیا۔ اور انہیں جلا دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی جانب وحی کی تجھے ایک چیونٹی نے کاٹا تھا، لیکن تو نے ایک جماعت کو جلا دیا جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی تھی؟۔ (بخاری و مسلم)

فہم حدیث

اس ارشاد سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کیڑے مکوڑے ایسی جگہ ہوں، جہاں آدمی کو تکلیف دیں تو انہیں مارنا جائز ہے۔ البتہ جن سے تکلیف اور کسی قسم کے نقصان کا اندیشہ نہ ہو، تو انہیں مارنا جائز نہیں۔ کیونکہ یہ بھی اپنے خالق کی تسبیحات پڑھتے ہیں۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ زَاهِرٍ الْاَسْلَمِیِّ ﷺ قَالَ اِنِّیْ لَاُوْقِدُ تَحْتَ الْقُدُوْرِ بِلُحُوْمِ الْحُمُرِ اِذْ نَادٰی مُنَادِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَاكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ. (رواه البخاری) 1750-20

حضرت زاہر اسلمی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں ان دیگچوں کے نیچے آگ جلا رہا تھا، جن میں گھریلو گدھوں کا گوشت تھا۔ اچانک منادی کرنے والے نے اعلان کیا، کہ رسولِ معظم ﷺ نے تمہیں گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ کچلی والے جانور اور پنجے سے شکار کرنے والے پرندے کا گوشت کھانا حرام ہے۔

۲۔ گدھے کا گوشت حرام ہے۔

۳۔ جنگلی گدھا یعنی نیل گائے حلال ہے۔

۴۔ حلال جانور کا ہر عضو کھانا حلال ہے۔

۵۔ شرعاً حلال سمجھنے کے باوجود طبعاً کوئی چیز کھانا پسند نہ ہو تو گناہ نہیں۔

۶۔ گری ہوئی چیز کھانے کے قابل ہو تو اسے اٹھا کر کھا لینا چاہیے۔

۷۔ موذی جانور کو مار دینا چاہیے۔

۸۔ گرگٹ کو مارنا ثواب ہے۔

۹۔ گھر میں سانپ ہو اور اس کی حرکات غیر معمولی دکھائی دیں تو اسے مارنے سے پہلے وارننگ دینی چاہیے' ممکن ہے' وہ جن ہو۔

بَابُ الْعَقِيْقَةِ

عقیقہ اوراس کے احکام

عربی زبان میں "حـنك" کا معنی ہوتا ہے کسی چیز کو چبا کر نرم کرنا یا ادب سکھلانا۔اسی سے عربی کا محاورہ ہے۔"حـنك الصبی" فلاں نے بچے کو ادب سکھایا"تحنیك" کا معنی یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو کھجور یا کوئی اور میٹھی چیز چبا کر نرم کر کے بچے کے تالو میں لگائی جائے۔جس سے بچے کا منہ،رگیں اور معدہ صاف ہو جاتا ہے۔یہ عمل فوری طور پر جسم میں انسولین کا کام کرتا ہے۔تحنیك سے بچے کو دودھ پینے کا سلیقہ سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔اس کو اردو زبان میں گھٹی دینا کہا جاتا ہے۔بہتر یہ ہے گھر میں سے سب سے نیک آدمی بچے کو گھٹی دے۔بعض صحابیات رضی اللہ عنھن "گھٹی" دینا کیلئے اپنے بچے کو نبی رحمت ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا کرتی تھیں۔

مدینہ پہنچنے کے بعد مہاجرین میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے ہاں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور تمام مہاجرین کو ان کی پیدائش پر نہایت خوشی ہوئی کیونکہ یہودیوں نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ ہماری وجہ سے ان کی بیویاں بچے جنم دینے سے معذور ہو گئی ہیں۔

الفصل الاول

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ الضَّبِّيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ فَاَهْرِيْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَ اَمِيْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰى.

(رواه البخاری) 1751-1

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ. (رواه مسلم) 1752-2

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ قَالَتْ فَوَلَدْتُ بِقُبَاءَ ثُمَّ اَتَيْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَوَضَعْتُهُ فِيْ حِجْرِهٖ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِيْ فِيْهِ ثُمَّ حَنَّكَهُ ثُمَّ دَعَالَهُ وَبَرَّكَ

پہلی فصل

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ الضبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول مکرم ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے بچے کی ولادت پر عقیقہ کا حکم دیا اور فرمایا اس کی جانب سے خون بہاؤ اور اس سے پلیدی کو دور کرو۔(بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول محترم ﷺ کی خدمت میں بچے لائے جاتے تو آپ ﷺ ان کے لیے برکت کی دعا فرماتے اور گھٹی دیتے۔(مسلم)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنھما فرماتی ہیں کہ وہ مکہ میں ہی تھیں اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اس کے بطن میں تھے۔اسماء رضی اللہ عنھا نے بتایا کہ میرے ہاں قباء میں بچہ پیدا ہوا تو میں اسے کولے کر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو میں نے بچے کو آپ ﷺ کی گود میں دے دیا۔آپ

عَلَيْهِ وَكَانَ اَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الْاِسْلَامِ۔
(متفق عليه)3-1753

ﷺ نے کھجور منگوائی اسے چبایا اور اس کے منہ میں تھوڑے سے لعاب کے ساتھ ڈال دیا پھر اس کے حلق کے ساتھ اسے لگایا اور اس کے حق میں برکت کی دعا کی۔ یہ پہلا بچہ تھا جو مدینہ منورہ میں مہاجرین میں سے کسی مسلمان کے ہاں پیدا ہوا۔ (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ بچے کو گھٹی دینا سنت ہے۔
۲۔ ماں باپ یا کوئی نیک مرد یا عورت گھٹی دے سکتے ہیں۔
۳۔ گھٹی دینے والا نومولود کے لیے برکت کی دعا کرے۔
۴۔ لڑکے کے لیے دو جانور اور بچی کے لیے ایک جانور عقیقہ کرنا چاہیے۔
۵۔ سات دن کے بعد بچے کا نام رکھنا، سر منڈوانا، نہلانا اور عقیقہ کرنا سنت ہے۔

كِتَابُ الْاَطْعِمَةِ

کھانے کے مسائل

کھانا پینا ہر جان دار کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر زندگی اپنا وجود کھو بیٹھتی ہے۔ مگر حیوان اور انسان بالخصوص مسلمان کے کھانے پینے میں واضح فرق ہونا چاہیے۔ حیوان کو مالک اور غیر کے چارے میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ کسی ضابطے کا پابند ہے۔ جبکہ انسان کے لیے ایک ضابطہ اور قاعدہ ہے کہ وہ صرف اپنا مال کھا سکتا ہے بلا اجازت دوسرے کا نہیں۔ مسلمان کو اپنا کھانا کھانے کے لیے بھی کچھ ضابطوں کا پابند کیا گیا ہے۔ تاکہ نہ صرف حیوان اور انسان کا فرق ہو بلکہ عام انسان اور مسلمان کے کھانے میں بھی نمایاں فرق پایا جائے۔ اسی لیے امت مسلمہ کو ایک سلیقے اور طریقے سے متعارف کروایا گیا ہے تاکہ مسلمان دستر خوان پر بھی مہذب اور سلیقہ شعار قوم دکھائی دیں۔ آپ ﷺ کھانے کے وقت تین انگلیاں استعمال کیا کرتے تھے تاکہ لقمہ چھوٹا لیا جائے۔ پھر اس طرح چباتے کہ لقمہ منہ سے باہر دکھائی نہ دیتا۔ لقمے کا منہ سے باہر نظر آنا پرلے درجے کی بدتہذیبی ہے۔ اس لیے لقمہ چھوٹا لیتے ہوئے منہ کو بند رکھنا چاہیے۔ چپا کی مار مار کر کھانا قبیح عمل ہے۔ تہذیب اور قناعت کا تقاضا یہ ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر اور اگر ایک سے زیادہ آدمی دستر خوان پر موجود ہوں تو ہر کسی کو اپنے سامنے سے کھانا چاہیے۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے۔ ”کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھا کرو اور کھانا اپنے سامنے سے کھاؤ۔“ آپ ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ متکبر اور مغرور لوگوں کی طرح نہیں بلکہ عاجز اور منکسر المزاج لوگوں کی طرح یعنی ٹیک لگا کر نہیں بلکہ سیدھا بیٹھ کر کھاؤ۔ نبی محترم ﷺ کھانا کھانے کے وقت دونوں پاؤں پر بیٹھتے یا ایک پر بیٹھتے ہوئے دوسرے کو کھڑا رکھنا پسند فرماتے تھے۔ (مسند امام احمد)

تاکہ کھانے والا پیٹ پھیلا کر نہیں سکیڑ کر کھائے اس طرح بسیار خوری سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی زیادہ کھانا کھانا چاہتا ہے تو پھر بھی اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ اپنے پیٹ کے تین حصے کرے ایک حصہ کھانے دوسرا پینے اور باقی سانس کی آمدورفت کے لیے چھوڑے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: کسی برتن کو اس کے کناروں تک بھر دینا اتنا نقصان دہ نہیں جتنا کہ اپنے پیٹ کو لبالب بھر دینا نقصان دہ ہے۔ (ترمذی)۔ اس طرح چل پھر کر کھانا پینا پسندیدہ انداز نہیں ہے۔ یہ انداز انسانوں کے بجائے حیوانوں سے زیادہ مشابہ ہے۔ مگر آج اپنے آپ کو مہذّب جاننے والے کسی تقریب میں جائیں تو وہ دستر خوان پر اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں کہ جیسے بڑی مدت سے ایک ایک لقمے کو ترس رہے ہوں۔ کئی دفعہ دھکم پیل اور چھینا جھپٹی سے بڑھ کر اچھا خاصا ہنگامہ اور چیخ و پکار کا عالم برپا ہو جاتا ہے، کپڑے سالن سے تربتر، پلیٹیں اور بعض دفعہ دیگیں الٹ جاتی ہیں، چمچے آندھی کی طرح چلنے لگتے ہیں معتبر اور مہذّب لوگ حیرت زدہ ہوتے ہوئے یہ تماشائے بدتمیزی دیکھ کر کچھ کھائے بغیر واپس پلٹ جاتے ہیں۔ میزبان رسوائی اور خفت کی تصویر بنا دانت پیستا رہ جاتا ہے۔ افراتفری کی اس واردات میں دین دار طبقہ ہنگامہ آرائی میں تو شامل نہیں ہوتا لیکن بسیار خوری میں وہ بھی پیچھے رہنا پسند نہیں کرتا۔ ان کے کھانے پینے کے ایسے واقعات زبان زدِ عام ہیں کہ سننے والا ہنسے بغیر نہیں رہ سکتا۔

چل پھر کر یا کھڑے ہو کر کھانا

کھانے کے علاوہ پھل وغیرہ کھڑے ہو کر کھانے کے ثبوت موجود ہیں لیکن باقاعدہ کھانا کھڑے ہو کر کھانے کا کوئی حوالہ حدیث کی کتب میں نہیں ملتا ہے۔ اس لیے نبی کریم ﷺ کا طریقہ یہی ہے کہ کھانا آرام سے بیٹھ کر کھایا جائے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ کُنْتُ غُلَامًا فِیْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَکَانَتْ یَدِیْ تَطِیْشُ فِی الصَّحْفَۃِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ سَمِّ اللّٰہَ وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ. (متفق علیہ) 1754-1

حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں رسولِ معظم ﷺ کی سرپرستی میں بچپن گزار رہا تھا اور میرا ہاتھ کھانے کے دوران پلیٹ میں ادھر ادھر گھومتا رہا تو مجھے رسولِ اکرم ﷺ نے ہدایت کی کہ کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھا کرو! اور دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ! اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (بخاری، مسلم)

عَنْ حُذَیْفَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَا یُذْکَرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ. (رواہ مسلم) 1755-2

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: شیطان اس کھانے کو اپنے لیے حلال تصور کرتا ہے جس پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَیْتَہٗ فَذَکَرَ اللّٰہَ عِنْدَ دُخُوْلِہٖ وَعِنْدَ طَعَامِہٖ قَالَ الشَّیْطَانُ لَا مَبِیْتَ لَکُمْ وَلَا عَشَاءَ وَاِذَا دَخَلَ فَلَمْ یَذْکُرِ اللّٰہَ عِنْدَ دُخُوْلِہٖ قَالَ الشَّیْطَانُ اَدْرَکْتُمُ الْمَبِیْتَ وَاِذَا لَمْ یَذْکُرِ اللّٰہَ عِنْدَ طَعَامِہٖ قَالَ اَدْرَکْتُمُ الْمَبِیْتَ وَالْعَشَاءَ. (رواہ مسلم) 1756-3

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے اور کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ تمھارے لیے اس گھر میں نہ جگہ ہے اور نہ کھانا ہے۔ اور جب کوئی شخص گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے: تم نے رات رہنے کی جگہ پالی ہے۔ اور جب کوئی کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام نہ لے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ تم نے رات رہنے کے لیے جگہ حاصل کر لی اور کھانا بھی حاصل کر لیا۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَاْکُلْ بِیَمِیْنِہٖ وَاِذَا شَرِبَ فَلْیَشْرَبْ بِیَمِیْنِہٖ. (رواہ مسلم) 1757-4

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی شخص کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب وہ پیئے تو بھی دائیں ہاتھ سے پیئے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَاْكُلَنَّ اَحَدُكُمْ بِشِمَالِهٖ وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرَبُ بِهَا. (راوه مسلم) 1758-5

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ نہ کھائے اور نہ پیئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْكُلُ بِثَلٰثَةِ اَصَابِعَ وَيَلْعَقُ يَدَهٗ قَبْلَ اَنْ يَمْسَحَهَا. (رواه مسلم) 1759-6

حضرت کعب بن مالک ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ تین انگلیوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے اور انگلیوں کو صاف کرنے سے پہلے اپنے ہاتھ کو چاٹ لیا کرتے تھے۔

عَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ وَقَالَ اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ اَيِّهِ الْبَرَكَةُ. (رواه مسلم) 1760-7

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے انگلیوں اور پلیٹ کو چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا تمھیں کیا معلوم کس میں برکت ہے؟۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهٗ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا. (متفق عليه) 1761-8

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ فرماتے ہیں نبی محترم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں کوئی شخص کھانے سے فارغ ہو جائے، تو اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ صاف کرنے سے پہلے خود ان کو چاٹ لے یا کسی دوسرے کو چٹوا دے۔ (بخاری۔مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ اَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَاْنِهٖ حَتّٰى يَحْضُرَهٗ عِنْدَ طَعَامِهٖ فَاِذَا سَقَطَتْ مِنْ اَحَدِكُمُ اللُّقْمَةُ فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى ثُمَّ لِيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ فَاِذَا فَرَغَ فَلْيَلْعَقْ اَصَابِعَهٗ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ فِيْ اَيِّ طَعَامِهٖ يَكُوْنُ الْبَرَكَةُ. (روه مسلم) 1762-9

حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا بلا شبہ شیطان تمہارے سب کاموں کے وقت حاضر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ کھانا کھاتے وقت بھی حاضر ہوتا ہے۔ جب تم میں سے کسی شخص کے ہاتھ سے لقمہ گر جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے صاف کر کے کھالے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ اور جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو اپنی انگلیوں کو چاٹے، کیونکہ تمھیں معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصہ میں برکت ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے کھانا کھانے میں اس قدر نفاست تھی کہ آپ ﷺ انگوٹھا سمیت تین انگلیوں کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے۔ اور اسی تعلیم سے امت کو آراستہ کرنے کی کوشش فرمائی۔ اس کے باوجود اگر کسی کی انگلیوں کو سالن لگ جائے تو ارشاد ہے کہ

چاٹ لے۔ اور برتن میں سالن لگا ہوا ہو تو اسے ضائع کرنے کے بجائے پلیٹ چاٹ لینا زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ کیا معلوم اللہ تعالیٰ نے کس لقمے اور ذرّے میں برکت رکھی ہو۔ تجربہ اس بات کا گواہ ہے' کہ بسا اوقات آدمی کھانے کے اختتام تک پہنچ جاتا ہے اور اس کی طبیعت سیر نہیں ہوتی۔ اور پھر اچانک آخری چند لقمے کھانے کے بعد اس کی طبیعت سیر اور مطمئن ہو جاتی ہے۔ اس لیے فرمان ہے کہ آدمی کو برتن اور اپنی انگلیاں چاٹ لینی چاہییں۔ اس میں تواضع' اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدردانی ہے اور اسی لیے اس میں برکت رکھ دی گئی ہے۔

عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ ؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا اٰکُلُ مُتَّکِأً. (رواہ البخاری) 1763-10

حضرت ابوجحیفہ ؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تکیہ لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔ (بخاری)

عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَکَلَ النَّبِیُّ ﷺ عَلٰی خِوَانٍ وَلَا فِیْ سُکُرُّجَۃٍ وَلَا خُبِزَ لَہٗ مُرَقَّقٌ قِیْلَ لِقَتَادَۃَ عَلٰی مَا یَاْکُلُوْنَ قَالَ عَلَی السُّفَرِ. (رواہ البخاری) 1764-11

حضرت قتادہ ؓ حضرت انس ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے چوکی یا میز پر کھانا نہیں کھایا اور نہ ٹرے میں کھانا کھایا ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کے لیے میدے کی روٹی تیار کی گئی۔ قتادہ ؓ سے دریافت کیا گیا پھر وہ کس چیز پر کھانا کھاتے قتادہ نے کہا دسترخوان پر۔

فہم الحدیث

نبی کریم ﷺ نے صرف لباس اور رہن سہن میں سادگی اختیار نہیں کی بلکہ کھانے پینے میں بھی بسیار خوری اور پُرتکلف دسترخوان کی بجائے فطری اور سادہ کھانے کو زیادہ پسند فرمایا ہے۔ بہت گرم کھانا بھی آپ کو پسند نہیں تھا اور آٹے سے بالکل چھان نکال دینے کو آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔ بعض نام نہاد اہلِ علم نے آٹا نہ چھاننے کو صرف آپ ﷺ کی غربت سے تعبیر کیا ہے' لیکن موجودہ ریسرچ کے مطابق ڈاکٹر حضرات آٹے سے مکمل چھان نکالنے کو نظامِ انہضام کے لیے بہتر نہیں سمجھتے۔ قربان جائیں آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر کہ آپ ﷺ نے اس حقیقت سے اپنی امت کو چودہ سو سال پہلے روشناس کرایا۔

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ مَا اَعْلَمُ النَّبِیَّ رَاٰی رَغِیْفًا مُرَقَّقًا حَتّٰی لَحِقَ بِاللّٰہِ وَلَا رَاٰی شَاۃً سَمِیْطًا بِعَیْنِہٖ قَطُّ. (رواہ البخاری) 1765-12

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے وفات تک میدے کی روٹی کو دیکھا ہو اور نہ کبھی آپ ﷺ نے سالم بھنی ہوئی بکری کو دیکھا۔ (بخاری)

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ ؓ قَالَ مَا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ النَّقِیَّ مِنْ حِیْنِ ابْتَعَثَہُ اللّٰہُ حَتّٰی قَبَضَہُ اللّٰہُ وَقَالَ مَارَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مُنْخَلًا مِنْ

حضرت سہل بن سعد ؓ بیان کرتے ہیں جب سے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا' تو اس وقت سے فوت ہونے تک رسول اللہ ﷺ نے کبھی میدے کی چپاتی دیکھی اور

حِيْنِ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ قِيْلَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَاْكُلُوْنَ الشَّعِيْرَ غَيْرَ مَنْخُوْلٍ قَالَ كُنَّا نَطْحَنُهُ وَنَنْفُخُهُ فَيَطِيْرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ فَاَكَلْنَاهُ. (رواه البخاری) 1766-13

نہ چھلنی دیکھی۔ دریافت کیا گیا کہ تم جو کے آٹے کو بغیر چھانے کیسے کھاتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ ہم اسے پیستے اور اس میں پھونکیں مارتے پھونکوں سے جو کچھ اڑنا ہوتا اڑ جاتا اور جو بچ جاتا تو اسے ہم گوندھ کر پکاتے اور کھا لیتے۔ (بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ مَاعَابَ النَّبِیُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهُ وَاِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ. (متفق علیه) 1767-14

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے کبھی کھانے میں عیب نہیں نکالا اگر چاہت ہوتی تو کھا لیتے اور اگر ناپسند جانتے تو چھوڑ دیتے۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْهُ ؓ اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَاْكُلُ اَكْلًا كَثِيْرًا فَاَسْلَمَ وَكَانَ يَاْكُلُ قَلِيْلًا فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَاْكُلُ فِیْ مِعًا وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَاْكُلُ فِیْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ. (رواه البخاری)

وَرَوٰى مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰى ؓ وَابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا الْمُسْنَدَ مِنْهُ فَقَطْ

وَفِیْ اُخْرٰى لَهٗ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَافَهُ ضَيْفٌ وَهُوَ كَافِرٌ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ اُخْرٰى فَشَرِبَهٗ ثُمَّ اُخْرٰى فَشَرِبَهٗ حَتّٰى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ ثُمَّ اِنَّهٗ اَصْبَحَ فَاَسْلَمَ فَاَمَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ اَمَرَ بِاُخْرٰى فَلَمْ يَسْتَتِمَّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِیْ مِعًا وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِیْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ. 1768-15

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں: ایک شخص بہت کھانا کھایا کرتا تھا۔ وہ مسلمان ہو گیا' تو پھر کم کھانے لگا۔ نبیِ معظم ﷺ کے ہاں اس کا تذکرہ ہوا' تو آپ ﷺ نے فرمایا: مومن ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے۔ (بخاری) اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ ؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری سے واقعے کے بغیر اس حدیث میں سے صرف فرمان رسول نقل کیا ہے اور جبکہ امام مسلم کی دوسری روایت جو ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے اس میں ذکر ہے کہ ایک شخص حالتِ کفر میں رسولِ کریم ﷺ کا مہمان بنا رسولِ اکرم ﷺ نے حکم دیا بکری کا دودھ دوہا جائے تو دودھ دوہا گیا اس نے وہ دودھ پی لیا۔ پھر دوسری بکری کا دودھ دوہا گیا تو اس نے پی لیا یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ پھر صبح ہوئی تو وہ مسلمان ہو گیا تو نبیِ محترم ﷺ نے اس کے لیے بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا۔ دودھ دوہا گیا اور وہ اسے پی گیا۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا اور اسے پلانے کو کہا تو وہ نہ پی سکا۔ اس پر رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: مومن ایک انتڑی میں پیتا ہے جبکہ کافر سات انتڑیوں میں پیتا ہے۔

وَعَنْهُ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِی الثَّلٰثَةِ وَطَعَامُ الثَّلٰثَةِ كَافِی

حضرت ابو ہریرۃ ؓ ہی رسولِ گرامی ﷺ کا ارشاد بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دو آدمیوں کا کھانا

الْاَرْبَعَةِ. (متفق علیه)16-1769

تین کو کفایت کرتا ہے اور تین کا چار کو کفایت کرتا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الْاَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ. (رواہ مسلم)17-1770

حضرت جابر ؓ فرماتے میں نے رسولِ کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے اور دو کا چار کو اور چار کا آٹھ کو کفایت کرتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ التَّلْبِيْنَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيْضِ تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ. (متفق علیه) 18-1771

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسولِ محترم ﷺ سے سنا کہ جو کا دلیہ بیمار کے دل کو آرام اور اس کا بوجھ کم کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

دین ہر حال میں ایک دوسرے کے ساتھ ایثار اور خیر خواہی کا حکم دیتا ہے۔ اسی تعلیم کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ توقع فرماتے ہیں کہ جب کھانا ایک آدمی کا ہو تو ایک سے زائد آدمی ایثار کے جذبے کے ساتھ کھانا کھائیں گے تو یقیناً ان کے لیے یہ کھانا کافی اور باعثِ رحمت ہوگا۔

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ خَيَّاطًا دَعَا النَّبِيَّ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ فَذَهَبْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَرَّبَ خُبْزَ شَعِيْرٍ وَمَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيْدٌ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَي الْقَصْعَةِ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ يَوْمَئِذٍ. (متفق علیه) 19-1772

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: ایک درزی نے نبی مکرم ﷺ کو کھانے پر بلایا جو اس نے خود تیار کیا تھا۔ میں بھی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ چلا گیا۔ اس نے جو کی روٹی اور شوربا جس میں کدو اور گوشت کے خشک کیے ہوئے ٹکڑے تھے، آپ ﷺ کے سامنے رکھے۔ میں نے دیکھا کہ نبیِ محترم ﷺ پیالے میں ادھر ادھر سے کدو تلاش کر رہے تھے۔ اس روز سے میں ہمیشہ کدو کو محبوب جانتا رہا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ ﷺ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ ﷺ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِي يَدِهِ فَدُعِيَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِي يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. (متفق علیه) 20-1773

حضرت عمرو بن امیہ ؓ بیان کرتے ہیں اس نے نبیِ معظم ﷺ کو دیکھا، کہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں بکری کی دستی تھی۔ آپ ﷺ اس میں سے چھری سے کاٹ کر کھا رہے تھے۔ جب آپ ﷺ کو نماز کے لیے بلایا گیا، تو آپ ﷺ نے گوشت کے ٹکڑے اور چھری کو رکھ دیا جس کے ساتھ آپ ﷺ اسے کاٹ رہے تھے پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر نماز ادا کی اور وضو نہیں کیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ. (رواه البخاری)1774-21

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسولِ محترم ﷺ میٹھی چیز اور شہد پسند فرماتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷛ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَأَلَ اَهْلَهُ الْاُدُمَ فَقَالُوْا مَا عِنْدَنَا اِلَّا خَلٌّ فَدَعَا بِهٖ فَجَعَلَ يَاْكُلُ بِهٖ وَيَقُوْلُ نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ. (رواه مسلم)1775-22

حضرت جابر ﷛ فرماتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے گھر والوں سے سالن طلب کیا۔ انہوں نے جواب دیا: ہمارے پاس تو بس سرکہ ہے۔ آپ ﷺ نے اسے منگوایا اور اس کے ساتھ کھانے لگے اور فرمایا سرکہ بہت اچھا سالن ہے۔ سرکہ تو بہت اچھا سالن ہے۔ (مسلم)

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ ﷛ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَلْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ. (متفق علیه)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ مِنَ الْمَنِّ الَّذِيْ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ. 1776-23

حضرت سعید بن زید ﷛ فرماتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کھمبی مَن میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا بخش ہے۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی روایت میں ہے کہ یہ اس "من" سے ہے جس کو اللہ نے موسیٰ پر نازل فرمایا۔

فہم الحدیث

کھمبی ایک قدرتی سبزی ہے۔ جو سخت ترین زمین میں برسات کے موقع پر پیدا ہوتی ہے۔ یہ نہایت نرم، سفید اور اس کا ذائقہ انڈے کے قریب تر ہوتا ہے۔ کچی کھانے میں بھی ایک مزا ہے۔ خودرَو سبزی ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے اسے من کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ ﷛ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ. (متفق علیه)1777-24

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو دیکھا، آپ کھجور کو ککڑی کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷛ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ نَجْنِي الْكَبَاثَ فَقَالَ عَلَيْكُمْ بِالْاَسْوَدِ مِنْهُ فَاِنَّهُ اَطْيَبُ فَقِيْلَ اَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ قَالَ نَعَمْ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا رَعَاهَا. (متفق علیه)1778-25

حضرت جابر ﷛ بیان کرتے ہیں: ہم رسولِ معظم ﷺ کے ساتھ 'مرالظہران' مقام میں تھے۔ ہم پیلو چن رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا سیاہ رنگ کے پیلو چننا اس لیے کہ وہ بہت عمدہ ہوتے ہیں۔ آپ سے دریافت کیا گیا: کیا آپ ﷺ بکریاں چرایا کرتے تھے؟ آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے

فرمایا: ہر پیغمبر نے بکریاں چرائی ہیں۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُقْعِيًا يَاْكُلُ تَمْرًا.

وَفِيْ رِوَايَةٍ يَاْكُلُ مِنْهُ اَكْلًا ذَرِيْعًا. (رواه مسلم)1779-26

حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اکڑوں بیٹھے کھجوریں تناول فرمارہے تھے۔

اور ایک روایت میں ہے۔ آپ ﷺ کھجوریں جلدی جلدی تناول فرمارہے تھے۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَقْرِنَ الرَّجُلُ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ حَتّٰى يَسْتَاْذِنَ اَصْحَابَهٗ . (متفق عليه)1780-27

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اپنے رفقاء کی اجازت کے بغیر دو کھجوریں بیک وقت ملا کر نہ کھائے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا يَجُوْعُ اَهْلُ بَيْتٍ عِنْدَهُمُ التَّمْرُ

وَ فِيْ رِوَايَةٍ قَالَ يَا عَائِشَةُ بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيْهِ جِيَاعٌ اَهْلُهٗ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا. (رواه مسلم)1781-28

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں کھجوریں ہوں، وہ بھوکے نہیں رہتے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ وہ گھر جس میں کھجوریں نہیں ہیں، وہ بھوکے ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ جملہ دو یا تین بار دہرایا۔

عَنْ سَعْدٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهٗ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ. (متفق عليه)1782-29

حضرت سعد ﷺ فرماتے ہیں: میں نے رسولِ کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں تناول کرتا ہے، اس روز اسے زہر اور جادو نقصان نہیں دے گا۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ فِيْ عَجْوَةِ الْعَالِيَةِ شِفَاءٌ وَاِنَّهَا تِرْيَاقٌ اَوَّلَ الْبُكْرَةِ. (رواه مسلم)1783-30

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ 'عالیہ' کی عجوہ کھجور میں شفا ہے صبح کے وقت اس کا کھانا تریاق ہے یعنی زہر کے لیے نافع ہے۔(مسلم)

فہم الحدیث

عجوہ کھجور میں اللہ تعالیٰ نے کئی بیماریوں کی شفا رکھی ہے۔ اگر اس کو ایک خاص ترکیب اور بالخصوص دوسری ادویات کے ساتھ ملا کر کھایا جائے۔ آپ نے دل کی بیماری کے لیے حضرت سعد ﷺ کو گٹھلی سمیت عجوہ کھجور کھانے کی تجویز دی تھی۔ حضرت سعد ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ بیمار ہوا تو نبی اکرم ﷺ میری تیمارداری کے لیے تشریف لائے۔ آپ نے اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر رکھا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ کی ٹھنڈک میرے دل نے محسوس کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ آپ دل

کے مریض ہیں' آپ کو حارث بن کلدہ جو قبیلہ ثقیف سے تعلق رکھتے ہیں' ان سے علاج کروانا چاہیے۔ اور ان کو چاہیے کہ وہ سات عجوہ کھجوروں کو گٹھلیوں سمیت پیس کر تمہیں کھلائیں۔ اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ صحت مند ہوئے۔ ہزاروں میل گھوڑے پر سفر کیا اور ایران کے فاتح قرار پائے۔

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَأْتِي عَلَيْنَا الشَّهْرُ مَانُوقِدُ فِيهِ نَارًا إِنَّمَا هُوَا لتَّمْرُاَ وِالْمَاءُ إِلَّا أَنْ يُؤْتَى بِاللُّحَيْمِ. (متفق عليه) 31-1784

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ بسا اوقات پورا مہینہ گزر جاتا اور ہمارے ہاں آگ نہ جلتی۔ بس کھجوروں اور پانی پر گزارہ ہوتا یا کبھی کبھی کہیں سے تھوڑا سا گوشت آجاتا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ مَا شَبِعَ الُ مُحَمَّدٍ يَوْمَيْنِ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ إِلَّا وَاَحَدُهُمَا تَمْرٌ. (متفق عليه) 32-1785

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آل محمد ﷺ نے کبھی مسلسل دو روز تک سیر ہو کر گندم کی روٹی نہیں کھائی' ہر دوسرے روز ضرور کھجوریں ہوتیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَمَا شَبِعْنَا مِنَ الْاَ سُوَدَيْنِ. (متفق عليه) 33-1786

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسولِ محترم ﷺ فوت ہو گئے اور ہم آپ کی زندگی میں کھجوروں اور پانی سے بھی سیر نہیں ہوئے۔ (یعنی وہ بھی بہت تھوڑی سی میسر ہوتی تھیں) (بخاری۔ مسلم)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَلَسْتُمْ فِي طَعَامٍ وَّشَرَابٍ مَاشِئْتُمْ لَقَدْ رَأَيْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَايَمْلَأُ بَطْنَهُ. (رواه مسلم) 34-1787

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ تم جو چاہتے ہو وہی کچھ کھاتے پیتے ہو؟ لیکن میں نے تمھارے نبی محترم ﷺ کو دیکھا کہ آپ تو کھجوریں بھی اس قدر نہیں پاتے تھے' کہ پیٹ بھر کر کھائیں۔ (مسلم)

عَنْ اَبِي اَيُّوْبَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اُتِيَ بِطَعَامٍ اَكَلَ مِنْهُ وَبَعَثَ بِفَضْلِهِ إِلَيَّ وَإِنَّهُ بَعَثَ إِلَيَّ يَوْماً بِقَصْعَةٍ لَمْ يَأْكُلْ مِنْهَا لِاَنَّ فِيهَا ثُوْمًا فَسَأَلْتُهُ أَحَرَامٌ هُوَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ اَكْرَهُهُ مِنْ اَجْلِ رِيْحِهِ قَالَ فَإِنِّي اَكْرَهُ مَا كَرِهْتَ. (رواه مسلم) 35-1788

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ گرامی ﷺ کے ہاں جب کھانا لایا جاتا' تو آپ اس سے تناول فرماتے اور باقی ماندہ میری جانب بھیج دیتے۔ آپ نے ایک روز میری جانب ایک بڑا پیالہ بھیجا۔ آپ نے اس سے بالکل تناول نہیں کیا تھا۔ اس لیے کہ اس میں لہسن تھا۔ میں نے آپ سے دریافت کیا: بھلا لہسن حرام ہے؟ آپ نے جواب دیا نہیں۔ لیکن اس کی بدبو کی وجہ سے میں اسے ناپسند جانتا ہوں۔ میں نے کہا: جس چیز کو آپ ناپسند جانتے ہیں میں بھی اسے ناپسند جانتا ہوں۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا اَوْبَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا اَوْ قَالَ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا اَوْ لِيَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهٖ وَاِنَّ النَّبِیَّ ﷺ اُتِیَ بِقِدْرٍ فِيْهِ خَضِرَاتٌ مِنْ بُقُوْلٍ فَوَجَدَلَهَا رِيْحًا فَقَالَ قَرِّبُوْهَا اِلٰى بَعْضِ اَصْحَابِهٖ وَقَالَ كُلْ فَاِنِّیْ اُنَاجِیْ مَنْ لَا تُنَاجِیْ. (متفق عليه)1789-36

حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص لہسن یا پیاز کھائے' وہ ہماری مسجد سے دور رہے' یا اپنے گھر میں رہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک ہنڈیا لائی گئی جس میں سبزیاں تھی۔ آپ نے اس میں بومحسوس کی تو آپ نے فرمایا: اسے فلاں شخص کے پاس لے جاؤ اور اسے کہو وہ اسے کھالے' اس لیے جس ذات سے میں سرگوشی کرتا ہوں اس ذات سے تو سرگوشی نہیں کرتا۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِ يْكَرِبَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ كِيْلُوْا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيْهِ. (رواه البخاری)1790-37

حضرت مقدام بن معد یکرب ﷺ نبی محترم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: خوراک والی جنس کو ماپ لیا کرو ایسا کرنے سے اس میں تمھارے لیے برکت ہوگی۔

فہم حدیث

اس ارشاد کے معنیٰ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھانے کی چیزیں یعنی آٹا اور سبزیاں وغیرہ پکاتے وقت کھانے والے افراد کے مطابق اندازہ کرنا چاہیے تا کہ کھانا زیادہ نہ ہو اس طرح کھانا ضائع ہونے سے بچ سکتا ہے۔ یہ بھی باعثِ برکت ہے۔ ویسے بھی آدمی متوازن استعمال کرتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ اِذَا رُفِعَ مَائِدَتُهٗ قَالَ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا. (رواه البخاری)1791-38

حضرت ابو امامہ ﷺ بیان کرتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ کے سامنے سے دسترخوان اٹھالیا جاتا تو آپ ﷺ دعا فرماتے: ''کثرت اور برکت سے بھرپور ساری تعریفیں صرف اللہ کے لیے ہیں' جو ختم نہ ہوں' نہ ان کو چھوڑا جاسکتا ہے' اور نہ اس سے بے نیازی دکھائی جائے' اے ہمارے پروردگار! (بخاری)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيَرْضٰى عَنِ الْعَبْدِ اَنْ يَّاكُلَ الْاَكْلَةَ فَيَحْمَدُهٗ عَلَيْهَا اَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدُهٗ عَلَيْهَا. (رواه مسلم)1792-39

حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ اس بندے سے خوش ہوتا ہے' جو کھانا کھا کر اس کی تعریف کرتا ہے یا پانی پی کر اس کی تعریف کرتا ہے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ قَالَ كُنَّا اِذَا حَضَرْنَا مَعَ النَّبِیِّ

حضرت حذیفہ ﷺ بیان کرتے ہیں جب کبھی ہم نبی کریم

ﷺ طَعَامًا لَمْ نَضَعْ أَيْدِيَنَا حَتّٰى يَبْدَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَيَضَعَ يَدَهٗ وَإِنَّا حَضَرْنَا مَعَهٗ مَرَّةً طَعَامًا فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّهَا تُدْفَعُ فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهَا ثُمَّ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَأَنَّمَا يُدْفَعُ فَأَخَذَ بِيَدِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهٗ جَاءَ بِهٰذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا فَأَخَذْتُ بِيَدِهَا فَجَاءَ بِهٰذَا الْأَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهٖ فَأَخَذْتُ بِيَدِهٖ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّ يَدَهٗ فِيْ يَدِيْ مَعَ يَدِهَا.

زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ وَأَكَلَ. (رواه مسلم1793-40)

ﷺ کے ساتھ کسی کھانے کی مجلس میں حاضر ہوتے' تو جب تک رسولِ مکرم ﷺ کھانے میں اپنا ہاتھ نہ ڈالتے' ہم بھی نہ ڈالتے۔ حذیفہ ؓ فرماتے ہیں: ایک دفعہ ہم آپ ﷺ کی رفاقت میں کھانے پر مدعو تھے کہ ایک لونڈی آئی یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے دھکیلا جا رہا ہے وہ کھانے میں اپنا ہاتھ ڈالنے لگی تو رسولِ اکرم ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس کے بعد ایک بدوی آدمی آیا' یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے بھی دھکیلا جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ اور فرمایا شیطان اس کھانے کو حلال گردانتا ہے' جس پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے۔ شیطان اس لڑکی کو لایا تھا تا کہ اس کے ذریعہ اپنے لیے' کھانا جائز کر لے میں نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ پھر اس بدوی کو لایا تا کہ اس کے ذریعے کھانا حلال کر لے تو میں نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بلاشبہ شیطان کا ہاتھ اس وقت میرے ہاتھ میں لونڈی کے ہاتھ کے ساتھ ہے۔ ایک روایت میں اضافہ ہے کہ پھر آپ ﷺ نے 'بسم اللّٰہ' پڑھی اور کھانا تناول فرمایا۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

ا۔کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے چاہییں اور بسم اللہ پڑھتے ہوئے اپنے سامنے سے دائیں ہاتھ کے ساتھ کھانا کھانا چاہیے۔ ۲۔لقمہ چھوٹا لیجئے تا کہ چبانے کے دوران منہ سے باہر دکھائی نہ دے۔ ۳۔ چپا کی مار کر کھانا سنت کے خلاف ہے۔ ۴۔کھانے اور مشروبات میں پھونکنا جائز نہیں۔ ۵۔دعوت کھانے کے بعد شکریہ ادا کرتے ہوئے بہتر تبصرہ کرنا چاہیے۔ ۶۔اول آخر دعا پڑھنا نہ بھولیے۔ ۷۔ بسیار خوری کفار کا طریقہ ہے۔ ۸۔کھانے سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھنے والا شیطان کو اپنے ساتھ شریک کر لیتا ہے۔ ۹۔ نفاست کا تقاضا یہ ہے کہ کھانا تین انگلیوں کے ساتھ کھایا جائے۔ ۱۰۔کھانے کے بعد ہاتھ اور برتن صاف کرنا چاہیے۔ ۱۱۔ ٹیک لگا کر کھانا سنت کے خلاف ہے۔ ۱۲۔زمین پر بیٹھے ٹیبل پر رکھ کر کھانا سنت کے خلاف ہے۔ ۱۳۔ ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے کافی ہے۔ بشرطیکہ وہ صبر اور ایثار کے جذبے سے کھائیں۔ ۱۴۔کھانا کھانے کے بعد کلی کیے بغیر نماز پڑھ سکتے ہیں، البتہ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنا سنت ہے۔ ۱۵۔لہسن یا سگریٹ پی کر مسجد میں نہیں آنا چاہیے۔

❁❁❁

بَابُ الضِّيَافَةِ

مہمان نوازی کے آداب

عرب دنیا میں مہمان نوازی کے حوالے سے ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ مہمان کی خدمت کے لیے میزبان کے پاس ذاتی سواری یا دودھ دینے والے جانور کے سوا کچھ نہ ہوتا۔ اس کے باوجود اپنی روایات اور انا کی خاطر ذاتی سواری یا دودھ دینے والے جانور کو ذبح کر دیا کرتے تھے۔ تاہم بعض قبائل ایسے بھی تھے جو مہمان نوازی کے تصور سے بے خبر تھے۔ کئی دفعہ مہمان کی طرف سے یہ زیادتی ہوتی کہ وہ بلا وجہ اپنے میزبانوں کے ہاں کئی کئی دن ٹھہرا رہتا۔ رسولِ اکرم ﷺ نے عربوں کی روایتی مہمان نوازی اور کچھ لوگوں کی مہمان سے عدم التفاتی' کی اصلاح کرتے ہوئے اس کو دینی روایات کا جامہ پہناتے ہوئے فرمایا: کہ جو شخص دل کی گہرائیوں سے اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے مہمان کی خاطر مدارات کرنی چاہیے۔ کیونکہ کوئی آدمی دوسرے کے پاس ذاتی غرض یا تعلق داری کے جذبے سے ہی آیا کرتا ہے۔ کسی کا آنا ہر اعتبار سے میزبان کی عزت کا باعث ہے۔ اس لیے اسے مہمان کی آمد پر خوشی ہونی چاہیے۔ میزبان حتی المقدور مہمان کی خدمت کرے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ فرمایا کہ مہمان نوازی کی مدت تین دن تک ہے۔ اس کے بعد اگر مہمان کے ساتھ خصوصی برتاؤ نہ کیا جائے تو حرج نہیں۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُكْرِمْ ضَیْفَهٗ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْلِیَصْمُتْ وَفِیْ رِوَایَةٍ بَدْلَ الْجَارِ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ. (متفق علیه)1794-1

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو آدمی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف میں مبتلا نہ کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے اور ایک روایت میں پڑوسی کے بجائے یہ ہے کہ جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ شُرَیْحِ الْكَعْبِیِّ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُكْرِمْ ضَیْفَهٗ جَائِزَتُهٗ یَوْمٌ وَلَیْلَةٌ وَالضِّیَافَةُ ثَلٰثَةُ اَیَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا یَحِلُّ

حضرت ابو شریح کعبی ؓ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ ایک دن ایک رات خوب اہتمام کرے اور مہمان نوازی تین دن تک ہے اس کے بعد

لَـهُ اَنْ يَثْوِىَ عِنْدَهُ حَتّٰى يُحَرِّجَهُ. (متفق عليه)2-1795

صدقہ ہے اور اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اسی کے ہاں مقیم رہے یہاں تک کہ میزبان تنگی میں مبتلا کردے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ قَالَ قُلْتُ النَّبِيَّ ﷺ اِنَّکَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ لَا يَقْرُوْنَنَا فَمَا تَرٰى فَقَالَ لَنَا اِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَاَمَرُوْا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِيْ لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوْا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلُوْا فَخُذُوْا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِيْ يَنْبَغِيْ لَهُمْ. (متفق عليه)3-1796

حضرت عقبہ بن عامر ﷺ بیان کرتے ہیں میں نے رسولِ مکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا' آپ ﷺ ہمیں بھیجتے ہیں تو ہم ایسے لوگوں کے پاس ٹھہرتے ہیں جو ہماری مہمان نوازی نہیں کرتے' آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا اگر تم کسی قوم کے مہمان بنو وہ تمھارے لیے مہمان نوازی کا مناسب اہتمام کریں تو تم اسے قبول کرو اگر وہ مناسب اہتمام کریں تو ان سے مہمان نہ نوازی کا مناسب حق وصول کرسکتے ہو۔ (بخاری۔ مسلم)

فہم الحدیث

اس ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی کسی ایسے علاقے میں جائے جہاں اس کی جان پہچان ہو اور نہ ہی اس کے پاس زادِ راہ ہو۔ اگر وہاں کے لوگ مہمان نوازی کی طرف توجہ نہیں کرتے تو اسے حق حاصل ہے کہ وہ کسی سے تکرار کے ساتھ کھانا مانگ سکتا ہے کیونکہ اس کے بغیر اس کا گزارہ نہیں ہوسکتا۔

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ اَوْلَيْلَةٍ فَاِذَا هُوَ بِاَبِىْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ فَقَالَ مَا اَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوْتِكُمَا هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَا اَلْجُوْعُ قَالَ وَاَنَا وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَاَخْرَجَنِىَ الَّذِىْ اَخْرَجَكُمَا قُوْمُوْا فَقَامُوْا مَعَهٗ فَاَتٰى رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ فَاِذَا هُوَ لَيْسَ فِىْ بَيْتِهٖ فَلَمَّا رَاَتْهُ الْمَرْاَةُ قَالَتْ مَرْحَبًا وَاَهْلًا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَيْنَ فُلَانٌ قَالَتْ ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا مِنَ الْمَاءِ اِذْجَاءَ الْاَنْصَارِىُّ فَنَظَرَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَصَاحِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ مَا اَحَدٌ نِ الْيَوْمَ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں ایک دن یا ایک رات رسولِ اکرم ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کی ملاقات ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے ہوئی۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اس وقت تم کیوں گھروں سے نکلے ہو؟ ان دونوں نے جواب دیا بھوک کی وجہ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' مجھے بھی اسی چیز نے نکالا ہے جس نے تمھیں نکالا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا چلیں! تو وہ آپ ﷺ کے ہمراہ ہو گئے آپ ﷺ ایک انصاری کے ہاں گئے وہ گھر میں نہیں تھا جب اس کی بیوی نے آپ ﷺ کو دیکھا تو اس نے کہا آپ ﷺ کا تشریف لانا مبارک ہو آئیں خوش آمدید۔ رسولِ مکرم

اَكْرَمَ اَضْيَا فًا مِنِّیْ قَالَ فَانْطَلَقَ فَجَاءَ هُمْ بِعِذْقٍ فِیْهِ بُسْرٌ وَ تَمْرٌ وَ رُطَبٌ فَقَالَ كُلُوْا مِنْ هٰذِهٖ وَاَخَذَ الْمُدْيَةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِيَّاكَ وَالْحَلُوْبَ فَذَبَحَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ ذٰلِكَ الْعِذْقِ وَشَرِبُوْا فَلَمَّا اَنْ شَبِعُوْا وَرَوُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِاَبِیْ بَكْرٍ ؓ وَعُمَرَ ؓ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَتُسْاَلُنَّ عَنْ هٰذَا النَّعِيْمِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَخْرَجَكُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمُ الْجُوْعُ ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوْا حَتّٰى اَصَابَكُمْ هٰذَا النَّعِيْمُ. (رواہ مسلم) 1797-4

ﷺ نے پوچھا آپ کا خاوند کدھر ہے؟ عورت نے جواب دیا وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گیا ہے۔اسی وقت انصاری بھی آ گیا۔اس نے رسولِ کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے دونوں ساتھیوں کو مسرت بھری نگاہوں سے دیکھا پھر اس نے کہا اللہ کا شکر ہے آج مہمانوں کے اعتبار سے کوئی بھی مجھ سے عزت والا نہیں ہے۔راوی نے بیان کیا: وہ گیا اور ان کے پاس کھجور کے درخت کی ایک شاخ لایا جس میں کچی پکی عمدہ قسم کی کھجوریں تھیں۔اس نے عرض کیا آپ ﷺ تناول فرمائیں۔اور اس انصاری نے چھری ہاتھ میں لی' تو رسولِ اکرم ﷺ نے مشورہ دیا کہ دودھ والا جانور نہ ذبح کرنا۔اس نے آپ کے لیے بکری ذبح کی آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے دونوں ساتھیوں نے بکری کا گوشت اور کھجوریں تناول فرمائیں اور پانی پیا۔جب اچھی طرح کھا پی کر سیر ہو گئے تو رسولِ معظم ﷺ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' تم سے قیامت کے دن ان نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا۔تم بھوک کے گھروں سے نکلے تھے۔واپس لوٹنے سے پہلے تمھیں یہ نعمتیں نصیب ہوئیں۔(مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ مہمان کی خدمت کرنا ایمان کا تقاضا ہے۔

۲۔ مہمان نوازی کی مدت تین دن ہے۔

۳۔ بلاوجہ دوسرے کے ہاں ٹھہرے رہنا جائز نہیں۔

۴۔ ہر نعمت کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا۔

۵۔ بے تکلف عزیز و احباب کے ہاں کھانے پینے کی نیّت سے جانا جائز ہے۔

۶۔ آدمی کے پاس کچھ نہ ہو تو بھوک کی شدّت کی وجہ سے دوسرے سے کھانے پینے کی چیز مانگ سکتا ہے۔

بَابُ الْاَشْرِبَةِ

پینے کے آداب

کھانے پینے کے آداب کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کا خلاصہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ مشروبات کے باب میں آپ ﷺ کے فرامین کا لُبِ لباب یہ ہے کہ آدمی کو مشروبات غٹا غٹ نہیں پینے چاہیں۔ اس انداز سے پیٹ تو بھر جاتا ہے لیکن طبعیت سیر نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس طرح پینے سے ہوا کی کافی مقدار پیٹ میں بھر جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے پیٹ پھول جاتا ہے۔ لیکن پیاس نہیں بجھتی نیز غٹا غٹ پینے سے دھن سے مناسب مقدار میں ہاضم لعاب مشروب کے ساتھ شامل نہیں ہو سکتے جس وجہ سے اسے معدے کی طرف سے اپنائیت کی بجائے اجنبیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ گویا یہ کسی کے گھر میں باضابطہ مہذب اور شائستہ طریقہ سے آنے کی بجائے آدھمکنے والی بات ہوئی۔ جو مناسب نہیں اس لیئے اگر شدّتِ پیاس میں اس طرح پانی پیا جائے تو بسا اُوقات آدمی کے پیٹ میں درد شروع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح بند برتن یا ٹوٹی وغیرہ سے منہ لگا کر پینے سے بھی منع کیا گیا اس میں یہ حکمت ہے کہ بند برتن کے منہ کے ساتھ منہ لگا کر پانی پینے میں ایک تو یہ دقت پیش آتی ہے کہ برتن سے خارج ہونے والی ہوا جب خارج نہیں ہو پاتی تو پانی پینے میں مشکل محسوس ہوتی ہے۔ جس کا تجربہ مشروب کی بوتل کو اپنے منہ میں ڈال کر کیا جا سکتا ہے۔ دوسری پریشانی ایسے مشروبات جو پیک نہیں ہوتے ان میں کیڑے مکوڑے یا تنکا ہو تو پیتے وقت پیٹ میں چلے جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس حکمت کے پیش نظر آپ ﷺ نے اس انداز سے پینے سے بھی منع فرمایا ہے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلٰثاً (متفق عليه) وَ زَادَ مُسْلِمٌ فِيْ رِوَايَةٍ وَيَقُوْلُ اِنَّهٗ اَرْوٰى وَ اَبْرَأُ وَاَمْرَأُ. 1798-1

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ مشروب پیتے ہوئے تین بار سانس لیتے تھے۔ (بخاری ومسلم) مسلم کی ایک روایت میں اضافہ ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: اس طرح زیادہ سیرابی حاصل ہوتی ہے۔ صحت میں اضافہ ہوتا ہے اور ہضم کا فعل قوی ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ. (متفق عليه) 1799-2

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے مشکیزوں کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِخْتِنَاثَ الْاَسْقِيَةِ زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ وَاخْتِنَاثُهَا اَنْ يُقْلَبَ رَأْسُهَا ثُمَّ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے مشکیزے کے منہ کے اختناث سے منع فرمایا۔ ایک روایت میں وضاحت ہے کہ اختناث یہ ہے کہ اس کے منہ کو

يُشْرَبُ مِنْهُ (متفق عليه) 3-1800

الٹ کر اس سے پیا جائے۔ (بخاری، مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ نَهٰى اَنْ يُّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا. (رواه مسلم) 4-1801

حضرت انس ﷺ نبی کریم ﷺ کا بیان نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص کھڑے ہو کر پانی نہ پیئے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَشْرَبَنَّ اَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِىَ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَقِئْ. (رواه مسلم) 5-1802

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہو کر پانی نہ پیئے۔ اور جو شخص بھول کر کھڑے ہو کر پانی پی لے تو وہ قئے کردے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِدَلْوٍ مِّنْ مَاءِ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ. (متفق عليه) 6-1803

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں آبِ زم زم کا ڈول پیش کیا تو آپ ﷺ نے اسے کھڑے ہو کر پیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَلِيٍّ ﷺ اَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ قَعَدَ فِىْ حَوَائِجِ النَّاسِ فِىْ رَحْبَةِ الْكُوْفَةِ حَتّٰى حَضَرَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ ثُمَّ اُتِىَ بِمَاءٍ فَشَرِبَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَذَكَرَ رَأْسَهُ وَرِجْلَيْهِ ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اُنَاسًا يَكْرَهُوْنَ الشُّرْبَ قَائِمًا وَاَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ. (رواه البخاری) 7-1804

حضرت علی ﷺ کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے ظہر کی نماز ادا کی پھر لوگوں کی ضرورتوں کو حل کرنے کے لیے کوفہ کے کھلے میدان میں تشریف فرما ہوئے۔ یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ پھر حضرت علی ﷺ کے پاس پانی لایا گیا۔ انہوں نے اسے پیا اور اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو دھویا۔ راوی نے بیان کیا کہ انہوں نے اسی طرح سر اور دونوں پاؤں کو بھی دھویا۔ پھر انہوں نے کھڑے ہو کر باقی ماندہ پانی پیا۔ پھر فرمایا: کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ جانتے ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ نے بالکل اسی طرح کیا' جیسا میں نے کیا ہے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

عام طور پر کھڑے ہو کر کھانا' پینا مکروہ ہی نہیں بلکہ ممنوع ہے جیسے کہ صحیح مسلم کی سابقہ جیسے کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے لیکن مجبوراً کھڑے ہو کر کھانا پینا جائز ہے جبکہ کچھ مواقع ایسے ہیں جہاں کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔ ان میں سے وضوء کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا مسنون ہے۔ جیسے کہ نسائی باب صفۃ الوضوء حدیث نمبر ۹۵ ہے۔ نیز جامع ترمذی باب فی وضوء النبی کیف کان حدیث نمبر ۴۸ میں یہ وضاحت ہے کہ یہ صرف ایک چلو وضوء کے بچے ہوئے پانی سے لے کر کھڑے ہو کر پیا تھا۔

عَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ فَسَلَّمَ فَرَدَّ

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ ایک انصاری کے ہاں گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کا

الرَّجُلُ وَهُوَ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِي حَائِطٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ فِي شَنَّةٍ وَالَّا كَرَعْنَا فَقَالَ عِنْدِيْ مَاءٌ بَاتَ فِي شَنٍّ فَانْطَلَقَ اِلَى الْعَرِيْشِ فَسَكَبَ فِيْ قَدَحٍ مَاءً ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ فَشَرِبَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ اَعَادَ فَشَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِيْ جَاءَ مَعَهُ. (رواه البخاری)8-1805

ایک صحابی بھی تھا۔ آپ ﷺ نے اسلام علیکم کہا۔ اس نے آپ ﷺ کے سلام کا جواب دیا' جبکہ وہ باغ میں پانی لگا رہا تھا نبی کرم ﷺ نے اس سے پوچھا: اگر تیرے پاس رات کا پانی مشکیزے میں ہے۔ تو ہم پی لیتے ہیں ورنہ ہم منہ لگا کر پانی پی لیں گے۔ اس نے جواب دیا: میرے ہاں مشکیزے میں پانی ہے۔ وہ چھپر کی جانب چل دیا اس نے پیالے میں پانی ڈالا۔ پھر اس میں گھریلو بکری کا دودھ دوہا تو نبی کریم ﷺ نے پیا پھر اس نے مزید پانی اور دودھ ڈالا' تو اس شخص نے پیا' جو آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ (بخاری)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الَّذِيْ يَشْرَبُ فِيْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ. (متفق علیه) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ اِنَّ الَّذِيْ يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ فِيْ آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ. 9-1806

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ ڈالتا ہے۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں ہے کہ جو شخص چاندی اور سونے کے برتنوں میں کھاتا پیتا ہے........"

عَنْ حُذَيْفَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوْا فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَأْكُلُوْا فِيْ صِحَافِهَا فَاِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهِيَ لَكُمْ فِي الْاٰخِرَةِ. (متفق علیه)10-1807

حضرت حذیفہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ محترم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: باریک اور دیباج ریشم نہ پہنو اور سونے چاندی کے برتنوں میں نہ پیو اور نہ ہی ان کی پلیٹوں میں کھاؤ۔ بے شک یہ چیزیں دنیا میں غیر مسلموں کے لیے ہیں اور آخرت میں تمھارے لیے ہیں۔ (بخاری۔ مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ حُلِبَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَاةٌ دَاجِنٌ وَشِيْبَ لَبَنُهَا بِمَاءٍ مِّنَ الْبِئْرِ الَّتِيْ فِيْ دَارِ اَنَسٍ فَاُعْطِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْقَدَحَ فَشَرِبَ وَعَلٰى يَسَارِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ عُمَرُ اَعْطِ اَبَا بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَعْطَى الْاَعْرَابِيَّ الَّذِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ الْاَيْمَنُ فَالْاَيْمَنُ

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ گرامی ﷺ کے لیے ایک گھریلو بکری کا دودھ دوہا گیا اور دودھ میں اس کنوئیں سے پانی ملایا گیا' جو انس ؓ کے گھر میں تھا۔ رسولِ اکرم ﷺ کو پیالہ دیا گیا۔ آپ ﷺ نے پیا۔ آپ ﷺ کی بائیں جانب ابوبکر ؓ تھے اور دائیں جانب ایک دیہاتی تھا۔ حضرت عمر ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ ابوبکر کو پکڑائیں۔ لیکن آپ ﷺ نے بدوی کو پکڑایا' جو

وَفِیْ رِوَایَةٍ اَلْاَیْمَنُوْنَ اَلْاَیْمَنُوْنَ اَلَا فَیَمِّنُوْا (متفق علیه)11-1808

آپ ﷺ کی دائیں جانب تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا دائیں جانب والا مقدّم ہے۔ ایک روایت میں ہے دائیں جانب والے دائیں جانب والے (مقدّم ہیں) سُنو تم دائیں جانب والوں کو مقدم رکھو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ یَمِیْنِهٖ غُلَامٌ اَصْغَرُ الْقَوْمِ وَالْاَشْیَاخُ عَنْ یَسَارِهٖ فَقَالَ یَا غُلَامُ اَتَاْذَنُ اَنْ اُعْطِیَهُ الْاَشْیَاخَ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِاُوْثِرَ بِفَضْلٍ مِّنْکَ اَحَدًا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَعْطَاهُ اِیَّاهُ. (متفق علیه)12-1809

حضرت سہل بن سعد ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک پیالہ لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے پیا۔ آپ ﷺ کے دائیں جانب ایک نوعمر لڑکا تھا اور عمر رسیدہ لوگ بائیں جانب بیٹھے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: برخوردار کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے۔ میں یہ پیالہ عمر رسیدہ لوگوں کو دوں؟ اس نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ ﷺ کے بچے ہوئے (مشروب) اپنے سے کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا تو آپ ﷺ نے پیالہ لڑکے کو تھما دیا۔ (بخاری، مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ پانی تین بار سانس لے کر پینا چاہیے۔

۲۔ بغیر عذر کے کھڑے ہو کر کھانا پینا منع ہے۔

۳۔ وضو اور زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پینا سنّت ہے۔

۴۔ چاندی اور سونے کے برتن میں کھانا پینا حرام ہے۔

۵۔ تقسیم کرتے وقت دائیں ہاتھ سے ابتدا کرنی چاہیے۔

۶۔ دودھ میں پانی ملا کر پینا سنت ہے۔ لیکن پانی ملا کر دودھ بیچنا حرام ہے۔

بَابُ النَّقِيعِ وَالْاَنْبِذَةِ

منقہ اور کھجور سے تیار کردہ نبیذ

جس طرح ہمارے ہاں گاجر میں کچھ دن پانی ڈال کر مٹکے میں کانجی بنائی جاتی ہے۔عربوں کے ہاں بھی یہ رواج تھا وہ کھجوروں میں پانی ڈال کر کچھ وقت کے لیے برتن کا منہ بند کر دیا کرتے تھے۔اس طرح ایک میٹھا مشروب تیار کرتے جسے نبیذ کہا جاتا ہے۔اس مشروب کے لیے آپ ﷺ نے یہ ہدایت فرمائی کہ اس کو جلدی پی لینا چاہیے کیونکہ تاخیر کی صورت میں اس میں جوش یعنی نشہ پیدا ہو جاتا ہے اور نشہ آور چیز کو آپ ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔ایسے ہی کھجور کے تنے کو کھود کر اس میں نبیذ بنانے سے بھی منع کر دیا گیا۔کیونکہ لوگ اس طرح شراب بنایا کرتے تھے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِقَدَحِيْ هٰذَا الشَّرَابَ كُلَّهُ الْعَسَلَ وَالنَّبِيْذَ وَالْمَاءَ وَاللَّبَنَ. (رواه مسلم)1810-1

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں: میں نے اپنے اس پیالے میں رسولِ معظم ﷺ کو ہر قسم کا مشروب یعنی شہد' نبیذ' پانی اور دودھ پلایا۔(مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سِقَاءٍ يُوْكَأُ اَعْلَاهُ وَلَهُ عَزْلَاءُ نَنْبِذُهُ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ عِشَاءً وَنَنْبِذُهُ عِشَاءً فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً. (رواه مسلم) 1811-2

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہم مشکیزے میں رسولِ معظم ﷺ کے لیے نبیذ تیار کرتے تھے۔مشکیزے کے اوپر کے منہ کو رسی کے ساتھ بند کر دیا جاتا اور اس کے نچلے حصے میں ایک ٹونٹی نما سوراخ ہوتا۔ہم صبح کے وقت نبیذ بناتے تو آپ اسے شام کے وقت نوش فرماتے اور جب ہم شام کے وقت نبیذ بناتے تو آپ ﷺ صبح کے وقت نوش فرماتے۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُنْبَذُ لَهُ اَوَّلَ اللَّيْلِ فَيَشْرَبُهُ اِذَا اَصْبَحَ يَوْمَهُ ذٰلِكَ وَاللَّيْلَةَ الَّتِيْ تَجِيْءُ وَالْغَدَ وَاللَّيْلَةَ الْاُخْرٰى وَالْغَدَ اِلَى الْعَصْرِ فَاِنْ بَقِيَ شَيْءٌ سَقَاهُ الْخَادِمَ اَوْ اَمَرَ بِهٖ فَصُبَّ. (رواه مسلم)1812-3

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ کے لیے رات کے شروع میں نبیذ تیار کیا جاتا۔جب صبح ہوتی تو آپ ﷺ اسے تمام دن' اگلی رات' دوسرے دن' اس سے اگلی رات اور تیسرے روز عصر کے وقت تک پیتے رہتے۔اور اگر کچھ باقی رہ جاتا تو اسے خادم کو پلا دیتے' یا بہا دینے کا حکم دیتے۔(مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ كَانَ يُنْبَذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سِقَاءٍ فَاِذَا لَمْ يَجِدُوْا سِقَاءً يُنْبَذُ لَهُ فِيْ تَوْرٍ مِّنْ حِجَارَةٍ. (رواه مسلم)1813-4

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں رسولِ مکرم ﷺ کے لیے مشکیزے میں نبیذ بنایا جاتا۔اور جب مشکیزہ نہ ملتا تو پتھر کے برتن میں نبیذ تیار کیا جاتا۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسولِ

عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيرِ وَاَمَرَ اَنْ يُنْبَذَ فِي اَسْقِيَةِ الْاَدَمِ (رواہ مسلم 5-1814

محترم ﷺ نے کدو، سبز مٹکے، چینی کے برتن اور کھجور کے تنے سے بنائے گئے برتن میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا۔ اور حکم دیا چمڑے کے مشکیزوں میں نبیذ بنائی جائے۔ (مسلم)

عَنْ بُرَيْدَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الظُّرُوْفِ فَاِنَّ ظَرْفًا لَا يُحِلُّ شَيْئًا وَّ لَا يُحَرِّمُهُ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

وَ فِيْ رِوَايَةٍ قَالَ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْاَشْرِبَةِ اِلَّا فِيْ ظُرُوْفِ الْاَدَمِ فَاشْرَبُوْا فِيْ كُلِّ وِعَاءٍ غَيْرَ اَنْ لَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا (رواہ مسلم) 6-1815

حضرت بریدہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے تمھیں چند برتنوں کے استعمال سے منع کیا تھا' لیکن کوئی برتن کسی چیز کو حلال یا حرام نہیں کرتا۔ اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ اور ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمھیں چمڑے کے برتنوں کے سوا دوسرے برتنوں میں پینے سے منع کیا تھا۔ اب تمھیں ان برتنوں کے استعمال کی اجازت ہے۔ البتہ تم نشہ آور مشروب نہ پیو۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى ﷺ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَبِيْذِ الْجَرِّ الْاَخْضَرِ قُلْتُ اَنَشْرَبُ فِي الْاَبْيَضِ قَالَ لَا. (رواہ البخاری) 7-1816

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے سبز مٹکے میں تیار شدہ نبیذ کے استعمال سے منع فرمایا: عبداللہ بن ابی اوفی ﷺ کہتے ہیں: میں نے پوچھا: کیا ہم سفید مٹکے میں نبیذ بنا کر پی سکتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! (بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

۲۔ شراب کے مخصوص برتنوں میں کھانا پینا مناسب نہیں ہے۔

۳۔ شراب بذاتِ خود بیماری ہے۔

۴۔ کوئی چیز کسی مخصوص نام سے یا خاص برتن میں حرام نہیں۔ حرمت کا اصل سبب نشہ ہے۔ آپ کا فرمان: ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ آپ کے اس فرمان سے ہر نشہ آور مشروب خواہ وہ کسی نام سے معروف ہو حرام ہے۔ اسی طرح ہر معجون جیسے افیم' یا پاؤڈر جیسے ہیروئین نشہ آور ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔ اسی طرح ہر نشہ آور انجیکشن' ہر نشہ آور پرفیوم' نشہ آور ٹانک' نشہ آور مرہم' مالشین وغیر شرعاً حرام سمجھے جائیں گے۔

۵۔ کانجی کی طرح کھجور، انگور کا مشروب پینا جائز ہے۔

۶۔ ایسے مشروب کو جلدی پی لینا چاہیے۔

۷۔ مشروب میں جوش پیدا ہو جائے تو اسے پینا منع ہے۔

بَابُ تَغْطِيَةِ الْاَوَانِیْ وَغَیْرِھَا

برتنوں کو ڈھانپنے، دروازے بند کرنے اور چراغ بجھانے کی تلقین

اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء دنیا میں مبعوث فرمائے وہ دین کے ساتھ لوگوں کو دنیاوی امور کا سلیقہ بھی سمجھاتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں بالخصوص قرآن حکیم نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ. (ال عمران: ۱۶۴)

وہ لوگوں کو تعلیم و حکمت سکھلانے کے ساتھ ان کا تزکیہ کرتے ہیں

"آپ ﷺ لوگوں کو دینی تعلیمات کے ساتھ حکمت و دانش سے بھی ہمکنار کرتے ہیں"۔ آپ نے تہذیب و تمدّن کے مختلف پہلوؤں کو روشن فرمایا، جن میں یہ بھی تھا، کہ رات سوتے وقت کھانے پینے والے برتنوں کو ڈھانپا جائے۔ کیونکہ ان کے منہ نہ ڈھکنے کی صورت میں ان میں گردوغبار، کیڑے مکوڑے اور کئی قسم کے گندے اور زہریلے جراثیم داخل ہو جاتے ہیں۔ اور ایسا نہ کرنے کو آپ ﷺ نے شیطانی عمل سے تعبیر فرمایا ہے۔ کیونکہ شیطان آدمی کو ہر اعتبار سے نقصان پہنچانے کے درپے رہتا ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ سوتے وقت بلاوجہ آگ جلائے رکھنے کی بجائے اسے بجھا دینا چاہیے۔ ایک تو اندھیرے میں سونے سے سکون ملتا ہے اور دوسرا جلتی ہوئی آگ چھوڑنے کے نقصانات سے انسان محفوظ رہتا ہے۔ بجلی کے بل میں یقیناً کمی واقع ہوتی ہے۔

الفصل الاول

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ اَوْ اَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَاِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوْهُمْ وَاَغْلِقُوا الْاَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا وَاَوْكُوْا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرُوْا اٰنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ اَنْ تَعْرُضُوْا عَلَيْهِ شَيْئًا وَاَطْفِئُوْا مَصَابِيْحَكُمْ. (متفق عليه)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَ خَمِّرُوا الْاٰنِيَةَ وَاَوْكُوا الْاَسْقِيَةَ وَاَجِيْفُوا الْاَبْوَابَ وَاكْفِتُوْا صِبْيَانَكُمْ عِنْدَ الْمَسَاءِ فَاِنَّ لِلْجِنِّ انْتِشَارًا وَخَطْفَةً وَاَطْفِئُوا الْمَصَابِيْحَ عِنْدَ الرُّقَادِ فَاِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ

پہلی فصل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: جب رات چھا جائے، یا شام ہو جائے، تو اپنے بچوں کو گھروں سے باہر نکلنے سے روکو۔ کیونکہ اس وقت شیطان گھومنے پھرنے لگ جاتا ہے۔ اور جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو اپنے بچوں کو آزاد کردو۔ دروازے بند رکھو اور انہیں بند کرتے وقت بسم اللہ پڑھو، کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا۔ اور بسم اللہ پڑھ کر مشکیزے کے منہ پر رسی باندھا کرو، اور اپنے برتنوں کو بسم اللہ پڑھ کر ڈھانپا کرو، اگر چہ ان پر کوئی معمولی چیز ہی کیوں نہ رکھنی پڑے۔ نیز سوتے وقت چراغوں کو بجھا دیا کرو۔ (بخاری۔ مسلم) اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: برتنوں کو ڈھانپو، مشکیزے کے منہ بند کرو، دروازوں کو بند رکھو، اور شام کے وقت

رُبَمَا اجْتَرَّتِ الْفَتِيْلَةَ فَاَحْرَقَتْ اَهْلَ الْبَيْتِ . وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ غَطُّوا الْاِ نَاءَ وَاَوْكُوا السِّقَاءَ وَاَغْلِقُوا الْاَبْوَابَ وَاَطْفِئُوا السِّرَاجَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحِلُّ سِقَاءً وَلَا يَفْتَحُ بَابًا وَلَا يَكْشِفُ اِنَاءً فَاِنْ لَمْ يَجِدْ اَحَدُكُمْ اِلَّا اَنْ يَعْرِضَ عَلٰى اِنَائِهٖ عُوْدًا وَيَذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ فَلْيَفْعَلْ فَاِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلٰى اَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ . وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ لَا تُرْسِلُوْا مَوَاشِيَكُمْ وَصِبْيَانَكُمْ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يُبْعَثُ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَاءَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ غَطُّوْا الْاِنَاءَ وَاَوْكُوا السِّقَاءِ فَاِنَّ فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيْهَا وَبَاءٌ لَا يَمُرُّ بِاِنَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ غِطَاءٌ اَوْسِقَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ وِكَاءٌ اِلَّا نَزَلَ فِيْهِ مِنْ ذٰلِكَ الْوَبَاء. 1-1817

بچوں کو گھر سے باہر جانے سے روکے رکھو۔اس لیے کہ اس دوران شیطان جن' پھیل جاتے ہیں اور وہ بچوں کو اُچک لیتے ہیں۔ (یعنی بچوں کو نقصان پہنچاتے ہیں) اور سوتے وقت چراغوں کو بجھادیا کرو'اس لیے کہ بعض اوقات چوہیا چراغ کی بتی کھینچ لے جاتی ہے اور اہلِ خانہ سمیت پورے گھر کو جلانے کا ذریعہ بنتی ہے۔اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: برتنوں کو ڈھانپ کر رکھو' مشکیزوں کے منہ کو رسی سے باندھو' دروازوں کو بند رکھو اور چراغ بجھاؤ' اس لیے کہ شیطان بند مشکیزوں اور بند دروازوں کو نہیں کھولتا۔ نیز ڈھانپے ہوئے برتن کو بھی نہیں کھولتا۔ اگر تمھیں ڈھانپنے کے لیے لکڑی ہی ملے تو اسے برتن پر بسم اللہ پڑھ کر رکھو۔ بے شک چوہیا اہلِ خانہ سمیت ان کے گھر پر آگ بھڑکا دیتی ہے۔اور دوسری روایت میں ہے ۔آپ ﷺ نے فرمایا سورج غروب ہونے کے وقت اپنے چارپاؤں یا اپنے بچوں کو آزاد نہ چھوڑو' جب تک اندھیرا پوری طرح نہ چھا جائے۔اس لیے کہ شیطان سورج غروب ہونے کے وقت سے عشاء کے اندھیرے کے چھانے تک گھومتے پھرتے رہتے ہیں۔ مسلم کی ہی ایک اور روایت میں ہے' آپ ﷺ نے فرمایا: برتنوں کو ڈھانپ کر رکھو' مشکیزوں کا منہ بند کر کے رکھو۔ اس لیے کہ سال میں ایک ایسی رات آتی ہے' جس میں وبا نازل ہوتی ہے۔ اور جس برتن پر ڈھکنا نہ ہو یا جس مشکیزے کا منہ بند نہ ہو یہ وبا اس میں اتر پڑتی ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ اَبُوْ حُمَيْدٍ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ مِنَ النَّقِيْعِ بِاِنَاءٍ مِّنْ لَبَنٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَلَّا خَمَّرْتَهٗ وَلَوْ اَنْ تَعْرِضَ عَلَيْهِ عَوْدًا. (متفق علیه) 2-1818

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں: ابوحمید انصاری 'نقیع' مقام سے دودھ کا بھرا ہوا ایک برتن نبی کریم ﷺ کے پاس لایا۔تو نبیِ مکرم ﷺ نے فرمایا: تجھے اس کو ڈھانپنا چاہیے تھا۔ اگرچہ اس پر لکڑی رکھ دیتا۔ (بخاری و مسلم)

. عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ حِيْنَ تَنَامُوْنَ. (متفق علیه) 3-1819

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی معظم ﷺ نے فرمایا: سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ جلتی نہ چھوڑا کرو۔ (بخاری۔مسلم)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی ﷺ قَالَ احْتَرَقَ بَیْتٌ بِالْمَدِیْنَةِ عَلٰی اَهْلِهٖ مِنَ اللَّیْلِ فَحُدِّثَ بِشَاْنِهٖ النَّبِیُّ ﷺ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ النَّارَ اِنَّمَا هِیَ عَدُوٌّ لَکُمْ فَاِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْهَا عَنْکُمْ. (متفق علیه)4-1820

حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷺ بیان کرتے ہیں: رات کے وقت مدینہ منورہ میں ایک گھر اہلِ خانہ سمیت آگ کی لپیٹ میں آ گیا۔اس واقعہ کا تذکرہ نبی محترم ﷺ سے کیا گیا۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: آگ تمھارے لیے ایک دشمن (کی طرح) ہے۔اس لیے سونے سے پہلے آگ بجھا دیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ مغرب کے فوراً بعد چھوٹے بچوں کو گھر سے نکلنے سے روکنا چاہیے۔

۲۔ رات کے وقت دروازے بند کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔

۳۔ سوتے وقت آگ اور لائٹ وغیرہ بجھا دینی چاہیے۔

۴۔ رات کو برتن ڈھانپنے چاہئیں۔

۵۔ شام کے وقت جنات وشیاطین کا خصوصی ہلاّ گلا ہوتا ہے اس لیے مسلمان کو اس وقت خصوصی شرعی حفاظتی ذرائع کا اہتمام کرنا چاہیے۔

كِتَابُ اللِّبَاسِ

لباس اور اس کے آداب

اللہ تعالیٰ نے لباس کی ضرورت واہمیت بیان کرتے ہوئے صرف مسلمان یا کسی خاص قبیلے اور قوم کو ہی مخاطب نہیں فرمایا بلکہ لباس کی مقصدیت اجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ لباس نوع انسان کی زینت اور ستر پوشی کا مظہر ہے۔

يَابَنِي اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِيْشًا وَ لِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ٥ (سورة اعراف ۲٦ . پ ۸)

''اے آدم کی اولاد! ہم نے تمہارے لئے لباس نازل کیا جو تمہارے جسموں کو ڈھانپنے کیساتھ تمہارے وجود کی حفاظت اور زینت کا ذریعہ ہے۔ بہترین لباس پرہیزگاری کا لباس ہے۔''

ریش ریش پرندے کے پروں کو بھی کہا جاتا ہے۔ جو اس کا لباس ہونے کے ساتھ ساتھ حسن وزیبائی کا باعث اور پھر اس کی اڑان اور پروان کا ذریعہ بھی ہیں۔ انسان کیونکہ پوری مخلوق میں ظاہری اور معنوی اعتبار سے خوب صورت ترین پیدا کیا گیا ہے۔ جیسے کہ فرمایا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ٥ (التین. پ ۳۰)

''بلاشبہ ہم نے انسان کو بہترین انداز میں تخلیق کیا ہے۔''

اس لئے ضروری ہے کہ آدمی ایسا لباس زیب تن کرے جو وضع قطع اور رنگ و ڈیزائن کے اعتبار سے اس کی قد و قامت' نکھار اور سنوار میں اضافہ کا باعث ہو۔ دوسرا مقصد تقویٰ قرار پایا۔ یہاں تقویٰ کے دونوں معنی مراد لینے کی انجائش ہے۔ یعنی باطنی طہارت کے ساتھ ساتھ ظاہری کثافت ونجاست اور موسموں کی حدت و برودت' ہوا اور فضا کے برے اثرات سے اپنے آپ کو بچانا۔ اسی کے باعث آپؐ ہمیشہ موسم کے مطابق لباس زیب تن فرماتے۔ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ گرمیوں میں آپؐ کھلا کرتا پہنتے۔ جب آپؐ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو بسا اوقات سامنے بیٹھا ہوا آدمی آپؐ کی آستینوں سے بغلوں کے قریب بازوؤں کی سفیدی دیکھ سکتا تھا۔

وَاِنَّهٗ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ. (مشكوة كتاب الاستسقاء)

''آپؐ نے اس قدر ہاتھ بلند کئے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔''

اور اسی طرح آپؐ سردیوں میں نسبتاً چست لباس استعمال فرماتے۔ یہاں تک کہ آپؐ ایک دفعہ وضو کرنے لگے تو کہنیوں کو دھونے کے لئے آستینیں چڑھانا چاہیں' جب اوپر نہ ہو پائیں تو آپؐ کو اچکن اتارنا پڑی۔

اور تقوی کے باطنی معنی کے لحاظ سے لباس کا دوسرا مقصد شرم وحیا کے تمام تقاضوں کو ملحوظ رکھنا ہے۔ اگر لباس موسم کے مطابق نہیں تو صحت خراب ہونے کا اندیشہ ہے اور اگر شریعت کے تقاضے پورے نہیں کرتا تو حیا کے رخصت ہونے کا خدشہ ہے۔ اسی بنا پر خاص کر عورت کو شرم وحیا کی تلقین فرماتے ہوئے پردے کا حکم دیا۔ عَنْ اِبْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِیِّ قَالَ الْمَرْاَةُ فَاِذَا

خَرَجَتِ اسْتَشْرَ فَهَا الشَّیْطٰنُ .(رواہ الترمذی) ''جناب عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: عورت پردہ ہے اور اسے پردے میں ہی رہنا چاہیے۔ جب کوئی عورت بے پردہ باہر نکلتی ہے تو شیطان صفت لوگ اس کو اپنی نظروں کا نشانہ بناتے ہیں۔''

اور یہ بھی فرمایا کہ عورتیں زیادہ باریک لباس نہ پہنیں۔ جس سے ان کا جسم نظر آئے۔ اور لباس کے باوجود برہنہ دکھائی دینے والی عورتوں پر پھٹکار کے الفاظ استعمال کئے۔

عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ اَسْمَآءَ بِنْتَ اَبِیْ بَکْرٍ دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ عَلَیْهَا ثِیَابٌ رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَقَالَ یَا اَسْمَآءُ اِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَابَلَغَتِ الْمَحِیْضَ لَنْ یَصْلُحَ اَنْ یُرٰی مِنْهَا اِلَّا وَ هٰذَا وَ اَشَارَ اِلٰی وَجْهِهٖ وَ کَفَّیْهِ. (ابو داود)

''حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں (میری بہن) اسماء بنت ابی بکرؓ رسول پاکؐ کے پاس آئیں اور وہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔ تو آپؐ نے ان کی طرف سے چہرہ پھیر لیا اور کہا: اے اسماء! جب عورت جوان ہو جائے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ اس کے ہاتھوں اور چہرے کے علاوہ جسم کو کوئی حصہ نظر آئے۔''

دوسری روایات میں یہ وضاحت موجود ہے کہ چہرے کا ڈھانپنا نہایت ضروری ہے کیونکہ اگر چہرہ ننگا ہو تو پردے کا تقاضا پورا نہیں ہوتا۔

غرور اور تکبر سے حبرّ الباِ بھی ہے۔ غرور و تکبر سے بچنے کے لئے مردوں کو ٹخنوں سے نیچے تہبند رکھنے سے منع کر دیا۔ جیسا کہ ''حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص ٹخنوں سے نیچے تہبند رکھے گا اس کے ٹخنوں کو آگ میں جلایا جائے گا۔'' (بخاری)

آپ ﷺ کے ملبوسات کے رنگ و ڈیزائن

عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِیَ قَالَ اِلْبَسُو الثِّیَابَ الْبِیْضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَ اَطْیَبُ وَ کَفِّنُوا فِیْهَا مَوْتَاکُم. (الترمذی)

''حضرت سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو۔

اور اپنے فوت ہونے والوں کو سفید کپڑوں میں کفن دیا کرو۔''

اس پسندیدگی کے باوجود آپ ﷺ رنگ دار لباس بھی زیب تن کرتے تھے۔ خصوصاً وفود سے ملاقات کرتے ہوئے گیری رنگ کا لباس پہنتے۔ تاہم بالکل کالا' سبز اور سرخ رنگ آپ ﷺ نے کبھی استعمال نہیں کیا۔ مخصوص لباس اور ہمیشہ ایک ہی رنگ اختیار کئے رکھنا نیکی کی نمائش اور جاہل صوفیاء کا طریقہ ہے۔

احادیث کی مقدس دستاویزات میں کالے یا سرخ رنگ کے لباس کے جو اشارے ملتے ہیں اس سے مراد سرخی یا سیاہی مائل لکیر دار کپڑے ہیں۔ حافظ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ بالکل سیاہ' سبز اور سرخ لباس آپؐ نے نہیں پہنا۔ حدیث میں ایسے رنگوں سے مراد ان رنگوں کا غالب ہونا ہے۔ البتہ دستار مبارک اور سردیوں میں اوپر لینے والی چادر خالص کالے رنگ کی استعمال فرمائی۔

وضع قطع کے اعتبار سے چند معمولی تبدیلیوں کے ساتھ آپؐ نے وہی لباس استعمال فرمایا جو اس زمانے میں لوگ پہنا کرتے

تھے۔ اس دور میں لوگ اکثر قمیص کے ساتھ تہبند اور سر پر دستار سجایا کرتے تھے۔ یہی بڑے اور معزز لوگوں کا لباس ہوا کرتا تھا۔ البتہ معاشرے میں پاجامہ اور شلوار بھی لوگوں کے زیرِ استعمال تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن قیمؒ امام نوویؒ نے بابت احادیث نقل کی ہیں کہ نبی محترم ﷺ شلوار بھی پہنا کرتے تھے۔ صحابہ کرامؓ سے شلوار، پاجامہ اور سروں پر ٹوپیاں پہننے کے تو بہت سے ثبوت موجود ہیں۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَ اَحَبُّ الثِّيَابِ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ اَنْ يَلْبَسَهَا الْحِبَرَةَ. (متفق عليه)1821-1

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ جس لباس کو پہننا زیادہ محبوب جانتے تھے وہ دھاری دار لباس تھا۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ لَبِسَ جُبَّةً رُوْمِيَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ. (متفق عليه)1822-2

حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی معظم ﷺ نے رومی جبہ زیب تن فرمایا جس کی آستینیں تنگ تھیں۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ ﷺ قَالَ اَخْرَجَتْ اِلَيْنَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كِسَاءً مُلَبَّدًا وَاِزَارًا غَلِيْظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوْحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ هٰذَيْنِ. (متفق عليه)1823-3

حضرت ابو بردہ ﷺ بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک ایسی چادر نکال کر دکھائی جس میں پیوند لگے ہوئے تھے کہ اور ایک ایسا تہہ بند دکھایا جو موٹے سوت سے بنا ہوا تھا اور بتایا جب رسولِ مکرم ﷺ کی روحِ قبض کی گئی تو آپ ﷺ نے یہ دو چادریں زیب تن کر رکھی تھیں۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِيْ يَنَامُ عَلَيْهِ اَدَمًا حَشْوُهُ لِيْفٌ. (متفق عليه)1824-4

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس بستر پر آپ ﷺ سویا کرتے تھے وہ چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ وِسَادُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِيْ يَتَّكِئُ عَلَيْهِ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهُ لِيْفٌ. (رواه مسلم)1825-5

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جس تکیہ پر ٹیک لگاتے تھے وہ چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ (مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ فِيْ بَيْتِنَا فِيْ حَرِّ الظَّهِيْرَةِ قَالَ قَائِلٌ لِاَبِيْ بَكْرٍ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُقْبِلًا مُتَقَنِّعًا. (رواه

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک دفعہ ہم اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے، دوپہر کی گرمی تھی۔ کسی کہنے والے نے حضرت ابو بکر ﷺ کو بتایا کہ یہ اللہ کے رسولِ محترم ﷺ

البخاری)1826-6

تشریف لے آئے ہیں۔رسولِ معظم ﷺ نے اپنا سر مبارک ڈھانپا ہوا تھا۔بخاری

عَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِاِمْرَأَتِهِ وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ. (رواه مسلم)1827-7

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے اسے خبردار کیا کہ ایک بستر خاوند کا دوسرا بیوی کا تیسرا مہمان کا اور چوتھا شیطان کا ہے۔(مسلم)

فہم الحدیث

اس سے مراد وہ فضول بستر ہیں۔جن سے منع کیا گیا ہے۔اگر کسی کے گھر مہمانوں کی آمدرفت زیادہ ہوتو ضرورت کے مطابق اس سے زیادہ بستر بنا سکتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهُ بَطَرًا. (متفق عليه)1828-8

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی جانب نہیں دیکھے گا جو تکبر کے ساتھ چادر لٹکا کر چلتا ہے۔(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. (متفق عليه)1829-9

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص تکبر کے ساتھ چادر کھینچ کر چلا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی جانب نہیں دیکھے گا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ اِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ خُسِفَ بِهٖ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِی الْاَرْضِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ. (رواه البخاری)1830-10

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک دفعہ ایک شخص تکبر کے ساتھ چادر گھسیٹ کر چل رہا تھا تو اسے زمین میں دھنسا دیا گیا۔اب وہ قیامت کے دن تک زمین میں دھنستا رہے گا۔(بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ. (رواه البخاری)1831-11

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: ٹخنوں سے نیچے چادر دوزخ میں ہے۔(بخاری)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَاْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهٖ اَوْ يَمْشِیَ فِیْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ وَاَنْ يَشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ اَوْ يَحْتَبِیَ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهٖ. (رواه

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے بائیں ہاتھ سے کھانے' ایک جوتے میں چلنے اور اس طرح چادر لپیٹنے کہ ہاتھ باہر نہ نکل سکیں یا ایک کپڑے کو اس طرح استعمال کرنے سے کہ اس کی شرم گاہ نظر آنے لگے' منع

مسلم)1832-12

فرمایا۔(مسلم)

عَنْ عُمَرَ وَ اَنَس وَ ابْنِ الزُّبَيْرِ وَ اَبِیْ اُمَامَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِیْرَ فِی الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِی الْاٰخِرَةِ. (متفق عليه)1833-13

حضرت عمرؓ انسؓ ابن زبیرؓ اور ابوامامہ ﷺ نبی مکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دنیا میں ریشمی لباس پہنے گا اسے آخرت میں ایسا لباس نہیں پہنایا جائے گا۔(بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ فِی الدُّنْيَا مَنْ لاَخَلاَقَ لَهُ فِی الْاٰخِرَةِ. (متفق عليه)1834-14

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا دنیا میں جو لوگ ریشم پہنتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔(بخاری و مسلم)

عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَشْرَبَ فِیْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ وَاَنْ نَّاْكُلَ فِيْهَا وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَاَن نَجْلِسَ عَلَيْهِ. (متفق عليه)1835-15

حضرت حذیفہ ﷺ بیان کرتے ہیں: ہمیں رسولِ محترم ﷺ نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے، موٹا اور باریک ریشم پہننے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ عَلِیٍّ ﷺ قَالَ اُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُلَّةٌ سِيَرَاءُ فَبَعَثَ بِهَا اِلَیَّ فَلَبِسْتُهَا فَعَرَفْتُ الْغَضَبَ فِی وَجْهِهٖ فَقَالَ اِنِّی لَمْ اَبْعَثْ بِهَا اِلَيْکَ لِتَلْبَسَهَا اِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا اِلَيْکَ لِتُشَقِّقَهَا خُمُرًا بَيْنَ النِّسَاءِ. (متفق عليه)1836-16

حضرت علی ﷺ فرماتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ کو ایک ریشم کا 'جبہ' تحفہ دیا گیا آپ نے اسے میری جانب بھیجا تو میں نے اسے پہن لیا۔ تو میں نے آپ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار پائے۔ آپ نے فرمایا: میں نے اسے تیری جانب اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ تو اسے پہن لے میں نے تو اسے تیری طرف اس لیے بھیجا تھا کہ تو اسے پھاڑ کر عورتوں کے دوپٹے بنا لے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ عُمَرَ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ اِلَّا هٰكَذَا وَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِصْبَعَيْهِ الْوُسْطٰی وَالسَّبَّابَةَ وَضَمَّهُمَا. (متفق عليه) وَفِیْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ اَنَّهُ خَطَبَ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ اِلَّا مَوْضِعَ اِصْبَعَيْنِ اَوْ ثَلٰثٍ اَوْ اَرْبَعٍ. 1837-17

حضرت عمر رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے صرف دو انگلیوں کے برابر ریشم پہننے کی اجازت دی۔ آپ ﷺ نے درمیانی اور انگشت شہادت کو ملا کر اور انہیں بلند کرتے ہوئے اشارے کے ساتھ اس کی وضاحت فرمائی۔(بخاری، مسلم) مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر ﷺ نے شام کے علاقے جابیہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا رسولِ اکرم ﷺ نے صرف دو تین یا چار انگلیوں کے بقدر ریشم کی اجازت دی ہے۔

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهَا اَخْرَجَتْ جُبَّةً طَیَالِسَةً کِسْرَوَانِیَّةً لَهَا لِبْنَةُ دِیْبَاجٍ وَفَرْجَیْهَا مَکْفُوْفَیْنِ بِالدِّیْبَاجِ وَقَالَتْ هٰذِهٖ جُبَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ کَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ رضی اللّٰه عنها فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا وَکَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰی نَسْتَشْفِیْ بِهَا. (رواه مسلم)1838-18

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے گاڑھا کسروانی جبہ نکالا جس کے گریبان اور دونوں چاکوں کی پٹی ریشمی تھی۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنھا نے فرمایا: یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ ہے۔ اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے پاس تھا۔ جب وہ وفات پا گئیں تو میں نے اسے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ نبی مکرم ﷺ اس کو پہنا کرتے تھے اور ہم اسے دھو کر اس کا پانی شفایابی کے لیے بیماروں کو پلاتے ہیں۔ (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلزُّبَیْرِ وَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فِیْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ لِحِکَّةٍ بِهِمَا. (متفق علیه) وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ اِنَّهُمَا شَکَوَا الْقُمَّلَ فَرَخَّصَ لَهُمَا فِیْ قُمُصِ الْحَرِیْرِ. 1839-19

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے زبیر اور عبد الرحمان ﷺ کو خارش کی وجہ سے ریشم پہننے کی اجازت دی۔ (بخاری۔ مسلم) مسلم کی روایت میں حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں۔ ان دونوں نے جوؤں کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے انہیں ریشمی قمیض پہننے کی اجازت دی۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷺ قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَیَّ ثَوْبَیْنِ مُعَصْفَرَیْنِ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ مِنْ ثِیَابِ الْکُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهُمَا وَفِیْ رِوَایَةٍ قُلْتُ اَغْسِلُهُمَا قَالَ بَلْ احْرِقْهُمَا. (رواه مسلم)1840-20

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے مجھ پر زرد رنگ کی دو چادریں دیکھیں تو آپ نے فرمایا: یہ تو کافروں کا لباس ہے تم انہیں نہ پہنا کرو۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے آپ ﷺ سے پوچھا: کیا میں انہیں دھو ڈالوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ انہیں جلا دے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

غیر مسلموں کا ایسا لباس جو ان کی مذہبی یا قومی پہچان کے طور پر ہو۔ اس سے مسلمان کو پرہیز کرنا چاہیے۔ یہ غیرتِ اسلامی اور قومی حمیت کا تقاضا ہے۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَرْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَفِیْ اِزَارِیْ اِسْتِرْخَاءٌ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں رسولِ معظم ﷺ کے پاس سے گزرا جبکہ میرا تہہ بند نیچے گر رہا

فَقَالَ يَا عَبْدَاللّٰهِ ارْفَعْ إِزَارَكَ فَرَفَعْتُهُ ثُمَّ قَالَ زِدْ فَزِدْتُ فَمَازِلْتُ اَتَحَرَّاهَا بَعْدُ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ اِلٰى اَيْنَ قَالَ اِلٰى اَنْصَافِ السَّاقَيْنِ. (رواه مسلم) 1841-21

تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ! تہہ بند اونچا کر۔تو میں نے تہہ بند اونچا کیا آپ ﷺ نے فرمایا اور اونچا کر میں نے مزید اونچا کرلیا۔اس کے بعد میں ہمیشہ محتاط رہا۔ کچھ لوگوں نے دریافت کیا آپ نے کہاں تک اونچا کروایا۔انہوں نے جواب دیا نصف پنڈلی تک۔ (مسلم)

وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ جَرَّثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَّفْعَلُهُ خُيَلَاءَ. (رواه البخاری) 1842-22

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص تکبر کے ساتھ اپنی چادر لٹکاتا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ احتیاط کرنے کے باوجود میرا تہہ بند لٹک جاتا ہے؟ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: تیرا شمار ان لوگوں میں نہیں ہے جو تکبر کے ساتھ چادر لٹکاتے ہیں۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِالْوَاحِدِ بْنِ اَيْمَنَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْ اَبِيْهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ وَعَلَيْهَا دِرْعٌ قِطْرِيٌّ ثَمَنُ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ فَقَالَتِ ارْفَعْ بَصَرَكَ اِلٰى جَارِيَتِيْ اُنْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّهَا تُزْهِيْ اَنْ تَلْبَسَهُ فِي الْبَيْتِ وَقَدْ كَانَ لِيْ مِنْهَا دِرْعٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَمَا كَانَتِ امْرَاَةٌ تَقَيَّنُ بِالْمَدِيْنَةِ اِلَّا اَرْسَلَتْ اِلَيَّ تَسْتَعِيْرُهُ. (رواه البخاری) 1843-23

حضرت عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ بن ایمن اپنے والد سے بیان کرتے ہیں۔انہوں نے بیان کیا: میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا۔انہوں نے موٹے سوت کی قمیض پہن رکھی تھی۔جس کی قیمت پانچ درہم تھی۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ ﷺ میری اس لونڈی کی طرف دیکھیں وہ گھر میں بھی ایسا لباس پہننے سے نفرت کرتی ہے۔ حالانکہ رسولِ مکرم ﷺ کے زمانہ میں میری اس طرح کی ایک قمیض تھی مدینہ منورہ میں جس کسی عورت کو رخصتی کے وقت خوب صورت بنانا مقصود ہوتا تو وہ میری طرف پیغام بھیجتی اور اس قمیض کو عاریتاً طلب کرتی۔ (بخاری)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَبِسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا قَبَاءَ دِيْبَاجٍ اُهْدِيَ لَهُ ثُمَّ اَوْشَكَ اَنْ نَزَعَهُ فَاَرْسَلَ بِهٖ اِلٰى عُمَرَ فَقِيْلَ قَدْ اَوْشَكَ مَا انْتَزَعْتَهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ نَهَانِيْ عَنْهُ جِبْرَئِيْلُ فَجَاءَ عُمَرُ يَبْكِيْ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَرِهْتَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک روز رسولِ مکرم ﷺ نے ریشم کا کوٹ زیب تن فرمایا جو آپ ﷺ کو تحفہ کے طور ملا تھا۔آپ ﷺ نے جلد ہی اس کو اتار دیا اور اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب بھیج دیا۔آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے جلد ہی اسے کیوں اتار دیا۔آپ نے

اَمْرًا وَاَعْطَيْتَنِيْهِ فَمَالِی فَقَالَ اِنِّیْ لَمْ اُعْطِکَهُ تَلْبُسُهُ اِنَّمَا اَعْطَيْتُکَهُ تَبِيْعُهُ فَبَاعَهُ بِاَلْفَیْ دِرْهَمٍ. (رواہ مسلم 1844-24)

فرمایا جبرائیل نے مجھے اس کے پہننے سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کی یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے ایک چیز کو ناپسند فرمایا اور مجھے وہ چیز دے دی ایسا کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تجھے یہ کوٹ اس لیے نہیں دیا کہ تو اسے پہنے، میں نے اس لیے دیا ہے تاکہ اسے فروخت کرے۔ تو حضرت عمر نے اسے دو ہزار درہم میں فروخت کر دیا۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ غیر ملکی کپڑا استعمال کیا جاسکتا ہے۔
۲۔ بے مقصد لباس اور بستر بنانا جائز نہیں۔
۳۔ متکبر آدمی کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ رحمت کی نظر سے نہیں دیکھیں گے۔
۴۔ ایک پاؤں ننگا اور دوسرے پاؤں میں جوتا پہن کر چلنا جائز نہیں۔
۵۔ ریشم کے کپڑے مردوں پر حرام ہیں۔
۶۔ خارش وغیرہ جیسی تکلیف کی وجہ سے ریشم کا لباس پہنا جاسکتا ہے۔
۷۔ تہبند ٹخنوں سے اوپر ہونا چاہیے۔
۸۔ ٹخنوں سے نیچے تہبند رکھنے والے کے ٹخنوں کو جہنم کی آگ سے جلایا جائے گا۔
۹۔ ریشم پر بیٹھنے سے ممانعت کی بناء پر مردوں کے لیے ریشمی بیڈ شیٹ، ریشمی صوفہ نیز ریشمی جائے نماز کا استعمال جائز نہیں ہے۔

بَابُ الْخَاتَمِ

انگوٹھی پہننے کے مسائل

کتاب الجہاد میں ذکر ہو چکا ہے کہ جب رسولِ اکرم ﷺ نے دنیا کے مختلف حکمرانوں کو مراسلات لکھنے کا ارادہ فرمایا' تو آپ ﷺ کے رفقاءِ گرامی نے عرض کیا' کہ جب تک آپ ﷺ ان خطوط پر اپنی مہر ثبت نہیں فرمائیں گے' اس وقت تک آپ کے مراسلات کی ان کے ہاں مسلّم حیثیت نہیں ہو سکتی۔ اس ضرورت کے پیشِ نظر آپ ﷺ نے انگوٹھی بنوائی' جس کے نگینہ پر اس انداز میں یہ مبارک اور عظیم الفاظ کندہ تھے "محمد، رسول، الله"۔ یہ انگوٹھی آپ ﷺ کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاں رہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئی جس کے بارے میں روایت ہے کہ ان کے ہاتھ سے یہ کنویں میں گر گئی۔ تلاشِ بسیار کے باوجود با برکت' گراں قدر اور عظیم المرتبت نشانی نہ مل سکی۔ آپ ﷺ کی انگوٹھی کا نقش اس طرح اللہ' رسول' محمد تھا۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ اتَّخَذَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ.
وَفِي رِوَايَةٍ وَجَعَلَهُ فِي يَدِهِ الْيُمْنَى ثُمَّ أَلْقَاهُ ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ نُقِشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ وَقَالَ لَا يَنْقُشَنَّ أَحَدٌ عَلَى نَقْشِ خَاتَمِي هٰذَا وَكَانَ إِذَا لَبِسَهُ جَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي بَطْنَ كَفِّهِ. (متفق عليه) 1-1845

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیِ مکرم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی تیار کروائی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اسے دائیں ہاتھ میں پہنا۔ بعد ازاں اسے پھینک دیا۔ اس کے بعد آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس پر 'محمد رسول اللہ' منقّش تھا۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کوئی شخص میری اس انگوٹھی جیسا نقش نہ بنوائے۔ اور آپ جب اسے پہنتے تو اس کا نگینہ ہتھیلی کے اندر کی جانب رکھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمُعَصْفَرِ وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ فِي الرُّكُوْعِ. (رواه مسلم) 2-1846

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ مکرم ﷺ نے قسی اور زرد رنگ کے لباس' سونے کی انگوٹھی اور رکوع کی حالت میں قرآنِ مجید کی تلاوت کرنے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فِي يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ فَقَالَ يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلٰى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهٖ فَقِيلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُذْ خَاتَمَكَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ ﷺ نے اسے اتار کر پھینک دیا۔ اور اسے سرزنش کی کہ تم آگ کے شعلے کو ہاتھ میں لیتے ہو؟ رسولِ معظم ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد اس شخص سے کہا گیا کہ تم اپنی

اِنْتَفِعْ بِهٖ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا اٰخُذُهٗ اَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (رواه مسلم)

انگوٹھی اٹھالو اور اس سے فائدہ حاصل کرو۔ اس شخص نے برملا کہا' میں ہرگز اس کو نہیں اٹھاؤں گا' جسے رسولِ مکرم ﷺ نے پھینکا ہے۔ (مسلم)

3-1847

عَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَرَادَ اَنْ یَّکْتُبَ اِلٰی کِسْرٰی وَقَیْصَرَ وَ النَّجَاشِیِّ فَقِیْلَ اِنَّهُمْ لَا یَقْبَلُوْنَ کِتَابًا اِلَّا بِخَاتَمٍ فَصَاغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَاتَمًا حَلْقَةً فِضَّةٍ نُقِشَ فِیْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ. (رواه مسلم)

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِلْبُخَارِیِّ کَانَ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلٰثَةَ اَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَ رَسُوْلٌ سَطْرٌ وَاللّٰهُ سَطْرٌ.

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے کسریٰ' قیصر اور نجاشی کی جانب خطوط لکھنے کا ارادہ کیا۔ تو آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ وہ لوگ مُہر کے بغیر خطوط وصول نہیں کرتے۔ اس وجہ سے رسولِ محترم ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں محمد رسول اللہ' منقوش تھا۔ (مسلم) اور بخاری کی روایت میں ہے کہ انگوٹھی کا نقش تین سطروں پر مشتمل تھا۔ محمد ایک سطر میں' رسول' دوسری میں اور 'اللہ' تیسری سطر میں تھا۔

4-1848

عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ خَاتَمُهٗ مِنْ فِضَّةٍ وَکَانَ فَصُّهٗ مِنْهُ. (رواه البخاری)

حضرت انس ؓ ہی بیان فرماتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ کی انگوٹھی اور اس کا نگینہ چاندی کا تھا۔ (بخاری)

5-1849

عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَبِسَ خَاتَمَ فِضَّةٍ فِیْ یَمِیْنِهٖ فِیْهِ فَصٌّ حَبَشِیٌّ کَانَ یَجْعَلُ فَصَّهٗ مِمَّا یَلِیْ کَفَّهٗ. (متفق علیه)

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ معظم ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی پہنی جس کا نگینہ حبشی طرز کا تھا۔ آپ اس نگینہ کو ہتھیلی کی جانب رکھتے تھے۔

6-1850

وَعَنْهُ قَالَ کَانَ خَاتَمُ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ هٰذِهٖ وَاَشَارَ اِلَی الْخِنْصَرِ مِنْ یَدِهِ الْیُسْرٰی. (رواه مسلم)

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ کی انگوٹھی اس انگلی میں ہوتی تھی اور انہوں نے اپنے بائیں ہاتھ کی چھنگلی کی طرف اشارہ کیا۔ (مسلم)

7-1851

عَنْ عَلِیٍّ ؓ قَالَ نَهَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اَتَخَتَّمَ فِیْ اِصْبَعِیْ هٰذِهٖ اَوْ هٰذِهٖ قَالَ فَاَوْمٰی اِلَی الْوُسْطٰی وَالَّتِیْ تَلِیْهَا. (رواه مسلم)

حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں: مجھے رسولِ معظم ﷺ نے منع کیا کہ میں اپنی اس یا اس انگلی میں انگوٹھی پہنوں اور آپ نے درمیانی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی کی جانب اشارہ کیا۔

8-1852

خلاصۂ باب

۱۔ انگوٹھی دائیں یا بائیں ہاتھ میں پہنی جاسکتی ہے۔ ۲۔ مرد کے لیے سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے۔ ۳۔ رکوع میں قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرنی چاہیے۔ ۴۔ سونے کی انگوٹھی فروخت کرنا جائز ہے۔ ۵۔ انگوٹھی چھنگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی میں پہنی جاسکتی ہے۔

بَابُ النِّعَالِ

جوتوں کی کیفیت اوران کے احکام

الفصل الاوّل
پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا شَعْرٌ. (رواه البخاری)1853-1

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے رسول معظم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ وہ جوتا پہنتے تھے جس میں بال نہیں ہوتے تھے۔(بخاری)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ اِنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ لَهَا قِبَالَانِ . (رواه البخاری)1854-2

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے جوتے کے دو تسمے تھے۔(بخاری)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا يَقُوْلُ اسْتَكْثِرُوْا مِنَ النِّعَالِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ. (رواه مسلم)1855-3

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول محترم ﷺ سے سنا، جب آپ ﷺ ایک جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جوتے پہنے رکھو اس لیے کہ جب انسان جوتے پہنے ہوئے ہو تو وہ سوار ہوتا ہے۔(مسلم)

فہم الحدیث

جس طرح سواری پر ہونے کی وجہ سے آدمی کے پاؤں مٹی اور کانٹوں وغیرہ سے محفوظ ہوتے ہیں۔ ایسے ہی جُوتا پہننے سے پاؤں محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ننگے پاؤں چلنے کی نسبت جوتا پہن کر چلنے میں آسانی اور سکون ہوتا ہے۔ جس طرح سوار کے پاؤں زمین پر نہیں لگتے اس طرح جوتا پہننے سے بھی پاؤں گردو غبار سے بچے رہتے ہیں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنٰى وَاِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ لِتَكُنِ الْيُمْنٰى اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَاٰخِرَهُمَا تُنْزَعُ. (متفق علیه)1856-4

حضرت ابو ہریرہ ؓ رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص جوتا پہنے تو پہلے دائیں پاؤں میں پہنے اور جب جوتا اتارے تو پہلے بائیں پاؤں کا اتارے۔ دائیں پاؤں میں پہلے جوتا پہنا جائے اور دائیں پاؤں سے آخر میں اتارا جائے۔(بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَمْشِيْ اَحَدُكُمْ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُحْفِهِمَا جَمِيْعًا اَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا. (متفق علیه)1857-5

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں: کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص ایک جوتا پہن کر نہ چلے۔ دونوں کو اتار دے یا دونوں کو پہنے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِهٖ فَلَا يَمْشِ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ حَتّٰى يُصْلِحَ شِسْعَهٗ وَلَا يَمْشِ فِيْ خُفٍّ وَاحِدٍ وَلَا يَأْكُلْ بِشِمَالِهٖ وَلَا يَحْتَبِيْ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ وَلَا يَلْتَحِفُ الصَّمَّاءَ. (رواه مسلم 6-1858

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک پاؤں میں جوتا پہن کر نہ چلے۔اسے چاہیے کہ وہ اسے مرمت کرے۔کوئی شخص ایک موزہ پہن کر نہ چلے۔اور بائیں ہاتھ سے کھانا بھی نہ کھائے۔اور ایک کپڑے میں گوٹھ نہ مارے۔ اور چادر کو اس طرح بھی نہ لپیٹے کہ ہاتھ باہر نہ نکل سکیں۔ (مسلم)

فہم حدیث

اللہ، اللہ کتنے مفید اور مہذب ارشادات ہیں۔ایک جُوتا پہننے سے آدمی غیر مہذب نظر آتا ہے اس کے چلنے میں توازن نہیں رہتا۔جس سے ناف پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔بائیں ہاتھ سے کھانا شیطان کی تہذیب ہے۔اس طرح گوٹھ مار کر بیٹھنا کہ اچانک ضرورت کے وقت آدمی سے اٹھا نہ جائے نقصان دہ بات ہے۔دیہاتوں میں دیکھا گیا کہ ایسا آدمی اچانک اٹھتے وقت بسا اوقات گر پڑتا ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ جوتا پہننا گویا کہ سوار ہونا ہے۔

۲۔ ایک پاؤں ننگا اور دوسرے میں جوتا پہن کر چلنا منع ہے

۳۔ جوتا پہلے دائیں پاؤں میں پہنا جائے۔

۴۔ اتارنے کے وقت پہلے بایاں جوتا اتارنا سنت ہے۔

۵۔ جوتا پہننے کی شریعت میں ترغیب دی گئی ہے۔اس لئے ننگے پاؤں چلنا اچھی عادت نہیں۔

بَابُ التَّرَجُّلِ

بالوں میں کنگھی کرنا اور سنوارنا

آدمی کا رہن سہن، وضع قطع، لباس اور بالوں کی تراش خراش اس کے کردار اور نظریات کے ترجمان ہوتے ہیں۔ الجھے ہوئے بال پریشانی اور ذہنی پراگندگی کی علامت ہیں۔ جسم کے بعض حصّوں کے بال حد سے زیادہ لمبے ہوں تو صحت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ لبوں کے بال منہ میں پڑتے ہوں، تو گندگی کھانے پینے کے ساتھ شامل ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو یہ تعلیم دیا کرتے تھے کہ وہ اپنے بالوں کا اچھی طرح خیال رکھیں۔ ایک دفعہ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے، ایک آدمی آیا اور اس کی ڈاڑھی اور سر کے بال بکھرے ہوئے تھے، تو آپ نے اسے ہاتھ کے اشارے سے سمجھایا کہ بالوں کو اس طرح سنوار کر رکھا کرو۔ جب وہ اگلی نماز میں شامل ہوا تو اس نے بالوں کو دھویا ہوا اور کنگھی کی ہوئی تھی۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کو شیطان کا روپ دھارنے کی بجائے اس طرح رہنا کہیں بہتر ہے۔ آپ کا یہ بھی ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبروئی کو پسند کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ. (اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔)

حجامت کے مخصوص انداز سے ملتِ اسلامیہ کی نہ صرف تہذیب میں اضافہ ہوتا ہے، بلکہ اس سے امّت کے افراد دوسری قوموں سے ممتاز اور نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔ حسن و جمال کا یہ معنیٰ نہیں، کہ آدمی ڈاڑھی منڈوانا حسن کی علامت سمجھنے لگے یا مرد عورتوں کی مشابہت اور عورتیں مردوں جیسا روپ دھارنا شروع کر دیں۔ ان حرکات پر آپ ﷺ نے لعنت کی ہے۔

مردوں کے لیے تیز، شوخ رنگ اور عورتوں کو تیز خوشبو لگانے اور بناؤ سنگھار کو غیر محرموں کے سامنے نمایاں کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ اور اس چیز سے بھی منع کیا ہے کہ عورت ہو یا مرد کہ وہ خوبصورت بننے کے لیے اپنے بھنویں اکھاڑنا شروع کر دے اور چہرے یا جسم کے کسی حصہ میں سرمہ سے کسی کے نقش بنانے کی آپ نے ہرگز اجازت نہیں دی۔ ایسے بے جا تکلفات سے منع کرتے ہوئے مصنوعی بال لگوانے کو بھی ناجائز قرار دیا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا حَائِضٌ.

(متفق عليه) 1859-1

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں حائضہ ہونے کی حالت میں بھی رسولِ اکرم ﷺ کے سرمبارک میں کنگھی کیا کرتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ: اَلْخِتَانُ وَالْإِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمُ الْأَظْفَارِ وَنَتْفُ

حضرت ابو ہریرۃ ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: پانچ کام فطرت سے ہیں (۱) ختنہ کرنا، (۲) زیرِ ناف بال مونڈنا، (۳) مونچھیں تراشنا، (۴)

اَلْاِبِطِ.(متفق علیه)1860-2

ناخن کاٹنا(۵) بغل کے بال اکھاڑنا۔(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ اَوْفِرُوا اللُّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنْهِكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰى.(متفق علیه)1861-3

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشرکوں کی مخالفت کرو' ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو تراشو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مونچھوں کو خوب اچھی طرح تراشو اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَتْ وُقِّتَ لَنَا فِيْ قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمِ الْاَظْفَارِ وَنَتْفِ الْاِبِطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ اَنْ لَا نَتْرُكَ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً.(مسلم)1862-4

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمارے لیے مونچھوں کے تراشنے' ناخنوں کے کاٹنے' بغل کے بال اکھاڑنے اور زیر ناف بالوں کو مونڈنے کے لیے یہ معیاد مقرر فرمائی کہ چالیس راتوں سے زیادہ نہ گزرنے پائیں۔(مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبِغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ. (متفق علیه)1863-5

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہودی اور عیسائی بال نہیں رنگتے' تم ان کی مخالفت کرو۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اُتِيَ بِاَبِيْ قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَاْسُهٗ وَلِحْيَتُهٗ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم غَيِّرُوْا هٰذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ.(مسلم)1864-6

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں فتح مکہ کے دن ابوقحافہ کو لایا گیا' ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال ثغامہ بوٹی کے پھولوں کی مانند سفید تھے۔ نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سفیدی کو کسی دوسرے رنگ میں تبدیل کرو' البتہ سیاہ رنگ سے اجتناب کرنا۔(مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُحِبُّ مُوَافَقَةَ اَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ وَكَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدُلُوْنَ اَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُءُوْسَهُمْ فَسَدَلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم نَاصِيَتَهٗ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ.(متفق علیه)1865-7

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جن کاموں میں نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا' ان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے تھے اور اہلِ کتاب اپنے سر کے بال مانگ نکالے بغیر رکھتے تھے اور مشرک لوگ مانگ نکالتے تھے۔ نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے کے بالوں کو یوں چھوڑتے بعدازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگ نکالنا شروع کردی۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ نَافِعٍ رضی اللہ عنہ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ

حضرت نافع حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان

النَّبِيَّ ﷺ يَنْهٰى عَنِ الْقَزَعِ قِيْلَ لِنَافِعٍ ﷺ مَاالْقَزَعُ قَالَ يُحْلَقُ بَعْضُ رَأْسِ الصَّبِيِّ وَيُتْرَكُ الْبَعْضُ. (متفق عليه)1866-8

کرتے ہیں میں نے نبی مکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے 'قزع' سے منع فرمایا حضرت نافع سے دریافت کیا گیا 'قزع' کیا ہے؟ انہوں نے بتایا بچے کے سر کے کچھ حصّہ کو مونڈنا اور کچھ حصّے کو چھوڑ دینا۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ رَأْسِهٖ وَتُرِكَ بَعْضُهٗ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ احْلِقُوْا كُلَّهٗ اَوِاتْرُكُوْا كُلَّهٗ. (مسلم)1867-9

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں: نبیِ گرامی ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا' جس کے سر کا کچھ حصّہ منڈا ہوا تھا اور کچھ حصّہ اسی طرح تھا آپ ﷺ نے ایسا کرنے سے منع کر دیا اور فرمایا: سر کے تمام بالوں کو منڈواؤ یا سب کو رہنے دو۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ اَلْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ اَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ. (بخاری)1868-10

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں: نبیِ معظم ﷺ نے ان مردوں کو ملعون قرار دیا جو مخنثوں کا روپ دھارتے ہیں: اور ان عورتوں کو بھی لعنتی قرار دیا جو مردوں کا روپ دھارتی ہیں اور آپ ﷺ نے حکم دیا ان لوگوں کو گھروں سے نکال دو۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ. (بخاری) 1869-11

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما ہی بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ان مردوں پر اللہ کی لعنت ہو جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ اور ان عورتوں پر اللہ کی لعنت ہو جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ. (متفق عليه)1870-12

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں: نبیِ محترم ﷺ نے فرمایا: اس عورت پر اللہ کی لعنت ہو جو اپنے سر میں مصنوعی بال لگاتی ہے اور جو لگواتی ہے۔ جو سرمہ بھرتی ہے اور جو بھرواتی ہے۔ (بخاری۔ مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ' اَلْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ اِنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ لَعَنْتَ

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ فرماتے ہیں کہ سرمہ بھرنے والیوں اور بھروانے والیوں بھنوؤں اور رخسار کے بال اکھیڑنے والیوں اور خوب صورتی کے لیے دانتوں کو باریک بنانے والیوں اور اللہ کی تخلیق کو بدلنے والیوں پر اللہ کی لعنت

كَيْتَ وَكَيْتَ فَقَالَ مَالِيَ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْ هُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ قَالَ لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِّيْهِ اَمَا قَرَأْتِ مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَاِنَّهُ قَدْ نَهٰى عَنْهُ. (متفق عليه) 13-1871

ہو۔ایک عورت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آئی اور کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپؓ نے فلاں فلاں عورت کو ملعون قرار دیا ہے؟ عبداللہ بن مسعودؓ نے جواب دیا: میں کیوں اس پر لعنت نہ کروں جس پر رسولِ اکرم ﷺ نے لعنت کی ہے۔اور جس پر اللہ کی کتاب میں لعنت کی گئی ہے۔ اس عورت نے کہا: میں نے دونوں تختیوں کے درمیان (یعنی پورے) قرآن مجید کی تلاوت کی ہے' مجھے اس میں وہ بات نہیں ملی جو آپ کہہ رہے ہیں۔ابن مسعودؓ نے وضاحت فرمائی کہ اگر تو نے قرآن مجید کی تلاوت کی ہوتی تو اس میں اس حکم کو پالیتی کیا تو نے قرآن مجید میں نہیں پڑھا ''تمہیں جو چیز رسول دیں اس پر عمل کرو اور جس بات سے منع کریں اس سے رک جاؤ'' (الحشر)؟ اس عورت نے جواب دیا: بالکل عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: تو نبی کریم ﷺ نے ان باتوں سے منع فرمایا ہے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعَيْنُ حَقٌّ وَنَهٰى عَنِ الْوَشْمِ. (بخاری) 14-1872

حضرت ابو ہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: نظر کا لگ جانا ایک حقیقت ہے۔اور آپ ﷺ نے جسم میں سرمہ بھرنے سے منع فرمایا ہے۔(بخاری)

فہم الحدیث

ضرورت کے تحت بالوں کو چپکایا جا سکتا تھا۔آپ نے حج کے موقعہ پر بالوں کو چپکایا تھا' تاکہ حج کے ایام میں بال پراگندہ نہ ہونے پائیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُلَبِّدًا. (بخاری) 15-1873

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں میں نے رسولِ محترم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے سر کے بالوں کو چپکایا ہوا تھا۔

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ نَهَى النَّبِیُّ ﷺ اَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ. (متفق عليه) 16-1874

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے مردوں کو زعفران لگانے سے منع فرمایا ہے۔(بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اُطَيِّبُ النَّبِیَّ ﷺ بِاَطْيَبَ مَا نَجِدُ حَتّٰى اَجِدَ وَبِيْصَ الطِّيْبِ فِیْ رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ. (متفق عليه) 17-1875

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نبی کریم ﷺ کو دستیاب خوش بوؤں میں سے سب سے عمدہ خوش بو لگاتی یہاں تک میں خوش بو کی چمک آپ ﷺ کے سر اور داڑھی میں محسوس کرتی تھی۔(بخاری و مسلم)

عَنْ نَّافِعٍ رَحِمَةُ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ ﷺ إِذَا اسْتَجْمَرَ اسْتَجْمَرَ بِالْوَّةِ غَيْرِ مُطَرَّاةٍ وَبِكَافُوْرٍ يَطْرَحُهُ مَعَ الْأُلُوَّةِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا كَانَ يَسْتَجْمِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (مسلم) 18-1876

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب دھونی لیتے۔ تو کبھی کافور کی آمیزش کے بغیر اور کبھی کافور ملا کر دھونی لیتے۔ پھر فرمایا رسولِ اکرم ﷺ اسی طرح ہی دھونی لیا کرتے تھے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ ثَابِتٍ ﷺ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ ﷺ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتٍ كُنَّ فِيْ رَأْسِهٖ فَعَلْتُ قَالَ وَلَمْ يَخْتَضِبْ وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ وَقَدِ اخْتَضَبَ اَبُوْ بَكْرٍ ﷺ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ وَاخْتَضَبَ عُمَرُ بِالْحِنَّاءِ بَحْتًا. (متفق عليه) 19-1877

حضرت ثابت ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس ﷺ سے نبی اکرم ﷺ کے مہندی لگانے کے بارے میں دریافت کیا گیا انہوں نے کہا: اگر میں چاہتا تو آپ کے سر کے سفید بالوں کو شمار کروں تو کر سکتا تھا۔ آپ نے بالوں کو مہندی نہیں لگائی۔ ایک روایت میں اضافہ ہے۔ حضرت ابوبکر ﷺ نے مہندی اور وسمہ کے ساتھ بالوں کو خضاب کیا۔ اور حضرت عمر ﷺ نے خالص مہندی کے ساتھ بالوں کو رنگ کیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عُثْمَانَ ﷺ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَاَخْرَجَتْ اِلَيْنَا شَعْرًا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ ﷺ مَخْضُوْبًا. (بخاری) 20-1878

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب ﷺ فرماتے ہیں: میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھے نبی اکرم ﷺ کے رنگین بال نکال کر دکھائے۔ (بخاری)

خلاصہ باب

ا۔ حائضہ عورت دوسرے کو کنگھی کر سکتی ہے۔ ۲۔ ختنہ کرنا، زیر ناف بال صاف کرنا، مونچھیں تراشنا، ناخن کاٹنا، بغل کے بال صاف کرنا ہے۔ فطرت کا تقاضا ہے۔ ۳۔ زیر ناف بال چالیس دن کے اندر صاف کر لینے چاہییں ۴۔ ڈاڑھی پوری رکھنی چاہیے۔ ۵۔ سفید بال سیاہی مائل سرخ کیے جا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ خالص سیاہ رنگ نہ ہو۔ ۶۔ بالوں میں مانگ نکالنا سنت ہے۔ ۷۔ حجامت کے وقت سر کے کچھ بال چھوڑ دینا گناہ ہے۔ ۸۔ مخنث بننے یعنی عورت جیسا روپ دھارنے والے مرد اور مرد جیسا روپ دھارنے والی عورت پر اللہ کی پھٹکار ہوتی ہے۔ ۹۔ مرد یا عورت کو مصنوعی وِگ وغیرہ لگوانا گناہ ہے۔ ۱۰۔ پیشانی، چہرے یا جسم کے کسی حصہ میں کوئی لفظ کندہ کروانا یا رنگ بھروانا گناہ ہے۔ ۱۱۔ بھنوؤں کے بال اکھاڑنے والے پر لعنت ہے۔ ۱۲۔ نظر کا لگ جانا برحق ہے۔ ۱۳۔ مرد رنگ دار میک اپ نہیں کر سکتا۔ ۱۴۔ خوشبو لگانا سنت ہے۔ ۱۵۔ سفید بالوں کو مہندی وغیرہ سے رنگنے کا حکم ہے۔

بَابُ التَّصَاوِيْرِ

تصاویر بنانے اور ان کے مضمرات

جان دار چیزوں کی تصویر بنانے سے کئی وجوہات اور حکمتوں کی بنا پر منع کیا گیا ہے۔ دنیا میں شرک کی ابتدا تصویر اور مجسمہ سازی کی بنیاد پر ہوئی تھی۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما کا فرمان موجود ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام انتقال کر گئے تو ان کے بعد لوگوں نے شیطان کے اکسانے پر اپنی قوم کے ان نیک لوگوں کی تصویریں اور بعد ازاں مجسمے تراش کر عبادت کے وقت اپنے سامنے رکھنا شروع کر دیا ان کا خیال تھا کہ اس طرح بزرگوں کی یاد اور عبادت میں اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ صوفیائے کرام اپنے مریدوں کو تصورِ شیخ کا درس دیتے ہیں۔ اور قبروں پر چلّہ کشی بھی اسی تصور کا تسلسل ہے۔ بزرگوں کے واسطے، وسیلے اور طفیل یا اس قسم کی حرکات کے ذریعے اللہ کا قرب تلاش کرنا شرک کے مترادف ہے اور قرآن مجید نے اس سے منع کیا ہے۔ اور ایسے لوگوں کو ہدایت سے محروم اور عقیدے کے اعتبار سے کذّاب قرار دیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّ بُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ○ (الزمر: ۳۹)

"وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں (اور اپنے اس فعل کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔ اللہ یقیناً ان کے درمیان ان تمام باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا' جو جھوٹا اور منکرِ حق ہو۔"

بزرگوں اور اپنے اعزہ و اقربا کی تصاویر سے غلط عقیدت پیدا ہوتی ہے اور کئی دفعہ تصویر کی بے حرمتی سے آدمی بزرگوں کی توہین اور اپنی ذلّت محسوس کرتا ہے۔ ان فکری اور اعتقادی نقصانات کے ساتھ یہ بات بھی مسلّمہ ہے کہ جب کبھی آدمی اپنے قریبی عزیزوں کی تصاویر کو دیکھتا ہے تو جدائی کے زخم تازہ ہو جاتے ہیں۔ جبکہ شریعت کا مطمحِ نظر یہ ہے کہ آدمی کو صبر و حوصلہ کے ساتھ غم بھلانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تصویر کے حوالے سے آدمی اس لیے غم' عقیدت یا توہین محسوس کرتا ہے کہ وہ شعوری اور غیر شعوری طور پر تصویر کو کچھ نہ کچھ حقیقت کا بدل سمجھتا ہے۔ اس سے غم اور پریشانی میں اضافے کے ساتھ اعتقاد میں کمزوری لاحق ہوتی ہے۔ بسا اوقات آدمی تصویر کو چومتا ہے اور عقیدت کے ساتھ اس کے سامنے مؤدّب ہو جاتا ہے۔ جبکہ تصویر ایک عکس ہے اور اس عکس کا فوت ہونے والے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اس پریشانی اور ایمانی کمزوری سے بچنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے تصویر کشی سے سختی کے ساتھ منع کیا۔ اور تصویر کھینچنے والے پر پھٹکار کی گئی ہے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ ؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا

حضرت ابوطلحہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے' جس میں کتے

تَصَاوِيْرُ. (متفق عليه) 1879-1

اور تصویریں ہوں۔ (بخاری۔ مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ عَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَصْبَحَ يَوْمًا وَاجِمًا وَقَالَ اِنَّ جِبْرَئِيْلَ كَانَ وَعَدَنِيْ اَنْ يَلْقَانِيَ اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَلْقَنِيْ اَمَ وَاللّٰهِ مَا اَخْلَفَنِيْ ثُمَّ وَقَعَ فِيْ نَفْسِهٖ جِرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ فُسْطَاطٍ لَهٗ فَاَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِهٖ مَاءً فَنَضَحَ مَكَانَهٗ فَلَمَّا اَمْسٰى لَقِيَهٗ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ لَقَدْ كُنْتَ وَعَدْتَّنِيْ اَنْ تَلْقَانِيَ الْبَارِحَةَ قَالَ اَجَلْ وَلٰكِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا صُوْرَةٌ فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ فَاَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتّٰى اَنَّهٗ يَاْمُرُ بِقَتْلِ كَلْبِ الْحَائِطِ الصَّغِيْرِ وَيَتْرُكُ كَلْبَ الْحَائِطِ الْكَبِيْرِ. (مسلم) 1880-2

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسولِ مکرم ﷺ غمگین دکھائی دیے۔ آپ نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے اس رات ملاقات کرنے کا وعدہ کیا تھا، لیکن انہوں نے مجھ سے ملاقات نہیں کی۔ آپ نے فرمایا: سنئے اللہ کی قسم! اس نے مجھ سے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔ پھر آپ کے ذہن میں خیال آیا، کہ میری چارپائی کے نیچے کتیا کا بچہ بیٹھا ہے۔ آپ نے اس کو نکال دینے کا حکم دیا۔ جب اسے نکال دیا گیا، تو آپ نے خود اپنے ہاتھ سے اس جگہ پر پانی چھڑکا جب شام کا وقت ہوا تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے ملاقات کی۔ آپ نے دریافت کیا: آپ نے گزشتہ رات مجھ سے ملاقات کا وعدہ کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیتے ہوئے وضاحت کی کہ ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں کتا اور تصویر ہو۔ صبح ہوئی تو رسولِ اکرم ﷺ نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے حکم نافذ کر دیا کہ چھوٹے باغیچوں کے کتوں کو بھی مار دیا جائے۔ البتہ بڑے باغوں کے کتوں کو چھوڑ دیا جائے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِيْ بَيْتِهٖ شَيْئًا فِيْهِ تَصَالِيْبُ اِلَّا نَقَضَهٗ. (بخاری) 1881-3

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی مکرم ﷺ گھر میں موجود ہر ایسی چیز کو توڑ دیتے تھے جس پر صلیب کی تصویر ہوتی تھی۔ (بخاری)

وَعَنْهَا اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتْ قُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے ایک تکیہ خریدا، جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ جب رسولِ اکرم ﷺ نے اسے دیکھا، تو دروازے پر کھڑے رہے اندر داخل نہ ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے آپ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار دیکھے تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اللہ اور آپ کے حضور معافی مانگتی

لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِىْ فِيْهِ الصُّوْرَةُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰئِكَةُ. (متفق عليه) 1882-4

ہوں میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے اسے آپ کے لئے خریدا ہے تا کہ آپ اس پر تشریف فرما ہوں اور اس کے ساتھ ٹیک لگائیں۔ یہ بات سن کر رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: تصویریں بنانے والے قیامت کے دن عذاب میں گرفتار ہوں گے اور ان سے مطالبہ کیا جائے گا کہ جن تصویروں کو تم نے بنایا ہے ان میں زندگی پیدا کرو۔ نیز آپ نے فرمایا: جس گھر میں تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا اَنَّهَا كَانَتْ قَدِ اتَّخَذَتْ عَلٰى سَهْوَةٍ لَهَا سِتْرًا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ فَهَتَكَهُ النَّبِىُّ ﷺ فَاتَّخَذَتْ مِنْهُ نُمْرُقَتَيْنِ فَكَانَتَا فِى الْبَيْتِ يَجْلِسُ عَلَيْهَا. (متفق عليه) 1883-5

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے اپنے گھر کے سامنے تصویروں والا کپڑا لٹکایا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اسے پھاڑ ڈالا۔ تو تب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسی کے دو تکیے بنالیے تو وہ تکیے گھر میں تھے آپ ان پر بیٹھا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

کپڑا پھاڑنے سے تصویریں بھی دو حصّوں میں پھٹ گئیں جس سے ان کی اصلیّت کی پہچان ختم ہو چکی تھی جس کی وجہ سے آپ ﷺ ان کو اپنے استعمال میں لایا کرتے تھے۔

وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ خَرَجَ فِىْ غَزَاةٍ فَاَخَذْتُ نَمَطًا فَسَتَرْتُهُ عَلَى الْبَابِ فَلَمَّا قَدِمَ فَرَاَى النَّمَطَ فَجَذَبَهُ حَتّٰى هَتَكَهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَاْمُرْنَا اَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَالطِّيْنَ. (متفق عليه) 1884-6

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی مکرم ﷺ ایک جنگ میں تشریف لے گئے۔ میں نے ایک چادر دروازے پر بطور پردہ لٹکا دی۔ جب آپ تشریف لائے اور آپ نے چادر دیکھی تو اسے کھینچ کر پھاڑ ڈالا۔ اور واضح کیا کہ اللہ نے ہمیں یہ حکم نہیں دیا ہے کہ ہم پتھروں اور مٹی کو لباس پہنائیں۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

جس طرح آج دیواروں کو خوب صورت بنانے کے لیے لوگ قالین لٹکاتے ہیں۔ اسی طرح اس زمانے میں بھی لوگ گھر کی خوب صورتی کے لیے چادریں وغیرہ لٹکایا کرتے تھے۔ لیکن رسول محترم ﷺ نے اس انداز کو پسند نہیں فرمایا۔

وَعَنْهَا عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی مکرم ﷺ سے روایت کرتی

يَـوْمَ الْقِيـٰمَةِ الَّـذِيْـنَ يُضَـاهِـئُـوْنَ بِـخَـلْـقِ اللّٰهِ.(متفق عليه)7-1885

ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن تمام لوگوں سے زیادہ عذاب میں وہ لوگ مبتلا ہوں گے جو اللہ کی تخلیق میں اللہ کی مشابہت کرتے ہیں۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَـالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُـوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَـبَ يَـخْـلُـقُ كَـخَـلْـقِـىْ فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً اَوْلِيَـخْـلُـقُـوْا حَبَّةً اَوْ شَعِيْرَةً. (متـفـق عليـه) 8-1886

حضرت ابوہریرۃ﷜ فرماتے ہیں : میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے سنا: آپ نے یہ ارشادفرمایا: ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے‘ جو میرے پیدا کرنے کی طرح پیدا کرتا ہے؟انہیں چاہیے کہ وہ ایک ذرہ یا ایک دانہ یا ایک جو ہی پیدا کر کے دکھائیں۔(بخاری ومسلم)

عَنْ عَبْـدِاللّٰـهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ﷜ قَـالَ سَـمِعْتُ رَسُـوْلَ الـلّٰـهِ ﷺ يَـقُوْلُ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَاللّٰهِ الْمُصَوِّرُوْنَ.(متفق عليه) 9-1887

حضرت عبداللہ بن مسعود﷜ بیان کرتے ہیں: میں نے رسولِ معظم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سخت ترین عذاب میں مصور لوگ مبتلا ہوں گے۔(بخاری ومسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷜ قَـالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُـوْلُ كُـلُّ مُـصَـوِّرٍ فِى النَّارِ يُجْعَلُ لَهٗ بِـكُـلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَيُعَذِّبُهٗ فِىْ جَهَنَّمَ قَـالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﷜ فَـاِنْ كُـنْـتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَـاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَالَا رُوْحَ فِيْهِ.(متفق عليه) 10-1888

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ہر تصویر بنانے والا دوزخ میں ہوگا۔اس کی ہر تصویر کے بدلے ایک وجود بنایا جائے گا‘ جو جہنم میں اس کو عذاب دیتا رہے گا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ اگر تم ضرور تصویریں بنانا چاہتے ہو تو درختوں اور غیر ذی روح کی تصویریں بنالیا کرو۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ تَـحَـلَّـمَ بِـحُـلْـمٍ لَـمْ يَـرَهُ كُلِّفَ اَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ وَمَنِ اسْتَمَعَ اِلٰى حَدِيْثِ قَـوْمٍ وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ اَوْ يَفِرُّوْنَ مِنْهُ صُبَّ فِىْ اُذُنَيْـهِ الْاٰنُكُ يَـوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً عُـذِّبَ وَكُـلِّفَ اَنْ يَـنْـفُـخَ فِيْهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ. (بخاری) 11-1889

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسولِ مکرم ﷺ سے سنا‘ آپ نے فرمایا: جس شخص نے ایسا خواب بیان کیا‘ جو اس نے دیکھا نہیں‘ تو اسے تکلیف دی جائے گی کہ وہ جو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگائے۔لیکن وہ گرہ نہیں لگا سکے گا۔ اور جو شخص کسی کی باتیں چوری سنتا ہے جبکہ وہ لوگ اس کے سننے کو ناپسند کرتے ہیں‘ یا اس سے کنارہ کش ہو کر بیٹھتے ہیں‘ تو سننے والے کے

دونوں کانوں میں قیامت کے دن سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔اور جو شخص کسی ذی روح کی تصویر بناتا ہے۔تو اسے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور اس پر دباؤ ڈالا جائے گا کہ وہ اس میں روح ڈالے۔ جبکہ وہ اس میں کبھی روح نہیں ڈال سکے گا۔ (بخاری)

عَنْ بُرَيْدَةَ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَ شِيْرِ فَكَاَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِیْ لَحْمِ خَنْزِيْرٍ وَدَمِهِ.(مسلم)1890-12

حضرت بریدۃ ﷺ بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص 'نردشیر' (شطرنج) کھیلتا ہے گویا وہ اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور اس کے خون میں ڈبو رہا ہے۔(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ الْحَسَنِ ﷺ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ اِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ ﷺ اِنِّیْ رَجُلٌ اِنَّمَا مَعِيْشَتِیْ مِنْ صَنْعَةِ يَدِیْ وَاِنِّیْ اَصْنَعُ هٰذِهِ التَّصَاوِيْرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فَاِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهُ حَتّٰى يَنْفُخَ فِيْهِ الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيْهَا اَبَدًا فَرَبَا الرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِيْدَةً وَاصْفَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ وَيْحَكَ اِنْ اَبَيْتَ اِلَّا اَنْ تَصْنَعَ فَعَلَيْكَ بِهٰذَا الشَّجَرِ وَكُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيْهِ رُوْحٌ.(بخاری)1891-13

حضرت سعید بن ابوالحسن بیان کرتے ہیں: میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ ان کے پاس ایک شخص آیا۔اس نے کہا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہما! میں ایسا شخص ہوں کہ میرا گزارہ میرے ہاتھ کے فن میں ہے۔اور میں یہ تصویریں بناتا ہوں۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں تجھے وہ حدیث بیان کرتا ہوں جس کو میں نے رسولِ معظم ﷺ سے سنا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص تصویریں بناتا ہے اللہ اس کو سزا دیتا رہے گا، حتی کہ وہ اس تصویر میں روح ڈالے۔جبکہ وہ کبھی اس میں روح نہیں ڈال سکے گا۔یہ سن کر اس شخص نے زور دار آہ! بھری۔اور اس کا چہرہ زرد ہو گیا۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: تیرا بھلا ہو اگر تو نے ضرور تصویریں بنانی ہیں، تو درختوں اور غیر ذی روح کی تصویریں بنایا کرو۔(بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا اشْتَكٰى النَّبِیُّ ﷺ ذَكَرَ بَعْضُ نِسَائِهِ كَنِيْسَةً يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ فَكَانَتْ اُمُّ سَلَمَةَ وَاُمُّ حَبِيْبَةَ اَتَتَا اَرْضَ الْحَبْشَةِ فَذَكَرَتَا مِنْ حُسْنِهَا وَتَصَاوِيْرَ فِيْهَا فَرَفَعَ رَاْسَهُ فَقَالَ اُولٰئِكَ اِذَا مَاتَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی مکرم ﷺ بیمار تھے، تو آپ کی ایک بیوی نے ماریہ نامی ایک گرجے کا ذکر کیا۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا وہاں حبشہ میں گئیں تھیں۔اس لیے انہوں نے گرجے کے حسن اور اس میں موجود تصاویر کا ذکر کیا۔آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا: ان لوگوں میں سے جب کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تو وہ اس کی قبر پر عبادت گاہ تعمیر کر دیتے تھے اور

اُولٰئِکَ شِرَارُ خَلْقِ اللّٰہِ.(متفق علیہ)   پھر اس میں تصویریں بنا دیتے تھے۔ وہ لوگ اللہ کی بدترین مخلوق ہیں۔(بخاری و مسلم)

14-1892

خلاصۂ باب

۱۔ تصویر اور کتے والے گھر میں رحمتِ خاص کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

۲۔ صلیب اور تصویر والی چیز استعمال کرنا گناہ ہے۔

۳۔ تصویر بنانے والوں کو سخت عذاب ہوگا۔

۴۔ بے جان چیزوں اور قدرتی مناظر کی مصوّری کرنا جائز ہے۔

۵۔ جھوٹا خواب بیان کرنے والے کو ''جو'' کے دانوں کے درمیان گرہ لگانے کی سزا دی جائے گی۔

۶۔ قبر پر عمارت تعمیر کرنے والے اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔

۷۔ چپکے چپکے اور دیواروں کے ساتھ لگ کر دوسروں کی باتیں سننا حرام ہے۔

۸۔ بیوی بچوں میں کوئی غیر شرعی بات دیکھ کر خاموشی اختیار کرنا حیاداری' اخلاق یا مروّت کے زمرے میں نہیں آتا۔ رسول اللہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے بلا توقف اہل خانہ کو غیر شرعی کام پر ٹوکنا چاہیے۔

كِتَابُ الطِّبِّ وَالرُّقٰى

بیماریوں' ادویات اور دم کرنے کا ذکر

رسول کریم ﷺ نے لوگوں کو اس حقیقت سے آگاہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے ساتھ اس کا علاج بھی پیدا فرمایا ہے۔ اس سے دو حقیقتیں واضح ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ بیماری کا علاج کروانا چاہیے اور دوسری حقیقت یہ ہے کہ بالخصوص مسلمانوں کو طب میں جستجو اور ترقی کرنی چاہیے' تاکہ بیماروں کی تکلیف میں افاقہ ہو اور وہ سکون اور آرام کے ساتھ زندگی کے دن گزار سکیں۔ آپ کی عطا کردہ اس فکر ہی کا نتیجہ تھا کہ مسلمان طب کی دنیا میں امام اور پیشوا مانے گئے۔ مسلمانوں نے بڑی بڑی ریسرچ گاہیں اور لیبارٹریاں قائم کیں۔ جن بیماریوں کو اس زمانے کے لوگ لا علاج سمجھتے تھے مسلمان حکما اور اطبا نے اللہ کی توفیق سے ان بیماریوں کا شافی علاج دریافت کیا لیکن افسوس! ملتِ اسلامیہ جس طرح زندگی کے دوسرے محاذوں سے پسپا ہوئی اسی طرح آج طب کے محاذ میں بھی پیچھے رہ گئی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے علاج کے ساتھ پرہیز کو بھی ضروری قرار دیا ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جسمانی علاج کے ساتھ روحانی علاج بھی کرنا چاہیے۔ پھر آپ نے کسی بیماری کو کلیتاً متعدی بیماری قرار نہیں دیا۔ تاہم مہلک بیماریوں میں مریض کے ساتھ خلط ملط ہونے سے قدرے پرہیز کرنے کا اشارہ دیا ہے۔ اگر بیماری کو کلیتاً متعدی قرار دیا جاتا تو ہزاروں مریض تڑپ تڑپ کر جان دے دیتے اور کوئی ان کا علاج اور خدمت کرنے والا نہ ہوتا ہے۔ اس سوچ کی نفی کے لیے آپ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ ''پہلے اونٹ کو کس نے بیمار کیا ہے؟''

الفصل الاوّل

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً. (بخاری) 1-1893

حضرت ابو ہریرۃ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی' جس کا علاج نازل نہ کیا ہو۔ (بخاری)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَاِذَا اُصِيْبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرِءَ بِاِذْنِ اللّٰهِ. (مسلم) 2-1894

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: ہر بیماری کا علاج ہے۔ جب علاج بیماری کے موافق ہوتا ہے تو اللہ کے حکم سے تندرستی حاصل ہوتی ہے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلشِّفَاءُ فِي ثَلٰثٍ فِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ اَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ اَوْ كَيَّةٍ بِنَارٍ وَاَنَا اَنْهٰى اُمَّتِيْ عَنِ الْكَيِّ. (بخاری) 3-1895

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: تین چیزوں میں شفا ہے۔ سینگی لگوانے میں۔ شہد پینے میں۔ یا گرم لوہے کے ساتھ داغنے میں۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا: میں اپنی امت کو داغنے سے

منع کرتا ہوں۔(بخاری)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ رُمِیَ اُبَیٌّ یَوْمَ الْاَحْزَابِ عَلٰی اَکْحُلِہٖ فَکَوَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. (رواہ مسلم)4-1896

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں۔ جنگِ احزاب کے دن ابی بن کعب ﷺ کے گلے پر تیر لگا۔ تو رسولِ معظم ﷺ نے اسے خود داغا۔(مسلم)

وَعَنْہُ قَالَ رُمِیَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ ﷺ فِیْ اَکْحُلِہٖ فَحَسَمَہُ النَّبِیُّ ﷺ بِیَدِہٖ بِمِشْقَصٍ ثُمَّ وَرِمَتْ فَحَسَمَہُ الثَّانِیَۃَ. (مسلم)5-1897

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں: سعد بن معاذ ﷺ کی رگ میں تیر لگا تو نبیِ کریم ﷺ نے اس کو تیر کے پھل کے ساتھ اپنے دست مبارک سے داغا پھر اس پر ورم آ گیا' تو آپ نے دوبارہ اسے داغا۔(مسلم)

وَعَنْہُ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِلٰی اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ طَبِیْبًا فَقَطَعَ مِنْہُ عِرْقًا ثُمَّ کَوَاہُ عَلَیْہِ.(مسلم)6-1898

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے ابی بن کعب ﷺ کی جانب طبیب بھیجا' اس نے اس کی رگ کو کاٹا' پھر اس کو داغا۔(مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ﷺ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ فِی الْحَبَّۃِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ کُلِّ دَاءٍ اِلَّا السَّامَ قَالَ ابْنُ شِھَابٍ اَلسَّامُ اَلْمَوْتُ وَالْحَبَّۃُ السَّوْدَاءُ اَلشُّوْنِیْزُ. (متفق علیہ)7-1899

حضرت ابوہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں: انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا' آپ ﷺ نے فرمایا: کلونجی کا استعمال موت کے سوا ہر بیماری کے لیے شفا ہے۔ ابنِ شہاب کہتے ہیں' السام' سے مراد موت اور الحبۃ السوداء سے مراد کلونجی ہے۔(بخاری مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اِنَّ اَخِیْ اسْتُطْلِقَ بَطْنُہٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اسْقِہٖ عَسَلًا فَسَقَاہُ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ سَقَیْتُہٗ فَلَمْ یَزِدْہُ اِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ لَہٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَاءَ الرَّابِعَۃَ فَقَالَ اسْقِہٖ عَسَلًا فَقَالَ لَقَدْ سَقَیْتُہٗ فَلَمْ یَزِدْہُ اِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَدَقَ اللّٰہُ وَکَذَبَ بَطْنُ اَخِیْکَ فَسَقَاہُ فَبَرِءَ. (متفق علیہ)8-1900

حضرت ابوسعید خدری ﷺ فرماتے ہیں ایک شخص نبیِ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے شکوہ کیا کہ میرے بھائی کا پیٹ بہہ پڑا ہے۔ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: اسے شہد پلاؤ۔ اس شخص نے اسے شہد پلایا۔ پھر وہ آپ کے پاس حاضر ہوا اور بتایا میں نے اس کو شہد پلایا ہے' لیکن شہد پلانے سے مزید دست آ رہے ہیں۔ آپ نے اسے تین بار شہد پلانے کے لیے کہا۔ پھر وہ چوتھی بار آیا تو آپ نے فرمایا: اسے شہد پلاؤ۔ اس نے بتلایا کہ میں نے شہد پلایا تھا' لیکن پھر بھی جلاب میں کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: اللہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ پھر اس شخص نے اسے مزید شہد پلایا تو وہ تندرست ہو گیا۔

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَمْثَلَ مَا تَدَا وَيْتُمْ بِهٖ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِىُّ. (متفق عليه) 1901-9

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر علاج سینگی لگوانا اور قسط بحری کا استعمال کرنا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُعَذِّبُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ. (متفق عليه) 1902-10

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: تم بچوں کو حلق کی گھنڈی دبانے کے ساتھ تکلیف میں نہ ڈالو بلکہ قُسطِ بحری کا استعمال کرو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اُمِّ قَيْسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا تَدْغَرْنَ اَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُنَّ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِىِّ فَاِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ اَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ. (متفق عليه) 1903-11

حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: تم کس لیے اپنی اولاد کو حلق کی گھنڈی دبانے کے ساتھ تکلیف دیتی ہو؟ تم عودِ ہندی استعمال کرو اس میں سات بیماریوں سے شفا ہے۔ ان میں نمونیا بھی ہے۔ گھنڈی کی وجہ سے ناک میں عود ہندی کا عرق ٹپکایا جائے اور نمونیا کی وجہ سے منہ کے کنارے سے ڈالا جائے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا وَرَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ ﷺ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ. (متفق عليه) 1904-12

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور رافع بن خدیج ﷺ بیان کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بخار جہنم کے جوش مارنے کی مانند ہے اسے پانی کے ساتھ ٹھنڈا کرو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِى الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ وَالْحُمَّةِ وَالنَّمْلَةِ. (مسلم) 1905-13

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے نظر لگنے، بچھو کے ڈسنے اور پھنسیوں پر دم کرنے کی اجازت دی ہے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَمَرَ النَّبِىُّ ﷺ اَنْ نَسْتَرْقِىَ مِنَ الْعَيْنِ. (متفق عليه) 1906-14

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ ہم نظر لگنے سے دم کروائیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ رَاٰى فِىْ بَيْتِهَا جَارِيَةً فِىْ وَجْهِهَا سَفْعَةٌ تَعْنِىْ صُفْرَةً فَقَالَ اسْتَرْقُوْا لَهَا فَاِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ. (متفق عليه) 1907-15

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس کے گھر میں ایک لونڈی دیکھی جس کا چہرہ زرد تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو دم کرواؤ اسے نظر لگ گئی ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرُّقٰى فَجَاءَ اٰلُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ كَانَتْ عِنْدَنَا رُقْيَةٌ نَرْقِىْ بِهَا مِنَ الْعَقْرَبِ وَاَنْتَ نَهَيْتَ عَنِ الرُّقٰى فَعَرَضُوْهَا عَلَيْهِ فَقَالَ مَا اَرٰى بِهَا بَاْسًا مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ.
(مسلم)1908-16

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے دم کروانے سے منع فرمایا' تو عمرو بن حزمؓ کے گھر والے آئے۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس ایک دم ہے' جس کے ساتھ ہم بچھو کے ڈسے کو دم کرتے ہیں۔ اور آپ نے دم کرنے سے منع کیا ہے؟ انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے دم پڑھا۔ آپ نے فرمایا: میں اس دم میں کوئی حرج نہیں پاتا۔ تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے' وہ اسے ضرور فائدہ پہنچائے۔ (مسلم)

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ ن الْاَشْجَعِيِّ ﷺ قَالَ كُنَّا نَرْقِىْ فِى الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِىْ ذٰالِكَ فَقَالَ اَعْرِضُوْا عَلَىَّ رُقَاكُمْ لَا بَاْسَ بِالرُّقٰى مَالَمْ يَكُنْ فِيْهِ شِرْكٌ.
(مسلم) 1909-17

حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ بیان کرتے ہیں: ہم جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے۔ ہم نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میرے سامنے اپنا دم پیش کرو! ایسا دم کرنے میں کوئی حرج نہیں جس میں شرک نہ ہو۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ الْعَيْنُ حَقٌّ فَلَوْ كَانَ شَیْءٌ سَابَقَ الْقَدْرَ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ وَاِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوْا.
(مسلم) 1910-18

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: آپ نے فرمایا: نظر کا لگ جانا برحق ہے۔ اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب آسکتی تو نظر تھی۔ اگر کوئی تم میں سے غسل کے پانی کا مطالبہ کیا جائے تو تم اس کے لیے غسل کرو۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ ﷺ قَالَ اَرْسَلَنِیْ اَهْلِیْ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ وَكَانَ اِذَا اَصَابَ الْاِنْسَانَ عَيْنٌ اَوْ شَیْءٌ بَعَثَ اِلَيْهَا مِخْضَبَهٗ فَاَخْرَجَتْ مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ تُمْسِكُهٗ فِیْ جُلْجُلٍ مِنْ فِضَّةٍ فَخَضْخَضَتْهُ لَهٗ فَشَرِبَ مِنْهُ

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہبؓ بیان کرتے ہیں میرے گھر والوں نے مجھے ام سلمہ رضی اللہ عنھا کی جانب پانی کا پیالہ دے کر بھیجا اور جب بھی کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا کوئی تکلیف لاحق ہوتی تو وہ ان کی جانب پانی کا برتن بھیج دیتے اور وہ رسولِ معظم ﷺ کے بال مبارک نکالتی' جن کو انہوں نے چاندی کی ڈبیا میں رکھا ہوا تھا۔ اور وہ ان کو پانی میں ہلاتیں

قَالَ فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلْجُلِ فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرَاءَ. (بخاری) 1911-19

اور بیمار اسے پی لیتا۔ راوی نے بیان کیا کہ میں نے ڈبیا کو غور سے دیکھا تو اس میں کچھ سرخ بال تھے۔ (بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کا علاج پیدا فرمایا ہے۔

۲۔ علاج جب بیماری کے مطابق ہو جائے تو اللہ کی طرف سے صحت حاصل ہوتی ہے۔

۳۔ کلونجی موت کے علاوہ ہر بیماری کے لیے مفید ہے۔

۴۔ شہد میں اللہ نے شفا رکھی ہے۔

۵۔ بخار کی کئی اقسام کا علاج ٹھنڈا پانی ہے۔

۶۔ نظر اور بیماری کے وقت دم کرنا اور کروانا جائز ہے۔

۷۔ کفریہ اور شرکیہ دم سے بچنا لازم ہے۔

۸۔ غیر شرکیہ دم کرنا کروانا جائز ہے

۹۔ رسول اللہ کے حقیقی اثار سے تبرک جائز اور باعث شفاء ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے غیر کے آثار سے تبرک ناجائز ہے۔

بَابُ الْفَالِ وَالطِّيَرَةِ

نیک فال اور بدشگونی کا بیان

ہر دور کے جہالت زدہ لوگوں میں بدشگونی (BADOMEN) لینے کی عادت رہی ہے۔ جس کی مختلف شکلوں میں سے ایک شکل یہ تھی' کہ لوگ مخصوص اوقات میں بیٹھے ہوئے کسی پرندے کو اڑاتے۔ اگر وہ اُڑتے ہوئے دائیں جانب رخ کرتا' تو اڑانے والا آدمی جو کام کرنے کا ارادہ رکھتا تھا وہ سمجھتا کہ یہ کام کرنا میرے لیے بہتر ہے۔ اور اگر وہ پرندہ دوسری جانب اڑتا تو کام نہ کرنے اور اس میں برکت نہ ہونے کا تصور لیا جاتا۔ اسی طرح ہی وہ تیروں سے فال نکالتے' جس طرح ہمارے ہاں یہ کام طوطے اور جانوروں کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ اس عمل کو عربی میں فال اور طیرہ اور اردو میں شگون لینے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس سے آدمی نفسیاتی مریض، توہم پرست اور بزدل بن جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر آدمی کے اعتماد اور توکل کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بداعتقادی پیدا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور بھی مکمل یا جزوی طور پر غیب جاننے والے موجود ہیں۔ یہ حرکات عقیدہ ایمان کے سراسر منافی ہیں جس سے منع کیا گیا ہے۔

البتہ کوئی شخص کسی بات سے اچھا شگون لینا چاہے تو اس کی اجازت عنایت فرمائی ہے۔

الفصل الاوّل

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَالُ قَالُوْا وَمَا الْفَالُ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا اَحَدُكُمْ. (متفق علیه) 1912-1

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے البتہ رسولِ معظم ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: بدشگونی جائز نہیں البتہ فال بہتر ہے! صحابہ کرام ﷺ نے دریافت کیا: کہ فال کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اچھا کلمہ جو تمہیں سنائی دے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا عَدْوٰی وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ. (بخاری) 1913-2

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی بیماری متعدی نہیں۔ بدشگونی کی بھی نہیں ہے۔ نہ الو بدروح ہے اور نہ صفر کا مہینہ نحوست والا ہے۔ اور کوڑھی شخص سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا عَدْوٰی وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ فَقَالَ اَعْرَابِیٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا بَالُ الْاِبِلِ تَكُوْنُ فِی الرَّمْلِ لَكَاَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيُخَالِطُهَا الْبَعِيْرُ الْاَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا فَقَالَ

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: کوئی بیماری متعدی نہیں ہے۔ نہ اُلو بدروح ہے اور نہ صفر کا مہینہ منحوس ہے۔ ایک اعرابی نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! اونٹوں کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں' جو

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَنْ اَعْدَی الْاَوَّلَ. (بخاری)3-1914

ریتلے علاقے میں رہتے ہیں ہرنیوں کی مانند نظر آتے ہیں اور جب خارش زدہ اونٹ ان کے ساتھ ملتا ہے تو ان سب کو خارش زدہ کردیتا ہے؟ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا اگر معاملہ یوں ہے تو بتاؤ کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارش زدہ کیا؟ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا عَدْوٰی وَلَا هَامَةَ وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ. (مسلم) 4-1915

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہے۔ اور نہ الّو بدروح ہے۔ نہ کوئی ستارہ مؤثر ہے۔ اور نہ صفر کا مہینہ منحوس ہے۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ لَا عَدْوٰی وَلَا صَفَرَ وَلَا غُوْلَ. (مسلم) 5-1916

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: کوئی مرض متعدی نہیں ہے۔ نہ صفر کا مہینہ منحوس ہے۔ اور نہ کوئی بھوت ہے۔ (مسلم)

عَنْ عَمْرِوبْنِ الشَّرِیْدِ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ کَانَ فِیْ وَفْدِ ثَقِیْفٍ رَجُلٌ مَجْذُوْمٌ فَاَرْسَلَ اِلَیْهِ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّا قَدْ بَایَعْنَاکَ فَارْجِعْ. (مسلم)6-1917

حضرت عمرو بن شرید رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ثقیف کے قبیلہ کے وفد میں ایک شخص کوڑھی تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اسکی جانب پیغام ارسال کیا کہ ہم نے تیری بیعت قبول کرلی ہے۔ تو واپس چلا جا۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اچھی بات سے فال لینے کا معنٰی یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے، یا وہ سفر کے لیے نکلا ہے، تو ابتداً ہی اس کو کسی نے اچھی خبر سنائی کہ آپ کا فلاں کام ہو چکا ہے۔ یا جس طرف آپ جانے لگے ہیں وہاں کے حالات بہتر ہوگئے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ اس چیز کو اچھے شگون کے طور پر لینا چاہیے۔ اگر کام کرنے سے پہلے یا سفر کے آغاز میں گاڑی میں خرابی یا کوئی بُری بات سننے میں آئی ہے، تو اس کو بُرا شگون سمجھ کر آدمی کو اپنا ارادہ نہیں بدلنا چاہیے۔

خلاصۂ باب

۱۔ اچھا شگون لینا جائز اور بدشگونی گناہ ہے۔
۲۔ کوئی جاندار چیز بدروح نہیں ہوا کرتی۔
۳۔ صفر کا مہینہ یا کوئی دن یا وقت فی نفسہٖ منحوس نہیں ہوتا۔
۴۔ بنیادی طور پر کوئی بیماری بھی متعدی نہیں ہے۔
۵۔ خاص قسم کے مریض سے پرہیز کیا جاسکتا ہے۔

بَابُ الْكَهَانَةِ

کہانت کا بیان

کہانت ایک مذہبی پیشہ اور عمل ہے۔عیسائیوں' یہودیوں اور بت پرستوں کے نزدیک کاہن اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کسی کی حاجت روائی اور لوگوں کو اسرار و رموز کی خبروں سے آگاہ کرے۔اسلام اس بات کی مکمل طور پر نفی کرتا ہے۔اسلام کے بنیادی عقائد میں یہ بات شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی شخص نیک ہو یا بدحتی کہ نبی اور رسول بھی غیب کا علم نہیں جانتے۔قرآن وحدیث میں اس عقیدے کی درجنوں مثالیں اور شہادتیں موجود ہیں۔اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو غیب دان سمجھنے کے کئی نقصانات ہیں۔کیونکہ کائنات کا حقیقی علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کے برعکس یہ عقیدہ رکھنا نہ صرف ایمان کی نفی ہے بلکہ اس عقیدے سے انسان فکری اور عملی طور پر کمزور ہو جاتا ہے۔اس کے ساتھ ہی ایسے غیب دانی جھوٹے دار کاہن قسم کے لوگوں کے اس فن اور عمل کی وجہ سے معاشرے میں غلط فہمیاں اور نفرتیں پیدا ہوتی ہیں۔قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ ایسے لوگوں کے دل و دماغ پر شیطان جھوٹی باتیں القا کرتا ہے اور یہ اسی کو بنیاد بنا کر لوگوں کو غیب کی خبریں دیتے ہیں۔رسولِ معظم ﷺ کا ارشادِ عالی ہے کہ جو شخص ان کی باتوں پر یقین کرتا ہے اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی۔دوسرے موقعہ پر آپ ﷺ نے ایسے شخص کے ایمان کی نفی فرمائی ہے۔

فَقَدْ كَفَرَ بِمَآ اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ﷺ

''اس نے تو جو محمد پر نازل ہوا ہے اسکا انکار کر دیا ہے''

مسلمانوں میں کاہن تو موجود نہیں لیکن بے شمار علماء اور پیر فقیر کہانت جیسے وظائف اور عمل کرتے ہیں۔مثلاً لوٹا گھمانا۔بچے کو سامنے بٹھا کر قرآن مجید کی کوئی سورۃ تلاوت کرتے ہوئے اس سے غیب کی خبریں پوچھنا۔چند لمحے مراقبہ کرنے کے بعد گمشدہ چیزوں یا اس قسم کی خبریں دینا یہ سب کہانت ہی کے مترادف ہے۔اسی طرح ستارہ پرستی، دست شناسی اور زائچہ بندی کرنا جائز نہیں۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۭ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝ (الانعام:۱۱۲)

''اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے سرکش انسان اور جن دشمن بنائے۔جو ایک دوسرے کو چپکے چپکے خوش نما اور دھوکا دینے والی باتیں سکھاتے تھے۔اگر تمہارا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔پس انہیں اور جو وہ بہتان باندھتے ہیں اسے چھوڑ دیجیے۔''

الفصل الاول

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ ﷺ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُمُوْرًا كُنَّا نَصْنَعُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ كُنَّا نَاْتِي الْكُهَّانَ قَالَ فَلَا تَاْتُوا الْكُهَّانَ قَالَ قُلْتُ

پہلی فصل

حضرت معاویہ بن حکم ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کچھ کام ایسے ہیں جنہیں جاہلیت میں ہم کیا کرتے تھے۔ہم کاہنوں کے پاس جایا کرتے

كُنَّا نَتَطَيَّرُ قَالَ ذَالِكَ شَيْءٌ يَجِدُهُ اَحَدُكُمْ فِي نَفْسِهٖ فَلَا يَصُدَّنَّكُمْ قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّوْنَ قَالَ كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ.(مسلم)1918-1

تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایاتم کاہنوں کے پاس مت جایا کرو۔ اس نے کہا: ہم بدشگونی پکڑا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایسی چیز ہے جو دل میں پیدا ہوتی ہے۔ لیکن تمہیں کام کرنے سے ہرگز نہ روکے۔ اس نے کہا: میں نے عرض کیا: ہم میں سے کچھ لوگ لکیریں کھینچا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ایک پیغمبر لکیریں کھینچا کرتے تھے، تو جس شخص کی لکیریں ان کی لکیروں کے موافق ہو گئیں پھر تو ٹھیک ہے۔ ورنہ نہیں۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلَ اُنَاسٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِشَيْءٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَ اَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُوْنُ حَقًّا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِي اُذُنِ وَلِيِّهٖ قَرَّ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُوْنَ فِيْهَا اَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ .(متفق عليه)1919-2

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کچھ لوگوں نے رسولِ اکرم ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: کاہن کی کوئی حقیقت نہیں۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کاہن کبھی ایسی بات بتاتے ہیں جو درست ہوتی ہے؟ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: کسی سچی بات کو کوئی جن اچک لیتا ہے۔ اور اپنے دوست کے کان میں مرغی کی آواز کی طرح القا کرتا ہے۔ تو کاہن لوگ اس میں سو سے زیادہ جھوٹ ملا دیتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ فَتَذْكُرُ الْاَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ فَتَسْتَرِقُ الشَّيَاطِيْنُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهُ فَتُوْحِيْهِ اِلَى الْكُهَّانِ فَيَكْذِبُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ. (بخاری)1920-3

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے رسولِ محترم ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: بے شک فرشتے بادلوں میں اترتے ہیں اور جس معاملے کا فیصلہ آسمانوں میں ہو چکا ہوتا ہے۔ اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ تو شیطان وجنات اسے چوری چھپے سنتے ہیں اور کاہنوں کو اس کی خبر دیتے ہیں۔ تو کاہن لوگ اپنی طرف سے اس میں سو جھوٹ ملا لیتے ہیں۔ (بخاری)

عَنْ حَفْصَةَ ؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ اَتٰى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلٰوةُ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً.(مسلم)1921-4

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: جو شخص گم شدہ یا چوری کا پتا بتانے والے کے پاس گیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا تو اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ (مسلم)

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ ؓ قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى اَثَرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذَالِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذَالِكَ كَافِرٌ بِيْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ. (متفق عليه)1922-5

حضرت زید بن خالد جہنی ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے ہمیں حدیبیہ مقام میں رات کی بارش کے بعد صبح کی نماز پڑھائی جب آپ فارغ ہوئے تو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت کیا: کیا تم جانتے ہو تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے؟ صحابہ کرام ؓ نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ راوی نے بیان کیا: آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے کہا ہے کہ میرے بندوں میں سے صبح کے وقت کچھ مومن ہو گئے ہیں اور کچھ کافر ہو گئے جن لوگوں نے کہا: اللہ کے فضل اور رحمت سے ہم پر بارش برسی ہے تو وہ مجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور ستاروں کے منکر ہیں۔ اور جن لوگوں نے کہا: ہم پر فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش ہوئی تو وہ میرا انکار کرنے والے ہیں اور ستاروں پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ بَرَكَةٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِيْقٌ مِنَ النَّاسِ بِهَا كَافِرِيْنَ وَيُنْزِلُ اللّٰهُ الْغَيْثَ فَيَقُوْلُوْنَ بِكَوْكَبِ كَذَا وَكَذَا. (مسلم)1923-6

حضرت ابو ہریرۃ ؓ رسولِ محترم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ نے آسمان سے جب بھی برکت نازل کی ہے تو لوگوں میں سے ایک گروہ کافر ہو جاتا ہے۔ بارش اللہ برساتا ہے تو وہ کہتے ہیں فلاں فلاں ستاروں کی طفیل سے ہوتی ہے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا قَضَى اللّٰهُ الْاَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلٰئِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهٖ كَاَنَّهٗ سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ فَاِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْ قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ فَسَمِعَهَا مُسْتَرِقُوا السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُوا السَّمْعِ هٰكَذَا بَعْضُهٗ فَوْقَ بَعْضٍ وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِكَفِّهٖ فَحَرَفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيْهَا اِلٰى مَنْ تَحْتَهٗ ثُمَّ يُلْقِيْهَا

حضرت ابو ہریرۃ ؓ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب آسمان پر کوئی فیصلہ صادر فرماتے ہیں تو اللہ کے فرمان کے رُعب کی وجہ سے فرشتوں کے پروں میں ہے۔ جیسے صاف پتھر پر لوہے کی زنجیر گرنے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو وہ دریافت کرتے ہیں: تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ وہ اللہ کے اس ارشاد کا ذکر کرتے اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے کہتے ہیں یہ اس اللہ کا ارشاد ہے جو بلند ہے اور بڑا ہے۔ تو چوری چھپے سننے والے اس فیصلے کو سن لیتے ہیں

اَلْاٰخَرُ اِلٰی مَنْ تَحْتَهٗ حَتّٰی یُلْقِیَهَا عَلٰی لِسَانِ السَّاحِرِ اَوِ الْکَاهِنِ فَرُبَّمَا اَدْرَکَ الشِّهَابُ قَبْلَ اَنْ یُلْقِیَهَا وَرُبَّمَا اَلْقَاهَا قَبْلَ اَنْ یُدْرِکَهٗ فَیَکْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ کَذِبَةٍ فَیُقَالُ اَلَیْسَ قَدْ قَالَ لَنَا یَوْمَ کَذَا وَکَذَا "کَذَا وَکَذَا فَیُصَدَّقُ بِتِلْکَ الْکَلِمَةِ الَّتِیْ سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ.

(بخاری)1924-7

اور چوری چھپے سننے والے اس طرح ایک دوسرے کے اوپر ہوتے ہیں۔حدیث کے راوی سفیان نے اس کو اپنی ہتھیلی کے ساتھ بیان کیا کہ ہتھیلی کو ٹیڑھا کیا اور ہتھیلیوں کی انگلیوں کے درمیان فاصلہ رکھا۔اوپر والا شیطان اس فیصلے کو سنتا ہے۔اور اپنے سے نیچے والے شیطان کی طرف اس کا القاء کرتا ہے۔یہاں تک کہ وہ شیطان جادوگر یا کاہن کی زبان پر اس کا القاء کرتا ہے۔بسا اوقات شیطان کے القاء سے پہلے اس کو شہابِ ثاقب لگتا ہے اور کبھی شہابِ ثاقب کا نشانہ بننے سے پہلے وہ اس کا القاء کر دیتا ہے۔اور وہ کاہن اس کے ساتھ سو جھوٹ کا اضافہ کرکے بتاتا ہے۔تو کہا جاتا ہے: کیا اس شخص نے فلاں فلاں بات نہیں کہی تھی؟ تو اس کلمہ کے سبب جو آسمان سے سنا گیا تھا اس کی ہر بات سچی سمجھی جاتی ہے۔(بخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ اَخْبَرَنِیْ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ مِنَ الْاَنْصَارِ اَنَّهُمْ بَیْنَاهُمْ جُلُوْسٌ لَیْلَةً مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رُمِیَ بِنَجْمٍ وَاسْتَنَارَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا کُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ اِذَا رُمِیَ بِمِثْلِ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ کُنَّا نَقُوْلُ وُلِدَ اللَّیْلَةَ رَجُلٌ عَظِیْمٌ وَمَاتَ رَجُلٌ عَظِیْمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاِنَّهَا لَا یُرْمٰی بِهَا لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَیٰوتِهٖ وَلٰکِنْ رَبُّنَا تَبَارَکَ اسْمُهٗ اِذَا قَضٰی اَمْرًا سَبَّحَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ ثُمَّ سَبَّحَ اَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ حَتّٰی یَبْلُغَ التَّسْبِیْحُ اَهْلَ هٰذِهِ السَّمَاءِ الدُّنْیَا ثُمَّ قَالَ الَّذِیْنَ یَلُوْنَ حَمَلَةَ الْعَرْشِ لِحَمَلَةِ الْعَرْشِ مَاذَا قَالَ رَبُّکُمْ فَیُخْبِرُوْنَهُمْ مَا قَالَ فَیَسْتَخْبِرُ بَعْضُ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ بَعْضًا حَتّٰی یَبْلُغَ هٰذِهِ السَّمَاءَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک انصاری شخص نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ وہ رات کے وقت رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک ستارہ ٹوٹا اور اس کی روشنی ہوئی۔رسولِ کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ جب جاہلیت میں اس طرح کا کچھ ٹوٹا کرتا تھا تو تم کیا کہا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کیا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ہم تو کہا کرتے تھے کہ آج کی رات کوئی بڑا انسان پیدا ہوا ہے۔یا کوئی عظیم انسان فوت ہوا ہے۔رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: ستارہ کسی کی زندگی یا موت پر نہیں ٹوٹتا۔البتہ ہمارا پروردگار جس کا نام برکت والا ہے۔جب وہ کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو حاملینِ عرش سبحان اللہ کہتے ہیں۔بعدازاں ان سے قریب والے آسمان کے فرشتے سبحان اللہ کہتے ہیں۔یہاں تک کہ سبحان اللہ کہنے کی آواز پہلے آسمان کے فرشتوں تک پہنچتی ہے۔بعدازاں عرش کو

الدُّنيَا فَيَخطَفُ الجِنُّ السَّمعَ فَيَقذِفُونَ إِلَىٰ أَولِيَائِهِم وَيُرمَونَ بِهِ فَمَا جَاءُوا بِهِ عَلَىٰ وَجهِهِ فَهُوَ حَقٌّ وَلَٰكِنَّهُم يَقرِفُونَ فِيهِ وَيَزِيدُونَ. (مسلم)1925-8

اٹھانے والے فرشتوں کے قریب والے فرشتے' عرش کو اٹھانے والے فرشتوں سے دریافت کرتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ چنانچہ وہ انہیں اللہ کے فرمان کے بارے میں اطلاع دیتے ہیں۔ اور پھر اسی طرح ایک آسمان والے فرشتے دوسرے فرشتوں سے دریافت کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ خبر جب پہلے آسمان کے فرشتوں تک پہنچتی ہے تو جن شیطان اس خبر کو اچک لیتے ہیں اور اپنے دوستوں تک پہنچاتے ہیں۔ اس وقت ان پر یہ (شہاب) نارے جاتے ہیں۔ تو خبر کے جس حصہ کو اس کی اصل شکل میں پیش کرتے ہیں' اتنی تو وہ خبر سچی ہوتی ہے۔ لیکن اس میں جھوٹ کی آمیزش کر کے اضافہ کر لیتے ہیں۔ (مسلم)

عَن قَتَادَةَ ﷺ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ هٰذِهِ النُّجُومَ لِثَلَاثٍ جَعَلَهَا زِينَةً لِلسَّمَاءِ وَرُجُومًا لِلشَّيَاطِينِ وَعَلَامَاتٍ يُهتَدَىٰ بِهَا. فَمَن تَأَوَّلَ فِيهَا بِغَيرِ ذٰلِكَ أَخطَأَ وَأَضَاعَ نَصِيبَهُ وَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعلَمُ. (رَوَاهُ البُخَارِي تَعلِيقًا)1926-9

حضرت قتادہ ﷺ بیان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو تین مقاصد کے لیے بنایا ہے۔ (۱) آسمان کی زینت کے لیے' (۲) شیطانوں کو مارنے کے لیے (۳) اور یہ ستارے ایسے نشانات ہیں جن کے ذریعے راستے معلوم کیے جاتے ہیں۔ جس شخص نے ان کے بارے میں اس کے علاوہ کوئی بات کہی اس نے غلطی کی اور اپنے اعمال کو ضائع کیا۔ وہ خواہ مخواہ ایسی باتیں کرتا ہے جن کا اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ (امام بخاری نے اس روایت کو معلق بیان کیا ہے)

خلاصۂ باب

۱۔ زائچہ بندی کے ذریعے خبریں دینا گناہ ہے۔
۲۔ غیب کی خبریں بتلانے والے کے پاس جانے سے چالیس دن تک کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔
۳۔ ستاروں کے ذریعے قیافہ لگانا شرک اور کفر ہے۔
۴۔ کاہنوں، نجومیوں اور پیروں فقیروں کی خبریں اکثر جھوٹی ہوتی ہیں۔
۵۔ ستارے آسمان کی زینت، شیاطین کے لیے شہاب ثاقب اور سفر کی نشان دہی کرتے ہیں۔
۶۔ بارش کی نعمت کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرنا کفر ہے۔

کِتَابُ الرُّؤیَا

خواب اور اس کی تعبیر

خواب ایک حقیقت ہے، کیونکہ نبیِ اکرم ﷺ نے خواب کو نبوّت کا چھیالیسواں حصہ قرار دیا ہے۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی نیک سے نیک آدمی کا خواب بھی کسی کے لیے حجّت اور دلیل نہیں بن سکتا اور نہ ہی خواب کی بنیاد پر کسی آدمی کو کوئی فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا۔

خواب کا انسان کی صحت اور اس کے ساتھ ہونے والے حالات و واقعات کے ساتھ گہرا تعلق ہے جس قسم کے ماحول اور حالات سے آدمی گزر رہا ہو شعوری یا غیر شعوری طور پر ان کے اثرات انسان کے ذہن پر مرتب ہوتے ہیں اور اکثر اوقات وہ نیند میں خواب کی صورت اختیار کر جاتے ہیں۔ اس لیے نبیِ اکرم ﷺ خواب دیکھنے والوں کو یہ ہدایات فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب کسی کو خواب آئے تو وہ ایسے شخص کے سامنے اس کا ذکر کرے جس کو خواب کی تعبیر کا ملکہ حاصل ہو۔ اور دوسرے شخص کے سامنے خواب بیان کرنے سے روک دیا۔ کیونکہ تعبیر کا علم نہ جاننے کی وجہ سے وہ اوٹ پٹانگ باتیں کرے گا۔ جس سے خواب دیکھنے والا مزید پریشان ہو جائے گا۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ان الجھنوں سے بچنے کے لیے امّت کو آسان ترین طریقہ بتلایا ہے کہ جب کسی کو برا خواب آئے تو جاگتے ہی اللہ سے خواب کے شر سے بچنے کی دعا کرے اور اگر خواب میں بہتر صورت حال دیکھے تو اس کے حصول کے لیے بارگاہِ خداوندی میں درخواست پیش کرے کہ اے اللہ! اس خیر کو جلد میرے نصیب میں لکھ دیجیے۔

آپ ﷺ کی زیارت کی سعادتِ عظمیٰ

رسولِ کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے:

”جس نے خواب میں میری زیارت کی اس نے واقعتاً میری ہی زیارت کی کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔“

خواب میں آپ کی زیارتِ پاک کا نصیب ہونا دنیا و جہان کی نعمتوں اور سعادتوں سے بڑھ کر نعمت اور سعادت ہے، لیکن یہ بات غور طلب ہے کہ خواب میں شیطان اگر کسی بزرگ کی شکل اختیار کر کے، خواب دیکھنے والے کو یہ تاثر دینا چاہے کہ میں ہی رسول ﷺ ہوں، کیونکہ شیطان کی طرف سے ایسے فریب کا امکان موجود ہے۔ اس لئے کہ جس نے نبیِ پاک کا آپ کی حیاتِ مبارکہ میں دیدار نہیں کیا وہ کیسے فیصلہ کر سکتا ہے کہ واقعتاً خواب میں دیکھی جانے والی صورت حقیقتاً نبی کریم ﷺ کی شکل مبارک ہے۔ خواب میں آپ ﷺ کی زیارت کا فیصلہ صحابہ کرامؓ ہی کر سکتے تھے کیونکہ انہوں نے آپ کی ذاتِ اقدس کو بنفسِ نفیس دیکھا تھا۔

تاہم خواب میں آپ کی زیارت نصیب ہونا ناممکنات میں سے نہیں ہے۔ آپ کی زیارت کے تاثرات کو خواب میں دیکھنے والا ہی محسوس کر سکتا ہے۔ اس کو منبر و محراب پر یا کتابوں میں ذکر کرنا صحابہ کرام ؓ کا طریقہ نہیں تھا۔ لہٰذا خواہ مخواہ لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانے کے لیے ایسی باتوں کا ذکر کرنا مناسب نہیں ہے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ.(رواہ البخاری) 1927-1

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءً مِّنَ النُّبُوَّةِ(متفق علیه)1928-2

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ. (متفق علیه) 1929-3

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ(متفق علیه)1930-4

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَةِ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِیْ. (متفق علیه)1931-5

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِذَا رَاٰی اَحَدُكُمْ مَا یُحِبُّ فَلَا یُحَدِّثْ بِهٖ اِلَّا مَنْ یُحِبُّ وَاِذَا رَاٰی مَایَكْرَهُ فَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ

پہلی فصل

حضرت ابوہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا نبوت میں سے خوش خبری دینے والی باتوں کے علاوہ کچھ باقی نہیں رہا۔ صحابہ کرام ﷺ نے دریافت کیا' کہ خوش خبریوں سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: اچھے خواب!۔ (بخاری)

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے فی الحقیقت مجھے دیکھا۔ اس لیے کہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوقتادۃ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا۔ اس نے حقیقت میں مجھے دیکھا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا' وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا کیوں کہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوقتادۃ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں۔ اور برے خیالات شیطان کی جانب سے ہیں۔ جب تم میں سے کوئی شخص خواب میں پسندیدہ چیز دیکھے' تو اس کو صرف اس شخص کے سامنے بیان کرے جو اس کا دوست ہے۔ اور اگر کوئی

بائیں جانب تھوکے اور کسی کے سامنے اس کو خواب بیان نہ کرے۔ بلاشبہ برا خواب اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ (بخاری و مسلم)

وَلْيَتْفُلْ ثَلَاثًا وَلَا يُحِدِّثْ بِهَا اَحَدًا فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ(متفق علیه)1932-6

ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اللہ تعالیٰ سے اس ناپسندیدہ خواب کے شر اور شیطان کے شر سے پناہ طلب کرے۔ اور تین بار

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَاٰی اَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِیْ كَانَ عَلَيْهِ(رواہ مسلم)1933-7

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں: اللہ کے رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص براخواب دیکھے' تو وہ بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دے۔ اور تین بار شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرے۔ اور جس پہلو پر وہ سویا ہوا تھا اس کو بدل لے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ يَكَدْ يَكْذِبُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَاَرْبَعِيْنَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّةِ وَمَا كَانَ مِنَ النُّبُوَّةِ فَاِنَّهُ لَا يَكْذِبُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ وَاَنَا اَقُوْلُ الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ حَدِيْثُ النَّفْسِ وَتَخْوِيْفُ الشَّيْطَانِ وَبُشْرٰی مِنَ اللّٰهِ فَمَنْ رَاٰی شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلَا يَقُصَّهُ عَلٰی اَحَدٍ وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ الْغُلَّ فِی النَّوْمِ وَيُعْجِبُهُمُ الْقَيْدُ وَيُقَالُ اَلْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِی الدِّيْنِ (متفق علیه)1934-8

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان فرماتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا وقت قریب ہوگا تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوا کرے گا مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ اور جو خواب نبوت کا حصہ ہے وہ جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں' میں کہتا ہوں کہ خواب تین طرح کے ہیں (۱) کچھ خواب نفس کے خیالات ہوتے ہیں (۲) کچھ شیطان کی طرف سے خوف ناک (۳) جبکہ کچھ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوش خبری ہوتے ہیں۔ تو جو شخص کسی ناپسندیدہ خواب کو دیکھے تو اسے کسی کے پاس بیان نہ کرے۔ بلکہ وہ نیند سے بیدار ہو تو نماز پڑھنے لگے حضرت ابو ہریرہ ﷺ کہتے ہیں کہ حالت نیند میں گلے میں طوق دیکھنے کو ناپسندیدہ جانتے تھے البتہ پاؤں میں بیڑیاں پسند کرتے تھے۔ اور بیان کیا جاتا ہے اگر کوئی شخص خواب میں بیڑیاں دیکھے تو اس کی تعبیر اسلام پر ثابت قدمی ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم حدیث

جناب محمد بن سیرینؒ بڑے جلیل القدر تابعی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خواب کی تعبیر کا بڑا ملکہ عنایت فرمایا تھا۔ ان کی تعبیرات کو ان کے ایک شاگرد رشید نے "کتاب الرؤیاء" کے نام پر مرتب کیا جس کا ترجمہ اردو زبان میں ہو چکا ہے اور یہ کتاب آج بھی دستیاب ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبیِ گرامی ﷺ

فَقَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَأْسِي قُطِعَ قَالَ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ إِذَا لَعِبَ الشَّيْطَانُ بِأَحَدِكُمْ فِي مَنَامِهِ فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ النَّاسَ. (رواه مسلم) 1935-9

کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے بیان کیا: میں نے خواب دیکھا' گویا کہ میرا سر کاٹا گیا ہے۔ حضرت جابر ﷛ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ اس کا خواب سن کر ہنس پڑے اور فرمایا: جب شیطان تم میں سے کسی کے ساتھ خواب میں مذاق کرے تو وہ ایسی باتیں لوگوں کے سامنے بیان نہ کرے۔ (مسلم)

عَنْ أَنَسٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَأَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنَّا فِي دَارِ عُقْبَةَ ابْنِ رَافِعٍ فَأُوتِينَا بِرُطَبٍ مِنْ رُطَبِ ابْنِ طَابٍ فَأَوَّلْتُ أَنَّ الرِّفْعَةَ لَنَا فِي الدُّنْيَا وَالْعَاقِبَةَ فِي الْآخِرَةِ وَأَنَّ دِيْنَنَا قَدْ طَابَ (رواه مسلم) 1936-10

حضرت انس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: میں نے ایک رات دیکھا' جس طرح کہ سونے والا خواب دیکھتا ہے: گویا ہم عقبہ بن رافع کے گھر میں ہیں۔ اور ہمارے پاس ابن طاب کی تازہ کھجوروں میں سے کچھ لائی گئیں۔ تو میں نے اس کی تعبیر یوں کی ہے' کہ ہمارے لیے دنیا میں بلندی ہے۔ اور آخرت میں اچھا انجام ہے۔ اور ہمارا دین عمدہ ہے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي مُوسٰى ﷛ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلٰى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهْلِي إِلٰى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرٌ فَإِذَاهِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ وَرَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ هٰذِهِ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ فَإِذَا هُوَ مَاأُصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرٰى فَعَادَ أَحْسَنَ مَاكَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ (متفق عليه) 1937-11

حضرت ابو موسیٰ اشعری ﷛ نبیِ محترم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا میں مکہ مکرمہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں' جہاں کھجوریں ہیں۔ تو میرا خیال یمامہ' یا ہجر شہر کی طرف گیا۔ لیکن وہ شہر یثرب نکلا۔ اور میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو حرکت دی اس کی دھار ٹوٹ گئی اس سے مراد وہ صحابہ کرام ﷡ تھے جو میدان احد میں شہید ہوئے۔ پھر میں نے اسے دوبارہ ہلایا تو وہ پہلے سے بھی اچھی تھی۔ اس سے مراد مومنوں کا اجتماع اور وہ فتح تھی جو اللہ نے عطا کی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَا أَنَانَائِمٌ أُوتِيتُ بِخَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَ فِي كَفِّي سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبُرَا عَلَيَّ فَأُوْحِيَ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبُ صَنْعَاءَ وَصَاحِبُ الْيَمَامَةِ (متفق عليه) 1938-12

حضرت ابو ہریرۃ ﷛ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: ایک دفعہ میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے' میری ہتھیلیوں میں دو سونے کے کنگن ڈالے گئے۔ وہ مجھ پر گراں گزرے' تو میری جانب وحی کی گئی کہ ان کو پھونک ماریں۔ میں نے پھونک ماری تو وہ دونوں غائب ہوگئے۔ میں نے ان دونوں سے مراد وہ دو

کذاب سمجھے' جن کے میں درمیان میں ہوں۔ایک صنعاء والا (اسود عنسی کذاب) دوسرا یمامہ کا (مسیلمہ کذاب)۔(بخاری و مسلم)

عَنْ اُمِّ الْعَلَاءِ الْاَنْصَارِيَّةِ ﷺ قَالَتْ رَأَيْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ فِي النَّوْمِ عَيْنًا تَجْرِيْ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ذَالِكَ عَمَلُهٗ يَجْرِيْ لَهٗ (رواه البخاری)

حضرت ام العلاء انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے خواب میں عثمان بن مظعون ﷺ کا جاری چشمہ دیکھا میں نے یہ خواب رسولِ اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے فرمایا: یہ اس کا عمل ہے' جو اس کے بعد جاری رہے گا۔(بخاری)

13-1939

وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷺ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا صَلّٰى اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ مَنْ رَاٰى مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ الرُّؤْيَا؟ قَالَ فَاِنْ رَاٰى اَحَدٌ قَصَّهَا فَيَقُوْلُ مَاشَاءَ اللّٰهُ فَسَاَلَنَا يَوْمًا فَقَالَ هَلْ رَاٰى مِنْكُمْ اَحَدٌ رُؤْيَا؟ قُلْنَا لَا! قَالَ لٰكِنِّيْ رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ اَتَيَانِيْ فَاَخَذَا بِيَدَيَّ فَاَخْرَجَانِيْ اِلٰى اَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ فَاِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ وَرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهٖ كَلُّوْبٌ مِنْ حَدِيْدٍ يُدْخِلُه فِي شِدْقِهٖ فَيَشُقُّهٗ حَتّٰى يَبْلُغَ قَفَاهُ ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الْاٰخَرِ مِثْلَ ذَالِكَ وَيَلْتَئِمُ شِدْقُهٗ هٰذَا فَيَعُوْدُ فَيَصْنَعُ مِثْلَهٗ قُلْتُ مَاهٰذَا؟ قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ عَلٰى قَفَاهُ وَرَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِهٖ بِفِهْرٍ اَوْ صَخْرَةٍ يَشْدَخُ بِهَا رَأْسَهٗ فَاِذَا ضَرَبَهٗ تَدَهْدَهَ الْحَجَرُ فَانْطَلَقَ اِلَيْهِ لِيَاْخُذَهٗ فَلَا يَرْجِعُ اِلٰى هٰذَا حَتّٰى يَلْتَئِمَ رَأْسُهٗ وَعَادَ رَأْسُهٗ كَمَا كَانَ فَعَادَ اِلَيْهِ فَضَرَبَهٗ فَقُلْتُ مَاهٰذَا؟ قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا اِلٰى ثَقْبٍ مِثْلَ التَّنُّوْرِ اَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَاَسْفَلُهٗ وَاسِعٌ تُتَوَقَّدُ تَحْتَهٗ

حضرت سمرۃ بن جندب ﷺ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے' تو آپ ہماری جانب اپنا چہرہ پھیر کر متوجہ ہوتے ہوئے دریافت فرماتے: آج رات تم میں سے کس شخص نے خواب دیکھا ہے؟ راوی بیان کرتے ہیں: اگر کسی شخص نے خواب دیکھا ہوتا' تو وہ اس کو بیان کرتا۔آپ جواباً جو اللہ چاہتا فرماتے۔تو ایک روز آپ نے ہم سے دریافت کیا: کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ ہم نے نفی میں جواب دیا آپ نے فرمایا: میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے' کہ میرے پاس دو شخص آئے' انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ارضِ مقدس کی جانب لے گئے۔وہاں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اور ایک شخص کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں لوہے کی کنڈی تھی وہ اس شخص کی ایک باچھ میں داخل کرتا اور اس کی گدی تک اس کو چیرتا تھا۔پھر اس کی دوسری باچھ کے ساتھ بھی ایسا ہی کرتا۔اس دوران اس کی پہلی باچھ درست ہو جاتی تو وہ دوبارہ اسے اس کنڈی کے ساتھ چیرتا۔میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ ان دونوں نے کہا: آگے چلیے۔ہم چلے یہاں تک کہ اس شخص کے پاس پہنچے' جو اپنی گدی کے بل لیٹا ہوا تھا۔اور ایک دوسرا آدمی اس کے سر پر پتھر لیے کھڑا تھا اور پتھر کے ساتھ اس کا سر کچل رہا تھا

نَارٌ فَاِذَا ارْتَفَعَتِ ارْتَفَعُوْا حَتّٰى كَادَ اَنْ يَخْرُجُوْا مِنْهَا وَاِذَاخَمَدَتْ رَجَعُوْا فِيْهَا وَفِيْهَا رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ فَقُلْتُ مَاهٰذَا؟ قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى نَهَرٍ مِنْ دَمٍ فِيْهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى وَسَطِ النَّهَرِ وَعَلٰى شَطِّ النَّهَرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِىْ فِى النَّهَرِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍفِىْ فِيْهِ فَرَدَّهٗ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمٰى فِىْ فِيْهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَاهٰذَا؟قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى انْتَهَيْنَا اِلٰى رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فِيْهَا شَجَرَةٌ عَظِيْمَةٌ وَ فِىْ اَصْلِهَا شَيْخٌ وَصِبْيَانٌ وَاِذَا رَجُلٌ قَرِيْبٌ مِنَ الشَّجَرَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ يُوْقِدُهَا فَصَعِدَا بِىَ الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِىْ دَارًا وَسْطَ الشَّجَرَةِ لَمْ اَرَقَطُّ اَحْسَنَ مِنْهَا فِيْهَا رِجَالٌ شُيُوْخٌ وَشَبَابٌ وَنِسَاءٌ وَصِبْيَانٌ ثُمَّ اَخْرَجَانِىْ مِنْهَا فَصَعِدَا بِىَ الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِىْ دَارًا هِىَ اَحْسَنُ وَاَفْضَلُ مِنْهَا فِيْهَا شُيُوْخٌ وَشَبَابٌ فَقُلْتُ لَهُمَا اِنَّكُمَا قَدْ طَوَّفْتُمَانِىَ اللَّيْلَةَ فَاَخْبِرَانِىْ عَمَّا رَاَيْتُ قَالَا نَعَمْ اَمَّا الرَّجُلُ الَّذِىْ رَاَيْتَهٗ يُشَقُّ شِدْقُهٗ فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكَذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْاٰفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهٖ مَاتَرٰى اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالَّذِىْ رَاَيْتَهٗ يُشْدَخُ رَاْسُهٗ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ بِمَا فِيْهِ بِالنَّهَارِ يُفْعَلُ بِهٖ مَارَاَيْتَ اِلٰى يَوْمِ

۔جب وہ اسے پتھر مارتا تو پتھر لڑھک جاتا۔ وہ پتھر اٹھانے کے لیے اس کی جانب چلتا۔ ابھی اس تک پہنچ نہیں پاتا تھا کہ اس کا سر درست ہوجاتا اور وہ پہلے جیسا ہوجاتا۔ پھر وہ اس سر کی جانب جاتا اور اس کو پتھر مارتا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ ان دونوں نے مجھ سے کہا: آپ ﷺ چلیں! حتی کہ ہم چلے ہم ایک گڑھے کے پاس پہنچے' جو تنور کے مشابہ تھا' اس کا اوپر کا حصہ تنگ اور نچلا حصہ کھلا ہوا تھا' اس کے نیچے آگ بھڑک رہی تھی۔ جب آگ بلند ہوتی تو اس میں موجود لوگ بھی اوپر اچھلتے' قریب تھا کہ وہ اس سے باہر نکل جائیں۔ اور جب آگ نیچے ہوتی تو لوگ بھی نیچے ہوجاتے۔ اس میں ننگے مرد اور ننگی عورتیں تھیں۔ میں نے دریافت کیا: یہ کیا ہے؟ ان دونوں نے کہا: آپ چلیں! چنانچہ ہم چلے' یہاں تک کہ ہم ایک خون کی نہر پر پہنچے۔ اس میں ایک شخص نہر کے درمیان کھڑا تھا اور دوسرا شخص نہر کے کنارے پر تھا۔ اس کے آگے پتھر تھے۔ نہر والا شخص جب نہر سے نکلنے کا ارادہ کرتا تو کنارے والا شخص اس کے منہ پر پتھر مارتا' تو وہ وہیں لوٹ جاتا جہاں سے چلا تھا۔ میں نے دریافت کیا: یہ کیا معاملہ ہے؟ ان دونوں نے کہا آپ ﷺ چلیں۔ چنانچہ ہم چلے' یہاں تک کہ ہم ایک سرسبز وشاداب باغ کے قریب آگئے' جس میں ایک بہت بڑا درخت تھا۔ اور درخت کی جڑ کے قریب ایک بوڑھا انسان اور کچھ بچے تھے۔ اور وہاں ایک شخص درخت کے قریب تھا' اور اس کے سامنے آگ تھی جس کو وہ جلا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: انہوں نے مجھے اس درخت پر چڑھایا اور درخت کے درمیان ایک مکان میں لے گئے' میں نے اس سے بہتر مکان کبھی نہیں دیکھا تھا' اس میں بوڑھے، جوان، عورتیں اور بچے

الْقِيَامَةِ وَالَّذِیْ رَأَیْتَهٗ فِی الثَّقْبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ وَالَّذِیْ رَأَیْتَهٗ فِی النَّهْرِ اٰکِلُ الرِّبَا وَالشَّیْخُ الَّذِیْ رَأَیْتَهٗ فِیْ اَصْلِ الشَّجَرَةِ اِبْرَاهِیْمُ وَالصِّبْیَانُ حَوْلَهٗ فَاَوْلَادُ النَّاسِ وَالَّذِیْ یُوْقِدُ النَّارَ مَالِکٌ خَازِنُ النَّارِ وَالدَّارُ الْاُوْلَی الَّتِیْ دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ وَاَنَا جِبْرِیْلُ وَهٰذَا مِیْکَائِیْلُ فَارْفَعْ رَأْسَکَ فَرَفَعْتُ رَأْسِیْ فَاِذَا فَوْقِیْ مِثْلُ السَّحَابِ .

وَفِیْ رِوَایَةٍ مِثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَیْضَاءِ قَالَا ذَاکَ مَنْزِلُکَ قُلْتُ دَعَانِیْ اَدْخُلْ مَنْزِلِیْ قَالَا اِنَّهٗ بَقِیَ لَکَ عُمُرٌ لَمْ تَسْتَکْمِلْهُ فَلَوِ اسْتَکْمَلْتَهٗ اَتَیْتَ مَنْزِلَکَ (رواہ البخاری) 1940-14

تھے۔ پھر انہوں نے مجھے وہاں سے نکالا اور ایک دوسرے درخت پر لے گئے پھر وہ مجھے ایک مکان میں لے گئے جو پہلے مکان سے بھی زیادہ خوب صورت اور بہتر تھا۔ اور اس میں بوڑھے اور جوان لوگ تھے۔ آپ نے فرمایا: میں نے ان سے دریافت کیا: آج رات تم نے مجھے جو سیر کروائی ہے۔ مجھے بتاؤ میں نے جو دیکھا ہے وہ کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: ضرور! وہ شخص' جس کو آپ نے دیکھا تھا کہ اس کی باچھیں چیری جارہی تھیں وہ جھوٹا انسان تھا، جھوٹی باتیں کرتا تھا اور اس سے جھوٹی باتیں لے کر اطراف واکناف میں پہنچائی جاتی تھیں۔ قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا رہے گا۔ اور وہ شخص' جس کو آپ نے دیکھا کہ جس کا سر کچلا جارہا تھا' تو یہ وہ شخص تھا' جس کو اللہ نے قرآن کا علم عطا کیا لیکن وہ رات بھر سویا رہتا اور دن میں اس کے مطابق عمل نہ کیا کرتا تھا۔ اس کے ساتھ قیامت تک یہی معاملہ ہوتا رہے گا۔ اور جو منظر آپ نے تنور میں دیکھا ہے' وہ زانی ہیں۔ اور جس شخص کو آپ نے نہر میں دیکھا' وہ سود خور ہے۔ اور وہ بوڑھا شخص' جس کو آپ نے درخت کے تنے کے نیچے دیکھا تھا وہ ابراہیمؑ ہیں۔ اور ان کے گرد جو بچے تھے وہ لوگوں کے بچے تھے۔ اور جو شخص آگ جلا رہا تھا وہ جہنم کا دربان فرشتہ تھا۔ اور پہلا مکان جس میں آپ داخل ہوئے تھے' وہ عام مومنوں کی رہائش گاہ ہے۔ اور دوسرا یہ مکان شہدا کی رہائش گاہ ہے۔ میں جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ آپ سر اٹھائیں! نبی کریم فرماتے ہیں میں نے سر اٹھایا تو میرے سر پر بادل جیسی کوئی چیز تھی اور ایک روایت میں ہے۔ کہ سفید بادل کی طرح تھی انہوں نے بتایا' کہ وہ آپ کی رہائش گاہ ہے۔ میں نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دیں تاکہ میں اپنی رہائش گاہ میں داخل ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا' کہ ابھی آپ کی عمر باقی ہے، ختم نہیں ہوئی اگر آپ کی عمر ختم ہو گئی ہوتی تو آپ اپنی رہائش گاہ میں داخل ہو گئے ہوتے۔ (بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷺ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا یُکْثِرُ اَنْ یَقُوْلَ لِاَصْحَابِهٖ هَلْ رَاٰی اَحَدٌ مِنْکُمْ مِنْ رُؤْیَا فَیَقُصُّ عَلَیْهِ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَقُصَّ وَاَنَّهٗ قَالَ لَنَا ذَاتَ غَدَاةٍ اَنَّهٗ

حضرت سمرۃ بن جندب ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ اکثر و بیشتر صحابہ کرام ؓ سے دریافت فرماتے: کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ تو آپ کے سامنے وہ شخص خواب بیان کرتا' جس کے لیے اللہ چاہتا' کہ وہ خواب

اَتَانِیَ اللَّیْلَةَ اٰتِیَانِ وَاَنَّهُمَا ابْتَعَثَانِیْ وَاَنَّهُمَا قَالَا لِیَ انْطَلِقْ وَاِنِّی انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَذَکَرَ مِثْلَ الْحَدِیْثِ الْمَذْکُوْرِ فِی الْفَصْلِ الْاَوَّلِ بِطُوْلِهٖ وَفِیْهِ زِیَادَةٌ لَیْسَتْ فِی الْحَدِیْثِ الْمَذْکُوْرِ وَهِیَ قَوْلُهٗ فَاَتَیْنَا عَلٰی رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ فِیْهَا مِنْ کُلِّ نَوْرِ الرَّبِیْعِ وَاِذَا بَیْنَ ظَهْرَیِ الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِیْلٌ لَا اَکَادُ اَرٰی رَاْسَهٗ طُوْلًا فِی السَّمَاءِ وَاِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ اَکْثَرِ وِلْدَانٍ رَاَیْتُهُمْ قَطُّ قُلْتُ لَهُمَا مَاهٰذَامَا هٰؤُلَاءِ قَالَ قَالَا لِیَ انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَانْتَهَیْنَا اِلٰی رَوْضَةٍ عَظِیْمَةٍ لَمْ اَرَ رَوْضَةً قَطُّ اَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا اَحْسَنَ قَالَ قَالَا لِیَ ارْقَ فِیْهَا قَالَ فَارْتَقَیْنَا فِیْهَا فَانْتَهَیْنَا اِلٰی مَدِیْنَةٍ مَبْنِیَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ فَاَتَیْنَا بَابَ الْمَدِیْنَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفُتِحَ لَنَا فَدَخَلْنَا هَا فَتَلَقَّانَا فِیْهَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ کَاَحْسَنِ مَااَنْتَ رَاءٍ وَشَطْرٌ مِنْهُمْ کَاَقْبَحِ مَااَنْتَ رَاءٍ قَالَ قَالَا لَهُمُ اذْهَبُوْا فَقَعُوْا فِیْ ذٰالِکَ النَّهْرِ قَالَ وَاِذَا نَهْرٌ مُعْتَرِضٌ یَجْرِیْ کَاَنَّ مَاءَهُ الْمَحْضُ فِی الْبَیَاضِ فَذَهَبُوْا فَوَقَعُوْا فِیْهِ ثُمَّ رَجَعُوْا اِلَیْنَا قَدْ ذَهَبَ ذٰلِکَ السُّوْءُ عَنْهُمْ فَصَارُوْا فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ وَ ذَکَرَ فِیْ تَفْسِیْرِ هٰذِهِ الزِّیَادَةِ وَاَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِیْلُ الَّذِیْ فِی الرَّوْضَةِ فَاِنَّهٗ اِبْرَاهِیْمُ وَاَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِیْنَ حَوْلَهٗ فَکُلُّ مَوْلُوْدٍ مَاتَ عَلَی الْفِطْرَةِ قَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِیْنَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَوْلَادُ

بیان کرے۔ ایک صبح آپ نے ہمیں بتایا کہ آج رات میرے پاس دو آنے والے آئے۔ انہوں نے مجھے اٹھایا اور کہا: آپ چلیں! میں ان کے ساتھ چل پڑا.... اور پہلی فصل میں جو طویل حدیث گزر چکی ہے' اس جیسی حدیث بیان کی' لیکن اس میں کچھ الفاظ زیادہ ہیں جو مذکورہ حدیث میں نہیں ہیں اور وہ یہ ہیں پس ہم ایک سرسبز باغیچہ میں آئے' جس میں موسم بہار کی طرح ہر رنگ وقسم کے پھول تھے۔ باغیچے کے درمیان ایک طویل القامت شخص تھا۔ اس کے طویل ہونے کی وجہ سے اس کے سر کا آسمان کی طرف والا حصّہ یعنی چوٹی نظر نہیں آتی تھی۔ اور اس شخص کے گرد بڑی تعداد میں بچے تھے میں نے کبھی کسی کے گرد اتنی کثرت سے بچے نہیں دیکھے تھے آپ ﷺ نے فرمایا میں نے ان دونوں سے دریافت کیا: یہ کون ہے؟ اور یہ بچے کون ہیں انہوں نے مجھ سے کہا: آپ چلیں! ہم چلے تو ہم ایک بڑے باغ کے پاس پہنچے۔ میں نے اس سے بڑا اور خوب صورت باغ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا: آپ اس پر چڑھیں! تو ہم اس پر چڑھ گئے اور ایک شہر کے قریب پہنچے' جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا۔ ہم شہر کے دروازے پر آگئے اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا اور ہم اس میں داخل ہوگئے ہمیں اس میں کچھ لوگ ملے جن کا آدھا جسم بہت خوب صورت تھا اور آدھا جسم بہت بدصورت تھا۔ آپ نے فرمایا: ان دونوں فرشتوں نے ان سے کہا: اس نہر میں غوطہ لگاؤ! آپ نے فرمایا اچانک ہماری نظر ایک چوڑی بہتی ہوئی نہر پر پڑی جس کا پانی دودھ کی مانند سفید تھا۔ وہ لوگ اس میں داخل ہوگئے۔ پھر جب ہماری جانب واپس لوٹے تو ان

الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوا شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنٌ وَشَطْرٌ مِنْهُمْ قَبِيْحٌ فَاِنَّهُمْ قَوْمٌ قَدْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَاٰخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ. (رواه البخاری) 15-1941

کی بدصورتی ختم ہو چکی تھی اور وہ بہت زیادہ خوب صورت شکل میں ہو چکے تھے۔ اور اس روایت میں جو اضافہ ہے اس کی تعبیر آپ نے یہ بیان فرمائی کہ وہ طویل القامت شخص جو باغیچے میں تھا' وہ ابراہیم علیہ السلام تھے اور جو بچے ان کے گرد تھے یہ وہ بچے تھے' جو بچپن میں فطرت پر فوت ہو گئے۔ بعض مسلمانوں نے سوال اٹھایا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مشرکوں کے بچے بھی؟ آپ نے فرمایا: مشرکوں کے بچے بھی۔ اور وہ لوگ جن کا آدھا جسم خوب صورت تھا اور آدھا بدصورت تھا۔ ان کے بارے میں آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اچھے اعمال کے ساتھ برے اعمال بھی کئے تھے' لیکن اللہ نے ان کو معاف کر دیا۔ (بخاری)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مِنْ اَفْرَى الْفِرٰى اَنْ يُرِىَ الرَّجُلُ عَيْنَيْهِ مَالَمْ تَرَيَا (رواه البخاری) 16-1942

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو اس کی آنکھوں نے نہیں دیکھی۔ (بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ اچھے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔

۲۔ نبیِ معظم ﷺ کی شکل شیطان اختیار نہیں کر سکتا۔

۳۔ برا خواب دیکھنے والے کو تین دفعہ اعوذ باللہ من الشیطن الرّجیم پڑھ کر بائیں طرف تھوکتے ہوئے پہلو بدلنا چاہیے۔

۴۔ برا خواب لوگوں کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہیے۔

۵۔ جھوٹے خواب بیان کرنے والا سب سے بڑا جھوٹا ہے۔

كِتَابُ الْآدَابِ

آداب کی کتاب

دنیا میں ہر قوم کے ایک دوسرے سے ملنے کے کچھ آداب ہیں۔ جن سے باہم خیر سگالی اور محبت کے جذبات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسلامی تہذیب کے مقابلے میں ہر قوم کے آداب میں وقتی اور جزوی جذبات کا اظہار ہے۔ ہندو ملنے کے وقت پرنام یعنی باہم ملتے وقت ہاتھ جوڑتے ہیں۔ اور انگریز گڈ مارننگ اور گڈ نائٹ کے الفاظ کہتے ہیں۔ نبوّت سے پہلے عرب صباح الخیر وغیرہ کے الفاظ استعمال کرتے تھے۔ جب کہ اسلام کی تہذیب یہ ہے کہ ملاقات کے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا جائے۔ یہ کلماتِ ملاقات پورے دین کے ترجمان اور ہر لمحہ سلامتی کی دعا ہے اس کے ساتھ سرورِ دو عالم ﷺ نے مصافحہ کرنے کا طریقہ بتلایا تاکہ باہمی الفت ومحبت میں مزید اضافہ ہو۔ نیز بدیر ملاقات پر معانقہ کی رعایت بھی رکھی۔ جنتی جنت میں ایک دوسرے سے انہی کلمات کے ساتھ ملاقات کریں گے اور ہر جانب سلامتی کی صدائیں ہوں گی۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ طُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعاً فَلَمَّا خَلَقَهٗ قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰی اُولٰٓئِکَ النَّفَرِ وَهُمْ نَفَرٌ مِّنَ الْمَلآئِکَةِ جُلُوْسٌ فَاسْتَمِعْ مَا یُحَیُّوْنَکَ، فَاِنَّهَا تَحِیَّتُکَ وَتَحِیَّةُ ذُرِّیَّتِکَ فَذَهَبَ، فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فَقَالُوا، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَ: فَزَادُوْهُم وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَ فَکُلُّ مَنْ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰی صُوْرَةِ اٰدَمَ وَطُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعاً فَلَمْ یَزَلِ الْخَلْقُ یَنْقُصُ بَعْدَهٗ حَتَّی الْآنَ. (متفق علیه) 1943-1

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ﷛ ذکر کرتے ہیں، کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر تخلیق فرمایا۔ ان کا قد ساٹھ (60) ہاتھ لمبا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ ان کی تخلیق سے فارغ ہوا تو، حکم فرمایا: آدم اس جماعت کے پاس جا کر سلام کہو۔ وہ فرشتوں کی مجلس ہے۔ وہ جو جواب تجھے دیں اسے سنو، وہی جواب تیرا اور تیری اولاد کا ہوگا۔ جب حضرت آدم نے جا کر السلام علیکم کہا تو انہوں نے السلام علیک ورحمۃ اللہ سے جواب دیا۔ نبی محترم ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتوں نے ورحمۃ اللہ کا اضافہ کیا۔ آپ فرماتے ہیں: جنت میں داخل ہونے والا ہر شخص آدم علیہ السلام کی شکل وصورت پر ہوگا۔ اور ہر جنتی کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا ہوگا۔ لیکن حضرت آدم علیہ السلام کے بعد انسانی قد میں مسلسل کمی ہوتی رہی یہاں تک کہ انسان کا قد اتنا رہ گیا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷛ اَنَّ رَجُلاً سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ الْاِسْلَامِ خَیْرٌ قَالَ:

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: ایک شخص نے رسولِ محترم ﷺ سے پوچھا، کہ اسلام میں بہترین بات

تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ. (متفق علیہ)2-1944

کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے اچھی بات یہ ہے کہ تو کھانا کھلائے اور ہر واقف وناواقف کو سلام کہے۔(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتّٰى تَحَابُّوا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ. (رواہ مسلم)3-1945

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا۔تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوسکتے جب تک تم ایمان نہیں لاتے ۔ اور تمہارا ایمان کامل نہیں ہوسکتا جب تک تم باہم محبت نہ کرو۔کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے اپنالو گے تو باہمی محبت کرنے لگو گے۔تم آپس میں السلام علیکم کہا کرو۔(مسلم)

وَعَنْهُ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ. وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ. (متفق علیہ)4-1946

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی ذکر کرتے ہیں۔رسولِ محترم ﷺ کا ارشاد ہے ۔سوار پیادہ کو، پیدل بیٹھے ہوئے کو، کم تعداد زیادہ کو السلام علیکم کہیں۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ. (رواہ البخاری)5-1947

ابو ہریرہ ؓ کا ہی بیان ہے کہ، رسولِ محترم ﷺ کا فرمان ہے کہ، چھوٹا بڑے کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے زیادہ کو سلام کہنے میں پہل کریں۔(بخاری)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى غِلْمَانٍ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ. (متفق علیہ) 6-1948

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ، رسولِ معظم ﷺ چند بچوں کے قریب سے گزرے تو آپ نے انہیں سلام کہا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَبْدَؤُوا الْيَهُوْدَ وَلَا النَّصَارٰى بِالسَّلَامِ، وَاِذَا لَقِيْتُمْ اَحَدَهُمْ فِيْ طَرِيْقٍ فَاضْطَرُّوْهُ اِلٰى اَضْيَقِهٖ. (رواہ مسلم7-1949)

حضرت ابو ہریرہ ؓ ذکر کرتے ہیں، کہ رسولِ محترم ﷺ کا ارشاد ہے، کہ یہود ونصاریٰ کو سلام کہنے میں پہل نہ کیا کرو۔جب راستے میں تمہاری ان سے ملاقات ہو، تو انہیں تنگ راستے کی طرف دھکیلنے کی کوشش کرو۔(مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُوْدُ فَاِنَّمَا يَقُوْلُ اَحَدُهُمُ السَّامُ عَلَيْكَ فَقُلْ: وَعَلَيْكَ. (متفق علیہ)8-1950

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: یہودی تمہیں سلام کہتے وقت السام علیک کہتے ہیں (تم تباہ وبرباد ہوجاؤ)، تم جواب مین کہا کرو و علیک یعنی تم پر ایسا ہو۔(بخاری ومسلم)

اسلام نے غیر اسلامی تہذیبوں کی طرح یہی اصول نہیں اپنایا کہ ہر حال میں غریب امیر کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کرتا رہے۔ اس کے برعکس اسلام کی تہذیب یہ ہے، کہ حالات کے مطابق سلام کیا جائے۔ اگر بڑا سواری پر ہو تو اسے پیدل کو سلام کرنا چاہیے۔ تاکہ اس میں انکساری پیدا ہو۔ اور تھوڑے زیادہ کو سلام کہیں تاکہ جواب میں انہیں زیادہ لوگوں کی دعا مل جائے۔

جب سے رسول محترم ﷺ مکہ سے مدینہ تشریف لے گئے، یہودی ہر لحاظ سے آپ ﷺ اور مسلمانوں کو تنگ کرتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ سے ملاقات کے وقت لفظوں کو مروڑ کر راعی (چرواہا) اور السلام کی جگہ اسام کہتے۔ جس کا معنی یہ تھا، کہ آپ مر جائیں۔ اسی طرح گلی کوچوں میں چلتے ہوئے کمزور مسلمانوں حتیٰ کہ عورتوں کو بھی پریشان کرتے تھے۔ جس کے جواب میں آپ ﷺ نے مسلمانوں کو فرمایا کہ اگر یہ باز نہ آئیں تو ان کے راستے تنگ کر دیے جائیں اور ان کو السلام علیکم نہ کہا جائے۔ اگر یہ کہیں تو جواب میں صرف وعلیکم کہا کرو۔

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا: وَ عَلَيْكُمْ. (متفق عليه) 1951-9

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ گرامی ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب جب تمہیں سلام کہیں تو ان کے جواب میں صرف وَعَلَیْکُم کہو کہ تم پر ہو۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنها قَالَتْ اِسْتَأْذَنَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ عَلَى النَّبِيِّ، فَقَالُوا، اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ، فَقُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ يَاعَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهِ قُلْتُ اَوَلَمْ تَسْمَعْ مَاقَالُوا؟ قَالَ قَدْقُلْتُ وَعَلَيْكُمْ.

وَفِي رِوَايَةٍ عَلَيْكُمْ وَلَمْ يَذْكُرِ الْوَاوَ. (متفق عليه)

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ. قَالَتْ: اِنَّ الْيَهُوْدَ اَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا اَلسَّامُ عَلَيْكَ قَالَ وَعَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: یہودیوں کے ایک گروہ نے رسولِ معظم ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی اور السام علیکم کہا کہ تم ہلاک ہو جاؤ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے ان کے جواب میں کہا تم پر ہلاکت ہو! اور لعنت بھی ہو! یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ نرمی پسند کرنے والا ہے، اور تمام کاموں میں نرمی پسند کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ آپ ﷺ نے سُنا نہیں، جو انہوں نے کہا؟ ارشاد فرمایا اس لیے میں نے کہہ دیا: اور تم پر ہو۔ دوسری روایت میں ہے کہ تم پر ہو۔ یعنی لفظ واؤ (اور) نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم) بخاری کی ایک روایت میں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ یہودی نبی محترم ﷺ کے پاس

وَلَعَنكُمُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْكُمْ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَاِيَّاكِ وَالْعُنفَ وَالْفُحْشَ. قَالَتْ اَوَلَمْ تَسْمَعْ مَاقَالُوا قَالَ اَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِي فِيهِمْ. وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ. قَالَ لَا تَكُوْنِيْ فَاحِشَةً فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ. 1952-10

آئے انہوں نے کہا السام علیکم یعنی آپ تباہ ہو جائیں۔ آپ نے جواب دیا: بلکہ تم پر ایسا ہو۔ چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تم پر اللہ کی لعنت اور اس کا غضب ہو۔ یہ سن کر رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! نرمی اختیار کرو۔ تیز گفتگو اور بدزبانی سے اجتناب کرتی رہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ نے عرض کیا: آپ نے ان کے کلمات نہیں سنے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے میری بات نہیں سنی! میں نے ان کی بددعا کا جواب دے دیا ہے۔ اور ان کے بارے میں میرے کلمات منظور ہوئے ہیں۔ اور ان کے کلمات میرے بارے میں قبول نہیں ہوئے۔ مسلم کی روایت میں ہے: اے عائشہ! تجھے بُری گفتگو سے احتراز کرنا چاہیے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بُرے الفاظ اور فحش گوئی کو ناپسند کرتا ہے۔

فہم الحدیث

یہ بات پہلے بھی عرض کی گئی ہے کہ محدثین کی ذہانت وامانت کا یہ حال ہے کہ اگر روایت میں ایک لفظ کا فرق ہو تو وہ اسے واضح فرما دیتے ہیں۔ خواہ انہیں یہ روایت دو مرتبہ یا کئی مرتبہ بیان کرنی پڑے۔

وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيهِ اَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ. (متفق عليه) 1953-12

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ ایک مجلس کے قریب سے گزرے، جس میں مسلمان، بت پرست، مشرک اور یہودی اکٹھے تھے۔ آپ نے انہیں السلام علیکم کہا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِي سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيهَا قَالَ فَاِذَا اَبَيْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِيْقَ حَقَّهُ قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْاَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ (متفق عَلَيْهِ) 1954-12

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: راستوں میں نہ بیٹھا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں، کہ ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کریں۔ آپ نے فرمایا جب تمہیں وہاں بیٹھنا ہی ہے تو پھر راستے کا حق ادا کرو۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ راستے کا حق کیا ہے؟ فرمایا: نگاہوں کو نیچا رکھنا۔ تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنا۔ سلام کہنے والے کا جواب دینا۔ اچھائی کا حکم دینا۔ اور برائی سے روکنا۔ (بخاری ومسلم)

فہم حدیث

مخلوط مجلسوں میں دل میں مسلمانوں کا خیال رکھ کر السلام علیکم کہنا چاہیے۔تا کہ کافروں کی وجہ سے مسلمان تو مسلمان کی دعا سے محروم نہ رہ جائیں۔

خلاصۂ باب

۱۔ ملاقات کے وقت السلام علیکم کے جواب میں السلام علیکم کے بجائے وعلیکم السلام کہنا چاہیے۔اور اگر رحمۃ اللہ و برکاتہ ساتھ ملایا جائے تو ثواب میں تین گنا اضافہ ہوگا۔

۲۔ آنے والا بیٹھنے والے کو' چھوٹا بڑے کو سوار پیدل کو اور تھوڑے زیادہ کو سلام کہیں۔

۳۔ غیر مسلم کو جواب میں صرف وعلیکم کہنے کا حکم ہے۔مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیے۔

۴۔ اور سلام نوع انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب سے پہلی تعلیم ہے۔

۵۔ سلام پر عمل باعث دخول جنت ہے۔

۶۔ یہودیوں کے سلام کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔

۷۔ آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔اہل جنت کا بھی اتنا ہی قد ہوگا۔

۸۔ راہ گزر پر مجلس کرنے یا بیٹھک بنانے سے حتی الامکان احتراز کرنا چاہئے۔

۹۔ راہ گزر پر بیٹھنا مجبوری ہو جیسے کہ دوکاندار وغیرہ تو پھر رستے کا بھی حق ادا کرنا چاہئے۔

۱۰۔ محبت میں اضافے کے لئے آپس میں زیادہ سے زیادہ سلام کہنا چاہئے۔

۱۱۔ کھانا کھلانے سے بھی تعلق و محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

بَابُ الِاسْتِئْذَانِ

گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنا

اسلام کی تہذیب یہ ہے کہ جب آدمی اپنے یا کسی کے گھر جائے تو اسے سلام کہنا چاہیے۔ دوسرے کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنا نہایت ضروری ہے۔ اجازت کے لیے سلام کہنا یا دروازے پر دستک دینا دونوں طرح جائز ہے۔ البتہ گھر والے کے سامنے آنے کے بعد سلام کرنا لازم ہے۔ گھر والا مصروف ہو تو واپس پلٹنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ کسی کے ہاں بالخصوص دوسرے شہر میں جانے سے پہلے اپنی آمد کی اطلاع دینی چاہیے۔ ایسا کرنا اسلامی تہذیب کے زیادہ قریب ہے۔ اجازت لیتے وقت دروازے کے دائیں بائیں کھڑا ہونا چاہیے' تا کہ دوسرے کے گھر میں نظر نہ پڑ سکے۔ جان بوجھ کر دروازے کے سوراخوں میں جھانکنا بدترین حرکت ہے۔ جس کے ردعمل میں اندر سے اگر کوئی جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہوگا۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ قَالَ اَتَانَا اَبُوْمُوْسٰی ﷺ قَالَ اِنَّ عُمَرُ اَرْسَلَ اِلَیَّ اَنْ اٰتِیَهُ فَاَتَیْتُ بَابَهُ فَسَلَّمْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیَّ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَامَنَعَکَ اَنْ تَاْتِیَنَا فَقُلْتُ اِنِّی اَتَیْتُ فَسَلَّمْتُ عَلٰی بَابِکَ ثَلَاثًا فَلَمْ تَرُدَّ عَلَیَّ فَرَجَعْتُ، وَقَدْ قَالَ لِی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدُکُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ یُؤْذَنْ لَهٗ، فَلْیَرْجِعْ، فَقَالَ عُمَرُ ﷺ اَقِمْ عَلَیْهِ الْبَیِّنَةَ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ ﷺ فَقُمْتُ مَعَهٗ، فَذَهَبْتُ اِلٰی عُمَرَ ﷺ فَشَهِدْتُّ.

(متفق علیه)1955-1

پہلی فصل

ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں' کہ ابوموسیٰ اشعری ہمارے پاس آئے۔ انہوں نے بتایا' کہ حضرت عمر ﷺ نے میری طرف پیغام بھیجا' کہ میں ان کے ہاں پہنچوں۔ جب میں امیر المؤمنین کے دروازے پر گیا' تو میں نے تین مرتبہ السلام علیکم کہا۔ انہوں نے جواب نہ دیا' تو میں واپس آ گیا۔ حضرت عمر ﷺ نے مجھ سے نہ آنے کے متعلق پوچھا۔ میں نے بتایا کہ میں حاضر ہوا اور دروازے پر تین دفعہ سلام کہا آپ کا جواب نہ پا کر میں واپس آ گیا۔ کیونکہ رسولِ معظم ﷺ نے مجھے فرمایا تھا' کہ جب تم میں سے کسی کو تین بار طلب کرنے کے باوجود اجازت نہ ملے تو وہ واپس چلا آئے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: اس حدیث پر گواہ پیش کرو۔ حضرت ابوسعید ﷺ کہتے ہیں' کہ میں ابوموسیٰ کے ساتھ کھڑا ہوا اور ہم حضرت عمر ﷺ کے پاس گئے۔ اور میں نے گواہی دی۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِیَ النَّبِیُّ ﷺ اِذْنُکَ عَلَیَّ اَنْ تَرْفَعَ

عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں' کہ نبی محترم ﷺ نے مجھے فرمایا: تجھے میرے پاس آنے کی عام اجازت ہے' تو

الحِجَابَ وَاَنْ تَسْمَعَ سِوَادِیْ حَتّٰی اَنْهَاکَ. (رواه مسلم)2-1956	پردہ اٹھا سکتا ہے۔میری پوشیدہ گفتگو سن سکتا ہے حتی کہ تجھے منع نہ کردوں۔(مسلم)
وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ فِی دَیْنٍ کَانَ عَلٰی اَبِی، فَدَقَقْتُ البَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا فَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ: اَنَا اَنَا!! کَاَنَّهٗ کَرِهَهَا. (متفق عليه) 3-1957	حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں۔کہ میرے والد مقروض تھے۔میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دروازے پر دستک دی۔آپؐ نے پوچھا کون ہے؟ میں نے کہا: میں ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: میں ہوں! میں ہوں! گویا کہ آپ نے اسے ناپسند کیا۔(بخاری ومسلم)
وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَ لَبَنًا فِی قَدَحٍ فَقَالَ: اَبَاهِرٍّ اِلْحَقْ بِاَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ اِلَیَّ فَاَتَیْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَاَقْبَلُوا، فَاسْتَاْذَنُوا، فَاَذِنَ لَهُمْ، فَدَخَلُوا. (رواه البخاری)4-1958	ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول محترم ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے گھر میں داخل ہوا۔آپ ﷺ نے ایک پیالے سے دودھ پایا۔تو مجھے فرمایا، ابو ہریرہ! اہل صفہ کے پاس جا کر انہیں میری طرف سے دعوت دو۔میں ان کے پاس گیا اور انہیں دعوت دی۔انہوں نے آ کر اجازت طلب کی،

آپ ﷺ نے انہیں اجازت عنایت فرمائی اور وہ تب داخل ہوئے۔(بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ دروازے پر پہنچ کر دستک دینا' یا سلام کرنا دونوں طریقے جائز ہیں۔
۲۔ گھر والے کے پوچھنے پر ''میں'' کہنے کی بجائے اپنا نام بتانا چاہیے۔
۳۔ اجازت کے بغیر کسی کے گھر میں داخل ہونا منع ہے۔
۴۔ حدیث کے معاملہ میں حضرت عمر ﷺ کی احتیاط۔
۵۔ خادم خاص کو ہر بار اجازت لے کر آنا ضروری نہیں۔

بَابُ الْمُصَافَحَةِ وَالْمُعَانَقَةِ

مصافحہ اور معانقہ کرنا

الفصل الاول

عَنْ قَتَادَةَ رحمة الله عليه قَالَ: قُلْتُ لِاَنَسٍ ﷺ اَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِيْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ. (رواه البخاری)1959-1

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ ﷺ وَعِنْدَهُ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ ﷺ فَقَالَ الْاَقْرَعُ ﷺ اِنَّ لِیْ عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَاقَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا. فَنَظَرَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ. (متفق عليه)1960-2

پہلی فصل

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس ﷺ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام ﷺ آپس میں مصافحہ کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا! ہاں۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے حسن بن علی ﷺ کا بوسہ لیا۔ آپ ﷺ کے پاس اقرع بن حابس موجود تھا۔ اس نے کہا: میرے دس بیٹے ہیں میں نے ان میں سے کبھی کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ رسول معظم ﷺ نے اس کی جانب دیکھا۔ پھر فرمایا: جو شخص کسی پر رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ مصافحہ اور معانقہ کرنا سنت ہے۔

۲۔ اپنے بچوں، پوتوں اور نواسوں کو چومنا سنت ہے۔

۳۔ جو اپنے بچوں سے پیار نہیں کرتا وہ بے رحم شخص اللہ کی رحمت سے محروم ہے۔

۴۔ اپنے بچوں پوتوں اور نواسوں کو چومنا سنت ہے۔

بَابُ الْقِيَامِ

کسی شخص کی آمد پر کھڑے ہونا

کسی معزز اور بزرگ کی تشریف آوری کے وقت استقبال کے لیے کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس کے بیٹھنے کے ساتھ ہی بیٹھا جائے۔ اسلامی تہذیب سے پہلے حکمران اور مذہبی راہنماؤں کے سامنے لوگ سر وقامت کھڑے رہتے، جب کہ وہ بیٹھا ہوتا تھا۔ اسلام ایسے آداب کو پسند نہیں کرتا۔ اسلامی تہذیب میں آنے والے کے لئے اٹھنا اور اس کا استقبال کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس کے بیٹھنے کے ساتھ بیٹھ جایا جائے یہ بات بھی اسلامی آداب کا حصہ ہے کہ کوئی شخص واپس آنے کے لیے مجلس سے اٹھ کر جائے تو اس کی جگہ پر نہ بیٹھا جائے۔ اس کے ساتھ یہ تہذیب بھی سکھلائی گئی ہے کہ دوسرے کے آنے پر مجلس میں فراخی پیدا کی جائے تا کہ جگہ کے ساتھ استقبالیہ جذبات کا اظہار نمایاں ہو۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷛ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ بَنُو قُرَیْظَةَ عَلٰی حُکْمِ سَعْدٍ ﷛ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَیْهِ، وَکَانَ قَرِیْباً مِنْهُ، فَجَاءَ عَلٰی حِمَارٍ، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْاَنْصَارِ: قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ. (متفق علیه) 1961-1

پہلی فصل

ابوسعید خدری ﷛ بیان کرتے ہیں کہ بنوقریظہ نے حضرت سعد کو فیصل تسلیم کرنے پر، نبی محترم ﷺ نے حضرت سعد ﷛ کی طرف پیغام بھیجا۔ وہ آپ ﷺ کے قریب ہی تھے۔ جب گدھے پر سوار ہو کر مسجد نبوی کے قریب آئے تو نبی معظم ﷺ نے انصار کو حکم دیا، کہ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا یُقِیْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ یَجْلِسُ فِیْهِ، وَلٰکِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا. (متفق علیه) 1962-2

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص خود بیٹھنے کے لیے کسی دوسرے شخص کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے۔ اس کی بجائے مجلس میں فراخی ووسعت اختیار کرلیا کرو۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَامَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلَیْهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ. (رواه مسلم) 1963-3

حضرت ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر واپس آئے تو اسے اپنی جگہ پر بیٹھنے کا زیادہ حق ہے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ کسی کے آنے پر کھڑا ہونا جائز ہے۔ البتہ آنے والے کو اس کی خواہش نہیں ہونی چاہیے۔

۲۔ کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر بیٹھنا مناسب نہیں۔

۳۔ دوسرے کے آنے پر مجلس میں وسعت پیدا کرنی چاہیے۔

بَابُ الْجُلُوْسِ وَالنَّوْمِ وَالْمَشْيِ

بیٹھنے، سونے اور چلنے پھرنے کے آداب

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِياً بِيَدَيْهِ. (رواه البخاری)1964-1

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے بیت اللہ کے صحن میں رسول اللہ ﷺ کو دونوں ہاتھوں کے ساتھ گوٹھ مار کر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ (بخاری)

وَعَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهٖ ؓ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِياً وَاضِعاً اِحْدٰى قَدَمَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى. (متفق علیه)1965-2

عبادہ بن تمیم ؓ بیان کرتے ہیں، کہ اس کے چچا نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ نے اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھا ہوا تھا۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ نے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر چت لیٹنے سے منع فرمایا ہے۔ جبکہ اس حدیث میں آپ ﷺ کا ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر لیٹنا ثابت ہو رہا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ چت لیٹنا مناسب نہیں کیونکہ چادر پہنے ہوئے آدمی کا اس طرح لیٹنے سے اس کے برہنہ ہونے کا خدشہ زیادہ ہے۔ تاہم اگر کوئی شلوار پہنے ہوئے یا چادر کو سنبھال کر ایسے لیٹتا ہے تو جائز ہوگا۔ جیسا کہ آپ ﷺ سے اس طرح استراحت فرمانا ثابت ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَرْفَعَ الرَّجُلُ اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ. رواه مسلم1966-3

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے کسی بھی شخص کو پاؤں پر پاؤں رکھ کر پیٹھ کے بل چت لیٹنے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَا يَسْتَلْقِيَنَّ اَحَدُكُمْ ثُمَّ يَضَعُ اِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى. (رواه مسلم)1967-4

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص چت لیٹ کر اپنے پاؤں کو دوسرے پاؤں پر نہ رکھے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ فِي بُرْدَيْنِ وَقَدْ اَعْجَبَتْهُ نَفْسُهٗ، خُسِفَ بِهِ الْاَرْضُ فَهُوَ

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا۔ ایک مرتبہ ایک شخص دو چادریں پہنے، تکبر سے چل رہا تھا۔ وہ اس حالت پر بہت مغرور تھا تو اسے زمین میں

يَتَجَلْجَلُ فِيهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (متفق عليه)5-1968 دھنسا دیا گیا۔اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

تکبر اللہ تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں۔تہبند ٹخنوں سے نیچے رکھنا سنت نبوی ﷺ کی مخالفت اور تکبر کی علامت ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر دل میں تکبر نہ ہوتو تہبند ٹخنوں سے نیچے رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔اس کے لیے وہ حضرت ابو بکر کی مثال پیش کرتے ہیں۔کہ حضرت ابوبکر نے آپ ﷺ سے عرض کیا تھا کہ کوشش کے باوجود میرا تہبند ٹخنوں سے نیچے ہو جاتا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر تم متکبروں میں نہیں ہو۔بات سمجھنے والی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ تو ابوبکر کو جانتے تھے۔کہ تکبر کی وجہ سے نہیں بلکہ پتلے دبلے ہونے کی وجہ سے ان سے ایسے ہو جاتا ہے۔آج کسی کے بارے میں کون گواہی دے سکتا ہے کہ اس شخص کا دل تکبر سے پاک ہے۔اس سے تو صرف اتنا مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔کہ اگر کوئی بیمار، کمزور یا پتلے دبلے آدمی ہے اور اس کی چادر کوشش کے باوجود نیچے ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔یہاں تو فیشن اور غیر اسلامی تہذیب کا جواز ڈھونڈا جاتا ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ تکبر اللہ تعالیٰ کو ہرگز، ہرگز پسند نہیں۔

۲۔ تکبر کی ہر علامت سے پرہیز کرنا چاہیے۔

۳۔ چت لیٹنا مناسب نہیں تاہم پردے کا خیال رکھتے ہوئے اس طرح لیٹنے میں حرج نہیں۔

بَابُ العُطَاسِ وَالتَّثَاؤُبِ

چھینک اور جمائی لینا

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتے ہیں اور جمائی لینا اللہ کو پسند نہیں ہے۔ چھینک لینے سے آدمی کی طبیعت سے سستی دور اور طبیعت میں نشاط پیدا ہوتی ہے۔ البتہ ایک سے زیادہ چھینک آنے سے آدمی کے اعصاب کمزور ہوتے ہیں اور اکثر اوقات یہ زکام کی علامت ہوا کرتی ہے۔ اس لیے چھینک کے جواب میں **یرحمک اللہ** کے الفاظ میں دعا دی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری صحت کو ہر قسم کے عارضہ سے محفوظ رکھے۔ اس کے برعکس جمائی لینا اور سستی کی علامت ہے۔ سستی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ ربِ کریم مومن کو مستعد، حاضر دماغ اور ہشاش بشاش دیکھنا چاہتا ہے۔ جبکہ شیطان مومن کو سست، غافل اور کمزور کرنے کے درپے رہتا ہے۔ اس قسم کے حقائق کے پیشِ نظر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چھینک پر راضی ہوتا ہے اور جمائی کو پسند نہیں کرتا۔

جمائی کے وقت شیطان کا منہ میں داخل ہونا حقیقی طور پر ہوسکتا ہے کیونکہ سستی اور غفلت شیطان ہی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور بسا اوقات زور سے جمائی لینے سے آدمی کے جبڑے کھلے کے کھلے رہ جاتے ہیں۔ جو انتہائی مضحکہ خیز اور صحت کے لیے پریشان کن صورت ہے۔ اس لئے جمائی کو دبانا چاہیے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَاِذَا عَطِسَ اَحَدُكُمْ وَحَمِدَاللّٰهَ كَانَ حَقًّا عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ اَنْ يَّقُوْلَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَاِذَا تَثَاوَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا تَثَاوَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ. رواه البخاری. وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَالَ هَا ضَحِكَ الشَّيْطٰنُ مِنْهُ. 1969-1

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی گرامی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی لینے کو ناپسند کرتا ہے۔ جب کوئی چھینک مارتے وقت ''الحمد للہ'' کہے تو سننے والے مسلمان پر ان کلمات کے جواب میں ''یرحمک اللہ'' کہنا لازم ہے۔ اور جمائی لینا شیطان کی طرف سے ہے۔ جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو ممکن حد تک اسے روکنے کی کوشش کرے۔ آدمی کے جمائی لینے پر شیطان کھلکھلا کر ہنستا ہے۔ (بخاری) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی جمائی لیتے ہوئے ''ھا'' کرتا ہے تو شیطان اس بات پر ہنستا ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْيَقُلْ لَهُ اَخُوْهُ اَوْ صَاحِبُهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاِذَا قَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں: رسولِ گرامی ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی چھینک مارے تو وہ ''الحمد للہ'' کہے اور اس کا بھائی یا دوست۔ یر

اللّٰہُ. فَلْیَقُلْ یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُم. (رواہ البخاری) 2-1970

حمک اللہ کہے اور اس کے یرحمک اللہ کہنے پر جواباً "یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ" (اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے حالات درست کردے) کہنا چاہیے۔ (بخاری)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ عَطَسَ رَجُلاَنِ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَشَمَّتَ اَحَدَھُمَا وَلَمْ یُشَمِّتِ الْاٰخَرَ فَقَالَ الرَّجُلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ شَمَّتَّ ھٰذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِیْ قَالَ: اِنَّ ھٰذَا حَمِدَ اللّٰہَ وَلَمْ تَحْمَدِ اللّٰہَ. (متفق علیہ) 3-1971

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ کے پاس دو آدمیوں نے چھینکا۔ آپ ﷺ نے ان میں سے ایک کی چھینک کا جواب دیا اور دوسرے کی چھینک کا جواب نہیں دیا۔ اس شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ ! آپ نے اس کی چھینک کا جواب دیا ہے۔ لیکن میری چھینک کا جواب نہیں دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے الحمد اللہ کہا اور تو نے الحمدللہ نہیں کہا۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَحَمِدَ اللّٰہَ فَشَمِّتُوْہُ، وَاِنْ لَمْ یَحْمَدِ اللّٰہَ فَلَا تُشَمِّتُوْہُ. (رواہ مسلم) 4-1972

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول مکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ جب تم میں سے کوئی شخص چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہے تو تم اس کا جواب دو۔ اور اگر وہ الحمدللہ نہ کہے، تو جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ (مسلم)

وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِ، اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ ﷺ وَعَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَہٗ فَقَالَ لَہٗ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ ثُمَّ عَطَسَ اُخْرٰی فَقَالَ الرَّجُلُ مَزْکُوْمٌ. (رواہ مسلم) 5-1973

حضرت سلمہ بن اکوع ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کے پاس چھینک لی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یرحمک اللہ یعنی اللہ تجھ پر رحم کرے۔ اس نے پھر دوبارہ چھینک لی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص کو زکام ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِذَا تَثَاوَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیُمْسِکْ بِیَدِہٖ عَلٰی فَمِہٖ. فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ. (رواہ مسلم) 6-1974

حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص جب جمائی لے تو اپنے ہاتھ سے اپنے منہ کو بند کرے۔ کیونکہ کھلے منہ میں شیطان داخل ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ ممکن حد تک جمائی پر کنٹرول کرنا چاہیے۔ ۲۔ چھینک لینے والا الحمد للہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہنا سنت ہے۔ ۳۔ چھینک پر الحمد للہ نہ کہنے والے کا جواب نہیں دینا چاہیے۔ ۴۔ ایک چھینک رحمان کی طرف سے اور جمائی شیطان کی وجہ سے آتی ہے۔

بَابُ الضَّحِك

ہنسنے کے آداب

وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى (النجم: ۴۳)

''اور یقیناً اللہ ہی ہنسانے اور رولانے والا ہے''

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں یہ بات رکھ دی ہے۔ کہ وہ دکھ اور تکلیف کے وقت پریشان ہوتا ہے۔ دکھ اور تکلیف جب حد سے بڑھ جاتے ہیں تو بے ساختہ انسان کی آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں۔ یہ بھی اللہ کا کرم ہے کہ آنسو بہنے سے آدمی کا غم ہلکا ہو جاتا ہے۔ غم اور پریشانی کے برعکس آدمی جب کسی کام میں کامیابی یا کوئی اچھی بات دیکھتا اور خوش خبری سنتا ہے تو اچانک اس کی طبیعت بہل جاتی ہے۔ آدمی کا چہرہ خوشی کی وجہ سے کھل جاتا ہے اور کئی دفعہ کھل کھلا کر ہنستا ہے۔ رسولِ محترم ﷺ نے رونے اور ہنسنے کے آداب بتلائے ہیں۔ اور ہنسنے کے وقت آپ ﷺ کی سنت اور فرمان ہے کہ آدمی کو پورا منہ کھولنے کی بجائے اپنی خوشی پر قابو پانا چاہیے۔ قہقہہ لگاتے وقت منہ مکمل طور پر نہیں کھولنا چاہیے۔ یہ اعلیٰ تہذیب کے خلاف اور دل کو غافل کر دینے والی ہنسی بن جاتی ہے۔ اس کی بجائے معمولی ہنسنے اور مسکراہٹ سے حقیقی لذّت اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَارَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعاً ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ. (رواه البخاري)1975-1

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی معظم ﷺ کو کبھی بھی قہقہہ لگا کر ہنستے نہیں دیکھا کہ میں آپ کے حلق کو دیکھ سکوں۔ آپ صرف مسکرایا کرتے تھے۔ (بخاری)

وَعَنْ جَرِيرٍ ؓ قَالَ: مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِيْ اِلَّا تَبَسَّمَ. (متفق عليه) 1976-2

حضرت جریرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں مسلمان ہوا نبی گرامی ﷺ نے مجھے اپنے گھر آنے سے نہیں روکا اور جب بھی مجھے دیکھتے تو مسکراتے۔ (بخاری۔ مسلم)

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقُوْمُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ يُصَلِّيْ فِيْهِ الصُّبْحَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ، وَكَانُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ فَيَاْخُذُوْنَ فِيْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَيَضْحَكُوْنَ، وَيَتَبَسَّمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رواه مسلم. 1977-3

حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ صبح کی نماز کے بعد اپنے مصلے پر سورج نکلنے تک تشریف فرما رہتے۔ جب سورج طلوع ہو جاتا تو آپ ﷺ کھڑے ہوتے اس وقت تک صحابہ کرامؓ زمانۂ جاہلیت کے واقعات بیان کرتے اور ہنستے۔ لیکن آپ ﷺ صرف مسکراتے تھے۔ (مسلم)

فہم حدیث

بعض روایات میں صحابہ کرامؓ کا یہ بیان پایا جاتا ہے کہ نبیِ محترم ﷺ جب ہنستے تو آپ کی ڈاڑھیں نظر آ جاتی تھیں۔ اس ہنسنے سے مراد آپ کا نسبتاً ذرا کھل کر ہنسنا ہے۔ ایسی ہنسی میں بھی آپ کی آخری ڈاڑھیں اور تالو نظر نہیں آیا کرتا تھا۔ تاہم کوئی شخص بے ساختہ کھل کھلا کر ہنستا ہے تو اس میں کوئی گناہ نہیں۔

خلاصۂ باب

۱۔ لوگوں سے خندہ پیشانی سے ملنا چاہیے۔

۲۔ قہقہہ لگا کر ہنسنے کی بجائے صرف مسکرانا چاہیے۔

۳۔ غم کے وقت رونا جائز ہے۔

۴۔ خوشی کے وقت خوشی کا اظہار کرنا فطرت اور سنّت ہے۔

۵۔ صلوۃ ضحیٰ (اشراق) پڑھ کر مقبول حج وعمرہ کا ثواب حاصل کیا جا سکے۔ لیکن اس بیٹھنے کے دوران کسی عمل خاص کا اہتمام ضروری نہیں اس موقع پر آپ ﷺ سے خوابوں کا سننا اور سنانا بھی ثابت ہے۔ اسی طرح آپ کی موجودگی میں صحابہ کا امور جاہلیت کا ذکر کرتے ہنسنا اور ہنسانا بھی آیا ہے۔ علاوہ ازیں اس دوران کی تعلیم وتعلم، درس وتدریس، وعظ ونصیحت اور ذکر اذکار اور تلاوت قرآن کا اہتمام بھی کیا جائے۔

۞۞۞

بَابُ الْاَسَامِیِ

نام رکھنے کے آداب

آدمی کی ذات پر اس کے نام کے اثرات مرتّب ہوتے ہیں۔ مشاہدہ یہ ہے کہ کسی شخص کو سمجھانے کے لیے اسے اس کے اچھے نام کی لاج رکھنے کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ والدین کے فرائض میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ بچے کا نام رکھتے ہوئے اچھا نام تجویز کریں۔ نبی کریم ﷺ نے چند اچھے ناموں (عبداللہ، عبدالرحمٰن) کا تذکرہ فرما کر یہ رہنمائی فرمائی ہے کہ بہتر نام وہ ہیں جن میں شرک کے بجائے عبدیت اور بڑائی کی بجائے انکساری پائی جائے۔

اگر کسی کا شرعی نقطہ نظر سے غلط نام رکھ دیا گیا ہو تو اس کا فرض ہے کہ وہ اپنا نام فوراً تبدیل کرلے۔ نبی محترم ﷺ نے حلقۂ اسلام میں داخل ہونے والے ایسے لوگوں کے نام تبدیل فرما دیے تھے۔

سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ایک دوسرے کے نام بگاڑ کر نہ لیا کرو۔ نام بگاڑنے کی غلطی ماں باپ یا قریبی عزیز پیار میں آ کر کرتے ہیں۔ اس طرح الٹا نام عام ہو جاتا ہے، بسا اوقات زندگی کا جزو لاینفک بن جاتا ہے۔ جس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (الحجرات ۴۹: ۱۱)

”آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو (نام بگاڑ کر) بُرے القاب سے یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے۔ جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہی ظالم ہیں۔“

الفصل الاول

پہلی فصل

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي السُّوْقِ، فَقَالَ رَجُلٌ يَا اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ! فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: اِنَّمَا دَعَوْتُ هٰذَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ سَمُّوا بِاسْمِي، وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي. (متفق علیه) 1978-1

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ بازار میں جا رہے تھے کہ ایک شخص نے آواز دی: اے ابوالقاسم! نبی محترم ﷺ نے اس کی جانب پلٹ کر دیکھا تو اس نے عرض کیا: حضرت! میں نے تو فلاں شخص کو آواز دی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میرا نام رکھ سکتے ہو، لیکن میری کنیت رکھنے کی کسی کو اجازت نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي فَاِنِّي اِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ. (متفق علیه) 1979-2

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: میرا نام رکھ سکتے ہو، لیکن میری کنیت نہ رکھو! بلاشبہ مجھے قاسم بنایا گیا ہے کہ میں تم میں سے (علم و حکمت یا اموال

غنائم) تقسیم کرنے والا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَآئِكُمْ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ. (رواہ مسلم) 1980-3

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا بلا شبہ ناموں میں سے اللہ کے ہاں زیادہ محبوب نام عبداللہ اور عبدالرحمان ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : لَاتُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ يَسَارًا، وَلَا رَبَاحًا، وَلَا نَجِيْحًا، وَلَا أَفْلَحَ، فَإِنَّكَ تَقُوْلُ اَثَمَّ هُوَ فَلَايَكُوْنُ، فَيَقُوْلُ: لَاَ. (رواہ مسلم) وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ، قَالَ: لَا تُسَمِّ غُلَامَكَ رَبَاحًا وَلَا يَسَارًا، وَلَا اَفْلَحَ وَلَا نَافِعاً- 1981-4

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے بچے کا نام یسار، رباح، نجیح اور افلح نہ رکھو! اس لیے کہ تم کہو گے: وہ یہاں ہیں؟ وہ نہیں ہوگا، تو کہنے والا کہے گا نہیں ہیں، (مسلم) ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے بچے کا نام رباح، یسار، افلح، اور نافع نہ رکھو۔

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يَنْهٰى عَنْ اَنْ يُسَمّٰى بِيَعْلٰى وَبِبَرَكَةَ وَبِاَفْلَحَ وَبِيَسَارٍ وَبِنَافِعٍ وَبِنَحْوِ ذٰلِكَ ثُمَّ سَكَتَ بَعْدُ عَنْهَا ثُمَّ رَاَيْتُهُ قُبِضَ وَلَمْ يَنْهَ عَنْ ذٰلِكَ. (رواہ مسلم) 1982-5

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی محترم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ یعلی، برکت، افلح، یسار، نافع اور اس جیسے نام رکھنے سے منع کر دیا جائے۔ پھر آپ ﷺ منع کرنے سے چپ رہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کی روح مبارک جلد قبض کر لی گئی، لیکن آپ ﷺ نے اس سے منع نہیں کیا۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَخْنَى الْاَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ يُسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ. (رواہ البخاری.)

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ أَغْيَظُ رَجُلٍ عِنْدَاللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَخْبَثُهُ رَجُلٌ كَانَ يُسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ لَا مَلِكَ اِلَّا اللّٰهُ. 1983-6

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ کے نزدیک تمام ناموں سے برا نام اس شخص کا ہوگا، جو شہنشاہ کہلاتا ہے۔ (بخاری) مسلم کی ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ہاں زیادہ ناراضگی کے لائق اور برا نام اس شخص کا ہے، جس کو شہنشاہ کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ جبکہ شہنشاہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

وَعَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سُمِّيْتُ بَرَّةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ سَمُّوْهَا زَيْنَبَ. (رواہ مسلم) 1984-7

حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرا نام "برّہ" رکھا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم نیکی کا دعویٰ نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تم میں سے نیکوکاروں کو جانتا ہے۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَتْ جُوَيْرِيَةُ اسْمُهَا بَرَّةَ فَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْمَهَا جُوَيْرِيَةَ وَكَانَ يَكْرَهُ اَنْ يُّقَالَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِبَرَّةَ. (رواه مسلم) 1985-8

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ام المؤمنین ''جویریہ'' کا نام ''برّہ'' تھا رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام جویریہ رکھ دیا۔ آپ اس کو ناپسند کرتے تھے کہ کہا جائے کہ آپ ''برّہ'' (نیکی) کے پاس سے نکل گئے ہیں۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ بِنْتًا كَانَتْ لِعُمَرَ يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةُ رضی الله عنهافَسَمَّا هَارَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَمِيْلَةَ. (رواه مسلم) 1986-9

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو عاصیہ کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام جمیلہ رکھا۔ (مسلم)

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍرضی الله عنهما قَالَ: اُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ اَبِيْ اُسَيْدٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ وُلِدَ فَوَضَعَهُ عَلَى فَخِذِهٖ فَقَالَ: مَااسْمُهُ قَالَ فُلَانٌ قَالَ: لَاوَ لٰكِنِ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ. (متفق عليه) 1987-10

سھل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ جب منذر بن اسید پیدا ہوئے تو انہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اسے اپنی رانوں پر رکھا اور پوچھا اس کا نام کیا ہے؟ جواب دیا گیا، فلاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! اس کا نام منذر ہے۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ عَبْدِيْ وَاَمَتِيْ كُلُّكُمْ عَبِيْدُ اللّٰهِ وَكُلُّ نِسَاءِ كُمْ اِمَاءُ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ غُلَامِيْ وَجَارِيَتِيْ وَفَتَايَ وَفَتَاتِيْ وَلَايَقُلِ الْعَبْدُ: رَبِّيْ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ سَيِّدِيْ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِيَقُلْ سَيِّدِيْ وَمَوْلَايَ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا يَقُلِ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهٖ مَوْلَايَ، فَاِنَّ مَوْلَاكُمُ اللّٰهُ. (رواه مسلم) 1988-11

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی یہ نہ کہے: میرا بندہ، میری بندی۔ تم سب اللہ کے بندے ہو اور سب عورتیں اللہ کی بندیاں ہیں۔ لیکن یہ کہا کرو: میرا غلام، میری لونڈی، میرا لڑکا اور میری لڑکی ہے۔ نیز غلام اپنے آقا کو میرا رب نہ کہے۔ البتہ ایک روایت میں ہے کہ ''سردار'' کہے۔ اور دوسری روایت میں ہے۔ کہ وہ میرے سردار اور میرے مولا کہے۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ غلام اپنے آقا کو میرے مولا نہ کہے۔ بے شک تمہارا مولا اللہ ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَاتَقُوْلُوا الْكَرْمَ، فَاِنَّ الْكَرْمَ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ. (رواه مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَا تَقُوْلُوا الْكَرْمَ وَلٰكِنْ قُوْلُوا: الْعِنَبُ وَالْحَبَلَةُ. 1989-12

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تم (انگور کی بیل) ''کرم'' نہ کہو، کیونکہ کرم مومن کا دل ہے۔ (مسلم) وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کرم نہ کہو بلکہ عنب یعنی انگور اور حبلہ یعنی انگور کی بیل کہو۔

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ، وَلَا تَقُوْلُوا يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ. (رواه البخاری) 13-1990

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تم انگور کا نام "کرم" نہ رکھو اور اس طرح بھی نہ کہو کہ زمانہ بُرا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی دراصل زمانہ (بنانے والا) ہے۔ (بخاری)

وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَسُبُّ اَحَدُكُمُ الدَّهْرَ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ. (رواه مسلم) 14-1991

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص زمانے کو برا بھلا نہ کہے اس لیے کہ اللہ ہی حقیقت میں زمانہ ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ: خَبُثَتْ نَفْسِيْ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِيْ. (متفق عليه) 15-1992

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص تم میں سے یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا ہے، بلکہ یہ کہے میرا نفس بوجھل ہو گیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ جَلَسْتُ اِلٰى سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَحَدَّثَنِي اَنَّ جَدَّهٗ حَزْنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا اسْمُكَ؟ قَالَ اسْمِيْ حَزْنٌ قَالَ بَلْ اَنْتَ سَهْلٌ ﷺ قَالَ مَا اَنَا بِمُغَيِّرٍ اسْمًا سَمَّانِيْهِ أَبِيْ. قَالَ ابْنُ الْمُسَيِّبِ فَمَا زَالَتْ فِيْنَا الْحُزُوْنَةُ بَعْدُ. (رواه البخاری) 16-1993

عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ بیان کرتے ہیں کہ میں سعید بن مسیّب ﷺ کے پاس بیٹھا تھا اس نے مجھے بتلایا کہ اس کا دادا جس کا نام حزن (بمعنی غم و سختی) تھا، نبی گرامی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا میرا نام حزن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ تو سہل (یعنی آسانی والا) ہے۔ اس کے دادا نے کہا: میں اپنا نام کبھی تبدیل نہیں کروں گا، جو میرے والد نے رکھا ہے۔ ابن المسیب بیان کرتے ہیں: اس کے بعد ہمیشہ ہم میں سختی رہی۔ (بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ اللہ تعالیٰ کو عاجزی والے نام زیادہ پسند ہیں۔ ۲۔ نام کے بھی طبیعت پر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ۳۔ غلطی سے غیر شرعی نام رکھ لیا جائے، تو اسے بدل دینا چاہیے۔ ۴۔ کسی کو اپنا بندہ یا اپنی بندی کہنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اسی طرح کسی سے بطور خوشامد کہنا کہ میں آپ کا بندہ یا غلام یہ اس سے بھی برا ہے ۵۔ اپنا نام گنہگار (عاصی) رکھنا جائز نہیں۔ ۶۔ اپنے آپ کو شہنشاہ کہلانا جائز نہیں۔

بَابُ الْبَيَانِ وَالشِّعْرِ

خطابت اور شعر گوئی

انسان کو بہترین شکل وصورت میں پیدا کیا گیا ہے۔ جسمانی نعمتوں کے حوالے سے جس نعمت کا خصوصیّت کے ساتھ ذکر ہوا ہے وہ آدمی کی قوتِ بیان ہے۔

خَلَقَ الْإِنْسَانَ O عَلَّمَهُ الْبَيَانَ O (الرحمن ۵۵: ۳.۴)

"اس نے انسان کو پیدا کیا اور اسی نے بولنا سکھایا۔"

نطق وہ ملکہ ہے جو انسان اور حیوان میں واضح فرق کرتا ہے۔ اس صلاحیت کے ذریعے انسان اپنا مافی الضمیر بیان کرتا ہے۔ جس میں جس قدر یہ صلاحیت زیادہ ہوگی وہ دوسرے شخص کو گرویدہ کرنے اور اپنا مؤقف سمجھانے اور منوانے میں اسی قدر زیادہ کامیاب ہوگا۔ انبیا میں یہ صلاحیت عام لوگوں سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے ربِ عظیم کا عظیم الشان پیغام لوگوں تک پہنچانا ہوتا ہے۔ اور رسولِ معظم ﷺ کو کائنات کے تمام انسانوں سے بڑھ کر اس صلاحیت سے سرفراز کیا گیا، تا کہ آپ اللہ کا آخری پیغام واضح، شفاف اور مؤثر انداز میں لوگوں تک پہنچائیں۔

آدمی کی گفتار، الفاظ اور انداز اس کی ذہنیت اور نظریات کی عکاسی کرتے ہیں۔ مُعلّمِ اعظم ﷺ نے مسلمانوں کو سلیقۂ گفتگو سمجھاتے ہوئے فرمایا، کہ نہ صرف آدمی کو غلط بیانی اور ترش زبانی سے بچنا چاہیے بلکہ خواہ مخواہ پرتکلف الفاظ اور انداز سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے گفتگو کرنے والے کو نہ صرف مقفع مسجع الفاظ ڈھونڈنے پڑتے ہیں بلکہ بسا اوقات سننے والا ایسے شخص کے بارے میں ہلکا پن بھی محسوس کرتا ہے۔

جہاں تک شعر وشاعری کا تعلق ہے قرآن مجید نے رسولِ کریم ﷺ کی یہ خوبی بیان فرمائی ہے کہ آپ شاعر نہیں ہیں۔ شاعری میں الفاظ ڈھونڈنا انہیں بحر کے مطابق ڈھالنا، پھر ان میں مدّ وجزر پیدا کرنا ہوتا ہے۔ سخن کی اس قسم میں بے پناہ اور بے جا تکلف پایا جاتا ہے۔ مزید برآں شاعر عملی دنیا میں کمزور ہی نہیں اکثر بدعمل ہوتے ہیں۔ اس لیے فرمایا:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ O (یٰسٓ ۳۶: ۶۹.۷۰)

"ہم نے اس (نبی) کو شعر نہیں سکھایا اور نہ شاعری اس کو زیب ہی دیتی ہے۔ یہ تو ایک نصیحت ہے اور صاف پڑھی جانے والی کتاب ہے۔"

نیز فرمایا: **وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغٰوٗنَ O اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ O وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ O (الشعراء ۲۶: ۲۲۴.۲۲۶)**

"رہے شعراء تو ان کے پیچھے بہکے ہوئے لوگ چلا کرتے ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو، کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے ہیں۔ اور وہ ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہیں"۔

تاہم شریعت نے شعر وشاعری کی کلیتاً نفی بھی نہیں فرمائی، بلکہ اچھے شُعراء اور ان کے اچھے کلام کی تعریف فرمائی ہے۔ کیونکہ بعض موقعوں پر شاعر کا ایک جملہ خطیب کی طویل ترین گفتگو سے زیادہ مؤثر ثابت ہوتا ہے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا، فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا. (رواه البخاری) 1994-1

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مشرقی علاقے سے دو شخص آئے۔ ان دونوں نے تقریر کی تو لوگوں نے ان کی تقریر پر تعجب کا اظہار کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ بعض تقریریں جادو کا اثر رکھتی ہیں۔ (بخاری)

وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً. (رواه البخاری) 1995-2

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ بعض اشعار حکمت سے لبریز ہوتے ہیں۔ (بخاری)

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا. (رواه مسلم) 1996-3

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: تکلف کے ساتھ گفتگو کرنے والے تباہی کے دہانے پر ہیں۔ اس بات کو آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرایا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ. (متفق علیه) 1997-4

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: سب سے زیادہ درست بات، جو کسی شاعر نے کہی، وہ لبید کی بات ہے کہ "سنو! اللہ کے علاوہ تمام چیزیں فنا ہونے والی ہیں"۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ، قَالَ رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ اُمَيَّةَ بْنِ اَبِي الصَّلْتِ شَيْءٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هِيْهِ فَاَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ هِيْهِ ثُمَّ اَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ: هِيْهِ حَتّٰى اَنْشَدْتُهُ مِائَةَ بَيْتٍ. (رواه مسلم) 1998-5

حضرت عمرو بن شرید رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں، کہ انہوں نے بتایا کہ میں ایک دن رسولِ مکرم ﷺ کے پیچھے سوار تھا آپ نے مجھ سے پوچھا: کیا تجھے امیہ بن ابی الصلت کے کچھ اشعار یاد ہیں؟ میں نے جواب دیا جی ہاں! آپ نے فرمایا: سنائیں! میں نے آپ کو ایک شعر سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اور سناؤ! آپ فرماتے رہے اور اس طرح میں نے ایک سو شعر پڑھ دیے۔ (مسلم)

وَعَنْ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ بَعْضِ الْمَشَاهِدِ وَقَدْ دَمِيَتْ اِصْبَعُهُ فَقَالَ هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ (متفق علیه) 1999-6

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ نبی اکرم ﷺ کی ایک جنگ میں انگلی زخمی ہوگئی، تو آپ نے فرمایا: بس تو صرف انگلی ہے، جو زخمی ہوگئی۔ تجھے جو تکلیف پہنچی ہے وہ اللہ کے راستے میں پہنچی ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے جنگِ

قُرَيْظَةَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ أُهْجُ الْمُشْرِكِيْنَ فَإِنَّ جِبْرِيلَ مَعَكَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِحَسَّانَ أَجِبْ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ. (متفق عليه) 2000-7

قریظہ کے دن حسّان بن ثابت ﷺ سے کہا: تم مشرکین کی مذمت! کرو بلا شبہ جبرائیل تمھاری معاونت کریں گے۔ رسولِ مکرم ﷺ نے حسّانؓ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ میری طرف سے جواب دیجیے"۔ اے اللہ! روح القدس کے ساتھ اس کی مدد فرما۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أُهْجُوْا قُرَيْشًا فَإِنَّهُ أَشَدُّ عَلَيْهِمْ مِنْ رَشْقِ النَّبْلِ. (رواه مسلم) 2001-8

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے حکم دیا، تم قریش کی مذمت کرو، بلا شبہ وہ ان کے لیے تیروں کی بوچھاڑ سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لِحَسَّانَ ﷺ إِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَا نَافَحْتَ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: هَجَاهُمْ حَسَّانُ فَشَفٰى وَاشْتَفٰى. رواه مسلم2002-9

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے رسولِ محترم ﷺ سے سنا، آپ نے حضرت حسّان ﷺ کو فرمایا: بلا شبہ جبرائیل تیری تائید کرتے ہیں، جب تک تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے مدافعت کرتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مزید فرماتی ہیں: میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے سنا، حسانؓ نے ان کی مذمت کی، اس نے دل ٹھنڈا کر دیا اور خود بھی قرار پایا۔ (مسلم)

وَعَنِ الْبَرَاءِ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْقُلُ التُّرَابَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰى اغْبَرَّ بَطْنُهٗ يَقُوْلُ. وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا.

وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا.

فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا.

وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا.

اِنَّ الْاُولٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا.

اِذَا اَرَادُوْا، فِتْنَةً اَبَيْنَا.

يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهٗ:

اَبَيْنَا اَبَيْنَا..... .(متفق عليه) 2003-10

حضرت براء بن عازب ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ جنگِ خندق کے دوران رسول اللہ ﷺ مٹی اٹھا رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کا پیٹ مبارک غبار آلود ہو گیا آپ کہہ رہے تھے۔

اللہ کی قسم! اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتے تو نہ ہم صدقہ کرتے

اور نہ نمازیں ادا کرتے۔

اے اللہ! ہم پر سکون نازل فرما

اور جب ہم دشمن سے ملیں تو ہمیں ثابت قدمی عطا فرما

بلا شبہ ان لوگوں نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے۔

وہ ہمیں دین سے پھیرنا چاہتے ہیں۔

ہم ان کی یہ بات نہیں مانیں گے۔

نہیں مانیں گے، کے الفاظ پر آپ ﷺ کی آواز بلند فرماتے اور فرماتے نہیں مانیں گے! نہیں مانیں گے! (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ جَعَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ وَيَنْقُلُوْنَ التُّرَابَ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَابَقِيْنَا اَبَدًا يَقُوْلُ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يُجِيْبُهُمْ اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ (متفق عليه) 2004-11

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار خندق کھودتے وقت مٹی اٹھاتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے۔ ہم وہی لوگ ہیں جنھوں نے جہاد پر محمد ﷺ کی بیعت کی ہے جب تک ہم زندہ ہیں۔ نبیِ مکرم ﷺ ان کو جواب دیتے ہوئے فرماتے: اے اللہ! زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، تو انصار اور مہاجرین کو معاف فرما۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

خندق کے موقع پر آپ ؐ نے صحابہ کے اشعار کا جواب دیتے ہوئے، ایسے جملے استعمال فرمائے، جو اشعار کے وزن پر ہیں۔ جبکہ قرآن مجید سورۃ یٰسین میں ہے، کہ آپ کو شعر نہیں سکھلائے گئے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اگر اتجالاً زبان سے ایسے جملے نکل جائیں، تو نبوت کی شان کے خلاف نہیں ہیں۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا يَرِيْهِ خَيْرٌ مِنْ اَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا. (متفق عليه) 2005-12

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جائے، جس سے اس کے پھیپھڑے متاثر ہوں، یہ اس بات سے بہتر ہے، کہ اس کا پیٹ اشعار سے بھرا ہوا ہو۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضَعُ لِحَسَّانَ ﷺ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِماً، يُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَوْ يُنَافِحُ وَ يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ ﷺ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَانَافَحَ اَوْ فَاخَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (رواه البخاري) 2006-13

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: رسولِ محترم ﷺ حسّان بن ثابت ﷺ کے لیے مسجد میں منبر کا اہتمام فرماتے۔ حسّان منبر پر کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مدافعت کرتے اور رسولِ مکرم ﷺ فرماتے: بلاشبہ اللہ تعالیٰ حسّان ﷺ کی روح القدس کے ساتھ معاونت فرماتا ہے، جب تک وہ اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے مدافعت کرتا ہے۔ (بخاری)

وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ حَادٍ يُقَالُ لَهُ اَنْجَشَةُ وَكَانَ حَسَنَ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ رُوَيْدَكَ يَا اَنْجَشَةُ لَا تُكَسِّرِ الْقَوَارِيْرَ

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ ایک شخص نبیِ کریم ﷺ کا حدی خواں تھا، جس کا نام انجشہ تھا۔ اس کی آواز بہت اچھی تھی۔ نبیِ معظم ﷺ نے اسے حکم دیا: اے انجشہ ٹھہر

قَالَ قَتَادَةُ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَعْنِي ضَعَفَةَ النِّسَاءِ. (متفق عليه) 2007-14

جاؤ! اس طرح شیشے چکنا چور ہو جائیں گے۔ قتادہ بیان کرتے ہیں شیشوں سے مراد کمزور عورتیں تھیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ نَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْعَرْجِ إِذْ عَرَضَ شَاعِرٌ يُنْشِدُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خُذُوا الشَّيْطَانَ أَوْ أَمْسِكُوا الشَّيْطَانَ، لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا. (رواه مسلم) 2008-15

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ ہم رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرج کے علاقے میں سفر کر رہے تھے کہ اچانک ایک شاعر نے آ کر شعر کہنے شروع کر دیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شیطان کو پکڑو، یا شیطان کو دور کر دو کہ اگر کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھرا ہو تو وہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ اشعار سے بھرا ہوا ہو۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ مؤثر گفتگو کرنا اللہ کا انعام ہے۔
۲۔ جان بوجھ کر پر تکلف گفتگو کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔
۳۔ اچھے اشعار سننا سنتِ مبارکہ ہے۔
۴۔ برے شاعر شیطان کے ترجمان ہوتے ہیں۔

بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ وَالْغِيْبَةِ وَالشَّتْمِ

زبان کی حفاظت کرنا، غیبت اور گالی دینے سے احتراز کرنا

رسولِ محترم ﷺ کا زبان کے حوالے سے فرمان ہے کہ صبح سویرے انسان کے تمام اعضا زبان کے سامنے عرض گزار ہوتے ہیں کہ اللہ کے لیے تیری بے احتیاطی کی وجہ سے ہمیں سزا نہیں ملنی چاہیے۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا، کہ بے شمار لوگ اپنی زبانوں پر قابو نہ پانے کی وجہ سے اوندھے منہ جہنم میں پھینکے جائیں گے۔

اسی لیے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جو صحیح معنوں میں اللہ اور آخرت پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔

لہٰذا مؤمن کی شان یہ ہے کہ وہ اپنی زبان سے فحش کلامی کرنے اور گالی دینے سے نہ صرف پرہیز کرے، بلکہ اسے دوسرے بھائی کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے غیبت اور کردار کشی سے بھی بچنا چاہیے۔

غیبت کی مختصر تعریف یہ ہے، کہ بات کہنے والا اس نیت اور انداز سے دوسرے کے بارے میں، اس کی پیٹھ پیچھے گفتگو کرے، جو اس کو بری لگے۔ برسبیلِ تذکرہ کسی کے بارے میں گفتگو کرنا، یا اس کی اصلاح کے لیے کسی ذمہ دار آدمی کو آگاہ کرنا، یا ایک شخص دوسرے کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا چاہتا ہے، تو معاملہ کرنے والے کو نیک نیتی کے ساتھ متعلقہ شخص کے بارے میں، مبالغہ کیے بغیر اس کی کمزوری سے آگاہ کرنا، غیبت کے زمرہ میں نہیں آتا۔ اگر ان ضروریات کے علاوہ کسی کے بارے میں ایسی گفتگو کی جائے جسے وہ پسند نہیں کرتا، تو وہ غیبت ہوگی۔

قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق غیبت اپنے فوت شدہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يَضْمَنْ لِيْ مَابَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيّ)

حضرت سہل بن سعد ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرم گاہ کے بارے میں ضمانت دے، تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (بخاری)

1-2009

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَاِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا يُلْقِيْ لَهَا بَالًا يَهْوِيْ بِهَا فِيْ جَهَنَّمَ، (رَوَاهُ

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جب آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کوئی کلمہ زبان سے نکالتا ہے حالانکہ وہ اس کو معمولی سمجھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی وجہ سے اس کے درجات بلند فرماتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی بات کرتا ہے اور وہ اس کو معمولی سمجھتا ہے

الْبُخَارِیُّ).

تو اس معمولی بات کی وجہ سے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

وَفِی رِوَایَةٍ لَّهُمَا یَهْوِیْ بِهَا فِی النَّارِ أَبْعَدَ مَابَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ-2010-2

کی روایت میں ہے کہ اس کلمہ کی وجہ سے وہ مشرق ومغرب کی مسافت سے بھی زیادہ گہرائی تک جہنم میں گرتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ کُفْرٌ. (متفق علیه)2011-3

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَیُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِیْهِ کَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا. (متفق علیه) 4-2012

حضرت عبداللہ ﷺ بن عمر بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہتا ہے تو دونوں میں سے ایک ضرور اس کا مستحق ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ أَبِیْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَایَرْمِیْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ، وَلَا یَرْمِیْهِ بِالْکُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَیْهِ إِنْ لَّمْ یَکُنْ صَاحِبُهٗ کَذٰلِکَ. (رواہ البخاری)2013-5

حضرت ابوذر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ اعظم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی دوسرے کو فاسق' یا کافر' کہتا ہے اگر وہ شخص اس کا مستحق نہیں ہے' تو اس کے کلمے کا گناہ کہنے والے کی طرف لوٹ جائے گا۔ (بخاری)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْکُفْرِ، أَوْقَالَ عَدُوُّ اللّٰهِ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ، إِلَّا حَارَعَلَیْهِ. (متفق علیه) 2014-6

حضرت ابوذر ﷺ ہی راوی ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کو کافر یا اللہ کا دشمن کہتا ہے اگر جب کہ وہ ایسا نہیں ہے تو یہ کلمہ اسی پر پلٹ جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ وَأَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَلْمُسْتَبَّانِ مَاقَالَا، فَعَلَی الْبَادِیْ مَالَمْ یَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ. (رواہ مسلم) 2015-7

حضرت انس ﷺ اور ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: دو شخص جو ایک دوسرے کو گالی دے رہے ہوں تو اس کا گناہ اس شخص پر ہوگا جس نے ابتدا کی ہوگی۔ جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا یَنْبَغِیْ لِصِدِّیْقٍ أَنْ یَّکُوْنَ لَعَّانًا. (رواہ مسلم) 2016-8

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: کسی سچے مومن کے لیے مناسب نہیں کہ وہ کسی دوسرے پر لعنت کرنے والا ہو۔ (مسلم)

عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ إِنَّ اللَّعَّانِیْنَ لَایَکُوْنُوْنَ شُهَدَاءَ

حضرت ابودرداء ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے رسولِ معظم ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا: لعنت بھیجنے والے قیامت

وَلَا شُفَعَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواہ مسلم) 9-2017

کے دن لوگوں کے حق میں گواہ ہونے اور سفارش کرنے سے محروم ہوں گے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

سب کو تباہ گردانے والا، خود بھی اسی معاشرے کا حصہ اور لوگوں میں شامل ہے۔ لہٰذا وہ خود بھی بربادی کے راستے پر ہے۔ ایسا کہنے والا شعوری یا غیر شعوری طور پر اپنے آپ کو دوسروں سے نیک سمجھتا ہے۔ یہ بھی اس کی بربادی کی علامت ہے۔

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَالَ الرَّجُلُ: هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ. (رواہ مسلم) 10-2018

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص کہے کہ لوگ تباہ و برباد ہو گئے، تو وہ شخص ان سب سے زیادہ تباہ و برباد ہونے والا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ، الَّذِيْ يَأْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ. (متفق علیہ) 11-2019

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم قیامت کے دن تمام لوگوں سے زیادہ برا اس شخص کو پاؤ گے جو دوغلا ہے۔ ادھر کوئی بات کہتا ہے اور دوسروں کے پاس جا کر کچھ کہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ حُذَيْفَةَ ؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ. (متفق علیہ) 12-2020

حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے رسولِ محترم ﷺ سے سنا: چغل خور جنت میں نہیں جا سکے گا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ، وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا. (متفق علیہ).

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: تم سچائی اختیار کرو۔ اس لیے کہ سچائی نیکی کی جانب رہنمائی کرتی ہے۔ اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ یہاں تک کہ آدمی سچی بات کہنے کا عادی اور سچائی کا طلب گار ہو جاتا ہے، تو وہ اللہ کے نزدیک سچا لکھ دیا جاتا ہے۔ اور تم جھوٹ سے کنارہ کش رہو! اس لیے کہ جھوٹ گناہ کی جانب لے جاتا ہے۔ اور گناہ دوزخ میں پہنچا دیتے ہیں۔ ایک شخص ہمیشہ جھوٹ بولتا اور جھوٹ کا عادی ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں کذّاب لکھ

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ: اِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ وَ اِنَّ الْبِرَّ یَهْدِیْ اِلَی الْجَنَّةِ، وَاِنَّ الْكَذِبَ فُجُوْرٌ وَ اِنَّ الْفُجُوْرَ یَهْدِیْ اِلَی النَّارِ. 13-2021

دیا جاتا ہے۔(بخاری ومسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے: بلاشبہ سچ بولنا نیک کام ہے۔اور نیکی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔اور جھوٹ بولنا بُرا کام ہے اور بُرا کام دوزخ کی طرف لے جاتا ہے۔

وَعَنْ اُمِّ كُلْثُوْمٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیْسَ الْكَذَّابُ الَّذِیْ یُصْلِحُ بَیْنَ النَّاسِ وَیَقُوْلُ خَیْرًا وَ یَنْمِیْ خَیْرًا. (متفق علیه) 14-2022

حضرت امِّ کلثوم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جھوٹا نہیں ہے' جو جھوٹ بول کر لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے۔اچھی بات کہتا اور اچھی بات کی تبلیغ کرتا ہے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَاَیْتُمُ الْمَدَّاحِیْنَ فَاحْثُوْا فِیْ وُجُوْهِهِمُ التُّرَابَ. (رواہ مسلم) 15-2023

حضرت مقداد بن اسود ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم لوگوں کو مدح سرائی کرتے دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی ڈالو۔(مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ ﷺ قَالَ اَثْنٰی رَجُلٌ: عَلٰی رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ وَیْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ اَخِیْكَ ثَلَاثًا مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا لَامَحَالَةَ فَلْیَقُلْ اَحْسِبُ فُلَانًا وَاللّٰهُ حَسِیْبُهٗ اِنْ كَانَ یُرٰی اَنَّهٗ كَذٰلِكَ، وَلَا یُزَكِّیْ عَلَی اللّٰهِ اَحَدًا. (متفق علیه) 16-2024

حضرت ابوبکرہ ﷺ بیان کرتے ہیں' کہ رسولِ محترم ﷺ کی موجودگی میں ایک شخص نے دوسرے کی تعریف کی۔آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے ہلاکت ہو تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی ہے۔آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین مرتبہ دہرائے۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کسی نے کسی شخص کی تعریف ضروری کرنی ہو تو وہ کہے' کہ فلاں کے بارے میں میرا یہ خیال ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی حقیقت خوب جانتا ہے۔اور یہ تبھی کہہ سکتا ہے جب حقیقتاً اس شخص کو ایسا ہی پائے' کیونکہ اللہ کے ہاں تم کسی کی گارنٹی نہیں دے سکتے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِیْبَةُ قَالُوا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا یَكْرَهُ قِیْلَ اَفَرَاَیْتَ اِنْ كَانَ فِیْ اَخِیْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ كَانَ فِیْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَ اِنْ لَّمْ یَكُنْ فِیْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ. (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ ﷺ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بھائی کو ان الفاظ کے ساتھ یاد کرو جنہیں وہ ناپسند کرے۔عرض کیا گیا: اگر میرے کسی بھائی میں وہ ناپسندیدہ بات موجود ہو جو میں کہہ رہا ہوں تو (پھر اس

وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِذَاقُلْتَ لِاَخِیْکَ مَا فِیْہِ فَقَدِ اغْتَبْتَہٗ، وَاِذَاقُلْتَ مَا لَیْسَ فِیْہِ فَقَدْ بَھَتَّہٗ. 17-2025

صورت میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟) آپ نے فرمایا: اگر اس میں بات موجود ہے جو تو کہہ رہا ہے تو پھر تو نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں وہ بات موجود نہیں' جو تو نے کہی ہے تو نے وہ اس پر بہتان ہوگا۔ (مسلم) اور ایک روایت میں ہے۔ اگر تو نے اپنے بھائی کی وہ بات کی' جو اس میں موجود ہے تو تو نے غیبت کی۔ لیکن اگر ایسی بات کہی جو اس میں موجود نہیں' تو پھر تو نے اس پر بہتان لگایا۔

وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ رَجُلًا اِسْتَأْذَنَ عَلَی النَّبِیِّ فَقَالَ ائْذَنُوا لَہٗ فَبِئْسَ اَخُو الْعَشِیْرَۃِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ وَجْھِہٖ وَانْبَسَطَ اِلَیْہِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَقُلْتَ لَہٗ: کَذَا وَ کَذَا، ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِیْ وَجْھِہٖ، وَانْبَسَطْتَ اِلَیْہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَتٰی عَاھَدْتِّنِیْ فَحَّاشًا اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَنْ تَرَکَہُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّہٖ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ اِتِّقَاءَ فُحْشِہٖ. (متفق علیه) 18-2026

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے ہاں آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا: اسے آنے دیجئے' اور بتایا کہ یہ اپنے قبیلے کا بُرا آدمی ہے۔ جب وہ آپ کی خدمت میں پہنچا' تو نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے اور مسکراتے رہے۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس شخص کے بارے میں یہ الفاظ کہے تھے' پھر آپ ﷺ اسے خندہ پیشانی سے ملے اور مسکراتے رہے؟ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: عائشہ تو نے مجھے کب فحش گوئی کرتے پایا۔ قیامت کے دن وہ لوگ بُرے ہوں گے جنہیں لوگوں نے ان کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ دوسری روایت میں ہے ان کی بُری باتوں سے بچنے کی خاطر چھوڑ دیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے اس عمل سے دو باتیں ثابت ہو رہی ہیں۔ ایک یہ کہ دوسرا جتنا بھی برا ہو آدمی کو اپنا اخلاق خراب نہیں کرنا چاہئے۔ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ برسبیل تذکرہ کسی کے بارے میں اس کے کردار کے متعلق کوئی بات کی جائے تو غیبت نہیں ہوتی۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ کُلُّ اُمَّتِیْ مُعَافًی اِلَّا الْمُجَاھِرُوْنَ وَ اِنَّ مِنَ الْمَجَانَۃِ اَنْ یَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّیْلِ عَمَلًا ثُمَّ

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: میری تمام امت کو رہائی حاصل ہو جائے گی لیکن ان لوگوں کو معافی نہیں ملے گی' جو کھلم کھلا بے حیائی کرنے والے

يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَ كَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ. (متفق عليه) 19-2027

ہیں۔ بلاشبہ یہ بھی بے حیائی ہے کہ آدمی رات کو غلط کام کرے اور صبح اٹھ کر کہے: لوگو! میں نے گزشتہ رات فلاں بُرا کام کیا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بُرے فعل پر پردہ ڈالا تھا اور وہ صبح اٹھ کر اللہ کے پردہ کو خود ہی چاک کر دے۔ (بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَتَمَثَّلُ فِي صُوْرَةِ الرَّجُلِ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيْثِ مِنَ الْكَذِبِ فَيَتَفَرَّقُوْنَ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا اَعْرِفُ وَجْهَهُ وَلَا اَدْرِيْ مَا اسْمُهُ يُحَدِّثُ. (رواه مسلم) 20-2028

تیسری فصل

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں کہ شیطان کسی بھی شخص کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور لوگوں کے پاس جا کر انہیں جھوٹی باتیں بتاتا ہے۔ لوگ جب مجلس سے منتشر ہو جاتے ہیں، تو ان میں سے ایک شخص کہتا ہے: میں نے ایک شخص سے سنا ہے، جس کو چہرے سے تو میں آشنا ہوں لیکن اس کے نام سے بے خبر ہوں۔ وہ فلاں فلاں بات کہتا ہے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے والا جنت میں داخل ہوگا۔
۲۔ مسلمان کو گالی دینا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔
۳۔ مسلمان کو کافر یا فاسق کہنے والا از خود اس کا مرتکب ہو جائے گا۔
۴۔ گالی کی ابتداء کرنے والا جواب میں دوسرے کی گالی کا بھی ذمہ دار ہوگا۔
۵۔ بلاوجہ کسی پر لعنت کرنا جائز نہیں۔
۶۔ دوغلے پن کا حامل انسان قیامت کے دن بدترین لوگوں میں شامل ہوگا۔
۷۔ چغل خور جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔
۸۔ ہمیشہ سچ بولنے والا اللہ کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔
۹۔ مسلسل جھوٹ بولنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔
۱۰۔ صلح کی خاطر جھوٹ بولنا جائز ہے۔
۱۱۔ منہ پر تعریف کرنے والے کے منہ میں مٹی ڈالنی چاہیے۔
۱۲۔ کسی کی غیر موجودگی میں اس کے بارے میں اس کو ناپسند بات کرنا غیبت ہے۔ ۱۳۔ بداخلاق شخص کے بھی ساتھ بھی خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرنا سنت ہے۔ ۱۴۔ اپنے گناہوں کو خود آشکار نہیں کرنا چاہیے۔

بَابُ الْوَعْدِ

وعدے کی اہمیّت

الفصل الاول

عَنْ جَابِرٍ ﷜ قَالَ: لَمَّامَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَجَاءَ أَبَابَكْرٍ ﷜ مَالٌ مِنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِيِّ ﷜ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ ﷜: مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دَيْنٌ أَوْكَانَتْ لَهُ قِبَلَهُ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنَا، قَالَ جَابِرٌ ﷜ فَقُلْتُ: وَعَدَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُعْطِيَنِيْ هٰكَذَا، وَهٰكَذَا، وَهٰكَذَا، فَبَسَطَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ جَابِرٌ ﷜ فَحَثَالِيْ حَثْيَةً فَعَدَدْتُهَا فَإِذَا هِيَ خَمْسُمِائَةٍ قَالَ: خُذْ مِثْلَيْهَا. (متفق عليه)2029-1

پہلی فصل

حضرت جابر﷜ بیان کرتے ہیں: جب رسولِ محترم ﷺ فوت ہوئے اور حضرت ابوبکر﷜ کے پاس علاء﷜ بن حضرمی کی طرف سے مال آیا' تو حضرت ابوبکر﷜ نے اعلان کیا: جس شخص نے نبیِ اکرم ﷺ سے قرض لینا ہے یا آپ نے اس سے کوئی وعدہ کیا تھا تو وہ میرے پاس آئے۔ جابر کہتے ہیں: میں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا' کہ آپ مجھے اس قدر مال دیں گے۔ کہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ اپنے ہاتھوں کو پھیلایا تھا۔ جابر بیان کرتے ہیں: حضرت ابوبکر﷜ نے مجھے دونوں ہاتھ بھر کر ایک مرتبہ مال دیا۔ میں نے اس کو شمار کیا تو وہ پانچ سو درہم تھے۔ اور پھر حضرت ابوبکر﷜ نے فرمایا: اس سے دوگنا اور لیجیے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

سیدنا حضرت ابوبکر﷜ کے عمل سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ کہ جو شخص کسی کے بعد اس کی ذمہ داریاں سنبھالے تو اس کا اخلاقی اور شرعی فرض ہے کہ اپنے پیش رو کے عہد و پیمان کا خیال رکھے خواہ وہ معاہدہ کافروں اور مشرکوں کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو!

بَابُ المَزَاحِ

مزاح اور خوش طبعی

ظرافت اور خوش طبعی اخلاق کا حصّہ ہے۔اس سے طبعی گھٹن دور ہوتی ہے اور آدمی کی طبیعت بہل جاتی ہے۔ظرافت کے اظہار سے دوسرا شخص محبت اور قربت محسوس کرتا ہے۔بشرطیکہ اخلاقی حدود میں رہ کر خوش طبعی کی جائے۔بڑا آدمی> جب اپنے سے چھوٹے آدمی کے ساتھ ایسے انداز سے ہم کلام ہوتا ہے تو عمر اور منصب میں چھوٹا شخص> اپنے لیے اس بات کو اعزاز سمجھتا ہے۔نبی کریم ﷺ کبھی کبھار اپنے ساتھیوں سے خوش طبعی فرمایا کرتے تھے۔اس کا مقصد یہ بھی تھا> کہ صحابہ کرام ؓ آپ ﷺ کی عظیم المرتبت شخصیت کی وجہ سے دوری اور خوف محسوس نہ کریں۔اس طرح چھوٹے آدمی کو بڑے کے ساتھ کھل کر بات کرنے کا موقعہ میسر آتا ہے۔البتہ اخلاق سے گری ہوئی خوش طبعی کسی لحاظ سے بھی جائز نہیں۔مومنوں کو ایسی بے ہودہ گوئی سے اجتناب کرنا چاہیے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَالَّذِینَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ۔(المؤمنون ۲۳:۳)

''مومن وہ ہیں جو بے ہودہ گوئی سے اعراض کرتے ہیں''۔

الفصل الاول

عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ: اِنْ كَانَ النَّبِیّ ﷺ لَیُخَالِطُنَا حَتّٰی یَقُوْلَ لِاَخٍ لِی صَغِیْرٍ یَا أَبَاعُمَیْرٍ ؓ مَافَعَلَ النُّغَیْرُ، کَانَ لَهُ نُغَیْرٌ یَلْعَبُ بِهٖ فَمَاتَ. (متفق علیه)1-2030

پہلی فصل

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں۔بلاشبہ رسولِ معظم ﷺ ہم سے گھل مل کر رہتے تھے۔حتّٰی کہ میرے چھوٹے بھائی سے کہتے۔اے ابوعمیر! تیرے مولے کو کیا ہوا؟ ابوعمیر کا ایک مولہ تھا جس سے وہ کھیلا کرتا تھا اور وہ مرگیا تھا۔(بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ آپس میں خوش طبعی کرنا سنت ہے اور اس سے باہمی محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

۲۔ بڑے لوگوں کو چھوٹوں کے ساتھ ایک حد تک گھل مل کر رہنا چاہیے

بَابُ الْمُفَاخَرَةِ وَالْعَصَبِيَّةِ

فخر وغرور اور جاہلی تعصّبات کی ممانعت

قرآن پاک کے ارشادات اور دنیا کے مشاہدات سے واضح ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو خوبیوں، صلاحیتوں اور اسباب کے اعتبار سے یکساں پیدا نہیں فرمایا۔ تاکہ یہ ایک دوسرے کی ضرورت اور احترام و مقام کے فرق کی بنیاد پر مل جل کر رہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ایک انسان دوسرے پر، بڑی اقوام چھوٹی قوموں پر ظلم کریں اور طاقتور ملک کمزور ملکوں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنا شروع کر دیں یا کہ باکمال لوگ ان شخصی و مقامی صلاحیتوں، قومی خوبیوں اور علاقائی امتیازات کو غرور اور فخر کا ذریعہ بنا لیں۔ ان تعصّبات سے خاندان تباہ اور قومیں جنگ و جدل اور ملک تقسیم در تقسیم کا شکار ہو جایا کرتے ہیں۔ قرآنِ مجید نے ان چیزوں کو فقط باہمی تعارف اور معاملات کو سمجھنے سمجھانے کا وسیلہ قرار دیا ہے۔ اس لیے نبی معظم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر ارشاد فرمایا تھا۔ ”لوگو! تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے تخلیق کیا گیا۔ تم میں بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے اور آج کے بعد میں تمام عصبیتوں اور تعصّبات کو اپنے پاؤں تلے روندرہا ہوں۔“

الفصل الاول

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ النَّاسِ اَكْرَمُ قَالَ: اَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاهُمْ، قَالُوا: لَیْسَ عَنْ هٰذَا نَسْئَلُكَ قَالَ: فَاَكْرَمُ النَّاسِ یُوْسُفُ نَبِیُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِیِّ اللّٰهِ بْنِ نَبِیِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِیْلِ اللّٰهِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ قَالُوا لَیْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ قَالَ: فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْاَلُوْنِی قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: فَخِیَارُكُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ خِیَارُكُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا. (متفق علیه) 1-2031

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون لوگ زیادہ عزت والے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ زیادہ عزت والے ہیں، جو زیادہ پرہیزگار ہیں۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا: آپ سے پوچھنے کا مقصد یہ نہیں۔ فرمایا: تمام لوگوں سے زیادہ عزت والے اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام ہیں، جو اللہ کے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے وہ حضرت اسحاق علیہ السلام کے اور حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ صحابہ ؓ نے عرض کیا: ہم نے یہ بات بھی آپ سے عرض نہیں کی۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں تو کیا تم مجھ سے عرب قبائل کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو لوگ جاہلیت میں بہتر ہیں وہی اسلام میں بہتر ہیں بشرطیکہ وہ دین کو سمجھ لیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان: کرتے ہیں رسولِ

اللهِ ﷺ اَلْكَرِيْمُ ابْنُ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ ابْنِ الْكَرِيْمِ، يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ .(رواه البخاری)2032-2

اکرم ﷺ نے فرمایا: معزز بیٹے وہ، معزز کے وہ بیٹے معزز کے اور وہ بیٹے معزز کے اور وہ بھی بیٹے معزز کے یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ہیں علیہم السلام۔(بخاری)

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷺ قَالَ: فِي يَوْمِ حُنَيْنٍ كَانَ اَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذًا بِعِنَانِ بَغْلَتِهٖ يَعْنِي بَغْلَةَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَلَمَّا غَشِيَهُ الْمُشْرِكُوْنَ، نَزَلَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: فَمَارُئِيَ مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ اَشَدُّ مِنْهُ. (متفق عليه)2033-3

حضرت براء بن عازب ﷺ جنگِ حنین کے بارے بتاتے ہیں کہ ابوسفیان بن حارث ﷺ رسولِ اکرم ﷺ کے خچر کی لگام تھامے ہوئے تھا۔ جب مشرکین نے آپ کو گھیر لیا تو آپ سواری سے اتر پڑے اور آپ نے یہ اعلان کرنا شروع کیا: میں اللہ کا نبی ہوں اس میں کچھ شک نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ راوی بیان کرتے ہیں اس روز نبی معظم ﷺ سے زیادہ بہادر کسی شخص کو نہیں پایا گیا۔ (بخاری۔مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ! فَقَالَ ذَاكَ اِبْرَاهِيْمُ. (رواه مسلم 4-2034

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی مکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے کہا: اے تمام مخلوق سے بہتر انسان! اس کی بات سن کر رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: تمام مخلوق سے بہتر تو ابراہیم علیہ السلام ہیں۔(مسلم)

وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا تُطْرُوْنِي كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُهٗ، فَقُوْلُوا، عَبْدُاللهِ وَرَسُوْلُهٗ. (متفق عليه) 5-2035

حضرت عمر ﷺ ذکر کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: میری تعریف میں تم مبالغہ آرائی نہ کیا کرو جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم کی تعریف میں مبالغہ کیا۔ میں تو اس کا بندہ ہوں۔ تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔(بخاری و مسلم)

وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ وَلَا يَبْغِيَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ. (رواه مسلم)2036-6

حضرت عیاض بن حمار مجاشعی ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری طرف اس بات کی بھی وحی فرمائی ہے کہ لوگو! تواضع اختیار کرو! لہٰذا کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر فخر نہ جتائے اور نہ زیادتی کرے!

خلاصۂ باب

۱۔ زیادہ پرہیزگار اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مقرب ہے۔ ۲۔ خاندانی اعتبار سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خانوادہ سب سے معزز ہے۔ ۳۔ اسلام معزز شخص کو معزز ترین بنا دیتا ہے۔ ۴۔ نبی کریم ﷺ کی تعریف میں بھی مبالغہ کرنا جائز نہیں۔

بَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ

نیکی اور صلہ رحمی

رحم کا لفظ رَحِمَ، یَرْحَمُ سے نکلا ہے۔ جس کے معنی ہے شفقت اور مہربانی کرنا۔ صلہ رحمی سے مراد عام لوگوں کے ساتھ شفقت و مہربانی کرنا ہے۔ بالخصوص رشتہ داروں کے ساتھ مہربانی اور ہمدردی کرنے کو صلہ رحمی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ایک سوال کا جواب عنایت فرماتے ہوئے صلہ رحمی کرنے کی ایک ترتیب قائم فرمائی ہے۔ یہ ترتیب حقیقی استحقاق کی بنا پر اور اس قدر مرحلہ وار ہے کہ اگر اس کا خیال رکھا جائے تو کوئی شخص بھی ایک دوسرے کی ہمدردی سے محروم نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ دنیا میں شاید ہی کوئی آدمی ایسا ہو جو قریبی اور دور کے رشتوں سے یکسر محروم ہو چکا ہو۔ قریبی رشتوں سے محروم ہونے والوں کو بھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے والدین دنیا سے رخصت ہو چکے ہوں اگر وہ والدین کے دوست و احباب کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے تو یہ والدین کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کے مترادف سمجھا جائے گا۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ: رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِيْ قَالَ: اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنْ ؟قَالَ: اُمُّکَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: اُمُّکَ، قَالَ ثُمَّ مَنْ ؟قَالَ: اَبُوْکَ
وَ فِیْ رِوَايَةٍ قَالَ اُمُّکَ ثُمَّ اُمُّکَ ثُمَّ اُمُّکَ ثُمَّ اَبَاکَ ثُمَّ اَدْنَاکَ اَدْنَاکَ. (متفق علیه) 1-2037

حضرت ابوہریرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں: کہ ایک شخص نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول! میرے (قریبی عزیزوں میں سے) اچھے برتاؤ کا کون زیادہ حق دار ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری والدہ۔ اس نے پھر پوچھا اس کے بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری والدہ۔ اس نے تیسری دفعہ عرض کیا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری والدہ۔ اس نے چوتھی دفعہ سوال کیا: پھر کس کا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے والد کا۔ دوسری روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: والدہ کے ساتھ نیکی کر، پھر اپنی والدہ کے ساتھ، پھر اپنی والدہ کے ساتھ، پھر اپنے والد کے ساتھ، پھر جو تیرا زیادہ قریبی ہے اس کے ساتھ تعاون کرو۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: رَغِمَ اَنْفُهٗ ! رَغِمَ اَنْفُهٗ ! رَغِمَ اَنْفُهٗ ! قِيْلَ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مَنْ اَدْرَکَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو، اس شخص کی ناک خاک آلود ہو۔ جب تین رسول! کس کی ناک خاک آلود ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپے کی عمر میں پایا اور جنت میں داخل نہ ہو سکا۔ (مسلم)

الْكِبَرِ اَحَدُهُمَا اَوْكِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ. (رواه مسلم)2038-2

مرتبہ فرمایا' تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے

وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اُمِّيْ قَدِمَتْ عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ اَفَاَصِلُهَا قَالَ: نَعَمْ صِلِيْهَا. (متفق عليه)2039-3

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنھما بیان کرتی ہیں: میرے پاس میری والدہ آئیں' وہ مشرکہ تھیں' قریش کے ساتھ صلح کا معاہدہ ہو چکا تھا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ میرے پاس آئی ہیں اور وہ مجھ سے تعاون کی خواہش مند ہیں کیا میں ان کے ساتھ صلۂ رحمی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ان کے ساتھ صلۂ رحمی کرو۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ اٰلَ فُلَانٍ لَيْسُوْا لِيْ بِاَوْلِيَاءَ اِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ اَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا.(متفق عليه) 2040-4

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں: میں نے رسولِ کرم ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک آلِ فلاں میرے دوست نہیں ہیں' میرے دوست تو اللہ تعالیٰ اور نیک' ایمان دار ہیں۔ ان کے ساتھ میرا نسبی رشتہ ہے۔ میں ان کے ساتھ اس رشتہ کی وجہ سے صلہ رحمی کرتا رہوں گا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ، وَوَاْدَ الْبَنَاتِ وَمَنْعًا وَهَاتِ. وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَاِضَاعَةَ الْمَالِ. (متفق عليه) 2041-5

حضرت مغیرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ماں کی نافرمانی کرنے' بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے ،خود نہ دینے اور لوگوں سے عطیہ طلب کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ اور بے مقصد باتوں سے' زیادہ سوال کرنے اور مال کو ضائع کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ: نَعَمْ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ فَيَسُبُّ اُمَّهُ. (متفق عليه)2042-6

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! اپنے ماں باپ کو کوئی گالی دے سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو جواب میں اس کے باپ کو گالی دی جاتی ہے۔ اسی طرح کسی کی والدہ کو گالی دیتا ہے تو وہ جواب میں اس کی ماں کو گالی دے گا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّ مِنْ اَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةُ الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ بَعْدَ اَنْ يُوَلِّيَ. (راوه مسلم) 7-2043

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی بیٹے کا اپنے والد کے دوستوں سے اچھا سلوک کرنا، جبکہ اس کا والد فوت ہو گیا ہو (یا سفر پر گیا ہو) بڑی نیکی ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِيْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَأَلَهُ فِيْ اَثَرِهٖ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ. (متفق عليه) 8-2044

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے' کہ اس کے رزق میں برکت اور اس کی عمر میں اضافہ ہو تو' اسے صلۂ رحمی کرنی چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَاَخَذَتْ بِحَقْوَيِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ مَهْ؟ قَالَتْ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ: اَلَاتَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ: فَذَاكِ. (متفق عليه) 9-2045

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب مخلوق کو پیدا فرما کر فارغ ہوا تو "رحم" (رشتہ داری) کھڑی ہو گئی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے دامن کو پکڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: یہ اس شخص کا مقام ہے جو تیرے ساتھ قطع رحمی سے پناہ مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ میں اس شخص کو اپنے قریب کروں جو تیرا خیال رکھتا ہے۔ اور میں اس شخص سے قطع تعلق کروں جو تجھ سے قطع تعلق کرتا ہے۔ رحم (رشتہ داری) نے عرض کیا: پروردگار کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تیرے لیے ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّحِمُ شُجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ. مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ. (رواه البخاری) 10-2046

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا "رحم" کا لفظ رحمان سے نکلا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو تجھے ملائے گا اسے میں ملاؤں گا اور جو تجھے توڑے گا' اس سے میں قطع تعلق کروں گا۔ (بخاری)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ: مَنْ وَصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ. (متفق عليه) 11-2047

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ذکر کرتی ہیں: رحم (رشتہ داری) عرش کے ساتھ وابستہ ہے۔ وہ اعلان کرتی ہے: جو مجھے ملائے گا اسے اللہ تعالیٰ ملائے گا اور جو مجھے توڑے گا اللہ تعالیٰ اس سے قطع تعلق کرے گا۔ (بخاری۔ مسلم)

وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت جبیر بن مطعم ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ

ﷺ لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ. (متفق عليه) 12-2048

نے فرمایا: قطع رحمی کرنے والا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيْ، وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِي اِذَاقُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا. (رواه البخاری) 13-2049

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص صلۂ رحمی کرنے والا نہیں جو بدلے میں صلۂ رحمی کرتا ہے۔ صلۂ رحمی کرنے والا وہ ہے جس کے ساتھ قطع تعلق کیا جائے مگر وہ صلۂ رحمی کرتا جائے۔ (بخاری)

وَعَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ قَرَابَةً اَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُوْنِّيْ وَاُحْسِنُ اِلَيْهِمْ وَيُسِيْئُوْنَ اِلَيَّ وَاَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُوْنَ عَلَيَّ فَقَالَ: لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَاَنَّمَا تُسِفُّهُمَ الْمَلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيْرٌ عَلَيْهِمْ مَادُمْتَ عَلٰى ذٰلِكَ. (رواه مسلم) 14-2050

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! میرے کچھ رشتہ دار ہیں میں ان سے صلۂ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں، میں اُن سے درگزر کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ زیادتی کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تیری بات درست ہے تو گویا تو ان کے منہ میں گرم خاک ڈال رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک فرشتہ ان کے خلاف تیرا مددگار رہے گا۔ جب تک تو اس طرزِ عمل پر کاربند رہے گا۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشَوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ، فَمَالُوْا اِلٰى غَارٍ فِي الْجَبَلِ، فَانْحَطَّتْ عَلٰى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: اُنْظُرُوْا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْهَا لِلّٰهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهٗ يُفَرِّجُهَا فَقَالَ اَحَدُهُمْ: اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَ لِيْ وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ، وَلِيْ صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ اَرْعٰى عَلَيْهِمْ فَاِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ فَبَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ اَسْقِيْهِمَا قَبْلَ وَلَدِيْ، وَاِنَّهٗ قَدْ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبیِ معظم ﷺ سے بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ تین آدمی چل رہے تھے۔ انہیں بارش نے آلیا اور وہ پہاڑ کی غار میں چھپ گئے۔ اچانک غار کے منہ پر پتھر آگرا۔ جس سے ان کا نکلنا مشکل ہوگیا۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ایسے نیک اعمال یاد کرو جو تم نے صرف اللہ کی رضا کے لیے کیے ہوں۔ آج ان کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے شاید اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔ ان میں سے ایک نے یوں دعا کی: اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے میں ان کے گزارے کے لیے

نَأَى بِيَ الشَّجَرُ، فَمَا أَتَيْتُ حَتّٰى أَمْسَيْتُ، فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا، فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ، فَقُمْتُ عِنْدَ رُؤُسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا وَأَكْرَهُ أَنْ أَبْدَأَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَأْبِيْ وَدَأْبُهُمْ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَّجَ اللّٰهُ لَهُمْ حَتّٰى يَرَوْنَ السَّمَاءَ قَالَ الثَّانِي: اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِي بِنْتُ عَمٍّ أُحِبُّهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا فَأَبَتْ حَتّٰى آتِيَهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَسَعَيْتُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَلَقِيتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهٖ فَقُمْتُ عَنْهَا اَللّٰهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً وَقَالَ الْآخَرُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ بِفَرَقِ أَرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهُ قَالَ: أَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ، فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ، فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا، فَجَاءَنِيْ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَظْلِمْنِيْهِ وَاَعْطِنِيْهِ حَقِّيْ. فَقُلْتُ اذْهَبْ إِلٰى ذٰلِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيهَا فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَهْزَأْ بِيْ فَقُلْتُ إِنِّيْ لَا أَهْزَأُ بِكَ فَخُذْ ذٰلِكَ الْبَقَرَ وَرَاعِيَهَا فَأَخَذَهُ فَانْطَلَقَ بِهَا فَإِنْ كُنْتَ

بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جب میں شام کو واپس لوٹتا اور بکریوں کا دودھ دوہتا تو اپنے بچوں سے پہلے والدین کو پلاتا تھا۔ایک دن مجھے دور جا کر چارہ دستیاب ہوا اور میں جلد واپس نہ آسکا' یہاں تک کہ رات ہوگئی۔ میں نے دیکھا کہ میرے والدین سو چکے ہیں۔میں نے حسب معمول دودھ دوہا اور دودھ کا برتن لے کر ان کے سرہانے کھڑا ہوگیا۔ مجھے یہ پسند نہیں تھا کہ میں انہیں جگاؤں اور مجھے یہ بھی ناپسند تھا کہ اپنے والدین سے پہلے اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں۔جب کہ میرے بچے بھوک کی وجہ سے میرے قدموں میں بلک رہے تھے۔میرا اور بچوں کا طلوع فجر تک یہی حال رہا۔اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا جوئی کے لیے کیا ہے تو ہمارے لیے اتنا رستہ کھول دے کہ ہم آسمان دیکھ سکیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اتنا پتھر ہٹا دیا کہ انہیں آسمان نظر آنے لگا۔دوسرے شخص نے دعا کی: اے اللہ! مجھے اپنے چچا کی بیٹی کے ساتھ اس قدر محبت تھی جتنی کہ مرد زیادہ سے زیادہ عورتوں سے کر سکتے ہیں۔ میں نے اس سے خواہش پوری کرنے کا مطالبہ کیا۔اس نے کہا میں اس وقت تک نہیں مانوں گی۔جب تک تو مجھے سو دینار نہ دے۔میں نے کوشش کی یہاں تک کہ میں نے سو دینار اکٹھے کیے۔میں وہ دینار لے کر اس کے پاس گیا۔اور اس کے پاؤں کے درمیان بیٹھا تو اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور حلال کیے بغیر میرا پردۂ حیا چاک نہ کرو۔ میں اس کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا۔اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری خوشی کی خاطر کیا ہے تو ہمارے لیے راستہ کھول دے۔ان کے لیے تھوڑا سا رستہ اور کھل گیا۔تیسرے نے دعا کی: الٰہی! میں نے ایک مزدور ایک فرق چاول (۶۳۰۰ گرام) پر رکھا تھا۔جب اس نے کام

تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذٰلِکَ ابْتِغَاءَ وَجْهِکَ فَافْرُجْ مَابَقِیَ فَفَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ. (متفق علیه) 15-2051

مکمل کرلیا تو اس نے کہا میرا حق دیجئے۔ میں نے اس کے سامنے اس کا حق پیش کیا تو وہ اسے تھوڑا سمجھتے ہوئے اسے چھوڑ کر چل دیا۔ میں ان چاولوں کو کاشت کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے ان سے کچھ بیل اور چرواہا حاصل کر لیے۔ پھر وہ شخص واپس آیا اور اس نے کہا: اللہ سے ڈرو اور مجھ پر زیادتی نہ کرو اور میرا حق مجھے دے دو۔ میں نے اس سے کہا: ان بیلوں اور چرواہے کو لے جایئے۔ اس نے کہا: اللہ سے ڈرو اور میرے ساتھ مذاق نہ کرو۔ میں نے کہا: میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کر رہا تم ان بیلوں اور چرواہے کو لے جاؤ۔ چنانچہ وہ ان کو لے گیا۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا کے لیے کیا' تو غار کا باقی منہ بھی کھول دے تو اللہ نے ان کا رستہ کھول دیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اس عورت کے بارے میں دوسری روایت میں آتا ہے کہ وہ بار بار انکار کرتی رہی۔ بالآخر غربت کے ہاتھوں ایک دن مجبور ہو کر مان گئی۔ لیکن جوں ہی ان کی آپس میں قربت ہوئی' تو وہ حیا کے ہاتھوں مجبور ہو کر رو کر کہنے لگی اللہ کے بندے اللہ ذوالجلال سے ڈرو اور میری غربت سے ناجائز فائدہ نہ اٹھاؤ۔ تب اس جوان کو اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہوا جس کا اس نے غار میں اللہ تعالیٰ کے حضور واسطہ دیا۔ یاد رہے دعا کرتے ہوئے اپنی نیکی کا واسطہ دینا جائز ہے لیکن کسی مرحوم کا واسطہ دینا شرک ہے۔ تفصیل کے لیے میری کتاب انبیاء کا طریقۂ دعا پڑھیں۔

خلاصۂ باب

۱۔ حقوق العباد میں سب سے زیادہ ماں اور پھر باپ کے حقوق ہیں۔
۲۔ بوڑھے ماں باپ کی خدمت نہ کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو پائے گا۔
۳۔ مشرک اور کافر ماں باپ کے ساتھ بھی تعاون کرنا چاہیے۔
۴۔ والدین کی نافرمانی، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا، فضول گوئی، خواہ مخواہ سوال کرنا اور حلال مال ضائع کرنا جائز نہیں۔
۵۔ دوسرے کے ماں باپ کو گالی دینا، اپنے ماں باپ کو گالی دینا ہے۔
۶۔ ماں باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرنا' فوت شدہ والدین کے ساتھ نیکی کرنے کے برابر ہے۔
۷۔ صلۂ رحمی کرنے والے کی عمر اور رزق میں برکت ہوتی ہے۔
۸۔ صلۂ رحمی کو کاٹنے والا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہوگا۔
۹۔ اللہ تعالیٰ کے حضور نیک اعمال کا وسیلہ پیش کیا جاسکتا ہے۔

بَابُ الشَّفَقَةِ وَالرَّحمَةِ عَلَى الخَلقِ

اللہ کی مخلوق پر شفقت ومہربانی

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق بالخصوص اپنے بندوں پر شفیق اور مہربان ہے اور اس کا حکم اور منشا یہ ہے' کہ انسان بھی ایک دوسرے پر شفقت اور مہربانی کرتے رہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر نرمی اور مہربانی نہیں کرتا' اللہ تعالیٰ بھی اس پر شفقت ومہربانی نہیں فرماتا۔ آپ ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ مسلمانوں کو ایک جسم کی مانند ہونا چاہیے۔ اسی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ مختلف علاقوں اور نسلوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان' مدینہ طیبہ میں اس طرح رہ رہے تھے' جیسے وہ ایک ہی خاندان کے فرد اور ایک باپ کی اولاد ہوں۔ جب تک مسلمانوں میں محبت کا یہ جذبہ کارفرما تھا، کسی کو یہ جرأت نہیں تھی' کہ وہ ملت کے کسی ایک رکن پر بُری نظر ڈال سکے۔ اور آج اگر امّت ذلّت ورسوائی سے دوچار ہے تو اس کے اسباب میں مرکزی سبب یہ ہے کہ ہم اپنوں کے لیے غیر اور غیروں کے لیے اپنے بن چکے ہیں۔ جبکہ قرآن حکیم نے تو ملّی اخوت کا یہ معیار قائم فرمایا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ، اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ. (الفتح:۴۸.۲۹)

''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں۔ تم جب بھی انہیں دیکھو گے رکوع وسجود اور اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلب میں مشغول پاؤ گے۔ سجدوں کے اثرات ان کے چہروں پر موجود ہیں جن سے وہ الگ پہچانے جاتے ہیں۔''

الفصل الاول

وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ. (متفق علیه) 2052-1

پہلی فصل

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا' جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَتُقَبِّلُوْنَ الصِّبْيَانَ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَوَأَمْلِكُ لَكَ اَنْ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ. متفق علیه 2053-2

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ ایک دیہاتی نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: کیا آپ ﷺ بچوں کا بوسہ لیتے ہیں؟ ہم تو نہیں لیتے۔ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: اللہ نے اگر تیرے دل سے رحم نکال دیا ہے' تو میں کیا کرسکتا ہوں؟۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهَا، قَالَتْ جَاءَتْنِيْ امْرَأَةٌ وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُنِيْ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِيْ غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں۔ وہ مجھ

فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا، فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ. فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ: مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ. متفق عليه 3-2054

سے کھانے کا سوال کر رہی تھی ۔ اس وقت میرے پاس صرف ایک ہی کھجور تھی' میں نے وہ اس کو دے دی۔ اس نے اس کھجور کو اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ اور خود نہ کھائی۔ پھر وہ اٹھ کر باہر چلی گئی۔ اسی دوران نبی اکرم ﷺ تشریف لائے ۔ میں نے آپ سے یہ واقعہ عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا: جو شخص ان بیٹیوں کے ساتھ آزمایا گیا اور اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا' تو وہ اس کے لیے دوزخ سے رکاوٹ بن جائیں گی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ هٰكَذَا وَضَمَّ أَصَابِعَهُ. (رواه مسلم) 4-2055

حضرت انس ﷺ ذکر کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے دو لڑکیوں کی کفالت کی' یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں' قیامت کے دن' میں اور وہ شخص اس طرح ہوں گے: آپ نے انگلیوں کو ملا کر اشارہ فرمایا۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلسَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالسَّاعِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَحْسِبُهُ قَالَ كَالْقَائِمِ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ. (متفق عليه) 5-2056

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں کہ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: بیوہ اور مسکین کا خیال رکھنے والا' اس شخص کی طرح ہے' جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے۔ اور راوی کہتا ہے' میرا خیال ہے: آپ نے فرمایا' کہ وہ اس شخص کی طرح ہے' جو رات کو قیام کرنے میں سُستی نہیں کرتا اور دن کو روزہ چھوڑتا نہیں۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهُ وَلِغَيْرِهِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا. رواه البخاری 6-2057

حضرت سہل بن سعد ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا' خواہ وہ اس یتیم کا رشتہ دار ہو' یا اجنبی' ہم جنت میں اس طرح ہوں گے۔ آپ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا اور ان کے درمیان کچھ فرق رکھا۔ (بخاری)

وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ

حضرت نعمان بن بشیر ﷺ بیان کرتے ہیں رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: تم مسلمانوں کو باہم' رحم' محبت اور شفقت کرنے کے حوالے سے ایک جسم کی مانند پاؤ گے۔ جب جسم کا کوئی عضو تکلیف میں ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے سارا جسم تکلیف

بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى. (متفق عليه) 7-2058

اور بخار میں مبتلا ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُؤْمِنُوْنَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ اِنْ اشْتَكٰى عَيْنُهُ اشْتَكٰى كُلُّهُ، وَاِنِ اشْتَكٰى رَأْسُهُ اشْتَكٰى كُلُّهُ. (رواه مسلم) 8-2059

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں: رسول رحمت ﷺ نے فرمایا' مومنین ایک شخص کی طرح ہیں کہ اگر اس کی آنکھ میں درد ہو تو اس کا سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے اور اگر اس کے سر میں درد ہو تو بھی اس کا سارا جسم درد محسوس کرتا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ. (متفق عليه) 9-2060

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نبی رحمت ﷺ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مومن' مومن کے لیے عمارت کی مانند ہے' گویا کہ اس کے ایک حصے نے دوسرے حصے کو مضبوط کیا ہوا ہے۔ پھر آپ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسری میں داخل کیا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا اَتَاهُ السَّائِلُ اَوْصَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ: اِشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَيَقْضِی اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِهٖ مَاشَآءَ. (متفق عليه) 10-2061

حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہوئے نبی معظم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ جب آپ کے پاس سائل یا ضرورت مند آتا تو آپ فرماتے: اس کی سفارش کرو تمھیں ثواب ملے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی زبان پر جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْصُرُهٗ مَظْلُوْمًا فَكَيْفَ اَنْصُرُهٗ ظَالِمًا قَالَ تَمْنَعُهٗ مِنَ الظُّلْمِ، فَذٰلِكَ نَصْرُكَ اِيَّاهُ. (متفق عليه) 11-2062

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو' خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص نے عرض: کیا مظلوم کی مدد کروں' مگر ظالم کی کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا: تمہارا اس کو ظلم سے روکنا ہی اس کی مدد کرنا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ، وَلَا يُسْلِمُهٗ وَمَنْ كَانَ فِیْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِیْ حَاجَتِهٖ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: مسلمان' مسلمان کا بھائی ہے' نہ وہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو بے یار و مددگار چھوڑے۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرتا ہے۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی پریشانی کو دور کرتا

مِنَ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (متفق علیه) 12-2063

ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پریشانیوں کو دور فرمائیں گے۔اور جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپاتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب پر پردہ ڈالے گا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا وَيُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهٖ ثَلَاثَ مِرَارٍ وَبِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ. (مسلم) 13-2064

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ذکر کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، اس پر نہ ظلم کرے اور نہ ذلیل کرے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھے۔تقویٰ کا مقام یہاں ہے: آپ ﷺ نے سینے کی جانب تین بار اشارہ کیا۔اور فرمایا کسی شخص کے لیے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔(مسلم)

وَعَنْ عَيَاضِ بْنِ حِمَارٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ ذُوْ سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ وَرَجُلٌ رَحِيْمٌ رَقِيْقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِى قُرْبٰى وَمُسْلِمٍ، وَعَفِيْفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُوْعِيَالٍ وَأَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ اَلضَّعِيْفُ الَّذِىْ لَا زَبْرَلَهُ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْكُمْ تَبَعٌ لَا يَبْغُوْنَ أَهْلًا وَلَا مَالًا، وَالْخَائِنُ الَّذِى لَا يَخْفٰى لَهٗ طَمَعٌ وَاِنْ دَقَّ اِلَّا خَانَهٗ، وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِىْ اِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ، وَذَكَرَ الْبُخْلَ اَوِ الْكَذِبَ، وَالشِّنْظِيْرُ، الْفَحَّاشُ (رواه مسلم) 14-2065

حضرت عیاض بن حمار ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت کے حق دار تین شخص ہیں۔پہلا عادل حکمران جو صدقہ کرنے والا ہے اور جسے نیک کاموں کی توفیق دی گئی ہے اور دوسرا وہ شخص جو رحم دل ہے اس کا دل قریبی رشتہ دار اور ہر مسلمان کے لیے نرم ہے۔تیسرا وہ شخص جو حرام اور سوال سے بچتا ہے، اہل وعیال والا ہے۔اور آپ ﷺ نے فرمایا: جہنمی پانچ قسم کے لوگ ہیں۔پہلا کمزور شخص جس کی کوئی رائے نہیں ہے جو تم میں پیچھے لگنے والا ہے، ایسے لوگ جو بیوی اور مال کے خواہاں نہیں ہوتے۔دوسرا وہ خائن جس کا لالچ مخفی نہیں ہے اگرچہ معمولی چیز ہو وہ پھر بھی خیانت کرتا ہے۔تیسرا شخص جو صبح وشام تیرے اہل اور مال کے بارے میں تجھے دھوکا دیتا ہے۔چوتھا آپ ﷺ نے بخیل یا کذاب کا ذکر کیا۔اور پانچواں وہ بدخلق جو کثرت کے ساتھ فحش باتیں کرتا ہے۔(مسلم)

فہم الحدیث

مومن مسلمان کا بے ریب ٹھوس عقیدہ ہوتا ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ.(متفق علیہ) 15-2066

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کوئی شخص اس وقت تک کامل ایمان دار نہیں ہوسکتا' جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہ چیز پسند نہ کرے' جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ! وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ! وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ! قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ الَّذِیْ لَا یَأْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ.(متفق علیہ) 16-2067

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! وہ ایماندار نہیں، اللہ کی قسم! وہ ایمان والا نہیں، اللہ کی قسم! وہ شخص ایمان دار نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کون ایمان دار نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا پڑوسی اس کی شراتوں سے محفوظ نہیں۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ لَا یَأْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ.(رواہ مسلم) 17-2068

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوسکتا جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہیں ہے۔(مسلم)

وَعَنْ عَائِشَۃَ وَابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَازَالَ جِبْرِیْلُ یُوْصِیْنِیْ بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّہٗ سَیُوَرِّثُہٗ.(متفق علیہ)18-2069

حضرت عائشہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل پڑوسی کے بارے میں ہمیشہ مجھے نصیحت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مجھے یقین ہونے لگاkh وہ اسے وراثت میں حصہ دار بنادیں گے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا کُنْتُمْ ثَلَاثَۃً فَلَا یَتَنَاجٰی اثْنَانِ دُوْنَ الْاٰخَرِ حَتّٰی تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ، مِنْ أَجْلِ أَنْ یُحْزِنَہٗ. (متفق علیہ) 19-2070

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم تین ہو تو دو آدمی' تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی نہ کریں' جب تک تم لوگوں کے ساتھ شامل نہ ہوجاؤ۔ اس لیے کہ اس طرح تیسرے کو پریشانی ہوگی۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ تَمِیْمِ نِ الدَّارِیِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ ثَلَاثًا قُلْنَا: لِمَنْ قَالَ لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ، وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ، وَعَامَّتِھِمْ. (رواہ مسلم) 20-2071

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے پوچھا، کس کے لیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ض اللہ، اس کی کتاب، اس کے نبی، مسلمان حکمران اور تمام مسلمانوں کے لیے۔(مسلم)

وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.
(متفق عليه)2072-21

حضرت جریر بن عبداللہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی اکرم ﷺ سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ جو کسی پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا۔

۲۔ بچوں کے ساتھ پیار کرنا آپ کی سنت اور فطرت کا تقاضا ہے۔

۳۔ بیٹیوں کی تربیت اور ان کے ساتھ محبت کرنے والا' جنت میں آپ کا پڑوسی ہوگا۔

۴۔ بیوہ، مسکین کا خیال رکھنا جہاد، تہجد اور مسلسل نفلی روزہ رکھنے کے مترادف ہے۔

۵۔ مسلمان ایک جسم اور عمارت کی مانند ہیں۔

۶۔ یتیم کی کفالت کرنے والا' دو انگلیوں کی طرح' جنت میں نبی کریم ﷺ کے قریب ہوگا۔

۷۔ اچھے کام کی سفارش کرنے والے کو' اس پر عمل کرنے والے کے برابر کا' ثواب ملتا ہے۔

۸۔ ظالم کو ظلم سے روکنا' اس کی مدد کرنے کی مانند ہے۔

۹۔ مسلمان کی پردہ پوشی کرنے والے کی' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پردہ پوشی کرے گا۔

۱۰۔ کامل مسلمان وہ ہے کہ جو چیز اپنے لیے پسند کرتا ہے' وہی دوسرے کے لیے پسند کرے۔

۱۱۔ جس شخص کے پڑوسی اس سے تنگ ہوں' وہ جنت میں نہیں جاسکے گا۔

۱۲۔ دین دوسروں کی خیر خواہی کا نام ہے۔ حتیٰ کہ ہر مسلمان سے خیر خواہی کی با قاعدہ بیعت لی گئی ہے۔

۱۳۔ پڑوسی کو دکھ دینے والا قطعاً مومن نہیں ہوسکتا۔ اور نہ ہی جنت میں جاسکتا ہے۔

بَابُ الْحُبِّ فِی اللّٰہِ وَمِنَ اللّٰہِ

اللہ کے لیے کسی سے محبت کرنا اور اللہ کی محبت بندے کے لیے

محبت وہ جذبہ ہے جس سے ماں اپنے بیٹے کو پالتی پوستی ہے۔ اسی جذبے کی بنا پر وحشی درندے اپنے بچوں سے محبت کرتے ہیں۔ اسی سے خاندان، بستیاں اور شہر آباد ہیں۔ جب یہ جذبہ ختم ہو جاتا ہے تو عام انسان تو درکنار جنم دینے والی ماں تا بھی اپنے بچوں کا کلیجا چبا لینے کے لیے تیار ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حیوانوں کی نسبت انسانوں میں یہ جذبہ زیادہ رکھا ہے۔ اور محبت کو صحیح رخ پر قائم رکھنے کے لیے یہ اصول عطا فرمایا ہے کہ ایک دوسرے سے محبت اللہ کے لیے ہونی چاہیے۔ اور اگر کسی سے اختلاف ہو تو اس کی بنیاد بھی رضائے الٰہی ہونی چاہیے۔ اس سے اس اصول یا محاورے کی قطعی طور پر نفی کر دی گئی ہے، کہ محبت اور دشمنی میں کوئی اصول نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص طبعی محبت کے اظہار کے وقت بھی یہ نیت کرے کہ میں یہ سب کچھ اللہ کی رضا کے لیے کر رہا ہوں تو اسے دنیا کے فائدے کے ساتھ آخرت میں بے پناہ اجر سے نوازا جائے گا۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: کہ جب کوئی شخص کسی سے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ آسمانوں پر اس کے ساتھ محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ اثرات مختلف مراحل کے بعد لوگوں کے دلوں پر اتر جاتے ہیں اور دنیا والے ایسے شخص کے ساتھ محبت کرنا شروع کر دیتے ہیں ۔آدمی کی محبت جائز طریقے اور جائز مقام پر ہونی چاہیے۔

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ. (رواہ البخاری)2073-1

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: ارواح کے مختلف قسم کے گروہ ہیں۔ جو ارواح روزِ اوّل متعارف ہوئیں دنیا میں بھی باہم قریب قریب ہوں گی اور جو ازل میں ایک دوسرے سے دور تھیں وہ دنیا میں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوں گی۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيْلَ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهٗ قَالَ فَيُحِبُّهٗ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يُنَادِیْ فِی السَّمَاءِ فَيَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ، فَيُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيْلَ فَيَقُوْلُ اِنِّیْ اُبْغِضُ فُلَانًا

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو پسند کرتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتے ہیں: میں فلاں آدمی سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو۔ روای بیان کرتا ہے: پھر جبرائیل علیہ السلام اس شخص سے محبت کرتے ہیں اس کے بعد آسمان پر اس بات کا اعلان کرتے ہیں۔ کہ سب اس کے ساتھ محبت کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت

فَاَبْغِضْهُ فَيُبْغِضُهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يُنَادِيْ فِي اَهْلِ السَّمَاءِ اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ فُلاَنًا فَاَبْغِضُوْهُ قَالَ فَيُبْغِضُوْنَهُ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِي الْاَرْضِ. (رواه مسلم)2-2074

کرتا ہے۔ تو آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں اس کے بعد زمین میں بھی اس کی مقبولیت ہو جاتی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو برا سمجھتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر حکم دیتے ہیں کہ میں فلاں شخص کو برا سمجھتا ہوں تم بھی اسے برا جانو۔ راوی نے بیان کیا: پھر جبرائیل علیہ السلام اسے برا سمجھتے ہیں۔ اور پھر آسمان والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو برا جانتا ہے تم بھی اس سے بغض رکھو۔ چنانچہ وہ اس سے بغض کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر زمین والے اس سے نفرت کرتے ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِيْ اَلْيَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّيْ. (رواه مسلم)3-2075

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا۔ بلاشبہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میری تعظیم کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں ان کو اپنے سائے میں جگہ دوں گا۔ آج کے دن میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں۔ (مسلم)

وَعَنْهُ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَهُ فِيْ قَرْيَةٍ اُخْرٰى فَاَرْصَدَ اللّٰهُ عَلٰى مَدْرَجَتِهِ مَلَكًا قَالَ اَيْنَ تُرِيْدُ قَالَ اُرِيْدُ اَخًا لِيْ فِيْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ قَالَ: هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا قَالَ لَا غَيْرَ اَنِّيْ اَحْبَبْتُهُ فِي اللّٰهِ قَالَ فَاِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكَ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّكَ كَمَا اَحْبَبْتَهُ فِيْهِ. (رواه مسلم)4-2076

حضرت ابو ہریرہ ﷺ نبی محترم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص کسی دوسری بستی میں اپنے بھائی سے ملاقات کرنے کو چلا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیا۔ فرشتے نے پوچھا: اے مسافر تیرا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے جواب دیا: میں اس بستی میں اپنے بھائی سے ملاقات کا ارادہ رکھتا ہوں۔ فرشتہ پوچھتا ہے: تو اس کا احسان مند ہے کہ اس کے بدلے کے لیے جا رہا ہے؟ مسافر نے نفی میں جواب دیا اور کہا: صرف اتنی بات ہے کہ میں اس سے اللہ کی رضا کے لیے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا: میں تیری طرف اللہ کا پیغام لے کر آیا ہوں کہ جس طرح تو اس سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے محبت کرتا ہے۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ اَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ؟ فَقَالَ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ. (متفق عليه).5-2077

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی محترم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے: اے اللہ کے رسول! آپ اس شخص کے بارے کیا فرماتے ہیں جو ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے جن جیسا وہ

نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ رَجُلاً قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَتَی السَّاعَةُ قَالَ وَیْلَکَ وَمَا اَعْدَدْتَ لَھَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَھَا اِلَّا اَنِّی اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَمَا رَاَیْتُ الْمُسْلِمِیْنَ فَرِحُوْا بِشَیْءٍ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَرَحَھُمْ بِھَا. (متفق علیه)2078-6

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: ایک آدمی نے اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: افسوس تجھ پر، تو نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے جواب دیا: میں تو صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس کے ساتھ ہوگا، جس کے ساتھ تیری محبت ہے۔ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کو دیکھا، وہ اسلام کے بعد کسی بات پر اتنے خوش نہیں ہوئے جتنے وہ اس بات پر خوش ہوئے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِی مُوْسٰی ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالسُّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْکِ وَنَافِخِ الْکِیْرِ، فَحَامِلُ الْمِسْکِ اِمَّا اَنْ یُحْذِیَکَ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْہُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحاً طَیِّبَةً، وَنَافِخُ الْکِیْرِ اِمَّا اَنْ یُحْرِقَ ثِیَابَکَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحاً خَبِیْثَةً. متفق علیه. 2079-7

حضرت ابوموسیٰ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: اچھے اور برے دوست کی مثال ایسے ہے کہ جیسے ایک کستوری رکھنے والا اور دوسرا بھٹی میں آگ بھڑکانے والا ہے۔ کستوری والا تجھے کستوری کا تحفہ دے گا، یا تو اس سے کستوری خریدے گا یا پھر کم از کم تو اس سے بہترین خوشبو پائے گا اور بھٹی کو بھڑکانے والا تیرے کپڑے جلائے گا۔ یا اس سے تو بدبو پائے گا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنے والے محشر میں رب کریم کے عرش کے سایہ میں ہوں گے۔

۲۔ نیک آدمی سے محبت کمزور ایمان والے کے لیے، جنت میں قرب کا ذریعہ ثابت ہوگی۔

۳۔ نیک مجلس کے مثبت اور بری محفل کے برے اثرات ہوا کرتے ہیں۔

۵۔ فرشتے اللہ کی خاطر محبت اور نفرت کرتے ہیں۔

۶۔ دنیا میں آنے سے پہلے بھی روحوں کا تعارف تھا۔

۷۔ اللہ کی خاطر کسی سے محبت کرنے سے بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔

❁❁❁

بَابُ مَا يُنْهٰى عَنْهُ مِنَ التَّهَاجُرِ وَالتَّقَاطُعِ وَاتِّبَاعِ الْعَوْرَاتِ

ترکِ ملاقات، قطعِ تعلق اور عیوب کا تجسس جیسے امور جن سے روکا گیا ہے

اس باب میں ان اخلاقی کمزوریوں سے منع کیا گیا ہے' جن سے کئی نقصانات اور گناہ جنم لیتے ہیں۔ دوسروں کے عیبوں پر نظر رکھنے اور لوگوں کے عیوب تلاش کرنے سے آدمی اپنے گناہوں کی طرف توجہ نہیں دے پاتا۔ اس طرح اپنے گناہ معمولی اور دوسروں کے گناہ بڑے نظر آتے ہیں اور ایسے شخص پر یہ محاورہ سو فیصد صادق آتا ہے کہ دوسرے کی آنکھ کا تنکا اسے شہتیر دکھائی دیتا ہے۔ اس بری خصلت کی وجہ سے باہمی محبت کی بجائے نفرتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور گناہ ختم ہونے کے بجائے مزید پھیلتے ہیں۔ اور اصلاح کے بجائے معاشرے میں فساد برپا ہوتا ہے۔ اگر کوئی آدمی واقعتاً دوسرے کی اصلاح کرنا چاہتا ہے تو اسے آپ ﷺ کا فرمان سامنے رکھنا چاہیے۔ کہ مومن مومن کے لیے آئینہ ہے۔ آئینہ قریب سے دیکھا اور دکھایا جاتا ہے اور پھر آئینے کی خوبی یہ ہے وہ آدمی کو چپکے سے وہی کچھ دکھاتا ہے جو اس میں نقص پایا جائے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَایَحِلُّ لِلرَّجُلِ اَنْ یَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ هٰذَا وَیُعْرِضُ هٰذَا، وَخَیْرُ هُمَا الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ. (متفق علیه)

حضرت ابو ایوب انصاری ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا۔ کسی آدمی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے۔ کہ جب وہ ملیں تو ایک دوسرے سے منہ پھیر لیں۔ ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام کہنے میں پہل کردے۔ (بخاری و مسلم)

1-2080

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِیَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا

وَفِیْ رِوَایَةٍ وَلَا تَنَافَسُوْا. (متفق علیه)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا، تم بدگمانی سے بچو' کیونکہ بدگمانی بہت بڑا جھوٹ ہے۔ تم کسی کی عیب جوئی اور جاسوسی نہ کرو۔ نہ دھوکا دو' نہ حسد کرو، نہ بغض رکھو اور نہ ہی دشمنی کرو۔ اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ تم جھگڑا نہ کیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

2-2081

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ، فَیُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَایُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا اِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَیْنَهُ وَبَیْنَ اَخِیْهِ شَحْنَاءُ فَیُقَالُ اَنْظِرُوْا

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اور ہر اس شخص کو معاف کر دیا جاتا ہے جو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا۔ البتہ وہ شخص جس کی اپنے کسی

هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا. (رواه مسلم) 3-2082

بھائی کے ساتھ دشمنی ہے۔ تو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے' ان دونوں کو باہم صلح کرنے تک رہنے دو۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تُعْرَضُ اَعْمَالُ النَّاسِ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ اِلَّا عَبْدًا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ اُتْرُكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَفِيْئَا (رواه مسلم) 4-2083

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: ہفتے میں دو دفعہ پیر اور جمعرات کے روز لوگوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ البتہ وہ شخص جس کے اور اس کے بھائی کے درمیان کوئی رنجش ہے تو ان کے بارے میں کہا جاتا ہے: دونوں کو باہم اتفاق کر لینے تک رہنے دو۔ (مسلم)

وَعَنْ اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ اَبِيْ مُعَيْطٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُوْلُ خَيْرًا وَيَنْمِيْ خَيْرًا. (متفق عليه) وَزَادَ مُسْلِمٌ قَالَتْ وَلَمْ اَسْمَعْهُ تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ يُرَخِّصُ فِيْ شَيْءٍ مِمَّا يَقُوْلُ النَّاسُ كَذِبٌ اِلَّا فِيْ ثَلَاثٍ اَلْحَرْبُ وَالْاِصْلَاحُ بَيْنَ النَّاسِ وَحَدِيْثُ الرَّجُلِ امْرَاَتَهٗ وَحَدِيْثُ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا. 5-2084

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو لوگوں کے درمیان صلح کرواتا ہے وہ جھوٹا نہیں ہے۔ اچھی بات کہتا ہے اور اچھی بات کی تبلیغ' کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم) مسلم نے زیادہ ہے کہ حضرت ام کلثوم فرماتی ہیں: میں آپ ﷺ سے ان باتوں میں جنھیں لوگ جھوٹ کہتے ہیں صرف تین موقعوں پر جھوٹ کی اجازت دیتے سنا۔ دورانِ جنگ، لوگوں کے درمیان صلح کروانے اور میاں، بیوی کی مفاہمت کے وقت۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا يَسْرِقُ فَقَالَ لَهٗ عِيْسٰى سَرَقْتَ قَالَ كَلَّا وَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. فَقَالَ عِيْسٰى: اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَذَّبْتُ نَفْسِيْ. (رواه مسلم) 6-2085

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے ایک آدمی کو چوری کرتے ہوئے دیکھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسے کہا تو نے چوری کی ہے۔ اس نے کہا: ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں! حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں اللہ پر ایمان لایا اور اپنے نفس کو جھوٹا قرار دیتا ہوں۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ مسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق جائز نہیں۔ ۲۔ عیب جوئی بدگمانی، دھوکا دہی اور مسلمان کے ساتھ حسد اور بغض رکھنا جائز نہیں۔ ۳۔ لوگوں کے درمیان صلح کروانے کے لیے جھوٹ بولنے والا جھوٹا نہیں سمجھا جائے گا۔ ۴۔ مخلص آدمی کی قسم پر یقین کرنا ضروری ہے۔

بَابُ الحَذَرِ وَالتَّانِّیْ فِی الْاُمُوْرِ

معاملات میں سوچ وبچار

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار لوگوں کو غور خوض اور سوچ و بچار کی دعوت دی ہے۔ اور جو لوگ عقل وفکر سے کام نہیں لیتے انہیں جانوروں سے بھی بدتر قرار دیا ہے۔ شریعت نے مسلمان کو اس قدر دانش منداور دوراندیش بنانے کی کوشش فرمائی ہے کہ مسلمان بظاہر تو دنیا میں چلتا پھرتا ہو۔ لیکن اس کے ہر کام میں اس قدر دوراندیشی پائی جاتی ہو کہ وہ دنیا کی ترقی کے ساتھ لامتناہی مستقبل پر نظر رکھے ہوئے ہوتا ہے۔ اس دور بینی، روشن خیالی کی وجہ سے اس کی بصیرت اس قدر بہتر ہوتی ہے کہ اسے دھوکہ دینا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ خاص کر ایک ہی شخص سے دوسری بار دھوکہ کھانا مسلمان کی بصیرت کے خلاف ہے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَیْنِ. (متفق علیه)2086-1

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاسکتا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَیْسِ: اِنَّ فِیْکَ لَخَصْلَتَیْنِ یُحِبُّهُمَا اللّٰهُ. اَلْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ. (رواه مسلم)2087-2

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے قبیلہ عبدالقیس کے رئیس "اشج" سے کہا: تجھ میں دو خوبیاں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ ایک بردباری اور دوسرا ای معاملات کے بارے میں غور وفکر ہے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ مومن سمجھدار اور دوراندیش ہوتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کو بُردباری اور عقل وفکر بہت پسند ہیں۔

بَابُ الرِّفْقِ وَالْحَيَاءِ وَحُسْنِ الْخُلُقِ

نرمی، حیا اور حسنِ اخلاق

اخلاق کا لفظ آدمی کی گفتار، کردار اور معاملات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اخلاق کا جامع تصوّر یہ ہے' جہاں جتنی نرمی اور سختی کی ضرورت ہو اس کا اتنا ہی استعمال کیا جائے۔ رسولِ کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے' کہ میں اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کا اخلاق کیا تھا؟ تو انہوں نے سوال پوچھنے والے سے الٹا سوال فرمایا کہ کیا تم قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرتے؟ تو سائل نے عرض کیا: کیوں نہیں؟۔ تب فرماتی ہیں کہ رسولِ کریم ﷺ کا اخلاق قرآنِ مجید کے مطابق تھا۔

گفتار، کردار اور معاملات میں شریعت کا مجموعی مزاج نرمی کی طرف ہے۔ نرمی کے بغیر نظامِ زندگی کا سدھار نہیں ہو سکتا۔ آپ نے نرم الفاظ اور اچھے اخلاق کی تعلیم دی ہے اور حیا کو انسانیت کا زیور قرار دیا ہے۔ اگر انسانی ضمیر کا یہ لباس اتر جائے تو اس سے ہر گناہ کی توقع کی جا سکتی ہے۔ آپ نے ایک سوال کا جواب عنایت فرماتے ہوئے مسلمان کی یہ تعریف فرمائی کہ وہ مسلمان دوسروں سے ممتاز سمجھا جائے گا جس کا اخلاق بہتر ہے۔ اخلاق ہی تو وہ قوت ہے جس سے آدمی اپنے دشمن کو بھی گرویدہ بنا لیتا ہے۔ اسی لیے دنیائے اسلام کے دانشور اس بات پر متفق ہیں کہ اسلام تلوار کی بجائے اخلاق سے پھیلا ہے۔

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِيْ عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِيْ عَلَى الْعُنْفِ، وَمَا لَا يُعْطِيْ عَلٰى مَا سِوَاهُ. (رواه مسلم)

وَ فِيْ رِوَايَةٍ لَهُ: قَالَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَ اِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ اِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا زَانَهٗ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا شَانَهٗ 1-2088

وَعَنْ جَرِيْرٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ يُحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمُ الْخَيْرَ. (رواه مسلم) 2-2089

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے، اور نرمی کو پسند کرتا ہے۔ اور نرمی کرنے پر جو عنایت فرماتا ہے وہ سختی کرنے پر نہیں دیتا۔ بلکہ اس کے علاوہ پر بھی نہیں دیتا۔ (مسلم)

مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: نرمی اختیار کرو! اپنے آپ کو سختی اور فحش کلامی سے بچاؤ۔ بے شک آدمی کی نرمی اسے اچھائی عطا کرتی ہے۔ اور نرمی کا رخصت ہونا ہے آدمی کو عیب دار کر دیتا ہے۔

حضرت جریر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جو نرمی سے محروم کر دیا گیا' وہ ہر قسم کی اچھائی سے محروم ہو گیا۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسولِ

عَلٰی رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَهُوَ یَعِظُ اَخَاهُ فِی الْحَیَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَعْهُ فَاِنَّ الْحَیَاءَ مِنَ الْاِیْمَانِ (متفق علیه) 3-2090

معظم ﷺ ایک انصاری کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیا کے متعلق سمجھا رہا تھا۔ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو شرم وحیا ایمان کا حصہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْحَیَاءُ لَا یَاْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ، وَفِیْ رِوَایَةٍ اَلْحَیَاءُ خَیْرٌ کُلُّهٗ. (متفق علیه) 4-2091

حضرت عمران بن حصین ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: شرم وحیا سے صرف بھلائی ہی پیدا ہوتی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے شرم وحیا میں بھلائی ہی بھلائی ہے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِمَّا اَدْرَکَ النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰی: اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ. (رواه البخاری) 5-2092

حضرت عبداللہ مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: لوگوں نے پہلے انبیاء کے کلام میں سے جو بھی پایا ہے، اس میں یہ بات ہے کہ جب تجھ میں شرم نہیں تو جو چاہے کرتا رہے۔ (بخاری)

وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ ﷺ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ فَقَالَ: اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاکَ فِیْ صَدْرِکَ وَکَرِهْتَ اَنْ یَّطَّلِعَ عَلَیْهِ النَّاسُ. (رواه مسلم) 6-2093

حضرت نواس بن سمعان ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے نیکی اور برائی کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حسنِ خلق نیکی ہے۔ اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو اس بات کو ناپسند کرے کہ لوگوں کو اس بات کا پتہ چل جائے۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ، مِنْ اَحَبِّکُمْ اِلَیَّ اَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقًا. (رواه البخاری) 7-2094

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی گرامی ﷺ نے فرمایا: تم میں سے مجھے وہ زیادہ پسند ہے' جو تم میں بہترین اخلاق والا ہے۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مِنْ خِیَارِکُمْ اَحْسَنَکُمْ اَخْلَاقًا (متفق علیه) 8-2095

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا' تم میں سے وہ بہتر ہیں' جو اخلاق کے لحاظ سے بہتر ہیں۔ (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ اللہ تعالیٰ سخت طبیعت آدمی کی بجائے نرم خو آدمی کو پسند کرتا ہے۔ ۲۔ شرم وحیا میں خیر اور بے حیائی میں برائی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ ۳۔ گناہ وہ ہے جس کا دل میں کھٹکا محسوس ہو۔ ۴۔ مسلمانوں میں سب سے اچھے لوگ وہ ہیں جو اخلاق میں اچھے ہیں۔
۵۔ بے شرم سے ہر گناہ کی توقع کی جاسکتی ہے۔ ۶۔ اللہ تعالیٰ جو نرمی کی بنا پر عنایت فرماتا وہ سختی سے نہیں۔ ۷۔ نرمی کے رخصت ہونے سے آدمی عیب دار ہو جاتا ہے۔

بَابُ الغَضَبِ وَالكِبرِ

غصہ اور تکبّر کے بارے میں

باعزت زندگی گزارنے اور دوسرے کو اپنے آپ پر زیادتی سے روکنے کے لیے غصہ آدمی کے لیے محافظ کا کام دیتا ہے۔ یہ صرف طاقتور کے لیے ہی نہیں بلکہ غریب کا بھی محافظ ہے۔ کئی دفعہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر غریب اور کمزور ظالم کے مقابلے میں مرنے مارنے پر تُل جائے تو زیادتی کرنے والا اس کمزور شخص سے خوف زدہ ہو جاتا ہے لیکن یہی غصہ اگر حد سے بڑھ جائے تو آدمی سے بڑی بڑی حماقتیں سرزد ہوتی ہیں۔ جس کی کئی سالوں بلکہ نسلوں تک سزا بھگتنا پڑتی ہے اور مغلوب الغضب شخص کو بھاری نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ قرآن مجید میں حوصلہ مند مؤمنوں کا خصوصی تذکرہ ہوا۔

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (آل عمران ۳: ۱۳۴)

"اور غصے کو ضبط کرنے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے"۔

متکبروں کے مقابلے میں تکبر جائز ہی نہیں بلکہ نہایت ضروری ہے۔ جیسا کہ رسولِ معظم ﷺ نے غزوۂ خندق کے موقع پر حضرت ابودجانہ ؓ کو کفار کے مقابلے میں متکبرانہ چال چلتے دیکھ کر فرمایا تھا: اے ابودجانہ! ربّ ذوالجلال کو غرور اور تکبر ہرگز پسند نہیں ہے لیکن آج تیرا اس طرح چلنا اللہ تعالیٰ کو نہایت پسند آ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے ایک سوال کے جواب میں یہ وضاحت فرمائی کہ بن سنور کر رہنا، اچھا لباس پہننا تکبر میں شامل نہیں بشرطیکہ آدمی کے دل میں عاجزی پائی جائے۔

تکبر کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ ایک تکبر یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ رعونت اور نفرت کے ساتھ پیش آیا جائے

۲۔ اور دوسرا تکبر یہ ہے کہ حق اور سچ بات کا انکار کر دیا جائے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اَوْصِنِيْ قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ ذٰلِكَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ. (رواه البخاري) 1-2096

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: ایک آدمی نے رسولِ محترم ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: غصہ نہ کیا کرو۔ آپ ﷺ نے اس بات کو کئی دفعہ دہرایا، کہ غصہ نہ کیا کرو۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ (متفق عليه) 2-2097

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: پچھاڑ دینے والا پہلوان نہیں۔ طاقتور تو وہ ہے جو غصّے کے وقت اپنے آپ پر قابو پا لے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت حارثہ بن وہب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم

ﷺ اَلا اُخبِرُکُم بِاَھلِ الْجَنَّۃِ کُلُّ ضَعِیفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ اَلا اُخبِرُکُم بِاَھلِ النَّارِ کُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَکْبِرٍ. (متفق علیہ).

وَفِی رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ کُلُّ جَوَّاظٍ زَنِیمٍ مُتَکَبِّرٍ

3-2098

ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اہلِ جنت کے متعلق نہ بتاؤں؟ ہر ضعیف اور عاجزی کرنے والا کہ اگر وہ اللہ کی قسم اٹھائے تو اللہ اس کی قسم کو پورا فرماتا ہے۔ کیا میں تم کو اہلِ جہنم کے متعلق نہ بتلاؤں؟ جھگڑالو، بد اخلاق، بخیل اور تکبر کرنے والے (بخاری و مسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے، جو بدنام اور متکبر ہیں۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ فِی قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِیْمَانٍ. وَلَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اَحَدٌ فِی قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ کِبْرٍ.

(رواہ مسلم) 4-2099

حضرت ابن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ اور جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (مسلم)

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِنْ کِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ یُحِبُّ اَنْ یَکُوْنَ ثَوْبُہٗ حَسَنًا وَ نَعْلُہٗ حَسَنًا قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ. اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَ غَمْطُ النَّاسِ. (رواہ مسلم) 5-2100

حضرت ابن مسعود ﷺ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے کہا: کہ بے شک ہر شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اور جوتے اچھے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نہایت ہی خوب صورت ہے اور خوب صورتی کو پسند کرتا ہے۔ تکبر حق تو بات کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثَلٰثَۃٌ لَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ.

وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ شَیْخٌ زَانٍ وَمَلِکٌ کَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَکْبِرٌ.

6-2101

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ان کا تزکیہ نفس کرے گا۔ ایک دوسری روایت میں ہے اور نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا اور ان کو دردناک عذاب دیا جائیگا۔ (۱) بوڑھا زانی' (۲) جھوٹا بادشاہ (۳) غریب متکبر۔ (مسلم)

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ وَالْعَظْمَۃُ اِزَارِیْ فَمَنْ

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا تہبند ہے۔ جس

نَازَعَنِي وَاحِداً مِنْهُمَا اَدْخَلْتُهُ النَّارَ وَفِي رِوَايَةٍ قَذَفْتُهُ فِي النَّارِ. (رواه مسلم) 2102-7

نے بھی ان میں سے کسی کو چھیننا چاہا میں اسے جہنم میں داخل کردوں گا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ میں اسے جہنم میں پھینک دوں گا۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اللہ تعالیٰ سے اس کی عظمت و کبریائی چھیننے سے مراد آدمی کا تکبر کرنا ہے۔ ایسا کرنے والا گویا کہ رب کبریا کی کبریائی میں بالفعل شریک ہونے کی کوشش کر رہا ہے۔ جب کہ عظمت و کبریائی صرف اور صرف اسی کی ذاتِ اکبر کو زیبا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى: (اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ) قَالَ الصَّبْرُ عِنْدَ الغَضَبِ، وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْإِسَائَةِ فَإِذَا فَعَلُوْا عَصَمَهُمُ اللّٰهُ وَ خَضَعَ لَهُمْ عَدُوُّهُمْ كَاَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ قَرِيْبٌ. (رواه تَعْلِيْقًا البخاری) 2103-8

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما اللہ تعالیٰ کے اس قول کہ ''احسن طریقے سے جواب دو'' کے بارے میں فرمایا: (اس سے مراد) غصہ کے وقت صبر کرنا اور زیادتی کے وقت معاف کرنا ہے۔ جب لوگ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو بچائے گا اور ان کا دشمن ان کے سامنے جھک جائے گا۔ گویا کہ وہ نہایت ہی قریبی دوست ہے۔ امام بخاری نے اس کو معلق بیان کیا ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ طاقتور وہ ہے جو غصے پر قابو پالیتا ہے۔
۲۔ جھگڑالو، بداخلاق، بخیل اور متکبر جہنم میں جائیں گے۔
۳۔ حسن و جمال اور نظافت و نفاست کا خیال رکھنا تکبر نہیں۔
۴۔ غصہ پر قابو پانے والا اور زیادتی کے وقت معاف کر دینے والا کامیاب ہوتا ہے۔

بَابُ الظُّلْمِ

ظلم کی مذمّت

کائنات میں سب سے بڑا ظلم خالقِ کائنات کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ کیونکہ مشرک اللہ تعالیٰ کی ذات کا انکار اور اس کے حقوق اور اختیارات میں دوسروں کو شریک سمجھتا ہے۔ لیکن یہاں ظلم سے مراد لوگوں کا ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی کرنا ہے۔ آپ ﷺ نے مسلمان کی یہ تعریف بھی فرمائی ہے کہ مسلمان نہ کسی پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اپنے بھائی کو بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔ اور مسلمان کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ اور مامون ہوتے ہیں۔ دوسروں پر زیادتی کرنے والا مسلمان قیامت کے روز سب سے زیادہ غریب اور قلاش ہوگا۔ جب زیادتیوں کے عوض اس کی نیکیاں دوسروں کو دے دی جائیں گی اور نیکیاں کم ہونے کی صورت میں بدلے کے طور پر دوسروں کے گناہ اس کے کھاتے میں ڈال دیے جائیں گے۔ اور بالآخر اسے جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔

ظلم کا امکان عام طور پر بڑے اور با اختیار لوگوں سے زیادہ ہوتا ہے اس لیے آپ ﷺ جب کسی شخص کو کسی علاقے کا ذمہ دار مقرر فرماتے تو اور نصیحتوں کے ساتھ بالخصوص یہ نصیحت فرماتے کہ اپنے آپ کو ظلم سے بچائے رکھنا کیونکہ ظلم کے باعث قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے اور آپ ﷺ یہ بھی فرمایا کرتے تھے:

وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ (متفق عليه)

''مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کی بددعا کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں''۔

الفصل الاول — پہلی فصل

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (متفق عليه) 1-2104

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی گرامی ﷺ نے فرمایا۔ ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِي مُوْسٰى ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِي الظَّالِمَ حَتّٰى اِذَا اَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ ثُمَّ قَرَاَ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ الآية. (متفق عليه) 2-2105

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا ہے لیکن جب اس کو پکڑتا ہے تو پھر وہ بچ نہیں سکتا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی ''اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے، جب بستی والے ظلم کرتے ہیں تو انہیں پکڑ لیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا مَرَّ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم

بِالْحِجْرِ قَالَ "لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ إِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ أَنْ يُصِيْبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ" ثُمَّ قَنَّعَ رَأْسَهُ وَ اَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى اجْتَازَ الْوَادِىَ. (متفق عليه) 3-2106

ﷺ کا گزر قوم ثمود کی بستیوں پر ہوا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جن لوگوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ان کے گھروں میں ٹھہرنے کی بجائے روتے ہوئے گزر جاؤ کہ کہیں تمہیں بھی وہ عذاب نہ آلے جو انہیں پہنچا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر ڈھانپ لیا اور تیز چلتے ہوئے وادی سے گزر گئے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِّاَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهِ اَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهٖ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ" (رواه البخارى) 4-2107

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے اپنے مسلمان بھائی کی بے عزتی کی اور اس پر زیادتی کی تو اسے چاہیے وہ اس سے آج ہی معافی مانگ لے اس سے پہلے کہ جب دینار اور درہم نہ ہوں گے۔ اگر اس کے نیک اعمال ہوں گے تو اس کی زیادتی کے مطابق ان میں سے (مظلوم کو دینے کے لیے) لے لیے جائیں گے۔ اور اگر اس کے نیک عمل نہیں ہوں گے تو مظلوم شخص کی برائیوں کو اس پر لاد دیا جائے گا۔ (بخاری)

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ؟" قَالُوْا: الْمُفْلِسُ فِيْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ: "إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِىْ مَنْ يَأْتِىْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ وَيَأْتِىْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا، وَقَذَفَ هٰذَا، وَأَكَلَ مَالَ هٰذَا، وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا، وَضَرَبَ هٰذَا، فَيُعْطَىٰ هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضٰى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِى النَّارِ" (رواه مسلم) 5-2108

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ عرض کیا گیا کہ وہ شخص مفلس ہے جس کے پاس درہم اور اسباب نہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں مفلس وہ ہے، جو قیامت کے روز نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا، لیکن اس نے کسی کو برا کہا ہوگا کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال چھینا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔ تو اس کی نیکیاں مظلوموں کو دے دی جائیں گی۔ اور اگر اس کی نیکیاں اس سے پہلے ختم ہوگئیں کہ اس کے ذمہ عائد حقوق کا بدلہ بن سکیں تو دوسروں کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے بعد ازاں اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ إِلٰى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتّٰى يُقَادَ

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: تمہیں قیامت کے دن لوگوں کے حقوق ان کے

لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ، (رواه مسلم) وَذُكِرَ حَدِيثُ جَابِرٍ: ((اِتَّقُوا الظُّلْمَ)) فِي ((بَابِ الْإِنْفَاقِ)) 6-2109

مالکوں کو ادا کرنا پڑیں گے، یہاں تک کہ جس بکری کے سینگ نہیں ہیں اس کو سینگ والی بکری سے بدلہ دلایا جائے گا۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ﷺ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ: (اَلَّذِينَ اٰمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا اِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ) شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ: اَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيْسَ ذٰلِكَ، اِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ، اَلَمْ تَسْمَعُوا قَوْلَ لُقْمَانَ لِابْنِهِ: (يَابُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ). وَفِي رِوَايَةٍ: ((لَيْسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّونَ، اِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ)) (متفق عليه) 7-2110

حضرت ابن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی "جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم نہ ملایا" تو یہ آیت صحابہ کرام ﷺ پر گراں گزری اور انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے کون ہے جس نے ظلم نہیں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ بات نہیں، اس سے مراد تو شرک ہے۔ تم نے لقمان علیہ السلام کا قول نہیں سنا جب انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا تھا، اے میرے بیٹے! تو شرک نہ کرنا، بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے؟ ایک اور روایت میں ہے کہ (فرمایا) اس سے وہ ظلم مراد نہیں جو تم خیال کرتے ہو۔ بلکہ اس سے مراد وہ ظلم ہے جس سے حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو منع کیا تھا۔ (بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے۔

۲۔ مغضوب قوم کے علاقے سے اللہ کے غضب سے ڈرتے ہوئے تیزی سے گزرنا چاہیے۔

۳۔ حقیقی مفلس وہ ہے جس کی نیکیاں قیامت کے دن اس کی زیادتیوں کی وجہ سے دوسروں کو بانٹ دی جائیں گی۔

۴۔ قیامت کے دن جانوروں سے بھی ایک دوسرے کا بدلہ دلوایا جائے گا۔

۵۔ سب سے بڑا ظلم شرک ہے۔

۶۔ ڈھیل کے بعد ظالم کی اچانک گرفت ہوتی ہے۔ پھر اسے رعائت نہیں دی جاتی۔

❀❀❀

بَابُ الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ

نیکی کا حکم دینا

قرآنِ مجید نے اس امت کے وجود کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے' کہ تمہیں نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرنے والا بنایا گیا ہے۔ سرورِ دوعالم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اس فرض کی نشان دہی کرتے ہوئے یہ الفاظ استعمال فرمائے، لوگو! میں تو عنقریب اس دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں، میرا پیغام لوگوں تک پہنچاتے رہنا۔ فرمایا:

فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ

''حاضر کا فرض ہے' کہ وہ غیر حاضر کو پہنچائے''۔

آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ جو شخص تم میں سے برائی دیکھے اور اگر وہ روکنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے برائی ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

لیکن قرآن مجید کا فرمان ہے کہ تبلیغ کا فریضہ نہایت حکمت اور دل سوزی کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔ جب تک یہ انداز اختیار نہ کیا جائے تو تبلیغ کے مثبت نتائج برآمد ہونا مشکل ہو جاتے ہیں۔ نیکی کی ترویج اور حوصلہ افزائی کے ساتھ برائی کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔ اگر برائی کرنے والے کو اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو ایک وقت آئے گا کہ معاشرے کی اجتماعی شرافت اور خیر کا بیڑا غرقاب ہو جائے گا' جس میں نیک و بد کا غرق ہونا یقینی امر ہے۔ لہٰذا امت کے ایک ایک فرد کا فرض ہے کہ وہ اپنے حلقۂ اثر میں اس فرض کی ادائیگی کے لیے سرگرمِ عمل رہے۔ فرد اور قوموں کی نجات اسی میں مضمر ہے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ رَاى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ، فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ، وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ (رواه مسلم) 1-2111

پہلی فصل

حضرت ابو سعید خدری ﷺ نبی محترم ﷺ سے بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے اسے چاہیے کہ وہ اس کو اپنے ہاتھ سے روکے۔ اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے' اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر کم از کم دل سے نفرت کرے۔ اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔ (مسلم)

وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلُ الْمُدْهِنِ فِىْ حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيْهَا مَثَلُ قَوْمِ ٍاسْتَهَمُوْا سَفِيْنَةً، فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِىْ اَسْفَلِهَا، وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِىْ اَعْلَاهَا، فَكَانَ الَّذِيْنَ فِىْ اَسْفَلِهَا يَمُرُّوْنَ بِالْمَاءِ

حضرت نعمان بن بشیر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: حدود اللہ میں زیادتی کو نہ روکنے والے اور اس کا ارتکاب کرنے والے کی مثال' ان لوگوں کی طرح ہے جنہوں

عَلَى الَّذِيْنَ فِيْ أَعْلَاهَا، فَتَأَذَّوْا بِهٖ، فَأَخَذَ فَأْسًا، فَجَعَلَ يَنْقُرُ اَسْفَلَ السَّفِيْنَةِ، فَأَتَوْهُ فَقَالُوْا: مَالَكَ قَالَ: تَأَذَّيْتُمْ بِيْ وَلَا بُدَّلِيْ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ أَخَذُوْا عَلٰى يَدَيْهِ أَنْجَوْهُ وَنَجَّوْا أَنْفُسَهُمْ، وَإِنْ تَرَكُوْهُ أَهْلَكُوْهُ وَأَهْلَكُوْا أَنْفُسَهُمْ (رواه البخاری)2112-2

نے کسی کشتی کے لیے قرعہ اندازی کی۔ اور کچھ لوگ کشتی کے نچلے حصے میں اور کچھ لوگ اوپر والے حصے میں چلے گئے۔ وہ جو نچلے حصّے میں تھے وہ اوپر والے لوگوں کے پاس سے پانی کے لینے گزرتے تو اوپر والے اس سے تکلیف محسوس کرتے۔ نیچے والوں میں سے ایک نے کلہاڑا اٹھایا اور کشتی پاس آئے اور کہا تجھے کیا ہوگیا ہے۔ اس نے کہا: مجھے پانی کی ضرورت ہے اور تمہیں اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ اگر وہ اس کے ہاتھ پکڑ لیں وہ بھی بچ جائے گا۔ اور یہ بھی بچ جائیں گے۔ اور اگر وہ اسے چھوڑ دیں گے تو وہ بھی ہلاک ہو جائے گا اور یہ بھی اپنے آپ کو ہلاکت کے حوالے کریں گے۔ (بخاری)

وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُلْقٰى فِي النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهٗ فِي النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيْهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ، فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ: أَيْ فُلَانُ! مَاشَأْنُكَ؟ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ كُنْتُ اٰمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِيْهِ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ. (متفق علیه)2113-3

کے نچلے حصے میں سوراخ کرنا چاہا' تو اوپر والے اس کے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا اسے جہنم میں ڈالا جائے گا تو اس کی انتڑیاں فورًا باہر نکل آئیں گیاور وہ اپنی انتڑیوں کے گرد گدھے کی طرح چکر لگائے گا۔ جہنم کے لوگ اس کے گرد جمع ہو کر کہیں گے: اے فلاں! تیرا کیا معاملہ ہے؟ کیا تو ہمیں نیکی کا حکم نہیں دیتا تھا؟ اور برائی سے نہیں روکتا تھا؟ وہ جواب دے گا۔ میں تمہیں تو نیکی کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا اور تمہیں برائی سے روکتا تھا۔ جب کہ خود برے کام کرتا تھا۔ (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ برائی سے روکنا مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داری ہے۔

۲۔ بدعمل واعظ جہنم میں اپنی بکھری ہوئی انتڑیوں کے گرد چکر لگائے گا۔

۳۔ بُرائی کو ہاتھ سے یا، زبان سے روکنا چاہیے' مجبورًا دل سے بُرا جاننا چاہیے' بصورتِ دیگر آدمی ایمان دار نہیں رہتا۔

۴۔ معاشرے کی مثال بحری جہاز کی سی ہے۔ جس کی سلامتی کے لئیے ہر ایک کو فکر کرنی چاہیے۔

كِتَابُ الرِّقَاقِ

دل کو نرم کر دینے والی باتیں

سرورِ گرامی ﷺ کے فرمان اور طبی مشاہدات کے مطابق انسانی جسم میں ایک ایسا لوتھڑا ہے، جس کی حرکت سے سارا جسم متحرک رہتا ہے۔ جس طرح انسان کے جسم پر لگنے والی چوٹ دل پر اثر انداز ہوتی ہے، ایسے ہی آدمی سے سرزد ہونے والے گناہوں کے اثرات بھی دل پر مرتب ہوتے ہیں۔ گویا کہ دل انسان کے جسم کا پاور ہاؤس بھی ہے اور میٹر بھی۔ قرآن مجید نے سب سے پہلے یہ حقیقت لوگوں کے سامنے آشکارا کی، کہ گناہوں سے دل پتھر ہی نہیں بلکہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے یہ بھی وضاحت فرمائی کہ جس طرح لوہا اور دھات زنگ آلود ہو جاتے ہیں۔ دل بھی گناہوں کی وجہ سے سیاہ اور زنگ آلود ہو جاتے ہیں۔ دل میں نرمی پیدا کرنے اور اس کا زنگ دور کرنے کے لیے آپ ﷺ نے مختلف قسم کے روحانی نسخہ جات تجویز فرمائے مثلاً قبروں کی زیارت، دکھی کے دکھ کا احساس، بیمار اور کمزور کے ساتھ ہمدردی، اللہ تعالیٰ کا ذکر، قرآن مجید کی تلاوت اور بالخصوص پہلی اقوام کے نیست و نابود ہونے کے اسباب اور واقعات پڑھنے کے ساتھ ساتھ دنیا کے آثار اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشانات دیکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تاکہ انسان کا دل دنیا سے بے رغبت اور ربِ کبریا کے خوف اور اس کے سامنے پیش ہونے کے ڈر سے لبریز رہے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ. (رواه البخاری) 1-2114

حضرت ابن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: دو نعمتوں کے بارے میں اکثر لوگ خسارے میں ہیں۔ (۱) صحت (۲) فرصت (بخاری و مسلم)

وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ ﷺ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ (رواه مسلم) 2-2115

حضرت مستور بن شداد ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے رسولِ مکرم ﷺ کو بیان کرتے ہوئے سنا۔ اللہ کی قسم! دنیا کی مثال آخرت کے مقابلے میں اتنی سی ہے، جتنا کہ تم میں سے کوئی دریا میں اپنی انگلی ڈالے۔ پس وہ دیکھے کہ اس کے ساتھ کتنا پانی آتا ہے؟۔ (مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِجَدْيٍ اَسَكَّ مَيِّتٍ. قَالَ: اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنَّ هٰذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ فَقَالُوْا مَا نُحِبُّ اَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ،

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ گرامی ﷺ بھیڑ کے کان کٹے مردہ بچے کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام ﷺ سے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو اس کو ایک

قَالَ فَوَاللّٰهِ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ (رواه مسلم) 3-2116

درہم کے عوض لینا چاہتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ہم تو معمولی چیز کے بدلے بھی اسے اپنے لیے پسند نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! دنیا اللہ کے ہاں اس سے بھی زیادہ حقیر ہے جتنا یہ تمہارے نزدیک حقیر ہے (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ (رواه مسلم) 4-2117

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: دنیا مومن کے لیے جیل اور کافر کے لیے جنت ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً، يُعْطٰى بِهَا فِی الدُّنْيَا وَيُجْزٰى بِهَا فِی الْاٰخِرَةِ وَاَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِی الدُّنْيَا، حَتّٰى اِذَا اَفْضٰى اِلَى الْاٰخِرَةِ لَمْ يَكُنْ لَهٗ حَسَنَةٌ يُجْزٰى بِهَا (رواه مسلم) 5-2118

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ مومن کی نیکی کو ضائع نہیں کرتے، اس کے بدلے اسے دنیا اور آخرت میں عطیات دیے جاتے ہیں۔ جبکہ کافر نے جو اللہ کے لیے اچھے کام کیے تو اسے دنیا میں ان کا اچھا بدلہ دیا جاتا ہے۔ اور جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی، جس کا اسے بدلہ دیا جائے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ، وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ (متفق عليه)

اِلَّا اَنَّ عِنْدَ مُسْلِمٍ حُفَّتْ بَدَلَ "حُجِبَتْ" 6-2119

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: جہنم کو شہوات کے ساتھ، جبکہ جنت کو مشکلات کے ساتھ ڈھانپ دیا گیا ہے (بخاری و مسلم) مسلم میں "حجبت" کی جگہ "حفت" کے الفاظ ہیں۔ (معنی میں کوئی فرق نہیں)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْخَمِيْصَةِ، اِنْ اُعْطِیَ رَضِیَ، وَاِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ، تَعِسَ وَانْتَكَسَ وَاِذَا شِيْكَ فَلَا انْتُقِشَ، طُوْبٰى لِعَبْدٍ اٰخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ، اَشْعَثَ رَاْسُهٗ، مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ، اِنْ كَانَ فِی الْحَرَاسَةِ كَانَ فِی الْحَرَاسَةِ وَاِنْ كَانَ فِی السَّاقَةِ كَانَ فِی السَّاقَةِ، اِنِ اسْتَاْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ، وَاِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: درہم، دینار اور ریشمی لباس کا بندہ ناکام ہو۔ اگر دیا جائے تو خوش ہوتا ہے اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص بدنصیب اور ذلیل ہو۔ اسے کانٹا چبھ جائے تو نکالا نہ جائے۔ اس آدمی کے لیے خوش خبری ہے جس نے اللہ کی راہ میں گھوڑے کی لگام تھام رکھی ہے۔ اس کا سر پراگندہ ہے اور پاؤں خاک آلودہ ہیں، اگر اسے حفاظتی دستے میں کھڑا کیا جاتا ہے تو کھڑا ہو جاتا ہے، اگر لشکر کے

(رواہ البخاری) 7-2120 پچھلے حصے میں متعین کیا جائے تو وہاں ڈیوٹی دیتا ہے۔ اور

رخصت مانگنے پر اسے چھٹی نہیں ملتی۔ اور کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش مانی نہیں جاتی۔ (بخاری)

وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ مِمَّا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِيْ مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا. فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! أَوَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ، حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ وَقَالَ: أَيْنَ السَّائِلُ وَكَأَنَّهُ حَمِدَهُ فَقَالَ إِنَّهُ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَإِنَّ مِمَّ يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ مَا يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْيُلِمُّ، إِلَّا اٰكِلَةَ الْخَضِرِ أَكَلَتْ حَتّٰى امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا، اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَأَكَلَتْ وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهُ بِحَقِّهِ، وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ هُوَ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُوْنُ شَهِيْدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (متفق علیه) 8-2121

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنے بعد تمھارے بارے میں جو خطرہ لاحق ہے وہ یہ ہے کہ تم پر دنیا کی زیب و زینت عام کر دی جائے گی۔ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا بھلائی شر کا باعث ہو گی؟ آپ ﷺ خاموش رہے، ہم نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ راوی کہتا ہے: آخر آپ ﷺ نے پیشانی سے پسینہ صاف کیا اور فرمایا سائل کہاں ہے؟ آپ ﷺ گویا اس کی تعریف فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک خیر شر کا ذریعہ نہیں بن سکتی، لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ موسم ربیع میں جو چارہ اگتا ہے وہ جانور کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ اس کا پیٹ پھول جاتا ہے اور وہ اسے ہلاکت کے قریب کر دیتا ہے۔ اور اگر وہ تر و تازہ گھاس چرتا ہے اور اس کا پیٹ بھر جاتا ہے تو وہ سورج کے سامنے منہ کر کے جگالی کرتے ہوئے گوبر کرتا ہے اور پیشاب کرتا ہے۔ پھر وہ دوبارہ کھانے لگتا ہے۔ (تو نقصان دہ نہیں) اسی طرح دنیا کا مال سرسبز اور شیریں ہے۔ جس نے اسے صحیح طریقے سے حاصل کیا اور صحیح جگہ پر خرچ کیا تو وہ اس کا بہترین سہارا بنتا ہے۔ اور جس نے اسے ناحق طریقے سے حاصل کیا تو وہ اس کی مانند ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا اور قیامت کے روز مال اس کے خلاف شہادت دے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَ تُهْلِكُكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ (متفق علیه) 9-2122

حضرت عمرو بن عوف ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا، اللہ کی قسم! میں تمھارے بارے میں غربت سے نہیں ڈرتا، بلکہ میں تمھارے متعلق اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا فراخ کر دی جائے گی، جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر ہوئی اور تم ان کی طرح ہی لالچی بن

جاؤ گیا ور آخر دنیا تمہیں ہلاک کر دے گی جس طرح تم سے پہلے لوگوں کو تباہ کیا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا. وَفِی رِوَایَةٍ كَفَافًا (متفق علیه) 10-2123

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے دعا کی ضاے اللہ! آل محمد ﷺ کو ضرورت کے مطابق رزق عطا فرما! اور دوسری روایت میں ہے کہ جس سے (صرف) بھوک دور ہو۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ، وَرُزِقَ، كَفَافًا، وَ قَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ (رواه مسلم) 11-2124

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص کامیاب ہوا' جو مسلمان ہوا' جسے ضرورت کے مطابق رزق دیا گیا اور اللہ نے جو اسے دیا اس پر اس کو قناعت عطا فرمائی۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ الْعَبْدُ: مَالِی مَالِی وَإِنَّ مَالَهٗ مِنْ مَالِهٖ ثَلَاثٌ: مَا أَكَلَ فَأَفْنٰی، أَوْلَبِسَ فَأَبْلٰی، أَوْ أَعْطٰی فَاقْتَنٰی وَمَا سِوٰی ذٰلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهٗ لِلنَّاسِ (رواه مسلم) 12-2125

حضرت ابو ہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: انسان کہتا ہے: میرا مال! میرا مال! جبکہ اس کا مال تین قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) جو اس نے کھایا اور ختم کر دیا، (۲) جو پہنا اور بوسیدہ کر دیا، (۳) یا جو اس نے صدقہ دیا اور ذخیرہ کر لیا۔ اس کے علاوہ وہ باقی مال لوگوں کے لیے چھوڑ کر (خود قبر میں) جانے والا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَتْبَعُ الْمَیِّتَ ثَلَاثَةٌ فَیَرْجِعُ اثْنَانِ وَیَبْقٰی مَعَهٗ وَاحِدٌ یَتْبَعُهٗ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَعَمَلُهٗ فَیَرْجِعُ أَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَیَبْقٰی عَمَلُهٗ (متفق علیه) 13-2126

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: میت کے ساتھ تین قسم کے اسباب جاتے ہیں (ان میں سے) دو واپس آجاتے ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہتا ہے۔ اس کے ساتھ جانے والے اس کے اہل وعیال، مال اور اس کے اعمال اس کے ساتھ رہتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

میت کے ساتھ جو مال کی شکل میں دنیاوی سامان جاتا ہے' چارپائی' کفن کے علاوہ کپڑے وغیرہ اور گاڑی۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَیُّكُمْ مَالُ وَارِثِهٖ أَحَبُّ إِلَیْهِ مِنْ مَالِهٖ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! مَامِنَّا أَحَدٌ

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون ہے' جسے اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال محبوب ہو؟ صحابہ کرام ﷺ نے کہا:

إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِ وَارِثِهِ قَالَ فَإِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ، وَمَالَ وَارِثِهِ مَا أَخَّرَ. 14-2127

اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ہر کسی کو اپنا مال اپنے وارث کے مال سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر انسان کا اپنا مال تو وہ ہے جو اس نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا وہ اس کے ورثا کا ہے۔ (بخاری)

عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْرَأُ (أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ) قَالَ يَقُوْلُ ابْنُ آدَمَ، مَالِيْ مَالِيْ قَالَ وَهَلْ لَكَ يَا ابْنَ آدَمَ إِلَّا مَا أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ، أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ، أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ (رواه مسلم) 15-2128

مطرف اپنے والد عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں میں نبی محترم ﷺ کے پاس آیا، تو اس وقت آپ ﷺ سورۃ **(الھکم التکاثر)** تلاوت فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابنِ آدم کہتا ہے: میرا مال، میرا مال آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن آدم! تیرا مال وہ ہے جسے تو نے کھا کر ہضم کر دیا یا پہن کر بوسیدہ کر دیا، یا جو تو نے صدقہ کیا اور اسے بھیج چھوڑا (آخرت کے لیے)۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ (متفق عليه) 16-2129

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ گرامی ﷺ نے فرمایا: مال و متاع کی کثرت غنا نہیں، بلکہ غنا تو نفس کا غنی ہونا ہے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ صحت اور فارغ البالی کے بارے میں اکثر لوگ لاپروائی کرتے ہیں۔
۲۔ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی حیثیت سمندر کے ایک قطرے سے بھی کم تر ہے۔
۳۔ دنیا مؤمن کے لیے جیل خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔
۴۔ قیامت کے دن مال بخیل آدمی کے خلاف گواہی دے گا۔
۵۔ دنیا کا حد سے زیادہ لالچ ہلاکت کا باعث بنتا ہے۔
۶۔ اللہ کے عطا کردہ مال پر صبر و شکر کرنا چاہیے۔
۷۔ آدمی کے مال کے تین مصرف ہیں۔ کھانا، پہننا اور صدقہ کرنا جن میں سے صرف صدقہ باقی رہتا ہے۔
۸۔ غنی وہ ہے جس کا دل غنی ہو جائے۔
۹۔ مثال دے کر بات کی وضاحت کرنا سنت ہے۔ جیسے کہ آپ نے دنیا کی بے وقعتی کو مردہ میمنے کی مثال سے سمجھایا۔

بَابُ فَضْلِ الْفُقَرَاءِ وَمَا كَانَ مِنْ عَيْشِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

فقرا کی فضیلت اور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا رہن سہن

انسان کے لیے مفلسی اور غربت بہت بڑی آزمائش ہے غربت میں آدمی کی صحت اور عزت متاثر ہوتی ہے بالخصوص جب اس کے گردو پیش اور برادری کے لوگ صاحب ثروت ہوں تو پھر شادی بیاہ اور معاشرتی میل جول کے وقت غربت کا زیادہ احساس ہوتا ہے کہ ایک طرف دولت کی ریل پیل ہے اور دوسری طرف بیماری کے علاج اور بنیادی ضرورتیں پوری نہیں ہو پارہیں تو ایسے موقعوں پر یہ احساس دوآتشہ حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔ اسلام نے غربت اور تنگ دستی کے تدارک کے لیے کئی اقدامات اور اصلاحات تجویز کی ہیں تا کہ امیر اور غریب کے فرق کو کم سے کم کیا جائے۔ معاشی ترقی کے مواقع فراہم کرنے کے ساتھ روحانی اور ایمانی جذبے کو پروان چڑھانے کا بھی اہتمام فرمایا ہے۔ غریب کو یہ اعتقاد اور احساس دلایا گیا کہ رزق کا تمام اختیار خالق حقیقی کے پاس ہے اور وہ اپنی حکمت اور مشیت کے مطابق ہر شخص کو رزق عطا کرتا ہے۔ اس لیے اس تقسیم پر راضی برضا اور اس کی ذات پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے اپنی کوشش ومحنت کو جاری رکھنا چاہیے۔ اگر پھر بھی رزق میں وسعت اور کشادگی پیدا نہ ہو تو ایک مسلمان کی حیثیت سے صابر وشاکر رہنا چاہیے۔ ایسے لوگوں کو رسول کریم ﷺ کی ذاتی اور گھریلو زندگی کے حالات سامنے رکھتے ہوئے آپ ﷺ کے اس فرمان کو دل ودماغ میں منقش کر لینا چاہیے کہ اس غربت کے بدلے قیامت کے دن رب کریم نیک غرباء کو مال دار نیکوکاروں سے چالیس سال پہلے جنت کی نعمتوں لطف اندوز ہونے کا موقع نصیب فرمائے گا۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ (رواه مسلم) 2130-1

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ بہت سے پراگندہ بال والوں کو دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرماتے ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَاٰى سَعْدٌ اَنَّ لَهٗ فَضْلًا عَلٰى مَنْ دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَآئِكُمْ (رواه البخاری) 2131-2

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سعد رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ اسے اس سے کم تر لوگوں پر فضیلت ہے۔ رسول گرامی ﷺ نے فرمایا! تمہاری امداد اور جو تمھیں رزق دیا جاتا ہے۔ وہ تمہارے ضعیف لوگوں کی وجہ سے ہے۔ (بخاری)

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةُ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ نبی محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں جنت کے دروازے پر کھڑا

مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ، غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ (متفق عليه) 3-2132

تھا۔ اس میں داخل ہونے والوں کی اکثریت فقرا کی تھی۔ جبکہ امرا کو روکا ہوا تھا۔ دوزخیوں کو دوزخ کا حکم دیا جا چکا تھا۔ میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا تھا۔ اس میں داخل ہونے والوں کی اکثریت عورتوں کی تھی۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ (متفق عليه) 4-2133

حضرت ابن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں نے جنت کا مشاہدہ کرتے ہوئے دیکھا اس میں اکثریت فقرا کی ہے اور جہنم کا مشاہدہ کیا تو میں نے دیکھا اُس میں اکثریت عورتوں کی ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ يَسْبِقُوْنَ الْأَغْنِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى الْجَنَّةِ بِأَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا (رواه مسلم) 5-2134

حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا، بے شک روز قیامت فقیر مہاجر لوگ، مال دار لوگوں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ (مسلم)

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ جَالِسٌ مَا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِ النَّاسِ: هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ قَالَ: فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "مَا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا" فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ، هٰذَا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَا يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَا يُشَفَّعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ لَا يُسْمَعَ لِقَوْلِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "هٰذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هٰذَا" (متفق عليه) 6-2135

حضرت سھل بن سعد ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ کے پاس سے ایک آدمی گزرا۔ آپ ﷺ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے آدمی سے کہا۔ اس شخص کے متعلق تیرا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا، یہ معزز لوگوں میں سے ہے۔ اللہ کی قسم! یہ شخص اس قابل ہے کہ وہ کسی کے ہاں منگنی کا پیغام بھیجے تو نکاح ہو جائے۔ اگر کسی کے پاس سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے حضرت سھل ﷺ کہتے ہیں۔ نبی محترم ﷺ کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر ایک آدمی گزرا آپ ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا۔ اس کے بارے تیرا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ آدمی فقیر مسلمانوں میں سے ہے یہ تو اس قسم کا ہے کہ اگر منگنی کا پیغام بھیجے تو اس کا نکاح نہ ہو۔ اگر سفارش کرے تو قبول نہ ہو۔ اگر کوئی بات کرے تو اس کی بات کو نہ سنا جائے گا۔ رسول گرامی ﷺ نے فرمایا، یہ آدمی اُس جیسے لوگوں سے بھری زمین سے افضل ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنها قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنَ حَتّٰى قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (متفق عليه) 2136-7

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ رسول مکرم ﷺ کی وفات تک آل محمد ﷺ نے مسلسل دو دن جو کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ فَدَعَوْهُ، فَأَبٰى أَنْ يَأْكُلَ وَقَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ (رواه البخاری) 2137-8

سعید مقبری رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ وہ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری پڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دعوت دی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ نبی معظم ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے جبکہ آپ ﷺ جو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہیں کھائی۔ (بخاری)

وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ مَشٰى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ ﷺ دِرْعًا لَهُ بِالْمَدِيْنَةِ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ، وَأَخَذَ مِنْهُ شَعِيْرًا لِأَهْلِهِ، وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: مَا أَمْسٰى عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ صَاعُ بُرٍّ وَلَا صَاعُ حَبٍّ وَإِنَّ عِنْدَهُ لَتِسْعَ نِسْوَةٍ (رواه البخاری) 2138-9

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی گرامی ﷺ کے پاس جو کی روٹی اور بدبو دار بدلا ہوا رنگ والا تیل لے کر گئے۔ نبی محترم ﷺ نے اپنی ذرہ مدینہ منورہ میں ایک یہودی کے پاس گروی رکھی ہوئی تھی۔ اس سے اپنے اہل و عیال کے لیے کچھ "جو" حاصل کئے تھے۔ راوی کہتے ہیں میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ کہ آل محمد ﷺ کے پاس گندم اور جو کا صاع بھی نہیں ہوتا تھا۔ جبکہ آپ ﷺ کی نو بیویاں تھیں۔ (بخاری)

وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰى رِمَالِ حَصِيْرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ، مُتَّكِئًا عَلٰى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ: ﷺ أُدْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى أُمَّتِكَ، فَإِنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ قَدْ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ فَقَالَ: أَوَفِيْ هٰذَا أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أُولٰئِكَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَهُمْ طَيِّبَاتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا" وَفِيْ رِوَايَةٍ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں رسول معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ (کھجور کی) چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ اور چٹائی کے درمیان گدا نہیں تھا۔ چٹائی کے تنکوں نے آپ ﷺ کے جسم پر نشان ڈال ہے۔ آپ ﷺ چمڑے کے تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ تکیے میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ اپنی امت پر فراخی کے لیے اللہ سے دعا کریں جبکہ فارس اور روم پر اللہ کی عبادت نہ کرنے کے باوجود بھی فراخی کی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے ابن خطاب تو یہ خیال کر رہا ہے؟ ان لوگوں کو تو دنیا میں ہی

أَمَا تَرْضٰى أَنْ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَالْاٰخِرَةُ!(متفق عليه)10-2139

ان کی عمدہ چیزیں دے دی گئی ہیں۔اور دوسری روایت میں ہے۔ کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ ان کے لیے دنیا اور ہمارے لیے آخرت ہو؟(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ سَبْعِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ الصُّفَّةِ، مَامِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِدَاءٌ، إِمَّا إِزَارٌ وَإِمَّا كِسَاءٌ، قَدْ رَبَطُوا فِي أَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ كَرَاهِيَةَ أَنْ تُرَى عَوْرَتُهُ (رواه البخاری)11-2140

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے۔میں نے ستر اصحابِ صفہ کو دیکھا ہے۔ان میں سے کسی پر بھی چادر نہیں ہوتی تھی۔ ان کے پاس تہبند یا ایک چادر ہوتی جس کے کناروں کو انہوں نے اپنی گردنوں سے باندھا ہوتا تھا۔کچھ کی چادریں آدھی پنڈلی تک ہوتی تھیں۔اور کچھ کی ٹخنوں تک۔تو ہر شخص اپنی چادر کو اس ڈر سے اکٹھا کرتا تھا کہ کہیں اس کی شرم گاہ ننگی نہ ہو جائے۔(بخاری)

وَعَنْهُ، قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ، فَلْيَنْظُرْ إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْهُ" (متفق عليه)وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ، قَالَ: أُنْظُرُوْا إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْكُمْ، وَلَا تَنْظُرُوْا إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ، فَهُوَ أَجْدَرُأَنْ لَا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ"12-2141

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی مال اور شکل وصورت کے لحاظ سے برتر شخص کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے سے کم تر شخص کی طرف دیکھے۔(بخاری ومسلم)
اور مسلم کی روایت میں ہے۔اپنے سے کمتر کی طرف دیکھو اور اپنے سے برتر کی طرف نہ دیکھو۔یہ اس لیے ہے کہ جو تم پر اللہ کی نعمتیں ہیں تم انہیں حقیر نہ جانو۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحُبُلِيِّ، قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو ﷺ، وَسَأَلَهُ رَجُلٌ قَالَ :أَلَسْنَا مِنْ فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ: أَلَكَ امْرَأَةٌ تَأْوِيْ إِلَيْهَا قَالَ: نَعَمْ، قَالَ أَلَكَ مَسْكَنٌ تَسْكُنُهُ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَأَنْتَ مِنَ الْاَغْنِيَاءِ قَالَ فَإِنَّ لِي خَادِمًا قَالَ فَأَنْتَ مِنَ الْمُلُوْكِ قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ: وَجَاءَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ إِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ وَأَنَا

حضرت ابو عبدالرحمٰن حبلیؒ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو ﷺ سے سنا۔ان سے ایک آدمی نے پوچھا۔کیا ہم فقیر مہاجر نہیں ہیں عبداللہ ﷺ نے اس سے کہا۔کیا تیری بیوی ہے، جس کے ساتھ تو رہتا ہے؟ اس نے کہا، ہاں! عبداللہ نے پوچھا، کیا تیرے پاس رہائشی گھر ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا۔عبداللہ نے کہا۔تم تو مالداروں میں ہو۔اس نے کہا میرا ایک خادم ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا تو بادشاہوں میں سے ہے حضرت عبدالرحمان ﷺ نے بیان کیا

عِنْدَهُ فَقَالُوا: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّا وَاللّٰهِ مَا نَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ لَا نَفَقَةٍ وَلَا دَآبَّةٍ وَلَا مَتَاعٍ فَقَالَ لَهُمْ مَا شِئْتُمْ إِنْ شِئْتُمْ رَجَعْتُمْ إِلَيْنَا، فَأَعْطَيْنَاكُمْ مَا يَسَّرَ اللّٰهُ لَكُمْ، وَإِنْ شِئْتُمْ ذَكَرْنَا أَمْرَكُمْ لِلسُّلْطَانِ، وَإِنْ شِئْتُمْ صَبَرْتُمْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "إِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ يَسْبِقُوْنَ الْأَغْنِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى الْجَنَّةِ بِأَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا قَالُوا: فَإِنَّا نَصْبِرُ لَا نَسْأَلُ شَيْئًا (رواہ مسلم) 13-2142

تین آدمی عبداللہ بن عمروؓ کے پاس آئے اور میں بھی وہیں تھا۔ انہوں نے کہا، اے ابو محمد! اللہ کی قسم! ہم کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے۔ نہ خرچ نہ جانور اور نہ ہی ساز و سامان ہے۔ انہوں نے ان سے پوچھا کیا۔ تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم چاہو تو ہمارے پاس آنا۔ ہم تمہیں مال دیں گے۔ جس سے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی کرے گا۔ اگر تم چاہو تو ہم تمہارا معاملہ سلطان کے سپرد کر دیں گے۔ اگر تم اسی حالت پر صبر کرو تو ٹھیک ہے۔ بے شک میں نے نبی محترم ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ بلا شبہ فقیر مہاجرین روز قیامت مال دار لوگوں سے چالیس برس قبل جنت میں جائیں گے۔ انہوں نے کہا، ہم صبر کرتے ہیں اور کسی چیز کا مطالبہ نہیں کریں گے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ: مَا شَبِعْنَا مِنْ تَمْرٍ حَتّٰى فَتَحْنَا خَيْبَرَ (رواہ البخاری) 14-2143

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں خیبر فتح ہونے تک ہم نے کبھی پیٹ بھر کر کھجوریں نہیں کھائیں تھیں۔

خلاصۂ باب

۱۔ اللہ تعالیٰ غریب بندوں کی قسم کا احترام کرتے ہیں۔
۲۔ دولت مندوں کو کمزور لوگوں کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے۔
۳۔ جنت میں غریب لوگوں کی اکثریت ہوگی۔
۴۔ زیادہ عورتیں جہنم میں جائیں گی۔
۵۔ غریب نیک لوگ امیر لوگوں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔
۶۔ آدمی کو اپنے سے کم تر لوگوں کی طرف دیکھنا چاہیے۔
۷۔ جو شخص شادی شدہ، اپنا مکان اور خادم رکھتا ہو وہ مال دار ہے۔

بَابُ الْأَمَلِ وَالْحِرْصِ

لمبی آرزوئیں اور دنیوی لالچ

فطرت انسانی کا ذکر کرتے ہوئے رسول محترم ﷺ فرمایا کرتے تھے' کہ اکثر انسانوں کا حال یہ ہے کہ جوں جوں وہ بڑھاپے کی دہلیز کی طرف بڑھتے ہیں' اسی قدر ان کی خواہشات طویل سے طویل تر ہوتی جاتی ہیں۔ ایسا شخص دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے سے بھی باز نہیں آتا۔ اور بسا اوقات دولت کی حرص اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ مال اکٹھا کرنے کے لالچ میں اولاد تو درکنار وہ اپنی ذات پر خرچ کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ ایسے شخص کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی بھر سکے گی۔

حرص و لالچ پر کنٹرول کرنے کے لیے رسول معظم ﷺ نے ہر آدمی کو یہ حقیقت سمجھانے کی کوشش فرمائی کہ بے شک انسان ساری دنیا کے خزانے جمع کر لے اس کی ذات کے لیے تو فقط تین قسم کا مال ہی مفید ہوا کرتا ہے۔ کھانے اور پہننے کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرے گا۔ اور مرنے کے بعد وہ اس صدقہ کو اپنے سامنے پائے گا۔ اس لیے کیوں نہ ہو کہ آدمی اپنی خواہشات پر قابو پائے اور فیاضی کا رویہ اختیار کرے۔

الفصل الاول

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ 'قَالَ: خَطَّ النَّبِيُّ ﷺ خَطًّا مُرَبَّعًا وَخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسَطِ خَارِجًا مِنْهُ وَخَطَّ خُطَطًا صِغَارًا إِلٰى هٰذَا الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ فَقَالَ هٰذَا الْإِنْسَانُ وَهٰذَا أَجَلُهُ مُحِيْطٌ بِهٖ وَهٰذَا الَّذِيْ هُوَ خَارِجٌ اَمَلُهُ وَهٰذِهِ الْخُطُوْطُ الصِّغَارُ الْاَعْرَاضُ فَاِنْ اَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَسَهُ هٰذَا وَاِنْ اَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَسَهُ هٰذَا (رواه البخاری) 1-2144

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ نے ایک دفعہ ایک مربع شکل کا خط کھینچا۔ اور وسطی خط کے درمیان سے کچھ خطوط کھینچے۔ ایک درمیان سے باہر نکلنے والا خط کھینچا اور فرمایا: یہ انسان ہے۔ اور یہ مربع اس کی موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے۔ اور جو خط باہر نکل رہے ہیں' وہ اس کی خواہشات ہیں۔ اور یہ چھوٹے چھوٹے خطوط آفات و بیماریاں ہیں۔ اگر ایک سے محفوظ رہا تو یہ دوسری اسے آلے گی۔ اگر یہ بھی اس سے خطا کر جائے' تو تیسری آفت اسے اپنا نشانہ بنا لے گی۔ (بخاری)

وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ خَطَّ النَّبِيُّ ﷺ خُطُوْطًا فَقَالَ هٰذَا الْاَمَلُ وَهٰذَا أَجَلُهُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ جَاءَهُ الْخَطُّ الْاَقْرَبُ (رواه البخاری) 2-2145

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں۔ نبی محترم ﷺ نے کچھ خطوط کھینچتے ہوئے فرمایا۔ یہ خط انسان کی آرزویں ہے۔ اور یہ مربع خط اس کی موت ہے۔ وہ اسی حالت میں ہوتا ہے کہ قریب والا خط موت اسے آدبوچتا ہے۔ (موت) (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَهْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے

وَيَشِيبُ مِنْهُ اثْنَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ(متفق عليه)3-2146

فرمایا۔ابن آدم بوڑھا ہو جاتا ہے جبکہ اس کی دو خصلتیں مال کا لالچ اور عمر کی تمنا جوان رہتی ہیں۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا يَزَالُ قَلْبُ الْكَبِيرِ شَابًّا فِي اثْنَيْنِ فِي حُبِّ الدُّنْيَا وَطُولِ الْاَمَلِ(متفق عليه)4-2147

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بوڑھے شخص کا دل دو معاملات میں جوان رہتا ہے۔ ہمیشہ دنیا کی محبت اور بڑی بڑی خواہشات۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلٰى امْرِءٍ اَخَّرَ اَجَلَهُ حَتّٰى بَلَّغَهُ سِتِّينَ سَنَةً (رواه البخاری)5-2148

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں اس شخص کا کوئی عذر نہیں رہتا' جس کی عمر ساٹھ برس ہوگئی۔(بخاری)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰى ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ(متفق عليه)6-2149

حضرت ابن عباس ﷺ نبی گرامی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ اگر ابن آدم کے پاس دو سونے کی وادیاں ہوں' تو وہ تیسری کی خواہش کرے گا۔ابن آدم کے پیٹ کو مٹی ہی بھر سکتی ہے۔ اور اللہ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ اَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِبَعْضِ جَسَدِي فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ اَهْلِ الْقُبُورِ(رواه البخاری)7-2150

حضرت ابن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ نے میرے کندھے کو پکڑا اور فرمایا۔دنیا میں اجنبی یا مسافر کی طرح رہو۔اور اپنے آپ کو اہل قبور میں شمار کرو۔(بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ بوڑھا ہونے کے باوجود مال اور عمر کی تمنا جوان رہتی ہے۔

۲۔ ساٹھ سال عمر پانے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عذر نہیں ہوگا۔

۳۔ ابن آدم کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔

۴۔ دنیا میں اجنبی اور مسافر کی طرح رہنا چاہیے۔

بَابُ اِسْتِحْبَابِ الْمَالِ وَالْعُمُرِ لِلطَّاعَةِ

اللہ تعالیٰ کی فرمان برداری کی خاطر مال وعمر سے محبت

رب کریم کی نعمتوں میں سے عمراور مال گراں قدر نعمتیں ہیں۔لیکن اکثرلوگ ان کی قدر نہیں کرتے۔نیک اعمال کے ساتھ لمبی عمر پانے والے کوآپ ﷺ نے بہترین شخص قرار دیا ہے۔کیونکہ اس طرح آدمی کونیکیاں زیادہ کرنے کا موقعہ میسر آتا ہے۔ اسی طرح مال کوقرآن مجید نے آزمائش کہا ہے۔لیکن اس کے ساتھ ہی مال واسباب کوخیراور انسانی زندگی کا استحکام قرار دیا۔ خاص کراس شخص کوقابل رشک قرار دیا ہے جودائیں بائیں مال صدقہ کرتا رہتا ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں پرہیز گاری اور خلوت نشینی کواللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اعمال قرار فرمایا گیا ہے۔تقویٰ تمام عبادتوں کی روح اور حاصل ہے۔اسلام بھر پور زندگی گزارنے کا حکم دیتا ہے لیکن جوشخص کمزور ہو یا معاملات کوسمجھنے سمجھانے میں اکثرٹھوکر کھانے والا یعنی سادہ مزاج ہوتواس کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ لوگوں کے معاملات سے الگ تھلگ رہنے کی کوشش کرے اس طرح وہ کئی قسم کے فتنوں سے محفوظ رہے گا۔

الفصل الاول | پہلی فصل

عَنْ سَعْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ (رواه مسلم) 2151-1

حضرت سعد ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی معظم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ متقی ،غنی اور گوشہ نشین آدمی کو پسند کرتا ہے۔(مسلم)

فہم الحدیث

مالداری ایک فتنہ ہے جوانسان کے لیئے گناہ کے اسباب آسانی سے مہیا کردیتا ہے۔نیز شہرت طلبی' ریا کاری اورنمودنمائش جیسے نفسیاتی امراض میں بھی مبتلا کر دیتا ہے۔لیکن اگرکوئی شخص مالداری کے باوجودتقوی اختیار کرتا ہے اور گناہ کے اسباب سے احتراز کرتا ہے۔اور دوسری طرف خودکونمایاں کرنے اور اخلاقی گراوٹ کا مظاہرہ کرنے کی بجائے سادگی اور گم نامی کوترجیح دیتا ہے تو ظاہر ہے کہ اتنے سارے فتنوں اورامتحانوں میں سرخرو ہونے والا یہ شخص تو اللہ کا ولی ہے۔اوررالله کی محبت کا مستحق ہے۔

بَابُ التَّوَكُّلِ وَالصَّبْرِ

توکل اور صبر کی فضیلت

توکل کا معنی ہے کسی پر اعتماد اور بھروسہ کرنا۔ توکل علی اللہ کا یہ مفہوم ہوا کہ بندہ اپنے خالق و مالک پر کامل اعتماد و یقین کا اظہار کر رہا ہو۔ جو اپنے رب پر بھروسہ اور توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور اس کی مشکلات آسان کر دیتا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا (الطلاق ۳)

جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے اس کے لیے وہ کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا حکم نافذ کر کے رہتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (یوسف ۱۲:۶۷)

''اس پر ہی بھروسہ کرنے والوں کو اعتماد کرنا چاہیے''۔

قرآن وسنت کی روشنی میں توکل کا کامل تصور یہ بنتا ہے کہ وسائل اور اسباب کو استعمال کرتے ہوئے کام کا نتیجہ اور انجام اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے۔

بلاشبہ اسباب کا استعمال لازم اور ضروری ہے۔ اور مسائل کے حل کے لیے اللہ تعالیٰ نے مادی وسائل میں بڑی قوت رکھی ہے۔ سردی، گرمی سے بچنے کے لیے موسم کے مطابق لباس اور رہائش اختیار نہ کی جائے، تو انسانی صحت پر مہلک اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اسی طرح سفر کے لیے سواری درکار ہے۔ جبکہ دشمن سے بچاؤ کے لیے ہتھیار کی ضرورت ہوتی ہے۔ بے شک آدمی کے پاس وسائل ہوں تو وہ قدرے مطمئن اور اپنی کامیابی کے بارے میں پُر اعتماد ہوتا ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ عقیدے کے اعتبار سے کمزور، مادہ پرست انسان کی نگاہ صرف اسباب پر رک جایا کرتی ہے۔ اور مسبب الاسباب کی طرف اس کا ذہن بہت کم متوجہ ہوتا ہے۔ اکثر اوقات تو ایک دنیا دار انسان حاصل شدہ اسباب کو اپنی محنت اور صلاحیت کا نتیجہ سمجھتا ہے اور وہ اس حقیقت کو فراموش کر دیتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی عطا نہ ہوتی تو جس طرح میرے جیسے بہت سے لوگ وسائل سے محروم ہیں، میں بھی اس طرح تہی دامن ہوتا۔

پھر اسے یہ خیال بھی رہنا چاہیے کہ مالک ومختار کی مشیت اور حکم شامل حال نہ ہو تو وسائل اور اسباب دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔ اس دنیا و جہان میں ہر روز رونما ہونے والے واقعات اس فکر اور عقیدے کی تائید کرتے ہیں، کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسباب کی قوت کار کو سلب کر لیا جاتا ہے، تو پھر سب کچھ موجود ہونے کے باوجود انسان ناکامی اور نامرادی کا سامنا کرتا ہے۔ اگر اسباب بذات خود انسان کی مشکلات کا مداوا ہوتے تو ڈاکٹر اور حکیم موت کی وادیوں میں کبھی بسیرا نہ کرتے۔ دنیاوی ... مسائل کا حل ہوتے تو بڑے بڑے فرماں روا اقتدار کے ایوانوں سے نکل کر جیل کی کال کوٹھڑیوں میں ایڑیاں نہ رگڑتے۔

اسی لیے انبیائے اکرام کی تعلیم اور تربیت یہ تھی کہ وسائل کو ہر حال میں استعمال کیا جائے مگر اس کی قوت کار کے بارے میں یہ عقیدہ ویقین ہو کہ یہ اسی وقت کار آمد اور مفید ثابت ہوں گے جب مالک حقیقی کا حکم ہوگا۔

صبر کا معنی ہے اپنے آپ کو شریعت کی حدود کا پابند رکھنا، غم اور پریشانی میں نڈھال ہونے سے بچنا اور خوشی کے موقعہ پر بے قابو ہونے سے پرہیز کرنا۔ اس طرح کا طرز عمل اختیار کرنے والے کو صابر کہا جائے گا۔ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ میں صبر کرنے والوں کو پورے اور بھرپور اجر سے نوازوں گا۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِىْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ ،هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (متفق عليه)2152-1

وَعَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَىَّ الْاُمَمُ فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِىُّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالنَّبِىُّ وَمَعَهُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِىُّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِىُّ وَلَيْسَ مَعَهُ اَحَدٌ فَرَاَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَرَجَوْتُ اَنْ يَّكُوْنَ اُمَّتِىْ فَقِيْلَ هٰذَا مُوْسٰى فِىْ قَوْمِهٖ ثُمَّ قِيْلَ لِىَ انْظُرْ فَرَاَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِيْلَ لِىَ انْظُرْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا فَرَاَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقَالَ هٰؤُلَآءِ اُمَّتُكَ وَمَعَ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا قُدَّامَهُمْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ ﷺ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِىْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: میری اُمت سے ستر ہزار افراد بلاحساب جنت میں جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے، جو نہ دم کراتے تھے اور نہ بدفالی پکڑتے تھے۔ بلکہ تمام کاموں میں اپنے رب پر توکل کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز نبی محترم ﷺ باہر نکلے اور ارشاد فرمایا: مجھ پر اُمتیں پیش کی گئیں۔ چنانچہ ایک پیغمبر گزرا، اس کے ساتھ اس کا ایک پیروکار تھا۔ کسی کے ساتھ دو آدمی تھے۔ کسی کے ساتھ ایک جماعت تھی۔ اور بعض ایسے پیغمبر بھی ہوئے، جن کا کوئی پیروکار نہیں ہوا۔ چنانچہ میں نے اپنے سامنے ایک بہت بڑا اجتماع دیکھا، جو آسمان کے کناروں تک پھیلا ہوا تھا۔ میں نے خیال کیا، شاید میری امت ہے۔ لیکن بتایا گیا کہ یہ تو موسیٰ علیہ السلام کی امت ہے۔ پھر مجھے کہا گیا: آپ دیکھیں! تو میں نے بہت بڑا اجتماع دیکھا جس نے آسمان کے کناروں کو بھرا ہوا ہے۔ مجھ سے دائیں اور بائیں جانب بھی دیکھنے کے لیے کہا گیا۔ میں نے دیکھا ادھر بھی بہت زیادہ لوگ آسمان کے کناروں تک پھیلے ہوئے ہیں تو مجھ سے کہا گیا: یہ سب آپ کے اُمتی ہیں اور ان کے ساتھ ستر ہزار

رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ ﷺ (متفق عليه) 2-2153

وہ بھی ہیں۔ جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ اور یہ وہ ایسے لوگ ہیں' جو نہ بدفالی اور نہ دم کراتے ہیں اور نہ گرم لوہے سے داغتے ہیں۔ بلکہ صرف اپنے اللہ پر توکل کرتے ہیں۔ (یہ سن کر) عکاشہ بن محصن ؓ کھڑے ہوئے۔ کہا: آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے ان میں شامل فرمائے۔ آپ ﷺ نے دعا کی' اے اللہ! اسے ان میں شامل فرما۔ اس کے بعد ایک اور شخص کھڑا ہوا' اس نے بھی آپ سے دعا کی درخواست کی کہ اللہ مجھے بھی ان سے شامل کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں عکاشہ ؓ تم سے سبقت لے گیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

انسان بنیادی طور پر کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ اس لیے بیماری اور تکلیف کے وقت اسے دوائی اور اسباب اختیار کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ لیکن اچھی فال سے بھی شگون نہ لینا اور دوسروں سے دم کروانے سے بھی پرہیز کرنا' مضبوط ترین ایمان اور اپنے رب پر بے انتہا اعتماد کی دلیل ہے۔ کیوں کہ دوسروں سے دم کروانے کی عادت بنائی جائے' تو انسان اللہ تعالیٰ سے براہ راست توبہ استغفار اور مانگنے کی بجائے' دوسرے پر زیادہ بھروسہ کرتا ہے اور اس سے عملی زندگی میں کمزوری اور ایمان میں ضعف واقع ہوتا ہے۔

وَعَنْ صُهَيْبٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَالِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهٗ (رواه مسلم) 3-2154

حضرت صہیب ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: ایمان دار شخص کی حالت پر تعجب ہے کہ وہ اپنے معاملات میں' ہر حال میں بہتر ہے۔ اور یہ اعزاز صرف ایمان دار کو حاصل ہوتا ہے۔ اگر اسے خوشی ملے تو شکر کرتا ہے۔ اور اس کا شکر اس کے لیے بہتر ہے۔ اور اگر اسے تکلیف وغیرہ پہنچے تو صبر کرتا ہے' تو یہ بھی اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَيْرٌ وَاَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيْفِ وَفِیْ كُلٍّ خَيْرٌ اِحْرِصْ عَلٰى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجَزْ وَاِنْ اَصَابَكَ شَیْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّیْ فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا ،وَلٰكِنْ قُلْ قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: قوی مومن بہتر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو کمزور مومن سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اگرچہ سبھی مومن بہتر ہیں۔ تم ایسے دینی کام کی خواہش کرو جو تجھے فائدہ دے اور اپنے رب سے مدد مانگو اور کمزوری نہ دکھاؤ۔ اگر تجھے کوئی تکلیف آ پہنچے تو اس طرح نہ کہو کہ اگر میں فلاں کام کر لیتا تو فلاں نتیجہ نکلتا۔ البتہ

فَـإِنَّ لَـوْ تَـفْتَـحُ عَـمَـلَ الشَّيْـطَـانِ (رواه مسلم) 4-2155

تم اس طرح کہو کہ اللہ تعالیٰ نے تقدیر بنائی ہے سو جو وہ چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس لیے کہ لـو یعنی اگر مگر کا کلمہ شیطان کے عمل کو مدد دیتا ہے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّـهُ غَـزَا مَـعَ النَّبِيِّ ﷺ قِبَلَ نَـجْـدٍ فَـلَـمَّا قَـفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَفَلَ مَعَهُ فَـاَدْرَكَتْـهُـمُ الْـقَـائِـلَـةُ فِـيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَـنَــزَلَ رَسُـوْلُ الـلّٰـهِ ﷺ وَتَـفَـرَّقَ الـنَّـاسُ يَسْتَـظِـلُّـوْنَ بِالشَّجَرِ فَنَزَ لَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ وَنِمْنَا نَوْمَةً فَاِذَا رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْنَا ،وَاِذَا عِنْدَهُ اَعْرَابِيٌّ فَـقَـالَ اِنَّ هٰـذَا اخْتَـرَطَ عَلَيَّ سَيْفِيْ وَاَنَا نَائِمٌ فَـاسْتَـيْـقَـظْـتُ وَهُـوَ فِـيْ يَـدِهٖ صَـلْـتًا قَالَ مَنْ يَّـمْـنَـعُـكَ مِـنِّـيْ فَقُلْتُ اَللّٰهُ ثَـلَاثًا وَلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ (متفق عليه) 5-2156

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف غزوہ کیا۔ جب رسول محترم ﷺ واپس آئے تو واپسی پر وہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ آیا۔ تو صحابہ کرامؓ کو خاردار درختوں کی وادی میں قیلولہ کرنا پڑا۔ رسول گرامی ﷺ نے بھی پڑاؤ کیا اور صحابہ کرام سائے کی تلاش میں علیحدہ علیحدہ ہوگئے۔ رسول مکرم ﷺ نے ایک کانٹے دار درخت کے نیچے پڑاؤ کیا۔ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ تلوار لٹکائی اور سوگئے۔ اچانک آپ ﷺ نے ہمیں آواز دی تو آپ ﷺ کے پاس ایک بدو تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے مجھ پر میری تلوار سونت لی اور جبکہ میں سویا ہوا تھا اچانک میں بیدار ہوا تو میری تلوار اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے کہا: تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے تین دفعہ کہا: اللہ! اللہ! اللہ! آپ ﷺ نے اسے سزا نہ دی اور بیٹھ گئے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَـنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَـالَ كَـاَنِّـيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُـوْلِ الـلّٰـهِ ﷺ يَـحْكِيْ نَبِيًّا مِنَ الْاَنْبِيَـاءِ ضَـرَبَـهُ قَـوْمُـهُ فَـاَدْمَوْهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ وَيَـقُـوْلُ اَللّٰـهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (متفق عليه) 6-2157

ابن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: گویا کہ میں رسول معظم ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ ﷺ نے انبیاءؑ میں سے ایک نبی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اس کی قوم نے اسے مار مار کر خون آلود کر دیا۔ وہ پیغمبر اپنے چہرے سے خون صاف کرتے ہوئے تھے دعا کر رہے تھے۔ اے اللہ! میری قوم کو معاف فرما یقیناً یہ لوگ علم نہیں رکھتے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

حقیقی توکل کرنے کی بنا پر ستر ہزار مسلمان بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ ۲۔ رسول محترم ﷺ کی امت تمام انبیاءؑ کی سے زیادہ ہوگی۔ ۳۔ مومن کامیابی پر شکر اور تکلیف کے وقت صبر کرتا ہے۔ ۴۔ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت خیر طلب کرنا چاہیے۔

بَابُ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ

ریا کاری اور شہرت سے بچنا

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَ اَمْوَالِكُمْ، وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ (رواہ مسلم) 2158-1

حضرت ابوہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا لیکن وہ تو تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔(مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا اَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَكَ فِيْهِ مَعِيَ غَيْرِیْ، تَرَكْتُهٗ وَشِرْكَهٗ

وَفِیْ رِوَايَةٍ فَاَنَا مِنْهُ بَرِیْءٌ هُوَ لِلَّذِیْ عَمِلَهٗ (رواہ مسلم) 2159-2

حضرت ابوہریرۃ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول گرامی ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے۔ میں شرکاء کے شرک سے پاک ہوں۔ جو شخص بھی کوئی شرکیہ عمل کرتا ہے اور میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے تو میں اس کو اور اس کے شرک کو مسترد کر دیتا ہوں۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ میں اس سے بری ہوں اور اس نے جو عمل جس کے لیے کیا وہ اسی کے لیے ہے۔(مسلم)

وَعَنْ جُنْدُبٍ ﷺ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ يُّرَائِیْ يُرَائِی اللّٰهُ بِهٖ (متفق علیہ) 2160-3

حضرت جندب ﷺ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص شہرت کے لیے کوئی کام کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ روز قیامت اسے ذلیل کر دے گا اور جو ریا کاری کے لیے عمل کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو ویسی ہی جزاء دے گا۔(بخاری مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ الرَّجُلَ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ.

وَفِیْ رِوَايَةٍ يُحِبُّهُ النَّاسُ عَلَيْهِ.

قَالَ تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ (رواہ مسلم) 2161-4

حضرت ابوذر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ سے کہا گیا کہ آپ ﷺ اچھا کام کرنے والے آدمی کے بارے میں بتائیں۔ جس کی لوگ اچھے کام کی وجہ سے اس کی تعریف کرتے ہیں اور ایک روایت میں ہے۔ کہ لوگ اس اچھے کام کی وجہ سے اس سے محبت کرتے ہیں تو آپ ﷺ (لوگ جس کے عمل کی وجہ سے اس سے محبت کرتے ہیں) یہ مومن کے لیے خوشخبری ہے۔(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ اَبِیْ تَمِيْمَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ شَهِدْتُ

حضرت ابوتمیمہ ﷺ بیان کرتے ہیں میں صفوان ؓ اور اس کے

صَفْوَانَ وَاَصْحَابَهُ وَ جُنْدَبٌ رضی اللہ عنہ يُوْصِيْهِمْ فَقَالُوْا هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالُوْا اَوْصِنَا فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُنْتِنُ مِنَ الْاِنْسَانِ بَطْنُهٗ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّا يَاْكُلَ اِلَّا طَيِّبًا فَلْيَفْعَلْ وَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّا يَحُوْلَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ مِلْءُ كَفٍّ مِنْ دَمٍ اِهْرَاقَهٗ فَلْيَفْعَلْ (رواه البخاری) 5-2162

ساتھیوں کے پاس تھا۔اور جندب رضی اللہ عنہ انہیں وصیت کر رہے تھے۔انہوں نے حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تم نے رسول مکرم ﷺ سے کوئی حدیث سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول محترم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو آدمی اپنی شہرت کراتا ہے'اللہ تعالیٰ قیامت کے دن (اسے ذلیل کر کے) اس کی شہرت کرائے گا۔اور جو مشقت میں ڈالتا ہے' قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس پر مشقت مسلط کرے گا۔صفوان رضی اللہ عنہ اور اسکے ساتھیوں نے حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ آپ رضی اللہ عنہ ہمیں وصیت کریں۔ انہوں نے کہا: انسان کے اعضاء میں سے سب سے پہلے اس کا پیٹ خراب ہوگا۔تو جو شخص حلال کھانے کی طاقت رکھتا ہے وہ حلال ہی کھائے۔اور جس شخص میں استطاعت ہے کہ اس کے درمیان اور جنت کے درمیان ہتھیلی کے بقدر ناجائز خون گرانا حائل نہ ہو'تو اسے یہ کام کرنا چاہیے۔(بخاری)

فہم الحدیث

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں نوجوان نسل یہ خواہش رکھتی تھی کہ ان کے بزرگ انہیں نصیحت فرمایا کریں۔نوجوان بڑے شوق سے رسول محترم ﷺ کے حسن و جمال اور آپ ﷺ کے ارشادات اور عادات کے بارے میں پوچھتے' تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑی تفصیل کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے ارشادات' عادات اور حسن و جمال کا تذکرہ کرتے۔ایسے ہی موقعہ پر حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے وصیت کی' کہ ایک وقت آئے گا جب لوگ حرام و حلال کی تمیز نہیں کریں گے اور ایک دوسرے پر ظلم کریں گے نیز جناب جندب رضی اللہ عنہ وصیت فرما رہے ہیں کہ جو جنت کا خواہش مند ہے'اسے ظلم اور حرام سے بچنا چاہیے۔

خلاصۂ باب

۱۔ اللہ تعالیٰ مال اور چہروں کو دیکھنے کی بجائے دل اور اعمال دیکھتا ہے۔
۲۔ نمود و نمائش کرنے والا قیامت کے دن ذلیل و خوار ہوگا۔
۳۔ اللہ تعالیٰ مشرک اور مشرک کے تمام اعمال سے بے پرواہ ہے۔
۴۔ خواہش نہ ہونے کے باوجود آدمی کی تعریف ہو جائے' تو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔
۵۔ دوسرے کو تکلیف دینے والے کو اللہ تعالیٰ آخرت کے دن تکلیف میں مبتلا کرے گا۔

بَابُ الْبُكَاءِ وَالْخَوفِ

گریہ وزاری کرنا اور اللہ کے عذاب سے ڈرنا

انسان کی اصلاح اور درستگی کے لیے دنیاو جہان کے قانون' ضابطے بنالیے جائیں اور درجنوں افراد اس کی نگرانی پر مامور کردیے جائیں تو اس کی اصلاح نہیں ہوسکتی۔ تاوقتیکہ اس کی سوچ کے زاویے تبدیل نہ ہوں اور اس کے ضمیر میں ایسا احساس نہ پیدا کیا جائے جس سے اس میں خود احتسابی اور ہر وقت اپنی نگرانی کا شعور پیدا ہو۔ اس کے لیے عقیدۂ توحید اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی ذات اور احکام کا احترام ہونا ضروری ہے۔ اسی اعتقاد کی بنیاد پر انبیاءؑ کی جدوجہد سے ایک نیا انسان تیار ہوجایا کرتا تھا۔ اس احساس کو مؤثر اور گہرا کرنے کے لیے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنی ذات کے بارے میں بھی کچھ معلوم نہیں کہ میرے ساتھ رب ذوالجلال کیا معاملہ فرمائیں گے۔

اور اس کے لیے قرآن حکیم بار بار رب ذوالجلال کا خوف' آخرت کی فکر اور جہنم کی ہولناکیوں کا احساس دلاتا ہے تاکہ خود احتسابی اور خشیت الٰہی کی وجہ سے انسان صرف ظاہری طور پر ہی تبدیل نہ ہو' بلکہ اس میں حقیقی اور بنیادی تبدیلی پیدا ہوجائے' جس سے دنیا میں امن وامان' اطمینان اور آخرت میں سرخروئی نصیب ہوگی۔

الفصل الأول

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ، قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَیْتُمْ كَثِیْرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِیْلًا. (رواہ البخاری) 2163--1

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے: جو میں جانتا ہوں' اگر تم جان جاؤ' تو تم زاروقطار آنسو بہاؤ اور ہنسنے سے پرہیز کرو۔ (بخاری)

وَعَنْ اُمِّ الْعَلَاءِ الْاَنْصَارِیَّةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ لَا اَدْرِیْ، وَاللّٰهِ لَا اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ. (رواہ البخاری) 2-2164

حضرت ام العلاء انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا، اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں۔ کہ میرے ساتھ اور تمھارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ (بخاری)

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُرِضَتْ عَلَیَّ النَّارُ فَرَاَیْتُ فِیْهَا امْرَاَةً مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تُعَذَّبُ فِیْ هِرَّةٍ لَهَا رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ حَتّٰی مَاتَتْ جُوْعًا، وَرَاَیْتُ عَمْرَو بْنَ

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا' میرے سامنے آگ ظاہر کی گئی۔ میں نے اس میں بنی اسرائیل کی عورت کو دیکھا۔ جسے اس کی بلی کی وجہ سے عذاب دیا جارہا تھا۔ اس نے بلی کو باندھے رکھا۔ نہ اسے کچھ کھانے کے لیے دیا اور نہ ہی اسے آزاد کیا کہ وہ

عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ. (رواه مسلم) 3-2165

زمین کے حشرات کھالیتی۔ یہاں تک کہ وہ بھوک سے مرگئی۔اور میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو جہنم میں اپنی آنتوں کو گھسیٹتے ہوئے دیکھا۔وہ پہلا شخص تھا جس نے سائبہ کا رواج ڈالا (مسلم)

فہم الحدیث

یہ تجارت کی غرض سے ایران گیا وہاں اس نے لوگوں کو عبادت کرتے وقت بتوں کو سامنے رکھتے ہوئے دیکھا۔اسے یہ طریقہ پسند آیا اور وہاں سے ایک بت اپنے ساتھ لایا جس سے عرب میں بت پرستی کا رواج پڑا۔بتوں کے نام پر سائبہ یعنی سانڈ کو آزاد چھوڑنے کی بھی رسم سب سے پہلے اسی نے ایجاد کی جس کو سائبہ کہا جاتا ہے۔

وَعَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَزِعًا يَقُوْلُ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَحَلَّقَ بِإِصْبَعَيْهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا قَالَتْ زَيْنَبُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! أَفَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ (متفق عليه). 4-2166

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول محترم ﷺ گھبراہٹ کی حالت میں ان کے ہاں تشریف لائے۔اور فرمانے لگے۔اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں عربوں کے لیے ایک بہت بڑا ہلاکت خیز فتنہ بالکل قریب آ گیا ہے! یاجوج و ماجوج کی دیوار میں اس قدر سوراخ ہو گیا ہے۔اور آپ ﷺ نے وضاحت کے لیے اپنے انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی سے حلقہ بنایا۔حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا۔میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم ہلاک کر دیے جائیں گے جبکہ ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ہاں! جب خباثتیں زیادہ ہو جائیں گی (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِيْ عَامِرٍ أَوْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَيَكُوْنَنَّ مِنْ أُمَّتِيْ أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْخَزَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلٰى جَنْبِ عَلَمٍ يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ يَأْتِيْهِمْ رَجُلٌ لِحَاجَةٍ فَيَقُوْلُوْنَ ارْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ وَيَضَعُ الْعَلَمَ وَيَمْسَخُ آخَرِيْنَ قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (رواه البخاري) 5-2167

حضرت ابو عامر۔یا حضرت ابو مالک۔اشعری ﷺ بیان کرتے ہیں۔میں نے رسول مکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔میری امت میں سے ایسے لوگ ہوں گے جو خز (ریشم اور اون کا بنا ہوا کپڑا)، حریر، شراب اور گانے بجانے کے آلات کو جائز سمجھیں گے۔اور کچھ لوگ ایک پہاڑ کے دامن میں اتریں گے۔ان کے مویشی شام کے قریب پیٹ بھرے واپس آئیں گے۔ان کے پاس کوئی حاجت مند آئے گا۔وہ کہیں گے: کل ہمارے پاس آنا۔لیکن اللہ تعالیٰ انہیں رات کو ہی ہلاک کر دے گا۔اس وقت علم اٹھالیا جائے گا۔اور کچھ کی شکلیں مسخ کر کے قیامت تک کے لیے

انہیں بندر اور خنزیر بنادے گا۔(بخاری)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيهِمْ ثُمَّ بُعِثُوا عَلٰى أَعْمَالِهِم. (متفق عليه) 6-2168

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ۔رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرتے ہیں تو وہ ہر کسی کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ پھر انہیں ان کے اعمال کے مطابق اٹھایا جائے گا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلٰى مَامَاتَ عَلَيْهِ. (رواه مسلم) 7-2169

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ہر شخص اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس پر وہ فوت ہوا۔(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ، إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ أَعْمَالًا هِيَ أَدَقُّ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ، كُنَّا نَعُدُّهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ يَعْنِي الْمُهْلِكَاتِ. (رواه البخاری) 8-2170

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں۔تم کچھ ایسے اعمال کرتے ہوتے ہو جو تمھاری نظر میں بال سے بھی زیادہ معمولی ہیں جبکہ ہم رسول محترم ﷺ کے زمانے میں انہیں تباہ کرنے والے سمجھتے تھے۔(بخاری)

وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوْسٰى ﷺ قَالَ قَالَ لِيْ عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ هَلْ تَدْرِيْ مَا قَالَ أَبِي لِأَبِيْكَ: قَالَ قُلْتُ: لَا قَالَ فَإِنَّ أَبِي قَالَ لِأَبِيْكَ يَا أَبَا مُوْسٰى هَلْ يَسُرُّكَ أَنَّ إِسْلَامَنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهِجْرَتَنَا مَعَهُ وَجِهَادَنَا مَعَهُ وَعَمَلَنَا كُلَّهُ مَعَهُ بَرَدَ لَنَا وَأَنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ؟ فَقَالَ أَبُوْكَ لِأَبِيْ لَا وَاللهِ، قَدْجَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَصَلَّيْنَا وَصُمْنَا وَعَمِلْنَا خَيْرًا كَثِيْرًا وَأَسْلَمَ عَلٰى أَيْدِيْنَا بَشَرٌ كَثِيْرٌ وَإِنَّا لَنَرْجُوْا ذٰلِكَ قَالَ أَبِيْ وَلٰكِنْ أَنَا وَالَّذِيْ نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنَّ ذٰلِكَ بَرَدَ لَنَا وَأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهُ

حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ نے کہا: کیا تمہیں پتہ ہے کہ میرے والد نے آپ کے والد ابوموسیٰ سے کیا کہا تھا؟ابو بردہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔کہ میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ میرے والد نے تمہارے والد کو کہا تھا: اے ابوموسیٰ! کیا تجھے یہ پسند ہے کہ رسول معظم ﷺ کے ساتھ ہمارا اسلام لانا، ہمارا ہجرت کرنا، ہمارا جہاد کرنا اور ہمارے تمام کام ہمارے لیے ثابت وقائم رہیں۔لیکن وہ تمام اعمال جو ہم نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد کیے ہم ان سے برابر برابر بھی چھوٹ جائیں(تو یہ ہمارے لیے کافی ہوگا)۔لیکن آپ کے والد نے میرے والد سے کہا۔اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہے۔ ہم نے رسول محترم ﷺ کی وفات کے بعد جہاد کیا، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے اور بہت سے نیک کام کیے اور ہماری وجہ سے بہت

نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقُلْتُ إِنَّ أَبَاكَ وَاللّٰهِ كَانَ خَيْرًا مِنْ أَبِيْ (رواه البخاری) 9-2171

سے لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ بلاشبہ ہم ان (اعمال کے ثواب) کی امید رکھتے ہیں۔ میرے والد حضرت عمرؓ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے: مجھے تو پسند ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ والے عمل ہمارے لیے برقرار رہیں۔ اور جو عمل ہم نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد کئے ہیں ہم ان سے برابر برابر چھوٹ جائیں' تو یہ ہماری نجات کے لیے کافی ہے۔ ابو بردہؓ کہتے ہیں اللہ کی قسم! بے شک آپ کے والد' میرے والد سے بہتر تھے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایمان امید اور خوف کے درمیان رہتا ہے۔ انسان کی طبیعت میں اللہ تعالیٰ کا خوف بڑھ جاتا ہے' تو ڈر کے مارے اپنی نیکیوں کو حقیر جانتے ہوئے' توبہ استغفار کرتا ہے۔ اور جب رب کریم کی رحمت و کریمی کے واقعات پڑھتا ہے تو بخشش اور انعامات کی امید لگا لیتا ہے۔ اس حدیث میں حضرت عمرؓ کا خیال اللہ کے خوف کی طرف ہے اور حضرت ابو موسیٰؓ کا خیال اللہ کی رحمت کی طرف ہے

خلاصہ باب

۱۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا علم ہو جائے تو وہ ہنسنے کی بجائے زیادہ رویا کریں۔

۲۔ کسی کو کچھ معلوم نہیں کہ قیامت کے دن اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔

۳۔ جس شخص نے کسی برے کام کا آغاز کیا' قیامت تک وہ اس میں حصہ دار رہے گا۔

۴۔ قیامت کے قریب نیکی کی بجائے برائی زیادہ ہو جائے گی۔

۵۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب برے لوگوں کے ساتھ نیکوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ تاہم قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے۔

۶۔ حکومتی عہدہ بہت بڑی ذمہ داری کی چیز ہے۔

۷۔ اپنے عمل پر غرور نہیں کرنا چاہیے۔

بَابُ تَغَيُّرِ النَّاسِ

لوگوں میں تبدیلیوں کا رونما ہونا

انسان عقل وشعور کا مالک ہونے کے باوجود ہمیشہ ماحول سے متاثر ہوتا رہا ہے۔ خاص کر جس چیز کو لوگوں کی اکثریت اپنا لے تو دیکھنے والا سوچے سمجھے بغیر اس رواج اور فیشن کی پیروی کرتا چلا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں کوئی ضابطہ اور نصیحت انسان پر اثر انداز نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ بھیڑ چال اختیار کرتے ہوئے اس برائی کے پیچھے دوڑتا چلا جاتا ہے۔ اس روش سے بچنے کے لیے آپ ﷺ نے پہلی امتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا' کہ میری امت کی بڑی تعداد بھی یہ رویہ اختیار کرے گی' کہ وہ کسی نقصان کی پروا کیے بغیر پہلی قوموں کے قدم بقدم چلنے پر فخر محسوس کریں گے۔ جس سے وہ انہی مسائل اور مصائب میں مبتلا ہو جائیں گے' جن مسائل میں پہلی قومیں مبتلا ہوئی تھیں۔ ایسی صورت میں دنیا میں پریشانیاں ہوں گی اور آخرت میں ذلت اٹھانا پڑے گی۔ یہ اندازِ فکر اسی وقت ہی آدمی اختیار کرتا ہے جب اس میں احساسِ ذمہ داری کا فقدان اور انجامِ کار کا احساس ختم ہو جائے وہ بظاہر اچھا بھلا انسان نظر آتا ہے' لیکن حقیقتاً اس میں انسانیت کا جوہر ختم ہو چکا ہوتا ہے۔ اس سطحی اندازِ فکر اور مقلدانہ سوچ کو آپ ﷺ نے اونٹوں کی مثال سے اس بات کو واضح فرمایا کہ اونٹ تو بے شمار ہوتے ہیں' لیکن بار برداری اور سواری کے قابل بہت کم ہوتے ہیں۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّمَا النَّاسُ كَالْإِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً (متفق عليه) 1-2172

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسولِ مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک لوگ ایسے سو اونٹوں کی مانند ہیں۔ کہ جن میں مشکل سے کوئی ہی سواری کے قابل ہوتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ (متفق عليه) 2-2173

حضرت ابو سعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول گرامی ﷺ نے فرمایا۔ یقیناً تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقے پر بالشت برابر بالشت اور ہاتھ برابر ہاتھ کی طرح ان کے ساتھ برابر چلو گے۔ یہاں تک کہ اگر وہ "گوہ" کی بل میں داخل ہوئے ہوں' تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے۔ کہا گیا! اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا وہ یہود ونصاریٰ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ان کے علاوہ اور کون ہو سکتے ہیں؟ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ مِرْدَاسٍ الْأَسْلَمِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ، اَلْأَوَّلُ

حضرت مرداس اسلمی ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول گرامی ﷺ نے فرمایا۔ نیک لوگ یکے بعد دیگرے فوت ہوتے

فَالْأَوَّلُ وَتَبْقٰی حُفَالَةٌ ، كَحُفَالَةِ الشَّعِيْرِ أَوِالتَّمْرِ ، لَا يُبَالِيْهِمُ اللّٰهُ بَالَةً (رواة البخاری)3-2174

جائیں گے۔اور بے کار لوگ باقی رہ جائیں گے۔جس طرح جو کا بھوسہ یا ردی کھجور باقی رہ جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ کو ان کی کچھ پرواہ نہیں ہوگی۔(بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ آدمی تو بے شمار ہیں کام کے آدمی بہت کم ہوتے ہیں۔

۲۔ امتِ محمد ﷺ میں بھی کئی لوگ یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم چلنے لگیں گے۔

۳۔ قربِ قیامت نیک لوگ یکے بعد دیگرے فوت ہوں گے اور بے عمل لوگ باقی رہ جائیں گے۔

۴۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور ناراضی کی پرواہ نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کی پرواہ نہیں کرتے۔

بَابُ الْاِنْذَارِ وَالتَّحْذِيْرِ

ڈرانا اور نصیحت کرنا

اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا○

''ہم نے آپ کو حق کی گواہی دینے' خوشخبری اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس فرمان میں اپنے رسول کے فرائض کا اس طرح ذکر فرمایا ہے کہ آپ ﷺ حق پر قائم اور اس کی شہادت دینے والے اور لوگوں کو ان کے اچھے کردار کے نتیجے میں خوشیوں اور کامیابیوں کی بشارت دینے والے اور برے اعمال کے برے انجام سے ڈرانے اور انتباہ کرنے والے بنا کر بھیجا گیا ہے۔'' ایک داعی کی دعوت کے دو ہی نتائج ہو سکتے ہیں۔ پہلا مقصد لوگوں کے لیے کامیاب راستے کی نشاندہی کرنا اور اس پر چلنے والوں کو روشن مستقبل کی خوشخبری دینا۔ نہ ماننے والوں کو انکار کے خطرات اور مضمرات سے آگاہ کرتے ہوئے اس سے بچنے کی تلقین کرنا ہے۔ جس دعوت کا آپ نے فاران کی چوٹیوں سے آغاز کیا تھا۔ اس کو اس قدر جان سوزی' مسلسل جدو جہد اور اخلاص کے ساتھ آگے بڑھایا کہ ٹھیک 23 سال کے بعد حجۃ الوداع کے موقعہ پر لوگ بیک زبان پکار اٹھے۔ اے رسولِ محترم ﷺ! آپ نے بشیر اور نذیر ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ تصدیق وتائید کے الفاظ سنتے ہی آپ نے فرمایا۔ میرے بعد اس فرض کو ادا کرنا امت کے ہر فرد کی ذمہ داری ہوگی۔ کیونکہ امت کی کامیابی کا راز اسی بات میں مضمر ہے کہ وہ فریضہ تبلیغ کی انجام دہی کے لیے سرگرم عمل رہے۔ اس فرض سے کوتاہی کرنا جرائم کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کے مترادف ہے یہ کردار کسی بھی تحریک اور قوم کے لیے تباہی کا پیغام ہوا کرتا ہے۔

الفصل الاوّل

عَنْ عِیَاضِ بْنِ حِمَارِ نِ الْمُجَاشِعِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ذَاتَ یَوْمٍ فِیْ خُطْبَةٍ اَلَاۤ اِنَّ رَبِّیْ اَمَرَنِیْ اَنْ اُعَلِّمَكُمْ مَاجَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِیْ یَوْمِیْ هٰذَا كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عَبْدًا حَلَالٌ وَاِنِّیْ خَلَقْتُ عِبَادِیْ حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَاِنَّهُمْ اَتَتْهُمُ الشَّيَاطِیْنُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِیْنِهِمْ وَ حَرَّمَتْ عَلَیْهِمْ مَا اَحْلَلْتُ لَهُمْ اَمَرَتْهُمْ اَنْ یُّشْرِكُوْبِیْ مَالَمْ اُنْزِلْ بِهٖ سُلْطَانًا وَاِنَّ اللّٰهَ نَظَرَ اِلٰی اَهْلِ الْاَرْضِ فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَ عَجَمَهُمْ اِلَّا بَقَایَا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَقَالَ اِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِاَبْتَلِیَكَ وَاَبْتَلِیَ بِكَ وَاَنْزَلْتُ عَلَیْكَ

پہلی فصل

حضرت عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک روز نبی محترم ﷺ نے خطبہ میں فرمایا' خبردار! میرے پروردگار نے حکم دیا ہے' کہ جن باتوں کو تم نہیں جانتے۔ میں ان کی تمہیں تعلیم دوں۔ جن کا مجھے آج اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہر وہ مال جو میں بندے کو دیتا ہوں حلال ہے اور میں نے اپنے تمام بندوں کو دین حنیف پر پیدا کیا ہے۔ یقیناً ان کے پاس شیطان آتے ہیں اور انہیں ان کے دین سے پھیرنے کی کوشش کرتے ہیں' اور وہ ان پر ایسے جانوروں کو حرام کر دیتے ہیں جن کو میں نے ان کے لیے حلال قرار دیا ہے۔ اور وہ انہیں مشورہ دیتے ہیں کہ وہ میرے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھہرائیں جن کے

كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ تَقْرَءُهُ نَائِمًا وَيَقْظَانَ وَإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِي أَنْ أُحَرِّقَ قُرَيْشًا فَقُلْتُ رَبِّ إِذًا يَثْلَغُوا رَأْسِي فَيَدَعُوهُ خُبْزَةً قَالَ اسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا أَخْرَجُوكَ اغْزُهُمْ نُغْزِكَ وَأَنْفِقْ فَسَنُنْفِقُ عَلَيْكَ وَابْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَهُ وَقَاتِلْ بِمَنْ أَطَاعَكَ مَنْ عَصَاكَ. (رواه مسلم) 2175-1

متعلق میں نے کوئی دلیل نازل نہیں کی اور فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے اہلِ زمین کو دیکھا۔ تو ان کے عرب وعجم سبھی کو پسند نہیں فرمایا سوائے اہل کتاب کے باقی لوگوں کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا' میں نے آپ ﷺ کو پیغمبر بنایا تا کہ تمہاری آزمائش کروں۔ اور تمہارے کے ساتھ قوم کی آزمائش کروں' اورتم پر کتاب کو نازل کیا' جسے پانی ختم نہیں کر سکے گا' تم سوتے' جاگتے اس کی تلاوت کرتے رہو گے آپ ﷺ نے فرمایا اور اللہ نے مجھے حکم دیا کہ میں قریش میں سے کافروں کو جلادوں۔ عرض کیا' اس وقت تو یہ لوگ میرا سر کچل دیں گے' اسے روٹی کی طرح بنادیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تم ان کو نکال دو جس طرح انہوں نے تمہیں نکالا تھا۔ اور تم ان سے جہاد کرو' ہم تمہیں لڑنے کے اسباب مہیا کردیں گے۔ خرچ کرو ہم تمہیں کو اس کا بدل دیں گے۔ لشکر بھیجو ہم پانچ گنا لشکر بھیجیں گے اور اپنے پیروکاروں کو لے کر ان لوگوں سے لڑائی کرو' جنہوں نے تمہاری نافرمانی کی۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِي يَا بَنِي فِهْرٍ يَا بَنِي عَدِيٍّ لِبُطُونِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوا فَقَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِي تُرِيدُ أَنْ تُغِيرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ نَادَى يَا بَنِي عَبْدِمَنَافٍ إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَأَى الْعَدُوَّ يَرْبَأُ أَهْلَهُ أَنْ يَسْبِقُوهُ فَجَعَلَ يَهْتِفُ يَا صَبَاحَاهُ. 2176-2

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی "اور آپ ﷺ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔" تو نبی محترم صفا پہاڑی پر چڑھے۔ آپ ﷺ پکارنے لگے۔ اے بنوفہر! اے بنوعدی! قریش کے قبائل کو بلایا' جب وہ جمع ہوگئے آپ نے فرمایا' تمہارا کیا خیال ہے۔ اگر میں تم سے کہوں کہ اس وادی میں ایک لشکر تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ انہوں نے ہاں میں جواب دیا ہم نے آپ ﷺ کے متعلق سچائی کا ہی تجربہ کیا ہے' نبی محترم ﷺ نے فرمایا' میں تمھیں آنے والے شدید عذاب سے ڈراتا ہوں۔ یہ سن کر ابولہب نے کہا' آج کے دن تیری تباہی ہو کیا تو نے ہمیں اس لیے اکٹھا کیا تھا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔ "ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ تباہ و برباد ہو جائے۔" (مسلم و بخاری)

دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے پکارا' اے بنوعبد مناف! میری اور تمہاری مثال اس شخص کی طرح ہے۔ جس نے دشمن کو دیکھا' تو وہ بھاگا' تا کہ وہ اپنی قوم کی حفاظت کرے۔ لیکن وہ ڈر گیا کہ اس کا دشمن اس سے قبل ہی اس کی قوم تک نہ پہنچ جائے۔ چنانچہ اس نے وہیں سے چلانا شروع کردیا ہائے' مارے گئے!

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ دَعَا النَّبِیُّ ﷺ قُرَیْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ یَا بَنِیْ کَعْبِ بْنِ لُؤَیٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ ' یَا بَنِیْ مُرَّةَ بْنِ کَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِیَا بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُم مِنَ النَّارِ ' یَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ' یَا بَنِیْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا بَنِیْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَکُمْ مِنَ النَّارِ یَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِیْ نَفْسَکِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اَمْلِکُ لَکُمْ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا غَیْرَاَنَّ لَکُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ فِی الْمُتَّفَقِ عَلَیْهِ) قَالَ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ اِشْتَرُوْا اَنْفُسَکُمْ لَا اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا وَ یَا بَنِیْ عَبْدِمَنَافٍ لَا اُغْنِیْ عَنْکُمْ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا یَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِیْ عَنْکَ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا یَا صَفِیَّةُ عَمَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا اُغْنِیْ عَنْکِ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا یَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِیْنِیْ مَا شِئْتِ مِنْ مَالِیْ لَا اُغْنِیْ عَنْکِ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا. 3-2177

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں' جب یہ آیت نازل ہوئی ''اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ'' تو آپ ﷺ نے قریش کو دعوت دی وہ جمع ہوگئے۔ آپ ﷺ نے ان کے خاص وعام سبھی کو دعوت دی' آپ ﷺ نے فرمایا' اے بنوکعب بن لُؤی! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ اے بنو مرہ بن کعب! تم اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ اے بنوعبد شمس! تم خود کو دوزخ سے بچاؤ۔ (اے بنی عبد مناف' بنی ہاشم' بنی عبدالمطلب) تم خود کو اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ۔ اے فاطمہ! تو اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچا۔ میں تمھارے لیے اللہ کے ہاں کسی چیز کا مالک نہیں۔ اگرچہ تمہارے ساتھ قرابت داری ہے۔ اس رشتہ داری کا احترام رہے گا۔ (مسلم) اور بخاری اور مسلم میں ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا' اے گروہ قریش! تم اپنے آپ کو آزاد کر لو میں تم سے اللہ کے عذاب سے کچھ دور نہیں کرسکتا اے بنی عبد مناف! میں اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔ اے عباس بن عبدالمطلب! میں اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا اے رسول کی پھوپھی صفیہ! میں تم سے اللہ کے عذاب سے کچھ دور نہیں کرسکتا۔ اے فاطمہ بنتِ محمد! تو مجھ سے جس قدر چاہے مال کا سوال کرو لیکن میں اللہ کے ہاں تیرے کچھ کام نہیں آؤں گا۔

فہم الحدیث

اسلام نے آدمی کے عقیدہ اور کردار پر زور دیا ہے۔ اگر عقیدہ میں جھول ہے تو اس کے بارے میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ رسولِ کریم ﷺ یا کوئی بھی نیک آدمی قیامت کے دن اس کی سفارش کی جرأت کرسکے۔ البتہ ایسے آدمی کے بارے میں سفارش قبول ہوگی جو نیک اعمال کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن بشری کمزوری کی بنا پر کچھ گناہ سرزد ہوگئے۔

خلاصۂ باب

ا۔ خطبہ میں لوگوں کو مؤثر انداز میں نصیحت کرنی چاہیے۔ ۲۔ تبلیغ کی ابتدا اپنی ذات اور قرب و جوار کے لوگوں سے ہونی چاہیے۔ ۳۔ شرک کے لیے اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ ۴۔ مذہبی اختلاف کے باوجود حتی المقدور رشتہ داریوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

كِتَابُ الْفِتَنِ

فتنوں کا وقوع ہونا

اس دنیا کو امتحان اور آزمائش گاہ بنایا گیا ہے۔ مال' اولاد' صحت' اقتدار اور اختیار یہ سب اس امتحان گاہ کی آزمائشیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے دوسرے انسانوں پر یہ بات عیاں کرنا چاہتے ہیں کہ دیکھو جس جہانِ رنگ و بو میں تم رہ رہے ہو اسی میں میرے بندے زندگی بسر کرتے ہوئے اور وہ ان آزمائشوں میں پورا اتر کر اس امتحان گاہ میں سرخرو ہو رہے ہیں

انسانی زندگی کے قافلے آزمائش کے پل سے گزرتے ہوئے زندگی کی شاہراہ پر رواں دواں رہتے ہیں لیکن بالآخر ایک دن ایسا بھی آنے والا ہے جس کو قرآنِ مجید نے یوم الدین' قیامت اور کئی ناموں سے متعارف کروایا ہے اس دن کی ابتدا ہی بڑی ہولناک ہوگی جس سے اس زمانے کے لوگوں کو واضح طور پر معلوم ہو جائے گا کہ اب دنیا کی بساط بس لپٹنے والی ہے۔ نبیِ آخر الزماں ﷺ نے انسانوں بالخصوص مسلمانوں کو ان فتنوں سے آگاہ کیا اور ان سے محفوظ رہنے کا طریقہ بتلایا تاکہ اہلِ ایمان اس مشکل دور میں ایمان کی دولت کو سلامت رکھ کر دنیا میں سرخرو ہوں اور آخرت میں کامیابی پا سکیں۔

الفصل الاول

عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَقَامًا مَا تَرَكَ شَيْئًا يَّكُوْنُ فِيْ مَقَامِهِ ذَالِكَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَ بِهِ حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ قَدْ عَلِمَهُ اَصْحَابِيْ هٰؤُلَاءِ وَاِنَّهُ لَيَكُوْنُ مِنْهُ الشَّيْءُ قَدْ نَسِيْتُهُ فَاَرَاهُ فَاَذْكُرُهُ كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ اِذَا غَابَ عَنْهُ ثُمَّ اِذَا رَاٰهُ عَرَفَهُ (متفق عليه)1-2178

پہلی فصل

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ رسولِ محترم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے اپنے قیام کے دوران ہر قسم کے فتنے کا ذکر کیا۔ جو اس وقت سے لے کر قیامت تک وقوع پذیر ہونے والے ہیں۔ جو یاد رکھ سکتا تھا اس نے یاد کر لیا۔ اور بھول جانے والے اسے بھول گئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے فلاں فلاں ساتھی ان فتنوں کو جانتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے جب بھی کوئی فتنہ رونما ہوتا ہے جسے میں بھول چکا تھا تو اسے وقوع پذیر ہوتے دیکھ کر مجھے یاد آ جاتا ہے۔ جیسا کہ کوئی شخص جب کسی ایسے آدمی کو دیکھتا ہے جو اس سے غائب رہا ہو پھر دیکھتے ہی اسے پہچان لیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

قیامت کے نزدیک امانت' دیانت اس طرح تیزی کے ساتھ اٹھ جائے گی کہ ایک شخص سو کر اٹھے گا تو اس کے دل کی کیفیت بدل چکی ہوگی۔ اور امانت کا احساس پہلے کی نسبت کمزور ہو چکا ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے مثال سے سمجھایا۔ کہ جیسے آبلے کا نشان ہوتا پھر وہ آہستہ آہستہ ختم ہوتا جاتا ہے ایسے ہی امانت' دیانت کا احساس دلوں سے ختم ہو جائے گا۔

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوْبِ كَالْحَصِيْرِ عُوْدًا عُوْدًا فَاَيُّ قَلْبٍ اُشْرِبَهَا نُكِتَتْ فِيْهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ وَاَيُّ قَلْبٍ اَنْكَرَهَا نُكِتَتْ فِيْهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ حَتّٰى تَصِيْرَ عَلٰى قَلْبَيْنِ اَبْيَضَ مِثْلَ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰاتُ وَالْاَرْضُ وَالْاٰخَرُ اَسْوَدُ مُرْبَادًا كَالْكُوْزِ مُجَخِّيًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوْفًا وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا اِلَّا مَا اُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ (رواہ مسلم) 2179-2

حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسولِ مکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ فتنے دلوں پر اس طرح اثر انداز ہوں گے جس طرح چٹائی کا ایک ایک تنکا جوڑا جاتا ہے۔ جو دل فتنہ قبول کرے گا تو اس پر سیاہ رنگ کا نکتہ لگا دیا جائے گا اور جو دل فتنے کو قبول نہیں کرے گا اس پر سفید رنگ کا نکتہ لگا دیا جائے گا۔ حتّٰی کہ دل دو قسموں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ان دو دلوں میں سے سفید دل بالکل صاف ہوگا اور جب تک آسمان وزمین موجود ہیں اسے کوئی فتنہ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اور دوسرا مٹیالے رنگ جیسا سیاہ، اوندھے برتن کی طرح ہو جائے گا۔ ایسا دل نہ اچھی بات کو اچھا اور نہ بری بات کو برا سمجھے گا۔ وہ دل ان چیزوں کو قبول کرے گا جو اس کی خواہشات کے مطابق اس میں سما جائیں۔ (مسلم)

وَعَنْهُ ؓ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثَيْنِ رَاَيْتُ اَحَدَهُمَا وَاَنَا اَنْتَظِرُ الْاٰخَرَ حَدَّثَنَا اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ فَيَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ اَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقٰى اَثَرُهَا مِثْلَ اَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهٗ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ وَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ وَلَا يَكَادُ اَحَدٌ يُّؤَدِّي الْاَمَانَةَ فَيُقَالُ اِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِيْنًا وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا اَعْقَلَهٗ وَمَا اَظْرَفَهٗ وَمَا اَجْلَدَهٗ وَمَا فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ (متفق علیہ) 3-2180

حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ ہمیں رسولِ مکرم ﷺ نے دو باتیں بتلائیں۔ ان میں سے ایک کو میں دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا منتظر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ امانت لوگوں کے دلوں میں سے نکل جائے گی۔ پھر انہوں نے قرآن پاک اور سنت رسول کا علم حاصل کیا۔ اور آپ ﷺ نے ہمیں امانت کے اٹھ جانے کے متعلق فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایک شخص سوئے گا اور امانت اس کے دل سے اٹھ جائے گی اور امانت کا نشان نکتہ کی مانند باقی رہ جائے گا۔ پھر دوسری مرتبہ غافل ہوگا۔ تو امانت اٹھ جائے گی۔ اور اس کا نشان آبلے کی مانند ہوگا۔ جیسا کہ تم آگ کے انگارے کو اپنے پاؤں پر سے گزارو تو اس سے آبلہ نمودار ہو جائے۔ جسے پھولا ہوا دیکھو لیکن اس میں اور کوئی مادہ نہ ہو۔ لوگوں کا یہ حال ہوگا کہ جب وہ صبح کریں گے۔ تو آپس میں خرید وفروخت کریں گے ان میں کوئی شخص بھی امانتوں کو ادا کرنے والا نہیں ہوگا کہا جائے گا۔ بیشک فلاں قبیلے میں ایک امانت دار شخص ہے۔ وہ بہت عقل مند، سمجھ دار ہے۔ جبکہ اس کے دل میں

رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَسْئَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ اَسْئَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ اَنْ يُّدْرِكَنِيْ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَّشَرٍّ فَجَاءَ نَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيْهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخَنُهُ قَالَ قَوْمٌ يَسْتَنُّوْنَ بِغَيْرِ سُنَّتِيْ وَيَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِيْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ عَلٰى اَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ اَجَابَهُمْ اِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا قَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِاَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَاْمُرُنِيْ اِنْ اَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا اِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ اَنْ تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَاَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ (متفق عليه) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ يَكُوْنُ بَعْدِيْ اَئِمَّةٌ لَا يَهْتَدُوْنَ بِهُدَايَ وَلَا يَسْتَنُّوْنَ بِسُنَّتِيْ وَسَيَقُوْمُ فِيْهِمْ رِجَالٌ قُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الشَّيَاطِيْنِ فِيْ جُثْمَانِ اِنْسٍ قَالَ حُذَيْفَةُ قُلْتُ كَيْفَ اَصْنَعُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَدْرَكْتُ ذٰلِكَ قَالَ تَسْمَعُ وَتُطِيْعُ الْاَمِيْرَ وَاِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ وَاُخِذَ مَالُكَ فَاسْمَعْ وَاَطِعْ. 4-2181

حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں، لوگ رسول مکرم ﷺ سے بھلائی کے متعلق پوچھتے تھے۔ اور میں آپ ﷺ سے شر کے متعلق دریافت کرتا تھا۔ میں اس بات سے ڈرتا تھا کہیں فتنے مجھے اپنی لپیٹ میں نہ لے لیں۔ حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! بے شک ہم قبل از اسلام جاہلیت اور برائی میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھلائی عطا کی تو کیا اس بھلائی کے بعد کوئی شر بھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! میں نے پوچھا کیا اس برائی کے بعد بھی خیر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں! اس میں کدورت ہو گی۔ میں نے پوچھا کدورت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو میری سنت پر نہیں چلیں گے اور وہ میرے بتائے ہوئے طریقوں کے خلاف راہنمائی کریں گے۔ تم ان میں اچھی اور بری باتیں پاؤ گے۔ میں نے پوچھا کیا اس بھلائی کے بعد کوئی شر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں! جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے۔ جو ان کی باتیں مانے گا وہ اسے جہنم میں پھینک دیں گے میں نے کہا اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے ان کی نشانیاں بیان فرمائیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا۔ وہ بظاہر ہم میں سے ہوں گے، اور ہماری زبان میں گفتگو کریں گے۔ میں نے پوچھا، میں اس صورتِ حال سے دوچار ہو جاؤں تو میرے لیے کیا حکم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امیر کے ساتھ مل کر رہنا۔ میں نے عرض کیا۔ اگر ان کی جماعت اور امیر نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا، پھر ان تمام گروہوں سے الگ ہو جانا اگر چہ تجھے درخت کی جڑ ہی چبانی

پڑے۔ یہاں تک کہ تجھے اسی حالت میں موت آجائے۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ۔میرے بعد ایسے راہنما ہوں گے۔ جو میری ہدایت پر نہیں چلیں گے۔ اور میری سنت پر عمل نہیں کریں گے۔ اور ان میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو انسانی جسم کے مالک ہوں گے۔ لیکن ان کے دل شیطانوں کے دل کی مانند ہوں گے۔ حضرت حذیفہ ؓ نے بیان کیا۔ اے اللہ کے رسول! اگر میں اس دور کو پاؤں تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، تو امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا۔ اگرچہ تیری پشت پر کوڑا مارا جائے۔ اور تیرا مال چھین لیا جائے۔ تو سننا اور اطاعت کرنا۔

فہم الحدیث

اہل لغت نے دخن کا معنی دھواں۔ کدورت۔ کینہ اور فساد کیا ہے یہاں فساد سے مراد دین میں فساد برپا ہونا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے خود وضاحت فرمائی ہے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِيْ كَافِرًا وَيُمْسِيْ مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيْعُ دِيْنَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا (رواہ مسلم) 5-2182

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا فتنوں سے قبل نیک اعمال میں جلدی کرو۔ فتنے تاریک رات کے لمحات کی مانند ہوں گے۔ ایک شخص صبح مومن ہوگا اور شام کے وقت کافر ہو جائے گا۔ اور شام کو مومن ہوگا اور صبح کافر ہوگا۔ دنیا کے مفاد کے عوض اپنے دین کو فروخت کردے گا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ اَلْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِيْ مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفُهُ فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً اَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهٖ (متفق علیہ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ تَكُوْنُ فِتْنَةٌ اَلنَّائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْيَقْظَانِ وَالْيَقْظَانُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِيْ فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً اَوْ مَعَاذًا فَلْيَسْتَعِذْ بِهٖ. 6-2183

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ عنقریب فتنے رونما ہوں گے۔ ان میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا اس کام میں ملوث ہونے والے سے۔ جو بھی ان کی جانب متوجہ ہوگا فتنے اسے کھینچ لیں گے۔ تو جو پناہ کی جگہ پائے یا کوئی پناہ دینے والا مل جائے تو اسے چاہیے وہ اس سے پناہ لے (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان میں سونے والا بیدار سے اور بیدار کھڑا ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا اس میں دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ تو جو شخص پناہ کی جگہ پائے یا کوئی پناہ دینے والا مل جائے تو اسے چاہیے وہ پناہ کی جگہ پناہ طلب کرے۔

وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابو بکرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے

ﷺ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتَنٌ اَلَا ثُمَّ تَكُوْنُ فِتَنٌ اَلَا ثُمَّ تَكُوْنُ فِتَنٌ اَلْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِيْ اِلَيْهَا اَلَا فَاِذَا وَقَعَتْ فَمَنْ كَانَ لَهُ اِبِلٌ فَلْيَلْحَقْ بِاِبِلِهِ وَمَنْ كَانَ لَهُ غَنَمٌ فَلْيَلْحَقْ بِغَنَمِهِ وَمَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَلْحَقْ بِاَرْضِهِ فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ مَنْ لَّمْ تَكُنْ لَهُ اِبِلٌ وَلَا غَنَمٌ وَلَا اَرْضٌ قَالَ يَعْمِدُ اِلٰى سَيْفِهِ فَيَدُقُّ عَلٰى حَدِّهِ بِحَجَرٍ ثُمَّ لِيَنْجُ اِنِ اسْتَطَاعَ النَّجَاءَ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلٰثًا فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ اُكْرِهْتُ حَتّٰى يَنْطَلِقَ بِيْ اِلٰى اَحَدِ الصَّفَّيْنِ فَضَرَبَنِيْ رَجُلٌ بِسَيْفِهِ اَوْ يَجِيْئُ سَهْمٌ فَيَقْتُلَنِيْ قَالَ يَبُوْءُ بِاِثْمِهِ وَاِثْمِكَ وَيَكُوْنُ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ (رواه مسلم) 7-2184

ارشادفرمایا۔ بے شک عنقریب فتنے ظہور پذیر ہوں گے۔ خبر دار! اس کے بعد ایک بڑا فتنہ ہوگا۔ اس میں بیٹھنے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ خبر دار! جب فتنے رونما ہوں تو جس کے پاس اونٹ ہوں تو وہ اونٹوں کے پاس چلا جائے اور جس کے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں کے پاس چلا جائے۔ اور جس کی زمین ہو۔ وہ اپنی زمین میں چلا جائے۔ ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ بتائیں جس شخص کے پاس اونٹ، بکریاں اور زمین نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ وہ اپنی تلوار پتھر پر مار کر اس کی دھار کند کردے۔ اس کو چاہیے اگر وہ فتنہ سے بھاگنے کی طاقت رکھتا ہو تو بھاگ نکلے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ کلمہ تین مرتبہ دہرایا۔ ایک شخص نے پوچھا اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ مجھے بتائیں۔ اگر مجھے مجبور کر کے دو جھگڑا کرنے والوں میں سے ایک کی صف کی طرف لے جایا جائے اور مجھے کوئی شخص اپنی تلوار سے تہ تیغ کردے یا کوئی اچانک تیر آئے، اور میرا خاتمہ کردے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، وہ اپنے اور تیرے گناہ کے ساتھ لوٹے گا۔ اور اس کا شمار جہنمیوں میں ہوگا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْشِكُ اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ (رواه البخاری) 8-2185

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال اس کی بکریاں ہوں گی۔ وہ ان کو لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں اور بارش والی جگہوں پر چلا جائے گا۔ اپنے دین کی خاطر فتنوں سے بھاگ جائے گا۔ (بخاری)

وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى اُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰى قَالُوْا لَا قَالَ فَاِنِّيْ لَاَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ كَوَقْعِ الْمَطَرِ (متفق علیه) 9-2186

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی معظم ﷺ نے مدینہ کے قلعوں میں سے ایک قلعے کی طرف جھانکا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم ان چیزوں کو دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نفی میں جواب دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ فتنے تمھارے گھروں۔

کے درمیان بارش کی طرح گر رہے ہیں۔(بخاری، ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلَكَةُ اُمَّتِیْ عَلٰی یَدَیْ غِلْمَةٍ مِّنْ قُرَیْشٍ (رواه البخاری) 10-2187

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔میری امت کی ہلاکت قریش کے چند جوانوں کے ہاتھوں ہوگی۔(بخاری)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَیُقْبَضُ الْعِلْمُ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَیُلْقَی الشُّحُ وَیَكْثُرُ الْهَرَجُ قَالُوْا وَمَا الْهَرَجُ قَالَ اَلْقَتْلُ (متفق علیه) 11-2188

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا۔عنقریب وقت آئے گا جب،علم ختم ہو جائے گا' فتنے ظہور پذیر ہوں گے' بخل واقع ہوگا اور ہرج بکثرت ہوگا۔ صحابہ کرام ﷺ نے دریافت کیا۔ہرج کیا ہے؟آپ ﷺ نے فرمایا ہرج سے مراد قتل وغارت ہے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا تَذْهَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَاْتِیَ عَلَی النَّاسِ یَوْمٌ لَا یَدْرِی الْقَاتِلُ فِیْمَ قَتَلَ وَلَا الْمَقْتُوْلُ فِیْمَ قُتِلَ فَقِیْلَ كَیْفَ یَكُوْنُ ذٰلِكَ قَالَ الْهَرَجُ الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ (رواه مسلم) 12-2189

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی۔جب تک لوگوں پر ایسا دن نہ آجائے کہ نہ قاتل کو علم ہوگا کہ اس نے کیوں قتل کیا اور نہ ہی مقتول کو کہ وہ کس گناہ کی پاداش میں قتل کیا گیا۔آپ ﷺ سے کہا گیا۔ایسا کیوں ہوگا؟آپ ﷺ نے فرمایا۔ہرج سبب ہوگا۔قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہوں گے۔(مسلم)

وَعَنْ مَعْقَلِ بْنِ یَسَارٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْعِبَادَةُ فِی الْهَرَجِ كَهِجْرَةٍ اِلَیَّ (رواه مسلم) 13-2190

حضرت معقل بن یسار ﷺ بیان کرتے ہیں۔رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ہرج یعنی فتنے میں عبادت کرنے کا اجر میری طرف ہجرت کرنے کے برابر ہے۔(مسلم)

وَعَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ ﷺ قَالَ اَتَیْنَا اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا اِلَیْهِ مَا نَلْقٰی مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ اصْبِرُوْا فَاِنَّهٗ لَا یَاْتِیْ عَلَیْكُمْ زَمَانٌ اِلَّا الَّذِیْ بَعْدَهٗ اَشَرُّ مِنْهُ حَتّٰی تَلْقَوْا رَبَّكُمْ سَمِعْتُهٗ مِنْ نَبِیِّكُمْ ﷺ (رواه البخاری) 14-2191

حضرت زبیر بن عدی ﷺ بیان کرتے ہیں۔ہم انس بن مالک ﷺ کے پاس آئے ہم نے حجاج کی طرف سے پہنچنے والے ظلم کی شکایت کی۔انہوں نے کہا تم صبر کرو بے شک تم پر جو وقت ہے اس کے بعد والا اس سے بھی بدتر ہوگا۔یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے ملاقات کرو گے۔میں نے یہ بات تمھارے پیغمبر ﷺ سے سنی ہے۔(بخاری)

قتل وغارت اور فتنوں کے دور میں جھگڑوں سے الگ تھلگ ہو کر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی سمع واطاعت اور عبادت کرنا مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کے مترادف اور اسکے ثواب کے برابر ہوگا۔

الفصل الثالث

وَعَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الْاُوْلٰى يَعْنِيْ مَقْتَلَ عُثْمَانَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ اَصْحَابِ بَدْرٍ اَحَدٌ ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ يَعْنِي الْحَرَّةَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ اَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَةِ اَحَدٌ ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّالِثَةُ فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَبِالنَّاسِ طَبَاخٌ (رواه البخاری)2192-15

تیسری فصل

حضرت سعید بن میتب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں پہلا فتنہ یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سانحہ رونما ہوا تو اس وقت کوئی بدری صحابی موجود نہ تھا۔ اس کے بعد دوسرا فتنہ جنگ حرہ کا واقعہ پیش آیا۔ تو حدیبیہ یعنی بیعتِ رضوان کے شرکاء میں سے کوئی نہ تھا۔ بعد ازاں تیسرا فتنہ رونما ہوا۔ وہ اس حالت میں ختم ہوا کہ لوگوں میں قوت مدافعت باقی نہ رہی۔ (بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ بد دیانت کے دل سے ایمان نکل جاتا ہے۔
۲۔ فتنوں کے دور میں جماعت سے الگ رہنا جائز ہے۔
۳۔ بادلِ نخواستہ بھی نیک حکمران کی تابع داری کرنی چاہیے۔
۴۔ فتنوں کے دور میں بیٹھ رہنا بہتر ہے۔
۵۔ قیامت کے قریب بے انتہا قتل وغارت گری ہوگی۔

بَابُ الْمَلَاحِمِ

لڑائیوں کے متعلق پیش گوئیاں

قیامت کے قریب آپؐ نے وارد ہونے والی نشانیوں سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مختلف زمانوں میں یکے بعد دیگرے تیس جھوٹے نبی ظاہر ہوں گے جو لوگوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کریں گے اور کثرت سے زمین میں زلزلے آئیں گے اور کئی علاقے زمین میں دھنس جائیں گے۔ جس کی ابھی سے ماہرینِ اراضیات اور سائنسدان اس طرح تصدیق کر رہے ہیں کہ اگر زمین سے تیل، کوئلہ، گیس اور معدنیات اس تیزی کے ساتھ نکلتی رہیں تو نیچے سے کھوکھلی ہونے کی وجہ سے زمین کا میلوں پھیلا ہوا رقبہ دھنس جائے گا۔ اس باب میں قیامت کی جن نشانیوں کا ذکر کیا جا رہا ہے ان کے ظہور کے بعد قیامت ہر صورت برپا ہوگی اور دنیا کی بقا کی کوئی صورت باقی نہیں رہے گی۔ رسولِ معظم ﷺ نے ان نشانیوں کے نزول اور درمیانی مدّت کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ یہ حقیقت تو اللہ کو معلوم ہے کہ ایک نشانی کے بعد دوسری نشانی کے درمیان کتنا وقفہ ہوگا اور قربِ قیامت ان نشانیوں کا نزول کس درجہ پر رونما ہوگا۔ البتہ یہ اپنی جگہ پر حقیقت ہے کہ دجال کا ظہور اور عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کے قریب تر وقت میں ہوگا۔ اور مسلمانوں کے دوسری قوموں کے ساتھ بڑے بڑے معرکے ہوں گے اور دنیا کی بدترین قوم یہودیوں کی سازشیں اس قدر بے نقاب اور یہودی اس طرح بے سہارا ہو جائیں گے کہ انہیں کوئی چیز پناہ دینے کے لیے تیار نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ کی قدرت سے درختوں کے تنے بھی اپنے پیچھے چھپنے والے یہودی کا نام پکار اٹھیں گے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِیْمَتَانِ تَكُوْنُ بَیْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِیْمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتّٰی یُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِیْبًا مِنْ ثَلَاثِیْنَ كُلُّهُمْ یَزْعُمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَحَتّٰی یُقْبَضَ الْعِلْمُ وَیَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَیَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَیَظْهَرَ الْفِتَنُ وَیَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ وَحَتّٰی یَكْثُرَ فِیْكُمُ الْمَالُ فَیَفِیْضَ حَتّٰی یُهِمَّ رَبُّ الْمَالِ مَنْ یَقْبَلُ صَدَقَتَهٗ وَحَتّٰی یَعْرِضَهٗ فَیَقُوْلُ الَّذِیْ یَعْرِضُهٗ عَلَیْهِ لَا اَرَبَ لِیْ بِهٖ وَحَتّٰی یَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِی الْبُنْیَانِ

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قیامت سے قبل دو بڑی جماعتیں لڑیں گی۔ ان کے درمیان بہت بڑی لڑائی ہوگی۔ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔ یہاں تک کہ قریباً تیس دجال کذاب رونما ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ یہاں تک کہ علم ختم ہو جائے گا، کثرت کے ساتھ زلزلے آئیں گے، امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ قریب آ جائے گا۔ فتنے رونما ہوں گے۔ قتل و غارت گری میں اضافہ ہوگا مال و دولت کی فراوانی ہوگی، مال دار پریشان ہوگا کہ کون اس سے صدقہ لے اور جب وہ کسی کو صدقہ دینے کی کوشش کرے گا۔ وہ کہے گا مجھے

وَحَتّٰی یَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ مَکَانَهٗ وَحَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتْ وَرَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنُوْا اَجْمَعُوْنَ فَذٰلِکَ حِیْنَ لَایَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَکُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْکَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَیْنَهُمَا فَلَا یَتَبَایَعَانِهٖ وَلَا یَطْوِیَانِهٖ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهٖ فَلَایَطْعَمُهٗ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ یَلِیْطُ حَوْضَهٗ فَلَا یَسْقِیْ فِیْهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ اُکْلَتَهٗ اِلٰی فِیْهِ فَلَا یَطْعَمُهَا (متفق علیه)1-2193

اس کی ضرورت نہیں اور لوگ عمارتیں بنانے میں فخر کریں گے۔ یہاں تک کہ کوئی کوئی آدمی کسی قبر کے پاس سے گزرے گا تو کہے گا۔ آہ کاش! میں اس کی جگہ ہوتا پھر سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔ جب سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا اور سب اسے دیکھ لیں گے تو وہ تمام ایمان لے آئیں گے۔ لیکن اس وقت کسی شخص کو اس کا ایمان اور نیک عمل فائدہ نہیں دے گا ماسوائے ان کے جو اس سے قبل ایمان نہیں لایا تھا۔ اور قیامت اس قدر تیزی کے ساتھ قائم ہوگی کہ دو آدمیوں نے اپنے درمیان کپڑا پھیلا رکھا ہوگا' سودا ہونے اور کپڑا لپیٹنے سے قبل ہی قیامت قائم ہو جائے گی۔ اور اس حالت میں کہ ایک شخص اپنی اونٹی کا دودھ دوہ رہا ہوگا دودھ پینے سے قبل ہی قیامت قائم ہو جائے گی۔ ایک شخص اپنے حوض کو ٹھیک کروا رہا ہوگا۔ پانی پلانے سے پہلے ہی قیامت قائم ہو جائے گی۔ کسی شخص نے لقمہ اپنے منہ کی طرف اٹھایا ہوگا۔ ابھی اس کو کھانے کی نوبت نہ آئی ہوگی کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ وَحَتّٰی تُقَاتِلُوا التُّرْکَ صِغَارَ الْاَعْیُنِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ ذُلْفَ الْاُنُوْفِ کَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ (متفق علیه)2-2194

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم ان لوگوں سے نہ لڑو گے جن کے جوتے بالوں والے ہوں گے۔ اور یہاں تک کہ ایسے ترکوں سے جنگ کرو گے۔ جن کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی اور چہرے سرخ ہوں گے۔ اور ناک چپٹے ہوں گے۔ گویا ان کے چہرے ایسی ڈھالوں کے مانند ہوں گے۔ جو ایک دوسرے کے اوپر رکھی گئی ہوں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تُقَاتِلُوْا خُوْزًا وَکِرْمَانَ مِنَ الْاَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ فُطْسَ الْاُنُوْفِ صِغَارَ الْاَعْیُنِ وُجُوْهُهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ (رواه

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم "خوز" اور "کرمان" کے عجمی باشندوں سے قتال نہ کرو۔ ان کے چہرے سرخ، ناک چپٹے، آنکھیں چھوٹی اور ان کے چہرے ایسی ڈھالو

البخاری) وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهُ عَنْ عَمْرِوبْنِ تَغْلِبَ عِرَاضَ الْوُجُوْهِ .2195-3

ں کی طرح ہوں گے۔ جوایک دوسرے کے اوپر رکھی گئی ہوں۔ اوران کے جوتے بالوں والے ہوں گے۔(بخاری) اور

بخاری کی ایک روایت میں عمرو بن تغلب سے مروی ہے۔ان کے چہرے چوڑے ہوں گے۔

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُقَاتِلَ الْمُسْلِمُوْنَ الْیَهُوْدَ فَیَقْتُلَهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ حَتّٰی یَخْتَبِئُ الْیَهُوْدِیُّ مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ فَیَقُوْلُ الْحَجَرُ وَالشَّجَرُ یَا مُسْلِمُ یَا عَبْدَاللّٰهِ هٰذَا یَهُوْدِیٌّ خَلْفِیْ فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ اِلَّا الْغَرْقَدُفَاِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْیَهُوْدِ (رواہ مسلم) 2196-4

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک مسلمان یہودیوں سے جنگ نہ کریں۔ مسلمان ان کو قتل کریں گے۔ یہاں تک کہ یہودی پتھر اور درخت کے پیچھے چھپے گا تو وہ پتھر اور درخت کہے گا اے مسلمان! اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ تو آگے بڑھ کر اسے قتل کردے لیکن غرقد درخت ایسا نہیں کہے گا۔ کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔(مسلم)

فہم الحدیث

قیامت کے قریب مسلمانوں اور یہودیوں کے مابین ہونے والی لڑائی میں پتھروں اور درختوں کا یہودیوں کی مخبری کرنا اور غرقد درخت کا یہودی کے بارے میں مسلمانوں کو نہ بتلانا حقیقتاً بھی ہوسکتا ہے اور مجازاً بھی! کہ جس علاقے میں غرقد کے درخت ہوں وہاں یہودیوں کے حلیف ہوں اور باقی علاقوں میں مسلمانوں کے خیر خواہ رہتے ہوں ممکن ہے آپ ﷺ نے یہ الفاظ محاورۃً استعمال فرمائے ہوں جیسا کہ آپ ﷺ محاورے کی زبان بھی استعمال فرمایا کرتے تھے۔(واللہ اعلم)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ یَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ (متفق علیه) 2197-5

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا' اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی۔ جب تک ایک شخص قحطان سے لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکتے ہوئے نہ نکلے گا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاتَذْهَبُ الْاَیَّامُ وَاللَّیَالِیْ حَتّٰی یَمْلِکَ رَجُلٌ یُقَالُ لَهُ الْجَهْجَاهُ وَفِیْ رِوَایَةٍ حَتّٰی یَمْلِکَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَوَالِیْ یُقَالُ لَهُ الْجَهْجَاهُ (رواہ مسلم)2198-6

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ دن اور رات اس وقت تک ختم نہیں ہوں گے جب تک کہ جہجاہ نامی شخص بادشاہ نہیں بنے گا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ یہاں تک کہ غلاموں میں سے ایک شخص بادشاہ بنے گا۔ جسے "جہجاہ" کہا جائے گا۔(مسلم)

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَتَفْتَحَنَّ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَنْزَ آلِ كِسْرٰى الَّذِىْ فِى الْاَبْيَضِ (رواه مسلم) 2199-7

حضرت جابر بن سمرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی محترم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ مسلمانوں کی ایک جماعت کسریٰ کے خزانوں کو فتح کرے گی۔ جو سفید قلعہ میں ہوں گے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا يَكُوْنُ كِسْرٰى بَعْدَهُ وَقَيْصَرُ لَيَهْلِكَنَّ ثُمَّ لَايَكُوْنُ قَيْصَرُ بَعْدَهُ وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَسَمّٰى الْحَرْبَ خُدْعَةً (متفق عليه) 2200-8

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کسریٰ ہلاک ہوگیا۔ پھر اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا۔ اور قیصر بھی ہلاک ہو جائے گا۔ اس کے بعد کوئی ”قیصر“ نہیں ہوگا۔ ان دونوں کے خزانے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تقسیم کیے جائیں گے۔ اور نبی محترم ﷺ نے لڑائی کو چال بازی کا نام دیا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَغْزُوْنَ جَزِيْرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الرُّوْمَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الدَّجَّالَ فَيَفْتَحُهُ اللّٰهُ (رواه مسلم) 2201-9

حضرت نافع بن عتبہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تم جزیرۃ العرب کیلئے جنگ کروگے۔ اللہ تعالیٰ اسے فتح کرائے گا۔ اس کے بعد فارس کو اللہ تعالیٰ فتح کرائے گا۔ اس کے بعد تم رومیوں سے جنگ کروگے اس کو بھی اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں فتح کرائے گا۔ پھر تم دجال سے جنگ کروگے۔ اس کو اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں فتح کرائے گا۔ (مسلم)

وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِىَّ ﷺ فِىْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهُوَ فِىْ قُبَّةٍ مِنْ اَدَمٍ فَقَالَ اعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَىِ السَّاعَةِ مَوْتِىْ ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ مُوْتَانٌ يَاْخُذُ فِيْكُمْ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتّٰى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا ثُمَّ فِتْنَةٌ لَايَبْقٰى بَيْتٌ مِّنَ الْعَرَبِ اِلَّا دَخَلَتْهُ ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُوْنُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِى الْاَصْفَرِ فَيَغْدِرُوْنَ فَيَاْتُوْنَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِيْنَ غَايَةً تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اِثْنَاعَشَرَ اَلْفًا (رواه البخارى) 2202-10

حضرت عوف بن مالک ﷺ بیان کرتے ہیں۔ میں جنگِ تبوک میں نبی مکرم ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ چمڑے کے خیمے میں تھے آپ ﷺ نے فرمایا قیامت سے قبل چھ نشانیوں کو شمار کرو۔ میری وفات، بیت المقدس کی فتح، بے شمار اموات جیسے بکریاں اچانک مرجاتی ہیں۔ مال کا زیادہ ہونا۔ یہاں تک کہ ایک شخص کو سو دینار دیا جائے گا۔ لیکن وہ ناراض ہو جائے گا۔ ایک فتنہ رونما ہوگا جو عرب کے تمام گھروں میں داخل ہو جائے گا‘ تمہارے اور رومیوں کے درمیان صلح ہو جائے گی لیکن وہ عہد شکنی کریں گے۔ وہ تمہارے پاس ۸۰ جھنڈوں تلے مقابلہ کے لیے آئیں گے۔ ہر جھنڈے کے نیچے وہ بارہ ہزار ہوں گے۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَنْزِلَ الرُّوْمُ بِالْاَعْمَاقِ اَوْبِدَابِقَ فَیَخْرُجُ اِلَیْهِمْ جَیْشٌ مِّنَ الْمَدِیْنَةِ مِنْ خِیَارِ اَهْلِ الْاَرْضِ یَوْمَئِذٍ فَاِذَا تَصَافُّوْا قَالَتِ الرُّوْمُ خَلُّوْا بَیْنَنَا وَبَیْنَ الَّذِیْنَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ فَیَقُوْلُ الْمُسْلِمُوْنَ لَا وَاللّٰهِ لَا نُخَلِّیْ بَیْنَكُمْ وَبَیْنَ اِخْوَانِنَا فَیُقَاتِلُوْنَهُمْ فَیَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَا یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ اَبَدًا وَیُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ اَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ وَیَفْتَتِحُ الثُّلُثُ لَا یُفْتَنُوْنَ اَبَدًا فَیَفْتَتِحُوْنَ قُسْطُنْطُنِیَّةَ فَبَیْنَمَا هُمْ یَقْتَسِمُوْنَ الْغَنَائِمَ قَدْ عَلَّقُوْا سُیُوْفَهُمْ بِالزَّیْتُوْنِ اِذْ صَاحَ فِیْهِمُ الشَّیْطَانُ اَنَّ الْمَسِیْحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِیْ اَهْلِیْكُمْ فَیَخْرُجُوْنَ وَذٰلِكَ بَاطِلٌ فَاِذَا جَاؤُوا الشَّامَ خَرَجَ فَبَیْنَا هُمْ یُعِدُّوْنَ لِلْقِتَالِ یُسَوُّوْنَ الصُّفُوْفَ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَیَنْزِلُ عِیْسٰی بْنُ مَرْیَمَ فَیَؤُمُّهُمْ فَاِذَا رَاٰهُ عَدُوُّ اللّٰهِ ذَابَ كَمَا یَذُوْبُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ فَلَوْ تَرَكَهُ لَا نْذَابَ حَتّٰی یَهْلِكَ وَلٰكِنْ یَقْتُلُهُ اللّٰهُ بِیَدِهٖ فَیُرِیْهِمْ دَمَهُ فِیْ حَرْبَتِهٖ (رواہ مسلم) 2203-11

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ گرامی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی۔ جب تک رومی ''اعماق'' یا ''دابق'' نامی مقام میں نہ اتریں گے۔ اس کی طرف شہر سے ایک لشکر نکلے گا۔ یہ لوگ اس وقت زمین پر لوگوں میں سے سب سے بہتر ہوں گے۔ جب وہ صف بندی کریں گے تو رومی کہیں گے۔ ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ۔ جنہوں نے ہمارے لوگوں کو قیدی بنایا ہم ان سے لڑائی کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن مسلمان کہیں گے، نہیں اللہ کی قسم! ہم تمھیں اور اپنے بھائیوں کو نہیں چھوڑ سکتے۔ تو وہ ان سے لڑائی کریں گے۔ مسلمانوں کے لشکر کا تیسرا حصہ شکست خوردہ ہو کر بھاگ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کبھی ان کی توبہ قبول نہیں کرے گا۔ اور مسلمانوں کے لشکر کا تیسرا حصہ قتل ہو جائے گا۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں افضل شہید ہونگے پھر لشکر کا تیسرا حصہ کامیاب ہو جائے گا۔ وہ کبھی بھی کسی آزمائش میں مبتلا نہیں کئے جائیں گے۔ وہ قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔ تو آپس میں مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے۔ انہوں نے اپنی تلواروں کو زیتون کے درختوں سے لٹکایا ہوگا۔ اچانک ان میں شیطان بلند آواز سے منادی کرے گا۔ تمھارے پیچھے تمھارے گھروں میں مسیحِ دجال داخل ہو چکا ہے۔ وہ دجال کی طرف نکلیں گے لیکن یہ جھوٹی بات ہوگی۔ البتہ جب وہ شام پہنچیں گے تو مسیح دجال کا خروج ہو چکا ہوگا۔ اسی دوران لوگ دجال سے لڑائی کے لئے تیار ہو رہے ہوں گے، صفیں درست کر رہے ہوں گے کہ نماز کی اقامت کہی جائے گی۔ تو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے وہ ان کے امام بنیں گے۔ جب اللہ کا دشمن عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا' کمزور ہوتا چلا جائے گا جیسا کہ نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے۔ اگر چہ عیسیٰ علیہ السلام دجال کو کچھ نہیں کہیں گے۔ پھر بھی وہ کمزور ہوتا چلا جائے گا۔ حتیٰ کہ اپنی موت آپ مر جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ اس کا قتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں کروائیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو اپنے نیزے میں لگا ہوا اس کا خون دکھائیں گے۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ اِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُوْمُ حَتّٰى لَا يُقْسَمَ مِيْرَاثٌ وَلَا يُفْرَحَ بِغَنِيْمَةٍ ثُمَّ قَالَ عَدُوٌّ يَجْمَعُوْنَ لِاَهْلِ الشَّامِ وَيَجْمَعُ لَهُمْ اَهْلُ الْاِسْلَامِ يَعْنِي الرُّوْمَ فَيَتَشَرَّطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِّلْمَوْتِ لَاتَرْجِعُ اِلَّاغَالِبَةً فَيَقْتَتِلُوْنَ حَتّٰى يَحْجُزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ فَيَفِيْءُ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ ثُمَّ يَتَشَرَّطُ الْمُسْلِمُوْنَ شُرْطَةً لِّلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ اِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُوْنَ حَتّٰى يُمْسُوْا فَيَفِيْئُ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ فَاِذَاكَانَ يَوْمُ الرَّابِعِ نَهَدَ اِلَيْهِمْ بَقِيَّةُ اَهْلِ الْاِسْلَامِ فَيَجْعَلُ اللّٰهُ الدَّبْرَةَعَلَيْهِمْ فَيَقْتَتِلُوْنَ مَقْتَلَةً لَمْ يُرَ مِثْلُهَا حَتّٰى اَنَّ الطَّائِرَ لَيَمُرُّ بِجَنْبَاتِهِمْ فَلَا يُخَلِّفُهُمْ حَتّٰى يَخِرَّ مَيْتًا فَيُتَعَادُّ بَنُو الْاَبِ كَانُوْا مِائَةً فَلَا يَجِدُوْنَهُ بَقِيَ مِنْهُمْ اِلَّا الرَّجُلُ الْوَاحِدُ فَبِاَيِّ غَنِيْمَةٍ يَفْرَحُ اَوْ اَيِّ مِيْرَاثٍ يُقْسَمُ فَبَيْنَاهُمْ كَذٰلِكَ اِذْسَمِعُوْابِبَاْسٍ هُوَ اَكْبَرُ مِنْ ذٰلِكَ فَجَاءَ هُمُ الصَّرِيْخُ اَنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَلَفَهُمْ فِيْ ذَرَارِيِّهِمْ فَيَرْفُضُوْنَ مَا فِيْ اَيْدِيْهِمْ وَيُقْبِلُوْنَ فَيَبْعَثُوْنَ عَشَرَ فَوَارِسَ طَلِيْعَةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّي لَاَعْرِفُ اَسْمَاءَ هُمْ وَاَسْمَاءَ اٰبَائِهِمْ وَاَلْوَانَ خُيُوْلِهِمْ هُمْ خَيْرُ فَوَارِسَ اَوْمِنْ خَيْرِ فَوَارِسَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ يَوْمَئِذٍ (رواہ مسلم) **2204-12**

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں۔ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی۔ جب تک وراثت کا مال تقسیم نہیں ہوگا اور کوئی شخص مالِ غنیمت پر خوش نہیں ہوگا۔ پھر انہوں نے بیان کیا۔ دشمن شامیوں کے لئے جمع ہوں گے۔ اور مسلمان بھی دشمن یعنی رومیوں سے لڑائی کے لئے جمع ہو جائیں گے تو مسلمان ایک لشکر کی موت کی شرط لگائیں گے کہ وہ غالب ہوکر ہی واپس آئیں۔ تب وہ دشمن سے برسرِ پیکار رہیں گے۔ یہاں تک کہ ان کے درمیان رات حائل ہو جائے گی۔ دونوں فریق واپس آجائیں گے۔ کوئی غالب نہیں ہوگا۔ اور منتخب دستے مارے جائیں گے۔ اس کے بعد مسلمان کچھ اور لوگوں کو لڑائی کے لئے منتخب کریں گے۔ کہ وہ غالب آنے کے بعد ہی واپس آئیں۔ وہ بھی لڑتے رہیں گے۔ اور ان کے درمیان بھی رات حائل ہو جائے گی۔ تو یہ اور وہ دونوں فریق واپس آجائیں گے۔ کوئی بھی غالب نہ ہوگا۔ اور منتخب دستے موت کے گھاٹ اتر جائیں گے اس کے بعد مسلمان کچھ اور لوگوں کو لڑائی کے لئے منتخب کریں گے۔ کہ وہ غالب ہونے کے بعد ہی واپس آئیں وہ شام تک لڑتے رہیں گے۔ یہ دستہ اور وہ دستہ بھی واپس آجائے گا۔ کوئی بھی غالب نہیں ہوگا۔ پھر یہ نامزد دستے موت کے گھاٹ اتر جائیں گے۔ جب چوتھا دن ہوگا۔ تو مسلمانوں کی باقی فوج لڑائی کے لئے جائے گی تو اللہ تعالیٰ رومیوں پر شکست مسلط فرمادیں گے۔ لیکن اس دن ایسی لڑائی ہوگی کہ اس جیسی کبھی دیکھی نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ پرندے ان کے اطراف سے گزریں گے۔ ان کے اوپر سے گزرنے والے مر کر گر جائیں گے۔ ایک باپ کے بیٹے جن کی تعداد ایک سو تھی' ان کو شمار کیا جائے گا تو ان میں ایک کے سوا اور کسی کو نہ پائیں گے صرف ایک شخص باقی ملے گا۔ تو اب وہ کس طرح کسی غنیمت پر خوش ہوں

جائے گا تو ان میں ایک کے سوا اور کسی کو نہ پائیں گے صرف ایک شخص باقی ملے گا۔ تو اب وہ کس طرح کسی غنیمت پر خوش ہوں یا وراثت کو تقسیم کریں بہر حال مسلمان اسی حالت میں ہی ہوں گے کہ اچانک شدید جنگ کا اعلان سنیں گے۔ جو پہلی سے بھی بڑی ہوگی۔ تو ان کے پاس لوگ چیختے ہوئے آئیں گے کہ دجال ان کی غیر موجودگی میں ان کے بال بچوں میں پہنچ گیا ہے۔ وہ اس مال واسباب کو چھوڑ دیں گے جو ان کے ہاتھوں میں ہوگا۔ مسلمان پیش قدمی کریں گے اور دس بہادروں کو بطور جاسوس بھیجیں گے۔ تاکہ وہ حالات کے بارے میں معلومات بہم پہنچائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں ان کے نام، ان کے آباء کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ کو بھی پہچانتا ہوں۔ وہ اس وقت روئے زمین پر بہترین شہسوار ہوں گے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ هَلْ سَمِعْتُمْ بِمَدِیْنَةٍ جَانِبٌ مِنْهَا فِی الْبَرِّ وَجَانِبٌ مِنْهَا فِی الْبَحْرِ قَالُوْا نَعَمْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَغْزُوَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِنْ بَنِیْ اِسْحَاقَ فَاِذَا جَاؤُوْهَا نَزَلُوْا فَلَمْ یُقَاتِلُوْا بِسِلَاحٍ وَلَمْ یَرْمُوْا بِسَهْمٍ قَالُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ فَیَسْقُطُ اَحَدُ جَانِبَیْهَا قَالَ ثَوْرُبْنُ یَزِیْدَ الرَّاوِیُّ لَا اَعْلَمُهُ اِلَّا قَالَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ الثَّانِیَةَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ فَیَسْقُطُ جَانِبُهَا الْاٰخَرُ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ الثَّالِثَةَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ فَیُفَرَّجُ لَهُمْ فَیَدْخُلُوْنَهَا فَیَغْنِمُوْنَ فَبَیْنَمَاهُمْ یَقْتَسِمُوْنَ الْمَغَانِمَ اِذْ جَاءَ هُمُ الصَّرِیْخُ فَقَالَ اِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَرَجَ فَیَتْرُکُوْنَ کُلَّ شَیْءٍ وَیَرْجِعُوْنَ (رواہ مسلم) 2205-13

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے روایت ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کیا تم نے ایسے شہر کے متعلق سنا ہے۔ جس کا ایک کنارہ خشکی اور دوسرا سمندر میں ہے۔ صحابہ نے جواب دیا جی ہاں! اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی۔ جب تک اسحٰق علیہ السلام کے بیٹوں سے ستر ہزار آدمی لڑائی نہ کریں گے۔ جب وہ وہاں پہنچ کر پڑاؤ ڈالیں گے۔ تو یہ لوگ نہ ہی ان سے لڑیں گے اور نہ تیر اندازی کریں گے۔ بلکہ "وہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" کہیں گے۔ تو اس شہر کے دو کناروں میں سے ایک کنارا گر پڑے گا۔ ثور بن یزید راوی کہتے ہیں مجھے معلوم ہے حضرت ابو ہریرہ ﷺ نے سمندر والی دیوار کے گرنے کے متعلق کہا تھا۔ اس کے بعد وہ دوسری دفعہ "لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" بلند کریں گے۔ تو دوسرا کنارا بھی گر جائے گا۔ پھر وہ تیسری دفعہ "لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" کہیں گے تو ان کے لئے راستہ کھل جائے گا۔ وہ اس سے داخل ہو کر مال غنیمت لوٹیں گے۔ جب وہ مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے۔ اچانک ان کے پاس چیخ آئے گی۔ جیسے کوئی کہہ رہا ہوگا کہ دجال نکل چکا ہے۔ تو لوگ سب کچھ چھوڑ دیں گے۔ وہ دجال سے لڑنے کے لئے پلٹ جائیں گے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ شَقِیْقٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تعالی عَنْ حُذَیْفَةَ ﷺ قَالَ

حضرت شقیق رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت حذیفہ ﷺ سے بیان

كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ اَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْفِتْنَةِ فَقُلْتُ اَنَا اَحْفَظُ كَمَا قَالَ قَالَ هَاتِ اِنَّكَ لَجَرِيٌّ وَكَيْفَ قَالَ قُلْتُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَنَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ وَجَارِهٖ يُكَفِّرُهَا الصِّيَامُ وَالصَّلٰوةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ فَقَالَ عُمَرُ لَيْسَ هٰذَا اُرِيْدُ اِنَّمَا اُرِيْدُ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ قُلْتُ مَالَكَ وَلَهَا يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ فَيُكْسَرُ الْبَابُ اَوْ يُفْتَحُ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ ذٰلِكَ اَحْرٰى اَنْ لَّا يُغْلَقَ اَبَدًا قَالَ فَقُلْنَا لِحُذَيْفَةَ هَلْ كَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مَنِ الْبَابُ قَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ اَنَّ دُوْنَ غَدٍ لَيْلَةً اِنِّيْ حَدَّثْتُهُ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ قَالَ فَهِبْنَا اَنْ نَسْئَلَ حُذَيْفَةَ مَنِ الْبَابُ فَقُلْنَا لِمَسْرُوْقٍ سَلْهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ عُمَرُ (متفق علیه)2206-14

کرتے ہیں۔ہم حضرت عمرؓ کے پاس تھے۔انہوں نے پوچھا تم میں سے کس شخص کو فتنہ کے متعلق رسول مکرم ﷺ کی حدیث یاد ہے؟ حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں میں نے کہا' مجھے اسی طرح یاد ہے جس طرح نبی گرامی ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔حضرت عمرؓ نے فرمایا۔آپ بیان کریں۔بے شک تم جرأت مند ہو۔آپ ﷺ نے کس طرح بیان فرمایا۔حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں میں نے نبی محترم ﷺ سے سنا آپ ﷺ ارشاد فرما رہے تھے۔آدمی کے لئے آزمائش اس کے اہل، اس کے مال، اس کے نفس، اس کی اولاد اور اس کے پڑوسی میں ہے۔اس فتنہ کو روزہ، نماز' صدقہ، نیکی کی تلقین اور برائی سے منع کرنا جیسے امور دور کر سکتے ہیں۔حضرت عمرؓ نے کہا۔میری مراد یہ فتنہ نہیں ہے۔بلکہ میں تو اس فتنہ کے متعلق جاننا چاہتا ہوں جو سمندر کی لہروں کی مانند رواں ہوگا۔میں نے کہا۔اے امیر المومنین آپ کو اس فتنہ سے کیا غرض؟ بے شک آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک دروازہ ہے۔حضرت عمرؓ نے پوچھا۔کیا یہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا۔میں نے کہا نہیں! بلکہ توڑا جائے گا۔حضرت عمرؓ نے کہا۔ممکن ہے کہ پھر وہ بند نہ ہو۔راوی نے بیان کیا۔ہم نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا۔کیا حضرت عمرؓ کو دروازے کے بارے میں علم تھا؟ حضرت حذیفہؓ نے جواب دیا۔ہاں! وہ اس طرح اس بات کو جانتے تھے۔جیسے کل کے بعد رات ہے حضرت حذیفہ کہتے ہیں میں نے انہیں صحیح حدیث سنائی جس میں غلطی کا شائبہ نہیں ہے، حضرت شقیق رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا۔ہم حضرت حذیفہؓ سے پوچھنے سے ڈر گئے۔کہ وہ دروازہ کون تھا؟ ہم نے حضرت مسروقؓ سے کہا آپ ان سے پوچھیں۔انہوں نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا تو انہوں نے بتایا وہ دروازہ حضرت عمرؓ ہیں۔

❁❁❁

خلاصہ باب

۱۔ قیامت سے پہلے پہلے تیس کذاب نبوت کا دعوی کریں گے۔

۲۔ قرب قیامت کثرت کے ساتھ زلزلے آئیں گے۔

۳۔ مال و دولت کی فراوانی ہو جائیگی۔

۴۔ لوگ بڑی بڑی عمارتیں بنانے پر فخر کریں گے۔

۵۔ نیک آدمی دوسرے کی قبر دیکھ کر آرزو کریگا کہ کاش میں بھی قبر میں دفن ہو چکا ہوتا۔

۶۔ سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا اور اس کے ساتھ ہی توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

۷۔ قوم یاجوج و ماجوج دنیا میں دنگا فساد کریں گے۔

۸۔ یہودیوں کے چھپنے کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں ہوگی۔

۹۔ دجال کا ظہور ہوگا اور عیسیٰ علیہ السلام اسکو قتل کریں گے۔

۱۰۔ قیامت کی تین قسم کی نشانیاں ہیں جواب تک ہو چکی ہیں۔

۱۱۔ درمیانی وقفہ میں رونما ہونی والی۔

۱۲۔ بالکل قریب قیامت برپا ہونے والی۔

بَابُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ

قیامت کی نشانیاں

قیامِ قیامت سے پہلے لوگوں کے کردار اور اخلاق پر تبصرہ کرتے ہوئے نبی معظم ﷺ نے فرمایا تھا کہ لوگ جہالت میں مبتلا بدکرداریوں میں گرفتار شراب کے رسیا اور بد دیانتی اور کذب بیانی کو اپنی زندگی کا معمول بنالیں گے۔ جنگوں یا دیگر وجوہات کی وجہ سے عورتوں کی بہتات ہوگی نا اہل اور غیر ذمہ دار لوگ حکمران بن جائیں گے جن کی وجہ سے بھی یہ خرابیاں عام ہو جائیں گی۔ لوگوں کی عیش وعشرت اور دنیاوی ترقی کا عالم یہ ہوگا کہ بڑے بڑے پہاڑوں کو اکھاڑ کر باغ باغیچوں میں تبدیل کر دیں گے۔ عرب کی وہ سرزمین جس میں ہمیشہ سے پانی کی قلت رہی ہے اس میں نہریں چلنی شروع ہو جائیں گی۔ لوگ اور حکمران اپنے کردار کو سنوارنے کے بجائے اپنی تمام تر کوششیں دنیا کی ترقی اور وسائل کی دستیابی پر صرف کریں گے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا ان کے لیے گل وگلزار بن جائے گی لیکن آخرت ان کی برباد ہو جائیگی۔ یہاں تک کہ قیامت سے پہلے آگ ان سب سہولتوں اور آسائشوں کو جلا کر خاکستر کر دے گی اور لوگوں کو محشر کے میدان میں اکٹھا ہونے کیلئے مجبور کر دیا جائیگا۔

الفصل الاول

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزِّنَا وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَاَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَقِلَّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ (متفق عليه) 1-2207

پہلی فصل

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسول معظم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ بے شک قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ علم اٹھ جائے گا' جہالت عام ہو جائے گی۔ زنا عام ہوگا اور شراب نوشی کثرت سے ہوگی۔ مرد کم اور عورتیں زیادہ ہوں گی۔ حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا کفیل ایک آدمی ہوگا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ علم ختم اور جہالت عام ہو جائے گی۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِيْنَ فَاحْذَرُوْهُمْ (رواه مسلم) 2-2208

حضرت جابر بن سمرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی گرامی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ بے شک قیامت سے قبل جھوٹے لوگ ہوں گے۔ تم ان سے بچتے رہنا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يُحَدِّثُ اِذْ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ اِذَا ضُيِّعَتِ الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قَالَ كَيْفَ اِضَاعَتُهَا قَالَ اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰى غَيْرِ اَهْلِهٖ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ نبی محترم ﷺ ارشاد فرما رہے تھے تو اچانک ایک بدوی آیا۔ اس نے کہا، قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب امانت کو ضائع کیا جائے گا تو قیامت کا انتظار کرنا۔ اس نے کہا۔ ضیاع

فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ (رواہ البخاری) 3-2209

سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا۔ جب خلافت ایسے لوگوں کے سپرد کی جائے گی جو اس کے اہل نہیں ہوں گے تو قیامت کا انتظار کرنا۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكْثُرَ الْمَالُ وَيَفِيْضَ حَتّٰى يُخْرِجَ الرَّجُلُ زَكٰوةَ مَالِهٖ فَلَا يَجِدُ اَحَدًا يَقْبَلُهَا مِنْهُ وَحَتّٰى تَعُوْدَ اَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوْجًا وَاَنْهَارًا (رواہ مسلم) وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ تَبْلُغُ الْمَسَاكِنُ اِهَابَ اَوْ يَهَابَ 4-2210

حضرت ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا، قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی۔ جب تک مال کی کثرت نہ ہو جائے۔ مال اس قدر زیادہ ہو جائے گا کہ ایک شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے گا۔ وہ کسی کو قبول کرنے والا نہیں پائے گا۔ اور یہاں تک کہ سرزمین عرب میں باغات اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی۔ (مسلم)

مسلم کی دوسری روایت میں ہے۔ مدینہ منورہ کے مکانات ''اھاب'' یا ''یہاب'' تک پہنچ جائیں گے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكُوْنُ فِىْ اٰخِرِ الزَّمَانِ خَلِيْفَةٌ يَقْسِمُ الْمَالَ وَلَا يَعُدُّهٗ وَفِىْ رِوَايَةٍ يَكُوْنُ فِىْ اٰخِرِ اُمَّتِىْ خَلِيْفَةٌ يَحْثِى الْمَالَ حَثْيًا وَلَا يَعُدُّهٗ عَدًّا (رواہ مسلم) 5-2211

حضرت جابر ﷛ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا۔ آخری دور میں ایک خلیفہ ہوگا۔ جو بے حساب مال تقسیم کرے گا ایک اور روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، میری امت کے آخر میں خلیفہ ہوگا۔ جو مٹھیاں بھر بھر کر مال دے گا اور گنتی نہیں کرے گا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْشِكُ الْفُرَاتُ اَنْ يَّحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهٗ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا (متفق علیہ) 6-2212

حضرت ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا، عنقریب دریائے فرات سونے کے خزانہ سے اٹ جائے گا۔ جو آدمی وہاں حاضر ہو اسے چاہیے وہاں سے کچھ نہ لے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَحْسِرَ الْفُرَاتُ عَنْ جَبَلٍ مِّنْ ذَهَبٍ يَقْتَتِلُ النَّاسُ عَلَيْهِ فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ وَيَقُوْلُ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ لَعَلِّىْ اَكُوْنُ الَّذِىْ اَنْجُوْ (رواہ مسلم) 7-2213

حضرت ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ گرامی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی۔ جب تک دریائے فرات سونے کے پہاڑ سے اٹ نہ جائے۔ لوگ سونے کے حصول کیلئے ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔ سو میں سے ننانوے قتل ہو جائیں گے اور ان میں سے ہر ایک کا یہ خیال ہوگا۔ شاید میں ہی وہ ہوں جو بچ جاؤں گا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَقِىْءُ

حضرت ابوہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے

الْاَرْضُ اَفْلاذَ كَبِدِهَا اَمْثَالَ الْاُسْطُوَانَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَيَجِيْءُ الْقَاتِلُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قَتَلْتُ وَيَجِيْءُ الْقَاطِعُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قَطَعْتُ رَحِمِيْ وَيَجِيْءُ السَّارِقُ فَيَقُوْلُ فِيْ هٰذَا قُطِعَتْ يَدِيْ ثُمَّ يَدَعُوْنَهُ فَلَا يَاْخُذُوْنَ مِنْهُ شَيْئًا (رواه مسلم) 8-2214

فرمایا۔ زمین اپنے اندر چھپے ہوئے خزائن نکال دے گی۔ جو سونے اور چاندی کے ستونوں کی طرح ہوں گے تو قاتل آئے گا اور کہے گا' کیا میں نے اس کی وجہ سے قتل کیا تھا؟ اور قطع رحمی کرنے والا آئے گا اور کہے گا' کیا اس کی وجہ سے میں نے قطع رحمی کی اور چور آ کر کہے گا کیا اس کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا؟ پھر وہ مال چھوڑ دیں گے اور اس میں سے کچھ نہیں لیں گے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَى الْقَبْرِ فَيَتَمَرَّغُ عَلَيْهِ وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ هٰذَا الْقَبْرِ وَلَيْسَ بِهِ الدِّيْنُ اِلَّا الْبَلَاءُ (رواه مسلم) 9-2215

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول گرامی ﷺ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی۔ جب تک ایک شخص کسی قبر کے پاس سے نہ گزرے گا کہ وہ اس پر اپنا جسم رگڑ کر کہے گا۔ کاش! میں اس قبر میں ہوتا۔ یہ خواہش دین داری نہیں بلکہ فتنوں کے سبب سے ہوگی۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيْءُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ بِبُصْرٰى (متفق عليه) 10-2216

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک سر زمینِ حجاز سے آگ نہ نکلے گی۔ جس سے "بصریٰ" کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہوں گی۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ نَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ. 11-2217

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا قیامت کی پہلی نشانی آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی۔ (بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ قربِ قیامت: جہالت' بدکاری' شراب عام اور مردوں کی نسبت عورتیں زیادہ ہوں گی۔ ۲۔ کذب بیانی اور بددیانتی عام ہو جائے گی۔ ۳۔ نااہل لوگ حکمران ہوں گے۔ ۴۔ سرزمینِ عرب میں باغات اور نہریں جاری ہو جائیں گی۔ ۵۔ دریائے فرات سے سونے کا خزانہ نکلے گا۔ جس پر قومیں جنگ وجدال کریں گی۔ ۶۔ زمین سے سونا' چاندی اور کئی قیمتی معدنیات کے خزانے نکلیں گے۔ ۷۔ حجاز کی سرزمین پر لگنے والی آگ بصرہ شہر کو روشن کر دے گی۔

بَابُ الْعَلَامَاتِ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ وَذِکْرِ الدَّجَّالِ

قیامت کے قریب ظاہر ہونے والی آخری علامات اور دجّال

صاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین الخطیب رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں رسول محترم ﷺ کے وہ فرمان نقل کیے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے قریب ایک کے بعد دوسری دس نشانیاں ایسی ہوں گی جن کے وارد ہونے کے بعد قیامت ٹل جانے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ان نشانیوں کے درمیان کتنا وقفہ اور مدّت ہوگی اس کا علم علام الغیوب کے علاوہ کسی کو نہیں۔ تاہم یہ نشانیاں ایسی ہیں جن میں سے ہر ایک نشانی کی تکمیل ہونے میں ذرہ برابر شک نہیں رہے گا لوگ زار و قطار روتے ہوئے توبہ و استغفار کریں گے لیکن ان کی توبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہ ہوگی کیونکہ جونہی سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا اور دجال کی آمد ہو چکی ہوگی تو گویا یہ اس بات کا اعلان ہوگا کہ اب اس دنیا کی بساط لپیٹ لی جائے گی ہے اور عمل کے بجائے اب حساب کا وقت آن پہنچا ہے۔

الفصل الاوّل

وَعَنْ حُذَیْفَةَ بْنِ اَسِیْدِ الْغِفَارِیِّ قَالَ اطَّلَعَ النَّبِیُّ ﷺ عَلَیْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاکَرُ السَّاعَةَ فَقَالَ مَا تَذْکُرُوْنَ قَالُوْا نَذْکُرُ السَّاعَةَ قَالَ اِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰی تَرَوْا قَبْلَهَا عَشْرَ اٰیَاتٍ فَذَکَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُوْلَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَیَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ وَثَلٰثَةَ خُسُوْفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِیْرَةِ الْعَرَبِ وَاٰخِرُ ذٰلِکَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْیَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ اِلٰی مَحْشَرِهِمْ وَفِیْ رِوَایَةٍ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدْنٍ تَسُوْقُ النَّاسَ اِلَی الْمَحْشَرِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فِی الْعَاشِرَةِ وَرِیْحٌ تُلْقِی النَّاسَ فِی الْبَحْرِ (رواہ مسلم)2218-1

پہلی فصل

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی مکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم آپس میں قیامت کا ذکر کر رہے تھے آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ کس چیز کا ذکر کر رہے ہو۔ ہم نے عرض کیا قیامت کا ذکر ہو رہا ہے۔ آپ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک تم اس کی دس نشانیاں نہ دیکھ لو جو آپ نے ذکر فرمائیں۔ دھواں، دجال، دابۃ الارض، سورج کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا، حضرت عیسیٰ ابن مریم کا نزول، یاجوج وماجوج کا خروج اور لوگوں کا تین دفعہ دھنسائے جانے کا ذکر فرمایا، ان میں سے ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں ہوگا۔ ان کے آخر میں یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو میدانِ محشر کی طرف دھکیلے گی۔ ایک اور روایت میں ہے۔ آگ عدن کے آخری کنارے سے نکلے گی۔ جو لوگوں کو میدان حشر کی طرف دھکیل کر لے جائے گی تیسری روایت میں دسویں علامت کے طور پر آندھی کا ذکر ہے جو لوگوں کو سمندر میں گرا دے گی۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سِتًّا اَلدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَدَابَّةَ الْاَرْضِ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَاَمْرَ الْعَامَّةِ وَ خُوَيِّصَةَ اَحَدِكُمْ (رواه مسلم)2219-2

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ چھ نشانیوں سے قبل نیک اعمال میں جلدی کرو۔ دھواں، دجال، دابۃ الارض، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ایک فتنہ جو عام ہو گا۔ اور خاص فتنہ جو ہر انسان کے لیے ہو گا۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ الْاٰيَاتِ خُرُوْجًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَخُرُوْجُ الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحًى وَاَيُّهُمَا مَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا فَالْاُخْرٰى عَلٰى اَثَرِهَا قَرِيْبًا (رواه مسلم)2220-3

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسولِ محترم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ علامات قیامت میں سے پہلی نشانی جن کا ظہور ہو گا۔ وہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے یا دابۃ الارض کا چاشت کے وقت لوگوں کے پاس آنا ہے۔ ان میں سے جو نشانی پہلے وقوع پذیر ہو گی تو دوسری اس کے متصل واقع ہو گی۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثٌ اِذَا خَرَجْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْكَسَبَتْ فِیْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَّغْرِبِهَا وَخُرُوْجُ الدَّجَّالِ وَدَابَّةُ الْاَرْضِ (رواه مسلم)2221-4

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تین نشانیاں ظاہر ہو جائیں گی تو کسی شخص کا اس وقت ایمان لانا سود مند نہیں ہو گا جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا ہو گا یا جس نے ایمان لانے کے بعد نیک اعمال نہ کئے ہوں گے سورج کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا۔ دجال اور دابۃ الارض کا ظہور پذیر ہونا۔ (مسلم)

فہم الحدیث

دابۃ الارض ایسا جانور ہے جو قیامت کی نشانی کے طور پر ظاہر ہو گا جو اب دنیا میں موجود نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے قریب تر پیدا کرے گا۔ جو اپنی شکل وصورت کے لحاظ سے انتہائی خوفناک اور عجیب وغریب ہو گا۔ ممکن ہے یہاں ایک جانور سے مراد ایک قسم ہو۔ یعنی ایک نہیں لاکھوں کروڑوں ایسے جانور ہوں۔

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ اَتَدْرِیْ اَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهٖ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَاذِنُ

حضرت ابوذر ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے جب سورج غروب ہوتا ہے تو کہاں جاتا ہے؟ میں نے کہا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو علم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا سورج عرش کے نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے اور

فَيُوْذَنُ لَهَا وَيُوْشِكُ اَنْ تَسْجُدَ وَلَاتُقْبَلُ مِنْهَا وَتَسْتَاذِنُ فَلَا يُوْذَنُ لَهَا وَيُقَالُ لَهَا اِرْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَذَالِكَ قَوْلُهُ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّلَّهَا قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ (رواه مسلم)5-2222

اجازت طلب کرتا ہے۔تو اسے اجازت مل جاتی ہے۔قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے گا اور اس کا سجدہ قبول نہ ہو۔وہ طلوع ہونے کی اجازت طلب کرے گا۔اس کو اجازت نہ ملے۔ بلکہ اسے حکم ہو جدھر سے آیا اسی طرف سے طلوع ہو جاؤ۔ چنانچہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔یہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد سورج اپنے مستقر کی طرف چلا جاتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔اس کاٹھکانا عرش کے نیچے ہے۔(مسلم)

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷛ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا بَيْنَ خَلْقِ اٰدَمَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اَمْرٌ اَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ (رواه مسلم)6-2223

حضرت عمران بن حصین ﷛ بیان کرتے ہیں۔رسول معظم ﷺ نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قیامت قائم ہونے تک دجال سے بڑا فتنہ کوئی نہیں۔(مسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيْسَ بِاَعْوَرَ وَاِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ (متفق عليه)7-2224

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں۔ رسول گرامی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔بے شک اللہ تم پر مخفی نہیں ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے۔جبکہ مسیح دجال کی دائیں آنکھ کانی ہوگی گویا اس کی آنکھ پھولا ہوا انگور ہے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ نَّبِيٍّ اِلَّا قَدْ اَنْذَرَ اُمَّتَهُ الْاَعْوَرَ الْكَذَّابَ اَلَا اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ک ف ر (متفق عليه) 8-2225

حضرت انس ﷛ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر پیغمبر نے اپنی امت کو کانے کذاب سے ڈرایا ہے۔خبردار! بے شک دجال کانا ہے۔جبکہ تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے۔ دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان ”ک ف ر“ یعنی کافر لکھا ہوگا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَاحَدَّثَ بِهٖ نَبِيٌّ قَوْمَهٗ اِنَّهٗ اَعْوَرُ وَاِنَّهٗ يَجِيْءُ مَعَهٗ بِمِثْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالَّتِيْ يَقُوْلُ اِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ وَاِنِّيْ اُنْذِرُكُمْ كَمَا اَنْذَرَبِهٖ نُوْحٌ

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں۔رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا،خبردار میں تمھیں دجال کے متعلق بتاتا ہوں کسی بھی نبی نے اس کے متعلق اپنی امت کو نہیں بتایا۔وہ کانا ہوگا ۔اور اپنے ساتھ جنت وجہنم کے مشابہ رکھے گا۔جس کو وہ جنت کہے گا وہ آگ ہوگی ۔ میں تمھیں اس سے ڈراتا

قَوْمَهُ (متفق علیه)2226-9

ہوں جیسا کہ نوح علیہ السلام اپنی قوم کو اس سے ڈرایا کرتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ وَإِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا فَأَمَّا الَّذِى يَرَاهُ النَّاسُ مَاءً فَنَارٌ تُحْرِقُ وَأَمَّا الَّذِى يَرَاهُ النَّاسُ نَارًا فَمَاءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ فَمَنْ أَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِى يَرَاهُ نَارًا فَإِنَّهُ مَاءٌ عَذْبٌ طَيِّبٌ (متفق علیه) وَزَادَ مُسْلِمٌ وَأَنَّ الدَّجَّالَ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ عَلَيْهَا ظَفَرَةٌ غَلِيظَةٌ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ يَقْرَأُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ كَاتِبٌ وَغَيْرُ كَاتِبٍ. 2227-10

حضرت حذیفہ ﷺ نبی محترم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی۔ جس کو لوگ پانی خیال کریں گے وہ جلا دینے والی آگ ہوگی اور جسے لوگ آگ سمجھیں گے وہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہوگا۔ تم میں سے جو بھی اسے پائے تو وہ اس کی آگ میں چھلانگ لگا دے۔ وہ ٹھنڈا عمدہ پانی ہوگا۔ (بخاری و مسلم) مسلم میں زیادہ ہے بے شک دجال کی آنکھ برابر سطح والی ہوگی۔ اس پر موٹا سا آبلہ ہوگا اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان "کافر" لکھا ہوگا۔ ہر مومن شخص اسے پڑھے گا۔ خواہ وہ پڑھنا جانتا ہے یا نہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الدَّجَّالُ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى جُفَالُ الشَّعْرِ مَعَهُ جَنَّتُهُ وَنَارُهُ فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ (رواه مسلم)2228-11

حضرت حذیفہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ دجال کی بائیں آنکھ کانی ہوگی اور بال گھنے ہوں گے۔ اس کے ساتھ اس کی جنت وجہنم ہوگی۔ لیکن اس کی دوزخ جنت ہوگی اور جنت دوزخ ہوگی۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَتَوَجَّهُ قِبَلَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَيَلْقَاهُ الْمَسَالِحُ مَسَالِحُ الدَّجَّالِ فَيَقُولُونَ لَهُ أَيْنَ تَعْمِدُ فَيَقُولُ أَعْمِدُ إِلَى هٰذَا الَّذِى خَرَجَ قَالَ فَيَقُولُونَ لَهُ أَوَمَا تُؤْمِنُ بِرَبِّنَا فَيَقُولُ مَا بِرَبِّنَا خِفَاءٌ فَيَقُولُونَ اقْتُلُوهُ فَيَقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَلَيْسَ قَدْ نَهَاكُمْ رَبُّكُمْ أَنْ تَقْتُلُوا أَحَدًا دُونَهُ فَيَنْطَلِقُونَ بِهِ إِلَى الدَّجَّالِ فَإِذَا رَآهُ الْمُؤْمِنُ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ هٰذَا الدَّجَّالُ الَّذِى ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں' رسول محترم ﷺ نے فرمایا' دجال آئے گا۔ تو اس کی جانب ایک مومن شخص روانہ ہوگا۔ اس شخص سے دجال کے مسلح محافظ ملاقات کریں گے اور اس سے پوچھیں گے تو کہاں کا ارادہ رکھتا ہے؟ وہ بتائے گا میں اس شخص کی طرف جارہا ہوں جس نے ابھی خروج کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا' وہ اس سے دریافت کریں گے کہ کیا تو ہمارے رب پر ایمان نہیں رکھتا؟ وہ جواب دے گا۔ نہیں ہمارا رب تو جانا پہچانا ہے وہ کہیں گے' اسے قتل کردو۔ پھر وہ آپس میں اس خیال کا اظہار کریں گے کہ کیا تمہارے خدا (دجال) نے تمہیں روکا نہیں ہے کہ تم

فَيَأْمُرُ الدَّجَّالُ بِهٖ فَيُشَجُّ فَيَقُوْلُ خُذُوْهُ وَشُجُّوْهُ فَيُوْسَعُ ظَهْرُهٗ وَبَطْنُهٗ ضَرْبًا قَالَ فَيَقُوْلُ اَوَمَا تُؤْمِنُ بِيْ قَالَ فَيَقُوْلُ اَنْتَ الْمَسِيْحُ الْكَذَّابُ قَالَ فَيُؤْمَرُ بِهٖ فَيُؤْشَرُ بِالْمِئْشَارِ مِنْ مَفْرِقِهٖ حَتّٰى يُفَرَّقَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ قَالَ ثُمَّ يَمْشِي الدَّجَّالُ بَيْنَ الْقِطْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ قُمْ فَيَسْتَوِيْ قَائِمًا ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ اَتُؤْمِنُ بِيْ فَيَقُوْلُ مَازْدَدْتُّ فِيْكَ اِلَّا بَصِيْرَةً قَالَ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ لَا يَفْعَلُ بَعْدِيْ بِاَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ فَيَاْخُذُهُ الدَّجَّالُ لِيَذْبَحَهٗ فَيُجْعَلُ مَا بَيْنَ رَقَبَتِهٖ اِلٰى تَرْقُوَتِهٖ نُحَاسًا فَلَا يَسْتَطِيْعُ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ فَيَاْخُذُ بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَيَقْذِفُ بِهٖ فَيَحْسِبُ النَّاسُ اِنَّمَا قَذَفَهٗ اِلَى النَّارِ اِنَّمَا اُلْقِيَ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا اَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (رواہ مسلم) 2229-12

نے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو قتل نہیں کرنا۔ چنانچہ وہ اسے دجال کے پاس لے جائیں گے جب ایمان دار دجال کو دیکھے گا۔ تو کہے گا اے لوگو! یہ وہی دجال ہے' جس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے راوی بیان کرتا ہے دجال اس شخص کے متعلق حکم دے گا اسے پیٹ کے بل لٹا دیا جائے اور کہے گا اسے پکڑو اور اس کا سر کچل دو چنانچہ اس کی کمر اور اس کا پیٹ زخمی ہوں گے' آپ ﷺ نے فرمایا دجال کہے گا تو اب بھی مجھ پر ایمان نہیں رکھتا؟ وہ کہے گا تو مسیح کذاب ہے ۔آپ ﷺ نے فرمایا وہ اس کے بارے میں حکم دے گا۔ اس کی ٹانگوں کے درمیان پر آرا چلایا جائے یہاں تک کہ اس کی دونوں ٹانگوں کو الگ الگ کر دیا جائے گا۔ پھر دجال دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا' پھر اس شخص کو کہے گا کھڑا ہو تو وہ سیدھا کھڑا ہو جائے گا' اس کے بعد اسے کہے گا' کیا تو مجھ پر اب بھی ایمان نہیں رکھتا؟ وہ جواب دے گا میری بصیرت میں اضافہ ہو چکا ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس کے بعد وہ شخص اعلان کرے گا' اے لوگو! اب میرے بعد کسی شخص کے ساتھ یہ دجال ایسا نہیں کر سکے گا۔ آپ نے فرمایا' اس کے بعد دجال اس کو پکڑ کر ذبح کرنا چاہے گا' لیکن اس کی گردن سے ہنسلی تک تانبے کی طرح ہو جائے گی' وہ اس کو قتل کرنے کی طاقت نہیں پائے گا پھر وہ اسے اس کے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں سے پکڑ کر پھینک دے گا لوگوں کا خیال ہوگا۔ اس نے اس کو آگ میں پھینکا ہے جب کہ اسے جنت میں ڈالا گیا ہوگا۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا' اللہ رب العالمین کے نزدیک یہ شخص تمام لوگوں سے شہادت کے لحاظ سے بڑا اعظمت والا ہوگا۔ (مسلم)

وَعَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ حَتّٰى يَلْحَقُوْا بِالْجِبَالِ قَالَتْ اُمُّ شَرِيْكٍ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ قَالَ هُمْ قَلِيْلٌ (رواہ مسلم) 2230-13

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسولِ مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگ دجال سے بھاگیں گے۔ یہاں تک کہ پہاڑوں میں پناہ لیں گے۔ ام شریک کہتی ہیں میں نے کہا' اے اللہ کے رسول ﷺ! ان دنوں عرب کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا وہ بہت کم ہوں گے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُوْدِ اَصْفَهَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ (رواه مسلم) 2231-14

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا' اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے پیروکار ہوں گے۔ انہوں نے طیلسان پہن رکھا ہوگا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَاْتِی الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْهِ اَنْ یَّدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِیْنَةِ فَیَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِیْ تَلِی الْمَدِیْنَةَ فَیَخْرُجُ اِلَیْهِ رَجُلٌ وَهُوَ خَیْرُ النَّاسِ اَوْمِنْ خِیَارِ النَّاسِ فَیَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّکَ الدَّجَّالُ الَّذِیْ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَدِیْثَهٗ فَیَقُوْلُ الدَّجَّالُ اَرَاَیْتُمْ اِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ اَحْیَیْتُهٗ هَلْ تَشُکُّوْنَ فِی الْاَمْرِ فَیَقُوْلُوْنَ لَا فَیَقْتُلُهٗ ثُمَّ یُحْیِیْهِ فَیَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا کُنْتُ فِیْکَ اَشَدَّ بَصِیْرَةً مِنِّی الْیَوْمَ فَیُرِیْدُ الدَّجَّالُ اَنْ یَّقْتُلَهٗ فَلَا یُسَلَّطُ عَلَیْهِ (متفق علیه) 2232-15

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا' دجال نکلے گا اور اس پر مدینہ کی گلیوں میں داخل ہونا حرام کیا گیا ہے اور مدینہ منورہ میں شوریلی جگہ پر اترے گا۔ اس کے پاس ایک شخص جائے گا جو سب لوگوں سے نیک ہوگا یا نیک لوگوں میں سے ہوگا۔ وہ اس سے کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہ دجال ہے جس کے متعلق رسول مکرم ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے۔ دجال کہے گا مجھے بتاؤ اگر میں اس شخص کو قتل کر کے زندہ کرلوں تو کیا تم میری خدائی کے متعلق شک کرو گے؟ وہ نفی میں جواب دیں گے وہ اسے قتل کردے گا، پھر اسے زندہ کرے گا' وہ شخص کہے گا اللہ کی قسم! مجھے تیرے بارے میں آج کے دن سے زیادہ بصیرت پہلے کبھی نہ تھی۔ اس کے بعد دجال اسے قتل کرنا چاہے گا۔ لیکن اس کو اس پر تسلط حاصل نہیں ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ یَاْتِی الْمَسِیْحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ هِمَّتُهُ الْمَدِیْنَةُ حَتّٰی یَنْزِلَ دُبُرَ اُحُدٍ ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلٰئِکَةُ وَجْهَهٗ قِبَلَ الشَّامِ وَهُنَالِکَ یَهْلِکُ (متفق علیه) 2233-16

حضرت ابوہریرہ ﷺ رسول مکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا مسیح دجال دمشق سے نکلے گا اس کا ارادہ مدینہ منورہ کا ہوگا مدینہ منورہ میں وہ احد پہاڑ کے پیچھے اترے گا تو فرشتے اس کے چہرے کو شام کی جانب پھیر دیں گے وہ وہاں تباہ ہوجائے گا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْمَدِیْنَةَ رُعْبُ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ لَهَا یَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ عَلٰی کُلِّ بَابٍ مَلَکَانِ (رواه البخاری) 2234-17

حضرت ابوبکرہ ﷺ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا مدینہ منورہ میں دجال کا خوف نہیں ہوگا۔ ان دنوں مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے۔ ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے۔ (بخاری)

وَعَنْ فَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنْتِ قَیْسٍ قَالَتْ

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ میں

سَمِعْتُ مُنَادِیَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُنَادِیْ الصَّلٰوةَ جَامِعَةً فَخَرَجْتُ اِلَی الْمَسْجِدِ فَصَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا قَضٰی صَلٰوتَهُ جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ لِيَلْزِمْ كُلُّ اِنْسَانٍ مُصَلَّاهُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ لِمَ جَمَعْتُكُمْ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنِّیْ وَاللّٰهِ مَا جَمَعْتُكُمْ لِرَغْبَةٍ وَلَا لِرَهْبَةٍ وَلٰكِنْ جَمَعْتُكُمْ لِاَنَّ تَمِيْمَ الدَّارِیَّ كَانَ رَجُلًا نَصْرَانِيًّا فَجَاءَ وَاَسْلَمَ وَحَدَّثَنِیْ حَدِيْثًا وَافَقَ الَّذِیْ كُنْتُ اُحَدِّثُكُمْ بِهٖ عَنِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ حَدَّثَنِیْ اَنَّهٗ رَكِبَ فِیْ سَفِيْنَةٍ بَحْرِيَّةٍ مَعَ ثَلٰثِيْنَ رَجُلًا مِنْ لَخْمٍ وَجُذَامٍ فَلَعِبَ بِهِمُ الْمَوْجُ شَهْرًا فِی الْبَحْرِ فَارْفَاءُ وْ اِلٰی جَزِيْرَةٍ حِيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ فَجَلَسُوْا فِیْ اَقْرُبِ السَّفِيْنَةِ فَدَخَلُوا الْجَزِيْرَةَ فَلَقِيَتْهُمْ دَابَّةٌ اَهْلَبُ كَثِيْرُ الشَّعْرِ لَا يَدْرُوْنَ مَا قُبُلُهٗ مِنْ دُبُرِهٖ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعْرِ قَالُوْا وَيْلَكَ مَا اَنْتِ قَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَةُ اِنْطَلِقُوْا اِلٰی هٰذَا الرَّجُلِ فِی الدَّيْرِ فَاِنَّهٗ اِلٰی خَبَرِكُمْ بِالْاَشْوَاقِ قَالَ لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلًا فَرِقْنَا مِنْهَا اَنْ تَكُوْنَ شَيْطَانَةً قَالَ فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا حَتّٰی دَخَلْنَا الدَّيْرَ فَاِذَا فِيْهِ اَعْظَمُ اِنْسَانٍ مَا رَاَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا وَاَشَدُّهٗ وَثَاقًا مَجْمُوْعَةٌ يَدَاهُ اِلٰی عُنُقِهٖ مَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰی كَعْبَيْهِ بِالْحَدِيْدِ قُلْنَا وَيْلَكَ مَا اَنْتَ قَالَ قَدْ قَدَرْتُمْ عَلٰی خَبَرِیْ فَاَخْبِرُوْنِیْ مَا اَنْتُمْ قَالُوْا نَحْنُ اُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ رَكِبْنَا فِیْ سَفِيْنَةٍ

نے رسولِ معظم ﷺ کی طرف سے منادی کرنے والے کو یہ پکارتے ہوئے سنا۔ نماز کے لیے جمع ہو جاؤ' چنانچہ میں مسجد میں گئی اور رسولِ محترم ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کی جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر منبر پر تشریف فرما ہوئے تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے' آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہر کوئی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھا رہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟ صحابہ کرام ؓ نے جواب دیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اللہ کی قسم! میں نے تمہیں نہ تو کسی مرغوب چیز کے لیے اور نہ ہی دشمن سے ڈرانے کے لئے جمع کیا ہے۔ البتہ میں نے تمہیں اس لیے جمع کیا ہے۔ تمیم داری نصرانی تھا وہ آیا۔ اس نے بیعت کی اور اسلام قبول کر لیا۔ اس نے مجھے مسیحِ دجال کے متعلق بتایا ہے جو میں تمہیں بتا چکا ہوں۔ اس نے مجھے بتایا وہ ان تیس رفقا کے ساتھ پانی کی بڑی کشتی میں سوار ہوا۔ جن کا تعلق لخم اور جذام قبیلے کے ساتھ تھا۔ ایک ماہ کشتی سمندر میں موجوں کے تھپیڑے کھاتی رہی۔ سورج غروب ہونے کے قریب کشتی کو ایک جزیرے کے قریب لنگر انداز کر دیا گیا۔ چنانچہ سب چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر جزیرے میں داخل ہوئے وہاں انہیں ایک ایسا جانور ملا جس پر گھنے اور سخت بال تھے۔ بالوں کی کثرت کی وجہ انہیں اس کے اگلے پچھلے حصہ کا علم نہ ہو سکا۔ انہوں نے کہا' تجھ پر افسوس ہے تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں جاسوس ہوں انہوں نے پوچھا جاسوسی کا مطلب کیا؟ اس نے کہا لوگو اس شخص کے پاس چلو جو اس محل میں رہتا ہے۔ وہ تمہاری باتیں سننے کا مشتاق ہے۔ تمیم داری نے بیان کیا کہ جب اس نے ایک شخص کا ذکر کیا تو ہمیں جاسوس سے خوف ہوا کہ کہیں شیطان نہ ہو تمیم داری نے بتایا ہم تیز تیز چلتے ہوئے محل میں

بَحْرِيَّةٍ فَلَعِبَ بِنَا الْبَحْرُ شَهْرًا فَدَخَلْنَا الْجَزِيْرَةَ فَلَقِيَتْنَا دَابَّةٌ اَهْلَبُ فَقَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَةُ اِعْمِدُوْ اِلٰی هٰذَا فِی الدَّيْرِ فَاَقْبَلْنَا اِلَيْکَ سِرَاعًا فَقَالَ اَخْبِرُوْنِی عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ هَلْ تُثْمِرُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اَمَا اِنَّهَا تُوْشِکُ اَنْ لَّا تُثْمِرَ قَالَ اَخْبِرُوْنِیْ عَنْ بُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ هَلْ فِيْهَا مَاءٌ قُلْنَا هِیَ كَثِيْرَةُ الْمَاءِ قَالَ اِنَّ مَاءَ هَا يُوْشِکُ اَنْ يَّذْهَبَ قَالَ اَخْبِرُوْنِیْ عَنْ عَيْنِ زُغَرَ هَلْ فِی الْعَيْنِ مَاءٌ وَهَلْ يَزْرَعُ اَهْلُهَا بِمَاءِ الْعَيْنِ قُلْنَا نَعَمْ هِیَ كَثِيْرَةُ الْمَاءِ وَاَهْلُهَا يَزْرَعُوْنَ مِنْ مَّاءِ هَا قَالَ اَخْبِرُوْنِیْ عَنْ نَبِیِّ الْاُمِّيِّيْنَ مَا فَعَلَ قُلْنَا قَدْ خَرَجَ مِنْ مَّكَّةَ وَ نَزَلَ يَثْرِبَ قَالَ اَقَاتَلَهُ الْعَرَبُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ كَيْفَ صَنَعَ بِهِمْ فَاَخْبَرْنَاهُ اَنَّهُ قَدْ ظَهَرَ عَلٰی مَنْ يَّلِيْهِ مِنَ الْعَرَبِ وَاَطَاعُوْهُ قَالَ اَمَا اِنَّ ذٰلِکَ خَيْرٌ لَّهُمْ اَنْ يُّطِيْعُوْهُ وَاِنِّیْ مُخْبِرُكُمْ عَنِّیْ اَنَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ وَاِنِّیْ يُوْشِکُ اَنْ يُّؤْذَنَ لِیْ فِی الْخُرُوْجِ فَاَخْرُجُ فَاَسِيْرُ فِی الْاَرْضِ فَلَا اَدَعُ قَرْيَةً اِلَّا هَبَطْتُهَا فِیْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ هُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَیَّ كِلْتَاهُمَا كُلَّمَا اَرَدْتُّ اَنْ اَدْخُلَ وَاحِدًا مِنْهُمَا اِسْتَقْبَلَنِیْ مَلَکٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتًا يَصُدُّنِیْ عَنْهَا وَاِنَّ عَلٰی كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلٰئِكَةٌ يَحْرُسُوْنَهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَطَعَنَ بِمِخْصَرَتِهِ فِی الْمِنْبَرِ هٰذِهِ طَيْبَةُ هٰذِهِ طَيْبَةُ هٰذِهِ

داخل ہوئے تو وہاں ایک بہت بڑا انسان تھا ہم نے اتنی بڑی قدوقامت اور مضبوط انسان پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ جکڑا ہوا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ جکڑے ہوئے تھے۔ اس کے دونوں گھٹنے ٹخنوں تک لوہے کی زنجیر سے بندھے ہوئے تھے۔ ہم نے پوچھا افسوس تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میرے بارے میں تو تمہیں علم ہو چکا ہے۔ تم مجھے بتاؤ کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم عربی باشندے ہیں۔ ہم کشتی میں سوار ہوئے سمندر کی موجوں نے ہمیں ایک ماہ تک گھیرے رکھا ہم جزیرے میں داخل ہوئے تو ہماری ملاقات ایک ایسے جانور سے ہوئی جس کے جسم پر گھنے بال تھے۔ اس نے بتایا کہ میں جاسوس ہوں۔ تم لوگ اس محل میں چلو۔ تو ہم سبک رفتاری سے تیری طرف چل پڑے۔ اس نے کہا تم مجھے بیسان بستی کی کھجوروں کے متعلق بتاؤ ہم نے کہا اس کے بارے میں تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ اس نے کہا میں تم سے پوچھتا ہوں کیا وہ کھجوریں پھل دے رہی ہیں۔ ہم نے کہا ہاں' اس نے بتایا یاد رکھو عنقریب وہ بار آور نہیں ہوا کریں گی۔ اس نے پوچھا مجھے بحیرہ طبریہ کے بارے میں بتاؤ ہم نے پوچھا کہ بحیرہ ''طبریہ'' کے بارے میں کیا پوچھنا چاہتا ہے؟ اس نے وضاحت کی کیا اس میں پانی ہے؟ ہم نے اس کو بتایا کہ اس میں بے انتہا پانی ہے۔ اس نے بتایا عنقریب اس کا پانی ختم ہو جائے گا۔ اس نے کہا کہ تم مجھے زغر کے چشمے کے بارے میں بتاؤ اس نے پوچھا کہ کیا اس چشمہ میں پانی موجود ہے اور وہاں کے باشندے اس پانی سے زراعت کر رہے ہیں۔ ہم نے کہاں ہاں! اس میں بے بہا پانی اور وہاں کے باشندے اس کے ذریعے زراعت کر رہے ہیں اس نے کہا تم مجھے نبی امین کے بارے میں بتاؤ۔ اس نے کیا کہا ہے؟ ہم نے بتایا وہ مکہ چھوڑ کر مدینہ

يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ اَلَا هَلْ كُنْتُ حَدَّثْتُكُمْ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ اَلَا اِنَّهُ فِيْ بَحْرِ الشَّامِ اَوْبَحْرِ الْيَمَنِ لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ وَاَوْمَا بِيَدِهٖ اِلَى الْمَشْرِقِ (رواه مسلم) برقم: (۴۹۳۴) 18-2235

آ گئے ہیں۔اس نے پوچھا کیا اس نے عرب سے جنگ کی ہے ہم نے کہا ہاں۔اس نے پوچھا ان کا مقابلہ کیسا رہا۔ہم نے بتلایا کہ وہ نبی عرب کی قریبی وادیوں پر غالب آ چکا ہے اور وہاں کے لوگوں نے اس کی اطاعت کی ہے۔اس نے تاکیداً استفسار کیا کہ کیا ایسا ہو چکا ہے ہم نے کہا ہاں۔اس نے کہا خبردار اس کی اطاعت کرنا یہ اطاعت کرنے والوں کے لیے بہتر ہے۔میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں۔میں مسیح دجال ہوں یقیناً جلد ہی مجھے نکلنے کی اجازت مل جائیگی۔میں ظاہر ہوں گا۔چالیس دن میں زمین پر پھر جاؤں گا مکہ مکرمہ اور مدینہ کے علاوہ ہر بستی میں جاؤں گا۔ان دونوں میں جانے کی مجھے اجازت نہیں ہے۔جب بھی میں ان دونوں میں سے کسی میں داخل ہونا چاہوں گا تو میرے سامنے فرشتہ ہوگا۔اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہوگی۔وہ مجھے اس میں جانے سے روک دے گا۔بلاشبہ مدینہ کی ہر جانب پر فرشتے اس کی حفاظت کریں گے۔رسول اللہ ﷺ نے منبر پر لاٹھی مارتے ہوئے فرمایا یہ طیبہ ہے' یہ طیبہ ہے' یہ طیبہ ہے یعنی مدینہ ہے۔آگاہ رہو! کیا میں تمہیں بتایا نہ کرتا تھا؟ سب لوگوں لوگوں نے کہا جی بلاشبہ۔خبردار! بلاشبہ وہ شام یا یمن کے سمندر میں ہے۔نہیں! وہ مشرق کی جانب ہے۔اور آپ ﷺ نے ہاتھ کے ساتھ مشرق کی جانب اشارہ کیا۔(مسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رَاَيْتُنِيْ اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَاَيْتُ رَجُلًا اٰدَمَ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنْ اٰدَمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِاً عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِيْحُ بْنُ مَرْيَمَ قَالَ ثُمَّ اِذَا اَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ اَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ كَاَشْبَهِ مَنْ رَاَيْتُ مِنَ النَّاسِ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوْا هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ (متفق عليه).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔میں نے اپنے آپ ﷺ کو آج کی رات خواب میں کعبہ کے پاس پایا میں نے دیکھا گندمی رنگ والے لوگوں میں ایک شخص نہایت خوبصورت دکھائی دے رہا ہے۔اس کے بال کانوں کے نچلے کناروں سے نیچے تھے۔وہ اس طرح خوب صورت دکھائی دے رہے تھے۔جیسے تم اس قسم کے بال رکھنے والوں میں سے کسی کو بہت زیادہ خوب صورت خیال کرتے ہو۔اس نے بالوں میں کنگھی کی ہوئی تھی۔اس کے بالوں سے پانی کے قطرات گر رہے تھے۔وہ دو آدمیوں کے کندھوں پر ٹیک لگا کر بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ مسیح بن مریم ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا۔پھر میں ایک اور شخص کے پاس۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ فِی الدَّجَّالِ رَجُلٌ اَحْمَرُ جَسِیْمٌ جَعْدُ الرَّأسِ اَعْوَرُ عَیْنِ الْیُمْنٰی اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا اِبْنُ قَطَنٍ وَذُکِرَ حَدِیْثُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فِیْ بَابِ الْمَلَاحِمِ وَسَنَذْکُرُ حَدِیْثَ ابْنِ عُمَرَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی النَّاسِ فِیْ بَابِ قِصَّةِ اِبْنِ صَیَّادٍ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی. 2236-19

تھا جسکے بال معمولی کنگھریالے تھے۔ اس کی دائیں آنکھ کانی تھی۔ گویا کہ اس کی آنکھ منقہ کی طرح پھولی ہوئی تھی۔ جن کو میں نے دیکھا ہے ان میں سے وہ ابن قطن سے بہت مشابہ تھا وہ دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ طواف کرنے والوں نے بتایا یہ مسیح دجال ہے۔ (بخاری و مسلم) دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے دجال کے بارے میں بتایا کہ وہ سرخ رنگ کا بھاری جسم والا گھنگھریالے بالوں والا ہوگا اور اس کی دائیں آنکھ کانی ہوگی لوگوں میں سے ابن قطن اس سے ملتا جلتا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت میں اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہوگا۔ یہ حدیث باب الملاحم میں گزر چکی ہے۔ اور ہم عنقریب عبداللہ بن عمر کی حدیث رسول اللہ ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے قصہ ابن صیاد کے باب میں ذکر کریں گے۔

الفصل الثالث

عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ مَا سَاَلَ اَحَدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الدَّجَّالِ اَکْثَرَ مِمَّا سَاَلْتُهٗ وَاِنَّهٗ قَالَ لِیْ مَا یَضُرُّکَ قُلْتُ اِنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ مَعَهٗ جَبَلُ خُبْزٍ وَنَهَرُ مَاءٍ قَالَ هُوَ اَهْوَنُ عَلَی اللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ (متفق علیه) 2237-20

تیسری فصل

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھ سے زیادہ کسی نے بھی رسول محترم ﷺ سے دجال کے بارے میں نہیں پوچھا۔ بے شک آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تجھے تکلیف نہیں پہنچا سکے گا۔ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں۔ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی آپ ﷺ نے جواب دیا۔ وہ اللہ کے ہاں اس سے زیادہ ذلیل ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ قیامت کے قریب دجال، دابۃ الارض، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، اور یاجوج وماجوج کا ظہور ہوگا۔
۲۔ آگ لوگوں کو میدانِ حشر کی طرف اکٹھا کرے گی۔
۳۔ سخت ترین آندھیاں چلیں گی۔
۴۔ سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔
۵۔ توبہ کا موقع ختم کر دیا جائے گا۔
۶۔ تخلیقِ آدم علیہ السلام سے لے کر تا قیامِ قیامت سب سے بڑا فتنہ دجال کا ہوگا۔
۷۔ دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔
۸۔ دجال بڑے بڑے کرشموں کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرے گا۔
۹۔ دجال کے سر پر بال گھنے ہونگے۔
۱۰۔ دجال زبردست محافظوں کے ساتھ چلے گا۔
۱۱۔ اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے خصوصی پیروکار ہوں گے۔
۱۲۔ دجال مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔
۱۳۔ دجال شام کے علاقے میں ہلاک ہوگا۔
۱۴۔ قربِ قیامت مدینہ کے سات دروازے ہوں گے جن پر ملائکہ پہرے دار ہوں گے۔
۱۵۔ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے دجال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

بَابُ قِصَّةِ ابْنِ صَيَّادٍ

ابن صیاد کے بارے میں معلومات

ابن صیاد اصلاً یہودی تھا۔اس نے ظاہری طور پر کلمہ پڑھ لیا تھا۔اس کی عادات اور شکل وصورت دجّال کے ساتھ ملتی جلتی تھیں۔ اور یہ جان بوجھ کر ایسی حرکات کرتا کہ لوگ اسے دجال سمجھیں دجّال کے بارے میں جو کچھ صحابہ سے سنتا ویسی ہی حرکتیں کرنے کی کوشش کرتا جس کی وجہ سے بعض صحابہ کو شک گزرتا کہ ہوسکتا ہے یہ دجّال ہو۔

الفصل الاوّل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ انْطَلَقَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ رَهْطٍ مِنْ اَصْحَابِه قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتّٰى وَجَدُوْهُ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فِيْ اُطُمِ بَنِيْ مُغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ يَوْمَئِذٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتّٰى ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ظَهْرَهٗ بِيَدِه ثُمَّ قَالَ اَتَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ الْاُمِّيِّيْنَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ اَتَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَصَّهُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِرُسُلِه ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ مَاذَا تَرٰى قَالَ يَاْتِيْنِيْ صَادِقٌ وَكَاذِبٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُلِطَ عَلَيْكَ الْاَمْرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ خَبَاْتُ لَكَ خَبِيْأً وَخَبَاَلَهٗ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ فَقَالَ هُوَ الدُّخُّ فَقَالَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُ وَقَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَاْذَنُ لِيْ فِيْهِ اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْ يَّكُنْ هُوَ لَا تُسَلَّطُ عَلَيْهِ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِيْ قَتْلِه قَالَ ابْنُ عُمَرَ انْطَلَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاُبَيُّ بْنُ

پہلی فصل

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں چند صحابہ اکرام ﷺ ابن صیاد کے پاس گئے۔تو انھوں نے اسے بنو مغالہ کے قلعہ کے پاس بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا۔ان دنوں وہ بلوغت کے قریب تھا۔اسے علم نہ ہوسکا۔جب تک آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کی کمر پر مارتے ہوئے کہا کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے آپ ﷺ کی طرف غصے سے دیکھا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ناخواندہ لوگوں کی جانب بھیجا گیا ہے۔پھر ابنِ صیاد نے کہا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔آپ نے اس کو زور سے دبایا پھر آپؐ نے فرمایا میں تو اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتا ہوں۔بعدازاں آپ ﷺ نے ابن صیاد سے استفسار کیا کہ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے؟۔اس نے کہا کبھی میرے پاس سچی خبر آتی ہے اور کبھی جھوٹی۔تو رسول مکرم ﷺ نے فرمایا ۔تیرا معاملہ مشتبہ ہے رسول محترم ﷺ نے اس سے پوچھا میں نے تجھ سے ایک بات چھپائی ہے۔جب کہ آپ ﷺ نے اس کے لیے یہ بات چھپائی تھی جس روز آسمان پر دھواں نمایاں ہوگا۔اس نے بتایا وہ دھواں ہے آپ ﷺ نے فرمایا دور ہو جا تو اپنی طاقت سے آگے ہر گز نہ بڑھ سکے گا حضرت

كَعْبٍ الْاَنْصَارِيُّ يَؤُمَّانِ النَّخْلَ الَّتِيْ فِيْهَا ابْنُ صَيَّادٍ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ اَنْ يَّسْمَعَ مِنَ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْأً قَبْلَ اَنْ يَّرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فِيْ قَطِيْفَةٍ لَهٗ فِيْهَا زَمْزَمَةٌ فَرَاَتْ اُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ اَيْ صَافُ وَهُوَ اِسْمُهٗ هٰذَا مُحَمَّدٌ فَتَنَاهٰى ابْنُ صَيَّادٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنِّيْ اُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ لَقَدْ اَنْذَرَ نُوْحٌ قَوْمَهٗ وَلٰكِنِّيْ سَاَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهٖ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ اَعْوَرُ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ (متفق علیه) 1-2238

عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اس کی گردن مارنے کی اجازت دیجیے۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ اگر یہی دجال ہے تو تُو اس پر قابو نہیں پا سکتا۔ اگر یہ دجال نہیں تو تجھے اس کے قتل میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا بعد ازاں رسول معظم ﷺ اور ابی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ چل دیے ان کا ارادہ اس باغیچے کی طرف تھا۔ جس میں ابن صیاد رہتا تھا آپ چھپ کر آ رہے تھے۔ تاکہ ابن صیاد آپ ﷺ سے بے خبر رہے۔ آپ ﷺ ابن صیاد سے کچھ سننا چاہتے تھے۔ اور اس وقت ابنِ صیاد اپنی چادر میں لپٹا ہوا تھا۔ وہ ہلکی سی آواز میں گنگنا رہا تھا۔ اس دوران ابن صیاد کی ماں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کھجور کی شاخوں میں خود کو چھپا رہے تھے‘ تو اس نے ابن صیاد کو خبردار کیا۔ اے صاف! یہ ابن صیاد کا نام تھا۔ یہ محمدؐ ہیں ابن صیاد گنگنانے سے رک گیا۔ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا اگر اس کی والدہ اسے چھوڑ دیتی تو اس کا معاملہ واضح ہو جاتا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسولِ گرامی ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے‘ آپ نے اللہ کی شان حمد وثنا بیان کی۔ پھر آپ ﷺ نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں۔ اور ہر نبی نے اپنی قوم کو اس دجال سے ڈرایا ہے۔ بے شک نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا۔ میں تمہیں اس کے متعلق ایک ایسی بات بتلاتا ہوں۔ جس سے کسی پیغمبر نے اپنی قوم کو مطلع نہیں کیا۔ تم جان لو کہ دجال کانا ہے اور یقیناً اللہ کانا نہیں ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقِيَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ يَعْنِي ابْنَ صَيَّادٍ فِيْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ هُوَ اَتَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ مَاذَا تَرٰى

ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ‘ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے کسی بازار میں ابن صیاد سے ملے۔ رسول معظم ﷺ نے اس سے کہا۔ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے کہا کیا آپ ﷺ گواہی دیتے ہیں میں کہ اللہ کا رسول ہوں؟ رسول گرامی ﷺ نے جواب دیا۔ میں اللہ تعالیٰ اُس کے فرشتوں

قَالَ اَرٰی عَرْشًا عَلَی الْمَآءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَرٰی عَرْشَ اِبْلِیْسَ عَلَی الْبَحْرِ قَالَ وَمَا تَرٰی قَالَ اَرٰی صَادِقَیْنِ وَ کَاذِبًا اَوْ کَا ذِبَیْنِ وَصَادِقًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لُبِسَ عَلَیْهِ فَدَعُوْهُ (رواہ مسلم) 2239-2

اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں تو کیسا دیکھتا ہے۔اس نے بتایا میں پانی پر تخت دیکھتا ہوں رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا تو سمندر پر ابلیس کا تخت دیکھتا ہے اور تجھے کیا دکھائی دیتا ہے۔ اس نے جواب دیا میں دو سچے اور ایک جھوٹے شخص کو یا دو جھوٹے اور ایک سچے شخص کو دیکھتا ہوں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا اس پر خلط ملط ہو چکا ہے اس کو چھوڑ دو۔(مسلم)

وَعَنْهُ اَنَّ بْنَ صَیَّادٍ سَأَلَ النَّبِیَّ ﷺ عَنْ تُرْبَةِ الْجَنَّةِ فَقَالَ دَرْ مَکَّةً بَیْضَآءُ مِسْکٌ خَالِصٌ (رواہ مسلم) 2240-3

ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں ابن صیاد نے رسول محترم ﷺ سے جنت کی مٹی کے متعلق پوچھا۔آپ ﷺ نے فرمایا میدے جیسی خالص کستوری کی طرح ہے۔

وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ لَقِیَ ابْنُ عُمَرَ ابْنَ صَیَّادٍ فِیْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِیْنَةِ فَقَالَ لَهُ قَوْلًا اَغْضَبَهُ فَانْتَفَخَ حَتّٰی مَلَأَ السِّکَّةَ فَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ عَلٰی حَفْصَةَ وَقَدْ بَلَغَهَا فَقَالَتْ لَهُ رَحِمَکَ اللّٰهُ مَا اَرَدْتَ مِنَ ابْنِ صَیَّادٍ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّمَا یَخْرُجُ مِنْ غَضْبَةٍ یَغْضَبُهَا (رواہ مسلم) 2241-4

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما ابن صیاد سے مدینہ کی گلی میں ملے۔انہوں نے اسے کوئی بات کہی جس سے وہ ناراض ہوا اور بگڑ گیا اس نے راستہ روک لیا۔بعد ازاں ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے انہیں اس واقعہ کے متعلق پتہ چل چکا تھا۔انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے تیرا ابن صیاد کے ساتھ کیا واسطہ کیا تو جانتا نہیں نبی محترم ﷺ نے فرمایا تھا۔دجال کا خروج ہوگا اور وہ ناراض ہوگا۔(مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ؓ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ صَیَّادٍ اِلٰی مَکَّةَ فَقَالَ لِیْ مَا لَقِیْتُ مِنَ النَّاسِ یَزْعُمُوْنَ اَنِّی الدَّجَّالُ اَلَسْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّهُ لَا یُوْلَدُ لَهُ وَقَدْ وُلِدَ لِیْ اَلَیْسَ قَدْ قَالَ وَهُوَ کَافِرٌ وَاَنَا مُسْلِمٌ اَوَلَیْسَ قَدْقَالَ لَا یَدْخُلُ الْمَدِیْنَةَ وَلَا مَکَّةَ وَقَدْ اَقْبَلْتُ مِنَ الْمَدِیْنَةِ وَاَنَا اُرِیْدُ مَکَّةَ ثُمَّ قَالَ لِیْ فِیْ اٰخِرِ قَوْلِهٖ اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَ عْلَمُ مَوْلِدَهُ وَمَکَانَهُ وَاَیْنَ

حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں۔ میں مکہ تک ابن صیاد کے ساتھ گیا اس نے مجھے کہا میں کئی لوگوں سے ملا ہوں جو مجھے دجال خیال کرتے ہیں۔کیا تو نے رسول معظم ﷺ سے سنا نہیں؟ آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا؟۔ دجال کے ہاں اولاد نہیں ہوگی۔جبکہ میری اولاد ہے کیا آپ ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ دجال کافر ہوگا۔جبکہ میں مسلمان ہوں کیا آپ ﷺ نے نہیں فرمایا تھا۔وہ مدینہ اور مکہ میں داخل نہیں ہوگا۔جبکہ میں مدینہ منورہ سے آرہا ہوں۔اور میں

هُوَ اَعْرِفُ اَبَاهُ وَاُمَّهُ قَالَ فَلَبَّسَنِیْ قَالَ قُلْتُ لَهُ تَبًّا لَکَ سَائِرَ الْیَوْمِ قَالَ وَقِیْلَ لَهُ اَیَسُرُّکَ اَنَّکَ ذَاکَ الرَّجُلُ قَالَ فَقَالَ لَوْ عُرِضَ عَلَیَّ مَا کَرِهْتُ (رواہ مسلم) 5-2242

مکہ مکرمہ جانا چاہتا ہوں پھر اس نے آخر میں کہا' سو اللہ کی قسم! میں دجال کے پیدا ہونے اور اس کے ٹھکانے کو جانتا ہوں۔ (کہ وہ کہاں پیدا ہوگا) نیز وہ کہاں ہے۔ اور میں اس کے ماں باپ کو بھی جانتا ہوں۔ حضرت ابوسعید ﷺ کہتے ہیں اس نے مجھے شک میں مبتلا کر دیا کہتے ہیں میں نے اس سے کہا تو تباہ ہو جائے۔ حضرت ابوسعید کہتے ہیں۔ ابن صیاد سے پوچھا گیا کیا تجھے پسند ہے کہ تو ہی دجال ہو؟ اس نے کہا۔ اگر مجھ میں وہ باتیں پائی جائیں میں برا نہ سمجھوں گا۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ لَقِیْتُهُ وَقَدْ نَفَرَتْ عَیْنُهُ فَقُلْتُ مَتٰی فَعَلَتْ عَیْنُکَ مَا اَرٰی قَالَ لَا اَدْرِیْ قُلْتُ لَا تَدْرِیْ وَهِیَ فِیْ رَاْسِکَ قَالَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ خَلَقَهَا فِیْ عَصَاکَ قَالَ فَنَخَرَ کَاَشَدِّ نَخِیْرِ حِمَارٍ سَمِعْتُ (رواہ مسلم) 6-2243

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ میں ابن صیاد سے ملا اور اس کی آنکھ متورم تھی۔ میں نے کہا تیری آنکھ کو کیا ہوا! جو میں دیکھ رہا ہوں؟ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ میں نے کہا تجھے معلوم نہیں جبکہ آنکھ تیرے سر میں ہے؟ اس نے کہا۔ اگر اللہ چاہے تو آنکھ کو تیرے عصا میں پیدا کر دے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ میں نے ابن صیاد کو گدھے کی ہینگنے کی طرح چیختے ہوئے سنا۔ (مسلم)

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی قَالَ رَاَیْتُ جَابِرَبْنَ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ یَحْلِفُ بِاللّٰهِ اَنَّ ابْنَ الصَّیَّادِ الدَّجَّالُ قُلْتُ تَحْلِفُ بِاللّٰهِ قَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ عُمَرَ ﷺ یَحْلِفُ عَلٰی ذٰلِکَ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَلَمْ یُنْکِرْهُ النَّبِیُّ ﷺ (متفق علیه) 7-2244

حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا وہ قسم اٹھا کر کہتے تھے کہ ابن صیاد دجال ہے۔ میں نے پوچھا' آپ اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا میں حضرت عمر ﷺ سے سنا وہ اس بات پر نبی محترم ﷺ کے پاس قسم اٹھاتے تھے تو نبی مکرم ﷺ نے ان کی بات کا انکار نہیں کیا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ ابنِ صیاد ایمان کا دعویٰ کرتا تھا لیکن حقیقتاً یہودی تھا۔

۲۔ ابن صیاد میں دجال کی کافی نشانیاں پائی جاتی تھی۔

۳۔ وہ غائب کی خبریں بھی دیا کرتا تھا۔

۴۔ اس کی ایک آنکھ پھولی ہوئی تھی۔

بَابُ نُزُوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَالَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا o بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا o وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا o (النساء:4-156)

”اوران کا یہ کہنا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول کو قتل کیا حالانکہ نہ انہوں نے قتل کیا اور نہ اسے سولی چڑھا سکے۔ بلکہ ان کے لیے یہ معاملہ مشتبہ ہو گیا اور یقیناً جنھوں نے اختلاف کیا ان کے بارے میں وہ بھی شک میں ہیں اس بات کا ان کے پاس کوئی صحیح علم نہیں۔ وہ فقط گمان کی پیروی کرتے ہیں۔ اسے یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ غالب، حکمت والا ہے۔ اھل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جو اپنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ پر ضرور ایمان لے آئے گا اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوں گے۔“

قرآن مجید کے اس ارشاد کی روشنی میں امت مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنفسِ نفیس آسمانوں پر اٹھالیے گئے ہیں اور قیامت کے قریب وہ دنیا میں تشریف لائیں گے جس حالت اور جس انداز اور جس علاقے میں ان کا نزول ہوگا رسول محترم نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس کا بیان فرمایا۔ وہ نہ صرف دنیا میں دوبارہ جلوہ گر ہوں گے بلکہ اس زمانے میں امت مسلمہ کے پیشوا حضرت امام مہدی کے ساتھ مل کر دجال کو قتل کریں گے۔

الفصل الاوّل

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيُوْشِكَنَّ اَنْ يَّنْزِلَ فِيْكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضُ الْمَالَ حَتّٰى لَا يَقْبَلَهُ اَحَدٌ حَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَاقْرَءُ وْا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهِ الْاٰيَةَ (متفق عليه).1-2245

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، عنقریب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تم میں عادل حکمران بن کر نازل ہوں گے، وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے، مال کی بہتات ہو جائے گی کوئی بھی مال لینے کو تیار نہ ہوگا۔ حتی کہ ایک سجدہ دنیا و مافیھا سے بہتر ہو گا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ ﷺ نے بیان کیا۔ اگر تم چاہتے ہو تو اس آیت کی تلاوت کرو ”کوئی اہل کتاب میں ایسا باقی نہیں رہے گا۔ جو عیسیٰ کی وفات سے قبل ان پر ایمان نہ لے آئے گا۔“ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا فَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيْبَ وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيْرَ وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ وَلَيَتْرُكَنَّ الْقِلَاصَ فَلَا يَسْعٰى عَلَيْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَا لتَّحَاسُدُ وَلَيَدْعُوَنَّ اِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ اَحَدٌ (رواه مسلم) وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا قَالَ كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ. 2-2246

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا' اللہ کی قسم! عیسیٰ علیہ السلام عادل حکمران کی حیثیت سے آسمان سے نازل ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے۔ خنزیر کو ماردیں گے' ٹیکس ختم کردیں گے اور اونٹنیوں کو چھوڑ دیں گے۔ ان سے کام نہیں لیا جائے گا۔ عداوت' بغض اور حسد ختم ہو جائے گا لوگوں کو مال کی طرف بلایا جائے گا لیکن کوئی بھی مال لینے کے لیے رضامند نہیں ہوگا۔ (مسلم) مسلم کی روایت میں ہے کہ تمہاری کیا حالت ہوگی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تم پر امام بن کر نازل ہوں گے۔

فہم الحدیث

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حدیث میں جو امام کا لفظ آیا ہے۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ وہ امت کے امام ہونگے۔ امت کے امام تو حضرت امام مہدی ہونگے۔ حضرت عیسیٰ بحیثیت حکمران نازل ہونگے۔ اور لوگوں کو حضرت محمد رسول ﷺ کا کلمہ پڑھائیں گے۔ جیسا کہ اگلی حدیث میں وضاحت ہو رہی ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيْسٰى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُوْلُ اَمِيْرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ اُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ (رواه مسلم) 3-2247

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں' رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا' میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق کے لیے لڑتا رہے گا۔ قربِ قیامت تک غالب رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتریں گے۔ مسلمانوں کے امیر کہیں گے۔ آپ آئیں ہمیں نماز پڑھائیں۔ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے نہیں بے شک تم میں بعض لوگ بعض کے امیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عزت سے نوازا ہے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام نہیں امام مہدی کے مقتدی ہوں گے۔
۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امت محمدیہؐ کے عادل حکمران ہوں گے۔
۳۔ وہ صلیب کو توڑیں گے۔
۴۔ حضرت عیسیٰ جزیہ ختم کردیں گے۔

بَابُ قُرْبِ السَّاعَةِ وَإِنَّ مَنْ مَّاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ

قربِ قیامت کے متعلق اور اس بات کا بیان کہ جو شخص فوت ہو گیا اس پر قیامت قائم ہو گئی

رسولِ محترم ﷺ نے قیامت کی نشانیوں اور ہولنا کیوں کے بارے میں بڑی تفصیل کے ساتھ امت کو آگاہ فرمایا ہے۔ اس کے ساتھ اس بات کا شعور عنایت فرمایا کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے لیے تو اصلاً قیامت برپا ہو جاتی ہے کیونکہ قیامت کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا اور اپنے اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ قیامت سے پہلے مرنے والے کے ساتھ یہ عمل قبر میں شروع ہو جاتا ہے۔ اس لیے ارشاد فرمایا کہ ہر مرنے والے پر قیامت قائم ہو جاتی ہے۔ موت اور قیامت میں اس لحاظ سے بھی مماثلت پائی جاتی ہے کہ قیامت کے دن حساب و کتاب کے بعد لوگ اعمال کی بنیاد پر اپنا اپنا انجام پائیں گے۔ یہی صورت حال مرنے والے کو قبر میں درپیش آتی ہے۔ بد کو جہنم کی ہولنا کیوں سے واسطہ پڑتا ہے اور نیک آدمی کو جنت کے نظاروں سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ اس حقیقت کے ساتھ آپ ﷺ نے یہ بھی بتلایا اس وقت جو بھی ذی روح موجود ہے وہ سو سال کے بعد اس دنیا میں نہیں ہوگا۔ اس سے لوگوں کے اس باطل عقیدہ کی بھی نفی ہوتی ہے جو حضرت خضر علیہ السلام کو پانیوں کا بادشاہ اور ہمیشہ زندہ رہنے والی شخصیت سمجھتے ہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنا صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ

''اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔''

الفصل الاول

عَنْ شُعْبَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بُعِثْتُ اَنَا وَ السَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ قَالَ شُعْبَةُ وَسَمِعْتُ قَتَادَةَ يَقُوْلُ فِيْ قَصَصِهٖ كَفَضْلِ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَلَا اَدْرِيْ اَذَكَرَهٗ عَنْ اَنَسٍ اَوْ قَالَهٗ قَتَادَةُ (متفق علیه) 1-2248

پہلی فصل

حضرت شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ قتادہ سے وہ حضرت انس ﷺ سے بیان کرتے ہیں رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا۔ مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے۔ شعبہ کہتے ہیں میں نے قتادہ کو اپنے بیان میں فرماتے ہوئے سُنا جیسا کہ ان دونوں میں سے ایک کو دوسری پر برتری حاصل ہے۔ شعبہ کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کیا انہوں حضرت انس ﷺ سے بیان کیا ہے یا قتادہ کا قول ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ بِشَهْرٍ تَسْئَلُوْنِّیْ عَنِ السَّاعَةِ وَاِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ يَاتِیْ عَلَيْهَا

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی محترم ﷺ کو وفات سے ایک ماہ قبل یہ فرماتے ہوئے سُنا۔ تم مجھ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہو، جبکہ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں اس وقت روئے

مِـائَةُسَـنَةٍوَهِـىَ حَيَّةٌيَـوْمَـئِـذٍ(رواه مسـلـم) 2-2249

زمین پر کوئی ایسی جان نہیں جس پر سو سال گزریں اور وہ پھر بھی زندہ رہے۔ (مسلم)

وَعَـنْ اَبِـىْ سَعِيْدٍ ﷺعَـنِ الـنَّبِىِّ ﷺقَالَ لَا يَـاتِـىْ مِـائَةُسَـنَةٍوَعَـلَـى الْاَرْضِ نَـفْـسٌ مَنْفُوْسَةٌاَلْيَوْمَ (رواه مسلم)3-2250

حضرت ابو سعید خدری ﷺ نبی مکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، آج جو لوگ بقید حیات ہیں ان میں سے کوئی بھی سو سال بعد زمین پر موجود نہیں رہے گا۔ (مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ يَاتُوْنَ النَّبِىَّ ﷺ فَيَسْئَلُوْنَهُ عَنِ السَّاعَةِفَكَـانَ يَنْظُرُ اِلٰى اَصْغَرِهِمْ فَيَقُوْلُ اِنْ يَعِشْ هٰذَا لَا يُدْرِكُهُ الْهَرَمُ حَتّٰى تَقُوْمَ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ (متفق عليه)4-2251

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا بیان کرتی ہیں کچھ دیہاتی نبی مکرم ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے قیامت کے بارے میں سوال کیا آپ ﷺ نے ان میں سے سب سے چھوٹے کی طرف دیکھا اور فرمایا' اگر یہ شخص زندہ رہا اس پر بڑھاپا نہیں آئے گا کہ تم پر قیامت قائم ہو جائے گی۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

اس وفد میں ایک بچہ اور دوسرے لوگ معمّر تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ تم لوگ اس کے بوڑھا ہونے سے پہلے فوت ہو جاؤ گے۔ آدمی کا فوت ہونا اس کے لیے قیامت برپا ہونے کے مترادف ہے۔

خلاصۂ باب

ا۔ جو مر گیا گویا اس پر قیامت قائم ہوگئی۔

۲۔ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے سو سال کے بعد اس وقت کے لوگ زندہ نہ رہے۔

۳۔ ہمیشہ زندہ رہنا رب کبریا کی شان ہے۔

بَابٌ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰی اَشْرَارِ النَّاسِ

قیامت صرف بُروں پر قائم ہوگی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے اسی کی خاطر انسان کو تمام سہولتیں، رعایتیں اور نعمتیں عطا فرمائی ہیں تا کہ انسان اس سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے رب کا شکریہ اور اس کی عبادت اور تابع داری کرتا رہے۔ قیامت کے قریب انسان جب اس مقصد کو یکسر فراموش کر دیں گے تو ایسے اشرار لوگوں پر قیامت برپا کر دی جائے گی گویا کہ قیامت اس بات کا عملی اعلان ہوگا کہ اب اس کائنات کا مقصد فوت ہو چکا ہے لہٰذا ہر چیز کو ختم کرنے کے ساتھ تمام جنات اور انسانوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دیا جائے تا کہ ہر کسی کو اس کے اعمال کا نتیجہ دکھلایا جائے۔ آپ ﷺ نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ قیامت برپا ہونے سے پہلے نیک لوگ فوت کر دیے جائیں گے یہ نیک لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل ہوگا کہ ربِ کریم انہیں قیامت کی بہت سی ہولنا کیوں سے بچالیں گے۔ اور قیامت صرف فاسق اور فاجر لوگوں پر قائم ہوگی۔

الفصل الاوّل — پہلی فصل

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی لَا يُقَالَ فِی الْاَرْضِ اَللّٰهُ اَللّٰهُ وَفِی رِوَايَةٍ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰی اَحَدٍ يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ (رواه مسلم) 1-2252

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک زمین پر اللہ اللہ کی آواز آنا ختم نہ ہو جائے گی ایک روایت میں ہے قیامت ایسے شخص پر قائم نہیں ہوگی، جو اللہ اللہ کہنے والا ہوگا۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰی شِرَارِ الْخَلْقِ (رواه مسلم) 2-2253

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا۔ قیامت تو مخلوق میں سے بدتر لوگوں پر قائم ہوگی۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَضْطَرِبَ اَلْيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ حَوْلَ ذِی الْخَلَصَةِ وَ ذُوالْخَلَصَةِ طَاغِيَةُ دَوْسِ الَّتِیْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ فِی الْجَاهِلِيَّةِ (متفق عليه) 3-2254

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا! اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک دوس قبیلہ کی عورتیں اپنے کولہے ذوالخلصہ نامی بت کے گرد نہ مٹکائیں گی۔ ذوالخلصہ قبیلہ دوس کے ایک بت کا نام ہے۔ جسکی وہ زمانہ جاہلیت میں عبادت کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ میں نے رسول محترم ﷺ کو فرماتے سنا۔ رات اور دن اس وقت تک ختم نہیں

وَالنَّهَارُ حَتّٰى يُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُ لَاَظُنُّ حِيْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِىْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ اَنَّ ذٰلِكَ تَامًّا قَالَ اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ مِنْ ذٰلِكَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ رِيْحًا طَيِّبَةً فَتَوَفّٰى كُلَّ مَنْ كَانَ فِىْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَيَبْقٰى مَنْ لَا خَيْرَ فِيْهِ فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰى دِيْنِ اٰبَائِهِمْ(رواہ مسلم)4-2255

ہوں گے جب تک لات وعزیٰ کی عبادت نہ ہونے لگ جائے گی۔ میں نے عرض کیا۔اے اللہ کے رسول! میں سمجھتی تھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”اللہ تو وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور سچا دین عطا کرکے بھیجا تاکہ اس کو دوسرے تمام دینوں پر غالب کر دے۔ اگرچہ مشرکین اسے ناپسند جانیں“ پھر بھی یہ دین غالب ہوگا۔آپ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا ۔پھر اللہ تعالیٰ ایک لطیف ہوا بھیجے گا۔جس سے ہر وہ شخص فوت ہو جائے گا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا اور وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جن میں کوئی نیکی نہیں ہوگی۔تو وہ اپنے آباؤ اجداد کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔(مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَمْكُثُ اَرْبَعِيْنَ لَا اَدْرِىْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ عَامًا فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَاَنَّهٗ عُرْوَةُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَيَطْلُبُهٗ فَيُهْلِكُهٗ ثُمَّ يَمْكُثُ فِى النَّاسِ سَبْعَ سِنِيْنَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ رِيْحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فِىْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ اَوْ اِيْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْهُ حَتّٰى لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ دَخَلَ فِىْ كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَقْبِضَهٗ قَالَ فَيَبْقٰى شِرَارُ النَّاسِ فِىْ خِفَّةِ الطَّيْرِ وَاَحْلَامِ السِّبَاعِ لَا يَعْرِفُوْنَ مَعْرُوْفًا وَلَا يُنْكِرُوْنَ مُنْكَرًا فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فَيَقُوْلُ اَلَا تَسْتَحْيُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ فَمَا تَاْمُرُنَا فَيَاْمُرُهُمْ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا دجال نکلے گا اور چالیس تک رہے گا۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنھما کہتے ہیں۔مجھے نہیں معلوم چالیس دن، چالیس ماہ یا چالیس سال تھے پھر اللہ تعالیٰ عیسی علیہ السلام بن مریم کو نازل کریں گے۔گویا کہ وہ عروہ بن مسعود ؓ کے مشابہ ہوں گے۔وہ دجال کو تلاش کریں گے اور اسے ہلاک کردیں گے اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام سات سال تک دنیا میں رہیں گے ہر دو انسانوں کے درمیان کوئی عداوت نہیں رہے گی ۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ٹھنڈی ہوا بھیجے گا اور زمین پر کوئی بھی ایسا نہیں رہے گا جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا' یہاں تک کہ اگر کوئی پہاڑ کے اندر بھی داخل ہوا تو وہ اس تک پہنچ جائے گی اور اس کی جان قبض کرلے گی۔آپ ﷺ نے فرمایا اس کے بعد بدترین لوگ رہ جائیں گے۔ جو پرندوں کی مانند تیز

بِعِبَادَةِ الْاَوْثَانِ وَهُوَ فِيْ ذَالِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَلَا يَسْمَعُهُ اَحَدٌ اِلَّا اَصْغٰى لِيْتًا وَرَفَعَ لِيْتًا قَالَ فَاَوَّلُ مَنْ يَّسْمَعُهُ رَجُلٌ يَلُوْطُ حَوْضَ اِبِلِهٖ فَيَصْعَقُ وَيَصْعَقُ النَّاسُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا كَاَنَّهُ الطَّلُّ فَيَنْبُتُ مِنْهُ اَجْسَادُ النَّاسِ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا قِيَامٌ يَنْظُرُوْنَ ثُمَّ يُقَالُ يَااَيُّهَاالنَّاسُ هَلُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ قِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ فَيُقَالُ اَخْرِجُوْا بَعْثَ النَّارِ فَيُقَالُ مِنْ كَمْ كَمْ فَيُقَالُ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ قَالَ فَذَالِكَ يَوْمٌ يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا وَذَالِكَ يَوْمٌ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ(رواہ مسلم) 5-2256

طرار اور درندوں کی طرح سخت ہوں گے۔ وہ نہ بھلائی کے متعلق جانتے ہوں گے اور نہ برائی کو برا جانیں گے۔ شیطان ان کے پاس انسانی شکل میں جا کر کہے گا۔ کیا تمہیں شرم وحیا نہیں آتی ؟ وہ کہیں گے تو ہمیں کیا حکم دیتا ہے؟ تو شیطان انہیں بتوں کی عبادت کا کہے گا اور اس حالت میں بھی انہیں بکثرت رزق مل رہا ہو گا۔ ان کی زندگی عیش وعشرت والی ہوگی۔ پھر صور پھونکا جائے گا۔ جو بھی اس کی آواز سنے گا اپنے سر کو ایک طرف جھکا دے گا اور دوسری طرف اونچا کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا' صور کی آواز سننے والا پہلا شخص وہ ہوگا جو اپنے اونٹوں کے لئے حوض لیپ رہا ہوگا۔ وہ بے ہوش ہو جائے گا اور لوگ بھی بے ہوش ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ شبنم کی طرح بارش بھیجے گا۔ اس سےلوگوں کے جسم نمودار ہوں گے ۔ پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا، تو سب لوگ کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔ پھر منادی کی جائے گی کہ اے لوگو! اپنے رب کے پاس جلدی پہنچو۔ فرشتوں سے کہا جائے گا "انہیں روک لو' ان سے سوالات کئے جائیں گے" حکم ہوگا جہنم کی طرف جانے والوں کو نکالو' پوچھا جائے گا۔ کتنوں میں کتنے جہنمی ہیں؟ حکم ہوگا۔ ہزار میں سے نوسو ننانوے جہنمی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا "یہ ایسا دن ہوگا، جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا" اور یہ ایسا دن ہوگا جس روز پنڈلی سے کپڑا اتارا جائے گا۔" (مسلم)

فہم الحدیث

قرآن مجید سورہ زمر: 69 میں ہے کہ محشر کے دن جب اللہ تعالیٰ جلوہ گر ہونگے تو اپنی پنڈلی مبارک سے کپڑا ہٹا دیں گے۔ تب جو لوگ دنیا میں اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک سمجھ کر نماز پڑھتے رہے ہوں گے سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ باقی تمام لوگوں کی کمریں تختہ ہو جائیں گی۔

خلاصۂ باب

۱۔ قیامت کے وقت ایک شخص بھی کلمہ پڑھنے والا نہیں ہوگا۔ ۲۔ قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی۔ ۳۔ قیامت کے نزدیک بے حیائی بہت زیادہ ہوگی۔ ۴۔ قیامِ قیامت سے پہلے ہلکی اور ٹھنڈی ہوا کے ذریعے مومنوں کی جان قبض کر لی جائے گی۔
۵۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کے بعد سات سال تک زندہ رہیں گے۔ ۶۔ قیامت کے نزدیک شرک کا دور دورہ ہوگا۔
۷۔ صور پھونکنے کے ساتھ ہی لوگ مرنا شروع ہو جائیں گے۔ ۸۔ دوسرا صور پھونکنے سے پہلے شبنم کی ہلکی بارش ہوگی۔

بَابُ النَّفْخِ فِيْ الصُّوْرِ

صور پھونکنے کا بیان

اسلام میں توحید ورسالت کے بعد جس نظریہ پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے وہ عقیدۂ آخرت ہے۔ آخرت پر ایمان لائے بغیر اچھے کردار کی حوصلہ افزائی اور شر کو دبانا اور مٹانا ناممکن ہو جاتا ہے کیونکہ جب تک خیر اور بھلائی کرنے والے کو یہ یقین نہ ہو کہ اگر دنیا میں نیکی کی ترویج اور بھلائی کی قدر افزائی نہیں ہو رہی تو زیادہ غم کی بات نہیں۔ ایک دن تو ایسا آنے والا ہے جب خیر کے ایک ایک جز کے بدلے میں مجھے انعام واکرام سے نوازا جائے گا۔ عقیدۂ آخرت پر ایمان برائی کی بیخ کنی اور بدکرداری کی حوصلہ شکنی کے لیے اس لئے بھی ضروری ہے کہ ایک ظالم اور سفاک کو یہ پتا ہونا چاہیے کہ دنیا میں مجھے اگر کوئی پوچھنے اور ٹوکنے والا نہیں آخر میں تو مجھے عدالت کے اس کٹہرے میں کھڑا ہونا ہے جہاں دباؤ جھکاؤ اور کسی قسم کی کرپشن کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے قرآن حکیم میں عقیدۂ آخرت کے اثبات اور احساس کے لیے فکری اور نظری دلائل کے ساتھ بہت عملی اور مشاہداتی دلائل ہیں۔ ہر رسول فکری دلائل کے ساتھ عملی اور مشاہداتی دلائل کے ذریعے آخرت کے بارے میں لوگوں کو ایمان ویقین کی دعوت دیا کرتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اس عقیدے کے بارے میں اطمینان قلب کیلئے اللہ کے حضور یہ درخواست کی تو انہیں چار پرندوں کو اپنے ساتھ مانوس کرنے کے بعد ذبح کرنے اور مختلف پہاڑوں پر ان کے گوشت پوست کو رکھنے کا حکم دیا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز پر پرندے زندہ ہو کر آپ کے پاس آئے گا اسکی تفصیل تیسرے پارے میں موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں ہزاروں لوگوں کا مرنے کے بعد پھر اٹھ کھڑا ہونا اور قتل کے کیس میں مقتول کا زندہ ہو کر اپنے قاتل کا پتہ اور مکمل وقوعہ بیان کرنا اس کی تفصیل پہلے پارے میں پائی جاتی ہے۔ حضرت عزیرؑ کا سو سال کے بعد اٹھنا پھر انکے سامنے انکے گدھے کو دوبارہ زندہ کرنے کا مشاہدہ کروایا جا گیا۔ اصحاب کہف کا تین سو سال سے زائد عرصہ کے بعد اٹھ کھڑا ہونا عقیدۂ آخرت پر ایمان لانے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ وہ ناقابل تردید دلائل ہیں جو بڑے بڑے انبیاء کرام کی زبان سے ہی نہیں بلکہ ان کے سامنے عملی طور پر پیش کئے گئے۔ جبکہ آخرت کے عقیدے کے بغیر آدمی کا سنورنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس لئے قرآن مجید اور رسول کریم ﷺ نے تفصیلی دلائل کے ساتھ اس نظریے سے آگاہ فرمایا تاکہ لوگ یومِ آخرت کی بازپرس کے لئے اپنے آپ کو آمادہ اور تیار کریں۔ قیامت قائم ہونے سے پہلے اسکی تین قسم کی نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ پہلے رونما ہونے والیں' ان کے بعد واقع ہونے والیں' تیسری اور آخری نشانیاں وہ ہیں جو قیامت کے نزدیک ظاہر ہوں گی۔ ان کے ظہور کے بعد قیامت برپا ہونے میں زیادہ مدت نہیں ہوگی۔ تینوں قسم کی نشانیوں اور ہر ایک نشانی کے بعد دوسری کے وارد ہونے میں کتنے سال اور صدیوں کا وقفہ ہوگا اللہ تعالیٰ کے سوا اس کا کسی کو علم نہیں۔ البتہ پہلے صور کے ساتھ اس دنیا کی انتہا اور دوسرے کے ساتھ آخرت کی ابتدا ہو جائے گی۔ اور صور پھونکنے والا فرشتہ بھی ساتھ ہی دم توڑ جائے گا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عملی شکل میں حرف بحرف سامنے آ جائے گا

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (القصص:۸۸)

''ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اسکی ذات کے فرمان روائی اسی کی ہے اور اسی کی طرف تم سب پلٹائے جانے والے ہو۔''

پہلے اور دوسرے صور کے درمیان کتنے سالوں کا وقفہ ہوگا قرآن اور حدیث میں اس کے بارے میں کچھ نہیں بتلایا گیا۔ جب دوسرا صور پھونکا جائے گا تو اس سے پہلے صحراؤں' دریاؤں اور پہاڑوں کو برابر کر کے ایک ایسا چٹیل میدان تیار ہوگا جس میں کسی قسم کی سلوٹ اور نشیب وفراز نہیں پایا جائے گا۔ زمین پر ہلکی بارش کے بعد لوگوں کو زندہ کیا جائے گا۔ میدانِ حشر کیلئے لوگوں کو آگ اکٹھا کرے گی۔ اور انسان اپنے اعمال کی بنیاد پر محشر کے میدان کی طرف چلیں گے۔ جن میں حسب مراتب سواریوں پر' پیدل چلنے والے اور اللہ کے سرکشوں اور نافرمانوں اور کافروں کو الٹے منہ چل کر رب ذوالجلال کے حضور پیش ہونا ہوگا۔

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ٥ وَّ حُمِلَتِ الْاَ رْضُ وَ الْجِبَالُ فَدُكَّتَادَكَّةً وَّاحِدَةً ٥ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ٥ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ . (الحاقة ۶۹. ۱۳. ۱۶)

''پھر جب صور میں پھونک ماردی جائے گی اور زمین اور پہاڑوں کو اٹھا کر ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ کردیا جائے گا' اس روز وہ ہونے والا واقعہ پیش آجائے گا۔ اس دن آسمان پھٹے گا اور اس کی بندش ڈھیلی پڑجائے گی۔''

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَاهُمْ مِنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ٥ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هٰذَا مَا وَعَدَالرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ٥ اِنْ كَانَتْ اِلَّاصَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَاهُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ٥

(يٰسين ۳۶. ۵۱ تا ۳۵)

''پھر ایک صور پھونکا جائے گا اور یکا یک سب اپنے رب کے حضور پیش ہونے کیلئے اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے گھبرا کر کہیں گے' ارے یہ کس نے ہمیں ہماری خواب گاہ سے اٹھا کھڑا کیا؟۔ یہ وہی چیز ہے جس کا خدائے رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں کی بات سچی تھی۔ ایک ہی زور کی آواز ہوگی اور سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کردیے جائیں گے۔''

الفصل الاول

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ اَرْبَعُوْنَ قَالُوْا يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا قَالَ اَبَيْتُ قَالُوْا اَرْبَعُوْنَ شَهْرًا قَالَ اَبَيْتُ قَالُوْا اَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ اَبَيْتُ ثُمَّ يُنْزِلُ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ قَالَ وَلَيْسَ مِنَ الْاِنْسَانِ شَيْءٌ لَا يَبْلٰى اِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (متفق عليه) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوصور پھونکنے کا عرصہ چالیس ہوگا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان کے شاگردوں نے کہا چالیس دن؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں یہ نہیں کہتا۔ انہوں نے استفسار کیا چالیس ماہ ہیں؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا میں یہ نہیں کہتا۔ نے انہوں پھر پوچھا چالیس سال ہیں؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں یہ بھی نہیں کہتا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ بارشوں کو نازل فرمائے گا ۔تو لوگ یوں اگیں گے جس طرح انگوری اگتی ہے۔ آپ

كُلُّ ابْنِ اٰدَمَ يَاْكُلُهُ التُّرَابُ اِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ مِنْهُ خُلِقَ وَفِيْهِ يُرَكَّبُ. 1-2257

ﷺ نے فرمایا، انسان کی دمچی کے علاوہ ہر چیز بوسیدہ ہو جائے گی۔ روزِ قیامت اسی سے تمام اعضا کو جوڑا جائے گا۔

(بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا انسان کے تمام اعضاء کو مٹی کھا جائے گی۔ لیکن دمچی کو نہیں کھائے گی اسی سے پیدا کیا جائے گا اور جوڑا جائے گا۔

فہم الحدیث

پیٹھ کی طرف ریڑھ کی ہڈی کے آخری مہرا کو دمچی کہا جاتا ہے۔ اس سے مراد ہڈی کا ٹکڑا نہیں بلکہ انسانی جسم کا کوئی سیل مراد ہے۔ جس پر انسانی جسم کی ساخت کا انحصار ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَطْوِى السَّمَاءَ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ (متفق عليه) 2-2258

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو اپنے قبضہ میں لے لے گا۔ اور آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دائیں ہاتھ میں لے کر فرمائے گا۔ میں ہی بادشاہ ہوں۔ کہاں ہیں زمین کے بادشاہ، (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَطْوِى اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَاْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ ثُمَّ يَطْوِىْ الْاَرْضِيْنَ بِشِمَالِهٖ وَفِىْ رِوَايَةٍ يَاْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْاُخْرٰى ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ الْجَبَّارُوْنَ اَيْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ (رواه مسلم) 3-2259

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑ کر اعلان کرے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں' متکبر کہاں ہیں؟ اس کے بعد زمین کو اپنے بائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا ایک دوسری روایت میں ہے۔ انہیں دوسرے ہاتھ میں پکڑے گا۔ اور اعلان فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں، جابر کہاں ہیں؟ متکبر کہاں ہیں؟ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ حِبْرٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ اِلَى النَّبِىِّ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْاَرْضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ وَالشَّجَرَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْمَاءَ وَالثَّرٰى وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰى اِصْبَعٍ ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ فَيَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَنَا اللّٰهُ فَضَحِكَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں ایک یہودی عالم حاضر ہوا اس نے کہا اے محمد ﷺ! اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمین کو ایک انگلی پر، پہاڑوں اور درختوں کو ایک انگلی پر، پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر، اور باقی مخلوق کو ایک انگلی پر رکھا ہوا ہو گا۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں حرکت دے گا۔ اور اعلان

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعَجُّبًا مِمَّا قَالَ الْحِبْرُ تَصْدِيقًا لَـهُ ثُـمَّ قَـرَأَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَـمِيْعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَـمِيْـنِـهٖ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (متفق عليه) 4-2260

کرے گا میں بادشاہ ہوں، میں اللہ ہوں۔ نبی محترم ﷺ تعجب سے مسکرائے اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ’’انہوں نے اللہ تعالیٰ کو صحیح طور پر نہ پہچانا حالانکہ قیامت کے روز تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی، اور تمام آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے، اللہ ان سے پاک اور بلند ہے جن کو وہ اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں‘‘ (بخاری ومسلم)

وَعَـنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قَوْلِهٖ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْـرَ الْاَرْضِ وَالسَّـمٰوٰتُ فَاَيْنَ يَكُوْنُ النَّاسُ يَـوْمَـئِـذٍ قَـالَ عَلَى الصِّرَاطِ - (رواه مسلم) 5-2261

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسولِ محترم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق پوچھا ’’جس دن زمین تبدیل کردی جائے گی اور آسمان لپیٹ لیے جائیں گے‘‘۔ اس روز لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، پل صراط پر ہوں گے۔ (مسلم)

وَعَـنْ اَبِـىْ هُرَيْرَةَ ؓ قَـالَ قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلشَّـمْسُ وَالْقَمَرُ مُكَوَّرَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (رواه البخاری) 6-2262

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے روز سورج اور چاند لپیٹ دیے جائیں گے۔ (بخاری)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَـالَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ الصُّوْرُ قَالَ وَالرَّاجِفَةُ النَّفْخَةُ الْاُوْلٰـى وَالـرَّادِفَةُ الثَّـانِيَةُ (رواه البخاری فی ترجمة باب) 7-2263

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کہ ’’جب صور میں پھونکا جائے گا‘‘ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’الراجفہ‘‘ سے مراد پہلی دفعہ صور پھونکنا ہے اور الرادفہ سے مراد دوسری بار صور پھونکنا ہے۔ امام بخاری نے اس حدیث کو ترجمۃ الباب میں ذکر کیا ہے۔

فہم الحدیث

امام بخاری حدیث نقل کرنے سے پہلے اس کا عنوان رکھتے ہیں۔ جسے ترجمۃ الباب کہا جاتا ہے۔

خلاصہء باب

۱۔ قیامت کے دن انسان کو اس کی دمچی سے پیدا کیا جائے گا۔ ۲۔ دمچی کے علاوہ جسم کو مٹی کھا جاتی ہے۔ ۳۔ محشر کے دن اللہ تعالیٰ پوری کائنات کو اپنی انگلیوں پر رکھ کر سوال کریں گے۔ جابر اور متکبر حکمران اب کہاں ہیں؟ ۴۔ چاند اور سورج کو بے نور کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ ۵۔ پہلے صور پر کائنات تباہ ہو جائے گی اور دوسرے پر انسانوں کو زندہ کیا جائے گا۔

بَابُ الْحَشْرِ

قیامت کے دن مخلوق کا جمع ہونا

میدانِ محشر میں لوگوں کو بہت سی مشکلات اور کئی قسم کے کٹھن مراحل سے گزرنا پڑے گا۔ جب لوگ اکٹھے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کا عرش لایا جائے گا، جو آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ (الحاقہ پ۲۹) اللہ تعالیٰ کے جلال اور رعب کی وجہ سے عرش سے چرچراہٹ کی آوازیں آ رہی ہوں گی۔ جونہی اللہ تعالیٰ جلوہ گر ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال اور اس کے انوار و تجلّیات کی وجہ سے کائنات کا ذرہ ذرہ منور ہو جائے گا (الزمر)۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی منکشف فرمائیں گے، تو جو انسان اور جنات دنیا میں اپنے رب کی خالص عبادت کرتے رہے وہ سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ مشرک' کافر اور منافق جھکنے کی کوشش کریں گے، لیکن ان کی کمریں تختہ بن جائیں گی۔

میدان حشر میں ملائکہ قطار اندر قطار کھڑے ہوں گے۔ لوگ برہنہ اور اپنے پسینے میں شرابور ہوں گے۔ اعمال کی پیشی اور اللہ تعالیٰ کے جلال کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے کی جرأت نہیں کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے لوگ حواس باختہ ہوں گے۔ جہنم کو زنجیروں سے جکڑ کر لوگوں کے سامنے لایا جائے گا۔ نہ معلوم کتنی مدت تک لوگ اس حالت میں رہیں گے۔ بالآخر لوگ انتہائی مجبور ہو کر حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے، کہ اے ہمارے جدِ اکبر آپ رب کریم کی خدمت میں ہماری سفارش کریں، کہ ہمارا حساب و کتاب شروع کیا جائے۔ لیکن آدم علیہ السلام معذرت کریں گے۔ لوگ یکے بعد دیگرے مختلف انبیائے کرام کے حضور جائیں گے۔ سب کے انکار پر آخر میں سرور دو عالم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوں گے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو کر مقامِ محمود پر طویل ترین سجدہ کرتے ہوئے، عرض کریں گے' کہ یا اللہ لوگوں کو اپنا حساب پیش کرنے کی اجازت عنایت فرمائیں۔ آپ ﷺ کو یہ کہہ کر سجدہ سے اٹھایا جائے گا کہ میرے محبوب آپ کی سفارش کو شرفِ باریابی بخشا جاتا ہے۔

جونہی لوگوں کا حساب و کتاب شروع ہوگا تو اعمال نامے پرواز کرتے ہوئے خود بخود لوگوں تک پہنچ جائیں گے۔ نیک لوگوں کو دائیں ہاتھ میں اعمال نامے ملیں گے تو ان کے چہرے منور اور خوشی سے باغ باغ ہوں گے۔ اور وہ اپنے عزیز و اقربا کو یہ کہہ کر اپنا اعمال نامہ پڑھنے کے لیے پیش کریں گے، کہ ہمیں تو پہلے ہی یقین تھا کہ رب کریم ہمارے ساتھ ضرور شفقت و مہربانی فرمائے گا۔

فاسق و فاجر' مشرک اور کافروں کو پشت کی طرف سے سامنے ہاتھ نکال کر بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا۔ اعمال نامہ ملتے ہی ان کے چہرے سیاہ' خوفناک اور انتہائی ذلت آمیز اور بھیانک صورت اختیار کر لیں گے۔ ہر مجرم اس بات کی خواہش کرے گا، کہ کاش میرا حساب و کتاب نہ ہوتا اور میں اس سے پہلے مر کر مٹی کے ساتھ مٹی ہو جاتا۔

حساب و کتاب میں حقوق اللہ کے بارے میں سب سے پہلے نماز کے متعلق سوال ہوگا اور حقوق العباد کے سلسلہ میں اولین قتل کے مقدمات نمٹائے جائیں گے۔ اور سب سے پہلے ریاء کار جہنم میں پھینکے جائیں گے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى اَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ لَيْسَ فِيْهَا عَلَمٌ لِاَحَدٍ (متفق عليه)2264-1

حضرت سہل بن سعد ﷺ بیان کرتے ہیں ۔رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے روز لوگوں کو سرخی مائل سفید زمین پر جمع کیا جائے گا۔زمین میدے کی روٹی کی مانند ہوگی زمین پر کسی قسم کا نشان نہ ہوگا۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

قرآن مجید کا ارشاد ہے، کہ دیکھنے والا اس دن زمین میں کسی قسم کا نشیب وفراز نہیں دیکھ پائے گا۔یعنی محشر کا میدان بالکل ہموار اور برابر ہوگا۔رسول محترم ﷺ نے فرمایا یہ اس قدر ہموار ہوگی، جیسے روٹی برابر ہوتی ہے۔

وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَكُوْنُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خُبْزَةً وَاحِدَةً يَتَكَفَّأُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهٖ كَمَا يَتَكَفَّأُهَا اَحَدُكُمْ خُبْزَتَهٗ فِي السَّفَرِ نُزُلًا لِاَهْلِ الْجَنَّةِ فَاَتٰى رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَارَكَ الرَّحْمٰنُ عَلَيْكَ يَااَبَاالْقَاسِمِ اَلَا اُخْبِرُكَ بِنُزُلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ بَلٰى قَالَ تَكُوْنُ الْاَرْضُ خُبْزَةً وَّاحِدَةً كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَيْنَا ثُمَّ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِاِدَامِهِمْ بَالَامٌ وَنُوْنٌ قَالُوْا وَمَا هٰذَا قَالَ ثَوْرٌ وَّنُوْنٌ يَاكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا سَبْعُوْنَ اَلْفًا (متفق عليه)2265-2

حضرت ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں ۔رسولِ معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔قیامت کے دن زمین روٹی کی مانند ہوگی۔اللہ رب العزت اس کو اپنے ہاتھ میں اپنی روٹی کو الٹا سیدھا کریں گے۔جیسے تم میں سے کوئی شخص دورانِ سفر الٹی سیدھی کرتا ہے۔اور یہ روٹی جنت والوں کی مہمانی ہوگی۔ ایک یہودی نے آ کر عرض کیا! اے ابوالقاسم! رحمٰن آپ پر برکت فرمائے ! کیا میں آپ ﷺ کو قیامت کے دن جنتیوں کی مہمانی کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ضرور! اس نے کہا: زمین ایک روٹی کی طرح ہوگی ۔جیسے رسول معظم ﷺ نے بتلایا تھا۔نبیِ گرامی ﷺ نے ہماری طرف دیکھا۔اور اس قدر ہنسے کہ آپ ﷺ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں۔اور پھر اس یہودی نے کہا! کیا میں آپ ﷺ کو ان کے سالن کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ وہ بالام اور نون ہے۔صحابہ نے استفسار کیا یہ کیا ہے؟ یہودی نے کہا: اس سے مراد بیل اور مچھلی ہے۔جس کے جگر کے ٹکڑے کو ستر ہزار افراد کھائیں گے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى ثَلٰثِ طَرَائِقَ رَاغِبِيْنَ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔سرورِ دوعالم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو تین قسموں میں جمع کیا جائے گا

وَرَاهِبِيْنَ وَاثْنَانِ عَلٰى بَعِيْرٍ وَثَلٰثَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَاَرْبَعَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَعَشْرَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَتَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا وَتَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ اَصْبَحُوْا وَتُمْسِيْ مَعَهُمْ حَيْثُ اَمْسَوْا (متفق عليه) 3-2266

۔ایک قسم امید رکھنے والے۔دوسری قسم ڈرنے والے اور دو شخص ایک اونٹ پر، تین شخص ایک اونٹ پر، چار شخص ایک اونٹ پر اور دس شخص ایک اونٹ پر سوار ہوں گے۔تیسری قسم میں باقی ماندہ لوگ ہوں گے جن کو آگ دھکیلے گی۔جہاں وہ قیلولہ کریں گے۔وہ ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی۔وہ ان کے ساتھ رات گزارے گی، جہاں وہ رات گزاریں گے۔وہ ان کے ساتھ صبح کرے گی، جہاں انہوں نے صبح کی ہوگی۔وہ ان کے ساتھ شام کرے گی، جہاں انہوں نے شام کی ہوگی۔(بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَاَ كَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيْدُهٗ وَعْدًا عَلَيْنَا اِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ (انبياء 104/21) وَاَوَّلُ مَنْ يُّكْسٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِبْرَاهِيْمُ وَاِنَّ اُنَاسًا مِنْ اَصْحَابِيْ يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اُصَيْحَابِيْ! اُصَيْحَابِيْ! فَيَقُوْلُ اِنَّهُمْ لَنْ يَّزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُذْ فَارَقْتَهُمْ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ اِلٰى قَوْلِهٖ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (متفق عليه) 4-2267

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما رسول معظم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً تمہیں قیامت کے دن ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے اٹھایا جائے گا۔اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "جس طرح ہم نے ان کو پہلی بار پیدا کیا، اسی طرح ہم ان کو لوٹائیں گے یہ وعدہ ہم پہ لازم ہے۔اور بے شک ہم ایسے ہی کرنے والے ہیں" (انبیاء 21-104) قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔اور میرے کچھ ساتھیوں کو بائیں جانب یعنی دوزخ کی طرف لے جایا جائے گا۔میں کہوں گا: یہ میرے صحابی ہیں یہ میرے صحابی ہیں۔وہ فرشتے کہیں گے کہ جب آپ ﷺ ان سے جدا ہوئے تو یہ دین سے پھر گئے۔تب میں وہی کہوں گا، جو نیک بندے (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا تھا "جب تک میں ان میں رہا ان پر نگران تھا" آپ نے یہاں تک آیت تلاوت کی۔اللہ غالب حکمت والا ہے۔(مائدہ ۵۔۱۱۷۔۱۱۸)(بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِيْعًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اَلْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ يَّنْظُرَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسولِ معظم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔لوگ قیامت کے دن ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بلا ختنہ اٹھائے جائیں گے۔میں نے کہا: اے اللہ کے رسول کیا مرد اور عورتیں اکٹھے ہوں گے۔وہ ایک دوسرے کی جانب دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ (متفق علیہ) 2268-5

اس دن کا معاملہ اس کے برعکس ہوگا۔

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ رَجُلاً قَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ کَیْفَ یُحْشَرُ الْکَافِرُ عَلٰی وَجْھِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَالَ اَلَیْسَ الَّذِیْ اَمْشَاہُ عَلَی الرِّجْلَیْنِ فِی الدُّنْیَا قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یُّمْشِیَہٗ عَلٰی وَجْھِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (متفق علیہ) 2269-6

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں۔ایک آدمی نے کہا۔اے اللہ کے رسول! قیامت کے دن کافر کس طرح منہ کے بل چل کر میدان محشر کی طرف جائیں گے؟۔آپ ﷺ نے فرمایا۔کیا وہ ذات اس بات پر قدرت نہیں رکھتی، جس نے دنیا میں ان کو پاؤں پر چلنے کو طاقت دی کہ قیامت کے دن ان کو منہ کے بل چلائے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ یَلْقٰی اِبْرَاھِیْمُ اَبَاہُ اٰزَرَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَعَلٰی وَجْہِ اٰزَرَ قَتَرَۃٌ وَّغَبَرَۃٌ فَیَقُوْلُ اِبْرَاھِیْمُ اَلَمْ اَقُلْ لَّکَ لَا تَعْصِنِیْ فَیَقُوْلُ لَہٗ اَبُوْہُ اَلْیَوْمَ لَا اَعْصِیْکَ فَیَقُوْلُ اِبْرَاھِیْمُ یَارَبِّ اِنَّکَ وَعَدْتَّنِیْ اَنْ لَّا تُخْزِیَنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ فَاَیُّ خِزْیٍ اَخْزٰی مِنْ اَبِی الْاَبْعَدِ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْجَنَّۃَ عَلَی الْکَافِرِیْنَ ثُمَّ یُقَالُ لِاِبْرَاھِیْمَ اُنْظُرْ مَا تَحْتَ رِجْلَیْکَ فَیَنْظُرُ فَاِذَا ھُوَ بِذِیْخٍ مُّتَلَطِّخٍ فَیُؤْخَذُ بِقَوَائِمِہٖ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ (رواہ البخاری) 2270-7

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔رسول محترم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام اپنے والد آزر سے ملیں گے۔اس کے چہرے پر سیاہی اور گرد وغبار ہوگا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے فرمائیں گے۔کیا میں نے تمہیں دنیا میں نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کریں؟ ان کے والد جواب دیں گے: آج کے دن میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔اس پر ابراہیم علیہ السلام اپنے رب کے حضور عرض کریں گے: اے میرے پروردگار! بے شک آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا، کہ حشر کے دن آپ مجھ کو رسوا نہیں کریں گے اور اس سے بڑھ کر کیا ذلت ہو سکتی ہے، کہ میرا باپ ذلیل ہوا جا رہا ہے۔اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، بلاشبہ میں نے کافروں پر جنت حرام کردی ہے۔پھر ابراہیم علیہ السلام سے کہا جائے گا: اپنے قدموں کی طرف دیکھو!۔وہ دیکھیں گے، تو آپ کا باپ گندگی میں لتھڑا ہوا بجو ہوگا، جس کو ٹانگوں سے پکڑ کر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔(بخاری)

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَعْرَقُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حَتّٰی یَذْھَبَ عَرَقُھُمْ فِی الْاَرْضِ سَبْعِیْنَ ذِرَاعًا وَیُلْجِمُھُمْ حَتّٰی یَبْلُغَ اٰذَانَھُمْ (متفق علیہ) 2271-8

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔قیامت کے دن لوگ پسینے میں شرابور ہوں گے۔ان کا پسینہ زمین میں ستر ہاتھ تک پھیل جائے گا۔اور حتی کہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنِ الْمِقْدَادِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ تُدْنَی الشَّمْسُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنَ

حضرت مقداد ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے سرور دو عالم ﷺ سے یہ فرماتے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے:

الْخَلْقِ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيْلٍ فَيَكُوْنُ النَّاسُ عَلٰى قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ فِى الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ اِلٰى حَقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُمُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا وَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ اِلٰى فِيْهِ (رواه مسلم)2272-9

قیامت کے دن سورج لوگوں سے ایک میل کی مسافت پر ہوگا: لوگوں کا پسینہ ان کے اعمال کے مطابق ہوگا۔ بعض لوگوں کے ٹخنوں تک، بعض کے گھٹنوں تک، بعض کی کمر تک اور بعض کے منہ تک پسینہ ہوگا۔ یہ بیان کرتے ہوئے رسولِ معظم ﷺ نے منہ کی طرف اشارہ کیا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا اٰدَمُ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِىْ يَدَيْكَ قَالَ اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ فَعِنْدَهٗ يَشِيْبُ الصَّغِيْرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَيُّنَا ذٰلِكَ الْوَاحِدُ قَالَ اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا وَّمِنْ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ اَلْفًا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ اَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا قَالَ مَا اَنْتُمْ فِى النَّاسِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِىْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَبْيَضَ اَوْ كَشَعْرَةٍ بَيْضَاءَ فِىْ جِلْدِ ثَوْرٍ اَسْوَدَ (متفق عليه)2273-10

حضرت ابوسعید الخدری ؓ بیان کرتے ہیں: رسول محترم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اے آدم! وہ کہیں گے: میں حاضر ہوں! میں حاضر ہوں! ہر قسم کی خیر تیرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: دوزخیوں کی جماعت الگ کرو۔ آدم علیہ السلام پوچھیں گے: دوزخی کتنے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ایک ہزار انسانوں میں سے نو سو ننانوے۔ اس وقت بچے بوڑھے ہوجائیں گے۔ ہر حاملہ کا حمل گر جائے گا۔ اور آپ دیکھیں گے کہ لوگ نشہ میں ہوں گے۔ لیکن حقیقت میں حالتِ نشہ نہیں ہوگی، بلکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہوگا۔ صحابہ ؓ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ ہزار میں سے ایک شخص ہم میں سے کون ہوگا؟ آپ ﷺ نے انھیں فرمایا: خوش ہوجاؤ! اس لیے کہ ایک شخص تم میں ہوگا اور ہزار یاجوج ماجوج سے ہوں گے۔ بعدازاں آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں امید کرتا ہوں کہ جنتیوں میں چوتھائی تعداد تمھاری ہوگی۔ اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ جنتیوں میں تعداد کے لحاظ سے تیسرا حصہ تمہارا ہوگا۔

ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں، کہ تم جنت والوں میں نصف ہوگے۔ ہم نے اللہ اکبر کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا تناسب لوگوں میں ایک سیاہ بال کی طرح ہے جو سفید رنگ کے بیل پر ہو۔ یا سفید بال کی مانند جو سیاہ رنگ کے بیل پر ہو۔ (بخاری، مسلم)

یاجوج ماجوج بھی انسان ہیں' یہ اللہ کے منکر ہوں گے، جو قیامت کے قریب دنگا فساد کریں گے۔ اور ان کے ہزار میں سے ایک جنتی ہوگا۔

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهٖ فَيَسْجُدُلَهٗ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ وَيَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِيَاءً وَسُمْعَةً فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهٗ طَبَقًا وَاحِدًا (متفق عليه) 11-2274

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں۔ میں نے سرورِ دوعالم ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارا پروردگار اپنی پنڈلی سے کپڑا اُٹھائے گا تو سبھی ایمان دار مرد اور عورتیں اللہ کو سجدہ کریں گے۔ جو لوگ دنیا میں ریا کاری اور شہرت کے لیے سجدہ کرتے تھے، وہ باقی رہ جائیں گے۔ وہ سجدہ کرنا چاہیں گے، لیکن ان کی کمر تختہ بن جائے گی۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَاتِي الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَقَالَ اقْرَءُوْا فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا (پ ۱۵ کهف ۱۰۵) (متفق عليه) 12-2275

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ایک بہت موٹی جسامت والا شخص آئے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا وزن ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوگا۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا۔ تم یہ آیت پڑھو۔ ''قیامت کے روز ہم ان کے لیے ترازو قائم نہیں کریں گے۔''

خلاصۂ باب

۱۔ روزِ قیامت سفید اور سرخ رنگ کی زمین پر لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا۔ جو چپاتی کی طرح برابر ہوگی۔ ۲۔ جنتیوں کا پہلا ناشتہ بیل اور مچھلی کے جگر کا ہوگا۔ ۳۔ لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق سواریوں پر ہوں گے، باقی لوگوں کو محشر کے میدان کی طرف آگ اکٹھا کرے گی۔ ۴۔ اللہ تعالیٰ کی پنڈلی دیکھ کر مومن سجدہ میں گر جائیں گے۔ کافر' مشرک' منافق اور بے نماز کوشش کے باوجود سجدہ نہیں کر سکیں گے۔ ۵۔ تمام مرد و زن برہنہ ہوں گے اور سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ ۶۔ اللہ تعالیٰ کے رعب اور دبدبہ کی وجہ سے کوئی ایک دوسرے کو ننگے ہونے کے باوجود دیکھ نہیں سکے گا۔ ۷۔ بڑے سے بڑے کافر کی حیثیت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوگی۔ ۸۔ یاجوج ماجوج ہزار میں سے نو سو ننانویں جہنم میں جائیں گے۔ ۹۔ بعض لوگ اوندھے منہ چل کر محشر کے میدان میں پہنچیں گے۔ ۱۰۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کو بجو کی شکل میں جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ ۱۱۔ بے شمار لوگ اپنے پسینے میں ڈبکیاں لے رہے ہوں گے۔ ۱۲۔ بے نماز اور ریا کار لوگوں کی کمریں تختہ ہو جائیں گی اور وہ سجدہ نہیں کر سکیں گے۔ ۱۳۔ کفار کو بغیر حساب کے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

بَابُ الْحِسَابِ وَالْقِصَاصِ وَالْمِيزَانِ

حساب وکتاب' قصاص اور ترازو کا بیان

حساب وکتاب کے لحاظ سے قیامت کے دن لوگوں کی مختلف قسمیں ہوں گی۔

(۱) بلاحساب جنت میں جانے والے۔

(۲) حساب وکتاب کے ساتھ جہنم میں جانے والے۔

(۳) حساب وکتاب کے بعد جنت میں جانے والے لوگ۔

ان کے اعمال کو ترازو میں رکھے بغیر ہی انہیں جہنم واصل کر دیا جائے گا۔

حدیثِ پاک میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ جو کافر دنیا میں فلاح و بہبود اور نیکی کے کام کرتے رہے، ان کو دنیا ہی میں نیک نامی یا کسی اور شکل میں اس نیکی کا بدلہ دیا جاتا ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد سے انکار کی وجہ سے آخرت میں انہیں حساب کے بغیر ہی جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔ ان کے برعکس ایمان داروں کو خصوصی شرف سے نوازا جائے گا، جو دنیا میں اپنے رب کی رضا کے لیے بڑی بڑی مشکلات میں مبتلا کیے گئے جان کٹھن مراحل میں صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنے والوں کو نہایت ہی معمولی پوچھ گچھ کے بعد بلا حساب جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اور باقی لوگوں سے ان کے ایمان اور اعمال کے مطابق حساب لیا جائے گا۔ تاہم رسولِ معظم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر سوال کیا، کہ فلاں نافرمانی کا تیرے پاس کیا جواز اور جواب ہے تو وہ شخص چھوٹنے نہیں پائے گا، کیونکہ بلا وجہ ایسا سوال فرمانا اللہ تعالیٰ کی شانِ عالی کے شایان شان نہیں۔

حساب وکتاب کے بعد سب سے پہلے جہنم میں جانے والے ریا کار اور نمود و نمائش کرنے والے لوگ ہوں گے۔

الفصل الاول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَيْسَ اَحَدٌ يُحَاسَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّاهَلَكَ قُلْتُ اَوَلَيْسَ يَقُوْلُ اللّٰهُ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا فَقَالَ اِنَّمَا ذٰلِكَ الْعَرْضُ وَلٰكِنْ مَنْ نُوْقِشَ فِي الْحِسَابِ يَهْلِكُ (متفق عليه) 1-2276

وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی گرامی ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن جس سے حساب لے لیا گیا وہ ہلاک ہوا۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں ''عنقریب اس کا آسان محاسبہ ہوگا'' آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو معمولی پیشی ہے اور جس شخص سے باز پرس ہوئی۔ وہ تو ہلاک ہوگیا۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم

اللّٰہِ ﷺ مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا سَیُکَلِّمُہٗ رَبُّہٗ لَیْسَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَہٗ تَرْجُمَانٌ وَّلَا حِجَابٌ یَحْجُبُہٗ فَیَنْظُرُ اَیْمَنَ مِنْہُ فَلَا یَرٰی اِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِہٖ وَیَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْہُ فَلَا یَرٰی اِلَّا مَا قَدَّمَ وَیَنْظُرُ بَیْنَ یَدَیْہِ فَلَا یَرٰی اِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْھِہٖ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ (متفق علیہ) 2-2277

ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہم کلام ہوگا کہ رب اور بندے کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی پردہ حائل ہوگا۔ جب بندہ اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو اُسے اپنے آگے بھیجے ہوئے اعمال دکھائی دیں گے اور جب وہ اپنی بائیں جانب دیکھے گا' تو اسے اپنے برے اعمال دکھائی دیں گے۔ اگر سامنے نظر دوڑائے گا تو اسے اپنے قریب آگ ہی آگ دکھائی دے گی۔ تم آگ سے بچو چاہے کھجور کا کچھ حصّہ صدقہ کرنا پڑے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ یُدْنِی الْمُؤْمِنَ فَیَضَعُ عَلَیْہِ کَنَفَہٗ وَیَسْتُرُہٗ فَیَقُوْلُ اَتَعْرِفُ ذَنْبَ کَذَا اَتَعْرِفُ ذَنْبَ کَذَا فَیَقُوْلُ نَعَمْ اَیْ رَبِّ حَتّٰی قَرَّرَہٗ بِذُنُوْبِہٖ وَرَاٰی فِیْ نَفْسِہٖ اَنَّہٗ قَدْ ھَلَکَ قَالَ سَتَرْتُھَا عَلَیْکَ فِی الدُّنْیَا وَاَنَا اَغْفِرُھَا لَکَ الْیَوْمَ فَیُعْطٰی کِتَابَ حَسَنَاتِہٖ وَاَمَّا الْکُفَّارُ وَالْمُنَافِقُوْنَ فَیُنَادٰی بِھِمْ عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ ھٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ کَذَبُوْا عَلٰی رَبِّھِمْ اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ (متفق علیہ) 3-2278

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ایمان دار شخص کو اپنے قریب کریں گے۔ اس پر اپنا دامن رکھتے ہوئے، اسے چھپالیں گے۔ اس سے پوچھیں گے، کہ تو فلاں فلاں گناہ کو جانتا ہے؟ وہ کہے گا، ہاں میرے پروردگار۔ اس سے اس کے تمام گناہوں کا اقرار کروایا جائے گا۔ وہ شخص خیال کرے گا کہ وہ تو مارا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالا اور آج میں تیرے گناہ معاف کرتا ہوں۔ اسے نیک اعمال کا رجسٹر پکڑا دیا جائے گا۔ البتہ کفار اور منافقین کو تمام مخلوق کے سامنے بلایا جائے گا۔ (اور کہا جائے گا) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا۔ خبردار مشرکوں اور منافقوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ دَفَعَ اللّٰہُ اِلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ یَھُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا فَیَقُوْلُ ھٰذَا فِکَاکُکَ مِنَ النَّارِ (رواہ مسلم) 4-2279

حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو یہودی یا عیسائی دیں گے، اور فرمائیں گے: دوزخ سے بچانے کے لیے یہ تیرا فدیہ ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُجَاءُ بِنُوْحٍ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیُقَالُ لَہٗ ھَلْ بَلَّغْتَ فَیَقُوْلُ نَعَمْ یَا رَبِّ فَتُسْئَلُ اُمَّتُہٗ ھَلْ

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن نوح علیہ السلام کو لایا جائے گا، اور ان سے پوچھا جائے گا۔ کہ آپ نے احکام پہنچائے

بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْ نَ مَا جَاءَ نَا مِنْ نَّذِيْرٍ فَيُقَالُ مَنْ شُهُوْدُكَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَاُمَّتُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَيُجَاءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُوْنَ اَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ ثُمَّ قَرَءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (رواه البخاری) 5-2280

تھے؟ وہ جواب دیں گے۔ ہاں! اے پروردگار۔ پھر ان کی امّت سے پوچھا جائے گا کہ انہوں نے تمہیں احکام پہنچائے تھے وہ کہیں گے، ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا: کہا جائے گا، اے نوح تیرے گواہ کون ہیں؟ وہ کہیں گے: محمد ﷺ اور ان کی امت گواہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، پھر تمہیں بلایا جائے گا، تم گواہی دو گے' کہ نوح علیہ السلام نے احکام پہنچائے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی تھی۔ ہم نے تم کو بہتر امّت بنایا ہے، تا کہ تم لوگوں کے گواہ ہو۔ (بخاری)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَضَحِكَ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّا اَضْحَكُ قَالَ قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهٗ يَقُوْلُ يَا رَبِّ اَلَمْ تُجِرْنِيْ مِنَ الظُّلْمِ قَالَ يَقُوْلُ بَلٰى قَالَ فَيَقُوْلُ فَاِنِّيْ لَا اُجِيْزُ عَلٰى نَفْسِيْ اِلَّا شَاهِدًا مِنِّيْ قَالَ فَيَقُوْلُ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ شَهِيْدًا وَبِالْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ شُهُوْدًا قَالَ فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ فَيُقَالُ لِاَرْكَانِهٖ اِنْطِقِيْ قَالَ فَتَنْطِقُ بِاَعْمَالِهٖ ثُمَّ يُخَلّٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَلَامِ قَالَ فَيَقُوْلُ بُعْدًا لَّكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ كُنْتُ اُنَاضِلُ (رواہ مسلم) 6-2281

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ ہم رسول معظم ﷺ کے پاس تھے۔ آپ ﷺ مسکرائے، پھر پوچھا، کیا تم جانتے ہو کہ میں کس لیے مسکرایا ہوں؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں قیامت کے دن مجرم کے اپنے رب سے عجیب وغریب مکالمے پہ ہنسا ہوں مجرم۔ مجرم کہے گا، اے پروردگار! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی؟ اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائیں گے، درست ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص کہے گا۔ اپنے آپ پر گواہ اپنے سے ہی تسلیم کروں گا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تو خود ہی اپنے آپ پر گواہ ہے اور کراماً کاتبین فرشتے تجھ پر گواہ ہیں۔ آپ نے فرمایا: اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی۔ اور اس کے اعضاء کو حکم ہوگا۔ تم کلام کرو۔ فرمایا، پھر وہ اس کے اعمال کے متعلق بتائیں گے۔ بعد ازاں اس کے منہ سے مہر ختم کر دی جائے گی تو وہ بولے گا تو اپنے اعضاء پر برسے گا کہ تمہارے لیے تباہی اور بربادی ہو۔ میں تو تمہاری جانب سے مدافعت کرتا رہا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ فِيْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے۔ آپ نے فرمایا: کیا تمہیں دوپہر

الظَّهِيرَةِ لَيْسَتْ فِيْ سَحَابَةٍ قَالُوا لَا قَالَ فَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ فِيْ سَحَابَةٍ قَالُوْا لَا قَالَ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ اِلَّا كَمَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ اَحَدِهِمَا قَالَ فَيَلْقَى الْعَبْدَ فَيَقُوْلُ اَیْ فُلْ اَلَمْ اُكْرِمْكَ وَاُسَوِّدْكَ وَاُزَوِّجْكَ وَاُسَخِّرْ لَكَ الْخَيْلَ وَ الْاِبِلَ وَاَذَرْكَ تَرْأَسُ وَتَرْبَعُ فَيَقُوْلُ بَلٰى قَالَ فَيَقُوْلُ اَفَظَنَنْتَ اَنَّكَ مُلَاقِيَّ فَيَقُوْلُ لَا فَيَقُوْلُ فَاِنِّيْ قَدْ اَنْسَاكَ كَمَا نَسِيْتَنِيْ ثُمَّ يَلْقَى الثَّانِيَ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ ثُمَّ يَلْقَى الثَّالِثَ فَيَقُوْلُ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ اٰمَنْتُ بِكَ وَبِكِتَابِكَ وَبِرُسُلِكَ وَصَلَّيْتُ وَصُمْتُ وَتَصَدَّقْتُ وَيُثْنِيْ بِخَيْرٍ مَا اسْتَطَاعَ فَيَقُوْلُ هٰهُنَا اِذًا ثُمَّ يُقَالُ الْاٰنَ نَبْعَثُ شَاهِدًا عَلَيْكَ وَيَتَفَكَّرُ فِيْ نَفْسِهٖ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْهَدُ عَلَيَّ فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ وَيُقَالُ لِفَخِذِهٖ اَنْطِقِيْ فَتَنْطِقُ فَخِذُهٗ وَلَحْمُهٗ وَعِظَامُهٗ بِعَمَلِهٖ وَذٰلِكَ لِيُعْذِرَ مِنْ نَفْسِهٖ وَذَالِكَ الْمُنَافِقُ وَذَالِكَ الَّذِيْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِ. 2282-7

کے وقت جب بادل نہ ہوں تو سورج دیکھنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے؟ صحابہ نے کہا: نہیں! آپ نے فرمایا۔ کیا تمہیں چودھویں رات کے چاند کو، جب بادل نہ ہوں دیکھنے میں کوئی دشواری ہوئی ہے؟ صحابہ کرام ﷺ نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تمہیں اپنے پروردگار کے دیدار میں صرف اتنی ہی تکلیف ہوگی جتنی تکلیف تمہیں ان دونوں میں سے کسی کو دیکھنے میں ہوتی ہے۔ نبی گرامی ﷺ نے فرمایا۔ پروردگار اپنے بندے سے ملاقات کرے گا اور کہے گا۔ اے فلاں شخص! کیا میں نے تجھے عزت عطا نہیں کی تھی؟ کیا میں نے تجھے سردار نہیں بنایا تھا؟ کیا میں نے تجھے بیوی نہیں عطا کی تھی؟ کیا میں نے گھوڑے اور اونٹ تیرے تابع نہیں کیے تھے؟ کیا میں نے تجھے قوم کی سربراہی عطا نہیں کی تھی؟ تو ان سے چوتھائی مال غنیمت وصول نہیں کرتا تھا؟ وہ کہے گا: ہاں، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پوچھیں گے۔ کیا تجھے یہ خیال تھا، کہ تیری میرے ساتھ ملاقات ہونے والی ہے وہ کہے گا: نہیں! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں نے تجھے بھلا دیا جیسے تو نے مجھے فراموش کر دیا تھا۔ اس کے بعد دوسرے شخص سے ملاقات ہوگی۔ اس سے پہلے ہی کی طرح سوال کیے جائیں گے۔ پھر تیسرے سے ملاقات ہوگی۔ اسے بھی پہلے کی طرح ہی کہا جائے گا تو وہ کہے گا۔ اے پروردگار! میں تیرے ساتھ، تیری کتابوں اور تیرے پیغمبروں پر ایمان لایا، میں نے نمازیں ادا کیں، روزے رکھے، صدقات دیے اور جس قدر ہو سکے گا وہ اچھے کاموں کا ذکر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت فرمائے گا' تم یہیں ٹھہرو۔ ہم تمہارے جھوٹ پر گواہ پیش کرتے ہیں۔ وہ دل میں سوچے گا۔ کہ مجھ پر کون گواہی دے گا۔ تب اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی۔ اور اس کی ران، اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے اعمال کے متعلق بتائیں گی۔ اور ایسا اس لیے ہوگا تا کہ اس کا بہانہ ختم ہو جائے۔ یہ شخص منافق ہوگا۔ اور اس شخص پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوں گے۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ ستر ہزار لوگوں کو بلا حساب جنت میں داخلہ نصیب ہوگا۔

۲۔ محشر کے میدان میں بندے اور اس کے رب کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔

۳۔ مشرکوں اور منافقوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت پڑتی ہے۔

۴۔ امتِ محمدیہ پہلے انبیاء کے حق میں گواہی دے گی۔ اور اس امت پر نبی آخر الزماں ﷺ گواہ ہوں گے۔

۵۔ اعمال نامے کا انکار کرنے والوں کے اعضاء جواب دیں گے۔

۶۔ آسان حساب یہ ہے کہ معمولی سوالات کے بعد جنت میں بھیج دیا جائے۔

۷۔ جسے سوالات ہوئے وہ پھنس جائے گا۔

۸۔ صدقہ دنیا کی مشکلات اور آخرت کے عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے۔

۹۔ رسول معظم ﷺ پہلے انبیاء کے گواہ ہوں گے۔

۱۰۔ جنت میں جنتی رب کریم کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔

بَابُ الْحَوْضِ وَالشَّفَاعَةِ

حوض کوثر اور قیامت کے دن شفاعت

شفاعت کا عقیدہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے اور یہ براہ راست توحید سے منسلک ہے۔ غلط عقیدے کے انسانی کردار پر بہت ہی منفی اثرات مرتب ہوئے: ہیں غلط عقیدہ رکھنے والے یہ سمجھ کر اپنے فرائض سے پہلو تہی اور جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں کہ ہمیں فلاں بزرگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے چھڑوالیں گے۔ اس لیے قرآن مجید نے اس عقیدے کو بڑی شرح وبسط کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ قرآن بار بار اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ رب کبریاء کی اجازت کے بغیر عدالت میں کوئی شخص بھی کسی کے حق میں ناجائز سفارش نہیں کر سکے گا۔ اور پھر اجازت کی صورت میں رب کبریاء کی عدالت میں ایسے شخص کی سفارش، ایسے الفاظ اور انداز میں ہو سکے گی جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو۔ بصورت دیگر سفارش کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ فرمایا:

مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ.

''کون ہے جو سفارش کر سکے اس کے پاس مگر اس کی اجازت سے؟''

نیز فرمایا:

یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا یَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا.

جس دن جبرائیل امین اور ملائکہ صف بستہ کھڑے ہونگے کوئی بول نہیں سکے گا، سوائے اس کے، جسے رحمٰن اجازت دے اور وہ اچھی بات ہی کر سکے گا۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَیْنَا اَنَا اَسِیْرُ فِی الْجَنَّةِ اِذَا اَنَا بِنَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ مَاهٰذَا یَا جِبْرِیْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِیْ اَعْطَاكَ رَبُّكَ فَاِذَا طِیْنُهٗ مِسْكٌ اَذْفَرُ (رواه البخاری) 1-2283

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جنت کی سیر کر رہا تھا' کہ اچانک میں ایک نہر کے پاس تھا، جس کے دونوں کناروں میں موتیوں کے گنبد تھے جو اندر سے خالی تھے۔ میں نے دریافت کیا' اے جبرائیل! یہ کیا ہے؟ اس نے بتایا یہ حوض کوثر ہے، جو آپ کے رب نے آپ کو عطا کیا ہے۔ اس کی مٹی کستوری کی تھی جس میں سے خوشبو آ رہی تھی۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَوْضِیْ مَسِیْرَةُ شَهْرٍ وَزَوَایَاهُ سَوَاءٌ وَمَآءُهٗ اَبْیَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِیْحُهٗ اَطْیَبُ مِنَ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا حوض (وسعت کے لحاظ سے) ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہے۔ اور اس کے چاروں کنارے برابر

الْمِسْكِ وَكِيزَانُهُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ مَنْ يَّشْرَبُ مِنْهَا فَلاَ يَظْمَأُ اَبَدًا (متفق علیہ) 2-2284

ہیں۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو کستوری سے زیادہ عمدہ ہے۔ اور اس کے آبخورے آسمان کے ستاروں جتنے ہیں۔ جو شخص ان آبخوروں سے پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہیں رہے گا۔ (بخاری، مسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ حَوْضِیْ اَبْعَدُ مِنْ اَيْلَةَمِنْ عَدْنٍ لَهُوَ اَشَدُّ بَيَاضًامِنَ الثَّلْجِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ بِاللَّبَنِ وَلَاٰنِيَتُهُ اَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُوْمِ وَاِنِّیْ لَاَصُدُّ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَصُدُّ الرَّجُلُ اِبِلَ النَّاسِ عَنْ حَوْضِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَعْرِفُنَا يَوْمَئِذٍ قَالَ نَعَمْ لَكُمْ سِيْمَاءُ لَيْسَتْ لِاَحَدٍمِّنَ الْاُمَمِ تَرِدُوْنَ عَلَیَّ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ (رواہ مسلم)

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ تُرٰى فِيْهِ اَبَارِيْقُ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ.

وَفِیْ اُخْرٰى لَهُ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ سُئِلَ عَنْ شَرَابِهٖ فَقَالَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ يَغُتُّ فِيْهِ مِيْزَابَانِ يَمُدَّانِهٖ مِنَ الْجَنَّةِ اَحَدُهُمَا مِنْ ذَهَبٍ وَالْاُخْرٰى مِنْ وَرِقٍ. 3-2285

ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میرا حوض عدن سے ایلہ شہر کے فاصلے سے بھی زیادہ وسیع ہے، اس حوض کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے بھی زیادہ میٹھا ہے، جس میں دودھ ملا ہوا ہے، اس کے پیالے ستاروں کی تعداد سے بھی زیادہ ہیں۔ اور میں دوسرے لوگوں کو اس حوض سے روکوں گا، جیسے کوئی آدمی لوگوں کے اونٹوں کو اپنے حوض سے روکتا ہے۔ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! کیا آپ ﷺ ہمیں پہچان لیں گے؟ آپ نے فرمایا، بالکل! تمہاری ایک خاص علامت ہوگی جو کسی دوسری امت کی نہ ہوگی، تم میرے پاس (حوض پر) آؤ گے تو تمہاری پیشانیاں اور تمہارے ہاتھ پاؤں وضو کے پانی کی وجہ سے چمکتے ہوں گے (مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت انس ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا، اس میں آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر سونے اور چاندی کے آب خورے ہوں گے۔

اور مسلم ہی کی ایک دوسری روایت میں حضرت ثوبان ﷺ کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ سے اس کے مشروب کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا، وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ اس حوض کو بھرنے کیلئے اس میں دو آبشاریں گرتی ہیں جو جنت سے نکلتی ہیں، ان میں سے ایک سونے کی اور دوسری چاندی کی ہے۔

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَّرَّ عَلَیَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ اَبَدًا لَيَرِدَنَّ

حضرت سہل ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود ہوں گا، جو شخص میرے پاس سے گزرے گا، وہ پیئے گا۔ اور جو شخص بھی

عَلَیَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُھُمْ وَیَعْرِفُوْنَنِیْ ثُمَّ یُحَالُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَھُمْ فَاَقُوْلُ اِنَّھُمْ مِنِّیْ فَیُقَالُ اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَیَّرَ بَعْدِیْ (متفق علیہ 4-2286

اس سے پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہیں رہے گا۔ مجھ پر کچھ لوگ وارد ہوں گے، جنہیں میں پہچانتا ہوں گا، اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے بعد ازاں میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل کر دی جائے گی۔ میں کہوں گا' یہ تو میرے امتی ہیں؟! کہا جائے گا، کہ آپ ﷺ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے بعد کیا کیا بدعتیں ایجاد کی ہیں؟ (آپ ﷺ نے فرمایا) میں کہوں گا کہ وہ لوگ دور ہو جائیں! دور ہو جائیں، جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلی کی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ یُحْبَسُ الْمُؤْمِنُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ حَتّٰی یَھُمُّوْا بِذٰلِکَ فَیَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰی رَبِّنَا فَیُرِیْحُنَا مِنْ مَّکَانِنَا فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَیَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اٰدَمُ اَبُوالنَّاسِ خَلَقَکَ اللّٰهُ بِیَدِهٖ وَاَسْکَنَکَ جَنَّتَهٗ وَاَسْجَدَ لَکَ مَلٰٓئِکَتَهٗ وَعَلَّمَکَ اَسْمَاءَ کُلِّ شَیْءٍ اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّکَ حَتّٰی یُرِیْحَنَا مِنْ مَکَانِنَا ھٰذَا فَیَقُوْلُ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَهُ الَّتِیْ اَصَابَ اَکْلَهٗ مِنَ الشَّجَرَةِ وَقَدْ نُھِیَ عَنْھَا وَلٰکِنِ ائْتُوْا نُوْحًا اَوَّلَ نَبِیٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلٰی اَھْلِ الْاَرْضِ فَیَاْتُوْنَ نُوْحًا فَیَقُوْلُ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَهُ الَّتِیْ اَصَابَ سُؤَالَهٗ رَبَّهٗ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَلٰکِنِ ائْتُوْا اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلَ الرَّحْمٰنِ قَالَ فَیَاْتُوْنَ اِبْرَاھِیْمَ فَیَقُوْلُ اِنِّیْ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ ثَلٰثَ کَذِبَاتٍ کَذَبَھُنَّ وَلٰکِنِ ائْتُوْا مُوْسٰی عَبْدًا اٰتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرَاةَ وَکَلَّمَهٗ وَقَرَّبَهٗ نَجِیًّا قَالَ فَیَاْتُوْنَ مُوْسٰی فَیَقُوْلُ اِنِّیْ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَهُ الَّتِیْ

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایمان دار لوگوں کو روک لیا جائے گا، حتیٰ کہ وہ اس وجہ سے پریشان ہو جائیں گے۔ اور وہ کہیں گے کہ کاش! ہم کسی کو اپنے پروردگار کی خدمت میں سفارشی پیش کریں تا کہ وہ ہمیں اس سے نجات دلائے چنانچہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے، کہ آپ آدم ہیں اور سب کے باپ ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھوں سے پیدا فرمایا' آپ کو جنت میں ٹھہرایا' اپنے ملائکہ سے آپ کو سجدہ کروایا اور آپ کو تمام چیزوں کے نام بتائے۔ آپ اپنے پروردگار کے پاس ہمارے لئے سفارش کریں، تا کہ وہ ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔ حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے، کہ میرا یہ مرتبہ نہیں ہے۔ اور وہ عذر پیش کرتے ہوئے اپنی اس غلطی کا ذکر کریں گے جو انہوں نے ممنوعہ درخت سے تناول کر کے کی تھی جب کہ انہیں اس (کے قریب جانے) سے روکا گیا تھا۔ لیکن تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ! وہ پہلے کے پیغمبر ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبی بنا کر بھیجا۔ چنانچہ وہ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ جواب دیں گے کہ میرا یہ

اَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ وَلٰكِنِ ائْتُوْا عِيْسٰى
عَبْدَاللّٰهِ وَرَسُوْلَهُ وَرُوْحَ اللّٰهِ وَكَلِمَتَهُ قَالَ
فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَا كُمْ وَلٰكِنِ
ائْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًاغَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ
ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ فَيَاْتُوْنِيْ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى
رَبِّيْ فِيْ دَارِهٖ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُهُ
وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدَعَنِيْ
فَيَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ
تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهُ قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاُثْنِيْ
عَلٰى رَبِّيْ بِثَنَاءٍ وَتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ
فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ
وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُوْدُ الثَّانِيَةَ فَاَسْتَاْذِنُ
عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهٖ فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُهُ
وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَدَعَنِيْ
ثُمَّ يَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ
تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهُ قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاُثْنِيْ
بِثَنَاءٍ وَّتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ
حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ
اَعُوْدُ الثَّالِثَةَ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فِيْ دَارِهٖ
فَيُؤْذَنُ لِيْ عَلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا
فَيَدَعُنِيْ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّدَعَنِيْ ثُمَّ يَقُوْلُ اِرْفَعْ
مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَهْ
قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاُثْنِيْ عَلٰى رَبِّيْ بِثَنَاءٍ وَ
تَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا
فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ مِّنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ
حَتّٰى مَا يَبْقٰى فِي النَّارِ اِلَّا مَنْ قَدْحَبَسَهُ

مقام نہیں ہے۔اور وہ اپنی اس غلطی کا ذکر کریں گے جس
کے وہ مرتکب ہوئے تھے جوانہوں نے اپنے پروردگار سے
اپنے بیٹے کے بارے میں علم کے بغیر سوال کیا تھا۔فرمائیں
گے کہ تم ابراہیم خلیل الرحمٰن کے پاس جاؤ۔آپ ﷺ نے
فرمایا' چنانچہ وہ ابراہیمؑ کے پاس جائیں گے تو وہ جواب دیں
گے' کہ میری یہ شان نہیں ہے اور وہ اپنے تین مرتبہ جھوٹ
بولنے کا ذکر کریں گے، جو ان کی زبان سے نکلے
تھے۔حضرت ابراہیم فرمائیں گے: تم موسیٰ علیہ السلام کے
پاس جاؤ، وہ ایسے بندے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے
تورات عطا کی اور اللہ تعالیٰ ان سے ہم کلام ہوئے اور ان
سے قریب ہو کے سرگوشی فرمائی۔آپ ﷺ نے فرمایا۔تب
لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ جواب دیں
گے کہ میرا یہ مقام نہیں ہے اور وہ اپنی اس غلطی کا تذکرہ
کریں گے، جو ایک شخص کو قتل کرنے کی صورت میں ان
سے سرزد ہوئی تھی لیکن تم عیسیٰؑ کے پاس جاؤ، جو اللہ تعالیٰ
کے بندے ہیں' اس کے رسول ہیں' روح اللہ ہیں' اور اس
کے کلمہ ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا' تب وہ عیسیٰؑ کے پاس
جائیں گے، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی معذرت کریں
گے، کہ میرا یہ مرتبہ نہیں ہے۔لیکن تم حضرت محمد ﷺ کی
خدمت میں جاؤ! وہ ایسے بندے ہیں، جن کے اللہ تعالیٰ
نے پہلے اور پچھلے گناہ معاف کردیئے ہیں۔آپ ﷺ نے
فرمایا' چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے، تو میں اپنے رب
سے اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں گا
چنانچہ مجھے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجازت دے دی جائے گی۔
جب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا۔
پس اللہ تعالیٰ مجھے سجدے میں پڑا رہنے دیں گے جب تک

الْقُرْآنُ أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا قَالَ وَهَذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ الَّذِي وُعِدَهُ نَبِيُّكُمْ (متفق علیہ) 5-2287

اللہ تعالیٰ چاہیں گے کہ وہ مجھے سجدے میں رہنے دیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: محمد ﷺ! سر اٹھائیں اور کہیں آپ ﷺ کی بات کو سنا جائے گا اور سفارش کریں، آپ ﷺ کی سفارش قبول کی جائے گی اور مانگیں آپ کو عطا کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور میں اپنے رب کی پھر حمد وثنا بیان کروں گا' اس کے بعد میں سفارش کروں گا' چنانچہ میرے لئے ایک حد مقرر کر دی جائے گی، تو میں واپس آؤں گا اور میں انہیں دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں دوسری مرتبہ جاؤں گا اور اپنے رب سے اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں گا۔ حاضری کی اجازت عطا کی جائے گی۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا، تو میں سجدے میں گر پڑوں گا۔ پس مجھے اللہ تعالیٰ سجدے میں رہنے دیں گے جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے، کہ وہ مجھے سجدے میں رہنے دیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے محمد ﷺ! سر اٹھائیں اور عرض کریں، آپ کی بات سنی جائے گی اور سفارش کریں، آپ کی سفارش قبول کی جائے گی اور سوال کریں آپ کا سوال پورا کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور میں اپنے رب کی حمد وثنا بیان کروں گا جو اللہ تعالیٰ مجھے سکھلائے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا، تو میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی، تو میں بارگاہ عزت سے باہر آؤں گا اور میں لوگوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں تیسری مرتبہ آؤں گا اور اپنے رب سے اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت چاہوں گا۔ تو مجھے اس میں حاضری کی اجازت عطا کی جائے گی۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پس مجھے اللہ تعالیٰ سجدے میں رہنے دیں گے، جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے کہ وہ مجھے سجدے میں رہنے دیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے محمد ﷺ! اٹھائیں اور بات کریں، آپ کی بات سنی جائے گی اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی اور سوال کریں آپ کا سوال پورا کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور میں اپنے رب کی حمد وثنا بیان کروں گا جو اللہ تعالیٰ مجھے سکھلائے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا اور میرے لئے ایک حد مقرر کر دی جائے گی تو میں بارگاہ رب العزت سے باہر آؤں گا اور میں دوزخیوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ یہاں تک کہ دوزخ میں صرف وہی لوگ رہ جائیں گے، جن کو قرآن نے روک رکھا ہوگا، یعنی ان کے لئے (دوزخ میں) ہمیشہ ہمیشہ رہنا ثابت ہو چکا ہوگا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (ترجمہ) ''عنقریب آپ ﷺ کو آپ کا رب مقام محمود میں بھیجے گا اور یہی وہ مقام ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی سے کر رکھا ہے۔'' (بخاری ومسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ اشْفَعْ إِلَى رَبِّكَ فَيَقُولُ لَسْتُ

انس ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ پریشان حال گھبرائے ہوئے ہوں گے اور پھر وہ آدم کے پاس جائیں گے اور ان سے کہیں گے، کہ

لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِاِبْرَاهِيْمَ فَاِنَّهٗ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ فَيَاتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوْسٰى فَاِنَّهٗ كَلِيْمُ اللّٰهِ فَيَاتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيْسٰى فَاِنَّهٗ رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ فَيَاْتُوْنِيْ فَاَقُوْلُ اَنَا لَهَا فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنُ لِيْ وَيُلْهِمُنِيْ مَحَامِدَ اَحْمَدُهٗ بِهَا لَاتَحْضُرُنِيَ الْاٰنَ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَاَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ شَعِيْرَةٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَارَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ اَوْ خَرْدَلَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ اِنْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ اَدْنٰى اَدْنٰى مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلَةٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ

آپ اپنے پروردگار کے پاس شفاعت کریں۔ وہ جواب دیں گے، کہ میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں۔ تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، کیونکہ وہ خلیل الرحمٰن ہیں۔ چنانچہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جا کر عرض کرینگے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام معذرت کرتے ہوئے فرمائیں گے کہ تم موسیٰ کے پاس جاؤ' ان سے اللہ پاک ہم کلام ہوئے تھے۔ چنانچہ لوگ حضرت موسیٰ کے پاس جائیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں سفارش کرنے کا اہل نہیں ہوں۔ البتہ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ اب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے' تو وہ معذرت کریں گے کہ میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں۔ البتہ تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میں کہوں گا: ہاں! میں شفاعت کرونگا۔ میں اپنے پروردگار کے ہاں حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں گا تو مجھے اجازت مل جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ مجھے تعریف کے کلمات الہام کریں گے، جن کے ساتھ میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کروں گا اور اب مجھے وہ کلمات معلوم نہیں ہیں۔ پھر میں اللہ تعالیٰ کی ان کلمات کے ساتھ حمد وثناء بیان کروں گا اور اللہ کے حضور سجدے میں گر پڑوں گا ۔ مجھے کہا جائے گا' اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھائیں اور کہیں، آپ کی بات سنی جائے گی اور سوال کریں آپ کا سوال پورا کیا جائے گا اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ چنانچہ میں درخواست کروں گا' اے میرے پروردگار! میری امت! میری امت! تو مجھے حکم دیا جائے گا، کہ آپ چلیں اور دوزخ میں سے ان لوگوں کو نکال باہر کریں، جن کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے۔ چنانچہ

سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَکَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ ائْذَنْ لِيْ فِيْمَنْ قَالَ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ لَيْسَ ذٰلِکَ لَکَ وَلٰكِنْ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَكِبْرِيَائِيْ وَعَظْمَتِيْ لَاُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (متفق عليه)6-2288

میں ان کو نکال لوں گا۔ پھر میں دوبارہ جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کروں گا' اس کے بعد میں سجدے میں گر پڑوں گا، تو مجھے کہا جائے گا۔ اے محمدﷺ! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو آپ کی بات سنی جائے گی اور سوال کریں، آپ کا سوال پورا کیا جائے گا اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ چنانچہ میں درخواست کروں گا' اے میرے پروردگار! میری امت! میری امت! تو مجھے حکم دیا جائے گا کہ آپ ایسے لوگوں کو دوزخ سے نکال باہر کریں، جن کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے تو میں اِن کو نکال لوں گا۔ پھر میں تیسری بار جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کروں گا اور اس کے بعد میں سجدے میں گر جاؤں گا، تو حکم ہوگا' اے محمدﷺ! اپنا سر اٹھائیں اور کہیں آپ کی بات سنی جائے گی اور سوال کریں، آپ کا سوال پورا کیا جائے گا اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ تو میں کہوں گا' اے میرے پروردگار! میری امت! میری امت! پس کہا جائے گا کہ آپ ایسے لوگوں کو باہر نکالیں جن کے دل میں رائی کے دانے کے تیسرے حصہ کے برابر بھی ایمان ہے' میں انہیں نکال لوں گا اور اس کے بعد چوتھی بار میں جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کروں گا اس کے بعد سجدہ ریز ہوں گا تو مجھے کہا جائے گا' اے محمدﷺ! اپنا سر اٹھائیں اور کہیں آپ کی بات سنی جائے گی اور سوال کریں آپ کا سوال پورا کیا جائے گا اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی، میں عرض کروں گا' اے میرے پروردگار! مجھے ان لوگوں کے بارے میں بھی اجازت دیں جنہوں نے ''لا الہ الا اللہ'' پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ تیرے لئے نہیں ہے، لیکن مجھے اپنی عزت' اپنے جلال' اپنی کبریائی اور اپنی عظمت کی قسم! میں دوزخ سے ان لوگوں کو (خود) باہر نکالوں گا جنہوں نے ''لا الہ الا اللہ'' کا کلمہ کہا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهٖ وَنَفْسِهٖ (رواه البخاری)7-2289

حضرت ابو ہریرہ ؓ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میری شفاعت کی سعادت کا زیادہ کا حقدار وہ شخص ہوگا جس نے خالصتاً دل سے ''لا الہ الا اللہ'' کا اقرار کیا۔ (بخاری)

عَنْهُ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهٗ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً ثُمَّ قَالَ اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَتَدْنُوْ الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ

ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں نبی محترم ﷺ کے ہاں گوشت لایا گیا' اس سے آپ کو دستی پیش کی گئی جبکہ دستی (کا گوشت) آپ کو مرغوب تھا تو آپ نے اگلے دانتوں کے ساتھ اس سے ایک بار کاٹ کر کھایا۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا'

النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَالَا يُطِيْقُوْنَ فَيَقُوْلُ النَّاسُ اَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ يَّشْفَعُ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ فَيَأْتُوْنَ اٰدَمَ وَذَكَرَ حَدِيْثَ الشَّفَاعَةِ وَقَالَ فَانْطَلِقُ فَاٰتِيْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَاَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّيْ ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ مَّحَامِدِهٖ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلٰى اَحَدٍ قَبْلِيْ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَأْسِيْ فَاَقُوْلُ اُمَّتِيْ يَارَبِّ اُمَّتِيْ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ يَارَبِّ فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْاَيْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَّصَا رِيْعِ الْجَنَّةِ كَمَابَيْنَ مَكَّةَ وَهَجَرَ (متفق عليه) 2290-8

قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا' جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ اور سورج قریب ہوگا، لوگ غم اور پریشانی کی وجہ سے بے بس ہوں گے۔ تو لوگ آپس میں کہیں گے کہ کون تمہارے پروردگار کے ہاں تمہاری سفارش کرے؟ چنانچہ تمام لوگ حضرت آدمؑ کے پاس آئیں گے۔ اور شفاعت کی حدیث کو بیان کیا۔ اور آپ ﷺ نے بتایا کہ میں عرش کے نیچے پہنچوں گا اور اپنے پروردگار کے سامنے سجدے میں گر پڑوں گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد وثناء کے پسندیدہ کلمات کا الہام فرمائیں گے جو مجھ سے پہلے کسی کو القا نہیں فرمائے ہوں گے۔ پھر فرمائیں گے، اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھائیں اور سوال کریں۔ آپ کا سوال پورا کیا جائے گا۔ اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائیگی۔ تو میں سر اٹھا کر عرض کرونگا: میری امّت' میری امّت اے میرے پروردگار! میری امّت۔ اے میرے پروردگار! کہا جائے گا' اے محمد! آپ اپنی امت کے لوگوں کو جنت کے دروازوں میں سے دائیں دروازے سے داخل کریں، جبکہ یہ لوگ دوسرے لوگوں کے ساتھ اس کے علاوہ دوسرے دروازوں میں بھی شریک ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا' اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنت کی دہلیزوں میں سے ہر دو دہلیزوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا کہ مکہ اور ہجر (بحرین) کے درمیان فاصلہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ فِيْ حَدِيْثِ الشَّفَاعَةِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَتَقُوْمَانِ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا (رواه مسلم) 2291-9

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ شفاعت والی روایت میں نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں، کہ آپ ﷺ نے فرمایا: امانت اور صلہ رحمی دونوں کو بھیجا جائے گا اور وہ پل صراط کے دائیں اور بائیں جانب کھڑی ہوں گی۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَلَا قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ اِبْرَاهِيْمَ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تلاوت فرمائی جو ابراہیمؑ کے بارے میں ہے "اے میرے رب! بتوں نے

تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ وَقَالَ عِیْسٰی اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُکَ فَرَفَعَ یَدَیْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ وَبَکٰی فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یَا جِبْرَائِیْلُ اِذْهَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَرَبُّکَ اَعْلَمُ فَسَلْهُ مَا یُبْکِیْهِ فَاَتَاهُ جِبْرَائِیْلُ فَسَأَلَهٗ فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا قَالَ فَقَالَ اللّٰهُ لِجِبْرَائِیْلَ اِذْهَبْ اِلٰی مُحَمَّدٍ فَقُلْ اِنَّا سَنُرْضِیْکَ فِیْ اُمَّتِکَ وَلَا نَسُوْءُکَ (رواہ مسلم)2292-10

بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے پس جو شخص میرا تابعدار بنا وہ مجھ سے ہے'' اور عیسیٰ نے فرمایا'' اگر تو ان کو عذاب میں مبتلا کرے گا، تو بلا شبہ یہ لوگ تیرے بندے ہیں'' تب آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی' اے اللہ! میری امت! میری امت! اور آپ ﷺ رو پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' اے جبرائیل! محمد کے پاس جاؤ! جبکہ تیرے پروردگار کو خوب علم ہے اور ان سے دریافت کرو کہ ان کے رونے کا کیا سبب ہے؟ چنانچہ آپ کے پاس جبرئیلؑ آئے اور آپ ﷺ سے دریافت کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں وجہ بتائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو حکم دیا کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں خوش کر دیں گے اور ہم آپ کو غمگین اور پریشان نہیں ہونے دینگے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ اَنَّ نَاسًا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِیْرَةِ صَحْوًا لَیْسَ مَعَهَا سَحَابٌ وَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ صَحْوًا لَیْسَ فِیْهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَّا کَمَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ اَحَدِهِمَا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ لِیَتَّبِعْ کُلُّ اُمَّةٍ مَا کَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا یَبْقٰی اَحَدٌ کَانَ یَعْبُدُ غَیْرَ اللّٰهِ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْصَابِ اِلَّا یَتَسَاقَطُوْنَ فِیْ النَّارِ حَتّٰی اِذَا لَمْ یَبْقَ اِلَّا مَنْ کَانَ یَعْبُدُاللّٰهَ مِنْ بَرٍّ وَفَاجِرٍ اَتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ قَالَ فَمَاذَا تَنْظُرُوْنَ یَتَّبِعُ کُلُّ اُمَّةٍ مَا کَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوْا یَا رَبَّنَا فَارَقْنَاالنَّاسَ فِیْ الدُّنْیَا اَفْقَرَ مَا کُنَّا اِلَیْهِمْ

ابو سعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ کچھ لوگوں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! قیامت کے دن کیا ہم اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! کیا تم دوپہر کے وقت جب بادل نہ ہوں، سورج کو دیکھنے میں دقّت محسوس کرتے ہو؟ اور کیا تم چودھویں کی رات میں چاند کے دیکھنے میں، جبکہ بادل نہ ہو، تنگی محسوس کرتے ہو؟ صحابہ کرام نے جواب دیا' نہیں! اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا' قیامت کے دن تم اللہ تعالیٰ کے دیدار میں ہرگز مشکل نہیں پاؤ گے البتہ جس قدر تم ان دونوں میں سے کسی ایک کے دیکھنے میں تنگی پاتے ہو۔ اور جب قیامت کا دن ہوگا تو منادی کرنے والا پکارے گا، کہ ہر امت جس کی عبادت کیا کرتی تھی اس کے پیچھے چلی جائے تو جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علاوہ بتوں اور درختوں کی پوجا کرتے تھے، ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہیں بچے گا، وہ سب دوزخ میں گرا دیئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ

وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ.
وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا مَكَا
نُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا فَاِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ.
وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ سَعِيْدٍ فَيَقُوْلُ هَلْ بَيْنَكُمْ
وَبَيْنَهُ اٰيَةٌ تَعْرِفُوْنَهُ فَيَقُوْلُوْ نَ نَعَمْ فَيُكْشَفُ عَنْ
سَاقٍ فَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلّٰهِ تَعَالٰى مِنْ
تِلْقَاءِ نَفْسِهٖ اِلَّا اَذِنَ اللّٰهُ لَهٗ بِالسُّجُوْدِ وَلَا
يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ اتِّقَاءً وَرِيَاءً اِلَّا جَعَلَ
اللّٰهُ ظَهْرَهٗ طَبَقَةً وَّاحِدَةً كُلَّمَا اَرَادَاَنْ يَّسْجُدَ
خَرَّ عَلٰى قَفَاهُ ثُمَّ يُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلٰى جَهَنَّمَ
وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَيَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ
فَيَمُرُّ الْمُؤْمِنُوْنَ كَطَرْفِ الْعَيْنِ وَكَالْبَرْقِ
وَكَالرِّيْحِ وَكَالطَّيْرِ وَكَاَجَاوِيْدِ الْخَيْلِ
وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ وَمَخْدُوْشٌ مُرْسَلٌ
وَمَكْدُوْشٌ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ حَتّٰى اِذَا خَلَصَ
الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا
مِنْ اَحَدٍ مِّنْكُمْ بِاَشَدَّ مُنَاشَدَةً فِي الْحَقِّ قَدْ
تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا
كَانُوْا يَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَيُصَلُّوْنَ وَيَحُجُّوْنَ
فَيُقَالُ لَهُمْ اَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ فَيُحَرَّمُ
صُوَرُهُمْ عَلَى النَّارِ فَيُخْرِجُوْ نَ خَلْقًا كَثِيْرًا
ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا مَا بَقِيَ فِيْهَا اَحَدٌ مِمَّنْ اَمَرْتَنَا
بِهٖ فَيَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِيْ قَلْبِهٖ
مِثْقَالَ دِيْنَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ
خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُ ارْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ

صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو نیک اور برے اعمال
والے ہوں گے، لیکن وہ صرف اللہ کی عبادت کیا کرتے
تھے۔ رب العالمین ان کے پاس آئیں گے اور دریافت
کریں گے کہ تم کس کے انتظار میں ہو؟ ہر گروہ اس کے پیچھے
جا رہا ہے، جس کی وہ پوجا کیا کرتا تھا۔ وہ عرض کریں گے'
اے ہمارے پروردگار! ہم نے دنیا میں ان لوگوں سے مکمل
جدائی اختیار کر رکھی تھی، جبکہ ہمیں ان کی بہت زیادہ
ضرورت تھی، لیکن ہم نے کبھی ان کی رفاقت اختیار نہ کی۔
(بخاری) اور ابو ہریرہ ؓ کی روایت میں ہے' وہ لوگ کہیں
گے کہ ہم یہیں ٹھہرے رہیں گے، جب تک کہ ہمارے رب
ہمارے پاس تشریف نہیں لائے گا۔ اور جب ہمارا رب
ہمارے پاس آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ اور ابو سعید
خدری ؓ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ پوچھے گا' کیا
تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی نشانی ہے، جس سے تم
اسے پہچان لو گے؟ وہ اثبات میں جواب دیں گے۔ تب اللہ
تعالیٰ پنڈلی سے کپڑا ہٹائیں گے اور اس موقع پر ہر اس شخص کو
سجدہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے، جو اخلاص کے
ساتھ سجدہ کرتا تھا۔ اور وہ شخص جو کسی ڈر سے یا دکھاوے کی
خاطر سجدہ کرتا تھا اللہ تعالیٰ اس کی کمر کو تختہ بنا دیں گے، جب
بھی وہ سجدہ کرنے کا ارادہ کرے گا تو اپنی گدی کے بل گر
پڑے گا۔ اس کے بعد جہنم کے اوپر پل صراط رکھا جائے گا۔
اور سفارش کرنے کی اجازت مل جائے گی، اور تمام انبیاء بھی
کہیں گے' اے اللہ! سلامتی عطا فرما' سلامتی۔ بعض مومن
لوگ آنکھ جھپکنے' بعض بجلی کی طرح' بعض ہوا کی طرح تیزی
سے گزریں گے۔ اور بعض پرندے کی پرواز کی طرح' بعض
تیز رفتار گھوڑے کی مانند۔ اور بعض اونٹ کے سوار کی طرح۔

فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالَ نِصْفِ دِیْنَارٍ مِنْ خَیْرٍ
فَاَخْرِجُوْہُ فَیُخْرِجُوْنَ خَلْقًا کَثِیْرًا ثُمَّ یَقُوْلُ
ارْجِعُوْا فَمَنْ وَجَدْتُّمْ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ مِنْ
خَیْرٍ فَاَخْرِجُوْہُ فَیُخْرِجُوْنَ خَلْقًا کَثِیْرًا ثُمَّ
یَقُوْلُ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِیْھَا خَیْرًا فَیَقُوْلُ اللّٰہُ
شَفَعَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَشَفَعَ النَّبِیُّوْنَ وَشَفَعَ
الْمُؤْمِنُوْنَ وَلَمْ یَبْقَ اِلَّا اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ
فَیَقْبِضُ قَبْضَۃً مِنَ النَّارِ فَیُخْرِجُ مِنْھَا قَوْمًا لَمْ
یَعْمَلُوْا خَیْرًا قَطُّ قَدْ عَادُوْا حُمَمًا فَیُلْقِیْھِمْ فِیْ
نَھَرٍ فِیْ اَفْوَاہِ الْجَنَّۃِ یُقَالُ لَہٗ نَھَرُ الْحَیٰوۃِ
فَیَخْرُجُوْنَ کَمَا تَخْرُجُ الْحِبَّۃُ فِیْ حَمِیْلِ
السَّیْلِ فَیَخْرُجُوْنَ کَاللُّؤْلُؤِ فِیْ رِقَابِھِمُ
الْخَوَاتِمُ فَیَقُوْلُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ ھٰٓؤُلَآءِ عُتَقَآءُ
الرَّحْمٰنِ اَدْخَلَھُمُ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْہُ
وَلَا خَیْرٍ قَدَّمُوْہُ فَیُقَالُ لَھُمْ لَکُمْ مَا رَاَیْتُمْ
وَمِثْلُہٗ مَعَہٗ (متفق علیہ)2293-11

پس کچھ لوگ صحیح سالم گزر جائیں گے اور کچھ لوگ زخمی ہو کر
نکل جائیں گے۔ جبکہ کچھ لوگ دوزخ کی آگ میں دھکیلے
جائیں گے۔ اور جب ایماندار لوگ دوزخ سے نجات پا
جائیں گے، تو اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری
جان ہے، تم میں سے کوئی شخص ظاہر حق کے مطالبہ میں اتنی
کوشش نہیں کرتا، جتنی سخت محنت اور سفارشیں اہل ایمان
قیامت کے دن اپنے مومن بھائیوں کی نجات کیلئے اللہ تعالیٰ کے
حضور کریں گے جہنمیوں کے بارے میں کرینگے۔ وہ جہنمیوں
کے بارے میں عرض کریں گے، کہ اے ہمارے رب! وہ ہمارے
ساتھ روزے رکھا کرتے تھے نمازیں ادا کیا کرتے تھے اور حج کیا
کرتے تھے۔ ان سے کہا جائے گا، کہ ان لوگوں کو جن کو تم پہچانتے
ہو، نکال لاؤ۔ چنانچہ ان کی صورتیں دوزخ پر حرام ہونگی۔ لہذا وہ
دوزخ سے بڑی تعداد میں لوگوں کو (پہچان کر) باہر نکالیں گے۔
اس کے بعد وہ کہیں گے اے ہمارے رب! دوزخ میں ایسا کوئی
شخص باقی نہیں ہے جس کو باہر کرنے کا تو نے ہمیں حکم دیا تھا۔ تو
اللہ تعالیٰ فرمائے گا واپس جاؤ جس کے دل میں تم دینار کے
برابر ایمان پاتے ہو، اسے بھی دوزخ سے باہر لے آؤ۔ چنانچہ وہ بڑی تعداد دوزخیوں کی باہر نکالیں گے پھر اللہ تعالیٰ
فرمائیں گے واپس جاؤ جس کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان ہے اسے بھی باہر نکال کو۔ پھر وہ بڑی تعداد میں لوگوں کو
باہر نکالیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جس کے دل میں تم ذرہ برابر بھی ایمان پاتے ہو۔ اس کو بھی نکال لاؤ۔ اس کے
بعد وہ بڑی تعداد میں دوزخیوں کو باہر نکالیں گے۔ اس کے بعد وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! ہم نے دوزخ میں کسی ایسے
شخص کو نہیں چھوڑا، جس میں کوئی نیکی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کہ فرشتوں نے سفارش کی، پیغمبروں نے سفارش کی اور اب
صرف اللہ ارحم الراحمین باقی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ایک مٹھی بھر کر لوگوں کو دوزخ سے باہر نکالیں گے، کہ جنہوں نے ہرگز کوئی
نیک عمل نہیں کیا ہوگا، وہ جل کر کوئلہ ہو گئے ہوں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کو اس نہر میں ڈالے گا جو جنت کے ابتدائی حصہ میں
ہے اور جسے نہر حیات کہا جائے گا۔ پھر وہ لوگ نہر سے اس طرح باہر نکلیں گے جیسا کہ دانہ سیلابی مٹی میں اگتا ہے۔ پس وہ نکلیں
گے تو موتیوں کی طرح ہوں گے ان کی گردنوں میں مہریں لگی ہوں گی، جنت والے کہیں گے کہ یہ لوگ ''رحمان کے آزاد کردہ
ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو بغیر کسی عمل کے اور بغیر کسی نیکی کے جس کو انہوں نے آگے بھیجا ہو، جنت میں داخل کر دیا ہے۔
پھر ان سے کہا جائے گا، کہ یہ سب کچھ جو تم دیکھ رہے ہو'' تاحد نظر'' تمہارے لیے ہے اور اس جیسی اور بہت سی نعمتیں بھی ان
کے ساتھ ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ كَانَ فِىْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ قَدِ امْتَحَشُوْا وَعَادُوْا حُمَمًا فَيُلْقَوْنَ فِىْ نَهْرِ الْحَيٰوةِ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِىْ حَمِيْلِ السَّيْلِ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً (متفق عليه)12-2294

ابوسعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا' جب جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں داخل ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے، اسے دوزخ سے نکال لو۔ پس انہیں نکالا جائے گا تو وہ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ انہیں نہر حیات میں ڈالا جائے گا اور وہ وہاں سے اس طرح نکلیں گے جیسا کہ سیلابی مٹی سے دانہ اگتا ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ دانہ کس طرح لپٹا ہوا، زرد رنگ کا نکلتا ہے؟(بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ النَّاسَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَذَكَرَ مَعْنٰى حَدِيْثِ اَبِىْ سَعِيْدٍ غَيْرَ كَشْفِ السَّاقِ وَقَالَ يُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَىْ جَهَنَّمَ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يَجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ بِاُمَّتِهٖ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ اِلَّا الرُّسُلُ وَكَلَامُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِىْ جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ لَايَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا اِلَّا اللّٰهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِاَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ يُوْبَقُ بِعَمَلِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ يُخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُوْ حَتّٰى اِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ عِبَادِهٖ وَاَرَادَ اَنْ يُخْرِجَ مِنَ النَّارِ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُخْرِجَهُ مِمَّنْ كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ اَمَرَ الْمَلٰئِكَةَ اَنْ يُخْرِجُوْا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَيُخْرِجُوْنَهُمْ وَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِاٰثَارِ السُّجُوْدِ وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ اَنْ تَاْكُلَ اَثَرَ السُّجُوْدِ فَكُلُّ ابْنِ اٰدَمَ تَاْكُلُهُ النَّارُ اِلَّا اَثَرَ السُّجُوْدِ فَيُخْرَجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِ

ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! قیامت کے دن کیا ہم اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے؟ راوی نے ابوسعید خدری سے مروی مذکورہ بالا حدیث کا ہم معنی بیان کیا، تاہم پنڈلی سے کپڑا اٹھانے کا ذکر نہیں کیا۔ نیز بیان کیا، کہ دوزخ کے اوپر پل صراط رکھا جائے گا اور تمام پیغمبروں سے پہلے میں اپنی امت کے ساتھ گزروں گا۔ اور اس دن صرف پیغمبر ہی بات کریں گے اور اس دن پیغمبروں کا کہنا یہ ہوگا، کہ اے اللہ! سلامتی عطا کر! سلامتی عطا کر اور دوزخ کے کناروں میں خاردار درخت ''سعدان'' کے کانٹوں کی مانند کنڈیاں آنکڑے ہوں گی، جن کے طول وعرض کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب اچک لیں گی اور کچھ لوگ تو اپنے برے اعمال کے سبب ہلاک کیے جائیں گے اور کچھ لوگ شدید زخمی ہو جائیں گے لیکن پھر بھی نجات پا جائیں گے، حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلوں سے فارغ ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ چاہیں گے کہ دوزخ سے نکالیں جو لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتے تھے تو

امْتُحِشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيٰوةِ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ وَيَبْقٰى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَهُوَ اٰخِرُ اَهْلِ النَّارِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهٖ قِبَلَ النَّارِ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ اِصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ وَقَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَاَحْرَقَنِيْ ذَكَاءُ هَا فَيَقُوْلُ هَلْ عَسَيْتَ اَنْ اَفْعَلَ ذٰلِكَ اَنْ تَسْئَلَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ فَيُعْطِي اللّٰهَ مَاشَاءَ اللّٰهُ مِنْ عَهْدٍ وَمِيْثَاقٍ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ فَاِذَا اَقْبَلَ بِهٖ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَاٰى بَهْجَتَهَا سَكَتَ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ قَالَ يَا رَبِّ قَدِّمْنِيْ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمِيْثَاقَ اَنْ لَا تَسْاَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنْتَ سَاَلْتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا اَكُوْنُ اَشْقٰى خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ فَمَا عَسَيْتَ اِنْ اُعْطِيْتَ ذٰلِكَ اَنْ تَسْاَلَ غَيْرَهٗ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْئَلُكَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَيُعْطِيْ رَبَّهٗ مَاشَاءَ مِنْ عَهْدٍ وَمِيْثَاقٍ فَيُقَدِّمُهٗ اِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ فَاِذَا بَلَغَ بَابَهَا فَرَاٰى زَهْرَتَهَا وَمَا فِيْهَا مِنَ النَّضْرَةِ وَالسُّرُوْرِ فَسَكَتَ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّسْكُتَ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ اَدْخِلْنِيْ الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَيْلَكَ يَاابْنَ اٰدَمَ مَا اَغْدَرَكَ اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمِيْثَاقَ اَنْ لَا تَسْاَلَ غَيْرَ الَّذِيْ اُعْطِيْتَ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِيْ اَشْقٰى خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ حَتّٰى يَضْحَكَ اللّٰهُ مِنْهُ فَاِذَا

اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ ان لوگوں کو نکال لاؤ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے تو فرشتے ان کو نکال لیں گے، اور انہیں سجدے کی علامات سے پہچانیں گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ پر حرام کیا ہے کہ وہ سجدے کے حصہ کو جلائے۔ پس آگ انسان کے تمام اعضاء کو کھا جائے گی، لیکن سجدے والے اعضاء کو آگ نہیں کھائے گی۔ چنانچہ انہیں دوزخ سے نکالا جائے گا' وہ جل چکے ہوں گے اور ان پر آب حیات ڈالا جائے گا تو وہ اس طرح نکلیں گے جیسے کہ سیلابی مٹی سے دانہ نمودار ہوتا ہے۔ اور ایک شخص جنت اور دوزخ کے درمیان باقی رہ جائے گا۔ یہ شخص جنت میں سب سے آخر میں داخل ہوگا' اس کا چہرہ دوزخ کی جانب ہوگا۔ وہ عرض کرے گا' اے میرے پروردگار! دوزخ سے میرا چہرہ پھیر دے، مجھے اس کی زہریلی ہوا نے تباہ کر دیا ہے اور مجھے اس کی حرارت نے جلا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا' کیا یہ بات نہیں ہوگی کہ میں ایسا کروں تو تو مجھ سے اور سوال کرے گا؟ وہ کہے گا' نہیں! تیری عزت کی قسم! پھر وہ کچھ عہد و پیمان کرے گا، جو اللہ چاہے گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو دوزخ سے پھیر دیں گے۔ جب وہ جنت کی طرف متوجہ ہوگا اور اس کے حسن و جمال کو دیکھے گا تو وہ خاموش رہے گا، جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ عرض کرے گا' اے پروردگار! مجھے جنت کے دروازے تک پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ اس سے دریافت کریں گے' کیا تو نے عہد و پیمان نہیں کیا تھا کہ تو اس سوال کے سوا کوئی سوال نہیں کرے گا' جو تو نے کیا تھا؟ وہ عرض کرے گا' اے میرے پروردگار! میں ہی تیری مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ قرار پاؤں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا' کیا اس بات کا امکان نہیں ہے کہ اگر تیرا یہ

ضَحِکَ اَذِنَ لَـهٗ فِیْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُ تَـمَـنَّ فَیَتَـمَنّٰی حَتّٰی اِذَاانْقَطَعَ اُمْنِیَّتُهٗ قَالَ اللّٰهُ تَـعَالٰی تَـمَـنَّ مِنْ کَذَاوَکَذَااَقْبَلَ یُذَکِّرُهٗ رَبُّهٗ حَتّٰی اِذَاانْتَهَتْ بِـهِ الْاَمَـانِیُّ قَالَ اللّٰهُ ذٰلِکَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ.

وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَکَ ذٰلِکَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ (متفق علیه)2295-13

سوال پورا کر دیا گیا تو تو کوئی اور اسوال نہیں کرے گا؟ وہ عرض کرے گا' نہیں! تیری عزت کی قسم! میں تجھ سے اس کے علاوہ کوئی اور سوال نہیں کروں گا۔ پھر وہ اپنے پروردگار کے ساتھ کچھ عہد و پیمان کرے گا۔ جو اللہ تعالیٰ چاہے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے دروازے کے قریب کر دے گا۔ جب وہ جنت کے دروازے کے قریب پہنچے گا اور جنت کی بہترین زندگی زیبائش و آرائش اور خوشیاں دیکھے گا تو خاموش رہے گا، جب تک کہ اللہ تعالیٰ چاہے گا، کہ وہ خاموش رہے۔ پھر وہ عرض کرے گا' اے میرے پروردگار! مجھے جنت میں داخل فرما دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' اے آدم کے بیٹے! تجھ پر افسوس ہے، کہ تو کس قدر عہد شکنی کرنے والا ہے! کیا تو نے پختہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو اس کے علاوہ اور کوئی سوال نہیں کرے گا' حالانکہ تیرا سوال پورا کر دیا گیا تھا؟ وہ عرض کرے گا' اے میرے پروردگار! مجھے اپنی مخلوق میں سے سب سے زیادہ بدنصیب نہ بنا' وہ مسلسل (یہی) دعاء کرتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ پر ہنس پڑیں گے۔ اور جب اللہ تعالیٰ ہنس پڑیں گے تو اسے جنت میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے' جو چاہو مانگو! وہ اپنی آرزوئیں پیش کرے گا اور جب اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ۔ فلاں فلاں چیز بھی مانگ لو! اور اللہ تعالیٰ اس کو یاد کرائیں گے۔ اور جب اس کی تمام خواہشیں پوری ہو جائیں گی تو۔ ابو سعید کی روایت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ تمام نعمتیں تیرے لئے ہیں اور اس جیسی دس گنا مزید بھی تجھے عطا کی جاتی ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اٰخِرُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فَهُوَ یَمْشِیْ مَرَّةً وَیَـکْبُوْ مَرَّةً وَتَسْفَعُهُ النَّارُ مَرَّةً فَاِذَا جَاوَزَهَا اِلْتَفَتَ اِلَیْهَا فَقَالَ تَبَارَکَ الَّذِیْ نَجَّانِیْ مِنْکَ لَقَدْ اَعْطَانِیَ اللّٰهُ شَیْئًا مَا اَعْطَاهُ اَحَدًا مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ فَتُرْفَعُ لَهٗ شَجَرَةٌ فَیَقُوْلُ اَیْ رَبِّ اَدْنِنِیْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلِاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَاَشْرَبَ مِنْ مَائِهَا فَیَقُوْلُ اللّٰهُ یَا ابْنَ اٰدَمَ اَلَمْ تُعَاهِدْنِیْ اَنْ لَا تَسْاَلَنِیْ غَیْرَهَا فَیَقُوْلُ لَعَلِّیْ اِنْ اَعْطَیْتُکَهَا سَاَلْتَنِیْ غَیْرَهَا فَیَقُوْلُ لَا یَارَبِّ فَیُعَاهِدُهٗ اَنْ لَا یَسْاَلَهٗ

حضرت ابن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جنت میں سب سے آخر میں داخل ہوگا، وہ ایسا ہوگا کہ کبھی چلتا ہوگا اور کبھی رک جاتا ہوگا۔ اور آگ نے اس کو جھلسا دیا ہوگا۔ جب وہ دوزخ سے نکل کر آگے گزر جائے گا تو دوزخ کی طرف دیکھ کر کہے گا، کہ وہ ذات بڑی برکت والی ہے، جس نے مجھے تجھ سے نجات عطا کی! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی نعمت سے ہمکنار کیا ہے، جس سے اس نے اگلے اور پچھلے لوگوں میں سے کسی کو نہیں نوازا ہے۔ چنانچہ اسے دور سے ایک درخت نظر آئے گا۔ تو وہ التجا کرے گا' اے میرے پروردگار! مجھے اس درخت کے نزدیک کر دے تاکہ میں اس کے سائے میں

غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يُعْذِرُهُ لِاَنَّهُ يَرٰى مَالَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّائِهَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ هِيَ اَحْسَنُ مِنَ الْاُوْلٰى فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ لِاَشْرَبَ مِنْ مَائِهَا وَاَسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا لَا اَسْئَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ اَلَمْ تُعَاهِدْنِيْ اَنْ لَا تَسْئَالَنِيْ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ لَعَلِّيْ اِنْ اَدْنَيْتُكَ مِنْهَا تَسْاَلُنِيْ غَيْرَهَا فَيُعَاهِدُهُ اَنْ لَا يَسْاَلَهُ غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يُعْذِرُهُ لِاَنَّهُ يَرٰى مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّائِهَا ثُمَّ تُرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ هِيَ اَحْسَنُ مِنَ الْاُوْلَيَيْنِ فَيَقُوْلُ رَبِّ اَدْنِنِيْ مِنْ هٰذِهِ فَلَاسْتَظِلَّ بِظِلِّهَا وَاَشْرَبَ مِنْ مَائِهَا لَا اَسْئَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ اَلَمْ تُعَاهِدْنِيْ اَنْ لَا تَسْئَالَنِيْ غَيْرَهَا قَالَ بَلٰى يَا رَبِّ هٰذِهِ لَا اَسْئَالُكَ غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يُعْذِرُهُ لِاَنَّهُ يَرٰى مَالَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيُدْنِيْهِ مِنْهَا فَاِذَا اَدْنَاهُ مِنْهَا سَمِعَ اَصْوَاتَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْهَا فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَا يَصْرِيْنِيْ مِنْكَ اَيُرْضِيْكَ اَنْ اُعْطِيَكَ الدُّنْيَا وَمِثْلَهَا مَعَهَا قَالَ اَيْ رَبِّ اَتَسْتَهْزِئُ مِنِّيْ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فَضَحِكَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ اَلَا تَسْاَلُوْنِيْ مِمَّ اَضْحَكُ فَقَالُوْا مِمَّ تَضْحَكُ فَقَالَ هٰكَذَا ضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْا مِمَّ تَضْحَكُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مِنْ ضِحْكِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

آرام حاصل کروں اور اس کا پانی پیوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا 'اے آدم کے بیٹے! ممکن ہے کہ اگر میں تیری آرزو پوری کردوں تو، تو مجھ سے اس کے علاوہ مانگنا شروع کردے گا۔ وہ اقرار کرے گا' نہیں اے میرے پروردگار! وہ اللہ تعالیٰ سے معاہدہ کرے گا کہ وہ اس سے اس کے علاوہ کسی چیز کا سوال نہیں کرے گا جبکہ اس کا رب اسے معذور پائے گا' کیونکہ وہ ایسی نعمت کا مشاہدہ کررہا ہے جس سے اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے نزدیک لے جائے گا اور وہ اس کے سائے میں آرام کرے گا اور اس کے پانی سے سیراب ہوگا۔ بعدازاں اس کے سامنے ایک اور سبزہ زار نمودار ہوگا، جو پہلے سبزہ زار سے بھی زیادہ خوبصورت ہوگا۔ وہ عرض کرے گا' اے میرے پروردگار! مجھے اس سبزہ زار کے قریب کیجیے! تاکہ میں اس کے پانی سے سیراب ہوسکوں اور درخت کے سائے کے نیچے آرام کرسکوں۔ میں تجھ سے اس کے علاوہ سوال نہیں کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا' اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا، کہ تو مجھ سے اس کے علاوہ کچھ طلب نہیں کرے گا؟ اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہوسکتا ہے کہ اگر میں نے تجھ کو اس کے قریب کردوں تو تو مجھ سے مزید کا سوال کرنا شروع کردے گا؟ ۔ وہ اللہ تعالیٰ سے پختہ عہد کرے گا کہ وہ اس سے اس کے علاوہ کچھ طلب نہیں کرے گا۔ جبکہ اس کا پروردگار اس کو معذور سمجھے گا اس لئے کہ وہ جس کا مشاہدہ کررہا ہے وہ اس پر صبر نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے قریب کردے گا' تو وہ اس کے سائے میں محوِ آرام ہوگا اور پانی نوش کرے گا۔ اس کے بعد اس کے سامنے جنت کے دروازے کے قریب ایک (سبزہ زار)

حِيْنَ قَالَ اَتَسْتَهْزِئُ مِنِّيْ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَا سْتَهْزِئُ مِنْكَ وَلٰكِنِّيْ عَلٰى مَا اَشَاءُ قَدِيْرٌ (رواه مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ نَحْوَهُ اَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ فَيَقُوْلُ يَا ابْنَ اٰدَمَ مَايَصْرِيْنِيْ مِنْكَ اِلٰى اٰخِرِ الْحَدِيْثِ وَزَادَ فِيْهِ وَيُذَكِّرُهُ اللّٰهُ سَلْ كَذَا وَكَذَا حَتّٰى اِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْاَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى هُوَ لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهِ قَالَ ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتَهُ فَتَدْخُلُ عَلَيْهِ زَوْجَتَاهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ يَقُوْلَانِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَاكَ لَنَاوَاَحْيَانَا لَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ مَااُعْطِيَ اَحَدٌ مِثْلَ مَا اُعْطِيْتُ.2296-14

دکھائی دے گا، جو پہلے دونوں سبزہ زاروں سے زیادہ خوبصورت ہوگا۔ وہ التجا کرے گا' اے میرے پروردگار! مجھے اس درخت کے قریب کر دیجئے تا کہ میں اس کے سائے میں آرام حاصل کروں اوراس کے پانی سے سیراب ہوسکوں ۔میں تجھ سے اس کے سوا کچھ نہیں مانگوں گا۔اس کا پروردگار اس کو معذور قرار دے گا۔اس لئے کہ وہ جن نعمتوں کا مشاہدہ کررہاہے وہ ان پر صبر نہیں کرسکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے نزدیک لے جائے گا جب وہ اس کے نزدیک جائے گا۔ تو جنت میں رہنے والوں کی آوازوں کو سنے گا۔ چنانچہ وہ درخواست کرے گا، کہ اے میرے پروردگار! اب مجھے جنت میں بھی داخل فرمادے! اللہ تعالیٰ جواب دے گا' اے آدم کے بیٹے! کونسی ایسی نعمت ہے جو تجھے مجھ سے سوال کرنے سے مانع ہوگی؟ کیا تو خوش ہوگا۔ کہ اگر میں تجھے دنیا اوراس کے مثل عطا کردوں؟ وہ اس کو ناممکن تصور کرتے ہوئے عرض کرے گا' اے میرے پروردگار! آپ میرے ساتھ مذاق کررہے ہیں؟ حالانکہ آپ دونوں جہانوں کا رب ہیں؟! اس کے بعد ابن مسعود ہنسے اور بولے کہ کیا تم مجھ سے ہنسنے کا سبب نہیں پوچھو گے؟ لوگوں نے استفسار کیا کہ آپ کیوں ہنسے ہیں؟ ابنِ مسعود ﷺ نے کہا کہ اسی طرح رسول اللہ بھی ہنسے تھے اور لوگوں نے پوچھا تھا، کہ اے اللہ کے رسول! آپ کیوں ہنسے تھے؟ آپ نے فرمایا' جس بات سے رب العالمین ہنسے' جب اس شخص نے کہا کہ اے رب العالمین! آپ مجھ سے مذاق کررہے ہیں؟ حالانکہ آپ تو رب العالمین ہیں؟! تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے! میں تجھ سے مذاق نہیں کررہا، لیکن میں قادر مطلق ہوں جو چاہوں کرسکتا ہوں۔(مسلم)

مسلم کی ایک روایت میں ابوسعید خدری ﷺ سے اسی طرح کی حدیث منقول ہے، البتہ اس نے یہ الفاظ ذکر نہیں کئے، کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' اے آدم کے بیٹے! تجھے مجھ سے سوال کرنے سے کونسی چیز روکے گی؟ حدیث کے آخر تک...... نیز اس میں اضافہ ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ اس کو یاد کرائے گا، کہ تو فلاں فلاں چیز کا سوال کر۔ اور جب اس کی آرزوئیں پوری ہوجائیں گی، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ بھی اوراس سے دس گنا مزید بھی تیرے لئے ہیں۔آپ نے فرمایا' اس کے بعد وہ اپنے جنت کے گھر میں داخل ہوگا تو وہاں اس کے پاس ''حورعین'' میں سے اس کی دو بیویاں آئیں گی۔ اوروہ کہیں گی کہ سب حمد و ثناء اللہ تعالیٰ کیلئے ہے، جس نے تجھے ہمارے لئے اور ہمیں تیرے لئے پیدا کیا۔آپ نے فرمایا' وہ شخص کہے گا، کہ جس قدر مجھے دیا گیا ہے اس قدر کسی دوسرے کو نہیں دیا گیا۔

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَيُصِيْبَنَّ اَقْوَامًا سَفْعٌ مِنَ النَّارِ بِذُنُوْبٍ اَصَابُوْهَا عُقُوْبَةً ثُمَّ يُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِهٖ وَرَحْمَتِهٖ فَيُقَالُ لَهُمُ الْجَهَنَّمِيُّوْنَ (رواه البخاری) 15-2297

انس ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگوں کو آگ ان کے گناہوں کے سبب جھلسا دے گی جو وہ کیا کرتے تھے پھر اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل کریں گے۔ ایسے لوگوں کو جہنمی کہا جائے گا (بخاری)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَيُسَمُّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ (رواه البخاری)

وَفِيْ رِوَايَةٍ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ اُمَّتِيْ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِيْ يُسَمُّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ. 16-2298

عمران بن حصین ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگ رسول کریم ﷺ کی سفارش کے ساتھ دوزخ سے نکلیں گے اور جنت میں داخل کئے جائیں گے' انہیں جہنمی کہ جائے گا۔ (بخاری) دوسری روایت میں ہے کہ میری امت میں سے کچھ لوگ دوزخ سے میری سفارش کے ساتھ نکالے جائے گے' انہیں جہنمی کہا جائے گا۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْهَا وَاٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَاْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهَا مَلْاٰى فَيَقُوْلُ يَارَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلْاٰى فَيَقُوْلُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ اَمْثَالِهَا فَيَقُوْلُ اَتَسْخَرُ مِنِّيْ اَوْتَضْحَكُ مِنِّيْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ وَكَانَ يُقَالُ ذَالِكَ اَدْنٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً (متفق عليه) 17-2299

عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ دوزخ میں سے سب سے آخر میں کون نکلے گا اور جنت میں سب سے آخر میں کون داخل ہوگا۔ وہ شخص جو دوزخ سے گھسٹتے ہوئے نکلے گا، اللہ اسے حکم دیں گے کہ جنت میں داخل ہو جا! وہ جنت کے قریب پہنچے گا، تو اسے خیال گزرے گا، کہ جنت تو بھری ہوئی ہے۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! جنت میں تو کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو حکم دیں گے کہ جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ بلاشبہ تمہارے لئے دنیا کے برابر اور اس کی مثل دس گنا ہے۔ وہ عرض کرے گا: آپ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں، یا آپ مجھ سے خوش طبعی کر رہے ہیں، حالانکہ آپ بادشاہ ہیں۔ ابن مسعود کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ یہ بات فرما کر ہنس دیئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ شخص جنتیوں میں سے کم درجے والا ہوگا (بخاری، مسلم)

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ

حضرت ابوذر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

لَاَعْلَمُ اٰخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلاً الْجَنَّةَ وَاٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْهَا رَجُلٌ يُؤْتٰى بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ اَعْرِضُوْا عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوْبِهٖ وَارْفَعُوْا عَنْهُ كِبَارَهَا فَتُعْرَضُ عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوْبِهٖ فَيُقَالُ عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، كَذَا وَكَذَا وَعَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا، كَذَا كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّنْكِرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنْ كِبَارِ ذُنُوْبِهٖ اَنْ تُعْرَضَ عَلَيْهِ فَيُقَالُ لَهٗ فَاِنَّ لَكَ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةً فَيَقُوْلُ رَبِّ قَدْ عَمِلْتُ اَشْيَاءَ لَا اَرَاهَا هٰهُنَا وَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ (رواہ مسلم) 2300-18

بلا شبہ میں جانتا ہوں کہ اہل جنت میں سے سب سے آخر میں جنت میں کون داخل ہوگا؟ اور اہل جہنم میں سے سب سے آخر میں جہنم میں سے کون نکالا جائے گا؟، وہ ایسا شخص ہوگا، جسے قیامت کے دن پیش کیا جائے گا، اور کہا جائے گا کہ اس پر اس کے صغیرہ گناہ پیش کرو۔ اور اس کے کبیرہ گناہوں کو چھپالو۔ چنانچہ اس کے سامنے صغیرہ گناہ پیش کئے جائیں گے اور اسے کہا جائیگا کہ تو نے فلاں فلاں دن، فلاں فلاں کام کیا؟ اور فلاں فلاں دن فلاں فلاں عمل کیا؟ وہ اقرار کرے گا' اس میں انکار کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔ البتہ وہ اپنے کبیرہ گناہوں سے خائف ہوگا۔ کہ کہیں وہ اس پر پیش نہ کیے جائیں۔ تب اس سے کہا جائے گا' بے شک تیرے لئے ہر برائی کے بدلہ میں ایک نیکی ہے۔ وہ عرض کرے گا' اے میرے پروردگار! میں نے بہت سے اور بھی گناہ کیے تھے، جن کو میں اعمال ناموں میں نہیں دیکھ رہا ہوں۔ ابوذر ؓ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، کہ یہ بیان کر کے آپ اتنا ہنس رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں دکھائی دینے لگیں (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ اَرْبَعَةٌ فَيُعْرَضُوْنَ عَلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُؤْمَرُ بِهِمْ اِلَى النَّارِ فَيَلْتَفِتُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ اَيْ رَبِّ لَقَدْ كُنْتُ اَرْجُوْ اِذْ اَخْرَجْتَنِيْ مِنْهَا اَنْ لَا تُعِيْدَنِيْ فِيْهَا قَالَ فَيُنْجِيْهِ اللّٰهُ مِنْهَا (رواہ مسلم) 2301-19

انس ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا' چار انسانوں کو دوزخ سے نکالا جائے گا' انہیں اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا، اور پھر انہیں دوزخ کی جانب لے جانے کا حکم دیا جائے گا۔ تو ان میں سے ایک شخص مڑ کر (رحم طلب نظر سے) دیکھتے ہوئے عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں تو امید رکھتا تھا، کہ جب آپ نے مجھے دوزخ سے نکال لیا ہے تو دوبارہ مجھے دوزخ میں نہیں ڈالیں گے۔ آپ نے فرمایا: چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے نجات عطا کریں گے (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْلُصُ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَيُحْبَسُوْنَ عَلٰى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا' جب ایمان دار لوگوں کو دوزخ سے باہر نکالا جائے گا تو انہیں جنت اور دوزخ کے درمیان ایک پل پر روک لیا جائے گا۔ پھر

فَيُقْتَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ مَظَالِمَ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتَّى إِذَا هُذِّبُوا وَنُقُّوا أُذِنَ لَهُمْ فِيْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَاَحَدُهُمْ اَهْدٰى بِمَنْزِلِهِ فِيْ الْجَنَّةِ مِنْهُ بِمَنْزِلِهِ كَانَ لَهُ فِي الدُّنْيَا (رواه البخاری) 2302-20

ان کو ایک دوسرے سے ان حقوق کا بدلہ دلوایا جائے گا، جو ان کے درمیان دنیا میں تھے یہاں تک کہ وہ بالکل پاک وصاف ہو جائیں گے۔ پھر انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے۔ بلاشبہ ان میں سے ہر شخص جنت میں اپنے گھر کو اپنے دنیا والے مکان سے زیادہ پہچاننے والا ہوگا (بخاری)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا یَدْخُلُ اَحَدُنِ الْجَنَّةَ اِلَّا اُرِیَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ لَوْ اَسَاءَ، لِیَزْدَادَ شُکْرًا وَلَا یَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ اِلَّا اُرِیَ مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ اَحْسَنَ، لِیَکُوْنَ عَلَیْهِ حَسْرَةً (رواه البخاری) 2303-21

ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا' کوئی شخص اس وقت تک جنت میں داخل نہیں کیا جائے گا جب تک کہ اسے دوزخ میں وہ جگہ نہ دکھا دی جائے گی، جو اس کا ٹھکانہ ہوتا' اگر وہ برے عمل کرتا، تا کہ وہ زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہو۔ اور کوئی شخص اس وقت تک دوزخ میں داخل نہیں کیا جائے گا، جب تک کہ اسے جنت میں وہ مقام نہ دکھا دیا جائے، جو اس کو ملنے والا تھا' اگر وہ نیک اعمال کرتا، تا کہ اسے سخت افسوس ہو۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَی الْجَنَّةِ وَاَهْلُ النَّارِ اِلَی النَّارِ جِیْئَ بِالْمَوْتِ حَتّٰی یُجْعَلَ بَیْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ یُذْبَحُ ثُمَّ یُنَادِیْ مُنَادِیًا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَامَوْتَ وَیَا اَهْلَ النَّارِ لَامَوْتَ فَیَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلٰی فَرَحِهِمْ وَیَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلٰی حُزْنِهِمْ (متفق علیه) 2304-22

عبداللہ بن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا' جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو موت کو (مینڈھے کی شکل میں) لایا جائے گا، یہاں تک کہ اسے جنت اور دوزخ کے درمیان لٹا کر ذبح کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد ایک منادی کرنے والا کہے گا' اے جنت والو! اب موت نہیں آئے گی۔ اے دوزخ والو! اب موت نہیں ہے۔ اس اعلان سے اہل جنت کی خوشیوں میں مزید خوشیوں کا اضافہ ہوگا۔ اور اہل دوزخ کے غموں میں مزید غم کا اضافہ ہوگا (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اَمَامَکُمْ حَوْضِیْ مَابَیْنَ جَنْبَیْهِ کَمَا بَیْنَ جَرْبَاءَ وَاَذْرُحَ قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ هُمَا قَرْیَتَانِ بِالشَّامِ

ابن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میرا حوض یقیناً تمہارے سامنے ہوگا، اس کے دونوں کناروں کا درمیانی فاصلہ "جرباء" اور "اذرح" کے درمیانی فاصلے جتنا ہو

بَیْنَهُمَا مَسِیْرَةُ ثَلٰثِ لَیَالٍ.
وَفِی رِوَایَةٍ فِیْهِ اَبَارِیْقُ کَنُجُوْمِ السَّمَاءِ مَنْ وَّرَدَهُ فَشَرِبَ مِنْهُ لَمْ یَظْمَأْ بَعْدَهَا اَبَدًا (متفق علیه) 2305-23

گا۔ کسی راوی کا کہنا ہے کہ یہ دونوں مقامات ملک شام کی بستیاں ہیں اوران کے درمیان تین دن کی مسافت ہے۔اور ایک روایت میں ہے کہ اس میں آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر آب خورے ہوں گے، جو شخص اس حوضِ کوثر پر آئے گا اوراس سے پئے گا، تو پھر وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا (بخاری ومسلم)

عَنْ حُذَیْفَةَ ﷺ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَجْمَعُ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی النَّاسَ فَیَقُوْمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَیَقُوْلُوْنَ یَا اَبَانَا اسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ فَیَقُوْلُ وَهَلْ اَخْرَجَکُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا خَطِیْئَةُ اَبِیْکُمْ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَالِکَ اِذْهَبُوْا اِلٰی اِبْنِیْ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلِ اللّٰهِ قَالَ فَیَقُوْلُ اِبْرَاهِیْمُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَالِکَ اِنَّمَا کُنْتُ خَلِیْلًا مِنْ وَّرَاءِ وَّرَاءِ اِعْمِدُوْا اِلٰی مُوْسٰی الَّذِیْ کَلَّمَهُ اللّٰهُ تَکْلِیْمًا فَیَاْتُوْنَ مُوْسٰی فَیَقُوْلُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَالِکَ اِذْهَبُوْا اِلٰی عِیْسٰی کَلِمَةِ اللّٰهِ وَرُوْحِهٖ فَیَقُوْلُ عِیْسٰی لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَالِکَ فَیَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا فَیَقُوْمُ فَیُؤْذَنُ لَهٗ وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَتَقُوْمَانِ جَنْبَتَیِ الصِّرَاطِ یَمِیْنًا وَّشِمَالًا فَیَمُرُّ اَوَّلُکُمْ کَالْبَرْقِ قَالَ قُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَیُّ شَیْءٍ کَمَرِّ الْبَرْقِ قَالَ اَلَمْ تَرَوْا اِلَی الْبَرْقِ کَیْفَ یَمُرُّ وَیَرْجِعُ فِیْ طَرْفَةِ عَیْنٍ ثُمَّ کَمَرِّ الرِّیْحِ ثُمَّ کَمَرِّ الطَّیْرِ وَشَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِیْ بِهِمْ اَعْمَالُهُمْ وَنَبِیُّکُمْ قَائِمٌ عَلَی الصِّرَاطِ یَقُوْلُ یَا رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتّٰی

حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ لوگوں کو جمع کریں گے، پس ایماندار شخص کھڑے ہوں گے، جنت کو ان کے قریب کر دیا جائے گا: پس وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آ کر کہیں گے: اے ہمارے باپ! ہمارے لیے جنت کا دروازہ کھلوا دیجیے۔ حضرت آدم علیہ السلام (عذر پیش کرتے ہوئے) کہیں گے، کہ تمہیں جنت سے تمہارے باپ کی غلطی نے ہی نکلوایا تھا، میں اس شفاعت کا اہل نہیں ہوں۔ تم میرے بیٹے حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کے پاس جاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا، حضرت ابراہیمؑ کہیں گے کہ میں اس شفاعت کا اہل نہیں ہوں، میں تو آج سے پہلے پہلے خلیل تھا۔ تم موسیٰؑ کے پاس جاؤ، جن سے اللہ تعالیٰ بلاواسطہ ہم کلام ہوئے۔ چنانچہ وہ حضرت موسیٰؑ کے پاس جائیں گے تو وہ کہیں گے، کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، جو اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور روح اللہ ہیں۔ وہ کہیں گے کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ لوگ محمد ﷺ کے پاس آئیں گے۔ آپ (عرش کی جانب) کھڑے ہوں گے، پس آپ کو (شفاعت کی) اجازت دی جائے گی۔ پھر امانت اور رشتہ داری کو لایا جائے گا۔ وہ دونوں پل صراط کی دونوں جانب دائیں اور بائیں کھڑی ہوں گی۔ پھر تم میں سے ایک طبقہ بجلی کی مانند گزر جائے گا۔ ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں، کہ

تَعْجِزَ اَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتّٰی یَجِیْئَ الرَّجُلُ فَلَا یَسْتَطِیْعُ السَّیْرَ اِلَّا زَحْفًا قَالَ وَفِیْ حَافَتَیِ الصِّرَاطِ كَلَالِیْبُ مُعَلَّقَةٌ مَاْمُوْرَةٌ تَاْخُذُ مَنْ اُمِرَتْ بِهٖ فَمَخْدُوْشٌ نَاجٍ وَمَكْدُوْسٌ فِی النَّارِ وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ بِیَدِهٖ اَنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعِیْنَ خَرِیْفًا(رواہ مسلم)2306-24

میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں! بجلی کی مانند گزرنے کی صورت کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا' کیا تم دیکھتے نہیں ہو، کہ آسمانی بجلی کس قدر تیزی کے ساتھ گزر جاتی ہے اور پلک جھپکتے ہی واپس چلی جاتی ہے پھر کچھ لوگ پرندوں کی طرح اور کچھ آدمیوں کے دوڑنے کی طرح گزریں گے' ان کے اعمال ان کو چلائیں گے اور تمہارے نبی ﷺ پل صراط پر کھڑے ہوئے، یہ کہے جارہے ہوں گے اے رب! سلامتی عطا کر' سلامتی عطا فرما۔ حتیٰ کہ لوگوں کے اعمال انہیں چلانے سے عاجز آجائیں گے' آخر ایک شخص آئے گا، وہ پل صراط پر سے اپنے کولہوں کے بل سرکتا ہوا گزرے گا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا' اور پل صراط کے دونوں کناروں پر آنکڑے یا کنڈیاں لٹک رہی ہوں گی، جنہیں حکم دیا گیا ہوگا، کہ وہ ان لوگوں کو کھینچ لیں جو قابل گرفت قرار پاچکے ہیں۔ پس کچھ لوگ زخمی ہوکر نجات پاجائیں گے۔ اور کچھ لوگ دوزخ میں گرجائیں گے ۔اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں ابوہریرہ ﷛ کی جان ہے بلاشبہ جہنم کی گہرائی ستر برس کی مسافت کے برابر ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ قَوْمٌ بِالشَّفَاعَةِ كَاَنَّهُمُ الثَّعَارِیْرُ قُلْنَا مَا الثَّعَارِیْرُ قَالَ اِنَّهُ الضَّغَابِیْسُ(متفق علیه)2307-25

حضرت جابر ﷛ بیان کرتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا' دوزخ سے کچھ لوگ شفاعت کے ساتھ نکالے جائیں گے گویا کہ وہ ''ثعاریر'' ہیں صحابہ کرام رضی اللہ ﷛ کہتے ہیں ہم نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! ''ثعاریر'' سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا' گویا کہ وہ کھیرے ککڑیاں ہیں۔ (بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ رب کبریا کی اجازت کے بغیر کوئی نبی بھی سفارش نہیں کر سکے گا۔ ۲۔ کافر اور مشرک کی کوئی سفارش نہیں کرے گا۔ ۳۔ رسول کریمؐ انبیاء، اولیاء، صلحاء، والدین حتیٰ کہ معصوم بچے اپنے گنہگار والدین کے لئے بااصرار سفارش کریں گے۔ ۴۔ پل صراط سے لوگ اپنے نیک اعمال کی بدولت گذریں گے۔ ۵۔ حوض کوثر سے پانی پینے والے کو جنت میں میں داخلے تک پیاس نہیں لگے گی۔ ۶۔ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ زمین تانبے کی مانند گرم ہوگی۔ جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والے کو پوری دنیا کی نعمتوں سے دس گناہ زیادہ نعمتیں ملیں گی۔ ۸۔ جنتی اپنے محلات اور جنت کی نعمتوں کو خوب پہنچانتے ہوں گے۔

بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَاَهْلِهَا

جنّت اور اہلِ جنّت کے احوال

جنّت کی جمع ہے جنات ۔جنّت کا معنیٰ ہے باغ ۔جنّت کے پھلوں کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ وہ دیکھنے میں دنیا کے پھلوں کے ہم مثل ہوں گے۔(پ ا۔البقرہ) لیکن رنگت' ذائقہ' بناوٹ اور سجاوٹ کے لحاظ سے ایسے ہوں گے جن کا تصور بھی کسی کے ذہن میں نہیں آسکتا۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

''کسی آنکھ نے آج تک جنت جیسا نظارہ دیکھا ہی نہیں اور جنّت کی نعمتیں کسی کے احاطہ تصورات میں آسکتی ہی نہیں''

حالانکہ رسول اللہ ﷺ کو قوت گویائی اور قادر الکلامی کا وہ ملکہ عنایت فرمایا گیا جو کائنات میں کسی کے نصیب میں نہیں آیا۔آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے مجھے عطا کردہ معجزات میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ میں گفتگو پر ایسا ملکہ رکھتا ہوں جو کسی شاعر' خطیب اور کسی قادر الکلام کو نہیں بخشا گیا''۔

پھر آپ نے نمازِ کسوف کی حالت میں جنت کو اس قدر اپنے قریب پایا۔صحابہ ﷺ کہتے ہیں کہ ہم نے یوں دیکھا کہ آپ نمازِ کسوف پڑھاتے ہوئے اپنے ہاتھ بڑھاتے ہوئے آگے بڑھے' جیسے کوئی چیز پکڑنا چاہ رہے ہوں۔نماز سے فارغ ہونے کے بعد ایک استفسار کے جواب میں فرمایا' کہ آج جنّت میرے اس قدر قریب لائی گئی کہ میں انگوروں کا خوشہ پکڑنے کے لیے آگے بڑھا۔معراج کے موقعہ پر بھی براہِ راست آپ ﷺ نے جنت کا معائنہ فرمایا۔لیکن افصح اللسان ہونے اور براہ راست جنّت دیکھنے کے باوجود جنّت کی نعمتوں کا پورا' پورا تعارف کرانے سے آپ بھی بے بسی کا اظہار کرتے ہیں۔اور فرمایا: کہ جنّت کی نعمتیں انسان کے احاطہء خیالات میں نہیں آسکتیں۔تاہم جس قدر ممکن ہوسکا آپ نے جنت کی نعمتوں کا حدیث کے ان الفاظ میں تعارف کروایا ہے۔

آیئے آپ کی دیکھی ہوئی جنّت کی نعمتوں کا ادراک حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اپنے اپنے ایمان اور کردار کے حوالے سے ان دیکھی نعمتوں کی لذّت محسوس کریں' جو ہر صورت اہلِ ایمان کو حاصل ہوں گی۔جنّت میں اہلِ جنّت جو چاہیں گے وہ پائیں گے۔یہاں تک کہ دنیا میں کاشتکاری کرنے والے جنّت میں کاشت کاری کا شغل بھی کرسکیں گے۔البتہ سب سے بڑی نعمت رب کائنات کی زیارتِ اور اس کی خوشنودی ہوگی۔جس کو پاکر اہل جنّت عش عش کرتے ہوئے پکار اٹھیں گے۔اے ربِ کریم! تیری رضا اور حسن وجمال کے مقابلے میں سب نعمتیں ہیچ ہیں۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِيْنَ مَالَاعَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا' کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں' جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا

وَلَاخَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ وَّاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ(متفق علیه)1-2308

اور نہ ہی ان کے متعلق کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال آیا۔ اگر تمھیں پسند ہو تو اس آیت کی تلاوت کرو۔ ''کوئی نہیں جانتا کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا چیز چھپا کے رکھی گئی ہے۔'' (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَوْضِعُ سَوْطٍ فِيْ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (متفق علیه)2-2309

حضرت ابوہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جنت میں ایک کوڑے کے برابر (گز بھر) جگہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے' سب سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَافِيْهَا وَلَوْ اَنَّ امْرَاَةً مِنْ نِّسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ اِلَى الْاَرْضِ لَاَضَاءَتْ مَابَيْنَهُمَا وَلَمَلَاَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيْحًا وَلَنَصِيْفُهَا عَلٰى رَاْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (رواه البخاری)3-2310

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی راہ میں نکلنا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ اگر اہلِ جنت کی عورتوں سے کوئی ان کی طرف جھانک لے، تو مشرق و مغرب اور جو ان کے درمیان ہے روشن اور معطر ہو جائے۔ نیز اس کے سر کا دوپٹہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے قیمتی ہے۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ فِيْ الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَايَقْطَعُهَا وَلَقَابُ قَوْسِ اَحَدِكُمْ فِيْ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ اَوْتَغْرُبُ(متفق علیه)4-2311

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک ایسا درخت ہے۔ کہ اگر کوئی سوار اس کے سایہ میں سو سال چلتا رہے' تب بھی اس کو عبور نہ کر سکے گا۔ اور یقیناً جنت میں تم میں سے کسی ایک شخص کی کمان کے برابر جگہ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے' جن پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِيْ الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ وَّاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا.
وَفِيْ رِوَايَةٍ طُوْلُهَا .
سِتُّوْنَ مِيْلًا فِيْ كُلِّ زَاوِيَةٍ مِّنْهَا اَهْلٌ مَّا يَرَوْنَ الْاٰخَرِيْنَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ وَجَنَّتَانِ مِنْ

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ایمان دار شخص کے لیے جنت میں ایک خیمہ ہوگا' جو ایک مکمل کھوکھلا موتی ہوگا۔ جس کی چوڑائی۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کی لمبائی۔ ساٹھ میل ہوگی۔ اور اس کے ایک کنارے میں رہنے والے دوسرے کنارے والے کو نہیں دیکھ سکیں گے۔ مومن شخص ان کے پاس چکر لگاتا

فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ يَّنْظُرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِيَاءِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ(متفق علیه)5-2312

رہے گا اور دو جنتیں ہوں گی' جس کے برتن اور جو کچھ اس میں ہوگا چاندی کا ہوگا۔ اور دو جنتیں ہوں گی۔ جن میں برتنوں سمیت ہر چیز سونے کی ہوگی۔ جنت عدن میں جنتی اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے۔ تو اس وقت اہل جنت اور ان کے رب کے درمیان کبریائی کی چادر کے سوا' وہ جو اُس کے چہرۂ اقدس پر ہوگی' کوئی چیز حائل نہ ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اللہ تعالیٰ کے چہرہ اقدس چادر سے چھپا ہوا نہیں ہوگا' یہ تو آپ ﷺ نے رب کبریاء کی جلالت و تمکنت سمجھانے کے لیے لفظ استعمال فرمایا ہے۔ یعنی ایسا پر جمال اور پر جلال چہرہ جس کو جنتیوں کی آنکھ دیکھ تو سکے لیکن جلال و جمال کی وجہ سے ٹھہر نہ پائے۔

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوْقًا يَاْتُوْنَهَا كُلَّ جُمُعَةٍ فَتَهُبُّ رِيْحُ الشِّمَالِ فَتَحْثُوْا فِيْ وُجُوْهِهِمْ وَثِيَابِهِمْ فَيَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَّجَمَالًا فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰى اَهْلِيْهِمْ وَقَدِ ازْدَادُوْا حُسْنًا وَّجَمَالًا فَيَقُوْلُ لَهُمْ اَهْلُوْهُمْ وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَّجَمَالًا فَيَقُوْلُوْنَ وَاَنْتُمْ وَاللّٰهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَّجَمَالًا (رواہ مسلم) 6-2313

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک بازار ہے۔ جس میں جنتی لوگ اس بازار میں ہر جمعہ کے روز آیا کریں گے' تو شمال کی جانب سے ایک ہوا چلا کرے گی۔ وہ ان کے کپڑوں اور چہروں پر خوشبو بکھیر دے گی۔ جس سے ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو جائے گا۔ وہ اپنے گھروں کی جانب لوٹیں گے تو ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو چکا ہوگا۔ چنانچہ ان کے گھر والے ان سے کہیں گے۔ اللہ کی قسم! ہم سے الگ ہونے کے بعد تمہارے حسن و جمال میں اضافہ ہو گیا ہے۔ وہ جواب دیں گے کہ اللہ کی قسم! ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں بھی اضافہ ہو گیا ہے!!۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ كَاَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ اِضَاءَةً قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِنَّ مِنْ وَّرَاءِ الْعَظْمِ وَاللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا لَا يَسْقَمُوْنَ وَلَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن (چہرہ) ہوں گے۔ پھر جو ان کے بعد داخل ہوں گے' یہ آسمان پر بہت تیز چمکنے والے ستارے کی طرح ہوں گے۔ تمام جنتیوں کے دل ایک جیسے ہوں گے۔ نہ تو ان کے درمیان باہمی اختلاف ہوگا اور نہ ہی ایک دوسرے سے بغض رکھیں گے۔ ان میں سے ہر شخص کے لیے حوروں میں سے دو بیویاں ہوں گی۔ حسن کی وجہ سے

يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَايَتْفُلُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ اٰنِيَتُهُمُ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَاَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَوُقُوْدُ مَجَامِرِهِمُ الْاُلُوَّةُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ عَلٰى خَلْقِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ عَلٰى صُوْرَةِ اَبِيْهِمْ اٰدَمَ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ(متفق عليه) 7-2314

جن کی پنڈلیوں کا گودا ہڈی اور گوشت کے پیچھے دکھائی دے گا۔ اہل جنت صبح شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے نہ وہ بیمار ہوں گے اور نہ ہی پیشاب کریں گے' نہ رفع حاجت کریں گے اور نہ ہی تھوکیں گے اور نہ ہی ناک سے رطوبت بہائیں گے۔ ان کے برتن سونے، چاندی کے ہوں گے۔ ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ ان کی انگیٹھیوں کا ایندھن عودِ ہندی ہوگا۔ اوران کا پسینہ کستوری کی طرح ہوگا۔ سب کا اخلاق ایک جیسا ہوگا۔ نیز وہ سب شکل وصورت میں اپنے باپ آدم علیہ السلام کی طرح ہوں گے۔ آدم کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا تھا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَاْكُلُوْنَ فِيْهَا وَيَشْرَبُوْنَ وَلَايَتْفُلُوْنَ وَلَايَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ قَالُوْا فَمَا بَالُ الطَّعَامِ قَالَ جُشَاءٌ وَرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَالتَّحْمِيْدَ كَمَا تُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ(رواه مسلم)8-2315

حضرت جابر ﷛ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنتی لوگ جنت میں خوب کھائیں پئیں گے۔ لیکن نہ تھوکیں گے' نہ پیشاب کریں گے' نہ رفع حاجت کریں گے اور نہ ہی ناک بہائیں گے۔ صحابہ کرام ﷡ نے استفسار کیا۔ تو پھر کھانے کے فضلہ کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کھانے کا فضلہ ڈکار سے ختم ہو جائے گا۔ ان کا پسینہ کستوری کی طرح ہوگا۔ اہل جنت کے دل میں سبحان اللہ، الحمد اللہ کا الہام کیا جائے گا۔ جیسے تمہاری سانس جاری رہتی ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ وَلَا يَبْاَسُ وَلَا تَبْلٰى ثِيَابُهٗ وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهٗ (رواه مسلم) 9-2316

حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ہر جنت میں جانے والا نازونعمت میں رہے گا۔ نہ وہ غمگین ہوگا اور نہ ہی اس کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے۔ اور نہ ہی اس کی جوانی ختم ہوگی۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ ﷛ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ قَالَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يُنَادِیْ مُنَادٍ اِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْاَسُوْا اَبَدًا (رواه مسلم) 10-2317

ابو سعید الخدری ﷛ اور حضرت ابو ہریرہ ﷛ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ جنت میں منادی کرنے والا آواز دے گا' کہ تم ہمیشہ صحت مند رہو گے' کبھی بیمار نہ ہو گے۔ اور یقیناً تم زندہ رہو گے' کبھی تم پر موت واقع نہ ہوگی، تم ہمیشہ جوان رہو گے اور کبھی بوڑھے نہ ہو گے۔ اور بلاشبہ تم نازونعمت میں رہو گے' کبھی رنجیدہ نہ ہو گے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِنَّ اَھْلَ الْجَنَّۃِ یَتَرَاءَ وْنَ اَھْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِھِمْ کَمَا تَتَرَاءَ وْنَ الْکَوْکَبَ الدُّرِّیَّ الْغَابِرَ فِی الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ اَوِالْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَابَیْنَھُمْ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ تِلْکَ مَنَازِلُ الْاَنْبِیَاءِ لَا یَبْلُغُھَا غَیْرُھُمْ قَالَ بَلٰی وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَصَدَّقُوْا الْمُرْسَلِیْنَ (متفق علیہ)11-2318

حضرت ابوسعید الخدری ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ بلا شبہ جنّتی لوگ بالا خانوں میں رہنے والوں کو اس طرح (بلند) دیکھیں گے۔ جیسے تم اُس روشن ستارے کو دیکھتے ہو جو مشرقی یا مغربی افق میں ڈوب رہا ہے اس لیئے کہ جنتیوں کے درمیان مراتب کا فرق ہوگا۔ صحابہ ﷺ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ منزلیں انبیاء کی ہوں گی' کہ دوسرے لوگ ان بالا خانوں تک رسائی نہیں حاصل کر سکیں گے؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' ان لوگوں کی ان (بالا خانوں) تک رسائی ہوگی جو اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان لائے اور انھوں نے پیغمبروں کی تصدیق کی۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

پرندوں کے دلوں سے مراد کہ دنیا میں اتنے معصوم جیسے پرندے معصوم ہوتے ہیں۔
یا پھر اس سے مراد ایسے جنتی جو پرندوں کی طرح ہر دم چہکتے اور چلنے پھرنے والے ہوں۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اَقْوَامٌ اَفْئِدَتُھُمْ مِثْلُ اَفْئِدَۃِ الطَّیْرِ (رواہ مسلم)12-2319

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: جنّت میں لوگوں کی کئی ایسی جماعتیں داخل ہوں گی جن کے دل پرندوں کے دلوں کی طرح ہوں گے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ لِاَھْلِ الْجَنَّۃِ یَااَھْلَ الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُوْنَ لَبَّیْکَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ فِیْ یَدَیْکَ فَیَقُوْلُ ھَلْ رَضِیْتُمْ فَیَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰی یَارَبِّ وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ اَحَداً مِّنْ خَلْقِکَ فَیَقُوْلُ اَلَا اُعْطِیْکُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذَالِکَ فَیَقُوْلُوْنَ یَا رَبِّ وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِکَ فَیَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَیْکُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَیْکُمْ بَعْدَہٗ اَبَدًا (متفق علیہ)

حضرت ابوسعید الخدری ﷺ بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اہلِ جنت کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھیں گے: اے جنت میں رہنے والو! جنّتی کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں ہم تیرے حضور موجود ہیں۔ ہر قسم کی بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: کیا تم خوش ہو؟ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! بھلا ہم خوش کیوں نہ ہوں؟ آپ نے تو ہمیں ایسی نعمتیں عطا کی ہیں جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں کیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا میں تمھیں اس سے بھی بہتر نعمت عطا نہ

13-2320 کروں؟ وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! اس سے بڑھ کر اور نعمت کیا ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تم پر ہمیشہ کے لیے خوش ہوں اب کبھی میں تم پر خفا نہیں ہوں گا۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اَدْنٰی مَقْعَدِ اَحَدِکُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ تَمَنَّ فَیَتَمَنّٰی وَیَتَمَنّٰی فَیَقُوْلُ لَهٗ هَلْ تَمَنَّیْتَ فَیَقُوْلُ نَعَمْ فَیَقُوْلُ لَهٗ فَاِنَّ لَکَ مَا تَمَنَّیْتَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ (رواه مسلم) 14-2321

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، تم میں سے جو شخص جنّت میں ادنیٰ درجے کا ہوگا، اس کا مقام یہ ہوگا، کہ اسے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، تو آرزو کر! وہ آرزو کرے گا۔ اللہ تعالیٰ بار بار اسے مانگنے اور آرزو کرنے کے لیے کہیں گے آخر اللہ تعالیٰ اسے فرمائیں گے: کیا تو نے اپنی تمام آرزوئیں بیان کر دی ہیں؟ وہ عرض کرے گا: جی ہاں! تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تجھے تیری آرزوں کے مطابق بلکہ اتنا مزید اتنا عطا کیا جاتا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَیْحَانُ وَجَیْحَانُ وَالْفُرَاتُ وَالنِّیْلُ کُلٌّ مِّنْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ (رواه مسلم) 15-2322

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: سیحان، جیحان، فرات اور نیل سب جنّت کی نہروں میں سے ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ ﷺ قَالَ ذُکِرَ لَنَا اَنَّ الْحَجَرَ یُلْقٰی مِنْ شَفَةِ جَهَنَّمَ فَیَهْوِیْ فِیْهَا سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا لَا یُدْرِکُ لَهَا قَعْرًا وَاللّٰهِ لَتُمْلَأَنَّ وَلَقَدْ ذُکِرَ لَنَا اَنَّ مَا بَیْنَ مِصْرَاعَیْنِ مِنْ مَصَارِیْعِ الْجَنَّةِ مَسِیْرَةُ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً وَلَیَاْتِیَنَّ عَلَیْهَا یَوْمٌ وَهُوَ کَظِیْظٌ مِّنَ الزِّحَامِ (رواه مسلم) 16-2323

حضرت عتبہ بن غزوان ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا، کہ اگر ایک پتھر جہنّم کے کنارے سے پھینکا جائے تو وہ ستر برس تک نیچے لڑھکتا چلا جائے گا، لیکن جہنم کی گہرائی تک نہیں پہنچے گا۔ اللہ کی قسم! جہنّم اتنی گہری ہونے کے باوجود بھی بھر جائے گی۔ عتبہ کہتے ہیں: ہمارے سامنے تذکرہ ہوا کہ جنّت کی دو دہلیزوں کے درمیان چالیس برس کی مسافت کا فاصلہ ہے اور ایک دن ایسا ہوگا۔ کہ جنت رش کی وجہ سے بھر چکی ہوگی۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَتَحَدَّثُ، وَعِنْدَهٗ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِیَةِ، اِنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَاْذَنَ رَبَّهٗ فِی الزَّرْعِ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ نبی گرامی ﷺ کے پاس ایک دیہاتی بیٹھا ہوا تھا۔ اور آپ یہ فرما رہے تھے کہ جنتیوں میں سے ایک بندے نے اپنے رب سے کھیتی باڑی

فَقَالَ لَهُ اَلَسْتَ فِيمَا شِئْتَ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَزْرَعَ فَبَذَرَ فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَاسْتِوَاءُهُ وَاسْتِحْصَادُهُ فَكَانَ اَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى دُوْنَكَ يَابْنَ اٰدَمَ فَاِنَّهُ لَايُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ الْاَعْرَابِيُّ وَاللّٰهِ لَاتَجِدُهُ اِلَّا قُرَشِيًا اَوْ اَنْصَارِيًّافَاِنَّهُمْ اَصْحَابُ زَرْعٍ وَاَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِاَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (رواه البخاری)2324-17

کی اجازت مانگی۔ اللہ رب العزت نے فرمایا۔ کیا تیرے پاس تیری پسند کی ہر چیز نہیں ہے؟ اس دیہاتی نے کہا کیوں نہیں؟ لیکن مجھے یہ بھی پسند ہے کہ میں کھیتی باڑی کروں۔ چنانچہ وہ بیج ڈالے گا۔ پلک جھپکتے ہی فصل اگ آئے گی۔ کھیتی بڑی ہو جائے گی' اور کٹ جائے گی' پہاڑ کے برابر انبار لگ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے ابن آدم! لے تیری خواہش پوری ہوگئی۔ حقیقتاً تیرا پیٹ کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ دیہاتی کہنے لگا: اللہ کی قسم! وہ شخص قریشی یا انصاری ہوگا۔ کیونکہ وہی لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم تو کھیتی باڑی کرنے والے نہیں۔ نبی مکرم ﷺ مسکرا دیے!۔ (بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ جنّت کی نعمتیں انسانی تصورات میں نہیں آسکتیں۔

۲۔ جنّت کی عورت اگر زمین پر جھانک لے تو مشرق و مغرب معطّر اور منور ہو جائیں۔

۳۔ جنّت کی عورت کا دوپٹہ دنیا و مافیہا سے زیادہ قیمتی ہے۔

۴۔ جنت میں موتی سے بنا ہوا خیمہ ساٹھ میل چوڑا ہوگا۔

۵۔ متقیوں کے لیے دو جنّتیں سونے اور دو چاندی کی ہوں گی۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کے چہرہ پر جلال و جمال کا حجاب ہوگا۔ ۷۔ جنّتیوں کے حسن و جمال میں ہر دم اضافہ ہوتا رہے گا۔

۸۔ جنّتیوں کے دلوں سے غصہ و کدورت نکال دیے جائیں گے۔

۹۔ جنّتیوں کا پسینہ کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوگا۔ ۱۰۔ جنّتیوں کے نقش و نگار اور قد و قامت حضرت آدم علیہ السلام جیسے ہوں گے۔ ۱۱۔ جنّت کے کھانے ایک ڈکار سے ہضم ہو جائیں گی۔ ۱۲۔ جنّتی ہمیشہ صحت مند' جوان اور ہمیشہ زندہ اور جنّت میں رہیں گے۔ ۱۳۔ جنّتی اپنے پیغمبروں سے ملاقات کا شرف پاتے رہیں گے۔ ۱۴۔ جنّت میں سب سے بڑی نعمت اور سعادتِ عظمیٰ رب کریم کی خوشنودی اور ملاقاتِ زیارت ہوگی۔ ۱۵۔ جنّتیوں کو ان کی چاہت کے مطابق ہر نعمت پیش کی جائے گی۔ ۱۶۔ جنّت میں کاشتکاری بھی کی جاسکے گی۔ ۱۷۔ بالآخر جنت کو کھچا کھچ بھر دیا جائے گا۔ ۱۸۔ اہل جنت ہر قسم کے عوارض سے مبرّا ہوں گے۔

بَابُ رُؤْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی

دیدارِ الٰہی کا بیان

لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَ هُوَاللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ (الانعام:۱۰۳)

"اس کو نگاہیں نہیں پاسکتیں اور اسے نگاہوں ادراک ہے اور وہ بڑا باریک بین اور بڑا باخبر ہے"۔

قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق اس دنیا میں انبیائے کرام علیہم السلام سمیت کوئی انسان ایسا نہیں ہوا' اور نہ ہوگا' جو اللہ تعالیٰ کو براہ راست دیکھ سکے۔ دنیا کی آنکھ میں اللہ تعالیٰ نے یہ قوت ہی نہیں رکھی' کہ وہ اپنے رب کے جمال وجلال کا نظارہ کر سکے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ طور میں اس بات کا واضح ثبوت پایا جاتا ہے۔ معراج کے حوالے سے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کیا کہ رسول کریم کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کی زیارت کا براہ راست شرف پایا ہے؟ تو رسول معظم نے جواباً مذکورہ بالا آیت تلاوت کی اور فرمایا' کہ سبحان اللہ! میں اللہ تعالیٰ کو کیسے دیکھ سکتا تھا؟ جب کہ میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان نور کے پردے تھے۔

لیکن جنت میں اللہ تعالیٰ انسانی جسم اور آنکھ میں ایسی قوت پیدا فرمائیں گے' جس سے جنتی لوگ اپنے رحمان و رحیم' خالق و مالک کو دیکھ سکیں گے۔ دیدار الٰہی کے بارے میں رسول محترم ﷺ جب ارشاد فرمارہے تھے تو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ اتنے سارے جنتی بیک وقت کس طرح دیدار کر سکیں گے؟ تو اس سوال کے جواب میں آپ نے جو ارشاد فرمایا وہ درج ذیل ہے

الفصل الاول

عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ عَیَانًا.

وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَظَرَ اِلَی الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ هٰذَاالْقَمَرَ وَلَا تُضَامُّوْنَ فِیْ رُؤْیَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰی صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَءَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا(متفق علیه)1-2325

پہلی فصل

حضرت جریر بن عبداللہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم اپنے پروردگار کو اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔ دوسری روایت میں حضرت جریر ﷺ نے بیان کیا' کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے چودھویں رات کے چاند کو دیکھا۔ اور فرمایا، بلاشبہ تم اپنے پروردگار کو ایسے دیکھو گے' جیسے چاند کو دیکھ رہے ہو۔ اور جیسا کہ تم اس کو دیکھنے میں کوئی تنگی نہیں پاتے۔ اس کے لیئے اگر تم میں طاقت ہو تو سورج طلوع ہونے سے پہلے کی نماز یعنی فجر کو اور اس کے غروب سے پہلے کی نماز کو نہ چھوڑو۔ ضرور ادا کرو۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی "اپنے

رب کی حمد وتحمید سورج طلوع ہونے سے پہلے اور اسکے غروب ہونے سے پہلے بیان کیا کرو"۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ صُهَيْبٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى تُرِيْدُوْنَ شَيْئًا اَزِيْدُكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ اَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوْهَنَا اَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ قَالَ فَيَرْفَعُ الْحِجَابَ فَيَنْظُرُوْنَ اِلٰى وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَمَا اُعْطُوْا شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ اِلٰى رَبِّهِمْ ثُمَّ تَلَا لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ (رواه مسلم) 2-2326

حضرت صہیب ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی گرامی ﷺ نے فرمایا: جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تم مزید کسی نعمت کو چاہتے ہو کہ میں تمہیں عطا کروں۔ وہ عرض کریں گے: کیا آپ نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا؟ کیا آپ نے ہمیں جنت بھی عطا فرمائی؟ اور دوزخ سے ہمیں نہیں بچایا ہے؟۔ آپ نے فرمایا، تب پردہ اٹھا دیا جائے گا۔ تمام جنتی رب العزت کے چہرے کا دیدار کریں گے۔ انہیں ایسی کوئی نعمت عطا نہیں ہوئی ہوگی، جو پروردگار کے دیدار سے انہیں زیادہ محبوب ہو۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ "جن لوگوں نے اچھے عمل کیے ان کے لیے جنت ہے اور مزید بھی"۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هَلْ رَاَيْتَ رَبَّكَ قَالَ نُوْرٌ اَنّٰى اَرَاهُ (رواه مسلم) 3-2327

حضرت ابوذر ﷺ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسول معظم ﷺ سے پوچھا۔ کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا تھا۔؟ تو آپ نے فرمایا: وہ تو نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا تھا۔؟

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰى وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى قَالَ رَاٰهُ بِفُؤَادِهٖ مَرَّتَيْنِ (رواه مسلم) 4-2328

حضرت ابن عباس ﷺ (مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَارَاٰى وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے پروردگار کو اپنے دل کی آنکھوں سے دو مرتبہ دیکھا۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ فِيْ قَوْلِهٖ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى وَفِيْ قَوْلِهٖ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى وَفِيْ قَوْلِهٖ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى قَالَ فِيْهَا كُلِّهَا رَاٰى جِبْرَائِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهٗ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ (متفق عليه) 5-2329

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ اللہ تعالیٰ کے ارشادات ("دو کمانوں کے برابر فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی کم")۔ ("انھوں نے جس چیز کو دیکھا ان کے دل نے نہ جھٹلایا") ("بلاشبہ محمد نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا") ان تینوں آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں ہے۔ کہ آپ ﷺ نے جبرائیل کو دیکھا، اس کے چھ سو پر تھے۔ (بخاری، مسلم)

کئی علماء قاب قوسین سے رب کبریا کی ذات مراد لیتے ہیں۔ کہ نبی محترم ﷺ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔ حالانکہ آپ ﷺ نے ان ارشادات میں صاف فرمایا ہے' کہ میں اپنے رب کو کس طرح دیکھ سکتا تھا؟ وہ تو نور ہے!۔
اور جن صحابہ کا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کی زیارت کی ہے۔ وہ بھی معراج کی رات زیارت کے قائل نہیں بلکہ خواب کے حوالے سے زیارت کا ذکر کرتے ہیں۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے سورہ نجم کی ابتدائی آیات غور سے پڑھیں۔ جن میں واضح طور پر بیان ہوا ہے۔ کہ آپ ﷺ نے جبرئیل امین کو دو مرتبہ دیکھا ہے۔ جب کہ سب کا ایمان ہے' کہ معراج پر آپ ایک ہی دفعہ تشریف لے گئے ہیں حالانکہ یہاں تو دو مرتبہ دیکھنے کا ذکر ہو رہا ہے جس کا معنی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اصلی شکل میں دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک دفعہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اور دوسری مرتبہ زمین پر
نیز انہیں آیات میں وضاحت ہے کہ آپ نے اپنے رب کی قدرت کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا ہے۔ نہ کہ اللہ تعالیٰ کو

خلاصۂ باب

۱۔ جنتی چودھویں رات کے چاند کی طرح اللہ تعالیٰ کے دیدار کی سعادتِ کبریٰ حاصل کریں گے۔
۲۔ جنت میں سب سے بڑا انعام اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔
۳۔ ''میں نے اللہ تعالیٰ کی زیارت نہیں کی۔'' آپ ﷺ کا فرمان ہے۔
۴۔ آپ ﷺ نے دو مرتبہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو اصل حالت میں دیکھا تھا۔
۵۔ خصوصاً فجر اور عصر کی نمازوں میں کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔
۶۔ اہل جنت خود بھی بڑے خوبصورت اور سفید روشن چہروں والے ہوں گے۔

بَابُ صِفَةِ النَّارِ وَاَهْلِهَا

دوزخ کی کیفیت اور دوزخیوں کے حالات

جہنم مجرموں کے لیے جائے عقوبت اور جیل خانہ ہے‘ جس میں ہر مجرم کو اس کے جرم کے مطابق پوری پوری سزا دی جائے گی۔ جبکہ کافر اور مشرک اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ دنیا میں بھاری جرائم (کبیرہ گناہوں کا ارتکاب) کرنے والے اہلِ ایمان اپنے جرائم کے مطابق اپنی اپنی سزا پا کر بالآخر جہنم سے نجات پائیں گے۔ ایک‘ ایک جرم کی سزا کتنی‘ کتنی مدت کی ہوگی اس کا قرآن وسنت میں ذکر موجود نہیں۔ البتہ مجرمانہ ذہن کی دلیری کے خاتمے کے لیے آپ نے انتباہ آمیز وضاحت فرمائی‘ کہ جہنم اس قدر خوف ناک اور ہولناک جگہ ہے کہ ایسا شخص جس نے دنیا میں ہر نعمت پائی ہوگی اور ایک لمحہ کے لیے بھی اس نے پریشانی نہ دیکھی ہوگی جب اس کو جہنم میں ایک غوطہ لگوا کر پوچھا جائے گا کہ دنیا میں تو نے کتنی نعمتیں اور کس قدر آرام پایا؟ تو وہ زار و قطار روتے ہوئے جواب دے گا کہ مجھے کوئی لمحہ یاد نہیں کہ میں نے کبھی پل بھر کے لیے بھی آرام پایا ہو۔

جہنم میں لوگوں کے گناہوں اور جرائم کے مطابق ان کے جسم بنائے جائیں گے۔ جہنمی کی زبان کئی میل لمبی ہوگی۔ حتیٰ کہ اس کی ایک ڈاڑھ اُحد پہاڑ کے برابر ہوگی۔ اس طرح اس کا جسم بذاتِ خود ذلیل ترین اور خوفناک صورت اختیار کر جائے گا۔ جہنمیوں کو ان کے اپنے جسم سے نکلنے والے گندے مواد‘ غلیظ خون اور پیپ پینا پڑے گی۔ پھر اس وقت جہنمیوں کی حالت شرمندگی دیکھی نہ جائے گی جب ان کے محلے دار‘ عزیز واقرباء جنتی حتیٰ کہ ان کی نیک اولادیں انہیں اس ذلت آمیز حالت میں دیکھیں گی۔ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ اس وقت ان کی کیا کیفیت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہر مومن کو اس ذلت ورسوائی سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِيْنَ جُزْءً مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَّ سِتِّيْنَ جُزْءً كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا (متفق عليه) وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ . وَفِیْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ نَارُكُمُ الَّتِیْ يُوْقِدُ ابْنُ اٰدَمَ وَفِيْهَا عَلَيْهَا وَ كُلُّهَا بَدَلَ عَلَيْهِنَّ وَ كُلُّهُنَّ.

1-2330

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہاری آگ، دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک ہے آپ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! جلانے کو تو یہی دنیا کی آگ ہی کافی تھی۔ آپ نے فرمایا دوزخ کی آگ کو دنیا کی آگ سے انہتر ڈگری بڑھا دیا گیا ہے۔ ہر ڈگری دنیا آگ کے برابر ہوگی۔ (بخاری ومسلم) یہ بخاری کے الفاظ ہیں اور مسلم کی روایت میں ہے‘ کہ تمہاری آگ جسے ابن آدم جلاتا ہے۔ نیز اس میں عَلَيْهِنَّ وَكُلُّهُنَّ کی بجائے عَلَيْهَا وَ كُلُّهَا کے الفاظ ہیں۔

فہم الحدیث

پہلے بھی عرض کی جا چکا ہے۔ کہ حدیث بیان کرنے والے صحابہ، تابعین یا انکے بعد محدثین اگر انہیں کسی لفظ کے بارے میں شبہ ہو تو وہ اس موقعہ پر جو الفاظ استعمال ہوئے ہوں۔ ان کو اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ یہاں بھی راوی کو شک ہے کہ ان میں سے کوئی ایک لفظ ہوگا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا (رواه مسلم) 2-2331

حضرت ابن مسعود ﷛ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن دوزخ کو لایا جائے گا۔ اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے، جو اسے کھینچ کر لائیں گے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

پوری کی پوری جہنم کو ملائکہ اس طرح کھینچ کر لوگوں کے سامنے لائیں گے، جیسے آگ کی کٹھالی یا تارکول کی ٹرالی کو کھینچا جاتا ہے۔ جس سے بلاؤں اور آگ کے جوش مارنے کی خوف ناک آوازیں آئیں گی۔

وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ مَا يَرٰى اَنَّ اَحَدًا اَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَاِنَّهُ لَاَهْوَنُهُمْ عَذَابًا (متفق عليه) 3-2332

حضرت نعمان بن بشیر ﷛ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ یقیناً دوزخیوں میں سب سے معمولی عذاب والے کے پاؤں میں آگ کے جوتے اور تسمے ہوں گے۔ جس کی وجہ سے اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح کھول رہا ہوگا۔ اور وہ یہ خیال کرے گا کہ کسی دوسرے شخص کو اس سے زیادہ عذاب نہیں ہو رہا ہے، حالانکہ وہ سب سے ہلکے عذاب میں مبتلا ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَهْوَنُ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُوْطَالِبٍ وَهُوَ مُتَنَعِّلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ (رواه البخاری) 4-2333

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا، دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو ہوگا۔ وہ آگ کے دو جوتے پہنے ہوئے ہوگا۔ جس کی وجہ سے اس کا دماغ اُبل رہا ہوگا۔ (بخاری)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً ثُمَّ يَقُوْلُ يَابْنَ

حضرت انس ﷛ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن دوزخیوں میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا، جو سب سے زیادہ عیش و آرام کی زندگی بسر کرتا رہا

ادَمَ هَلْ رَاَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَارَبِّ وَيُؤْتٰى بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهٗ يَاابْنَ ادَمَ هَلْ رَاَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ وَهَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ يَارَبِّ مَا مَرَّ بِيْ بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَاَيْتُ شِدَّةً قَطُّ (رواه مسلم) 5-2334

ہوگا اُسے دوزخ میں ایک غوطہ دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد اس سے پوچھا جائے گا۔اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے کبھی آرام دیکھا تھا؟ تجھ پر نعمتوں کا کوئی دور آیا تھا؟ وہ کہے گا: اللہ کی قسم! نہیں ،اے میرے پروردگار! کبھی نہیں۔اسی طرح جنتیوں میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا، جو دنیا میں سب سے زیادہ تنگی والا ہوگا۔اسے جنت کی ایک جھلک دکھائی جائے گی اور کہا جائے گا: کیا تو نے کبھی تنگی دیکھی تھی؟ کیا تجھ پر کبھی سختی کا وقت آیا تھا؟ وہ جواب دے گا اللہ کی قسم! مجھ پر ہرگز کوئی تنگی نہیں آئی اور نہ ہی میں نے کبھی سختی کا دور دیکھا تھا۔(مسلم)

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ لِاَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ لَوْ اَنَّ لَكَ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَيْءٍ اَكُنْتَ تَفْتَدِيْ بِهٖ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيَقُوْلُ اَرَدْتُ مِنْكَ اَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَاَنْتَ فِيْ صُلْبِ ادَمَ اَنْ لَّا تُشْرِكَ بِيْ شَيْئًا فَاَبَيْتَ اِلَّا اَنْ تُشْرِكَ بِيْ (متفق عليه) 6-2335

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دوزخیوں میں سے سب سے ہلکے عذاب والے سے پوچھیں گے: اگر تیرے پاس زمین کی اشیا میں سے کوئی چیز ہوتی تو کیا تو اسے اس عذاب سے چھٹکار کے بدلے میں دے دیتا؟ وہ کہے گا کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔میں نے تجھ سے اس وقت بہت ہی معمولی مطالبہ کیا تھا جب تو ابھی آدمؑ کی پشت میں تھا۔کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا' لیکن تو نے انکار کیا اور میرے ساتھ شریک ٹھہراتا رہا۔(بخاری، مسلم)

وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى حُجْزَتِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ تَاْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى تَرْقُوَتِهٖ (رواه مسلم) 7-2336

حضرت سمرہ بن جندب ؓ بیان کرتے ہیں۔نبی گرامی ﷺ نے فرمایا: آگ نے بعض لوگوں کے ٹخنوں تک' بعض کے گھٹنوں تک اور بعض کو کمر تک گھیرا ہوگا۔اور بعض کی گردن تک پہنچی ہوگی۔(مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَيْنَ مَنْكِبَيِ الْكَافِرِ فِي النَّارِ مَسِيْرَةُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ .

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔جہنم میں کافر کے کندھوں کا درمیانی فاصلہ ایسا ہوگا کہ تیز رفتار سوار کے لیے تین دن کی مسافت ہوگی۔دوسری

وَفِيْ رِوَايَةٍ ضِرْسُ الْكَافِرِ مِثْلُ اُحُدٍ وَغِلَظُ جِلْدِهٖ مَسِيْرَةُ ثَلٰثٍ (رواه مسلم).

روایت میں ہے کہ دوزخ میں کافر کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کی جلد کی موٹائی تین رات کی مسافت کے برابر ہوگی۔

وَذُكِرَ حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ اِشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا فِيْ بَابِ تَعْجِيْلِ الصَّلٰوةِ 2337-8

اور اس باب سے متعلق ابو ہریرہ ﷺ کی روایت ہے کہ دوزخ نے اپنے پروردگار سے شکایت کی جس کا ذکر نماز جلدی ادا کرنے کے باب میں ہو چکا ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ تیز ہوگی۔
۲۔ جہنم کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچ رہے ہوں گے۔
۳۔ جہنم میں آگ کا جوتا پہنانے سے دماغ ہنڈیا کی طرح کھولنے لگے گا۔
۴۔ جہنم کا ایک غوطہ پوری زندگی کے عیش و آرام کو بھلا دے گا۔
۵۔ جنت کی ایک جھلکی زندگی بھر کے دکھوں کے لیے مرہم بن جائے گی۔
۶۔ جہنم میں جہنمیوں کے جسم پھولتے اور سوجتے چلے جائیں گے۔ حتیٰ کہ ایک ایک دانت پہاڑ جتنا ہو جائے گا۔ جسم کا اتنا بے ڈھنگا پن بذاتِ خود ایک ذلیل کن عذاب ہوگا۔ (اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّار)

بَابُ خَلْقِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

جنت اور دوزخ کی تخلیق

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ اُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِیْنَ وَالْمُتَجَبِّرِیْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ فَمَا لِیَ لَایَدْخُلُنِیْ اِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَغِرَّتُهُمْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِلْجَنَّةِ اِنَّمَا اَنْتِ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِکِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِیْ وَقَالَ لِلنَّارِ اِنَّمَا اَنْتِ عَذَابِیْ اُعَذِّبُ بِکِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِیْ وَلِکُلِّ وَاحِدٍ مِنْکُمَا مِلْؤُهَا فَاَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ حَتّٰی یَضَعَ اللّٰهُ رِجْلَهٗ تَقُوْلُ قَطْ ! قَطْ ! قَطْ ! فَهُنَالِکَ تَمْتَلِئُ وَیُزْوٰی بَعْضُهَا اِلٰی بَعْضٍ فَلَا یَظْلِمُ اللّٰهُ مِنْ خَلْقِهٖ اَحَدًا وَاَمَّا الْجَنَّةُ فَاِنَّ اللّٰهَ یُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا (متفق علیه) 2338-1

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: جنت اور دوزخ کا آپس میں تکرار ہوا۔ دوزخ نے کہا: مجھے تکبر اور جبر کرنے والوں کے لیے منتخب کیا گیا۔ اور جنت نے کہا: میں کیا کہوں! مجھ میں کمزور اور جو لوگوں کی نظروں میں حقیر اور ناتجربہ کار تھے' وہ داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا: بلاشبہ تو میری رحمت ہے' میں تیرے ساتھ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا' رحم کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ تو میرا عذاب ہے۔ میں تیرے ساتھ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا۔ عذاب دوں گا۔ اور تم دونوں میں سے ہر ایک کو میرے ذمہ بھرنا ہے۔ البتہ دوزخ نہیں بھرے گی' جب تک اللہ تعالیٰ دوزخ پر اپنا پاؤں نہ رکھ دیں گے۔ تب دوزخ کہے گی بس' بس' بس' تو اس وقت دوزخ بھر جائے گی اور اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کے قریب کر دیا جائے گا (سکیڑ دیا جائے گا)۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔ البتہ جنت کے لیے اللہ تعالیٰ نئی مخلوق پیدا فرمادیں گے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

اس حدیث مبارکہ میں قیامت کے دن نئے لوگ پیدا کر کے انہیں جنت میں داخل کرنے کا ذکر ہوا ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اسی موقعہ پر آزمائیں گے۔

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ یُلْقٰی فِیْهَا وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ حَتّٰی یَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِیْهَا قَدَمَهٗ فَیَنْزَوِیْ بَعْضُهَا

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں مسلسل لوگوں کو ڈالا جاتا رہے گا' اور جہنم کہتی رہے گی' کہ کیا کچھ اور بھی؟ بالآخر اللہ تعالیٰ اپنا قدم جہنم میں

اِلٰـى بَـعْـضٍ فَتَـقُوْلُ قَطْ قَطْ بِعِزَّتِكَ وَكَـرَمِكَ وَلَا يَـزَالُ فِيْ الْـجَنَّةِ فَضْلٌ حَتّٰى يُنْشِئَ اللّٰهُ لَهَا خَلْقًا فَيُسْكِنُهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ (متفق عليه)2339-2

رکھیں گے تو جہنم کا ایک حصہ دوسرے سے مل جائے گا۔ اور جہنم کہے گی: بس! بس! تیری عزت اور تیرے کرم کی قسم! اور جنت میں ہمیشہ وسعت اور فراخی ہوگی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ جنت کے لیے نئی مخلوق پیدا فرما دیں گے۔ جنہیں جنت کے وسیع علاقے میں آباد کیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى لَنَا يَوْمًا الصَّلٰوةَ ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ قَدْ اُرِيْتُ الْاٰنَ مُذْ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلٰوةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِيْ قِبَلِ هٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ (رواه البخاری)2340-3

تیسری فصل

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں۔ ایک دن نبی گرامی ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اور اپنے ہاتھ کے ساتھ مسجد کے قبلہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ابھی جس دوران میں نے تمہاری امامت کروائی، مجھے جنت اور دوزخ اس دیوار کے سامنے نظر آئیں۔ میں نے آج تک اس طرح کبھی اتنی اچھی اور بری چیز کا مشاہدہ نہیں کیا۔ (بخاری)

خلاصہ باب

۱۔ جہنم میں متکبر، نافرمان اور جنت میں کمزور اور سادہ لوح لوگ داخل ہوں گے۔

۲۔ جنت کو بھرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نئی مخلوق پیدا فرمائیں گے۔

۳۔ جہنم کو بھرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنا مبارک قدم داخل فرمائیں گے۔

۴۔ جنت اللہ کی رحمت ہے اور جہنم اللہ کا عذاب ہے۔

۵۔ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ گرم ہے۔

بَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ وَذِكْرِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

کائنات کی ابتدااور انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کا تذکرہ

الفصل الاول

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷺ قَالَ اِنِّیْ كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْجَاءَهُ قَوْمٌ مِنْ بَنِیْ تَمِيْمٍ فَقَالَ اقْبَلُوْا الْبُشْرٰی يَا بَنِیْ تَمِيْمٍ قَالُوْا بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا فَدَخَلَ نَاسٌ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوْا الْبُشْرٰی يَا اَهْلَ الْيَمَنِ اِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَبِلْنَا جِئْنَاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِی الدِّيْنِ وَلِنَسْاَلَكَ عَنْ اَوَّلِ هٰذَا الْاَمْرِ مَا كَانَ قَالَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَیْءٌ قَبْلَهٗ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ وَكَتَبَ فِی الذِّكْرِ كُلَّ شَیْءٍ ثُمَّ اَتَانِیْ رَجُلٌ فَقَالَ يَاعِمْرَانُ اَدْرِكْ نَاقَتَكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ فَانْطَلَقْتُ اَطْلُبُهَا وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوَدِدْتُّ اَنَّهَا قَدْ ذَهَبَتْ وَلَمْ اَقُمْ (رواه البخاری) 1-2341

پہلی فصل

حضرت عمران بن حصین ﷺ بیان کرتے ہیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا۔ جب آپ کے پاس بنوتمیم کے کچھ لوگ آئے۔ آپ نے فرمایا' اے بنوتمیم! خوشخبری قبول کرو۔ انہوں نے کہا آپ نے ہمیں خوشخبری تو دے دی' ہمیں کچھ عطا بھی کریں۔ ان کے بعد اہل یمن کے کچھ لوگ بھی آئے۔ آپ نے فرمایا: اے اہل یمن! خوشخبری قبول کرو' جبکہ بنوتمیم نے اسے قبول نہیں کیا۔ انہوں نے کہا ہم نے قبول کیا۔ اور آپ کی خدمت میں ہم اس لئے حاضر ہوئے ہیں تاکہ ہم دین کی سمجھ حاصل کریں۔ اور ہم آپ سے کائنات کی ابتداء کے بارے میں پوچھیں کہ سب سے پہلے کیا چیز تھی؟ آپ نے فرمایا: اللہ تھا' اور اس سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی۔ اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے زمینوں اور آسمانوں کو پیدا فرمایا۔ پھر لوح محفوظ میں تمام چیزوں کو لکھا۔ عمران ﷺ کہتے ہیں۔ پھر ایک شخص میرے پاس آیا' اس نے کہا: اے عمران! اپنی اونٹنی کا پتا کرو۔ وہ بھاگ گئی ہے۔ میں اسے ڈھونڈنے لگا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے یہ پسند تھا کہ اونٹنی بے شک چلی جاتی' لیکن میں نہ اٹھتا۔ (بخاری)

وَعَنْ عُمَرَ ﷺ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَالِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ (رواه البخاری) 2-2342

حضرت عمر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ ہمیں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ نے ہمیں کائنات کے آغاز سے جنت اور دوزخ میں داخل ہونے تک کے تمام احوال کا ذکر فرمایا۔ آپ کی ان باتوں کو جس نے یاد رکھا اسے یاد ہیں اور جس نے بھلا دیا وہ بھول گیا۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی کَتَبَ کِتَابًا قَبْلَ اَنْ یَخْلُقَ الْخَلْقَ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ فَهُوَ مَکْتُوْبٌ عِنْدَهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ (متفق علیه) 3-2343

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسولِ معظم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ اللہ نے کائنات کی تخلیق سے پہلے لوحِ محفوظ میں تحریر فرمایا کہ "میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔" یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عرش پر تحریر ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللّٰه عنها عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خُلِقَتِ الْمَلٰئِکَةُ مِنْ نُوْرٍ وَخُلِقَ الْجَآنُّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَّارٍ وَخُلِقَ اٰدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَکُمْ (رواہ مسلم) 4-2344

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے' جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا گیا اور آدم کو اس چیز سے پیدا کیا گیا جو تمہیں بتادی گئی ہے۔ یعنی آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَمَّا صَوَّرَ اللّٰهُ اٰدَمَ فِی الْجَنَّةِ تَرَکَهٗ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَتْرُکَهٗ فَجَعَلَ اِبْلِیْسُ یُطِیْفُ بِهٖ یَنْظُرُ مَا هُوَ فَلَمَّا رَاٰهُ اَجْوَفَ عَرَفَ اَنَّهٗ خُلِقَ خَلْقًا لَا یَتَمَالَکُ (رواہ مسلم) 5-2345

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی جنت میں شکل و صورت بنائی۔ تو اس پیکر کو جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا جنت میں اسی طرح رہنے دیا۔ تو ابلیس نے اس کے گرد گھومنا شروع کر دیا۔ وہ غور کرتا رہا کہ یہ کیا ہے؟ جب اس نے مجسمہ کو دیکھا کہ یہ اندر سے کھوکھلا ہے' تو وہ سمجھ گیا کہ یہ ایک ایسی مخلوق تخلیق کی جارہی ہے' جو غیر مستحکم ہوگی۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِخْتَتَنَ اِبْرَاهِیْمُ النَّبِیُّ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِیْنَ سَنَةً بِالْقَدُوْمِ (متفق علیه) 6-2346

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ختنہ ۸۰ برس کی عمر میں تیسے سے کیا۔ (بخاری' مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَمْ یَکْذِبْ اِبْرَاهِیْمُ اِلَّا ثَلَاثَ کَذِبَاتٍ ثِنْتَیْنِ مِنْهُنَّ فِیْ ذَاتِ اللّٰهِ قَوْلُهٗ اِنِّیْ سَقِیْمٌ وَقَوْلُهٗ بَلْ فَعَلَهٗ کَبِیْرُهُمْ هٰذَا وَقَالَ بَیْنَا هُوَ ذَاتَ یَوْمٍ وَسَارَةُ اِذْ اَتٰی عَلٰی جَبَّارٍ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِیْلَ لَهٗ اِنَّ هٰهُنَا رَجُلًا مَعَهُ امْرَاَةٌ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ فَاَرْسَلَ اِلَیْهِ فَسَاَلَهٗ عَنْهَا مَنْ هٰذِهٖ قَالَ اُخْتِیْ فَاَتٰی سَارَةَ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا' ابراہیم علیہ السلام نے تین توریے کیے (یعنی بچاؤ کے لیے خلاف وقعہ باتیں کہیں)۔ ان میں سے دو اللہ کے لیے ایک ان کا یہ کہنا کہ میں بیمار ہوں اور دوسرے ان کا یہ کہنا کہ "یہ کام تو ان کے بڑے بت نے کیا ہے" اور آپ نے فرمایا (اور تیسرے یہ کہ) ایک دفعہ ابراہیم علیہ السلام سارہ کی معیت میں ایک جابر بادشاہ کے پاس سے گزرے۔ تو بادشاہ

فَقَالَ لَهَا اِنَّ هٰذَا الْجَبَّارَ اِنْ يَّعْلَمْ اَنَّكِ امْرَاَتِيْ يَغْلِبُنِيْ عَلَيْكِ فَاِنْ سَاَلَكِ فَاَخْبِرِيْهِ اَنَّكِ اُخْتِيْ فَاِنَّكِ اُخْتِيْ فِي الْاِسْلَامِ لَيْسَ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِيْ وَغَيْرُكِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا فَاُتِيَ بِهَا قَامَ اِبْرَاهِيْمُ يُصَلِّيْ فَلَمَّا دَخَلَتْ ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهٖ فَاُخِذَ وَيُرْوٰى فَغُطَّ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهٖ فَقَالَ ادْعِي اللّٰهَ لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتِ اللّٰهَ فَاُطْلِقَ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ فَاُخِذَ مِثْلَهَا اَوْ اَشَدَّ فَقَالَ اُدْعِي اللّٰهَ لِيْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتِ اللّٰهَ فَاُطْلِقَ فَدَعَا بَعْضَ حَجَبَتِهٖ فَقَالَ اِنَّكَ لَمْ تَاْتِنِيْ بِاِنْسَانٍ اِنَّمَا اَتَيْتَنِيْ بِشَيْطَانٍ فَاَخْدَمَهَا هَاجَرَ فَاَتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فَاَوْمَاَ بِيَدِهٖ مَهْيَمْ قَالَتْ رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ فِيْ نَحْرِهٖ وَاَخْدَمَ هَاجَرَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ تِلْكَ اُمُّكُمْ يَا بَنِيْ مَاءِ السَّمَاءِ (متفق عليه) 7-2347

کو بتایا گیا کہ یہاں ایک شخص ہے، جس کے ساتھ اس کی انتہائی خوبصورت بیوی ہے۔ بادشاہ نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔ اور ان سے عورت کے بارے میں پوچھا یہ کون ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا یہ میری بہن ہے: پھر ابراہیم علیہ السلام سارہ کے پاس گئے اور انہیں بتایا، کہ اگر اس بادشاہ کو پتا چل گیا، کہ تم میری بیوی ہو تو وہ تمہیں مجھ سے زبردستی چھین لے گا۔ اس لیے اگر وہ تم سے پوچھے تو کہنا، کہ تم میری بہن ہو، کیونکہ تم اسلامی طور پر میری بہن ہو۔ اور روئے زمین پر میرے اور تمہارے علاوہ کوئی ایمان دار نہیں۔ چنانچہ بادشاہ نے سارہ کی طرف پیغام بھیجا۔ انہیں لایا گیا۔ ابراہیم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ جب سارہ ظالم بادشاہ کے سامنے گئیں۔ تو اس نے ان کو پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا (تو اللہ کی طرف سے) اس کی گرفت ہو گئی۔ ایک روایت میں ہے، کہ وہ دبوچ لیا گیا۔ اور وہ زمین پر پاؤں مارنے لگا۔ اس نے التجا کی کہ تو میرے لیے اللہ سے دعا کر، میں تجھے نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس سے دباؤ ختم ہو گیا۔ پھر اس نے دوبارہ پکڑنا چاہا۔ تو اسی طرح دباؤ کی زد میں آ یا یا پہلے سے بھی زیادہ۔ اس نے التجا کی کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے۔ میں تجھے کچھ نہیں کہوں گا۔ حضرت سارہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اس سے گرفت ختم ہو گی۔ اس نے اپنے بعض نوکروں کو بلایا اور ان سے کہا: تم میرے پاس کسی انسان کو نہیں لائے۔ بلکہ تم تو کسی شیطان کو میرے پاس لائے ہو۔ بادشاہ نے انہیں ان کی خدمت کے لیے ہاجرہ عطا کر دی۔ سارہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچی تو وہ نماز ادا کر رہے تھے۔ پس انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے دریافت کیا کہ کیا خبر ہے؟ سارہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے کافر کے مکر کو اسی کے گلے میں ڈال دیا ہے۔ اور اس نے خدمت کے لیے ہاجرہ دی ہے۔ ابوہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں اہل عرب ہاجرہ تمہاری ماں ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ اِذْ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ

حضرت ابو ہریرہ ﷜ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ

تُحيِ الْمَوْتٰى وَيَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ يَأْوِىْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُوْلَ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ لَاَجَبْتُ الدَّاعِيَ (متفق عليه) 8-2348

شک کا حق رکھتے ہیں: جب ابراہیم علیہ السلام نے التجا کی تھی' اے میرے پروردگار مجھے دیکھا کہ آپ کس طرح مردوں کو زندہ کرتے ہیں؟ حضرت لوط علیہ السلام پر اللہ کی رحمتیں ہوں' وہ قوت والے اللہ کی پناہ میں تھے۔ اگر میں قید خانے میں حضرت یوسف علیہ السلام جتنا عرصہ رہتا' تو میں بلانے والے کی دعوت قبول کر لیتا۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

اس حدیث میں آپ ﷺ نے حضرت یوسف کی ثابت قدمی کی تعریف فرمائی اور اپنے مرتبہ کا اظہار کرنے کی بجائے نہایت ہی انکساری کا اظہار فرمایا ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ مُوْسٰى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيْرًا لَا يُرٰى مِنْ جِلْدِهٖ شَيْءٌ اِسْتِحْيَاءً فَاٰذَاهُ مَنْ اٰذَاهُ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَقَالُوْا مَا تَسَتَّرَ هٰذَا التَّسَتُّرَ اِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهٖ اِمَّا بَرَصٌ اَوْ اُدْرَةٌ وَاِنَّ اللّٰهَ اَرَادَ اَنْ يُّبَرِّءَهٗ فَخَلَا يَوْمًا وَحْدَهٗ لِيَغْسِلَ فَوَضَعَ ثَوْبَهٗ عَلٰى حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهٖ فَجَمَحَ مُوْسٰى فِيْ اَثَرِهٖ يَقُوْلُ ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ ثَوْبِيْ يَا حَجَرُ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى مَلَاٍ مِّنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَرَاَوْهُ عُرْيَانًا اَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا بِمُوْسٰى مِنْ بَاْسٍ وَاَخَذَ ثَوْبَهٗ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا فَوَاللّٰهِ اِنَّ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا فَوَاللّٰهِ اِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِّنْ اَثَرِ ضَرْبِهٖ ثَلٰثًا اَوْ اَرْبَعًا اَوْ خَمْسًا (متفق عليه) 9-2349

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نہایت شرمیلے اور ستر کا انتہائی زیادہ خیال رکھنے والے تھے۔ ان کے جسم کے کسی حصہ کو شرم وحیا کی وجہ سے دیکھنا ناممکن تھا۔ ایک دفعہ بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں نے انہیں تکلیف دینا چاہی اور کہا کہ موسیٰ جو اس قدر جو جسم کو چھپا کر رکھتے ہیں۔ یا تو ان کے جسم پر برص ہے۔ یا ان کی جلد میں تکلیف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کو ان عیوب سے مبرّا ظاہر کرے۔ چنانچہ ایک دن تنہائی میں تھے۔ غسل کے لیے گئے اور کپڑے اتار کر تو پتھر پر رکھ دیے۔ پتھر ان کے کپڑوں کو لے بھاگا۔ موسیٰ علیہ السلام پتھر کے پیچھے تیز تیز بھاگے اور کہہ رہے تھے۔ اے پتھر! میرے کپڑے' اے پتھر! میرے کپڑے۔ حتیٰ کہ وہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو برہنہ دیکھا تو انہیں اللہ کی مخلوق سے ہر لحاظ سے بہتر پایا۔ اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کچھ نہیں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے اٹھائے اور پتھر کو مارنے لگے۔ اللہ کی قسم! پتھر پر ان کی مار کی وجہ سے تین چار یا پانچ نشان پڑ گئے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَمَا اَيُّوْبُ

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ

يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا فَخَرَّ عَلَيْهِ رِجْلُ جَرَادٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ اَيُّوْبُ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهٖ فَنَادَاهُ رَبُّهٗ يَا اَيُّوْبُ اَلَمْ اَكُنْ اَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى قَالَ بَلٰى وَعِزَّتِكَ وَلٰكِنْ لَّا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ(رواه البخاری)2350-10

نے فرمایا۔ ایک دفعہ حضرت ایوب علیہ السلام برہنہ غسل کر رہے تھے۔ کہ ان پر سونے کی مکڑیاں گرنے لگیں۔ تو ایوب علیہ السلام انہیں کپڑے میں ڈالنے لگے۔ ایوب علیہ السلام کو ان کے پروردگار نے آواز دی۔ اے ایوب! جو چیز تم دیکھ رہے ہو، کیا اس سے ہم نے تمہیں مستغنی نہیں کر دیا؟ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں! تیری عزت کی قسم! لیکن میں تیری برکات سے بے نیاز نہیں ہوں۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ وَالَّذِيْ اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعَالَمِيْنَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهٗ عِنْدَ ذَالِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُوْدِيِّ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَخْبَرَهٗ بِمَا كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ وَاَمْرِ الْمُسْلِمِ فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ الْمُسْلِمَ فَسَاَلَهٗ عَنْ ذَالِكَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلٰى مُوْسٰى فَاِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاَصْعَقُ مَعَهُمْ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُّفِيْقُ فَاِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِيْ كَانَ فِيْ مَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِيْ اَوْ كَانَ فِيْ مَنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ ۔
وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلَا اَدْرِيْ اَحُوْسِبَ بِصَعْقِهٖ يَوْمَ الطُّوْرِ اَوْبُعِثَ قَبْلِيْ.
وَلَا اَقُوْلُ اِنَّ اَحَدًا اَفْضَلُ مِنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى.
وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْاَنْبِيَاءِ(متفق علیه).
وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا تُفَضِّلُوْا بَيْنَ اَنْبِيَاءِ

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی کا بیان کرتے ہیں۔ ایک مسلمان اور یہودی گالی گلوچ ہو گئے۔ مسلمان نے کہا: اللہ کی قسم جس نے محمد ﷺ کو تمام لوگوں سے منتخب کیا! یہودی نے کہا۔ اللہ کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام لوگوں سے منتخب کیا۔ اس پر مسلمان نے یہودی کے منہ پر طمانچہ دے مارا۔ یہودی نبی گرامی ﷺ کے ہاں پہنچ گیا۔ اور آپ کو اپنے اور مسلمان کے درمیان ہونے والے معاملہ کے متعلق بتایا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس مسلمان کو بلوایا اور اس جھگڑے کے بارہ پوچھا۔ تو اس نے آپ کو واقعہ بتایا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ "مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو۔ جب قیامت کے دن لوگ بے ہوش ہو جائیں گے تو میں بھی ان کے ساتھ بے ہوش ہو جاؤں گا سب سے پہلے ہوش میں آنے والا میں ہوں گا۔ اس وقت موسیٰ علیہ السلام عرش کے پائے کو تھامے ہوئے ہوں گے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ بے ہوش ہوئے ہوں گے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے ہوں؟ یا اللہ تعالیٰ نے ان کو مستثنیٰ رکھا ہو؟ ایک اور روایت میں ہے کہ اس وقت یہ اس لیے ہو گا" کہ کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام کی بے ہوشی کو اس بے ہوشی میں شمار کر لیا جائے گا۔ یا مجھ سے پہلے ہوش میں آ جائیں گے۔ میں تو یہ بھی نہیں کہتا کہ کوئی یونس بن متی سے

اللہ. 11-2351 افضل ہے۔ابو سعید ﷜ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی کو ایک دوسرے پر ترجیح نہ دو۔ایک روایت میں ہے انبیا کرام میں امتیاز یا ان کو ایک دوسرے سے نہ بڑھاؤ۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷜ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَایَنْبَغِیْ لِعَبْدٍ اَنْ یَّقُوْلَ اِنِّیْ خَیْرٌ مِنْ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی (متفق علیه).

حضرت ابو ہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی کے لیے یہ کہنا مناسب نہیں کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔(بخاری ومسلم) بخاری کی روایت میں ہے

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّلْبُخَارِیِّ قَالَ مَنْ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِنْ یُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی فَقَدْ کَذَبَ. 12-2352

۔آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے یہ کہا کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔اس نے جھوٹ بولا۔

فہم الحدیث

اللہ تعالیٰ نے بے شک انبیاء کو ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے۔اور اس بات کا تذکرہ تیسرے پارہ کی پہلی آیت میں فرمایا۔ ہے۔اور یہ حقیقت ہے تمام انبیاء پر محمد ﷺ کو فضیلت عطا فرمائی گئی ہے۔جس طرح آپ ﷺ نے خود فرمایا کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں لیکن اس اعزاز پر فخر نہیں کرتا"۔لہٰذا کسی نبی کی فضیلت دوسرے انبیا پر فخریہ بیان کرنا' آپ ﷺ نے اس انداز بیان سے منع فرمایا۔کیونکہ اس سے دوسرے نبی کی توہین کا پہلو نکلتا ہے۔جو ہرگز جائز نہیں۔

وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ ﷜ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْغُلَامَ الَّذِیْ قَتَلَهُ الْخَضِرُ طُبِعَ کَافِرًا لَوْ عَاشَ لَاَرْهَقَ اَبَوَیْهِ طُغْیَانًا وَّکُفْرًا (متفق علیه) 13-2353

حضرت ابی بن کعب ﷜ بیان کرتے ہیں۔رسول معظم ﷺ نے فرمایا: وہ لڑکا جس کو خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا۔وہ کافر پیدا ہوا تھا۔اگر وہ زندہ رہتا' تو یقیناً اپنے والدین کو اپنے کفر اور سرکشی سے مصیبت میں مبتلا کر دیتا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷜ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّمَا سُمِّیَ الْخَضِرُ لِاَنَّهٗ جَلَسَ عَلٰی فَرْوَةٍ بَیْضَاءَ فَاِذَا هِیَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهٖ خَضْرَاءَ (متفق علیه) 14-2354

حضرت ابو ہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں۔رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔حضرت خضر کا نام خضر اس لیے رکھا گیا۔کہ آپ زمین کے سفید ٹکڑے پہ بیٹھے ہوئے تھے۔تو اچانک وہ زمین ان کے پیچھے سے سبزہ کی صورت لہلہانے لگی۔(بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ مَلَکُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسٰی بْنِ عِمْرَانَ فَقَالَ لَهٗ اَجِبْ رَبَّکَ قَالَ فَلَطَمَ مُوْسٰی عَیْنَ مَلَکِ الْمَوْتِ فَفَقَاَهَا قَالَ فَرَجَعَ الْمَلَکُ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی

حضرت ابو ہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں۔رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔موت کا فرشتہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا: اپنے رب کی طرف سے پیغام موت قبول کیجیے1 آپ ﷺ نے فرمایا: موسیٰ نے فرشتے کی آنکھ پر طمانچہ رسید کر کے اس

فَقَالَ اِنَّکَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍ لَّکَ لَا یُرِیْدُ الْمَوْتَ وَقَدْ فَقَأَ عَیْنِیْ قَالَ فَرَدَّاللّٰهُ اِلَیْهِ عَیْنَهٗ وَقَالَ ارْجِعْ اِلٰی عَبْدِیْ فَقُلِ الْحَیٰوةَ تُرِیْدُ فَاِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ الْحَیٰوةَ فَضَعْ یَدَکَ عَلٰی مَتْنِ ثَوْرٍ فَمَا تَوَارَتْ یَدُکَ مِنْ شَعْرِهٖ فَاِنَّکَ تَعِیْشُ بِهَا سَنَةً قَالَ ثُمَّ مَهْ قَالَ ثُمَّ تَمُوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ مِنْ قَرِیْبٍ رَبِّ اَدْنِنِیْ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْیَةَ الْحَجَرِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ لَوْ اَنِّیْ عِنْدَهٗ لَاَرَیْتُکُمْ قَبْرَهٗ اِلٰی جَانِبِ الطَّرِیْقِ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ (متفق علیه) 15-2355

کی آنکھ نکال دی۔ فرشتہ اللہ تعالیٰ کے پاس جا کر عرض کرتا ہے: آپ نے مجھے اپنے ایسے بندے کی طرف بھیج دیا' جو موت کو نہیں چاہتا۔ اس نے تو میری آنکھ نکال دی ہے۔ راوی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھ کو صحیح کر دیا اور کہا: میرے بندے سے جا کر کہو۔ کیا آپ مزید زندگی چاہتے ہیں؟۔ اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو ایک بیل کی کمر پر ہاتھ رکھیے۔ جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے۔ اتنے سال آپ زندہ رہیں گے۔ کہا پھر کیا ہوگا؟ تو بتایا گیا پھر موت ہی ہے۔ کہا پھر وہ ابھی کیوں نہ ہو' لیکن میری اپنے پروردگار کے حضور التجا ہے۔ کہ رب کریم مجھے ارض مقدسہ سے پتھر پھینکنے کے فاصلے جتنا قریب کر دے۔ رسول گرامی ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر میں وہاں ہوتا' تو موسیٰ علیہ السلام کی قبر تمہیں دکھاتا۔ جو ایک راستے کے کنارے سرخ رنگ کے ٹیلے کے پاس ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عُرِضَ عَلَیَّ الْاَنْبِیَاءُ فَاِذَا مُوْسٰی ضَرْبٌ مِّنَ الرِّجَالِ کَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَاَیْتُ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَیْتُ بِهٖ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَاَیْتُ اِبْرَاهِیْمَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَیْتُ بِهٖ شَبَهًا صَاحِبُکُمْ یَعْنِیْ نَفْسَهٗ وَرَاَیْتُ جِبْرَائِیْلَ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَیْتُ بِهٖ شَبَهًا دِحْیَةُ بْنُ خَلِیْفَةَ (رواه مسلم) 16-2356

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: انبیائے اکرام میرے سامنے لائے گئے۔ موسیٰ علیہ السلام ہلکے بدن کے آدمی تھے۔ جیسے شنوءۃ قبیلے کے آدمیوں میں سے ہیں۔ میں نے عیسیٰ کو دیکھا' وہ میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں مشابہت کے لحاظ سے عروہ بن مسعود سے زیادہ قریب تھے۔ میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا' وہ مشابہت کے لحاظ سے تمہارے ساتھی یعنی مجھ سے زیادہ قریب تھے۔ میں نے جبرائیل کو دیکھا وہ مشابہت کے لحاظ سے دحیہ بن خلیفہ کے زیادہ قریب تھے۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ رَاَیْتُ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ مُوْسٰی رَجُلًا اٰدَمَ طُوَالًا جَعْدًا کَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَاَیْتُ عِیْسٰی رَجُلًا مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ اِلَی الْحُمْرَةِ وَالْبَیَاضِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا' وہ گندم گوں' دراز قد شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے بال گھنگریالے تھے' گویا وہ

سَبِطَ الرَّأْسِ وَرَاَيْتُ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِيْ اٰيَاتٍ اَرٰهُنَّ اللّٰهُ اِيَّاهُ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهٖ (متفق علیه) 2357-17

شنوءۃ قبیلے میں سے ہیں اور میں نے عیسیٰؑ کو دیکھا وہ درمیانے قد اور سرخ وسفید رنگ کے تھے۔ میں نے دوزخ کے دربان مالک اور دجال کو دیکھا۔ یہ ان نشانیوں کے ضمن میں تھا جنہیں اللہ تعالیٰ نے صرف آپ ہی کو دکھایا۔ لہٰذا آپ کو ان کی ملاقات میں کوئی شک نہیں کرنا چاہیے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ لَقِيْتُ مُوْسٰی فَنَعَتَهٗ فَاِذَا رَجُلٌ مُضْطَرِبٌ رَجِلُ الشَّعْرِ كَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْءَةَ وَلَقِيْتُ عِيْسٰی رَبْعَةً اَحْمَرَ كَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ يَعْنِیْ الْحَمَّامَ وَرَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ وَاَنَا اَشْبَهُ وَلَدِهٖ بِهٖ قَالَ فَاُتِيْتُ بِاِنَائَيْنِ اَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَالْاٰخَرُ فِيْهِ خَمْرٌ فَقِيْلَ لِیْ خُذْ اَيَّهُمَا شِئْتَ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهٗ فَقِيْلَ لِیْ هُدِيْتَ الْفِطْرَةَ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ (متفق علیه) 2358-18

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی' میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا۔ ان کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا۔ وہ طویل القامت شخص تھے۔ ان کے بال معمولی گھنگریالے تھے گویا وہ شنوء قبیلے کے ہیں۔ میری ملاقات عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ہوئی۔ ان کا قد درمیانہ اور رنگ سرخ تھا۔ جیسے کہ حمام سے نکلے ہوں۔ میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا ان کی تمام اولاد سے زیادہ مشابہ میں ہوں ۔آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس دو برتن لائے گئے۔ ان میں سے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی ۔ مجھ سے کہا گیا۔ ان دونوں میں سے جس کو آپ چاہیں پکڑلیں۔ میں نے دودھ والے برتن کو پکڑ کر پی لیا۔ تب مجھے کہا گیا۔ آپ کو راہ فطرت کی طرف راہنمائی کی گئی ہے۔ یاد رہے! اگر آپ شراب پکڑ لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ اَیُّ وَادٍ هٰذَا فَقَالَ وَادِی الْاَزْرَقِ قَالَ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مُوْسٰی فَذَكَرَ مِنْ لَّوْنِهٖ وَشَعْرِهٖ شَيْئًا وَاضِعًا اِصْبَعَيْهِ فِیْ اُذُنَيْهِ لَهٗ جُوَارٌ اِلَی اللّٰهِ بِالتَّلْبِيَةِ مَارًّا بِهٰذَا الْوَادِیْ قَالَ ثُمَّ سِرْنَا حَتّٰی اَتَيْنَا عَلٰی ثَنِيَّةٍ فَقَالَ اَیُّ ثَنِيَّةٍ هٰذِهٖ قَالُوْا هَرْشٰی اَوْ لِفْتٌ فَقَالَ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی يُوْنُسَ عَلٰی نَاقَةٍ حَمْرَاءَ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوْفٍ خِطَامُ نَاقَتِهٖ خُلْبَةٌ مَارًّا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ ہم نے نبی گرامی ﷺ کی معیت میں مکے اور مدینے کے درمیان سفر کیا۔ ہم ایک وادی کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے پوچھا۔ یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ ؓ نے کہا: یہ وادی ازرق ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رنگ اور بالوں کا کچھ تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا' کہ انہوں نے اپنی دو انگلیاں اپنے کانوں میں دے رکھی ہیں اور وہ اللہ کی طرف لبیک کہتے ہوئے تضرع و آہ وزاری کے ساتھ اس

بِھٰذَاالْوَادِیْ مُلَبِّیًا(رواہ مسلم)19-5359 وادی سے گزر رہے ہیں۔ابن عباس رضی اللہ عنھما کہتے ہیں۔اس کے ہم چلے اور ایک گھاٹی کے پاس سے گزرے۔آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون سی گھاٹی ہے۔صحابہ ؓ نے کہا ہرشی یا "لفت" ہے۔آپ ﷺ نے بعد ہم فرمایا میں یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں۔جو سرخ اونٹنی پر سوار ہیں۔موٹی اون کا جبہ پہنے ہوئے ہیں۔اونٹنی کی نکیل کھجور کی ہے۔وہ اس وادی سے لبیک کہتے ہوئے گزر رہے ہیں۔(مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ خُفِّفَ عَلٰی دَاوٗدَالْقُرْاٰنُ فَکَانَ یَاْمُرُ بِدَوَآبِّہٖ فَتُسْرَجُ فَیَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ قَبْلَ اَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّہٗ وَلَا یَاْکُلُ اِلَّامِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ(رواہ البخاری) 20-2360

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور کی تلاوت آسان کی گئی تھی۔وہ اپنے چارپایوں کے لیے حکم دیتے کہ ان پر زین کسی جائے۔وہ زین کسنے سے پہلے ہی زبور کی تلاوت سے فارغ ہو جایا کرتے تھے۔نیز حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے کھاتے تھے۔(بخاری)

وَعَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ کَانَتِ امْرَءَ تَانِ مَعَھُمَا ابْنَاھُمَا جَآءَ الذِّئْبُ فَذَھَبَ بِابْنِ اِحْدٰھُمَا فَقَالَتْ صَاحِبَتُھَا اِنَّمَا ذَھَبَ بِابْنِکِ قَالَتِ الْاُخْرٰی اِنَّمَاذَھَبَ بِابْنِکِ فَتَحَاکَمَتَا اِلٰی دَاوٗدَ فَقَضٰی بِہٖ لِلْکُبْرٰی فَخَرَجَتَا عَلٰی سُلَیْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ فَاَخْبَرَتَاہُ فَقَالَ ائْتُوْنِیْ بِالسِّکِّیْنِ اَشُقُّہٗ بَیْنَکُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰی لَا تَفْعَلْ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ ھُوَ ابْنُھَا فَقَضٰی بِہٖ لِلصُّغْرٰی (متفق علیہ)21-2361

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔دو عورتیں تھیں۔ان دونوں کے پاس اپنا اپنا بیٹا تھا۔ایک بھیڑیا آیا۔وہ ان میں سے ایک عورت کے بیٹے کو اٹھا کر لے گیا۔ایک عورت نے دوسری عورت سے کہا۔بھیڑیا تیرے بیٹے کو اٹھا کر لے گیا۔دوسری کہنے لگی۔وہ تیرے بیٹے کو اٹھا لے گیا ہے۔آخر وہ دونوں فیصلہ کروانے کے لیے داؤد علیہ السلام کے پاس گئیں۔داؤد علیہ السلام نے بیٹے کا فیصلہ بڑی عمر والی عورت کے حق میں دے دیا۔اس کے بعد وہ دونوں سلیمان ؑ کے پاس آئیں۔اور انھیں واقعہ بتایا۔ الیمان علیہ السلام نے کہا: میرے پاس چھری لاؤ۔تاکہ میں بچے کے دو ٹکڑے کر کے ان میں تقسیم کر دوں۔چھوٹی عورت کہنے لگی اللہ آپ پر رحم کرے> ایسے نہ کریں۔یہ اسی کا بیٹا ہے۔چنانچہ سلیمان ؑ نے چھوٹی عمر والی عورت کے حق میں بچے کا فیصلہ دے دیا۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

حقیقتاً بچہ چھوٹی عورت کا تھا۔جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھری سے بچے کو دو ٹکڑے کرنے کی بات کہی۔تو حقیقی ماں بچے کے قتل کرنے کے تصور سے کانپ گئی۔اس نے سوچا اگر مجھے نہیں ملتا تو میری قسمت۔اگر زندہ رہا تو بیٹے کا دیدار کرتی رہونگی۔اس لیئے دوسری کے حق میں دستبردار ہوگئی۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ سُلَيْمَانُ لَاَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى تِسْعِيْنَ امْرَاَةً. وَفِيْ رِوَايَةٍ بِمِائَةِ امْرَاَةٍ كُلُّهُنَّ تَاْتِيْ بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ قُلْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ فَطَافَ عَلَيْهِنَّ فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ اِلَّا امْرَاَةٌ وَّاحِدَةٌ جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَاَيْمُ الَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ قَالَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُرْسَانًا اَجْمَعُوْنَ (متفق عليه)2362-22

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا آج رات میں اپنے نوے بیویوں کے پاس جاؤں گا۔ ایک اور روایت میں ہے۔ میں اپنی سو بیویوں کے ساتھ مجامعت کروں گا۔ وہ سب ایک ایک شاہ سوار پیدا کریں گے' جو اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے۔ ایک فرشتے نے کہا۔ آپ ان شاء اللہ کہیں۔ انہوں نے یہ نہ کہا اور بھول گئے۔ انہوں نے اپنی بیویوں سے صحبت کی۔ ان میں صرف ایک حاملہ ہوئی۔ اس کے ہاں بھی ناقص بچہ پیدا ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! اگر سلیمان ان شاء اللہ کہتے تو سب کے سب اللہ کے راستے جہاد کرنے والے شاہسوار ہوتے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک ہی رات اپنی سو بیویوں سے مجامعت کرنا' ان کا جسمانی معجزہ تھا۔ اور معجزہ وہ ہمیشہ معمول کے خلاف ہوا کرتا۔ ہے لہٰذا اس میں بحث نہیں کرنی چاہیے۔ نبی کا معجزہ اس کی ذات سے وابستہ ہو یا اس کے کارِ نبوت سے اگر سمجھ میں آ جائے تو الحمد للہ اگر فہم و ادراک سے بالاتر ہو پھر بھی اس پر خلوص دل سے ایمان لانا چاہیے۔ کیونکہ معجزہ تو ہوتا ہی وہی ہے جو عقل کو عاجز کر دے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند تو صحیح ہے۔ لیکن درایت عقل کے خلاف ہے۔ لہذا ہم نہیں مانتے۔ اس کے ساتھ ہی بہانہ تراشتے ہیں کہ حدیث قرآن کے خلاف ہوگی اسے ہم نہیں مانیں گے۔ بھلا کوئی شخص ان سے سوال کرے جناب کوئی ایک ایسی حدیث بتلائیں جو قرآن مجید کے خلاف ہے۔ اسی حدیث کو ہی لے لیجیے کہ یہ قرآن کس آیت کے خلاف ہے کہ ایک نبی ایک رات میں نوے بیویوں کے ساتھ صحبت نہیں کر سکتا۔ جب کہ حضرت سلیمان کو بے شمار

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَانَ زَكَرِيَّاءُ نَجَّارًا (رواه مسلم)2363-23

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ الْاَنْبِيَاءُ اِخْوَةٌ مِّنْ عَلَّاتٍ وَّاُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰى

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ میں دنیا اور آخرت میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے زیادہ قریب ہوں۔ سب انبیا سوتیلے بھائی ہیں

وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ وَّلَيْسَ بَيْنَنَانَبِيٌّ (متفق عليه) 24-2364

البتہ ان کی مائیں مختلف ہیں۔ان کا دین ایک ہے۔نیز ہم دونوں کے درمیان کوئی پیغمبر نہیں۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ بَنِيْ اٰدَمَ يَطْعَنُ الشَّيْطَانُ فِيْ جَنْبَيْهِ بِاِصْبَعَيْهِ حِيْنَ يُوْلَدُ غَيْرَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَهَبَ يَطْعَنُ فَطَعَنَ فِي الْحِجَابِ (متفق عليه) 25-2365

حضرت ابوہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔جب بھی آدم کا کوئی بیٹا پیدا ہوتا ہے۔تو شیطان اس کے دونوں پہلو میں چوکہ مارتا ہے۔لیکن عیسیٰ اس سے محفوظ رہے۔شیطان نے انہیں بھی مارنا چاہا۔لیکن وہ صرف پردے میں مارسکا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَّلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ (متفق عليه). 26-2366

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔مرد تو بہت سے کامل گزرے ہیں۔لیکن عورتوں میں صرف مریم بنت عمران اور آسیہ زوجہ فرعون کامل تھیں۔اور تمام عورتوں پر عائشہ ؓ کو فضیلت ہے۔جس طرح ثرید کو تمام کھانوں پر فضیلت حاصل ہے۔(بخاری،مسلم)

فہم الحدیث

اس زمانے میں عرب گوشت کے شوربہ میں روٹی کے ٹکڑے ڈال کر ایک خاص تکنیک سے کھانا تیار کرتے تھے۔جو نہایت ہی زود ہضم اور لذیذ ہوتا ہے۔اسے ثرید کہا جاتا ہے۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِيْ فَقَالَ خَلَقَ اللّٰهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ وَخَلَقَ فِيْهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْاَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوْهَ يَوْمَ الثُّلَثَاءِ وَخَلَقَ النُّوْرَ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ وَبَثَّ فِيْهَا الدَّوَآبَّ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَخَلَقَ اٰدَمَ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فِيْ اٰخِرِ الْخَلْقِ وَاٰخِرِ سَاعَةٍ مِّنَ النَّهَارِ فِيْمَا بَيْنَ الْعَصْرِ اِلَى اللَّيْلِ (رواه مسلم) 27-2367

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔رسول اکرم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے روز مٹی کو پیدا کیا۔اتوار کے دن پہاڑ بنائے۔ پیر کے روز درخت اگائے۔منگل کے دن ناپسندیدہ چیزیں پیدا کیں۔بدھ کے روز روشنی بنائی۔جمعرات کے روز زمین پر چارپایوں کو پھیلایا اور جمعہ کے دن عصر کے بعد سب سے آخر میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔یہ آخری تخلیق دن کے آخری حصے میں عصر اور مغرب کے درمیان عمل لائی گئی۔(مسلم)

اس حدیث مبارکہ میں زمین کے متعلقہ بڑی بڑی چیزوں کی تخلیق اور جس دن وہ پیدا کی گئیں ان کا ذکر پایا جارہا ہے۔آسمانی اور دیگر مخلوق کا تذکرہ‘ اور آسمان کا تذکرہ نہ کرنے کی وجہ یہ کہ زمین اور آسمان پہلے ہی مادے کی صورت میں تھے۔اللہ تعالیٰ نے ان کو الگ الگ ہونے کا حکم دیا۔قرآن مجید کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔زمین وآسمان بیک وقت پیدا کیے گئے۔البتہ انکے بناؤ‘ سنوار کے مختلف مراحل ہیں۔تفصیل کے لیے درج ذیل مقامات کی تلاوت اور متعلقہ تفسیر کا مطالعہ فرمائیں۔پ ۱۷ ‘انبیاء ۳۰۔پ ۲۴‘حم سجدہ ۹ تا ۱۲۔پ ۳۰‘الشمس

ایسی چیزیں عطا کی گئی تھیں جوان سے پہلے اور بعد میں کسی کو عطا نہیں ہوئیں۔آپ ﷺ کے بیان کرنے کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ بڑے سے بڑا نیک کام کرنے سے پہلے بھی انشاء اللہ پڑھنا چاہیے۔یا بلا دلیل حدیث کی سند کو ضعیف قرار دینا جائز نہیں۔

خلاصۂ باب

۱۔ زمین وآسمان پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔

۲۔ کائنات پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے جو کچھ کرنا تھا اور کچھ لوگ کریں گے تحریر فرما دیا تھا۔

۳۔ ملائکہ نور سے‘ جنات آگ سے اور حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔

۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ختنہ اسّی سال کی عمر میں خود کیا۔

۵۔ جب حضرت سارہ کو جبراً ظالم بادشاہ کے پاس بلوایا گیا۔تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نماز میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ رہے تھے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کسی حال میں بھی بے نیاز نہیں ہونا چاہیے۔

۷۔ محشر کے میدان میں سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوش میں آئیں گے۔

۸۔ انبیاء کو ایک دوسرے سے نہیں بڑھانا چاہیے۔

۹۔ نبی محترم ﷺ کی شکل وصورت حضرت ابراہیم کے مشابہ تھی۔

۱۰ معجزہ پر ایمان لانا ضروری ہے یا عقل کے مطابق ہو یا آدمی کی سمجھ سے بالاتر ہو۔

۱۱۔ حدیث کو عقل کے تابع نہیں عقل کو حدیث پاک کے تابع کرنا چاہیے۔

۱۲۔ ہوا‘ پرندوں اور جنات کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا گیا۔یہاںتک کہ وہ چیونٹیوں سے بھی گفتگو کیا کرتے تھے۔

بَابُ فَضَائِلِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ

سید المرسلین کے فضائل

اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء اور رسول دنیا میں مبعوث فرمائے وہ ذہنی' جسمانی' روحانی اور سماجی صفات کے اعتبار سے اپنی قوم میں منفرد اور ممتاز ہوا کرتے تھے۔ نبی آخر الزماں ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام میں اور آپ کے نسب کو ہر دور میں نمایاں اور ممتاز رکھا گیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے' کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سلسلۂ نسب کو ہر دور میں دوسروں سے اعلیٰ اور ممتاز رکھا ہے۔ آپ کی ذات گرامی کو کائنات کے تمام انسانوں میں روحانی' جسمانی' علمی' عملی اور ہر لحاظ سے منفرد اور فع اعزازات سے نوازا گیا' جو ان گنت اور بے شمار ہیں۔ جن میں سے چند ایک کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

آپ امام الانبیاء اور خاتم المرسلین ہیں۔ آپ کے چاہنے اور ماننے والے تمام امتوں سے زیادہ ہوں گے۔ آپ قیامت کے دن سب سے پہلے جلوہ افروز ہوں گے۔ محشر میں سب سے پہلے آپ ہی کو سفارش کا اعزاز حاصل ہوگا۔ آپ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور اس کے ضابطوں کے تحت جو کچھ اللہ تعالیٰ کے حضور طلب کریں گے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ آپ حوضِ کوثر کے ساقی ہوں گے۔ سب سے پہلے آپ جنت کا افتتاح فرمائیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی کُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ کُنْتُ مِنْهُ (رواہ البخاری) 2368-1

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی آدم کے مختلف ادوار کے بہترین طبقات میں مجھے نسلاً بعد نسل منتقل کیا جاتا رہا' یہاں تک کہ میں اس دور میں پیدا ہوا۔ (بخاری)

وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی کِنَانَةَ مِنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِیْلَ وَاصْطَفٰی قُرَیْشًا مِّنْ کِنَانَةَ وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ (رواہ مسلم) 2369-2

حضرت واثلہ بن اسقع ؓ نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا' حقیقتاً اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کا انتخاب کیا۔ پھر قریش کو کنانہ سے چنا۔ اور قریش سے بنو ہاشم کو پسند کیا۔ اور پھر میرا انتخاب بنی ہاشم میں سے فرمایا۔

فہم الحدیث

رسولِ محترم ﷺ کے فرمان کا مقصد یہ ہے' کہ میرا خاندان حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر مجھ تک' نسل در نسل اپنے اپنے دور میں معزز اور محترم رہا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بنی ہاشم میں مجھے پیدا فرمایا۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاَوَّلُ مَنْ یَّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ (رواہ مسلم) 3-2370

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: روزِ قیامت میں آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں گا۔ اور میں ہی ہوں گا جس کی قبر سب سے پہلے کھلے گی۔ اولین شفاعت کرنے والا بھی میں ہوں گا اور میری ہی شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِیَاءِ تَبَعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ (رواہ مسلم) 4-2371

حضرت انس ﷺ رسول اکرم ﷺ سے راویت کرتے ہیں میری پیروی کرنے والوں کی تعداد تمام انبیاء کے متبعین سے زیادہ ہوگی۔ اور جنت کے دروازہ کو جو سب سے پہلے کھٹکھٹائے گا' وہ میں ہی ہوں گا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اٰتِیْ بَابَ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَیَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَیَقُوْلُ بِکَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَکَ (رواہ مسلم) 5-2372

حضرت انس ﷺ ہی سے روایت ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: روزِ قیامت میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اس کو کھولنے کے لیے کہوں گا۔ جنت کا دربان پوچھے گا' آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا' میں محمد ہوں۔ وہ بتائے گا مجھے آپ سے پہلے کسی کے لیے بھی دروازہ نہ کھولنے کا حکم دیا گیا تھا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا اَوَّلُ شَفِیْعٍ فِی الْجَنَّةِ لَمْ یُصَدَّقْ نَبِیٌّ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ مَا صُدِّقْتُ وَاِنَّ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ نَبِیًّا مَا صَدَّقَهٗ مِنْ اُمَّتِهٖ اِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ (رواہ مسلم) 6-2373

حضرت انس ﷺ ہی کا بیان ہے کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: جنت میں' میں سب سے پہلا شفیع ہوں گا۔ تمام انبیاء میں سے کسی نبی کی تصدیق اتنی نہیں کی گئی ہوگی' جتنی میری تصدیق کی گئی ہے۔ اور انبیا میں سے ایک نبی ایسے بھی ہوں گے' جن کی قوم میں سے صرف ایک شخص نے اس کی تصدیق کی ہوگی۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ کَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْیَانُهٗ تُرِکَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ یَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْیَانِهٖ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْکَ اللَّبِنَةِ فَکُنْتُ اَنَا سَدَدْتُّ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِیَ الْبُنْیَانُ وَخُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ.
وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ (متفق

حضرت ابو ہریرہ ﷺ کا بیان ہے رسول معظم ﷺ نے فرمایا: میری مثال اور دوسرے نبیوں کی مثال نہایت ہی اعلیٰ تعمیر شدہ محل کی سی ہے' جس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی تھی۔ اس کو دیکھنے والے اس کے اردگرد گھومتے رہے۔ اس عمارت کے حسن کو دیکھ کر عش عش کر اٹھتے۔ ماسوائے اس اینٹ کی خالی جگہ کے۔ چنانچہ میں نے اس اینٹ کے خلا کو پر کر دیا۔ مجھ پر اس عمارت کی تکمیل ہوئی اور رسولوں کا سلسلہ بھی مجھ ہی پر ختم

علیه)7-2374

ہوا۔ دوسری روایت میں ہے' میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں ہی خاتم النّبیّن ہوں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا قَدْ اُعْطِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ مَامِثْلُهُ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَى اللّٰهُ اِلَيَّ فَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ (متفق علیه)8-2375

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' انبیا علیہم السلام میں سے جو نبی بھی گزرا اس کو جس قدر معجزات دیے گئے اسی قدر اس پر لوگ ایمان لاتے۔ خوش ہو جاؤ' جو معجزہ مجھے عطا کیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا قرآن ہے' جو مجھ پر نازل کیا گیا اور مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن اس پر سب سے زیادہ ایمان لانے والے ہوں گے (مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَّجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَ اُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً. (متفق علیه)9-2376

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ ایسی خوبیاں عطا کی گئی ہیں' جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ (۱) میں ایسے رعب کے ذریعے مدد کیا گیا ہوں جو ایک مہینے کی مسافت سے اثر انداز ہوتا ہے' (۲) میرے لیے ساری زمین مسجد اور پاک کر دینے والی بنا دی گئی چنانچہ میرا ہر امتی جہاں نماز کا وقت پائے نماز پڑھ لے' (۳) میرے لیے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا حالانکہ مجھ سے پہلے کسی پر حلال نہیں کیا گیا' (۴) مجھے شفاعت کا حق دیا گیا (۵) میں تمام بنی نوع انسان کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں' جب کہ اس سے پہلے نبی خاص طور پر اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا وَاُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ (رواه مسلم)10-2377

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا' مجھے چھ خوبیوں سے دوسرے انبیاء پر برتری حاصل ہے (۱) مجھے جامع گفتگو کا ملکہ دیا گیا۔ (۲) خاص دبدبے کے ذریعے میری مدد کی گئی' (۳) میرے لیے مالِ غنیمت حلال کر دیا گیا' (۴) میرے لئے تمام زمین مسجد اور پاکیزگی عطا کرنے والی بنا دی گئی' (۵) مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا (۶) مجھ پر سلسلۂ انبیاء اختتام پذیر ہوا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَيْتُنِیْ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ يَدِیْ (متفق عليه) 11-2378

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی سے روایت ہے رسول معظم ﷺ نے فرمایا' مجھے جامع کلمات دے کر بھیجا گیا اور بذریعہ رعب میری نصرت کی گئی سوتے ہوئے خواب میں میں نے دیکھا مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں اور انہیں میرے ہاتھ میں تھمایا گیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

دشمن کا ایک مہینہ کی مسافت پر آپ ﷺ کے رعب و دبدبہ کو محسوس کرنے کے معجزہ کا خصوصی طور پر اظہار تبوک کے موقعہ پر ہوا تھا۔

وَعَنْ ثَوْبَانَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ زَوٰى لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَازُوِیَ لِیْ مِنْهَا وَاُعْطِيْتُ الْكَنْزَيْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْيَضَ وَاِنِّیْ سَاَلْتُ رَبِّیْ لِاُمَّتِیْ اَنْ لَّا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَاَنْ لَّا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوٰى اَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيْحَ بَيْضَتَهُمْ وَاِنَّ رَبِّیْ قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَاِنَّهٗ لَا يُرَدُّ وَاِنِّیْ اَعْطَيْتُكَ لِاُمَّتِكَ اَنْ لَّا اُهْلِكَهُمْ بِسَنَةٍ عَامَّةٍ وَاَنْ لَّا اُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ سِوٰى اَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيْحَ بَيْضَتَهُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَّنْ بِاَقْطَارِهَا حَتّٰى يَكُوْنَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا وَيَسْبِیْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا (رواه مسلم) 12-2379

حضرت ثوبان ؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے سامنے سمیٹا اور میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھا۔ بلا شبہ جلد ہی میری امت کی سلطنت وہاں تک قائم ہوگی جہاں تک اسے میرے لیے سمیٹا گیا۔ مزید برآں مجھے دو سرخ و سفید خزانے عطا کیے گئے۔ میں نے اپنی امت کے لیے اپنے مالک سے دعا کی کہ اسے ہمہ گیر قحط سے ہلاک نہ کرنا اور یہ بھی دعا کی' کہ اس پر ان کے اپنوں کے سوا کسی ایسے دشمن کو مسلط نہ کرنا' جو ان کے منشأ و ماوی پر و قابض ہو جائے (اور ان کی اجتماعیت کو ٹکڑے ٹکڑے کردے۔) ان دعاؤں کا اللہ تعالیٰ نے یہ جواب عطا فرمایا: یا محمد! بلا شبہ جب میں کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو وہ بدلا نہیں جا سکتا۔ اور میں تجھ سے یہ وعدہ کرتا ہوں' کہ تیری امت کو قحط عام سے تباہ نہیں کروں گا۔ اور نہ ان پر ان کے اپنوں کے سوا کسی دشمن کو مسلط کروں گا' جو ان کے مشأ و ماوی (مرکز) پر قابض ہو جائے' خواہ وہ دشمن ان کے چاروں طرف سے مجتمع ہو کر ہی حملہ آور کیوں نہ ہوں۔ البتہ یہ ایک دوسرے کے آپس میں گلے کاٹیں گے اور ایک دوسرے کو قیدی بنائیں گے۔ (مسلم)

وَعَنْ سَعْدٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِیْ مُعَاوِيَةَ دَخَلَ فَرَكَعَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ

حضرت سعد ؓ کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کا بنو معاویہ کی مسجد پر گزر ہوا۔ آپ اس مسجد کے اندر گئے' اس میں دو رکعت

وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَدَعَا رَبَّهُ طَوِيْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ سَأَلْتُ رَبِّي ثَلٰثًا فَأَعْطَانِيْ ثِنْتَيْنِ وَمَنَعَنِيْ وَاحِدَةً سَأَلْتُ رَبِّيْ اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِيْ بِالسَّنَةِ فَأَعْطَانِيْهَا وَسَأَلْتُ اَنْ لَّا يُهْلِكَ اُمَّتِيْ بِالْغَرَقِ فَأَعْطَانِيْهَا وَسَأَلْتُهُ اَنْ لَّا يَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَمَنَعَنِيْهَا (رواه مسلم) 2380-13

نماز پڑھی اور ہم نے آپ کی اقتداء کی۔ پھر رخِ انور موڑ کر فرمایا' میں نے اپنے رب سے تین باتوں کا سوال کیا۔ اس نے دو چیزیں مجھے عطا فرما دیں اور تیسری کو نہیں مانا۔ میں نے اپنے رب سے یہ مانگا۔ کہ میری امت کو کسی بڑے قحط سے ہلاک نہ کرے یہ مستجاب دعا ہوئی۔ دوسرا سوال تھا' کہ میری امت کو غرقاب نہ کیا جائے! میرا یہ سوال بھی قبول ہوا۔ تیسرا سوال یہ تھا' کہ وہ باہمی لڑائی وافتراق میں مبتلا نہ ہوں۔ لیکن یہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ (مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کی جو دعائیں اس موقعہ پر مقبول ہوئیں۔ ان کی قبولیت کا معنی یہ ہے کہ قحطِ عامہ اور سیلاب میں آپ کی پوری کی پوری امت تباہ نہ ہوگی۔ جس طرح نوح علیہ السلام کے چند ایماندار ساتھیوں کے سوا باقی سب لوگ غرقاب ہو گئے۔ یہی معنی دشمن کے غلبہ کا لینا چاہیے' کہ دشمن تمام مسلمانوں پر براہِ راست غلبہ نہیں پا سکے گا۔ البتہ مسلمانوں میں اپنے ایجنٹ پیدا کر کے ایسا کر سکتا ہے گویا کہ مسلمان ہی ایک دوسرے کو کفار کی طرح غلام بنائیں گے' جس سے دشمن کا مقصد پورا ہو جائے گا۔

وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ؓ قَالَ لَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ اَخْبِرْنِيْ عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي التَّوْرٰةِ قَالَ اَجَلْ وَاللّٰهِ اِنَّهُ لَمَوْصُوْفٌ فِي التَّوْرٰةِ بِبَعْضِ صِفَتِهٖ فِي الْقُرْاٰنِ يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَحِرْزًا لِّلْاُمِّيِّيْنَ اَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِاَنْ يَّقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيَفْتَحَ بِهَا اَعْيُنًا عُمْيًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا (رواه البخاری) 2381-14

حضرت عطا بن یسار ؓ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے ملے اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں تورات میں منقول وصف کے متعلق دریافت فرمایا' حضرت عبداللہ ؓ نے جواب میں فرمایا کیوں نہیں' اللہ کی قسم تورات میں رسولِ اکرم ﷺ کی بعض صفات تو وہ مذکور ہیں' جو قرآن مجید میں بھی آئی ہیں جیسے "اے نبی! ہم نے تجھے گواہ' خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔" مزید برآں آپ ان پڑھوں کے ماویٰ' میرے بندے' اور میرے رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے۔ آپ نہ بدخو' سخت مزاج اور نہ بازاروں میں شور وغوغا کرنے والے اور نہ ہی۔ برائی کا برائی سے جواب دیتے ہیں۔ بلکہ معاف کر دیتے ہیں اور بخش دیتے ہیں۔ اور آپ ﷺ کی روح اللہ

تعالیٰ اس وقت تک قبض نہ کرے گا' جب تک راہ سے بھٹکی ہوئی قوم کو سیدھا نہ کردیں۔ یہاں تک کہ لوگ اس کلمہ "لا الہ الا اللہ" کو نہ مان لیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی برکت سے ان کی اندھی آنکھیں بہرے کان اور بند دل کھول دے گا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ رسول اللہ ﷺ کا خاندان نسلاً بعد نسل ہمیشہ سے معزز رہا ہے۔

۲۔ قیامت کے روز بھی آپ ﷺ سب سے زیادہ معزز اور محترم ہوں گے۔

۳۔ آپ ﷺ پہلے قبر سے اٹھنے والے' پہلے سفارش کرنے والے اور سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے ہوں گے۔

۴۔ آپ ﷺ کی امت تمام انبیاء کی امتوں سے زیادہ ہوگی۔

۵۔ آپ ﷺ قیامت تک کے لیے' ہر دور اور ہر قوم کے لیے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

بَابُ اَسْمَاءِ النَّبِيِّ ﷺ وَصِفَاتِهٖ

نبی کریم ﷺ کے اسمائے مبارک اور صفات

رسول محترم ﷺ مکہ مکرمہ میں ۹ ربیع الاول' عام الفیل کے پہلے سال ۲۰ یا ۲۲ اپریل' ۵۷۸ عیسوی' بروز سوموار' صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان بنی ہاشم اور والد گرامی کا نام عبداللہ بن عبدالمطلب جبکہ والدہ ماجدہ کا اسم مبارک آمنہ بنت وہب تھا۔ اور آپ کی دایہ کا نام حلیمہ سعدیہ تھا۔

حضرت قاضی سلیمان منصور پوریؒ مصنف رحمۃ للعالمین کے الفاظ کے مطابق حضور ﷺ ہی ایسے مقدس ہیں جن کا پیکرِ اطہر عبودیت کے خون سے بنا' جنہوں نے امن کے بطنِ مکہ میں مراتبِ وجود کو مکمل فرمایا' جن کی تربیت حلم و بردباری کے شیر سے ہوئی۔ کیا ان اسماء کا اجتماع محض اتفاقی ہے؟ نہیں بلکہ قدرت اس مولودِ مسعود کی شانِ رفیع کی آئینہ داری فرما رہی ہے اور بتلا رہی ہے کہ جس بچہ کے پیکر عنصری میں ایسے فضائل کی جامعیت نمودار ہو ضرور ہے کہ وہ بچہ حقیقۃً محمد (ﷺ) ہو۔ آپ کا خاندانی نام محمد اور کتبِ آسمانی میں احمد ﷺ ہے۔ پیدائش کے چند روز بعد آپ کے دادا سردار عبدالمطلب آپ کو بیت اللہ میں لے کر آئے تو حاضرین نے سوال کیا' کہ بچے کا نام کیا ہے؟ جناب عبدالمطلب نے فرمایا: اس کا نام محمد (ﷺ) رکھا ہے لوگوں نے تعجب سے یہ نام رکھنے کی وجہ پوچھی' کیونکہ محمد کا معنی ہے' جس کی بہت زیادہ تعریف کی جائے۔ تو بوڑھے سردار نے اس موقعہ پر ایک جملہ استعمال کیا جس کو اللہ تعالیٰ نے حقیقت کا رنگ دے کر رسول محترم ﷺ کے نام اور کام کو شہرت دوام عطا فرمائی۔

رَجَاءَ اَنْ یُّحْمَدَ (امید ہے کہ اس کی تعریف کی جائے گی)

وَضَمَّ الْاِلٰـهُ اسْمَ النَّبِيِّ اِلٰى اسْمِهٖ
اِذَا قَالَ فِى الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْهَدُ
وَشَقَّ لَهٗ مِنِ اسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ
فَذُوا الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ

''اللہ کریم نے اپنے نام کے ساتھ نبی (ﷺ) کے نام کو رکھ لیا ہے۔ کہ جب مؤذن پانچ وقت اذان میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہے۔

اور اس نے اپنے نام میں سے اس کے نام کو نکالا' تا کہ اس کو عظمت عطا کرے۔

پس عرش والا محمود ہے اور فرش والا محمد ﷺ ہے۔''

آپ کا الہامی اور آسمانی نام ''احمد'' ہے' جس کا معنی ہے: بہت زیادہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنے والا' اسی نام کے حوالہ سے آپ کی نبوت کی اطلاع حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کو دی تھی جس کا قرآن مجید نے یوں ذکر فرمایا ہے:

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ (الصف: ٦)

''اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی' جو میرے بعد آئے گا' جس کا نام احمد ہوگا۔''

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ لِيْ اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِيَ الَّذِيْ يَمْحُوْ اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمَيَّ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهٗ نَبِيٌّ (متفق عليه) 1-2382

حضرت جبیر بن مطعم ؓ نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد (ﷺ) ہوں۔ میں "احمد" (ﷺ) ہوں میں "ماحی" (مٹانے والا) ہوں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا۔ میں "حاشر" (اکٹھا کرنے والا) ہوں کہ لوگ میری پیروی کرتے ہوئے اکٹھے کئے جائیں گے۔ اور میں عاقب (ﷺ) ہوں۔ اور عاقب سے مراد وہ نبی ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى الْاَشْعَرِيِّ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَمِّيْ لَنَا نَفْسَهٗ اَسْمَاءً فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَحْمَدُ وَالْمُقَفّٰى وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ (رواه مسلم 2-2383

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ بیان فرماتے ہیں۔ ہمیں رسولِ اکرم ﷺ نے اپنے بہت سے ناموں سے آگاہ فرمایا۔ چنانچہ آپ نے بتایا: میں محمد ﷺ ہوں میں احمد ﷺ ہوں میں مقفیٰ ہوں میں حاشر ہوں میں نبی التوبۃ اور نبی الرحمۃ ہوں۔ (ﷺ) (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا تَعْجَبُوْنَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّيْ شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ يَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَاَنَا مُحَمَّدٌ (رواه البخاری) 3-8384

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ رحمت ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہوتے کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کے سب وشتم اور لعنت کو کس طرح مجھ سے پھیر دیا۔ وہ "مذمم" کو گالی گلوچ کرتے اور ملعون ٹھہراتے ہیں جب کہ میں تو محمد (ﷺ) ہوں۔ (بخاری)

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ شَمِطَ مُقَدَّمُ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ وَكَانَ اِذَا ادَّهَنَ لَمْ يَتَبَيَّنْ وَاِذَا شَعِثَ رَاْسُهٗ تَبَيَّنَ وَكَانَ كَثِيْرُ شَعْرِ اللِّحْيَةِ فَقَالَ رَجُلٌ وَجْهُهٗ مِثْلُ السَّيْفِ قَالَ لَا بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيْرًا وَرَاَيْتُ الْخَاتَمَ عِنْدَ كَتِفِهٖ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ يُشْبِهُ

حضرت جابر بن سمرہ ؓ فرماتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ کے سر اور ڈاڑھی مبارک کے سامنے کے چند بال سفید ہو گئے تھے۔ لیکن جب آپ تیل لگا لیتے تو سفید بال نظر نہیں آتے تھے۔ آپ کی ڈاڑھی مبارک کے بال گنجان تھے۔ اس پر ایک شخص نے سوال کیا۔ کیا آپ کا چہرہ مبارک تلوار کی مانند تھا؟ حضرت جابر ؓ نے فرمایا "نہیں" بلکہ آپ کا چہرہ مبارک سورج اور چاند کی مانند روشن اور گول تھا۔ اور میں نے

جَسَدَهُ (رواه مسلم) 4-2385

مہر نبوت آپ کے کندھوں کے درمیان کبوتری کے انڈے کی مانند مشاہدہ کی۔ اس کا رنگ آپ ﷺ کے جسم کے رنگ کی طرح تھا۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ ؓ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَاَکَلْتُ مَعَهُ خُبْزًا وَلَحْمًا اَوْ قَالَ ثَرِیْدًا ثُمَّ دُرْتُ خَلْفَهُ فَنَظَرْتُ اِلٰی خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَیْنَ کَتِفَیْهِ عِنْدَنَا غِضِ کَتِفِهِ الْیُسْرٰی جُمْعًا عَلَیْهِ خِیْلَانٌ کَاَمْثَالِ الثَّاٰلِیْلِ (رواه مسلم) 5-2386

حضرت عبداللہ بن سرجس ؓ کا بیان ہے کہ میں نے نبی رحمت ﷺ کی زیارت کی اور آپ کے ساتھ روٹی اور گوشت کھایا' یا ثرید کھایا۔ پھر میں گھوم کر آپ کی پچھلی جانب گیا اور مہر نبوت کی زیارت کی۔ وہ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان' بائیں کندھے کی نرم ہڈی کی جانب تھی۔ وہ بند مٹھی کی مانند تھی اور سیاہ اور اس پر مسوں کی طرح کالے تل تھے۔ (مسلم)

وَعَنْ اُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِیْدٍ ؓ قَالَتْ اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِثِیَابٍ فِیْهَا خَمِیْصَةٌ سَوْدَاءُ صَغِیْرَةٌ فَقَالَ ائْتُوْنِیْ بِاُمِّ خَالِدٍ فَاُتِیَ بِهَا تُحْمَلُ فَاَخَذَ الْخَمِیْصَةَ بِیَدِهٖ فَاَلْبَسَهَا قَالَ اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ ثُمَّ اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ وَکَانَ فِیْهَا عَلَمٌ اَخْضَرُ اَوْ اَصْفَرُ قَالَ یَا اُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَاهُ وَهِیَ بِالْحَبَشِیَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ اَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِیْ اَبِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَعْهَا (رواه البخاری) 6-2387

حضرت خالد بن سعید ؓ کی بیٹی ام خالد رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں' کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ کپڑے آئے' جن میں ایک چھوٹی سی رنگ دار چادر بھی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے ام خالد کو (یعنی مجھے) بلا بھیجا۔ چنانچہ اس کو اٹھا کر لایا گیا۔ پھر آپ نے سیاہ رنگ کی چادر اپنے ہاتھوں میں پکڑی اور اس کو پہناتے ہوئے دو دفعہ یہ دعا فرمائی' اس کپڑے کو خوب پہنو کہ یہ بوسیدہ ہو جائے' اس چادر میں سبز یا زرد رنگ کے بیل بوٹے تھے۔ آپ نے فرمایا' یا ام خالد "یہ سناہ" ہے اور "سناہ" حبشی زبان کا لفظ ہے' مراد عمدہ اور خوبصورت ہے۔ میں آگے بڑھ کر مہر نبوت سے کھیلنے لگی۔ اس پر میرے والد نے مجھے ڈانٹا تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اور کھیلنے دو۔ (بخاری)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ وَلَیْسَ بِالْاَبْیَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَیْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّبِطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰی رَاْسِ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَکَّةَ عَشْرَ سِنِیْنَ وَبِالْمَدِیْنَةِ عَشْرَ سِنِیْنَ وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰی رَاْسِ سِتِّیْنَ سَنَةً وَلَیْسَ فِیْ رَاْسِهٖ وَلِحْیَتِهٖ عِشْرُوْنَ

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں: رسولِ اکرم ﷺ بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ ہی ٹھگنے تھے۔ نہ آپ بالکل سفید تھے اور نہ ہی گندم گوں۔ نہ آپ کے بال زیادہ گھنگھریالے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز فرمایا۔ مکہ مکرمہ میں اس کے بعد (تقریبا) دس سال رہے اور مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساٹھ سال کی عمر میں وفات دی۔ اور آپ

شَعْرَةً بَيْضَاءَ.
کے سر اور ڈاڑھی مبارک میں بیس سے زیادہ بال سفید نہ تھے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ یَصِفُ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ کَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ اَزْھَرَ اللَّوْنِ وَقَالَ کَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِلٰی اَنْصَافِ اُذُنَیْہِ
وَفِیْ رِوَایَةٍ بَیْنَ اُذُنَیْہِ وَعَاتِقِہٖ (متفق علیه) .
وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّلْبُخَارِیِّ قَالَ کَانَ ضَخْمَ الرَّأْسِ وَالْقَدَمَیْنِ لَمْ اَرَ بَعْدَهٗ وَلَا قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَکَانَ بَسْطَ الْکَفَّیْنِ.
وَفِیْ اُخْرٰی قَالَ کَانَ شَثْنَ الْقَدَمَیْنِ وَالْکَفَّیْنِ. 7-2388

اور دوسری روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی آپ کی صفات اس طرح بیان کرتے ہیں' کہ آپ اپنے لوگوں میں درمیانہ قد تھے۔ نہ بہت زیادہ لمبے' نہ بالکل ہی چھوٹے۔ رنگ نہایت ہی چمکدار۔ مزید فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کانوں کے درمیان تک تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ کانوں اور کندھوں کے درمیان تک پہنچتے تھے۔ (بخاری و مسلم) اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آپ کا سر مبارک بڑا اور پاؤں بھرے ہوئے تھے۔ آپ سے پہلے اور آپ کے بعد میں نے آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔
بخاری کی دوسری روایت میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آپ کی ہتھیلیاں فراخ تھیں۔ نیز بخاری ہی کی ایک روایت ہے کہ آپ کے دونوں پاؤں اور ہتھیلیاں مضبوط اور پر گوشت تھیں۔

وَعَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَرْبُوْعًا بُعَیْدَ مَابَیْنَ الْمَنْکِبَیْنِ لَهٗ شَعْرٌ بَلَغَ شَحْمَةَ اُذُنَیْہِ رَاَیْتُهٗ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ اَرَ شَیْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ (متفق علیه).
وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ مَا رَاَیْتُ مِنْ ذِیْ لِمَّةٍ اَحْسَنَ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ شَعْرُهٗ یَضْرِبُ مَنْکِبَیْہِ بُعَیْدَ مَابَیْنَ الْمَنْکِبَیْنِ لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ 8-2389

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ رسول معظم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں' آپ درمیانہ قد تھے آپ کے کندھے کشادہ تھے' آپ کے سر کے بال کانوں کی لوؤں تک پہنچتے تھے۔ میں نے آپ کو سرخ حُلّے میں دیکھا' میں نے آپ سے زیادہ حسین و جمیل کسی کو نہیں دیکھا۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی دوسری روایت میں ہے' حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا' میں نے کسی انسان کو سرخ چادر میں ملبوس رسولِ محترم ﷺ سے زیادہ حسین نہیں پایا۔ آپ کے بال آپ کے دونوں کندھوں کو چھوتے تھے۔ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان کشادگی تھی آپ نہ بہت لمبے اور نہ چھوٹے قد کے تھے۔ (مسلم)

وَعَنْ سِمَاکِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ضَلِیْعَ الْفَمِ اَشْکَلَ الْعَیْنِ مَنْھُوْشَ الْعَقِبَیْنِ قِیْلَ لِسِمَاکٍ مَا ضَلِیْعُ الْفَمِ قَالَ عَظِیْمُ الْفَمِ قِیْلَ مَا اَشْکَلُ الْعَیْنِ قَالَ طَوِیْلُ شِقِّ الْعَیْنِ قِیْلَ مَامَنْھُوْشُ

حضرت سماک بن حرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' کہ آپ ﷺ کا دہن مبارک کھلا تھا۔ آپ کی آنکھوں کی سرخی میں سفیدی کی آمیزش تھی۔ آپ کی دونوں ایڑیاں ہلکی تھیں۔ حضرت سماک رضی اللہ عنہ سے معلوم کیا گیا کہ "ضلیع الفم" اور "اشکل العینین" سے کیا مراد ہے' تو انہوں نے بتایا

الْعَقِبَيْنِ قَالَ قَلِيْلُ لَحْمِ الْعَقِبِ(رواه مسلم)9-2390

اس مراد کشادہ دہن اور بڑی اور لمبی آنکھیں ہیں"منهوش العقبين" کے بارے بتایا کہ ایسی ایڑھی جس پر گوشت کم ہو۔(مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ الطُّفَيْلِ ﷺ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ كَانَ اَبْيَضَ مَلِيْحًا مُقَصَّدًا. (رواه مسلم)10-2391

حضرت ابوالطفیل ﷺ بیان کرتے ہیں: انہوں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ سرخی مائل سفید اور درمیانہ جسم کے تھے(مسلم)

وَعَنْ ثَابِتٍ ﷺ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ ﷺ عَنْ خِضَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنَّهُ لَمْ يَبْلُغْ مَايَخْضِبُ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتِهِ فِیْ لِحْيَتِهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتٍ كُنَّ فِیْ رَاْسِهِ فَعَلْتُ(متفق عليه).

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ اِنَّمَا كَانَ الْبَيَاضُ فِیْ عَنْفَقَتِهِ وَفِیْ الصُّدْغَيْنِ وَفِیْ الرَّاْسِ نَبْذٌ. 11-2392

حضرت ثابت ﷺ نے بتایا کہ حضرت انس ﷺ سے رسول کریم ﷺ کے خضاب کے بارے پوچھا گیا' تو انہوں نے جواب دیا: آپ کے بال مبارک اتنے زیادہ سفید نہ تھے کہ خضاب کی ضرورت پیش آتی۔ اگر میں گننا چاہتا تو آپ کی ڈاڑھی مبارک کے سفید بال گن سکتا تھا۔ اور ایک روایت یہ ہے' کہ اگر میں آپ کے سر کے سفید بالوں کو شمار کرنا چاہتا تو گن سکتا تھا۔(بخاری ومسلم) مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ بالوں کی سفیدی آپ ڈاڑھی مبارک کے نچلے حصے' کن پٹیوں اور تھوڑی سی سر مبارک میں تھی۔

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَزْهَرَ اللَّوْنِ كَانَ عَرَقُهُ اللُّؤْلُؤُ اِذَا مَشٰى تَكَفَّاَ وَمَا مَسَسْتُ دِيْبَاجَةً وَّلَا حَرِيْرًا اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا شَمِمْتُ مِسْكًا وَّلَا عَنْبَرَةً اَطْيَبَ مِنْ رَّائِحَةِ النَّبِیِّ ﷺ(متفق عليه) 12-2393

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم کا رنگ چمکتا دمکتا تھا۔ آپ کے پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح ہوتے۔ جب آپ چلتے تو ذرا آگے کو جھک کر چلتے۔ میں نے کسی دیباج وریشم کو رسول اکرم ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں پایا' اور نبی مکرم ﷺ کی خوش بو سے کسی مشک وعنبر کی خوش بو کو سونگھنے میں بہتر نہیں پایا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اُمِّ سُلَيْمٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَاْتِيْهَا فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ نِطَعًا فَيَقِيْلُ عَلَيْهِ وَكَانَ كَثِيْرَ الْعَرَقِ فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهُ فَتَجْعَلُهُ فِیْ الطِّيْبِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ يَااُمَّ سُلَيْمٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا هٰذَا قَالَتْ عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی رحمت ﷺ ان کے ہاں تشریف لایا کرتے اور قیلولہ فرمایا کرتے۔ وہ چمڑے کا گدا بچھاتیں اور آپ اس پر قیلولہ فرماتے۔ آپ کو پسینہ بہت آیا کرتا تھا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ کا پسینہ جمع کر لیا کرتیں اور اس کو دوسری خوشبو میں ملا لیا کرتیں۔

فِیْ طِیْبِنَا وَھُوَ مِنْ اَطْیَبِ الطِّیْبِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَرْجُوْا بَرَکَتَہٗ لِصِبْیَانِنَا قَالَ اَصَبْتِ(متفق علیہ) 2394-13

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا "یہ کیا کرتی ہو؟اس نے عرض کیا: یہ آپ کا پسینہ ہے جسے ہم اپنی خوشبو ملا لیتے ہیں۔اور آپ کا پسینہ تمام خوشبوؤں سے زیدہ مہک والا ہے۔دوسری روایت میں ہے۔اس نے جواب دیا: یارسول اللہ! ہم اس کو اپنے بچوں کے لیے باعث برکت سمجھتے ہیں۔آپ نے فرمایا تم نے صحیح کیا۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَۃَ ؓ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ صَلٰوۃَ الْاُوْلٰی ثُمَّ خَرَجَ اِلٰی اَھْلِہٖ وَخَرَجْتُ مَعَہٗ فَاسْتَقْبَلَہٗ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ یَمْسَحُ خَدَّیْ اَحَدِھِمْ وَاحِدًا وَاحِدًا وَاَمَّا اَنَا فَمَسَحَ خَدِّیْ فَوَجَدْتُ لِیَدِہٖ بَرْدًااَوْرِیْحًا کَاَنَّمَا اَخْرَجَھَامِنْ جُوْنَۃِ عَطَّارٍ(رواہ مسلم) 2395-14

حضرت جابر بن سمرہ ؓ نے بتایا کہ ہم نے رسولِ محترم ﷺ کی اقتدا میں صبح کی نماز ادا کی' جب آپ اپنے گھر جانے کے لیے نکلے تو میں بھی آپ کے ساتھ ہولیا۔سامنے چند بچوں نے آپ کا استقبال کیا پس ان میں سے ہر ایک بچے کے گالوں پر ایک ایک کر کے آپ نے میرے گال پر بھی ہاتھ پھیرا تو میں نے آپ کے ہاتھ کی خنکی اور خوشبو کو ایسے محسوس کیا گویا کہ آپ نے عطار کی ڈبیہ سے اپنا ہاتھ نکالا ہے۔(مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

وَعَنْ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ ؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَوَجْھُہٗ حَتّٰی کَاَنَّ وَجْھَہٗ قِطْعَۃُ قَمَرٍ وَکُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِکَ(متفق علیہ) 2396-15

حضرت کعب بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں' کہ جب رسولِ محترم ﷺ خوش ہوتے' تو آپ کا چہرہ مبارک اس طرح منور ہو جاتا' گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہمارے لیے آپ کی یہ کیفیت' ہم پہچان لیتے تھے۔(بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ آپ کے کئی اسمائے گرامی ہیں۔اور آپ اپنے ہر نام کے ساتھ اسم با مسمّٰی ہیں۔

۲۔ صحابہ ؓ صاحب زبان ہونے اور زندگی بھر آپ کی زیارت کا شرف پانے کے باوجود' آپ کا حسن و جمال بیان کرنے سے قاصر ہیں۔

۳۔ آپ کا چہرۂ مبارک چودھویں کے چاند سے زیادہ دل ربا اور حسین وجمیل تھا۔

۴۔ آپ درمیانی قد وقامت کے مالک تھے۔

۵۔ آپ کا چہرہ پرانوار سرخ وسفید تھا۔

۶۔ کائنات میں آپ سے زیادہ کوئی چیز خوب صورت نہ تھی۔

بَابٌ فِیْ اَخْلَاقِهٖ وَشَمَائِلِهٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

نبی ﷺ کے اخلاق اور عادات

رسولِ محترم ﷺ امام الانبیاء اور خاتم النبیین کے منصبِ جلیلہ پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ شخصی کردار اور گھریلو ماحول کے حوالے سے بھی دنیا بھر کے انسانوں کے لئے بہترین نمونہ ہیں۔

مشاہدہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ دنیا کے اکثر نامور اور بڑے لوگ اپنے آپ کو ہر مقام اور جگہ پر دوسروں سے منفرد اور ممتاز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح ان کا رویہ مافوق الفطرت مخلوق کا روپ دھار لیتا ہے۔ اس کے برعکس ہمارے رسولِ کریم ﷺ کے اخلاق اور کردار کا عالم یہ تھا' کہ آپ دو جہانوں کے سردار ہونے اور بے پناہ مصروفیات اور مشکل ترین حالات کے باوجود جب گھر تشریف لاتے تو اہل خانہ کے ساتھ شفقت اور بچوں کے ساتھ اس طرح پیار کرتے' کہ آپ کی ہر بیوی اس قدر اشتیاق سے آپ کا انتظار فرماتی' کہ آپ کب اس کے گھر میں جلوہ افروز ہوں' تاکہ آپ کے ساتھ گھل مل کر کچھ وقت گزارنے کا موقعہ مل سکے۔

بچوں کے ساتھ پیار کی کیفیت یہ تھی کہ آپ کے نواسے اور نواسیاں نماز کی حالت میں بھی آپ کی گود اور کندھوں پر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ آپ کے اپنے جگر گوشوں کے علاوہ جو بچے آپ کو بازار میں دیکھتے وہ بھی بڑے معصومانہ انداز میں آپ کے ساتھ مصافحہ کرتے۔ آپ ان کے سر پر دست شفقت رکھتے اور ننھے منے بچوں کے گالوں کو تھپکایا کرتے تھے۔

جماعتی اور سماجی زندگی میں آپ نے اپنی ذات کے لیے کسی سے بدلہ نہیں لیا' لیکن شریعت کے معاملے میں آپ کے اخلاق کا عالم یہ تھا کہ آپ خلافِ شرع کاموں پر بلاتمیز تعاقب فرمایا کرتے تھے۔ گویا کہ گرفت کی جگہ گرفت فرماتے اور شفقت و مہربانی کے مقام پر انتہا درجہ کی نرمی و مہربانی کرتے تھے۔ اسی بنا پر ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا' کہ جس نے آپ کے اخلاق کا مشاہدہ کرنا ہو وہ قرآن مجید کے مطالعہ سے کر سکتا ہے۔ جس طرح آپ نے اپنی ذات کی خاطر کسی سے بدلہ نہیں لیا' ایسے ہی آپ نے اپنی ذات کے لیے کسی سے کبھی مفاد بھی نہیں اٹھایا۔ آپ ہمیشہ اپنے آرام اور مال کو لوگوں پر قربان کیا کرتے تھے۔

الفصل الاول

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِیَّ ﷺ عَشْرَ سِنِیْنَ فَمَا قَالَ لِیْ اُفٍّ وَّلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا اَلَّا صَنَعْتَ (متفق علیه) 1-2396

پہلی فصل

حضرت انس ؓ نے بتایا: میں نے نبی رحمت ﷺ کی دس سال خدمت کی۔ آپ نے مجھے کبھی اف تک نہ کہا۔ اور نہ کبھی یہ کہا کہ تم نے یہ کیوں کیا؟ یا وہ کیوں نہیں کیا؟۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَاَرْسَلَنِیْ یَوْمًا لِحَاجَةٍ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ

حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ رسولِ رحمت ﷺ اخلاق کے اعتبار سے تمام انسانوں سے بہتر تھے۔ ایک دفعہ آپ نے

لَااَذْهَبُ وَفِیْ نَفْسِیْ اَنْ اَذْهَبَ لِمَا اَمَرَنِیْ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجْتُ حَتّٰی اَمُرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ وَهُمْ یَلْعَبُوْنَ فِی السُّوْقِ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ قَبَضَ بِقَفَایَ مِنْ وَّرَاءِ یْ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَیْهِ وَهُوَ یَضْحَکُ فَقَالَ یَا اُنَیْسُ ذَهَبْتَ حَیْثُ اَمَرْتُکَ قُلْتُ نَعَمْ اَنَا اَذْهَبُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ(رواہ مسلم) 2-2397

مجھے کسی کام کے لیے بھیجا' تو میں نے اللہ کی قسم اٹھاتے ہوئے عرض کیا' کہ میں نہیں جاؤں گا' حالانکہ میرے دل میں تھا کہ یہ حکم رسول ﷺ ہے' اس لیے ضرور جاؤں گا۔ چنانچہ میں نکل پڑا۔ اور گلی میں کھیلتے بچوں کے پاس پہنچ گیا۔ اسی وقت رسولِ کریم ﷺ نے میرے پیچھے سے پہنچ کر میری گدی پکڑ لی۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' کہ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ مسکرا رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: انس! کیا تو میرے کہنے کے مطابق وہاں جا رہا ہے؟ میں نے عرض گزاری ہاں' یارسول اللہ! میں ابھی جاتا ہوں۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَیْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِیْظُ الْحَاشِیَةِ فَاَدْرَکَهٗ اَعْرَابِیٌّ فَجَبَذَهٗ بِرِدَائِهٖ جَبْذَةً شَدِیْدَةً وَرَجَعَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ فِیْ نَحْرِ الْاَعْرَابِیِّ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِیَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهٖ ثُمَّ قَالَ یَامُحَمَّدُ! مُرْلِیْ مِنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیْ عِنْدَکَ فَالْتَفَتَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ ضَحِکَ ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَاءٍ (متفق علیه) 3-2398

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے' کہ میں رسولِ معظم ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ پر گہری حاشیہ دار نجرانی چادر تھی۔ تب ایک دیہاتی سامنے آیا اور اس نے آپ کی چادر بڑے زور سے کھینچی۔ نتیجۃً نبی رحمت ﷺ اس کے سینے کی طرف جھک گئے۔ یہاں تک کہ میں نے رسول کریم ﷺ کی گردن مبارک کے ایک طرف' چادر کے کنارے کو زور سے کھینچنے کے سبب' رگڑ کا نشان دیکھا۔ پھر دیہاتی نے کہا: یا محمد (ﷺ)! آپ اللہ کے عطا کردہ مال میں سے مجھے بھی کچھ دیں۔ چنانچہ آپ نے اس کی طرف دیکھا' مسکرائے اور اس کو کچھ عطا کرنے کا حکم دیا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ ذَاتَ لَیْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِیُّ ﷺ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَی الصَّوْتِ وَهُوَ یَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْ وَهُوَ عَلٰی فَرَسٍ لِاَبِیْ طَلْحَةَ عُرْیٍ مَا عَلَیْهِ سَرْجٌ وَّفِیْ عُنُقِهٖ سَیْفٌ فَقَالَ لَقَدْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے بڑھ کر حسین تھے۔ سب لوگوں سے زیادہ سخی اور تمام لوگوں سے زیادہ بہادر تھے ایک رات اہلِ مدینہ گھبرا گئے تمام لوگ آواز کی جانب لپکے۔ وہاں انہوں نے نبی معظم ﷺ کو موجود پایا۔ آپ تمام لوگوں سے پہلے آواز کی جانب پہنچ گئے تھے اور آپ فرما رہے تھے ڈرو نہیں' ڈرو نہیں۔ آپ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے' اس

وَجَدْتُهُ بَحْرًا (متفق علیه) 2399-4

پر زین نہ تھی۔ نیز آپ ﷺ کی گردن میں تلوار لٹک رہی تھی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح تیز رفتار پایا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا (متفق علیه) 2400-5

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اکرم ﷺ سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو اور آپ نے انکار کیا ہو۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ فَاَتٰى قَوْمَهُ فَقَالَ اَيْ قَوْمِ اَسْلِمُوْا فَوَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَيُعْطِيْ عَطَاءً مَا يَخَافُ الْفَقْرَ (رواه مسلم) 2401-6

حضرت انس ؓ کا بیان ہے‘ کہ ایک شخص نے نبی معظم ﷺ سے دو پہاڑوں کے درمیان والی بکریوں کا مطالبہ کیا۔ آپ نے اس کا سوال پورا کر دیا۔ وہ شخص اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ لوگو! اللہ کی قسم! اسلام قبول کر لو۔ بلا شبہ محمد (ﷺ) اتنا زیادہ دیتے ہیں‘ کہ آپ کو کسی فقر و افلاس کا خوف نہیں ہوتا۔ (مسلم)

وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ؓ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلِقَتِ الْاَعْرَابُ يَسْاَلُوْنَهُ حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ اِلٰى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَائَهُ فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ اَعْطُوْنِيْ رِدَائِيْ لَوْ كَانَ لِيْ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمٌ لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَّلَا كَذُوْبًا وَّلَا جَبَانًا (رواه البخاری) 2402-7

حضرت جبیر بن مطعم ؓ کا بیان ہے کہ جب وہ رسول کریم ﷺ کے ہمراہ حنین سے لوٹ رہے تھے‘ تو کچھ دیہاتی آپ سے بری طرح لپٹ گئے اور آپ سے مال غنیمت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کو مجبوراً کیکر کے نیچے آنا پڑا اور آپ کی چادر اس میں الجھ گئی۔ نبی کریم ﷺ نے چند لمحے توقف فرمایا اور یوں ارشاد ہوا‘ مجھے میری چادر واپس دے دو۔ اگر میرے پاس ان درختوں کے برابر بھی مویشی ہوتے‘ تو میں وہ تم میں تقسیم کر دیتا‘ پھر تم مجھے کنجوس‘ جھوٹا اور چھوٹے دل والا نہ پاتے۔ (بخاری)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِيْنَةِ بِاٰنِيَتِهِمْ فِيْهَا الْمَاءُ فَمَا يَاْتُوْنَ بِاِنَاءٍ اِلَّا غَمَسَ يَدَهُ فِيْهَا فَرُبَّمَا جَاؤُوْهُ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهُ فِيْهَا (رواه مسلم) 2403-8

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں‘ کہ جب رسول اکرم ﷺ صبح کی نماز ادا کر لیتے‘ تو مدینہ منورہ کے لونڈی‘ غلام پانی سے بھرے برتن لے کر پہنچ جاتے۔ جو بھی آتا آپ ﷺ اس کے برتن میں اپنا ہاتھ ڈبوتے۔ اور بعض اوقات ایسا ہوتا کہ وہ آپ ﷺ کے پاس سردی کے موسم میں صبح سویرے پہنچ جاتے اور آپ ﷺ پھر بھی ان کے برتنوں میں ہاتھ ڈبو دیتے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ كَانَتْ اَمَةٌ مِّنْ اِمَاءِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ کی لونڈیوں

تَـاْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَنطَلِقُ بِهٖ حَيْثُ شَاءَ تْ(رواہ البخاری)2404-9

میں سے ایک لونڈی تھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑتی اور جہاں چاہتی آپ کو لے جاتی۔ (بخاری)

وَعَنْهُ اَنَّ امْرَءَ ةً كَانَتْ فِىْ عَقْلِهَا شَىْءٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِىْ اِلَيْكَ حَاجَةً فَقَالَ يَا اُمَّ فُلَانٍ اُنْظُرِىْ اَىَّ السِّكَكِ شِئْتِ حَتّٰى اَقْضِىَ لَكِ حَاجَتَكِ فَخَلَا مَعَهَا فِىْ بَعْضِ الطُّرُقِ حَتّٰى فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا(رواہ مسلم)2405-10

حضرت انس ؓ ہی کا بیان ہے کہ ایک عورت کے دماغ میں کچھ خرابی تھی۔ اس نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے آپ سے کچھ کام ہے۔ آپ نے فرمایا: یا ام فلاں! کیوں نہیں میں تمہارے لیے جس گلی میں چاہتی ہو جانے کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ آپ راستے میں اس کے پاس علیحدہ رکے رہے یہاں تک کہ اس کا مسئلہ حل ہو گیا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاحِشًا وَّلَا لَعَّانًا وَّلَا سَبَّابًا كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَا لَهٗ تَرِبَ جَبِيْنُهٗ (رواہ البخاری) 2406-11

حضرت انس ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ فحش گو، لعنت بھیجنے والے اور گالم گلوچ کرنے والے نہ تھے۔ آپ بوقت عتاب صرف اتنا فرمایا کرتے' اسے کیا ہے؟ اس کی پیشانی خاک آلود ہو! (بخاری)

وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُدْعُ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ اِنِّىْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً (رواہ مسلم)2407-12

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں' کہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں مشرکین کو بددعا دینے کی درخواست کی گئی۔ آپ نے فرمایا: مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا' بلکہ مجھے تو سراپا رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ ؓ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ ﷺ اَشَدَّ حَيَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ فِىْ خِدْرِهَا فَاِذَا رَاٰى شَيْئًا يَكْرَهُهٗ عَرَفْنَاهُ فِىْ وَجْهِهٖ (متفق علیہ)2408-13

حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کنواری' باپردہ لڑکی سے بھی زیادہ حیا والے تھے۔ جب بھی آپ کسی ناپسندیدہ کام کو دیکھتے تو ہم آپ کے چہرہ سے کراہت کو جان جاتے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللّٰہ عنہا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ النَّبِىَّ ﷺ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ وَاِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ (رواہ البخاری)2409-14

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' کہ میں نے نبی رحمت ﷺ کو کبھی اس طرح کھل کر ہنستے نہیں دیکھا' کہ آپ کے حلق کا اندرونی حصہ نظر آئے بلکہ آپ ہمیشہ تبسم فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری)

وَعَنْهَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيْثَ كَسَرْدِكُمْ كَانَ يُحَدِّثُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول محترم ﷺ تم لوگوں کی طرح مسلسل تیز باتیں نہیں کرتے تھے' بلکہ

حَدِيْثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَاَحْصَاهُ (متفق علیه) 15-2410

آپ اس طرح گفتگو فرماتے' کہ اگر کوئی گنتی کرنے والا گننا چاہتا' تو گفتگو کے الفاظ گن سکتا تھا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ الْاَسْوَدِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا مَاكَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَصْنَعُ فِیْ بَیْتِهٖ قَالَتْ كَانَ یَكُوْنُ فِیْ مِهْنَةِ اَهْلِهٖ یَعْنِیْ خِدْمَةِ اَهْلِهٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوةِ (رواہ البخاری) 16-2411

حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا' کہ نبی اکرم ﷺ کا گھر میں کیا معمول ہوتا تھا۔ انہوں نے جواب دیا' کہ آپ گھر کے کام کاج میں مصروف رہتے۔ یعنی اپنے گھر والوں کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔ (بخاری)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا خُیِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَیْنَ اَمْرَیْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَیْسَرَهُمَا مَالَمْ یَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَاانْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهٖ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ یُّنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَیَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا (متفق علیه) 17-2412

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' کہ رسولِ کریم ﷺ کو جب بھی دو کاموں میں سے ایک کو کرنے کا اختیار دیا جاتا' تو آپ ہمیشہ ان میں سے آسان کو اختیار فرماتے' بشرطیکہ وہ گناہ کا کام نہ ہوتا۔ البتہ اگر وہ گناہ کا کام ہوتا تو آپ سب لوگوں سے زیادہ اس سے دور رہتے۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے بدلہ نہ لیتے۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو توڑا جاتا تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے لیے اس کا بدلہ لیتے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَیْئًا قَطُّ بِیَدِهٖ وَلَا امْرَاَةً وَلَا خَادِمًا اِلَّااَنْ یُّجَاهِدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَمَا نِیْلَ مِنْهُ شَیْءٌ قَطُّ فَیَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهٖ اِلَّا اَنْ یُّنْتَهَكَ شَیْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ فَیَنْتَقِمُ لِلّٰهِ (رواہ مسلم) 18-2413

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے نہ کسی جان دار چیز کو نہ کسی عورت کو اور نہ ہی کسی خادم کو اپنے ہاتھ کے ساتھ مارا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے۔ اور ایسا کبھی نہیں ہوا' کہ کسی شخص سے آپ' کو تکلیف پہنچی اور آپ نے اس سے انتقام لیا ہو لیکن جب حدود اللہ کو پامال کیا جاتا' تو آپ پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے انتقام لیتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا كَانَ اَرْحَمَ بِالْعِیَالِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِبْرَاهِیْمُ اِبْنُه مُسْتَرْضَعًا فِیْ عَوَالِی الْمَدِیْنَةِ فَكَانَ یَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهٗ

حضرت عمرو بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت انس ﷺ سے روایت کرتے ہیں' کہ میں نے رسولِ رحمت ﷺ سے زیادہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ رحم کرنے والا نہیں دیکھا۔ آپ کے بیٹے ابراہیم کو مدینہ منورہ کی نواحی بستی میں دودھ

فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَإِنَّهُ لَيُدَّخَنُ وَكَانَ ظِئْرُهُ قَيْنًا فَيَأْخُذُهُ فَيُقَبِّلُهُ ثُمَّ يَرْجِعُ قَالَ عَمْرٌو فَلَمَّا تُوُفِّيَ إِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ ابْنِي وَإِنَّهُ مَاتَ فِي الثَّدْيِ وَإِنَّ لَهُ لَظِئْرَيْنِ تُكَمِّلَانِ رِضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ (رواه مسلم) 2414-19

پلایا جاتا تھا۔ آپ وہاں جایا کرتے اور ہم آپ کے ساتھ ہوتے۔ ایک دفعہ آپ ابراہیم کے کمرے میں گئے تو وہ دھوئیں سے بھرا ہوا تھا۔ کیونکہ دودھ پلانے والی عورت کا خاوند لوہار تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنے بیٹے کو اٹھایا' بوسہ لیا پھر واپس لوٹ آئے۔ راوی حدیث عمرو رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے' کہ جب ابراہیم وفات پا گیا تو رسولِ رحمت ﷺ نے فرمایا: یقیناً میرے بیٹے ابراہیم کے لیے دو دودھ پلانے والی عورتیں مقرر کر دی گئیں ہیں کیونکہ یہ دودھ پینے کی عمر میں فوت ہوا ہے۔ اب وہ اس کی رضاعت کی جنت میں تکمیل کریں گی۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ رسول اللہ ﷺ چلتے پھرتے مجسم قرآن تھے۔

۲۔ آپ سب سے زیادہ خوش اخلاق' فیاض اور باحیا تھے۔

۳۔ آپ کی گفتگو میں ٹھہراؤ اور وقار ہوا کرتا تھا۔

۴۔ آپ کام کاج میں گھر والوں کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے۔

۵۔ آپ چھوٹے بچوں کے ساتھ شفقت اور پیار فرمایا کرتے تھے۔

۶۔ آپ نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔

۷۔ آپ بڑے بہادر اور فیاض تھے۔

۸۔ آپ مسکراتے تھے قہقہے نہیں لگایا کرتے تھے۔

بَابُ الْمَبْعَثِ وَبَدْءِ الْوَحْيِ

نبی ﷺ کی بعثت اور وحی کا آغاز

آپ ﷺ نے بڑی پاکیزگی کے ساتھ انتالیس سال گزارے۔ زندگی کے چالیسویں سال خوابوں کا ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ نیند میں جو کچھ آپ دیکھتے اگلے دن من وعن وہ واقعہ رونما ہو جاتا۔ آہستہ آہستہ آپ کی طبیعت خلوت پسند ہوتی گئی۔ اس کی وجہ سے آپ کئی کئی دن تک مکہ سے باہر غارِ حرا میں تشریف لے جاتے اور وہاں زندگی کے انجام لوگوں کے واقعات اور اہلِ مکہ کے حالات پر نہایت دل سوزی سے غور وفکر فرماتے۔ اسی فکرمندی میں ایک دن غارِ حرا میں تشریف فرما تھے کہ اچانک حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا پیغام لاتے ہیں۔

الفصل الاوّل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلٰثَ عَشَرَةَ سَنَةً يُوْحٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَمَاتَ وَهُوَابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً(متفق عليه)1-2415

وَعَنْهُ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَ ةَ سَنَةً يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِيْنَ وَلَا يَرٰى شَيْئًا وَثَمَانَ سِنِيْنَ يُوْحٰى اِلَيْهِ وَاَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًاوَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّسِتِّيْنَ سَنَةً (متفق عليه)2-2416

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَاْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً (متفق عليه)3-2417

وَعَنْهُ قَالَ قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَسِتِّيْنَ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ وَعُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ .(رواه مسلم) قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيُّ ثَلٰثٌ

پہلی فصل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما کا بیان ہے کہ رسولِ کریم ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز کیا گیا۔ اس کے بعد آپ تیرہ سال مکہ معظمہ میں رہے اور آپ کی طرف وحی کی جاتی رہی۔ پھر آپ کو ہجرت کا حکم ہوا اور دس سال بسر کیے۔ تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت ہے۔ رسول اکرم ﷺ مکہ معظمہ میں پندرہ سال مقیم رہے۔ سات سال جبرائیل کی آواز سنتے اور روشنی دیکھتے رہے لیکن اور کچھ نہ دیکھتے تھے۔ آٹھ سال تک آپ کو وحی کی جاتی رہی۔ اور مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا۔ اور جب وفات پائی اس وقت آپ پینسٹھ برس کے تھے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کو ساٹھ سال عمر پوری ہونے پر وفات دی۔ (بخاری ومسلم)

حضرت انس ؓ ہی سے روایت ہے کہ نبیِ معظم ﷺ کی روح تریسٹھ برس کی عمر میں قبض کی گئی۔ اسی طرح ابوبکر و عمر ؓ نے بھی تریسٹھ تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (مسلم) محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

وَّسِتِّيْنَ اَكْثَرُ .4-2418
وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِيْ النَّوْمِ فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَاً اِلَّا جَائَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءَ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ. وَهُوَ التَّعَبُّدُ. اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَّنْزِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذَالِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى جَاءَ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَاءَ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَاْ فَقَالَ مَااَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّيْ الْجَهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَاْ فَقُلْتُ مَااَنَابِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّيْ الْجَهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اِقْرَاْ قُلْتُ مَااَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ الثَّالِثَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّيْ الْجَهْدُ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْجُفُ فُوَادُهٗ فَدَخَلَ عَلٰى خَدِيْجَةَ فَقَالَ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ لِخَدِيْجَةَ وَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ كَلَّا وَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ ثُمَّ

تریسٹھ سال والی روایات کثرت سے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وحی کے بارے اس طرح بیان کرتی ہیں ۔ رسول محترم ﷺ کو وحی کی ابتدا نیند میں سچے خوابوں سے ہوئی۔ آپ جو بھی خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی مانند سامنے آ جاتا۔ پھر آپ تنہائی پسند ہو گئے اور غارِ حرا میں تنہائی کا وقت گزارنے لگے۔ وہاں اور عبادت میں مشغول رہتے۔ اپنے اہل وعیال کے پاس واپس آنے سے پہلے آپ کئی کئی راتیں وہاں گزارتے۔ اس عرصہ کے لیے سامانِ خورد ونوش ساتھ لے جاتے۔ ختم ہونے پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹ آتے۔ وہ پھر اسی طرح سامان آپ کے ساتھ کر دیتیں۔ حتّٰی کہ غارِ حرا ہی میں وحی کا نزول شروع ہوا۔ جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا ”پڑھیئے !“ آپ نے جواب دیا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ آپ نے بتایا کہ فرشتے نے مجھے پکڑ لیا اور اتنا دبایا کہ مجھے سخت تکلیف ہوئی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا ”پڑھیں!“۔ آپ نے جواب دیا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ پھر اس نے مجھے دوسری بار اسی طرح زور سے دبایا اور میں نے سخت تکلیف محسوس کی۔ پھر چھوڑ دیا اور کہا ”پڑھیں“۔ میں نے جواب دیا میں پڑھنا نہیں جانتا ۔ پھر اس نے مجھے پکڑ لیا اور تیسری بار زور سے دبایا' یہاں تک کہ مجھے سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا ”پڑھ! اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھ! اور تمہارا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا۔ انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔“ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اس وحی کے ساتھ واپس لوٹے اور دل گھبرا رہا تھا۔

انْطَلَقَتْ بِهٖ خَدِيْجَةُ اِلٰى وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَمِّ خَدِيْجَةَ فَقَالَتْ لَهٗ يَاابْنَ عَمِّ اِسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِيْکَ فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ يَاابْنَ اَخِيْ مَاذَا تَرٰى فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَبَرَ مَا رَاٰى فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِيْ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى مُوْسٰى يَالَيْتَنِيْ فِيْهَا جَذَعًا لَيْتَنِيْ اَكُوْنُ حَيًّا اِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ قَالَ نَعَمْ لَمْ يَاْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهٖ اِلَّا عُوْدِيَ وَاِنْ يُّدْرِكْنِيْ يَوْمُكَ اَنْصُرْكَ نَصْرًا مُّؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ اَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ (متفق عليه) 5-2419

آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اوران سے فرمایا: مجھے! کمبل اوڑھا دو۔ چنانچہ انہوں نے آپ کو کپڑا اوڑھادیا یہاں تک آپ سے خوف کی کیفیت دور ہوگئی۔ پھر آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سارا ماجرا کہہ سنایا اور فرمایا' مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ انہوں نے تسلی دی' کہ ہر گز نہیں۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا (وغمگین) نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں' سچی بات کہتے ہیں' دوسروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں' محتاج کی خبر گیری کرتے ہیں' مہمان کو کھانا کھلاتے ہیں اور مصیبت زدہ اور ضرورت مند کی مدد کرتے ہیں۔ بعد ازاں خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں' جو خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچازاد بھائی تھے۔ انہوں نے ورقہ سے کہا' اے میرے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے کا معاملہ سنیے۔ چنانچہ ورقہ نے آپ سے دریافت کیا' اے میرے بھتیجے! تجھے کیا نظر آتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے تمام واقعہ کہہ سنایا۔ ورقہ نے کہا' یہ تو وہی فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر وحی دے کر بھیجتا تھا۔ اے کاش! میں تمہارے عہد نبوت میں جوان ہوتا! اور کاش! میں اس وقت زندہ ہوتا> جب تمہاری قوم تمہیں نکال دے گی۔ رسول اللہ نے پوچھا: کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا' ہاں! کیوں کہ جب بھی کسی کو رسالت سے نوازا گیا تو اس کے ساتھ دشمنی کی گئی۔ اور اگر میں اس دن تک زندہ رہا' جب لوگ تمہیں نکالیں گے' تو میں تمہاری بھرپور معاونت کروں گا۔ اس کے بعد ورقہ بن نوفل زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے اور آپ پر وحی کا سلسلہ (چندروز کے لیے) منقطع رہا۔ (بخاری ومسلم)

وَزَادَ الْبُخَارِيُّ حَتّٰى حَزِنَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْمَا بَلَغَنَا حُزْنًا غَدَاوْ مِّنْهُ مِرَارًا كَيْ يَتَرَدّٰى مِنْ رُؤُوْسِ شَوَاهِقِ الْجَبَلِ فَكُلَّمَااَوْفٰى بِذُرْوَةِ جَبَلٍ لِكَيْ يُلْقِيَ نَفْسَهٗ مِنْهُ تَبَدّٰى لَهٗ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فَيَسْكُنُ لِذٰلِکَ جَاشُهٗ وَتَقِرُّ نَفْسُهٗ. 6-2420

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ الفاظ زیادہ نقل کیے ہیں کہ نبی ﷺ پر (نزولِ وحی کا سلسلہ منقطع ہونے سے) غم و حزن طاری ہوگیا۔ جس کا ثبوت ہمیں ان احادیث سے ملتا ہے جو ہم تک پہنچی ہیں' کہ غم وحزن کی وجہ سے کئی بار آپ نے یہ ارادہ کیا کہ خود کو پہاڑ کی چوٹی سے گرادیں۔ لیکن جب بھی آپ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے کہ خود کو وہاں سے گرائیں تو جبرائیل علیہ السلام آپ کے سامنے ظاہر ہوجاتے اور آپ سے کہتے' اے محمد! بلاشبہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسولِ برحق ہیں۔

اس تسلی کی وجہ سے آپ (کے دل) کا اضطراب جاتا رہتا اور آپ مطمئن ہو جاتے۔

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا عَنِ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَائَنِيْ بِحِرَاءَ قَاعِدٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا حَتّٰى هَوَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ فَجِئْتُ اِلٰى اَهْلِيْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْنِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ (متفق عليه) 2421-7

جابر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ وحی کے منقطع ہونے کا حال بیان فرما رہے تھے کہ ایک دفعہ میں چل رہا تھا' میں نے آسمان سے آواز سنی' جب میں نے نظر اٹھائی تو وہی فرشتہ جو میرے پاس حراء میں آیا تھا' وہ آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس (منظر) سے مجھے اتنا خوف لاحق ہوا کہ میں زمین کے ساتھ لگا جا رہا تھا اپنے گھر والوں کے پاس گیا۔ میں نے کہا' مجھے کپڑا اوڑھا دو! مجھے کپڑا دیجیے! مجھے کپڑا دیجیے! پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں۔ پروردگار کی بڑائی بیان کر اور ''اے کپڑا اوڑھنے والے! کھڑا ہو جا اور مخلوق کو ڈرا اور اپنے اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھ۔ اور شرک سے کنارہ کش رہ۔'' اس کے بعد پے در پے اور مسلسل وحی آنے لگی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَيْفَ يَاْتِيْكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْيَانًا يَاْتِيْنِيْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيُفْصِمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ وَاَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِيْ فَاَعِيْ مَا يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَقَدْ رَاَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَاِنَّ جَبِيْنَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا (متفق عليه) 2422-8

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' کہ حارث بن ہشام ﷺ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا' اے اللہ کے رسول! آپ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میرے پاس وحی گھنٹی کی آواز کی مانند آتی ہے۔ اور وحی کی یہ قسم میرے لیے سخت تکلیف دہ ہوتی ہے' جب وحی ختم ہو جاتی ہے تو میں نے وحی کو یاد کر لیا ہوتا ہے اور کبھی فرشتہ میرے سامنے انسان کی شکل میں آتا ہے وہ مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے' وہ جو کہتا ہے میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ سخت سردی کا دن ہوتا' آپ ﷺ پر وحی اترتی اور جب فرشتہ وحی پہنچا کر چلا جاتا تو آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینے کے قطرات گر رہے ہوتے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ﷺ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ

عبادہ بن صامت ﷺ کہتے ہیں' کہ جب نبی ﷺ پر وحی

ﷺ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كُرِبَ لِذَالِكَ وَتَرَبَّدَ وَجْهُهٗ.
وَفِيْ رِوَايَةٍ نَكَسَ رَأْسَهٗ وَنَكَسَ اَصْحَابُهٗ رُءُوْسَهُمْ فَلَمَّا اُتْلِيَ عَنْهُ رَفَعَ رَأْسَهٗ (رواه مسلم) 2423-9

نازل ہوتی تو اس کی شدت کی وجہ سے آپ مضطرب ہو جاتے اور آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ اپنا سر مبارک جھکا لیتے آپ کے صحابہ بھی اپنے سروں کو نیچا کر لیتے۔ جب وحی ختم ہو جاتی آپ اپنا سر اٹھا لیتے۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ "وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ" خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى صَعِدَ الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِيْ يَابَنِيْ فِهْرٍ يَابَنِيْ عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا فَجَعَلَ الرَّجُلُ اِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّخْرُجَ اَرْسَلَ رَسُوْلًا لِيَنْظُرَ مَاهُوَ فَجَاءَ اَبُوْ لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ فَقَالَ اَرَئَيْتُمْ اِنْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ.
وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ بِالْوَادِيْ. تُرِيْدُ اَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا قَالَ فَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَّكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ (متفق عليه) 2424-10

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی "آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں" تو نبی ﷺ نکل پڑے اور صفا پہاڑی پر چڑھ گئے' آپ پکارنے لگے' اے بنو فہر! اے بنو عدی! اسی طرح آپ نے قریش کے تمام قبائل کو مخاطب کیا۔ یہاں تک کہ وہ آپ ﷺ کے گرد جمع ہو گئے۔ اور جو شخص نہ آ سکا تو اس نے یہ معلوم کرنے کے لیے کہ کیا معاملہ کسی کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیج دیا۔ چنانچہ ابولہب اور قریش کے لوگ آئے۔ آپ نے فرمایا: تم مجھے بتاؤ' اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ ایک لشکر اس پہاڑ کی اوٹ سے نکل رہا ہے۔ اور دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ایک لشکر وادی سے نکل رہا ہے۔ وہ تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے' تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے؟ ان سب نے اثبات میں جواب دیا اور کہا کہ ہم نے تو آپ کے بارے میں ہمیشہ سچائی ہی کا تجربہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا' میں تمہیں اس شدید عذاب سے ڈرا رہا ہوں جو تمہیں پیش آنے والا ہے! یہ سن کر ابولہب کہنے لگا' تو تباہ ہو جا' کیا تو نے ہمیں اسی لیے جمع کیا تھا؟ اس پر یہ سورت نازل ہوئی "ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ تباہ و برباد ہو جائے۔" (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعٌ مِنْ قُرَيْشٍ فِيْ مَجَالِسِهِمْ اِذْ قَالَ قَائِلٌ اَيُّكُمْ يَقُوْمُ اِلٰى جُزُوْرِ اٰلِ فُلَانٍ فَيَعْمِدُ اِلٰى فَرْثِهَا وَدَمِهَا

عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں' ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ مکرمہ کے قریب نماز ادا کر رہے تھے اور وہاں قریش کا ایک گروہ اپنی مجلس جمائے بیٹھا تھا۔ اچانک ایک شخص نے کہا' کیا تم میں سے کوئی شخص ہے جو اٹھ

وَسَلَاهَا فَيَجِيْئُ بِهٖ ثُمَّ يُمْهِلُهٗ حَتّٰى اِذَا سَجَدَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَانْبَعَثَ اَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ وَضَعَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَثَبَتَ النَّبِيُّ ﷺ سَاجِدًا فَضَحِكُوْا حَتّٰى مَالَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِّنَ الضَّحِكِ فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ اِلٰى فَاطِمَةَ فَاَقْبَلَتْ تَسْعٰى وَثَبَتَ النَّبِيُّ ﷺ سَاجِدًا حَتّٰى اَلْقَتْهُ عَنْهُ وَاَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصَّلٰوةَ قَالَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلٰثًا وَكَانَ اِذَا دَعَا دَعَا ثَلٰثًا وَاِذَا سَاَلَ سَاَلَ ثَلٰثًا اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِوبْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَاُمَيَّةَ بْنِ خَلْفٍ وَعُتْبَةَ بْنِ اَبِيْ مُعِيْطٍ وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُهُمْ صَرْعٰى يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ سُحِبُوْا اِلَى الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاُتْبِعَ اَصْحَابُ الْقَلِيْبِ لَعْنَةً (متفق عليه) 2425-11

کر جائے اور فلاں قبیلے میں ایک اونٹ ذبح کیا گیا ہے وہ اس کی اوجھڑی اس کا خون اور اس کا پوست اٹھالائے۔ اس کے بعد وہ انتظار کرے پھر جب آپ سجدہ میں جائیں تو وہ ان چیزوں کو آپ کے کندھوں کے اوپر رکھ دے تو ان میں سے ایک انتہائی بدبخت انسان کھڑا ہوا۔ (اور یہ چیزیں لے آیا) اور جب آپ سجدہ میں گئے تو اس نے ان کو آپ کے کندھوں کے درمیان رکھ دیا۔ لیکن نبی ﷺ سجدہ کی حالت میں رہے۔ یہ دیکھ کر وہ کھل کھلا کر ہنسنے لگے بلکہ ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔ چنانچہ ایک شخص حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا وہ دوڑتی ہوئی آئیں اور دیکھا کہ نبی ﷺ سجدہ کی حالت میں ہیں تو انہوں نے ان چیزوں کو آپ کے جسم مبارک سے اٹھا پھینکا اور قریش کی جانب متوجہ ہو کر برا بھلا کہنے لگیں۔ جب نبی ﷺ نے نماز مکمل کرلی تو آپ نے بددعا کی اے اللہ! قریش کو ہلاک کر! آپ نے تین بار بددعا کی اور آپ جب بھی دعا کیا کرتے تھے تو اکثر تین بار دعا کرتے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ سے (کوئی چیز) مانگتے تو تین بار مانگتے۔ (آپ نے بدعاء فرمائی) اے اللہ! عمرو بن ہشام (یعنی ابوجہل) عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ ولید بن عتبہ امیہ بن خلف عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو تباہ و برباد کردے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں اللہ کی قسم! میں نے انہیں جنگ بدر کے دن ہلاک پڑے دیکھا۔ بعد ازاں ان کو گھسیٹ کر بدر کے پرانے کنویں میں پھینک دیا گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں پر جو کنویں میں پھینکے گئے ہیں لعنت لازم کردی گئی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ اَتٰى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ مِنْ يَوْمِ اُحُدٍ فَقَالَ لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِكِ وَكَانَ اَشَدُّ مَا لَقِيْتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ اِذَا عَرَضْتُ نَفْسِيْ عَلَى ابْنِ عَبْدِيَا لِيْلِ بْنِ كُلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِيْ اِلٰى مَا اَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُوْمٌ عَلٰى وَجْهِيْ فَلَمْ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے آپ سے دریافت کیا اے اللہ کے رسول! کیا آپ پر جنگِ احد سے بھی زیادہ سخت دن آیا ہے؟ آپ نے جواب دیا تیری قوم کی طرف سے مجھے جو کچھ درپیش آیا وہ احد کے دن سے زیادہ سخت تھا۔ اور عقبہ کے دن مجھے انتہائی سخت لمحات سے دو چار ہونا پڑا جب میں ابن عبدیالیل بن کلال کے پاس

اَسْتَفِقْ اِلَّا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِیْ فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِیْهَا جِبْرَئِیْلُ فَنَادَانِیْ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِکَ وَمَا رَدُّوْا عَلَیْکَ وَقَدْ بَعَثَ اِلَیْکَ مَلَکَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِیْهِمْ قَالَ فَنَادَانِیْ مَلَکُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَیَّ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِکَ اَنَا مَلَکُ الْجِبَالِ وَقَدْ بَعَثَنِیْ رَبُّکَ اِلَیْکَ لِتَاْمُرَنِیْ بِاَمْرِکَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ عَلَیْهِمُ الْاَخْشَبَیْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَلْ اَرْجُوْ اَنْ یُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا یُشْرِکُ بِهٖ شَیْئًا (متفق علیه) 12-2426

پہنچا' لیکن اس نے میری دعوت کو تسلیم نہ کیا پھر میں چل پڑا اور میں شدید غم میں مبتلا تھا میں بہت پریشان تھا' مجھے کچھ سوجھتا نہیں تھا کہ کدھر جاؤں' یہاں تک ''قرن الثعالب'' مقام میں پہنچ کر میرے حواس قابو میں آئے' میں نے اپنا سر بلند کیا تو اپنے اوپر ایک بادل کو سایہ کیے ہوئے دیکھا۔ پھر اچانک میری نظر بادل کے ٹکڑے میں جبرائیل علیہ السلام پر پڑی' انہوں نے مجھے آواز دی اور فرمایا' اللہ تعالیٰ نے سن لیا ہے جو آپ سے آپ کی قوم نے کہا اور جو ردِّ عمل آپ کی قوم نے کیا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جانب پہاڑوں پر مقرر فرشتے کو بھیجا ہے تاکہ آپ اپنی قوم کے بارے میں جو چاہیں حکم دیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے پہاڑوں پر مقرر فرشتے نے آواز دی' مجھے پر سلام کیا اور کہا' کہ اے محمد اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی بات سن لی ہے۔ اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں۔ اور آپ کے پروردگار نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے' تاکہ آپ مجھے اپنی مرضی سے حکم دیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں ان دونوں پہاڑوں کو ان پر الٹ دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میں ان کی ہلاکت نہیں چاہتا' بلکہ میں امید رکھتا ہوں' کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا' جو ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کُسِرَتْ رُبَاعِیَتُهٗ یَوْمَ اُحُدٍ وَشُجَّ فِیْ رَاْسِهٖ فَجَعَلَ یَسْلُتُ الدَّمَ عَنْهُ وَیَقُوْلُ کَیْفَ یُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا رَاْسَ نَبِیِّهِمْ وَکَسَرُوْا رُبَاعِیَتَهٗ (رواه مسلم) 13-2427

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن نبی ﷺ کے سامنے کا ایک رباعی دانت ٹوٹ گیا' اور آپ کا سر مبارک زخمی ہو گیا۔ آپ اپنے سر مبارک سے خون پونچھتے ہوئے فرما رہے تھے کہ وہ لوگ کیسے کامیاب ہوں گے جنہوں نے اپنے نبی کے سر کو زخمی کر دیا اور اس کا دانت توڑ ڈالا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی قَوْمٍ فَعَلُوْا بِنَبِیِّهٖ. یُشِیْرُ اِلٰی رُبَاعِیَتِهٖ. اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی رَجُلٍ یَقْتُلُهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (متفق علیه) 14-2428

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس قوم پر اللہ سخت ناراض ہے جنہوں نے اپنے نبی سے ایسا سلوک کیا۔ آپ کا اشارہ اپنے ٹوٹے ہوئے دانت کی طرف تھا۔ نیز فرمایا: اس شخص پر اللہ تعالیٰ کا سخت ترین غضب ہوتا ہے جس کو اللہ کا رسول' جہاد فی سبیل اللہ میں قتل

کرڈالے۔(بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

عَنْ يَحْيَ بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبَاسَلَمَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ يَا اَيُّهَاالْمُدَّثِّرُ قُلْتُ يَقُوْلُوْنَ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ قَالَ اَبُوْسَلَمَةَ سَاَلْتُ جَابِرًا عَنْ ذَالِكَ وَقُلْتُ لَهٗ مِثْلَ الَّذِيْ قُلْتَ لِيْ فَقَالَ لِيْ جَابِرٌ لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا بِمَا حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ جَاوَرْتُ بِحِرَاءَ شَهْرًا فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِيْ هَبَطْتُ فَنُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ عَنْ يَّمِيْنِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ خَلْفِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا فَرَفَعْتُ رَاْسِيْ فَرَاَيْتُ شَيْئًا فَاَتَيْتُ خَدِيْجَةَ فَقُلْتُ دَثِّرُوْنِيْ فَدَثَّرُوْنِيْ وَصَبُّوْا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا فَنَزَلَتْ يَااَيُّهَاالْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَذَالِكَ قَبْلَ اَنْ تُفْرَضَ الصَّلٰوةُ(متفق عليه) 2429-15

تیسری فصل

یحییٰ بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' کہ میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن ؒ سے پوچھا' کہ قرآن پاک کا کون سا حصہ سب سے پہلے نازل ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' کہ سب سے پہلے نازل ہونے والی سورۃ "المدثر" ہے۔میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ "اقرأ" پہلے نازل ہوئی تھی۔ابوسلمہ نے کہا: میں نے اس بارے میں جابر سے یہی سوال کیا تھا' تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا جو میں نے تمہیں دیا ہے۔اور پھر میں نے بھی انہیں وہی بات کہی' جو تم نے مجھے کہی ہے۔تو جابر نے مجھے بتایا کہ میں تمہارے سامنے وہی بات بیان کرتا ہوں' جو ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتائی تھی۔آپ ﷺ نے فرمایا تھا' میں ایک ماہ غار حرا میں تنہائی میں تھا جب میں اپنی خلوت پوری کر چکا تو پہاڑ سے اترا پس۔مجھے آواز دی گئی' میں نے اپنے دائیں جانب دیکھا مجھے کچھ نظر نہ آیا' میں نے اپنی بائیں جانب دیکھا تو وہاں بھی مجھے کچھ نظر نہ آیا' میں نے اپنے پیچھے دیکھا تو مجھے کچھ دکھائی نہیں آیا' جب میں نے اپنا سر اٹھایا تو مجھے فرشتہ نظر آیا۔چنانچہ میں سہم گیا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔میں نے کہا' مجھے چادر اڑھاؤ۔انہوں نے مجھے چادر اوڑھائی اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالا۔چنانچہ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی جس کا ترجمہ ہے"اے چادر اوڑھنے والے! کھڑا ہو اور ڈرا۔اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر۔اور اپنے کپڑوں کو پاک وصاف رکھ۔اور شرک سے کنارہ کش رہ" (راوی نے بیان کیا ہے کہ) نزول وحی کا یہ واقعہ نماز فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔(بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

سب سے پہلے اقرأ کی چند آیات نازل ہوئیں۔اور تقریباً ایک سال بعد سورہ مدثر نازل ہوئی۔کیونکہ اس سے پہلی روایت میں وضاحت آچکی ہے کہ یہ تو وہی فرشتہ تھا جس کو میں نے غار حرا میں دیکھا تھا۔

خلاصۂ باب

۱۔ رسول اللہ ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی اور تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں ترپن سال اور مدینہ میں دس سال قیام فرمایا۔

۳۔ آپ پر وحی کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی تھی۔

۴۔ نبوت سے پہلے آپ غار حراء میں خلوت نشین ہوا کرتے تھے۔

۵۔ پہلی وحی میں آپ پر سورۂ علق کی ابتدائی آیات نازل ہوئی تھیں۔

۶۔ پہلی وحی کے وقت آپ کی زوجۂ مکرمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے آپ کو تسلی دی تھی۔

۷۔ ''آپ نبوت سے پہلے بھی صلۂ رحمی کرنے والے، سچ بولنے والے، دوسروں کی مدد کرنے والے اور محتاجوں کی حاجت روائی فرمانے والے ہیں۔''

بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ

نبوت کی علامات

اللہ تعالیٰ جس شخص کو رسول منتخب کرتے ہیں اس میں ظاہری اور باطنی طور پر ایسے اوصاف پیدا فرماتے ہیں جن کی وجہ سے وہ بچپن سے ہی لوگوں کی توجہ کا مرکز بن جاتا ہے۔ لوگ اسے عقیدت و احترام کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ چالیس سال کے بعد جب اس شخصیت کو نبوت کے منصب جلیلہ سے سرفراز کیا جاتا ہے تو روحانی اور الہامی نشانیوں کے ساتھ ظاہری نشانیاں اور معجزے بھی عطا کیے جاتے ہیں تا کہ لوگ الہامی تعلیم کے دلائل کے ساتھ نبوت کی ظاہری نشانیوں کو دیکھ کر ایمان لائیں۔ اس باب میں اکثر انہی نشانیوں کا تذکرہ ہے جو نبوت سے پہلے آپ کی ذات اطہر سے رونما ہوئی تھیں۔

یاد رہے! کہ یہ نشانیاں خواہ نبوت سے پہلے ہوں یا نبوت کے بعد خود رسول کے اختیار میں نہیں ہوا کرتیں۔ یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کرشمہ ہوتا ہے۔ اور کسی کے ذاتی اوصاف اور محنت کا ان میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ نبوت سے پہلے پیغمبر کو خود بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ جونہی اکتالیسویں سال کا آغاز ہوا ہے تو یکا یک جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لا کر انہیں اللہ کا پیغام پہنچانے کا فریضہ سونپتے تھے۔ قرآن حکیم میں اس بات کو دوٹوک الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِىْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِىْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِىْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (الشوریٰ ۴۲ : ۵۲)

اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے ایک روح تمہاری طرف وحی کی ہے۔ تمہیں کچھ پتا نہ تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے۔ مگر اس روح کو ہم نے ایک روشنی بنا دیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں۔ یقیناً تم سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کرتے ہو۔ نیز فرمایا:

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ. (العنکبوت ۲۹ : ۴۸)

''اے نبی! تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو باطل پرست لوگ شک میں پڑ جاتے۔''

الفصل الاوّل

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَهٗ فَصَرَعَهٗ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهٖ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً فَقَالَ هٰذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهٗ فِيْ

پہلی فصل

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو پکڑ کر لٹایا آپ کے سینے کو دل کے قریب سے چاک کیا اور دل سے گاڑھے

طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَامَهٗ وَاَعَادَهٗ فِیْ مَکَانِہٖ وَجَاءَ الْغِلْمَانُ یَسْعَوْنَ اِلٰی اُمِّہٖ یَعْنِیْ ظِئْرَہٗ فَقَالُوْا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوْہُ وَھُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ قَالَ اَنَسٌ فَکُنْتُ اَرٰی اَثَرَ الْمِخْیَطِ فِیْ صَدْرِہٖ(رواہ مسلم) 1-2430

خون کا ایک لوتھڑا نکالا اور کہا کہ یہ آپ کے اندر شیطان کا حصہ ہے۔ بعدازاں انھوں نے آپ کو درست کیا۔ بچے (یہ منظر دیکھ کر گھبرا گئے اور) دوڑتے ہوئے آپ کی رضاعی ماں کے پاس آئے اور کہا کہ محمد کو قتل کر دیا گیا۔ لوگ آپ کے پاس آئے آپ کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کے سینہ میں سلائی کے نشان دیکھا کرتا تھا۔ (مسلم)

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَکَّةَ کَانَ یُسَلِّمُ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ اُبْعَثَ اِنِّیْ لَاَعْرِفُهُ الْاٰنَ(رواہ مسلم) 2-2431

حضرت جابر بن سمرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: میں مکہ مکرمہ میں ایک ایسے پتھر کو پہچانتا ہوں' جو میری بعثت سے پہلے مجھے سلام کہا کرتا تھا۔ بلاشبہ میں اب بھی اسے پہچانتا ہوں۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ اِنَّ اَهْلَ مَکَّةَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَنْ یُّرِیَهُمْ اٰیَةً فَاَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَیْنِ حَتّٰی رَاَوْ حِرَاءَ بَیْنَهُمَا(متفق علیه) 3-2432

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ انہیں کوئی نشانی دکھائیں۔ تو آپ نے انہیں (انگلی کے اشارے سے) چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائے ۔ یہاں تک کہ ان کافروں نے حرا پہاڑ کو چاند کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِرْقَتَیْنِ فِرْقَةٌ فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَةٌ دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِشْهَدُوْا (متفق علیه) 4-2433

حضرت ابن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: کہ رسول معظم ﷺ کے زمانے میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا اس سے نیچے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب میری نبوت کی گواہی دو۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ اَبُوْ جَهْلٍ هَلْ یُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَجْهَهٗ بَیْنَ اَظْهُرِکُمْ فَقِیْلَ نَعَمْ فَقَالَ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰی لَئِنْ رَّاَیْتُهٗ یَفْعَلُ ذٰلِکَ لَاَطَاَنَّ عَلٰی رَقَبَتِہٖ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَهُوَ یُصَلِّیْ زَعَمَ لِیَطَاَ عَلٰی رَقَبَتِہٖ فَمَا فَجِئَهُمْ مِنْهُ اِلَّا وَهُوَ یَنْکُصُ عَلٰی عَقِبَیْهِ

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں' کہ ایک مرتبہ ابوجہل نے لوگوں سے کہا کہ کیا محمد (ﷺ) تمھارے سامنے اپنا چہرہ مٹی پر لگاتے ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں! ابوجہل کہنے لگا لات اور عزیٰ کی قسم! اگر میں نے محمد ﷺ کو اس حالت میں دیکھ لیا تو میں اس کی گردن کو روند ڈالوں گا۔ چنانچہ رسول اللہ نماز ادا کرنے آئے' تو ابوجہل نے ارادہ کیا کہ آپ کی گردن

وَيَتَّقِى بِيَدَيْهِ فَقِيْلَ لَهُ مَالَكَ فَقَالَ اِنَّ بَيْنِىْ وَبَيْنَهُ لَخَنْدَقًا مِنْ نَّارٍ وَهَوْلًا وَاَجْنِحَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْدَنَا مِنِّىْ لَاخْتَطَفَتْهُ الْمَلٰئِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا (رواہ مسلم 5-2434

کوروندڈالے مگر اچانک ابوجہل اپنے الٹے قدموں پر لوٹا۔ اور وہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ خود کو (کسی چیز سے) بچا رہا تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تجھے کیا ہوا؟ ابوجہل نے جواب دیا کہ میرے اور محمد کے درمیان آگ کی خندق' زبردست خوف اور پر حائل ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ابوجہل میرے قریب آجاتا تو فرشتے فوراً اسے اچک لیتے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے (مسلم)

وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ ﷺ قَالَ بَيْنَا اَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ اِذْاَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَااِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ اَتَاهُ الْاٰخَرُ فَشَكَااِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيْلِ فَقَالَ يَا عَدِيُّ هَلْ رَاَيْتَ الْحِيْرَةَ فَاِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ فَلَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوْزُ كِسْرٰى وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيٰوةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْأَ كَفِّهٖ مِنْ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ فَلَا يَجِدُ اَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ وَلَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ فَيَقُوْلَنَّ اَلَمْ اَبْعَثْ اِلَيْكَ رَسُوْلًا فَيُبَلِّغَكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَقُوْلُ اَلَمْ اُعْطِكَ مَالًا وَّاُفْضِلَ عَلَيْكَ فَيَقُوْلُ بَلٰى فَيَنْظُرُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَلَا يَرٰى اِلَّا جَهَنَّمَ اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ قَالَ عَدِيٌّ فَرَاَيْتُ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتّٰى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَاتَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ وَكُنْتُ فِيْمَنِ افْتَتَحَ كُنُوْزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيٰوةٌ

عدی بن حاتم ﷺ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ میں نبی معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اچانک ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے فقر وفاقہ کی شکایت کی۔ بعدازاں ایک اور شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے راہزنی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: اے عدی! کیا تو نے حیرہ شہر دیکھا ہے؟ پھر فرمایا! اگر تمھاری عمر دراز ہوئی تو تم ضرور دیکھو گے' کہ ایک تنہا عورت حیرہ سے سفر کرے گی۔ یہاں تک کہ وہ کعبے کا طواف کرے گی اسے اللہ کے سوا کسی سے خوف نہیں ہوگا۔ اور اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھو گے' کہ کسریٰ کے خزانے فتح کر لیے جائیں گے۔ اور اگر تیری زندگی دراز ہوئی تم دیکھو گے کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا یا چاندی ہاتھوں میں لیے نکلے گا۔ مگر اسے کوئی صدقہ کو قبول کرنے والا نہیں ملے گا۔ اور یقیناً تم میں سے ہر ایک ایک شخص کی اللہ تعالیٰ سے (بالمشافہ) ملاقات ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان ترجمان نہیں ہوگا جو اس کا حال بیان کرے گا۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائیں گے کہ کیا میں نے تیری جانب پیغمبر نہیں بھیجا تھا۔ جس نے تجھ تک احکام پہنچائے؟ وہ جواب دے گا کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ دریافت کریں گے' کیا میں نے تجھے مال ودولت عطا نہیں کیا تھا اور کیا میں نے تجھ پر اپنا فضل نہیں کیا تھا؟ وہ

لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِیُّ اَبُوْ الْقَاسِمِ ﷺ یُخْرِجُ مِلْأَ کَفِّہٖ (رواہ البخاری) 6-2435

جواب دے : گا کیوں نہیں! وہ اپنی دائیں جانب نظر دوڑائے گا تو تب بھی اسے سوائے جہنم کے کچھ دکھائی نہیں دے گا اور اگر وہ اپنی بائیں جانب نظر دوڑائے گا' تو تب بھی اسے جہنم کے سوا کچھ دکھائی نہ دے گا۔(اس کے بعد آپ نے فرمایا:) تم صدقہ کرکے دوزخ کی آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ' اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر کوئی شخص کھجور کا ٹکڑا بھی نہ رکھتا ہو تو وہ اچھی بات کہے۔ عدی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا' کہ اونٹنی پر سوار تنہا عورت حیرہ شہر سے چلتی اور کعبہ کا طواف کرتی ہے۔ اسے اللہ کے سوا کسی سے کچھ خوف نہیں۔ اور میں ان لوگوں میں خود شامل تھا جنھوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانوں کو فتح کیا۔ اور اگر تمھاری زندگیاں طویل ہوئیں تو تم ابوالقاسم ﷺ کی اس بات کو پورا ہوتے ہوئے دیکھو گے۔ کہ ایک شخص ہاتھوں میں سونا چاندی لیے نکلے گا۔(بخاری)

وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ ﷺ قَالَ شَکَوْنَا اِلَی النَّبِیِّ ﷺ وَھُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً فِیْ ظِلِّ الْکَعْبَةِ وَلَقَدْ لَقِیْنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ شِدَّةً فَقُلْنَا اَلَا تَدْعُوا اللّٰہَ فَقَعَدَ وَھُوَ مُحْمَرٌّ وَجْھُہٗ وَقَالَ کَانَ الرَّجُلُ فِیْمَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ یُحْفَرُ لَہٗ فِی الْاَرْضِ فَیُجْعَلُ فِیْہِ فَیُجَاءُ بِمِنْشَارٍ فَیُوْضَعُ فَوْقَ رَأْسِہٖ فَیُشَقُّ بِاثْنَیْنِ فَمَا یَصُدُّہٗ ذٰلِکَ عَنْ دِیْنِہٖ وَیُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِیْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِہٖ مِنْ عَظْمٍ وَعَصَبٍ وَمَا یَصُدُّہٗ ذٰلِکَ عَنْ دِیْنِہٖ وَاللّٰہِ لَیَتِمَّنَّ ھٰذَا الْاَمْرُ حَتّٰی یَسِیْرَ الرَّاکِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰی حَضْرَ مَوْتَ لَا یَخَافُ اِلَّا اللّٰہَ اَوِ الذِّئْبَ عَلٰی غَنَمِہٖ وَلٰکِنَّکُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ (رواہ البخاری) 7-2436

حضرت خباب بن ارت ﷺ بیان کرتے ہیں' کہ ہم نے نبی معظم ﷺ سے شکایت کی' جبکہ آپ کعبہ کے سائے میں ایک چادر لپیٹے ہوئے تھے ان دنوں ہمیں مشرکین سے زبر دست تکالیف پہنچیں تھیں۔ ہم نے عرض کیا: آپ ہمارے لیے مشرکین کے خلاف اللہ تعالیٰ سے دعا کیوں نہیں فرماتے؟ یہ بات سن کر آپ اٹھ بیٹھے اور آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تم سے پہلے ایک شخص کے لیے زمین میں ایک گڑھا کھودا جاتا' اسے اس میں گاڑ کر اس کے سر پر آرا چلا کر اس کے دو ٹکڑے کر دیے جاتے۔ لیکن یہ (ظلم بھی) اسے اس کے دین سے پھر نے نہیں دیتا تھا۔ اور (بعض کو) لوہے کی کنگھیوں سے اس کے گوشت کے نیچے ہڈیوں اور پٹھوں تک کو چھیلا جاتا' لیکن یہ سزا بھی اس کو دین سے روک نہیں سکتی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ کی قسم! اس دینِ اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا۔ یہاں تک کہ ایک سوار "صنعاء" سے "حضر موت" تک سفر کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گا' یا پھر چرواہے کو اپنی بکریوں کے بارے میں بھیڑیے کا ڈر ہوگا۔ لیکن تم تو جلدی کرتے ہو۔(بخاری)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَدْخُلُ عَلٰی اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَکَانَتْ تَحْتَ

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے اور یہ

عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَاَطْعَمَتْهُ ثُمَّ جَلَسَتْ تَفْلِيْ رَاْسَهٗ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اُنَاسٌ مِنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ اَوْمِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ وَضَعَ رَاْسَهٗ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُضْحِكُكَ قَالَ اُنَاسٌ مِنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ فِي الْاُوْلٰى فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتْ اُمُّ حَرَامٍ الْبَحْرَ فِيْ زَمَنِ مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ (متفق عليه) 2437-8

عبادہ بن صامت ؓ کی بیوی تھیں۔ آپ ایک دن ان کے ہاں تشریف لائے تو انھوں نے آپ کو کھانا کھلایا۔ اس کے بعد وہ آپ کے سر سے جوئیں دیکھنے بیٹھ گئیں۔ اس دوران رسول اللہ ﷺ سو گئے۔ آپ بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ ام حرام رضی اللہ عنہما کہتی ہیں کہ میں نے دریافت کیا' کہ اے اللہ کے رسول! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ مجھے دکھائے گئے' جو اللہ کی راہ میں لڑ رہے تھے۔ وہ سمندر میں اس طرح محوِ سفر تھے جیسے بادشاہ اپنے تخت پر براجمان ہوتے ہیں۔ یا یہ فرمایا کہ بادشاہوں کی طرح تخت پر براجمان ہوں۔ میں نے عرض: کیا اللہ کے رسول! آپ دعا کریں' کہ اللہ مجھے بھی ان میں شامل کرے۔ آپ نے ام حرام رضی اللہ عنہا کے لیے دعا فرمائی۔ بعد ازاں آپ نے پھر تکیے پر سر رکھا اور محوِ خواب ہو گئے۔ پھر آپ بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں۔ آپ نے جواب دیا: میری امت کے کچھ لوگ مجھے دکھائی دیے جو اللہ کی راہ میں لڑ رہے تھے جیسا کہ آپ نے پہلی دفعہ فرمایا تھا میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر لے۔ آپ نے فرمایا: تم پہلے لوگوں میں شامل ہو۔ چنانچہ ام حرام رضی اللہ عنہا نے حضرت معاویہ ؓ کے عہدِ امارت میں سمندر کا سفر کیا۔ جب وہ سمندر سے نکل کر باہر آئیں تو اچانک سواری سے گر کر فوت ہو گئیں۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

حضرت ام حرم بنت ملحان رسول اللہ ﷺ کی رضاعی خالہ تھیں۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ اِنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ اَزْدِ شَنُوْءَةَ وَكَانَ يَرْقِيْ مِنْ هٰذَا الرِّيْحِ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ اَهْلِ مَكَّةَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ضماد مکہ مکرمہ آیا۔ اس کا تعلق شنوءہ قبیلہ سے تھا اور وہ جنات وغیرہ کے لیے دم کیا کرتا تھا۔ جب اس نے مکہ مکرمہ کے

مُحَمَّدًا مَجْنُونٌ فَقَالَ لَوْ اَنِّیْ رَاَیْتُ هٰذَاالرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰهَ یَشْفِیْهِ عَلٰی یَدَیَّ قَالَ فَلَقِیَهٗ فَقَالَ یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ اَرْقِیْ مِنْ هٰذَا الرِّیْحِ فَهَلْ لَکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَامُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَاهَادِیَ لَهٗ وَاَشْهَدُاَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًاعَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَقَالَ اَعِدْ عَلَیَّ کَلِمَاتِکَ هٰؤُلَاءِ فَاَعَادَهُنَّ عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْکَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ کَلِمَاتِکَ هٰؤُلَاءِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ قَامُوْسَ الْبَحْرِ هَاتِ یَدَکَ اُبَایِعْکَ عَلَی الْاِسْلَامِ قَالَ فَبَایَعَهٗ (رواہ مسلم) 2438-9

جاہل لوگوں کو کہتے ہوئے سنا نعوذ باللہ محمد (ﷺ) دیوانہ ہو گیا ہے۔ تو اس شخص نے کہا کہ اگر میں اس آدمی کو دیکھ لوں تو شاید اللہ تعالیٰ اس کو میرے ہاتھ سے شفا عنایت کر دے۔ ابن عباس رضی اللہ عنھما کہتے ہیں کہ وہ شخص آپ ﷺ سے ملا اور کہنے لگا' کہ میں آسیب کا دم کرتا ہوں کیا آپ چاہتے ہیں (کہ میں آپ کا علاج کروں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام حمد وثنا اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ ہم اس کی حمد بیان کرتے ہیں اور اسی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے' اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ اور جس شخص کو اللہ سیدھے راستے سے ہٹا دے تو اس کو کوئی راستے پر نہیں لا سکتا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں' وہ ایک ہے' اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں' کہ محمد اللہ تعالیٰ کے بندہ اور اس کے رسول ہے۔ امابعد! حمد وصلوٰۃ سننے کے بعد ضماد کہنے لگا کہ آپ دوبارہ ان کلمات کو میرے سامنے ارشاد فرمایئے چنانچہ آپ نے ان کلمات کو اس کے سامنے تین بار دہرایا۔ اس نے کہا بلاشبہ میں نے کاہنوں' جادوگروں اور شعراء کے اقوال کو سنا ہے۔ لیکن میں نے آپ کے ان کلمات کے مثل کلام نہیں سنا۔ بلاشبہ یہ کلمات تو فصاحت وبلاغت کا سمندر ہیں۔ آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں میں اسلام پر بیعت کرتا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنھما کہتے ہیں کہ آپ نے اس سے اسلام پر بیعت لی۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ سُفْیَانَ بْنُ حَرْبٍ مِنْ فِیْهِ اِلٰی فِیَّ قَالَ انْطَلَقْتُ فِی الْمُدَّةِ الَّتِیْ کَانَتْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَبَیْنَمَا اَنَا بِالشَّامِ اِذْجِیْئَ بِکِتَابٍ مِّنَ النَّبِیِّ ﷺ اِلٰی هِرَقْلَ قَالَ وَکَانَ دِحْیَةُ الْکَلْبِیِّ جَاءَ بِهٖ فَدَفَعَهٗ اِلٰی عَظِیْمِ بُصْرٰی فَدَفَعَهٗ عَظِیْمُ بُصْرٰی اِلٰی هِرَقْلَ وَقَالَ هِرَقْلُ هَلْ هٰهُنَا اَحَدٌ مِّنْ قَوْمِ هٰذَا الرَّجُلِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں' کہ ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے مجھے براہِ راست یہ بات بیان کی۔ انہوں نے کہا' کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور اپنے درمیان صلح کی طے شدہ مدت کے دوران سفر کیا۔ اور اس وقت میں شام میں مقیم تھا' جب نبی محترم ﷺ کا مکتوب گرامی ہرقل کو پہنچا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا' کہ اس خط کو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ لائے تھے۔ انہوں نے اسے بصریٰ کے امیر کے حوالے کیا بُصریٰ کے گورنر نے اسے ہرقل کی خدمت میں پیش کیا۔ ہر

الَّذِیْ یَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ قَالُوْا نَعَمْ فَدُعِیْتُ فِیْ نَفَرٍ مِّنْ قُرَیْشٍ فَدَخَلْنَا عَلٰی هِرَقْلَ فَاَجْلَسَنَا بَیْنَ یَدَیْهِ فَقَالَ اَیُّكُمْ اَقْرَبُ نَسَبًا مِّنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ یَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ قَالَ اَبُوْ سُفْیَانَ فَقُلْتُ اَنَا فَاَجْلَسُوْنِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَجْلَسُوْا اَصْحَابِیْ خَلْفِیْ ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهٖ فَقَالَ قُلْ لَهُمْ اِنِّیْ سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ یَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ فَاِنْ كَذَبَنِیْ فَكَذِّبُوْهُ قَالَ اَبُوْ سُفْیَانَ وَایْمُ اللّٰهِ لَوْلَا مَخَافَةُ اَنْ یُّؤْثَرَ عَلَیَّ الْكَذِبُ لَكَذَبْتُهٗ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ سَلْهُ كَیْفَ حَسَبُهٗ فِیْكُمْ قَالَ قُلْتُ هُوَ فِیْنَا ذُوْ حَسَبٍ قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهٖ مِنْ مَّلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْلَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ وَمَنْ یَّتَّبِعُهٗ اَشْرَافُ النَّاسِ اَمْ ضُعَفَاءُ هُمْ قَالَ قُلْتُ بَلْ ضُعَفَاءُ هُمْ قَالَ اَیَزِیْدُوْنَ اَمْ یَنْقُصُوْنَ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ یَزِیْدُوْنَ قَالَ هَلْ یَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِیْنِهٖ بَعْدَ اَنْ یَّدْخُلَ فِیْهِ سَخْطَةً لَّهٗ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَیْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ اِیَّاهُ قَالَ قُلْتُ یَكُوْنُ الْحَرْبُ بَیْنَنَا وَبَیْنَهٗ سِجَالًا یُصِیْبُ مِنَّا وَنُصِیْبُ مِنْهُ قَالَ فَهَلْ یَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِیْ هٰذِهِ الْمُدَّةِ لَا نَدْرِیْ مَا هُوَ صَانِعٌ فِیْهَا قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَمْكَنَنِیْ مِنْ كَلِمَةٍ اُدْخِلُ فِیْهَا شَیْئًا غَیْرَ هٰذِهٖ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لَهٗ اِنِّیْ سَاَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهٖ

قل نے پوچھا کہ اس شخص کی قوم کا کوئی آدمی یہاں ہے' جو اپنے پیغمبر ہونے کا دعوٰی کرتا ہے؟ درباریوں نے کہا: جی ہاں! چنانچہ مجھے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ بلایا گیا۔ ہم ہرقل کے ہاں پہنچے۔ ہمیں اس کے سامنے بٹھایا گیا۔ ہرقل نے پوچھا۔ نبوت کا دعوٰی کرنے والے شخص سے نسب کے لحاظ سے تم میں سے کون قریب تر ہے۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا میں ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے ہرقل کے سامنے بٹھایا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھا دیا۔ اس کے بعد ہرقل نے اپنے ترجمان کو بلایا اور اس سے کہا کہ تم ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سے کہہ دو کہ میں ابوسفیان سے اس شخص کے بارے میں دریافت کروں گا' جو نبوت کا مدعی ہے۔ اگر یہ میرے سامنے جھوٹ بولے تو تم اس کی تردید کر دینا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا' کہ مجھے جھٹلا دیا جائے گا' تو میں ضرور جھوٹ بولتا۔ بعدازاں ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے سوال کرو۔ تم میں اس کا خاندان کیسا ہے؟۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا وہ ہم میں عالی نسب ہے۔ ہرقل نے پوچھا کیا اس کے خاندان میں کوئی بادشاہ ہوا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ ہرقل نے پوچھا دعوی نبوت سے پہلے اس نے کبھی ایسی کوئی بات کہی ہے' جس کی وجہ سے تم نے اس پر جھوٹ کی تہمت لگائی ہو؟ ابوسفیان کہتے ہیں میں نے کہا نہیں۔ ہرقل نے پوچھا اس کے پیروکار اشراف ہیں یا کمزور لوگ ہیں؟ ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں نے کہا: وہ تو کمزور لوگ ہیں۔ ہرقل نے دریافت کیا: ان کی تعداد بڑھ رہی ہے یا کم ہو رہی ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں میں نے کہا: کہ کم نہیں بلکہ بڑھ رہی ہے۔ ہرقل نے پوچھا: کیا ان میں

فِيْكُمْ فَزَعَمْتَ اَنَّهٗ فِيْكُمْ ذُوْحَسَبٍ وَّكَذَا لِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِيْ اَحْسَابِ قَوْمِهَا وَ سَاَلْتُكَ هَلْ كَانَ فِيْ اٰبَائِهٖ مَلِكٌ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّافَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهٖ مَلِكٌ قُلْتُ رَجُلٌ يَّطْلُبُ مُلْكَ اٰبَائِهٖ وَسَاَلْتُكَ عَنْ اَتْبَاعِهٖ اَضْعَفَاءُ هُمْ اَمْ اَشْرَافُهُمْ فَقُلْتَ بَلْ ضُعَفَاءُ هُمْ وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبُ فَيَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ سَخْطَةً لَّهٗ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا وَكَذَا لِكَ الْاِيْمَانُ اِذَا خَالَطَ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ فَزَعَمْتَ اَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذَالِكَ الْاِيْمَانُ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَزَعَمْتَ اَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَتَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ سِجَالًا يَنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُوْنَ مِنْهُ وَكَذَالِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى ثُمَّ تَكُوْنُ لَهَا الْعَاقِبَةُ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ اَنَّهٗ لَا يَغْدِرُ وَكَذَالِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّافَقُلْتُ لَوْ كَانَ قَالَ هٰذَاالْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ قُلْتُ رَجُلٌ نِ ائْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيْلَ قَبْلَهٗ قَالَ ثُمَّ قَالَ بِمَا يَاْمُرُكُمْ قُلْنَا يَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ قَالَ اِنْ يَّكُ مَاتَقُوْلُ حَقًّا فَاِنَّهٗ نَبِيٌّ وَقَدْ كُنْتُ

سے کوئی شخص اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد اس کو برا سمجھ کر اس کے دین سے مرتد بھی ہوا ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں: میں نے نفی میں جواب دیا۔ ہرقل نے دریافت: کیا کیا تمھاری اس کے ساتھ کوئی لڑائی ہوئی ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں: میں نے کہا: ہاں لڑائی ہوئی ہے۔ ہرقل نے پوچھا اس سے تمھاری جنگ کیسی رہی؟ ابوسفیان کہتے ہیں میں نے کہا: ہمارے اور اس کے درمیان لڑائی ڈول کی مانند تھی کبھی انہوں نے اسے کھینچا کبھی ہم نے اس سے کھینچ لیا۔ ہرقل نے پوچھا: کیا وہ عہد شکنی کرتا ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں میں نے کہا "نہیں"۔ اور میں نے کہا کہ حالیہ معاہدے کے بارے میں ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا کرنے والا ہے۔ ابوسفیان نے کہا اللہ کی قسم! میرے لیے اس کلمہ کے علاوہ ممکن نہ تھا کہ میں اس میں اپنی طرف سے کچھ اضافہ کرتا۔ ہرقل نے دریافت کیا: کیا اس نے اس سے پہلے بھی کبھی اس طرح کی بات کی ہے۔ ابوسفیان کہتے ہیں: میں نے نفی میں جواب دیا۔ اس کے بعد ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا' : کہ اس کے کہو کہ میں نے تم سے اس کے خاندان کے متعلق سوال کیا۔ تم نے کہا کہ وہ تم لوگوں میں شریف خاندان والا ہے۔ اسی طرح پیغمبر اپنی قوم کے شریف خاندان سے ہی بھیجے جاتے ہیں۔ اور میں نے تم سے دریافت کیا کہ اس کے آباء واجداد میں سے کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے؟ تو تم نے نفی میں جواب دیا۔ میں نے محسوس کیا کہ اگر اس کے آباء واجداد میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ شخص اپنے آباء واجداد کی بادشاہت چاہتا ہے۔ اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ اس کے پیروکار غریب لوگ ہیں یا امیر؟ تو تم نے جواب دیا کہ غریب لوگ ہیں۔ جبکہ پیغمبروں کے

اَعْلَمُ اَنَّهُ خَارِجٌ وَلَمْ اَكُ اَظُنُّهُ مِنْكُمْ وَلَوْ اَنِّیْ اَعْلَمُ اَنِّیْ اَخْلُصُ اِلَیْهِ لَاَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَیْهِ وَلَیَبْلُغَنَّ مُلْكُهُ مَا تَحْتَ قَدَمَیَّ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَاَهُ (متفق علیه)10-2439

پیروکار (شروع میں) فقیر لوگ ہی ہوتے ہیں۔اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا تم اسے نبوت کے دعوے سے پہلے جھوٹ کے ساتھ متہم کرتے ہو؟ تو تم نے نفی میں جواب دیا۔ چنانچہ میں نے سمجھ لیا' کہ جب وہ لوگوں پر جھوٹ نہیں بولتا تو اللہ تعالیٰ کی نسبت جھوٹ کیسے کہے گا۔اور میں نے تجھ سے پوچھا' کہ کیا ان میں سے کوئی شخص دینِ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اس کو برا سمجھتے ہوئے مرتد ہوا ہے؟ تو تم نے نفی میں جواب دیا۔ چنانچہ میں نے سمجھ لیا کہ جب وہ لوگوں پر جھوٹ نہیں بولتا' تو اللہ تعالیٰ کو نسبت جھوٹ کیسے کہے گا۔اور میں نے تجھ سے پوچھا' کہ کیا ان میں سے کوئی شخص دین اسلام میں داخل ہونے کے بعد اس کو برا سمجھتے ہوئے مرتد ہوا ہے تو تم نے نفی میں جواب دیا۔اور ایمان کا یہی حال ہوتا ہے' کہ جب ایمان کی محبت دلوں میں داخل ہو جاتی ہے' تو پھر یہ ہرگز نہیں چھوٹتا۔اور میں نے تجھ سے پوچھا' کہ ان کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے' یا وہ کم ہو رہے ہیں؟۔تو تم نے جواب دیا' کہ ان میں اضافہ ہو رہا ہے۔اور ایمان کا حال اسی طرح ہوتا ہے (مسلسل بڑھتا رہتا ہے)۔اور آخر کار ایمان غالب ہو جاتا ہے اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے اس کے ساتھ جنگ کی ہے۔تو تم نے جواب دیا کہ تم نے اس کے ساتھ جنگ کی ہے اور جنگ تمھارے اور اس کے درمیان ڈول کی مانند رہی کہ اس نے تمھیں نقصان پہنچایا اور تم نے اسے نقصان پہنچایا۔اور اسی طرح ہی پیغمبروں کی آزمائش ہوتی ہے۔بعد ازاں (وہی غالب رہتے ہیں) ان کا انجام اچھا ہوتا ہے۔اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا اس نے عہد شکنی کی ہے؟ تو تم نے جواب دیا کہ اس نے عہد شکنی نہیں کی۔اور پیغمبروں کا کردار اسی طرح ہوتا ہے کہ وہ عہد شکنی نہیں کرتے۔اور میں نے پوچھا کہ تم (عربوں میں) ان سے پہلے بھی کسی نے اس طرح کی (دعویٰ نبوت کی) بات کی ہے؟ تو تم نے بتایا کہ نہیں! اور میں نے سمجھا کہ اگر اس سے پہلے کسی نے یہ بات کہی ہوتی تو میں سمجھتا کہ یہ شخص اسی بات کے پیچھے چل رہا ہے' جو اس سے پہلے کہی گئی تھی۔پھر ہرقل نے پوچھا کہ وہ تمھیں کن باتوں کا حکم دیتا ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں: ہم نے جواب دیا کہ وہ ہمیں نماز' زکوٰۃ' صلہ رحمی اور پاک دامنی کا حکم دیتا ہے۔اس نے کہا اگر تمھاری باتیں درست ہیں تو یقیناً وہ آدمی پیغمبر ہے۔اور مجھے معلوم تھا کہ وہ ظاہر ہونے والا ہے۔لیکن میرا خیال یہ نہیں تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا۔اگر مجھے معلوم ہو کہ میں اس تک پہنچ سکتا ہوں' تو اس سے ملاقات میرے لیے بہت پسندیدہ بات ہوگی۔اور اگر میں اس کے پاس ہوتا' تو ان کے پاؤں دھوتا۔اور یقیناً اس کا اقتدار میرے قدموں تک پہنچنے والا ہے۔اس کے بعد ہرقل نے رسول معظم ﷺ کا مکتوب گرامی منگوایا اور اسے پڑھا۔(بخاری و مسلم)

بَابُ فِیْ الْمِعْرَاجِ

معراج کا بیان

واقعۂ معراج دنیا کے محیر العقول اور انقلابی واقعات میں، سب سے زیادہ انقلابی اور حیران کن واقعہ ہے، جو نبوت کے دسویں ،یا بارہویں سال کے آخر میں پیش آیا۔ ہوا یوں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں سوئے ہوئے تھے۔ اچانک دو فرشتے آپ ﷺ کو اٹھا کر حرم مکہ میں لے جاتے ہیں، ابھی آپ پر نیند کے آثار باقی تھے، کہ آپ کو حطیم میں لٹا کر آپ کے دل کو آبِ زمزم سے دھونے کے بعد نور و بصیرت کے ساتھ لبالب کر دیا گیا۔ تاکہ آپ لامتناہی کائناتی سفر کے متحمل اور رب ذوالجلال کے ساتھ ہم کلامی اور شرف ملاقات کے اہل ہو سکیں۔ اس کے بعد آپ کے حضور براق پیش کیا گیا۔ جو برق سے ہے، جس کا معنی ہے بجلی کی طرح تیز رو ہے۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کے ہم رکاب ہوئے۔

راستہ میں کئی اہم ترین واقعات پیش آئے۔ بیت المقدس میں آپ نے تمام انبیائے کرام کی امامت کا شرف پایا۔ باہر تشریف لائے تو حضرت جبرئیل آپ کو لے کر مختلف آسمانوں پر چڑھتے چلے گئے۔

آپ کو ساتوں آسمانوں کا مشاہدہ، جنت و دوزخ کا معائنہ اور حضرت آدمؑ سیدنا ابراہیمؑ جناب موسیٰؑ حضرت عیسیٰ علیہم السلام سمیت دیگر انبیاء سے ملاقات اور گفتگو کا شرف عطا ہوا۔ سب سے آخر میں سدرۃ المنتہیٰ جو خالق اور مخلوق کے درمیان حدِ فاصل کی حیثیت رکھتا ہے، پر آپ کو ٹھہرایا گیا۔ اس کے بعد رب کریم سے ہم کلامی کا شرف اور اعزاز پایا۔ اس کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے۔

بعد ازاں آپ اسی طریقہ اور راستے سے واپس تشریف لائے۔ اور کئی اہم واقعات پیش آئے جن میں سب سے بڑا واقعہ یہ ہے، کہ کفار نے حسب عادت آپ کی بات کا مذاق اڑانا چاہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فضا سے اس طرح پردے ہٹا دیے، کہ آپ براہ راست اپنی آنکھوں سے مسجدِ اقصیٰ کو دیکھ دیکھ کر کفار کے سوالوں کے جواب میں اسکی ایک ایک نشانی بتلائے جا رہے تھے ۔اس طرح سے ان کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔

اس سفر کا بنیادی مقصد یہ تھا، کہ آپ کو براہ راست اللہ تعالیٰ کی قدرتوں، متبرک جگہوں، اہم شخصیتوں، جنت کی نعمتوں کی زیارت اور جہنم کی ہولناکیوں کا معائنہ کروایا جائے۔

واقعۂ معراج کا پیغام یہ ہے کہ اب کے بعد پہلی کتابوں، قیادتوں کے خاتمہ کے ساتھ عنقریب قبلہ بھی تبدیل کر دیا جائے گا گویا کہ اب براہ راست اس امت پر قوموں کی قیادت و امامت کا بوجھ ڈالا جا رہا ہے۔ اس لیے سورۂ بنی اسرائیل میں معراج کا ذکر صرف ایک آیت میں کرنے کے بعد کلام کا رخ بنی اسرائیل کی طرف کرتے ہوئے قوموں کے عروج و زوال کے حوالے سے بنیادی قواعد کا ذکر کیا گیا ہے۔ گویا یہ اشارہ ہے کہ اے اھل اسلام اب دنیا کی زمامِ کار تمھارے سپرد کی جا رہی ہے۔ لھذا تمھارا فرض ہے کہ تم بنی اسرائیل کی حرکتوں اور خباثتوں سے بچ کر اپنے آپ کو دنیا کی امامت کے اہل ثابت کرو۔

الفصل الاول	پہلی فصل
عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ ﷺ عَنْ مَالِکِ بْنِ صَعْصَعَةَ ﷺ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَیْلَةِ اُسْرِیَ بِهٖ قَالَ بَیْنَمَا اَنَا فِی الْحَطِیْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِی الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا اِذْ اَتَانِیْ اٰتٍ فَشَقَّ مَا بَیْنَ هٰذِهٖ اِلٰی هٰذِهٖ یَعْنِیْ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهٖ اِلٰی شِعْرَتِهٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِیْ ثُمَّ اُتِیْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءٍ اِیْمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِیْ ثُمَّ حُشِیَ ثُمَّ اُعِیْدَ.	حضرت قتادہ ﷺ حضرت انس بن مالک ﷺ سے اور وہ مالک بن صعصعہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے صحابہ کرام ﷺ کو اسراء کی رات کے بارے اس طرح بتایا کہ میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا۔ اور کبھی یوں فرمایا کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا کہ ایک آنے والا میرے پاس آیا۔ اس نے یہاں سے یہاں تک۔ یعنی سینے سے لے کر ناف کے نیچے بالوں تک۔ چاک کیا اور میرا دل نکال لیا پھر ایمان سے بھر پور سونے کی طشتری لائی گئی اور میرے دل کو دھویا گیا اور اس میں ایمان بھر دیا گیا۔ پھر دل کو واپس رکھ دیا گیا
وَفِیْ رِوَایَةٍ ثُمَّ غُسِلَ الْبَطْنُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِیَٔ اِیْمَانًا وَّحِکْمَةً.	دوسری روایت میں ہے کہ میرے پیٹ کو آبِ زمزم سے دھویا گیا پھر اس میں ایمان اور حکمتِ ربانی بھری گئی۔
ثُمَّ اُتِیْتُ بِدَآبَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ اَبْیَضَ یُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ یَضَعُ خَطْوَهٗ عِنْدَ اَقْصٰی طَرَفِهٖ فَحُمِلْتُ عَلَیْهِ فَانْطَلَقَ بِیْ جِبْرَئِیْلُ حَتّٰی اَتَی السَّمَاءَ الدُّنْیَا فَاسْتَفْتَحَ قِیْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِیْلُ قَالَ وَمَنْ مَّعَکَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْهِ قَالَ نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا فِیْهَا اٰدَمُ فَقَالَ هٰذَا اَبُوْکَ اٰدَمُ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِیْ حَتّٰی اَتَی السَّمَاءَ الثَّانِیَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِیْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَّعَکَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْهِ قَالَ نَعَمْ قِیْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا یَحْیٰی وَعِیْسٰی وَهُمَا ابْنَا خَالَةٍ قَالَ هٰذَا یَحْیٰی وَهٰذَا عِیْسٰی فَسَلِّمْ عَلَیْهِمَا	بعد ازاں میرے پاس ایک سفید رنگ کا براق نامی جانور، جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا، تھا لایا گیا۔ حد نگاہ پر اس کا قدم پڑتا تھا۔ مجھے اس پر سوار کرایا گیا۔ مجھے لے کر جبرائیل علیہ السلام روانہ ہوئے حتیٰ کہ آسمان دنیا آ پہنچا اس کا دروازہ کھولنے کا کہا، تو پوچھا گیا کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا جبریل! پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ بتایا "محمد" (ﷺ) پوچھا گیا: کیا ان کو بلوایا گیا ہے؟ بتایا ہاں۔ انہوں نے کہا خوش آمدید آنے والے کا آنا مبارک! چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں داخل ہوا تو وہاں حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں، ان کو سلام کیجیے! میں نے انہیں سلام عرض کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا۔ صالح بیٹے اور صالح نبی آپ کا آنا مبارک ہو۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر اوپر چڑھے، حتیٰ کہ ہم دوسرے آسمان پر

فَسَلَّمْتُ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ
وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ
فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ
مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ
قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ
فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يُوْسُفُ قَالَ هٰذَا يُوْسُفُ
فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا
بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ
حَتّٰى أَتَى السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ
هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ
قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ
فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا
إِدْرِيْسُ فَقَالَ هٰذَا إِدْرِيْسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ
فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ
الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى أَتَى
السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ
جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ
أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ
جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هَارُوْنُ قَالَ هٰذَا
هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ
مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ
بِيْ حَتّٰى أَتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ
مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ
مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ
مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا
خَلَصْتُ فَإِذَا مُوْسٰى قَالَ هٰذَا مُوْسٰى فَسَلِّمْ

آئے۔ دروازہ کھولنے کا کہا ۔ پوچھا گیا' کون؟ بتایا
جبرائیل۔ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا ''محمد''
(ﷺ) پوچھا گیا' کیا ان کو بلوایا گیا ہے؟ کہا ''ہاں''۔ کہا
گیا، خوش آمدید! آنے والے کا آنا مبارک! چنانچہ دروازہ
کھول دیا گیا۔ جب میں داخل ہوا تو حضرت یحییٰ اور حضرت
عیسیٰ علیہم السلام دونوں خالہ زاد بھائی موجود تھے۔ حضرت
جبرائیلؑ نے بتایا: یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں' ان کو سلام کیجیے۔ میں
نے انہیں سلام کہا۔ میرے سلام کا ان دونوں نے جواب دیا
پھر فرمایا۔ نیک بھائی اور صالح نبی مرحبا! پھر حضرت جبرائیل
علیہ السلام مجھے لے کر تیسرے آسمان کی طرف چڑھے اور
دروازہ کھولنے کا کہا۔ پوچھا گیا' کون؟ بتایا جبرائیل! پھر
پوچھا گیا' آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا ''محمد (ﷺ)''
پوچھا گیا' کیا ان کو بلوایا گیا ہے؟ کہا' ہاں! کہا گیا' خوش
آمدید! آنے والے کا آنا مبارک! چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا
۔ جب میں داخل ہوا، تو حضرت یوسف علیہ السلام موجود
تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا یہ یوسف علیہ
السلام ہیں، انہیں سلام کیجیے۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں
سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا' صالح بھائی اور صالح نبی
مرحبا! پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر چوتھے
آسمان کی طرف بڑھے۔ یہاں تک کہ چوتھے آسمان پر پہنچے
اور دروازہ کھولنے کا کہا پوچھا گیا' کون؟ بتایا جبرائیل! پھر
پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا ''محمد'' (ﷺ)
پوچھا گیا' کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟ کہا' ہاں۔ کہا گیا' خوش
آمدید' آنے والے کا آنا مبارک! پھر دروازہ کھول دیا گیا۔
جب میں داخل ہوا تو حضرت ادریس علیہ السلام موجود تھے۔
حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ ادریس ہیں، انہیں

عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكٰى قِيْلَ لَهُ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ اَبْكِيْ لِاَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِيْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِهٖ اَكْثَرُ مِمَّنْ يَّدْخُلُهَا مِنْ اُمَّتِيْ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ بُعِثَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيُّ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اِبْرَاهِيْمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعْتُ اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرٍ وَاِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ اٰذَانِ الْفِيَلَةِ قَالَ هٰذَا سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ قُلْتُ مَا هٰذَانِ يَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ اَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ ثُمَّ اُتِيْتُ بِاِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَاِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ وَاِنَاءٍ مِّنْ عَسَلٍ فَاَخَذْتُ اللَّبَنَ قَالَ هِيَ الْفِطْرَةُ اَنْتَ عَلَيْهَا وَاُمَّتُكَ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلٰوةُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ

سلام کیجیے ! میں نے انہیں سلام کیا۔سلام کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے فرمایا' صالح بھائی اور صالح نبی کا آنا مبارک۔ پھر مجھے لے کر حضرت جبرائیل علیہ السلام پانچویں آسمان کی طرف چڑھے، یہاں تک کہ پانچویں آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھولنے کا کہا۔ پوچھا گیا' کون؟ بتایا' جبرائیل۔ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا''محمد'' (ﷺ) پوچھا گیا کیا انہیں بلوایا گیا ہے۔بتایا ہاں۔ کہا گیا مرحبا' آنے والے کا آنا مبارک! اور دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں داخل ہوا تو وہاں حضرت ہارون علیہ السلام موجود تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا یہ ہارون ہیں انہیں سلام کہیے۔ میں نے انہیں سلام کیا' سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا' صالح بھائی اور صالح نبی آپ کا آنا مبارک! پھر مجھے لے کر حضرت جبرائیل علیہ السلام چھٹے آسمان کی طرف چڑھے حتیٰ کہ ہم چھٹے آسمان پر پہنچے۔ دروازہ کھولنے کا کہا: پوچھا گیا' کون؟ بتایا' جبرائیل۔ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا ''محمد'' ﷺ پوچھا گیا کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟ بتایا' ہاں۔ کہا' مرحبا! آنے والے کا آنا مبارک! جب میں داخل ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سامنے تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا یہ موسیٰ ہیں' انہیں سلام کیجیے۔ میں نے انہیں سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا صالح بھائی اور صالح نبی مرحبا! میرے آگے بڑھنے پر وہ رونے لگے۔ پوچھا گیا' آپ کو کس چیز نے رلایا؟ انہوں نے بتایا کہ مجھے اس چیز نے رونے پر مجبور کیا کہ میرے بعد اس نوجوان کو بھیجا گیا اور اس کی امت کے لوگ میری امت کے لوگوں سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر ساتویں آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھولنے کا کہا۔ پوچھا گیا'

اِلٰی رَبِّکَ فَسَلْهُ التَّخْفِیْفَ لِاُمَّتِکَ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّیْ عَشْرًا فَاُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ کُلَّ یَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَاُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلٰوتٍ کُلَّ یَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰی مُوْسٰی فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ کُلَّ یَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَکَ لَا تَسْتَطِیْعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ کُلَّ یَوْمٍ وَاِنِّیْ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَکَ وَعَالَجْتُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّکَ فَسَلْهُ التَّخْفِیْفَ لِاُمَّتِکَ قَالَ سَاَلْتُ رَبِّیْ حَتّٰی اسْتَحْیَیْتُ وَلٰکِنِّیْ اَرْضٰی وَاُسَلِّمُ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادٰی مُنَادٍ اَمْضَیْتُ فَرِیْضَتِیْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِیْ (متفق علیه) 2440-1

کون؟ بتایا جبرائیل۔ پھر پوچھا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا ''محمد'' (ﷺ) پوچھا گیا، کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟ بتایا ہاں! کہا گیا' مرحبا! آنے والے کا آنا مبارک! جب میں داخل ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ آپ کے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجیے! چنانچہ میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا> پھر فرمایا' صالح بیٹے اور صالح نبی مرحبا! پھر مجھے ''سدرة المنتہٰی کی طرف بڑھادیا گیا۔ اس کے بیر ''ھجر'' کے مٹکوں کی مانند تھے اور اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں کے برابر تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا یہ سدرة المنتہٰی ہے۔ وہاں چار نہریں تھیں دو ڈھکی ہوئیں اور دو کھلی۔ میں نے جبرائیلؑ سے پوچھا یہ دونوں کیا ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ دو ڈھکی دو نہریں جنت کی ہیں اور دو ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں۔ پھر میرے سامنے بیت المعمور کیا گیا۔ پھر مجھے پیالوں میں شراب' دودھ اور شہد پیش کئے گئے۔ چنانچہ میں نے دودھ کا پیالہ اٹھالیا۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہی اصل فطرت ہے' جس پر آپ اور آپ کی امت ہے۔ پھر مجھ پر یومیہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ چنانچہ واپس لوٹنے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزر ہوا۔ انہوں نے پوچھاض آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے بتایا: مجھے یومیہ پچاس نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ انہوں نے بتایا: آپ کی امت روزانہ پچاس نمازوں کی استطاعت نہیں رکھتی۔ اللہ کی قسم! میں آپ سے پہلے لوگوں پر تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کی اصلاح کے لیے زبردست کوششیں کر چکا ہوں۔ آپ اپنے رب کی طرف لوٹیے اور اپنی امت کے لیے تخفیف کی درخواست کیجیے۔ چنانچہ میں واپس گیا اور میرے لیے دس نمازیں کم کردی گئیں۔ میں واپس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، تو انہوں نے حسب سابق فرمایا۔ میں پھر لوٹ کر گیا، تو مجھ سے مزید دس نمازیں معاف کردی گئیں۔ میں پھر لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے اسی طرح فرمایا۔ چنانچہ میں پھر لوٹا تو مزید دس معاف ہوگئیں۔ میں پھر حضرت موسیٰ کے پاس آیا تو انہوں نے پہلے جیسی بات کہی، تو مجھے دس نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے اسی طرح کی تلقین کی تو میں بارگاہ رب العزت میں پھر حاضر ہوا۔ تو یومیہ پانچ نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا، تو انہوں نے فرمایا: آپ کو کیا حکم

ہوا؟ میں نے بتایا کہ روزانہ پانچ نمازیں۔انہوں نے فرمایا: آپ کی امت روزانہ پانچ نمازوں کی بھی استطاعت نہ رکھے گی۔ بلاشبہ میں آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کی اصلاح کی زبردست کوشش کر چکا ہوں۔ آپ اپنے رب کے حضور جائیے اور اپنی امت کے لیے مزید کمی کا سوال کیجئے۔ آپ نے جواب دیا: میں نے اپنے رب سے اتنی بار سوال کیا ہے ،کہ اب مجھے حیا آتی ہے۔ میں اس فیصلہ پر راضی ہوں اور سرِ اطاعت جھکاتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب میں آگے بڑھا، تو ایک منادی نے یہ ندا دی: میں نے اپنا فریضہ عاید کر دیا اور اپنے بندوں کے لئے تخفیف کر دی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اُتِيْتُ بِالْبُرَاقِ وَهُوَ دَآبَّةٌ اَبْيَضُ طَوِيْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ يَقَعُ حَافِرُهٗ عِنْدَ مُنْتَهٰى طَرْفِهٖ فَرَكِبْتُ حَتّٰى اَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَرَبَطْتُهٗ بِالْحَلْقَةِ الَّتِيْ تَرْبِطُ بِهَا الْاَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَ نِيْ جِبْرَئِيْلُ بِاِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَّاِنَاءٍ مِنَ الَبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرَئِيْلُ اِخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا اِلَى السَّمَاءِ وَسَاقَ مِثْلَ مَعْنَاهُ قَالَ فَاِذَااَنَا بِاٰدَمَ فَرَحَّبَ بِيْ وَدَعَا لِيْ بِخَيْرٍ وَقَالَ فِي السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاِذَا اَنَابِيُوْسُفَ اِذَا هُوَ قَدْ اُعْطِيَ شَطْرَالْحُسْنِ فَرَحَّبَ بِخَيْرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ بُكَاءَ مُوْسٰى وَقَالَ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاِذَا اَنَا بِاِبْرَاهِيْمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهٗ اِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَاِذَا هُوَ يَدْخُلُهٗ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُوْدُوْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِيْ اِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى فَاِذَا وَرَقُهَا كَاٰذَانِ الْفِيَلَةِوَاِذَاثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ مَاغَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا وَاَوْحٰى اِلَيَّ مَا اَوْحٰى

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت انس ﷺ سے بیان کرتے ہیں، کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس ایک براق لایا گیا۔ وہ ایک سفید رنگ کا جانور تھا، جس کا قد لمبا، اور وہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ اس کا قدم اس کی حدِ نگاہ پر پڑتا تھا۔ میں اس پر سوار ہوا اور بیت المقدس پہنچا۔ میں نے براق کو اس حلقہ سے باندھ دیا، جس سے انبیاء علیہم السلام باندھا کرتے تھے۔ پھر میں مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا اور دو رکعتیں ادا کیں۔ پھر میں باہر نکلا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ایک شراب اور ایک دودھ کا برتن پیش کیا تو میں نے دودھ کو پسند کیا۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: آپ نے فطرت کو پسند فرمایا۔ پھر بجانب آسمان ہمارا عروج شروع ہوا۔ اس کے بعد حضرت انس ﷺ نے سابق حدیث والا مضمون بیان کیا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ تب حضرت آدم علیہ السلام سامنے تھے۔ انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ اسی طرح آپ نے فرمایا: تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام جنہیں حسن کا آدھا حصہ عطا کیا گیا تھا۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ اور آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رونے کا ذکر نہیں فرمایا۔ اور ساتویں آسمان کے متعلق بتایا کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے

فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰالِكَ فَاِنِّيْ بَلَوْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَخَبَّرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ فَقُلْتُ يَارَبِّ خَفِّفْ عَلٰى اُمَّتِيْ فَحَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّيْ خَمْسًا قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰالِكَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ قَالَ فَلَمْ اَزَلْ اَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّيْ وَبَيْنَ مُوْسٰى حَتّٰى قَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرٌ فَذَالِكَ خَمْسُوْنَ صَلٰوةً مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرًا وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ لَهٗ شَيْئًا فَاِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهٗ سَيِّئَةً وَّاحِدَةً قَالَ فَنَزَلْتُ حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ اِلٰى رَبِّيْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ (رواہ مسلم) 2441-2

تھا۔ وہ بیت المعمور سے کمر لگائے بیٹھے تھے۔ بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جن کی باری پھر کبھی نہیں آتی۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہٰی کے پاس لے جایا گیا۔ اس بیری کے پتے ہاتھیوں کے کانوں کی طرح تھے اور اس کے بیر مٹکوں جیسے تھے۔ جب اس درخت کو بحکم الٰہی کسی ڈھانپنے والی چیز نے ڈھانپ لیا، تو اس کی کیفیت بدل گئی۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے کوئی بھی اس درخت کی خوب صورتی کو بیان کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو وحی بھیجنی تھی اس وحی کا نزول فرمایا۔ اور مجھ پر دن رات میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ پھر میری منزل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس تھی۔ انہوں نے پوچھا: آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا؟ میں نے بتایا ہر دن رات میں پچاس نمازیں۔ انہوں نے کہا اپنے رب کی طرف لوٹیے اور اس سے تخفیف کا سوال کیجئے۔ بلاشبہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ کیونکہ میں نے بنی اسرائیل کو آزما کر دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں اپنے رب کی طرف لوٹ کر گیا اور درخواست پیش کی۔ یارب! میری امت کے لیے کمی کر دے۔ چنانچہ مجھ سے پانچ کم کر دی گئیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف پلٹا اور ان کو بتایا کہ پانچ گھٹا دی گئیں۔ انہوں نے فرمایا، آپ کی امت اس کی بھی متحمل نہیں، اپنے رب کی طرف جائیں اور ان سے مزید تخفیف کا سوال کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اسی طرح میرا اپنے پروردگار اور موسیٰ علیہ السلام کی طرف آنا جانا مسلسل جاری رہا حتیٰ کہ مجھے حکم ہوا، یا محمد ﷺ! اب ہر دن رات کی پانچ نمازیں ہیں۔ ہر نماز کا اجر دس کے برابر ہے۔ اس طرح یہ (ثواب میں) پچاس نمازیں ہی ہیں۔ جس کسی نے کسی بھلائی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہ کیا تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جائے گی۔ اور اگر اس پر عمل کر لیا تو اس کے لیے دس گنا ثواب ہے۔ بصورت دیگر جس نے کسی برائی کا ارادہ کیا؛ اور اس پر عمل نہ کیا تو اس کے لیے کچھ نہیں لکھا جائے گا۔ اور اگر عمل کر لیا تو صرف ایک بدی لکھی جائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر (واپسی کا) نزول شروع

ہوا۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہیں تمام احوال بتائے تو انہوں نے فرمایا' اپنے کے پاس جائیے اور مزید کمی کروائیے۔ اس پر آپ نے فرمایا میں اتنی بار اپنے رب کے حضور حاضر ہوا ہوں کہ اب مجھے اس سے حیا آتی ہے۔" (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَ اَبُوْذَرٍّ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فُرِجَ عَنِّیْ سَقْفُ بَيْتِیْ وَاَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرَئِيْلُ فَفَرَجَ صَدْرِیْ ثُمَّ غَسَلَهٗ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّاِيْمَانًا فَاَفْرَغَهٗ فِیْ صَدْرِیْ ثُمَّ اَطْبَقَهٗ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِیْ فَعَرَجَ بِیْ اِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْتُ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرَئِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ اِفْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ اَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِیَ مُحَمَّدٌ ﷺ فَقَالَ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا فَتَحَ عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا اِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلٰى يَمِيْنِهٖ اَسْوِدَةٌ وَعَلٰى يَسَارِهٖ اَسْوِدَةٌ اِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِیِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ لِجِبْرَئِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اٰدَمُ وَهٰذِهِ الْاَسْوِدَةُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ نَسَمُ بَنِيْهِ فَاَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْاَسْوِدَةُ الَّتِیْ عَنْ شِمَالِهٖ اَهْلُ النَّارِ فَاِذَا نَظَرَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى حَتّٰى عَرَجَ بِیْ اِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَ لِخَازِنِهَا اِفْتَحْ فَقَالَ لَهٗ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُ قَالَ اَنَسٌ فَذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ فِی السَّمٰوَاتِ اٰدَمَ وَاِدْرِيْسَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَاِبْرَاهِيْمَ وَلَمْ

حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاری ﷺ بیان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب میں مکہ معظمہ میں تھا' میرے گھر کی چھت میرے لیے کھولی گئی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام کا نزول ہوا۔ انہوں نے میرا سینہ کھولا۔ پھر اس کو آب زمزم سے دھویا، پھر وہ سونے کی طشتری لائے، جس میں ایمان اور حکمت بھری ہوئی تھی اور اس کو میرے سینے میں انڈیل کر اس کو بند کر دیا۔ پھر میرا ہاتھ تھام کر مجھے آسمان کی طرف عروج فرمایا۔ جب میں آسمانِ دنیا پر پہنچا تو جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کے داروغہ سے کہا' دروازہ کھول دے۔ اس نے پوچھا' کون؟ بتایا' جبرائیل۔ داروغہ نے پوچھا: کیا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ بتایا' ہاں میرے ساتھ محمد (ﷺ) ہیں۔ پھر اس نے پوچھا کیا ان کو بلوایا گیا ہے؟ کہا' ہاں۔ جب دروازہ کھول دیا گیا تو ہم آسمانِ دنیا پر چڑھ گئے وہاں تو ایک آدمی تشریف فرما تھا۔ اور کچھ لوگ اس کے دائیں طرف اور کچھ لوگ بائیں طرف تھے جب وہ دائیں طرف نظر اٹھاتا تو ہنسنے لگتا اور جب بائیں طرف دیکھتا تو رونے لگتا۔ انہوں نے خیر مقدمی کلمات کہے، کہ صالح نبی اور صالح بیٹے آنا مبارک ہو! ۔ میں نے پوچھا۔ یہ کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا: یہ آدم (علیہ السلام) اور ان کے دائیں اور بائیں جانب ان کی اولاد ہے۔ ان میں سے دائیں طرف والے اہل جنت ہیں اور بائیں طرف کے لوگ اہل النار ہیں۔ جب وہ دائیں طرف دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور جب

يُثبِتْ كَيفَ مَنَازِلُهُمْ غَيرَ اَنَّهُ ذَكَرَ اَنَّهُ وَجَدَ اٰدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنيَا وَاِبرَاهِيمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَاَبَا حَبَّةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُولَانِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ عُرِجَ بِي حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى اَسْمَعُ فِيهِ صَرِيفَ الْاَقْلَامِ وَقَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَاَنَسٌ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلٰى اُمَّتِي خَمْسِينَ صَلٰوةً فَرَجَعْتُ بِذَالِكَ حَتّٰى مَرَرْتُ عَلٰى مُوسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ خَمْسِينَ صَلٰوةً قَالَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ فَرَاجَعَنِي فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوسٰى فَقُلْتُ وَضَعَ شَطْرَهَا فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَاتُطِيقُ ذَالِكَ فَرَجَعْتُ فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلَيهِ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَاتُطِيقُ ذَالِكَ فَرَاجَعْتُهُ فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَّهِيَ خَمْسُونَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوسٰى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَّبِّي ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتّٰى انْتَهٰى بِي اِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَغَشِيَهَا اَلْوَانٌ لَا اَدْرِي مَاهِيَ ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا فِيهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ (متفق عليه) 2442-3

بائیں طرف دیکھتے ہیں تو رونے لگتے ہیں۔ پھر ہم نے چڑھنا شروع ہوئے، یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے۔ اس کے داروغہ سے جبرائیل علیہ السلام نے کہا دروازہ کھولو! اس نے بھی جبرائیل علیہ السلام سے پہلے کی طرح گفت و شنید کی۔ حضرت انس ؓ نے بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ نے آسمانوں میں حضرت آدم، ادریس، موسیٰ، عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات کا ذکر فرمایا۔ لیکن ان کی منازل اور مقامات کے تفصیلی حالات نہیں بتائے۔ صرف حضرت آدم علیہ السلام سے آسمان دنیا پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے چھٹے آسمان پر ملاقات کا ذکر فرمایا۔ ابن شہاب کا کہنا ہے۔ کہ ابن حزم نے انہیں خبر دی، کہ حضرت ابن عباس اور ابوحبہ انصاری ؓ بیان کیا کرتے تھے، کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا، پھر مجھے اوپر لے جایا گیا۔ حتیٰ کہ بلند ترین مقام پر پہنچا۔ اس مقام پر قلموں کے لکھنے کی آوازیں آپ کو سنائی دیں۔ حضرت ابن حزم اور انس ؓ کا بیان ہے کہ نبی اکرم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ ان کو لے کر میں واپس ہوا۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزر ہوا، تو انہوں نے دریافت فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے آپ کی امت پر کیا فرض عائد کیا ہے؟ میں نے بتایا اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ انہوں نے کہا، اپنے رب کی طرف واپس جائیے۔ بلا شبہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ چنانچہ میں لوٹا اور اللہ تعالیٰ نے نمازوں کا ایک حصہ کم کر دیا۔ میں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، تو انہوں نے پھر کہا، اپنے رب کے حضور جائیے، بلاشبہ آپ کی امت اس کی بھی متحمل نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ میں پھر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اب یہ پانچ ہیں پچاس کے برابر۔ میرے ہاں فیصلے تبدیل نہیں ہوتے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر

روانہ ہوئے۔حتیٰ کہ میں سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا۔اوراس کومختلف رنگوں نے ڈھانپ لیا۔ان رنگوں کی ماہیت میں نہیں جانتا۔پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا اس جنت میں موتیوں کے گنبد تھے اوراس کی مٹی کستوری تھی۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا اُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اُنْتُهِیَ بِهٖ اِلٰی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی وَهِیَ فِی السَّمَاءِ السَّادِسَةِ اِلَیْهَا یَنْتَهِیْ مَا یُعْرَجُ بِهٖ مِنَ الْاَرْضِ فَیُقْبَضُ مِنْهَا وَاِلَیْهَا یَنْتَهِیْ مَا یُهْبَطُ بِهٖ مِنْ فَوْقِهَا فَیُقْبَضُ مِنْهَا قَالَ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی قَالَ فِرَاشٌ مِّنْ ذَهَبٍ قَالَ فَاُعْطِیَ الصَّلَوٰاتِ الْخَمْسَ وَاُعْطِیَ خَوَاتِیْمَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَّا یُشْرِکُ بِاللّٰهِ مِنْ اُمَّتِهٖ شَیْئًا اَلْمُقْحِمَاتِ (رواہ مسلم)2443-4

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کومعراج کے لئے راتوں رات لے جایا گیا،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہا سدرۃ المنتہیٰ تھی۔اور یہ چھٹے آسمان پر واقع ہے۔جو کچھ زمین سے اوپر لے جایا جاتا ہے،اس کو وہاں روک لیا جاتا ہے۔اور جو کچھ اس کے اوپر سے نیچے اتارا جاتا ہے،اسے بھی وہاں روک لیا جاتا ہے۔پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی۔"اس وقت سدرہ پر چھا رہا تھا،جو کچھ چھا رہا تھا۔"انہوں نے وضاحت کی کہ اس سے مراد سونے کے پتنگے ہیں۔مزید بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین تحفے عطا کئے گئے۔(۱)آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ نمازیں (۲) سورۂ بقرہ کی آخری آیات عطا کی گئیں (۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا اس کے کبیرہ گناہوں کی معافی دی گئی۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ فِی الْحِجْرِ وَقُرَیْشٌ یَّسْاَلُنِیْ عَنْ مَّسْرَایَ فَسَاَلَتْنِیْ عَنْ اَشْیَاءَ مِنْ بَیْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ اُثْبِتْهَا فَکُرِبْتُ کُرْبًا مَّا کُرِبْتُ مِثْلَهٗ فَرَفَعَهُ اللّٰهُ لِیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِ مَا یَسْاَلُوْنِّیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَنْبَاْتُهُمْ وَقَدْ رَاَیْتُنِیْ فِیْ جَمَاعَةٍ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ فَاِذَا مُوْسٰی قَائِمٌ یُصَلِّیْ فَاِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ کَاَنَّهٗ مِنْ رِّجَالِ شَنُوْئَةَ وَاِذَا عِیْسٰی قَائِمٌ یُّصَلِّیْ اَقْرَبُ النَّاسِ بِهٖ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدِ الثَّقَفِیُّ وَاِذَا اِبْرَاهِیْمُ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ اَشْبَهُ النَّاسِ بِهٖ صَاحِبُکُمْ یَعْنِیْ نَفْسَهٗ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَاَمَّمْتُهُمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں،کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' میں حطیم میں موجود تھا،جبکہ قریش مجھ سے میرے مکہ معظّمہ سے بیت المقدس تک راتوں رات سفر کے بارے دریافت کر رہے تھے۔وہ مجھ سے بیت المقدس کی ان چیزوں کی تفصیلات دریافت کر رہے تھے،جواب میرے ذہن میں محفوظ نہ تھیں۔میں اس حالت میں ایسے کرب میں مبتلا تھا،کہ قبل ازیں ایسے کرب میں کبھی مبتلا نہ ہوا تھا۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میری نظروں کے سامنے کر دیا۔اب وہ جس چیز کے بارے دریافت کرتے میں اس کی تفصیل بتا دیتا۔بلا شبہ میں نے اپنے آپ کو جماعت انبیا میں پایا۔جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز میں

فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلٰوةِ قَالَ لِيْ قَائِلٌ يَامُحَمَّدُ هٰذَا مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ اِلَيْهِ فَبَدَأَنِيْ بِالسَّلَامِ (رواه مسلم) 5-2444

حالت قیام میں تھے۔ وہ ہلکے لیکن مضبوط جسم کے مالک تھے، گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ کے فرد ہوں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز ادا کر رہے تھے۔ عروہ بن مسعود ثقفی تمام انسانوں سے زیادہ ان سے مشابہ ہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ ان سے سب انسانوں سے زیادہ مشابہت تمہارا صاحب ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا اشارہ اپنی ذات کی طرف تھا۔ پھر جب نماز کا وقت ہوا تو میں نے امامت کرائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو کسی کہنے والے نے کہا: یہ مالک داروغۂ جہنم ہیں، ان کو سلام کیجئے! میں ان کی طرف ملتفت ہوا، لیکن اس نے سلام میں پہل کر لی۔ (مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ جَابِرٍ ؓ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَنِيْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِيْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ اٰيَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ (متفق عليه) 6-2445

تیسری فصل

حضرت جابر ؓ نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جب قریش نے (واقعۂ معراج کے متعلق) مجھے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے روشن کر دیا۔ میں بیت المقدس کا مشاہدہ کر کے اس کی نشانیاں ان کو بتاتا رہا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ آپ نے معراج حالتِ بیداری اور جسمِ اطہر کے ساتھ کیا۔
۲۔ معراج میں جنت، دوزخ اور سات آسمانوں کا معائنہ کروایا گیا۔
۳۔ معراج میں آپ نے بڑے بڑے انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقات فرمائی۔
۴۔ معراج کے موقع پر مشروبات میں آپ نے شراب اور شہد کی بجائے دودھ پینا پسند فرمایا۔
۵۔ نمازیں ثواب کے اعتبار سے پچاس، لیکن گنتی کے اعتبار سے پانچ ہوئیں۔
۶۔ سفرِ معراج بیت اللہ، تا بیت المقدس براق پر اور آسمانوں پر آپ کو حضرت جبرئیل لے گئے۔
۷۔ معراج کے موقع پر آپ نے تمام انبیا علیہم السلام کی بیت المقدس میں جماعت کروائی۔
۸۔ معراج کے متعلق سوال کا جواب دینے کے لیے آپ کے سامنے بیت المقدس پیش کیا گیا۔
۹۔ معراج کے موقع پر آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف پایا۔

❁❁❁

بَابُ فِي الْمُعْجِزَاتِ

معجزات کے باب میں

معجزہ کا معنیٰ ہے دوسرے کو عاجز کر دینے والی چیز۔ اور شریعت کی اصطلاح میں معجزہ ایسے واقع کو کہتے ہیں جو کفار کو لاجواب کرنے کے ساتھ ساتھ اہلِ حق کے ایمان کی تقویت کا موجب بنتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ پیغمبروں کی تائید کے لیے انہیں عطا فرماتا ہے۔ معجزہ صرف اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا کرشمہ ہوا کرتا ہے۔ معجزہ پر پیغمبر کو کوئی خود اختیار نہیں ہوتا' کہ وہ جس وقت چاہے' جیسے اور جس طرح چاہے اس کا مظاہرہ کر سکے۔ اس بات کی تائید میں انبیاء کرام کے حالاتِ زندگی سے بیسیوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ جن میں سے ایک مثال سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام کی ہے۔ ایک وقت تھا جب ان کے لختِ جگر حضرت یوسف علیہ السلام اپنے ہی علاقے کے ایک کنویں میں بڑی بے چارگی کے عالم میں پڑے ہوئے ہیں اور حضرت یعقوب کو کوئی خبر نہ ہو پائی' پھر بیٹا سفر کی ٹھوکریں' غلامی کی صعوبتیں اور جیل کی سختیاں برداشت کرنے کے بعد مصر کے اقتدار پر براجمان ہوتا ہے۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام دو مرتبہ اپنے بیٹوں کے ذریعے غلہ حاصل کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ نہیں جان پاتے' کہ جس بیٹے کے لیے روتے ہوئے میری آنکھیں بینائی سے محروم ہو چکی ہیں' وہ تو عزیزِ مصر کی حیثیت سے ہمیں غلہ دے رہا ہے۔ لیکن ایک دن یکایک فرمانے لگتے ہیں کہ میں اپنے بیٹے کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں!۔

یہ ہے معجزے کی حیثیت کہ جب تک اللہ تعالیٰ پیغمبر کو اپنی جناب سے کوئی خبر یا معجزہ عطا نہیں فرماتے اس وقت تک نبی بھی بے بس اور لاچار ہوا کرتا ہے۔

اکثر معجزات انبیاء علیہم السلام سے اس وقت وقوع پذیر ہوئے جب ان کے مخالفین نے ہر قسم کے دلائل اور شواہد کا نہ صرف انکار کیا' بلکہ تکرار اور اصرار کے ساتھ پر مطالبہ کیا کہ ہم اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے' جب تک آپ فلاں کام ہمارے سامنے نہ کر کے دکھائیں۔ مگر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ کام یعنی معجزہ رونما ہو جاتا تو کافر اس کو جادو قرار دے کر جھٹلا دیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیا علیہم السلام کی تحریک صرف معجزات کی بنیاد پر آگے نہیں بڑھی بلکہ دلائل اور جدوجہد کے ذریعے آگے بڑھا کرتی تھی۔ اس بات میں اہلِ حق کے لیے یہ سبق مضمر ہے کہ اگر تم اپنی ذات اور معاشرے میں تبدیلی کے خواہاں ہو تو کسی معجزے اور کرامت کا انتظار کرنے کی بجائے اپنے اخلاص اور کاوش میں اضافہ کرتے جاؤ۔ تاکہ تمہیں دنیا کی کامیابی اور آخرت کی سرخروئی حاصل ہو سکے۔

سب سے زیادہ اور بڑے بڑے معجزات نبی آخر الزماں ﷺ کو عطا کیے گئے۔ مثلاً رات کے مختصر حصہ میں بیت المقدس اور ساتوں آسمان کی سیر کر کے واپس آنا' آپ کی انگلیوں سے پانی کے فوارے چھوٹنا' لعاب مبارک سے زخم کا ٹھیک ہونا' انگلی کے اشارہ سے چاند کا دو ٹکڑے ہونا' حتیٰ کہ آپ کے ہاتھوں میں سنگریزوں کا کلمہ پڑھنا۔ جن کی تفصیل ابھی آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

الفصل الاوّل

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ اَنَّ اَبَا بَكْرِ نِ الصِّدِّيقَ قَالَ نَظَرْتُ اِلٰى اَقْدَامِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى رُؤُوْسِنَا وَنَحْنُ فِي الْغَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ اِلٰى قَدَمِهِ اَبْصَرَنَا فَقَالَ يَا اَبَابَكْرٍ مَاظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا. (متفق عليه)2446-1

پہلی فصل

حضرت انس بن مالک ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے بتایا کہ جب ہم غارِ ثور میں تھے تو میں نے مشرکین مکہ کے پاؤں اپنے سروں کے اوپر دیکھے تو رسول اللہ ﷺ کو آہستہ سے اپنے خدشے کا اظہار کیا کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنے پاؤں کی طرف نظر ڈالی تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ نبی کریم ﷺ نے باطمینان فرمایا' ابوبکر! ان دو کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے' جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے؟ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷺ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ يَا اَبَا بَكْرٍ حَدِّثْنِيْ كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِيْنَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتّٰى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ وَ خَلَا الطَّرِيْقُ لَا يَمُرُّ فِيْهِ اَحَدٌ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيْلَةٌ لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَاْتِ عَلَيْهَا الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا عِنْدَهَا وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَكَانًا بِيَدَيَّ يَنَامُ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُ عَلَيْهِ فَرْوَةً وَ قُلْتُ نَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنَا اَنْفُضُ مَا حَوْلَكَ فَنَامَ وَخَرَجْتُ اَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ وَاِذَا اَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ قُلْتُ اَفِيْ غَنَمِكَ لَبَنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ اَفَتَحْلِبُ قَالَ نَعَمْ فَاَخَذَ شَاةً فَحَلَبَ فِيْ قَعْبٍ كُثْبَةً مِّنْ لَبَنٍ وَمَعِيَ اِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ يَرْتَوِيْ فِيْهَا يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّاُ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهُ فَوَافَقْتُهُ حَتّٰى اسْتَيْقَظَ فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ اَسْفَلُهُ فَقُلْتُ اِشْرَبْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ ثُمَّ قَالَ اَلَمْ يَاْنِ

براء بن عازب ﷺ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق ﷺ سے دریافت فرمایا۔ یا ابوبکر! جب آپ نے رسول اکرم ﷺ کی معیت میں سفر (ہجرت) شروع کیا تو آپ دونوں نے کیا تھا؟ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے بتایا' کہ ہم رات بھر اور اگلے دن دوپہر تک چلتے رہے۔ راستہ خالی تھا' کوئی ذی روح نہیں گزر رہا تھا۔ اور ایک لمبی اٹھی ہوئی چٹان دکھائی۔ اس چٹان کا سایہ تھا اور سورج اس طرف نہیں تھا۔ چنانچہ ہم اس چٹان کے پاس اترے۔ اور میں نے اپنے ہاتھوں سے نبی کریم ﷺ کے لیٹنے کے لیے جگہ درست کی اور اس پر پوستین بچھا کر عرض کیا' یا رسول اللہ! سو جایئے۔ میں آس پاس پہرہ دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ محوِ خواب ہو گئے اور میں ماحول کا جائزہ لینے کے لیے اٹھا تو میرا سامنا ایک چرواہے سے ہوا۔ میں نے اس سے پوچھا: کیا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا: ہاں ہے۔ میں نے کہا: کیا تم کچھ دودھ دوہ دو گے؟ اس نے کہا: کیوں نہیں۔ پھر اس نے ایک بکری کو پکڑا اور لکڑی کے پیالے میں کچھ دودھ دوہا۔ میرے پاس ایک برتن تھا' جسے میں نے نبی کریم ﷺ کے لیے خاص طور پر رکھا ہوا تھا' تا کہ

لِلرَّحِيْلِ قُلْتُ بَلٰی قَالَ فَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ ابْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ اُتِيْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَارْتَطَمَتْ بِهٖ فَرَسُهٗ اِلٰی بَطْنِهَا فِیْ جَلَدٍ مِّنَ الْاَرْضِ فَقَالَ اِنِّیْ اَرَاكُمَا دَعَوْتُمَا عَلَیَّ فَادْعُوَا لِیْ فَاللّٰهُ لَكُمَا اَنْ اَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ فَدَعَالَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَنَجَا فَجَعَلَ لَا يَلْقٰی اَحَدًا اِلَّا قَالَ كُفِيْتُمْ مَا هٰهُنَا فَلَا يَلْقٰی اَحَدًا اِلَّا رَدَّهٗ. (متفق علیہ)
2-2447

آپ اس سے پانی پی سکیں اور وضو کر سکیں۔ پھر میں حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے آپ کو بیدار کرنا پسند نہیں کیا۔ میں نے آپ کو آرام فرمانے دیا حتی کہ آپ خود بیدار ہوئے تب میں نے دودھ میں پانی ملایا اور وہ کافی ٹھنڈا ہو گیا ۔ پھر میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! نوش فرمائیں۔ آپ نے نوش فرمایا اور مجھے خوشی ہوئی۔ آپ نے فرمایا' کیا کوچ کا وقت نہیں ہوا؟ میں نے عرض کیوں نہیں' حضرت ابوبکر ؓ نے بتاتے ہیں' کہ ہم سورج ڈھلنے کے بعد روانہ ہوئے۔ اور سراقہ بن مالک نے ہمارا پیچھا کیا' تو میں نے آپ سے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! دشمن ہم تک آ پہنچا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا: غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ نبی محترم ﷺ نے اس کو بددعا دی' تو اس کا گھوڑا پیٹ تک سخت زمین میں دھنس گیا۔ وہ عرض کرنے لگا میرا خیال ہے کہ آپ لوگوں نے مجھے بددعا دی ہے۔ آپ میرے لیے دعا فرمائیں' میں اللہ تعالیٰ کو ضامن بناتا ہوں' کہ میں آپ کی تلاش میں آنے والوں کو واپس پھیر دوں گا۔ پھر آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی ' تو اس کو نجات ملی۔ تب جس کسی سے اس کی ملاقات ہوتی تو وہ کہتا۔ بے فکر ہو جاؤ۔ اس طرف کوئی نہیں آیا۔ وہ جس کسی کو ملتا اسے واپس لوٹائے بغیر نہ رہتا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ سَمِعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ بِمَقْدَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِیْ اَرْضٍ يَخْتَرِفُ فَاَتَی النَّبِيَّ ﷺ وَقَالَ اِنِّیْ سَائِلُكَ عَنْ ثَلٰثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا نَبِیٌّ فَمَااَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا اَوَّلُ طَعَامِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَا يَنْزِعُ الْوَلَدَ اِلٰی اَبِيْهِ اَوْ اِلٰی اُمِّهٖ قَالَ اَخْبَرَنِیْ بِهِنَّ جِبْرَئِيْلُ اٰنِفًا اَمَّا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَی الْمَغْرِبِ وَاَمَّا اَوَّلُ طَعَامٍ يَاْكُلُهٗ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوْتٍ وَّاِذَاسَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْاَةِ نَزَعَ

حضرت انس ؓ کا بیان ہے' کہ حضرت عبداللہ بن سلام ؓ نے رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے متعلق سنا۔ وہ اس وقت کھیتی باڑی کر رہا تھا۔ چنانچہ وہ نبی محترم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ سے ایسی تین باتوں کے بارے میں سوال کرتا ہوں' جن کو نبی کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ وہ پوچھتا ہے کہ (۱) قیامت کی پہلی نشانی کیا ہوگی؟ (۲) جنت والوں کا سب سے پہلا کھانا کیا ہوگا؟ (۳) اور بچے کی اپنے باپ یا ماں کے ساتھ مشابہت کس وجہ سے ہوتی ہے؟ آپ نے جواب دیا' حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان باتوں کے بارے میں ابھی ابھی مجھے خبر دی

الْوَلَدَ وَإِذَاسَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ نَزَعَتْ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ بُهُتٌ وَّاِنَّهُمْ اِنْ يَّعْلَمُوْا بِاِسْلَامِیْ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَسْئَلَهُمْ يَبْهَتُوْنِیْ فَجَاءَ تِ الْيَهُوْدُ فَقَالَ اَیُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ ﷺ فِيْكُمْ قَالُوْا اِنَّهُ خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا فَقَالَ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ ﷺ قَالُوْا اَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذَالِكَ فَخَرَجَ عَبْدُاللّٰهِ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا فَانْتَقَصُوْهُ قَالَ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُ اَخَافُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ. (رواه البخاری) 2448-3

ہے۔(۱) قیامت کی پہلی نشانی آگ ہوگی' جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی جانب اکٹھا کردے گی' (۲) اہل جنت کا پہلا طعام جسے وہ کھائیں گے مچھلی کے جگر کا ٹکڑا ہوگا (۳) اور جب آدمی کا نطفہ عورت کے نطفہ پر سبقت لے جاتا ہے تو بچہ والد کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور اگر عورت کا نطفہ مرد کے نطفے پر غالب آجائے تو بچہ ماں کے مشابہ ہوتا ہے۔ جواب سن کر عبداللہ بن سلام ﷺ پکار اٹھے' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یارسول اللہ! قوم یہود بہتان طراز ہے۔ ان کو میرے اسلام کے بارے معلوم نہ ہو۔ ورنہ وہ مجھ پر بہتان لگائیں گے۔ چنانچہ یہودی آئے تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا' تم میں عبد اللہ بن سلام کیسے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا وہ ہم سب سے بہتر ہیں اور بہترین شخص کے بیٹے ہیں۔ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا' اگر عبد اللہ بن سلام اسلام قبول کرلے' تو تمہاری کیا رائے ہوگی؟ وہ کہنے لگے: اس بات سے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی پناہ میں رکھے۔ اس پر عبداللہ بن سلام سامنے آگئے اور اعلان فرمایا' کہ میں گواہی دیتا ہوں' کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کا رسول ہے۔ اب یہودی کہنے لگے: یہ ہم میں سے بدترین ہے اور بدترین باپ کا بیٹا ہے۔ اس طرح انہوں نے عبداللہ بن سلام ﷺ میں نقص نکالے۔ عبداللہ بن سلام ﷺ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہی بات تھی جس کا مجھے خوف تھا۔ (بخاری)

عَنْهُ ﷺ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شَاوَرَ حِيْنَ بَلَغَنَا اِقْبَالُ اَبِیْ سُفْيَانَ وَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نُّخِيْضَهَا الْبَحْرَ لَاَخَضْنَاهَا وَلَوْاَمَرْتَنَا اَنْ نَّضْرِبَ اَكْبَادَهَا اِلٰى بَرْكِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا قَالَ فَنَدَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى نَزَلُوْا بَدْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَيَضَعُ

حضرت انس ﷺ ہی سے روایت ہے' کہ رسول اکرم ﷺ نے ابوسفیان کے قافلے کی خبر ملنے پر مشورہ فرمایا' تو حضرت سعد بن عبادہ ﷺ نے کھڑے ہو کر عرض کیا' یارسول اللہ ﷺ! اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر آپ ہمیں اپنی سواریوں کو سمندر میں ڈالنے کا حکم دیں گے تو ہم ان کو سمندر میں بھی داخل کردیں گے۔ اور اگر آپ ہمیں حکم دیں گے کہ اپنی سواریوں کو ہانکتے ہوئے برک الغماد تک لے جائیں' تو ہم یہ بھی کر گزریں گے۔

يَدَهٗ عَلَى الْاَرْضِ هٰهُنَا وَهٰهُنَا قَالَ فَمَا مَاتَ اَحَدُهُمْ عَنْ مَّوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. (رواہ مسلم) 4-2449

چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کو نکلنے کا حکم دیا' تو وہ روانہ ہوئے' حتیٰ کہ بدر میں اترے۔ اب رسول محترم ﷺ نے فرمایا' یہ فلاں فلاں کی ہلاکت کی جگہ ہے۔ اور آپ نے زمین پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا کہ یہاں اور یہاں اشارہ کیا۔ حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ ان میں سے کوئی بھی رسول اکرم ﷺ کے رکھے ہوئے ہاتھ کی جگہ سے ادھر ادھر نہیں مرا۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ يَّوْمَ بَدْرٍ اَللّٰهُمَّ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَاَخَذَ اَبُوْ بَكْرٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ حَسْبُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ فَخَرَجَ وَهُوَ يَثِبُ فِي الدِّرْعِ وَهُوَ يَقُوْلُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ. (رواہ البخاری) 5-2450

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی معظم ﷺ بدر کے دن ایک خیمے تھے اور دعا کی اے اللہ میں تجھے تیرے عہد اور تیرے وعدے کو وسیلہ بناتا ہوں۔ اے ہمارے الہٰا! اگر تجھے منظور ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے۔۔۔ تو اس پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے آپ کا ہاتھ تھاما اور عرض کیا یا رسول اللہ! بس کیجیے یہ آپ کے لئے کافی ہے آپ نے آہ وزاری سے اپنے رب کو پکارا ہے۔ پھر آپ زرہ پہنے باہر نکلے اور آپ ﷺ یہ فرمار ہے تھے۔ عنقریب کفار کے گروہ کو شکست کا سامنا ہوگا اور وہ پیٹھ پھیر جائیں گے۔ (بخاری)

وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ هٰذَا جِبْرَئِيْلُ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِهٖ عَلَيْهِ اَدَاةُ الْحَرْبِ (رواہ البخاری) 6-2451

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے دن فرمایا' یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے اپنے گھوڑے کے سر کو پکڑا ہوا ہے اور اس پر سامان حرب ہے۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ يَّشْتَدُّ فِيْ اَثَرِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اَمَامَهٗ اِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسَّوْطِ فَوْقَهٗ وَصَوْتَ الْفَارِسِ يَقُوْلُ اَقْدِمْ حَيْزُوْمُ اِذْ نَظَرَ اِلَى الْمُشْرِكِ اَمَامَهٗ خَرَّ مُسْتَلْقِيًا فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ اَنْفُهٗ وَشُقَّ وَجْهُهٗ كَضَرْبَةِ السَّوْطِ فَاخْضَرَّ ذٰلِكَ اَجْمَعُ فَجَاءَ الْاَنْصَارِيُّ فَحَدَّثَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ صَدَقْتَ ذٰلِكَ مِنْ

حضرت ابن عباس ؓ ہی نے بتایا' کہ بدر کے دن ایک مسلمان مشرکین میں سے ایک آدمی کا تعاقب کر رہا تھا۔ اتنے میں اس نے اپنے آگے کوڑے کی ضرب کی آواز سنی' نیز گھوڑ سوار کو یہ کہتے سنا' اے تیز گام! آگے بڑھو۔ پھر اس نے دیکھا تو وہ مشرک اس کے سامنے گرا پڑا ہے۔ دیکھا تو اس کی ناک زخمی اور چہرہ پھٹا ہوا تھا جیسے کوڑے کی ضرب سے ہوتا ہے اور چوٹ والی تمام جگہ سبز ہوگئی تھی۔ اس انصاری نے پلٹ کر رسول اکرم ﷺ سے تمام ماجرا عرض

مَدَدِ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَقَتَلُوْا يَوْمَئِذٍ سَبْعِيْنَ وَاَسَرُوْا سَبْعِيْنَ (رواه مسلم) 7-2452

کیا تو آپ نے فرمایا' تو سچ کہتا ہے۔ یہ تیسرے آسمان سے مدد تھی۔ چنانچہ اس روز مسلمانوں نے ستر مشرکین کو قتل کیا اور ستر ہی قیدی بنائے۔ (مسلم)

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ رَاَیْتُ عَنْ یَّمِیْنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَعَنْ شِمَالِہٖ یَوْمَ اُحُدٍ رَجُلَیْنِ عَلَیْھِمَا ثِیَابٌ بِیْضٌ یُقَاتِلَانِ کَاَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَاَیْتُھُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ یَعْنِیْ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ. (متفق علیه) 8-2453

حضرت سعد بن ابی وقاص ﷛ کا بیان ہے' کہ احد کے دن میں نے رسول اکرم ﷺ کے دائیں بائیں سفید کپڑوں میں ملبوس دو شخص دیکھے وہ شدید لڑائی کر رہے تھے میں نے ان کو اس سے پہلے یا بعد کبھی نہیں دیکھا۔ یعنی حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ الْبَرَاءِ ﷛ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ ﷺ رَھْطًا اِلٰی اَبِیْ رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَیْہِ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ عَتِیْکٍ بَیْتَہٗ لَیْلًا وَّھُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَہٗ فَقَالَ عَبْدُاللّٰہِ فَوَضَعْتُ السَّیْفَ فِیْ بَطْنِہٖ حَتّٰی اَخَذَ فِیْ ظَھْرِہٖ فَعَرَفْتُ اَنِّیْ قَتَلْتُہٗ فَجَعَلْتُ اَفْتَحُ الْاَبْوَابَ حَتّٰی انْتَھَیْتُ اِلٰی دَرَجَۃٍ فَوَضَعْتُ رِجْلِیْ فَوَقَعْتُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّقْمِرَۃٍ فَانْکَسَرَتْ سَاقِیْ فَعَصَبْتُھَا بِعِمَامَۃٍ فَانْطَلَقْتُ اِلٰی اَصْحَابِیْ فَانْتَھَیْتُ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَحَدَّثْتُہٗ فَقَالَ اُبْسُطْ رِجْلَکَ فَبَسَطْتُ رِجْلِیْ فَمَسَحَھَا فَکَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَکِھَا قَطُّ (رواہ البخاری) 9-2454

حضرت براء بن عازب ﷛ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابو رافع یہودی کو قتل کرنے کے لیے چند صحابہ ﷛ کو بھیجا۔ وہاں پہنچ کر حضرت عبداللہ بن عتیک ﷛ رات کے اندھیرے میں اس کے گھر میں داخل ہوئے جب کہ وہ سویا ہوا تھا اور اس کو قتل کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن عتیک ﷛ کا بیان ہے کہ میں نے اس کے پیٹ میں تلوار اتاردی جو اس کی کمر سے پار ہو گئی۔ جب مجھے اس کے قتل کا یقین ہو گیا تو دروازے کھول کر سیڑھی پر پہنچا۔ چاندنی رات میں اپنا پاؤں آگے رکھا تو نیچے گر پڑا۔ اس سے میری پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ میں نے اس کو اپنی پگڑی سے اچھی طرح باندھ لیا۔ اور چلتا ہوا اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا۔ واپس نبی محترم ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا تو آپ سے تمام ماجرا کہہ سنایا۔ آپ نے فرمایا' اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ میں نے اپنا پاؤں پھیلایا تو آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا' تو یوں محسوس ہوا گویا میرے پاؤں میں کبھی کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ (بخاری)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اِنَّا یَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ کُدْیَۃٌ شَدِیْدَۃٌ فَجَاؤُوا النَّبِیَّ ﷺ فَقَالُوْا ھٰذِہٖ کُدْیَۃٌ عَرَضَتْ فِی الْخَنْدَقِ فَقَالَ

حضرت جابر ﷛ فرماتے ہیں کہ ہم جنگِ خندق میں خندق کھود رہے تھے' تو ایک سخت چٹان آ گئی۔ سب نبی رحمت ﷺ کی خدمتِ اقدس میں آئے اور عرض کیا کہ خندق کے

اَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهُ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ وَّلَبِثْنَا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ لَا نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَاَخَذَا لنَّبِيُّ ﷺ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فِي الْكُدْيَةِ فَعَادَ كَثِيْبًا اَهْيَلَ فَانْكَفَأْتُ اِلَى اِمْرَاَتِيْ فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ خَمَصًا شَدِيْدًا فَاَخْرَجَتْ جِرَابًا فِيْهِ صَاعٌ مِّنْ شَعِيْرٍ وَّلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتِ الشَّعِيْرَ حَتّٰى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا وَطَحَنَتْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ فَتَعَالَ اَنْتَ وَنَفَرٌ مَّعَكَ فَصَاحَ النَّبِيُّ ﷺ يَا اَهْلَ الْخَنْدَقِ اِنَّ جَابِرًا صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلَابِكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتّٰى اَجِيْءَ وَجَاءَ فَاَخْرَجْتُ لَهُ عَجِيْنًا فَبَصَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ اِلٰى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ اُدْعِيْ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعَكِ وَاقْدَحِيْ مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوْهَا وَهُمْ اَلْفٌ فَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَاَكَلُوْا حَتّٰى تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا وَاِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَاِنَّ عَجِيْنَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ. (متفق عليه)10-2455

درمیان ایک سخت چٹان آ گئی ہے۔آپ نے فرمایا' میں (اسے توڑنے کے لیے) آتا ہوں۔پھر آپ کھڑے ہوئے اور آپ کے پیٹ پر ایک پتھر بندھا ہوا تھا' کیونکہ تین دن سے ہم نے کچھ نہ کھایا تھا۔نبی کریم ﷺ نے گینتی اٹھائی اور ایسی ضرب لگائی کہ وہ چٹان بھر بھری ریت کی مانند ہو گئی۔حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور پوچھا: کیا تیرے پاس کچھ موجود ہے؟ کیونکہ میں نے نبی معظم ﷺ کو سخت بھوک میں مبتلا پایا ہے۔ اس نے ایک تھیلا' نکالا جس میں ایک صاع (تقریباً اڑھائی کلوگرام) جو تھے اور ہمارے پاس ایک چھوٹا سا دنبہ تھا۔چنانچہ ہم نے اس کو ذبح کیا۔میری بیوی نے جو پیسے اور گوشت ہنڈیا میں چڑھا دیا۔ میں نبی معظم ﷺ کی خدمت میں آیا اور یوں سرگوشی کی' یا رسول اللہ! ہم نے اپنا دنبہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو پیسے ہیں' اس لیے آپ اپنے چند رفقا کے ساتھ تشریف لے چلیے۔ نبی کریم ﷺ نے بآواز بلند فرمایا' اے اہل خندق! جابر نے ضیافت کا اہتمام کیا ہے۔فوراً آ جاؤ۔اور رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی' کہ میرے آنے تک نہ اپنی ہنڈیا اتارنا اور نہ اپنے آٹے کی روٹیاں پکانا۔آپ کی تشریف آوری پر آپ کی خدمت میں آٹا پیش کر دیا۔آپ نے اپنا لعاب دہن اس میں ڈالا اور برکت کی دعا۔کی پھر آپ ہنڈیا کی طرف آئے اور اس میں لعاب ڈالتے ہوئے برکت کی دعا کی۔پھر میری بیوی سے فرمایا اپنے ساتھ ایک اور روٹی پکانے والی کو بلاؤ' وہ تمہارے ساتھ روٹیاں پکاتی رہے۔اور سالن نکالتے رہو لیکن ہنڈیا کو مت اتارنا۔کھانے والے ایک ہزار تھے۔میں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاتا ہوں' کہ سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا' یہاں تک کہ کھانا بچ گیا۔اور وہ سب سیر ہو کر پلٹ گئے اور ہماری ہنڈیا جوں کی توں بھری ہوئی اور ہمارا پکایا جانے والا آٹا حسب سابق تھا۔(بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ

حضرت ابو قتادہ ؓ نے بیان کیا' کہ خندق کی کھدائی کے

لِعَمَّارٍ ﷺ حِيْنَ يَحْفِرُ الْخَنْدَقَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ وَيَقُوْلُ بُؤسَ ابْنِ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ (رواه البخاری) 2456-11

دوران رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت عمار ﷺ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا۔ ابن سمیہ! تمہیں سخت تکلیفیں پہنچیں گی اور باغیوں کا ایک گروہ تمہیں قتل کرے گا۔ (مسلم)

وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ ﷺ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ حِيْنَ اَجْلَى الْاَحْزَابَ عَنْهُ الْاٰنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَنَا نَحْنُ نَسِيْرُ اِلَيْهِمْ (رواه البخاری) 2457-12

حضرت سلیمان بن صرد ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کفار کی فوجوں کو مدینہ منورہ سے منتشر ہونے پر فرمایا' اب ہم ان پر پیش قدمی کریں گے۔ وہ ہم پر چڑھائی نہ کرسکیں گے بلکہ ہم ان کی طرف بڑھیں گے۔ (بخاری)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ اَتَاهُ جِبْرَئِيْلُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُهُ اُخْرُجْ اِلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَاَيْنَ فَاَشَارَ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَيْهِمْ. (متفق علیه)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَ اَنَسٌ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِيْ زُقَاقِ بَنِيْ غَنْمٍ مَوْكِبَ جِبْرَئِيْلَ حِيْنَ سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ. 2458-13

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' کہ جب رسول معظم ﷺ نے خندق کی جنگ سے واپس تشریف لاکر ہتھیار اتار دیے اور غسل فرمایا' تو حضرت جبرائیل اپنے سر سے گرد وغبار جھاڑتے ہوئے حاضرِ خدمت ہوئے اور فرمایا' آپ نے ہتھیار رکھ بھی دیے؟ اللہ کی قسم! میں نے نہیں اتارے۔ میں ان کی طرف بڑھ رہا ہوں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کن کی طرف؟ انہوں نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ بھی ان کی طرف نکل گئے۔ (بخاری و مسلم) بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری روایت میں حضرت انس ﷺ نے اس طرح بیان کیا' کہ رسول اللہ ﷺ کی بنو قریظہ کی طرف روانگی کے وقت بنی غنم کی گلیوں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے دستے کا اٹھتا ہوا غبار میری نظروں کے سامنے ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ اَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ قَالُوْا لَيْسَ عِنْدَنَا مَا نَتَوَضَّأُ بِهِ وَنَشْرَبُ اِلَّا مَا فِيْ رَكْوَتِكَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُ بَيْنَ اَصَابِعِهِ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ

حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں: حدیبیہ کے روز لوگوں نے شدت کی پیاس محسوس کی اور رسول محترم ﷺ کے سامنے ایک برتن تھا۔ آپ نے اس سے وضو فرمایا۔ اس کے بعد صحابہ کرام ﷺ آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا: کہ ہمارے پاس آپ کے اس برتن میں موجود پانی کے سوا کوئی پانی نہیں ہے کہ ہم وضو کرسکیں یا پی سکیں چنانچہ نبی اکرم ﷺ

قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قِيْلَ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً (متفق عليه) 14-2459

نے اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں ڈالا' تو پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان میں سے چشمہ کی مانند ابلنے لگا۔ حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سیر ہو کر پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابر ﷺ سے پوچھا گیا' (اس وقت) آپ لوگ کتنے تھے؟ انہوں نے بتایا' ہم پندرہ سو تھے لیکن اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کفایت کرتا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ﷺ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيْهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَتَاهَا فَجَلَسَ عَلٰى شَفِيْرِهَا ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِّنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهُ فِيْهَا ثُمَّ قَالَ دَعُوْهَا سَاعَةً فَأَرْوَوْا أَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتّٰى ارْتَحَلُوْا. (رواه البخاری) 15-2460

حضرت براء بن عازب ﷺ بتاتے ہیں' کہ حدیبیہ کے دن نبی کریم ﷺ کی معیت میں ہم چودہ سو آدمی تھے اور حدیبیہ کے کنویں سے پانی نکالتے رہے کہ اس میں ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ کنویں پر آئے اس کی منڈھیر پر بیٹھ گئے اور پانی کا برتن منگوایا اور وضو کیا پھر ایک کلی کی اور دعا مانگتے ہوئے کلی والا پانی کنویں میں ڈالا' پھر ہدایت فرمائی کہ کچھ دیر کنویں کو اسی طرح رہنے دو۔ پھر انہوں نے کوچ کرنے تک خود کو اپنی سواریوں کو خوب سیراب کیا۔ (بخاری)

وَعَنْ عَوْفٍ ﷺ عَنْ أَبِیْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ ﷺ قَالَ كُنَّا فِیْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ فَاشْتَكٰى إِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَلَ فَدَعَا فُلَانًا كَانَ يُسَمِّيْهِ أَبُوْرَجَاءٍ وَنَسِيَهُ عَوْفٌ وَدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ اذْهَبَا فَابْتَغِيَا الْمَاءَ فَانْطَلَقَا فَتَلَقَّيَا امْرَأَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ أَوْ سَطِيْحَتَيْنِ مِنْ مَّاءٍ فَجَاءَا بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاسْتَنْزَلُوْهَا عَنْ بَعِيْرِهَا وَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ بِإِنَاءٍ فَفَرَّغَ فِيْهِ مِنْ أَفْوَاهِ الْمَزَادَتَيْنِ وَنُوْدِیَ فِی النَّاسِ اِسْقُوْا فَاسْتَقَوْا قَالَ فَشَرِبْنَا عِطَاشًا أَرْبَعِيْنَ رَجُلًا حَتّٰى رَوِيْنَا فَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَإِدَاوَةٍ وَأَيْمُ اللّٰهِ لَقَدْ أُقْلِعَ عَنْهَا وَإِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْنَا أَنَّهَا أَشَدُّ مِلْأَةً

حضرت عوف' حضرت ابو رجا سے وہ عمران بن حصین ﷺ سے' نبی کریم ﷺ کی معیت میں ایک سفر کے بارے بتاتے ہیں۔ کہ صحابہ کرام ﷺ نے آپ سے شدید پیاس کی شکایت کی۔ چنانچہ آپ اتر پڑے اور ایک آدمی کو بلایا۔ حضرت ابو رجاء ﷺ نے اس کا نام بتایا لیکن حضرت عوف ﷺ اس کا نام بھول گئے۔ نیز آپ نے حضرت علی ﷺ کو بلایا اور ان دونوں کو پانی کی تلاش میں بھیجا۔ وہ دونوں روانہ ہوئے اور ان کو ایک عورت ملی' جو پانی کے دو مشکیزوں کے درمیان سوار تھی۔ وہ اس کو لے کر نبی رحمت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسے اس کے اونٹ سے اتارا گیا اور آپ نے پانی کا ایک برتن منگوایا اور ان دونوں مشکیزوں سے پانی اس میں انڈیلا۔ اور لوگوں میں منادی کرا دی کہ پانی لے لو۔ چنانچہ سب نے حسبِ ضرورت پانی لے لیا۔ حضرت ابن

مِّنْهَا حِيْنَ ابْتُدِئُ. (متفق عليه) 16-2461

عوف رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے سیر ہو کر پیا پھر اپنے مشکیزے اور برتن بھی بھر لیے۔ اللہ کی قسم! جب لوگ پانی بھر کر واپس پلٹے تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس عورت کے مشکیزہ پہلے سے بھی زیادہ بھرا ہوا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى نَزَلْنَا وَادِيًا اَفْيَحَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْضِىْ حَاجَتَهٗ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا يَسْتَتِرُ بِهٖ وَاِذَا شَجَرَتَانِ بِشَاطِئِ الْوَادِىْ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى اِحْدٰهُمَا فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ اِنْقَادِىْ عَلَىَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَالْبَعِيْرِ الْمَخْشُوْشِ الَّذِىْ يُصَانِعُ قَائِدَهٗ حَتّٰى اَتَى الشَّجَرَةَ الْاُخْرٰى فَاَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ اَغْصَانِهَا فَقَالَ اِنْقَادِىْ عَلَىَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهٗ كَذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالْمَنْصَفِ مِمَّا بَيْنَهُمَا قَالَ الْتَئِمَا عَلَىَّ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَالْتَاَمَتَا فَجَلَسْتُ اُحَدِّثُ نَفْسِىْ فَحَانَتْ مِنِّىْ لَفْتَةٌ فَاِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ مُقْبِلًا وَاِذَا الشَّجَرَتَيْنِ قَدِ افْتَرَقَتَا فَقَامَتْ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى سَاقٍ. (رواه مسلم) 17-2462

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں روانہ ہوئے حتٰی کہ ایک کھلی وادی میں اترے۔ رسول اکرم ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ پردہ کے لئے کوئی چیز نہیں تھی' البتہ وادی کے کنارے پر دو درخت تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان میں سے ایک درخت کے پاس گئے اور اس کی ایک شاخ کو پکڑ کر یوں فرمایا' اللہ تعالیٰ کے حکم سے میرے ساتھ آ' وہ درخت اسی طرح حکم بجالایا جس طرح نکیل والا اونٹ اپنے پر سوار کا تابع فرمان ہوتا ہے۔ پھر آپ دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی شاخ پکڑ کر فرمایا: اللہ کے حکم سے میری پیروی کرو چنانچہ وہ بھی پہلے درخت کی طرح حکم بجالایا۔ پھر جب آپ ان دونوں کے درمیان آ گئے تو آپ نے فرمایا: اللہ کے حکم سے دونوں میرے اوپر آپس میں مل جاؤ۔ چنانچہ وہ دونوں درخت آپس میں مل گئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے خیالوں میں گم تھا کہ اچانک میں نے دیکھا کہ رسول کریم ﷺ میرے سامنے تشریف لے آتے ہیں اور دونوں درخت جدا ہو گئے ہیں اور ہر ایک اپنے اپنے تنے پر قائم ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ عُبَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَاَيْتُ اَثَرَ ضَرْبَةٍ فِىْ سَاقِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ فَقُلْتُ يَا اَبَا مُسْلِمٍ مَا هٰذِهِ الضَّرْبَةُ قَالَ ضَرْبَةٌ اَصَابَتْنِىْ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ اُصِيْبَ سَلَمَةُ فَاَتَيْتُ النَّبِىَّ ﷺ فَنَفَثَ فِيْهِ ثَلٰثَ نَفَثَاتٍ

حضرت یزید بن ابی عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی پر زخم دیکھا' تو میں نے پوچھا۔ ابو مسلم! یہ کیسی چوٹ ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ خیبر کی جنگ میں مجھے یہ زخم لگا تھا۔ اس کو دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ سلمہ رضی اللہ عنہ اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ پھر میں نبی محترم ﷺ کی

فَمَااشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ. (رواه البخاری) 18-2463

خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے زخم پر تین پھونکیں ماریں۔ اس کے بعد آج تک مجھے درد کا احساس نہیں ہوا۔ (بخاری)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷛ قَالَ نَعَى النَّبِيُّ ﷺ زَيْدًا وَّجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ اَخَذَالرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيْبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى اَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ يَعْنِىْ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ ﷛ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ. (رواه البخاری) 19-2464

حضرت انس ﷛ بیان کرتے ہیں' کہ نبی محترم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ' حضرت جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ ﷛ کی شہادت کی خبر ملنے سے پہلے ہی ان کی شہادت کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا' زید ﷛ نے علم اٹھایا۔ وہ شہید ہو گیا پھر جعفر ﷛ نے جھنڈا اٹھایا۔ تو وہ بھی شہید ہو گے۔ ابن رواحہ ﷛ نے علم تھام لیا وہ بھی شہادت پا گئے۔ یہ بیان کرتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ پھر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی خالد بن ولید نے علم اٹھایا حتّٰی کہ اللہ تعالیٰ انہیں دشمنوں پر فتح عطا فرمائی۔ (بخاری)

وَعَنْ عَبَّاسٍ ﷛ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُوْنَ وَالْكُفَّارُ وَلَّى الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِيْنَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَرْكُضُ بَغْلَتَهُ قِبَلَ الْكُفَّارِ وَاَنَا اٰخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَكُفُّهَا اِرَادَةَ اَنْ لَّا تُسْرِعَ وَاَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذٌ بِرِكَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَىْ عَبَّاسُ نَادِ اَصْحَابَ السَّمُرَةِ فَقَالَ عَبَّاسٌ وَكَانَ رَجُلًا صَيِّتًا فَقُلْتُ بِاَعْلٰى صَوْتِىْ اَيْنَ اَصْحَابُ السَّمُرَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَاَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا صَوْتِىْ عَطْفَةُ الْبَقَرِ عَلٰى اَوْلَادِهَا فَقَالُوْا يَالَبَّيْكَ يَا لَبَّيْكَ قَالَ فَاقْتَتَلُوْا وَالْكُفَّارَ وَالدَّعْوَةُ فِى الْاَنْصَارِ يَقُوْلُوْنَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ يَامَعْشَرَالْاَنْصَارِ قَالَ ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلٰى بَنِى الْحَارِثِ

حضرت عباس ﷛ بیان کرتے ہیں: جنگ حنین میں جب مسلمان اور کفار آپس میں ٹکرائے' تو مسلمانوں نے پسپائی اختیار کی۔ جبکہ رسول معظم ﷺ کفار کا سامنا کرنے کے لیے اپنے خچر کو ایڑھی لگا رہے تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے خچر کی لگام تھام رکھی تھی۔ میں خچر کو تیز دوڑنے سے روک رہا تھا اور حضرت ابو سفیان بن الحارث ﷛ رسول اللہ ﷺ کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا' اے عباس! اصحاب السمرۃ کو آواز دو۔ حضرت عباس ﷛ جو کہ بلند آواز تھے' بیان کرتے ہیں کہ میں نے با آواز بلند پکارا۔ درخت کے نیچے بیعت کرنے والے کہاں ہیں؟ حضرت عباس ﷛ فرماتے ہیں' اللہ کی قسم! میری آواز کا سننا تھا' کہ وہ اس طرح پلٹ پڑے جس طرح گائے اپنے بچوں کی طرف پلٹتی ہے۔ اور وہ پکار اٹھے ہم حاضر ہیں! ہم حاضر ہیں! ان کے اور کفار کے درمیان گھمسان کا رن پڑا اور انصار کا نعرہ یہ تھا اے گروہ انصار! اے گروہ انصار! علاوہ

ابْنِ الْخَزْرَجِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهٖ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا اِلٰى قِتَالِهِمْ فَقَالَ هٰذَا حِيْنَ حَمِيَ الْوَطِيْسُ ثُمَّ اَخَذَ حَصَيَاتٍ فَرَمٰى بِهِنَّ وُجُوْهَ الْكُفَّارِ ثُمَّ قَالَ انْهَزَمُوْا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ فَوَاللّٰهِ مَاهُوَ اِلَّا اَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَيَاتِهٖ فَمَا زِلْتُ اَرٰى حَدَّهُمْ كَلِيْلًا وَاَمْرَهُمْ مُدْبِرًا. (رواہ مسلم)2465-20

اس کے بنو حارث بن خزرج کا نعرہ مخصوص تھا۔ رسول اکرم ﷺ اپنے خچر کو تیز چلاتے ہوئے لڑائی کا جائزہ لے رہے تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا اس وقت میدان خوب گرم ہے۔ پھر آپ نے چند کنکریاں اٹھائیں اور ان کو کفار کے چہروں پر دے مارا' پھر فرمایا' محمد (ﷺ) کے رب کی قسم! وہ شکست خوردہ ہوئے۔ اللہ کی قسم! آپ نے ان پر کنکریاں پھینکیں ہی تھیں' کہ ان کی قوت کمزوری میں تبدیل ہونا شروع ہوگئی اور وہ شکست کھا گئے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ ؓ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَاءِ ؓ يَااَبَا عُمَارَةَ فَرَرْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَاوَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلٰكِنْ خَرَجَ شُبَّانُ اَصْحَابِهٖ لَيْسَ عَلَيْهِمْ كَثِيْرُ سِلَاحٍ فَلَقُوْا قَوْمًا رُمَاةً لَا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ فَرَشَقُوْهُمْ رَشْقًا مَا يَكَادُوْنَ يُخْطِئُوْنَ فَاَقْبَلُوْا هُنَاكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَاَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ يَقُوْدُهٗ فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ وَقَالَ اَنَاالنَّبِیُّ لَاكَذِبَ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ثُمَّ صَفَّهُمْ (رواہ مسلم) وَ لِلْبُخَارِیِّ مَعْنَاهُ.

وَ فِیْ رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ الْبَرَاءُ كُنَّا وَاللّٰهِ اِذَا احْمَرَّ الْبَاْسُ نَتَّقِیْ بِهٖ وَاِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِیْ يُحَاذِیْ بِهٖ يَعْنِی النَّبِیَّ ﷺ. 2166-21

ابو اسحق ؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت براء ؓ سے دریافت فرمایا' ابو عمارہ! کیا تم حنین کی جنگ سے بھاگ گئے تھے؟ حضرت براء ؓ نے جواب دیا' اللہ کی قسم! نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے قطعاً پیٹھ نہیں پھیری تھے۔ البتہ چند نوجوان صحابی ؓ جن کے پاس (تیراندوزی کے مقابلہ کے زرہ وغیرہ) پورے ہتھیار نہیں تھے۔ اور وہ ایسے لوگوں سے بھڑ گئے تھے جو ایسے تیرانداز تھے کہ ان کا کوئی تیر نیچے نہیں گرتا تھا۔ انہوں نے تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور ان کا کوئی تیر نشانہ سے خطا نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئے جبکہ آپ سفید خچر پر سوار تھے اور حضرت ابو سفیان بن حارث ؓ اس کو آگے بڑھا رہے تھے۔ چنانچہ آپ نیچے اترے اور مدد طلب کی اور فرمایا: میں اللہ کا نبی ہوں' اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ پھر آپ نے ان کی صف بندی فرمائی۔ (مسلم)

بخاری شریف میں بھی اسی مفہوم کی حدیث موجود ہے۔ نیز بخاری اور مسلم دونوں کی دوسری حدیث میں حضرت براء ؓ کا یہ بیان ہے' کہ اللہ کی قسم! جب (کسی جنگ میں گھمسان کا رن پڑتا' تو ہم آپ کی اوٹ لے کر اپنا دفاع کرتے تھے اور بلاشبہ ہم میں سے بڑا وہ بہادر ہوتا جو نبی کریم ﷺ کے برابر لڑتا۔

وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ ﷺ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُنَيْنًا فَوَلّٰى صَحَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا غَشُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ عَنِ الْبَغْلَةِ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِّنْ تُرَابٍ مِّنَ الْاَرْضِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِهٖ وُجُوْهَهُمْ فَقَالَ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ فَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْهُمْ اِنْسَانًا اِلَّا مَلَاَ عَيْنَيْهِ تُرَابًا بِتِلْكَ الْقَبْضَةِ فَوَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ وَقَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ غَنَائِمَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ. (رواہ مسلم) 2467-22

حضرت سلمہ بن اکوع ﷺ بیان کرتے : ہیں کہ ہم نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جنگ حنین لڑی۔ آپ کے صحابہ ﷺ پیٹھ پھیر گئے۔ اور کفار نے رسول کریم ﷺ کو گھیر لیا' تو آپ اپنے خچر سے اتر پڑے اور زمین سے مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور ان کے چہروں کی طرف پھینکتے ہوئے فرمایا' کہ چہرے بگڑ جائیں۔ چنانچہ ان میں سے ہر کی آنکھوں کو اس مٹھی بھر مٹی سے اللہ تعالیٰ نے بھر دیا اور وہ پیٹھ پھیر گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دی۔ اور ان کے مالِ غنیمت کو رسول اکرم ﷺ نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حُنَيْنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِرَجُلٍ مِّمَّنْ مَّعَهٗ يَدَّعِي الْاِسْلَامَ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ وَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ الَّذِيْ تُحَدِّثُ اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ اَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَقَالَ اَمَا اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلٰى ذَالِكَ اِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ اَلَمَ الْجِرَاحِ فَاَهْوٰى بِيَدِهٖ اِلٰى كِنَانَتِهٖ فَانْتَزَعَ سَهْمًا فَانْتَحَرَ بِهَا فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَدَّقَ اللّٰهُ حَدِيْثَكَ قَدِ انْتَحَرَ فُلَانٌ وَّقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنِّيْ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ يَا بِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّاِنَّ اللّٰهَ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسولِ محترم ﷺ کے ساتھ جنگ حنین میں تھے۔ رسول اللہ (نے اپنے ہمراہی' ایک اسلام کے دعوے دار کے بارے میں فرمایا' کہ یہ دوزخی ہے۔ جب لڑائی ہوئی تو وہ شخص بے جگری سے لڑا اور اس کو کافی زخم لگے۔ چنانچہ ایک صحابی آئے اور اس نے حیرانی سے کہا' یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے جس شخص کے جہنمی ہونے کی خبر دی' اس نے تو اللہ کے راستے میں زبردست قتال کیا ہے اور اس کو بہت سے زخم لگے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا' سنو! بلاشبہ وہ جہنمی ہے۔ ہوسکتا تھا کہ کچھ مسلمان اس کے بارے شک میں مبتلا ہوتے' لیکن اس شخص نے زخمی حالت میں زخموں کے درد کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنے ہاتھ کو اپنے ترکش کی طرف بڑھایا' ایک تیر نکالا اور اس سے اپنا گلا کاٹ لیا۔ چنانچہ چند مسلمان تیزی سے چلتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور بتایا' یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کا کہا سچ کر دکھایا۔ اس شخص نے اپنا گلا کاٹ لیا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ پکار اٹھے' اللہ اکبر میں گواہی دیتا ہو کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر حضرت بلال

لَیُؤَیِّدُ هٰذَا الدِّیْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ (رواہ البخاری)2468-23

ﷺ کو حکم دیا۔ یابلال! اٹھو اور اعلان کردو کہ جنت میں مومن کے علاوہ اور کوئی داخل نہیں ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ دینِ اسلام کو بعض دفعہ فاسق شخص سے بھی تقویت پہنچا دیتا ہے۔ (بخاری)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سُحِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی اِنَّهٗ لَیُخَیَّلُ اِلَیْهِ فَعَلَ الشَّیْئَ وَمَا فَعَلَهٗ حَتّٰی اِذَا کَانَ ذَاتَ یَوْمٍ عِنْدِیْ دَعَا اللّٰهَ وَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ اَشَعَرْتِ یَاعَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَفْتَانِیْ فِیْمَا اسْتَفْتَیْتُهٗ جَاءَ نِیْ رَجُلَانِ جَلَسَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاْسِیْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلِیْ ثُمَّ قَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ مَا وَجْعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِیْدُ ابْنُ الْاَعْصَمِ الْیَهُوْدِیُّ قَالَ فِیْمَاذَا قَالَ فِیْ مُشْطٍ وَّمُشَاطَةٍ وَّجُفِّ طَلْعَةٍ ذَکَرٍ قَالَ فَاَیْنَ هُوَ قَالَ فِیْ بِئْرِ ذِیْ اَرْوَانَ فَذَهَبَ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ اُنَاسٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ اِلَی الْبِئْرِ فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِیْ اُرِیْتُهَا وَکَاَنَّ مَاءَ هَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَکَاَنَّ نَخْلَهَا رُءُ وْسُ الشَّیَاطِیْنِ فَاسْتَخْرَجَهٗ. (متفق علیه)2469-24

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' کہ رسولِ اکرم ﷺ پر جادو کیا گیا حتیٰ کہ آپ کو کسی کام کے بارے خیال ہوتا کہ آپ نے وہ کام کرلیا ہے' حالانکہ آپ نے نہ کیا ہوتا۔ پھر ایک دن آپ میرے پاس تھے تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس کو پکارا۔ پھر فرمایا' یا عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے میں نے جس چیز کی استدعا کی تھی' اللہ تعالیٰ نے اس کی مجھے خبر دے دی ہے۔ میرے پاس دو شخص آئے۔ ان میں سے ایک میرے سر کی طرف سے بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف۔ پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے پوچھا۔ اس شخص کو کیا بیماری ہے؟ دوسرے نے جواب دیا' اس پر جادو کیا گیا ہے۔ پہلے نے پوچھا آپ پر کس نے جادو کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا 'لبید بن اعصم یہودی نے۔ پھر پوچھا کس چیز میں کیا ہے؟ بتایا گیا کہ کنگھی اور کنگھی میں پھنسے ہوئے بالوں اور نر کھجور کے خوشے کی جڑ میں۔ پھر پوچھا' وہ کہاں ہے؟ بتایا' ذی اروان نامی کنویں میں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ چند صحابہ ﷺ کے ساتھ اس کنویں پر گئے اور آپ نے فرمایا' یہی وہ کنواں ہے' جو مجھے دکھایا گیا تھا۔ اور اس کا پانی مہندی کے رنگ کا تھا۔ اور اس کی کھجوریں شیاطین کے سروں کی مانند تھیں۔ پھر آپ نے جادو کی گئی چیزوں کو نکلوایا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ﷺ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ یَقْسِمُ قَسْمًا اَتَاهُ ذُو الْخُوَیْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اعْدِلْ فَقَالَ وَیْلَکَ فَمَنْ یَّعْدِلُ

حضرت ابوسعید خدری ﷺ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ ہماری موجودگی میں مالِ غنیمت تقسیم فرمارہے تھے کہ بنو تمیم کا ذوالخویصرہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا' یا رسول اللہ! عدل کیجیے۔ آپ نے فرمایا تیری بربادی ہو! میں عدل

اِذَا لَمْ اَعْدِلْ قَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ اِنْ لَّمْ اَكُنْ اَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِّيْ اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهٗ فَقَالَ دَعْهُ فَاِنَّ لَهٗ اَصْحَابًا يَحْقِرُ اَحَدُكُمْ صَلَاتَهٗ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهٗ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ اِلٰى نَصْلِهٖ اِلٰى رُصَافِهٖ اِلٰى نَضِيِّهٖ وَهُوَ قِدْحُهٗ اِلٰى قُذَذِهٖ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ اٰيَتُهُمْ رَجُلٌ اَسْوَدُ اِحْدٰى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْاَةِ اَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ وَيَخْرُجُوْنَ عَلٰى خَيْرِ فِرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ اَشْهَدُ اَنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَاَنَا مَعَهٗ فَاَمَرَ بِذَالِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَاُتِيَ بِهٖ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلَيْهِ عَلٰى نَعْتِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِيْ نَعَتَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوْقُ الرَّاْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ! اتَّقِ اللّٰهَ فَقَالَ فَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ اِذَا عَصَيْتُهٗ اَيَاْمَنُنِيَ اللّٰهُ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنِيْ فَسَاَلَهٗ رَجُلٌ قَتْلَهٗ فَمَنَعَهٗ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَّقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ. (متفق علیه)

24-2470

نہیں کروں گا تو کون عدل کرے گا؟ اگر میں (بحیثیت نبی کے) عدل نہ کروں تو پھر میں تو ناکام اور خسارہ پانے والا ہوا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے اجازت دیجیے کہ اس کی گردن ماردوں۔ آپ نے فرمایا' اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ بلاشک اس کے کچھ ساتھی ایسے ہوں گے جن کی نمازوں اور روزوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں اور روزوں کو ہلکا جانو گے' وہ قرآن کی قرأت کریں گے' لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے' جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ تیر کی نوک کو دیکھیں اس کے درمیانی حصے اور پروں کو ملاحظہ کریں تو اس پر کوئی چیز لگی نہ پائیں گے' حالانکہ وہ گوبر اور خون سے گزرا ہے۔ ان لوگوں کی نشانی یہ ہوگی۔ کہ (ان میں سے) ایک سیاہ رنگ کا شخص ہوگا جس کے دونوں بازوؤں میں سے ایک بازو عورت کے پستان کی طرح ہوگا۔ یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح حرکت کرتا ہوگا۔ اور وہ (اس دور میں) لوگوں کے بہترین گروہ کے خلاف خروج کریں گے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بتایا' میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول محترم ﷺ سے سنی۔ اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے قتال کیا۔ اور میں ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے مذکورہ بالا شخص کی تلاش کا حکم دیا۔ چنانچہ اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا' تو میں نے آپ کے بیان کردہ نشانیاں اس شخص میں پائیں۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ ایک سرمنڈا شخص جس کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں' پیشانی اوپر اٹھی ہوئی' گھنی ڈاڑھی اور ابھرے ہوئے رخسار تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے کہا' اے محمد! اللہ سے

ڈریے۔ آپ نے فرمایا' اگر میں اللہ کا نافرمان ہوں تو اس کا تابع دار کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر مجھے امین قرار دیا ہے' لیکن تم مجھے امانت دار نہیں سمجھتے۔ ایک صحابی ﷺ نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تو آپ نے اسے منع فرما دیا۔ جب وہ شخص چلا گیا' تو آپ نے فرمایا' اس شخص کی نسل کے کچھ لوگ ہوں گے' جو قرآن پڑھتے ہوں گے' لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے ۔ اگر وہ میرے زمانے میں ہوئے تو میں انہیں اسی طرح قتل کروں گا جیسے قوم عاد کو قتل کیا گیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ كُنْتُ اَدْعُوْ اُمِّیْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَهِیَ مُشْرِكَةٌ فَدَعَوْتُهَا یَوْمًا فَاَسْمَعَتْنِیْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا اَكْرَهُ فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا اَبْكِیْ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ یَّهْدِیَ اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ النَّبِیِّ ﷺ فَلَمَّا صِرْتُ اِلَی الْبَابِ فَاِذَا هُوَ مُجَافٌ فَسَمِعَتْ اُمِّیْ خَشْفَ قَدَمَیَّ فَقَالَتْ مَكَانَكَ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَآءِ فَاغْتَسَلَتْ فَلَبِسَتْ دِرْعَهَا وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ یَااَبَا هُرَیْرَةَ اَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَرَجَعْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا اَبْكِیْ مِنَ الْفَرَحِ فَحَمِدَاللّٰهَ وَقَالَ خَیْرًا. (رواه مسلم) 2471-26

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بتاتے ہیں' کہ میں اپنی مشرکہ ماں کو اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو مجھے اس سے رسول مقبول ﷺ کے بارے ایسی باتیں سننی پڑیں' جو مجھے ناپسند تھیں۔ چنانچہ میں روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے ابو ہریرہ کی ماں کی ہدایت کے لیے دعا فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے دعا فرمائی' یا اللہ! ابو ہریرہ ﷺ کی ماں کو ہدایت فرما۔ نبی کریم ﷺ کی دعا کی وجہ سے میں خوش خوش نکلا۔ جب اپنے دروازے پر پہنچا تو اسے بند پایا۔ میری ماں نے میرے قدموں کی آہٹ سن کر کہا' ابو ہریرہ ﷺ رک جاؤ۔ اور میں نے پانی گرنے کی آواز سنی۔ چنانچہ میری ماں نے غسل کر کے اپنا لباس پہنا لیکن عجلت میں اپنی اوڑھنی بھول گئیں۔ پھر انہوں نے دروازہ کھولا اور کہا: اے ابو ہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ چنانچہ میں رسول معظم ﷺ کے پاس خوشی سے روتا ہوا آیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی' اور کلمات خیر ادا کیے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ اِنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ اَكْثَرَ اَبُوْهُرَیْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ وَاِنَّ اِخْوَتِیْ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ كَانَ یَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَاِنَّ اِخْوَتِیْ مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی بیان کرتے ہیں' کہ لوگ کہتے ہیں' کہ ابو ہریرہ نبی اکرم ﷺ سے بہت زیادہ حدیثیں بیان کرتا ہے۔ اس کا فیصلہ تو اللہ کے ہاں ہو گا۔ درحقیقت میرے مہاجرین بھائیوں کو بازار میں کاروبار مصروف رکھتا تھا اور

يَشْغُلُهُمْ عَمَلُ اَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ امْرَأً مِّسْكِينًا اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مِلْئِ بَطْنِيْ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا لَّنْ يَّبْسُطَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ ثَوْبَهٗ حَتّٰى اَقْضِيَ مَقَالَتِيْ هٰذِهٖ ثُمَّ يَجْمَعَهٗ اِلٰى صَدْرِهٖ فَيَنْسٰى مِنْ مَّقَالَتِيْ شَيْئًا اَبَدًا فَبَسَطْتُ نَمِرَةً لَيْسَ عَلَيَّ ثَوْبٌ غَيْرَهَا حَتّٰى قَضَى النَّبِيُّ ﷺ مَقَالَتَهٗ ثُمَّ جَمَعْتُهَا اِلٰى صَدْرِيْ فَوَالَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَانَسِيْتُ مِنْ مَّقَالَتِهٖ ذَالِكَ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا(متفق عليه)2472-27

میرے انصار بھائیوں کو ان کے کھیتوں کا کام مشغول رکھتا تھا۔ جبکہ میں مسکین آدمی تھا۔ کسی طرح پیٹ کی آگ بجھا کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چمٹا رہتا۔ ایک دن نبی رحمت ﷺ نے فرمایا' تم میں سے جو بھی میری ان باتوں کے ختم ہونے تک اپنی چادر پھیلائے رکھے گا' پھر اس کپڑے کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگالے گا' تو اسے کبھی میری باتیں نہ بھولیں گی۔ چنانچہ میں نے اپنی چادر پھیلا دی حالانکہ اس کے علاوہ میرے اوپر کوئی کپڑا نہیں تھا۔ حتیٰ کہ آپ کی باتیں اختتام پذیر ہوئیں۔ پھر میں نے اپنی چادر سمیٹ کر اپنے سینے سے لگالی۔ اس ذات کی قسم جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث فرمایا! میں اس واقعہ سے آپ کی کوئی حدیث آج تک آپ ﷺ کی کوئی حدیث نہیں بھولا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا تُرِيْحُنِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ فَقُلْتُ بَلٰى وَكُنْتُ لَا اَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ وَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَضَرَبَ يَدَهٗ عَلٰى صَدْرِيْ حَتّٰى رَاَيْتُ اَثَرَ يَدِهٖ فِيْ صَدْرِيْ وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا قَالَ فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسِيْ بَعْدُ فَانْطَلَقَ فِيْ مِائَةٍ وَّخَمْسِيْنَ فَارِسًامِّنْ اَحْمَسَ فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَكَسَرَهَا(متفق عليه)2473-28

حضرت جریر بن عبداللہ ﷺ کا بیان ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا' کیا تو ذوالخلصہ بت کدہ کو توڑ کر مجھے سکون نہیں پہنچا سکتا۔ میں نے عرض کیا' کیوں نہیں۔ لیکن میں گھوڑے پر جم کر بیٹھ نہ سکتا تھا۔ میں نے اسکا ذکر نبی محترم ﷺ سے کیا' تو آپ نے میرے سینے پر اپنا ہاتھ اس طرح مارا کہ آپ کے ہاتھ کا نشان میں نے اپنے سینے پر پایا۔ پھر دعا فرمائی' اے اللہ! اس کو ثابت قدم رکھ اور اسے ہادی اور مہدی بنا دے۔ حضرت جریر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد میں کبھی گھوڑے سے نہیں گرا۔ چنانچہ وہ احمس قبیلہ کے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے اور ذوالخلصہ کے بت کدے کو توڑ پھوڑ کر آگ لگا دی۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ اِنَّ رَجُلًا كَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ وَلَحِقَ بِالْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَقْبَلُهٗ فَاَخْبَرَنِيْ اَبُوْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ اَتَى الْاَرْضَ

حضرت انس ﷺ نے بتایا' کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے لیے کتابت کیا کرتا تھا' لیکن وہ اسلام سے مرتد ہو کر مشرکین سے جاملا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: زمین اس کو قبول نہیں کرے گی۔ پھر ابوطلحہ ﷺ نے مجھے بتایا' کہ وہ جس

الَّتِیْ مَاتَ فِیْھَا فَوَجَدَہٗ مَنْبُوْذًا فَقَالَ مَاشَأْنُ ھٰذَا فَقَالُوْا دَفَنَّاہُ مِرَارًا فَلَمْ تَقْبَلْہُ الْاَرْضُ (متفق علیہ) 2474-29

علاقہ میں مرا میں وہاں آیا اس کو زمین پر پڑا ہوا پایا تو میں نے دریافت کیا۔ اس کا کیا معاملہ ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ ہم نے اس کو کئی بار دفن کیا لیکن زمین نے اس کو قبول نہیں کرتی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ ؓ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا قَالَ یَھُوْدُ تُعَذَّبُ فِیْ قُبُوْرِھَا (متفق علیہ) 2475-30

حضرت ابوایوب انصاری ؓ فرماتے ہیں' کہ نبی معظم ﷺ سورج غروب ہونے پر باہر نکلے' تو آپ نے ایک آواز سنی۔ آپ نے فرمایا' یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ مِنْ سَفَرٍ فَلَمَّا کَانَ قُرْبَ الْمَدِیْنَۃِ ھَاجَتْ رِیْحٌ تَکَادُ اَنْ تَدْفِنَ الرَّاکِبَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بُعِثَتْ ھٰذِہِ الرِّیْحُ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ فَقَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ فَاِذَا عَظِیْمٌ مِّنَ الْمُنَافِقِیْنَ قَدْمَاتَ (رواہ مسلم) 2476-31

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ ایک سفر سے واپس آرہے تھے جب مدینہ کے قریب پہنچے تو اتنی تند و تیز آندھی آئی قریب تھا کہ قافلہ کو دفن کردے۔ اس پر رسول ﷺ نے فرمایا کہ یہ آندھی کسی منافق کی موت پر چلائی گئی ہے۔ جب آپ نے مدینہ منورہ میں قدم رنجہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ ایک بڑا منافق فوت ہوا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ؓ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ حَتّٰی قَدِمْنَا عُسْفَانَ فَاَقَامَ بِھَا لَیَالِیَ فَقَالَ النَّاسُ مَانَحْنُ ھٰھُنَا فِیْ شَیْءٍ وَاِنَّ عِیَالَنَا لَخُلُوْفٌ مَانَأْمَنُ عَلَیْھِمْ فَبَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَافِی الْمَدِیْنَۃِ شِعْبٌ وَّلَا نَقْبٌ اِلَّا عَلَیْہِ مَلَکَانِ یَحْرُسَانِھَا حَتّٰی تَقْدَمُوْا اِلَیْھَا ثُمَّ قَالَ ارْتَحِلُوْا فَارْتَحَلْنَا وَاَقْبَلْنَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ فَوَالَّذِیْ یُحْلَفُ بِہٖ مَاوَضَعْنَا رِحَالَنَا حِیْنَ دَخَلْنَا الْمَدِیْنَۃَ حَتّٰی اَغَارَ عَلَیْنَا بَنُوْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ غَطْفَانَ وَمَا یُھَیِّجُھُمْ قَبْلَ ذٰلِکَ شَیْءٌ. (رواہ مسلم) 2477-32

حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں' کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے' حتی کہ عسفان پہنچے۔ وہاں چند راتیں قیام کیا تو لوگوں نے کہا۔ ہم یہاں بے کار پڑے ہیں اور ہمارے اہل و عیال ہم سے دور ہیں ہم ان کے بارے میں خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ یہ باتیں نبی کریم ﷺ تک پہنچیں تو آپ نے فرمایا' اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! مدینہ منورہ کی کوئی گھاٹی' یا راستہ ایسا نہیں' کہ جس پر دو فرشتے تمہارے وہاں پہنچنے تک پہرہ نہ دیتے رہیں۔ پھر آپ نے کوچ کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ ہم روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ اس ذات کی قسم جس کی قسم کھائی جاتی ہے' کہ مدینہ منورہ میں داخل ہو کر ابھی ہم سامان بھی اتارنے نہ پائے تھے کہ بنو عبداللہ بن

غطفان نے ہم پر غارت گری کر دی حالانکہ قبل ازیں ان کے حملوں میں اتنی شدید اشتعال انگیزی کبھی نہ آئی تھی۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷛ قَالَ اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَانَرٰى فِى السَّمَاءِ قَزَعَةً فَوَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ مَاوَضَعَهَا حَتّٰى ثَارَ السَّحَابُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِّنْبَرِهٖ حَتّٰى رَاَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذَالِكَ وَمِنَ الْغَدِ مِنْ بَعْدِ الْغَدِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى وَقَامَ ذَالِكَ الْاَعْرَابِيُّ اَوْ غَيْرُهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَاعَلَيْنَا فَمَا يُشِيْرُ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَجَرَتْ وَصَارَتِ الْمَدِيْنَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِىْ قَنَاةُ شَهْرًا وَّلَمْ يَجِئْ اَحَدٌ مِنْ نَّاحِيَةٍ اِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ.

وَفِىْ رِوَايَةٍ قَالَ : اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَاعَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَاَقْلَعَتْ وَخَرَجْنَانَمْشِىْ فِى الشَّمْسِ. (متفق علیه)2478-33

حضرت انس ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں لوگ ایک بڑے قحط سے دوچار ہوئے۔ جمعہ کے دن آپ ہمیں خطبہ دے رہے تھے' کہ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور کہنے لگا' یارسول اللہ ﷺ! ہمارے مال مویشی ہلاک ہو گئے اور بال بچے بھوک سے مر رہے ہیں۔ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے۔ چنانچہ آپ نے ہاتھ اٹھائے اور ہمیں آسمان میں بادل کا ایک ٹکڑا بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! ابھی آپ نے ہاتھ نیچے نہیں کیے تھے، کہ پہاڑوں کی طرح گھرے بادل اُمڈ آئے' اور ابھی آپ منبر سے نیچے اترے بھی نہ تھے' کہ بارش آپ کی ریش مبارک پر پڑ رہی تھی۔ چنانچہ بارش اس دن اس سے اگلے دن اور اس سے اگلے دن حتیٰ کہ دوسرے جمعہ تک مسلسل برستی رہی۔ وہ دیہاتی یا کوئی دوسرا کھڑا ہوا اور کہنے لگا' یارسول اللہ! ہمارے مکانات گرنے لگے' مال مویشی غرق ہونے لگے، ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے۔ اس پر آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر اس طرح دعا مانگی۔ اے ہمارے اللہ! ہمارے اردگرد بارش ہو اور ہم پر نہ ہو! پس آپ جس طرف بھی اشارہ کرتے بادل چھٹ جاتے' مدینہ منورہ حوض کی طرح بھرا ہوا تھا' وادیٔ قناۃ ایک ماہ تک بہتی رہی اور اطراف و جوانب سے آنے والے بارش کی خبر دیتے۔ ایک روایت میں ہے' اے اللہ! ہم پر نہ برسا بلکہ ہمارے اردگرد برسا! ٹیلوں' پہاڑوں' وادیوں اور جنگلوں پر بارش برسا''!۔

حضرت انس ﷛ بیان کرتے ہیں> کہ آسمان صاف ہو گیا اور ہم باہر نکلے تو دھوپ میں چل رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷛ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا خَطَبَ اسْتَنَدَ اِلٰى جِذْعِ نَخْلَةٍ مِّنْ سَوَارِىْ الْمَسْجِدِ

حضرت جابر ﷛ سے روایت ہے، کہ نبی اکرم ﷺ دوران خطبہ کھجور کے اس تنے کے ساتھ ٹیک لگاتے، جو مسجد نبوی کا

فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنبَرُ فَاسْتَوٰى عَلَيْهِ صَاحَتِ النَّخْلَةُ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عِنْدَهَا حَتّٰى كَادَتْ اَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى اَخَذَهَا فَضَمَّهَا اِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَئِنُّ اَنِيْنَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسَكَّتُ حَتّٰى اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلٰى مَاكَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ. (رواه البخاری)2479-34

ایک ستون تھا۔ جب آپ کے لیے منبر بنایا گیا اور آپ اس پر تشریف فرما ہوئے تو وہ کھجور کا تنا، جس کے قریب آپ خطبہ دیا کرتے تھے، بلک بلک کر رونے لگا، یوں کہ جیسے وہ پھٹ جائے گا۔ چنانچہ نبی رحمت ﷺ منبر سے اترے۔ اس تنے کو پکڑا' اپنے ساتھ لگایا۔ اس پر وہ تنا اس رونے والے بچے کی طرح ہچکیاں لینے لگا جس کو چپ کرایا جاتا ہے حتی کہ وہ پرسکون ہوگیا۔ آپ نے فرمایا' تنا اس لئے آہ وبکا کر رہا تھا کہ اب وہ اللہ کا ذکر سننے سے محروم ہوگیا۔ (بخاری)

وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ ﷺ اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِشِمَالِهِ فَقَالَ كُلْ بِيَمِيْنِكَ قَالَ لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا مَنَعَهُ اِلَّا الْكِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ. (رواه مسلم)2480-35

حضرت سلمہ بن اکوع ﷺ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا۔ آپ نے فرمایا' اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے جواب دیا' مجھے استطاعت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تجھے طاقت نہ ہو۔ اس کے کبر وغرور نے اسے حکم ماننے سے روکا۔ حضرت سلمہ ﷺ نے بتایا کہ پھر وہ دائیں ہاتھ کو کبھی اپنے منہ کی طرف نہ اٹھا سکا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَزِعُوْا مَرَّةً فَرَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَسًا لِاَبِي طَلْحَةَ بَطِيْئًا وَّكَانَ يَقْطِفُ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ هٰذَا بَحْرًا فَكَانَ ذَالِكَ لَا يُجَارٰى.

وَفِي رِوَايَةٍ فَمَا سُبِقَ بَعْدَ ذَالِكَ الْيَوْمِ. (رواه البخاری)2481-36

حضرت انس ﷺ ذکر کرتے ہیں، کہ ایک بار اہل مدینہ خوف میں مبتلا تھے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ حضرت ابوطلحہ ﷺ کے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ وہ گھوڑا سست رفتار اور چلنے میں کمزور تھا۔ جب آپ واپس تشریف لائے تو فرمایا' ہم نے تمہارے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح تیز رفتار پایا۔ اس کے بعد اس گھوڑے کا کوئی دوڑنے میں مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ ایک روایت میں ہے' اس دن کے بعد کوئی گھوڑا اس سے سبقت نہ لے جا سکا۔ (بخاری)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ تُوُفِّيَ اَبِيْ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ فَعَرَضْتُ عَلٰى غُرَمَائِهِ اَنْ يَّاْخُذُوا التَّمْرَ بِمَا عَلَيْهِ فَاَبَوْا فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ وَالِدِيْ قَدِ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ وَتَرَكَ دَيْنًا كَثِيْرًا وَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ يَرَاكَ

حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں' میرے والد وفات پا گئے اور ان کے ذمے قرض تھا۔ میں نے قرض خواہوں سے عرض کیا، کہ میرے باپ کے قرض کے بدلے میری تمام کھجوریں لے لیں، لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ چنانچہ میں نبی رحمت ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا اور عرض کیا' آپ کو معلوم ہے،

الْغُرَمَاءُ فَقَالَ لِیَ اذْهَبْ فَبَیْدِرْ کُلَّ تَمْرٍ عَلٰی نَاحِیَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهٗ فَلَمَّا نَظَرُوْا اِلَیْهِ کَاَنَّهُمْ اُغْرُوْا بِیْ تِلْکَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَاٰی مَا یَصْنَعُوْنَ طَافَ حَوْلَ اَعْظَمِهَا بَیْدَرًا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِیْ اَصْحَابَکَ فَمَا زَالَ یَکِیْلُ لَهُمْ حَتّٰی اَدَّی اللّٰهُ عَنْ وَّالِدِیْ اَمَانَتَهٗ وَاَنَا اَرْضٰی اَنْ یُّؤَدِّیَ اللّٰهُ اَمَانَةَ وَالِدِیْ وَلَا اَرْجِعُ اِلٰی اَخَوَاتِیْ بِتَمْرَةٍ فَسَلَّمَ اللّٰهُ الْبَیَادِرَ کُلَّهَا وَحَتّٰی اِنِّیْ اَنْظُرُ اِلَی الْبَیْدَرِ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْهِ النَّبِیُّ ﷺ کَاَنَّهَا لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً وَّاحِدَةً (رواه البخاری) 2482-37

کہ میرے والد غزوۂ احد میں شہادت پا گئے ہیں اور اپنے ذمے کافی قرض چھوڑ گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ قرض خواہوں سے ملیں۔ آپ نے مجھ سے فرمایا' جاؤ کھجور کی ہر قسم کی علیحدہ علیحدہ ڈھیری لگاؤ۔ میں نے آپ کے حسب ارشاد عمل کیا۔ پھر آپ کو بلا بھیجا۔ جونہی قرض خواہوں کی رسول اکرم ﷺ پر نظر پڑی تو وہ میرے خلاف غصہ سے بھر گئے۔ جب آپ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو سب سے بڑے ڈھیر کے گرد تین چکر لگائے۔ پھر آپ اس پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا۔ اپنے قرض خواہوں کو میرے پاس بلاؤ۔ ان کے آنے پر آپ پیمانہ بھر بھر کر ان کو دیتے رہے، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کا تمام قرض چکا دیا۔ جبکہ میں تو اس پر بھی راضی تھا، کہ اللہ تعالیٰ میرے باپ کے ذمہ امانت (قرض) سے مجھے سبک دوش کرے اگرچہ میں ایک کھجور بھی اپنی بہنوں کے لیے نہ لے جا سکوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمام ڈھیر سلامت رکھے، حتی کہ جس ڈھیر پر نبی رحمت ﷺ تشریف فرما تھے' میں نے دیکھا کہ اس سے ایک کھجور کی بھی کمی نہیں ہوئی۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ اُمَّ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا کَانَتْ تُهْدِیْ لِلنَّبِیِّ ﷺ فِیْ عُکَّةٍ لَهَا سَمْنًا فَیَاْتِیْهَا بَنُوْهَا فَیَسْاَلُوْنَ الْاُدْمَ وَلَیْسَ عِنْدَهُمْ شَیْءٌ فَتَعْمِدُ اِلَی الَّذِیْ کَانَتْ تُهْدِیْ فِیْهِ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَتَجِدُ فِیْهِ سَمْنًا فَمَا زَالَ یُقِیْمُ لَهَا اُدْمَ بَیْتِهَا حَتّٰی عَصَرَتْهُ فَاَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ عَصَرْتِیْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَوْ تَرَکْتِیْهَا مَازَالَ قَائِمًا (رواہ مسلم) 2483-38

حضرت جابر ؓ کا بیان ہے، کہ حضرت ام مالک رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں چمڑے کی کپی میں گھی کا تحفہ بھیجتیں۔ حضرت ام مالک رضی اللہ عنہا کے بچے ان کے پاس آتے اور سالن طلب کرتے لیکن ان کے پاس کوئی چیز نہ ہوتی تو وہ اس کپی کی طرف جاتی جس میں نبی اکرم ﷺ کو ہدیہ بھیجتی تھیں تو دیکھتیں اس میں گھی موجود ہے۔ ان کے گھر وہ کپی ہمیشہ سالن کا کام دیتی رہی حتی کہ انہوں نے اس کو نچوڑ کر خالی کر دیا۔ پھر نبی رحمت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے پوچھا' کیا تو نے اس کو بالکل نچوڑ دیا۔ انہوں نے جواب دیا ہاں۔ تو آپ نے فرمایا' تو اس میں کچھ باقی چھوڑتی تو گھی ہمیشہ باقی رہتا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ ؓ لِاُمِّ سُلَیْمٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں، کہ حضرت ابو طلحہ ؓ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا، کہ میں نے رسول محترم

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِّنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ اَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِيْ وَلَاثَتْنِيْ بِبَعْضِهِ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَهَبْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ ؓ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمَنْ مَّعَهُ قُوْمُوْا فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ ؓ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ ؓ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ اَبُوْ طَلْحَةَ ؓ مَعَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلُمِّيْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا مَا عِنْدَكِ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عُكَّةً فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا.

(متفق علیه)

ﷺ کی آواز میں بھوک کی وجہ سے کمزوری محسوس کی۔ کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ چنانچہ اس نے چند جو کی روٹیاں نکالیں۔ پھر اپنی اوڑھنی نکالی اور روٹیاں اس کے پلو میں باندھیں اور انس ؓ کے ہاتھ میں تھما دیں اور اوڑھنی کے بقیہ حصہ کو بطور پگڑی میرے سر پر باندھ دیا۔ پھر مجھے رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔ میں آپ کے پاس پہنچا، تو رسول محترم ﷺ صحابہ ؓ کے ساتھ مسجد میں موجود تھے۔ میں نے سب کو سلام کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا' کیا تجھے ابوطلحہ ؓ نے بھیجا ہے؟ میں عرض کیا! ہاں۔ آپ نے پوچھا' کھانا دے کر؟ میں نے جواب دیا! جی ہاں۔ پھر آپ نے اپنے تمام موجود صحابہ ؓ کو کھڑے ہونے کی ہدایت کی۔ پھر آپ روانہ ہوئے اور میں بھی ان کے مابین چل رہا تھا۔ حتی کہ میں ابو طلحہ کے پاس پہنچا۔ میں نے اس سے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ چنانچہ ابوطلحہ ؓ ام سلیم سے مخاطب ہوئے، کہ رسول اللہ ﷺ بہت سے لوگوں کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور ہمارے پاس ان کو کھلانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا بولیں اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔ چنانچہ ابوطلحہ ؓ نے آگے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کا استقبال کیا۔ رسول اکرم ﷺ ابوطلحہ کے ساتھ اندر آئے اور فرمایا' ام سلیم رضی اللہ عنہا تمہارے پاس جو کچھ ہے لے آؤ۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا وہ روٹیاں لے آئیں۔ آپ نے روٹیوں کو توڑ کر باریک کرنے کا حکم دیا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے مشکیزہ سے ان میں گھی ملایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس میں برکت کی دعا کی جیسا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر آپ نے دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ بلائے گئے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ اَنَّهٗ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَدَخَلُوْا فَقَالَ کُلُوْا وَسَمُّوْا اللّٰهَ فَاَکَلُوْا حَتّٰی فَعَلَ ذَالِکَ بِثَمَانِیْنَ رَجُلًا ثُمَّ اَکَلَ النَّبِیُّ ﷺ وَاَهْلُ الْبَیْتِ وَتَرَکَ سُؤْرًا.

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِلْبُخَارِیِّ قَالَ اَدْخِلْ عَلَیَّ عَشَرَةً حَتّٰی عَدَّ اَرْبَعِیْنَ ثُمَّ اَکَلَ النَّبِیُّ ﷺ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَیْءٌ.

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ ثُمَّ اَخَذَ مَابَقِیَ فَجَمَعَهٗ ثُمَّ دَعَافِیْهِ بِالْبَرَکَةِ فَعَادَ کَمَا کَانَ فَقَالَ دُوْنَکُمْ هٰذَا. 2484-39

انہوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور باہر آ گئے۔ آپ نے پھر دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ بھی آئے پیٹ بھر کر کھایا اور نکل گئے۔ پھر آپ نے دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا اسی طرح دس دس کر کے سب لوگوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ اور وہ (۷۰) ستر یا (۸۰) اسی آدمی تھے (ﷺ)۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا۔ وہ اندر آئے، تو آپ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھانا شروع کرو۔ وہ کھانے سے فارغ ہوئے۔ یہاں تک کہ اسی آدمیوں نے کھانا کھایا۔ پھر نبی کریم ﷺ اور گھر والوں نے کھانا کھایا اور پھر بھی بچ رہا۔ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے۔ میرے پاس دس آدمی اندر لاؤ۔ یہاں تک آپ نے چالیس گن لیے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے کھانا کھایا اور میں غور کرنے لگا کہ کیا کھانے میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے۔ اور مسلم کی روایت میں ہے کہ اس کے بعد آپ نے بچا ہوا کھانا اکٹھا کیا اور اس میں برکت کی دعا فرمائی تو کھانا پہلے جتنا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اسے اٹھا لیجیے۔

وَعَنْهُ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِاِنَاءٍ وَهُوَ بِالزَّوْرَاءِ فَوَضَعَ یَدَهٗ فِی الْاِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ یَنْبُعُ مِنْ بَیْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِاَنَسٍ کَمْ کُنْتُمْ قَالَ ثَلٰثَ مِائَةٍ اَوْزُهَاءَ ثَلٰثَ مِائَةٍ (متفق علیه) 2485-40

حضرت انس ﷺ ہی سے روایت ہے، کہ زوراء جگہ میں نبی معظم ﷺ کی خدمت میں ایک برتن پیش کیا گیا۔ آپ نے اس برتن میں اپنا ہاتھ ڈالا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی ابلنے لگا اور سب لوگوں نے وضو کیا۔ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس ﷺ سے پوچھا آپ کتنے آدمی تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ تین سو یا تین سو کے لگ بھگ۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ کُنَّا نَعُدُّ الْاٰیَاتِ بَرَکَةً وَّاَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِیْفًا کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَاءُ فَقَالَ اطْلُبُوْا فَضْلَةً مِّنْ مَّاءٍ فَجَاءُوْا بِاِنَاءٍ فِیْهِ مَاءٌ قَلِیْلٌ فَاَدْخَلَ یَدَهٗ فِی الْاِنَاءِ ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الطَّهُوْرِ الْمُبَارَکِ وَالْبَرَکَةُ مِنَ اللّٰهِ وَلَقَدْ

حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ کا بیان ہے کہ ہم معجزوں کو برکت تصور کرتے تھے، جبکہ تم لوگ ان کو ڈراوا سمجھتے ہو۔ ایک سفر میں ہم رسول اکرم ﷺ کی معیت میں تھے اور پانی ختم ہو گیا۔ آپ نے ہدایت فرمائی کہ تھوڑا سا پانی مہیا کرو۔ چنانچہ وہ آپ کے پاس ایک برتن لائے، جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ اس برتن میں ڈالا اور فرمایا۔

رَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ (رواه البخاری) 2486-41

بڑھو برکت والے پانی کی طرف۔ آیئے اور یہ برکت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں سے پانی ابلتے دیکھا۔ اور ہم کھانا کھاتے ہوئے کھانے سے سبحان اللہ سنا کرتے تھے۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ ﷺ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنَّكُمْ تَسِيْرُوْنَ عَشِيَّتَكُمْ وَلَيْلَتَكُمْ وَتَاْتُوْنَ الْمَاءَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ غَدًا فَانْطَلَقَ النَّاسُ لَا يَلْوِیْ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ فَبَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيْرُ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ فَمَالَ عَنِ الطَّرِيْقِ فَوَضَعَ رَاْسَهٗ ثُمَّ قَالَ احْفَظُوْا عَلَيْنَا صَلٰوتَنَا فَكَانَ اَوَّلُ مَنِ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالشَّمْسُ فِیْ ظَهْرِهٖ ثُمَّ قَالَ ارْكَبُوْا فَرَكِبْنَا فَسِرْنَا حَتّٰى اِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِيْضَاءَةٍ كَانَتْ مَعِیْ فِيْهَا شَیْءٌ مِنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّاَ مِنْهَا وُضُوْءً دُوْنَ وُضُوْءٍ قَالَ وَبَقِیَ فِيْهَا شَیْءٌ مِّنْ مَّاءٍ ثُمَّ قَالَ احْفَظْ عَلَيْنَا مِيْضَاءَتَكَ فَسَيَكُوْنُ لَهَا نَبَاٌ ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ ﷺ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ وَرَكِبَ وَرَكِبْنَا مَعَهٗ فَانْتَهَيْنَا اِلَى النَّاسِ حِيْنَ امْتَدَّ النَّهَارُ وَحَمِیَ كُلُّ شَیْءٍ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْنَا وَعَطِشْنَا فَقَالَ لَا هُلْكَ عَلَيْكُمْ وَدَعَا بِالْمِيْضَاَةِ فَجَعَلَ يَصُبُّ وَاَبُوْ قَتَادَةَ ﷺ يَسْقِيْهِمْ فَلَمْ يَعْدُ اَنْ رَاَى النَّاسُ مَاءً فِی الْمِيْضَاَةِ تَكَابُّوْا عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْسِنُوا الْمَلَاَ كُلُّكُمْ

حضرت ابوقتادہ ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا کہ اگر تم شروع رات اور آخر رات تک چلتے رہے تو ان شاء اللہ کل پانی تک پہنچ جاؤ گے۔ چنانچہ سب لوگ اس طرح چلتے رہے، کہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔ ابوقتادہ ﷺ کا بیان ہے، کہ رسول اکرم ﷺ اسی طرح آدھی رات تک چلتے رہے۔ پھر راستہ چھوڑ دیا۔ پھر (آرام کے لیے) سر رکھا اور فرمایا "ہمارے لیے ہماری نمازوں کا خیال رکھنا"۔ چنانچہ سب سے پہلے بیدار ہونے والے رسول کریم ﷺ تھے اور سورج آپ کے پیچھے تھا۔ پھر آپ نے سوار ہونے کا حکم دیا۔ ہم سوار ہو کر چلتے رہے، حتیٰ کہ جب سورج کافی بلند ہو گیا تو آپ اترے۔ پھر آپ نے وضو والا برتن منگوایا، جو میرے پاس تھا اور اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ پھر آپ نے اس سے ہلکا وضو کیا۔ ابوقتادہ ﷺ کہتے ہیں کہ اس میں تھوڑا سا پانی باقی بچ گیا۔ پھر فرمایا: اپنے وضو کے برتن کی ہمارے لیے حفاظت کرنا، عنقریب اس کی خبر بنے گی۔ حضرت بلال ﷺ نے اذان کہی۔ رسول اکرم ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر صبح کی نماز کی امامت کرائی۔ پھر آپ پھر سوار ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سوار ہو گئے۔ ہم دوسرے لوگوں کے پاس اس وقت پہنچے جب سورج کافی بلند ہو گیا اور ہر چیز تپ اٹھی تھی۔ اور وہ لوگ دہائی دینے لگے' یا رسول اللہ! ہم ہلاک ہو گئے اور ہائے ہم پیاسے ہیں! آپ نے فرمایا: تم پر ہلاکت نہیں آئے گی۔ اور وضو والا برتن منگوا کر پانی انڈیلنا شروع کیا اور ابوقتادہ ان

سَيَرْوٰى قَالَ فَفَعَلُوْا فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُبُّ وَاَسْقِيْهِمْ حَتّٰى مَابَقِيَ غَيْرِيْ وَغَيْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَبَّ فَقَالَ لِيَ اشْرَبْ فَقُلْتُ لَا اَشْرَبُ حَتّٰى تَشْرَبَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ قَالَ فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ قَالَ فَاَتَى النَّاسُ الْمَاءَ جَامِّيْنَ رُوَاءً (رواه مسلم) هٰكَذَا فِيْ صَحِيْحِهٖ وَكَذَا فِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَجَامِعِ الْاُصُوْلِ وَزَادَ فِي الْمَصَابِيْحِ بَعْدَ قَوْلِهٖ اٰخِرُهُمْ لَفْظَةَ شُرْبًا.
42-2487

کو پانی پلا رہے تھے۔اور جونہی لوگوں نے اس برتن میں پانی دیکھا تو ٹوٹ پڑے۔اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا حسنِ سلوک کا مظاہرہ کرو۔تم سب جلدی سیر ہو جاؤ گے۔ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تب انہوں نے حسن اخلاق کا ثبوت دیا۔رسولِ اکرم ﷺ پانی انڈیلتے رہے اور میں ان کو پلاتا رہا حتی کہ میرے اور رسول محترم ﷺ کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔پھر آپ نے پانی انڈیلا اور مجھے پینے کا حکم دیا۔میں نے کہا: یارسول اللہ! میں اس وقت تک نہ پیوں گا جب تک آپ ﷺ نہ پی لیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا' قوم کو پلانے والا سب سے آخر میں ہوتا ہے۔ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: پھر میں نے پیا۔اور آپ نے پیا اور بتایا کہ لوگ پانی پر مکمل اطمینان قلب سے پہنچے۔(مسلم) صحیح مسلم میں بھی یہی الفاظ ہیں اسی طرح حمیدی کی کتاب اور جامع اصول میں بھی۔یہی الفاظ ہیں لیکن المصابیح میں اٰخِرُهُمْ کے بعد اس لفظ شُرْبًا کا اضافہ ہے۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُهُمْ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ فَقَالَ نَعَمْ فَدَعَا بِنِطَعٍ فَبُسِطَ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْئُ بِكَفِّ ذُرَّةٍ وَيَجِيْئُ الْاٰخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ وَيَجِيْئُ الْاٰخَرُ بِكِسْرَةٍ حَتَّى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطَعِ شَيْئٌ يَسِيْرٌ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ خُذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِكُمْ فَاَخَذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِهِمْ حَتّٰى مَا تَرَكُوْا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً اِلَّا مَلَؤُوْهُ قَالَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے غزوۂ تبوک کے روز تمام اصحاب رضی اللہ عنہم سخت بھوک میں مبتلا ہوئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یوں عرض کیا' یارسول اللہ! لوگوں سے ان کے بچے ہوئے سامان سفر طلب فرمائیں، پھر اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے اس میں برکت کی دعا فرمائیں۔آپ نے فرمایا' ٹھیک ہے۔پھر آپ نے چمڑے کا دسترخوان طلب فرمایا۔اس کو بچھا دیا گیا پھر لوگوں کو باقی ماندہ زادِ راہ لانے کا حکم دیا۔ چنانچہ کوئی مٹھی بھر مکئی لایا' کوئی مٹھی بھر کھجور اور کوئی روٹی کا ٹکڑا لایا۔حتی کہ دسترخوان پر تھوڑا سا کھانا جمع ہوا۔پھر رسول اللہ ﷺ نے اس میں برکت کی دعا فرمائی اور حکم دیا' اپنی خرجیوں کو بھر لو لوگوں نے اپنی اپنی خرجیاں بھرنی شروع کیں حتی کہ لشکر میں کوئی برتن ایسا نہ رہا جو بھرا نہ گیا ہو۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور بچ بھی

لَايَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍّ فَيُحْجَبُ عَنِ الْجَنَّةِ (رواه مسلم) 2488-43

گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو شخص بھی ان دو چیزوں پر بلاشک وشبہ ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملے ہوگا تو اس کو جنت سے دور نہ رکھا جائے گا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عَرُوْسًا بِزَيْنَبَ فَعَمِدَتْ اُمِّيْ اُمُّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اِلٰى تَمْرٍ وَّسَمْنٍ وَاَقِطٍ فَصَنَعَتْ حَيْسًا فَجَعَلَتْهُ فِيْ تَوْرٍ فَقَالَتْ يَااَنَسُ اذْهَبْ بِهٰذَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْ بَعَثَتْ بِهٰذَا اِلَيْكَ اُمِّيْ وَهِيَ تُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَتَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا لَكَ مِنَّا قَلِيْلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذَهَبْتُ فَقُلْتُ فَقَالَ ضَعْهُ ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَادْعُ لِيْ فُلَانًا وَّفُلَانًا رِجَالًا سَمَّاهُمْ وَادْعُ مَنْ لَّقِيْتَ فَدَعَوْتُ مَنْ سَمّٰى وَمَنْ لَّقِيْتُ فَرَجَعْتُ فَاِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِاَهْلِهٖ قِيْلَ لِاَنَسٍ عَدَدُكُمْ كَمْ كَانُوْا قَالَ زُهَاءَ ثَلٰثِمِائَةٍ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى تِلْكَ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِمَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُو عَشَرَةً عَشَرَةً يَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَقُوْلُ لَهُمْ اذْكُرُوااسْمَ اللّٰهِ وَلْيَاْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيْهِ قَالَ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَّدَخَلَتْ طَائِفَةٌ حَتّٰى اَكَلُوْا كُلُّهُمْ قَالَ لِيْ يَااَنَسُ اِرْفَعْ فَرَفَعْتُ فَمَا اَدْرِيْ حِيْنَ وَضَعْتُ كَانَ اَكْثَرَ اَمْ حِيْنَ رَفَعْتُ (متفق عليه) 2489-44

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا، تو میری ماں ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کھجور' گھی اور پنیر لیا، اس سے حلوہ بنا کر ایک برتن میں ڈالا اور کہا' اے انس! اسے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ' ان سے عرض کرو، کہ اسے میری ماں نے آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے اور وہ آپ کو سلام عرض کرتی ہے۔ اور یہ بھی کہتی ہیں کہ یا رسول اللہ! یہ ہماری طرف سے آپ کے لیے معمولی سا ہدیہ ہے۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں آیا اور سب کہہ دیا۔ آپ نے فرمایا' اس کو رکھ دو اور جاؤ اور فلاں فلاں شخص کو نام لے کر بتایا کہ میری طرف سے دعوت دو۔ مزید جس سے بھی ملاقات ہو اس کو بھی دعوت دو۔ چنانچہ میں نے جن لوگوں کا آپ نے نام لیا تھا ان کو دعوت دی اور سب ملنے والوں کو بھی۔ میں جب واپس آیا تو گھر لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، کہ وہ لوگ کتنے تھے؟ انہوں نے بتایا تقریباً تین سو کے قریب ہوں گے۔ پھر میں نے نبی رحمت کو حلوہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے دیکھا اور جو اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ نے دعائیہ کلمات ادا کیے۔ پھر دس دس آدمیوں کو کھانے کے لئے بلاتے رہے۔ آپ ان کو کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے اور اپنے سامنے سے کھانا کھانے کی تلقین فرماتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ پیٹ بھر کر کھاتے گئے۔ ایک ٹولی نکل جاتی تو دوسری داخل ہوتی۔ حتیٰ کہ سب نے کھالیا تو مجھے حکم دیا کہ اس کو اٹھاؤ۔ چنانچہ میں نے اٹھالیا۔ لیکن میں نہیں سمجھا کہ جب میں نے برتن رکھا تو اس میں کھانا زیادہ تھا، یا جب میں نے اٹھایا تو اس وقت زیادہ تھا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَنَا عَلٰى نَاضِحٍ قَدْ عَيِيَ فَلَا يَكَادُ يَسِيْرُ فَتَلَاحَقَ بِيَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ مَالِبَعِيْرِكَ قُلْتُ قَدْ عَيِيَ فَتَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَزَجَرَهُ فَدَعَالَهُ فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْاِبِلِ قُدَّامَهَا يَسِيْرُ فَقَالَ لِيْ كَيْفَ تَرٰى بَعِيْرَكَ قُلْتُ بِخَيْرٍ قَدْ اَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ اَفَتَبِيْعُنِيْهِ بِوُقِيَّةٍ فَبِعْتُهُ عَلٰى اَنَّ لِيْ فَقَارَ ظَهْرِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْمَدِيْنَةَ غَدَوْتُ عَلَيْهِ بِالْبَعِيْرِ فَاَعْطَانِيْ ثَمَنَهٗ وَرَدَّهٗ عَلَيَّ (متفق علیه) 2490-45

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک جنگ لڑی اور میں پانی کھینچنے والے اونٹ پر سوار تھا وہ تھک گیا اور اسکا چلنا مشکل تھا۔ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پیچھے سے ملے۔ اور انہوں نے پوچھا، تمہارے اونٹ کو کیا ہوا ہے؟ میں نے بتایا کہ تھک چکا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے آئے اور اونٹ کو ہانکا اور اس کے لیے دعا فرمائی۔ اس کے بعد اس اونٹ سے کوئی اونٹ آگے نہ بڑھ سکتا تھا۔ آپ نے پھر دریافت فرمایا: اب تمہارا اونٹ کیسا ہے؟ میں نے جواب دیا بہت اچھا ہے۔ اسکو آپ سے برکت ملی ہے۔ پھر آپ نے پوچھا' کیا تو اس اونٹ کو میرے ہاتھ ایک اوقیہ کے عوض فروخت کرے گا چنانچہ میں نے مدینہ تک اس اونٹ پر سوار رہنے کی شرط پر فروخت کر دیا۔ جب رسول اللہ نے مدینہ منورہ میں قدم رنجہ فرمایا، تو میں صبح سویرے ہی آپ کے پاس اونٹ لے گیا۔ آپ نے اس کی قیمت مجھے عطا فرمائی اور اونٹ بھی لوٹا دیا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِيْ حُمَيْدِ نِ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم غَزْوَةَ تَبُوْكَ فَاَتَيْنَا وَادِيَ الْقُرٰى عَلٰى حَدِيْقَةٍ لِّامْرَاَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اخْرُصُوْهَا فَخَرَصْنَاهَا وَخَرَصَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ عَشَرَةَ اَوْسُقٍ وَقَالَ اَحْصِيْهَا حَتّٰى نَرْجِعَ اِلَيْكِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَانْطَلَقْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا تَبُوْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ سَتَهُبُّ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَةَ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَلَا يَقُمْ فِيْهَا اَحَدٌ فَمَنْ كَانَ لَهٗ بَعِيْرٌ فَلْيَشُدَّ عِقَالَهٗ فَهَبَّتْ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَحَمَلَتْهُ الرِّيْحُ حَتّٰى اَلْقَتْهُ بِجَبَلَيْ طَيٍّ ثُمَّ اَقْبَلْنَا حَتّٰى قَدِمْنَا وَادِيَ الْقُرٰى فَسَاَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْمَرْاَةَ عَنْ حَدِيْقَتِهَا كَمْ بَلَغَ ثَمَرُهَا

حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوہ تبوک کے لیے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں روانہ ہوئے۔ وادی القریٰ میں ایک خاتون کے باغ کے نزدیک پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس باغ کی پیداوار کا تخمینہ لگاؤ۔ چنانچہ ہم نے اس کا تخمینہ لگایا۔ اور رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اندازہ لگایا اور آپ کا تخمینہ دس وسق کا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا' اس باغ کی پیداوار کو گن رکھنا ان شاء اللہ ہم تمہارے پاس واپس آئیں گے اور ہم روانہ ہو گئے حتیٰ کہ تبوک پہنچ گئے۔ پھر آپ نے پیشین گوئی فرمائی، کہ آج رات تم پر سخت آندھی آئے گی۔ تو کوئی تم میں سے اس میں کھڑا نہ رہے۔ جس کے پاس اونٹ ہے تو وہ اس کا گھٹنا مضبوطی سے باندھے۔ چنانچہ بڑی سخت آندھی آئی۔ اور ایک شخص کھڑا ہوا تو اس کو ہوا نے اٹھا کر بنی طے کے دو پہاڑوں

فَقَالَتْ عَشَرَةَ اَوْسُقٍ (متفق عليه) 2491-46

کے درمیان پھینک دیا۔ پھر ہم واپسی پر وادی القری پہنچے تو رسول محترم ﷺ نے اس خاتون سے اس کے باغ کے بارے میں دریافت فرمایا' کہ اس کی کتنی پیداوار ہوئی۔ اس نے بتایا دس وسق۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّكُمْ سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَ وَهِيَ اَرْضٌ يُّسَمّٰى فِيْهَا الْقِيْرَاطُ فَاِذَا فَتَحْتُمُوْهَا فَاَحْسِنُوْا اِلٰى اَهْلِهَا فَاِنَّ لَهَا ذِمَّةً وَّرَحِمًا اَوْقَالَ ذِمَّةً وَّصِهْرًا فَاِذَا رَاَيْتُمْ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فِيْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَاخْرُجْ مِنْهَا قَالَ فَرَاَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ شُرَحْبِيْلَ بْنِ حَسَنَةَ وَاَخَاهُ رَبِيْعَةَ يَخْتَصِمَانِ فِيْ مَوْضِعِ لَبِنَةٍ فَخَرَجْتُ مِنْهَا (رواه مسلم) 2492-47

حضرت ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں، کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا' تم لوگ جلد ہی مصر فتح کرو گے۔ اس ملک میں قیراط کا سکہ مشہور ہے۔ جب تم اس کو فتح کر لو تو اس کے باشندوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا، کیونکہ ان کے لیے ذمّہ اور قرابت داری ہے یا آپ نے فرمایا ان کی عزت کے لیے ذمّہ ہے۔ اور سسرال کا علاقہ ہے۔ جب تم دیکھو کہ دو شخص ایک وہاں اینٹ کی جگہ پر آپس میں جھگڑ رہے ہیں تو وہاں سے نکل جانا۔ حضرت ابوذر ؓ نے بتایا کہ انہوں نے عبدالرحمن بن شرجیل بن حسنہ اور اس کے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ کے رکھنے پر آپس میں جھگڑتے دیکھا تو میں وہاں سے چل دیا۔ (مسلم)

وَعَنْ حُذَيْفَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِيْ اَصْحَابِيْ.
وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ وَفِيْ اُمَّتِيْ.
اِثْنَاعَشَرَ مُنَافِقًا لَّا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدُوْنَ رِيْحَهَا حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ثَمَانِيَةٌ مِّنْهُمْ تَكْفِيْهِمُ الدُّبَيْلَةُ سِرَاجٌ مِّنْ نَّارٍ يَّظْهَرُ فِيْ اَكْتَافِهِمْ حَتّٰى تَنْجُمَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ (رواه مسلم) وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا فِيْ مَنَاقِبِ عَلِيٍّ ؓ وَحَدِيْثَ جَابِرٍ ؓ مَنْ يَّصْعَدُ الثَّنِيَّةَ فِيْ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى. 2493-48

حضرت حذیفہ ؓ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا' کہ میرے اصحاب میں' ایک روایت میں میری امت میں' بارہ منافق ہیں جو جنت میں داخل نہیں ہوں گے اور وہ جنت کی خوش بو بھی نہ پائیں گے حتی کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گزرے۔ ان میں آٹھ تو پھوڑا نکلنے سے مریں گے۔ آگ کا ایک گولہ ان کے کندھوں سے ظاہر ہو گا اور سینوں سے پار ہو جائے گا۔ (مسلم) اور ہم عنقریب سہل بن سعد کی حدیث جس میں ہے کہ میں کل جھنڈا دوں گا، مناقب علی کے باب میں اور حضرت جابر کی حدیث جس میں یہ مذکور ہے کہ کون گھاٹی پر چڑھے گا' کا ذکر ان شاء اللہ باب المناقب میں کریں گے۔

الفصل الثالث

وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ اُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَاةٌ فِيْهَا سَمٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اجْمَعُوْا لِيْ مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنَ الْيَهُوْدِ فَجُمِعُوْا لَهٗ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنِّيْ سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ اَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ يَااَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ اَبُوْكُمْ قَالُوْا فُلَانٌ قَالَ كَذَبْتُمْ بَلْ اَبُوْكُمْ فُلَانٌ قَالُوْا صَدَقْتَ وَ بَرِرْتَ قَالَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْ شَيْءٍ اِنْ سَاَلْتُكُمْ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ يَااَبَاالْقَاسِمِ اِنْ كَذَبْنَاكَ عَرَفْتَ كَمَا عَرَفْتَهٗ فِيْ اَبِيْنَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ اَهْلُ النَّارِ قَالُوْا نَكُوْنُ فِيْهَا يَسِيْرًا ثُمَّ تَخْلُفُوْنَا فِيْهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اخْسَئُوْا فِيْهَا وَاللّٰهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيْهَا اَبَدًا ثُمَّ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ عَنْ شَيْءٍ اِنْ سَاَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِيْ هٰذِهِ الشَّاةِ سَمًّا قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَمَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذَالِكَ قَالُوْا اَرَدْنَا اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا اَنْ نَسْتَرِيْحَ مِنْكَ وَاِنْ كُنْتَ صَادِقًا لَمْ يَضُرَّكَ (رواه البخاری) **2494-49**

تیسری فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں کہ جب فتح خیبر ہوئی تو رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری جس میں زہر ملا ہوا تھا بطور ہدیۂ دی گئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ یہاں جتنے یہودی ہیں انہیں میرے پاس لاؤ۔ انہیں آپ کے پاس اکٹھا کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا' میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں، کیا تم اس کے بارے میں مجھے سچ سچ بتا دو گے۔ انہوں نے جواب دیا' ہاں یا ابا القاسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا' تمہارا باپ کون تھا؟ انہوں نے جواب دیا' فلاں۔ آپ نے فرمایا' تم جھوٹے ہو بلکہ تمہارا باپ فلاں تھا۔ انہوں نے کہا' آپ نے سچ فرمایا۔ پھر آپ نے پوچھا' اگر میں تم سے کچھ پوچھوں تو کیا تم اس کے متعلق سچ سچ بتاؤ گے؟ انہوں نے جواب دیا' ابو القاسم! ہاں۔ اگر ہم آپ سے جھوٹ بولیں گے تو آپ جان جائیں گے جیسا آپ کو ہمارے باپ کے بارے معلوم ہو گیا تھا۔ آپ نے ان سے پوچھا' جہنمی کون ہوں گے؟ انہوں نے بتایا' ہم اس میں تھوڑی مدت رہیں گے پھر تم لوگ ہمارے بعد جہنم میں جاؤ گے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ہی جہنم میں ذلیل و خوار ہو گے۔ اللہ کی قسم! ہم کبھی تمہاری جگہ اس میں داخل نہیں ہوں گے۔ پھر آپ نے ان سے استفسار فرمایا: اگر میں تم سے کسی چیز کے بارے دریافت کروں تو کیا تم مجھے سچ سچ بتا دو گے؟ انہوں نے کہا ہاں' یا ابا القاسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اس بکری کو زہر آلود کیا تھا؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ آپ نے پوچھا' تمہیں ایسا کرنے پر کس بات نے مجبور کیا؟ انہوں نے جواب دیا' ہم نے یہ سوچا کہ اگر آپ جھوٹے ہوں گے تو ہم آپ سے چھٹکارہ پا جائیں گے اور اگر آپ سچے ہوئے تو زہر آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔ (بخاری)

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ اَخْطَبَ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمًا نِ الْفَجْرَ

حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور منبر پر

وَصَعِدَ عَلَى الْمِنبَرِ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنبَرَ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا. (رواه مسلم) 2495-50

تشریف فرما کر ہمیں خطاب کیا حتّٰی کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ پھر آپ منبر سے اترے ہمیں نماز پڑھائی اور خطاب کیا حتّٰی کہ نمازِ عصر کا وقت ہو گیا آپ پھر اترے نماز پڑھائی اور منبر پر جلوہ نما ہوئے حتیٰ کہ سورج ڈوب گیا۔ آپ نے ہمیں قیامت تک پیش آنے والے واقعات سے مطلع فرمایا۔ چنانچہ ہم میں سے سب سے زیادہ معلومات اس آدمی کے پاس ہیں جس کا حافظہ ہم میں سے سب سے زیادہ ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ عَنْ اَبِیْ قَالَ سَاَلْتُ مَسْرُوْقًا مَنْ اٰذَنَ النَّبِیَّ ﷺ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوْا الْقُرْاٰنَ فَقَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْکَ يَعْنِیْ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ قَالَ اٰذَنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ. (متفق عليه) 2496-51

حضرت معن بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے باپ سے یہ کہتے سنا کہ اس نے حضرت مسروق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا کہ جس رات جنوں نے قرآن سنا تھا تو کس نے نبی کریم ﷺ کو جنوں کے بارے میں بتایا تھا؟ اس نے جواب دیا مجھے تمہارے والد یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایک درخت نے آپ ﷺ کو جنوں کے متعلق بتایا تھا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا مَعَ عُمَرَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ فَتَرَاءَيْنَا الْهِلَالَ وَكُنْتُ رَجُلًا حَدِيْدَ الْبَصَرِ فَرَاَيْتُهُ وَلَيْسَ اَحَدٌ يَّزْعَمُ اَنَّهُ رَاٰهُ غَيْرِیْ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ لِعُمَرَ اَمَا تَرَاهُ فَجَعَلَ لَا يَرَاهُ قَالَ يَقُوْلُ عُمَرُ سَاَرَاهُ وَاَنَا مُسْتَلْقٍ عَلٰى فِرَاشِیْ ثُمَّ اَنْشَاَ يُحَدِّثُنَا عَنْ اَهْلِ بَدْرٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُرِيْنَا مَصَارِعَ اَهْلِ بَدْرٍ بِالْاَمْسِ وَيَقُوْلُ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَهٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ قَالَ عُمَرُ وَالَّذِیْ بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا اَخْطَؤُوا الْحُدُوْدَ لَّتِیْ حَدَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَجُعِلُوْا فِیْ بِئْرٍ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيْهِمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان تھے۔ ہم سب نے چاند دیکھنے کی کوشش کی۔ لیکن میں تیز نظر والا تھا اس لیے میں نے چاند دیکھ لیا مگر میرے علاوہ چاند دیکھنے کا کوئی مدعی نہ ہوا۔ اس پر میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھنا شروع کیا کیا آپ کو چاند دکھائی نہیں دے رہا؟ تو انہوں نے کوشش کی لیکن وہ چاند نہ دیکھ سکے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں جلد ہی اپنے بستر پر لیٹے لیٹے چاند دیکھ لوں گا۔ پھر انہوں نے ہمیں اہل بدر کے بارے بتانا شروع کر دیا۔ انہوں نے وضاحت کی کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ہمیں مقتولان بدر کی ہلاکت گاہوں کو ایک دن پہلے ہی دکھا دیا تھا اور آپ نے فرمایا کل انشاء اللہ یہ فلاں کی ہلاکت گاہ ہو گی اور ان شاء اللہ یہ فلاں کی ہلاکت گاہ

فَقَالَ يَافُلَانَ بْنَ فُلَانَ وَيَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ حَقًّا فَاِنِّیْ قَدْوَجَدْتُّ مَا وَعَدَنِیَ اللّٰهُ حَقًّا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تُكَلِّمُ اَجْسَادًا لَا اَرْوَاحَ فِيْهَا فَقَالَ مَااَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ غَيْرَ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يَّرُدُّوْا عَلَیَّ شَيْئًا. (رواہ مسلم) 2497-52

ہو گی۔ حضرت عمر ﷛ نے بتایا' اس ذات کی قسم جس نے رسول کریم ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! وہ رسول اکرم ﷺ کے نشان زدہ مقامات سے ذرا بھی ادھر ادھر ہلاک نہ ہوئے۔ مزید بتایا کہ ان کو ایک کنویں میں ایک دوسرے پر پھینک دیا گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ چل کر ان تک گئے اور یوں خطاب فرمایا' اے فلاں ابن فلاں اور اے فلاں ابن فلاں! کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے تم سے جو وعدہ کیا تھا تم نے اس کو سچ پالیا؟ حقیقتاً میں نے تو اس وعدہ کو سچا پایا جو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کیا تھا۔ اس پر حضرت عمر ﷛ بول اٹھے' یا رسول اللہ! آپ بے روح جسموں سے کیسے کلام فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا' میں جو کچھ ان سے کہہ رہا ہوں' اسے تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے لیکن یہ بات ہے کہ وہ میری کسی بات کا جواب دینے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ (مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَهٗ رَجُلٌ يَسْتَطْعِمُهٗ فَاَطْعَمَهٗ شَطْرَ وَسْقِ شَعِيْرٍ فَمَازَالَ الرَّجُلُ يَاْكُلُ مِنْهُ وَامْرَاَتُهٗ وَضَيْفُهُمَا حَتّٰی كَالَهٗ فَفَنِیَ فَاَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ لَوْ لَمْ تَكِلْهُ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ وَلَقَامَ لَكُمْ. (رواہ مسلم) 2498-53

حضرت جابر ﷛ بیان کرتے ہیں۔ ایک آدمی رسول معظم ﷺ کے پاس آ کر غلہ مانگتا ہے۔ آپ نے اسے آدھا وسق جو دیے۔ وہ شخص' اس کی بیوی اور ان دونوں کے مہمان اسے کھاتے رہے۔ جب اس شخص نے اسے ماپ لیا تب جو ختم ہو گئے۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تم اسے نہ ماپتے' تو تم اس سے کھاتے رہتے اور وہ تمہارے لیے باقی رہتا۔ (مسلم)

بَابُ الْكَرَامَاتِ

باب الکرامات

کرامت کا لغوی معنی عزت افزائی یا "تعظیم" کرنا ہے۔شرعی اصطلاح میں خرقِ عادت کام کو کرامت کہا جاتا ہے۔معجزہ اور کرامت کا فرق یہ ہے کہ خلاف فطرت کام کسی نبی کی ذات اطہر کے حوالے سے صادر ہو' تو اسے معجزہ کہا جاتا ہے۔اور اس کے مستند ہونے میں شک کرنا کفر کے مترادف ہے۔لیکن کرامت کسی صحابی یا عام آدمی نیک سے سرزد ہو اور سننے والا اگر اس کا انکار کر دے تو اس پر کوئی فتوی نہیں لگایا جا سکتا۔کسی سے کرامت کے ظہور ہونے کے لیے اس کا دوسروں سے زیادہ نیک ہونا ضروری نہیں نیز کرامت کو منبر و محراب پر بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔کیونکہ اس طرح صاحب کرامت آدمی کی عقیدت کے بارے میں غلو اور اکثر اوقات اس سے شرکیہ نظریات جنم لیتے ہیں۔

لوگوں کو گرویدہ بنانے اور دوکانداری کے لیے کرامت بیان کرنا پرلے درجے کا دینی اور اخلاقی جرم ہے۔جو لوگ اپنے بزرگوں کی کرامات کا سرِ عام ذکر کرتے ہیں اس کے پیچھے اکثر مالی مفادات اور اپنی روحانی حیثیت منوانے کے سوا کوئی چیز کار فرما نہیں ہوتی۔

یاد رہے! کہ یہ دین کرامات کا محتاج نہیں۔اور کسی شخص کے خرق عادت کام کو اس وقت تک کرامت نہیں کہا جا سکتا جب تک وہ قرآن وسنت کے نظریہ کے مطابق نہ ہو۔بصورتِ دیگر بڑے سے بڑے غیر معمولی اور خلاف فطرت کام کو کرشمہ سازی اور شعبدہ بازی ہی تصور کیا جائے گا۔

یاد رکھیے! صاحب کرامت کی زندگی قرآن وسنت کے مطابق ہونا لازمی ہے۔

الفصل الاوّل

عَنْ اَنَسٍ ﷺ اَنَّ اُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَّعَبَّادَ بْنَ بِشْرٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ حَاجَةٍ لَّهُمَا حَتّٰى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ فِيْ لَيْلَةٍ شَدِيْدَةِ الظُّلْمَةِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَنْقَلِبَانِ وَبِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عُصَيَّةٌ فَاَضَاءَتْ عَصَا اَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتّٰى مَشَيَا فِيْ ضَوْءِ هَا حَتّٰى اِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيْقُ اَضَاءَتْ لِلْاٰخَرِ عَصَاهُ فَمَشٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا فِيْ ضَوْءِ عَصَاهُ حَتّٰى بَلَغَ اَهْلَهٗ (رواه البخاری) 2499-1

پہلی فصل

حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں' کہ حضرت اسید بن حضیر اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہما دونوں اپنی کسی ضرورت کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرتے رہے۔یہاں تک کہ کافی رات بیت گئی۔اور رات سخت اندھیری تھی۔پھر جب دونوں آپ ﷺ کی مجلس سے اٹھ کر اپنے گھروں کی طرف لوٹنے لگے اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لاٹھی تھی تو ان میں سے ایک کا عصا دونوں کے لیے روشنی دینے لگا۔حتی کہ وہ اس کی روشنی میں چلنے لگے۔یہاں تک کہ جب ان کے راستے جدا جدا ہو گئے' تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہو گئی۔

چنانچہ وہ دونوں اپنے گھر پہنچنے تک اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی میں چلتے رہے۔ (بخاری)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ لَمَّا حَضَرَ اُحُدٌ دَعَانِیْ اَبِیْ مِنَ اللَّیْلِ فَقَالَ مَا اُرَانِیْ اِلَّا مَقْتُوْلًا فِیْ اَوَّلِ مَنْ یُّقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ وَاِنِّیْ لَا اَتْرُکُ بَعْدِیْ اَعَزَّ عَلَیَّ مِنْکَ غَیْرَ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَاِنَّ عَلَیَّ دَیْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِاَخَوَاتِکَ خَیْرًا فَاَصْبَحْنَا فَکَانَ اَوَّلَ قَتِیْلٍ وَّدَفَنْتُہٗ مَعَ اٰخَرَ فِیْ قَبْرٍ (رواہ البخاری) 2500-2

حضرت جابر ﷺ کا بیان ہے۔ جب (اگلے دن) جنگ احد کا معرکہ ہونا تھا' تو میرے باپ نے مجھے رات کو بلایا اور فرمایا کہ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میں اصحابِ رسول میں اول شہید ہونے والوں میں سے ہوں گا۔ تم مجھے اپنے پیچھے رہ جانے والوں میں' رسول اکرم ﷺ کے بعد' سب سے عزیز ہو۔ اور میرے ذمے قرض ہے' اس کو چکا دینا۔ نیز تیری بہنوں کے بارے میں تمہیں حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں ۔ پھر جب صبح ہوئی تو پیش گوئی کے مطابق میرے والد سب سے پہلے شہید تھے۔ اور میں نے انہیں ایک دوسرے شہید کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیا۔ (بخاری)

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ اِنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّۃِ کَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَآءَ وَاِنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَنْ کَانَ عِنْدَہٗ طَعَامُ اثْنَیْنِ فَلْیَذْھَبْ بِثَالِثٍ وَمَنْ کَانَ عِنْدَہٗ طَعَامُ اَرْبَعَۃٍ فَلْیَذْھَبْ بِخَامِسٍ اَوْ سَادِسٍ وَاِنَّ اَبَا بَکْرٍ جَاءَ بِثَلٰثَۃٍ وَانْطَلَقَ النَّبِیُّ ﷺ بِعَشَرَۃٍ وَاِنَّ اَبَا بَکْرٍ تَعَشّٰی عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ ثُمَّ لَبِثَ حَتّٰی صُلِّیَتِ الْعِشَاءُ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتّٰی تَعَشَّی النَّبِیُّ ﷺ فَجَاءَ بَعْدَمَا مَضٰی مِنَ اللَّیْلِ مَاشَاءَ اللّٰہُ قَالَتْ لَہٗ امْرَاَتُہٗ مَاحَبَسَکَ عَنْ اَضْیَافِکَ قَالَ اَوَ مَاعَشَّیْتِیْھِمْ قَالَتْ اَبَوْا حَتّٰی تَجِیْءَ فَغَضِبَ وَقَالَ وَاللّٰہِ لَا اَطْعَمُہٗ اَبَدًا فَحَلَفَتِ الْمَرْاَۃُ اَنْ لَا تَطْعَمَہٗ وَحَلَفَ الْاَضْیَافُ اَنْ لَّا یَطْعَمُوْہُ وَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ کَانَ ھٰذَا مِنَ الشَّیْطٰنِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَاَکَلَ وَاَکَلُوْا

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں کہ اصحاب صفہ فقیر لوگ تھے۔ اس لیے نبی معظم نے فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو' وہ تیسرے کو اپنے ساتھ لے جائے۔ اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچواں یا چھٹا ساتھ لے جائے۔ اس طرح حضرت ابوبکر صدیق ﷺ تین کو ساتھ لے گئے۔ اور نبی کریم ﷺ دس کو ساتھ لے گئے۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے رات کا کھانا نبی کریم ﷺ کے ہاں کھایا۔ پھر عشاء کی نماز تک وہیں رک گئے۔ پھر واپس آئے اور عشاء کے بعد نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ٹھہرے رہے۔ اس طرح کافی رات گئے واپس گھر لوٹے تو ان کی بیوی نے ان سے پوچھا: آپ کس وجہ سے اپنے مہمانوں سے بچھڑ گئے؟ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے پوچھا کیا تم نے ان کو کھانا نہیں کھلایا؟ اس نے جواب دیا: انہوں نے آپ کے آنے تک کھانا نہ کھانے پر مصر رہے۔ اس پر حضرت ابوبکر

فَجَعَلُوْا لَا يَرْفَعُوْنَ لُقْمَةً اِلَّا رَبَتْ مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرَ مِنْهَا فَقَالَ لِاِمْرَاَتِهٖ يَا اُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ مَا هٰذَا قَالَتْ وَقُرَّةِ عَيْنِيْ اِنَّهَا الْاٰنَ لَاَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذَالِكَ بِثَلٰثِ مِرَارٍ فَاَكَلُوْا وَبَعَثَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذُكِرَ اَنَّهٗ اَكَلَ مِنْهَا (متفق عليه)

3-2501

ﷺ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا' اللہ کی قسم! میں کھانا کبھی نہیں کھاؤں گا۔ اسی طرح ان کی بیوی نے بھی کھانا نہ کھانے کی قسم کھالی۔ اور مہمانوں بھی کھانا نہ کھانے کی قسم کھالی تھے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر نے فرمایا، یہ قسم شیطان کی طرف سے ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے مہمانو ں کے ساتھ کھانا کھایا۔

جب وہ ایک لقمہ اٹھاتے تو اس کے نیچے پہلا کھانا بڑھ جاتا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی بیوی کو مخاطب کر کے حیرت سے پوچھا۔ بنو فراس کی بہن یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا، میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! اب یہ کھانا پہلے سے تین گنا ہو گیا ہے پس۔ ان سب نے کھانا کھایا اور نبی کریم ﷺ کے ہاں بھی بھیجا۔ بتایا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے بھی اس میں سے تناول فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ ؓ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ خَاصَمَتْهُ اَرْوٰى بِنْتُ اَوْسٍ اِلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَادَّعَتْ اَنَّهٗ اَخَذَ شَيْئًا مِنْ اَرْضِهَا فَقَالَ سَعِيْدٌ اَنَا كُنْتُ اٰخُذُ مِنْ اَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِيْ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا طُوِّقَهُ اللّٰهُ اِلٰى سَبْعِ اَرَضِيْنَ فَقَالَ لَهٗ مَرْوَانُ لَا اَسْئَلُكَ بَيِّنَةً بَعْدَ هٰذَا فَقَالَ سَعِيْدٌ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَتْ كَاذِبَةً فَاَعْمِ بَصَرَهَا وَاقْتُلْهَا فِيْ اَرْضِهَا قَالَ فَمَا مَاتَتْ حَتّٰى ذَهَبَ بَصَرُهَا وَبَيْنَمَا هِيَ تَمْشِيْ فِيْ اَرْضِهَا اِذْ وَقَعَتْ فِيْ حُفْرَةٍ فَمَاتَتْ. (متفق عليه)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ

تیسری فصل

حضرت عروہ بن زبیر کا بیان ہے' کہ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ؓ کا اروٰی بنت اوس سے جھگڑا ہو گیا۔ اور وہ اس معاملے کو مروان بن حکم کے پاس لے گئی۔ اس کا دعوٰی تھا کہ حضرت سعید ؓ نے اس کی کچھ زمین ہتھیالی ہے۔ پس حضرت سعید ؓ جواب دیا کہ رسول اکرم ﷺ کا بیان سننے کے بعد وہ کیسے اس زمین پر قبضہ کر سکتا ہے؟ مروان نے پوچھا آپ نے رسول اکرم سے کیا سنا تھا۔ تو انہوں نے کہا میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کسی نے ظلم کے ساتھ ایک بالشت زمین ہتھیالی' اس کو سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ چنانچہ مروان نے کہا' میں اس کے بعد آپ سے کسی واضح ثبوت کو طلب نہیں کرتا۔ چنانچہ حضرت سعید ؓ نے بددعا دی۔ یا اللہ اگر یہ عورت جھوٹی ہے' تو اس کی بصارت اچک لے اور اس کو اسی زمین میں موت دے جس کا اس نے دعوٰی کیا ہے۔ حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ مرنے سے پہلے اس عورت کی بصارت جاتی رہی اور وہ اپنی

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ وَاَنَّهُ رَاٰهَا عَمْيَاءَ تَلْتَمِسُ الْجُدُرَ تَقُوْلُ اَصَابَتْنِیْ دَعْوَةُ سَعِيْدٍ وَّاَنَّهَا مَرَّتْ عَلٰى بِئْرٍ فِی الدَّارِ الَّتِیْ خَاصَمَتْهُ فِيْهَا فَوَقَعَتْ فِيْهَا فَكَانَتْ قَبْرَهَا.2502-4

زمین پر چلتے ہوئے ایک گڑھے میں گر کر مر گئی۔(مسلم و بخاری)اور مسلم کی روایت میں محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر ﷛ سے اسی طرح کی روایت آئی ہے' کہ محمد بن زید نے اس عورت کو اس حالت میں دیکھا' کہ وہ اندھی ہو گئی تھی، دیواروں کو ٹٹول کر چلتی اور کہا کرتی تھی: مجھے سعید ﷛ کی بددعا لگ گئی ہے۔اور وہ اسی گھر کے اندر ایک کنویں میں گر پڑی' جس گھر کا اس نے دعوی کیا تھا اور وہ کنواں ہی اس کی قبر بنا۔

خلاصہ باب

۱۔ حضرت اسید بن حضیر ﷛ اور حضرت عبادہ بن بشر کی لاٹھیاں روشن ہو گئیں۔

۲۔ حضرت جابر ﷛ کے والد حضرت عبداللہ ﷛ کی اپنے بارے میں شہادت کی پیش گوئی پوری ہوئی۔

۳۔ حضرت صدیق اکبر ﷛ کی کرامت سے کھانا دوگنا ہوا۔

۴۔ حضرت سعید بن زید ﷛ کی بددعا سے جھوٹی عورت کی بینائی جاتی رہی۔اور متنازعہ فیہ گھر کا کنواں اس کے لیے قبر ثابت ہوا۔

بَابُ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی اکرم ﷺ کی وفات کا تذکرہ

مکہ معظمہ میں رسول اللہ ﷺ نے 53 سال گزارے۔ آپ ﷺ نبوت سے 40 سال پہلے بھی نہایت پاکیزہ' بااخلاق' دیانت وامانت کے پیکر' ہمدردی اور غم خواری کے سراپا' شرم وحیا کے پتلے' صاحب کردار اور نہایت ہی خوش گفتار تھے۔ لوگ آپ کو صادق وامین کے القاب سے یاد کرتے۔ آپ کی بات اور ذات نمونہ تھی۔ لیکن نبوت کے اعلان کے بعد یکسر حالات تبدیل ہوئے۔ آپ کو کوئی قسم کے الزامات دھر دیے گئے اور آپ کو ہر قسم کی گستاخیوں اور زیادتیوں کا نشانہ بنایا گیا۔ لیکن آپ پامردی اور جواں مردی کے ساتھ مسلسل تیرہ سال تک برداشت کرتے رہے۔ آخر آپ کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم ہوا۔ مدینہ میں آپ کا شاندار اور پرتپاک استقبال ہوا۔ بعد ازاں اگرچہ بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا' عرب وعجم کے ساتھ خونریز معرکے ہوئے۔ لیکن ہر قدم پر اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت وحمایت کے ساتھ آپ کو کامیاب فرمایا۔ یہاں تک کہ عرب سرنگوں اور عجم نے آپ ﷺ کی عظمت وجلالت کا سکہ تسلیم کیا۔

آپ ﷺ نے ایک فلاحی مملکت کا قیام اور عملاً اللہ کے دین کو نافذ فرمایا۔ جب مسلمانوں کی شوکت اور اسلام کی عظمت کا پھریرا بلند ہو رہا تھا' تو اللہ تعالیٰ کیطرف سے پیغام اجل آن پہنچا۔ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اور پھر مدینہ منورہ واپس آکر اس سانحہ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اشارات کے ذریعے اطلاع فرمادی تھی۔ تاکہ وہ اس صدمۂ عظیمہ اور آئندہ ذمہ داریوں کو اٹھانے کے لیے ذہنی اور عملی طور پر تیار ہو سکیں۔ اس طرح آپ نے تریسٹھ سال' چار دن دنیا میں حیاتِ مستعار گزارے۔ اور پیر کے روز انتقال فرمایا۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

آپ ﷺ کے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اہل مدینہ کے لیے دو ایام سے بڑھ کر اہم اور کوئی نہیں ہو سکتے۔ جب آپ نے مدینہ منورہ میں ورود فرمایا تو وہ ہمارے لیے انتہائی خوشی کا تاریخی دن تھا۔ جبکہ رحلت کا دن غمِ بیکراں کا دن تصور کیا جاتا ہے۔

الفصل الاوّل

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَجَعَلَا يُقْرِاٰنِنَا الْقُرْاٰنَ ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ وَّبِلَالٌ وَسَعْدٌ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ عِشْرِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَمَا رَاَيْتُ اَهْلَ

پہلی فصل

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' کہ اصحابِ رسول میں سے سب سے پہلے جس نے ہمارے ہاں قدم رنجہ فرمایا' وہ حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت ابن ام مکتوم تھے۔ وہ دونوں ہمیں قرآن حکیم پڑھاتے۔ اس کے بعد عمار رضی اللہ عنہ' بلال رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ آئے' پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دوسرے بیس صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ وارد ہوئے۔ ان کے بعد

الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَیْءٍ فَرَحَهُمْ بِهٖ حَتّٰی رَاَیْتُ الْوَلَائِدَ وَالصِّبْیَانَ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ جَاءَ فَمَا جَاءَ حَتّٰی قَرَأْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی فِیْ سُوَرٍ مِّثْلِهَا مِنَ الْمُفَصَّلِ (رواه البخاری) 1-2503

نبی رحمت کی تشریف آوری ہوئی۔ حضرت براء ؓ نے فرمایا: کہ میں نے اہل مدینہ کو کسی بات پر اتنی خوشیاں مناتے نہیں دیکھا' جتنا وہ آپ ﷺ کی تشریف آوری پر خوش ہوئے۔ یہاں تک کہ لونڈیاں اور بچے بھی نعرے لگا رہے تھے کہ یہ اللہ کے رسول تشریف لائے ہیں۔ اور میں آپ کی آمد سے قبل ہی سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی جیسی کئی سورتیں پڑھ چکا تھا۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنَّ عَبْدًا خَیَّرَهُ اللّٰهُ بَیْنَ اَنْ یُّؤْتِیَهُ مِنْ زُهْرَةِ الدُّنْیَا مَا شَاءَ وَبَیْنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهٗ فَبَکٰی اَبُوْ بَکْرٍ قَالَ فَدَیْنَاکَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا فَعَجِبْنَا لَهٗ فَقَالَ النَّاسُ انْظُرُوْا اِلٰی هٰذَا الشَّیْخِ یُخْبِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَبْدٍ خَیَّرَهُ اللّٰهُ بَیْنَ اَنْ یُّؤْتِیَهُ مِنْ زُهْرَةِ الدُّنْیَا وَبَیْنَ مَا عِنْدَهٗ وَهُوَ یَقُوْلُ فَدَیْنَاکَ بِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ الْمُخَیَّرُ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ اَعْلَمَنَا (متفق علیه) 2-2504

حضرت ابوسعید خدری ؓ کا بیان ہے' کہ رسول اکرم ﷺ اپنے منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا' کہ ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ دنیا کی زیب وزینت لے لے' یا جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس نعمتیں ہیں انہیں اختیار کرلے' تو اس بندہ نے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس تھا اس کو اختیار کرلیا۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ رونے لگے۔ اور فرمایا ہمارے باپ اور مائیں آپ پر قربان! اس پر ہم سب متعجب ہوئے اور لوگ کہنے لگے کہ بوڑھے کو دیکھیے' رسول محترم ﷺ نے تو ایک بندہ کے بارے میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی عطا کردہ دنیا کی زیب وزینت اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے' میں سے ایک کو چننے کا اختیار دیا اور یہ کہہ رہے ہیں، ہمارے باپ اور مائیں آپ ﷺ پر قربان! اصل بات یہ ہے کہ جن کو اختیار دیا گیا وہ خود ﷺ رسول تھے اور حضرت ابوبکر ہم سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ؓ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی قَتْلٰی اُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِیْنَ کَالْمُوَدِّعِ لِلْاَحْیَاءِ وَالْاَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ اِنِّیْ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ فَرَطٌ وَّاَنَا عَلَیْکُمْ شَهِیْدٌ وَّاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْحَوْضُ وَاِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَیْهِ وَاَنَا فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا وَاِنِّیْ قَدْ اُعْطِیْتُ

حضرت عقبہ بن عامر ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے شہدائے احد کی نماز جنازہ' آٹھ سال بعد' اس طرح ادا کی کہ گویا آپ ﷺ زندوں اور مرنے والوں سے بچھڑنے والے ہیں۔ پھر اپنے منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: تم میں میری حیثیت پیشگی منتظم کی ہے اور میں تم پر گواہ ہوں گا۔ بلاشبہ ملاقات کا مقام حوض کوثر ہوگا۔ اور میں اس جگہ بیٹھ کر حو

مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ وَاِنِّیْ لَسْتُ اَخْشٰی عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِیْ وَلٰكِنِّیْ اَخْشٰی عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا. وَزَادَ بَعْضُهُمْ فَتَقْتَتِلُوْا فَتَهْلِكُوْا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ (متفق عليه)2505-3

ض کوثر کو دیکھ رہا ہوں ۔اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں ہیں ۔اور مجھے تمہارے بارے میں یہ خوف نہیں ہے' کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ لیکن میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم دنیا داری میں ایک دوسرے سے بڑھنے لگ جاؤ گے۔اور بعض روایوں نے یہ اضافہ کیا کہ تم ایک دوسرے سے قتال کرو گے اور ہلاک ہو جاؤ گے، جیسا کہ تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تُوُفِّیَ فِیْ بَيْتِیْ وَفِیْ يَوْمِیْ وَبَيْنَ سَحْرِیْ وَنَحْرِیْ وَاَنَّ اللّٰهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيْقِیْ وَرِيْقِهٖ عِنْدَ مَوْتِهٖ دَخَلَ عَلَیَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ بَكْرٍ وَبِيَدِهٖ سِوَاكٌ وَاَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَاَيْتُهٗ يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَعَرَفْتُ اَنَّهٗ يُحِبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ اٰخُذُهٗ لَكَ فَاَشَارَ بِرَاْسِهٖ اَنْ نَعَمْ فَتَنَاوَلْتُهٗ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ وَقُلْتُ اُلَيِّنُهٗ لَكَ فَاَشَارَ بِرَاْسِهٖ اَنْ نَعَمْ فَلَيَّنْتُهٗ فَاَمَرَّهٗ وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فِيْهَا مَاءٌ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِی الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَيَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٌ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهٗ فَجَعَلَ يَقُوْلُ فِی الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰی حَتّٰی قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهٗ (رواه البخاری) 2506-4

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' کہ اللہ تعالیٰ کے مجھ پر بے پناہ انعامات میں سے ایک یہ ہے' کہ رسول اکرم میرے گھر میں' میری باری کے دن' میرے سینے اور حلق کے درمیان فوت کئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی وفات کے قریب میرے لعاب دہن اور آپ کے لعاب دہن کو جمع فرمایا (اور وہ اس طرح کہ) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر میرے پاس اندر آئے اور اس کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ اور میں نے رسول اکرم کو سہارا دے رکھا تھا۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ مسواک کی طرف متوجہ ہیں۔ میں جان گئی کہ آپ مسواک کرنا چاہ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا: کیا آپ کے لیے مسواک لوں۔ آپ نے اثبات میں سر سے اشارہ کیا۔ اور میں نے وہ مسواک آپ کو پکڑا دی۔ چنانچہ آپ نے مسواک کرنا شروع کیا لیکن وہ آپ کے لئے سخت تھی۔ پھر میں نے پوچھا' کیا میں اسے آپ کے لئے نرم کردوں؟ آپ نے اپنے سر سے ہاں کا اشارہ کیا۔ چنانچہ میں نے مسواک کو آپ کے لئے نرم کیا۔ آپ ﷺ نے اس کو (دانتوں پر) پھیرا۔ اور آپ کے ہاتھوں کے درمیان پانی کا برتن تھا۔ آپ پانی میں اپنے ہاتھ ڈالتے اور اپنے چہرے پر دونوں ہاتھ ملتے رہے۔ اور کہنے لگے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔ بلاشبہ سکراتِ موت برحق ہیں۔ پھر اپنا ہاتھ بلند کیا اور رفیقِ اعلیٰ کی دعا کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کی روح قبض کر لی گئی۔ اور آپ کا دست مبارک جھک گیا!!۔(بخاری)

وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (قبل ازیں) رسول محترم

مَامِنْ نَبِيٍّ يَمْرَضُ اِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَكَانَ فِيْ شَكْوَاهِ الَّذِيْ قُبِضَ اَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِيْدَةٌ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ فَعَلِمْتُ اَنَّهٗ خُيِّرَ(متفق علیه) 5-2507

ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ کوئی نبی ایسا نہیں ہوا' جس کو مرض الموت میں مبتلا کرنے سے پہلے دنیا اور آخرت کو پسند کرنے کا اختیار نہ دیا گیا ہو' اور وہ بیماری جس میں آپ کی روح مبارک قبض کی گئی یہ تھی کہ آپ ﷺ زبردست ہچکی میں مبتلا ہوئے۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا' مجھے ان لوگوں کی معیت نصیب فرما جن پر تو نے انعام فرمایا' یعنی انبیاء' صدیقین' شہداء اور صالحین ہیں۔ اس سے میں جان گئی کہ آپ ﷺ کو اختیار دیا گیا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ يَتَغَشَّاهُ الْكَرْبُ . فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَ كَرْبَ اَبَاهُ! فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلٰى اَبِيْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ يَا اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا اَبَتَاهُ مِنْ جَنَّتِ الْفِرْدَوْسِ مَاْوَاهُ. يَا اَبَتَاهُ اِلٰى جِبْرَئِيْلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ يَا اَنَسُ اَطَابَتْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ التُّرَابَ (رواہ البخاری) 6-2508

حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ شدید بیمار ہوئے اور آپ ﷺ پر بیماری کی وجہ سے غشی طاری ہوئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پکار اٹھیں' ہائے ابو جان کی تکلیف! چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا' آج کے بعد تیرے باپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ جب آپ ﷺ نے وفات پائی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ ہائے ابا جان! آپ ﷺ نے اپنے رب کی دعوت قبول کر لی۔ ابا جان! جنت آپ کا مقام ہے۔ اے ابو جان' ہم جبرائیل کو آپ ﷺ کی موت پر مطلع کرتے ہیں۔ پھر جب آپ ﷺ کو دفنایا گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا' یا انس! تم نے رسول پر مٹی ڈالنے پر اپنے آپ کو کیسے آمادہ کیا؟ (بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ اِنَّهٗ لَنْ يُّقْبَضَ نَبِيٌّ حَتّٰى يُرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلَ بِهٖ وَرَاْسُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ غُشِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَاَشْخَصَ بَصَرَهٗ اِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى قُلْتُ اِذَنْ لَّا يَخْتَارُنَا قَالَتْ وَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ كَانَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے' کہ رسول اکرم ﷺ نے بحالت صحت فرمایا کرتے تھے کہ کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک اس کو جنت میں اس کے قیام کی جگہ کو دکھا نہیں دیا جاتا' پھر اس کو اختیار دیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ پر سکرات موت کی کیفیت طاری ہوئی' تو آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ آپ پر غشی غالب ہوئی۔ پھر آپ

يُحَدِّثُنَا بِهِ وَهُوَ صَحِيحٌ فِي قَوْلِهِ اَنَّهُ لَنْ يُقْبَضَ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يُرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَ اٰخِرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ قَوْلُهُ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى (متفق عليه) 2509-7

ہوش میں آ گئے۔ پھر آپ نے نگاہیں چھت پر گاڑ دیں اور فرمایا' اے اللہ! رفیق اعلیٰ! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، کہ میں نے سمجھ لیا، کہ آپ اب ہمیں پسند نہیں فرمائیں گے اور جان لیا کہ یہ وہی بات ہے جس کا ذکر آپ ﷺ تندرستی کی حالت میں کیا کرتے تھے، کہ کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک اس کو اس کے جنت میں مقام کا مشاہدہ نہ کرا دیا جائے پھر اس کو اختیار دیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آخری بات جو آپ ﷺ نے فرمائی یہ تھی۔ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقِ الْاَ عْلٰى۔ (بخاری)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ يَاعَائِشَةُ مَاأَزَالُ اَجِدُ اَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِيْ اَكَلْتُ بِخَيْبَرَ وَهٰذَا اَوَانٌ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ اَبْهَرِيْ مِنْ ذَالِكَ السَّمِّ (رواه البخاری) 2510-8

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی روایت کرتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ اپنی مرض الوفات میں فرمایا' عائشہ! میں خیبر میں کھائے گئے زہریلے کھانے کی تکلیف ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہوں اور اب میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس زہر کے اثر سے میری شریان پھٹ رہی ہے۔ (بخاری)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيْهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَلُمُّوْا اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْاٰنُ حَسْبُكُمْ كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوْا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا اَكْثَرُوا اللَّغَطَ وَالْاِخْتِلَافَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُوْمُوْا عَنِّيْ قَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَاحَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبَيْنَ اَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذَالِكَ الْكِتَابَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.
وَفِيْ رِوَايَةِ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِيْ مُسْلِمِ الْاَحْوَلِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ جب رسول معظم ﷺ پر سکرات موت طاری ہوئی، تو گھر میں بہت سے لوگ تھے۔ ان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' آؤ میں تمہیں ایک وصیت لکھ دوں، کہ اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ اکرم ﷺ پر بیماری کا سخت غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن مجید ہے اور اللہ کی کتاب تمہاری ہدایت کے لئے کافی ہے۔ گھر والوں نے اس پر اختلاف کیا اور آپس میں جھگڑنے لگے۔ ان میں کچھ کی رائے تھی' (قلم دوات) رسول اکرم ﷺ کے قریب لاؤ تا کہ آپ تمہارے لئے تحریر کروا دیں۔ اور کچھ کی رائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق تھی۔ جب شور اور اختلاف شدت اختیار کر گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مجھ سے دور ہٹ جاؤ۔ عبید اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے، کہ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَايَوْمُ الْخَمِيْسِ ثُمَّ بَكٰى حَتّٰى بَلَّ دَمْعُهُ الْحَصٰى قُلْتُ يَاابْنَ عَبَّاسٍ وَمَايَوْمُ الْخَمِيْسِ قَالَ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَجَعُهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِكَتِفٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ اَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا مَاشَانُهُ اَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوْهُ فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ فَقَالَ دَعُوْنِيْ ذَرُوْنِيْ فَالَّذِيْ اَنَافِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنَنِيْ اِلَيْهِ فَاَمَرَهُمْ بِثَلٰثٍ فَقَالَ اَخْرِجُوْا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاَجِيْزُوْا الْوَفْدَ بِنَحْوِمَا كُنْتُ اُجِيْزُهُمْ وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ اَوْ قَالَهَا فَنَسِيْتُهَا قَالَ سُفْيَانُ هٰذَا مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ (متفق عليه) 2511-10

یہ انتہائی سخت پریشان کن امر تھا کہ صحابہ کرام ﷺ کا اختلاف اور شور وشغب حائل ہو گیا۔ دوسری روایت میں حضرت سلیمان بن ابی مسلم احوال نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ جمعرات کا دن کیسا سخت دن ہے؟ پھر انہوں نے رونا شروع کر دیا، حتیٰ کہ زمین کی کنکریاں گیلی ہونے لگیں۔ سلیمان نے حضرت ابن عباس سے مخاطب ہو کر پوچھا، جمعرات کے دن کیا ہوا تھا؟ تو انہوں نے جواب اس دن رسول کی بیماری نے شدت اختیار کی تو آپ نے فرمایا، میرے پاس شانے کی ہڈی لاؤ کہ میں تمہیں تحریر لکھوا دوں کہ اس کے بعد تم گمراہ نہ ہو گے۔ لیکن لوگ جھگڑنے لگے حالانکہ نبی کریم کے قریب جھگڑنا ان کے شایان شان نہ تھا۔ بعض صحابہ ﷺ کے کہا کہ رسول کا حال کیا ہے؟ آپ کو تنہا چھوڑ دیں۔ دوسروں نے کہا: آپکی بات سمجھنی چاہیے۔ چنانچہ بعض صحابہ آپ کے قریب آئے، لیکن آپ نے فرمایا، مجھے تنہا چھوڑ دو۔ مجھے میرے حال پر رہنے دو۔ میں جس حال میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے، جس کی طرف تم بلاتے ہو۔ آپ نے ان کو تین باتوں کا حکم دیا۔ مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دینا اور بیرونی وفود کا اسی طرح خیال رکھنا جیسا میں رکھا کرتا تھا۔ سلیمان بن مسلم نے تیسری بات سے خاموشی اختیار کی، یا یہ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتائی، لیکن وہ بھول گئے۔ سفیان کا کہنا ہے کہ یہ سلیمان کا قول ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِعُمَرَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اُمِّ اَيْمَنَ نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزُوْرُهَا فَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَيْهَا بَكَتْ فَقَالَا لَهَا مَا يُبْكِيْكِ اَمَا تَعْلَمِيْنَ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ اِنِّيْ لَا اَبْكِيْ اَنِّيْ لَا اَعْلَمُ اَنَّ مَاعِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلٰكِنْ اَبْكِيْ اَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ

حضرت انس ﷺ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر ﷺ نے حضرت عمر ﷺ سے فرمایا کہ آیئے ہم حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کو چلیں جیسا کہ رسول اکرم ﷺ آپ کی زیارت فرمایا کرتے تھے۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ ان دونوں نے اس سے کہا: آپ کیوں روتی ہیں؟ کیا آپ نہیں جانتیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں رسول اکرم ﷺ کا جو مقام ہے وہ بہت بہتر ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میرے رونے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے مقام کو

مَعَهَا(رواه مسلم)2512-10 بہت بہتر نہیں سمجھتی، بلکہ میں تو اس لئے روتی ہوں، کہ آسمان سے وحی کا آنا منقطع ہو گیا ہے۔اس پر وہ دونوں بھی رونا ضبط نہ کر سکے اور ام ایمن کے ساتھ رونے لگے۔(مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رضي اللّٰه عنها اَنَّهَا قَالَتْ وَارَأْسَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاكِ لَوْ كَانَ وَاَنَا حَيٌّ فَاَسْتَغْفِرُلَكِ وَاَدْعُوْلَكِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَاثُكْلَيَاهُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِيْ فَلَوْ كَانَ ذَالِكَ لَظَلِلْتَ اٰخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ اَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ بَلْ اَنَا وَارَأْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ اَوْ اَرَدْتُّ اَنْ اُرْسِلَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَابْنِهٖ وَاَعْهَدَ اَنْ يَّقُوْلَ الْقَائِلُوْنَ اَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَاْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ اَوْيَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَاْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ(رواه البخاری) 2513-11

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ سر درد کے باعث کہہ اٹھیں، ہائے میرا سر! اس پر رسول اکرم نے فرمایا، اگر تجھے موت آ جائے اور میں زندہ ہوں تو تیری لیے مغفرت طلب کروں گا۔اور تیرے لئے دعا کروں گا چنانچہ حضرت عائشہ پکار اٹھیں، ہائے میں مر جاؤں، اللہ کی قسم! میرا یہ خیال ہے کہ آپ میری موت چاہتے ہیں، اگر ایسا ہو تو آپ ﷺ اسی دن اپنی کسی دوسری بیوی سے صحبت کریں گے۔چنانچہ نبی کریم ﷺ فرمایا، نہیں بلکہ میرا سر پھٹا جا رہا ہے۔اور میرا قصد یا ارادہ ہے، کہ میں ابوبکر اور اس کے بیٹے کو بلا بھیجوں اور وصیت کروں، تاکہ کوئی کہنے والا نہ کہے۔ اور کوئی خواہش کرنے والا خواہش نہ کرے۔پھر فرمایا، اللہ تعالیٰ انکار کریں گے اور مومنین مدافعت کریں گے یا اللہ تعالیٰ مدافعت کریں گے۔اور مومنین انکار کر دیں گے۔(بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ مدینہ طیبہ کی تاریخ میں رسولِ محترم ﷺ کی تشریف آوری آمد بہار تھی۔

۲۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پہلے ہی رسولِ محترم کی وفات کو بھانپ چکے تھے۔

۳۔ رسولِ محترم ﷺ نے آٹھ سال بعد احد کے جاں نثاروں کے لیے الوداعی دعا فرمائی۔

۴۔ آپ ﷺ کا فرمان! اے میرے صحابہ میں تم میں دنیاداری پیدا ہونے کا اندیشہ محسوس کرتا ہوں۔

۵۔ رسولِ محترم ﷺ نے آخری وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چبائی ہوئی مسواک کی۔

۶۔ ہر نبی کی موت سے پہلے اسے جنت میں اس کا مقام دکھلایا جاتا ہے۔

۷۔ خیبر کے وقت زہر آلود لقمے کا آپ نے آخری وقت وقت تک اثر محسوس فرمایا۔

۸۔ غشی کی حالت میں، تحریر لکھوانے کا حکم دینے کے تین دن بعد تک آپ اس دنیا میں جلوہ گر رہے۔

۹۔ میرے بعد غیر ملکی وفود کا احترام کرنا اور مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دینا۔

۱۰۔ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے واضح طور پر اشارے فرمائے۔

بَابُ الْمِيْرَاثِ النَّبِيِّ ﷺ

باب نبی اکرم کی میراث

انبیاء کرام کے بے شمار اور ان گنت اوصاف میں سے ایک خوبی یہ بھی ہے، کہ وہ عوامی اور دینی خدمت کے بدلے میں کسی سے ایک روپیہ تک لینے کے روادار نہیں ہوتے۔ وہ زندگی بھر ہر قسم کی خدمات بوجہ اللہ سرانجام دیا کرتے ہیں۔ کار نبوت کے بعد جو وقت انہیں میسر ہوتا ہے اس میں وہ اپنے لئے محنت و مشقت فرمایا کرتے تھے۔ اور ان کا مال متروکہ کسی وارث کا حصہ نہیں بن سکتا، بلکہ وہ صدقہ ہو جاتا ہے چنانچہ آپ نے وفات کے وقت اپنی بچی کھچی پونجی بیت المال کے حوالے کردی۔ اسی کی روشنی میں وفات سے ایک دن پہلے اتوار کے دن نبی محترم ﷺ نے اپنے غلاموں کو آزاد فرمایا اور جو سات دینار گھر میں موجود تھے وہ صدقہ کئے اور اپنا ذاتی جنگی اسلحہ مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کروایا۔ حالانکہ گھر کی حالت یہ تھی کہ حضرت عائشہؓ نے دیا جلانے کے لئے اپنی پڑوسن سے تیل ادھار لیا۔

جہاں تک باغ فدک کا معاملہ ہے، جو خیبر کی فتح کے وقت آپ کے حصہ میں آیا تھا تو وہ اہل خانہ کے اخراجات کے لئے باقی چھوڑا۔ اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے باغ فدک میں اپنی وراثت کا حصہ طلب کیا، تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے آپ ﷺ کا یہ فرمان سنایا، کہ انبیاء کی جائیداد کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ یہ سنتے ہی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مطمئن ہو گئیں۔ اور جب آپ ﷺ کی ازواج مطہرات یکے بعد دیگرے دنیا سے چل بسیں تو باغ فدک مسلمانوں کے عام بیت المال میں شامل کر لیا گیا۔

الفصل الاول — پہلی فصل

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا شَاةً وَلَا بَعِيْرًا وَلَا اَوْصٰى بِشَيْءٍ (رواه مسلم) 1-2514

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے ترکے میں نہ درہم، نہ دینار، نہ بکریاں اور نہ ہی اونٹ چھوڑے۔ اور (اسی لئے) نہ ہی کوئی وصیت کی۔ (مسلم)

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ ؓ اَخِيْ جُوَيْرِيَةَ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ مَوْتِهٖ دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا عَبْدًا وَلَا اَمَةً وَلَا شَيْئًا اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهٗ وَاَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً (رواه البخاری) 2-2515

حضرت عمرو رضی اللہ عنہا بن الحارث جو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی موت کے وقت دینار، درہم، غلام لونڈی یا اور کوئی چیز ترکہ میں نہ چھوڑی۔ ماسوائے ایک سفید خچر، کچھ ہتھیار اور زمین کے جس کو آپ ﷺ نے وقف کردیا تھا۔ (بخاری)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لَا یَقْتَسِمُ وَرَثَتِیْ دِیْنَارًا مَا تَرَکْتُ بَعْدَ نَفَقَۃِ نِسَائِیْ وَ مَؤُوْنَۃِ عَامِلِیْ فَھُوَ صَدَقَۃٌ (متفق علیه) 3-2516

حضرت ابو ہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا کہ میرے ورثاء میرے بعد دینار تقسیم نہیں کریں گے۔ بلکہ میری بیویوں کے اخراجات اور میرے نائب کی ضروریات کے بعد جو بچے گا وہ صدقہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ (متفق علیه) 4-2517

حضرت ابوبکر ؓ رسول معظم ﷺ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم ورثہ نہیں چھوڑتے، بلکہ ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَرَادَ رَحْمَۃَ اُمَّۃٍ مِنْ عِبَادِہٖ قَبَضَ نَبِیَّھَا قَبْلَھَا فَجَعَلَہٗ لَھَا فَرَطًا وَسَلَفًا بَیْنَ یَدَیْھَا وَاِذَا اَرَادَ ھَلَکَۃَ اُمَّۃٍ عَذَّبَھَا وَنَبِیُّھَا حَیٌّ فَاَھْلَکَھَا وَھُوَ یَنْظُرُ فَاَقَرَّ عَیْنَیْہِ بِھَلَکَتِھَا حِیْنَ کَذَّبُوْہُ وَعَصَوْا اَمْرَہٗ (رواہ مسلم) 5-2518

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں، کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا، بلا شک جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی جماعت پر رحمت کا ارادہ فرماتے، تو ان کے نبی کو ان سے پہلے موت سے ہم کنار کرتا اور اسے ان کے لئے پیشگی انتظام کرنے والا اور آگے جانے والا بنا دیتا۔ اس کے برعکس جب اللہ تعالیٰ کسی جماعت کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا تو اس کو اس کے نبی کی زندگی ہی میں اسکی آنکھوں کے سامنے عذاب میں مبتلا کر دیتا اور ان کی ہلاکت سے نبی کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں کیونکہ وہ اس کو جھٹلاتے اور اس کے احکام کی نافرمانی کرتے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَیَاْتِیَنَّ عَلٰی اَحَدِکُمْ یَوْمٌ وَلَا یَرَانِیْ ثُمَّ لَاَنْ یَرَانِیْ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ اَھْلِہٖ وَمَالِہٖ مَعَھُمْ (رواہ مسلم) 6-2519

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے، تم پر ایسا دور آنے والا ہے کہ تم مجھے نہیں دیکھو گے۔ پھر یہ کہ کوئی مجھے دیکھے اسے اس کے اہل وعیال اور مال واسباب سب سے زیادہ محبوب ہوگا۔ (مسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ انبیاء اپنے پیچھلے دنیا کا مال نہیں چھوڑا کرتے۔

۲۔ انبیاء کا ترکہ امّت کا مال ہوتا ہے۔

بَابُ مُنَاقِبِ قُرَيْشٍ وَذِكْرِ الْقَبَائِلِ

باب مناقبِ قریش وذکرالقبائل

ہرقوم کی کچھ ایسی خصوصیات ہوتی ہیں جن کی وجہ سے وہ قوموں میں ممتاز اور منفرد مقام حاصل کرتی ہیں۔ دنیا میں عرب اپنی عادات اور خصائل کے اعتبار سے منفرد مقام رکھتے ہیں اور عربوں میں قریش زمانہ جاہلیت میں بھی فیاض، بہادر، مہمان نواز اور قوت گویائی میں منفرد تھے۔ پھر بیت اللہ کی تولیت کی وجہ سے وہ دنیا بھر میں مذہبی پیشوا اور رہنما سمجھے جاتے تھے۔ لوگ ان کے ساتھ تعلق اور ناتہ جوڑنا اپنے لیے باعثِ افتخار سمجھتے تھے۔

اس وجہ سے قریش مذہبی اور سیاسی قیادت کے منصب پر فائز تھے۔ آپ ﷺ نے اسی امتیاز کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ غیر مسلم قریش کفار میں اور مسلمان قریش صحابہ رضی اللہ عنہم میں ایک خاص مقام کے حامل ہیں۔ یہ بات بھی خبر کے طور پر ارشاد فرمائی کہ قریش میں بارہ خلفا ایسے ہوں گے کہ جن کی وجہ سے لوگ امن وسکون محسوس کریں گے۔ آپ ﷺ کے فرمان کا یہ معنی نہیں کہ پوری دنیا میں صرف قریش کو ہی حکمرانی کا حق حاصل ہے۔ آپ ﷺ کے ارشادات اور ان کے سیاق وسباق کو سامنے رکھتے ہوئے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس زمانے میں صلاحیتوں کے اعتبار سے قریش ہی ایسی قوم تھی جو عرب کی قیادت کرسکتی تھی۔ بعض اہلِ علم نے آپ ﷺ کے ارشادات سے یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش کی ہے کہ شرعی طور پر قیادت کا حق صرف قریش کو حاصل ہے۔ جبکہ مسلمانوں کی تاریخ اس بات کی تائید نہیں کرتی اور نہ ہی محدثین نے اس نقطہءنظر کی تائید کی۔

الفصل الاوّل

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَیْشٍ فِیْ هٰذَا الشَّاْنِ مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ (متفق علیه) 1-2520

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا 'قریش کا معاملہ ایسا ہے کہ سب لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں قریش کے مسلمانوں کی دوسرے مسلمان پیروی کرتے ہیں۔ اور قریش کے کافروں کے تابعداری کافر قریش کرتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَیْشٍ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ (رواه مسلم) 2-2521

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ تمام عرب خیر وشر میں قریش کے پیروکار ہیں۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَا یَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ فِیْ قُرَیْشٍ مَا بَقِیَ مِنْهُمُ اثْنَانِ (متفق علیه) 3-2522

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا، یہ معاملہ خلافت کا ہمیشہ قریش میں رہے گا۔ جب تک ان میں سے دو بھی (اسلام پر) باقی ہوں گے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ مُعَاوِيَةَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ فِيْ قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيْهِمْ اَحَدٌ اِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ مَا اَقَامُوا الدِّيْنَ(رواه البخاری)4-2523

حضرت معاویہ ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا' بلا شبہ یہ معاملہ خلافت قریش میں رہے گا جب تک وہ دین کو قائم رکھیں گے۔ان سے دشمنی کرنے والے ہر شخص کو اللہ تعالیٰ منہ کے بل گرادے گا۔(بخاری)

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَزَالُ الْاِسْلَامُ عَزِيْزًا اِلٰى اِثْنَىْ عَشَرَ خَلِيْفَةً كُلُّهُمْ مِّنْ قُرَيْشٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا يَزَالُ اَمْرُ النَّاسِ مَاضِيًا مَاوَلِيَهُمْ اِثْنَا عَشَرَ رَجُلًا كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَايَزَالُ الدِّيْنُ قَآئِمًا حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ اَوْ يَكُوْنَ عَلَيْهِمْ اِثْنَاعَشَرَ خَلِيْفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ(متفق علیه)5-2524

حضرت جابر بن سمرہ ﷺ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ، بارہ خلیفوں تک اسلام غالب رہے گا اور وہ سب قریشی ہوں گے اور دوسری روایت میں ہے کہ لوگوں کا معاملہ ٹھیک چلتا رہے گا۔جب تک ان پر بارہ خلیفے ہوں گے اور وہ سب قریشی ہوں گے ۔ایک اور روایت میں ہے قیامت قائم ہونے تک دین اسلام قائم رہے گا یا جب تک ان پر بارہ قریشی خلفا حکومت نہ کرلیں گے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ(متفق علیه)6-2525

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا،قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اسلم قبیلہ کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور عصیہ !اس نے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُرَيْشٌ وَالْاَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَاَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَاَشْجَعُ مَوَالِيَّ لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ(متفق علیه)7-2526

حضرت ابو ہریرہ ﷺ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ،قریش ، انصار ، جہینہ ، مزینہ ، اسلم ،غفار اور اشجع میرے دوست ہیں ۔اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے علاوہ ان کا کوئی دوست نہیں ہے۔(بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَسْلَمُ وَغِفَارٌ وَّمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرٌ مِّنْ بَنِیْ تَمِيْمٍ وَّمِنْ بَنِیْ عَامِرٍ وَالْحَلِيْفَيْنِ مِنْ بَنِیْ اَسَدٍ وَّغَطْفَانَ(متفق علیه)8-2527

حضرت ابو بکرہ ﷺ نے بتایا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، قبائل اسلم ،غفار، مزینہ اور جہینہ قبائل بنوتمیم ، بنوعامر اور ان کے دو حلیف قبائل بنواسد اور بنوغطفان سے کہیں بہتر ہیں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ مَازِلْتُ اُحِبُّ بَنِیْ تَمِيْمٍ مُنْذُ ثَلٰثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں میں بنوتمیم سے اس وقت سے محبوب رکھتا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ

يَقُوْلُ فِيهِمْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ هُمْ اَشَدُّ اُمَّتِیْ عَلَى الدَّجَّالِ قَالَ وَجَاءَ تْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهٖ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِّنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ اَعْتِقِيْهَا فَاِنَّهَا مِنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِيْلَ (متفق عليه) 2528-9

ﷺ سے ان کی تین خوبیاں بیان فرماتے ہوئے سنا۔ میں رسول اکرم ﷺ کو ان کے بارے یہ فرماتے سنا' یہ کہ میری امت میں سے دجال پر بہت سخت ہوں گے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ان کے صدقات آئے تو رسول ﷺ نے فرمایا یہ میری قوم کے صدقات ہیں' نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بنو تمیم کی ایک عورت لونڈی تھی' آپ ﷺ نے فرمایا' عائشہ اس کو آزاد کر دے تحقیق یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطِيْعٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا يُقْتَلُ قُرَشِیٌّ صَبْرًا بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (رواه مسلم) 2529-10

وَعَنْ اَبِیْ نَوْفَلٍ مُعَاوِيَةَ بْنِ مُسْلِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رَاَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ عَلٰى عَقَبَةِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ فَجَعَلَتْ قُرَيْشٌ تَمُرُّ عَلَيْهِ وَالنَّاسُ حَتّٰى مَرَّ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَبَا خُبَيْبٍ اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا اَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ اَنْهَاكَ عَنْ هٰذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا وَصُوْلًا لِلرَّحِمِ اَمَا وَاللّٰهِ لَاُمَّةٌ اَنْتَ شَرُّهَا لَاُمَّةُ سُوْءٍ وَفِیْ رِوَايَةٍ لَاُمَّةُ خَيْرٍ ثُمَّ نَفَذَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَبَلَغَ الْحَجَّاجَ مَوْقِفُ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَوْلُهٗ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ

تیسری فصل

حضرت عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسول محترم ﷺ کو فتح مکہ کے دن یہ فرماتے سنا' آج کے دن سے لے کر قیامت تک کسی قریشی کو باندھ کے آج کے دن سے یوم قیامت تک قتل نہ کیا جائے۔ (مسلم)

حضرت ابو نوفل' معاویہ بن مسلم رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو عقبۃ المدینہ پر جہاں سے قریش اور دوسرے لوگوں کا گزر تھا' لٹکا دیکھا۔ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کی لاش کے قریب سے گزرے تو وہاں رک گئے اور تین دفعہ فرمایا، ابو خبیب! السلام علیکم، اللہ کی قسم! میں اس سے تجھے منع کیا کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی قسم! جہاں تک مجھے علم ہے تو بہت زیادہ روزے رکھنے والا' بہت زیادہ رات کو قیام کرنے والا' بہت زیادہ صلہ رحمی کرنے والا تھا۔ اللہ کی قسم! سن لو، وہ گروہ جو تجھے برا سمجھتا ہے وہ خود بدترین ہے دوسری روایت میں ہے کیا یہ لوگ اچھے ہو سکتے ہیں؟ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما چلے گئے۔ حجاج کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے وہاں ٹھہرنے اور فرمان کی اطلاع حجاج تک پہنچی تو اس

فَاُنْزِلَ عَنْ جِذْعِهٖ فَاُلْقِیَ فِیْ قُبُوْرِ الْیَهُوْدِ ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰی اُمِّهٖ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ فَاَبَتْ اَنْ تَاْتِیَهٗ فَاَعَادَ عَلَیْهَا الرَّسُوْلَ لَتَاْتِیَنِّیْ اَوْ لَاَبْعَثَنَّ اِلَیْکِ مَنْ یَّسْحَبُکِ بِقُرُوْنِکِ قَالَ فَاَبَتْ وَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَا اٰتِیْکَ حَتّٰی تَبْعَثَ اِلَیَّ مَنْ یَّسْحَبُنِیْ بِقُرُوْنِیْ قَالَ فَقَالَ اَرُوْنِیْ سِبْتَیَّ فَاَخَذَ نَعْلَیْهِ ثُمَّ انْطَلَقَ یَتَوَذَّفُ حَتّٰی دَخَلَ عَلَیْهَا فَقَالَ کَیْفَ رَاَیْتِنِیْ صَنَعْتُ بِعَدُوِّ اللّٰهِ قَالَتْ رَاَیْتُکَ اَفْسَدْتَ عَلَیْهِ دُنْیَاهُ وَاَفْسَدَ عَلَیْکَ اٰخِرَتَکَ بَلَغَنِیْ اَنَّکَ تَقُوْلُ لَهٗ یَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَیْنِ اَنَا وَاللّٰهِ ذَاتُ النِّطَاقَیْنِ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَکُنْتُ بِهٖ اَرْفَعُ طَعَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَطَعَامَ اَبِیْ بَکْرٍ مِنَ الدَّوَابِّ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَنِطَاقُ الْمَرْاَةِ الَّتِیْ لَا تَسْتَغْنِیْ عَنْهُ اَمَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَنَا اَنَّ فِیْ ثَقِیْفٍ کَذَّابًا وَّمُبِیْرًا فَاَمَّا الْکَذَّابُ فَرَاَیْنَاهُ وَاَمَّا الْمُبِیْرُ فَلَا اِخَالُکَ اِلَّا اِیَّاهُ قَالَ فَقَامَ عَنْهَا فَلَمْ یُرَاجِعْهَا (رواہ مسلم) 2530-11

نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو جس تنے سے لٹکایا تھا اتار کر یہود کی قبروں میں پھنکوا دیا۔ پھر ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کو بلوا بھیجا۔ انہوں نے اس کے پاس آنے سے انکار کر دیا' پھر اس نے دوبارہ قاصد بھیجا کہ تجھے ہر حال میں میرے پاس آنا ہوگا بصورت دیگر میں ایسے اشخاص تیرے پاس بھیجوں گا جو تجھے سر کے بالوں سے گھسیٹ کر لائیں گے۔ ابونوفل نے بتایا کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے پھر انکار کر دیا اور فرمایا' اللہ کی قسم! میں اس وقت تک تیرے پاس نہیں آؤں گی جب تک تو ایسے لوگ نہ بھیجے جو مجھے میری چوٹیوں سے گھسیٹ کر لے جائیں۔ نوفل کا بیان ہے کہ حجاج نے کہا، میرا جوتا لاؤ۔ وہ جوتا پہن کر اور تیز تیز چلتے ہوئے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہنے لگا، تو نے دیکھا میں نے اللہ کے دشمن کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا' میں سمجھتی ہوں کہ تو نے اس کی دنیا خراب کی لیکن اس نے تیری آخرت تباہ کر دی۔ مجھے تمہاری یہ بات معلوم ہے کہ تو اسے دو کمر بند والی کا بیٹا کہہ کر پکارتا ہے۔ اللہ کی قسم! میں ذات النطاقین ہوں۔ ہاں ان میں سے ایک میں رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کا کھانا باندھ کر مویشیوں کے ذریعے بھیجتی تھی اور دوسرے کو بطور پٹی باندھتی تھی جس سے کسی عورت ذات کو مفر نہیں۔ البتہ سن لو! کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، قبیلہ ثقیف میں ایک جھوٹا اور ایک ظالم ہوگا۔ جہاں تک جھوٹے کا تعلق ہے وہ ہم نے دیکھ لیا اور رہا ظالم تو میرا خیال ہے کہ وہ تم ہی ہو۔ ابونوفل کہتے ہیں کہ حجاج کھڑا ہوا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو کوئی جواب نہ دے سکا۔ (مسلم)

وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ ﷺ اَتَاهُ رَجُلَانِ فِیْ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَیْرِ فَقَالَا اِنَّ النَّاسَ صَنَعُوْا مَا تَرٰی وَاَنْتَ ابْنُ عُمَرَ وَصَاحِبُ رَسُوْلِ

حضرت نافع ﷺ نے بتایا کہ دو آدمی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حضرت ابن زبیر کے خروج کے متعلق بات کرنے کے لیے آئے اور انہوں نے کہا کہ لوگوں کے کام

اللّٰهِ ﷺ فَمَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَخْرُجَ فَقَالَ يَمْنَعُنِىْ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَىَّ دَمَ اَخِىْ الْمُسْلِمِ قَالَا اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَاتَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَقَالَ اِبْنُ عُمَرَ قَدْ قَاتَلْنَا حَتّٰى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ وَّالدِّيْنُ لِلّٰهِ وَاَنْتُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تُقَاتِلُوْا حَتّٰى تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِغَيْرِ اللّٰهِ(رواه البخاری)12-2531

آپ نے دیکھ لیے آپ حضرت عمرؓ کے صاحب زادے اور نبی محترم ﷺ کے صحابی ہیں۔ آپ کیوں نہیں باہر نکلتے۔ تمہیں کس بات نے روکا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، مجھے اس بات نے روکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اپنے مسلمان بھائی کا خون حرام کیا ہے۔ وہ دونوں کہنے لگے، کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا، ان سے جنگ کرو حتیٰ کہ فتنہ باقی نہ رہے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا، بلاشبہ ہم فتنہ کے خاتمہ تک قتال کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ کا دین غالب ہوگیا اور دین اسلام کے لئے ہوگیا۔ اور تم یہ چاہتے ہو کہ وہ لڑیں تا کہ فتنہ ابھرائے اور دین اللہ کے علاوہ کسی غیر کا ہوجائے۔ (بخاری)

وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ جَاءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرِ الدَّوْسِىُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِنَّ دَوْسًا قَدْ هَلَكَتْ وَعَصَتْ وَاَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ فَظَنَّ النَّاسُ اَنَّهُ يَدْعُوْا عَلَيْهِمْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَّاٰتِ بِهِمْ(متفق عليه)13-2532

حضرت ابو ہریرہؓ کے بتایا کہ حضرت طفیل بن عمرو الدوسیؓ رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں تشریف لائے اور کہنے لگے کہ قبیلہ دوس ہلاک ہوگیا۔ اس نے نافرمانی کی اور انکار کیا۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی جناب میں بددعا فرمائیے۔ لوگوں نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ ان کے لیے بددعا کریں گے۔ لیکن آپ ﷺ نے یوں دعا فرمائی۔ بارِ الٰہا! قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو دین کی طرف لے آ۔ (بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ قریش کفر اور اسلام میں رہنما تھے۔

۲۔ بارہ خلفا قریشی ہوں گے۔

۳۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بڑی حوصلہ منداور بہادر عورت تھیں۔

بَابُ مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ ﷺ اَجْمَعِيْنَ

فضائلِ صحابہ

دنیا جن حقائق کو متفقہ طور پر تسلیم کرتی ہے اُن میں ایک نمایاں حقیقت یہ ہے کہ انسان کائنات میں سب مخلوقات سے اعلیٰ اور اشرف ہے اور پھر پوری انسانیت میں شرف کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے فرستادہ افراد انبیائے کرام علیہم السلام ہیں اور انبیاء کے بعد ممتاز سمجھے جاتے ہیں۔ ہر دور کے نیک اور ہر نبی کے ساتھیوں میں رسول محترم ﷺ کے رفقاء صحابہ کرام کا مقام منفرد اور جداگانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے ایمان کو رہتی دنیا تک کسوٹی اور صحابہ کرام ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کو احمق اور مخالفت برائے مخالفت کرنے والا اقرار دیا ہے۔ صحابہ کرام ﷺ کا مقام بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میرے صحابہ آسمان رشد و ہدایت پر چمکتے ہوئے ستارے ہیں۔

صحابہ کے اخلاص کی وجہ سے آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بعد کے لوگ اگر احد پہاڑ کے برابر صدقہ کریں تو وہ اخلاص اور ثواب کے طور پر میرے صحابی کے ایک کلوگرام صدقہ کے برابر نہیں ہوسکتا۔ صحابہ کرام وہ عظیم المرتبت اور سعادت مند لوگ ہیں، جنہوں نے براہ راست آفتاب نبوت کی ضیا پاشیوں سے اپنے دلوں کو منور کیا۔ اور انہیں یہ سعادت عظمیٰ بھی حاصل ہوئی، کہ وہ میدان جہاد میں نبی آخر الزماں کے یمین و یسار بنے اور انہوں نے رسول معظم ﷺ اور آپ کے لائے ہوئے دین کے لئے وہ پرخلوص بے مثال اور لازوال قربانیاں پیش کیں، جن کی نظیر قیامت تک انسانی تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔ اس لیے قرآن حکیم نے انہیں اس تمغہ اور لقب سے نوازا۔

اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہوا اور وہ اپنے رب پر خوش ہوئے۔ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ

الفصل الاوّل

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْاَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَلَا نَصِیْفَهٗ (متفق علیه) 2533-1

پہلی فصل

حضرت ابوسعید ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ، میرے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو تم برا بھلا مت کہو۔ کیونکہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو صحابہ کرام ﷺ کے مد (نصف کلوگرام تقریبا) اور آدھے مد (چوتھائی کلوگرام) کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ ﷺ قَالَ رَفَعَ یَعْنِی النَّبِیُّ ﷺ رَاْسَهٗ اِلَی السَّمَاءِ وَكَانَ كَثِیْرًا اِمَّا یَرْفَعُ رَاْسَهٗ اِلَی السَّمَاءِ فَقَالَ النُّجُوْمُ اَمَنَةٌ لِّلسَّمَاءِ فَاِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ اَتَی

حضرت ابو بردہ رحمہ اللہ تعالیٰ ﷺ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے آسمان کی طرف اپنا سر مبارک اٹھایا اور آپ ﷺ اکثر اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے۔ فرمایا، ستارے آسمان کے لیے امن کی ضمانت

السَّمَاءَ مَا تُوْعَدُ وَاَنَا اَمَنَةٌ لِاَصْحَابِیْ فَاِذَاذَهَبْتُ اَتَی اَصْحَابِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ وَاَصْحَابِیْ اَمَنَةٌ لِاُمَّتِیْ فَاِذَا ذَهَبَ اَصْحَابِیْ اَتٰی اُمَّتِیْ مَا یُوْعَدُوْنَ(رواه مسلم)2534-2

ہیں۔ جب آسمان کے ستارے ٹوٹ جائیں گے تو آسمان کے لیے (پھٹ جانے کے) وعدے کا وقت آ جائے گا۔ اور میں اپنے اصحاب ؓ کے لیے باعث امن ہوں۔ جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب ان آزمائشوں سے دو چار ہوں گے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اور میرے صحابہ میری امت کے لیے امن کا سبب ہیں۔ اور جب میرے صحابہ اٹھ جائیں گے تو میری امت بتائے گئے فتنوں سے دو چار ہوگی۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ فَیَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَیَقُوْلُوْنَ هَلْ فِیْکُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ فَیَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَیُقَالُ هَلْ فِیْکُمْ مَنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ فَیَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَیُقَالُ هَلْ فِیْکُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَهُمْ(متفق علیه).

حضرت ابو سعید خدری ؓ کا بیان ہے: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں پر ایسا وقت آئے گا، کہ ان کا ایک گروہ اللہ کے راستے میں لڑائی کرے گا۔ یہ جہاد کرنے والے پوچھیں گے، کیا تم میں کوئی ایسا ہے، جس کو رسول اللہ کی صحبت نصیب ہوئی ہو؟۔ وہ جواب دیں گے۔ ہاں چنانچہ اس صحابی کی برکت سے ان کو فتح نصیب ہوگی۔ پھر مسلمانوں پر ایسا وقت آ پڑے گا کہ ان کا ایک گروہ اللہ کے راستے میں لڑائی لڑے گا۔ پوچھا جائے گا' کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس کو اصحابِ رسول کی صحبت حاصل ہوئی (یعنی تابعی ہے)؟ وہ جواب دیں گے ہاں۔ تو ان کو فتح نصیب ہو جائے گی۔ پھر مسلمانوں پر ایک ایسا دور آئے گا، کہ ان کی ایک جماعت جہاد فی سبیل اللہ کرے گی۔ پوچھا جائے گا کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس کو کسی اصحاب رسول کے (یعنی تابعی) کی صحبت میسر آئی (یعنی تبع تابعی ہے)؟ بتایا جائے گا، ہاں۔ تو وہ بھی فتح یاب ہوں گے۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی دوسری روایت ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ یَاْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ یُبْعَثُ مِنْهُمُ الْبَعْثُ فَیَقُوْلُوْنَ اُنْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ فِیْکُمْ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَیُوْجَدُ الرَّجُلُ فَیُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ یُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّانِیْ فَیَقُوْلُوْنَ هَلْ فِیْهِمْ مَنْ رَّاٰی اَصْحَابَ النَّبِیِّ ﷺ فَیُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ یُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّالِثُ فَیُقَالُ اُنْظُرُوْا هَلْ تَرَوْنَ فِیْهِمْ مَنْ رَّاٰی مَنْ رَّاٰی اَصْحَابَ النَّبِیِّ ﷺ ثُمَّ یَکُوْنُ الْبَعْثُ الرَّابِعُ فَیُقَالُ اُنْظُرُوْا هَلْ تَرَوْنَ

مسلمانوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ مسلمانوں کا ایک لشکر بھیجا جائے گا۔ وہ کہیں گے دیکھو تم میں کوئی صحابی رسول ہے؟ چنانچہ وہ ایک صحابی پائیں گے تو انہیں فتح حاصل ہوگی۔ پھر دوسرا لشکر بھیجا جائے گا تو لوگ دریافت کریں گے کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے کسی صحابی رسول کو پایا ہو؟ چنانچہ ان کو کامیابی حاصل ہوگی۔ پھر تیسرا لشکر بھیجا جائے گا تو لوگ

فِيهِمْ اَحَدًا رَاى مَنْ رَاى اَحَدًا رَاى اَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ فَيُوْجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهُ. 3-2535

پوچھیں گے کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے کسی ایسے شخص کو دیکھا ہو جو صحابی رسول کی صحبت سے فیض یاب ہوا ہو؟ وہ ایسا شخص پائیں گے اور وہ فتح یاب ہوں گے۔ پھر چوتھا لشکر بھیجا جائے گا۔ ان سے پوچھا جائے گا، کیا تم میں صحابہ کرام کے شاگردوں کا کوئی شاگرد ہے؟ تو وہ ایسا شخص دیکھیں گے۔ تو وہ فتح سے ہمکنار ہوں گے۔

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ اُمَّتِيْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ اِنَّ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَّشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ. وَفِيْ رِوَايَةٍ وَيَحْلِفُوْنَ وَلَا يُسْتَحْلَفُوْنَ (متفق عليه).

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَخْلُفُ قَوْمٌ يُحِبُّوْنَ السَّمَانَةَ. 4-2536

حضرت عمران بن حصین ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، میرے دور کے لوگ (صحابہ) سب سے بہتر ہیں۔ اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے۔ پھر اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔ پھر ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو گواہی دیں گے لیکن ان کی گواہی قابلِ قبول نہ ہوگی۔ وہ خیانت کریں گے اور وہ امین نہیں ہوں گے۔ وہ نذر مانیں گے لیکن انہیں پورا نہ کریں گے۔ اور ان میں موٹاپا آجائے گا۔ اور دوسری روایت میں ہے۔ وہ قسمیں اٹھائیں گے حالانکہ ان سے قسم کا مطالبہ نہ کیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں ہے حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو موٹاپے کو پسند کریں گے۔

خلاصۂ باب

۱۔ اخلاص کی وجہ سے صحابہ ﷺ کا آدھا مد صدقہ لوگوں کے احد پہاڑ کے برابر صدقہ سے افضل و بہتر ہے۔

۲۔ رسولِ کریم ﷺ صحابہ ﷺ کے لیے رحمت مجسم اور صحابہ ﷺ لوگوں کے لیے امن کے ذریعہ تھے۔

۳۔ صحابہ ﷺ کے بعد تابعین رحمہ اللہ تعالیٰ بھی باعث برکت لوگ تھے۔

۴۔ دنیا میں آپ ﷺ صحابہ ﷺ اور تابعین رحمہ اللہ تعالیٰ کے دور سب سے بہتر ہیں۔

۞۞۞

بَابُ مُنَاقِبِ اَبِیْ بَکْرٍ رضی اللہ عنہ

باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ

قوموں اور جماعتوں کا نظام اس وقت تک ہی صحیح سمت پر استوار رہ سکتا ہے جب تک ان کو چلانے کے لیے صحیح قیادت کا صحیح طریقے سے انتخاب کیا جائے۔ ہر دور کا رسول اپنی قوم بالخصوص اپنے ماننے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے منتخب قائد ہوا کرتا تھا۔ اور ان کے مشن کو آگے چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ ہر نبی کے بعد اس کی تائید وحمایت کے لیے رسول بھیجا کرتے تھے۔ لیکن چونکہ رسول محترم نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ مکمل ہوا۔ اس لیے ضروری تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس نظام کو چلانے کے لیے اپنے بعد ایسی قیادت مہیا فرماتے جس سے نظام اور قیادت کا تسلسل جاری رہتا۔ لیکن دوسری طرف شائد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے جمہوری حق کو برقرار رکھنا تھا۔ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے واضح اشارات دیے لیکن بالکل نامزدگی کا انداز اختیار نہیں فرمایا۔

تاہم قرآن مجید کے ارشادات کی روشنی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کردار، اخلاص اور ایمان کی بنیاد پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں درجہ بندی فرمائی۔ مردوں میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے ایمان لائے تھے۔ اور وہ اخلاص خدمات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذاتی تعلق کی بناء پر بھی سب سے آگے تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے مصلیٰ امامت پر کھڑا کر کے اس بات پر اطمینان کا اظہار فرمایا کہ میرے بعد لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بغیر کسی کو خلیفہ تسلیم نہیں کریں گے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد جب ثقیفۂ بنی ساعدہ میں خلافت کے مسئلہ پر بحث ہو رہی تھی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے، لوگوں کو ان کی خلافت کی طرف متوجہ کیا تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی سنتے ہی لوگ یکبارگی ان کی بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے۔ بعد ازاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں بیعت عام کا اہتمام بھی فرمایا۔ منصب خلافت سنبھالنے کے بعد انہوں نے پیش آمدہ مسائل اور بحرانوں پر اس طرح بردباری، سمجھداری اور منصوبہ بندی سے قابو پایا کہ صحابہ پکار اٹھے کہ اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ بنتے تو یہ امت گمراہی کا شکار ہو جاتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں خلفا کی حقیقی درجہ بندی یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت کے حق دار ٹھہرتے ہیں۔ اس ترتیب اور درجہ بندی پر شیعہ حضرات کے سوا پوری امت ہر دور میں متفق رہی ہے۔ اور تا قیام قیامت اس درجہ بندی میں کوئی تقدم و تاخیر نہیں کر سکتا اور جو شخص اس ترتیب کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ حقیقتاً رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتخاب پر اعتراض کرنے کا مرتکب ہوتا ہے۔ ایسے شخص کی سوچ ہی نہیں ایمان بھی محل نظر ہے، اسے اپنی سوچ اور اعتقاد پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔

حضرت ابوبکرؓ کے ذاتی اوصاف

پرجمال چہرہ، روشن اور کشادہ پیشانی، دراز قامت، دبلا جسم، مفکرانہ چال ڈھال، صداقت اور شرافت کا مجسمہ، فیاضی اور دریا دلی کا پتلا، عزم واستقلال کے حامل، زندگی کی ابتدا اور انتہا تک کبیرہ گناہوں سے بچنے والے، حبیب کردگار کے سفر وحضر اور قبر وحشر کے ساتھی، سب سے زیادہ آپ ﷺ کے فدا کار اور جانثار حضرت صدیق اکبرؓ کا نام عتیق اور کنیت از سلام، اور اسلام لانے کے بعد صدیق لقب پایا۔ والد گرامی کا نام ابوقحافہ عثمان تھا۔

ان کا شرف عظیم یہ ہے کہ پورے کا پورا خاندان مشرف بہ اسلام ہوا۔ دو سال تین ماہ دس دن خلیفۃ الرسول ﷺ ہونے کا شرف پایا۔ ۱۳ ہجری ۲۱ جمادی الاولی بمطابق ۲۲ اگست ۶۳۴ء پیر کے دن مغرب کے قریب رسول اللہ ﷺ جتنی تریسٹھ (۶۳) سال عمر گزار کر آپ ﷺ کے پہلوئے قبر کی آغوش میں آسودہ حال ہوئے۔ اور انہوں نے خلافت کی بنیادیں اس قدر گہری اور مضبوط کیں کہ آگے چل کر سیدنا حضرت عمر فاروقؓ اسلام کو دنیا میں چار سو پھیلانے میں کامیاب ہوئے۔

الفصل الاوّل

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْبَکْرٍ .

وَعِنْدَ الْبُخَارِیِّ اَبَابَکْرٍ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا وَلٰکِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهٗ لَا تُبْقَیَنَّ فِی الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ اِلَّا خَوْخَةَ اَبِیْ بَکْرٍ .

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا غَیْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا (متفق علیه)

1-2537

پہلی فصل

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، حقیقت یہ ہے کہ تمام لوگوں سے رفاقت اور مالی لحاظ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مجھ پر زیادہ احسان ہیں ۔اور بخاری شریف میں ابا بکرؓ (نصبی حالت) منقول ہے۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا، اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اسلامی اخوت اور مؤدت کافی ہے۔ مسجد میں حضرت ابوبکرؓ کے دروازہ کے علاوہ کوئی دروازہ نہ رہنے دیا جائے۔ دوسری روایت میں ہے میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ خَلِیْلًا وَلٰکِنَّهٗ اَخِیْ وَصَاحِبِیْ وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰهُ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلًا (رواه مسلم)

2-2538

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور ساتھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے صاحب (یعنی رسول اللہ ﷺ) کو اپنا خلیل بنالیا ہے۔ (مسلم)

عربی میں خلیل اس دلی دوست کو کہتے ہیں۔ جس سے زیادہ کسی کے ساتھ محبت نہ ہو۔ پیغمبر کے دل میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کی محبت نہیں ہو سکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنالیا ہے لہٰذا ابوبکر میرے ساتھی اور بھائی ہیں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَرَضِهٖ، اُدْعِيْ لِيْ اَبَابَكْرٍ اَبَاكِ وَاَخَاكِ حَتّٰى اَكْتُبَ كِتَابًا فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ وَيَقُوْلَ قَائِلٌ اَنَا وَلَا وَيَاْبَى اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَكْرٍ (رواه مسلم) 3-2539

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رسول ﷺ نے اپنی مرض الوفات میں فرمایا، کہ اپنے باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو میرے پاس بلاؤ۔ تاکہ میں انہیں تحریر لکھوادوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ (خلافت کی) تمنا کرنے والے تمنا کریں گے اور کہنے والا کہے گا کہ میرے سوا اور کوئی نہیں۔ جب کہ اللہ اور تمام مومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ سب کا انکار کرتے ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ امْرَاَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فِيْ شَيْءٍ فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْهِ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ جِئْتُ وَلَمْ اَجِدْكَ كَاَنَّهَا تُرِيْدُ الْمَوْتَ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِيْ اَبَابَكْرٍ (متفق علیه) 4-2540

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ ایک عورت نبی محترم ﷺ کی خدمت اقدس میں آئی اور اس نے کسی کام کے بارے آپ سے عرض کیا تو آپ نے اسے پھر آنے کا حکم دیا۔ اس نے کہا یارسول اللہ! اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ گویا کہ اس کا اشارہ آپ کی وفات کی طرف تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آجانا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهٗ عَلٰى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ فَاَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ اَيُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا فَسَكَتُّ مَخَافَةَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ فِيْ اٰخِرِهِمْ (متفق علیه) 5-2541

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں نبی معظم ﷺ نے ذات السلاسل کا سپہ سالار مقرر فرمایا۔ وہ بتاتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ آپ ﷺ کو انسانوں میں کون سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا عائشہ۔ میں نے پوچھا مردوں میں سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' اس کا باپ۔ میں نے پوچھا' ان کے بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا! عمر۔ پھر آپ ﷺ نے کچھ اور لوگوں کے نام گنوائے۔ میں اس ڈر سے خاموش ہو گیا کہ کہیں مجھے سب سے آخر میں نہ رکھ دیا جائے۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ

حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں نے

اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ بَعْدَ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ وَخَشِیْتُ اَنْ یَقُوْلَ عُثْمَانَ قُلْتُ ثُمَّ اَنْتَ قَالَ مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ(رواہ البخاری)6-2542

اپنے والد سے پوچھا کہ لوگوں میں سے نبی کریم ﷺ کے بعد کون سب سے بہتر ہے۔انہوں نے بتایا کہ حضرت ابوبکر ؓ۔میں نے پوچھا، پھر کون؟ فرمایا حضرت عمر ؓ، محمد بن حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ ؓ کہتے ہیں کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ آپ ؓ حضرت عثمان ؓ کا نام لیں گے، اس لیے دریافت فرمایا، پھر آپ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: میں تو ایک عام مسلمان ہوں۔(بخاری)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ کُنَّا فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ ﷺ لَا نَعْدِلُ بِاَبِیْ بَکْرٍ اَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُکُ اَصْحَابَ النَّبِیِّ ﷺ لَا نُفَاضِلُ بَیْنَھُمْ (رواہ البخاری) 7-2543

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں کسی کو بھی حضرت ابوبکر ؓ کے برابر نہیں سمجھتے تھے۔ان کے بعد حضرت عمر ؓ ان کے بعد حضرت عثمان ؓ ان کے بعد ہم اصحابِ نبی ﷺ کو یکساں سمجھتے تھے۔(بخاری)

فہم الحدیث

یہ تو صحابہ کا اپنا خیال ہے۔معلوم ہوتا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو آپ ﷺ کا یہ ارشاد نہیں پہنچا تھا ورنہ وہ یہ بات نہ فرماتے۔کیوں کہ آپ ﷺ نے واضح طور پر حضرت علی ؓ کا چوتھا مقام بیان فرمایا ہے۔

خلاصۂ باب

۱۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ابوبکر ؓ میرا بھائی اور ساتھی ہے۔

۲۔ رسولِ محترم ﷺ نے حضرت ابوبکر ؓ کی خلافت کے لیے واضح اشارے فرمائے۔

۳۔ رسولِ معظم ﷺ اپنے بعد حضرت ابوبکر ؓ کا درجہ سمجھتے تھے۔

۴۔ حضرت ابوبکر ؓ کا امت میں پہلا درجہ ہے۔

۵۔ امت میں پہلا درجہ حضرت ابوبکر ؓ دوسرا حضرت عمر ؓ اور تیسرا حضرت عثمان ؓ کا اور چوتھا حضرت علی ؓ کا ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

حضرت عمرؓ کے فضائل

سروقامت، مجمع میں کھڑے ہوں تو ابھرتا ہوا سراپا، سرخ وسفید رنگت، چہرہ پر جلال اور جمال، بھرپور خوشنما داڑھی، گفتگو میں دبدبہ، چال چلن میں اعتماد اور وقار، غیرت وخودداری کے پیکر، ہمالیہ کا سا بلند حوصلہ، معاملہ فہمی میں کمال، مذہبی سیاسی اور فوجداری امور کے ماہر، بین الاقوامی سفارت کے حامل امیر المؤمنین حضرت عمرؓ بن الخطاب تاریخ اسلام کے ماتھے کا جھومر تھے۔ خلیفۂ دوم کی حیثیت سے تریسٹھ سال کی عمر میں پیر کے دن فوت ہوئے، اور رسول اللہ ﷺ کے حجرۂ مبارک میں آپ ﷺ کے پہلو میں آرام گاہ پائی۔

رسول معظم ﷺ نے پوری امت میں سیدنا حضرت عمرؓ کا دوسرا درجہ قرار دیا۔ سیدنا عمرؓ صحابہ کرامؓ میں الہامی شخصیت، خصوصی اوصاف اور خصائل حمیدہ جو نبی ہونے کیلئے ایک شخص کے ذاتی اوصاف ہونے چاہئیں کے حامل تھے۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ خبردار میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور میں خاتم المرسلین ہوں۔

حضرت عمرؓ کی خصوصیات میں یہ شرف بڑا نمایاں ہے کہ ان کے قبول اسلام کے لئے رسول کریم ﷺ نے دعائیں کی۔ جوں ہی حضرت عمرؓ ایمان لائے تو یکدم مسلمانوں میں اس قدر قوت پیدا ہوئی کہ مسلمان بیت اللہ میں سرعام نماز پڑھنے کے قابل ہوگئے۔ رسول کریم ﷺ نے کم از کم دومرتبہ اپنے خواب بیان کرتے ہوئے ان کی تعبیر کو حضرت عمرؓ کی ذات اور خدمات قرار دیا۔ ان بشارتوں اور خوبیوں کی بنا پر ہی خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ کو اپنے بعد خلیفہ نامزد فرمایا۔ خلیفہ بنتے ہی انہوں نے جس جاں سوزی اور جانفشانی کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کی، تا قیام قیامت کوئی حکمران ان کے ہم پلہ نہیں ہوسکتا۔ دنیا میں عدل قائم ہوا۔ اسلام کا پرچم بلند ہوا۔ اور دنیا کو ایک ایسی فلاحی اور جمہوری مملکت کا عملی نمونہ پیش فرمایا، جو پوری امت کے لئے قابل فخر نمونہ اور اغیار کے لئے قابل تقلید ماٹو ہے۔

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَقَدْ كَانَ فِیْمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَّكُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَاِنَّهٗ عُمَرُ (متفق عليه) 2544-1.

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں سے پہلی امتوں میں محدثون (الہامی) لوگ ہوا کرتے تھے۔ اگر میری امت میں کوئی ایسا ہے تو وہ عمرؓ ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ ؓ قَالَ اسْتَاْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ؓ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهٗ نِسْوَةٌ مِّنْ قُرَیْشٍ یُكَلِّمْنَهٗ

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر بن خطابؓ نے رسول معظم ﷺ کے حضور شرف باریابی چاہی، جبکہ آپ ﷺ کے پاس کچھ قریش کی

وَيَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً اَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَضْحَكُ فَقَالَ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِيْ كُنَّ عِنْدِيْ فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ فَقَالَ عُمَرُ يَا عَدُوَّاتِ اَنْفُسِهِنَّ اَتَهَبْنَنِيْ وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَ نَعَمْ اَنْتَ اَفَظُّ وَاَغْلَظُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِيْهِ يَاابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَالَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّاسَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ (متفق عليه) 2-2545

خواتین، آپ ﷺ کے سامنے (نفقہ کے معاملہ میں) اونچی آواز میں باتیں کر رہی تھیں۔ جب حضرت عمر ﷺ نے اذن باریابی چاہا تو وہ اُٹھ کر پردے کے پیچھے چلی گئیں۔ حضرت عمر ﷺ داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ حضرت عمر ﷺ نے عرض کیا، اللہ جناب کو ہمیشہ مسکراتا رکھے! چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں اپنے پاس موجود ان عورتوں کے رویہ پر متعجب ہوں کہ انہوں نے تمہاری آواز سنی تو پردہ کے پیچھے چھپ گئیں۔ حضرت عمر ﷺ نے عورتوں سے کہا، اپنی جان کی دشمنو! تم مجھ سے خوف زدہ ہو اور رسول اللہ ﷺ کی تمہیں ہیبت نہیں؟ اس پر انہوں نے جواب دیا: ہاں کیوں نہیں۔ آپ تند خو اور سخت مزاج ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ابن خطاب جانے دیجیے! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! جب کبھی شیطان کا سرِ راہ تم سے سامنا ہوتا ہے تو وہ تمہارا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے پر چل دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَااَنَا بِالرُّمَيْصَاءِ امْرَاَةِ اَبِيْ طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ هٰذَا بِلَالٌ وَرَاَيْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهٖ جَارِيَةٌ فَقُلْتُ لِمَنْ هٰذَا فَقَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَدْخُلَهٗ فَاَنْظُرَ اِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ عُمَرُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَعَلَيْكَ اَغَارُ (متفق عليه) 3-2546

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ نبیِ محترم ﷺ نے فرمایا، جب میں جنت میں داخل ہوا، تو حضرت ابو طلحہ ﷺ کی بیوی رمیصاء کا سامنا ہوا۔ اور پھر میں نے قدموں کی آہٹ سنی تو میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتلایا یہ بلال ہیں۔ اس کے بعد میں نے ایک محل دیکھا، جس کے آنگن میں ایک دوشیزہ تھی۔ میں نے دریافت کیا، یہ محل کس کا ہے؟ تو انہوں نے بتایا، کہ یہ عمر بن خطاب ﷺ کا ہے۔ چنانچہ میں نے اس میں داخل ہونا چاہا، لیکن تمہاری غیرت کا خیال آ گیا۔ حضرت عمر ﷺ نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں آپ پہ غیرت کرتا؟ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابو سعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ رسول رحمت

بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُ النَّاسَ یُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ وَعَلَیْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا یَبْلُغُ الثُّدِیَّ وَمِنْهَا مَادُوْنَ ذَالِکَ وَعُرِضَ عَلَیَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَیْهِ قَمِیْصٌ یَجُرُّهٗ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَ ذَالِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّیْنَ (متفق علیه) 4-2547

ﷺ نے فرمایا، کہ ایک دفعہ دورانِ خواب میں نے دیکھا، کہ کچھ لوگ قمیصیں زیب تن کیے میرے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں۔ ان میں سے کسی کی قمیض سینے تک تھی اور کسی کی ذرا نیچے تک۔ پھر میرے سامنے عمر بن خطاب کو اس حال میں پیش کیا گیا، کہ اپنی قمیض گھسیٹ رہے تھے۔ اصحابؓ رسول نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس کی کیا تاویل فرماتے ہیں؟ تو فرمایا، ''دینداری''۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِیْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰی اِنِّیْ لَاَرَی الرِّیَّ یَخْرُجُ فِیْ اَظْفَارِیْ ثُمَّ اَعْطَیْتُ فَضْلِیْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَهٗ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ (متفق علیه) 5-2548

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسولِ محترم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ خواب کی حالت میں میرے پاس دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا۔ میں نے اتنا پیا کہ اس کی طراوت میں نے اپنے ناخنوں میں محسوس کی۔ پھر اپنا بچا ہوا عمر بن خطاب کو دیا۔ صحابہ نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! آپ اس کی کیا تاویل فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ''دین کا علم''۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُنِیْ عَلٰی قَلِیْبٍ عَلَیْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِیْ قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَیْنِ وَفِیْ نَزْعِهٖ ضَعْفٌ وَاللّٰهُ یَغْفِرُلَهٗ ضَعْفَهٗ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِیًّا مِّنَ النَّاسِ یَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰی ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ.

وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ یَّدِ اَبِیْ بَکْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِیْ یَدِهٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِیًّا یَفْرِیْ فَرِیَّهٗ حَتّٰی رَوِیَ النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ. (متفق علیه) 6-2549

حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول معظم ﷺ کو یہ فرماتے سنا، کہ دورانِ خواب میں نے اپنے آپ کو ایسے کنویں پر پایا جس کی منڈیر نہیں تھی۔ اس میں ایک ڈول تھا۔ میں نے اس کنویں سے جتنے اللہ تعالیٰ نے چاہے ڈول کھینچے۔ پھر اس ڈول کو ابن قحافہ نے تھام لیا۔ انہوں نے اس کنویں سے ایک یا دو ڈول کھینچے، لیکن ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی کمزوری معاف فرمائے۔ اس کے بعد وہ ڈول بڑے ڈول میں تبدیل ہو گیا۔ اور اس کو ابن خطاب نے پکڑ لیا۔ میں نے انسانوں میں کوئی مضبوط، طاقتور شخص نہیں دیکھا جو عمر کی طرح ڈول کھینچتا ہو۔ اس نے اتنے ڈول کھینچے کہ سب لوگ جانوروں اور زمین سمیت سیراب ہو گئے۔ حضرت ابن عمرؓ سے دوسری روایت میں ہے، کہ پھر حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ سے ڈول حضرت عمر ابن خطابؓ نے

لے لیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ڈول کی جسامت بہت بڑی ہوگئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کہ میں نے کسی مضبوط ترین انسان کو ان جیسی قوت کے ساتھ کھینچتے نہیں پایا۔ یہاں تک کہ لوگ سیراب ہوگئے اور انہوں نے تالاب بھی بھر لیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

حضرت ابوبکر کی اس کمزوری سے مراد ایمان اور کوشش میں کمزوری نہیں بلکہ جسمانی کمزوری ہے کیونکہ خلافت کے وقت اکسٹھ سال کے بزرگ تھے۔

الفصل الثالث

عَنْ اَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَنَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ وَافَقْتُ رَبِّيْ فِيْ ثَلٰثٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْنَامِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى فَنَزَلَتْ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى وَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلٰى نِسَائِكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْاَمَرْتَهُنَّ يَحْتَجِبْنَ فَنَزَلَتْ اٰيَةُالْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَيْرَةِ فَقُلْتُ عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ فَنَزَلَتْ كَذَالِكَ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ رَبِّيْ فِيْ ثَلٰثٍ فِيْ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ وَفِي الْحِجَابِ وَفِيْ اُسَارٰى بَدْرٍ (متفق عليه) 7-2550

تیسری فصل

حضرت انس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تین معاملات میں اپنے رب سے موافقت کی۔ میں نے رسول اکرم ﷺ سے فرمایا، کاش ہم مقام ابراہیم کو جائے نماز بناتے! چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمادیا۔ ''تم مقام ابراہیم کو مستقل جائے نماز بنالو''۔ پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کی بیویوں کے پاس آپ کے گھر بھلے اور برے لوگ آتے ہیں، کاش آپ انہیں حجاب کا حکم دیں! اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب نازل فرمادی۔ اور جب کچھ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے سوتنوں کے جھگڑے میں آپ ﷺ پر اکٹھ کیا تو میں نے ان سے یوں کہا تھا، ''بعید نہیں کہ اگر نبی کریم ﷺ تم سب کو طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی بیویاں تمہارے بدلے میں عطا فرمادے گا جو تم سے بہتر ہوں''۔ تو اللہ تعالیٰ نے بعینہ نازل فرمادیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے تین باتوں میں اپنے پروردگار کی موافقت کی پہلی بات مقام ابراہیم کے بارے میں دوسری پردے کے متعلق اور تیسری بات بدر کے قیدیوں کے بارے میں ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَسْلَمَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ سَأَلَنِي ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ بَعْضَ شَأْنِهٖ يَعْنِيْ عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ اَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

حضرت عمر کے غلام اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ کی کسی خاص بات کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے انہیں

ﷺ مِنْ حِيْنَ قُبِضَ كَانَ اَجَدَّ وَاَجْوَدَ حَتّٰى اِنْتَهٰى مِنْ عُمَرَ (رواه البخاری) 8-2551

بتایا۔ اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے بعد، جب سے آپ ﷺ فوت ہوئے، کبھی کسی شخص کو عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ جدوجہد کرنے والا اوران سے زیادہ دریادل انسان نہیں دیکھا۔ (بخاری)

وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَاْلَمُ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكَاَنَّهُ يُجَزِّعُهُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا كُلُّ ذَالِكَ لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقَكَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ اَبَابَكْرٍ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقَكَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُوْنَ قَالَ اَمَّا مَاذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذَالِكَ مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهٖ عَلَيَّ وَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَرِضَاهُ فَاِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهٖ عَلَيَّ وَاَمَّا مَا تَرٰى مِنْ جَزَعِيْ فَهُوَ مِنْ اَجْلِكَ وَمِنْ اَجْلِ اَصْحَابِكَ وَاللّٰهِ لَوْ اَنَّ لِيْ طِلَاعَ الْاَرْضِ ذَهَبًا لَاَفْتَدَيْتُ بِهٖ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ اَرَاهُ (رواه البخاری) 9-2552

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کردیا گیا تو وہ سخت درد محسوس کرنے لگے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی تکلیف کو سمجھتے ہوئے کہا، یاامیرالمؤمنین! آپ افسوس نہ کریں۔ بلاشبہ آپ نے رسول اکرم ﷺ کی صحبت سے فیض حاصل کیا ہے اور آپ کی رفاقت بہت اچھی تھی۔ اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے جدا ہوئے تو وہ آپ سے خوش تھے۔ پھر آپ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت حاصل رہی اور آپ نے ان کی بہت اچھی مصاحبت کی اور جب ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ سے جدا ہوئے وہ بھی آپ سے راضی تھے۔ پھر آپ مسلمانوں کے ساتھی رہے اور ان کا ساتھ بھی آپ نے اچھی طرح نبھایا اب اگر آپ ان سے جدا ہورہے ہیں تو یقیناً اس جدائی کے موقع پر وہ بھی آپ سے راضی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، جہاں تک تمہاری بیان کردہ باتوں کا نبی کریم ﷺ کی صحبت اور ان کی خوشنودی سے تعلق ہے تو یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے، جو اللہ نے مجھ پر فرمایا۔ اور اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مصاحبت اور خوش ہونے کا معاملہ ہے، وہ بھی اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان ہے جو اس نے مجھ پہ کیا۔ اور یہ جو آپ میری گھبراہٹ دیکھ رہے ہیں، تو وہ تمہاری اور تمہارے کے ساتھیوں کی وجہ سے ہے۔ اللہ کی قسم! اگر میرے پاس زمین بھر سونا ہوتا، تو میں اللہ کے عذاب کو محسوس کرنے سے پہلے ہی بطور فدیہ دے دیتا۔ (بخاری)

فہم الحدیث

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے آخری دور میں امت کی زمام کار کے بارے میں فکرمند رہتے تھے۔ انہیں کوئی شخصیت دکھائی نہیں دیتی تھی۔ جو ان کے بعد امت اور بین الاقوامی معاملات کو کماحقہ نبھاسکے۔ جس کی وجہ سے وہ آخری وقت، فکر آخرت کے ساتھ

ساتھ اس غم میں بھی مبتلا تھے جس کا تذکرہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا تھا۔

خلاصۂ باب

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ الہامی شخصیت تھے۔

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر شیطان راستہ بدل لیا کرتا تھا۔

۳۔ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت کا احترام فرمایا۔

۴۔ اشاعت دین میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب سے آگے تھے۔

۵۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ جدوجہد کرنے والے تھے۔

بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

باب مناقب ابی ابکر وعمر رضی اللہ عنہما

الفصل الاول

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷛ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَّسُوْقُ بَقَرَةً اِذْ اَعْيٰى فَرَكِبَهَا فَقَالَتْ اِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا اِنَّمَا خُلِقْنَا لِحِرَاثَةِ الْاَرْضِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ بَقَرَةٌ تَكَلَّمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ ﷛ وَّعُمَرُ ﷛ وَمَا هُمَا ثَمَّ وَقَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ فِیْ غَنَمٍ لَهٗ اِذْ عَدَا الذِّئْبُ عَلٰى شَاةٍ مِّنْهَا فَاَخَذَهَا فَاَدْرَكَهَا صَاحِبُهَا فَاسْتَنْقَذَهَا فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَا رَاعِیَ لَهَا غَيْرِیْ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللّٰهِ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ اُوْمِنُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ ﷛ وَعُمَرُ ﷛ وَمَا هُمَا ثَمَّ (متفق عليه) 2553-1

پہلی فصل

حضرت ابوہریرہ ﷛ کا بیان ہے، کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا، ایک دفعہ ایک شخص گائے کو ہانک رہا تھا۔ جب وہ تھک گیا تو اس گائے پر سوار ہو گیا۔ گائے بولی: ہم سواری کے لئے پیدا نہیں کیے گئے، بلکہ ہمیں تو زمین میں کاشتکاری کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ لوگ متعجب ہو کر بول اٹھے، سبحان اللہ! کیا گائے باتیں کرتی ہے؟ تب رسول محترم ﷺ نے فرمایا، میں ابوبکر ﷛ اور عمر ﷛ اس واقعہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ دونوں موجود نہیں تھے۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا، ایک دفعہ ایک شخص اپنی بکریوں میں تھا، کہ اچانک ایک بھیڑیے نے بکریوں پر حملہ کیا اور بکری اٹھا لی۔ اس کے مالک نے اس کا پیچھا کیا اور اس بکری کو چھڑا لیا۔ تو وہ بھیڑیا کہنے لگا: درندوں کے دن جبکہ میرے علاوہ اس کا کوئی چرواہا نہیں ہوگا۔ اس کا محافظ کون ہوگا؟ لوگ تعجب سے بول اٹھے، سبحان اللہ! کیا بھیڑیا بھی کلام کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے پھر فرمایا، میں ابوبکر ﷛ وعمر ﷛ اس بات کی تائید کرتے ہیں۔ جب کہ وہ دونوں وہاں موجود نہیں تھے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

اس حدیث سے حضرت ابوبکر ﷛ اور حضرت عمر ﷛ پر رسول محترم ﷺ کے اعتماد اور شیخین کے آپ ﷺ پر بے پناہ ایمان کا اندازہ ہوتا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اِنِّیْ لَوَاقِفٌ فِیْ قَوْمٍ فَدَعَوُا اللّٰهَ لِعُمَرَ وَقَدْ وُضِعَ عَلٰى سَرِيْرِهٖ اِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِیْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهٗ عَلٰى مَنْكِبِیْ يَقُوْلُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ اِنِّیْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب عمر ﷛ کو چارپائی پر رکھا گیا تو میں چند لوگوں کے ساتھ کھڑا تھا۔ وہ حضرت عمر ﷛ کے لئے دعا مانگ رہے تھے کہ ایک آدمی نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی اور یوں کہنے لگا،

لَاَرْجُوْ اَنْ يَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ لِاَنِّيْ كَثِيْرًا مَا كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ كُنْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَدَخَلْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَخَرَجْتُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ فَالْتَفَتُّ فَاِذَاعَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ (متفق عليه) 2-2554

اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ مجھے امید واثق ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں رفیقوں کے ساتھ ملائے گا۔ کیونکہ میں نے رسول کریم ﷺ کو اکثر فرماتے سنا، میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اکٹھے تھے، میں نے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ نے یہ کام کیا، میں، ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے، میں، ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے اور میں، ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ نکلے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو یہ کلمات ادا کرنے والے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ (بخاری ومسلم)

فہم الحدیث

یہ واقعہ اس بات کا ثبوت فراہم کرتا ہے، کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان بزرگوں کے بارے میں کتنے عمدہ اور مثبت خیالات رکھتے تھے۔ اور نبی محترم ﷺ کو ان کے ساتھ کتنا لگاؤ اور تعلق تھا۔

خلاصۂ باب

۱۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غیر حاضری میں ان کے ایمان وتصدیق کی تائید فرمائی۔

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رسول کریم ﷺ کے رفیق خاص سمجھتے تھے۔

بَابُ مُنَاقِبِ عُثْمَان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ

باب مناقب عثمان رضی اللہ عنہ

درمیانی قامت' سرخ وسفید چہرہ' دلربا اور پرکشش ماتھا' نسبتاً گنجان اور پروقار داڑھی، چوڑا سینہ اور سڈول جسم' شرم وحیا کے مجسمے' فیاضی اور دریا دلی کے سرخیل، حلم اور بردباری کے سمندر' حوصلہ اور رواداری کے پہاڑ' مدبرانہ گفتگو کرنے والے قائد، مخالف کو قائل کر لینے کے ماہر' اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے تصور سے ترساں ولرزاں رہنے والے یہ ہیں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے پہلے خلافت کیلئے چھ آدمیوں کی کمیٹی بنائی۔ اور اس کمیٹی میں صرف ان لوگوں کو شامل فرمایا جن کو نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لیکر جنت کی بشارت دی تھی۔ جنھیں امت عشرۂ مبشرہ رضی اللہ عنہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔ ان میں سے سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ پہلے فوت ہو چکے تھے۔ ساتویں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ تھے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ماموں زاد اور بہنوئی تھے قرابتداری کی وجہ سے آپ نے انھیں خلافت کمیٹی میں شامل نہیں فرمایا۔ اور لوگوں کے اصرار کے باوجود اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بھی اس کمیٹی میں شامل نہیں کیا۔ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کمیٹی کو ہدایات جاری فرماتے ہوئے حکم دیا کہ فیصلہ جلدی کرنے کے ساتھ کمیٹی کی کارروائی کو خفیہ رکھا جائے۔ تاکہ لوگوں میں غلط فہمیاں نہ پیدا ہو سکیں۔

خلیفۂ دوم کی شہادت کے بعد ان چھ آدمیوں نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو یہ اختیار دیا، کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں سے کسی کو خلیفہ نامزد کر سکتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے مدینہ کے تمام طبقات، بشمول امہات المؤمنین سے رائے لینے کے بعد، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان فرمایا۔ جن کی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے پہلے بیعت کی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بارہ سال خلافت کی۔ ان کے دور خلافت کے آخر میں ان کی نرمی اور بردباری سے غلط فائدہ اٹھاتے ہوئے مصر اور کوفہ کے چند لوگوں نے خفیہ سازشوں کے ذریعے ایسا تانا بانا تیار کیا جس کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت واقع ہوئی۔ حضرت عثمان نے اپنی ذات کی خاطر کشت وخون بہانا پسند نہیں کیا۔ تاریخ عالم میں یہ بھی منفرد مثال ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی مملکت کا فرمانبردار اپنی ذات کی خاطر خون بہانے سے اجتناب کرے لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی کہ اتنی بڑی قربانی کے باوجود حالات صحیح سمت پر استوار نہ ہو سکے۔

سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حیاداری اور فیاضی کے اعتبار سے اس قدر آگے تھے کہ غزوۂ احزاب کے موقعہ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ عثمان آج کے بعد کوئی بھی (نفلی) عمل نہ کرے تو اس کے لئے جنت واجب ہو چکی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دو شرف ایسے حاصل ہیں، جو صحابہ رضی اللہ عنہ میں سے کسی کے کردار کے دامن میں نہیں پائے جاتے۔ ایک صلح حدیبیہ کے موقعہ پر رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا۔

دوسرا شرف یہ کہ یکے بعد دیگرے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بیٹیوں کا عقد ان کے ساتھ فرمایا، جس کی وجہ سے انہیں ذوالنورین کے محترم لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

الفصل الاول

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُضْطَجِعًا فِيْ بَيْتِهٖ كَاشِفًا عَنْ فَخِذَيْهِ اَوْسَاقَيْهِ فَاسْتَاْذَنَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَاَذِنَ لَهٗ وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَاْذَنَ عُمَرُ فَاَذِنَ لَهٗ وَهُوَ كَذَالِكَ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَاْذَنَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَسَوّٰى ثِيَابَهٗ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهٗ وَلَمْ تُبَالِهٖ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهٗ وَلَمْ تُبَالِهٖ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ فَقَالَ اَلَا اَسْتَحْيِيْ مِنْ رَّجُلٍ تَسْتَحْيِيْ مِنْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ وَاِنِّيْ خَشِيْتُ اِنْ اَذِنْتُ لَهٗ عَلٰى تِلْكَ الْحَالَةِ اَنْ لَّا يَبْلُغَ اِلَيَّ فِيْ حَاجَتِهٖ (رواه مسلم) 2555-1

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ رسول اکرم ﷺ میرے گھر میں استراحت فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ کی رانوں یا پنڈلیوں پر کپڑا نہ تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اذن باریابی چاہا، تو ان کو بلا لیا گیا اور آپ ﷺ اسی حالت میں ان سے گفتگو کرتے رہے۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی، تو ان کو بھی بلا لیا اور آپ اسی طرح ہی ان سے بھی باتیں کرتے رہے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اذن طلب کیا تو رسول کریم ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست فرما لیے۔ جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے دریافت فرمایا کہ ابوبکر داخل ہوئے تو آپ نے حرکت نہ فرمائی اور نہ آپ ان سے محتاط ہوئے؟ اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو آپ ﷺ حرکت تک نہ کی اور نہ ان سے محتاط ہوئے لیکن جب عثمان رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو آپ ﷺ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لیے؟ آپ نے جواب دیا، کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں؟ دوسری روایت میں ہے۔ بلا شبہ عثمان رضی اللہ عنہ بہت حیا دار ہے۔ اور مجھے یہ اندیشہ لاحق ہوا، کہ اگر ان کو اسی حالت میں اندر بلا لیا تو وہ اپنا مدعا مجھ سے بیان نہیں کر سکے گا۔ (مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ مِصْرَ يُرِيْدُ حَجَّ الْبَيْتِ فَرَاٰى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ قَالُوْا هٰؤُلَاءِ قُرَيْشٌ قَالَ فَمَنِ الشَّيْخُ فِيْهِمْ قَالُوْا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ اِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِيْ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّ

تیسری فصل

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ اہل مصر میں سے ایک شخص حج کے ارادہ سے آیا، اس نے کچھ لوگوں کو ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے پایا، تو وہ پوچھتا ہے، کہ یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ یہ قریش ہیں۔ اس نے پوچھا، ان کا سردار کون ہے؟ تو انہوں نے بتایا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ اس نے حضرت عبداللہ بن عمر

عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ اُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَّلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ اُبَيِّنْ لَكَ اَمَّا فِرَارُهٗ يَوْمَ اُحُدٍ فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَاَمَّا تَغَيُّبُهٗ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهٗ كَانَتْ تَحْتَهٗ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهٗ وَاَمَّا تَغَيُّبُهٗ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ اَحَدٌ اَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهٗ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدُ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ اِلٰى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهٖ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهٖ وَقَالَ هٰذِهٖ لِعُثْمَانَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اذْهَبْ بِهَا الْاٰنَ مَعَكَ. (رواہ البخاری) 2556-2

سے عرض کیا، میں آپ ﷺ سے کچھ باتیں پوچھتا ہوں مجھے آپ ان کا جواب دیں۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان ؓ جنگ احد سے بھاگے تھے؟ آپ نے فرمایا، ہاں۔ پھر ان سے پوچھا، کیا آپ کے علم میں ہے کہ وہ جنگ بدر سے غائب تھے اور اس میں موجود نہ تھے؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا۔ اس شخص نے پوچھا کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ بیعت رضوان سے بھی غائب تھے اور وہاں حاضر نہ تھے؟ آپ نے جواب دیا، ہاں۔ اس شخص نے تعجب سے اللہ اکبر کہا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، آیئے، میں آپ کو اصل حقیقت بیان کروں۔ جہاں تک احد کے دن کے فرار کا قصہ ہے تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کیف اس لغزش کو معاف کردیا ہے۔ (بحوالہ :آل عمران : ۳۔۱۵۵) جہاں تک بدر سے ان کی غیر حاضری کا تعلق ہے، تو رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی رقیہ رضی اللہ عنہا ان کے نکاح میں تھیں اور وہ سخت بیمار تھیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا تھا، کہ تمہیں جنگ بدر میں شامل شخص کے برابر ثواب اور مالِ غنیمت سے حصہ ملے گا۔ اور جہاں تک بیعت رضوان سے ان کے غائب ہونے کا تعلق ہے، تو اگر مکہ میں حضرت عثمان ؓ سے زیادہ کوئی اثر ورسوخ والا ہوتا، تو آپ اس کو بھیجتے پس رسول اکرم ﷺ نے حضرت عثمان ؓ کو بھیجا۔ اور بیعت رضوان حضرت عثمان ؓ کے مکہ جانے کے بعد ہوئی۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کو عثمان ؓ کا ہاتھ قرار دیا اور اس کو دوسرے ہاتھ پر رکھتے ہوئے فرمایا، کہ یہ عثمان ؓ کی طرف سے بیعت ہے۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا کہ اب اس وضاحت کو اپنے ساتھ لے کر واپس جاؤ۔

خلاصۂ باب

۱۔ حضرت عثمان ؓ صحابہ کرام ؓ میں سب سے زیادہ باحیا تھے۔ ۲۔ حضرت عثمان ؓ سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ ۳۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت عثمان ؓ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ ۴۔ حضرت عثمان ؓ کے تحفظ کے لئے چودہ سو صحابہ ؓ نے رسول کریم ﷺ کی بیعت کی۔ ۵۔ حضرت عثمان نے مسلمانوں میں خون ریزی سے بچنے کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش فرمایا۔

بَابُ مُنَاقِبِ هٰؤُلَاءِ الثَّلٰثَةِ رضی اللہ عنہم

حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے مناقب

الفصل الاول

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم صَعِدَ اُحُدًا وَ اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَعُمَرُ رضی اللہ عنہ وَعُثْمَانُ رضی اللہ عنہ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ فَقَالَ اثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ (رواه البخاری) 1-2557

وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ حَائِطٍ مِّنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهٗ فَاِذَا اَبُوْبَكْرٍ فَبَشَّرْتُهٗ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهٗ فَاِذَا عُمَرُ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِيْ افْتَحْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ فَاِذَا عُثْمَانُ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ (متفق عليه) 2-2558

پہلی فصل

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر اور عثمان احد پہاڑ پر چڑھے تو وہ کانپنے لگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پاؤں اس پر مارتے ہوئے فرمایا، احد ٹھہر جاؤ! کیونکہ تجھ پر ایک پیغمبر، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (بخاری)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کے ایک باغ میں تھا۔ ایک شخص آیا اور اس نے دروازہ کھولنے کی استدعا کی ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس کے لئے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی بشارت دو۔ چنانچہ میں نے اس کے لئے دروازہ کھول دیا۔ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق میں نے ان کو خوشخبری دی۔ اس پر انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ پھر دوسرا شخص آیا اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بھی دروازہ کھولنے کی ہدایت کی اور فرمایا کہ اس کو بھی جنت کی خوش خبری دو۔ چنانچہ میں نے دروازہ کھول دیا۔ اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما تھے میں نے انہیں نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے مطلع فرمایا تو انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور شکر ادا کیا۔ پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ اس پر مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازہ کھولنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اسے بھی جنت کی بشارت دو البتہ انہیں بہت بڑی آزمائش سے دوچار ہونا پڑے گا۔ دروازہ کھولنے پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق خوش خبری دی ،تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور شکر انے کے بعد فرمایا، اللہ ہی مدد کرنے والا ہے۔ (بخاری ومسلم)

❀❀❀

بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ﷛

باب مناقب علی بن ابی طالب ﷛

خوشنما اور رعب دار چہرہ' کھلا سینہ' گھنی ڈاڑھی' فکر و تدبر کے بادشاہ' میدان کارزار کے سربراہ' عقاب و شاہین کی جھپٹ کے مالک' دشمن پر ہیبت و خوف طاری کر دینے والے جرنیل' عام لوگوں کی نسبت کوتاہ قامت' شیر کی للکار اور چیتے کی یلغار کے حامل' مرد میدان' پر پیچ اور الجھے ہوئے مسائل کی گتھیاں سلجھانے والے قانون دان' شریعت کے رموز و اسرار جاننے والے دانشور۔

رسول کریم ﷺ کی بیان کردہ درجہ بندی کے مطابق سیدنا حضرت علی ﷛ کا امت میں چوتھا درجہ ہے۔ یاد رہے کہ یہ درجہ کسی قرابتداری کی وجہ سے نہیں۔ اسی طرح غزوۂ تبوک کے موقعہ پر انہیں مدینے میں چھوڑتے ہوئے' حضرت ہارون علیہ السلام کا ہم مرتبہ قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد نبوت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ ﷛ بہادری اور دانشمندی کے حوالے سے صحابہ ﷡ میں جلیل الشان حیثیت کے حامل تھے۔ ان کی شجاعت زمانے میں ضرب المثل اور ان کے فیصلے عدل کی دنیا میں قندیل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت عثمان ﷛ کی شہادت کے بعد وہ سب سے زیادہ خلافت کے حقدار تھے۔ ان کے مقابلے میں حضرت امیر معاویہ ﷛ کا موقف زیادہ مضبوط نہیں تھا۔ جب امت کے باہمی انتشار کی وجہ سے مملکت اسلامیہ دو حصوں میں تقسیم ہوئی تو سیدنا حضرت علی ﷛ بہادر اور عظیم دانشور ہونے کے باوجود اپنے ساتھیوں کی بے وفائی کی وجہ سے مزید آگے نہ بڑھ سکے۔

آپ کو رسول کریم ﷺ کے چچا زاد بھائی ہونے کے ساتھ داماد ہونے کی عظیم نسبت بھی حاصل تھی۔ آپ ﷺ نے انتہائی محبت اور پیار سے ایک مرتبہ انہیں ابوتراب کے لقب سے ملقب فرمایا۔ اور غزوۂ خیبر کے موقع پر ان کی جرات و شجاعت پر خراج تحسین عطا کرتے ہوئے اپنا اور اللہ تعالیٰ کا محبوب قرار دیا تھا۔

حضرت علی ﷛ بن ابی طالب' رسول کریم ﷺ کے محسن چچا (عبدالرحمٰن بن ملجم نامی خارجی) کے صاحبزادے، حیدر کرار کا لقب پانے والے ایک سازشی کے ہاتھوں صبح کی نماز کے وقت ۲۰ رمضان المبارک ۴۰ ہجری کوفہ کی جامع مسجد میں داخل ہونے سے، پہلے شہادت کا لباس پہن کر جنت الفردوس کے راہی بنے۔

الفصل الاول

عَنْ سَعْدِبْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ ﷛ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ (متفق عليه). 2559-1

پہلی فصل

حضرت سعد بن ابی وقاص ﷛ کا بیان ہے، کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی ﷛ کو فرمایا، میرے نزدیک تیرا مقام وہی ہے، جو ہارون کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ ﷛ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ وَالَّذِیْ

زر بن جیش ﷛ حضرت علی ﷛ سے روایت کرتے ہیں کہ

فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ اِنَّهُ لَعَهِدَ النَّبِيُّ الْاُمِّيُّ ﷺ اِلَيَّ اَنْ لَا يُحِبَّنِيْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا يُبْغِضَنِيْ اِلَّا مُنَافِقٌ(رواہ مسلم)2560-2

انہوں نے فرمایا، اس ذات کی قسم! جس نے دانے کو پھاڑا اور ہر جان دار چیز کو پیدا فرمایا، کہ نبی امی ﷺ نے مجھ سے تاکیداً کہا تھا، کہ مجھ سے صرف مومن ہی محبت کرے گا اور منافق کے سوا اور کوئی مجھ سے بغض نہیں رکھے گا۔(مسلم)

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كُلُّهُمْ يَرْجُوْنَ اَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالُوْا هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ عَيْنَيْهِ فَبَرَأَ حَتّٰى كَاَنْ لَمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا قَالَ انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ(متفق علیه)2561-3

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ جنگ خیبر میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، کل میں یہ پرچم ایک ایسے شخص کو دوں گا، جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عطا کرے گا۔ اور وہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ صبح صحابہ رضی اللہ عنہم نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہر ایک امید لگائے ہوئے تھا کہ وہ علم اسے عطا کیا جائے گا۔ لیکن آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا، یا رسول اللہ ﷺ! وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔ آپ ﷺ نے ہدایت فرمائی اس کو بلا بھیجو۔ انہیں لایا گیا۔ اور رسول رحمت ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا تو وہ ایسے تندرست ہو گئے کہ جیسے ان کی آنکھوں میں درد تھا ہی نہیں۔ آپ ﷺ نے ان کو علم عطا فرمایا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا میں ان سے لڑوں، حتیٰ کہ وہ ہم جیسے مسلمان ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے ہدایت فرمائی نرمی سے چلتے ہوئے ان کے علاقے میں جانا۔ پھر ان کو اسلام کی دعوت دینا۔ اور اسلام میں اللہ تعالیٰ کے حقوق سے ان کو باخبر کرنا۔ اللہ کی قسم! اگر تمہاری وجہ سے ایک آدمی کو بھی اللہ تعالیٰ ہدایت دے دے، تو وہ تیرے حق میں سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔(بخاری ومسلم)

خلاصہ باب

۱۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ہارون علیہ السلام کی مثل قرار دیا۔ ۲۔ آپ ﷺ کا فرمان کہ میں آخر الزماں نبی ہوں۔ ۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض رکھنے والا منافق ہوگا۔

بَابُ مَنَاقِبِ الْعَشَرَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

جنت کی خوشخبری پانے والے دس صحابہ کے فضائل

سرورِ دوعالم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں امت کا اس بات پر ایمان اور اتفاق ہے کہ خلفائے راشدین کے بعد ان چھ صحابہ رضی اللہ عنہم کا مقام و مرتبہ ممتاز ہے جن کو رسولِ محترم ﷺ نے نام لے کر دنیا میں جنت کی بشارت دی ہے۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے یہ مقام و مرتبہ اور بشارتیں کسی قرابت داری کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کی لاتعداد ذاتی اوصاف کی وجہ سے یہ مقام و مرتبے دیئے گئے۔

آیئے اب ان عالی مرتبت اور گرامی قدر شخصیات کی خدمات کا نہایت ہی مختصر خلاصہ ملاحظہ فرمائیں تاکہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ان کے امتیاز کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

ابوعبداللہ کنیت، پھرتیلا جسم، لمبا قد اور رنگ گندم گوں تھا۔ حواریِ رسول ﷺ کا لقب پایا۔ والد کا نام عوام۔ انکی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رسول کریم ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھتیجے تھے۔ سولہ سال کی عمر میں نورِ ایمان سے آراستہ ہوئے۔ غزوۂ بدر سے لے کر تمام غزوات میں بے مثال جرأت اور بہادری کے جوہر دکھلائے۔ چونسٹھ برس کی عمر پائی اور ۳۶ ہجری میں شہید ہوئے۔ آپ کو وادیِ سباع میں سپرد خاک کیا گیا۔ جرأت و بہادری اور سخاوت میں بڑے نمایاں تھے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

ابومحمد کنیت، والد کا نام عبیداللہ۔ اور والدہ کا اسم گرامی صبعہ تھا۔ قامت پستی مائل، سینہ کشادہ، جسم نہایت مضبوط، گٹھا ہوا، سرخ و سفید چہرہ۔ اٹھارہ سال کی عمر میں حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ غزوۂ احد سے لے کر تمام غزوات میں بھرپور شرکت فرمائی۔ احد میں اس قدر جانثاری کا مظاہرہ کیا، کہ سرورِ کائنات ﷺ کی حفاظت کرتے ہوئے ہمیشہ کے لیے ان کا ہاتھ شل ہو گیا اور جسم مبارک پر ستر سے زیادہ زخم آئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا جہاں کی دولت سے سرفراز فرمایا۔ چونسٹھ سال کی عمر میں شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

ابومحمد کنیت، والد کا نام عوف اور والدہ کا نام شفاء تھا۔ رسول کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ رکھا۔ تیس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ بدر سے لے کر ہر غزوہ میں شمولیت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان کی دولت کے ساتھ دنیا کی کشادگی اور سخاوت کا بے پناہ حوصلہ عنایت فرمایا تھا۔ ایک ہی نشست میں لاکھوں روپے جہاد فی سبیل اللہ اور مساکین پر خرچ کرتے۔ دنیا سے رخصت ہوئے تو کئی مکانات، زمینیں اور لاکھوں روپیہ ترکہ میں چھوڑے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی

شہادت کے وقت جوخلافت کمیٹی بنائی تھی اس سے ازخود اپنا نام واپس لیا۔کمیٹی نے اخلاص اور سیاسی بصیرت کے پیشِ نظران کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان خلافت کا فیصلہ کرنے کے لیے اختیار دیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے شب وروز کی محنت کے بعد کثرت رائے کا خیال رکھتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔ جس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ازواجِ مطہرات اور اہلِ بیت نے اتفاق فرمایا۔ تقریباً تہتر سال کی عمر میں فوت ہوئے اور جنت البقیع میں اپنے رفقائے گرامی کے ساتھ آرام فرما ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

کنیت ابواسحاق۔ نام سعد۔ والد کی کنیت ابووقاص۔ نام مالک بن اھیب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ننہالی خاندان بنوزہرہ سے تھے اسی لیئے آپ انہیں اپنا ماموں کہا کرتے تھے۔ آپ کی والدہ کا نام حمنہ بنت سفیان۔ گویا بنوامیہ آپ کے ننہال تھے تیراندازی و نیزہ بازی کے ماہر خوبصورت اور سرخ وسپید یہ سترہ سالہ نوجوان اپنی ماں کی فرمانبرداری واحترام کے لحاظ سے مکہ میں ضرب المثل بن چکے تھے۔ طلوع آفتاب نبوت کے ساتھ ہی آپ نور ایمان سے منور ہوگئے تو دوسری طرف والدہ کی طرف سے سخت مخالفت ان کے لیے بڑی آزمائش بن گئی جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ثابت قدم رہے اور سورۃ لقمان کی آیت نمبر ۱۵ کا سبب نزول بن گئے۔

کفرواسلام کے مابین ہونے والے تمام معرکوں میں شامل رہے۔ اور خصوصاً جنگ احد کے بحران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد دس صحابہ کے گروہ میں آپ بھی شامل تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف برے ارادے سے بڑھنے والے سورماؤں کو تاک تاک کر تیروں کا نشانہ بنا رہے تھے۔ اسی موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے والہانہ فرمایا تھا۔ سعد! تیر چلاتے رہو۔ تم پر میرے ماں باپ قربان جائیں!

پھر جنگ قادسیہ میں رستم کی قیادت میں مجوسیوں کے بے پناہ مغرور سپاہ کو فیصلہ کن شکست سے دوچار کرنے والے عساکر اسلامی کی آپ ہی قیادت فرما رہے تھے۔ پھر ایرانیوں کا دارالحکومت مدائن فتح کر کے قصرابیض میں نماز پڑھائی اور مغرور کسریٰ کے خزانے اکٹھے کر کے نہایت دیانتداری سے مدینہ روانہ فرمائے۔ بعدازیں کوفہ وعراق کے گورنر رہے لیکن میدان جنگ کا یہ شیردل جرنیل کوفہ کی شریرسیاست کا مقابلہ نہ کرسکا جیسے کہ باب گزر چکا ہے

اور تین بدعائیں دیتے ہوئے واپس مدینہ چلے آئے اور ان کی جگہ پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو گورنر کوفہ مقرر کیا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قائم کردہ چھ رکنی خلافت کمیٹی میں آپ کا نام بھی شامل تھا لیکن آپ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہوگئے تھے (بخاری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں مسلمانوں کی خانہ جنگی میں بالکل خاموشی اور گوشہ نشینی اختیار فرمائی ۵۸ھ کو چوراسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سب سے آخر میں فوت ہوئے اور سب سے لمبی عمر پائی۔

وفات کے وقت اپنے گھر سے ایک پرانا، بوسیدہ جبّہ منگوایا اور فرمایا مجھے اس میں کفن دینا۔ میں نے بدر کی جنگ اسے پہنے

ہوئے لڑی تھی۔اور میں نے اسے آج کے دن کے لیے سنبھال سنبھال کر رکھا ہوا تھا!!!

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

کنیت ابو عبیدہ۔لقب امین الامۃ۔نام عامر۔والد کا نام عبداللہ بن الجراح۔خوب صورت دراز قامت، اکہد بدن، انتہائی حیا دار تھے۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین اشخاص حضرت ابوبکر، حضرت عثمان اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم قریش میں حسن و جمال، حیاداری اور حسن خلق میں ممتاز تھے۔

اسلام قبول کیا ھجرت حبشہ و ھجرت مدینہ کی دوہری سعادت کے ساتھ ساتھ کفر و اسلام کے مابین بپا ہونے والے تمام معرکوں میں شرکت فرمائی۔اور ہر مشکل مرحلے پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا جنگ بدر میں اپنے مشرک باپ کو جہنم واصل کیا۔جنگ احد کے بحران کے دوران نبوت کے چاند کے گرد ہالہ بنے ہوئے دس جانثاروں میں آپ بھی شامل تھے اور رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں دھنسی ہوئی خود کی کڑیاں آپ ہی نے نکالیں جس سے ان کے سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے۔جس سے قدرتی طور پر حسن میں مزید اضافہ ہو!

طاعون عمداس میں ۱۸ھ کو اردن شام میں ۵۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔اور آپ کے نائب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ

کنیت ابوالاعور۔نام سعید۔والد زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ۔آپ کے دادا عمرو اور حضرت عمرؓ کے والد خطّاب سگے بھائی تھے۔

والدہ کا نام فاطمہ ہے۔آپ کی بیوی کا نام بھی فاطمہ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سگی بہن تھیں۔آپ کے والد زید ظہور اسلام سے پہلے ہی شرک سے بیزار ہو کر متلاشی حق تھے۔وہ غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ نہیں کھاتے تھے۔قریش سے قسم کھا کر کہا کرتے کہ میرے سوا تم میں دین ابراہیم پر کوئی نہیں کبھی آسمان کی طرف التجا بھری نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہتے: یا اللہ! اگر مجھے علم ہو کہ تجھے کس طرح سے عبادت پسند ہے تو میں تیری اس طرح عبادت کرنے کو تیار ہوں۔آپ نے فرمایا:

نَعَمْ! اِنَّهُ يُبْعَثُ اُمَّةً وَّاحِدَةً.

ہاں! وہ اکیلا ایک امت کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔

بدر کے موقع پر رسول اللہ کے حکم سے شام گئے ہوئے تھے اس لیے آپ نے غنیمت سے حصہ بھی دیا اور اجر کی نوید بھی۔شام میں یرموک کے مقام پر عیسائیوں کے خلاف فیصلہ کن معرکہ میں آپ نے ناقابل فراموش جرأت و بہادری کا مظاہرہ کیا۔فتح دمشق کے بعد دمشق کے گورنر مقرر ہوئے۔

آپ نے ستر سال سے زائد عمر پائی اور ۵۰ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں عقیق میں اپنی زمین میں فوت ہوئے اور مدینہ میں مدفون ہوئے۔

الفصل الاوّل

پہلی فصل

عَنْ عُمَرَ قَالَ مَا اَحَدٌ اَحَقَّ بِهٰذَا الْاَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمّٰى عَلِيًّا ؓ وَعُثْمَانَ ؓ وَالزُّبَيْرَ ؓ وَطَلْحَةَ ؓ وَسَعْدًا ؓ وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ ؓ. (رواه البخاری) 1-2562

حضرت عمر ؓ نے فرمایا، ان لوگوں سے جن پر رسول اللہ ﷺ بوقتِ وفات خوش تھے، کوئی دوسرا خلافت کا زیادہ حق دار نہیں ہے۔ پھر آپ نے یہ نام گنوائے حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ حضرت زبیرؓ حضرت طلحہؓ حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبدالرحمٰن ؓ۔ (بخاری)

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ ؓ قَالَ رَاَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ ؓ شَلَّاءَ وَقٰى بِهَا النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ اُحُدٍ (رواهُ البخاری) 2-2563

حضرت قیس بن ابی حازم ؓ بیان کرتے ہیں، کہ میں نے حضرت طلحہ ؓ کا ہاتھ شل دیکھا کیونکہ وہ اس ہاتھ سے جنگِ احد میں نبی کریم ﷺ کو بچاتے رہے۔ (بخاری)

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يَّاْتِيْنِيْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَوْمَ الْاَحْزَابِ قَالَ الزُّبَيْرُ ؓ اَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ ؓ (متفق عليه) 3-2564

حضرت جابر ؓ کا بیان ہے، کہ نبی معظم ﷺ نے جنگِ احزاب کے موقعہ پر فرمایا: مجھے دشمنوں کے متعلق کون معلومات لا کر دے گا۔ حضرت زبیر ؓ نے کہا' میں حاضر ہوں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا' بلاشبہ ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرا حواری زبیر ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

غزوہ خندق کے ایام میں بے پناہ سردی اور شدید خطرات تھے۔ خاص کر جس رات آپ ﷺ نے فرمایا کہ کون کفار کے بارے میں مجھے معلومات فراہم کرے گا اس رات ہولناک طوفان اور سخت سردی تھی کہ کوئی شخص باہر نکلنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ یہ طوفان کفار پر عذاب بن کر نازل ہوا اور ان کے خیمے اڑ اڑ کر دور دور تک گر رہے تھے۔ ان حالات میں آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا، کہ کون ان کی خبر لائے گا۔ کسی میں جرات نہ ہوئی صرف حضرت زبیر ؓ اُٹھے اور اپنی جان انتہائی خطرے میں ڈال کر معلومات لائے۔ تب آپ ﷺ نے انہیں اپنے حواری ہونے کا اعزاز عطا فرمایا۔

وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يَّاْتِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَيَاْتِيْنِيْ بِخَبَرِهِمْ فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبَوَيْهِ فَقَالَ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ (متفق عليه) 4-2565

حضرت زبیر ؓ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون بنو قریظہ کے ہاں جا کر ان کے حالات معلوم کر کے مجھے باخبر کرے گا۔ حضرت زبیر کہتے ہیں، کہ میں گیا۔ اور جب میں واپس آیا، تو رسول اکرم ﷺ نے میرے لیے اپنے ماں باپ کو جمع کیا۔ یعنی آپ ﷺ نے

فرمایا' میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ مَاسَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم جَمَعَ اَبَوَيْهِ لِاَحَدٍ اِلَّالِسَعْدِبْنِ مَالِكٍ فَاِنِّيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ يَوْمَ اُحُدٍ يَا سَعْدُارْمِ فِدَاکَ اَبِيْ وَ اُمِّيْ(متفق علیه)2566-5

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ میں نے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے لئے اپنے ماں باپ کو جمع فرماتے نہیں سنا۔ جنگ احد میں میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا، یاسعد! تیر چلاتے رہو۔ میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنِّيْ لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ(متفق علیه)2567-6

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کا قول ہے، کہ عربوں میں، میں پہلا شخص ہوں، جس نے اللہ کی راہ میں تیر مارا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَهِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَقْدَمَهُ الْمَدِيْنَةَ لَيْلَةً فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا يَحْرُسُنِيْ اِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ اَنَا سَعْدٌ قَالَ مَاجَاءَ بِکَ قَالَ وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ خَوْفٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَجِئْتُ اَحْرُسُهُ فَدَعَا لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ نَامَ (متفق علیه)2568-7

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے، کہ مدینہ منورہ میں آمد کے ابتدائی دور میں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا! کاش کوئی صالح آدمی میری حفاظت کرتا۔ اسی وقت ہم نے ہتھیاروں کی جھنکار سنی۔ آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا' میں سعد ہوں۔ آپ نے پوچھا کس مقصد کے لیے آیا ہے؟ اس نے جواب دیا، میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خوف پیدا ہوا، چنانچہ میں آپ کی حفاظت کے لیے آگیا۔ اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعا دی اور سو گئے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ (متفق علیه)2569-8

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَسُئِلَتْ مَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مُسْتَخْلِفًا لَوِ اسْتَخْلَفَهُ قَالَتْ اَبُوْ بَكْرٍ فَقِيْلَ ثُمَّ مَنْ بَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ عُمَرَ قِيْلَ مَنْ بَعْدَ عُمَرَ قَالَتْ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ.(رواه مسلم)2570-9

حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان کرتے ہوئے سنا، جب ان سے سوال کیا گیا کہ اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو اپنا خلیفہ بنانا چاہتے تو کس کو بناتے؟ انہوں نے فرمایا' ابوبکر رضی اللہ عنہ کو۔ پھر پوچھا گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد؟ تو فرمایا' عمر رضی اللہ عنہ کو۔ پوچھا گیا، حضرت عمر کے بعد کس کو؟ تو انہوں نے بتایا، ابوعبیدہ بن

جراح ؓ کو۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَلٰى حِرَاءٍ هُوَ وَاَبُوْبَكْرٍ ؓ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ ؓ وَعَلِیٌّ وَطَلْحَةُ ؓ وَالزُّبَيْرُ ؓ فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اهْدَأْ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِیٌّ ﷺ أَوْصِدِّيْقٌ اَوْشَهِيْدٌ وَزَادَ بَعْضُهُمْ وَسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ وَلَمْ يَذْكُرْ عَلِيًّا (رواه مسلم) 10-2571

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ حرا پر تھے۔ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر ؓ بھی تھے۔ چٹان حرکت کرنے لگی، تو آپ ﷺ نے فرمایا، تھم جا۔ تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ اور بعض راویوں نے حضرت سعد بن وقاص ؓ کا نام لیا ہے اور حضرت علی ؓ کا ذکر نہیں کیا۔ (مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَبْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَوَّلُ رَجُلٍ مِّنَ الْعَرَبِ رَمٰى بِسَهْمٍ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَرَأَيْتُنَا نَغْزُوْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَالَنَا طَعَامٌ اِلَّا الْحُبْلَةُ وَوَرَقُ السَّمُرِ وَاِنْ كَانَ اَحَدُنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَالَهُ خِلْطٌ ثُمَّ اَصْبَحَتْ بَنُوْاَسَدٍ تُعَزِّرُنِیْ عَلَى الْاِسْلَامِ لَقَدْ خِبْتُ اِذًا وَّضَلَّ عَمَلِیْ وَكَانُوْا وَشَوْا بِهٖ اِلٰى عُمَرَ قَالُوْا لَايُحْسِنُ يُصَلِّیْ (متفق عليه) 11-2572

حضرت قیس بن ابی حازم ؓ نے حضرت سعد بن وقاص ؓ کو یہ فرماتے سنا، میں عربوں میں پہلا شخص ہوں، جس نے اللہ کی راہ میں تیر مارا۔ اور ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں اس حال میں جنگ کیا کرتے تھے، کہ ہمارے کھانے کے لیے کانٹے دار جھاڑیوں کے پھل اور درختوں کے پتے ہوا کرتے تھے۔ اور ہم میں سے کوئی رفع حاجت کرتا تو اس کا پاخانہ بکری کی مینگنیوں کی طرح ہوتا، جس میں اور کسی چیز کی آمیزش نہ ہوتی۔ پھر وہ وقت بھی آیا کہ قبیلہ بنواسد کے لوگ مجھ پر اسلام کے بارے میں اعتراض کرتے ہیں؟ (اگر مجھے نماز بھی صحیح پڑھانا نہیں آتی) تب تو میں ناکام ہو گیا اور میرے مساعی رائیگاں گئیں۔ اور انہوں (دراصل کوفہ کے بعض منافقوں) نے حضرت عمر ؓ سے یہ کہتے ہوئے ان کی چغلی کھائی تھی کہ یہ شخص نماز اچھی طرح ادا نہیں کرتا۔ (بخاری مسلم)

وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ رَاَيْتُنِیْ وَاَنَا ثَالِثُ الْاِسْلَامِ وَمَا اَسْلَمَ اَحَدٌ اِلَّا فِی الْيَوْمِ الَّذِیْ اَسْلَمْتُ فِيْهِ وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ اَيَّامٍ وَاِنِّیْ لَثُلُثُ الْاِسْلَامِ (رواه البخاری) 12-2573

حضرت سعد ؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے بارے میں معلوم ہے کہ میں اسلام قبول کرنے والوں میں تیسرا آدمی ہوں۔ اور جس دن میں نے اسلام قبول کیا، اس دن اور کسی نے اسلام قبول نہ کیا۔ اور بلاشبہ سات دن اس حال میں گذرے کہ میں

اسلام میں تیسرا آدمی تھا۔(بخاری)

وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضي الله عنه قَالَ جَاءَ اَهْلُ نَجْرَانَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْعَثْ اِلَيْنَا رَجُلًا اَمِيْنًا فَقَالَ لَاَبْعَثَنَّ اِلَيْكُمْ رَجُلًا اَمِيْنًا حَقَّ اَمِيْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ قَالَ فَبَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ (متفق عليه) 13-2574

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب اہلِ نجران رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں تشریف لائے تو انہوں نے درخواست کی، یا رسول اللہ! کسی امین کو ہمارے لیے مقرر فرمائیں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تمہارے لیے ایسے شخص کو بھیجوں گا، جو حقیقت میں امین ہوگا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس شرف کی خواہش کی۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔(بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صرف عشرہ مبشرہ کو خلافت کا حق دار سمجھتے تھے۔

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ احد میں حفاظت کرتے ہوئے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ شل ہوگیا۔

۳۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس امت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری تھے۔

۴۔ اس امت کے امین حضرت عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں۔

بَابُ مَنَاقِبِ اَھْلِ بَیْتِ النَّبِیِّ ﷺ

رسول محترم ﷺ کے اہل بیت کے فضائل

اہل بیت کے بارے میں بعض لوگوں نے اپنے مخصوص نظریات کی وجہ سے امّت میں یہ غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ اہل بیت سے مراد صرف اور صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ لوگ ایک حدیث کا بہانہ بنا کر اہلِ بیت سے ازواجِ مطہرات کو خارج کرتے ہیں۔ جبکہ قرآن مجید میں اہل بیت کے لفظ کا سب سے پہلے اطلاق بیوی پر ہوا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

قَالُوْٓا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ رَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکٰتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌO (ھود ۱۱ :۷۳)

''فرشتے کہنے لگے: کیا تم اللہ کے حکم پر تعجب کرتی ہو؟ اے (ابراہیمؑ) کے گھرانے والو! تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں''۔ نیز فرمایا:

وَحَرَّمْنَا عَلَیْہِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰٓی اَھْلِ بَیْتٍ یَّکْفُلُوْنَہٗ لَکُمْ وَھُمْ لَہٗ نٰصِحُوْنَ O (القصص ۲۸ :۱۲)

''اور ہم نے بچے پر پہلے ہی دودھ پلانے والیوں کی چھاتیاں حرام کر رکھی تھیں۔ اس لڑکی نے ان سے کہا: میں تمہیں ایسے اہل بیت کا پتا بتاؤں، جس کے لوگ اس کی پرورش کا ذمہ لیں اور خیر خواہی کے ساتھ اسے رکھیں''۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَ کُمْ تَطْھِیْرًاO(الاحزاب ۳۳:۳۳)

''اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہلِ بیت سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کردے''۔

۹ ہجری میں نجران سے عیسائیوں کا ایک اعلیٰ سطح کا وفد رسول محترم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس موقعہ پر رسول مکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر اپنے قریب بٹھاتے ہوئے اہل بیت قرار دیا۔ جن روایات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اہلِ بیت سے الگ کرنے کا ذکر ہے اس کا یہی معنی ہے کہ ازواج تو قرآن حکیم کے ارشادات کے مطابق پہلے سے ہی اہلِ بیت میں شامل تھیں۔ جہاں تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوالعاص کی بیویوں جو رسولِ محترم ﷺ کی پیاری بیٹیاں تھیں انہیں اس خصوصی موقعہ پر شامل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا ۸ ہجری۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ۲ ہجری۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا ۹ ہجری میں اس وفد کی آمد سے پہلے انتقال کرچکی تھیں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا

رسولِ کریم ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں جب آپ ﷺ کی عمر مبارک تیس سال کی تھی تو شادی کے پانچ سال بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پیدا ہوئی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ابوالعاص رضی اللہ عنہ بن ربیع

سے زینب کا نکاح ہوا۔ ہجرت کے وقت مکہ میں اپنے سسرال کے پاس تھیں۔ بدر میں ابوالعاص رضی اللہ عنہ کفار کی طرف سے آئے اور گرفتار ہوئے۔ ان کی رہائی کے لیے فدیہ کے طور حضرت زینب نے وہ ہار بھیجا، جو شادی کے وقت ان کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں اپنے ہاتھوں سے پہنایا تھا۔ جوں ہی وہ ہار حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خدمات اور وفا شعاریاں یاد آئیں۔ آپ ﷺ آبدیدہ ہو گئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشاورت کے بعد وہ ہار واپس کر دیا اور ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو اس شرط پر رہا کیا گیا کہ وہ واپس جا کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ بھجوائیں گے۔

اس سعادت مند انسان نے عہد کی پاس داری کرتے ہوئے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ بھجوانے کا انتظام کیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا مدینہ جانے کے لیے مکہ سے باہر نکلی تو ھبار بن اسود نے نیزہ مارا۔ آپ رضی اللہ عنہا اس وقت امید سے تھیں سواری سے نیچے گر پڑیں، حمل ساقط ہو گیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں بڑی تکلیف اٹھائی اور مدینے پہنچیں۔ ٹھیک پانچ سال بعد جناب ابوالعاص رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو تجدید نکاح ہوا۔ ۸ ہجری اکتیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ حضورِ اکرم ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ زینب کے ہاں علی رضی اللہ عنہ اور امامہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے۔ علی رضی اللہ عنہ نے جنگِ یرموک میں شہادت پائی اور امامہ رضی اللہ عنہا صاحب اولاد ہو کر بڑی عمر میں فوت ہوئیں۔

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

رسول کریم ﷺ کی دوسری صاحبزادی ہیں۔ نبوت سے سات سال قبل پیدا ہوئی۔ رسولِ محترم ﷺ کی عمر مبارک اس وقت تینتیس سال تھی۔ پہلی شادی ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوئی، جس نے ابولہب کے کہنے پر طلاق دے دی۔ بعض مؤرخین کے نزدیک نسبت پر ہی یہ رشتہ ٹوٹ گیا تھا۔ اور رخصتی کی نوبت نہیں آئی تھی۔ بعد ازیں رسولِ کریم ﷺ نے ان کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ نبوت کے پانچویں سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرتِ حبشہ فرمائی۔ کچھ عرصے کے بعد مکہ واپسی ہوئی۔ لیکن مکہ کے حالات پہلے سے زیادہ دگرگوں تھے اس لیے دوبارہ حبشہ کی طرف یہ مبارک جوڑا ہجرت کرنے پر مجبور ہوا۔

ان کی ہجرت پر تبصرہ کرتے ہوئے رسول محترم ﷺ نے فرمایا تھا، کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہجرت کرنے والا یہ پہلا جوڑا ہے۔ ۲ ہجری کو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اسی دن فوت ہوئیں، جس دن حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ پہنچ کر بدر کی فتح کا پیغام دیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۲ سال تھی۔ آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی تیمارداری کی وجہ سے بدر میں غیر حاضری کی اجازت مرحمت فرمائی۔ رسولِ محترم ﷺ اپنی پیاری بیٹی کے جنازے میں شریک نہ ہو سکے۔ بدر سے واپسی کے بعد ان کی قبر پر تشریف لے گئے اور زار و قطار روتے ہوئے ان کے لیے دعائیں کیں۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا تھا جس نے چھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسی بیٹے کی نسبت سے ابوعبداللہ کنیت رکھتے تھے۔

حضرت امّ کلثوم رضی اللہ عنہا

رسول کریم ﷺ کی تیسری صاحبزادی ہیں۔ دوسری اولاد کی طرح آپ ﷺ ان کے ساتھ نہایت ہی محبت اور شفقت کے ساتھ پیش آتے۔ ان کی بڑی بہن حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد ۳ ہجری ربیع الاول میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا نکاح ہوا۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں چھ سال تک زندہ رہیں شعبان ۹ ہجری میں تقریباً ۲۸ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ امّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات پر دیر تک رسولِ محترم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری رہے۔ آپ ﷺ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے ان کو قبر میں اتارا۔ رسولِ کریم ﷺ نہایت ہی آزردہ طبیعت کے ساتھ ان کی قبر پر مٹی ڈالتے رہے۔
امّ کلثوم رضی اللہ عنہا کے ہاں کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

رسولِ محترم ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں۔ سب سے چھوٹا ہونے اور بالخصوص جب فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تینوں بہنیں یکے بعد دیگرے فوت ہوگئیں، تو رسول ﷺ ان کے ساتھ بہت ہی زیادہ محبت فرمانے لگے۔ ساڑھے پندرہ سال کی عمر میں مدینہ پہنچنے کے دوسرے سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا عقد ہوا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنی دوسری بہنوں کی طرح عادات و خصائل کے اعتبار سے اپنے والد گرامی ﷺ کی ہر ادا اور سنت کو اپنانا اپنے لیے دنیا و آخرت کی سعادت کا خزینہ سمجھتی تھیں۔
رسولِ محترم ﷺ نے جن چار عورتوں کو سب سے ممتاز قرار دیا ہے، ان میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اسمِ گرامی بھی شامل ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے رسول گرامی ﷺ کی وفات کے چھ مہینے بعد، انتیس سال کی عمر میں اس دنیائے فانی سے کوچ کیا، آپ ﷺ کے ہاں تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں۔ محسن اور زینب رضی اللہ عنہما بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کا سلسلۂ نسب جاری رہا۔
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، شکل وصورت اور چال ڈھال کے حوالے سے رسولِ معظم ﷺ کا عکس دکھائی دیتی تھی۔ حتیٰ کہ لب ولہجہ اور مسکراتے وقت بھی اپنے عظیم باپ کے انداز کو اختیار کیا کرتی تھیں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ

ابو محمد کنیت۔ والدِ گرامی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت حسن کے چہرہ مبارک کے خدوخال اپنے نانا محترم رسولِ معظم ﷺ کے چہرۂ پرانوار کے ساتھ غیر معمولی مشابہ تھے۔ گویا کہ حسن وجمال کے اعتبار سے سرورِ گرامی ﷺ کا عکس تصور ہوتے تھے۔ رسولِ کریم ﷺ ان کے ساتھ انتہائی پیار اور شفقت فرمایا کرتے تھے۔ جناب حسن رضی اللہ عنہ طبعی اور فطری طور پر اختلافات اور باہمی جنگ وجدل سے غیر معمولی طور پر اجتناب کرنے والے تھے۔ حالات کی مجبوری کی وجہ سے جب سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف جنگ جمل میں نبرد آزما ہونے کے لیے منصوبہ بندی کر رہے تھے، تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے والدِ گرامی کی خدمت میں عرض کیا، کہ ہمیں لڑنے کی بجائے واپس پلٹ جانا چاہیے۔ (حوالہ اخبار الطّوال)

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی زمام کار سنبھالی، تو انہوں نے سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔ اور نہایت خوشی اور فراخ دلی کے ساتھ ان کی خلافت کو تسلیم کیا۔ اور بڑے حوصلے کے ساتھ اپنے ساتھیوں کی زبان درازی کو برداشت فرمایا۔ اس طرح ان کے نانائے گرامی، سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان حرف بہ حرف پورا ہوا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ان کی ایک ناعاقبت اندیش بیوی نے زہر دیا، جس کی وجہ سے ۵۰ ہجری ربیع الاول ۴۸ سال کی عمر میں اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ان کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلو میں مدینہ میں سپرد خاک کیا گیا۔

حضرت حسین بن حضرت علی رضی اللہ عنہما

ابوعبداللہ کنیت۔ والدۂ محترمہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۴ ہجری شعبان میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے بڑے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرح نہایت ہی خوب رو، حسن و جمال کے پیکر، بچپن ہی سے ان کا چہرۂ مبارک جلال اور جمال کا بے مثال امتزاج رکھتا تھا۔ اور چہرے کے نقش ونگار اپنے عظیم نانا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ گرامی کا عکس پیش کرتے تھے۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس چھوٹے نواسے کے ساتھ بے حد وحساب شفقت و پیار کیا کرتے تھے۔ ان کی بچگانہ شوخیاں دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت خوش ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ میری زندگی کے مہکتے ہوئے دو پھول ہیں، جن کی خوشبو سے میرے دل کو سرور اور ان کو دیکھنے سے میری آنکھوں کو سکون ملتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نواسوں کو کبھی کندھوں پر اٹھایا کرتے اور کبھی سینہ پرانوار سے چمٹا کر پیار کرتے۔ اور بسا اوقات یہ ننھے منے خطبۂ جمعہ اور نماز کے دوران اچھلتے کودتے ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لپٹ جاتے۔ حسن رضی اللہ عنہ حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے عظیم اور رحیم نانا کے ساتھ غیر معمولی پیار تھا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جب یزید مملکتِ اسلامیہ کا فرماں روا بنا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کوفے والوں کے بار بار اصرار کی بنا پر یزید کے خلاف خروج کا اعلان کیا۔ اور کربلا کے مقام پر یزید کے گورنر عبیداللہ بن زیاد کی فوج کے ساتھ ٹکراؤ ہوا۔ سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے تصادم سے بچنے کے لئے تین شرائط پیش فرمائی۔

لیکن عبداللہ بن زیاد فوری بیعت پر اصرار کرتا رہا۔ جس کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی غیرت نے گوارا نہ کیا۔ بالآخر انہوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جامِ شہادت نوش فرمایا۔ شہادت کے وقت ان کی عمر مبارک اڑسٹھ (۶۸) سال تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ حضرت ابن جعفر رضی اللہ عنہ

یہ تینوں حضرات عمر میں چھوٹے تھے اور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت داری ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ان کا اکثر آنا جانا تھا۔ جس کی وجہ سے محدثین کرام نے ان کو بھی اہل بیت کے باب میں ذکر کیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ خصوصی شفقت فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ چھوٹا ہونے کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چچازاد بھائی اور آپ کی زوجہ مکرمہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھانجے تھے۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ آپ کے چچازاد بھائی اور ان کے بیٹے آپ کے بھتیجے لگتے تھے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے بیٹے عبداللہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم باپ جیسی محبت فرمایا کرتے تھے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ بولا بیٹا قرار دیا تھا۔ لوگ ان کو زید بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے تاآنکہ قرآن مجید نے اس بات سے منع فرماتے ہوئے حکم دیا کہ لوگوں کو ان کے اصل باپ کے نام سے پکارا کرو۔ جناب زید رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے بیٹا قرار دیا تھا۔ کہ جب یہ بکتے بکاتے مکہ آئے اور ان کے چچا ان کو واپس لینے کے لیے آئے تو انہوں نے اپنے والدین پر رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقدم جانا تھا۔ اور آپ کی محبت پر اپنے والدین کی محبت کو قربان کیا تھا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے جس کی وجہ سے آپ ان کے ساتھ خاص الخاص شفقت فرمایا کرتے تھے۔ اور اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں ان کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنایا جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی شامل کیا تھا۔

الفصل الاوّل

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ نَدْعُ اَبْنَاءَ نَا وَاَبْنَاءَ كُمْ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلِيًّا وَّفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِیْ (رواه مسلم) 1-2575

پہلی فصل

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اس آیت کا نزول ہوا۔ "ہم اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ.........." تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور دعا کی۔ یا اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم غَدَاةً وَّعَلَيْهِ مِرْطٌ مُّرَحَّلٌ مِّنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ فَاَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ رضی اللہ عنہ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ فَاَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (رواه مسلم) 2-2576

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ ایک صبح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ بالوں کی بنی ہوئی نقش و نگار والی چادر اوڑھے نکلے۔ تو حسن رضی اللہ عنہ آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی چادر میں لے لیا۔ پھر حسین رضی اللہ عنہ آئے وہ بھی حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ چادر میں آ گئے۔ پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، تو آپ نے اسے بھی چادر میں لے لیا۔ پھر علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو ان کو بھی اپنی چادر میں لے لیا اور فرمایا، اے اہل بیت اللہ یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کرے اور تمہیں اچھی طرح پاک کردے۔ (مسلم)

عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ اِبْرَاهِيْمُ قَالَ

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم کی وفات پر

رَسُوْلُ اللّٰـهِ ﷺ اِنَّ لَـهٗ مُرْضِعًا فِی الْجَنَّةِ (رواه البخاری) 3-2577

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلاشبہ اس کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی ہے۔(بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کُنَّا اَزْوَاجَ النَّبِیِّ ﷺ عِنْدَهٗ فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا مَاتَخْفٰی مِشْیَتُهَا مِنْ مِشْیَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَاٰهُ قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِیْ ثُمَّ اَجْلَسَهَا ثُمَّ سَارَّهَا فَبَکَتْ بُکَاءً شَدِیْدًا فَلَمَّا رَاٰی حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِیَةَ فَاِذَا هِیَ تَضْحَکُ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاَلْتُهَا عَمَّا سَارَّکِ قَالَتْ مَاکُنْتُ لِاُفْشِیَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِرَّهٗ فَلَمَّا تُوُفِّیَ قُلْتُ عَزَمْتُ عَلَیْکِ بِمَا لِیْ عَلَیْکِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا اَخْبَرْتِنِیْ قَالَتْ اَمَّا الْاٰنَ فَنَعَمْ اَمَّا حِیْنَ سَارَّنِیْ فِی الْاَمْرِ الْاَوَّلِ فَاِنَّهٗ اَخْبَرَنِیْ اَنَّ جِبْرَئِیْلَ کَانَ یُعَارِضُنِی الْقُرْاٰنَ کُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَاِنَّهٗ عَارَضَنِیْ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَیْنِ وَلَا اُرَی الْاَجَلَ اِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِی اللّٰهَ وَاصْبِرِیْ فَاِنِّیْ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَکِ فَبَکَیْتُ فَلَمَّا رَاٰی جَزَعِیْ سَارَّنِی الثَّانِیَةَ قَالَ یَا فَاطِمَةُ اَلَا تَرْضَیْنَ اَنْ تَکُوْنِیْ سَیِّدَةَ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَوْنِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ.

وَفِیْ رِوَایَةٍ فَسَارَّنِیْ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ یُقْبَضُ فِیْ وَجَعِهٖ فَبَکَیْتُ ثُمَّ سَارَّنِیْ فَاَخْبَرَنِیْ اَنِّیْ اَوَّلُ اَهْلِ بَیْتِهٖ اَتْبَعُهٗ فَضَحِکْتُ (متفق علیه) 4-2578

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم ازواج نبی رضی اللہ عنہن آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں۔ ان کی چال رسول اکرم ﷺ کی چال کے مشابہ تھی۔ جب آپ نے ان کو دیکھا تو فرمایا، میں اپنی بیٹی کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ آپ نے ان کو بٹھایا۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے کوئی راز کی بات کی تو وہ زور سے رونے لگیں۔ جب آپ نے ان کا حزن وملال دیکھا، تو دوبارہ سرگوشی کی، تو فاطمہ ہنسنے لگیں۔ پھر جب رسول کریم ﷺ اُٹھ کر چلے گئے، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے دریافت فرمایا، کہ رسول محترم ﷺ نے تجھ سے کیا راز بات کی کہی؟ تو انہوں نے جواب دیا، میں رسول اللہ ﷺ کا راز ظاہر نہ کروں گی۔ پھر جب رسول اکرم ﷺ کی وفات ہوگئی تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا، میں تجھے اس حق (کہ میں تمہاری ماں ہوں) کا واسطہ دیتی ہوں، جو میرا تجھ پر ہے، کہ اب مجھے بتادے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہ نے کہا، ہاں اب بتاؤں گی۔ جب آپ نے پہلی بار مجھ سے سرگوشی کی، تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے مطلع کیا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے ساتھ سال میں ایک بار قرآن کا دور کیا کرتے تھے، لیکن اس سال انہوں نے دو بار دور کیا ہے۔ اور میں محسوس کرتا ہوں کہ میری موت کا وقت قریب آگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور صبر کرنا۔ میں تیرے لیے بہترین آگے جانے والا ثابت ہوں گا۔ اس پر میں رونے لگی۔ جب آپ ﷺ نے مجھے غمگین پایا، تو آپ نے دوسری بار سرگوشی کی اور فرمایا' فاطمہ! کیا تو اس بات پر خوش نہیں، کہ تو تمام جنتی یا اھل ایمان عورتوں کی سردار ہوگی۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے سرگوشی میں یہ راز کی بات

مجھے بتائی، کہ آپ اس مرض میں وفات پا جائیں گے۔ تو میں رونے لگی۔ پھر آپ نے سرگوشی کی کہ آپ کے اہل بیت میں سب سے پہلے آپ ﷺ کے پیچھے آنے والی میں ہوں گی، تو میں ہنسنے لگی۔ (بخاری ومسلم)

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ فَاطِمَۃُ بَضْعَۃٌ مِنِّیْ فَمَنْ اَغْضَبَھَا اَغْضَبَنِیْ.
وَفِیْ رِوَایَۃٍ یُرِیْبُنِیْ مَا اَرَابَھَا وَیُؤْذِیْنِیْ مَا اٰذَاھَا (متفق علیہ) 5-2579

حضرت مسور بن مخرمہ ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا، فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ جس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ دوسری روایت ہے، جس بات سے اسے رنج پہنچتا ہے وہ مجھے رنجیدہ کر دیتی ہے۔ جو چیز اسے اذیت دیتی ہے وہ میرے لیے بھی باعث اذیت ہے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ ﷺ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمًا فِیْنَا خَطِیْبًا بِمَاءٍ یُدْعٰی خُمًّا بَیْنَ مَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃِ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ وَوَعَظَ وَذَکَّرَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ یُوْشِکُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ رَسُوْلُ رَبِّیْ فَاُجِیْبَ وَاَنَا تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ اَوَّلُھُمَا کِتَابُ اللّٰہِ فِیْہِ الْھُدٰی وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَاسْتَمْسِکُوْا بِہٖ فَحَثَّ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ وَرَغَّبَ فِیْہِ ثُمَّ قَالَ وَاَھْلُ بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ.
وَفِیْ رِوَایَۃٍ کِتَابُ اللّٰہِ ھُوَ حَبْلُ اللّٰہِ مَنِ اتَّبَعَہٗ کَانَ عَلَی الْھُدٰی وَمَنْ تَرَکَہٗ کَانَ عَلَی الضَّلٰلَۃِ (رواہ مسلم) 6-2580

حضرت زید بن ارقم ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دینے کے لیے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان خم نامی پانی کے چشمے پر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور وعظ ونصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ لوگو! آگاہ رہو۔ یہ حقیقت ہے کہ میں ایک بشر ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ جلدی میرے رب کا فرستادہ میرے پاس آئے اور میں اس کو قبول کرلوں۔ اور میں تم میں دو چیزیں چھوڑنے والا ہوں ان میں سے پہلی چیز اللہ کی کتاب ہے۔ اس میں ہدایت اور نور ہے۔ تم اللہ کی کتاب کو تھام لو اور اس پر مضبوطی سے عمل کرو۔ چنانچہ آپ نے کتاب اللہ کی حفاظت پر زور دیا اور اس کی رغبت دلائی۔ پھر فرمایا، دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ کتاب اللہ، اللہ کی رسی ہے، جو اس پر چلے گا وہ ہدایت پر رہے گا۔ اور جو اسے چھوڑ دے گا وہ گمراہ ہو جائے گا۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّہٗ اِذَا سَلَّمَ عَلَی ابْنِ جَعْفَرَ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ ذِی الْجَنَاحَیْنِ (رواہ البخاری) 7-2581

حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ فرماتے ہیں، کہ جب بھی وہ ابن جعفر رضی اللہ عنہما کو سلام کرتے تو کہتے: ذوالجناحین کے بیٹے! تجھ پر سلام۔ (بخاری)

عَنِ الْبَرَآءِ ﷺ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ﷺ عَلٰى عَاتِقِهٖ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ (متفق علیه) 8-2582

حضرت براء ﷺ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر سوار دیکھا اور آپ نے یہ دعا مانگی، اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اسے محبوب فرما۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ طَآئِفَةٍ مِّنَ النَّهَارِ حَتّٰى اَتٰى خِبَاءَ فَاطِمَةَ فَقَالَ اَثَمَّ لُكَعُ اَثَمَّ لُكَعُ يَعْنِیْ حَسَنًا فَلَمْ يَلْبَثْ اَنْ جَاءَ يَسْعٰى حَتّٰى اعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهٗ (متفق علیه) 9-2583

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں دن کے کسی وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر نکلا یہاں تک کہ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے۔ فرمایا یہاں چھوٹا بچہ ہے؟ یعنی حضرت حسن۔ ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ وہ فوراً دوڑتے ہوئے آگئے۔ پھر ان میں سے ہر ایک اپنے صاحب کے گلے ملا۔ اور دونوں یعنی نبی کریم ﷺ اور حسن ﷺ گلے ملتے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے ہمارے پروردگار! بلاشبہ میں اسے محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ اور جو لوگ اس سے محبت کریں تو بھی ان سے محبت فرمانا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ ﷺ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ﷺ اِلٰى جَنْبِهٖ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَّعَلَيْهِ اُخْرٰى وَيَقُوْلُ اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (رواہ البخاری) 10-2584

حضرت ابوبکرہ ﷺ بیان کرتے ہیں، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ افروز تھے اور حضرت حسن بن علی ﷺ ان کے پہلو میں ہیں۔ کبھی آپ لوگوں کی طرف رخ فرماتے اور کبھی حسن ﷺ کی طرف۔ اور فرمایا، میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ نُعْمٍ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سَاَلَهٗ رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ شُعْبَةُ اَحْسِبُهٗ يَقْتُلُ الذُّبَابَ قَالَ اَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْاَلُوْنِیْ عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ هُمَا رَيْحَانَیَّ مِنَ الدُّنْيَا. (رواہ البخاری) 11-2585

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی نعم ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ اس نے سنا، جب ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے محرم کے بارے میں دریافت کیا حضرت شعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے اس نے پوچھا تھا کہ کیا وہ مکھی مار سکتا ہے؟ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ اہل عراق مجھ سے مکھی کے مارنے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، حالانکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے جگر گوشے کو

شہید کر دیا اور رسول اکرم ﷺ نے ان دونوں نواسوں کے بارے میں فرمایا تھا دنیا میں یہ دونوں میرے پھول ہیں۔ (بخاری)

عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ اَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ﷺ وَقَالَ فِي الْحُسَيْنِ ﷺ اَيْضًا كَانَ اَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (رواه البخاری) 2586-12

حضرت انس ﷺ کا بیان ہے کہ حضرت حسن بن علی ﷺ سے زیادہ اور کوئی شخص نبی کریم ﷺ سے مشابہت نہیں رکھتا تھا۔ اس طرح حضرت حسین ﷺ کے بارے میں فرمایا کہ وہ بھی رسول اللہ ﷺ سے مشابہت رکھتے ہیں۔ (البخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ ضَمَّنِيَ النَّبِيُّ ﷺ اِلٰى صَدْرِهٖ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ.
وَفِيْ رِوَايَةٍ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ (رواه البخاری) 2587-13

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا، کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنے سینے سے چمٹاتے ہوئے یہ دعا فرمائی، یا اللہ! اسے دین کی حکمت کا علم عطا فرما۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ کتاب اللہ کا علم عطا فرما۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ الْخَلَاءَ فَوَضَعْتُ لَهٗ وَضُوْءً فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ مَنْ وَضَعَ هٰذَا فَاُخْبِرَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ (متفق علیه) 2588-14

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں، کہ نبی محترم ﷺ بیت الخلا میں گئے، تو میں نے ان کے لیے وضو کا پانی رکھ دیا۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو فرمایا، یہ کس نے رکھا ہے؟ جب آپ کو بتلایا گیا تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی، بار الٰہا! اسے دین کی سوجھ بوجھ عطا فرما۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ يَاْخُذُهٗ وَالْحَسَنَ ﷺ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَحِبَّهُمَا فَاِنِّيْ اُحِبُّهُمَا.
وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْخُذُنِيْ فَيُقْعِدُنِيْ عَلٰى فَخِذِهٖ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلٰى فَخِذِهِ الْاُخْرٰى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَاِنِّيْ اَرْحَمُهُمَا (رواه البخاری) 2589-15

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں، کہ آپ اسے اور حضرت حسن ﷺ کو اٹھاتے اور فرماتے۔ اے ہمارے اللہ! ان دونوں کو محبوب فرما! بے شک مجھے یہ دونوں محبوب ہیں۔ ایک روایت میں بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ مجھے پکڑتے اور اپنی ران پر بٹھاتے۔ اور حضرت حسن بن علی ﷺ کو پکڑتے اور اسے دوسری ران پر بٹھاتے پھر دونوں کو (سینے سے) ملاتے ہوئے دعا کرتے۔ یا اللہ! ان دونوں پر رحم فرما بے شک میں ان دونوں پر شفقت کرتا ہوں۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِيْ اِمَارَتِهٖ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر تیار کیا اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اس کا امیر مقرر فرمایا۔ بعض لوگ ان کی امارت پر

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمَارَتِهٖ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ اِمَارَةِ اَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَاَيْمُ اللّٰهِ اِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْاِمَارَةِ وَاِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ بَعْدَهٗ (متفق عليه) (وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ نَحْوَهٗ وَفِيْ اٰخِرِهٖ اُوْصِيْكُمْ بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ صَالِحِيْكُمْ). 16-2590

معترض ہوئے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم ان کی امارت پر اعتراض کرتے ہو، جبکہ تم اس سے قبل اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کر چکے ہو۔ اللہ کی قسم! بلاشبہ وہ امارت کے لائق تھا۔ بلا شک وشبہ زید مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھا اور اس کے بعد یہ اسامہ مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے۔ (بخاری ومسلم) (اور مسلم کی ایک روایت میں اسی طرح ہے اور اس کے آخر میں ہے میں تم کو اسامہ بن زید کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ وہ تمہارے نیک لوگوں میں سے ہے)

وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ ؓ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ مَا كُنَّا نَدْعُوْهُ اِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ (الاحزاب ٣٣۔٥) (متفق عليه) 16-2591

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ ہی بیان کرتے، کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ ؓ کو ہم لوگ زید بن محمد کہہ کر ہی پکارا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ قرآن میں یہ حکم نازل ہوا کہ ”تم لوگوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارا کرو۔ (احزاب ٣٣۔٥)“ (بخاری ومسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ ؓ قَالَ صَلّٰى اَبُوْبَكْرٍ ؓ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِيْ وَمَعَهٗ عَلِيٌّ ؓ فَرَاَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَحَمَلَهٗ عَلٰى عَاتِقِهٖ قَالَ بِاَبِيْ شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ شَبِيْهًا بِعَلِيٍّ ؓ وَعَلِيٌّ ؓ يَضْحَكُ (رواه البخاري) 17-2592

حضرت عقبہ بن حارث ؓ بیان کرتے ہیں، کہ حضرت ابوبکر ؓ نے عصر کی نماز پڑھی اور حضرت علی ؓ کے ساتھ چلتے ہوئے باہر آئے۔ انہوں نے حضرت حسن ؓ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا۔ حضرت ابو بکر ؓ نے حسن ؓ کو اپنے کندھوں پر اٹھالیا اور فرمایا، میرا باپ تم پر قربان! تمہاری مشابہت نبی کریم ﷺ سے ہے، علی سے نہیں۔ اور حضرت علی ؓ ہنس رہے تھے۔ (بخاری)

عَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ اُتِيَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَاْسِ الْحُسَيْنِ فَجُعِلَ فِيْ طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِيْ حُسْنِهٖ شَيْئًا قَالَ اَنَسٌ ؓ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ كَانَ اَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ مَخْضُوْبًا بِالْوَسْمَةِ (رواه البخاري) 19-2593

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں۔ عبیداللہ بن زیاد کے پاس حسین کا سر ایک برتن میں رکھ کر لایا گیا۔ تو ابن زیاد نے چھڑی لگاتے ہوئے ان کے حُسن کے بارے میں تعریفی کلمات کہے۔ انس ؓ کہتے ہیں: میں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ شخص تمام لوگوں سے زیادہ نبی گرامی ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے۔ حضرت حسین ؓ کے بال خضاب کے ساتھ رنگے ہوئے تھے۔ (بخاری)

بَابُ مَنَاقِبِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مناقب ازواج النبی رضی اللہ عنہن

الفصل الاول

عَنْ عَلِیٍّ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ خَیْرُ نِسَائِھَا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَیْرُ نِسَائِھَا خَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ(متفق علیه). وَفِیْ رِوَایَۃٍقَالَ اَبُوْ کُرَیْبٍ وَاَشَارَ وَکِیْعٌ اِلَی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ. 2594-1

پہلی فصل

حضرت علی ؓ نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا، حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام اپنے زمانے کی سب عورتوں سے بہتر تھیں اور حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا اپنے دور کی عورتوں میں سب سے بہتر ہیں۔ (بخاری ومسلم) ایک روایت میں ہے کہ ابو کریب کہتے ہیں حضرت وکیع نے آسمان وزمین کی طرف اشارہ کیا۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ اَتٰی جِبْرَئِیْلُ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذِہٖ خَدِیْجَۃُ قَدْ اَتَتْ مَعَھَا اِنَاءٌ فِیْہِ اِدَامٌ اَوْ طَعَامٌ فَاِذَا اَتَتْکَ فَاَقْرَأْ عَلَیْھَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّھَا وَمِنِّیْ وَبَشِّرْھَا بِبَیْتٍ فِی الْجَنَّۃِ مِنْ قَصَبٍ لَاصَخَبَ فِیْہِ وَلَا نَصَبَ (متفق علیه)2595-2

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور کہا، یا رسول اللہ ﷺ! حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تشریف لا رہی ہیں۔ ان کے پاس ایک برتن ہے جس میں سالن، یا کھانا، ہے جب وہ آپ کے پاس پہنچیں تو انہیں ان کے رب اور میری طرف سے سلام کہیے۔ اور انہیں جنت میں ایسے گھر کی بشارت دیجیے، جس میں کوئی شور شرابہ نہ ہوگا اور نہ وہاں مشقت اٹھانی پڑے گی۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ مَاغِرْتُ عَلٰی اَحَدٍ مِنْ نِّسَاءِ النَّبِیِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلٰی خَدِیْجَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَاوَمَا رَاَیْتُھَا وَلٰکِنْ کَانَ یُکْثِرُ ذِکْرَھَا وَرُبَّمَاذَبَحَ الشَّاۃَ ثُمَّ یُقَطِّعُھَا اَعْضَاءً ثُمَّ یَبْعَثُھَا فِیْ صَدَائِقِ خَدِیْجَۃَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَہٗ کَاَنَّہٗ لَمْ تَکُنْ فِی الدُّنْیَا امْرَاَۃٌ اِلَّا خَدِیْجَۃَ فَیَقُوْلُ اِنَّھَا کَانَتْ وَکَانَتْ وَکَانَ لِیْ مِنْھَا وَلَدٌ(متفق علیه)2596-3

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں سے کسی بیوی پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ رشک نہیں آیا۔ حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہیں تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ اکثر ان کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔ بعض دفعہ آپ ﷺ بکری ذبح کر کے اس کا گوشت بنا کر، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو ہدیۃً بھیجتے۔ بعض دفعہ میں آپ سے عرض کرتی، گویا دنیا میں خدیجہ کے علاوہ کوئی عورت ہی نہیں۔ اس پر آپ ﷺ فرماتے: وہ ایسی تھیں اور ایسی تھیں (یعنی ان کے اوصاف اور وفاؤں کا تذکرہ فرماتے) اور فرماتے کہ میری اس سے اولاد ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ اَنَّ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَاعَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا ھٰذَا جِبْرَئِیْلُ یُقْرِئُکِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَیْہِ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ قَالَتْ وَھُوَیَرٰی مَالَا اَرٰی (متفق علیه) 4-2597

حضرت ابوسلمہ ؓ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول محترم ﷺ مجھے فرمایا: یاعائشہ! یہ جبریل علیہ السلام ہیں۔ وہ تمہیں سلام پیش کررہے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا ''جبریل پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت ہو''۔ انہوں نے بتایا، آپ جو کچھ دیکھ رہے تھے وہ میں تو نہیں دیکھ سکتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اُرِیْتُکِ فِیْ الْمَنَامِ ثَلٰثَ لَیَالٍ یَجِیْئُ بِکِ الْمَلَکُ فِیْ سَرَقَۃٍ مِّنْ حَرِیْرٍ فَقَالَ لِیْ ھٰذِہٖ اِمْرَاَتُکَ فَکَشَفْتُ عَنْ وَجْھِکِ الثَّوْبَ فَاِذَا اَنْتِ ھِیَ فَقُلْتُ اِنْ یَّکُنْ ھٰذَا مِنْ عِنْدِاللّٰہِ یُمْضِہٖ (متفق علیه) 5-2598

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا کہ تین راتیں تم مجھے خواب میں دکھائی گئی۔ فرشتہ ریشم کے ٹکڑے میں لپیٹ کر تیری تصویر لاتا رہا۔ اور اس نے مجھے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کی بیوی ہے۔ پھر جب میں نے تیرے چہرے سے نقاب اٹھایا تو یہ تو تھی۔ پس میں نے سوچا اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو وہ اسے مجھے ملا دے گا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْھَا قَالَتْ اِنَّ النَّاسَ کَانُوْا یَتَحَرَّوْنَ بِھَدَایَاھُمْ یَوْمَ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا یَبْتَغُوْنَ بِذَالِکَ مَرْضَاۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَقَالَتْ اِنَّ نِسَاءَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ کُنَّ حِزْبَیْنِ فَحِزْبٌ فِیْہِ عَائِشَۃُ وَحَفْصَۃُ وَصَفِیَّۃُ وَسَوْدَۃُ وَالْحِزْبُ الْاٰخَرُ اُمُّ سَلَمَۃَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَکَلَّمَ حِزْبُ اُمِّ سَلَمَۃَ فَقُلْنَ لَھَا کَلِّمِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یُکَلِّمُ النَّاسَ فَیَقُوْلُ مَنْ اَرَادَاَنْ یُّھْدِیَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَلْیُھْدِہٖ اِلَیْہِ حَیْثُ کَانَ فَکَلَّمَتْہُ فَقَالَ لَھَا لَا تُوْذِیْنِیْ فِیْ عَائِشَۃَ فَاِنَّ الْوَحْیَ لَمْ یَاْتِنِیْ وَاَنَا فِیْ ثَوْبِ امْرَاَۃٍ اِلَّا عَائِشَۃَ قَالَتْ اَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ مِنْ اَذَاکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ثُمَّ اِنَّھُنَّ دَعَوْنَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں کہ لوگ عائشہ کی باری کے دن ہدیے وغیرہ بھیجنے کا زیادہ خیال کرتے تھے۔ اس طرح وہ رسول اللہ ﷺ کی خوشی چاہتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویاں دو حصّوں میں تھیں۔ ایک طرف عائشہ، حفصہ، صفیہ، اور سودۃ تھیں اور دوسری جانب ام سلمہ اور باقی ازواج رضی اللہ عنہن تھیں۔ امّ سلمہ کی ہم خیال ازواج نے ان سے کہا، کہ تم رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کرو، کہ جو لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا چاہیں، ان کو ہدایت فرمائیں کہ آپ ﷺ جہاں بھی ہوں، وہ آپ کی جانب ہدیہ بھیج دیا کریں۔ چنانچہ امّ سلمہ نے آپ ﷺ سے گفتگو فرمائی تو آپ ﷺ نے اسے جواب دیا، مجھے عائشہ کے بارے تکلیف مت پہنچاؤ! عائشہ کے علاوہ

فَاطِمَةَ فَاَرْسَلْنَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ اَلَا تُحِبِّيْنَ مَا اُحِبُّ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَاَحِبِّیْ هٰذِهٖ(متفق عليه)6-2599

اور کسی کی بیوی کے بستر پر مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی۔ اس نے کہا' یا رسول اللہ! آپ ﷺ کو ایذا رسانی پر میں اللہ تعالیٰ کے حضور معافی مانگتی ہوں۔ پھر انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ انہوں نے آپ سے بات کی تو آپ نے فرمایا۔ بیٹا! کیا تمہیں اس سے محبت نہیں، جس سے میں محبت کرتا ہوں؟ انہوں نے فرمایا کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تم عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کیا کرو۔ (بخاری ومسلم)

خلاصۂ باب

۱۔ حضرت مریمؑ اپنے دور میں اور حضرت خدیجہؓ اپنے زمانے میں تمام عورتوں سے افضل تھیں

۲۔ حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہؓ کو جبریل امینؑ نے سلام پیش کیا۔

۳۔ فوت شدہ بیوی کا ذکر خیر اور مرحومہ کی خدمات کا اعتراف کرنا سنت ہے۔

بَابُ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ

باب جامع المناقب

الفصل الاوّل

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَانَّ فِيْ يَدِيْ سَرَقَةً مِّنْ حَرِيْرٍ لَاأَهْوِيْ بِهَا اِلٰى مَكَانٍ فِيْ الْجَنَّةِ اِلَّا طَارَتْ بِيْ اِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اِنَّ اَخَاكِ رَجُلٌ صَالِحٌ اَوْ اِنَّ عَبْدَاللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ (متفق عليه) 1-2600

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں نے خواب میں دیکھا' کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا ٹکڑا ہے۔ جنت میں جس جگہ جانے کی خواہش کرتا ہوں یہ اڑا کر مجھے وہاں پہنچا دیتا ہے۔ میں نے اس خواب کا ذکر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کیا' تو انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے بیان کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا، بلاشبہ تمہارا بھائی صالح انسان ہے۔ یا بلاشبہ عبداللہ ؓ نیک آدمی ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ حُذَيْفَةَ ؓ قَالَ اِنَّ اَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَّ سَمْتًا وَهَدْيًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَابْنُ اُمِّ عَبْدٍ مِنْ حِيْنَ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ اِلٰى اَنْ يَّرْجِعَ اِلَيْهِ لَا نَدْرِيْ مَا يَصْنَعُ فِيْ اَهْلِهٖ اِذَا خَلَا (رواه البخاری) 2-2601

حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں' کہ اخلاق، سیرت اور نیکی کے لحاظ سے' سب انسانوں سے زیادہ رسول کریم ﷺ سے مشابہ' عبداللہ بن مسعود ؓ ہیں۔ ان کی یہ کیفیت گھر سے نکلنے سے لے کر اپنے گھر لوٹنے تک رہتی ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ جب وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ تنہا ہوتے ہیں' تو کیا کرتے تھے۔

وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ ؓ قَالَ قَدِمْتُ اَنَا وَاَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَثْنَا حِيْنًا مَّا نَرٰى اِلَّا اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ لِمَا نَرٰى مِنْ دُخُوْلِهٖ وَدُخُوْلِ اُمِّهٖ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (متفق عليه) 3-2602

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں' کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے۔ ہم مدینہ میں قیام کے دوران ایک عرصہ تک یہی سمجھتے رہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نبی کریم ﷺ کے اہل بیت ہیں۔ کیونکہ ہم عبداللہ بن مسعود ؓ اور ان کی والدہ کو اکثر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دیکھا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اسْتَقْرِءُ وْالْقُرْآنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِّنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَسَالِمٍ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَاُبَيِّ بْنِ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا، قرآن مجید چار اشخاص سے پڑھا کرو' حضرت عبداللہ بن مسعود (۲) سالم مولیٰ ابی حذیفہ

كَعْبٍ وَ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ (متفق عليه)4-2603

(۳) ابی بن کعب (۴) معاذ بن جبل ﷺ۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَلْقَمَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ قَدِمْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْلِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَاَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ اِلَيْهِمْ فَاِذَا شَيْخٌ قَدْجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ اِلٰى جَنْبِيْ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا اَبُو الدَّرْدَاءِ قُلْتُ اِنِّيْ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّيَسِّرَلِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسَّرَكَ لِيْ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ قُلْتُ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ اَوَلَيْسَ عِنْدَكُمْ بْنُ اُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ وَفِيْكُمُ الَّذِيْ اَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطٰنِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ يَعْنِيْ عَمَّارًا اَوَلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُهٗ غَيْرُهٗ يَعْنِيْ حُذَيْفَةَ (رواه البخاری)5-2604

حضرت علقمہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' کہ جب میں شام پہنچا تو میں نے دو رکعت نماز ادا کر کے دعا مانگی: اے اللہ! مجھے کسی صالح مرد کی صحبت عطا فرما۔ اس کے بعد میں لوگوں کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ تو ایک بزرگ میرے پہلو میں آ کر تشریف فرما ہوئے۔ میں نے پوچھا یہ بزرگ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت ابو درداء ﷺ ہیں۔ میں نے بتایا، میں نے کسی مرد صالح کی صحبت کی اللہ سے دعا کی تھی۔ چنانچہ مجھے آپ کی صحبت اللہ تعالیٰ نے میسر فرما دی۔ حضرت ابو درداء ﷺ نے پوچھا، آپ کون ہیں؟ میں نے بتایا میں اہل کوفہ سے ہوں۔ انہوں نے فرمایا، کیا تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ کا جوتا، تکیہ اور وضو کا برتن اٹھانے والے یعنی عبد اللہ بن مسعود ﷺ نہیں ہیں؟ اور کیا تم میں وہ شخصیت نہیں جس کو اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے شیطان سے اللہ کی پناہ میں دیا تھا۔ یعنی حضرت عمار بن یاسر ﷺ؟ اور کیا تم میں راز دان رسول ﷺ نہیں جس کے علاوہ وہ راز کسی کو معلوم نہیں' یعنی حضرت حذیفہ بن یمان ﷺ۔ (بخاری)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَرَاَيْتُ امْرَاَةَ اَبِيْ طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ خَشْخَشَةً اَمَامِيْ فَاِذَا بِلَالٌ. (رواه مسلم) 6-2605

حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں' کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، مجھے جنت دکھائی گئی' تو میں نے ابو طلحہ ﷺ کی بیوی کو دیکھا۔ اور میں نے اپنے آگے پاؤں کی آہٹ سنی تو وہ بلال ﷺ تھے۔ (مسلم)

وَعَنْ سَعْدٍ ﷺ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سِتَّةَ نَفَرٍ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اطْرُدْ هٰؤُلَاءِ لَا يَجْتَرِؤُوْنَ عَلَيْنَا قَالَ وَكُنْتُ اَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَجُلٌ مِّنْ هُذَيْلٍ وَبِلَالٌ وَرَجُلَانِ لَسْتُ اُسَمِّيْهِمَا فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقَعَ فَحَدَّثَ نَفْسَهٗ

حضرت سعد ﷺ بیان کرتے ہیں' کہ ہم نبی کریم ﷺ کی معیت میں چھ آدمی تھے۔ مشرکین مکہ نے نبی اکرم ﷺ سے مطالبہ کیا' کہ ان آدمیوں کو دور کر دو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہم پر جرأت کریں۔ حضرت سعد ﷺ نے بتایا، میرے علاوہ حضرت ابن مسعود اور قبیلہ ہذیل کا ایک شخص، بلال اور دو مزید شخص تھے' میں ان کے نام نہیں لے رہا۔ رسول معظم

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (رواه مسلم) 7-2606

ﷺ کے دل میں، جس قدر اللہ تعالیٰ نے چاہا، ان کو اپنے سے دور رکھنے کا خیال پیدا ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت نازل کر دی۔ ان لوگوں کو اپنے سے مت دور کیجیے جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی کے خواہاں ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لَهٗ يَا اَبَا مُوْسٰی لَقَدْ اُعْطِيْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَزَامِيْرِ اٰلِ دَاوُدَ (متفق عليه) 8-2607

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو نبی محترم ﷺ نے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، ابو موسیٰ! بے شک تجھے آل داؤد کی خوش الحانی عطا کی گئی ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَرْبَعَةٌ اُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ وَّمُعَاذُبْنُ جَبَلٍ وَّزَيْدُبْنُ ثَابِتٍ وَّاَبُوْزَيْدٍ قِيْلَ لِاَنَسٍ مَّنْ اَبُوْزَيْدٍ قَالَ اَحَدُ عُمُوْمَتِیْ (متفق عليه) 9-2608

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ رسول معظم ﷺ کے عہد مبارک میں چار صحابیوں نے پورا قرآن جمع کیا تھا۔ وہ حضرات ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ابو زید کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ میرے چچاؤں میں سے ایک ہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ رضی اللہ عنہ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَبْتَغِیْ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰی فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَی اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَّضٰی لَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ ابْنُ عُمَيْرٍ شَهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهٗ مَا يُكَفَّنُ فِيْهِ اِلَّا نَمِرَةٌ فَكُنَّا اِذَا غَطَّيْنَا رَاْسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَاْسُهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ غَطُّوْا بِهَا رَاْسَهٗ وَاجْعَلُوْا عَلٰی رِجْلَيْهِ مِنَ الْاِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا (متفق عليه) 10-2609

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بتایا، کہ ہم نے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی طلب میں رسول محترم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی۔ ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں محفوظ ہے۔ ہم میں سے کچھ اس حال میں گزر گئے، کہ انہوں نے دنیا کا کوئی فائدہ حاصل نہ کیا۔ ان میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں، جو جنگ احد میں شہید ہوئے۔ ان کو دفنانے کے لیے ایک چادر کے سوا اور کچھ میسر نہ ہوا۔ جب ہم اس کا سر ڈھانپتے تو اس کے پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اس چادر سے اس کا سر ڈھک دو اور ان کے پاؤں پر گھاس رکھ دو۔ اور ہم سے بعض ایسے تھے جن کی کمائی کا پھل پکا اور وہ اس سے مستفید ہوتے رہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ اِهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِبْنِ مُعَاذٍ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا، سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات پر عرش کانپ اٹھا۔ ایک روایت میں ہے

وَفِی رِوَایَۃٍ اِھْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ بِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ (متفق علیہ) 2610-11

کہ سعد بن معاذ ﷺ کی وفات پر رحمٰن کا عرش کانپ اٹھا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ الْبَرَاءِ ﷺ قَالَ اُھْدِیَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ حُلَّۃُ حَرِیْرٍ فَجَعَلَ اَصْحَابُہٗ یَمَسُّوْنَھَا وَیَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ لِیْنِھَا فَقَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ لِیْنِ ھٰذِہٖ لَمَنَادِیْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِی الْجَنَّۃِ خَیْرٌ مِّنْھَا وَاَلْیَنُ (متفق علیہ) 2611-12

حضرت براء بن عازب ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کو ایک ریشمی حلّہ تحفہ دیا گیا۔ صحابہ کرام ﷺ اس کو چھوتے تھے اور اس کی نرمی پر تعجب کا اظہار کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا، تم لوگ اس کی نرمی پر حیران ہوتے ہو؟ حالانکہ جنت میں حضرت سعد بن معاذ ﷺ کے رومال بھی اس سے اچھے اور نرم ہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اُمِّ سُلَیْمٍ ﷺ اَنَّھَا قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَسٌ خَادِمُکَ اُدْعُ اللّٰہَ لَہٗ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ وَبَارِکْ لَہٗ فِیْمَا اَعْطَیْتَہٗ قَالَ اَنَسٌ فَوَاللّٰہِ اِنَّ مَالِیْ لَکَثِیْرٌ وَّاِنَّ وَلَدِیْ وَوَلَدَ وَلَدِیْ لَیَتَعَادُّوْنَ عَلٰی نَحْوِ الْمِائَۃِ اَلْیَوْمَ (متفق علیہ) 2612-13

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں درخواست کی کہ انس آپ ﷺ کے خادم ہیں۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ! اس کو مال اور اولاد میں برکت دے۔ اور اس پر اپنی عطا کو بابرکت بنادے۔ حضرت انس ﷺ کا کہنا ہے، اللہ کی قسم! میرا مال کثیر ہے اور میری اولاد کی تعداد آج پوتوں تو اس سمیت سو سے زیادہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ ﷺ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ لِاَحَدٍ یَّمْشِیْ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَنَّہٗ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اِلَّا لِعَبْدِاللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ (متفق علیہ) 2613-14

حضرت سعد بن ابی وقاص ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے حضرت عبداللہ بن سلام ﷺ کے علاوہ سطح زمین پر چلنے والے کسی شخص کے بارے میں یہ فرماتے نہیں سنا، کہ وہ جنتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ قَیْسِ بْنِ عُبَادٍ ﷺ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا فِیْ مَسْجِدِ الْمَدِیْنَۃِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلٰی وَجْھِہٖ اَثَرُ الْخُشُوْعِ فَقَالُوْا ھٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ تَجَوَّزَ فِیْھِمَا ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُہٗ فَقُلْتُ اِنَّکَ حِیْنَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوْا ھٰذَا رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ قَالَ وَاللّٰہِ مَایَنْبَغِیْ

حضرت قیس بن عباد ﷺ بتاتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کی ایک مسجد میں بیٹھا تھا، کہ ایک شخص آیا، جس کے چہرے سے خشوع و خضوع عیاں تھا۔ وہ مسجد میں داخل ہوا تو بعض لوگوں نے کہا کہ یہ شخص جنتی ہے۔ اس نے دو ہلکی رکعتیں ادا کیں پھر وہ باہر نکلا میں اس کے پیچھے ہولیا اور دریافت کیا، جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو لوگوں نے کہا، کہ یہ جنتی

لِاَحَدٍاَنْ یَّقُوْلَ مَالَمْ یَعْلَمُ فَسَاُحَدِّثُکَ لِمَ ذَاکَ رَاَیْتُ رُؤْیَا عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَصَصْتُھَا عَلَیْہِ وَرَاَیْتُ کَاَنِّیْ فِیْ رَوْضَۃٍ ذَکَرَمِنْ سَعَتِھَا وَخُضْرَتِھَا فِیْ وَسْطِھَا عَمُوْدٌمِّنْ حَدِیْدٍ اَسْفَلُہٗ فِی الْاَرْضِ وَاَعْلَاہُ فِی السَّمَاءِ فِیْ اَعْلَاہُ عُرْوَۃٌ فَقِیْلَ لِیْ' اِرْقَہٗ فَقُلْتُ لَااَسْتَطِیْعُ فَاَتَانِیْ مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِیَابِیْ مِنْ خَلْفِیْ فَرَقِیْتُ حَتّٰی کُنْتُ فِیْ اَعْلَاہُ فَاَخَذْتُ بِالْعُرْوَۃِ فَقِیْلَ' اسْتَمْسِکْ فَاسْتَیْقَظْتُ وَاِنَّھَا لَفِیْ یَدِیْ فَقَصَصْتُھَا عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ تِلْکَ الرَّوْضَۃُ الْاِسْلَامُ وَذَالِکَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْاِسْلَامِ وَتِلْکَ الْعُرْوَۃُ الْعُرْوَۃُ الْوُثْقٰی فَاَنْتَ عَلَی الْاِسْلَامِ حَتّٰی تَمُوْتَ وَذَالِکَ الرَّجُلُ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ سَلَامٍ (متفق علیہ)

15-2614

شخص ہے۔ انہوں نے فرمایا، اللہ کی قسم! کسی شخص کو زیبا نہیں کہ وہ ایسی بات کہے جس کا اسے علم نہیں۔ میں تمہیں بتاؤں گا کہ ایسے کس لیے (کہا گیا) ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں نے عہد رسالت میں ایک خواب دیکھا اور اسے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ میں نے دیکھا کہ میں ایک باغ میں ہوں۔ پھر ابن سلام نے اس باغ کی وسعت اور سرسبز وشادابی کے بارے میں بتایا۔ اس باغ کے وسط میں لوہے کا ستون ہے جس کا نچلا سرا زمین میں اور اوپر کا سرا آسمان میں ہے۔ ستون کے اوپر والے سرے پر ایک حلقہ ہے۔ مجھے اس پر چڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کہا، مجھ میں چڑھنے کی طاقت نہیں۔ پھر میرے پاس ایک خادم آیا، اس نے پیچھے سے میرے کپڑوں کو اٹھایا۔ چنانچہ میں اس ستون کی بلندی پر پہنچ گیا۔ اور میں نے اس حلقہ کو پکڑ لیا۔ مجھے اس حلقہ کو مضبوطی سے تھامنے کی ہدایت کی گئی اور میں بیدار ہوا۔ تو گویا کہ حلقہ میرے ہاتھ میں تھا۔ میں نے یہ خواب نبی ﷺ کو سنایا تو آپ نے فرمایا، اس باغ سے مراد اسلام ہے، ستون سے مراد اسلام کا مضبوط کڑا (یعنی شریعت) ہے تم وفات تک اسلام پر قائم رہو گے اور یہ شخص حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہیں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ ثَابِتُ بْنُ قَیْسِ بْنِ شَمَّاسٍ خَطِیْبَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا نَزَلَتْ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ اِلٰۤی اٰخِرِ الْاٰیَۃِ جَلَسَ ثَابِتٌ فِیْ بَیْتِہٖ وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ فَسَاَلَ النَّبِیُّ ﷺ سَعْدَبْنَ مُعَاذٍ مَا شَاْنُ ثَابِتٍ اَیَشْتَکِیْ فَاَتَاہُ سَعْدٌ فَذَکَرَلَہٗ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَقَالَ ثَابِتٌ اُنْزِلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' کہ حضرت ثابت بن شماس رضی اللہ عنہ انصار میں بلند آواز تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی ''اے ایمان والو! اپنی آواز کو نبی ﷺ کی آواز سے بلند مت کرو......... الخ'' (الحجرات ۴۹۔۲)۔ تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور خود کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے سے روکے رکھا۔ اس پر نبی محترم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت فرمایا کہ کیا وہ بیمار ہے؟ چنانچہ حضرت سعد

اَنِّیْ مِنْ اَرْفَعِکُمْ صَوْتًا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ فَاَنَا مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَذَکَرَ ذَالِکَ سَعْدٌ لِلنَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَلْ ھُوَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ (رواہ مسلم) 2615-16

ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ کے پوچھنے کے متعلق انہیں آگاہ کیا۔ حضرت ثابت ؓ نے وضاحت کی کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں میری آواز آپ سب لوگوں کی آواز سے اونچی ہوتی ہے۔ اس بنا پر میں جہنمی ہوں۔ اس کے اس خیال کو حضرت سعد ؓ نے نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ جنتی ہے!

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَالنَّبِیِّ ﷺ اِذْ نَزَلَتْ سُوْرَۃُ الْجُمُعَۃِ فَلَمَّا نَزَلَتْ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ قَالُوْا مَنْ ھٰؤُلَاءِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَفِیْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِیُّ ﷺ یَدَہٗ عَلٰی سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْکَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ مِّنْ ھٰؤُلَاءِ. (متفق علیہ) 2616-17

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، کہ جب سورۃ الجمعہ نازل ہوئی، تو ہم نبی معظم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس آیت کے نزول پر "اوران دوسرے لوگوں کے لئے بھی ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں" الجمعۃ۔ صحابہ کرام ؓ نے دریافت فرمایا، یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، کہ ہمارے درمیان حضرت سلمان فارسی ؓ بھی تھے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا، اگر ایمان ثریا کے قریب بھی ہوگا تو ان سے لوگ وہاں سے اسے حاصل کرلیں گے۔ (البخاری)

وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ عُبَیْدَکَ ھٰذَا یَعْنِیْ اَبَاھُرَیْرَۃَ وَاُمَّہٗ اِلٰی عِبَادِکَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَحَبِّبْ اِلَیْھِمُ الْمُؤْمِنِیْنَ (رواہ مسلم) 2617-18

حضرت ابوہریرہ ؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں دعا فرمائی، بار الٰہا! اپنے اس بندے یعنی ابوہریرہ ؓ اور اس کی والدہ کو مومنین کا محبوب بنا اور مومنین کو ان کا محبوب بنا۔ (مسلم)

وَعَنْ عَائِذِبْنِ عَمْرٍو ؓ اَنَّ اَبَاسُفْیَانَ اَتٰی عَلٰی سَلْمَانَ وَصُھَیْبٍ وَبِلَالٍ فِیْ نَفَرٍ فَقَالُوْا مَااَخَذَتْ سُیُوْفُ اللّٰہِ مِنْ عُنُقِ عَدُوِّ اللّٰہِ مَأْخَذَھَا فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَتَقُوْلُوْنَ ھٰذَالِشَیْخِ قُرَیْشٍ وَسَیِّدِھِمْ فَاَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَاَخْبَرَہٗ فَقَالَ یَااَبَا بَکْرٍ لَعَلَّکَ اَغْضَبْتَھُمْ لَئِنْ کُنْتَ

حضرت عائذ بن عمرو ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوسفیان (قبل از ایمان) سلمان فارسی، صہیب اور بلال ؓ کے قریب سے گزرے تو انہوں نے کہا، کہ اللہ کی تلواروں نے اللہ کے دشمن کی گردن مارنے میں حق ادا نہیں کیا ہے۔ حضرت ابو بکر ؓ نے اس پر فرمایا، کیا تم قریش کے بزرگ اور سردار کے متعلق یہ بات کہہ رہے ہو؟ چنانچہ وہ نبی کریم

اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّکَ فَاَتَاهُمْ فَقَالَ یَا اِخْوَتَاهُ اَغْضَبْتُکُمْ قَالُوْا لَا یَغْفِرُ اللّٰهُ لَکَ یَا اُخَیَّ. (رواہ مسلم)2618-19

ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ ﷺ کو اس بات سے باخبر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ابوبکر! شاید تم نے ان کو ناراض کر دیا ہے؟ اگر تم نے ان کو ناراض کیا' تو اپنے رب کو ضرور ناراض کیا ہے۔ چنانچہ ابوبکر ان کے پاس گئے اور کہا، میرے بھائیو! کیا میں نے آپ کو ناراض تو نہیں کر دیا؟ انہوں نے جواب دیا ہرگز نہیں۔ ہمارے بھائی! اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے!۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اٰیَةُ الْاِیْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَاٰیَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ (متفق علیه)2619-20

حضرت انس ﷺ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انصار کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے بغض منافقت کی علامت ہے۔ (بخاری)

وَعَنِ الْبَرَآءِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ لِلْاَنْصَارِ لَا یُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ اَبْغَضَهُ اللّٰهُ (متفق علیه)2620-21

حضرت براء ﷺ نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا، صرف ایمان والے ہی انصار سے محبت رکھتے ہیں اور کسی منافق کے سوا کوئی ان سے بغض نہیں رکھتا۔ جو شخص ان سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے! اور جو ان سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے! (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ اِنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا حِیْنَ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا اَفَآءَ فَطَفِقَ یُعْطِیْ رِجَالًا مِّنْ قُرَیْشٍ' اَلْمِائَةَ مِنَ الْاِبِلِ' فَقَالُوْا یَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یُعْطِیْ قُرَیْشًا وَّیَدَعُنَا وَسُیُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَحُدِّثَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمَقَالَتِهِمْ فَاَرْسَلَ اِلَی الْاَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِیْ قُبَّةٍ مِّنْ اٰدَمٍ وَلَمْ یَدَعْ مَعَهُمْ اَحَدًا غَیْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَآءَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَا حَدِیْثٌ بَلَغَنِیْ عَنْکُمْ فَقَالَ فُقَهَاؤُهُمْ اَمَّا ذَوُوْ رَاْیِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ یَقُوْلُوْا شَیْئًا وَاَمَّا اُنَاسٌ مِّنَّا حَدِیْثَةٌ اَسْنَانُهُمْ قَالُوْا یَغْفِرُ اللّٰهُ

حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں: انصار کے کچھ حضرات نے بیان کیا: جب اللہ تعالیٰ نے بنو ہوازن کا مال بطورِ غنیمت رسول اللہ ﷺ کو عطا فرما دیا' تو آپ ﷺ قریش کے لوگوں کو سو سو اونٹ دینے لگے۔ تو کچھ انصار نے کہا، اللہ رسول اللہ کی مغفرت فرمائے! آپ ﷺ قریش کو عطا کرتے ہیں اور ہمیں نظر انداز کرتے ہیں؟! حالانکہ ہماری تلواروں سے ان کے خون کے قطرے ابھی گر رہے ہیں!! چنانچہ رسول اکرم ﷺ کو ان کی باتوں سے آگاہ کیا گیا' تو آپ ﷺ نے انصار (کے سرکردہ لوگوں) کو بلا بھیجا۔ اور ان کو سرخ چمڑے کے خیمے میں اکٹھا کیا گیا۔ اور ان کے علاوہ کسی غیر کو نہ بلایا گیا۔ جب وہ سب اکٹھے ہو گئے' تو رسول اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمایا، مجھے

لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِيْ قُرَيْشًا وَّيَدَعُ الْاَنْصَارَ وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُمِنْ دِمَائِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ اُعْطِيْ رِجَالًا حَدِيْثِيْ عَهْدٍ بِكُفْرٍ اَتَأَلَّفُهُمْ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالْاَمْوَالِ وَتَرْجِعُوْنَ اِلٰى رِحَالِكُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ رَضِيْنَا (متفق عليه) 22-2621

تمہاری طرف سے کئی طرح کی باتیں پہنچیں ہیں۔ان کے سمجھ دار لوگوں نے عرض کیا' یارسول اللہ! ہم میں سے صاحب الرائے لوگوں نے کوئی بات نہیں کی' البتہ ہم میں سے نوجوانوں نے یہ کہا ہے' کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی مغفرت فرمائے، آپ قریش کو عطا کرتے ہیں اور انصار کو نظر انداز کرتے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے (ھوازن و غطفان یا قریش کے) خون کے قطرے ابھی گر رہے ہیں!

اس پر رسول محترم ﷺ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا، میں کچھ لوگوں کو تالیف قلب کے لیے عطا کرتا ہوں' کیوں کہ یہ ابھی کفر سے نکلے ہیں۔کیا تم اس بات سے خوش نہیں' کہ لوگ مال مویشی لے کر جائیں اور تم لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لے کر گھر لوٹو؟! انہوں نے بے ساختہ جواب دیا: کیوں نہیں، یارسول اللہ! ہم اس پر راضی ہیں! (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْاَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا اَوْشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ وَشِعْبَهَا' اَلْاَنْصَارُ شِعَارٌ وَّالنَّاسُ دِثَارٌ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ (رواه البخاری) 23-2622

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں' کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا، اگر میں نے فی سبیل اللہ ہجرت نہ کی ہوتی' تو میں انصاری ہوتا۔اگر عام لوگ کسی وادی کو عبور کر رہے ہوں اور انصار دوسری وادی میں چلتے اور کوئی دوسری گھاٹی کو عبور کر رہے ہوں' تو میں انصار ہی کی وادی اور گھاٹی میں چلنا پسند کرتا۔ انصار ہماری پہچان ہیں۔اور دوسرے لوگ اوپر کا کپڑا ہیں۔ اگر میرے بعد تمہیں کوئی مصیبت اٹھانی پڑے تو صبر کرنا یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھے آملو۔(بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ مَنْ دَخَلَ دَارَ اَبِيْ سُفْيَانَ فَهُوَ اٰمِنٌ وَمَنْ اَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ اٰمِنٌ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ اَمَّا الرَّجُلُ فَقَدْ اَخَذَتْهُ رَاْفَةٌ بِعَشِيْرَتِهٖ وَرَغْبَةٌ فِيْ قَرْيَتِهٖ وَنَزَلَ الْوَحْيُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُمْ اَمَّا الرَّجُلُ اَخَذَتْهُ رَاْفَةٌ بِعَشِيْرَتِهٖ وَرَغْبَةٌ فِيْ قَرْيَتِهٖ كَلَّا اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ هَاجَرْتُ اِلَى

حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں' کہ فتح مکہ کے دن ہم رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔آپ ﷺ نے عام معافی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا، جو ابو سفیان کے گھر میں داخل ہوا وہ امان پا گیا' جس نے ہتھیار ڈال دیئے وہ بھی مامون ہوگا۔اس پر بعض انصار نے کہا کہ آپ ﷺ اپنے رشتے داروں کی محبت اور اپنے شہر کی رغبت کی بنا پر ایسا کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔اسی دوران رسول کریم ﷺ پر

اللّٰهِ وَ اِلَيْكُمْ' اَلْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ وَالْمَمَاتُ مَمَاتُكُمْ قَالُوْا وَاللّٰهِ مَاقُلْنَا اِلَّاضِنًّا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُصَدِّقَانِكُمْ وَيَعْذِرَانِكُمْ (رواه مسلم)2623-24

وحی کا نزول ہوا اور آپ ﷺ نے یہ باتیں کہنے والوں سے دریافت فرمایا، کیا تم لوگوں نے یہ کہا ہے کہ میں اپنے رشتہ داروں کی محبت اور اپنے شہر کی رغبت کی بنا پر ایسا کرنے پر مجبور ہوا ہوں؟ ہرگز نہیں، یقیناً میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں نے اللہ کی خاطر ہجرت کی ہے۔ میری زندگی تمہارے ساتھ اور موت بھی تمہارے ساتھ ہوگی۔ انہوں نے معذرت کرتے ہوئے عرض کیا، اللہ کی قسم! ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی معیت حاصل کرنے کے لیے یہ بات کی تھی اس پر آپ نے فرمایا، اللہ اور اس کا رسول تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہاری معذرت قبول کرتے ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى صِبْيَانًا وَّنِسَاءً مُّقْبِلِيْنَ مِنْ عُرُسٍ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ' اَللّٰهُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ يَعْنِي الْاَنْصَارَ (متفق عليه)2624-25

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کچھ بچوں اور عورتوں کو کسی شادی سے واپس آتے ہوئے دیکھا' تو نبی اکرم ﷺ ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہوگئے۔ اور فرمایا، تم (یعنی انصار) مجھے لوگوں سے زیادہ عزیز ہو پھر دعا کی۔ اے اللہ! یہ لوگ (یعنی انصار) مجھے لوگوں میں سے محبوب ہیں۔ آپ نے اس دعا کو دہرایا۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْهُ قَالَ مَرَّ اَبُوْبَكْرٍ وَّالْعَبَّاسُ بِمَجْلِسٍ مِّنْ مَّجَالِسِ الْاَنْصَارِ يَبْكُوْنَ فَقَالَا مَا يُبْكِيْكُمْ قَالُوْا ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَّا فَدَخَلَ اَحَدُهُمَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَخْبَرَهٗ بِذَالِكَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ عَصَبَ عَلٰى رَاْسِهٖ حَاشِيَةَ بُرْدٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْ بَعْدَ ذَالِكَ الْيَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اُوْصِيْكُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّهُمْ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِيْ عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِيْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُّسِيْئِهِمْ (رواه البخاری) 2625-26

حضرت انس ؓ ہی کا بیان ہے' کہ حضرت ابوبکر اور عباس ؓ انصار کی ایک مجلس کے قریب سے گزرے اور وہ رسول اللہ ﷺ کی شدت علالت پر رو رہے تھے۔ دونوں نے ان سے رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے جواب دیا، ہمیں نبی رحمت ﷺ کے ساتھ اپنی مجلس یاد آگئی ہے۔ ان دونوں حضرات میں سے ایک نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور تمام حالات سے آپ کو آگاہ' فرمایا تو نبی اکرم ﷺ اپنے سر پر کپڑا باندھے ہوئے باہر تشریف لائے اور منبر نشیں ہوئے اور اس دن کے بعد کبھی منبر پر جلوہ افروز نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ بلاشک وہ میرے غم خوار اور راز دار ہیں۔ انہوں نے اپنی ذمہ داریاں پوری کردیں لیکن ان کے حقوق ابھی واجب الادا ہیں۔ ان کے نیکوں کار لوگوں کے عذر قبول کرنا اور ان کے خطا کاروں کی غلطیوں سے درگزر کرنا۔ (البخاری)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّ الْاَنْصَارُ حَتّٰى يَكُوْنُوْا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا يَضُرُّ فِيْهِ قَوْمًا وَيَنْفَعُ فِيْهِ اٰخَرِيْنَ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَلْيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيْئِهِمْ (رواه البخاری) 2626-27

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ اپنی مرض الموت میں باہر نکلے' یہاں تک کہ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا، لوگوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ جبکہ انصار کم ہو جائیں گے یہاں تک کہ عام لوگوں کے مقابلے میں ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر رہ جائے گی۔ تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نفع یا نقصان پہنچانے والے کسی منصب پر فائز ہو' تو اسے انصار کے بھلے لوگوں کی معذرت قبول کر لینی چاہیے اور ان کے خطا کار لوگوں سے صرف نظر کرنا چاہیے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

انصار سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے نبی محترم کا عسر ویسر میں ساتھ دیا۔ یہ ایسا اعزاز نہیں کہ نسل در نسل منتقل ہوتا رہے۔ جیسے ہمارے ہاں برادری کے طور پر یہ نام جاری ہے۔ انصار کی وہ نسل جس نے رسول کریم ﷺ کی زیارت اور رفاقت نہیں پائی وہ اصلاً نہیں رسماً انصار کہلواتے تھے۔

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ (رواه مسلم) 2627-28

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' کہ رسول کریم ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ! انصار کی اور ان کے بیٹوں اور پوتوں کی مغفرت فرما۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ اُسَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُوْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ (متفق عليه) 2628-29

حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا، انصار میں بنو نجار کا قبیلہ بہترین ہے۔ اس کے بعد بنو عبد الاشہل، پھر بنو حارث بن خزرج اور اس کے بعد بنو ساعدہ۔ اور انصار کے ہر قبیلے میں خیر ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ وَاَبَا مَرْثَدٍ بَدَلَ الْمِقْدَادِ.

فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَاْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً وَمَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا فَانْطَلَقْنَا

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' کہ مجھے' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور مقداد اور دوسری روایت میں مقداد کی بجائے ابو مرثد رضی اللہ عنہ ہے۔ رسول محترم ﷺ نے انہیں ایک مہم پر بھیجتے ہوئے فرمایا، روانہ ہو جاؤ! جب روضہ خاخ پہنچو گے تو تمہیں اونٹ کے ہودج میں بیٹھی ہوئی ایک عورت ملے گی۔ اس کے پاس

يَتَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى اَتَيْنَا اِلَى الرَّوْضَةِ فَاِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ فَقُلْنَا اَخْرِجِيْ الْكِتَابَ قَالَتْ مَا مَعِيَ مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَتُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَاَتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَاِذَا فِيْهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِيْ بَلْتَعَةَ اِلٰى نَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ اِنِّيْ كُنْتُ امْرَأً مُّلْصَقًا فِيْ قُرَيْشٍ وَلَمْ اَكُنْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَكَانَ مَنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَهُمْ قَرَابَةٌ يَّحْمُوْنَ بِهَا اَمْوَالَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ بِمَكَّةَ فَاَحْبَبْتُ اِذْ فَاتَنِيْ ذَالِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ اَنْ اَتَّخِذَ فِيْهِمْ يَدًا يَحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِيْ وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَّلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِيْنِيْ وَلَا رِضًى بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ.

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَاءَ (متفق عليه)

30-2629

ایک خط ہے، وہ اس سے حاصل کر لینا۔ چنانچہ ہم چل پڑے اور ہمارے گھوڑے ایک دوسرے سے سبقت لیتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے حتّٰی کے ہم روضہ خاخ پہنچ گئے۔ وہاں اونٹ کے ہودج میں سوار عورت موجود تھی۔ ہم نے اسے حکم دیا، وہ خط نکالو۔ اس نے کہا، میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے اسے ڈانٹا کہ خط نکال دو، ورنہ تلاشی کے لیے کپڑے اتار دیں گے۔ چنانچہ اس عورت نے اپنے سر کے بالوں سے خط نکال دیا۔ ہم وہ خط لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس لائے۔ اس خط میں لکھا تھا ''حاطب بن ابی بلتعہ کی جانب سے سرداران مشرکین کی طرف۔ وہ رسول ﷺ کے بعض امور سے مشرکین مکہ کو مطلع کرتا ہے'' رسول اللہ ﷺ نے حاطب سے پوچھا، یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میرے اس معاملے میں عجلت نہ فرمائیں۔ میں نے قریش میں باہر سے آ کر سکونت اختیار کی ہے اور میری ان سے کوئی رشتہ داری نہیں ہے جبکہ آپ ﷺ کے ساتھ دیگر مہاجرین کے مکہ میں رشتہ دار و اہل قبیلہ موجود ہیں، جو ان کے اموال اور اہل و عیال کی حمایت کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے یہ چاہا کہ ان پر اس طرح احسان کروں کہ وہ میرے اہل و عیال کا لحاظ کریں۔ اور میں نے کفر یا اپنے دین سے ارتداد کی بنا پر یا اسلام کے بعد کفر پر راضی ہو کر یہ کام نہیں کیا ہے۔ اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ حاطب نے تمہارے سامنے سچ بیان کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن مار دوں رسول رحمت ﷺ نے فرمایا، بلاشبہ اس نے جنگ بدر میں حصہ لیا ہے اور تمہیں کیا معلوم کہ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے بدر والوں پر اپنی رحمت نچھاور کی ہو اور ان کے حق میں فرمایا ہو، تم جو چاہو کرو تمہارے لیے جنت واجب ہو گئی ہے۔ اور دوسری روایت ہے کہ

میں نے تمہاری مغفرت فرما دی ہے اور تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ رُفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ ﷺ قَالَ جَاءَ جِبْرَئِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَاتَعُدُّوْنَ اَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ قَالَ مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ وَكَذَالِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلٰئِكَةِ(رواه البخاری) 2630-31

حضرت رفاعہ بن رافع نے بیان کیا کہ جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور دریافت کیا، آپ ﷺ کا اہل بدر کے بارے میں کیا گمان ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، وہ تمام مسلمانوں سے افضل ہیں۔ یا اسی طرح کی بات فرمائی۔ چنانچہ جبرائیل علیہ السلام نے کہا، اسی طرح بدر میں شامل ہونے والے فرشتے بھی افضل ہیں۔ (بخاری)

وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّي لَاَرْجُوْا اَنْ لَا يَدْخُلَ النَّارَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا وَّالْحُدَيْبِيَّةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا قَالَ فَلَمْ تَسْمَعِيْهِ يَقُوْلُ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا.
وَفِي رِوَايَةٍ لَا يَدْخُلُ النَّارَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اَحَدٌ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَهَا (رواه مسلم) 2631-32

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا، مجھے امید واثق ہے کہ ان شاءاللہ غزوۂ بدر اور حدیبیہ میں حصہ لینے والا کوئی شخص بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، میں نے سوال کیا: یارسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں ہے "تم میں ہر شخص کا جہنم پر گزر ہوگا"؟ آپ ﷺ نے فرمایا، کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا "پھر ہم ڈرنے والوں کو نجات دے دیں گے؟ دوسری روایت میں ہے کہ ان شاءاللہ اصحاب الشجرہ میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔ اصحاب الشجرہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ (مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ اَلْفًا وَّاَرْبَعَ مِائَةٍ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْاَرْضِ(متفق عليه) 2632-33

حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں، کہ حدیبیہ کے دن ہم ایک ہزار چار سو تھے۔ ہمارے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا، آج کے دن تم سارے زمین والوں سے بہتر ہو۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يَّصْعَدُ الثَّنِيَّةَ ثَنِيَّةَ الْمُرَارِ فَاِنَّهُ يُحَطُّ عَنْهُ مَاحُطَّ عَنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَكَانَ اَوَّلُ مَنْ صَعِدَهَا خَيْلُنَا خَيْلُ بَنِي الْخَزْرَجِ ثُمَّ تَتَامَّ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ كُلُّكُمْ مَغْفُوْرٌ لَّهُ اِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ

حضرت جابر ﷺ ہی کا بیان ہے، کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص بھی مرار کی گھاٹی پر چڑھے گا، تو اس کے گناہ بنی اسرائیل کے گناہوں کی طرح جھڑ جائیں گے۔ اور جو سب سے پہلے ہم میں سے اس چوٹی پر چڑھے وہ بنو خزرج کے گھڑ سوار تھے۔ پھر دوسرے لوگ چڑھے۔ تب رسول اللہ

فَأَتَيْنَاهُ فَقُلْنَا تَعَالَ يَسْتَغْفِرْلَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَأَنْ أَجِدَ ضَالَّتِيْ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَّسْتَغْفِرَلِيْ صَاحِبُكُمْ (رواه مسلم) 34-2633

ﷺ نے فرمایا، سرخ اونٹ والے کے علاوہ سبھی کو معاف کر دیا گیا ہے! پس اس کے پاس آئے اور اسے کہا۔ آؤ تا کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے لیے مغفرت طلب فرمائیں۔ اس نے کہا، مجھے اپنی گم شدہ اونٹنی کا ملنا اس سے زیادہ محبوب ہے کہ تمہارا صاحب میرے لئے مغفرت کی دعا کرے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

یہ جدّ بن قیس نامی اعرابی تھا جو انفاق سے وہاں اپنے گم شدہ جانور تلاش کرتا پھر رہا تھا۔

وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ عَبْدًالِحَاطِبٍ رضی اللہ عنہ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَشْكُوا حَاطِبًا إِلَيْهِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا فَإِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَّالْحُدَيْبِيَةَ (رواه مسلم) 35-2634

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حاطب کا غلام نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر حاطب کے بارے کہنے لگا۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول! حاطب ضرور جہنم میں داخل ہوگا۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا تو جھوٹا ہے وہ دوزخ نہیں جائے گا کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ کی جنگ میں شامل تھا۔ (مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ سَيِّدُنَا وَأَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِيْ بِلَالًا (رواه البخاری) 36-2635

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں' انہوں نے ہمارے سردار یعنی بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کرایا۔ (بخاری)

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ أَنَّ بِلَالًا قَالَ لِأَبِيْ بَكْرٍ إِنْ كُنْتَ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِيْ لِنَفْسِكَ فَأَمْسِكْنِيْ وَإِنْ كُنْتَ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِيْ لِلّٰهِ فَدَعْنِيْ وَعَمَلَ اللّٰهِ (رواه البخاری) 37-2636

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' کہ بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اگر آپ نے مجھے اپنے لئے خریدا تھا تو مجھے اپنے لیے رکھیں اور اگر آپ نے مجھے اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لیے خریدا تھا تو مجھے اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ کام کے لیے چھوڑ دیجیے۔ (بخاری)

وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّيْ مَجْهُوْدٌ فَأَرْسَلَ إِلَى بَعْضِ نِسَائِهِ فَقَالَتْ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا عِنْدِيْ إِلَّا مَاءٌ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى أُخْرٰى فَقَالَتْ مِثْلَ ذَالِكَ وَقُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذَالِكَ فَقَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے بارے میں بتایا' کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر عرض کرتا ہے، میں سخت حاجت مند ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنی کسی بیوی کو پیغام بھیجا۔ اس نے جواب دیا۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میرے پاس ماسوائے پانی

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ یُّضِیْفُہٗ یَرْحَمُہُ اللّٰہُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ یُقَالُ لَہٗ اَبُوْطَلْحَۃَ فَقَالَ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَانْطَلَقَ بِہٖ اِلٰی رَحْلِہٖ فَقَالَ لِاِمْرَاَتِہٖ ھَلْ عِنْدَکِ شَیْءٌ قَالَتْ لَا اِلَّا قُوْتُ صِبْیَانِیْ قَالَ فَعَلِّلِیْھِمْ بِشَیْءٍ وَنَوِّمِیْھِمْ فَاِذَا دَخَلَ ضَیْفُنَا فَاَرِیْہِ اَنَّا نَاْکُلُ فَاِذَا اَھْوٰی بِیَدِہٖ لِیَاْکُلَ فَقُوْمِیْ اِلَی السِّرَاجِ کَیْ تُصْلِحِیْہِ فَاَطْفِیْہِ فَفَعَلَتْ فَقَعَدُوْا وَاَکَلَ الضَّیْفُ وَبَاتَا طَاوِیَیْنِ فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَقَدْ عَجِبَ اللّٰہُ اَوْ ضَحِکَ اللّٰہُ مِنْ فُلَانٍ وَفُلَانَۃٍ.

وَفِیْ رِوَایَۃٍ مِثْلُہٗ وَلَمْ یُسَمِّ اَبَا طَلْحَۃَ وَفِیْ اٰخِرِھَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ (متفق علیہ) 2637-38

کے اور کچھ نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری کی طرف پیغام بھیجا تو اس کا بھی وہی جواب تھا۔ اور آخر ان سب ازواج مطہرات کا ایک ہی جواب تھا۔ اس پر آپ ﷺ نے استفسار فرمایا، اس کو کون مہمان بنائے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے گا؟ انصار میں سے ابوطلحہ ؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ! میں مہمان بناؤں گا۔ چنانچہ وہ اس کو۔لے کر اپنے گھر گئے اور اپنی بیوی سے پوچھا' کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس نے جواب دیا، کچھ نہیں' سوائے بچوں کے کھانے کے۔ ابوطلحہ ؓ نے بیوی سے فرمایا۔ ان کو کسی چیز سے بہلا کر سلا دو۔ پھر جب ہمارا مہمان آئے تو ایسا کرنا کہ وہ سمجھے کہ ہم کھا رہے ہیں۔ اور جب وہ کھانے کے لئے ہاتھ بڑھائے تو اٹھ کر چراغ کو درست کرنے کے بہانے بجھا دینا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ ابو طلحہ ؓ بیٹھے رہے اور مہمان نے کھانا کھا لیا۔ اور انہوں نے بھوکے رات گزاری۔ جب صبح کے وقت وہ رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ فلاں مرد اور فلاں عورت سے خوش ہو گیا۔ یا فرمایا اللہ تعالیٰ مسکرایا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے اسی طرح آیا ہے' لیکن اس میں حضرت ابوطلحہ ؓ کا نام نہیں لیا گیا۔ اور اس کے آخر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "وہ اپنی بجائے دوسروں پر ایثار کرتے ہیں' اگرچہ وہ خود ضرورت مند ہوں"۔

وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ ؓ قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ لِکُلِّ نَبِیٍّ اَتْبَاعٌ وَاِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاکَ فَادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَ اَتْبَاعَنَا مِنَّا فَدَعَا بِہٖ (رواہ البخاری) 2638-39

حضرت زید بن ارقم ؓ کا بیان ہے' کہ نبی کریم سے انصار نے عرض کیا، ہر نبی کے اطاعت گزار ہوتے ہیں اور ہم نے آپ ﷺ کی اتباع کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ ہم میں سے ہمارے جان نشین بنائے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے بعد میں آنے والوں کے حق میں دعا فرمائی۔ (بخاری)

وَعَنْ قَتَادَۃَ ؓ قَالَ مَا نَعْلَمُ حَیًّا مِنْ اَحْیَاءِ

حضرت قتادہ ؓ بتاتے ہیں کہ ہمارے علم میں نہیں کہ قیامت

اَلْعَرَبِ اَكْثَرَ شَهِيْدًا اَعَزَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ وَقَالَ اَنَسٌ قُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ اُحُدٍ سَبْعُوْنَ وَيَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ سَبْعُوْنَ وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ عَلٰى عَهْدِ اَبِىْ بَكْرٍ ﷺ سَبْعُوْنَ(رواه البخاری)2639-40

کے دن عرب قبائل میں سے کسی قبیلے کے شہدا کی تعداد انصار سے زیادہ ہو اور جو قیامت کے دن انصار سے زیادہ معزز ہوں۔ حضرت قتادہ ﷺ حضرت انس ﷺ کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ جنگ احد میں انصار کے ستر شہید ہوئے۔اور بئر معونہ کی جنگ میں بھی انصار کے ستر شہید تھے۔اسی طرح یمامہ کی جنگ میں جو کہ حضرت ابوبکر ﷺ کے دورِ خلافت میں ہوئی ستر انصار شہید ہوئے۔(بخاری)

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِىْ حَازِمٍ ﷺ قَالَ كَانَ عَطَاءُ الْبَدْرِيِّيْنَ خَمْسَةَ اٰلَافٍ، خَمْسَةَ اٰلَافٍ وَقَالَ عُمَرُ ﷺ لَاُفَضِّلَنَّهُمْ عَلٰى مَنْ بَعْدَهُمْ(رواه البخاری)2640-41

حضرت قیس بن ابی حازم ﷺ بیان کرتے ہیں کہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں) بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار تھا۔حضرت قیس ﷺ نے بتایا کہ حضرت عمر ﷺ نے فرمایا کہ میں بدری صحابہ کو ان کے بعد آنے والوں پر ضرور ترجیح دوں گا۔(بخاری)

خلاصۂ باب

۱۔ آپ ﷺ کا ارشاد کہ عبداللہ بن عمرؓ نیک جوان ہے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ خلق میں آپ ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔

۳۔ تلاوت قرآن کے سب سے زیادہ ماہر حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت سالم، حضرت ابی بن کعب اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم ہیں۔

۴۔ آدمی کو سفر میں بھی نیک ساتھی کی رفاقت تلاش کرنی چاہیے۔

۵۔ کسی بڑے کو خوش کرنے کے لیے، غریب صالح شخص کو اپنے سے دور نہیں کرنا چاہیے۔

تَسْمِيَةُ مَنْ سُمِّيَ مِنْ اَهْلِ الْبَدْرِ فِي الْجَامِعِ لِلْبُخَارِيِّ

جنگ بدر میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام صحیح البخاری میں

حق وباطل کے معرکوں میں سب سے اہم اور افضل ترین معرکہ معرکۂ بدر ہے۔ یہ غزوہ ایسے حالات اور انداز میں پیش آیا کہ ایک نوزائیدہ مملکت جس کے خدوخال بھی اب تک واضح نہیں ہوئے تھے جس کا دفاع کرنے والے نہایت کمزور اور ان کی اکثریت بے خاماں اور لٹے پٹے لوگوں پر مشتمل تھی۔ معرکہ بدر اس طرح اچانک پیش آیا، کہ مسلمان ذہنی اور حربی طور پر اس کے لئے تیار نہیں تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت اور حکمت یہ تھی کہ حق و باطل کا یہ معرکہ برپا ہوکر رہے اس کی تفصیل دسویں پارے کی ابتدا میں بیان ہوئی ہے۔

غزوہ اچانک ہونے کے باوجود صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اس دلیری اور بے جگری کے ساتھ لڑے کہ دنیا انگشت بدنداں رہ گئی۔ اہل مکہ کے ستر بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ جن میں ان کا کمانڈر ابوجہل بھی تھا۔ اور اتنی تعداد میں ہی ان کے نامور لوگ گرفتار ہوئے۔ اس معرکے سے دور دور تک مسلمانوں کی ہمت وشجاعت کی دھاک بیٹھ گئی۔ اس دن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوم الفرقان قرار دیا۔

غزوۂ بدر کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے، کہ بدر کے میدان میں باپ بیٹے کے مقابلے میں بھائی بھائی کے خلاف معرکہ آرا ہوا اس لئے اسلام کی تاریخ میں اصحاب بدر کو منفرد اور ممتاز مقام حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمیشہ کے لئے یہ اعزاز بخشا کہ ان کی کوتاہیوں سے صرف نظر کرنے کا اعلان فرمایا۔

اَلنَّبِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْهَاشِمِيُّ ﷺ اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ الْقُرَشِيُّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْعَدَوِيُّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْقُرَشِيُّ خَلَفَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى ابْنَتِهٖ رُقَيَّةَ وَضَرَبَ لَهٗ بِسَهْمِهٖ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبِ الْهَاشِمِيُّ، اِيَاسُ بْنُ بُكَيْرٍ، بِلَالُ بْنُ رِبَاحٍ مَوْلٰى اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ، حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ الْهَاشِمِيُّ، حَاطِبُ بْنُ اَبِيْ بَلْتَعَةَ حَلِيْفٌ لِقُرَيْشٍ، اَبُوْ حُذَيْفَةَ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ الْقُرَشِيُّ، حَارِثَةُ بْنُ الرُّبَيِّعِ الْاَنْصَارِيُّ، قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ حَارِثَةُ بْنُ

(۱) نبی معظم حضرت محمد بن عبداللہ ہاشمی ﷺ (۲) حضرت ابوبکر صدیق قریشی (۳) عمر بن خطاب العدوی (۴) عثمان بن عفان قرشی۔ نبی ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت رقیہ کی تیمارداری کے لئے پیچھے چھوڑا تھا اور مال غنیمت میں ان کا حصہ رکھا تھا (۵) علی بن ابی طالب الہاشمی (۶) ایاس بن بکیر (۷) بلال بن رباح یہ حضرت ابوبکر صدیق کے آزاد کردہ غلام تھے۔ (۸) حمزہ بن عبدالمطلب الہاشمی (۹) حاطب بن ابی بلتعہ، یہ قریش کے حلیف تھے (۱۰) ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ قریشی (۱۱) حارثہ بن ربیع انصاری یہ جنگ بدر میں شہید ہوئے اور یہی حارثہ بن سراقہ ہیں۔ وہ عینی شاہد

سُرَاقَةَ كَانَ فِي النَّظَّارَةِ' خُبَيْبُ بْنُ عَدِيٍّ الْاَنْصَارِيُّ' خُنَيْسُ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ' رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعٍ ن الْاَنْصَارِيُّ' رِفَاعَةُ بْنُ عَبْدِالْمُنْذِرِ اَبُوْ لُبَابَةَ الْاَنْصَارِيُّ' الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ الْقُرَشِيُّ' زَيْدُ بْنُ سَهْلٍ اَبُوْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيُّ' اَبُوْ زَيْدٍ ن الْاَنْصَارِيُّ' سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ ن الزُّهْرِيُّ' سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ الْقُرَشِيُّ' سَعِيْدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ ن الْقُرَشِيُّ' سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ الْاَنْصَارِيُّ' ظُهَيْرُ بْنُ رَافِعٍ ن الْاَنْصَارِيُّ' عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ ن الْهُذَلِيُّ' عُتْبَةُ بْنِ مَسْعُوْدٍ ن الْهُذَلِيُّ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ' عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ الْقُرَشِيُّ' عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ الْاَنْصَارِيُّ' عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ حَلِيْفُ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ' عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيُّ' عَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ الْعَنْزِيُّ' عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ ن الْاَنْصَارِيُّ' عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ الْاَنْصَارِيُّ' عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ ن الْاَنْصَارِيُّ' قُدَامَةُ بْنُ مَظْعُوْنٍ' قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ الْاَنْصَارِيُّ' مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ' مُعَوِّذُ بْنُ عَفْرَاءَ وَاَخُوْهُ' مَالِكُ بْنُ رَبِيْعَةَ اَبُوْ اُسَيْدٍ ن الْاَنْصَارِيُّ' مِسْطَحُ بْنُ اُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مُنَافٍ،

تھے۔(۱۲)خبیب بن عدی انصاری (۱۳)خنیس بن حذیفہ سہمی (۱۴) رفاعہ بن رافع انصاری(۱۵) رفاعہ بن عبدالمنذر رلبابہ انصاری(۱۶) زبیر بن العوام القرشی (۱۷) زید بن سہل ابوطلحہ انصاری (۱۸) ابوزید انصاری (۱۹) سعد بن مالک زہری (۲۰) سعد بن خولۃ القرشی (۲۱) سعید بن زید بن عمرو بن نفیل القرشی (۲۲) سہل بن حنیف الانصاری، (۲۳)ظُہیر بن رافع انصاری (۲۴) اور اس کے بھائی (۲۵) عبداللہ بن مسعود الھذلی، (۲۶) اور ان کے بھائی، (۲۷) عبدالرحمٰن بن عوف الزہری، (۲۸) عبیدہ بن الحارث القرشی (۲۹) عبادۃ بن صامت انصاری، (۳۰) عمرو بن عوف، عتبہ بن مسعود ھذلی یہ بنو عامر بن لوی کے حلیف تھے۔ (۳۱) عقبہ بن عمرو انصاری، عامر بن ربعیہ العنزی، (۳۲) عاصم بن ثابت انصاری، (۳۳) عویم بن ساعدہ انصاری، (۳۴) عتبان بن مالک انصاری، (۳۵) قدامۃ بن مظعون، قتادۃ بن النعمان انصاری، (۳۶) معاذ بن عمر بن جموع۔ (۳۷)معوذ بن عفرا (۳۸) اور اس کے بھائی معاذ، (۳۹) مالک بن ربیعہ ابو اسید انصاری، (۴۰) مسطح بن اثاثہ بن عباد بن المطلب بن عبدمناف، مرارہ بن ربیع انصاری، (۴۱) معن بن عدی انصاری، (۴۲) مقداد بن عمرو الکندی یہ بنوزہرہ کے حلیف تھے۔ (۴۳) ہلال بن امیہ انصاری رضی اللہ عنہ۔

مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِيُّ' مَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ ن الْاَنْصَارِيُّ' مِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو ن الْكِنْدِيُّ حَلِيْفُ بَنِيْ زُهْرَةَ' هِلَالُ بْنُ اُمَيَّةَ الْاَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ. 1-2641

غزوہ بدر تاریخ اسلام کا سب سے اہم وقعہ ہے۔لیکن یہ کسی طے شدہ منصوبے کے بغیر اچانک پیش آیا جیسے کہ قرآن مجید سورۃ الانفال اور صحیح احادیث میں مذکور ہے۔گویا کہ جس طرح مکہ سے روانہ ہوتے وقت مشرکین کے لشکر کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ وہ کتنی بڑی تاریخی ذلت سے دوچار ہونے جارہے ہیں۔اسی طرح مدینہ سے نکلتے وقت رسول اللہ ﷺ کے رفقاء کو بھی معلوم نہ تھا کہ ساحل سمندر سے اچانک ان کا رخ بدر کیطرف ہو جائے گا اور وہاں وہ تاریخ اسلام ہی نہیں بلکہ تاریخ عالم کی سب سے اہم فتح کی سعادت سے ہمکنار ہو کر سب کے سب غازی اور شہداء جنت کے وارث بننے والے ہیں

بخاری میں اصحاب بدر کی تعداد اصحاب طالوتؑ کے برابر تین سودس سے کچھ زیادہ (۳۱۳) بتائی گئی ہے۔مذکورہ فہرست میں نبی ﷺ سمیت ان میں سے صرف تینتالیس (۴۳) کا ذکر کیا گیا ہے۔تو دراصل یہ صرف ان اصحاب بدر کے اسماء گرامی ہیں جن کا صحیح بخاری میں کسی نا کسی حوالہ سے تو امام بخاری نے یہ کاوش فرمائی کہ یہاں انہیں حروف تہجی کی ترتیب سے یکجا ذکر کر دیا ہے۔رسول اللہ کا نام مبارک حروف تہجی کی ترتیب سے چالیسویں نمبر پر آتا تھا لیکن امام بخاری نے احترام رسول کے پیش نظر آپ کے نام کی بجائے مقام نبوت کے **لحاظ سے آپ** کا اندراج کیا تو آپ کا نام النبی سب سے پہلے لکھا جانا قرار پایا۔اس رح سے محبت کی نیت کے ساتھ ساتھ **اصول کا بھی بھرم** رہ گیا

اسی طرح سے صاحب مشکوہ نے یا کسی بعد والے نے خلفاء راشدین کے اسمائے گرامی درمیان سے اٹھا کر زمانی ترتیب کے لحاظ سے رسول اللہ کے نام گرامی کے بعد درج کر دیے ہیں۔حضرت ابوبکر کا عام طور پر نام عتیق بتایا جاتا ہے۔لیکن امام بخاری نے عبداللہ درج کیا ہے۔جو زیادہ صحیح ہے (واللہ اعلم)

بَابُ ذِكْرِ الْيَمَنِ وَالشَّامِ وَذِكْرِ اُوَيْسِ الْقَرْنِيِّ

یمن، شام اور اویس قرنی کا تذکرہ

الفصل الاول

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ رَجُلًا يَاْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ اُوَيْسٌ لَا يَدَعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ اُمٍّ لَهُ قَدْ كَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَدَعَى اللّٰهَ فَاَذْهَبَهُ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّيْنَارِ اَوِ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ. وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ خَيْرَ التَّابِعِيْنَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ اُوَيْسٌ وَلَهُ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهٖ بَيَاضٌ فَمُرُوْهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ (رواہ مسلم) 2642-1

پہلی فصل

حضرت عمر بن خطاب ﷺ فرماتے ہیں، کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، یمن سے اویس نامی ایک شخص تمہارے پاس آئے گا۔ وہ یمن میں اپنی ماں کے سوا کسی کو چھوڑ کر نہیں آئے گا۔ اس کے جسم پر برص کے سفید داغ تھے۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس کے جسم سے ایک دینار یا درہم کے برابر داغ کے سوا سارے داغ مٹ گئے ہوئے ہیں۔ تم میں سے جو کوئی اس سے ملے، اسے چاہیے کہ اس سے تم سب کی مغفرت کی دعا کرائے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ تابعین میں سب سے بہتر حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ ہوگا۔ اس کی ماں ہوگی اور اس کا جسم برص سے سفیدی کا نشان ہوگا۔ اس کے پاس جا کر اپنے لئے مغفرت کی دعا کرانا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اَتَاكُمْ اَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً وَّاَلْيَنُ قُلُوْبًا اَلْاِيْمَانُ يَمَانٍ وَّالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ وَّالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِيْ اَصْحَابِ الْاِبِلِ وَالسَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ فِيْ اَهْلِ الْغَنَمِ (متفق علیه) 2643-2

حضرت ابوہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں۔ وہ رقیق القلب اور قبول حق کے لئے نرم دل ہیں۔ ایمان یمن میں ہے۔ اور حکمت اطاعت بھی یمنیوں میں ہے۔ اور فخر و غرور اونٹ والوں میں ہے۔ اور سکینت اور وقار بھیڑ بکریوں والوں میں ہے۔ (البخاری والمسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَاْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِيْ اَهْلِ الْخَيْلِ وَالْاِبِلِ وَالْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِيْنَةُ فِيْ اَهْلِ الْغَنَمِ (متفق علیه) 2644-3

حضرت ابوہریرہ ﷺ ہی کا بیان ہے، کہ رسول ﷺ نے فرمایا، کفر کا منبع مشرق کی طرف ہے، فخر و غرور اونٹ اور گھوڑوں والوں اور بالوں کے خیموں میں رہنے والے متکبر خانہ بدوشوں میں ہے۔ اور نرمی و سکون بکریوں والوں میں ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِیِّ ﷺ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مِنْ ھٰھُنَا جَاءَ تِ الْفِتَنُ نَحْوَالْمَشْرِقِ وَالْجَفَاءُ وَغِلَظُ الْقُلُوْبِ فِیْ الْفَدَّادِیْنَ اَھْلِ الْوَبَرِ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ فِیْ رَبِیْعَةَوَمُضَرَ(متفق علیه)4-2645

حضرت ابومسعود انصاری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، فتنے مشرق سے اٹھیں گے۔ جورو جفا اور دلوں کی سختی بالوں کے خیموں میں رہنے والے کریہ الصوت بادیہ نشینوں یعنی قبائل ربیعہ اور مضر میں ہے جو اونٹوں اور بیلوں کی دم سے چمٹے رہنے والے ہیں۔(بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ غِلَظُ الْقُلُوْبِ وَالْجَفَاءُ فِیْ الْمَشْرِقِ وَالْاِیْمَانُ فِیْ اَھْلِ الْحِجَازِ(رواہ مسلم)5-2646

حضرت جابر ﷺ بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، دلوں کی سختی اور جورو جفا اہل مشرق میں ہوگی۔ اور ایمان اہل حجاز شیوہ ہوگا۔(مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْایَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَفِیْ نَجْدِنَا قَالَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَافِیْ شَامِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْایَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَفِیْ نَجْدِنَا فَاَظُنُّہٗ قَالَ فِیْ الثَّالِثَةِ ھُنَاکَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِھَا یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطٰنِ(رواہ البخاری)6-2647

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ! ہمارے شام کو بابرکت بنادے۔ اے ہمارے اللہ! ہمارے یمن کو برکت سے بھر دے۔ صحابہ کرام ﷺ نے کہا، یارسول اللہ! ہمارے نجد کے بارے بھی دعا فرمائیں۔ آپ نے پھر دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے شام کو بابرکت بنادے! اے اللہ! ہمارے یمن میں برکت فرمادے! انہوں نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے نجد کے لیے بھی برکت کی دعا فرمائیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا خیال ہے تیسری بار آپ نے فرمایا، اس طرف سے زلزلے اور فتنے برپا ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ نمودار ہوگا۔(بخاری)

بَابُ ثَوَابِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ

امت مسلمہ کے ثواب کا بیان

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّمَا اَجَلُكُمْ فِیْ اَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الْاُمَمِ مَابَیْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَاِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْیَهُوْدِ وَالنَّصٰرٰی كَرَجُلِ نِ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ اِلٰی نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْیَهُوْدُ اِلٰی نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰی صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰی مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ اِلٰی صَلٰوةِ الْعَصْرِ عَلٰی قِیْرَاطٍ قِیْرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ یَّعْمَلُ لِیْ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰی قِیْرَاطَیْنِ قِیْرَاطَیْنِ اَلَا فَاَنْتُمُ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰی مَغْرِبِ الشَّمْسِ اَلَا لَكُمُ الْاَجْرُ مَرَّتَیْنِ فَغَضِبَتِ الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی فَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ عَمَلًا وَاَقَلُّ عَطَاءً قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَهَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَیْئًا قَالُوْا لَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَاِنَّهٗ فَضْلِیْ اُعْطِیْهِ مَنْ شِئْتُ (رواہ البخاری)

پہلی فصل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا تمہاری مدت عمر، تم سے پہلے لوگوں کی مدت عمر کے مقابلے میں اس قدر ہے جیسے عصر کی نماز سے سورج غروب ہونے کا وقت ہے۔ تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے کچھ مزدوروں کو کام پر لگایا۔ اس نے مزدوروں سے کہا ایک ایک قراط پر میرے لیے کون دو پہر تک مزدوری کرے گا؟ تو یہود نے دو پہر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر اس نے کہا: کون دو پہر سے عصر تک ایک ایک قیراط پر کام کرے گا؟ تو نصاریٰ نے دو پہر سے عصر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر اس نے کہا کون شخص عصر کی نماز سے لے کر سورج غروب ہونے تک دو دو قیراط پر کام کرے گا۔ جان لو تم ہی ہو جو عصر کی نماز سے لے کر سورج غروب ہونے تک کام کر رہے ہو، اور تمہارا ثواب دو گنا ہے۔ اس پر یہود و نصاریٰ ناراض ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا کام زیادہ ہے۔ اور ہمیں مزدوری کم ملی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کیا میں نے تمہاری مزدوری سے کم دیا ہے؟ انہوں نے اعتراف کیا۔ بالکل نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ میرا انعام ہے، میں جسے چاہتا ہوں عطا کرتا ہوں۔ (بخاری)

1-2648

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِیْ لِیْ حُبًّا نَاسٌ یَكُوْنُوْنَ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم نے فرمایا: میری امت سے میرے ساتھ بہت زیادہ محبت کرنے والے وہ

بَعْدِیْ یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ رَاٰنِیْ بِاَهْلِهٖ وَمَالِهٖ (رواه مسلم) 2-2649

لوگ ہیں جو میری وفات کے بعد ہوں گے۔ وہ آرزو کریں گے۔ کاش! وہ اپنے اہل اور مال قربان کر کے صرف مجھے دیکھ ہی لیں۔ (مسلم)

وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ (متفق علیه) 3-2650

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ میری امّت سے ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم رکھے گی۔ جو شخص ان کی مدد کرنا چھوڑے گا' یا ان کی مخالفت کرے گا وہ انہیں ہرگز نقصان نہیں دے سکے گا۔ حتی کہ اسی حالت میں انہیں موت آئے گی۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

احادیث کی دوسری کتب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل ہے' کہ بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے۔ جب کہ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ یہ سب کے سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک جماعت کے۔ پوچھا گیا: یہ کون خوش قسمت ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِیْ

جس طریقے پر میں اور میرے صحابہ ہیں

دشمن دین انہیں نقصان پہنچانے کی بہت کوشش کریں گے۔ لیکن ان کو دین خالص سے نہیں پھیر سکیں گے۔ اور یہ جماعت قیامت تک اپنا کام کرتی رہے گی

تعارف ابو ہریرہؓ اکیڈمی

دانشوران قوم اور دینی طلبہ کامدّت سے مطالبہ تھا کہ درس نظامی کے نصاب میں تبدیلی اور ایسے ادارے معرض وجود میں لائے جائیں جن میں گریجویٹ' جید علماء تیار کیے جائیں جو عصر حاضر کے چیلنجز کا مقابلہ کرتے ہوئے ہر شعبہ زندگی میں قرآن سنّت کا انقلاب برپا کرسکیں۔ہم نے مقامی وسائل سے 1997ء میں ابو ہریرہ اکیڈمی کی صورت میں کامیاب تعلیمی منصوبہ کی ابتدا کی ہے۔ملک کا باشعور طبقہ اور علماء اکرام جانتے ہیں کہ شاید ہی کسی مسلک کا ایسا ادارہ ہو جہاں درس نظامی کے ساتھ باقاعدہ ایف اے' بی اے' ایم اے' کروایا جاتا ہو۔اس لحاظ سے ابو ہریرہؓ اکیڈمی ہی واحد ادارہ ہے جہاں علوم اسلامیہ اور کالج کی تعلیم یکساں طور پر دی جارہی ہے۔

داخلہ

☆علوم اسلامیہ معہ بی اے' ایم اے صرف چار سال میں ☆مختصر آسان اور جدید سلیبس ☆ داخلہ میٹرک کے امتحان کے بعد تاہم فیل ہونے کی صورت میں طالب علم کو فارغ کردیا جائے گا۔

مصنف کا مختصر تعارف

میاں محمد جمیل 1947ء کو گوہڑ چک 8 ضلع قصور، ارائیں فیملی میاں محمد ابراہیمؒ کے گھر پیدا ہوئے۔یہ گاؤں پنجاب میں علمی دینی تبلیغی لحاظ سے بڑے بڑے علماء اور قومی رہنماؤں کا مرکز رہا ہے۔

تعلیم وتربیت

سکول کی ابتدائی تعلیم کے بعد میاں صاحب نے اپنے گاؤں میں قرآن پاک حفظ کیا پھر جامعہ اسلامیہ سے ایم۔اے اسلامیات، فاضل اردو اور وفاق المدارس کی ڈگریاں حاصل کیں اور اب لاہور میں کاروبار کے ساتھ جامع مسجد ابو ہریرہؓ میں خطابت اور فری ابو ہریرہؓ اکیڈمی کی نظامت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

ہرمکتب فکر کے خطباء اور طلبہ کے لیے مفید ترین خطبات

ازقلم: پروفیسر حافظ عبدالستار حامد (وزیرآباد)

- خطبات سورۃ نور
- خطبات سورۃ یٰسین
- خطبات سورۃ فاتحہ
- خطبات آیت الکرسی
- خطبات سورۃ کہف
- خطبات سیرت مصطفیٰ ﷺ
- خطبات سورۃ مریم
- انوار رمضان
- خطبات سورۃ یوسف علیہ السلام

خاص وعام حضرات کے لیے یکساں مفید

ازقلم: حافظ عبدالشکور (گوجرانوالہ)

- رسول اللہ ﷺ کے آنسو
- تعلیم الرسول ﷺ
- رسول اللہ ﷺ کی مسکراہٹیں
- وظائف محمدیہ ﷺ
- پنج سورۃ مع قرآنی دعائیں
- صحیح اسلامی واقعات
- حیات صحابہ ؓ کے ایمان افروز واقعات

نشریات اکیڈمی

از قلم میاں محمد جمیل

۱۔ دین تو آسان ہے
۲۔ برکات رمضان
۳۔ آپ ﷺ کا حج
۴۔ انبیاء کا طریقہ دعا
۵۔ سیرت ابراہیم علیہ السلام
۶۔ زکوٰۃ کے مسائل و فوائد
۷۔ اتحاد امت اور نظم جماعت
۸۔ آپ ﷺ کا تہذیب و تمدن
۹۔ فضیلت قربانی اور اس کے مسائل
۱۰۔ مشکلات کیوں؟ نکلنے کے الہامی راستے
۱۱۔ جادو کی تباہ کاریاں۔ ان کا شرعی علاج
۱۲۔ آپ ﷺ کی نماز قیام ہجود کی عملی تصاویر

منفرد تفسیر

فہم القرآن

ابن کثیر، کشاف، جامع البیان، رازی و دیگر عربی تفاسیر کا خلاصہ، اور تفسیر ثنائی، احسن، معارف، تدبر، تیسیر و تفہیم القرآن کے اہم نکات پر مشتمل جدید و قدیم علوم کا سنگم۔ جس میں لفظی ترجمہ حل لغات، تفسیر بالحدیث کا التزام۔ پہلے پانچ پاروں پر محیط جلد اول رمضان 2006 میں دستیاب ہوگی انشاء اللہ